سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2003

بدھ 29، جمعرات 30، جمعۃ المبارک 31۔ جنوری 2003

پیر 3، منگل 4، جمعرات 6، جمعۃ المبارک 7 اور ہفتہ 8 ۔ فروری 2003

(یوم الاربعا25، یوم الخمیس26، یوم الجمع27۔ ذوالقعدہ، یوم الاثنین، یکم ذوالحجہ، یوم الثلاثہ2،
یوم الخمیس 4، یوم الجمع 5، یوم السبت6۔ذوالحجہ،1423ھ)

چودھویں اسمبلی : پانچواں اجلاس

جلد 5 ،شمارہ 1 تا 8

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

مندرجات

پانچواں اجلاس

بدھ' 29۔ جنوری 2003

جلد 5 ، شمارہ 1

نمبر شمار		صفحہ
-1	اجلاس کی طلبی کا اعلامیہ	1
-2	ایجنڈا	3
-3	ایوان کے عہدے دار	5
-4	تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ	9
-5	چیئرمینوں کا پینل	10
-6	نومنتخب اراکین اسمبلی کا حلف	11
-7	مرحومین کے لئے فاتحہ خوانی	12
-8	سپیکر کی جانب سے نومنتخب اراکین' وزراء' معاونین خصوصی' مشیران اور قائد حزب اختلاف کو مبارک باد	12
-9	رکن اسمبلی کا حلف	19
	سوالات	
-10	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات	20
-11	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)	56
-12	غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات	79

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ

13- اراکین اسمبلی کی رخصت کی درخواستیں ________ 86

تحاریک استحقاق۔۔۔

14- سینئر ممبر بورڈ آف ریونیو کا ایم پی اے سے بات کرنے سے انکار ________ 89
15- اراکین اسمبلی کے لئے میڈیکل سہولیات کی عدم دستیابی ________ 92
16- انسپکٹر لیگل دفتر ایس پی آفس صدر کی طرف سے رکن
اسمبلی کے ساتھ نازیبا سلوک ________ 94
17- ایس پی سٹی لاہور کا ارکان اسمبلی کے ساتھ غیر مہذبانہ رویہ ________ 95

تحاریک التوائے کار۔۔۔

18- تحصیل چنیوٹ میں ٹیوب ویل لگانے پر کسانوں کا احتجاج ________ 110
19- لاہور کے لئے جدید مذبح خانے کی تعمیر میں رکاوٹ ________ 112
20- بکرے کے گوشت کی قیمت میں اضافہ ________ 114
21- رائیونڈ۔۔۔ ملتان روڈ سے ملحقہ علاقوں کا فیکٹریوں
سے پیدا شدہ آلودگی سے بچاؤ ________ 115

ایوان کی میز پر رکھے گئے آرڈیننس۔۔۔

22- آرڈیننس (ترمیم) ملازمت سے برطرفی (خصوصی اختیارات)
پنجاب مجریہ 2002 ________ 117
23- آرڈیننس (ترمیم اول) دی بینک آف پنجاب مجریہ 2002 ________ 118
24- آرڈیننس (ترمیم اول) مقامی حکومت' پنجاب مجریہ 2003 ________ 122

صفحہ	مندرجات	نمبر شمار
	مسودہ قانون (جو پیش کیا گیا)	
123	مسودہ قانون (ترمیم) نوعمر افراد کی تمباکو نوشی پنجاب مصدرہ 2003	25-
124	تعلیم پر عام بحث	26-
	جمعرات' 30۔ جنوری 2003	
	جلد 5 ، شمارہ 2	
183	ایجنڈا	27-
185	تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ	28-
	سوالات	
195	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات	29
213	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)	30-
231	غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات	31-
	تعزیت	
235	پیر رفیع الدین شاہ ایم پی اے کے والد گرامی کی وفات پر تعزیت	32-
	توجہ دلاؤ نوٹس	
236	سابق وزیر قانون کے قاتلوں کی گرفتاری	33-
246	رکن اسمبلی کی رخصت	34-

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ

مسئلہ استحقاق۔

-35 انسپکٹر لیگل دفتر ایس پی صدر کی طرف سے رکن اسمبلی
کے ساتھ ناروا سلوک (۔۔۔بحث جاری) ________________ 249

تحاریک التوائے کار۔

-36 مسلم مسجد لوہاری گیٹ' لاہور سے مؤذن خادم کی اسامی کا خاتمہ ________________ 251

-37 دیہاتی عوام کو لاغر اور بیمار جانوروں کے گوشت کی فروخت ________________ 253

-38 ضلع سیالکوٹ اور ضلع گوجرانوالہ کو ملانے والی پختہ
سڑک کی تعمیر میں تاخیر ________________ 254

مسودات قانون۔

-39 مسودہ قانون (ترمیم) ادارہ محتسب پنجاب مصدرہ 2003 ________________ 263

-40 مسودہ قانون (امتناع ظاہری نمود و نمائش و بے جا مصارف) تقریبات
شادی پنجاب مصدرہ 2003 ________________ 263

-41 امن عامہ پر عام بحث ________________ 264

جمعۃ المبارک' 31۔ جنوری 2003

جلد 5، شمارہ 3

-42 ایجنڈا ________________ 365

-43 تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ ________________ 367

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ
	سوالات ـــ	
-44	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات	368
-45	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)	399
-46	غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات	416
-47	**مسئلہ استحقاق ـــ**	420
	تحاریک التوائے کار ـــ	
-48	رائے ونڈ روڈ اور ملتان روڈ لنک پر ماحولیاتی آلودگی کے انسداد کے لئے اقدامات	422
-49	اراکین اسمبلی کے لئے ترقیاتی فنڈز کی بلا امتیاز تخصیص	424
-50	مجالس خصوصی کی رپورٹوں کا ایوان میں پیش کیا جانا	438
-51	مجلس خصوصی نمبر I کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع	439
-52	صحت پر عام بحث	444
	پیر' 3- فروری 2003	
	جلد 5 ، شمارہ 4	
-53	ایجنڈا	551
-54	تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ	553

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ

سوالات

-55 نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات ---------------- 554

-56 نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے) ---------------- 585

-57 غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات ---------------- 609

توجہ دلاؤ نوٹس

-58 جام پور میں چار بہنوں کا اغواء اور صدر اہل سنت و الجماعت کا قتل ---------------- 615

مسئلہ استحقاق

-59 ایس ایچ او' مدینہ ٹاؤن فیصل آباد کا رکن اسمبلی
سے رقم کا تقاضا اور بدتمیزی ---------------- 620

-60 چیئرمین' بورڈ آف انٹرمیڈیٹ اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن لاہور کا
رکن اسمبلی کے ساتھ توہین آمیز سلوک ---------------- 624

تحاریک التوائے کار

-61 بکرے کے گوشت کی قیمت میں اضافہ---(بحث جاری) ---------------- 627

-62 دیہاتوں میں لاغر اور بیمار جانوروں کے گوشت
کی فروخت ---(بحث جاری) ---------------- 631

-63 پانی کی کمی کے باعث پنجاب کی فصلوں کو نقصان کا خدشہ ---------------- 631

-64 حلقہ پی پی-156 لاہور کی آبادیوں کے لئے قبرستان کی عدم موجودگی ---------------- 634

-65 محکمہ ہاؤسنگ' اربن ڈویلپمنٹ اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ پر عام بحث ---------------- 637

-66 مجلس خصوصی نمبر 1 کی رپورٹیں ایوان میں پیش
کرنے کی میعاد میں توسیع ---------------- 642

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ

منگل' 4۔ فروری 2003

جلد 5 ، شمارہ 5

67- ایجنڈا ________________ 691

68- تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ ________________ 693

سوالات ـــ

69- نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات ________________ 694

70- نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے) ________________ 730

71- غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات ________________ 744

مسئلہ استحقاق ـــ

72- ایس ایچ او مدینہ ٹاؤن فیصل آباد کا رکن اسمبلی
سے رقم کا تقاضا اور بدتمیزی ـــ(بحث جاری) ________________ 747

73- چیئرمین پنجاب ٹیکنیکل بورڈ کا رکن اسمبلی سے ملنے سے انکار ________________ 751

تحاریک التوائے کار ـــ

74- جی ٹی روڈ گوجرانوالہ تا لاہور سست رفتار اور پھیلاؤ
والی گاڑیوں کی آمد و رفت سے نظام ٹریفک میں تعطل ________________ 755

75- سیالکوٹ کے آڑھتیوں اور ڈیلروں کی ناپ تول میں بددیانتی ________________ 760

قراردادیں ـــ

76- قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد انضباط کار 1997 کے قاعدہ
234 کے تحت قواعد 32,27 اور 115 کی معطلی ________________ 765

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ
-77	یوم یکجہتی کشمیر پر قرارداد	765

غیر سرکاری ارکان کی کارروائی

(مفاد عامہ سے متعلق قراردادیں) ـــــ

-78	پاک پتن اور عارف والا کو سوئی گیس کی فراہمی	771
-79	بہادر نگر فارم ضلع اوکاڑہ میں بنیادی مرکز صحت کا قیام	773
-80	آوارہ کتوں کو مارنے کی مہم	778
-81	وزیراعلیٰ پنجاب چودھری پرویز الٰہی کو جمہوریت کی بحالی پر خراج تحسین	783
-82	پانچ مرلے تک کی رہائش پر پراپرٹی ٹیکس کی چھوٹ	812

جمعرات '6- فروری 2003

جلد 5 ، شمارہ 6

-83	ایجنڈا	829
-84	تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ	831
-85	سمبڑیال سیالکوٹ ڈرائی پورٹ پر حادثے میں جاں بحق ہونے والوں کے لئے دعائے مغفرت	832

سوالات ـــــ

-86	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات	832
-87	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)	864

صفحہ	مندرجات	نمبر شمار
	توجہ دلاؤ نوٹس۔۔۔	
894	فیصل آباد میں جمعہ کے خطبے کے دوران فائرنگ سے امام مسجد کا قتل اور کئی افراد کا زخمی ہونا	88-
	مسئلہ استحقاق۔۔۔	
902	چیئرمین بورڈ آف انٹرمیڈیٹ اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن لاہور کا ایم پی اے کے ساتھ تضحیک آمیز سلوک ۔۔۔(بحث جاری)	89-
	تحاریک التوائے کار۔۔۔	
907	سمبڑیال ڈرائی پورٹ پر آتش گیر مادے سے لدے کنٹینرز میں دھماکوں اور آگ کی وجہ سے ہونے والی اموات	90-
	سرکاری کارروائی۔۔۔	
	(مسودات قانون)	
920	مسودہ قانون (ترمیم) ادارہ محتسب پنجاب مصدرہ 2003	91-
968	مسودہ قانون (ترمیم) ملازمت سے برطرفی (خصوصی اختیارات) پنجاب مصدرہ 2003	92-
	جمعۃ المبارک' 7۔ فروری 2003	
	جلد 5 ، شمارہ 7	
1001	ایجنڈا	93-
1003	تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ	94-

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ

سوالات

-95	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات	1004
-96	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)	1035
-97	غیر نشان زدہ سوال اور اس کا جواب	1049

مسئلہ استحقاق

-98	چیئرمین پنجاب ٹیکنیکل بورڈ کا رکن اسمبلی سے ملنے سے انکار	1052
-99	مجلس خصوصی نمبر 1 کی رپورٹ (جو ایوان میں پیش کی گئی)	1054

تحاریک التوائے کار

-100	کھانے والی سبزیوں پر کیڑے مار ادویات کے استعمال سے عوام میں اضطراب	1057
-101	نابالغ بچوں میں سگریٹ نوشی اور نشے کی بری عادات کا تدارک	1060
-102	جہیز کی نمائش اور فضول رسومات کے خاتمے کے لئے قانون کا نفاذ	1061
-103	شادی بیاہ کے موقع پر کھانے کی پابندی کے خاتمے سے عوام میں بے چینی	1063
-104	پل چکھو جی ٹی روڈ کی خستہ حالی کے باعث متبادل راستہ تیار کرنے میں حکومت کی عدم توجہی	1064

سرکاری کارروائی

مسودات قانون (جو زیر بحث لائے گئے)

-105	مسودہ قانون (ترمیم اول) دی بنک آف پنجاب مصدرہ 2003	1065

صفحہ	مندرجات	نمبر شمار

-106 مسودہ قانون کو زیر بحث لانے کے لئے قواعد انضباط کار
1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 95 کی معطلی کی تحریک ---------------- 1068

-107 مسودہ قانون (امتناع ظاہری نمود و نمائش و بے جا مصارف)
تقریبات شادی پنجاب مصدرہ 2003 ---------------- 1069

ہفتہ' 8۔ فروری 2003

جلد 5 ، شمارہ 8

-108 ایجنڈا ---------------- 1099

-109 تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ ---------------- 1101

-110 اراکین اسمبلی کی رخصت کی درخواستیں ---------------- 1105

دعائے مغفرت

-111 ڈاکٹر نادیہ عزیز ایم پی اے کے دادا کی وفات پر فاتحہ خوانی ---------------- 1110

تحاریک التوائے کار

-112 پل پلکھو جی ٹی روڈ کی خستہ حالی کے باعث متبادل راستہ
تیار کرنے میں حکومت کی عدم توجہی ۔۔(بحث جاری) ---------------- 1111

-113 گنے کے کاشت کاروں کے ساتھ شوگر مل مالکان کا ظالمانہ رویہ ---------------- 1112

سرکاری کارروائی

-114 مجلس خصوصی نمبر 1 کی رپورٹ کا پیش کیا جانا ---------------- 1138

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ

مسودہ قانون (جو زیر غور لایا گیا)

115۔ مسودہ قانون (ترمیم اوّل) مقامی حکومت پنجاب مصدرہ 2003 ________________ 1138

116۔ اجلاس کے اختتام کا اعلامیہ ________________ 1226

منسلکہ جات

117۔ وزیراعلیٰ کے تیقن کے لئے صدر کی جانب سے طلب کئے جانے والے اجلاس کی قانونی حیثیت کے بارے میں سپیکر کی رولنگ ________________ 1227

118۔ وزراء کے اضافی چارج کا نوٹیفکیشن ________________ 1228

اجلاس کی طلبی کا اعلامیہ

23۔ جنوری 2003

No . PAP-Legis-1(33)/2003/420 . The following Order, made by the Governor of the Punjab, is hereby published for general information:-

"In exercise of the powers conferred on me under Article 109 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, I, **Lt. Gen. (Retd) Khalid Maqbool,** *Governor of the Punjab*, hereby summon Provincial Assembly of the Punjab to meet on 29 January, 2003 at 10:00 a.m. in the Assembly Chambers, Lahore."

Dated Lahore: **(LT. GEN.(RETD) KHALID MAQBOOL)**

22 January, 2003 Governor of the Punjab

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ 29-جنوری 2003

1۔ سوالات (محکمہ تعلیم)

(1) نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(2) غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

2۔ سرکاری کارروائی

ایوان کی میز پر رکھے جانے والے آرڈیننس اور پیش کیے
جانے والے مسودات قانون

(1) آرڈیننس (ترمیم) ملازمت سے برطرفی (خصوصی اختیارات) پنجاب مجریہ 2002
(پنجاب آرڈیننس نمبر 83 بابت 2002)

(2) آرڈیننس (پہلی ترمیم) بنک آف پنجاب مجریہ 2002
(پنجاب آرڈیننس نمبر 1 بابت 2003)

(3) آرڈیننس (پہلی ترمیم) لوکل گورنمنٹ پنجاب مجریہ 2003
(پنجاب آرڈیننس نمبر 2 بابت 2003)

(4) مسودہ قانون (ترمیم) نوعمر افراد کی تمباکو نوشی پنجاب مصدرہ 2003
(مسودہ قانون 1 بابت 2003)

3۔ تعلیم پر عام بحث

صوبائی اسمبلی پنجاب

1 - ایوان کے عہدیدار

(1)	جناب سپیکر	،	چودھری محمد افضل ساہی
(2)	جناب ڈپٹی سپیکر	،	سردار شوکت حسین مزاری
(3)	قائد ایوان	،	چودھری پرویز الٰہی
(4)	قائد حزب اختلاف	،	جناب قاسم ضیاء

2 - چیئرمینوں کا پینل

(1)	سردار حسن اختر موکل	،	پی پی - 180
(2)	جناب محمد عظیم گھمن	،	پی پی - 131
(3)	راجہ ریاض احمد	،	پی پی - 65
(4)	محترمہ نسیم لودھی	،	ڈبلیو - 298

3 - کابینہ

(1)	جناب محمد بشارت راجہ	،	وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی/ قانون و پارلیمانی امور/ اطلاعات* / انفارمیشن ٹیکنالوجی* / داخلہ* / جنگلی حیات*
(2)	جناب محمد ارشد خان لودھی	،	وزیر زراعت/ منصوبہ بندی و ترقیات*
(3)	چودھری محمد اقبال	،	وزیر خوراک/ امور ملازمت و انتظام عمومی*
(4)	سید اختر حسین رضوی	،	وزیر محنت و افرادی قوت
(5)	میاں عمران مسعود	،	وزیر تعلیم
(6)	چودھری ظہیر الدین خان	،	وزیر مواصلات و تعمیرات/ سماجی بہبود*
(7)	جناب گل حمید خان روکھڑی	،	وزیر مال، ریلیف و اشتمال
(8)	ڈاکٹر محمد شفیق چودھری	،	وزیر آبکاری و محصولات
(9)	جناب مناظر حسین رانجھا	،	وزیر کالونیز
(10)	جناب محمد سبطین خان	،	وزیر کانیں و معدنیات
(11)	چودھری حامد سلطان چیمہ	،	وزیر آبپاشی و قوت برقی
(12)	رانا شمشاد احمد خان	،	وزیر ٹرانسپورٹ
(13)	کرنل (ریٹائرڈ) ملک محمد انور	،	وزیر امداد باہمی
(14)	جناب خادم حسین وٹو المعروف محمد اختر خادم	،	وزیر زکوٰۃ و عشر/ اوقاف*

* بذریعہ ایس اینڈ جی اے ڈی نوٹیفکیشن نمبر CAB-II/2-3/2002، مورخہ 31۔ جنوری 2003، وزراء کو ان کے اپنے محکموں کے علاوہ دیگر محکمہ جات برائے اجلاس (29۔جنوری تا 8۔فروری 2003) تفویض کئے گئے۔

(15) جناب حسین جہانیاں گردیزی ، وزیر خواندگی و غیر رسمی بنیادی تعلیم

(16) ڈاکٹر طاہر علی جاوید ، وزیر صحت

(17) مخدوم اشفاق احمد ، وزیر تحفظ ماحولیات

(18) جناب محمد اجمل چیمہ ، وزیر صنعت

(19) سید رضا علی گیلانی ، وزیر ہاؤسنگ، اربن ڈویلپمنٹ اینڈ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ

(20) سید ہارون احمد سلطان بخاری ، وزیر لائیو سٹاک اینڈ ڈیری ڈویلپمنٹ

(21) جام محمد ہاشم نگیجہ ، وزیر بہبود آبادی

(22) ڈاکٹر اشفاق الرحمان ، وزیر جنگلات و ماہی پروری

(23) سردار حسنین بہادر دریشک ، وزیر خزانہ

(24) میاں محمد اسلم اقبال ، وزیر سیاحت

(25) چودھری شوکت علی بھٹی ، وزیر ثقافت و امور نوجوانان

(26) سردار نعیم اللہ خان شاہانی ، وزیر کھیل

4 ۔ ایڈووکیٹ جنرل

سید شبر رضا رضوی

5 ۔ ایوان کے افسران

(1) سیکرٹری ، ڈاکٹر سید ابو الحسن نجمی

(2) ایڈیشنل سیکرٹری-I ، جناب سعید احمد

(3) ایڈیشنل سیکرٹری-II ، جناب قدیر حسین قیصر

(4) ڈپٹی سیکرٹری (قانون سازی) ، ملک مقصود احمد

صوبائی اسمبلی پنجاب

(چودھویں اسمبلی کا پانچواں اجلاس)

بدھ، 29۔ جنوری 2003

(یوم الاربعاء، 25۔ ذوالقعدہ 1423ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 10 بج کر 19 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ قاری سید صداقت علی نے پیش کیا۔

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ٥

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ٥

اَلرَّحْمٰنُ۞ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ۞ خَلَقَ الْاِنْسَانَ۞ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ۞
اَلشَّمْسُ وَالْقَمَرُ بِحُسْبَانٍ۞ وَّالنَّجْمُ وَالشَّجَرُ يَسْجُدٰنِ۞ وَالسَّمَآءَ
رَفَعَهَا وَوَضَعَ الْمِيْزَانَ۞ اَلَّا تَطْغَوْا فِى الْمِيْزَانِ۞ وَاَقِيْمُوا
الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ وَلَا تُخْسِرُوا الْمِيْزَانَ۞ وَالْاَرْضَ وَضَعَهَا
لِلْاَنَامِ۞ فِيْهَا فَاكِهَةٌ وَّالنَّخْلُ ذَاتُ الْاَكْمَامِ۞ وَالْحَبُّ
ذُو الْعَصْفِ وَالرَّيْحَانُ۞ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ۞

سورۃ الرحمٰن آیات، 1 تا 13

(خدا جو) نہایت مہربان٥ اسی نے قرآن کی تعلیم فرمائی٥ اسی نے انسان کو پیدا کیا٥ اسی نے اس کو بولنا سکھایا٥ سورج اور چاند ایک حساب مقرر سے چل رہے ہیں٥ اور ستارے اور درخت سجدہ کر رہے ہیں٥ اور اسی نے آسمان کو بلند کیا اور ترازو قائم کی٥ کہ ترازو (سے تولنے) میں حد سے تجاوز نہ کرو٥ اور انصاف کے ساتھ ٹھیک تولو۔ اور تول کم مت کرو٥ اور اسی نے خلقت کے لئے زمین بچھائی٥ اس میں میوے اور کھجور کے درخت ہیں جن کے خوشوں پر غلاف ہوتے ہیں٥ اور اناج جس کے ساتھ بھُس ہوتا ہے اور خوشبودار پھول٥ تو (اے گروہ جن و انس) تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟٥ وما علینا الاالبلاغ٥

چیئرمینوں کا پینل

جناب سپیکر: اب میں سیکرٹری اسمبلی سے کہوں گا کہ وہ پینل آف چیئرمین کا اعلان کریں۔

سیکرٹری اسمبلی: بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم ○ قواعد انضباطِ کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ 13 کے تحت جناب سپیکر نے اسمبلی کے اِس اجلاس کے لئے چار معزز اراکین پر مشتمل بحسبِ ترتیب و تقدیم ذیل صدر نشینوں کی جماعت تشکیل فرمائی ہے۔

1۔	سردار حسن اختر موکل	پی پی۔ 180
2۔	جناب محمد عظیم گھمن	پی پی۔ 131
3۔	راجہ ریاض احمد	پی پی۔ 65
4۔	محترمہ نسیم لودھی	ڈبلیو۔ 298

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! میں کورم کی نشاندہی کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: چونکہ کورم کی نشان دہی ہو گئی ہے لہذا گنتی کی جائے۔ (گنتی کی گئی) کورم پورا نہیں ہے۔ لہذا پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلے پر 5 منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب سپیکر: معزز اراکین سے گزارش ہے کہ وہ اپنی اپنی سیٹوں پر تشریف رکھیں۔ گنتی کی جائے۔ (گنتی کی گئی) کورم پورا نہیں ہے لہذا اجلاس کی کارروائی 25 منٹ کے لئے ملتوی کی جاتی ہے۔

(اس مرحلے پر اجلاس کی کارروائی 25 منٹ کے لئے ملتوی کی گئی)

(25 منٹ کے وقفہ کے بعد 10 بج کر 50 منٹ پر جناب سپیکر کرسئ صدارت پر متمکن ہوئے)

نو منتخب اراکین اسمبلی کا حلف

جناب سپیکر، اب میں ان معزز اراکین سے درخواست کروں گا، جو اس چیمبر میں موجود ہیں لیکن ابھی تک انہوں نے حلف نہیں اٹھایا، وہ اپنی نشستوں پر کھڑے ہو کے حلف اٹھا لیں اور حلف اٹھانے کے بعد حلف کے رجسٹر پر باری باری اپنے دستخط ثبت فرمائیں۔ گنتی ہو چکی ہے، کورم پورا ہے۔ جی راجہ صاحب!

راجہ ریاض احمد، جناب والا! پنجاب کی حکومت نے دھونس اور دھاندلی کے ساتھ ان لوگوں کو جتوایا ہے۔۔۔

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔ شکریہ۔

(اس مرحلے پر پندرہ نئے اراکین اسمبلی نے حلف اٹھایا)

سیکرٹری اسمبلی، معزز ممبران ایک ایک کر کے رجسٹر پر دستخط فرما دیں۔

(اس مرحلے پر سیکرٹری اسمبلی نے مندرجہ ذیل معزز اراکین اسمبلی کے نام پکارے)

نمبر شمار	نام رکن	حلقہ نیابت
1۔	جناب محمد وقاص	پی پی 8 راولپنڈی 8
2۔	جناب عامر حیات خان نیازی	پی پی 44 میانوالی 2
3۔	جناب سعید اکبر خان	پی پی 47 بھکر 1
4۔	سردار دلدار احمد چیمہ	پی پی 61 فیصل آباد 11
5۔	شیخ اعجاز احمد	پی پی 72 فیصل آباد 22
6۔	جناب محمد بشارت راجہ	پی پی 110 گجرات 3
7۔	حاجی قیصر امین بٹ	پی پی 142 لاہور 6
8۔	جناب عبدالعلیم خان	پی پی 147 لاہور 11
9۔	جناب مشتاق احمد (ایڈووکیٹ)	پی پی 163 شیخوپورہ 2
10۔	جناب محمد حسنین خان بوسن	پی پی 200 ملتان 7
11۔	جناب محمد محسن خان لغاری	پی پی 245 ڈیرہ غازی خان 6

12۔	جناب غزالی رحیم خان چانڈی	پی پی 247 راجن پور 1
13۔	چودھری اصغر علی گجر	پی پی 264 لیہ 3
14۔	مہر فضل حسین سمرا	پی پی 266 لیہ 5
15۔	سردار محمد دریا خان فیاض	پی پی 295 رحیم یار خان 11

ادارتی نوٹ، اس طرح حلف اٹھانے والے اراکین کی تعداد 369 ہو گئی ہے۔

مرحومین کے لئے فاتحہ خوانی

جناب سپیکر، چودھری فاروق صاحب اور ان کے ساتھیوں کے لئے اور ڈسکہ میں جو اقلیت کے لوگ ہلاک ہوئے ہیں ان کے لئے فاتحہ خوانی کی جائے۔ اقلیت کے معزز رکن پوائنٹ آف آرڈر پر اپنی سیٹ پر کھڑے ہیں اور ان کی request پر فاتحہ خوانی کی جا رہی ہے۔ جی، چودھری اقبال صاحب!

چودھری محمد اقبال، جناب سپیکر! بیگم شاہین عتیق الرحمٰن صاحبہ جو 1985 سے اس ہاؤس کی ممبر رہی ہیں اور ہماری ساتھی ہیں۔ ان کی والدہ کے لئے بھی فاتحہ خوانی کر لی جائے اور جو مسلمان بھائی آج تک فوت ہوئے ہیں ان سب کے لئے بھی فاتحہ خوانی کی جائے۔

(اس موقع پر مرحومین کے لئے فاتحہ خوانی کی گئی)

سپیکر کی جانب سے نو منتخب اراکین، وزراء، معاون خصوصی، مشیران اور قائد حزب اختلاف کو مبارک باد

جناب سپیکر، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٥ سب سے پہلے تو آج جن معزز اراکین نے اس ایوان کے اندر حلف اٹھایا ہے ان کو ان کی کامیابی پر میں مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ اس کے بعد وزراء صاحبان، معاونین خصوصی اور مشیران کو مبارک باد پیش کرتا ہوں اور جناب قاسم ضیاء اپوزیشن لیڈر کو بحیثیت اپوزیشن لیڈر ان کی نامزدگی پر دل کی گہرائیوں سے مبارک باد پیش

کرتا ہوں(نعرہ ہائے تحسین)میں امید کرتا ہوں کہ نہ صرف اپوزیشن بلکہ اس ایوان میں بیٹھا ہوا ہر رکن اس ایوان کے معاملات کو احسن طریقے سے چلانے کے لئے میرے ساتھ تعاون کرے گا اور میری راہنمائی کرے گا۔میری یہ بھی گزارش ہوگی کہ اس ایوان کے باہرکروڑوں عوام جن کی دعاؤں کے طفیل ہم سب لوگ اس ایوان تک پہنچے ہیں ان لوگوں نے ہم سے' اس ایوان سے کچھ امیدیں وابستہ کر رکھی ہیں اور میں امید کرتا ہوں کہ یہ پورا ایوان اس صوبے کے سات کروڑ عوام کی امیدوں پر پورا اترنے کی کوشش کرے گا۔ بہت مہربانی'شکریہ

جناب سپیکر، جی' ارشد لودھی صاحب!

وزیر زراعت، جناب سپیکر! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا۔ ہمارے نئے ساتھی جو کامیاب ہو کر اس مقدس ہاؤس میں آئے ہیں' میں اپنی جماعت کی طرف سے ' اپنی طرف سے ان کو دل کی گہرائیوں سے مبارک باد دیتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ وہ اس ہاؤس کے تقدس کے لئے' اس پنجاب کے عوام کے مسائل کو کم کرنے کے لئے دن رات ایک کر دیں گے۔ ہم ان کے لئے نیک خواہشات کی تمنا کر رہے ہیں ۔ میں امیدکرتا ہوں کہ وہ اس ہاؤس کے تقدس کے لئے دن رات کام کریں گے ۔

جناب سپیکر،جی' گجر صاحب!

چودھری اصغر علی گجر، شکریہ' جناب سپیکر! میں آپ کی طرف سے مبارک باد اور انتہائی پُر وقار الفاظ پر آپ کا بے حد مشکور ہوں کہ آپ نے بہت اچھے الفاظ میں ہماری حوصلہ افزائی کی اور آپ کو یہ یقین دلاتا ہوں کہ ایوان کے اندر انشاء اللہ ہم ہر بہتر بات کے لئے' پورے پنجاب کی اچھی نمائندگی کے لئے ہم آپ کے ساتھ پورے طور پر تعاون کریں گے' آپ کے ساتھ رہیں گے۔ آپ سے بھی امید رکھتے ہیں کہ آپ اکثریتی جماعت کے بل بوتے پر اپوزیشن کو بلڈوز نہیں کریں گے اور ان کی دل شکنی نہیں کریں گے میں پھر آپ کے ان الفاظ پر آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں' بڑی مہربانی ' بڑی نوازش۔ میں آپ کے وزراء کو بھی مبارک باد پیش کرتا ہوں اور ان سے امید رکھتا ہوں کہ وہ انتہائی دیانت داری سے اس پنجاب کی نمائندگی کے فرائض سرانجام دیں گے اور ہم ایوان کے اندر آپ کے وزراء کی راہنمائی بھی کریں گے اور

تعاون بھی کریں گے اور ان سے امید رکھتے ہیں کہ وہ حق و صداقت کے لئے ہمارا ساتھ دیں گے' ایوان کا ساتھ دیں گے اور پورے پنجاب کی نمائندگی عدل و انصاف کی بنیاد پر کریں گے۔

جناب سعید اکبر خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی' سعید اکبر خان صاحب!

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! جن خوبصورت الفاظ اور نیک خواہشات سے آپ نے نئے آنے والے ممبران کو خوش آمدید کہا اور گورنمنٹ کی طرف سے گورنمنٹ کے منسٹر نے تمام نئے آنے والوں کو اس ہاؤس میں خوش آمدید کہا اس کے لئے شکریہ! جناب سپیکر! میں بھی اپنے ان تمام ساتھیوں کی طرف سے جنہوں نے آج حلف اٹھایا ہے ' ہم آپ کو یہ یقین دہانی کراتے ہیں کہ اس ہاؤس میں ہم 1985 سے آ رہے ہیں۔ خاص طور پر میں اپنی بات کروں گا۔ میں منسٹر بھی رہا' میں پچھلی اسمبلی میں ان بنچوں پر اپوزیشن کا کردار بھی ادا کرتا رہا' میں اپنی طرف سے اور اپنے تمام نئے ساتھیوں کی طرف سے آپ کو یہ یقین دہانی کراتا ہوں کہ انشاء اللہ پہلے بھی ہم ہمیشہ اس ہاؤس کے تقدس کو بڑھانے کے لئے اور اس صوبے کے عوام کی بہتری کے لیے سوچتے بھی رہے ہیں' ان کی بہتری کے لئے تگ و دو بھی کرتے رہے ہیں' کوشش بھی کرتے رہے ہیں اور اب بھی ہم انہی خواہشات کے ساتھ اس ہاؤس میں آئے ہیں۔ ہم آپ کو یقین دلاتے ہیں کہ ہم انہی خواہشات اور اسی عزم کے ساتھ آئے ہیں اور اسی عزم کو لے کر آگے بڑھیں گے اور آپ کے ساتھ بھرپور تعاون کریں گے' شکریہ۔

جناب سپیکر: جی---

جناب محمد وقاص: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○ جناب سپیکر! میں اس موقع پر آپ کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ جس طرح آپ نے ہمیں خوش آمدید کہا اور پورے پنجاب میں پی پی۔ 8 وہ واحد سیٹ ہے جو اپوزیشن نے ' متحدہ مجلس عمل نے جیتی ہے۔ اس موقع پر میں صرف یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ دوران الیکشن محترم وزیراعلیٰ صاحب وہاں اپنے امیدوار کی campaign کے سلسلے میں تشریف لائے تھے اور وہاں انہوں نے دس کروڑ روپے کی گرانٹ کا اعلان کیا

تھا۔ اگرچہ بارات تو وہی ہے لیکن دولہا بدل گیا ہے اس لئے میں گزارش کروں گا کہ وہ ترقیاتی کام وہاں بدستور ہونے چاہئیں اور آپ کا بھرپور تعاون ہمیں حاصل ہونا چاہئے' شکریہ۔

جناب سپیکر: جی' شکریہ!

شیخ اعجاز احمد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی' شیخ صاحب!

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! آج اس معزز ایوان میں میرا حلف ہوا ہے اور پنجاب کے اس معزز ایوان سے بات کرنے کا پہلی مرتبہ موقع ملا ہے۔ سب سے پہلے میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے آنے والے جو نئے ساتھی ہیں ان کو خوش آمدید کہا۔ میں الیکشن جیتنے کے بعد عمرہ کی ادائیگی کے لئے گیا ہوا تھا' اس لئے میرا حلف نہ ہو سکا۔ آج ہمیں اس معزز ایوان میں یہ عہد کرنا ہے کہ ہم نے رول آف لاء کے لئے' جمہوریت کے لئے اور جیسا کہ آپ نے فرمایا کہ پنجاب اسمبلی کے باہر کروڑوں لوگ اس ایوان پر اپنی نظریں جمائے بیٹھے ہیں اور لوگوں کی یہ خواہش ہے' جو پسے ہوئے طبقات ہیں ان کی خواہش ہے اور وہ ہم سے یہ امید کر رہے ہیں اور یہ کہہ رہے ہیں کہ:

ہم نے غم سے نجات مانگی تھی سہانی بہار مانگی تھی
دینے والے یہ برہمی کیسی ہم نے کیا کائنات مانگی تھی

یہ لوگ غم سے نجات مانگنے والے ہیں۔ اب ہم یہاں پر بیٹھ چکے ہیں۔ ہمیں پورے صوبے کے عوام کے آنسوؤں کو صاف کرنا ہے۔ اگر آپ اس ایوان کو انہی بنیادوں پر چلائیں گے جو آپ کے منصب کے لئے فراہم کر دی گئی ہیں تو پوری اپوزیشن کا تعاون آپ کے ساتھ رہے گا اور نئے آنے والے ساتھیوں کو جہاں مبارک باد کے پیغامات موصول ہو رہے ہیں۔ وہاں میں کہوں گا کہ پی پی۔ 142 لاہور میں جو ضمنی الیکشن ہوا یا دیگر حلقوں میں جو ضمنی الیکشن ہوئے جس طرح حکومتی مشینری نے الیکشن کو bulldoze کیا' ہم اپوزیشن کے ممبران اس بات کو condemn کرتے ہیں۔ 142' لاہور جو کہ میاں نواز شریف اور میاں شہباز شریف کا حلقہ تھا وہاں پر حکومتی مشینری نے ہمارے امیدوار کو زبردستی ہروایا' دھاندلی کی گئی۔ اگر

یہی سلسلہ جاری رہا تو ہم اس معزز ایوان میں اپنا احتجاج بلند کرتے رہیں گے۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: شیخ صاحب' پلیز! تشریف رکھیں ۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ آج محکمہ تعلیم کے بارے میں سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میں رولز کے حوالے سے بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: رانا صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر رولز کی بات کرنے لگے ہیں' ذرا سن لیں۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! بڑی اہم بات ہے کہ کیا کوئی ممبر Notification کے بغیر حلف لے سکتا ہے؟ کیا کوئی ایسا ممبر جس کا Notification ابھی تک پنجاب اسمبلی سیکرٹریٹ میں نہ آیا ہو وہ حلف لے سکتا ہے؟

جناب سپیکر: جی نہیں لے سکتا۔

رانا آفتاب احمد خان: تو ادھر ابھی میں نے ڈپٹی سیکرٹری صاحب سے پوچھا ہے تو انھوں نے بتایا ہے کہ Notification نہیں آیا۔

جناب سپیکر: آپ نام بتائیں کہ کون صاحب ادھر Notification کے بغیر بیٹھے ہوئے ہیں؟

رانا آفتاب احمد خان: جناب! انھوں نے ابھی بتایا ہے کہ ان کے پاس لسٹ نہیں تھی مگر اب لسٹ ان کے پاس آ گئی ہے۔

جناب سپیکر: میرے پاس ان کا Notification موجود ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! قواعد انضباط کار کی کتاب میں Chapter-VIII کو آپ دیکھیں۔ اس میں سوالات سے متعلق ساری معلومات ہیں کہ سوال کیسے put ہوتا ہے' اس کی admissibility کیا ہے ۔ مگر میں نے یہاں آپ کے اسمبلی سیکرٹریٹ میں دیکھا ہے کہ نوٹس کے بعد 14 دن کے اندر اندر آپ کا سوال admit ہو جانا چاہئے مگر یہاں آپ کو جواب نہیں آتا ۔ میں نے جو سوال حلف کے بعد 28 تاریخ کو دیا تھا اس کا جواب مجھے 22 جنوری کو یہ ملا ہے کہ under rule 48(f) آپ کے سوال کا جواب بڑا طویل تھا لہٰذا اس کی admissibility

نہیں ہے' اس سے آپ کے اسمبلی سیکرٹریٹ کی performance نظر آتی ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ کسی سوال کا جواب طویل نہیں ہوتا' ہم بڑا specific سوال کرتے ہیں۔ under the rules within 8 days اسمبلی کے اندر اس کا جواب آنا mandatory ہے۔ آپ کے سیکرٹریٹ کی طرف سے ایسا نہیں ہو رہا۔ اس طرح تو وقفہ سوالات کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ آپ اس پر آمدند' نشستند' گفتند' برخاستند والی بات نہ کریں۔ میں نے normal routine یہ دیکھی ہے کہ آپ ایک cyclostyle letter بھیج دیتے ہیں جس سے حکومت کے محکموں کو تکلیف ہوتی ہے' اس بارے میں توجہ فرمائیں۔ تیسری گزارش یہ ہے کہ ممبران کو بھی تھوڑے سے basic ethics سکھائیں کہ ہاؤس میں cross-talk نہیں ہونی چاہئے۔

جناب سپیکر، شکریہ' رانا صاحب! تشریف رکھیں۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔

چودھری محمد شفیق انور ، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر : جی شفیق صاحب!

چودھری محمد شفیق انور ، بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم o جناب سپیکر! سب سے پہلے تو میں نومنتخب ممبران اسمبلی کو مبارک باد پیش کرتا ہوں اور اس کے ساتھ ساتھ جیسا کہ آپ نے فرمایا کہ ہم ہاؤس کو بلاتفریق چلانا چاہتے ہیں تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ہم اپنے صوبہ پنجاب کی روایات کو برقرار رکھتے ہوئے ہاؤس کے تقدس کا خیال کریں گے اور اپنے عوام کا بھی خیال کریں گے۔ ہمیں یقین اور فخر تھا کہ وزیراعلیٰ پنجاب ہمارے نوجوان ساتھی ہیں' کام کرنا جانتے ہیں اور ہمارے ہی حلقہ رحیم یار خان سے وہ کامیاب ہو کر وزیراعلیٰ پنجاب منتخب ہوئے ہیں۔ لیکن انتہائی افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ پچھلے دنوں وہ دورے پر رحیم یار خان تشریف لے گئے تھے تو ان کے دورے کے بعد پورے علاقے میں انتقامی کارروائیاں شروع ہو گئی ہیں' ٹیچرز کو بلاوجہ ٹرانسفر کیا جا رہا ہے' ڈاکٹر صاحبان کو بلاوجہ ٹرانسفر کیا جا رہا ہے۔ جناب سپیکر! میں آپ کے سوال کا جواب دے رہا ہوں کہ جو توقعات آپ ہم سے رکھتے ہیں ہم بھی آپ سے وہی توقعات رکھتے ہیں---

جناب سپیکر، شفیق صاحب! آپ میری صرف گزارش سن لیں۔ آج محکمہ تعلیم پر بحث ہونی

ہے اس وقت آپ کھل کر بات کر لیجیے گا' پوائنٹ آف آرڈر پر آپ تقریر تو نہیں کر سکتے' پلیز تشریف رکھیں۔ آج آپ نے محکمہ تعلیم پر بحث کرنی ہے' اس وقت اپنی باری پر یہ باتیں کر لیجیے گا۔

چودھری محمد شفیق انور، جناب والا! میں policy matter پر بات کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر، policy matter تو ابھی زیر بحث ہی نہیں ہے۔

چودھری محمد شفیق انور، policy matter یہ ہے کہ آپ نے فرمایا ہے کہ ہم اپنے ہاؤس میں سب کو ساتھ لے کر چلیں گے' ہم کسی کے ساتھ کوئی زیادتی نہیں کریں گے' تو میں اسی سلسلے میں جواب دے رہا ہوں کہ ہم اپنے سپیکر صاحب' اپنے وزراء صاحبان سے اسی رویہ کی توقع رکھتے ہیں۔

محترمہ نشاط افزاء، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی محترمہ' فرمائیے!

محترمہ نشاط افزاء، جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ جب کبھی ہمارے منہ سے کوئی تھوڑی سی منفی یا اختلافی بات نکلتی ہے تو آپ فوراً حکم دے دیتے ہیں کہ مائیک بند کر دیا جائے۔ مجھے آپ وضاحت فرمائیں کہ اپوزیشن بنچز پر جو لوگ بیٹھے ہیں کیا یہ تماشا دیکھنے آئے ہیں؛ اگر ہم کوئی weak point آپ کے سامنے لانا چاہتے ہیں تو آپ فوری طور پر ہمارے مائیک بند کروا دیتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہوا۔۔۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر، آرڈر پلیز! آرڈر پلیز! پلیز' تشریف رکھیں۔

محترمہ نشاط افزاء، میں نہیں بیٹھوں گی' پہلے میری بات سنی جائے۔

جناب سپیکر، آپ سب تشریف رکھیں' میں آپ سب کو موقع دوں گا۔ محترمہ آپ فرمائیں کیا کہنا چاہتی ہیں؟

محترمہ نشاط افزاء، جناب سپیکر! آپ صرف حکومتی پارٹی کے نہیں بلکہ ہمارے بھی نمائندہ ہیں۔ آپ ہماری بات تو سن ہی نہیں رہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ،

اے عندلیب ناداں غوغا مکن اینجا

نازک مزاج شاہاں تابِ سخن ندارد

جناب والا! آپ تو سخن کی تاب ہی نہیں رکھتے۔ جواب کیا دیں گے! (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ آپ تشریف رکھیں۔ مہر صاحب! پلیز تشریف رکھیں۔ میری تمام معزز اراکین سے درخواست ہے کہ آپ نے بہت باتیں کی ہیں۔ پلیز۔ اب ذرا ایک منٹ میری بات بھی سن لیں۔ میری تمام اراکین سے گزارش ہے کہ آج کے وقفہ سوالات میں محکمہ تعلیم کے بارے میں اپوزیشن کی طرف سے یہ سوال اٹھائے گئے ہیں لیکن مجھے یہ دیکھ کر بڑا افسوس ہوا ہے کہ ایک تو اپوزیشن والوں نے کورم کی نشاندہی کی حالانکہ یہ ان کا ہی بزنس تھا۔ وقفہ سوالات سے حکومتی پارٹی کا کوئی تعلق نہیں انھوں نے تو جواب دینے ہیں--- (قطع کلامیاں)

مہر صاحب! تشریف رکھیں۔ پلیز! تشریف رکھیں۔ ذرا مجھے ایک منٹ سن لیں۔ آرڈر پلیز! آرڈر پلیز! تو میں یہ گزارش کر رہا تھا کہ یہ جو وقفہ سوالات ہے اس میں تمام سوالات اپوزیشن کی طرف سے اٹھائے گئے ہیں اور آپ کا ہی بزنس ہے۔ اس لئے پلیز! اس کو چلنے دیں۔ اس کے بعد آپ نے محکمہ تعلیم پر بحث کرنی ہے' اس میں آپ جو بھی کہنا چاہیں کہہ دیں۔ پھر کل لاء اینڈ آرڈر پر بات ہونی ہے' اس پر بھی آپ جو کہنا چاہیں گے کہہ لیں۔ پلیز! پوائنٹ آف آرڈر پر تقریر نہ کیا کریں۔ ابھی محترمہ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کر رہی تھیں اور مجھے فرما رہی تھیں کہ آپ رولنگ دیں۔ میں ان کے گوش گزار کرنا چاہوں گا کہ ان کا پوائنٹ آف آرڈر بنتا ہی نہیں تھا۔ اگر آپ رولز آف پروسیجر کے تحت بات کریں گے تو بالکل آپ کو سنوں گا لیکن اگر آپ نے اس طرح ہی کرنا ہے تو پھر میں کوئی آدھ گھنٹے کے لئے خاموشی اختیار کر لیا کروں گا۔ آپ پہلے آپس میں بات کر لیا کریں' بعد میں ہاؤس کا بزنس چلا لیں گے۔ شکریہ' مہربانی۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ پہلا سوال شیخ امجد عزیز صاحب کا ہے۔

رکن اسمبلی کا حلف

وزیر مواصلات و تعمیرات: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! ہمارے معزز ساتھی اکمل چٹھہ صاحب کا حلف رہ گیا ہے۔ وہ تشریف رکھتے ہیں لیکن جب تک حلف نہیں اٹھاتے He will be a stranger in the House.

جناب سپیکر: ابھی تک اکمل چٹھہ صاحب کا حلف نہیں ہوا؟

جناب اکمل سیف چٹھہ: جناب والا! میں تھوڑا سا لیٹ ہو گیا تھا۔

ادارتی نوٹ: اس مرحلے پر جناب اکمل سیف چٹھہ نے حلف اٹھایا اور حلف کے رجسٹر پر دستخط کئے اس طرح کل 371 نشتوں میں سے حلف اٹھانے والے معزز اراکین اسمبلی کی تعداد 370 ہو گئی جبکہ پی پی۔ 112 سے منتخب ہونے والے ایک رکن جناب تنویر اشرف کائرہ کی رکنیت کا معاملہ ہائی کورٹ میں زیر سماعت ہے۔ پی پی۔ 114 سے چودھری محمد فاروق جو حلف اٹھا چکے تھے، کے قتل ہونے کی وجہ سے ان کی سیٹ خالی ہو گئی ہے۔ اس طرح اس اجلاس میں دو نشتیں یعنی پی پی 112 اور 114 خالی رہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب سپیکر: جی شیخ امجد عزیز صاحب!

شیخ امجد عزیز: سوال نمبر 8۔

جناب سپیکر: اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور کینٹ میں کالج برائے طلباء کی تعمیر

*8۔شیخ امجد عزیز۔ کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور کینٹ میں حکومت کا ایک ہی کالج برائے طلباء ہے اور وہ بھی ایک کرایہ کی عمارت میں کام کر رہا ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس کالج کی عمارت کے لئے حکومت نے زمین بھی حاصل کر لی ہے اور عمارت کی تعمیر کے لئے پچھلے دو تین سالوں کے بجٹ میں رقم بھی مختص کی جا رہی ہے۔ مگر ابھی تک کسی جگہ بھی اس کالج کی تعمیر شروع نہیں ہوئی ہے۔

(ج) اگر جز ہائے بالا کے جواب اثبات میں ہیں تو کیا حکومت اس کالج کی تعمیر کے لئے زمین مختص کرنے اور اس کی بلڈنگ تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر تعلیم:

(الف) لاہور کینٹ میں طلباء کے درج ذیل کالج ہیں۔

1۔ گریژن سائنس کالج فار بوائز
2۔ پی۔اے۔ایف انٹر کالج (مخلوط)
3۔ گورنمنٹ اسلامیہ انٹر کالج (یہ کالج کرائے کی عمارت میں کام کر رہا ہے)

(ب) یہ درست نہ ہے کہ گورنمنٹ اسلامیہ انٹر کالج کی عمارت کے لئے حکومت نے زمین حاصل کر لی ہے۔ حکومت نے صرف مالی سال 2000-1999ء میں اس کالج کی تعمیر کے لئے دس لاکھ روپے مختص کئے تھے۔ جو عدم دستیابی زمین کی وجہ سے استعمال نہ ہو سکے۔

(ج) گورنمنٹ اسلامیہ انٹر کالج اب ضلعی حکومت کے زیر انتظام ہے۔ ضلعی حکومت لاہور نے مطلع کیا ہے کہ وہ اپنے مالی وسائل کو مدنظر رکھتے ہوئے اس مسئلہ کو حل کرنے کی کوشش کرے گی۔

جناب سپیکر: جی، شیخ صاحب!

شیخ امجد عزیز: جناب سپیکر! میں اس سلسلے میں ایک بات کہنا چاہتا ہوں کہ ،

میرا سوال رہا لا جواب اچھا ہے
ورنہ عمر گزرتی یونہی جوابوں میں
کبھی ہم سے پوچھو کہ حال کیسا ہے
یہ باب نہیں تیرے نصابوں میں

جناب والا! انھوں نے جو جواب دیا ہے وہ میرے سوال کے بالکل برعکس ہے۔

جناب سپیکر: آپ ضمنی سوال تو کریں۔

شیخ امجد عزیز: جناب والا! انھوں نے بتایا ہے کہ حلقہ کنٹونمنٹ پی پی۔ 156 میں حکومت کے تین کالجز کام کر رہے ہیں۔ یہ سراسر غلط ہے۔ صرف ایک ہی انٹر کالج کام کر رہا ہے اور وہ بھی کرائے کی بلڈنگ میں ہے۔ باقی دو کالجز پاک فوج کے ہیں اور وہاں پر کوئی سویلین آدمی داخلے کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ وہاں بہت زیادہ فیسیں ہیں اور کوئی open merit policy بھی نہیں ہے۔ اس لئے ان کالجز سے ہمارا کوئی تعلق نہیں ہے۔ صرف ایک انٹر کالج ہے جو کہ چھ سات سو روپے یا ایک ہزار روپے کے کرایہ کی بلڈنگ میں واقع ہے۔ اس کے تین کمرے ہیں اور آج کل کے دور میں بچے باہر بیٹھتے ہیں۔ میں وزیر موصوف سے یہ ضمنی سوال پوچھنا چاہتا ہوں کہ 50 سال سے کرائے کی بلڈنگ میں اس کالج کا قیام ہے' کیا وزیر صاحب یہ

فرمائیں گے کہ وہ کالج کب تک بن جائے گا؟ انھوں نے لکھا ہے کہ دس لاکھ روپے مخصوص کئے تھے۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ وزیر تعلیم کا جواب سن لیں۔ جی وزیر تعلیم صاحب!

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! معزز رکن نے سوال یہ پوچھا تھا کہ لاہور کینٹ میں ایک ہی کالج برائے طلباء ہے اور وہ بھی ایک کرایہ کی عمارت میں کام کر رہا ہے۔ اس کے جواب میں ہم نے یہ کہا کہ وہاں لاہور کینٹ میں تین کالجز ہیں۔ اب انہوں نے سپلیمنٹری سوال یہ پوچھا ہے کہ یہ کالج جو کرایہ کی بلڈنگ میں چل رہا ہے اس کی زمین کے لئے جو دس لاکھ روپیہ مختص کیا گیا ہے اس کا کیا بنا ہے؟ اس سلسلے میں، میں ان کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ مسئلہ اب ضلعی ناظم لاہور کے پاس ہے۔ وہ اس کے لئے کوئی فنڈز مختص کریں گے تو اس کے لئے کوئی زمین خرید لی جائے گی۔

شیخ امجد عزیز: میں نے یہ عرض کیا ہے کہ یہ دو کالج حکومت پنجاب کے نہیں ہیں بلکہ یہ پاک فوج کے کالج ہیں اور ان میں ہمارے کسی سویلین کو داخلہ نہیں ملتا ہے۔ میں وائس پریذیڈنٹ ہوں اور بتا رہا ہوں کہ ہمارے کسی سویلین کو وہاں پر داخلہ نہیں ملتا ہے، ان کو آپ اپنا کیوں سمجھتے ہیں؟ وہاں پر صرف ایک انٹر کالج ہے۔ منسٹر صاحب کو اتنا بھی علم نہیں، منسٹر صاحب کو کہیں کہ تیاری کر کے آئیں۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! آپ کا سوال یہ ہے کہ لاہور کینٹ میں کتنے کالج ہیں؟

شیخ امجد عزیز: جناب والا! میں نے پنجاب گورنمنٹ کا لفظ استعمال کیا ہے، فیڈرل گورنمنٹ کا نہیں پوچھا۔ فیڈرل گورنمنٹ کا تو میں یہاں پر پوچھ ہی نہیں سکتا۔ حکومت سے مراد حکومت پنجاب ہے۔ آپ جواب دیکھیں اس میں کیا لکھا ہے۔ آپ منسٹر صاحب کو کہیں کہ تیاری کر کے آیا کریں۔

جناب سپیکر: تشریف رکھیں۔ میاں عمران مسعود صاحب! شیخ صاحب پوچھ رہے ہیں کہ لاہور کینٹ میں پنجاب حکومت کے کتنے کالج ہیں؟ وہ آپ نے جو تین کا بتایا ہے وہ درست ہے لیکن حکومت پنجاب کا ایک کالج ہے اور وہ بھی کرایہ کی عمارت میں چل رہا ہے۔ اس کے لئے حکومت نے دس لاکھ روپیہ مختص کیا تھا، اس دس لاکھ کا کیا بنا اور اس سے جگہ خریدی جائے گی یا نہیں؟

وزیر تعلیم: جناب والا! میری ان سے یہی گزارش ہے کہ ان کے مطابق اگر کینٹ میں

ایک کالج ہے اور وہ یہ پوچھ رہے ہیں کہ دس لاکھ کا کیا بنے گا۔ میں بھی ان سے یہی گزارش کر رہا ہوں کہ ضلعی حکومت آئندہ اپنا جو سالانہ ترقیاتی پروگرام سیٹ کرے گی اگر اس میں انہوں نے وہ پیسے رکھ دیئے تو وہ کالج بن جائے گا۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ (قطع کلامیاں) پہلے ان کو ضمنی سوال کر لینے دیں جن کا سوال ہے۔

شیخ امجد عزیز: جناب والا! میں نے پوچھا ہے کہ کیا یہ درست ہے کہ لاہور کینٹ میں حکومت کا ایک ہی کالج برائے طلباء ہے اور وہ بھی ایک کرایہ کی عمارت میں کام کر رہا ہے؟ دس لاکھ کا تو میں نے کہیں ذکر ہی نہیں کیا---

جناب سپیکر: شیخ صاحب! وہ تو آپ نے بھی سن لیا' لاہور کینٹ میں جتنے کالج تھے ان کا بھی بتا دیا۔ آپ پنجاب حکومت کا پوچھنا چاہتے ہیں کہ وہ کتنے ہیں؟ آپ خود ہی بتا رہے ہیں کہ وہ ایک ہے اور اس بات سے ان کو بھی کوئی اختلاف نہیں ہے کہ تین ہیں یا چار ہیں۔

شیخ امجد عزیز: جناب والا! میں نے سوال میں پوچھا ہے کہ لاہور کینٹ میں حکومت کا ایک ہی کالج برائے طلباء ہے۔ میں نے آپ سے میٹنگ میں بھی کہا تھا کہ یہ اپنے محکموں کو بھی بتائیں کہ گول مول جواب نہ دیں بلکہ حقیقت پر مبنی صحیح جواب دیں۔ میری دوسری گزارش یہ ہے کہ آخر پنجاب حکومت کے وزیر حکومت کا مطلب پاک فوج ہی کیوں لیتے ہیں؟ حکومت کا مطلب پورا پنجاب کیوں نہیں لیتے؟

جناب سپیکر: ضمنی سوال' چودھری اصغر علی گجر صاحب!

ایک معزز رکن: جناب والا! یہ فرما رہے ہیں کہ وہاں پر سویلین کو داخلہ نہیں ملتا' میں کہتا ہوں وہاں پر سویلین کو داخلہ ملتا ہے' اوپن میرٹ پر۔ یہ بالکل غلط فرما رہے ہیں۔ میں ان کو اس بات کی گارنٹی دیتا ہوں اور شرطیہ بات کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب!

چودھری اصغر علی گجر: جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جز (ج) میں جواب دیا گیا ہے کہ گورنمنٹ اسلامیہ انٹر کالج اب ضلعی حکومت کے زیر انتظام ہے۔ ضلعی حکومت لاہور نے مطلع کیا ہے کہ وہ اپنے مالی وسائل کو مد نظر رکھتے ہوئے اس مسئلے کو حل کرنے کی کوشش کرے گی۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ وزیر موصوف کیا یہ بتائیں گے کہ اس کالج پر اب صوبائی حکومت کا کوئی کنٹرول ہے یا نہیں؟ صوبائی حکومت اب اس کو بنا سکتی ہے یا نہیں؟ کیونکہ سوال صوبائی حکومت کے متعلق پوچھا گیا تھا اور انہوں نے اس کی کوئی ذمہ داری قبول

نہیں کی ہے' اس لئے کیا یہ وضاحت فرمائیں گے کہ پنجاب حکومت کی اس کو بنانے کی کوئی ذمہ داری ہے یا نہیں؟

جناب سپیکر، وزیر تعلیم!

وزیر تعلیم ،جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ گجر صاحب کو تو پہلے ہی اس نئے نظام کا معلوم ہے کہ ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ بھی devolve ہو چکا ہے۔ جس طرح ہیلتھ سیکٹر نیچے ضلعی حکومت کے پاس چلا گیا ہے اسی طریقے سے ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ بھی devolve ہو گیا ہے۔ یہ ذمہ داری بالکل حکومت پنجاب کی بنتی ہے کیونکہ ایڈمنسٹریٹو کنٹرول ہمارے پاس ہے لیکن اے ڈی پی میں ڈویلپمنٹ فنڈز تمام تر اضلاع کے ناظمین کی ذمہ داری ہے اور وہ ان کے پاس ہیں۔

جناب سعید اکبر خان ، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی' فرمائیں۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! میرے بھائی وزیر موصوف نے جواب دیا ہے کہ ہم نے اپنے ڈیپارٹمنٹ کو نچلی سطح پر تقسیم کر دیا ہے۔ اب نچلی سطح پر جو گورنمنٹ بنی ہے اس کا کوئی اے ڈی پی تو ہو گا متعلقہ منسٹر صاحب اپنی طرف سے پوری ذمہ داری سے اس کا جواب دیں' کیونکہ وہ اس گورنمنٹ کا حصہ ہیں۔ ہم اس بات سے یہ کہہ کر کبھی جان نہیں چھڑوا سکتے کہ یہ اے ڈی پی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ بنا رہی ہے۔ وزیر موصوف اور محکمہ تعلیم کا یہ فرض بنتا ہے کہ ان سے پوچھیں کہ میرے پاس یہ سوال آیا ہے' کیا آپ اس کو اے ڈی پی میں رکھ رہے ہیں؟ ان سے جواب لے کر ہاؤس کو مطلع کریں اور ہاؤس کا یہ حق ہے کہ اسے ہر بات کا تسلی بخش جواب دیا جائے۔

راجہ ریاض احمد، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! یہ جو ہمارے دوست ضمنی انتخابات میں کامیاب ہو کر آئے ہیں یہ عام انتخابات میں بی اے نہیں تھے۔ اس کے بعد جب ق لیگ کی حکومت بن گئی تو ضمنی انتخابات میں عدالتوں کو کہہ کر ان کے کاغذات منظور کرائے گئے اور انہیں کامیاب کرایا گیا۔

جناب سپیکر، شکریہ' تشریف رکھیں۔

راجہ ریاض احمد، جناب سپیکر! بڑی relevant بات ہے۔ آپ میری بات سن لیں۔ میں نے آج خاموش نہیں ہونا' میں نے بات پوری کرنی ہے۔ میں نام لے کر ثابت کروں گا کہ ضمنی

انتخابات میں وہ بی اے نہیں تھے۔

جناب سپیکر، میری گزارش سنیں۔ کیا آپ کا ضمنی سوال اس سوال سے relevant ہے؟

راجہ ریاض احمد، جناب والا! میں پوائنٹ آف آرڈر پر بات کر رہا ہوں اور میری بات بڑی relevant ہے۔ یہ اس صوبے میں میٹرک تک تعلیم مفت کرنے کی بات کرتے ہیں۔

جناب سپیکر، ہاں' یہ گورنمنٹ نے بڑا اچھا اقدام کیا ہے۔

راجہ ریاض احمد، ماشاء اللہ گورنمنٹ کا یہ بڑا اچھا اقدام ہے۔ میں یہاں آپ کو اس کا پس منظر بھی بتاتا ہوں۔ ضمنی الیکشن میں اکثریت ان لوگوں کی ہے جنہیں جعلی ڈگریاں دے کر الیکشن لڑوایا گیا' ان کی ڈگریاں عدالتوں میں چیلنج ہوئیں اور وزیر اعلیٰ صاحب نے عدالتوں کو کہہ کر ان کے کاغذات منظور کرائے۔

جناب سپیکر، تشریف رکھیں۔ رانا صاحب! پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔ جی' رانا صاحب!

رانا آفتاب احمد خان، میں وزیر صاحب کی تھوڑی سی راہنمائی کروں گا' وہ پہلے دن ہی وہ بیچارے پریشان ہو گئے ہیں۔ عرض یہ ہے کہ کچھ سکول وفاقی حکومت کے دائرہ کار میں آتے ہیں اور کچھ صوبائی حکومت کے دائرہ کار میں۔ انہیں سیکرٹری تعلیم سے تھوڑی سی ٹریننگ لے لینی چاہئے۔ معزز ممبر کا ضمنی سوال یہ ہے کہ انہوں نے جو جواب دیا ہے کیا اسے وہ صحیح تصور فرماتے ہیں؟ اگر وہ اسے صحیح تصور نہیں فرماتے تو شیخ امجد عزیز کا یہ حق ہے کہ وہ اس پر تحریک استحقاق پیش کر سکتے ہیں۔ وزیر موصوف بتائیں کہ کیا وہ اس جواب کی صحت کو قبول کرتے ہیں؟

وزیر تعلیم، جناب سپیکر! میں رانا صاحب کی بات کا جواب دینا چاہتا ہوں۔ پہلی بات تو سعید اکبر صاحب نے یہ کی کہ نچلی سطح سے پوچھا جائے۔ ہم نے ان سے پوچھا ہے۔ اب رواج یہ ہے کہ ہم block allocation نیچے ضلع کو دے دیتے ہیں۔ یہ ان کی ترجیحات ہیں کہ وہ سکولز کی مد میں خرچیں یا کالجز کی مد میں خرچ کریں۔ جہاں تک رانا صاحب کی بات کا تعلق ہے' میں نے بڑے باوثوق ذرائع سے یہ معلومات حاصل کی ہیں اور ہم یہاں پر جو بات کر رہے ہیں بڑی commitment کے ساتھ کر رہے ہیں۔ پورے نظام کا بھی پتا ہے' پورے محکمے کا بھی پتا ہے' میں یہاں پر پہلی بار کھڑے ہو کر جواب نہیں دے رہا ہوں' میں نے بے شمار بار اس ایوان میں جوابات دیئے ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ آپ کی تسلی ہو گی' آپ بالکل بے فکر رہیں۔ آپ نے نوک جھونک میں سارا وقت ضائع کر دیا' میں تو چاہتا تھا کہ تعلیم کے بارے میں بڑی خاص

باتیں ہوں۔ جہاں تک شیخ صاحب کی بات کا تعلق ہے، ان کا بنیادی سوال گورنمنٹ اسلامیہ انٹر کالج کے بارے میں ہے۔ وہ چاہتے ہیں کہ آیا اس کالج کے لئے کوئی فنڈ رکھا گیا ہے یا نہیں؟ میرا مؤدبانہ جواب ہے کہ ضلعی حکومت اس کے بارے میں فنڈز رکھے گی تو ہم آپ کو اطلاع دے دیں گے۔

رانا آفتاب احمد خان، جناب سپیکر! کیا یہ اس جواب کو صحیح تصور کرتے ہیں؟ محکمے نے انہیں جواب بنا کر دے دیا ہے۔ ان بیچاروں نے تو آج صبح دیکھ لیا ہے کہ یہ پڑھ دینا ہے۔

جناب سپیکر، انہوں نے فرمایا ہے کہ ہم نے بڑا سوچ بچار کر کے صحیح جواب دیا ہے۔

وزیر تعلیم، جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے رانا صاحب کی خدمت میں بڑے باوثوق انداز میں گزارش کر رہا ہوں کہ ہم یہاں جو بات بھی کریں گے We will mean it

جناب سپیکر، اگلا سوال بھی شیخ امجد عزیز کا ہے۔

شیخ امجد عزیز، سوال نمبر 12 ۔

جناب سپیکر، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

شیخ امجد عزیز، جناب سپیکر! میں جواب تو پڑھا ہوا تصور کر لوں گا لیکن میں پھر وزیر صاحب سے گزارش کروں گا کہ وہ اس دوسرے سوال کی صحت کو تسلیم کرتے ہیں یا نہیں؟

جناب سپیکر، انہوں نے کہہ دیا ہے کہ درست ہے۔

پی-پی 156 لاہور میں سرکاری سکولوں اور کالجوں کی عمارات کی تعمیر

*12۔شیخ امجد عزیز، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) حلقہ پی-پی 156 میں حکومت کی طرف سے کتنے سکول اور کالجز کس جگہ کس کس نام سے اور کتنے عرصے سے کام کر رہے ہیں۔

(ب) ان میں سے کتنے سکولوں اور کالجوں کی عمارات ہیں اور کتنے سکول اور کالجز بغیر عمارتوں کے کام کر رہے ہیں اور کتنے اور کون کون سے سکول اور کالجز کرایہ کی عمارات میں کام کر رہے ہیں اور ان کا کرایہ کتنا ہے۔

(ج) حکومت موجودہ مالی سال میں حلقہ پی-پی 156 کے کتنے سکولوں اور کالجوں کی عمارات تعمیر کر رہی ہے۔ ان کے نام اور تخمینہ لاگت کی تفصیل فراہم کی جائے۔ نیز

حکومت کرایہ کی عمارتوں میں چلنے والے سکولوں اور کالجوں کے لئے کب تک جگہ فراہم کرنے کو تیار ہے؟

وزیر تعلیم:

(الف) حلقہ پی پی 156 میں اس وقت مندرجہ ذیل کالجز اور سکولز موجود ہیں۔

(I) کالجز

I۔ گورنمنٹ اسلامیہ انٹر کالج فار بوائز کراچی محلہ نزد لنک طفیل روڈ لاہور کینٹ 01-09-1965 سے قائم ہے۔

II۔ گورنمنٹ اسلامیہ کالج برائے خواتین طفیل روڈ لاہور کینٹ۔ 01-06-1964 سے قائم ہے۔

(II) سیکنڈری سکولز

حلقہ پی پی۔ 156 میں سیکنڈری ایجوکیشن کے تحت 6 بوائز اور 2 گرلز ہائی سکول واقع ہیں۔

1۔ گورنمنٹ اسلامیہ ہائی سکول طفیل روڈ لاہور کینٹ۔ 1948 سے چل رہا ہے۔
2۔ گورنمنٹ مسلم ہائی سکول سرور روڈ لاہور کینٹ۔ 1935سے چل رہا ہے۔
3۔ گورنمنٹ طارق ہائی سکول ضرار شہید روڈ لاہور کینٹ۔ 1966ء سے چل رہا ہے۔
4۔ گورنمنٹ حبیب ہائی سکول سرور روڈ لاہور کینٹ۔ 1965ء سے چل رہا ہے۔
5۔ گورنمنٹ مجیر گ ہائی سکول نزد شیر پاؤ پل لاہور کینٹ۔ 1954ء سے چل رہا ہے۔
6۔ گورنمنٹ ہائی سکول والٹن روڈ لاہور کینٹ 1989ء سے چل رہا ہے۔
7۔ گورنمنٹ اسلامیہ گرلز ہائی سکول ڈھاکہ روڈ لاہور کینٹ 1945سے چل رہا ہے۔
8۔ گورنمنٹ گرلز ہائی سکول والٹن روڈ لاہور کینٹ 1988ء سے چل رہا ہے۔

(III) ایلیمنٹری زنانہ سکولز، حلقہ پی۔پی 156 میں کل سکولوں کی تعداد 24 ہے۔

1۔ گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول دو پنج لاہور کام کررہا ہے۔
2۔ گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول، بھٹو کالونی کام کررہا ہے۔
3۔ گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول، باؤلی کیمپ کام کررہا ہے۔
4۔ گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول، جندرہ ڈیری کام کررہا ہے۔
5۔ گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول، جندرہ کلاں کام کررہا ہے۔
6۔ گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول، ایم کے میموریل سکول چونگی امر سدھو لاہور کام کررہا ہے۔

7۔ گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول، فاروق کالونی والٹن روڈ لاہور کینٹ	کام کر رہا ہے۔
8۔ گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول، کوڑے	کام کر رہا ہے
9۔ گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول، پیکجز کوارٹرز	کام کر رہا ہے۔
10۔ گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول رحمت پورہ	کام کر رہا ہے۔
11۔ گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول، سچ پال	کام کر رہا ہے۔
12۔ گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول، جھگیاں الفاء	کام کر رہا ہے۔
13۔ گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول، گوہاوا	کام کر رہا ہے۔
14۔ گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول، مانانوالہ	کام کر رہا ہے۔
15۔ گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول، کوٹ ودھاوا سنگھ	کام کر رہا ہے۔
16۔ گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول، لیل۔	کام کر رہا ہے۔
17۔ گورنمنٹ مڈل آکسفورڈ سکول آر۔اے بازار لاہور	کام کر رہا ہے
18۔ گورنمنٹ گرلز مڈل سکول، نشاط کالونی لاہور	کام کر رہا ہے۔
19۔ گورنمنٹ خانم گرلز مڈل سکول، حسین آباد لاہور	کام کر رہا ہے۔
20۔ گورنمنٹ گرلز مڈل سکول، کسٹم کالونی	کام کر رہا ہے۔
21۔ گورنمنٹ گرلز مڈل سکول، پی۔اے۔ایف بیس لاہور	کام کر رہا ہے۔
22۔ گورنمنٹ گرلز مڈل سکول، چاچووالی۔	کام کر رہا ہے۔
23۔ گورنمنٹ گرلز مڈل سکول، کیرخورد	کام کر رہا ہے۔
24۔ گورنمنٹ گرلز مڈل سکول، محمد پورہ	کام کر رہا ہے۔

(IV) ایلیمنٹری مردانہ سکولز

حلقہ پی۔پی 156 میں 11 درج ذیل سکولز حکومت کی طرف سے عرصہ دراز سے چل رہے ہیں۔

1۔ گورنمنٹ گل بہار مڈل سکول گل بہار کالونی لاہور کینٹ	کام کر رہا ہے۔
2۔ گورنمنٹ مڈل سکول، ملٹری ڈیری فارم لاہور کینٹ	کام کر رہا ہے۔
3۔ گورنمنٹ آرڈیننس مڈل سکول لاہور کینٹ	کام کر رہا ہے۔
4۔ گورنمنٹ پرائمری سکول لک لائنز لاہور کینٹ	کام کر رہا ہے۔
5۔ گورنمنٹ پرائمری سکول ریلوے کالونی، والٹن لاہور کینٹ	کام کر رہا ہے۔
6۔ گورنمنٹ پرائمری سکول کیرخورد، لاہور کینٹ	کام کر رہا ہے۔
7۔ گورنمنٹ پرائمری سکول کسٹم اکیڈمی والٹن لاہور	کام کر رہا ہے۔

8۔ گورنمنٹ رہنما پرائمری سکول عارف آباد لاہور کینٹ کام کررہا ہے۔
9۔ گورنمنٹ خوشیہ پرائمری سکول حسین آباد لاہور کینٹ کام کررہا ہے۔
10۔ گورنمنٹ نشاط ماڈل پرائمری سکول نشاط کالونی لاہور کینٹ کام کررہا ہے۔
11۔ گورنمنٹ ادبستان نورین پرائمری سکول، لاہور کینٹ کام کررہا ہے۔

(ب) حلقہ پی-پی 156 میں موجود کالجز اور سکولز کی عمارت اور ملکیت کی تفصیل درج ذیل ہے۔

(I) کالجز

1۔ گورنمنٹ اسلامیہ انٹر کالج فار بوائز
کرائے کی عمارت میں چل رہا ہے۔ ماہانہ کرایہ -/6,425 روپے
2۔ گورنمنٹ اسلامیہ کالج برائے خواتین کنٹونمنٹ بورڈ سے زمین لیز
پر حاصل حاصل کر کے قائم کیا گیا ہے۔ ماہانہ کرایہ -/1,000 روپے

(II) سیکنڈری سکولز

حلقہ میں قائم تمام سیکنڈری سکولوں کی عمارتیں موجود ہیں اور سرکاری ملکیت ہیں جن میں سے 2 سکول کرائے کی عمارت میں کام کر رہے ہیں، جن کا کرایہ مندرجہ ذیل ہے۔

1۔ گورنمنٹ طارق ہائی سکول لاہور کینٹ ماہانہ کرایہ -/958 روپے
2۔ گورنمنٹ اسلامیہ گرلز ہائی سکول لاہور کینٹ ماہانہ کرایہ -/1200 روپے

(III) ایلیمنٹری ایجوکیشن (زنانہ)

حلقہ میں قائم تمام ایلیمنٹری زنانہ سکول اپنی عمارتوں میں کام کررہے ہیں اور کوئی سکول کرائے کی بلڈنگ میں کام نہیں کر رہا ہے۔

(IV) ایلیمنٹری ایجوکیشن (مردانہ)

حلقہ میں قائم گیارہ ایلیمنٹری زنانہ سکولوں میں سے صرف مندرجہ ذیل دو سکول کرایہ کی عمارت میں چل رہے ہیں۔جب کہ نو (9) سکولوں کی اپنی عمارات ہیں۔

1۔ گورنمنٹ نشاط ماڈل سکول، نشاط کالونی لاہور کینٹ ماہانہ کرایہ -/120 روپے
2۔ گورنمنٹ ادبستان نورین پرائمری سکول لاہور کینٹ ماہانہ کرایہ -/1000 روپے

(ج) سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور کے سالانہ ترقیاتی پروگرام 2002-2003ء میں حلقہ 156 کے کالجز اور سکولوں کی کوئی عمارت زیرتعمیر نہیں ہے۔ جہاں تک کرایہ کی عمارتوں

میں چلنے والے سکولوں کے لئے فراہمی جگہ کا تعلق ہے تو اس سلسلہ میں حکومت کی پالیسی کے مطابق تعلیمی اداروں کی عمارات کے لئے جگہ مقامی لوگ ہی بلاقیمت محکمہ تعلیم کو فراہم کرتے ہیں۔ البتہ پبلک کی طرف سے کرایہ کی عمارات میں چلنے والے تعلیمی اداروں کے لئے فراہمی جگہ کی کسی بھی پیشکش کو خوش آمدید کیا جائے گا اور ترجیحی بنیاد پر یہاں عمارات فراہم کی جائیں گی۔

شیخ امجد عزیز: جناب سپیکر! آپ میرے اس دوسرے سوال کی صحت کے بارے میں پھر پوچھ لیں۔ کیا یہ سوال نمبر 12 کے جواب کی صحت کے بارے میں تسلیم کرتے ہیں؟ میں اس کے بعد بات کروں گا۔

جناب سپیکر: جی، میاں عمران مسعود صاحب!

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! اگر یہ کوئی ضمنی سوال کریں گے تو میں اس کا جواب دوں گا۔

جناب سپیکر: وہ فرما رہے ہیں کہ آپ نے جو جواب دیا ہے کیا آپ اسے صحیح تسلیم کرتے ہیں؟

وزیر تعلیم: میں نے جو جواب دیا ہے میں اسے صحیح تسلیم کرتا ہوں۔

جناب محمد عظیم گھمن: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ میرے فاضل دوست فرما رہے ہیں کہ وزیر صاحب نے غلط جواب دیا ہے۔ وہ اس کی تحقیق کر لیں، پھر اس کے بعد proper channel پر آ سکتے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ جیسے کافی دنوں سے یہ بات ہوتی رہی ہے کہ نئے آنے والے ممبران کو ٹریننگ کی ضرورت ہے۔ مجھے تو اس discussion سے یوں محسوس ہوا ہے کہ جیسے جناب سپیکر کو بھی ٹریننگ کی ضرورت ہے۔ رولز کے مطابق گورنمنٹ جو جواب ایوان میں پیش کرتی ہے۔ وہ guaranteed ہوتا ہے and it is taken as it is کیونکہ حکومت اسے place کرنے سے پہلے اس کی صحت کی ذمہ داری قبول کر چکی ہوتی ہے۔ تو کیا منسٹر صاحب ہر سوال کے جواب کی صحت کو اٹھ کر قبول کیا کرے گا اور پھر وہ ایوان کی میز پر آیا کرے گا؟

جناب سپیکر: شکریہ۔ رانا صاحب! اگر سپیکر پورا trained ہو تو پھر شاید ایسا موقع ہی نہ آئے

جیسے حالات آپ دیکھ رہے ہیں کیونکہ کوئی بھی دوست رولز آف پروسیجر کے تحت بات نہیں کرتا۔ ادھر پوائنٹ آف آرڈر پر تقریریں ہوتی ہیں۔ اگر میں رولز آف پروسیجر کے تحت اس ہاؤس کو چلاؤں تو میرا خیال ہے کہ پھر یہ معاملات بڑے سکون سے چلیں گے۔ اچھا ہوا آپ نے نشان دہی کر دی۔ میں ابھی یہ ثابت کروں گا کہ میں رولز آف پروسیجر کے مطابق ہاؤس چلا رہا ہوں اور چلانا جانتا ہوں، شکریہ۔ (نعرہ ہائے تحسین)

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: ابھی آپ تشریف رکھیں، آپ نے پوائنٹ آف آرڈر پر بات کر لی ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: مجھے آپ یہ بتا دیں کہ کیا ایک پوائنٹ آف آرڈر پر بات کر کے اسی وقت وہی ممبر دوسرا پوائنٹ آف آرڈر raise کر سکتا ہے؟

رانا ثناء اللہ خان: نہیں کر سکتا۔

جناب سپیکر: پھر آپ تشریف رکھیں۔ پلیز! آپ تشریف رکھیں۔ جی، شیخ امجد عزیز صاحب!

شیخ امجد عزیز: منسٹر صاحب نے جواب دیا ہے کہ حلقہ پی پی -156 میں ایلیمنٹری زنانہ سکولز کی کل تعداد 24 ہے۔ انہوں نے اس میں 24 سکولوں کے نام بھی دیئے ہیں جو کہ سراسر غلط ہیں۔ ان میں سے 5 سکول میرے حلقے میں ہیں اور 19 سکول میرے حلقے میں نہیں ہیں۔ یہاں ہاؤس میں بیٹھ کر اس سے بڑی غلط بات کیا ہو سکتی ہے؟ دوسرے نمبر پر جناب سپیکر! انہوں نے کہا ہے کہ۔۔۔

جناب سپیکر: ضمنی سوال تو ایک ہی ہو سکتا ہے۔ نمبر ایک، نمبر دو یا نمبر تین نہیں ہو سکتا۔ جی، وزیر تعلیم صاحب۔

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! فاضل رکن نے جو سوال پوچھا ہے۔ اس کا صحیح جواب دے دیا گیا ہے۔ انہوں نے اپنے حلقے پی پی۔ 156 کے بارے میں جو معلومات حاصل کرنا چاہی ہیں وہ ہم نے ساری بتا دی ہیں۔ میں یہاں پر ایک بات تمام فاضل اراکین سے کہنا چاہوں گا کہ اس ہاؤس میں جو بھی بات کی جائے گی وہ حقائق پر مبنی ہو گی اور مجھے کوئی ضرورت نہیں کہ میں یہاں پر حقائق کے برعکس کوئی بات کروں۔ ہم چاہتے ہیں کہ آپ ہمیں نشاندہی کریں اگر کہیں پر خرابی ہے کہ ہم اس کو درست کریں۔

جو جواب دیا ہے وہ حاضر ہے' اس کے علاوہ کوئی ضمنی سوال ہے تو please بتائیں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی' شیخ صاحب!

شیخ امجد عزیز: جناب سپیکر! ان میں سے 19 سکول میرے حلقے میں نہیں ہیں۔ اس کے بعد جو ہائی سکول ہیں' ان میں سے دو میرے حلقے میں نہیں ہیں۔ اس کے بعد جو گورنمنٹ اسلامیہ کالج فار بوائز لکھا ہے کہ یہ کرائے کی عمارت میں چل رہا ہے اور گورنمنٹ اسلامیہ کالج برائے خواتین کنٹونمنٹ بورڈ سے زمین لیز پر حاصل کر کے چل رہا ہے' یہ بھی غلط جواب ہے۔ یہ انجمن اسلامیہ کا کالج ہے۔ انجمن اسلامیہ نے سپریم کورٹ سے اسے خالی کروانے کے آرڈرز بھی لے لیے ہوئے ہیں اور منسٹر صاحب کو اس سلسلے میں کچھ معلوم نہیں۔ انھیں یہ ہی نہیں پتا کہ یہ زمین کس کی ہے؟ کالج کس کا ہے؟ اور کیا کس کا ہے؟ اس طرح کے جواب یہاں پر آئیں گے تو اس طرح معزز ایوان کا استحقاق مجروح نہیں ہوگا تو کیا ہوگا؟

جناب سپیکر: جی' میاں عمران مسعود صاحب! آپ کچھ کہنا چاہیں گے۔

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! یہاں پر جو جوابات دیے گئے ہیں' بالکل درست ہیں اگر وہ یہ فرماتے ہیں کہ یہ چھ سکول میرے حلقے میں نہیں' باہر ہیں تو وہ سکول کہیں تو موجود ہیں جن کی لسٹ ہم نے مہیا کی ہوئی ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ ہم نے ان کے حلقے پی پی 156 کے بارے میں جو معلومات دی ہیں۔ وہ on record اور درست معلومات ہیں۔ اب اگر ان میں سے کسی سکول کی بہتری کے لیے وہ کوئی نشان دہی کرتے ہیں یا ان کے ذہن میں کوئی منصوبہ ہے تو وہ مجھ تک پہنچا دیں۔ وہ ہم انشاء اللہ حل کر دیں گے۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! منسٹر صاحب کا فرمانا یہ ہے کہ حلقہ بندی کے حساب سے عین ممکن ہے کہ لکھنے میں کوئی تھوڑی غلطی ہو گئی ہو' کیونکہ محکمہ تعلیم کو حلقہ بندی کے حساب سے پورا پتا نہیں ہے کہ کہاں پر کتنے سکول ہیں' تھوڑی بہت غلطی ہو سکتی ہے۔ لیکن جتنے سکول بتائے گئے ہیں یہ on the ground حقیقت ہے کہ وہ سکول موجود ہیں۔

شیخ امجد عزیز: میری گزارش یہ ہے کہ وہ اپنی غلطی تسلیم کریں۔
جناب سپیکر: وہ غلطی سمجھتے ہی نہیں۔
شیخ امجد عزیز: جناب سپیکر! ایسا نہیں ہونا چاہیے۔ پوری پنجاب حکومت کی مشینری اس بات پر لگی ہوئی ہے لیکن پھر بھی سوالوں کے غلط جوابات آ رہے ہیں۔ یہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح کرنے والی بات ہے۔ اسمبلی کے فورم پر میں نے جو اپنے حلقے کے بارے میں سوال پوچھا ہے تو کیا اس میں آپ کے حلقے کے اور دوسرے کسی حلقے کے سکول بھی شامل کر دیے جائیں؟ اس طرح لوگوں کو تو یہ لگے گا کہ میرے حلقے میں 25 سکول چل رہے ہیں اور ممبر خوامخواہ بول رہا ہے، جب کہ وہ سکول موجود ہی نہیں ہیں۔

میری دوسری گزارش یہ ہے کہ منسٹر صاحب اگر وعدہ کریں، کیونکہ ان سارے سکولوں کی بہت بری حالت ہے، ان کے کمرے نہیں ہیں، ان کی چھتیں گری ہوئی ہیں۔ کنٹونمنٹ جیسے علاقے میں سکولوں کی یہ صورت حال ہے تو ۔۔۔
جناب سپیکر: شیخ صاحب! اس کے بعد ابھی محکمہ تعلیم پر بحث بھی ہونی ہے، اس میں آپ ساری تفصیل بتا دیں کیونکہ اس طرح وقفہ سوالات میں کئی سوال miss ہو جائیں گے۔ جی، قاسم ضیاء صاحب!
قائد حزب اختلاف: میں منسٹر صاحب کے لیے تھوڑی آسانی پیدا کرتا ہوں۔ چونکہ حلقہ 156 کی بات پوچھی گئی تھی اور اس کا ملحقہ حلقہ 155 میرا حلقہ ہے، اس میں کچھ سکول میرے حلقے کے بھی لکھے گئے ہیں۔ میری تمام وزراء صاحبان سے صرف اتنی گزارش ہے کہ جب میں تقریر کروں گا تو انہیں مبارک باد دوں گا لیکن اس وقت میں پوائنٹ آف آرڈر پر اٹھا ہوں، اس لیے میں کہوں گا کہ حلقہ بندیوں کی فہرستیں تمام محکموں میں پہنچا دیں تاکہ جو دوست جس حلقے کے بارے میں سوالات پوچھے اس کے متعلق صحیح معلومات ہاؤس میں آ سکیں۔
جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، راجہ صاحب!

راجہ ریاض احمد، جناب سپیکر! وزیر تعلیم ہمارے ساتھ پہلے بھی ممبر رہ چکے ہیں۔ میں افسوس کے ساتھ کہتا ہوں اور آپ بھی جانتے ہیں کہ محکمہ تعلیم والے کس طرح صوبہ پنجاب میں لوگوں کو تعلیم دے رہے ہیں' اسی طرح انھوں نے وزیر موصوف کو بھی غلط گائیڈ کیا ہے' غلط جواب دیئے ہیں۔ میری آپ سے یہ درخواست ہے کہ یہ تمام جواب وزیر تعلیم صاحب کو بھی غلط گائیڈ کرکے دیئے گئے ہیں' وہ ابھی کم عمر تھے' ان کو تجربہ نہیں تھا اور انھیں misguide کیا گیا ہے۔ اس لیے مہربانی کر کے آج کے وقفہ سوالات کو کسی اور دن پر ڈال دیں۔

جناب سپیکر، جی 'وینس صاحب!

جناب محمد عبداللہ وینس، جناب سپیکر! آپ کا شکریہ کہ آپ نے مجھے ٹائم دیا۔ میں کہنا چاہتا ہوں کہ یہ ہاؤس اپنی اس تاریخ کو دہرانا شروع نہ کر دے جو انھوں نے پہلے ریکوزیشن پیش کر کے ہاؤس میں دہرائی تھی۔ اس وقت بھی اس غریب ملک کے تیس تیس ہزار روپے ہر ایم پی اے اپنی جیب میں ڈال کر لے گیا۔ لیکن یہ اپنا کورم بھی پورا نہیں کر سکے اور آج بھی ہمیں یہ بتایا گیا تھا کہ آج تعلیم کے معاملات پر بحث ہو گی' آج اس ملک کے غریب عوام کے بچوں کے لیے کچھ بہتری ہو گی۔۔۔

جناب سپیکر، شکریہ' چودھری صاحب! آپ تشریف رکھیں۔

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی، جناب سپیکر! ہم نے تو حاضری بھی دی تھی لیکن یہاں بہت سے ایسے لوگ بھی بیٹھے ہوئے ہیں جنھوں نے اجلاس کے اندر حاضری بھی نہیں لگائی اور پھر بھی تیس تیس ہزار روپے خود کھا گئے۔

جناب سپیکر، اگلا سوال لیتے ہیں۔۔۔

شیخ امجد عزیز، جناب سپیکر! میں مطمئن نہیں ہوا۔

جناب سپیکر، ابھی تعلیم پر بحث بھی ہونی ہے' بعد میں جو بات چاہیں کر لیں۔

شیخ امجد عزیز: جناب سپیکر! اسلامیہ کالج برائے خواتین میں پانچ ہزار بچیاں زیر تعلیم ہیں اور کنٹونمنٹ بورڈ میں طالبات کا ایک ہی کالج ہے' وہ انھوں نے لکھا ہے کہ ہماری ملکیت ہے اور کنٹونمنٹ بورڈ سے لیز پر لے کر حاصل کیا گیا ہے۔ میں آپ کی اور ان کی اطلاع کے لیے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ وہ انجمن اسلامیہ کا کالج ہے جو نیشنلائز ہونے پر انھوں نے لیا تھا اور اب سپریم کورٹ نے اس کو خالی کرنے کے احکامات جاری کر دیئے ہوئے ہیں۔ میں منسٹر صاحب سے گزارش کر رہا ہوں کہ یہ دونوں کالجز جو ایک لڑکوں کا اور ایک خواتین کا ہے ان کے بارے میں ہاؤس میں یہ فرمائیں کہ ان کی تعمیر اور ان کے لیے نئی جگہ کا حصول کب تک ممکن ہے؟ اس کا آج یہ وعدہ فرمائیں۔

وزیر تعلیم: جن سکولوں کی انھوں نے ضمنی سوال میں نشان دہی کی ہے۔ کہ ان کے لیے زمین کب حاصل کی جائے گی' میں نے ان کو پہلے بھی بتایا ہے کہ اگلا ADP جب ضلعی حکومت تیار کرے گی' تب ہی اس کا جواب دے دیا جائے گا۔

شیخ امجد عزیز: کیا یہ شامل کر لیں گے؟

وزیر تعلیم: اس کی feasibility بنا لیں گے' اگر ممکن ہوا تو دیکھ لیں گے۔

شیخ امجد عزیز: یہ وعدہ کریں۔

جناب سپیکر: وہ کہہ رہے ہیں کہ feasibility بنوائیں گے۔ اگر feasible ہوا تو ہو جائے گا۔

شیخ امجد عزیز: یہ ہاؤس میں وعدہ فرمائیں کہ کیا یہ اس کو پایۂ تکمیل تک پہنچائیں گے؟

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! ہمارے فاضل رکن بالکل پریشان نہ ہوں' یہ میرے ساتھ رابطہ رکھیں۔ میں ان کے جذبات کی قدر کرتا ہوں۔ اگر ان کے ذہن میں کوئی ڈویلپمنٹ کا پروگرام ہے تو مجھ تک پہنچائیں' انشاء اللہ تعالیٰ دیکھیں گے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ ڈاکٹر سید وسیم اختر' پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! فاضل ممبر نے کہا ہے کہ جوابات غلط ہیں۔ دوسرا سکولوں کی تعمیر کے حوالے سے بھی وہ براہ راست commitment دینے کی پوزیشن میں نہیں ہیں۔ انھوں نے پہلے یہ بات کی ہے کہ یہ محکمے devolve ہو گئے ہیں اور اب اس کام کو سٹی گورنمنٹ کرے گی۔ میری منسٹر صاحب سے یہ درخواست ہے کہ چیف منسٹر صاحب سے یہ بات کریں کہ اس ہاؤس کو بھی devolve کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: سید احسان اللہ وقاص صاحب!

محترمہ صباء صادق: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی محترمہ! آپ فرمائیں۔

محترمہ صباء صادق: اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم o جناب سپیکر! میں آپ کی شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے خواتین کی طرف سے بات کرنے کا موقع دیا۔ میں یہاں پر ایوان، بالخصوص حکومتی بنچوں کے سامنے یہ بات کرنا چاہوں گی کہ اپوزیشن کی طرف سے یا حکومتی بنچوں کی طرف سے جو سوالات آتے ہیں ان پر اگر بحث to the point, accurate اور facts and figures کے ساتھ ہو تو شاید ہم عوام کو ریلیف دینے کی پوزیشن میں ہوں۔ میں اپوزیشن کے بنچز پر بیٹھ کر سمجھتی ہوں اور الحمد اللہ ہمارے اوپر بہت بڑی ذمہ داری آئی ہے۔ ہم نے عوام اور حکومت کو صحیح سمت کی طرف لے کر جانا ہے۔ میں آپ کی وساطت سے درخواست کروں گی کہ جو سوالات ہماری طرف سے آئیں ان کو facts and figures کے ساتھ وزراء تک پہنچائیں تاکہ میرے بھائی میاں عمران مسعود کی طرح کوئی غلط بیانات یا غلط جواب نہ دے۔ میری آپ سے دوسری درخواست یہ ہے کہ ہم مسلمان ہیں اور ہم مسلمانوں کو ایک دوسرے کے دکھ درد میں شریک ہونے کا حکم ہے۔ میں بطور خاتون ممبر' اپنی ان تمام حکومتی ایوان کی بہنوں کے ساتھ ان کے دکھ میں برابر کی شریک ہوں' جو اتنی بڑی تعداد میں اپنی پارٹی کی وفاداریاں چھوڑ کے ادھر شامل ہوئی ہیں لیکن انہیں کوئی منسٹری نہیں ملی---

جناب سپیکر: محترمہ! آپ تشریف رکھیں۔ اگلا سوال نمبر 28 سید احسان اللہ وقاص صاحب۔

میٹرک کے داخلہ فارموں کی تصدیق

*28- سید احسان اللہ وقاص، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گزشتہ سال صرف لاہور بورڈ سے 1,36,254 طلبہ / طالبات میٹرک کے امتحان کے لئے Appear ہوئے جب کہ ان میں بطور پرائیویٹ امیدوار امتحان دینے والے طلباء / طالبات کی تعداد 78,439 تھی۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ بطور پرائیویٹ امیدوار امتحان دینے والے طلباء و طالبات کے فارموں کی Attestation صرف سرکاری ہائی سکولوں اور حکومت کے منظور شدہ سکولوں کے ہیڈ ماسٹر / ہیڈ مسٹریس ہی کر سکتے ہیں۔ کیا اتنی بڑی تعداد میں بطور پرائیویٹ امیدوار شریک ہونے والے طلباء / طالبات کے لئے یہ عملی طور پر ممکن ہے کہ صرف سرکاری اورمنظور شدہ سکولوں کے ہیڈ ماسٹرز / ہیڈ مسٹریس سے اپنے فارم Attest کروائیں۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ B.A اور M.A کے لئے بطور پرائیویٹ امیدوار Appear ہونے والے طلباء / طالبات کے فارم ہر گزیٹڈ آفیسر Attest کر سکتا ہے۔ جب کہ ان کی تعداد بہت کم ہوتی ہے۔

(د) کیا حکومت میٹرک کے امتحان میں Appear ہونے والے طلبہ / طالبات کو بھی اسی نوعیت کی اجازت دینے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؛ نیز کیا ممبران صوبائی و قومی اسمبلی کو میٹرک کے داخلہ فارم Attest کرنے کا اختیار دینے کی کوئی تجویز زیر غور ہے؟

وزیر تعلیم،

(الف) سیکنڈری سکول سالانہ امتحان 2002ء میں شرکت کرنے والے طلباء و طالبات کی درست تعداد درج ذیل ہے۔

طلباء و طالبات جنہوں نے داخلہ فارم جمع کرائے	136954
طلباء و طالبات جنہوں نے امتحان میں شرکت کی	135791
ریگولر طلباء و طالبات کی تعداد	57352
پرائیویٹ طلباء و طالبات کی تعداد	78439

(ب) (i) یہ درست ہے کہ بطور پرائیویٹ امیدوار امتحان دینے والے طلباء و طالبات کے فارموں کی تصدیق (Attestation) سرکاری ہائی سکولوں اور حکومت کے منظور شدہ سکولوں کے سربراہان کر سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ یہ اختیار Judicial Magistrate کو

بھی حاصل ہے۔

(ii) لاہور بورڈ اپنے اگلے اجلاس میں یہ معاملہ زیر غور لا رہا ہے جس کے تحت اب تصدیق کا اختیار شعبہ تعلیم سے منسلک Grade 17 کے افسروں کو منتقل کیا جا رہا ہے بشرطیکہ وہ اپنے دستخطوں کا نمونہ، شناختی کارڈ کی کاپی، رہائشی پتا اپنے ادارے کے سربراہ سے تصدیق کروا کر قبل از وقت بورڈ کو ارسال کریں، نیز وہ ہر تصدیق کئے جانے والے فارم کا ریکارڈ رجسٹر محفوظ رکھیں جسے بوقت ضرورت چیک کیا جا سکے۔

(iii) ایم۔پی۔اے / ایم۔این۔اے حضرات کو بھی یہ اختیار منتقل کرنے کی تجویز ایجنڈے میں شامل کی جا رہی ہے بشرطیکہ ایجنڈے کی منظوری کے بعد وہ اپنے مصدقہ دستخطوں کا نمونہ بورڈ کو قبل ازوقت فراہم کریں۔

(ج) لاہور بورڈ سے متعلقہ نہ ہے۔B.A اور M.A کے لئے یہ درست ہے کہ ہر گزیٹڈ آفیسر Attest کر سکتا ہے۔

(د) لاہور بورڈ سے براہ راست متعلقہ نہ ہے۔

چودھری جاوید احمد: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

چودھری جاوید احمد: اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم ○ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○

جناب سپیکر! بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے موقع دیا۔ یہاں پر بیٹھ کر تو یہ احساس ہو رہا تھا کہ شاید ہم کسی بیرون ملک بیٹھے ہیں، لیکن میں اپنے معزز اراکین اسمبلی سے یہ گزارش کرنی چاہوں گا کہ جس طرح میری ایک بہن نے کہا کہ ہمیں اپنے پنجاب کا سرمایہ ضائع نہیں کرنا چاہئے، اسی طرح ہمیں اس ایوان کا وقت بھی ضائع نہیں کرنا چاہئے۔ مجھے یہ بھی احساس ہے کہ یہاں پر کچھ دوستوں کی باہر سے ڈوریں ہلائی جا رہی ہیں، میں امید رکھتا ہوں کہ فون پر ہدایات لینے کی بجائے یہاں پر بیٹھ کر ایوان کو یہیں سے چلایا جائے۔ اس حوالے سے یہاں پر موبائل فون نہیں چلنے چاہئیں، ایوان کے اندر ان پر کارروائی نہیں ہونی چاہئے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔

سید احسان اللہ وقاص: صورت حال یہ ہے کہ پورے پنجاب میں ہر ڈویژن کی سطح پر تقریباً اب

انٹرمیڈیٹ بورڈ قائم ہو چکے ہیں۔ صرف لاہور بورڈ میں 80 ہزار کے قریب طالبعلم ہیں جو پرائیویٹ طور پر appear ہوتے ہیں۔ اب حکومت نے پابندی لگائی ہوئی ہے کہ جتنے پرائیویٹ طالب علم ہیں وہ صرف سرکاری سکولوں کے ہیڈ ماسٹروں سے اپنے فارم attest کروائیں گے۔ یہ ناممکن بات ہے اور اس کا جو جواب دیا گیا ہے وہ اس سے بھی زیادہ مضحکہ خیز ہے۔ جواب جز "ب" میں دیکھیں' اس میں یہ فرماتے ہیں۔ کہ بی اے کے امتحان کی attestation کا اختیار ہر گزیٹڈ آفیسر کو حاصل ہے لیکن میٹرک کے امتحان کے لئے یہ پابندی لگائی گئی ہے کہ صرف اور صرف سرکاری سکولوں کے ہیڈ ماسٹر ہی اس کو attest کر سکتے ہیں۔ اس طرح پرائیویٹ طور پر appear ہونے والے بچوں کو جو تکلیف اور دقت ہوتی ہے' اس کا جواب دیتے ہوئے جو یقین دہانی کرائی گئی ہے وہ اس سے بھی زیادہ مضحکہ خیز ہے۔فرماتے ہیں کہ بورڈ والے اس بات پر غور کرنے کے لئے تیار ہیں' اور کچھ ایم پی ایز کو اور گریڈ 17 کے کچھ لوگوں کو بھی اس کا اختیار دینے کے بارے میں ہم سوچ بچار کر لیں گے بشرطیکہ وہ اپنے شناختی کارڈ کی کاپی رہائشی پتا اور اپنے ادارے کے سربراہ سے تصدیق کروا کر بورڈ کے دفتر میں جمع کرائیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس سے بڑا مذاق ہمارے ساتھ یہ کیا کر سکتے ہیں۔ یہ انتہائی افسوس ناک بات ہے۔ اس بارے میں' میں جناب وزیر تعلیم سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ یہ یقین دہانی کرائیں کہ پرائیویٹ طور پر جو بچے امتحان میں appear ہوتے ہیں ان کے لئے سہولت کے اسباب مہیا کریں۔ حکومت کہتی ہے کہ ہم مفت تعلیم دینا چاہتے ہیں' تو attestation فارم کون سا بڑا مسئلہ ہے؟

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی' وزیر تعلیم!

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! ان کے سوال کا بڑا تفصیلی جواب دے دیا گیا ہے۔ لیکن ان کی observation بالکل ٹھیک ہے اور ہماری تو خواہش یہ ہو گی کہ کوئی بھی بچہ اگر کسی بورڈ میں اپنی رجسٹریشن کروانا چاہے یا داخلہ لینا چاہے' خواہ وہ سرکاری سکول کا ہو یا پرائیویٹ ہی appear ہو رہا ہو' اس کی مشکلات کم کرنی چاہئیں۔ میں نے تو پہلے ہی جواب میں کہہ دیا ہے کہ اب بورڈ consider کرے گا کہ اب attestation کا مسئلہ آسان بنا دیا جائے۔ میں صرف یہ

گزارش کروں گا کہ تصدیق بہت ہی ضروری ہے اور وہ اس لئے ضروری ہوتی ہے کہ کوئی بچہ cheating نہ کرے، اس کی جگہ کوئی اور شخص جا کر بیٹھ نہ جائے۔ امیدوار کی تصویر اور اس کے دستخط ہونے ضروری ہیں۔ اب اگر یہ کہیں کہ کسی اور شخص کو تصدیق کنندہ بنا دیا جائے تو پھر اس کے specimen دستخط بھی چاہئیں جو بورڈ تک مہیا کر دیئے جائیں۔ ہم اس چیز کو بھی سوچ رہے ہیں کہ یہاں پر معزز ایم این ایز اور ایم پی ایز اگر attestation کر دیں تو وہ بھی accept ہو جائے۔ لیکن اس کے لئے ہمیں ایک سلسلہ adopt کرنا پڑے گا یعنی کہ پہلے ہر معزز ممبر کے دستخطوں کا نمونہ لینا پڑے گا، وہ بورڈ تک پہنچانا پڑے گا تاکہ اگر ان کا کوئی دستخط شدہ فارم آئے تو وہ اس کو accept کر لیں۔ اس میں تھوڑا سا ٹائم تو لگے گا لیکن بورڈ اس بارے میں سوچ بچار کر رہا ہے تاکہ مشکلات کم کی جا سکیں۔

سید احسان اللہ وقاص، جناب سپیکر! میری عرض یہ ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ بی اے اور ایم اے کے سلسلے میں ہر گزیٹڈ افسر، ایم این ایز اور ایم پی ایز کو ان کا فارم تصدیق کرنے کا اختیار حاصل ہے۔ میٹرک میں اس لئے تھوڑی سی رکاوٹیں رکھی گئی ہیں کہ طالب علم نقل نہ کر سکیں۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ لوگ بی اے اور ایم اے میں جا کر نقل ماریں اور میٹرک میں نقل نہ ماریں۔ یہ تو عجیب مضحکہ خیز جواب ہے۔ بی اے اور ایم اے کی تعداد ان سے بہت کم ہوتی ہے، وہ چند ہزار لوگ ہوتے ہیں، لیکن آپ پورے پنجاب کی سطح پر دیکھیں تو کم از کم چار پانچ لاکھ بچے پرائیویٹ طور پر میٹرک کا امتحان دیتے ہیں، ان دنوں میں ان کے لئے عذاب بنا ہوتا ہے اور وہ فارم اٹھائے اٹھائے پھرتے ہیں اور تصدیق کرانا ان کے لئے بڑا مشکل مرحلہ ہوتا ہے۔ میں جناب وزیر تعلیم سے یہ یقین دہانی چاہتا ہوں کہ وہ معزز ایوان کے اندر یہ یقین دہانی کروائیں کہ یہ اختیار ہر گزیٹڈ آفیسر کو دیا جائے گا کہ وہ میٹرک کے پرائیویٹ طلباء کے فارم تصدیق کر سکیں۔

جناب سپیکر: جی، وزیر تعلیم!

وزیر تعلیم، جناب سپیکر! انہوں نے جس بات کا اظہار کیا ہے ہم اس کے بارے میں بالکل سوچ لیں گے، شکریہ۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: سپلیمنٹری سوال! میری گزارش یہ ہے کہ جس طرح یہاں پر یہ بات سننے میں آ رہی ہے اس میں جو طریق کار ہم دیکھتے ہیں کہ پرائیویٹ امیدوار سرکاری سکول کے سربراہان سے تصدیق کروا کر بورڈ کے اندر اپنا فارم جمع کرواتے ہیں۔ لیکن یہ میری ذاتی observation بھی ہے اور سارے فاضل ممبران بھی اس بات کو ضرور سمجھتے اور دیکھتے ہیں کہ سرکاری سکولوں کے ہیڈ ماسٹر صاحبان بھی اس کا کوئی باقاعدہ ریکارڈ نہیں رکھتے بلکہ یہ محض ایک خانہ پُری کی کارروائی ہوتی ہے جس کے لئے طلباء کو پریشان ہونا پڑتا ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس کے لئے کسی بھی قسم کی attestation کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ جب حکومت کا منصوبہ بھی یہ ہے کہ وہ تعلیم مفت کرنا چاہتی ہے تو اس قسم کی قدغن لگانا درست نہیں ہے۔ میں منسٹر صاحب سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ آیا وہ اس تصدیق کی formality کو waive کرنا پسند کریں گے یا نہیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر تعلیم!

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! اس قسم کی تجاویز اس کے بارے میں کسی expert سے advice لے لیں گے اور کوشش کریں گے کہ فاضل ممبران کی خواہشات کا احترام کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ! آپ فرمائیں۔

محترمہ عابدہ جاوید: ٹاؤن شپ اور گرین ٹاؤن کی آبادی پانچ لاکھ سے تجاوز کر چکی ہے۔ یہ کتنے افسوس کی بات ہے کہ یہاں کوئی گرلز کالج نہیں ہے شرح خواندگی بڑھانے کے لئے نئے سیشن کے آغاز تک جلد سے جلد کوئی عمارت تعمیر کی جائے تاکہ وہاں کی بچیاں تعلیم حاصل کر سکیں۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ کا کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔ جب محکمہ تعلیم پر بات ہو گی تو پھر آپ بات کر لیں، شکریہ۔ جی، رانا ثناء اللہ صاحب!

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ رولز کے مطابق اسمبلی میں جو

بھی جواب گورنمنٹ اور منسٹر صاحب کی طرف سے آئے وہ definite ہونا چاہئے۔ منسٹر صاحب نے اب تک جتنے بھی جواب دیئے ہیں اس میں انہوں نے یہی کہا ہے کہ کوشش کریں گے، دیکھ لیں گے۔ advice لیں گے، سوچیں گے۔ آپ اس پر اپنی رولنگ فرمائیں کہ کیا یہ جواب درست ہے اور کیا یہ رولز کو meet کرتے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، پلیز تشریف رکھیں۔ رانا صاحب! منسٹر صاحب نے یہ فرمایا ہے اور جو بھی انہوں نے جواب دیا ہے اس کے ساتھ یہ بھی کہا ہے کہ اگر یہ feasible ہوا تو اس option پر ہم سوچ بچار کریں گے، اگر feasible ہوا تو ہم اس پر عمل کر لیں گے۔منسٹر صاحب ادھر بیٹھے بغیر مشورہ کئے کیسے commitment کر سکتے ہیں کہ یہ میں کر دوں گا۔ بعد میں اگر خدانخواستہ اس میں کوئی فنی خرابی ہو، اس میں کوئی قانونی hurdle ہو کہ یہ بعد میں نہ کر سکیں تو؛ اگر on the Floor of the House یہ commit کریں گے اور اگر اس کو honour نہیں کریں گے تو پھر ان کے خلاف Privilege Motion آئے گی۔ انہوں نے یہ فرمایا ہے کہ اگر یہ feasible ہوا تو ہم اس option پر work کریں گے، اسے consider کریں گے اور اگر feasible ہوا تو اس پر عمل بھی ہو گا۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی محترمہ!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میں بہت اہم مسئلہ کی طرف آپ کی توجہ دلانا چاہتی ہوں۔ یہ جو بی اے کے امتحان کے لئے فارم جمع کروانے کی ایک تاریخ دی گئی تھی جس میں شناختی کارڈ کو لازمی قرار دیا گیا تھا، فارم جمع کروانے کے لئے امتحان سے ایک مہینہ پہلے تک اس کی تاریخ رہتی ہے، مگر اس دفعہ اس کو تین ماہ پہلے ختم کر دیا گیا ہے۔ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ دنیا میں کسی جگہ پر ایسے نہیں ہوتا کہ کوئی with retrospective effect ایسا کرے۔ یہ کون سے قانون بنانے جا رہے ہیں کہ کتنے بچے اور بچیاں اس سے متاثر ہو رہے ہیں اور پلیز! اس پر وزیر تعلیم ہمیں جواب دیں کہ ان بچوں کا مستقبل بچانے کے لئے یہ کیا کریں گے؟ شکریہ!

جناب سپیکر: جی، وزیر تعلیم صاحب!

وزیر تعلیم: جناب والا! یہ ضمنی سوال تو نہیں ہے، لیکن محترمہ پہلی ایسی ممبر ہیں کہ جنہوں نے بالکل صحیح بات کی ہے۔ ان کی بات کو میں honour کروں گا اور یہ جو شناختی کارڈ والا سلسلہ ہے جن بچوں کے پاس شناختی کارڈ نہیں ہے ہم ان کو اس سے مستثنیٰ قرار دیں گے اور ہم ان کو اجازت دیں گے کہ وہ بی اے میں appear ہوں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی!

سید احسان اللہ وقاص: جناب والا! میں نے ایم اے کی مثال دی ہے۔ لوگوں کا یہ حقیقتاً بہت بڑا مسئلہ ہے کیونکہ پانچ لاکھ بچے ہر سال پرائیویٹ طور پر امتحان دیتے ہیں۔ ایم اے، بی اے کے لئے جب آپ نے اجازت دی ہوئی ہے تو ان کو یہ یقین دہانی کراتے ہوئے کیا مسئلہ درپیش ہے، یہ میٹرک کے امتحان کےلیے بھی attestation کی ایسی سہولت دینے کے لیے کیوں تیار نہیں ہیں۔ اس میں کیا غوروفکر کی ضرورت ہے اور کیا اس میں کسی کی اجازت کی ضرورت ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر تعلیم!

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! بی اے اور ایم اے کے لئے گزیٹڈ آفیسر کی attestation کی ضرورت ہے۔ اس کے لئے جس طرح انہوں نے فرمایا ہے کہ طلباء کی تعداد بہت کم ہے۔ اب اگر یہ کہیں کہ سکول کے بچوں کے لئے ایک دم ہی یہ پالیسی تبدیل کر دیں تو ہم لاکھوں طلباء کی بات کر رہے ہیں۔ شاید میں خود بھی یہی چاہتا ہوں لیکن ہر کام کرنے کا ایک طریقہ کار ہے۔ آپ کی رائے ایک valuable رائے ہے۔ اس کا ہم نے یہ جواب دیا ہے کہ اس کو ہم consider کر رہے ہیں۔ اگر آپ کی یہ خواہش ہے تو میں آپ کو اس کمیٹی میں بطور ممبر لے لیتا ہوں۔ آپ اپنی تجاویز دیں تو ہم انشاء اللہ ان پر عمل کریں گے۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ پروین مسعود بھٹی: جناب سپیکر! میں یہ بات واضح کرنا چاہتی ہوں کہ آئین کی رو سے

پاک سر زمین کا نام لیتے ہوئے اسلامی جمہوریہ پاکستان کا نام سب سے پہلے آتا ہے۔ لیکن کسی بھی گرلز سکول میں، کسی بھی گرلز کالج میں، کوئی مسجد نہیں ہوتی۔ اور جب کہا جاتا ہے کہ ایسا کیوں نہیں ہے۔ تو پھر یہ کہتے ہیں کہ ہمیں مسجد کے لیئے حکومت فنڈز نہیں دیتی۔ حکومت اس ہاؤس میں یہ بات تسلیم کرے کہ وہ مسجد کے لیے فنڈز دیں اگر مسجد کے لئے فنڈز نہیں دے سکتے تو کم از کم اسلامک سنٹر کے لیے تو فنڈز دیں۔

جناب سپیکر: شکریہ، آپ تشریف رکھیں۔

شیخ اعجاز احمد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ میں نے آپ کو فلور دیا ہے۔ مگر سب سے پہلے میری بات سن لیں۔ میری تمام اراکین اسمبلی سے یہ گزارش ہے کہ جو بھی معزز رکن پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنے کے لئے کھڑا ہوتا ہے۔۔۔

ایک معزز ممبر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: ایک تو میں یہ گزارش کروں گا کہ جب سپیکر بات کر رہا ہوں تو اس وقت پوائنٹ آف آرڈر raise نہیں کیا جا سکتا۔ دوسری میری گزارش یہ ہے کہ جب بھی کوئی معزز رکن بات کر رہا ہو تو جب اس کی بات مکمل ہو جائے تو اس کے بعد دوسرے دوست کے بات کرنے سے پہلے جو وقفہ ہو گا اس میں پوائنٹ آف آرڈر raise کیا جا سکتا ہے۔ میری تیسری گزارش یہ ہے کہ جیسے میری بہن محترمہ پروین مسعود صاحبہ نے مسجد کے بارے میں کہا تو اس بارے میں عرض ہے کہ ابھی تعلیم کے بارے میں بات ہوئی ہے اور بعد میں اس پر بحث بھی ہونی ہے، آپ اس میں محکمہ تعلیم کے متعلق جو بھی بات کرنا چاہیں کر سکتی ہیں، مگر وقفہ سوالات صرف میں آپ سوالات سے متعلق ہی ضمنی سوال کر سکتی ہیں، اس میں تقریر نہیں ہو سکتی، اس میں غیر متعلقہ سوال raise نہیں ہو سکتا۔ براہ مہربانی آپ ان باتوں کو مدنظر رکھیں۔ شکریہ۔۔۔ جی، شیخ صاحب! آپ فرمائیں۔

شیخ اعجاز احمد: شکریہ، جناب سپیکر! یہاں پر یہ جو سوال کیا گیا ہے اس کے تیسرے جز میں ایک بڑا قابل غور پہلو پنہاں ہے۔ میں وزیر تعلیم سے گزارش کروں گا کہ کم از کم آپ اس

بات کو ہی پورے وثوق کے ساتھ اور وعدے کے ساتھ اس ایوان کے وقار کو بلند کرنے کے لئے کہہ دیجئے، کیونکہ ہم اس معزز ایوان میں جتنے بھی معزز اراکین بیٹھے ہوئے ہیں وہ لوگوں سے لاکھوں ووٹ لے کر ان معزز ایوانوں میں پہنچتے ہیں، جناب والا! آپ دیکھیں کہ محکمہ تعلیم اس میں بھی کیا کر رہا ہے، لکھا ہے کہ ایم پی اے اور ایم این اے حضرات کو بھی یہ اختیار منتقل کرنے کی تجویز ایجنڈے میں شامل کی جا رہی ہے بشرطیکہ ایجنڈے کی منظوری کے بعد وہ اپنے مصدقہ دستخطوں کا نمونہ بورڈ کو قبل از وقت فراہم کریں۔ تو وزیر موصوف صاحب سے گزارش ہے کہ یہ اختیار کم از کم اپنے ساتھیوں کو تو دے دیں۔

جناب سپیکر: جی، وزیر تعلیم!

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! فاضل ممبر نے بڑی عجیب سی بات کی ہے۔ جہاں تک ممبران کا احترام اور استحقاق ہے، ایک وزیر کے طور پر میں ان کا احترام کرتا ہوں۔ ہم نے تو سید صاحب کے سوال کے جواب میں بھی یہی کہا ہے کہ attestation کا privilege ممبرز کو دے دیا جائے گا۔ اب ہمیں یہ کیسے پتا چلے گا کہ شیخ صاحب کے دستخط کیسے ہیں، وہ اردو میں لکھتے ہیں یا انگریزی میں لکھتے ہیں۔ جب ہمارے پاس دستخطوں کا نمونہ ہوگا ہم تب ہی وہ بورڈ کو دے سکتے ہیں۔

راجہ ریاض احمد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، راجہ ریاض صاحب!

راجہ ریاض احمد: جناب سپیکر! میں وزیر تعلیم صاحب سے گزارش کروں گا کہ وہ مہربانی کریں، میری بات توجہ سے سن لیں۔ جواب کے جز (ج) میں یہ لکھا ہوا ہے کہ بی اے اور ایم اے کے لئے یہ درست ہے کہ ہر گزیٹڈ آفیسر داخلہ فارم attest کر سکتا ہے۔ جبکہ وزیر تعلیم صاحب میٹرک کے لئے اجازت دینے کے لیے مشورہ کی بات کر رہے ہیں۔ میں وزیر تعلیم صاحب سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا آپ اپنے محکمہ تعلیم کے سربراہ ہیں یا نہیں؟ اگر سربراہ ہیں تو سیکرٹری صاحب سے پوچھنے کی ضرورت نہیں، ابھی فلور پر اس بات کا اعلان کریں کہ میٹرک کے بچوں کے داخلہ فارم ہر گزیٹڈ آفیسر attest کر سکتا ہے۔ ان کو کسی سے مشورہ لینے کی ضرورت نہیں ہے، یہ اپنے اختیارات استعمال کریں اور اگر ان کو اپنے اختیارات استعمال کرنے

نہیں آتے تو مجھے اختیار دیں، میں ان اختیارات کو استعمال کروں گا۔

جناب سپیکر: راجہ صاحب! مشورہ کر لینا اچھی بات ہے۔

راجہ محمد طارق کیانی: جناب سپیکر! میرے دوستوں نے جو یہ کہا کہ بی اے اور ایم اے کی attestation نقل لگانے کے لئے ہے تو میں اس سے اتفاق نہیں کرتا۔ دنیا کے مختلف ممالک میں اور ہندوستان میں، جو کہ ہمارا ہمسایہ ملک ہے، کوٹہ سسٹم کے تحت مختلف صوبوں کے درمیان ملازمتوں کی تقسیم ہوتی ہے اور مختلف طبقات کو prestigious posts پر تعینات کرنا عمر کے ساتھ وابستہ ہوتا ہے۔ اکثر و بیشتر ممالک کے اندر جو basic attestation ہوتی ہے وہ اگر مڈل کے لئے ہے تو date of birth کی ہوتی ہے۔ چونکہ ہماری تعلیم کے اندر میٹرک اس کی پہلی layer ہوتی ہے۔ لہٰذا تاریخ پیدائش کی شناخت کے لئے، اس کو معتبر بنانے کے لئے، اس کو solid کرنے کے لئے attestation کا عمل تھوڑا بہت قدرے مشکل ہو جانا سوسائٹی کے لئے میں سمجھتا ہوں کہ مفید ہے۔ یہ کام ہم ایم پی ایز، ایم این ایز کو سونپا جائے، چونکہ ہمارے حلقہ جات بڑے وسیع ہوتے ہیں اور ہم بعض اوقات کسی آدمی کی تاریخ پیدائش یا اس کے ذاتی کوائف کو پوری طرح نہیں جان پاتے، ہندوستان میں ان کی جو ویلج کونسلز ہیں، جنھیں ہم نے یہاں یونین کونسل کا نام دیا ہوا ہے اور خوش قسمتی سے ہمارے ملک میں اس وقت یہ ادارے کام بھی کر رہے ہیں، تو میں یہ چاہوں گا کہ وزیر تعلیم اگر مناسب سمجھیں تو اپنے ماہرین سے مشورے کے بعد اگر ہندوستان کی طرز پر ہماری یونین کونسل کے ناظم اور نائب ناظم کو یہ اختیار تفویض کر دیا جائے تو بہت بہتر ہو گا۔ ہیڈ ماسٹر صاحبان کے پاس تو پہلے ہی یہ اختیار ہے اگر ایسا بھی کر لیا جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس سے سہولت بھی ہو گی اور ساتھ ساتھ تاریخ پیدائش کے حوالے سے صحیح تصدیق بھی ہو سکے گی جو کہ ہماری سوسائٹی کی ایک بنیادی ضرورت ہے۔ کہیں یہ نہ ہو کہ سہولت کے پیش نظر ہم اس نظام میں ہی کوئی گڑبڑ کر بیٹھیں۔ میں یہ تجویز وزیر تعلیم کو دینا چاہوں گا۔

ڈاکٹر اسد معظم: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب! میں پہلی دفعہ منتخب ہو کر آیا ہوں۔ میرا سوال یہ ہے کہ کیا جناب سپیکر بھی اس ہاؤس کے ممبر ہیں یا نہیں؟

جناب سپیکر : obviously' ممبر ہوں۔

ڈاکٹر اسد معظم ۔ تو ابھی میاں عمران مسعود صاحب نے فرمایا' جب میری بہن نے ان سے سوال کیا تو اس کے جواب میں انھوں نے یہ کہا کہ یہ پہلی ممبر ہیں جنھوں نے کوئی صحیح اور درست بات کی ہے۔ تو میں میاں عمران مسعود صاحب سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ جناب سپیکر سمیت جتنے بھی معزز ممبران نے باتیں کی ہیں کیا انھوں نے غلط باتیں کیں؟ اس طرح یہ الفاظ استعمال کر کے انھوں نےمعزز اراکین اور جناب سپیکر کا استحقاق مجروح کیا ہے۔ لہذا اس کے لئے انھیں معذرت کرنی چاہئے۔

جناب سپیکر، وزیر موصوف نے جو کچھ فرمایا ہے ان کے کہنے کا مقصد یہ نہیں تھا۔ الفاظ ضرور الٹے سیدھے ہو گئے ہوں گے۔ لیکن ان کا یہ مقصد نہیں تھا۔

ڈاکٹر اسد معظم ۔ جناب والا ! آپ کے پاس کوئی ٹیلی پیتھی نہیں ہے کہ آپ ان کے ذہن کو پڑھ لیتے ہیں ۔

جناب سپیکر، میری بات تو سنیں۔ ان کا مطلب یہ تھا کہ اس سوال سے relevant ضمنی سوال محترمہ نے کیا ہے۔خدا نخواستہ یہ مقصد نہیں کہ دوسروں نے غلط سوال کئے ہیں۔

ڈاکٹر اسد معظم ۔ جب کوئی بات کی جاتی ہے تو میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ میرے ساتھ بیٹھے ہوئے بھائی کے ذہن میں کیا ہے ۔ اصل معنی الفاظ کے ہوتے ہیں جو کہ منہ سے ادا کئے جاتے ہیں۔ اس کے لئے انھیں معذرت کرنی ہو گی ۔

سید ناظم حسین شاہ ۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے وقت دیا ۔ آپ سے متعلقہ میرا جو پوائنٹ آف آرڈر ہے وہ میں بعد میں اٹھاؤں گا ۔ ابھی مجھے صرف یہ کہنا ہے کہ ہمارے معزز بھائی نے جو سوال کیا ہے اس کا جواب تو وزیر موصوف کو دینا چاہئے ۔

جناب سپیکر، بالکل' وہی دیں گے ۔

سید ناظم حسین شاہ ۔ جناب والا ! آپ سپیکر ہیں ' پورے ہاؤس کے آپ سپیکر ہیں۔ ہمارے

بھی آپ نمائندے ہیں ۔ It is irrelevant whether we have voted for you or not.

Since you have been elected and you are Member of the House. تو اس لئے

جناب والا ! اور پھر میاں عمران مسعود صاحب ماشاء اللہ بالغ ہیں ' عاقل بھی ہیں اور کافی عرصے سے اس اسمبلی میں آ رہے ہیں۔ اس لئے میں نہیں سمجھتا کہ وہ اپنی وضاحت یا ترجمانی کا حق آپ کو دیں گے۔ ہم ان کی بھی کچھ شیریں گفتار سننا چاہتے ہیں۔ ان کے لفظوں میں جو مٹھاس ہے۔ آپ ہمیں اس سے کیوں محروم کرنا چاہتے ہیں؟ ان کو بھی حق دیں۔ یہ پہلی دفعہ وزیر تعلیم بنے ہیں مگر اسمبلی کے ممبر کافی عرصے سے چلے آ رہے ہیں ۔ اس لئے میری آپ سے یہی استدعا ہے کہ جس وزیر پر سوال ہو تو آپ یہ حق انھیں دے دیا کریں تا کہ وہ خود اپنا وضاحتی بیان دے سکیں' شکریہ۔

جناب سپیکر، شکریہ' میں اس معاملے میں گزارش کرنی چاہوں گا ۔ چونکہ پہلے میں نے وزیر صاحب کا موقف بھی سنا اور جس دوست نے سوال اٹھایا اس کا موقف بھی سنا۔ دونوں کا موقف سننے کے بعد میرا یہ استحقاق ہے کہ میں ہاؤس کو بتا سکوں کہ وزیر صاحب نے کیا کہا ہے اور سوال اٹھانے والے نے کیا کہا ہے۔ یقیناً جواب وزیر موصوف ہی دیں گے اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے جیسا کہ آپ نے فرمایا ہے کہ میاں عمران مسعود صاحب کافی تجربہ کار ہیں' جواب دینے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ میں نے تو ان کا جو موقف سنا' اسی کے بارے میں ہاؤس کو آگاہ کیا۔

سید ناظم حسین شاہ ، جناب سپیکر ! ہم آپ کے استحقاق کو کبھی بھی contradict نہیں کرتے ،ہم admit کرتے ہیں۔ [************************************]

وزیر تعلیم ، جناب سپیکر ! سید ناظم شاہ صاحب پرانے مہربان ہیں [****************] آپ کا بھی ان سے پرانا تعلق ہے' آپ ہمارے بھی مہربان ہیں ۔ آپ کی مہربانی کہ آپ نے میرا موقف سن کر ان کو جواب دیا۔ فاضل ممبر جو سید ناظم شاہ صاحب کے پیچھے بیٹھے ہوئے

* بحکم خصوصی جناب سپیکر زیر قاعدہ 221' مورخہ 8۔فروری 2003 کارروائی حذف کی گئی۔

ہیں' ڈاکٹر اسد معظم انہوں نے جو بات کہی ہے۔ اس بابت عرض کروں گا کہ جناب میں نے اس لئے یہ کہا کہ چونکہ وہ جو بی بی نے شناختی کارڈ کا مسئلہ اٹھایا وہ ایک بڑا ہی اہم مسئلہ تھا اور یہ highly relevant مسئلہ تھا جس کی محترمہ نے یہاں پر نشاندہی کی۔ باقی میرے جتنے دوستوں نے یہاں پر باتیں کیں' راجہ ریاض صاحب پرانے ساتھی ہیں۔ ہمیشہ شرارت کرتے رہتے ہیں۔خیر ہے کوئی ایسی بات نہیں' لیکن یہ تمام باتیں انھوں نے irrelevant کی تھیں جو کہ اس اصل سوال سے متعلق نہیں تھیں۔ ہاؤس کی یہ روایت ہے کہ وقفہ سوالات میں آپ ضمنی سوال کر سکتے ہیں لیکن وہ relevant ہونے چاہئیں۔ میں تو انھیں رولز کے اندر رہتے ہوئے جواب دیتا رہا ہوں اور آئندہ بھی دوں گا۔ اس کے ساتھ ساتھ اگر کسی ممبر کی خواہش یا جذبہ تعلیم کے حوالے سے کام کرنے کا ارادہ ہے تو اس کا بھی میں احترام کروں گا۔ محترمہ نے بھی اسی جذبے کا اظہار کیا ہے۔ جس کی میں نے قدر کرتے ہوئے یہاں پر بیان دیا کہ بی اے کے طالب علموں کے شناختی کارڈ کے مسئلہ کا کوئی دوسرا حل ہم انشاء اللہ تعالیٰ ضرور ڈھونڈیں گے۔

جناب سپیکر: سید احسان اللہ وقاص!

سید احسان اللہ وقاص: سوال نمبر 32۔

جناب سپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلعی حکومت لاہور کے زیر انتظام قائم سکولوں سے متعلق تفصیلات

*32۔**سید احسان اللہ وقاص:** کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) لاہور میں ضلعی حکومت کے زیر انتظام چلنے والے پرائمری اور ہائی سکولوں کی کیا تعداد ہے اور یہ کہاں کہاں واقع ہیں۔

(ب) کیا ان تمام سکولوں میں بجلی کی سہولت موجود ہے اور جن سکولوں میں بجلی موجود ہے کیا وہاں کلاسز میں پنکھے لگے ہوئے ہیں اور جن سکولوں میں بجلی کی سہولت فراہم نہیں کی گئی وہاں کب تک بجلی فراہم کر دی جائے گی۔

(ج) کیا تمام سکولوں میں طلباء و طالبات کے لئے فرنیچر موجود ہے۔ کتنے سکولوں میں طلباء و طالبات کو فرنیچر کی بجائے ٹاٹ فراہم کئے گئے ہیں اور کتنے سکول ہیں جہاں نہ فرنیچر فراہم کیا گیا اور نہ ہی ٹاٹ؟

وزیر تعلیم:

(الف) لاہور میں ضلعی حکومت کے زیر انتظام چلنے والے گورنمنٹ پرائمری اور ہائی سکولوں کی تعداد حسب ذیل ہے۔

ہائر سیکنڈری	ہائی	مڈل	پرائمری	مسجد مکتب	جونئیر ماڈل	میزان
11	189	145	765	72	20	1202

(ب) 1۔ تمام ہائی سکولوں میں بجلی کی سہولت موجود ہے۔ اور پنکھے بھی لگے ہوئے ہیں۔

2۔ 604 مڈل اور پرائمری سکول ایسے ہیں جن میں بجلی اور پنکھوں کی سہولت موجود نہ ہے۔

3۔ ایکس ایم۔سی۔ایل سکولوں میں ماسوائے تین پرائمری سکولوں کے بجلی موجود ہے۔ البتہ بلحاظ کمرہ جات پنکھوں کی کمی ہے۔

ضلعی حکومت لاہور اپنے وسائل اور ترجیحات کو مدنظر رکھتے ہوئے ان سکولوں میں بجلی اور پنکھے فراہم کرنے کی کوشش کرے گی۔

(ج) 1۔ تمام ہائی اور ہائر سیکنڈری سکولوں میں فرنیچر موجود ہے۔

2۔ 616 مڈل و پرائمری سکولوں میں مکمل فرنیچر موجود نہ ہے۔ ٹاٹ کی سکیم عرصہ دراز سے بند ہو چکی ہے۔ اس لئے اب سکولوں میں ٹاٹ فراہم نہیں کئے جاتے ہیں۔

(ایکس ایم۔سی۔ایل سکولز)

3۔ ایکس ایم۔سی۔ایل سکولوں میں کوئی سکول ایسا نہ ہے۔ جہاں فرنیچر فراہم نہ کیا گیا ہو البتہ بلحاظ تعداد طلباء فرنیچر ناکافی ہے۔ ضلعی حکومت لاہور اپنے وسائل اور ترجیحات کو مدنظر رکھتے ہوئے ان سکولوں میں فرنیچر فراہم کرنے کی کوشش کرے گی۔

جناب سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال؟

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنی چاہتا ہوں کہ جواب میں بتایا گیا ہے کہ "لاہور میں ضلعی حکومت کے زیر انتظام چلنے والے گورنمنٹ پرائمری اور ہائی سکولوں کی تعداد 1202 ہے" یہ جواب پڑھ کر مجھے انتہائی دکھ ہوا ہے اور اس کا مجھے پہلے سے اندازہ تھا کہ یہی جواب دیا جائے گا۔ جناب والا! یہاں لاہور میں 1202 سکولوں میں سے 604 سکول ایسے ہیں

کہ جن میں بجلی بھی نہیں لگی ہوئی۔ آپ اس سے اندازہ لگائیں کہ اگر لاہور شہر کی یہ حالت ہے تو صوبے کے باقی دور دراز دیہاتوں اور چھوٹے شہروں کی کیا حالت ہو گی؟ میں وزیر موصوف سے یہ ضمنی سوال پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا وہ اس بات پر ضلعی ناظم صاحب کو کوئی شرم دلائیں گے کہ لاہور شہر میں 604 سکولوں میں بجلی تک موجود نہیں ہے۔ اگر یہاں پانچ منٹ کے لئے بجلی چلی جائے تو آپ بیٹھ نہیں سکتے۔ جس کلاس کے اندر تیس تیس، چالیس چالیس، بچے بیٹھے ہوئے ہوں اگر وہاں پر بجلی موجود نہ ہو تو وہاں پر پڑھائی کیا ہو گی؟ صوبہ پنجاب گرم خطہ ہے۔ یہاں شدید گرمی ہوتی ہے۔ اس لئے جہاں پر بجلی نہ ہو وہاں بچے کلاس میں کیسے پڑھ سکتے ہیں؟ وزیر موصوف اس بارے میں کوئی یقین دہانی کرائیں کہ ان سکولوں میں کب تک بجلی فراہم کر دی جائے گی؟

جناب سپیکر: جی، وزیر تعلیم!

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! میرے لئے بھی یہ ایک بڑا alarming figure ہے کہ لاہور جیسے شہر میں 604 ایسے پرائمری سکول ہیں جن میں بجلی کی سہولت موجود نہ ہے۔ آج پہلا ہی دن تھا، اسی لئے ایجوکیشن پر بحث رکھی تھی۔ میری خواہش ہے کہ اس طرح کی اور بھی تجاویز مجھ تک پہنچیں تاکہ ہم یہ ساری باتیں وزیر اعلیٰ پنجاب تک پہنچا سکیں اور ان کی تجاویز کے مطابق ہم زیادہ سے زیادہ فنڈز لے سکیں۔ سارا مسئلہ تو فنڈز کا ہے، اگر پیسے ہوں تو پھر یہ کسی کا بھی دل نہیں کرتا کہ ہمارے پیارے بچے بجلی، پنکھے یا فرنیچر کے بغیر بیٹھیں۔ میرے خیال میں پنجاب کی صورت حال اس سے بھی تھوڑی زیادہ گھمبیر ہے۔ میں آپ کو بحث کے دوران figures بتاؤں گا کہ بے تحاشا ایسے سکول ہیں جہاں پر بجلی اور پانی نہیں ہے اور یہ ہمارے لئے ایک بہت بڑا چیلنج ہے۔ اس بارے میں بحث کے دوران آپ سے بات چیت کریں گے تو پھر انشاء اللہ تعالیٰ اس کا حل ڈھونڈیں گے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب والا! لاہور شہر صوبہ پنجاب کا دار الحکومت ہے، اسی سے آغاز کریں کہ کم از کم تمام سکولوں کو بجلی تو مہیا کریں۔ اس میں دوسرا ضمنی سوال یہ تھا کہ جواب دیا گیا ہے کہ عرصہ دراز سے ٹاٹ کی سکیم بند ہو چکی ہے، اس لئے اب سکولوں میں ٹاٹ فراہم نہیں کئے جاتے۔ گزارش یہ ہے کہ اب یہ ٹاٹ بھی فراہم نہیں کرتے۔ آپ سکولوں میں جا کر

دیکھیں کہ بچے اپنے ساتھ اینٹیں اٹھا کرلے جا رہے ہوتے ہیں اور ان پر بیٹھتے ہیں۔ میں خود اپنے حلقے کے کئی سکولوں میں جاتا ہوں اور میں ایک ایسی این جی او بھی چلا رہا ہوں جو ایسے سکولوں کو کچھ نہ کچھ فرنیچر فراہم کرتی ہے۔ میں وزیر موصوف سے درخواست کرتاہوں کہ مہربانی فرما کر کم از کم ٹاٹ فراہم کرنے کی سکیم دوبارہ شروع کر دیں کیونکہ کلاس میں بچوں کے پاس بیٹھنے کے لئے کوئی چیز نہیں ہوتی۔

جناب سپیکر، جی'وزیر تعلیم!

وزیر تعلیم، جناب سپیکر! 98-1997 میں ٹاٹ کی سکیم ختم کر دی گئی تھی۔ ہم تو چاہتے ہیں کہ ہم اپنے بچوں کو فرنیچر مہیا کریں۔ ٹاٹ اس لئے ختم کیا تھا کہ یہ شرم والی بات ہے کہ ہم اس دور میں بھی اپنے بچوں کو ٹاٹ مہیا کر رہے ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ ہم اپنے بچوں کو فرنیچر مہیا کریں گے۔ اس لئے ٹاٹ والی سکیم ختم کر دی ہے۔

شیخ اعجاز احمد ، جناب والا! جو بچوں کے لنچ کا پروگرام بنایا ہے اس سے کرپشن کے نئے نئے راستے کھلیں گے' اس کو بند کر کے پورے پنجاب کے سکولوں میں بجلی اور فرنیچر فراہم کر دیا جائے تو ہم ان کے شکر گزار ہوں گے۔

جناب سپیکر، شکریہ۔

محترمہ نیرؔ مرتضیٰ لون ، جناب سپیکر! میں آپ کی مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے بات کرنے کا موقع دیا کہ میں اپنی بات آپ تک پہنچا سکوں۔میں وزیر تعلیم سے یہ پوچھنا چاہوں گی کہ انھوں نے عوام پر جو مہربانی کی ہے وہ ہم دیکھ رہے ہیں۔ پچاس سال سے جو ہمارا تعلیمی نظام چل رہا ہے اب اس میں تبدیلی آنی چاہئے تھی لیکن بنیادی طور پر تبدیلی یہ کی گئی ہے کہ سرکاری سکولوں میں میٹرک تک مفت تعلیم دی جائے گی۔ یہ طبقاتی سسٹم کو dominate کرنے کے لئے ہے' حالانکہ طبقاتی سسٹم کو ختم کرنا چاہئے تھا۔ ایچیسن کے بچے دیکھیں اور دوسرے غریب لوگوں کے بچے دیکھیں ۔ وہی سسٹم ہے کہ پانچ ہزار روپے والے بچوں کو کیسی تعلیم مل رہی ہے اور دس پیسے والے لوگ کیسی تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ تو براہ مہربانی آپ طبقاتی سسٹم کی طرف توجہ دیں اور وزیر تعلیم کو بتا دیں کہ طبقاتی سسٹم کو ختم کرنا بہت ضروری ہے۔

محترمہ ثمینہ نوید، جناب سپیکر! میں وزیر تعلیم کی بڑی مشکور ہوں کہ انھوں نے اس بات کی دعوت دی ہے کہ تمام ہاؤس کا یہ استحقاق ہے کہ تعلیم کے بارے میں اصلاحات کے لئے ہر ممبر تجویز پیش کر سکتا ہے۔تو میں وزیر تعلیم سے یہ پوچھنا چاہوں گی کہ ہمارے ہاں پنجاب میں

لاء کالج کے لئے کیا medium ہے۔ اردو ہے یا انگلش ہے؟ اگر اردو ہے تو پھر بہاولپور یونیورسٹی میں بھی اردو میڈیم ہونا چاہئے اور اگر انگلش میڈیم ہے تو پھر زکریا یونیورسٹی ملتان میں بھی انگلش میڈیم ہونا چاہئے۔ یہ discrimination کیوں ہے؟ یہ تعصب کیوں ہے کہ کچھ لوگ اردو میں امتحان دیں اور کچھ انگلش میں۔ پلیز! میں اس کی وضاحت چاہوں گی۔

جناب سپیکر، محترمہ! آپ اس بارے میں نیا سوال کر لیں، یہ ضمنی سوال نہیں بنتا۔

سید ناظم حسین شاہ، جناب سپیکر!۔۔۔

محترمہ ثمینہ نوید، جناب والا! پہلے میرے سوال کا جواب آنا چاہئے۔

جناب سپیکر، آپ نیا سوال کریں گی تو آپ کا جواب آجائے گا۔

وزیر تعلیم، جناب والا! میں ان کے سوال کا جواب دینا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر، شاہ صاحب! پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

سید ناظم حسین شاہ، جناب والا! میں تو ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر، جی، آپ ضمنی سوال کر لیں۔ وزیر تعلیم اکٹھا ہی جواب دے دیں گے۔

سید ناظم حسین شاہ، جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے وزیر تعلیم سے پوچھوں گا کہ انھوں نے یہ تو فرما دیا کہ 604 سکولوں میں بجلی اور پنکھے نہیں ہیں۔ مگر یہ نہیں فرمایا کہ کب تک ان سکولوں کو بجلی فراہم کریں گے۔ یہ تو اعلان کر دیا کہ میٹرک تک تعلیم مفت ہوگی۔ اگر وہاں پر یہ بنیادی سہولیات نہیں ہوں گی تو پھر اس مفت تعلیم کا کیا فائدہ ہے؟ اس لئے میں آپ کی وساطت سے ان سے یہ وضاحت چاہوں گا کہ کب تک فرنیچر اور بجلی فراہم کریں گے۔ یہ دو ضمنی سوالات ہیں۔ جواب میں ایک جگہ بجلی کا ہے اور دوسری جگہ فرنیچر کا ہے۔ تو یہ کب تک فراہم کریں گے؟

جناب سپیکر، جی، وزیر تعلیم!

وزیر تعلیم، جناب والا! میں پہلے محترمہ کے سوال کا جواب دینا چاہتا ہوں۔ محترمہ! آپ نے جو اردو اور انگلش میڈیم والی بات کی ہے بہتر یہی ہوتا کہ چونکہ آج ایجوکیشن پر بحث تھی لہذا اس کے دوران ہم اس بات کو زیر بحث لاتے۔۔۔

محترمہ ثمینہ نوید، مجھے علم تھا، لیکن مجھے یہ بھی پتا تھا کہ مجھے موقع نہیں ملے گا۔

وزیر تعلیم، جناب والا! پہلے ہمارے سرکاری سکولوں میں انگلش چھٹی جماعت سے پڑھائی جاتی

تھی۔

محترمہ ثمینہ نوید، جناب والا! میں نے تو اس کے بارے میں سوال کیا تھا۔

جناب سپیکر، محترمہ! آپ کے سوال کا جواب تو یہی ہے کہ آپ نیا سوال دیں۔ میں نے پہلے بھی گزارش کی ہے کہ آپ کا نیا سوال آئے گا تو پھر اس کا جواب بھی تفصیل سے آ جائے گا۔ جی' وزیر تعلیم! شاہ صاحب کے سوال کا جواب دے دیں۔

وزیر تعلیم، جناب والا! جو ناظم شاہ صاحب نے فرمایا کہ کب تک فرنیچر اور بجلی مہیا کر دی جائے گی' تو اس بارے میں عرض کرتا ہوں کہ یہ بال تو انہی کی کورٹ میں ہے۔ اگر آپ اس بجٹ میں سارا پیسہ اس مد میں مختص کروا دیں تو ہم انشاء اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی تاریخ دے دیں گے۔ یہ تو فنڈز کی provision پر ہے کہ حکومت پنجاب ہمیں ایجوکیشن کے لئے کتنے فنڈز دے گی' ہم ڈویلپمنٹ میں اس پر کتنے فنڈز رکھیں گے۔ میں آپ کو بتاتا ہوں کہ ہمارا بجٹ 33 بلین کا ہے۔ 26 ارب روپیہ تو صرف تنخواہوں کی مد میں جا رہا ہے۔ ہمارے صوبے کے ایلیمنٹری اور مڈل سکول 63 ہزار جبکہ کالجز اس کے علاوہ ہیں۔ اس محکمے میں پانچ لاکھ سے زیادہ لوگ کام کر رہے ہیں۔ تو یہ بہت ہی بڑا محکمہ ہے جس کی پلاننگ ابھی مارچ کے بعد شروع ہو جائے گی۔ ہم اس کا ADP بنائیں گے۔ آج آپ کی تجاویز سنیں گے اور انشاء اللہ تعالیٰ آپ کی تجاویز کے مطابق ہی بجٹ بنائیں گے۔

جناب سپیکر، شکریہ۔

سید ناظم حسین شاہ، جناب سپیکر! ویسے تو انگریزی کا مقولہ ہے کہ If a politician says yes, it means perhaps; if he says perhaps, it means no and if he says no, then he is not a politician وزیر موصوف ہمیں یہ لالی پاپ نہ دیں۔ میں نے ایک بہت ہی relevant اور brief question کیا ہے۔ میں نے ان سے صرف time limit مانگی ہے۔ بجٹ کن لوگوں نے بنانا ہے؟ بجٹ بھی انھوں نے بنانا ہے۔ انھوں نے وہاں پر ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کی نمائندگی کرنی ہے۔جناب والا! گو میرا تعلق ملتان سے ہے لیکن دارالخلافہ ہر شہری کا شہر ہوتا ہے کیونکہ جب تک دارالخلافہ آپ کے قبضے میں ہے تو اس کا مطلب ہے کہ پورا ملک آپ کے قبضے میں ہے۔ وقاص صاحب کا سوال یہ ہے کہ دارالخلافہ میں' جہاں پر foreign dignitaries بھی آتے ہیں اور جس کو ہم اپنا ماڈل بھی سمجھتے ہیں' وہاں پر یہ حالت ہے کہ 604 سکولوں میں بجلی بھی نہیں ہے اور فرنیچر بھی نہیں ہے۔ میں نے صرف یہی کہا کہ وہ

definite time بتا دیں کہ چار مہینے میں' چھ مہینے میں فراہم کریں گے۔ ہمیں بھی پتا ہے کہ اس بجٹ کے بعد ضمنی بجٹ بھی آ سکتا ہے۔ یہ ہمیں صرف time limit بتا دیں۔

جناب سپیکر، جی' وزیر تعلیم!

وزیر تعلیم ،جناب سپیکر! اس کی ہم ساری information حاصل کر لیتے ہیں۔ اگر یہ مجھے ابھی یہ کہیں کہ 604 سکولوں میں کب تک فرنیچر پہنچ جائے گا تو میں اس کے لئے کوئی حتمی تاریخ نہیں دے سکتا۔ اگر آپ حکم فرمائیں تو اس کی ایک رپورٹ تیار کروا لیتے ہیں۔

جناب سپیکر ، شکریہ۔

جناب جہاں زیب امتیاز گل، جناب وزیر تعلیم نے فرمایا ہے کہ یہ ضلعی حکومت کا کام ہے یا انہوں نے یہ کہا ہے کہ ہمارے پاس فنڈز نہیں ہیں ۔ تو میں آپ کی وساطت سے وزیراعلیٰ صاحب کو جو یہاں پر تشریف نہیں رکھتے اور میاں صاحب کو بھی یہ عرض کروں گا کہ اگر فنڈز نہیں ہیں تو یہ مفت تعلیم والی gimmick کو ختم کیا جائے ۔ یہ صرف اور صرف عوام کو بلکہ سات کروڑ عوام کو دھوکہ دیا جا رہا ہے۔ جہاں پر بیٹھنے کی جگہ نہیں ہے طالب علم پڑھنے کے لئے گھر سے اینٹیں لے کر آتے ہیں' وہاں پر ہر بات کا صرف یہ جواب دیا جا رہا ہے کہ ہمارے پاس فنڈز نہیں ہیں۔ It all is gimmick, that is what I would say

جناب سپیکر ، شکریہ۔

وزیر تعلیم، جناب! معزز رکن کی طرف سے جو ریمارکس دیئے گئے ہیں۔ میں ان کا جواب دینا چاہوں گا۔ جناب والا! آپ appreciate کریں کہ پنجاب گورنمنٹ اور وزیراعلیٰ پنجاب نے فری ایجوکیشن کا اعلان کر کے جس نیک نیتی کا اظہار کیا ہے۔ یہ تو اس بات کا اظہار ہے کہ تعلیم اس حکومت کی پہلی ترجیح ہے۔ یہ جو پینتیس چالیس کروڑ روپے کا extra burden جو ہم نے صرف اس لئے اٹھایا ہے کہ بچوں کو ہم incentive دیں' بچوں کی بہتری کے لئے کچھ کریں ۔ 63 ہزار سکولوں کو ہم اپنی طرف متوجہ کریں' شرح خواندگی کو بہتر کریں It is not all a gimmick ہم نے بڑی نیک نیتی کے ساتھ یہ اعلان کیا ہے۔ یہ آپ کے لئے gimmick ہو گا۔ ہمارے لئے gimmick نہیں ہے ۔ We cannot do this gimmickry

with the future of our childern.

رانا مشہود احمد خان،جناب والا! وزیر تعلیم نے کہا ہے کہ فنڈز میسر نہیں ہیں۔میرا حکومت سے بھی اور وزیر تعلیم سے بھی سوال ہے کہ الیکشن کی باری ہو' پری پول رگنگ کی باری ہو اور ضمنی الیکشن کی باری ہو تو اس پر تو کروڑوں روپیہ لگا دیا گیا' جب عوام پر پیسہ لگانے کی بات آئے' تعلیم پر پیسہ لگانے کی بات آئے تو پیسہ کیوں میسر نہیں ہے؟ میرا ان سے یہی سوال ہے کہ پیسہ اگر ضمنی الیکشنوں میں فوری طور پر لگ سکتا ہے تو تعلیم پر بھی لگ سکتا ہے۔

جناب سپیکر، تشریف رکھیں ۔ میری صرف گزارش سن لیں کہ وقفہ سوالات کا وقت ختم ہوتا ہے ۔

وزیر تعلیم ،جناب والا! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں ۔

جناب سپیکر، شکریہ ۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

کلاسز کے اجراء سے محروم سکولز

*51۔دیوان اخلاق احمد، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) ضلع اوکاڑہ میں پرائمری سکول بوائز اینڈ گرلز کی کتنی ایسی عمارتیں ہیں جو کہ ابھی تک کلاسز کے اجراء سے محروم ہیں۔ جب کہ یہ عمارتیں پچھلے دس سال سے مکمل ہو چکی ہیں اور کھنڈر بن رہی ہیں۔

(ب) کیا وہ عمارتیں خالی ہونے کی بناء پر ان پر مقامی جاگیردار اور وڈیروں نے ذاتی ڈیرے اور مویشیوں کے باڑے بنا رکھے ہیں۔

(ج) اگر جز (الف) کا جواب ہاں میں ہے تو محکمہ ان عمارتوں میں کلاسز کا اجراء کرنا چاہتا ہے اگر چاہتا ہے تو کب تک۔

(د) اگر جز (ب) کا جواب ہاں میں ہے تو کیا محکمہ ان مقامی جاگیرداروں اور وڈیروں کے خلاف قانونی کارروائی کر کے عمارتیں خالی کروانے کا ارادہ رکھتا ہے۔ اگر ارادہ رکھتا

ہے تو کب تک؟

وزیر تعلیم:

(الف) ضلع اوکاڑہ میں ایسے سکولوں کی تعداد 98 ہے جن میں سے 75 سکولوں کی SNE منظور ہو چکی ہے۔ مگر سٹاف نہ ہے اور 23 کی SNE کی منظوری ہونا باقی ہے۔ (منظوری کے لئے محکمہ خزانہ کو لکھا جا چکا ہے)۔

(ب) اس بارے میں ضلعی حکومت کو کوئی شکایت موصول نہیں ہوئی ہے۔

(ج) ان سکولوں میں کلاسز کے اجراء نہ ہونے کا سبب اساتذہ کی کمی ہے۔ چونکہ پچھلے سات سالوں سے نئی تقرریوں پر پابندی عائد ہے۔ اس لئے ان سکولوں میں اساتذہ کی پوسٹنگ نہیں کی جا سکی ہے۔ حکومت نے اس سال صوبہ بھر میں 25,752 اساتذہ کی بھرتی کنٹریکٹ کی بنیاد پر کی ہے۔ جس سے اساتذہ کی کمی میں خاطر خواہ فرق پڑا ہے۔ ضلع اوکاڑہ میں اسی سکیم کے تحت 411 ایلیمنٹری سکول ایجوکیٹرز' 165 سینئر ایلیمنٹری سکول ایجوکیٹرز اور 45 سیکنڈری سکول ایجوکیٹرز بھرتی / تعینات کئے گئے ہیں۔ حکومت اساتذہ کی مزید کمی کو بھی اپنے وسائل کو مدنظر رکھتے ہوئے پورا کرنے کی کوشش کرے گی۔

(د) جیسا کہ جز(ب) کے جواب میں بتایا گیا ہے۔ محکمہ کو اس سلسلے میں کوئی شکایت وصول نہیں ہوئی ہے۔

لاہور میں محکمہ تعلیم کے سکولوں کی تعداد

*83۔بیگم ریحانہ جمیل، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) محکمہ تعلیم کے لاہور میں سکولوں کی تعداد' ان کے نام اور ان میں تعینات اساتذہ کی تفصیل فراہم کی جائے۔

(ب) کیا ہر سکول میں اساتذہ کی تعداد پوری ہے۔ جہاں اساتذہ کی تعداد اور سکول کے کمروں کی تعداد کم ہے۔ اس کی وجہ بیان فرمائیں؟

وزیر تعلیم:

(الف) لاہور میں سکولوں کی تعداد 1,485 ہے۔ لاہور میں تعینات اساتذہ کی تعداد 15,774 ہے۔ سکولوں کا انتظام تفویض اختیارات (Devolution) کے تحت ضلعی حکومتوں کے پاس ہے۔ چونکہ سکولوں اور اساتذہ کی تعداد خاصی بڑی ہے۔ وقت کی قلت کے باعث سکولوں کے نام اور ان میں تعینات اساتذہ کی تفصیل مکمل طور پر اور

مناسب ترتیب کے ساتھ اس وقت دستیاب نہ ہے۔ یہ فہرستیں تیاری کے مراحل میں ہیں اور جلد پیش کردی جائیں گی۔

(ب) کچھ سکولوں میں اساتذہ کی تعداد پوری نہ ہے کیونکہ حکومت پنجاب کی طرف سے بھرتی پر پابندی ہے۔ فنڈز کی کمی کی وجہ سے کچھ سکولوں میں کمروں کی تعداد کم ہے۔

گورنمنٹ کشمیر گرلز ھائی سکول میں سرکاری فنڈز کا استعمال

*123۔بیگم ریحانہ جمیل، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

گورنمنٹ کشمیر گرلز ہائی سکول شالا مار ٹاؤن لاہور میں موجودہ ہیڈ مسٹریس کتنے عرصہ سے تعینات ہیں اور تعیناتی سے آج تک انہوں نے کتنے سرکاری فنڈز استعمال کئے ہیں اور سکول ہذا میں طالبات کی تعداد بیان فرمائیں؟

وزیر تعلیم:

موجودہ ہیڈ مسٹریس مسماۃ رضیہ فاطمہ سکول ہذا میں مورخہ 01-07-2002 سے تعینات ہیں۔ موجودہ ہیڈ مسٹریس نے تعیناتی سے لے کر آج تک اس سکول میں سرکاری فنڈز کا استعمال نہیں کیا ہے ماسوائے -/2,300 روپے کے جو فروغ تعلیم فنڈز میں سے جماعت نہم و دہم کی غریب بچیوں کے بورڈ کی امتحانی فیس کے لئے نکلوائے گئے۔

ضلع سیالکوٹ میں گرلز سکولز اور سٹاف

*145۔محترمہ شہلا راٹھور: کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) ضلع سیالکوٹ میں تمام گرلز سکولوں میں تعینات اساتذہ کی مطلوبہ تعداد کتنی ہے اور اس وقت کتنی اساتذہ کرام حاضر سروس ہیں۔ اور کن کن سکولز میں اساتذہ کی کمی ہے اور وہ کب پوری کی جائے گی۔

(ب) ضلع سیالکوٹ میں 1997ء سے 2001ء تک کتنی خواتین اساتذہ کرام کو بھرتی کیا گیا ہے۔ اور کتنی اسامیاں اب خالی ہیں۔ بھرتی کا طریقہ کار کیا ہے ان کی مکمل تفصیل بیان کی جائے۔

(ج) ضلع سیالکوٹ میں محکمہ تعلیم نے اساتذہ کرام کی حاضری کو درسگاہوں میں یقینی بنانے کے لئے کیا انقلابی اقدامات کئے ہیں۔ 1997ء سے 2001ء تک فرائض سے غفلت برتنے اور غیر حاضری کی بناء پر ان کے خلاف کیا محکمانہ کارروائی ہوئی ہے۔

(د) تحصیل ڈسکہ میں 1997ء سے 2001ء تک کتنے پرائمری سکولز، مڈل سکولز، ہائی سکولز اور ہائیر سیکنڈری سکولز گرلز و بوائز تعمیر ہوئے۔ ان کے لئے مختص فنڈز اور استعمال شدہ فنڈز کی مکمل تفصیل بیان کی جائے، یہ کن کن جگہوں پر تعمیر ہوئے یا تعمیر کے کن مراحل میں ہیں اور ان میں کیا کیا بنیادی سہولیات میسر ہیں؟

وزیر تعلیم:

(الف) ضلع سیالکوٹ میں گورنمنٹ گرلز سکولوں میں اساتذہ کی مطلوبہ تعداد 7,418 ہے۔ ان میں سے حاضر سروس اساتذہ کی تعداد 6.272 ہے۔ کل 1,146 اساتذہ کی کمی ہے۔ جن کی تفصیل سکول وار ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے* ۔ اساتذہ کی کمی ٹرانسفر یا نئی تقرری کے ذریعے پوری کی جاتی ہے۔ حال ہی میں حکومت نے کنٹریکٹ کی بنیاد پر صوبے بھر میں 25,752 سکول اساتذہ کی بھرتی کی ہے۔ جن میں سے کچھ تعداد ضلع سیالکوٹ کی بھی ہے۔

(ب) ضلع سیالکوٹ میں 1997ء سے 2001ء تک 49 خواتین اساتذہ کو بھرتی کیا گیا ہے۔ خالی اسامیوں کی تعداد 1,146 ہے۔ گورنمنٹ کی منظور شدہ پالیسی کے مطابق میرٹ پر بھرتی کی جاتی ہے۔

(ج) اساتذہ کرام کی درسگاہوں میں حاضری کو یقینی بنانے کے لئے سکول کونسلیں بنائی گئیں ہیں۔ اے۔ای۔او اور ڈپٹی ایجوکیشن آفیسر کو سکولز میں حاضری چیک کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ غفلت برتنے والے اور غیر حاضر اساتذہ کو فوری طور پر معطل کر کے ان کے خلاف کارروائی کی جاتی ہے۔ اس مقصد کے لئے سیالکوٹ میں ضلعی سطح پر باقاعدہ ایک انکوائری سیل کام کر رہا ہے۔جہاں قانون کے مطابق ایسے اساتذہ کو سزائیں دی جاتی ہیں۔ 01-01-1997 تا 31-12-2001 ضلع سیالکوٹ میں محکمہ تعلیم کے 560 ملازمین و اساتذہ کے خلاف تادیبی کارروائی کے نتیجہ میں مختلف سزائیں دی گئی ہیں۔

(د) تحصیل ڈسکہ میں 1997ء سے 2001ء تک گورنمنٹ کے 23 سکول تعمیر ہوئے۔ جن کی فہرست مع مختص فنڈز اور استعمال شدہ فنڈ کی تفصیل کی فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے * ۔ ان سکولوں کی تکمیل کی پوزیشن بھی اس فہرست میں دیکھی

* تفصیل اسمبلی لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں۔

جا سکتی ہے۔ ان تمام سکولوں میں گورنمنٹ کے قواعد کے مطابق سہولیات بہم پہنچائی گئی ہیں۔

پنجاب میں بورڈز آف انٹرمیڈیٹ اور بورڈ آف ٹیکنیکل ایجوکیشن کی تفصیلات

*146۔محترمہ شہلا راٹھور، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) پنجاب میں واقع بورڈز آف ایجوکیشن برائے سیکنڈری اینڈ انٹرمیڈیٹ کے نام، ان کے سربراہان کے نام، کوالیفکیشن، تجربہ اور عرصہ تعیناتی کیا ہے۔

(ب) پنجاب میں فنی تعلیم کے لئے بورڈ آف ایجوکیشن کے ماتحت کون کونسے ٹیکنیکل ادارے کس کس جگہ واقع ہیں اور ان میں کیا ٹیکنیکل تعلیم دی جا رہی ہے ان میں تعینات سربراہان کے نام، کوائف اور عرصہ تعیناتی کب سے ہے، مکمل تفصیل بیان کی جائے۔

(ج) کمپیوٹر کی تعلیم کو دیہاتی سکولز میں عام کرنے کے لئے حکومت کیا اقدامات کر رہی ہے اب تک تحصیل ڈسکہ میں کتنے ایسے تعلیمی ادارے ہیں جہاں کمپیوٹر کی تعلیم دی جا رہی ہے اور ان تعلیمی اداروں میں کتنے کمپیوٹرز ہیں۔ ان کی تفصیل بیان کی جائے؟

وزیر تعلیم:

(الف) پنجاب میں واقع بورڈز آف انٹرمیڈیٹ اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن کے نام، ان کے سربراہان کے نام، کوالیفکیشن، تجربہ اور عرصہ تعیناتی کی تفصیل درج ذیل ہے۔

	نام بورڈ	نام سربراہ	تعلیم	تجربہ	عرصہ تعیناتی بطور چیئرمین
1۔	بہاولپور	ڈاکٹر خیرات محمد	ایم اے معاشیات پی ایچ ڈی	34 سال	05-01-2001 تا حال
2۔	ڈی جی خان	زاہد حسین خان	ایم اے، ایم ایس سی	27 سال	27-08-2001 تا حال
3۔	فیصل آباد	ڈاکٹر حفیظ الرحمٰن تونسوی	ایم اے، پی ایچ ڈی(اردو)	28 سال	29-09-2002 تا حال
4۔	گوجرانوالہ	ڈاکٹر محمد اسلم غوری	ایم ایس سی، پی ایچ ڈی	33 سال	26-01-2002 تا حال
5۔	لاہور	ڈاکٹر شفقت حسین چودھری	ایم ایس سی، پی ایچ ڈی	36 سال	27-11-2001 تا حال
6۔	ملتان	میاں محمد عارف سلیم	ایم ایس سی، ایل ایل بی	35 سال	11-10-1999 تا حال
7۔	راولپنڈی	ڈاکٹر عزیز احمد ہاشمی	ایم اے، بی ایڈ، پی ایچ ڈی	30 سال	21-01-2002 تا حال
8۔	سرگودھا	ڈاکٹر محمد افضل ربانی	ایم اے، پی ایچ ڈی	20 سال	09-06-2002 تا حال

(ب) یہ سوال انڈسٹری ڈیپارٹمنٹ سے متعلق ہے۔ محکمہ تعلیم سے اس کا تعلق نہ ہے۔

(ج) کمپیوٹر کی تعلیم کو فروغ دینے کے سلسلہ میں حکومت نے کمیونٹی پارٹیشن پراجیکٹ

(CPP-2000) اور پنجاب انفارمیشن ٹیکنالوجی بورڈ (PITB) کے تحت صوبہ بھر میں 1908 گورنمنٹ سکولوں میں نجی اشتراک سے کمپیوٹر کلاسز کا اجرا کیا ہے حکومت کی کوشش ہے کہ ایسے سرکاری سکولوں کی تعداد مزید بڑھائی جائے۔

سکولز جہاں کمپیوٹر کی تعلیم دی جا رہی ہے وہ درج ذیل ہیں:۔

1۔ گورنمنٹ ہائی سکول ڈسکہ
2۔ گورنمنٹ گرلز ہائی سکول سمبڑیال
3۔ گورنمنٹ سکول گھوئنیکی (ہائی سیکنڈری سکول)

مزید براں مندرجہ ذیل سکولوں میں اس سکیم کے تحت کمپیوٹرز فراہم کئے جا رہے ہیں۔

1۔ گورنمنٹ مسلم عوامی ہائی سکول سمبڑیال
2۔ گورنمنٹ اسلامیہ ہائی سکول سمبڑیال
3۔ گورنمنٹ ماڈل گرلز ہائی سکول ڈسکہ
4۔ گورنمنٹ اسلامیہ گرلز ہائی سکول ڈسکہ

یونیورسٹی آف سرگودھا کیمپس کی تعمیر اور کلاسوں کا اجراء

*220۔**ملک شعیب اعوان:** کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حال ہی میں سرگودھا میں یونیورسٹی آف سرگودھا قائم کی گئی ہے۔ اس میں اس سال کتنے تدریسی شعبہ جات میں تعلیم کا آغاز کیا جا رہا ہے۔

(ب) یونیورسٹی کیمپس کے قیام کے لئے حکومت نے کتنا رقبہ کس جگہ حاصل کیا اور کتنے فنڈز مختص کئے گئے ہیں۔ اور یہ کتنے عرصے میں مکمل کرنے کا منصوبہ ہے اور کیا حکومت یونیورسٹی کیمپس کی تکمیل تک گورنمنٹ کالج سرگودھا کے نظام کو ڈسٹرب کئے بغیر V.C کے دفتر کو سابقہ کمشنر ہاؤس کی وسیع و عریض جگہ منتقل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔

(ج) گورنمنٹ کالج سرگودھا کی موجودہ حیثیت کیا رہ گئی ہے؟ وضاحت فرمائیں۔

وزیر تعلیم:

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے کہ حال ہی میں سرگودھا میں یونیورسٹی آف سرگودھا قائم کی گئی ہے۔ اس میں فروری 2003ء سے ایم۔ایس۔سی سائیکالوجی، ایم۔اے ایجوکیشن، بی۔سی۔ایس (آنرز) اور ستمبر 2003ء میں بی فارمیسی، ایم۔بی۔اے، بی۔اے اکاؤنٹنگ

و فنانس کی کلاسوں کا اجراء کیا جا رہا ہے۔

(ب) چونکہ سرگودھا کالج کو اپ گریڈ کر کے یونیورسٹی کا درجہ دیا گیا ہے۔ اس لئے یونیورسٹی کیمپس کے قیام کے لئے کمشنر ہاؤس کی جگہ کوئی دفتر نہیں بنایا جا رہا ہے اور سلسلہ تعلیم میں کوئی تبدیلی نہیں آئی۔ پہلے کی طرح انٹرمیڈیٹ اور ڈگری کلاسز میں سلسلہ تعلیم جاری ہے۔ یونیورسٹی کو حکومت سے 10 کروڑ روپے کی رقم آئندہ تین سالوں میں وصول ہو گی۔

(ج) کالج کا درجہ بڑھا دیا گیا ہے۔

حلقہ پی۔پی 150 میں ہائی سکولوں کا قیام

*226۔مہر اشتیاق احمد: کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) حلقہ پی۔پی 150 میں کتنے ہائی سکولز بوائز اور گرلز موجود ہیں۔

(ب) حکومت مذکورہ حلقے میں مزید ہائی سکول بوائز اور گرلز بنانے اور موجودہ ہائی سکولوں کو اپ گریڈ کرنے کا بھی ارادہ رکھتی ہے، تو کب تک، نہیں تو کیا وجوہات ہیں؟

وزیر تعلیم:

(الف) پی۔پی 150 میں ایک گورنمنٹ ہائی سکولز بوائز اور ایک گورنمنٹ ہائر سیکنڈری سکول گرلز موجود ہے۔

(ب) مزید ہائی سکول بوائز اور گرلز بنانے اور موجودہ ہائی سکول کو اپ گریٹ کرنے کی کوئی سکیم فی الحال حکومت کے زیر غور نہ ہے۔ اس لئے کہ مروجہ پالیسی کے مطابق اس علاقے میں مزید ہائی سکول کھولنے یا ان کو اپ گریڈ کرنے کا جواز نہ ہے۔

گورنمنٹ کالج برائے خواتین فیصل آباد کی سابق پرنسپل کے خلاف کارروائی

*260۔رانا آفتاب احمد خان: کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ کالج برائے خواتین فیصل آباد کی سابق پرنسپل نرگس رفیق کے خلاف پراسپکٹس فنڈ، مسجد فنڈ، فرنیچر کی خریداری، ٹینس کورٹ لائن کی تعمیر، لائبریری فنڈز کی سیکورٹی کی واپسی، غیر قانونی تقرریوں، میرٹ کی خلاف ورزی کر کے تقرریوں، غیر قانونی طور پر کالج کے احاطے میں پی۔سی۔او چلانے، بنک قائم کرنے اور دیگر سنگین مالی و انتظامی الزامات کے تحت تحقیقات کروائی گئیں اور

تحقیقات کی ابتدائی رپورٹ میں متذکرہ تمام الزامات کا قصوروار قرار دیا گیا۔

(ب) اگر جز "الف" کا جواب اثبات میں ہے تو بتایا جائے کہ سابق پرنسپل نرگس رفیق کے خلاف تادیبی کارروائی کیوں نہیں کی گئی اور اگر کی جا رہی ہے تو کب تک؟ اگر نہیں تو کیوں؟ مزید برآں موصوفہ کے خلاف الزامات کی فہرست، انکوائری رپورٹ اور اب تک ہونے والی کارروائی کی نقول ایوان کی میز پر رکھی جائیں؟

وزیر تعلیم:

(الف و ب) ضلعی حکومت کو گورنمنٹ کالج برائے خواتین فیصل آباد کی سابقہ پرنسپل نرگس رفیق کے خلاف کچھ شکایات موصول ہوئی تھیں جن کی بنا پر ابتدائی تحقیقات کرائی گئیں اور ابتدائی رپورٹ محکمہ کو ارسال کی گئی ہے ضلعی حکومت کی جانب سے حتمی رپورٹ کے موصول ہونے پر کیس برائے مناسب کارروائی مجاز اتھارٹی کے سامنے رکھا جائے گا۔

جوبلی ٹاؤن کے علاقے میں تعلیمی اداروں کا قیام

*268۔جناب بلال یاسین، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ جوبلی ٹاؤن اور ایونیو۔1 ہاؤسنگ سکیم کو ملنے والے علاقے میں لڑکیوں اور لڑکوں کے لئے ابتدائی سے ڈگری لیول تک کے سرکاری تعلیمی ادارے قائم نہ ہیں اور بچوں کو کافی دور تعلیم کے حصول کے لئے جانا پڑتا ہے۔

(ب) کیا حکومت اس علاقے میں متذکرہ تعلیمی ادارے قائم کرنے کو تیار ہے؟ اگر ہاں تو کب تک؟ اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر تعلیم:

(الف) یہ درست ہے کہ جوبلی ٹاؤن اور ایونیو۔ 1 ہاؤسنگ سکیم کو ملنے والے علاقے میں لڑکیوں اور لڑکوں کے تعلیمی ادارے موجود نہ ہیں۔ دراصل دونوں مذکورہ سکیمیں ابھی تک ابتدائی مراحل میں ہیں اور وہاں پر آبادی نہ ہونے کے برابر ہے تاہم ان سے ملحقہ علاقوں میں ایک گورنمنٹ بوائز ہائی سکول، دو گرلز مڈل سکول، دو بوائز پرائمری سکول، لڑکوں کا ایک ڈگری کالج، لڑکیوں کا ایک ڈگری کالج، لڑکیوں کا ایک انٹر کالج، گورنمنٹ کالج آف سائنس اور گورنمنٹ کالج آف کامرس موجود ہیں۔

(ب) جیسے جیسے مذکورہ سکیمیں اور ان کو ملانے والا علاقہ آباد ہوتا جائے گا۔ ضلعی حکومت

میسر وسائل اور ترجیحات کو مد نظر رکھتے ہوئے تعلیمی سہولتیں فراہم کرنے کی کوشش کرے گی۔

سکول میں کلاسز کا اجراء

*280۔جناب علی حسن رضا قاضی، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا گورنمنٹ گرلز ہائی سکول سیٹلائیٹ ٹاؤن چنیوٹ کی عمارت کو مکمل ہوئے تین سال گزر گئے ہیں۔

(ب) اگر جز(الف) کا جواب ہاں میں ہے تو گورنمنٹ کب تک اس سکول میں کلاسز شروع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں، تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر تعلیم:

(الف) اصل صورت حال یہ ہے کہ سیٹلائیٹ ٹاؤن چنیوٹ میں کوئی گورنمنٹ گرلز ہائی سکول نہ ہے۔ البتہ گورنمنٹ گرلز مڈل سکول کی ایک عمارت موجود ہے، جسے تعمیر ہوئے تین سال کا عرصہ ہو چکا ہے۔

(ب) اس سکول میں کلاسز کے اجراء کے لیے سٹاف کی اسامیوں اور بجٹ کی منظوری ضروری ہے۔ جس کا اختیار ضلعی حکومت کے پاس ہے۔ Devolution کے بعد سٹاف اور بجٹ کی منظوری محکمہ خزانہ کی Concurrence کے بعد ضلعی حکومت نے ہی دینا ہے جس کے لئے محکمہ خزانہ کو لکھا جا چکا ہے۔ اس سکول کی سٹاف اور بجٹ کی منظوری کے بعد سکول میں کلاسز کا اجراء ممکن ہو سکے گا۔

انگلش ٹیچرز کی ترقی اور ٹرانسفر

*299۔حاجی محمد اعجاز، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) صوبے بھر میں کنٹریکٹ کی بنیاد پر بھرتی انگلش ٹیچرز کی تعداد کتنی ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ ان ٹیچروں کو سالانہ ترقیاں دیگر صوبائی محکموں کے ملازمین کے برابر دی جاتی ہیں۔

(ج) کیا یہ درست ہے حکومت نے ان انگلش ٹیچرز کی ٹرانسفر پر پابندی عائد کر رکھی ہے۔ ٹرانسفر پالیسی کی تفصیل فراہم کی جائے۔

(د) اگر ان ٹیچروں کو عارضی اسامیوں پر بھرتی کیا گیا ہے تو ان کو مستقل کب کیا

جائے گا۔

(ہ) اگر جزو "(الف)" "(ب)" "(ج)" اور "(د)" کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت کب تک ان انگلش ٹیچرز کے تبادلوں پر پابندی اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے' اگر ہاں تو کب تک؟ نہیں تو وجوہات کیا ہیں؟

وزیر تعلیم:

(الف) صوبے بھر میں کنٹریکٹ کی بنیاد پر بھرتی انگلش ٹیچرز کی تعداد 17,114 ہے۔

(ب) ایسے انگلش ٹیچرز جو کہ پیشہ ورانہ تعلیم کے حامل ہیں ان کو سالانہ ترقیاں دی جاتی ہیں اور جو پیشہ ورانہ تعلیم کے حامل نہیں ہیں ان کو فکسڈ تنخواہ دی جاتی ہے۔

(ج) گریجوایٹ انگلش ٹیچرز کی تقرری سکول (Specific) ہے اور کنٹریکٹ کی بنیاد پر کی گئی ہے۔ شرائط ملازمت کے مطابق گریجوایٹ انگلش ٹیچرز قابل تبادلہ نہ ہیں۔

(د) گریجوایٹ انگلش ٹیچرز کنٹریکٹ ملازمین ہیں۔ ان کو مستقل کرنے کی کوئی تجویز زیر غور نہ ہے۔

(ہ) جیسا کہ جز "(ج)" اور جز "(د)" کے جواب میں دیا گیا ہے۔

سرگودھا یونیورسٹی کے مسائل

*301۔جناب محمد وارث کلو، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) سرگودھا میں یونیورسٹی کے قیام کے بعد سے وائس چانسلر گورنمنٹ کالج سرگودھا میں بیٹھنا شروع ہو گئے ہیں۔

(ب) کیا گورنمنٹ کالج سرگودھا جو کہ ایک تاریخی و تدریسی اہمیت کا حامل ہے کو ختم کر کے یونیورسٹی کا قیام عمل میں لایا جا رہا ہے۔

(ج) اگر سرگودھا کالج کی عمارت عارضی طور پر لی جا رہی ہے تو پھر گورنمنٹ کالج سرگودھا اور یونیورسٹی دونوں کو کس طرح (Manage) کیا جا رہا ہے؟

وزیر تعلیم:

(الف) جی ہاں! سرگودھا یونیورسٹی کے قیام کے بعد وائس چانسلر سابقہ سرگودھا کالج میں بیٹھنا شروع ہو گئے ہیں۔

(ب) جی نہیں۔ گورنمنٹ کالج سرگودھا کا تشخص ختم نہیں ہوا۔ بلکہ اسے واشنگٹن یونیورسٹی

کی طرز پر اس کی تنظیم نو کر کے چلایا جا رہا ہے۔ جہاں سلسلہ تعلیم انٹرمیڈیٹ سے شروع کر کے گریجوایٹ اور پوسٹ گریجوایٹ کی سطح تک جاری رہے گا۔

(ج) اس کا جواب جز"(ب)" بالا میں دے دیا گیا ہے۔

پی-پی 139 کے تعلیمی ادارے

*307۔جناب بلال یاسین: کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

الف) پی-پی 139 لاہور میں 1999ء سے آج تک کتنے نئے سکول کھولے گئے ہیں۔ ان کے نام اور ان سکولوں کی عمارات کی تعمیر پر کتنی رقم خرچ کی گئی ہے۔ اور مزید کتنے سکول نئے کھولے جا رہے ہیں۔

(ب) پی-پی 139 میں حکومت کے کتنے سکول ہیں۔ ان کے نام کیا کیا ہیں اور یہ کس کس جگہ واقع ہیں۔ ان میں سے کتنے سکول بغیر عمارات کے کھلے آسمان کے نیچے بچوں کو تعلیم دے رہے ہیں۔

(ج) آئندہ اور موجودہ مالی سالوں کے دوران حکومت نے ان بغیر عمارات کے سکولوں میں عمارات کی تعمیر کے لئے کتنی رقم مختص کی ہے یا کر رہی ہے اور ان سے کتنے سکولوں کی عمارات تعمیر کی جائیں گی؟

وزیر تعلیم:

(الف) پی-پی 139 لاہور میں 1999ء سے آج تک کوئی نیا سکول نہ کھولا گیا ہے۔

(ب) پی-پی 139 میں حکومت کے ٹوٹل آٹھ سکول ہیں۔ جن کے نام درج ذیل ہیں۔

1۔ گورنمنٹ جونیئر ماڈل سکول باغ منشی لدھا راوی روڈ لاہور

2۔ گورنمنٹ پنجاب ماڈل گرلز مڈل سکول کریم پارک، راوی روڈ لاہور

3۔ گورنمنٹ گرلز مڈل سکول کریم پارک، لاہور

4۔ گورنمنٹ گرلز مڈل سکول کاؤ شالا، بند روڈ لاہور

5۔ گورنمنٹ جناح اسلامیہ گرلز مڈل سکول بلال گنج، لاہور

6۔ گورنمنٹ پرائمری سکول یونائیٹڈ پارک، موہنی روڈ لاہور

7۔ گورنمنٹ امرتسر مڈل سکول شمس پورہ، راوی روڈ لاہور

8۔ گورنمنٹ M.N پرائمری سکول علی پور، بند روڈ راوی روڈ لاہور

(ج) کوئی رقم مختص نہ کی گئی ہے۔ کیونکہ ایسا کوئی سکول نہ ہے۔ جس کی عمارت نہ ہو۔

مرے کالج سیالکوٹ میں پرنسپل کی تقرری

*333۔**جناب ارشد محمود بگو،** کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مرے کالج سیالکوٹ کے پرنسپل ریٹائر ہو گئے ہیں۔ اگر ایسا ہے تو کیا ان کی جگہ نئے پرنسپل کی تقرری کر دی گئی ہے۔

(ب) اگر تقرری کر دی گئی ہے تو ان کا نام، گریڈ اور تجربہ سے مطلع فرمایا جائے اور یہ تقرری کن امور کو پیش نظر رکھ کر کی گئی ہے؟

وزیر تعلیم:

الف) گورنمنٹ مرے کالج کے پرنسپل صاحب مورخہ 13-11-2002 کو ریٹائر ہو گئے ہیں اور ان کی جگہ نئے پرنسپل کی تقرری کر دی گئی ہے۔

(ب) نئے پرنسپل کا نام ریاض صادق ہے وہ ایسوسی ایٹ پروفیسر باٹنی (BS-19) کے عہدہ کے آفیسر ہیں وہ 37 سالہ تدریسی تجربہ رکھتے ہیں۔ پرنسپل کی تقرری ضلعی حکومت سیالکوٹ نے تین سنیئر ایسوسی ایٹ پروفیسر صاحبان کا انٹرویو کر کے کی ہے ضلعی حکومت کی رپورٹ کے مطابق ان کی تقرری سنیارٹی، تجربہ اور انتظامی امور پر دسترس کی بنا پر کی گئی ہے۔

یو-سی 58 کے علاقے میں گرلز کالج کی تعمیر

*337۔**رانا تجمل حسین،** کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ تاج پورہ سکیم U.C-58 کے علاقے تاج پورہ، جوڑے پل، پیر نصیر فیڈیاں میں کوئی سرکاری گرلز کالج موجود نہ ہے۔ جس کی وجہ سے طالبات کو دور دراز پڑھنے کے لئے جانا پڑتا ہے۔

(ب) اگر جز بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ علاقے میں گرلز کالج بنوانے کو تیار ہے، اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر تعلیم:

(الف) درست ہے۔ مگر U.C 58 کے نزدیک ترین کالجز گورنمنٹ کالج برائے خواتین' باغبانپورہ لاہور اور گورنمنٹ گرلز انٹر کالج مصطفیٰ آباد کام کر رہے ہیں۔

(ب) فی الحال اس علاقے میں گرلز کالج کے قیام کی کوئی سکیم حکومت کے زیر غور نہیں۔

لاہور میں خواتین کے تعلیمی ادارے

*364-**مسز شاہینہ اسد:** کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) لاہور شہر میں خواتین کے لئے کتنے سکول اور کالجز ہیں۔ ان کے نام اور جگہ کی تفصیل بتائی جائے۔

(ب) کیا یہ سکول اور کالجز خواتین کی آبادی کے تناسب سے مناسب ہیں اگر نہیں تو مزید سکول اور کالجز کھولنے کے لئے حکومت کیا اقدامات کر رہی ہے؟

وزیر تعلیم:

(الف) ضلعی حکومت لاہور کے زیر انتظام 25 خواتین کالجز' 10 گرلز ہائر سیکنڈری سکولز' 93 گرلز ہائی سکولز اور 531 گرلز مڈل و پرائمری سکول کام کر رہے ہیں۔ سکولوں کے نام اور جگہ کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے * ۔

(ب) سکول اور کالجز رائج محکمانہ معیار کے مطابق قائم کئے جاتے ہیں۔ اس معیار کے مطابق جہاں جہاں سکول اور کالجز قائم کرنے کی ضرورت ہو گی' ضلعی حکومت اپنے وسائل اور ترجیحات کو مد نظر رکھتے ہوئے یہ ضرورت پورا کرنے کی کوشش کرے گی۔

خواتین کے تعلیمی اداروں کے لئے فنڈز

*365-**مسز شاہینہ اسد:** کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) 1999ء سے آج تک حکومت کی طرف سے خواتین کی تعلیم کے لئے کتنی رقم کن کن تعلیمی اداروں کے منصوبوں کے لئے مختص کی گئی۔

(ب) کیا یہ رقم خواتین کی آبادی کے تناسب سے مناسب ہے اگر نہیں تو حکومت اس میں اضافہ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے' اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

---

* تفصیل اسمبلی لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں۔

وزیر تعلیم:

(الف) 1999ء سے آج تک حکومت پنجاب کی طرف سے خواتین کے تعلیمی ترقیاتی منصوبوں کے لئے مندرجہ ذیل رقم مختص کی گئیں۔

(رقم ملین روپے میں)

1999-2000	2000-2001	2001-2002	2002-2003	ٹوٹل
907.085	1157.100	1455.471*	793.758	4313.414

(بشمول ES2 پرو گرام)

*علاوہ ازیں Devolution کے بعد ضلعی حکومتوں نے بھی خواتین کے تعلیمی ترقیاتی منصوبوں کے لئے خاطر خواہ رقوم مختص کیں۔ جن کی تفصیل اس میں شامل نہ ہے۔

(ب) خواتین کے تعلیمی منصوبوں کے لئے رقوم کی تخصیص محسوس کردہ ضرورت کے مطابق کی جاتی ہے۔ آئندہ آنے والے سالوں میں خواتین کی تعلیمی ترقی کے لئے رقوم کی تخصیص وسائل کی دستیابی کے مطابق ترجیحی بنیادوں پر کرنے کی کوشش کی جائے گی۔

گرلز ڈگری کالج ڈنگہ ضلع گجرات کے مسائل

*403-محترمہ ماریہ طارق: کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ڈنگہ ضلع گجرات میں ڈگری کالج برائے خواتین کب قائم ہوا اور کیا اس میں ہوسٹل کی سہولت موجود ہے تا کہ دور دراز سے آنے والی بچیوں اور لیکچرار کو رہنے کی سہولت مل سکے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ کالج کی چار دیواری نہیں ہے۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ڈگری کالج برائے خواتین میں ابھی تک گندے پانی کا جوہڑ موجود ہے جس میں گندا پانی کھڑا رہتا ہے۔ جو طالبات کے لئے بیماریوں کا سبب بن سکتا ہے۔

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ یہ کالج ابھی تک پنجاب یونیورسٹی سے الحاق شدہ نہیں ہے۔

(ر) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت اس کالج کے یہ مسائل حل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے' اگر ہاں تو کب تک' اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر تعلیم:

(الف) گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین ڈنگہ ضلع گجرات یکم ستمبر 1997 کو قائم ہوا۔ کالج

میں ہاسٹل کی سہولت موجود نہ ہے۔

(ب) کالج کی چار دیواری موجود ہے لیکن کالج کے قریب تالاب کی وجہ سے 700 فٹ دیوار تعمیر نہ ہو سکی۔

(ج) مذکورہ تالاب کی بھرائی کی منظوری کا کیس ضلعی حکومت کے زیر غور ہے۔

(د) کالج کا تا حال پنجاب یونیورسٹی سے الحاق نہ ہوا ہے الحاق کی درخواست یونیورسٹی کے زیرغور ہے۔ الحاق کے لئے یونیورسٹی کی ٹیم کالج وزٹ کر چکی ہے۔

(ر) یونیورسٹی سے الحاق اور جز(ج) پر دی گئی منظوری ملنے پر حکومت مسائل حل کرنے کے لئے مناسب کارروائی کرے گی۔

پی-پی 152 میں واقع سکولوں کی تعداد اور دیگر تفصیلات

*443۔ چودھری عبدالغفور خاں، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) پی۔پی 152 میں کتنے سکول ہیں ان کے نام اور جگہ کی تفصیل مع ان میں زیر تعلیم بچوں کی تعداد، کمروں کی تعداد اور ٹیچروں کی تعداد بیان کی جائے۔

(ب) 1999 سے آج تک ان سکولوں کو کتنی رقم سکول وار فراہم کی گئی ہے۔

(ج) کتنے سکولوں میں کمروں کی تعداد بچوں کی تعداد سے کم ہے۔

(د) آئندہ سالوں میں کتنے سکولوں میں حکومت مزید کمرے تعمیر کر رہی ہے اور کتنی لاگت سے تعمیر مکمل ہو گی؟

وزیر تعلیم:

(الف) پی۔پی 152 میں 21 گورنمنٹ سکولز ہیں ان کے نام اور جگہ کی تفصیل لف ہے۔ ان میں زیرتعلیم بچوں کی تعداد10,610، کمروں کی تعداد210، اساتذہ کی تعداد 380 ہے۔

(ب) 1999ء سے تا حال ان گورنمنٹ سکولوں کو repair & maintenance کے لئے 13,21,156 روپے کی رقم سکول وار فراہم کی گئی ہے۔ سکول وارتفصیل لف ہے۔

(ج) 8 سکولز میں کمروں کی تعداد بچوں کی تعداد سے کم ہے۔

(د) آئندہ سالوں میں ضلعی حکومت اپنے وسائل اور ترجیحات کو مدنظر رکھتے ہوئے ان سکولوں میں مزید کمرے تعمیر کرنے کی کوشش کرے گی۔

OFFICE OF THE DEPUTY DISTRICT EDUCATION OFFICER (M EE) LAHORE CANTT.

Sr. No.	NAME OF SCHOOL	ENROLMENT
1	Govt. Zaafar-ul-islam P/S Gulberg, Lahore Cantt	201
2.	Govt. Primary School, Grumanghat, Gulberg, Lahore	127
3.	Govt. Primary School, Theh Zaildaran, Gulberg, Lahore	257
4.	Govt. Khud Kar Primary School, Gulberg, Lahore Cantt	Nil
5	Govt. Saint Lawrence Primary School, Nawaz Sharif Colony, Lahore Cantt	180
6.	Govt. Primary School, Gulab Davi, Hospital, Lahore Cantt.	161
	Total	**926**

OFFICE OF THE DISTRICT EDUCATION OFFICER (W. EE) LAHORE CANTT.

Sr. No.	Name of School	Total Land	Enrolment	Total Class	Teaching Staff
1.	Govt. Girls Middle School Ganga Ice Factory, Gulberg. Lahore.	7 Kanals 4 Marlas	422	08	19
2.	Govt. Girls Middle School, Gopal Nagar, Lahore	4 Kanals.	602	11	17
3.	Govt. S. A. Model Girls Primary School, Gopal Nagar, Lahore	10 Marlas.	46	03	07
4	Govt. APWA Girls Primary School, Gopal Nagar, Lahore	03 Marlas.	98	04	04
5.	Govt. Mumtaz Girls Primary School, Sorakothi, Lahore	18 Marlas	97	02	09
6.	Govt. F C. C. Girls Primary School, F. C Campus, Lahore	02 Kalans.	102	09	10
7.	Govt. Girls Primary School, Qurban Line, Lahore.	17 Marlas.	144	06	06
	Total		**1511**	**43**	**62**

OFFICE OF THE DEPUTY DISTRICT EDUCATION OFFICER (M EE) LAHORE CANTT.

Sr. No.	NAME OF SCHOOL	No. of Class Rooms
1.	Govt. Zaafar-ul-islam P/S Gulberg, Lahore Cantt	4
2.	Govt. Primary School, Grumanghat, Gulberg, Lahore	1
3.	Govt. Primary School, Theh Zaildaran, Gulberg, Lahore	4
4.	Govt. Khud Kar Primary School, Gulberg, Lahore Cantt	2
5.	Govt. Saint Lawrence Primary School, Nawaz Sharif Colony, Lahore Cantt	6
6.	Govt. Primary School, Gulan Davi, Hospital, Lahore Cantt.	4
	Total	**21**

OFFICE OF THE DEPUTY DISTRICT EDUCATION OFFICER (M EE) LAHORE CANTT.

Sr. No.	NAME OF SCHOOL	No. of Class Teacher
1.	Govt. Zaafar-ul-islam P/S Gulberg, Lahore Cantt	06
2.	Govt. Primary School, Grumanghat, Gulberg, Lahore	04
3.	Govt. Primary School, Theh Zaildaran, Gulberg, Lahore	07
4.	Govt. Khud Kar Primary School, Gulberg, Lahore Cantt	03
5.	Govt. Saint Lawrence Primary School, Nawaz Sharif Colony, Lahore Cantt	06
6.	Govt. Primary School, Gulab Davi, Hospital, Lahore Cantt.	05
	Total	**31**

OFFICE OF THE DISTRICT EDUCATION OFFICER (W. EE) LAHORE CANTT.

Sr. No.	**Name of School**	**GRANT 1999-2003**
1.	Govt. Girls Middle School Ganga Ice Factory, Gulberg. Lahore.	4,59,253
2.	Govt. Girls Middle School. Gopal Nagar, Lahore	5,00,000.00
3	Govt. S. A. Model Girls Primary School, Gopal Nagar, Lahore	12,149.00
4	Govt. APWA Girls Primary School, Gopal Nagar, Lahore	NIL
5.	Govt. Mumtaz Girls Primary School. Sorakothi, Lahore	12,1,49.00
6.	Govt. F. C. C. Girls Primary School, F. C Campus, Lahore	19,7,53.00
7.	Govt. Girls Primary School, Qurban Line, Lahore.	17,8,52.00

OFFICE OF THE DISTRICT EDUCATION OFFICER (W. EE) LAHORE CANTT.

Sr. No.	Name of School	Total Kanal		Enrol ment	No. of Rooms	No. of Teachers	Amount Spent/provided as M / Rate	Relure No. of Additional Rooms.
		Kanal	Merla					
1	Govt. High School, Lahore Cantt	04	00	552	06	30	---	04
	Govt Najaf High School, Gulberg, Lahore Cantt	01	15	225	07	11	---	---
3	Govt. F. D. Model High School, Green Town, Lahaore	03	02	125	05	12	---	---
4	Govt. Junior Model High School, Model Town, Lahore	16	00	841	13	24	---	---
5	Govt. Model High School, Model Town, Lahore	78	11	1475	26	43	Rs. 2,00,000/-	06
6	Govt. Central Model Girls High School, Gulberg, Lahore	28	14	1631	30	43	• ---	---
7	Govt. Model Girls High School, Model Town, Lahore	45	00	2519	50	97	Rs. 1,00,000/-	---
8	Govt. Bashir Memorial Girls High School, Ferozepur Road, Lahore	02	13	806	09	27	---	03
				8174	146	287		

پی-پی 152 کی آبادیوں کے لئیے سکولوں کی تعداد

*452-چودھری عبدالغفور خاں، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) پی پی-152 کی آبادیاں، کمہ کالونی، ماڈل کالونی، کبوتر پورہ، نبی پورہ I، II جناح پارک (گاندھی پارک) غوثیہ کالونی، شیرا کوٹھی اور کچی آبادی قربان لائن کتنے نفوس پر مشتمل ہیں اور ان آبادیوں میں کتنے سکول بوائز اور گرلز ہیں۔

(ب) کیا یہ سکول ان آبادیوں کے بچوں کی تعداد کے مطابق ہیں۔ اگر نہیں تو ان آبادیوں میں مزید سکول کب تک کھولے جا رہے ہیں؟

وزیر تعلیم:

(الف) ان آبادیوں میں نفوس کی تعداد تقریباً ایک لاکھ اسی ہزار ہے۔ ان آبادیوں میں سات گورنمنٹ گرلز اور ایک گورنمنٹ بوائز سکول ہے۔ ان سکولوں کی لسٹ لف ہذا ہے۔

(ب) یہ سکول ان آبادیوں کے بچوں کی تعداد کے مطابق ہیں۔

OFFICE OF THE DISTRICT EDUCATION
OFFICER (W. EE) LAHORE CANTT.
LIST OF SCHOOLS
PP-152

Sr. No.	Name of School
1.	Govt. Girls Middle School Ganga Ice Factory, Gulberg. Lahore.
2.	Govt. Girls Middle School, Gopal Nagar, Lahore
3.	Govt. S. A. Model Girls Primary School, Gopal Nagar, Lahore
4.	Govt. APWA Girls Primary School, Gopal Nagar, Lahore
5.	Govt. Mumtaz Girls Primary School, Sorakothi, Lahore
6.	Govt. F. C. C. Girls Primary School, F. C Campus, Lahore
7.	Govt. Girls Primary School, Qurban Line, Lahore.
8.	Govt. High School Qurban Line Lahore Cantt.

مڈل کے امتحان کا طریق کار

*461-جناب محمد عارف گوندل چموانہ: کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب نے نیا امتحانی نظام نافذ کیاہے جس میں سمسٹر

سسٹم یا ماہانہ امتحان (جائزہ) لیا جاتا ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ منڈی بہاؤالدین میں آٹھویں جماعت کا امتحان پرانے طریقہ کار کے تحت لیا جا رہا ہے۔

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب ہاں میں ہے تو اس کی وجہ بیان کی جائے نیز اب تک کتنے بچوں کے داخلہ فارم متعلقہ دفتر میں جمع ہو چکے ہیں۔ پوری تفصیل سے آگاہ کیا جائے؟

وزیر تعلیم:

(الف) حکومت نے تعلیمی سال اپریل 2002ء سے کچھ امتحانی اصلاحات کا نفاذ کیا ہے۔ البتہ یہ سمسٹر سسٹم یا ماہانہ امتحان نہیں ہے۔ ان اصلاحات کا ایک جز "مسلسل جائزے" کا نظام ہے۔ جس کے تحت طلباء کو ہر چھ ہفتہ بعد کلاس کے ٹیچرز Assess کریں گے اور اس کی باقاعدہ رپورٹ لکھی جائے گی جو کہ ان طلباء کے والدین کو بھی بھیجی جائے گی۔

(ب) یہ درست نہ ہے۔ صرف پنجم اور ہشتم کے وظیفے کا امتحان سابقہ انداز میں لیا جائے گا۔ جس میں گورنمنٹ سکولوں میں پڑھنے والے جماعت پنجم اور ہشتم کے تمام طلباء و طالبات Session 2002-2003 کا شریک ہونا لازمی قرار دیا گیا ہے۔ تاہم اس کی بنیاد پر صرف وظیفہ حاصل کرنے والے طلباء و طالبات کا ہی تعین ہو گا اور کسی بچے کو فیل نہیں کیا جائے گا۔

(ج) جیسے کہ اوپر بیان کیا گیا ہے۔ آٹھویں جماعت کا امتحان پرانے طریقہ کار کے تحت اس سال نہیں ہو رہا ہے۔

بچوں سے تعلیمی ٹیکس کی وصولی

*462۔**جناب محمد عارف گوندل چموانہ**، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ناظم ضلع منڈی بہاؤالدین نے 2002ء میں سرکاری سکولوں کے بچوں پر تعلیمی فنڈ نافذ کیا تھا۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ہائیکورٹ نے تعلیمی ٹیکس کی وصولی روک دی ہے۔

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب ہاں میں ہے تو کیا مذکورہ تعلیمی ٹیکس جو کہ وصول کیا گیا تھا واپس طلباء کو ادا کر دیا گیا ہے۔ اگر ہاں تو تفصیل بیان کی جائے اگر نہیں تو وجہ بیان کی جائے۔ نیز طلباء کی تعداد اور ان سے وصول شدہ تعلیمی ٹیکس سکول وائز بتایا

جائے اور یہ بھی بتایا جائے کہ وصول شدہ تعلیمی ٹیکس متعلقہ اکاؤنٹ میں جمع ہوا ہے کہ نہیں؟

وزیر تعلیم:

(الف) یہ درست ہے کہ سرکاری سکولوں کے بچوں پر ضلعی حکومت منڈی بہاؤالدین نے تعلیمی فنڈ نافذ کیا تھا جو ماہ مئی اور جون 2002ء میں وصول کیا گیا۔

(ب) ہاں یہ درست ہے کہ اب ہائی کورٹ نے اس ٹیکس کی وصولی روک دی ہے۔

(ج) تعلیمی ٹیکس کی وصولی شدہ رقم طلباء کو واپس نہیں کی گئی۔

ضلعی حکومت منڈی بہاؤالدین کو ہدایت جاری کی جا رہی ہے کہ وہ طالب علموں سے وصول شدہ رقم ان کو واپس کر دیں۔ وصول شدہ تعلیمی ٹیکس کی کچھ رقم EDO(Edu) اور DEO(EE) کے مشترکہ اکاؤنٹ نمبر 3169-7 نیشنل بینک آف پاکستان منڈی برانچ، منڈی بہاؤالدین میں جمع ہے اور کچھ رقم تعلیمی اداروں کے فروغ تعلیم فنڈ میں جمع ہوئی۔ تعلیمی ٹیکس سے وصول شدہ رقم کی تفصیل سکول وار ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے * ۔

محکمہ تعلیم میاں چنوں میں بھرتی کی تفصیل

***473-ملک محمد اقبال چنڑ:** کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) یکم جنوری 1997ء سے آج تک تحصیل میاں چنوں میں محکمہ تعلیم میں کتنے افراد کو بھرتی کیا گیا ہے، ان کے نام، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت، مستقل پتا اور ڈومی سائل کی تفصیل فراہم کی جائے۔

(ب) یکم جنوری 1997ء سے آج تک تحصیل میاں چنوں میں محکمہ تعلیم میں کتنے افراد کو معذور کوٹہ کے تحت بھرتی کیا گیا۔ ان کے نام، ولدیت، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت، مستقل پتا اور ڈومی سائل کی تفصیل فراہم کی جائے۔

(ج) کیا جز(ب) میں ہونے والی بھرتی سے قبل اخبار میں اشتہار دیا گیا تھا تو اس اخبار کا نام، تاریخ اور اشتہار کی فوٹو کاپی فراہم کی جائے۔

(د) کیا جز(ب) میں بھرتی کردہ افراد کو میرٹ پر بھرتی کیا گیا تو میرٹ کی تفصیل، میرٹ بنانے کا طریق کار اور میرٹ بنانے والے افسران و اہلکاران کے نام، عہدہ، گریڈ اور موجودہ تعیناتی کی تفصیل فراہم کی جائے۔

---

* تفصیل سکول وار اسمبلی لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں۔

(ر) کیا یہ درست ہے کہ جز(ب) میں بھرتی کردہ افراد کی اکثریت "معذور" نہ ہے بلکہ ان کے پاس معذوری کے جعلی سرٹیفکیٹ ہیں جو کہ انہوں نے محکمہ تعلیم میاں چنوں کے کلریکل سٹاف سے مل کر بنوائے ہیں۔

(ہ) کیا حکومت ان معذور افراد کے سرٹیفکیٹ کی تصدیق کروانے اور جعلی سرٹیفکیٹ بنانے والے محکمہ تعلیم کے کلریکل سٹاف کے خلاف کارروائی کرنے کو تیار ہے' اگر ہاں تو کب تک' اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر تعلیم:

(الف) تحصیل میاں چنوں میں یکم جنوری 1997 سے آج تک 443 افراد کی تقرری عمل میں لائی گئی تفصیل لف ہے۔

بابت سال	مردانہ	زنانہ	کل تقرریاں	
1997	40	46	86	باقاعدہ
2001	13	03	21	معذور کوٹہ
2002	203	133	336	کنٹریکٹ
	کل	=	443	

(ب) تحصیل میاں چنوں میں معذور کوٹہ کے تحت کل کیس 21 تقرریاں عمل میں لائی گئیں تفصیل لف ہے۔

(ج) جی ہاں اخبار میں اشتہار دیا گیا تھا نقول لف ہیں۔ تفصیل حسب ذیل ہے۔

سال بھرتی	نام اخبار	تاریخ اشاعت
1997	روز نامہ جنگ	دسمبر 1996
2001	روز نامہ جنگ	19-12-2000
2002	روز نامہ جنگ	17-07-2002

(د) جی ہاں میرٹ پر بھرتی ہوئی تفصیل لف ہذا ہے۔ (ضخامت کی وجہ سے لف تفصیل ضلعی حکومت خانیوال سے موصول نہ ہو سکی۔ اس کی کاپیاں جلد ہی مہیا کر دی جائیں گی)

(ر) یہ درست نہ ہے۔

(ہ) یہ درست نہ ہے۔

سپلیمنٹری امتحان دینے والے طلباء کے لئے داخلہ کی سہولت

*473(A)۔ملک محمد اقبال چنڑ، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔
(الف) کیا یہ درست ہے کہ کسی بھی یونیورسٹی اور بورڈ کے امتحان میں فیل ہونے کی

صورت میں سپلیمنٹری امتحان دینے کی سہولت موجود ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ کالجوں اور یونیورسٹی میں سپلیمنٹری امتحان دینے والے امیدواروں کے لئے داخلہ حاصل کرنے کی سہولت تھی مگر اب حال ہی میں ایسے داخلوں پر پابندی عائد کر دی گئی ہے۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ سپلیمنٹری داخلوں پر پابندی کی وجہ سے ہزاروں طالب علموں کا ایک قیمتی سال ضائع ہو رہا ہے۔

(د) کیا حکومت سپلیمنٹری داخلوں پر پابندی اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر تعلیم:

(الف) ہاں

(ب) ایف اے / ایف ایس سی اور بی اے / بی ایس سی میں قانون کے مطابق سپلیمنٹری رزلٹ آؤٹ ہونے کے بعد کالجز اور یونیورسٹیوں میں داخلہ کی سہولت موجود ہے (بشرطیکہ داخلہ کے لئے ٹیسٹ موجود ہو) اس کے علاوہ کسی اور ڈسپلن میں داخلہ کی اجازت نہ ہے۔ حال ہی میں سپلیمنٹری داخلوں پر کوئی پابندی عائد نہیں کی گئی ہے۔

(ج) حکومت کی طرف سے سپلیمنٹری داخلوں پر پابندی عائد نہیں کی گئی ہے۔

(د) جواب کالم (ب) میں موجود ہے۔ جہاں تک پروفیشنل کورسز کا تعلق ہے تو چونکہ ان کے امتحانات ایک سال بعد ہوتے ہیں اور سپلیمنٹری رزلٹ آنے تک ان کا بہت سارا نصاب پڑھایا جا چکا ہوتا ہے لہذا طالب علم کے لئے سال کی باقی عرصے میں اس کمی کو پورا کر کے امتحان کو پاس کرنا بہت مشکل ہوتا ہے۔ لہذا پروفیشنل کالجوں میں سپلیمنٹری داخلوں کی اجازت نہیں ہے۔

سیالکوٹ کے سکول و کالجز کی تفصیل

*475۔**جناب ارشد محمود بگو:** کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) سیالکوٹ میں کتنے سکول اور کالجز ہیں۔ ان کے نام کیا ہیں۔

(ب) جو سکول بغیر عمارتوں کے کام کر رہے ہیں۔ ان کے نام، علیحدہ فراہم کئے جائیں۔

(ج) 1999ء سے آج تک کتنے سکولوں اور کالجوں کی عمارتیں کتنی کتنی لاگت سے مکمل ہوئی ہیں۔

(د) بغیر عمارت کے سکولوں کی کب تک، عمارتیں تعمیر کی جا رہی ہیں؟

وزیر تعلیم:

(الف) سیالکوٹ شہر میں درج ذیل گورنمنٹ سکول اور کالجز ہیں:۔

	کالج	ہائر سیکنڈری سکولز	ہائی سکولز	مڈل سکولز	پرائمری سکولز	میزان
مردانہ	3	2	8	7	12	32
زنانہ	3	5	10	12	12	42
کل میزان						74

ان اداروں کے ناموں کی فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے *۔

(ب) شہر سیالکوٹ میں کوئی بھی سکول بغیر عمارت کے کام نہیں کر رہا ہے۔

(ج) سیالکوٹ شہر میں 1999ء سے آج تک سکولوں اور کالجوں کی عمارتوں کی تکمیل پر خرچ کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

	کالج	ہائی سکولز	پرائمری سکولز	میزان
	کوئی نہیں	8	1	9
لاگت:		8.551ملین	0.650ملین	9.201ملین

(د) شہر سیالکوٹ میں کوئی بھی سکول بغیر عمارت کے کام نہیں کر رہا ہے۔

غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

وائس چانسلر، سنڈیکیٹ اور سینٹ پنجاب یونیورسٹی سے متعلق معلومات

18۔سید احسان اللہ وقاص، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب یونیورسٹی کے وائس چانسلر ایک ریٹائرڈ جنرل ہیں، انہیں کتنے عرصہ کے کنٹریکٹ پر رکھا گیا ہے۔ انہیں فوج سے ریٹائرڈ ہوئے کتنا عرصہ ہوا ہے۔ کیا ان کا تعلق آرمی کی ایجوکیشن کور سے تھا؟ کیا انہوں نے زندگی میں کبھی کسی یونیورسٹی کی سطح کے ادارے میں بطور پروفیسر کام کیا ہے۔ پنجاب یونیورسٹی میں بین الاقوامی شہرت کے حامل پروفیسر صاحبان کی موجودگی میں انہیں کن وجوہات اور خصوصیات کی بنا پر وائس چانسلر مقرر کیا گیا؟

(ب) پنجاب یونیورسٹی میں افواج پاکستان کے ریٹائرڈ اور حاضر سروس کتنے افراد کنٹریکٹ پر

* تفصیل اسمبلی لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں۔

ملازم رکھے گئے ہیں۔ ان کے نام ان کے عہدے اور ان کی تنخواہوں اور کنٹریکٹ کی میعاد سے مطلع فرمائیں۔

(ج) پنجاب یونیورسٹی کے اہم ترین ادارے سینڈیکیٹ اور سینیٹ کیا مکمل ہیں۔ گزشتہ سال میں ان کے کتنے اجلاس منعقد ہوئے؟

وزیر تعلیم:

(الف) یہ درست ہے کہ پنجاب یونیورسٹی کے موجودہ وائس چانسلر ایک ریٹائرڈ لیفٹیننٹ جنرل ہیں۔ انہیں چار سال کے عرصہ کے لئے تعینات کیا گیا ہے۔
مورخہ 9۔اگست 1997ء کو فوج سے ریٹائر ہوئے ہیں۔
نہیں۔
نہیں۔
وائس چانسلر صاحب کی تقرری پنجاب یونیورسٹی کے ایکٹ 1973ء کی شق نمبر 14 کے تحت جناب چانسلر (گورنر) چار سال کے لئے کرتا ہے۔ ان کی تقرری نواز شریف حکومت کے دور اقتدار میں 24 ستمبر 1999ء کو عمل میں آئی۔ موجودہ وائس چانسلر ماسٹر لیول کی دو ڈگریاں(I) ماسٹر آف سائنس ان وار سٹڈیز (II) ماسٹر ان ڈیفنس سٹڈیز رکھتے ہیں۔ جو انہوں نے قائد اعظم یونیورسٹی اسلام آباد سے حاصل کیں۔ انہوں نے فوج میں دو انفنٹری ڈویژنز کو کمانڈ کیا۔ آرمی چیف کے پرسنل سٹاف آفیسر رہے۔ قطر آرمی میں بطور مشیر کام کیا۔ اس کے علاوہ سول میں دو سال اوورسیز ایمپلائمنٹ کارپوریشن کے مینجنگ ڈائریکٹر اور امیگریشن اینڈ اوورسیز ایمپلائمنٹ بیورو کے ڈائریکٹر جنرل رہے۔ اس طرح ان کا تعلیمی اور انتظامی امور کا وسیع تجربہ ہے۔ ان کے گزشتہ تین سالہ دور میں مندرجہ ذیل 18 نئے تعلیمی شعبہ جات معرض وجود میں آئے ہیں۔

1۔ پنجاب یونیورسٹی کالج آف انفارمیشن ٹیکنالوجی
2۔ ڈیپارٹمنٹ آف وومن سٹڈیز
3۔ ڈیپارٹمنٹ آف فزیکل ایجوکیشن اینڈ سپورٹس سائنسز
4۔ ڈیپارٹمنٹ آف ارتھ سائنسز
5۔ ڈیپارٹمنٹ آف مائیکالوجی اینڈ پلانٹ پتھالوجی
6۔ ڈیپارٹمنٹ آف مائیکروبیالوجی اینڈ مالیکولر جینیٹکس
7۔ انسٹی ٹیوٹ آف انوائرمنٹل سائنسز
8۔ آپریشنل مینجمنٹ سنٹر

9۔انسٹی ٹیوٹ آف بزنس اینڈ انفارمیشن ٹیکنالوجی

10۔ سنٹر فار ہیومن ریسورسز ڈویلپمنٹ

11۔ سنٹر فار لائف سائنسز

12۔ کیئریر کاؤنسلنگ اینڈ پلیسمنٹ سنٹر

13۔سکول آف بیالوجیکل سائنسز

14۔سکول آف فزیکل سنٹر

15۔ سنٹر فار کول ٹیکنالوجی

16۔پوسٹ گریجویٹ سنٹر فار ارتھ سائنسز

17۔ ارتھ کیوک سنٹر

18۔ سنٹر فار جیو گرافک انفارمیشن سسٹم

(ب) مسلح افواج سے ایک آفیسر گریڈ 20 میں 5 افسران گریڈ 19 میں اور 2 افسران گریڈ 18 میں تعینات کئے گئے ہیں۔ جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نام	عہدہ و گریڈ	تاریخ تقرری
کرنل (ریٹائرڈ) مسعودالحق	رجسٹرار بی۔ایس 20	23.08 2000
لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) منتصر جاوید	ایڈیشنل رجسٹرار بی۔ایس 19	22-11-2000
لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) غضنفر عباس بخاری	ایڈیشنل کنٹرولر بی۔ایس 19	29-05-2002
لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) سعید احمد خان	ڈائریکٹر کوآرڈینیشن بی۔ایس 19	06-02-2001
کرنل (ریٹائرڈ) جی۔ایم قریشی	ایڈیشنل کنٹرولر بی۔ایس 19	01-07-2002
لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) میر پرویز خورشید	پراجیکٹ ڈائریکٹر بی۔ایس 19	15-06-2001
گروپ کیپٹن (ریٹائرڈ) فاروق اعظم	ایڈمنسٹریٹر یونیورسٹی سکولز بی۔ایس 18	02-02-2001
میجر (ریٹائرڈ) اسد مقبول	ڈائریکٹر ایڈمنسٹریشن((PUCIT)بی۔ایس 18	21-11-2001

مندرجہ بالا تمام افسران کی تقرری عارضی ہے۔ ہر 6 ماہ بعد کار کردگی کو مدنظر رکھتے ہوئے مدت ملازمت میں توسیع کی جاتی ہے۔

(ج) سنڈیکیٹ

جولائی 1990ء سے جون 1999ء کے دورانیہ تک (دس سال کے دوران) سنڈیکیٹ کے 35 اجلاس منعقد ہوئے اور جولائی 1999ء سے دسمبر 2002ء تک(تین سال کے دوران) سنڈیکیٹ کے 17 اجلاس ہوئے۔

سینٹ

سال 1990ء سے 1999ء کے دورانیہ میں سینٹ کے 6 اجلاس منعقد ہوئے اور جولائی

1999 سے دسمبر 2002 کے دوران میں سینٹ کا ایک اجلاس منعقد ہوا۔
پنجاب یونیورسٹی ایکٹ 1973ء کے مطابق سنڈیکیٹ اور سینٹ کے ممبران کی تعداد میں صوبائی اسمبلی اور یونیورسٹی کے ملحقہ کالجز اور یونیورسٹی کے اساتذہ کی تقرری بذریعہ نامزدگی یا چناؤ عمل پذیر ہوتی ہے۔ ان میں ضوابط کے مطابق تبدیلی آتی رہتی ہے۔ تاہم اس وقت دونوں اتھاریٹیز میں ممبران صوبائی اسمبلی کی نامزدگی سے ان کی تعداد پوری ہو جائے گی۔
مزید برآں 41 اساتذہ اور رجسٹرڈ گریجویٹس کی تقرریاں بھی بذریعہ چناؤ برائے سینیٹ ہونا باقی ہیں۔
پنجاب یونیورسٹی سینیٹ کے ممبران کی کل تعداد 247 ہے۔ جن میں سے مندرجہ بالا 59 نشستیں خالی ہیں جو کہ عنقریب پر ہو جائیں گی۔

وائس چانسلر یو-ای-ٹی سے متعلق معلومات

19- سید احسان اللہ وقاص، کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔
(الف) کیا یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی لاہور کے وائس چانسلر ریٹائرڈ فوجی جنرل ہیں؛ ان کا کنٹریکٹ کب تک کا ہے اور کنٹریکٹ کی شرائط کیا ہیں۔
(ب) یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی لاہور میں کتنے حاضر سروس اور ریٹائرڈ فوجی کام کر رہے ہیں' ان کے کنٹریکٹ کی کیا شرائط ہیں اور کس سکیل پر ان کے ساتھ کنٹریکٹ کئے گئے ہیں۔
(ج) موجودہ وائس چانسلر کے دور میں انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی سے متعلق کتنے نئے شعبے یونیورسٹی میں متعارف کروائے گئے ہیں۔

وزیر تعلیم:
(الف) یہ درست ہے کہ یونیورسٹی آف انجینئر اینڈ ٹیکنالوجی لاہور کے وائس چانسلر ایک ریٹائرڈ لیفٹیننٹ جنرل ہیں۔ ان کی ملازمت کی موجودہ میعاد 27-02-2006 کو ختم ہو گی' تعیناتی کی شرائط لف ہیں۔
(ب) یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی لاہور میں کوئی حاضر سروس فوجی نہیں ہے۔ یونیورسٹی کے ٹیچنگ سٹاف میں تین میجر شامل ہیں۔ جن میں 2 ریٹائرڈ آفیسر شامل ہیں۔ جن میں سے ایک گریڈ 19 میں رجسٹرار تعینات کیا گیا ہے۔ لیکن آج کل وہ سعودی عرب میں ELO پر کام کر رہے ہیں۔ اس کے علاوہ سیکورٹی آفیسر ریٹائرڈ

فوجی ہیں۔ جو گریڈ 17 میں تعینات ہیں۔
خالی اسامیوں پر 104 سابقہ فوجی بطور چوکیدار سٹاف تعینات ہیں۔ ان کا کنٹریکٹ ہر 6 ماہ بعد بڑھا دیا جاتا ہے۔ ان کی تنخواہ تقریباً 3000 روپے ماہانہ ہے۔

(ج) موجودہ وائس چانسلر لفٹیننٹ جنرل(ر) محمد اکرم خان کے دور میں مندرجہ ذیل نئے شعبہ جات متعارف کرائے گئے ہیں۔

1۔ مینو فیکچرنگ اینڈ انڈسٹریل انجینئرنگ
2۔ میکاٹرانکس انجینئرنگ
3۔ جیولاجیکل انجینئرنگ
4۔ پولیمر انجینئرنگ
5۔ آرکیٹکچرل انجینئرنگ
6۔ اربن انوائرنمنٹ اینڈ ٹرانسپورٹیشن انجینئرنگ
7۔ کمپیوٹر انجینئرنگ
8۔ کمیونیکیشن انجینئرنگ
9۔ سافٹ ویر انجینئرنگ
10۔ انجینئرنگ مینجمنٹ

رانا آفتاب احمد خان ، جناب والا میرا سوال نمبر 260 ہے ۔ اس کا غلط جواب دیا گیا ہے۔ وزیر موصوف نے اسے بھی نہیں پڑھا ہوگا۔ اس کو اگلے اجلاس تک کے لئے pend کر لیں ۔ اگلے اجلاس میں جب اس کی باری آئے تو پھر اس کو take up کیا جائے۔

وزیر تعلیم ، جناب والا! جو جواب یہاں پر دیئے گئے ہیں' درست دیئے گئے ہیں ۔

جناب سپیکر ، اب اس کو کیسے pend کیا جائے؟

رانا آفتاب احمد خان ، جناب والا! آپ اس کو مؤخر کر سکتے ہیں۔ ویسے بھی میں اس پر ضمنی سوال کرنا چاہتا تھا اور اس پر بات کرنا چاہتا تھا۔

جناب سپیکر ، جب تعلیم پر بحث ہوگی تو اس میں آپ بات کر لیں۔

وزیر تعلیم ، جناب سپیکر! آپ نے اعلان کر دیا ہے۔ اب تو take up بھی نہیں کیا جا سکتا۔ اس کے لئے وقت ختم ہو چکا ہے۔ یہ سوال اگلے اجلاس میں دوبارہ لے آئیں ہم اس کو take up کر لیں گے۔

جناب سپیکر ، ایسے کر لیں۔ یہ دوبارہ سوال دے دیں۔ ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کی جب باری آئے

گی تو دوبارہ اس کو take up کر لیں گے۔ آپ اس کے لئے نیا سوال دے دیں۔ کیونکہ اس وقت تو وقفہ سوالات ہی ختم ہو چکا ہے۔ میرا مطلب ہے سوال ہی دوبارہ دینا ہے' اس سے کیا فرق پڑتا ہے؟

رانا آفتاب احمد خان ، جناب والا! یہ ساری ایکسرسائز دوبارہ کرنی پڑے گی ۔

جناب سپیکر ، اگر آپ نیا سوال بھی کریں گے تو بھی جواب یہی آنے گا ۔ یہ نہیں ہو سکتا آج جواب اور آیا ہے اور کل اسی سوال کا جواب اور ہو گا ۔

رانا آفتاب احمد خان ، جناب والا! جو بھی جواب آیا ہے غلط آیا ہے آپ اس کو کیوں نہیں consider کرتے؟ اس لئے میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ آپ سیکرٹری صاحب سے پوچھ لیں' آپ رولز کے تحت اسے pend کر سکتے ہیں ۔

جناب سپیکر ، اس کا مطلب یہ ہوا کہ میں سارے سوال پھر pending کروں ۔

رانا آفتاب احمد خان،جناب والا! اور تو کسی نے کہا نہیں ہے۔ میرا صرف سوال نمبر 260 ہے۔

وزیر تعلیم ، جناب والا! پھر صرف ان کا کیوں pend ہو یا تو پھر سارے pend ہوں ۔ یہ آپ تفریق کیوں ڈال رہے ہیں؟ ہم نے کوئی غلط جواب نہیں دیا' ان کو کہیں یہ نیا سوال دے دیں۔ انہوں نے خود پون گھنٹہ نوک جھونک میں ضائع کر دیا ۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر ، پلیز! آپ تشریف رکھیں ۔

جناب جہاں زیب امتیاز گل ،جناب والا! میں وزیر موصوف کو اوپن چیلنج کرتا ہوں کہ اگر یہ وزیر تعلیم ہوتے ہوئے سمجھتے ہیں کہ یہ gimmick نہیں ہے ۔ یہ میرے پاس presentation موجود ہے۔ میں یہ بھی دیتا ہوں اور میں Prove کرتا ہوں کہ فری تعلیم والا جو سب کچھ کیا گیا ہے یہ gimmick ہے اگر ان میں اخلاقی جرأت ہے اور میں یہ prove کر دوں تو کیا یہ اپنے عہدے سے اخلاقی طور پر مستعفی ہو جائیں گے۔

جناب سپیکر ، تشریف رکھیں۔

سید احسان اللہ وقاص ، جناب والا! آپ سے جو میٹنگ ہوئی تھی جس میں محترم قائد حزب اختلاف اور مسلم لیگ (ن) کے بھی نمائندے موجود تھے اس میں یہ طے ہوا تھا اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ وقفہ سوالات بنیادی طور پر اپوزیشن کا استحقاق ہوتا ہے اور اس کو زیادہ وقت دیا جاتا ہے ۔ اس میں یہ بھی طے ہوا تھا کہ جس کا سوال ہوگا اس کے ضمنی سوال کو ترجیح دی جائے گی ۔ اس لئے آپ مہربانی فرمائیں ورنہ اس سے تو یہ سارا وقت ضائع ہوگا۔

آوازیں، وزیر تعلیم صاحب جا رہے ہیں' ان کو روکیں ۔

جناب سپیکر ، تشریف رکھیں۔ میری بات سن لیں۔ پلیز! آپ تشریف رکھیں ۔ میں سب کی بات سنوں گا' آپ تشریف رکھیں ۔ میری تمام معزز اراکین سے درخواست ہے کہ آج محکمہ تعلیم سے متعلق جو سوالات تھے ان کی تعداد 29 تھی ۔ ہم جن سوالات پر بات کر سکے وہ ٹوٹل چار سوالات ہیں۔ 25 سوال ایسے ہیں جن پر بات ہی نہیں ہو سکی ۔ میری ایوان سے درخواست ہے کہ ضمنی سوالات جو دوست کرتے ہیں ، ضمنی سوال میں آپ بحث نہیں کر سکتے ۔ ضمنی سوال تو بڑا مختصر سا ہوتا ہے ۔ لیکن ہم نے ایک گھنٹہ چار سوالات پر ہی لگا دیا اور ایک گھنٹہ وقفہ سوالات کے لئے تھا ۔ تو آئندہ تمام معزز خواتین و حضرات سے میری درخواست ہے کہ جب بھی سوالات آئیں تو ضمنی سوال جتنا مختصر ہو سکے کریں ۔ محکمہ تعلیم تو ایک ایسا محکمہ ہے جس پر ابھی بحث بھی کرنی ہے۔ جو دوست اس پر بات کرنا چاہیں کھل کر اس میں بھی بات کر سکتے ہیں۔ البتہ ضمنی سوال بڑا relevant قسم کا ہونا چاہئے۔ اب میں سیکرٹری اسمبلی سے کہوں گا کہ وہ رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔

اراکین اسمبلی کی رخصت کی درخواستیں

چودھری زاہد پرویز

سیکرٹری اسمبلی ، مندرجہ ذیل درخواست چودھری زاہد پرویز صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

"جس میں انہوں نے بیس یوم کی رخصت کی درخواست کی ہے اور مورخہ 25-11-2002 کو عمرے کے لئے جانے کی اجازت مانگی ہے۔ "

جناب سپیکر ، سوال یہ ہے ،

" کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔ "

(تحریک منظور ہوئی)

سید ناظم حسین شاہ

سیکرٹری اسمبلی ، مندرجہ ذیل درخواست سید ناظم حسین شاہ ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

He has telephonically informed that due to his ill health he could not attend the session on 29th and 30th November 2002. Leave be granted "

جناب سپیکر ، سوال یہ ہے ،

" کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔ "

(تحریک منظور ہوئی)

میاں محمد اسلم ایڈووکیٹ

سیکرٹری اسمبلی ، مندرجہ ذیل درخواست میاں محمد اسلم ایڈووکیٹ ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

"میری والدہ صاحبہ کی طبیعت اچانک خراب ہو گئی جس کی وجہ سے مجھے

ایمرجنسی خانپور جانا پڑا۔ براہ مہربانی ایک یوم کی رخصت منظور فرمائیں۔ "

جناب سپیکر، سوال یہ ہے،

"کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔ "

(تحریک منظور ہوئی)

مہر اعجاز احمد اچلانا

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست مہر اعجاز احمد اچلانا صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

"جس میں انہوں نے 30-11-2002 کو طبیعت کی خرابی کی وجہ سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔ "

جناب سپیکر، سوال یہ ہے،

"کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔ "

(تحریک منظور کی ہوئی)

محترمہ نشاط افزاء

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست محترمہ نشاط افزاء ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

"جس میں انہوں نے 24۔ دسمبر 2002 کو بوجہ علالت رخصت کی درخواست کی ہے۔ "

جناب سپیکر، سوال یہ ہے،

"کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔ "

(تحریک منظور کی ہوئی)

محترمہ میمونہ نبیل

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست محترمہ میمونہ نبیل صاحبہ ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

"جس میں نے انہوں نے 24۔ دسمبر 2002ء کی رخصت طلب کی ہے
کیونکہ وہ بیمار تھیں۔

جناب سپیکر، سوال یہ ہے،

"کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

محترمہ طاہرہ منیر

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست محترمہ طاہرہ منیر صاحبہ ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

"کہ وہ عمرے کے لئے تشریف لے جا رہی ہیں لہذا 25 جنوری سے 6 مارچ
2003 تک کی رخصت' اگر سیشن ہو' تو منظور فرمائی جائے۔"

جناب سپیکر، سوال یہ ہے،

"کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

مسز سجیلہ انصر باجوہ

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست مسز سجیلہ انصر باجوہ ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

"That I am proceeding for Kuwait on 23rd January, 2003 and will be back on 6th February, 2003. Leave may be granted."

جناب سپیکر، سوال یہ ہے،

"کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

محترمہ شاہین عتیق الرحمٰن

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست محترمہ شاہین عتیق الرحمٰن صاحبہ ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

"جس میں انہوں نے آج کی رخصت کی درخواست کی ہے۔"

جناب سپیکر، سوال یہ ہے،

"کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"
(تحریک منظور ہوئی)

تحاریک استحقاق

جناب سپیکر، اب ہم تحاریک استحقاق لیتے ہیں۔ پہلی تحریک شیخ امجد عزیز صاحب کی ہے۔ وہ ہاؤس میں موجود نہیں ہیں لہٰذا پینڈ نگ کی جاتی ہے اور دوسری تحریک بھی شیخ امجد عزیز صاحب کی ہے۔ چودھری عارف محمود گل۔

سینئر ممبر بورڈ آف ریونیو کا ایم پی اے سے بات کرنے سے انکار

چودھری عارف محمود گل، میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ایل اے سی' ہائی وے' فیصل آباد سے' ایل اے سی پار کو ایک تبادلے کے سلسلے میں سینئر ممبر بورڈ آف ریونیو صاحب کے پاس میں مورخہ 12۔دسمبر 2002 کو حاضر ہوا تو موصوف نے مجھے کافی انتظار کروانے کے بعد کہا کہ "آپ کل آئیں' آج میں فارغ نہیں ہوں"۔ دوسرے دن بروز جمعتہ المبارک مورخہ 13 دسمبر 2002 کو بوقت تقریباً 10.00 بجے صبح طے شدہ پروگرام کے مطابق دوبارہ ان کی خدمت میں حاضر ہوا تو مجھے اندر سے انتظار کرنے کو کہا گیا۔ جب آدھ پون گھنٹہ گزر گیا تو بھی میرے استفسار پر ہی مجھے اندر بلایا گیا جب میں اندر گیا تو پہلے تو مجھے دفتر کے اندر بغیر کوئی توجہ دیئے بٹھایا گیا۔ پھر انہوں نے مجھ سے مخاطب ہو کر پوچھا کہ "آپ کدھر آئے ہیں۔" جب مجھ سے آنے کا مقصد دریافت کیا گیا اور میں نے بتایا تو کہنے لگے کہ میں سینئر ممبر بورڈ آف ریونیو ہوں' کوئی پٹواری یا کلرک نہیں ہوں۔ میں آپ لوگوں کے کہنے پر تبادلے نہیں کر سکتا' میں آپ کا ماتحت نہیں ہوں اور نہ ہی آپ کا پابند ہوں کہ آپ کا کام کروں۔ آپ جس سے مرضی جا کر شکایت کریں' میں خود جواب دے لوں گا۔ ایسے کئی ارکان اسمبلی میرے پاس تبادلوں کے لئے آتے رہتے ہیں۔

جناب والا! دوپہر کے 12.00 بج چکے تھے' دفتر میں چھٹی ہو رہی تھی اور موصوف تحکمانہ انداز میں مجھے سیکرٹری صاحب سے رابطہ قائم کرنے کا کہہ رہے تھے تاکہ سیکرٹری مجھے بآسانی ٹال سکیں۔

جناب والا! سینئر ممبر بورڈ آف ریونیو کے مذکورہ رویے سے نہ صرف میرا بلکہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہذا واقعہ کی چھان بین کی جائے اور معاملہ استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر! میرے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ اگر اسی طرح ارکان اسمبلی کا استحقاق مجروح ہوتا رہا تو میرے خیال میں ایسے افسران آج تو زبانی ایسے کہتے ہیں کل کو یہ ارکان اسمبلی کے گریبان پکڑ لیں گے اور دھکے دے کر اپنے دفتر سے باہر نکالیں گے۔

رانا آفتاب احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! ممبر موصوف نے یہ فرمایا ہے کہ یہ افسران گریبان پکڑیں گے اور دفتر سے باہر نکالیں گے۔ یہ افسران گورنمنٹ بنچز کے لوگوں کے ساتھ تو ایسا کر سکتے ہیں اپوزیشن والوں کی طرف یہ ہاتھ بھی نہیں اٹھا سکتے۔

راجہ ریاض احمد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: ریاض صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

راجہ ریاض احمد: جناب سپیکر! یہ افسران ہر ایم پی اے' ایم این اے کو جانتے ہوتے ہیں اور جو ممبران اسمبلی اپنی وفاداریاں تبدیل نہیں کرتے ان افسران کی جرأت نہیں ہے کہ ان کے سامنے کوئی بات کر سکیں۔ یہ افسران صرف ان لوگوں کے خلاف بات کرتے ہیں اور صرف ان کی بے عزتی کرتے ہیں جو روزانہ اپنی وفاداریاں تبدیل کرتے ہیں۔

جناب محمد عبداللہ وینس: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی وینس صاحب!

جناب محمد عبداللہ وینس: جناب سپیکر! اگر وہ کہتا ہے کہ میں پٹواری یا کلرک نہیں ہوں تو انہیں سینئر ممبر بورڈ آف ریونیو کو بتانا چاہئے تھا کہ اس کے پاس جو ایک ایم پی اے آیا ہوا ہے وہ کوئی کونسلر نہیں۔ اس بات کا نوٹس لیا جائے اور میں اپنے اپوزیشن بنچز کے بھائیوں سے بھی گزارش کرتا ہوں کہ ہم ہر معاملے کے اندر ان کا ساتھ دیں' اگر یہ بھی کوئی ایسا نکتہ اٹھائیں گے تو ہم بھی ان کی حمایت کریں گے' شکریہ۔

جناب سپیکر: جی' لودھی صاحب!

وزیر زراعت: جناب سپیکر! مجھے اپنے بھائی سے انتہائی ہمدردی ہے۔ اگر اس قسم کا رویہ اختیار کیا گیا ہے تو یقین کیجیے کہ اپوزیشن کے بھائی تو بڑے بلند بانگ دعوے کر رہے ہیں کہ

ہمیں کوئی کچھ نہیں کہہ سکتا، میں تمام ہاؤس کو یہ یقین دلاتا ہوں کہ انشاء اللہ ہماری حکومت میں کوئی بھی کسی کو ایسا نہیں کرے گا اور نہ ہی ہم کسی کو ایسا کرنے دیں گے۔ (قطع کلامیاں) آپ بیٹھ کر بات نہ کیا کریں۔ بات کرنے کے کچھ rules and regulations ہیں۔ آپ اجازت کے ساتھ بات کریں، ہم آپ کا جواب دیں گے۔ لیکن اگر ہاؤس کو آپ اس طرح چلائیں گے تو یہ ٹھیک بات نہیں ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ یہ تحریک استحقاق بورڈ آف ریونیو سے تعلق رکھتی ہے۔ ہم نے ان کو آج ہی لکھا ہے اور ابھی تک اس کا جواب نہیں آیا۔ یہاں ریونیو منسٹر صاحب بھی بیٹھے ہیں، میں بھی ہوں۔ آپ کل تک مہلت دے دیں تو جو بھی مناسب ہوا ہم اس ہاؤس میں آپ کو جواب دیں گے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔

چودھری اصغر علی گجر: جناب سپیکر! مجھے اپنے بھائی ممبر سے بڑی ہمدردی ہے اور من و عن ان کی تحریک استحقاق کی حمایت کرتا ہوں اور میں جناب منسٹر لودھی صاحب جو کہ ابھی جواب دے رہے تھے ان سب سے یہ گزارش کروں گا کہ یہ ہم سب کے لیے [*] کی بات ہے اور ہم سے زیادہ منسٹرز کے لیے [*] کی بات ہے، ان سے زیادہ وزیراعلیٰ کے لیے [*] کی بات ہے اور آپ کے لیے بھی۔ یہ معاملہ ہم نے دیکھنا ہے اور اس بات کا فیصلہ کرنا ہے۔

جناب سپیکر: یعنی سب کے لیے۔۔۔

چودھری اصغر علی گجر: ہاں۔ ہم سب کے لیے یہ [*] کی بات ہے کہ ہم ہنس رہے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ اس معاملہ کو بڑی سنجیدگی سے لیا جائے۔ آج یہ صرف ایک ممبر کی بات ہے۔ اور صرف باتوں تک معاملہ ہے کہ اس نے انھیں دفتر میں آنے نہیں دیا اور باہر بٹھائے رکھا اور ان سے یہ کہا کہ میں فارغ نہیں ہوں۔ یہ ایسی باتیں ہیں جو سب کے ساتھ پیش آئیں گی۔ میں آپ کی وساطت سے پورے ایوان سے یہ درخواست

---

* بحکم جناب سپیکر صفحہ نمبر 92 لفظ کارروائی سے حذف کیا گیا۔

کرتا ہوں کہ آپ اس تحریک استحقاق کو سنجیدگی سے لیں اور اس کو منظور کر کے استحقاق کمیٹی کے سامنے پیش کریں تاکہ اس کا صحیح حل نکل سکے۔ بہت شکریہ۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جس طرح لودھی صاحب نے فرمایا ہے کہ اس کا جواب محکمے کی طرف سے موصول نہیں ہوا تو کل تک اس تحریک کو pend کیا جاتا ہے۔

چودھری اصغر علی گجر نے جذبات میں آ کر جو لفظ [**] کہا ہے وہ میں کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔

ایک معزز ممبر: جناب! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ صاحب میرے ساتھ گئے تھے اور جو غلط فہمی تھی وہ دور ہو گئی تھی۔

جناب سپیکر: کل جب باری آئے گی تو بات ہو جائے گی۔ آپ تشریف رکھیں۔ بیگم ریحانہ جمیل صاحبہ!

اراکین اسمبلی کے لئے میڈیکل سہولیات کی عدم دستیابی

بیگم ریحانہ جمیل: جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتی ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ The Punjab Provincial Assembly(Salaries, Allowances and Privileges of Members) Act 1974 کے مطابق تمام ممبران اسمبلی اور ان کی فیملی کلاس-1 سرکاری ملازم کے برابر میڈیکل سہولت کے حقدار ہیں، مگر اب سروسز ہسپتال نے یہ سہولت ممبران اسمبلی کو دینی بند کر دی ہے اور ان کی families کو بھی یہ سہولت نہیں دی جا رہی ہے حالانکہ اس سے پہلے ممبران اسمبلی یہ سہولت لیتے رہے ہیں۔ اس سے نہ صرف میرا بلکہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہو رہا ہے، لہٰذا اس معاملہ پر فوراً بحث کی جائے اور اس کو باضابطہ قرار دے کر ایوان کی خصوصی کمیٹی کے حوالے کیا جائے، شکریہ۔

جناب سپیکر: کیا محترمہ short statement دینا چاہیں گی؟

---

* بحکم جناب سپیکر! کارروائی سے حذف کیا گیا۔

بیگم ریحانہ جمیل، جی، جناب! اس پر فوری عمل کیا جائے کیونکہ یہ ہر ممبر کا حق ہے اور اسے ملنا چاہیے۔

جناب سپیکر، شکریہ۔

وزیر صحت، میں اپنی بہن بیگم ریحانہ جمیل کا شکر گزار ہوں کہ انھوں نے ایک بہت اہم مسئلہ اٹھایا ہے۔ اس کے جواب میں، میں عرض کروں گا کہ کسی بھی ممبر اسمبلی، اس کی family، یا اس کے dependents کو یہ حق حاصل ہے کہ ان کو میڈیسن کی فراہمی ہو۔ ہم نے اس چیز کا نوٹس لیا ہے اور ہم نے سروسز ہسپتال کو ہدایات دی ہیں کہ تمام ممبران اسمبلی اور ان کے dependents کو فوری طور پر میڈیسن کی فراہمی کی جائے۔ میں اس سے آگے جاؤں گا کہ اس کی بنیادی وجہ یہ تھی کہ پچھلے تین سال میں اسمبلی نہیں تھی تو اس مد کے لیے پیسے نہیں تھے اور اس سے بڑھ کر یہ بھی کہوں گا کہ پہلے ساٹھ لاکھ روپیہ ہر سال میڈیسن کے لیے دیا جاتا تھا۔ ہم نے محکمہ خزانہ کو ہدایات دی ہیں کہ اس سال سے ایک کروڑ روپیہ فوری طور پر اس مد کے لیے مختص کیا جائے، شکریہ۔

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی، اگر کوئی ایم پی اے ملتان میں بیمار ہو جائے تو کیا وہ پہلے یہاں آئے اور پھر علاج کروائے یا وہاں پر بھی علاج ہو سکتا ہے؟

وزیر صحت، میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا یہ وقفہ سوالات کے متعلقہ ہے یا تحریک استحقاق سے متعلق ہے۔

جناب سپیکر، محترمہ! وزیر صحت نے یقین دہانی کرا دی ہے۔ میرا خیال ہے کہ آپ اس کو press نہیں کرتیں۔۔۔ محرک اس تحریک کو press نہیں کرتیں، یہ تحریک dispose of کی جاتی ہے۔

محترمہ پروین مسعود بھٹی، ابھی آپ نے کہا کہ سروسز ہسپتال کو یہ بتا دیا جائے گا۔ سروسز ہسپتال لاہور میں ہے لیکن جو باہر کے لوگ ہیں ان کے لیے، پورے پنجاب کے لیے استحقاق رکھا جائے، شکریہ۔

جناب فیاض الحسن چوہان، جناب سپیکر! میڈیسن دینے کے حوالے سے تو انھوں نے بتا دیا لیکن ہسپتال میں admit کرنے کے حوالے سے ان کی کیا رائے ہے اور کیا admit کرنے کی سہولت بھی ہے اور اس کے چارجز کی سہولت بھی ہے؟

جناب سپیکر، ابھی تو یہ تحریک dispose of ہو گئی ہے۔ اگلی تحریک نمبر 6 بلال یسین صاحب کی ہے جو انھوں نے withdraw کر لی ہے۔ تحریک نمبر 7 چودھری عبدالغفور صاحب کی ہے یہ بھی withdraw ہو گئی ہے اور تحریک نمبر 8 رائے اعجاز احمد خان کی ہے' ان کی بھی درخواست آئی ہے کہ وہ اس کو take up نہیں کرنا چاہتے۔ اب تحریک نمبر 9 مہر اشتیاق احمد کی ہے۔

انسپکٹر لیگل دفتر ایس پی آفس صدر کی طرف سے رکن اسمبلی کے ساتھ نازیبا سلوک

مہر اشتیاق احمد، میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ میں مفاد عامہ کے ایک مسئلے کے سلسلے میں قیصر شیخ انسپکٹر لیگل ایس پی آفس صدر لاہور کے پاس گیا۔ میں نے اسے اپنا تعارف کروایا کہ میں حلقہ 150 کا ایم پی اے ہوں۔ میں نے اپنا مسئلہ بیان کرنا چاہا تو مذکورہ افسر نے میری بات تک سننا گوارا نہ کی اور میرے ساتھ تکرار کرنے لگا کہ میں ہرگز آپ کا پابند نہیں ہوں کہ آپ لوگوں کے مسائل سنتا رہوں۔ آپ جیسے کئی ایم پی ایز یہاں پھرتے رہتے ہیں۔ اس نے ممبران اسمبلی کے خلاف مزید نازیبا اور ہتک آمیز الفاظ استعمال کیے۔ اس سے نہ صرف میرا بلکہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہٰذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جو افسر ایک عوامی نمائندے کی بات سننا گوارا نہیں کرتا وہ کسی عام بندے کی کیا بات سنتا ہو گا؟ لہٰذا میں چاہتا ہوں اس کے خلاف کارروائی کی جائے۔

وزیر زراعت، میں نے ابھی گزارش کی ہے کہ یہی مسئلہ ہے جس کا تفصیلی جواب کل ہم دیں گے۔

جناب سپیکر، ابھی تک محکمے کی طرف سے جواب نہیں آیا' اس لیے اس تحریک کو کل تک pend کیا جاتا ہے۔ تحریک استحقاق نمبر 10 پر رانا تجمل حسین' شیخ امجد عزیز' مہر اشتیاق احمد' محترمہ صباء صادق' جناب محمد افضل کھوکھر' ڈاکٹر اسد اشرف' جناب بلال یاسین' جناب آجاسم شریف' بیگم ریحانہ جمیل اور چودھری عبدالغفور خان صاحب ہیں۔

ایس پی سٹی لاهور کا ارکان اسمبلی کے ساتھ غیر مهذبانه روّیه

رانا تجمل حسین، ہم حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتے ہیں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ہم مورخہ 15۔جنوری 2003 کو ہونے والے انتخابات کے موقع پر پی پی 142 لاہور کے پولنگ اسٹیشن وکٹوریہ گرلز ہائی سکول پر اپنے امیدوار کے کیمپ میں بیٹھے تھے تو چودھری شفقات احمد ایس پی سٹی لاہور تشریف لائے اور زبردستی گورنمنٹ کے حمایت یافتہ "قائد اعظم لیگ" کے امیدوار کے حق میں ووٹ ڈلوانے شروع کر دیئے۔ ہم نے ان کو بڑے اچھے طریقے سے سمجھایا کہ آپ سرکاری ملازم ہیں اور اپنے عہدے کا ناجائز استعمال کر رہے ہیں مگر وہ ہمارے ساتھ غیر مہذبانہ رویہ اختیار کرتے ہوئے پیش آئے اور مسلم لیگ (ن) کے بارے میں غلیظ زبان استعمال کی اور گالیاں دیں۔ اس موقع پر موجود مسلم لیگ (ن) کے رکن اسمبلی پنجاب کو برا بھلا کہنا شروع کر دیا جس کی وجہ سے ہمارا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہٰذا ہماری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر، آپ short statement دینا چاہیں گے؟

رانا تجمل حسین، جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے اور اس معزز ایوان کی وساطت سے یہ بات کہنا ضروری سمجھتا ہوں کہ آپ کا' ہمارا اور حکومت کا ایک ہی مقصد ہے کہ ہم پنجاب کے عوام کے لئے زیادہ سے زیادہ بہتری کے لئے کام کر سکیں۔ جب تک اس صوبے کو پولیس

سٹیٹ کی شکل دی جاتی رہے گی اس وقت تک یہاں کے عوام کو ریلیف دینا ناممکن ہے۔ اس طرح کے افسران کو لگام دینے کے لئے اور ان کو روکنے کے لئے ایسے افسر کو سخت ترین سزا دی جائے تاکہ آئندہ کوئی شخص یا کوئی بھی گورنمنٹ ملازم ممبران کے خلاف ایسی گفتگو نہ کر سکے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، لودھی صاحب!

وزیر زراعت: جناب سپیکر! میرے بھائی نے صوبائی الیکشن میں اپنے grievance کا اظہار کیا ہے یہ الیکشن حلقہ 142 کے بارے میں ہے۔ اس کا جواب نہیں آیا لیکن میں اس کے باوجود اس کا جواب دے رہا ہوں۔ یہ الیکشن بلکہ یہ سارے صوبائی الیکشن ساری دنیا نے دیکھے ہیں۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ جب آدمی ہار جاتا ہے تو پھر وہ طرح طرح کے بہانے بناتا ہے۔۔۔

ایک معزز ممبر: پلیز! آپ حقائق کی بات کریں۔

جناب سپیکر: پلیز! بات کرنے دیں، بعد میں آپ کو موقع دیا جائے گا۔ جی لودھی صاحب!

وزیر زراعت: میں حقائق کے مطابق ہی چل رہا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بولنے کی عادت ڈالی ہے تو پھر سننے کی عادت بھی ڈالیں۔ بات یہ ہے کہ یہ بات ان کو اچھی نہیں لگے گی کیونکہ اس الیکشن میں یہ flat ہو گئے ہیں اور دنیا نے ان کو reject کر دیا ہے اب اس کو انہوں نے برداشت کر لیا ہے۔ دنیا نے یہ کہا کہ "قائد اعظم مسلم لیگ" کو سارے پنجاب اور پاکستان نے ووٹ دیئے ہیں، لیکن لاہور نے نہیں دیئے۔ اب اس جماعت نے یہ دکھا دیا ہے کہ لاہور نے بھی پاکستان مسلم لیگ قائداعظم کو ووٹ دیئے ہیں۔ جب یہ پولنگ سٹیشن کی بات کر رہے ہیں تو پولنگ سٹیشن کے لئے الیکشن رولز موجود ہیں۔ جہاں تک الیکشن کا طریقہ کار ہے، اگر کوئی دھاندلی ہوئی ہوتی تو کوئی تو رپورٹ آپ نے بھی کی ہوتی۔ جھگڑا ہوا ہوتا تو کسی پولیس اسٹیشن پر یہ بھی گئے ہوتے۔ الیکشن کمیشن کا عملہ گشت کر رہا تھا، پرنٹ میڈیا coverage کر رہا تھا، الیکٹرانک میڈیا چل رہا تھا اور ساری دنیا اس الیکشن کو دیکھ رہی تھی۔ جس پولنگ اسٹیشن کا یہ ذکر کر رہے ہیں یہ مجھے کسی رولز کے مطابق، کوئی شکایت، کوئی شکوہ، کسی جگہ پر مجھے یہ دکھا دیں کہ یہاں پر یہ دھاندلی ہوئی ہے۔

جہاں تک ایس پی سٹی کا تعلق ہے تو اندرون لاہور الیکشن ہو رہا تھا جہاں پر یہ کہا جا رہا تھا کہ اس جگہ پر مسلم لیگ (ن) کی بہت following ہے' ابھی ایک دوست نے یہ کہا کہ ہمارے امیدوار نے بڑا پیسہ لگایا ہے۔ ارے بھائی! ہمارے پاس پیسہ نہیں تھا' ہم نے کوئی پیسہ نہیں لگایا۔ ہمارے امیدوار نے کوئی پیسہ نہیں لگایا ہے۔ پیسہ ضرور لگا ہے لیکن باہر سے آ کر لگا ہے۔

ایک معزز ممبر: جناب سپیکر! ان کو کہیں کہ اصل بات کریں' بات کو لمبا نہ کریں۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز! آرڈر پلیز! آپ تشریف رکھیں۔ آپ کو موقع دیا جائے گا۔ ان کو disturb نہ کریں' اپنی باری پر بات کریں۔

وزیر زراعت: جناب والا! پیسہ ضرور لگا ہے لیکن سعودی عرب سے آ کر لگا ہے۔ یہاں لوگوں نے پاکستان مسلم لیگ (ق) کو ووٹ دیئے ہیں۔ ایس پی سٹی پولیس کی لاء اینڈ آرڈر کو maintain کرنے کے لئے اس حلقے میں ڈیوٹی تھی وہ یہ کہہ رہے ہیں کہ ایس پی سٹی شفقت نے ووٹ ڈلوانے شروع کر دیئے تو پھر انہوں نے کیوں اس بات کو ریکارڈ نہیں کرایا؟ انہوں نے وہاں پر پولنگ اسٹاف کو کیوں نہیں بتایا کہ ایس پی سٹی یہاں پر ووٹ ڈلوا رہا ہے؟

جناب سپیکر: جی۔ فرمائیں!

جناب محمد وقاص: جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ وہاں یہ صورت حال تھی کہ یونین کونسل کے ناظم' تحصیل ناظم حتیٰ کہ ڈسٹرکٹ ناظم طارق کیانی' ایس پی اور ایس ایس پی سب اکٹھے آئے اور پولنگ اسٹیشن پر ہمارے پولنگ ایجنٹس کو مارا اور وہاں سے نکالا۔ ایک گھنٹے تک پولنگ اسٹیشن کو اپنے قابو میں رکھا وہاں open stamping کرتے رہے لیکن پھر بھی ہار گئے۔

جناب سپیکر: جی لودھی صاحب! آپ فرمائیں۔

وزیر زراعت: جناب سپیکر! میں relevant جواب دے رہا ہوں۔ میں کہہ رہا ہوں کہ ایس پی سٹی کی ڈیوٹی ہی یہ تھی کہ اس نے لاء اینڈ آرڈر کو maintain کرنا ہے اور یہ کہہ رہے ہیں کہ وہ ووٹ ڈلوا رہا تھا۔ پولنگ سٹیشن کا عملہ وہاں پر موجود تھا اور پریذائڈنگ آفیسر بھی موجود تھا'

قانون بھی آپ کے پاس موجود تھا' کیا وہاں پر کسی نے یہ ریکارڈ کرایا ہے کہ یہ لوگ جعلی ووٹ ڈال رہے ہیں؟ دوسری بات یہ ہے کہ---

جناب سپیکر، جی۔ آپ فرمائیں!

جناب، محمد وقاص: جناب سپیکر! اس کی انکوائری کروائی جائے۔ جناب ہم نے RCP 8 میں اس کو باقاعدہ ریکارڈ کروایا ہے! اس کی investigation کروائیں۔

جناب سپیکر، ابھی جس حلقے کی بات ہو رہی ہے اسی پر رہیں۔ حلقہ آٹھ پر پھر چلے جائیے گا۔ آپ تشریف رکھیں۔

وزیر زراعت، دوسرا یہ کہ رزلٹ جو آیا ہے ان کے پولنگ ایجنٹس وہاں پر موجود تھے۔ ہمارے بھی وہاں پر موجود تھے۔ ان سے یہ پوچھیں کہ ان کے پولنگ ایجنٹس نے سائن کر کے رزلٹ دئیے۔ جناب والا! انہوں نے کوئی رزلٹ ہمیں بغیر دستخطوں کے نہیں دیا۔ (شور و غوغا)

جناب سپیکر، آرڈر پلیز! آرڈر پلیز! محترمہ! آپ بات سن لیں۔ بعد میں آپ کو موقع دیا جائے گا۔

وزیر زراعت، جناب والا! یہ ہماری پارٹی اور ہماری قیادت کی مقبولیت ہے کہ ہمیں کامیابی ہوئی ہے ۔ یہ جو 147 میں راہ فرار اختیار کیا گیا ہے اور پرسوں جو الیکشن ہوا ہے اس کے بارے میں بھی یہ کہہ رہے ہیں کہ یہ ووٹ غلط پڑے ہیں ۔ جناب والا! یہ مصدقہ بات ہے کہ---

جناب محمد وقاص، پوائنٹ آف آرڈر

جناب سپیکر، جی وقاص صاحب !

جناب محمد وقاص، جناب والا! یہاں پر معزز وزیر صاحب یہ بڑے وثوق سے کہہ رہے ہیں مگر اس ملک کے صحافی اس بات کے گواہ ہیں کہ ایک بس جو جعلی ووٹروں کی باہر سے لائی گئی تھی وہ بس ان کے حوالے کی گئی ۔ انتظامیہ کے حوالے دو بسیں کی گئیں اور میرے فاضل دوست اتنے بڑے فورم پر جھوٹ بول رہے ہیں---

جناب سپیکر، شکریہ۔ جی' جناب--- (قطع کلامیاں) آرڈر پلیز!--- آرڈر پلیز!--- آرڈر پلیز! شیخ صاحب! آپ تشریف رکھیں --- آپ کو موقع دیا جائے گا۔ براہ مہربانی آپ سب تشریف رکھیں ۔

لودھی صاحب! آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

وزیر زراعت، جناب والا! یہ ایسے ہی کریں گے۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر، آرڈر پلیز! آرڈر پلیز! جی' لودھی صاحب!

وزیر زراعت، جناب والا! سچی بات ہمیشہ کڑوی لگتی ہے۔میں یہاں پر ایک گزارش کروں گا۔۔۔

چودھری اصغر علی گجر، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی' گجر صاحب!

چودھری اصغر علی گجر، جناب والا! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ ایک تو لودھی صاحب cross talk نہ کریں۔ دوسرا یہ ہے کہ یہ بولنے میں کچھ نرمی کریں کہ جناب پنجاب کے محترم وزیراعلیٰ صاحب تشریف فرما ہیں [**]

جناب سپیکر، جی' لودھی صاحب!

وزیر زراعت، جناب والا! گزارش ہے کہ جو بات چودھری صاحب نے کی ہے میں درخواست کروں گا کہ یہ پارلیمانی الفاظ نہیں ہیں' براہ مہربانی ان کو حذف کروائیں۔ یہ کوئی طریقہ کار نہیں ہے'۔ ان کو رولز آف بزنس کو پڑھنا چاہئے۔

جناب سپیکر، یہ الفاظ کارروائی سے حذف کئے جاتے ہیں ۔ (قطع کلامیاں) آرڈر پلیز! آرڈر پلیز! آپ ان کی بات سن لیں' آپ کوموقع دیا جائے گا۔ (قطع کلامیاں) آرڈر پلیز! آرڈر پلیز!۔۔۔ جی' میاں صاحب! آپ فرمائیں۔

MIAN MAJID NAWAZ :- Honourable Mr Speaker, with due respect to all Members, Ladies and Gentlemen! I would like to say that please listen to me patiently....(Interruptions) I said listen to me patiently I want to talk some very important things If you please listen to me . (Interruptions), I again repeat please listen to me. I would be honoured and would be glad to

---

* بحکم جناب سپیکر! الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

convey some of the most important things. You would come to learn that we are sitting in this August House. We all are honourable and respected Members. This is the first Graduate Assembly in the world. We should patiently learn to treat each other with respect and honour. The things which we are talking about have gone far behind. The elections we are talking about have gone back. Now we are standing here where we are now. We should talk about our future and not about things which have passed. We should be clear about our future and talk about future but not the things passed. I am very sorry to say that we are talking about the things passed. The things coming in front of us, our future, our country's future, our coming generation; we are not thinking about all these things. What will we be delivering to the coming generation of this country? We should be clear about our future. Thank you, Sir.

جناب سپیکر: شکریہ۔ آپ تشریف رکھیں۔ جی، راجہ صاحب!

جناب سپیکر: محترمہ نشاط افزاء صاحبہ آپ بیٹھیں، راجہ صاحب کے بعد آپ کو بولنے کا موقع دیا جائے گا۔

محترمہ نشاط افزاء: جناب والا! مجھے صرف ایک بات کہنی ہے۔ میں ان سے ایک گزارش کرنا چاہتی ہوں۔

کعبہ کس منہ سے جاؤ گے غالب
شرم تم کو مگر نہیں آتی

یہ اپنے ضمیروں کو جھنجوڑ کر دیکھیں کہ آپ نے کس حد تک دھاندلی کی ہے۔ یہ جو دھاندلی اور منافقت کی وزارتیں ہیں یہ عروج بہت مختصر ہوتا ہے۔

جناب سپیکر: جی، راجہ صاحب!

راجہ ریاض احمد، جناب سپیکر! جناب ارشد لودھی صاحب ہمارے بھائی بھی ہیں اور سینئر ممبر بھی ہیں۔ وہ یہاں پر تحریک استحقاق کے بارے میں بات کرنے کی بجائے مسلم لیگ قائداعظم کو defend کر رہے ہیں اور اس کے بارے میں ایک انہوں نے لمبی چوڑی تقریر کی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کی ضرورت نہیں تھی۔ انہیں چاہئے تھا کہ to the point تحریک استحقاق کے بارے میں بات کرتے تو زیادہ مناسب ہوتا۔ جو بات انہوں نے مسلم لیگ قائداعظم کو defend کرنے کے لئے کی ہے یا کسی کو خوش کرنے کے لئے کی ہے تو اس بارے میں صرف اتنا عرض کروں گا کہ آج میاں اظہر صاحب نے کہا ہے کہ یہ قائداعظم مسلم لیگ انشاء اللہ جس دن اقتدار سے جائے گی اسی دن ختم ہو جائے گی۔

جناب سپیکر، جی، آپ کا شکریہ۔ جی رانا صاحب!

رانا مشہود احمد خان، جناب سپیکر! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے وقت دیا۔ آپ نے جتنا وقت جناب لودھی صاحب کو دیا ہے۔ اس میں سے تھوڑا سا مجھے دے دیں۔ آپ میری بات سکون سے سن لیں' میں صرف تین باتیں کرنا چاہوں گا۔ آج اس ایوان کے اندر جو تحریک استحقاق کا مسئلہ ہے کہ ہمارے ممبران کا جو استحقاق مجروح ہوا ہے۔ اس سے پہلے اس اسمبلی میں بات ہو رہی تھی کہ ممبران کے استحقاق کا خیال کیا جانا چاہئے تو آج ہمارے ممبران کے ساتھ جنرل الیکشن اور ضمنی الیکشن کے اندر جو کچھ ہوا ہمارے پاس اس کا ریکارڈ موجود ہے۔ وہ ریکارڈ اس طرح موجود ہے کہ ہم نے ڈسٹرکٹ ریٹرننگ آفیسر کو تین درخواستیں دی تھیں۔ پہلی درخواست ہم نے یہ دی تھی کہ ہمارے وہاں کے صدر حاجی حنیف صاحب کو بغیر کسی وجہ کے پکڑ لیا گیا تھا اور الیکشن ختم ہونے کے بعد چھوڑا گیا۔ عارف قریشی صاحب ہماری وارڈ کے صدر تھے' ان کو پکڑا گیا۔ اس کے بارے میں ہم نے ڈی آر او کو application دی مگر اس پر کوئی کارروائی نہ ہوئی۔

تیسری درخواست ہم نے یہ دی کہ ہمیں خطرہ ہے اور یقین ہے کہ الیکشن میں دھاندلی ہو گی تو اس لئے جب ریٹرننگ آفیسر کے پاس ووٹوں کی گنتی ہو تو ہمارا نمائندہ وہاں پر موجود ہونا چاہئے۔ ڈسٹرکٹ ریٹرننگ آفیسر نے ہماری اس درخواست کو مانا' اس پر اس نے

accepted تحریر کیا لیکن جب ووٹوں کی گنتی کا وقت آیا تو انھوں نے ہمارے نمائندہ کو وہاں پر بٹھانے سے انکار کر دیا۔ تیسری درخواست ہم نے یہ دی تھی کہ ایس پی سٹی بدمعاشی کرتا پھر رہا ہے' من مانی کر رہا ہے' اس کو روکا جائے۔ اس بارے میں ڈسٹرکٹ ریٹرننگ آفیسر نے ایس ایس پی لاہور کو فون کیا۔ ایس ایس پی لاہور نے اپنے دفتر میں میٹنگ بلوائی اور وہاں پر ایک gentlemans promise کیا گیا تھا کہ پولیس وہاں پر کوئی مداخلت نہیں کرے گی۔ لیکن جب الیکشن کا دن آیا تو وہاں پر ہمارے ممبران کے ساتھ کیا سلوک کیا گیا' ہم اپنے کارکنوں کی بات نہیں کر رہے بلکہ ممبران کی بات کر رہے ہیں۔ آج ہمارے لئے یہ لمحہ فکریہ ہے' آج ہم سب کو یہ سوچنا ہے کہ مسلم لیگ(ق) نے اگر دو سیٹیں جیتی ہیں تو اس نے کیا کمایا ہے؟ جناب والا ! اس نے کچھ نہیں کمایا' اس نے مزید گنوایا ہے کیونکہ حلقے کے ووٹرز آج بھی میاں نواز شریف کا نعرہ لگاتے ہیں۔ میاں نواز شریف کا دم بھرتے ہیں اور یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے۔ میں خاص طور پر لودھی صاحب سے کہنا چاہوں گا کہ وہاں جیتنے پر جتنا بڑا جلوس (ق) کے لوگوں نے نکالا تھا اس سے بڑا احتجاجی جلوس اسی دن وہاں پر نکلا تھا۔ جناب سپیکر ! میں ایک اور بات ان کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں کہ پانچ ہزار بیلٹ پیپرز کی چوری کا واقعہ حلقہ 147 میں تو پکڑ لیا گیا تھا لیکن 142 میں ہمارے ہاتھ نہیں آ سکا لیکن یہ بات سب کے علم میں ہے کہ پانچ ہزار بیلٹ پیپرز وہاں سے بھی چوری ہوئے تھے۔ میرے پریس والے دوست یہاں پر تشریف فرما ہیں' جیو ٹی وی آپ سب نے دیکھا ہو گا' لودھی صاحب نے بھی دیکھا ہو گا۔ وہاں پر جو کچھ ہوا تھا اس کی فلم لا کر اگر یہاں پر چلا دیتے تو لودھی صاحب کو اتنی لمبی تقریر کرنے کی ضرورت ہی نہ پڑتی' شکریہ۔

جناب سپیکر: عبداللہ وینس صاحب !

جناب محمد عبداللہ وینس: جناب سپیکر ! آپ نے مجھے وقت دیا' میں اس کے لئے آپ کا مشکور ہوں۔ اپوزیشن والوں کی یہ نوک جھونک آج اس ضمنی الیکشن سے شروع نہیں ہوئی۔ یہ الزام لگا رہے ہیں کہ ہم اپنی پارٹی کو defend کر رہے ہیں حالانکہ خود یہ لوگ باہر بیٹھے ہوئے نواز شریف کی حمایت کر رہے ہیں۔ اگر ہم نے ایجنسیوں کا' ایس پی صاحبان کا یا کسی

دوسرے متعلقہ افسران کا استعمال کیا ہوتا تو یہ لوگ آج یہاں اسمبلی میں نہ بیٹھے ہوتے۔ یہ اگر اپنا وجود یہاں اسمبلی میں دکھا رہے ہیں تو یہ اس بات کی علامت ہے کہ ایسا کچھ نہیں کیا گیا۔ خدا کا فضل ہے کہ ان کے حوصلے پست ہو چکے ہیں۔ ہماری نگاہیں بلند' چہرے روشن اور قدم ترقی کی طرف گامزن ہیں۔ اللہ رب العزت ہمارے قافلے میں گزرتے ہوئے وقت کے ساتھ ساتھ اضافہ کرتا جا رہا ہے ' ان کے حوصلے پست ہو گئے ہیں۔ یہ کبھی ایس پی کا نام لیتے ہیں' کبھی جرنیل کا نام لیتے ہیں۔ میں ان سے پوچھتا ہوں کہ یہ خود یہاں پر کیسے پہنچے ہیں؟ ہم یہ کام ان کے ساتھ بھی کر سکتے تھے۔

جناب سپیکر: شکریہ' آپ تشریف رکھیں۔

جناب محمد عبد اللہ وینس: اگر ہم نے زیادتی کی ہوتی ' اگر ہمارے لیڈروں نے دھاندلی کی ہوتی تو یہ یہاں نہ بیٹھے ہوتے۔ یہی ہمارا جواب ہے' مہربانی' شکریہ۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! یہ کھلی بدمعاشی ہے' ہمیں گالیاں دی جا رہی ہیں---

جناب سپیکر: شیخ صاحب! تحریک استحقاق دی گئی ہے' وہ اس پر بات کر رہے اور جواب دے رہے ہیں۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر ! ہماری بات بھی سنیں۔ ایس پی کی بدمعاشی اور ان کی دھاندلیوں کے بارے میں تحریک استحقاق دی گئی ہے۔ اس کا جواب دینے کی بجائے فاضل ممبر کیا باتیں کر رہے ہیں۔ فاضل ممبر کو شرم آنی چاہئے جو یہ بات کر رہا ہے کہ اگر ہم نے پولیس کا استعمال کیا ہوتا تو آج ہم لوگ ادھر موجود نہ ہوتے۔ میں اس بات کو اس ہاؤس میں condemn کرتا ہوں۔ حکومتی حلقوں کے لئے یہ بات باعث شرم ہے۔ اس وقت وزیراعلیٰ پنجاب' ہاؤس میں تشریف فرما ہیں اور یہ فاضل ممبر ہمیں دھمکی دے رہے ہیں۔ اگر انھوں نے لاٹھی ' گولی اور سرکار کی بات کرنی ہے تو یہ بات برداشت نہیں کی جائے گی۔ ہم اپوزیشن کے سب ممبران اس رویے کے خلاف احتجاج کرتے ہیں۔ (قطع کلامیاں ' شور)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز! آرڈر پلیز! شیخ صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ میاں صاحب! آپ بھی تشریف رکھیں۔ سب ممبران تشریف رکھیں۔ میری پورے ایوان سے گزارش ہے کہ اگر آپ

نے اس طرح ہی ہاؤس کو چلانا ہے' پہلے وقفہ سوالات میں بھی ایسا ہی ہوا' تقریباً 29 سوالات تھے لیکن صرف 4 کے بارے میں آپ بات کر سکے ہیں۔ ابھی تقریباً 35-1 کا وقت ہوا چاہتا ہے اور تین بجے تک اجلاس کو چلنا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ بلا وجہ آپ اپنا اتنا قیمتی وقت ضائع کر رہے ہیں۔ اگر اپوزیشن کوئی بات کرتی ہے تو پھر یہ بھی اتنا حوصلہ رکھے کہ حکومتی پارٹی کے موقف کو بھی سنے۔ اگر حکومتی پارٹی کا کوئی معزز رکن بات کرتا ہے تو اس میں یہ بھی حوصلہ ہونا چاہئے کہ وہ اپوزیشن کی بات سن سکے۔ آپ بغیر اجازت لئے 'جس کا جی چاہتا ہے 'جو جی چاہتا ہے کہنا شروع کر دیتے ہیں۔ شاہ صاحب شاید چلے گئے ہیں' وہ پھر کہیں گے کہ جی آپ حکومتی پارٹی کی نمائندگی کر رہے ہیں' پہلے بھی وہ کہہ چکے ہیں۔ میں صرف گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں کہ ویٹس صاحب نے یہ کہا ہے کہ اگر پولیس کا استعمال ہوتا تو تمام پارٹیوں کے معزز اراکین جو اس ایوان میں موجود ہیں پھر وہ نہ ہوتے ۔ مقصد یہ ہے 'خدانخواستہ کون سی انھوں نے گالی دے دی ہے۔ میری دوسری گزارش یہ ہے کہ ابھی ایک معزز رکن حلقہ 8' راولپنڈی کی بات کر رہے تھے اور مخالفت کے باوجود اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے وہ جیت کر آئے۔ اس ملک کے اندر ایم ایم اے کے کتنے لوگ جیت کر آئے ہیں - یہ کہنا کہ دھاندلی ہوئی ہے یا کسی مخصوص جماعت کے ساتھ ہوئی ہے یہ سب غلط ہے۔ تو میں یہ گزارش کروں گا کہ ٹھیک ہے آپ نے تحریک استحقاق دی ' اس پر آپ بات کریں اور حکومت کا موقف بھی سنیں۔ شیخ صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ پہلے حکومت کا موقف سن لیں پھر آپ کو بھی بات کرنے کا موقع دیا جائے گا۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! اس کرسی پر بیٹھ کر آپ کا جو رویہ ہے ہمیں اس پر اعتراض ہے۔ آپ نے اتنی تفصیل سے بات کی ہے' اب دو منٹ کے لئے میری بات بھی سن لیں۔

جناب سپیکر : جی فرمائیں !

رانا ثناء اللہ خان : جناب والا! جس دن اپوزیشن کی ریکوزیشن پر اجلاس ہوا' اس دن آپ نے 20 منٹ کے اندر اندر اجلاس prorogue کر دیا۔ آج جب کورم نہیں تھا تو آپ نے روایات کے برعکس 15 کی بجائے ان کو 25 منٹ دیئے کہ آپ اپنے بندے پورے کرلیں۔ اب آپ

مجھے یہ فرمائیں کہ ایک تحریک استحقاق پیش ہوئی ، دوسری پیش ہوئی، تیسری پیش ہوئی ۔ لودھی صاحب اٹھے انھوں نے فرمایا کہ جی جواب نہیں آیا لہٰذا اسے pend فرما دیں۔ اب اس تحریک استحقاق پر جب جواب نہیں آیا تھا تو آپ نے کس رول کے تحت انھیں تقریر کرنے کی اجازت دی ہے ؟ صرف اس لئے کہ چیف منسٹر آ کر بیٹھے ہیں اور یہ اپنے نمبر بنالیں۔ ان کو وزارت مل گئی ہے' ان کو اچھا محکمہ مل گیا ہے اور یہ کیا چاہتے ہیں؟ اور آپ [**********] ان کو un checked time دے رہے ہیں۔ اس کے علاوہ جو آدمی حکومتی بنچز کی طرف سے کھڑا ہوتا ہے اسے آپ interrupt نہیں کرتے' اسے بات کرنے دیتے ہیں لیکن جب کوئی ممبر اپوزیشن کی طرف سے کھڑا ہوتا ہے تو آپ اسے کہنا شروع کر دیتے ہیں کہ بیٹھ جائیں، بیٹھ جائیں شکریہ' شکریہ' آپ کا یہ رویہ جانبدارانہ ہے۔ اس طرح سے ہاؤس نہیں چلے گا۔ ہم [***************************] ایوان سے واک آؤٹ کرتے ہیں۔

جناب سپیکر، انھوں نے جو غیر پارلیمانی الفاظ استعمال کئے ہیں۔ وہ میں سارے کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔

(اس مرحلے پر اپوزیشن کے اراکین ایوان سے باہر تشریف لے گئے)

جناب سپیکر، لودھی صاحب ! آپ اس کے بارے میں فرما رہے تھے؟

وزیر زراعت، جناب سپیکر! جب بات ہوتی ہے تو پھر بات سے بات نکل جاتی ہے۔ میں تو اس کو confine کرنا چاہتا ہوں۔

چودھری اصغر علی گجر، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، پلیز! آپ ابھی تشریف رکھیں' آپ ان کو سن لیں۔

چودھری اصغر علی گجر، جناب والا! ہم سن سن کر باہر جا رہے ہیں۔

جناب سپیکر، انھوں نے باہر جانا ہی تھا' انھوں نے پہلے سے فیصلہ کیا ہوا تھا کہ باہر جانا ہے۔ سننے کے لئے کافی لوگ بیٹھے ہوئے ہیں۔ جی لودھی صاحب!

وزیر زراعت، اگر ان کو یہ حق ہے کہ یہ کہیں کہ منسٹر یہ کہہ رہا ہے کہ جواب نہیں آیا اور پھر بھی وہ جواب دے رہے ہیں That is up to the Minister Incharge کہ وہ جواب لے کر جواب دے یا زبانی جواب دے۔

*** بحکم جناب سپیکر! الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب سپیکر: آپ اس کو چھوڑیں' آپ بات کریں۔

وزیر زراعت: دوسری بات یہ ہے کہ انھوں نے اس تحریک استحقاق میں جو الزام لگایا ہے۔ رولز آف پروسیجر میں اس پر پورا ایک chapter دیا ہوا ہے۔ انھوں نے یہ کہا ہے کہ وکٹوریہ ہائی سکول پولنگ سٹیشن پر ہم کیمپ میں بیٹھے تھے اور چودھری شفقات۔۔۔

چودھری اصغر علی گجر: جناب والا! ممبران کو بھیجا جائے تاکہ اپوزیشن کے ممبران کو اندر لایا جائے۔ ان کے اکیلے بانسری بجانے کا کیا فائدہ ہے؟

جناب سپیکر: جی ٹھیک ہے۔ آپ تشریف لے جائیں۔

چودھری اصغر علی گجر: نہیں' کسی اور کی بھی ڈیوٹی لگائی جائے' یہ بری بات ہے۔

جناب سپیکر: ساتھ رانا شمشاد صاحب تشریف لے جائیں۔

وزیر زراعت: جناب سپیکر! تحریک استحقاق میں specific question پر base کرنا چاہئے۔ انھوں نے اس میں دو تین سوال اکٹھے کر لئے ہیں۔ ایک تو انھوں نے کہا کہ شفقات ووٹ ڈلوا رہا تھا۔ اگر ووٹ ڈلوا رہا تھا تو الیکشن رولز میں یہ لکھا ہوا ہے کہ یہ پریذائڈنگ افسر کے پاس رپورٹ کریں اور آگے وہ الیکشن کمیشن کو یا تھانے میں رپورٹ کریں اور جعلی ووٹ بند ہو سکتے تھے۔ دوسری بات انھوں نے یہ کہی کہ شفقات نے ہمارے ساتھ بد تمیزی کی' ہمارے ساتھ اچھا سلوک نہیں کیا۔ یہ دو سوال ہو گئے اگر دو سوال ہیں تو technically براہ مہربانی اس تحریک کو reject کریں۔ یہاں پر رانا صاحب ریٹرننگ افسر کی بات لائے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ گنتی ہماری موجودگی میں نہیں ہوئی۔ کسی الیکشن رولز میں یہ نہیں لکھا کہ ریٹرننگ افسر اپنی موجودگی میں اسی وقت گنتی کرے۔ جناب والا! آپ بھی الیکشن لڑتے رہے ہیں' میں بھی اور یہ سب لوگ بھی الیکشن لڑ کر آئے ہیں۔ ریٹرننگ آفسر کے پاس ایک ہی provision ہے کہ وہ دوسرے یا تیسرے دن رزلٹ consolidate کرتا ہے۔ گنتا نہیں ہے بلکہ جو results آئے ہوں انھیں consolidate کرتا ہے۔ انھوں نے اس دن اجتماع کیا' وہاں پر غنڈہ گردی کی اور lawlessness کی انتہا کر دی۔ میں گزارش کروں گا کہ یہ تحریک استحقاق نہیں بنتی۔ ہم neat and clean الیکشن کے ذریعے پی پی 142 میں کامیاب ہوئے ہیں اور پھر neat and clean الیکشن کے ذریعے ہی پی پی 147 میں کامیاب ہوئے ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: میں نے اس تحریک کے محرک کو بڑی تفصیل سے سنا بلکہ ایک کو نہیں' چار پانچ کو سنا اور ارشد خان لودھی صاحب کو بھی سنا۔ بہر حال میں اس تحریک استحقاق کو rule out

کرتا ہوں۔ شیخ امجد عزیز صاحب کی دو تحاریک استحقاق ہیں نمبر 1 اور نمبر 2، چونکہ وہ تشریف نہیں رکھتے اس لئے میں دونوں تحاریک استحقاق کو rule out کرتا ہوں۔

(اس مرحلے پر اپوزیشن کے معزز اراکین ایوان میں واک آؤٹ ختم کر کے تشریف لے آئے)

شیخ امجد عزیز: جناب والا! میری تحریک استحقاق نمبر 1 تھی۔

جناب سپیکر: وہ میں نے dispose of کر دی ہیں۔ پلیز! آپ تشریف رکھیں۔ آپ میری گزارش سن لیں۔ رانا صاحب ابھی تشریف لے آئے ہیں، یہ بھی سن لیں کیونکہ انھوں نے اعتراض کیا تھا۔ پہلی بات تو یہ کہ میں نے اس دن 10.15 پر اجلاس شروع کیا تھا اور آج میں نے 10 بج کر 3 منٹ پر اجلاس شروع کیا۔ کورم کی نشاندہی کی گئی۔ گنتی کروائی گئی تو کورم پورا نہیں تھا اس لئے پہلے پانچ منٹ کے لیے گھنٹیاں بجائی گئیں۔ آپ نے روایات کا ذکر کیا ہے رولز آف پروسیجر کے مطابق اس ایوان کی کارروائی چلائی گئی ہے اور رولز آف پروسیجر یہ کہتے ہیں کہ پانچ منٹ کے بعد سپیکر کو یہ اختیار ہے کہ وہ 25 منٹ تک ہاؤس ملتوی کر سکتا ہے اور میں نے ہاؤس ملتوی کر دیا۔ اس کے علاوہ آپ نے یہ فرمایا کہ میں اپوزیشن والوں کو نہیں سنتا اور حکومتی پارٹی کو سنتا ہوں۔ شیخ امجد عزیز صاحب کی دو تحاریک استحقاق تھیں۔ وہ تشریف نہیں رکھتے تھے میں ان کو dispose of کر سکتا تھا لیکن میں نے وہ pending کیں، ان کا انتظار کیا۔ رہا لودھی صاحب کا موقف کہ انھوں نے پہلی دو یا تین تحاریک استحقاق تو pend کروا دیں لیکن اس کا جواز کیا فرمایا کہ ابھی تک محکمے کی طرف سے جواب موصول نہیں ہوا لیکن اس تحریک استحقاق کے بارے میں انھوں نے کہا کہ جواب اس کا بھی موصول نہیں ہوا لیکن میں اس کا جواب دینا چاہتا ہوں۔ اگر منسٹر بغیر جواب کے جواب دینا چاہتے ہیں تو میرا یہ فرض بنتا ہے کہ میں ان کو سنوں۔ اس لئے out of the way جا کر کسی بھی پارٹی کو favour نہیں دی گئی اور انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ بھی نہیں دی جائے گی۔ اگر آپ بلا وجہ اعتراض کریں گے تو پھر اس کا تو کوئی حل ہی نہیں کہ میں حکومتی بنچز کو favour دے رہا ہوں یا خدا نخواستہ اپوزیشن والوں کو oppose کر رہا ہوں۔ آپ نے دیکھا کہ ہمارے دو دو بلکہ تین تین منسٹر ایک ایک چیمبر میں ہیں۔ اکیلے اپوزیشن لیڈر صاحب کو ایک کمرہ ملا ہوا تھا، انھوں نے ڈیمانڈ کی کہ مجھے ایک اور کمرہ چاہئے۔ ہمارے کسی منسٹر کے پاس ایک سے زیادہ کمرے نہیں بلکہ ایک ایک کمرے میں تین تین منسٹر ہیں لیکن میں نے ان کو دو کمرے الاٹ کئے۔ میں تو اپوزیشن کو ساتھ لے کر چلنا چاہتا ہوں لیکن بلا وجہ اگر آپ اس قسم کا

اعتراض کریں گے تو پھر اس کا تو کوئی حل نہیں ہے۔ میں اس ہاؤس کو رولز کے مطابق چلانا چاہتا ہوں اور انشاء اللہ تعالیٰ رولز کے مطابق ہی چلایا جائے گا۔ آج تک اس ہاؤس کا جو بھی بزنس آیا ہے میں نے رولز کے مطابق ہی اسے dispose of کیا ہے۔ جی رانا صاحب!

رانا آفتاب احمد خان : جناب والا! آپ نے فرمایا ہے کہ میں نے اپوزیشن لیڈر کو دو کمرے الاٹ کئے ہیں۔ اس سلسلے میں گزارش یہ ہے کہ آپ نے بڑی مہربانی کی مگر آپ اپنا ریکارڈ درست کریں' پہلے بھی 1988 کی اسمبلی میں اپوزیشن کے پاس یہ دونوں کمرے تھے۔ نمبر 2 آپ نے یہ کہا ہے کہ قائد حزب اختلاف کا status منسٹر کے برابر ہے۔ آپ نے لیڈر آف دی اپوزیشن کو جو گاڑیاں بھیجی ہیں اگر آپ کے منسٹر کے لئے 2.OD نئی آسکتی ہے تو کیا قائد حزب اختلاف کے لئے نہیں آ سکتی ہے؟ یہ صاف discrimination ہے' آپ اس پر نہ جائیں' This is a debatable point.

جناب سپیکر : رانا صاحب! میری گزارش سنیں کہ ہمارے کافی منسٹر صاحبان ایسے ہیں جن کے پاس پرانی گاڑیاں ہیں۔ نئی گاڑیاں کم تھیں۔ کچھ منسٹر صاحبان کو نئی گاڑیاں ملی ہیں کچھ پرانی ہی استعمال کر رہے ہیں۔ اب ہم تحاریک التوائے کار لے رہے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان : جناب والا! میں نے جو گزارشات کی تھیں اور ان پر آپ نے جن خیالات اور جذبات کا اظہار کیا ہے میں اس کی قدر کرتا ہوں۔ ہمارا مقصد بھی یہی ہے کہ ہم اس ہاؤس کو رولز کے مطابق چلائیں اور اس سلسلے میں جو co-operation چاہئے اس کے لئے ہم انشاء اللہ تعالیٰ ہر وقت تیار ہوں گے۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر : مہربانی۔ شکریہ۔ محترمہ پہلے ذرا دو منٹ میری بات سن لیں پھر آپ بعد میں بات کر لیں۔ ابھی ہم تحاریک التوائے کار کو take up کرتے ہیں لیکن تحاریک التوائے کار پر کارروائی کا آغاز کرنے سے پہلے میں معزز اراکین کی توجہ اس طرف مبذول کرانا چاہوں گا۔ (قطع کلامیاں) پلیز اپنی اپنی سیٹوں پر تشریف رکھیں۔ آرڈر پلیز۔

پنجاب اسمبلی کے رولز آف پروسیجر 1997 کے قاعدہ 83(E) کی طرف آپ کی توجہ

مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ جس میں تحریر ہے کہ "ایسی تحاریک بائے التوائے کار جن پر بحث کے لئے پہلے سے تاریخ مقرر کر دی گئی ہو وہ اسمبلی میں پیش نہیں کی جا سکتیں۔" ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ کے لئے پہلے ہی تاریخ طے کی جا چکی ہے تو ان محکموں کے متعلقہ جو تحریکیں ہیں وہ میں تحریک کا نمبر بھی اور محرک کا نام بھی پڑھ دیتا ہوں۔ تحریک نمبر 1۔ جناب بلال یاسین۔ 2۔ جناب علی حسن رضا قاضی۔ 3۔ جناب بلال یاسین۔ 5۔ محترمہ زیب النساء قریشی۔ 6۔ محترمہ زیب النساء قریشی۔ 7۔ سید احسان اللہ وقاص۔ 10۔ سید احسان اللہ وقاص ۔ 11۔ سید احسان اللہ وقاص۔ 12۔ سید احسان اللہ وقاص ۔ 13۔ رانا ثناء اللہ خان ۔ 14۔ رانا ثناء اللہ خان ۔ 15 ۔ جناب بلال یاسین۔ 16۔ جناب بلال یاسین۔ 17۔ جناب بلال یاسین۔ 18۔ سید احسان اللہ وقاص۔ 20۔ سید احسان اللہ وقاص ۔ 22۔ شیخ امجد عزیز ۔ 23۔ شیخ امجد عزیز ۔ 25۔ محترمہ شہلا راٹھور ۔ 26۔ محترمہ شہلا راٹھور ۔ 29۔ شیخ امجد عزیز ۔ 30۔ شیخ امجد عزیز ۔ 32 ۔ حاجی محمد اعجاز۔ 34۔ بیگم ریحانہ جمیل۔ 36۔ شیخ امجد عزیز۔ 38۔ جناب پرویز رفیق۔ 39۔ محترمہ شاہینہ اسد۔ 40۔ محترمہ شہلا راٹھور ۔ 41۔ محترمہ شہلا راٹھور۔ 44۔ سید حسن مرتضےٰ۔ 46۔ سید احسان اللہ وقاص۔ 47۔ جناب بلال یاسین۔ 48۔ جناب بلال یاسین۔ 50۔ محترمہ شہلا راٹھور۔ 55۔ جناب قاسم ضیاء۔58۔ رانا تجمل حسین۔ 59۔ سید احسان اللہ وقاص۔ 66۔ رانے فاروق عمر خان کھرل۔62۔ رانا تجمل حسین۔ 63۔ رانا تجمل حسین۔ 64۔ رانا تجمل حسین۔ 65۔ چودھری عبدالغفور خان۔ 68۔ رانا تجمل حسین۔ 69۔ جناب قاسم ضیاء۔ 71۔ جناب علی حسن رضا قاضی ۔ 72۔ جناب ارشد محمود بگو ۔ 73۔ محترمہ سعدیہ ہمایوں۔ 74۔ مہر اشتیاق احمد۔ 76۔ رانا تجمل حسین۔ 77۔ جناب قاسم ضیاء ۔ 78۔ محترمہ عابدہ جاوید۔ 79۔ محترمہ عابدہ جاوید۔ 80۔ محترمہ عابدہ جاوید۔ 81۔ جناب ارشد محمود بگو۔ 82۔ شیخ امجد عزیز۔ 83۔ جناب بلال یاسین۔ 86 ۔ رانا ثناء اللہ خان ۔ 88۔ جناب سمیع اللہ خان ۔ 92۔ جناب محمد اعجاز شفیع۔ 97۔ چودھری عبدالغفور خان ۔ 98۔ چودھری عبدالغفور خان ۔ 100۔ اللہ شکیل الرحمان ۔ 101۔ اللہ شکیل الرحمان ۔

رانا ثناء اللہ خان ، جناب والا اس سلسلے میں میری یہ گزارش ہے کہ یہ جو تحاریک التوائے کار آپ نے dispose of کی ہیں تو ان کی کاپیاں ہمیں فراہم کر دی جائیں۔ آپ کے سیکرٹریٹ

کے متعلق مجھے افسوس سے یہ کہنا پڑتا ہے کہ پچھلے دس بارہ سال سے' اس سے پہلے کبھی ایسا دیکھنے میں نہیں آیا کہ اتنی ناقص کار کردگی ہو' ہر چیز ٹیبل پر ہوتی ہے۔جو بھی تحریک التوائے کار ہو' تحریک استحقاق ہو' اس کی کاپیاں تمام ممبران کو سرکولیٹ ہوتی ہیں لیکن آج ٹیبل پر کوئی چیز نہیں ہے۔نہ کوئی نوٹ بک ہے' نہ کوئی پنسل ہے' نہ کوئی اور چیز ہے۔ میں نے اس سے پہلے بھی اس معاملے کی نشاندہی کی ہے۔ یہ سیکرٹریٹ سے متعلقہ معاملہ ہے آپ اس پر توجہ دیں اور درست فرمائیں۔

جناب سپیکر، سیکرٹری اسمبلی نوٹ فرمالیں اور یہ تمام چیزیں معزز اراکین اسمبلی کو provide کی جائیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد، جناب سپیکر! ہاسٹل کے ایک مسئلے کی طرف بار بار آپ کی توجہ مبذول کرائی جا رہی ہے۔ سنا ہے کہ اس کی ایک الاٹمنٹ کمیٹی بن چکی ہے۔ آپ سے بہت ہی مودبانہ درخواست ہے کہ خدارا! ہاسٹل کی شرائط کو جلد از جلد revise کیا جائے اور ہماری سہولت کے لئے آپ ذرا احکامات صادر فرمائیں۔

جناب سپیکر، محترمہ! ابھی تک کوئی کمیٹی نہیں بنائی گئی لیکن بہت جلد انشاء اللہ تعالیٰ کمیٹی تشکیل دے دی جائے گی اور پھر تمام معزز اراکین کو مطلع کر دیا جائے گا' شکریہ۔

ابھی تحاریک التوائے کار ہیں۔ نمبر 1 جناب بلال یسین' تشریف نہیں رکھتے۔ dispose of کی جاتی ہے۔ نمبر 2۔ جناب علی حسن رضا قاضی۔

تحصیل چنیوٹ میں ٹیوب ویل لگانے پر کسانوں کا احتجاج

جناب علی حسن رضا قاضی، میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ تحصیل چنیوٹ میں واسا فیصل آباد کو پانی سپلائی کرنے کے لئے ٹیوب ویل نصب کئے ہوئے ہیں جن کی وجہ سے ان علاقوں میں زیر زمین پانی کی سطح کافی نیچے چلی گئی ہے اور مقامی کسانوں کو کھیتی باڑی کرنے کے لئے اب ٹیوب ویل کی بجائے ٹربائن لگانا پڑتی ہے جو کہ کسانوں کے لئے ممکن نہ ہے اور نہ ہی ٹربائن کا بجلی کا بل دینا ان کے بس میں ہے اور نہ ہی حکومت پنجاب نے ان متاثرین کے لئے کسی قسم کی امداد یا سبسڈی کا اعلان کیا ہے۔ اب واسا نے فیصل آباد کو مزید پانی دینے کے لئے چنیوٹ تحصیل میں مزید ٹیوب ویل لگانے کا

پروگرام شروع کیا ہے اور جس دن انہوں نے کھدائی کا کام شروع کرنا چاہا تو مقامی متاثرین اور کسانوں نے احتجاج کیا جب کہ حکومت نے مقامی پولیس اور انتظامیہ کے زور پر کام شروع کرنا چاہا۔ مندرجہ بالا واقعہ سے چنیوٹ اور خصوصی طور پر صوبے بھر کے عوام میں اضطراب، غم و غصہ اور بے چینی پائی جاتی ہے۔

مندرجہ بالا واقعہ اس امر کا متقاضی ہے کہ ایوان کی کارروائی روک کر اسے زیر بحث لایا جائے۔

چودھری محمد اقبال: جناب سپیکر کی وساطت سے فاضل دوست سے عرض ہے کہ ان کی اس تحریک التوائے کار سے متعلقہ وزیر محکمہ آبپاشی والے ہیں۔ کسی کام سے انہیں بلایا گیا ہے، اس لئے وہ اس وقت تشریف نہیں رکھتے۔ جناب سپیکر! آپ اسے تھوڑی دیر کے لئے پینڈ نگ کر لیں وہ ابھی آ جاتے ہیں۔

جناب سپیکر: قاضی صاحب! اسے پھر پینڈ نگ کر لیتے ہیں۔

جناب علی حسن رضا قاضی: جناب سپیکر! یہ وزیر ہاؤسنگ کا معاملہ ہے۔ واسا کا آبپاشی کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! پہلے اجلاس میں اگر آپ کے وزراء کی یہ دلچسپی ہے تو جناب! یہ بڑی بدقسمتی ہے کہ یہ سب لوگ یہاں پر بیٹھے ہیں۔

جناب سپیکر: یہ محکمہ ہاؤسنگ کے متعلقہ ہے اور میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ محکمہ ہاؤسنگ کے متعلقہ جتنی بھی تحاریک تھیں اور چونکہ محکمہ ہاؤسنگ کے لئے ہم نے ایک دن مقرر کیا ہے لہٰذا یہ سارے مسئلے اسی دن discuss ہوں گے۔ میں نے یہ غلطی سے announce کر دیا۔ اسے پھر ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ والے دن لے لیں گے۔

جناب علی حسن رضا قاضی: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! اس سلسلے میں گزارش یہ ہے کہ چونکہ اس تحریک کا محرک میں ہوں تو میں یہ چاہوں گا کہ جس دن ہاؤسنگ پر بحث ہو اس دن مجھے ذرا ٹائم دیا جائے۔

جناب سپیکر: بالکل ٹائم دیا جائے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ اگلی تحریک سید احسان اللہ وقاص صاحب کی ہے۔ سید احسان اللہ وقاص!

لاهور کے لئے جدید مذبحہ خانے کی تعمیر میں رکاوٹ

سید احسان اللہ وقاص، میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ لاہور شہر کی آبادی تقریباً 70 لاکھ سے زائد نفوس پر مشتمل ہے۔ اس پورے شہر کی آبادی کو گوشت فراہم کرنے کے لئے پرانا سلاٹر ہاؤس بکرمنڈی میں واقع ہے جہاں غلاظت کے ڈھیر لگے ہوئے ہیں اور حفظان صحت کے اصولوں کا کوئی خیال نہیں رکھا جاتا۔ اب ہمارے مؤثر اخبار روزنامہ "نوائے وقت" کی 10 دسمبر کی اطلاع کے مطابق لاہور کی ضلعی حکومت اور اقبال ٹاؤن انتظامیہ کی باہمی چپقلش کی وجہ سے لاہور شہر کے لئے جدید صاف ستھرا اور حفظان صحت کے اصولوں کے مطابق تعمیر ہونے والے سلاٹر ہاؤس کا منصوبہ کھٹائی میں پڑ گیا ہے۔ ضلعی اور ٹاؤن انتظامیہ آپس میں دست و گریبان ہیں اور ایک دوسرے کے منصوبوں کے راستے میں روڑے اٹکانے میں لگی ہوئی ہیں۔ اس لئے میں مطالبہ کرتا ہوں کہ صوبہ پنجاب کے دارالحکومت اور سب سے اہم شہر لاہور کے 70 لاکھ شہریوں کو صحت مند جانوروں کا حفظان صحت کے اصولوں کے مطابق ذبحہ شدہ گوشت کی فراہمی کے لئے جدید ترین سلاٹر ہاؤس کے قیام کے اہم ترین منصوبہ کی تعمیر رک جانے کے مسئلہ کو اسمبلی میں فوراً زیرغور لایا جائے۔

جناب سپیکر، گورنمنٹ کی طرف سے اس تحریک کا جواب کون صاحب دیں گے؟

چودھری محمد اقبال، جناب سپیکر! لودھی صاحب مجھے کہہ گئے تھے اور متعلقہ وزیر بھی نہیں ہیں۔ لودھی صاحب ابھی آ رہے ہیں۔ اسے آپ 5 منٹ کے لئے pend کر لیں۔

رانا آفتاب احمد خان، جناب سپیکر! آپ نے یہاں پر یہ خود فرمایا تھا کہ اپوزیشن والے وقت ضائع کر رہے ہیں۔ اب آپ حکومتی بنچوں کا رویہ دیکھیں کہ یہ وزیروں کی فوج ظفر موج ہے۔ اگر ان کا یہی رویہ رہا تو اسے چلانے کا فائدہ کوئی نہیں ہے۔ آپ یہ بھی کر سکتے ہیں کہ اسے بند کر کے عام بحث شروع کروا دیں۔ آپ سرکاری افسران، ممبران اور دیگر سب لوگوں کا وقت کیوں ضائع کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر، اب پھر نماز کا وقفہ کر لیتے ہیں اس کے بعد شروع کریں گے۔

سید احسان اللہ وقاص، جناب سپیکر! آپ نماز کا وقفہ روزانہ کیا کریں۔

جناب سپیکر، انشاء اللہ کریں گے۔ ابھی ہاؤس 20 منٹ کے لئے adjourn کیا جاتا ہے۔

اڑھائی بجے دوبارہ اجلاس شروع ہو گا' شکریہ۔

(اس مرحلے پر نماز ظہر کے لئے اجلاس 20 منٹ کے لئے ملتوی کر دیا گیا)

(نماز ظہر کے وقفہ کے بعد جناب سپیکر 2:40 منٹ پر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر: احسان اللہ وقاص صاحب بات کر رہے تھے۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب والا! میں نے تحریک التوائے کار نمبر 8 پیش کی ہے۔ اسی سے ملتا جلتا موضوع تحریک التوائے کار نمبر 9 کا بھی ہے۔

جناب سپیکر: پہلے آپ تحریک التوائے کار نمبر 8 کے بارے میں بات کر لیں۔

سید احسان اللہ وقاص: بہتر ہے۔ جناب والا! تحریک التوائے کار نمبر 8 سلاٹر ہاؤس کے بارے میں ہے۔ آپ نے محترم وزیر صاحب سے کہا تھا کہ وہ اس بارے میں جواب دیں۔

جناب سپیکر: جی' لودھی صاحب!

وزیر زراعت: جناب والا! تحریک التوائے کار نمبر 8 کا جواب چودھری صاحب دیں گے۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب آپ کا انتظار کر رہے تھے۔

وزیر زراعت: جناب سپیکر! چونکہ اسمبلی کا آج پہلا دن ہے' ان کا کوئی جواب یہاں پر نہیں پہنچ سکا۔ اسی لئے میں نے درخواست کی تھی کہ اسے pend کر لیں۔ میں نے خود ٹیلیفون کر کے انھیں کہا ہے کہ اس کا فوری جواب مہیا کیا جائے۔

جناب سپیکر: آپ یہ فرمائیں کہ اسے کل کے لئے pend کریں یا پرسوں تک کے لئے pending کر لیں؟

وزیر زراعت: پرسوں تک کے لئے pending کر لیں تو بہتر ہو گا۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے اسے پرسوں تک کے لیے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 9 بھی سید احسان اللہ وقاص صاحب کی طرف سے ہے۔

بکرے کے گوشت کی قیمت میں اضافہ

سید احسان اللہ وقاص : جناب سپیکر ! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ لاہور شہر میں خصوصاً پنجاب کے تمام بڑے شہروں میں عموماً چھوٹے گوشت کا نرخ بڑھ کر 140 سے 150 روپے فی کلو گرام ہو چکا ہے۔ جو ایک عام آدمی کی قوت خرید سے باہر ہے ۔ عام آدمی اس مسئلہ پر از حد پریشان ہے۔ اس اضافہ شدہ ریٹ پر بھی جو گوشت میسر ہے اس کی کوالٹی بہت خراب ہے ۔ چھوٹے گوشت کے ریٹ بڑھنے کی وجہ سے بڑے گوشت اور مرغی کے گوشت کی قیمت میں بھی کافی اضافہ ہو چکا ہے۔ لوگ مہنگائی کی چکی میں بری طرح پس رہے ہیں ۔ ضلعی انتظامیہ تو اس معاملہ میں بالکل بے بس ہو چکی ہے ۔ لہذا اسمبلی کی کارروائی روک کر اس مسئلہ پر بحث کی جائے۔

جناب سپیکر: جی، لودھی صاحب !

وزیر زراعت: جناب سپیکر ! یہ تحریک التوائے کار بھی چیمہ صاحب سے متعلقہ ہے۔ اصل میں جواب کی ایک کاپی میرے پاس آنی چاہئے تھی اور ایک کاپی چیمہ صاحب کے پاس جانی چاہئے تھی۔ شاید یہ کوئی غلط فہمی ہو گئی ہے، نہ تو جواب ادھر گیا ہے اور نہ ہی میرے پاس پہنچا ہے۔ لہذا اگر اس تحریک کو پرسوں تک کے لئے pending کر لیا جائے تو پھر اس کا جواب دے دیا جائے گا۔

رانا آفتاب احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا ! میں تو یہ کہنا چاہوں گا کہ آپ ہر چیز پرسوں پر رکھ لیں۔ کیونکہ میرے خیال میں ان کو ابھی تک معلوم نہیں ہو رہا کہ کس کا کیا جواب دینا ہے؟ ہمیں تو اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے ۔ ابھی تو تقریباً 100 تحاریک التوائے کار آئی ہیں اور ان کا یہ حال ہے کہ پہلی 12 تحاریک التوائے کار take up ہونے پر ان کے ہی جوابات نہیں آئے۔ میں تو یہ کہوں گا کہ آپ ان کو pend کر کے وقت بچائیں اور امن و امان پر بحث کر لیں۔

جناب سپیکر: احسان اللہ وقاص صاحب ! کیا اس کو پرسوں تک کے لئے pend کر دیا جائے؟

جناب احسان اللہ وقاص: جیسے آپ مناسب سمجھیں!

جناب سپیکر: شکریہ۔ تو یہ پرسوں تک کے لئے pend کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 19 جناب ارشد محمود بگو صاحب کی ہے۔

رائیونڈ ۔ ملتان روڈ سے ملحقہ علاقوں کا فیکٹریوں سے پیدا شدہ آلودگی سے بچاؤ

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ڈیفنس روڈ کا جو حصہ رائیونڈ روڈ اور ملتان روڈ کو ملاتا ہے اس کے ساتھ کافی سرکاری اور پرائیویٹ ہاؤسنگ سکیمیں تکمیل کے مختلف مراحل میں ہیں۔ اس علاقے میں ڈیسکون انجینئرنگ کمپنی کا یونٹ لوہے کی پلیٹیں بناتے وقت اس سے جو گرد و غبار وغیرہ خارج کرتا ہے۔ اس سے ارد گرد کے لوگ اور فصلیں انتہائی متاثر ہو رہی ہیں کیونکہ مذکورہ گرد و غبار میں ایسبسٹاس جیسے انتہائی خطرناک آئٹم کے اجزاء شامل ہوتے ہیں جن سے دور دور تک لوگ متاثر ہوتے ہیں اور اس سے کینسر تک کا احتمال ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ اسی علاقے میں دو اور فیکٹریاں جو مرغیوں کی خوراک تیار کرتی ہیں' ان سے انتہائی گندی بدبو خارج ہوتی ہے جس سے گرد و نواح کے لوگوں کا رہنا دشوار ہو گیا ہے۔ یہ علاقہ چونکہ مختلف ہاؤسنگ سکیموں کا سنگم بن چکا ہے لہذا مذکورہ فیکٹریوں کے خلاف سخت کارروائی اور اس کے انسداد نیز باقی علاقے کا سروے کر کے ہر قسم کی ماحولیاتی آلودگی کا انسداد انتہائی ضروری ہے۔

استدعا ہے کہ اس مسئلہ کو فوری طور پر زیر بحث لایا جائے۔

جناب سپیکر: کون وزیر صاحب جواب دینا چاہیں گے؟

رانا آفتاب احمد خان: جناب والا لودھی صاحب کو ایک نیا portfolio "وزیر پرسوں" دیں۔

چودھری اصغر علی گجر: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! ہو سکتا ہے کہ یہ ان کی کوئی مجبوری ہو۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ آپ بحیثیت سپیکر اس بات پر توجہ دیں کہ جو لوگ بروقت

جواب نہیں دیتے ان افسران کے خلاف ایکشن لیا جائے۔ انھیں تنبیہہ کی جائے' ان سے پوچھا جائے' باز پرس کی جائے تاکہ اسمبلی کی کارروائی احسن انداز سے چل سکے۔

جناب ارشد محمود بگو. جناب سپیکر! میں نے یہ تحریک التوائے کار 27۔دسمبر کو دی تھی اور آج 29۔جنوری ہے۔ میرا خیال ہے کہ انھیں کافی وقت مل چکا ہے۔ حکومت کے پاس وسائل ہوتے ہیں' ذرائع ہوتے ہیں۔ میں بڑا حیران ہوں کہ محترم وزیر ہر تحریک التوائے کار کے جواب میں یہی کہتے ہیں کہ جی اس کا جواب پرسوں دے دیں گے۔

وزیر زراعت ، جناب والا! اجلاس تو ابھی تقریباً دس دن چلنا ہے۔ پرسوں جواب آجاتے ہیں کوئی حرج نہیں ہو گا۔ میرے دوست اگر پوائنٹ بنانے کے لئے بات کرنا چاہتے ہیں تو ضرور پوائنٹ بنائیں' کوئی بات نہیں ہے۔ وزراء کو ابھی portfolio ملے ہیں۔ اس تحریک سے متعلقہ محکمے نے اپنے متعلقہ وزیر صاحب کو اس کا جواب بھیجنا تھا لیکن اس کا جواب معلوم نہیں کیوں نہیں پہنچ سکا۔ بہرحال اس میں کسی خوشی یا غمی کی بات نہیں ہے اور نہ ہی ہم کوئی راہ فرار اختیار کر رہے ہیں۔ بجائے اس کے کہ ہم غلط جواب دیں۔ آپ پرسوں تک انتظار کر لیں' اس کا صحیح جواب آجائے گا۔

جناب ارشد محمود بگو، اگر میرے فاضل دوست یہ سمجھتے ہیں کہ یہ ان کا کام نہیں ہے تو پھر یہ کھڑے ہی نہ ہوں۔ یہ کیوں بار بار زحمت کرتے ہیں' ہمیں مشتعل کرتے ہیں اور پھر بیٹھ جاتے ہیں۔

وزیر زراعت، اس کے جواب کی کاپی میرے پاس بھی آنی چاہئے۔ اصل جواب متعلقہ وزیر صاحب کے پاس جانا چاہئے۔ اب صورت حال یہ ہے کہ نہ تو جواب میرے پاس آیا ہے اور نہ ہی متعلقہ وزیر کے پاس گیا ہے۔ لہٰذا اسے pend کر لیا جائے۔

جناب سپیکر، اسے پرسوں کے لئے pend کیا جاتا ہے۔ اب تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہوتا ہے۔ Now we take up the Government business. ۔ وزیر زراعت!

ایوان کی میز پر رکھے گئے آرڈیننس

آرڈیننس(ترمیم) ملازمت سے برطرفی (خصوصی اختیارات) پنجاب مجریہ 2002

MINISTER FOR AGRICULTURE: Sir, I lay on the table of the House -

The Punjab Removal from Service (Special Powers) (Amendment) Ordinance 2002.

MR SPEAKER: The Punjab Removal from Service (Special Powers) (Amendment) Ordinance 2002 has been laid on the table of the House. It is deemed to be a Bill introduced in the House, under Rule 91, sub-rule (6) of the Rules of Procedure of Provincial Assembly of the Punjab, 1997. It is referred to the Special Committee consisting of the following Members with direction to submit its report within 2 days Sardar Hassan Akhtar Mokal, will be the convenor.

1	Sardar Hassan Akhtar Mokal.	Convenor
2.	Sardar Hasnain Bahadur Dareshak, Minister for Finance, Punjab	Ex-Officio Member
3	Mr Muhammad Basharat Raja, Minister for Law, Local Government & Rural Development.	Ex Officio Member
4	Mian Atta Muhammad Khan Maneka, MPA	Member
5.	Mr Jalal Din Dhakoo, MPA	Member

6.	Mr Abid Hussain Chattha, MPA	Member
7.	Haji Mudassar Qayyum Nahra, MPA	Member
8.	Mian Muhammad Khalid Kalyar, MPA	Member
9.	Mr Joel Amir Sahutra, MPA	Member
10.	Ms Nasim Lodhi, MPA	Member
11	Raja Riaz Ahmad, MPA	Member
12	Raja Muhammad Shafqat Khan Abbasi, Advocate, MPA	Member
13	Sheikh Amjad Aziz, MPA	Member
14	Syed Ehsan Ullah Waqas, MPA	Member

آرڈیننس (ترمیم اوّل) دی بینک آف پنجاب مجریہ 2002

MINISTER FOR AGRICULTURE: I lay on the table of the House:-

The Bank of Punjab (First Amendment) Ordinance, 2002.

MR SPEAKER: The Bank of Punjab (First Amendment) Ordinance, 2002, has been laid on the table of the House It is deemed to be a Bill introduced in the House, under Rule 91, sub-rule (6) of the Rules of Procedure of Provincial Assembly of the Punjab, 1997. It is referred to the Special Committee already constituted for consideration of the Punjab Removal from Service (Special Powers)(Amendment) Ordinance, 2002 with direction to submit its report within 2 days

میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ میں نے پہلے جو نام کمیٹی کے لیے announce کئے ہیں اور کنوینر announce کیا ہے' کیا ہاؤس اس کی منظوری دیتا ہے؟

رانا آفتاب احمد خان: جناب والا! آپ جب بھی کوئی سپیشل کمیٹی بناتے ہیں تو قائد حزب

اختلاف کے ساتھ مشورہ کرتے ہیں۔ کمیٹی بنانا آپ کا ایک prerogative ہے مگر اس میں قائد حزب اختلاف سے مشورہ کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ اگر آپ نے solo flight کرنا ہے تو اس میں بھی کوئی اعتراض نہیں کیونکہ یہ آرڈیننسز بھی ان وزیروں نے کون سے تیار کرنے ہیں؟ ایک سیکشن آفیسر نے تیار کرنے ہیں اور وہی آگے آ جانے ہیں۔ but this is against the traditions اور normal پارلیمانی پریکٹس میں یہ نہیں ہوتا۔ آپ نے اسے table کر لیا ہے۔ اب آپ اس بارے میں قائد حزب اختلاف کے ساتھ مشاورت کریں اور بے شک اس کے بعد یہی نام رکھ لیں۔ ہمیں ان ناموں پر کوئی اعتراض نہیں ہے مگر

The way you ignore the Leader of the Opposition is not acceptable to the Opposition.

جناب سپیکر: جی تشریف رکھیں۔ رانا صاحب! اس میں میری یہ گزارش ہے کہ جب سٹینڈنگ کمیٹیاں بنیں گی تو اس وقت قائد حزب اختلاف سے consult کیا جائے گا لیکن چونکہ یہ ایک عارضی سپیشل کمیٹی بنائی گئی ہے۔ آپ اس میں دیکھیں کہ پی پی پی سے بھی معزز اراکین لیے گئے ہیں (ن) لیگ سے بھی لیے گئے ہیں، ایم ایم اے سے بھی معزز رکن لیا گیا ہے لیڈیز سے بھی ایک معزز رکن لی گئی ہے اور اقلیت کا بھی معزز رکن ہے اور پھر یہ نام ہاؤس کے سامنے put بھی کئے گئے ہیں۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! ہم پہلی دفعہ ہاؤس نہیں دیکھ رہے بلکہ تیسری چوتھی دفعہ دیکھ رہے ہیں۔ اس کمیٹی نے آٹھ مہینے چلنا ہے۔ آپ بھی ادھر ہیں اور میں بھی ادھر ہوں چھ چھ مہینے تو کمیٹیز ہی نہیں بنتیں۔ ہم یہاں رہے ہیں اور ہمیں پتا ہے۔

جناب سپیکر: انشاء اللہ جلد بنیں گی۔

رانا آفتاب احمد خان: still there is a way out آپ نے ابھی اس کو table کیا ہے۔ آپ نے ہاؤس میں put کیا ہے لیکن اس کا جواب نہیں آیا۔ اب there is still time آپ کل یہ کمیٹی announce کر دیں۔

جناب سپیکر: جواب آ گیا ہے کہ منظور ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب والا! جواب نہیں آیا۔

جناب سپیکر: اس پر قائد حزب اختلاف نے بھی اعتراض نہیں کیا ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: اسے بلڈوز نہ کریں۔ آپ نے جسے بنانا ہے بنائیں مگر قائد حزب

اختلاف سے ضرور consult کریں۔

جناب سپیکر، رانا صاحب! میری گزارش سنیں۔ مشورہ کس سے کرنا تھا؟ قائد حزب اختلاف سے۔ انھوں نے تو اعتراض ہی نہیں کیا۔

رانا ثناء اللہ خان، وہ اعتراض کرتے ہیں۔ ہم اعتراض کر رہے ہیں اور وہ ہمارے اعتراض کو endorse کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر، اگر آپ کہیں گے تو کریں گے لیکن انھوں نے تو کوئی اعتراض نہیں کیا۔

رانا ثناء اللہ خان، وہ اعتراض کرتے ہیں۔ ہم اعتراض کر رہے ہیں۔

قائد حزب اختلاف، جناب والا! اپوزیشن بنچز پر جو معزز اراکین بیٹھے ہیں وہ جو بات کرتے ہیں میں اس کو own کرتا ہوں اور میں سمجھتا ہوں کہ جس طرح رانا صاحب نے کہا ہے کہ آپ کو norms follow کرنے چاہییں۔ یہ بات بھی ٹھیک ہے کہ آپ کی صوابدید ہے۔ آپ یا تو ہمیں بتا دیں کہ آپ ہر چیز اپنی مرضی سے کریں گے۔ ہم نے پہلے دن بھی آپ سے کہا تھا اور آپ نے بھی ہر دفعہ کہا۔ وزیراعلیٰ صاحب آج بھی مجھے چیمبر میں ملنے آئے جس کے لیے میں ان کا مشکور ہوں۔ انھوں نے آج بھی مجھے یہ کہا کہ ہم ہر طرح سے اپوزیشن کو ساتھ لے کر چلیں گے لیکن اگر آپ نے اسی طرح کمیٹیاں بنانی ہیں تو آپ کی مرضی۔ دوسری بات جو میں نے آج تک نہیں کی لیکن رانا صاحب نے چھیڑ دی اس لیے میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ بارہا ایک گاڑی کی خبر آتی رہی ہے جو کہ بطور قائد حزب اختلاف میرا استحقاق ہے' وہ آج تک مجھے نہیں ملی اور نہ ہی میرے علم میں ہے کہ کبھی آئی تھی۔ اخباروں میں دو چار دفعہ آیا کہ واپس کر دی ہے۔ جب ملی ہی نہیں تھی تو واپس کیا کرنی تھی۔ میں کہوں گا کہ اگر کوئی استحقاق ہے تو اس آفس کا ہے آپ اس کو پورا کرنا چاہیں تو کر دیں۔ نہ بھی کرنا چاہیں تو پھر بھی کوئی بات نہیں ہے لیکن بار بار یہ کہنا کہ پرانی مل گئی اور واپس کر دی گئی' مناسب نہیں ہے۔

دوسری بات میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آپ نے جب بھی میٹنگ کی اور ہمیں کہا کہ مل کر ہاؤس کو چلانا ہے جب ایجنڈا طے کرنے کی بات آئی تو ہم آپ کے ساتھ بیٹھے اور ہم نے بڑا amicably آپ کے ساتھ چلنے کی کوشش کی۔ آج بھی ہم آپ سے کہتے ہیں کہ ہم قانون اور آئین کے تحت آپ سے تعاون کرنا چاہتے ہیں۔ اگر آپ اس کے علاوہ نئی چیز کرنا چاہتے ہیں تو وہ آپ کی مرضی ہے' پھر پورا ہاؤس دیکھے گا کہ ہاؤس چلانا چاہتے ہیں یا نہیں۔ اب یہ کہنا کہ چونکہ اپوزیشن لیڈر نے اعتراض نہیں کیا' یہ مناسب بات نہیں ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ میرے جتنے

معزز اراکین اپوزیشن بنچوں پر بیٹھے ہیں وہ سب کے سب اپوزیشن لیڈر ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)
جناب سپیکر، قاسم ضیاء صاحب ! میں گزارش کروں گا کہ اس کمیٹی میں چار معزز اراکین اسمبلی اپوزیشن سے لیے گئے ہیں۔ میں ابھی ان کے نام بتا دیتا ہوں۔ اگر وہ تبدیل کرنا چاہتے ہیں تو ابھی ہاؤس میں فرما دیں تو ان کی جگہ وہ نام رکھ لیں گے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! یہ جو طریقہ کار ہے کہ آپ نام announce کریں اور اس کے بعد ہمیں کہیں کہ آپ نام تبدیل کریں ہم اس بات کو سمجھتے ہیں۔ ہم ایسا نہیں کریں گے اور آپ نے یہ بات بھی کہی کہ قائد حزب اختلاف کو تو اعتراض نہیں ہے۔ اب آپ کی یہ غلط فہمی دور ہو گئی ہے کہ وہ آپ کی ہاں میں ہاں ملا سکتے ہیں۔ وہ ایسا نہیں کر سکتے۔ اب جب آپ نے یہ فرمایا کہ اس پر اعتراض آیا ہے اور قائد حزب اختلاف نے آپ کے اعتراض کو endorse نہیں کیا' تو انھوں نے ہمارے اعتراض کو endorse کر دیا ہے۔ میں اس سے آگے بھی یہ گزارش کروں گا کہ اگر آپ سٹینڈنگ کمیٹیز میں اور سپیشل کمیٹیز میں اپوزیشن کو اسی ratio کے ساتھ جو ان کی strength ہاؤس میں ہے اس ratio کے تحت after consultations شامل کریں گے تو ہم حصہ لیں گے ورنہ ہم حصہ نہیں لیں گے اور ہمارے ممبرز withdraw کریں گے۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے' تشریف رکھیں۔ پہلی گزارش تو میں یہ کر دوں کہ جتنی تعداد اپوزیشن کی ہے۔ جو کمیٹی میں نے ابھی اناؤنس کی ہے پہلے تو اس پر اگر کوئی اعتراض ہے کہ اپوزیشن کی strength کو مدنظر رکھ کر یہ کمیٹی نہیں بنائی گئی تو پھر آپ بتائیں۔ 12 ممبرز کی کمیٹی بنائی گئی ہے اور اس میں چار ممبرز اپوزیشن کے ہیں اور جتنی آپ کے ممبران کی تعداد ہے اس کے مطابق calculation کر کے نمائندگی دی گئی ہے۔ کسی کی حق تلفی نہیں کی گئی اور آئندہ کے لیے بھی میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ اس ایوان کے اندر آپ کی حق تلفی نہیں ہو گی اور جتنی بھی سٹینڈنگ کمیٹیز ہیں ان میں آپ کی consultation سے' مشورے سے کمیٹیاں بنائی جائیں گی اور پھر ایوان میں پیش کی جائیں گی۔
یہ چونکہ عارضی طور پر کمیٹی بنائی گئی ہے میں نے ہاؤس کے سامنے put بھی کر دی ہے۔ جیسا کہ رانا آفتاب خان صاحب نے خدشہ ظاہر کیا ہے کہ اس سے پہلے چھ' چھ مہینے کمیٹیاں نہیں بنائی گئیں' میں آپ کو ہاؤس کے فلور پر یہ یقین دہانی کرواتا ہوں کہ اب چھ مہینے والی بات نہیں چلے گی۔ جلد کمیٹیاں بنیں گی' وزیراعلیٰ پنجاب بھی بہت جلد کمیٹیاں بنانا چاہتے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان، وقت بتا دیں؟

جناب سپیکر، ٹائم سپیشل تو نہیں بہر حال چھ مہینے سے پہلے بن جائیں گی۔

رانا ثناء اللہ خان، پانچ مہینے انتیس دن کے بعد آپ بنا دیں یہ تو کوئی بات نہ ہوئی۔

جناب سپیکر، دو ماہ سے پہلے بن جائیں گی۔ چھ ماہ کی بات آپ نے کی ہے دو ماہ سے پہلے بن جائیں گی، شکریہ۔

رانا آفتاب احمد خان، جناب والا اسی کے متعلق میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ آج کل ایک عام خبر چل رہی ہے کہ Who rules the punjab? ایک طارق عزیز ہے، حفیظ اختر رندھاوا ہے یا پرویز الٰہی صاحب ہیں یا جنرل مہدی ہے یا بریگیڈیئر گھمن ہے۔ اس پر جناب آپ اپنی رولنگ دے دیں۔

جناب سپیکر، یہ تو صاف ظاہر ہے۔ آپ بھی سمجھتے ہیں کہ وزیر اعلیٰ پنجاب ہی rule کر رہے ہیں۔ان کے علاوہ تو کوئی نہیں ہے۔

رانا آفتاب احمد خان، کیا reshuffle of bureaucracy کر رہے ہیں؟ یہ جو کالا صاحب ہیں، کیا ان پر ان کا کوئی کنٹرول ہے؟

جناب سپیکر، تشریف رکھیں۔ آپ کو پھر یہ کمیٹی منظور ہے؟

آوازیں، جی ہاں۔

جناب سپیکر، شکریہ، مہربانی۔ قاسم ضیاء صاحب کا بھی، رانا آفتاب صاحب کا بھی اور رانا ثناء اللہ صاحب کا بھی میں ذاتی طور پر ممنون ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

MR SPEAKER: Minister for Agriculture

آرڈیننس(ترمیم اوّل) مقامی حکومت پنجاب مجریہ 2003

MINISTER FOR AGRICULTURE: I lay on the table of the House:-

The Punjab Local Government (First Amendment) Ordinance, 2003.

MR SPEAKER: The Punjab Local Government (First Amendment) Ordinance, 2003, has been laid on the table of the House It is deemed to be a Bill introduced in the House, under Rule 91, sub-rule (6) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab, 1997 It is referred to the Special Committee already constituted for consideration of the Punjab Removal from Service (Special Powers) (Amendment) Ordinance, 2002 with direction to submit its report within 2 days. Minister for Agriculture!

مسودہ قانون

مسودہ قانون(ترمیم) نو عمر افراد کی تمباکو نوشی، پنجاب مصدرہ 2003

MINISTER FOR AGRIGULTURE · I introduce in the House -

The Punjab Juvenile Smoking (Amendmemt) Bill, 2003.

MR SPEAKER: The Punjab Juvenile Smoking (Amendmernt) Bill, 2003 has been introduced in the House under Rule 91. sub-rule (6) of the Rules of Procedure of Provincial Assembly of the Punjab, 1997. Under Rule 94 read with Rule 187, it is referred to the Special Committee already constituted for consideration of the Punjab Removal from Service (Special Powers) (Amendment) Ordinance, 2002 with direction to submit its report within 2 days

رانا آفتاب احمد خان، جناب والا رولز آف پروسیجر کے مطابق وقت بڑھایا جائے۔

تعلیم پر عام بحث

جناب سپیکر ، ٹائم ایک گھنٹہ کے لیے بڑھایا جاتا ہے۔ ابھی محکمہ تعلیم پر بحث ہو گی اور اس کے لیے میں وزیر تعلیم سے گزارش کروں گا کہ وہ بحث کا آغاز کریں ۔

رانا آفتاب احمد خان،جناب والا!روایت کے مطابق قائد حزب اختلاف بحث کا آغاز کرتے ہیں۔

جناب سپیکر ، نہیں پہلے وہ پالیسی دیں گے۔ اس پر آج بحث کریں گے۔ پھر وہ wind up کریں گے۔

وزیر تعلیم ، شکریہ جناب سپیکر!

RAJA MUHAMMAD SHAFQAT KHAN ABBASI: Sir, to start the discussion I want to know what are the traditions of this House. Whether it is the Leader of the Opposition of the House to start the discussion and then the Minister will submit his policy. Am I right?

جناب سپیکر ، عباسی صاحب کس رول کا آپ حوالہ دے رہے ہیں؟ رولز ذرا پڑھیں ۔

راجہ محمد شفقت خان عباسی ، جناب والا! میرے خیال میں رولز یہی permit کرتے ہیں اور روایات بھی یہی ہیں ۔

جناب سپیکر ، میرے خیال میں تو رولز یہی permit کرتے ہیں کہ پہلے وہ پالیسی بیان دیں گے اس پر ہی آپ کوئی بحث کریں گے پھر وہ wind up کریں گے، شکریہ۔

وزیر تعلیم، شکریہ، جناب سپیکر! یہ میری اور وزیراعلیٰ صاحب کی خواہش ہے کہ ہم اپنے محکمہ تعلیم کی جو بھی پالیسی formulate کریں، اس میں ہم اپنے معزز اراکین، چاہے وہ حکومتی پارٹی سے تعلق رکھتے ہوں یا اپوزیشن سے---

جناب سپیکر ، جو معزز اراکین اسمبلی اس بحث میں حصہ لینا چاہتے ہیں وہ اپنے نام کی چٹیں مجھے بھجوا دیں۔

وزیر تعلیم ، جناب والا! ہماری کوشش یہ ہے کہ ہم ان کی جو قیمتی آراء اور تجاویز ہیں ان کو اپنے اپنے علاقے میں تعلیم کے حوالے سے جو تجربہ ہے' اس کی بنیاد پر اس ایوان میں discussion کرائیں اور اس کو ہم اپنے ریکارڈ پر لے آئیں تاکہ آئندہ جب ہم اپنی پالیسی سیٹ کریں تو ہم ان تجاویز کو اس میں شامل کر سکیں ۔ جناب والا! میں کھلے دل سے یہ کہہ رہا ہوں کہ ہم نے تعلیم کے لیے جو ترجیحات رکھی ہیں وہ یہی ہیں کہ ہم تین چار سیکٹرز کو زیادہ focus کریں ۔

سب سے پہلے تو ہمارے پنجاب کے سرکاری سکولوں میں جو طالب علم پڑھ رہے ہیں' ان کے مستقبل کے لیے ہم کوشش کر رہے ہیں کہ ان کو کیسے facilitate کریں تاکہ ان کو پڑھنے میں اچھی پڑھائی ملے اور وہ اچھی تعلیم حاصل کر سکیں۔ جناب والا! طالب علم کو تعلیم دینے کے لیے تین چار سیکٹرز بڑے ضروری ہیں کہ اس کو کیا نصاب پڑھایا جا رہا ہے' کون شخص اس کو پڑھا رہا ہے یعنی کہ ٹیچرز کمیونٹی' اور کہاں پر وہ پڑھ رہا ہے یعنی کس سکول میں وہ پڑھ رہا ہے' سب سے پہلے تو سکول کی حالت پر بھی نظر رکھنا پڑے گی ۔ سلیبس پر توجہ دینا ہو گی اور یہ جو اتنا بڑا سیٹ اپ ہے' اتنی بڑی آرگنائزیشن ہے ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کی' اس حوالے سے بھی بات چیت کرنا پڑے گی۔ تو میں یہ opening remarks اس لیے دے رہا ہوں کہ ہمارے جو فاضل ممبرز ہیں وہ تمام سیکٹرز پر اپنی آراء کو فوکس کریں ۔ اگر ان کے ذہن میں کوئی ٹیچرز کمیونٹی کے بارے میں تجاویز ہیں تو براہ مہربانی وہ ہاؤس میں لے کر آئیں ۔ اگر وہ سلیبس' ٹیچرز ٹریننگ یا حاضری کے متعلق کوئی تجاویز دینا چاہیں تو دیں ۔ اس کے علاوہ ڈویلپمنٹ کے حوالے سے وہ سکولز اور کالجز کے بارے میں جو چیز بھی زیر بحث لانا چاہتے ہیں' لائیں ۔ ہم ان کو خوش آمدید کہتے ہیں اور ان کی جتنی بھی تجاویز ہوں گی ہم ان کو انشاء اللہ تعالیٰ اپنی پالیسی میں لے کر آئیں گے ۔

جناب سپیکر ،شکریہ' جناب قاسم ضیاء صاحب!

قائد حزب اختلاف ، شکریہ' جناب سپیکر! سب سے پہلے تو میں ان دوستوں کو مبارک باد پیش کرنا چاہتا ہوں جنہوں نے آج حلف اٹھایا ۔ میں سمجھتا ہوں کہ کافی دوستوں نے اس بات پر بحث

کی کہ وہ کس طرح اس ہاؤس میں آئے' اس لیے میں اس میں نہیں جاؤں گا۔ لیکن میں اپنے چند دوستوں کو بلکہ اپنے حکومتی بنچوں کے دوستوں کو بھی یہ کہوں گا کہ ہم سب کو ایک دوسرے کی بات سننے کا حوصلہ پیدا کرنا چاہئے۔ کیونکہ شور وغل ڈال کر' جس طرح آپ نے فرمایا' کہ ہم روایات کو برقرار نہیں رکھتے ۔ میری گزارش ہوگی حکومتی بنچوں سے بھی اور اپنے دوستوں سے بھی کہ جو شخص' جو معزز رکن بات کر رہا ہو ان کو سنیں' اس کا اپنا پوائنٹ آف ویو ہے۔ آپ اس کو سنیں' اس کے پوائنٹ آف ویو کی عزت کریں اور اس کے بعد جب آپ کی باری آئے تو اس کا تحمل سے جواب دیں ۔ پھر میری گزارش آپ دوستوں سے بھی ہوگی کہ آپ بھی اس کو تحمل سے سنیں ۔ باتیں تو بہت کرنے کی ہیں لیکن آج چونکہ آپ نے ایجنڈے کے مطابق صرف ایجوکیشن پر بات کرنے کے لیے کہا ہے ۔ لاء اینڈ آرڈر کی کل باری ہے انشاء اللہ اس پر بھی بہت بات کریں گے ۔

جناب سپیکر میں یہ کہنا چاہوں گا کہ ہمیں سب سے پہلے اجتماعی طور پر یہ اعتراف کرنا ہوگا کہ ہم نے تعلیم کے ساتھ انصاف نہیں کیا۔آپ کو اور ہمیں علم ہے کہ ہمارے آقا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اللہ پاک کا پہلا پیغام ہی "اقرا" یعنی کہ پڑھ کتاب اور پھر حضور نے یہ بھی فرمایا کہ علم مسلمان کی کھوئی ہوئی میراث ہے اور یہ بھی کہا کہ علم حاصل کرو چاہے تمہیں چین تک جانا پڑے ۔ جناب سپیکر! ہمیں وہ دن بھی یاد ہے کہ جب جنگ بدر میں ان قیدیوں کے پاس فدیہ کے پیسے نہ تھے تو انہیں یہ کہہ کر آزادی دینے کی بات کی گئی کہ ہمارے مسلمان بچے پڑھائیے اور اس کے عوض ہم آپ کو رہائی دیں گے۔ تو اسلام میں ہمیشہ سے علم کی بڑی قدر و قیمت ہے اور مسلمان بچوں کو جب ان قیدیوں نے تعلیم دی ہوگی تو ظاہر ہے کوئی اسلامی تعلیم تو نہیں دی ہوگی۔ انہوں نے ایسی تعلیم دی ہوگی جو اس کائنات کا علم ہے۔ اس میں فز کس ہے' بیالوجی ہے اور مختلف مضامین بھی ہیں اور ہم نے آج یہاں پر اسلامی اور غیر اسلامی تعلیم کی تفریق شروع کر رکھی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں اس فرق کو بھی ختم کرنا پڑے گا۔ میں جناب ایجوکیشن منسٹر سے کہوں گا کہ جب آپ نیا سلیبس بنائیں تو ان دونوں چیزوں کو ضم کر کے ایک اچھا مسلمان' اچھا شہری اور اچھا انسان ہونے کے لیے سلیبس بنایا جائے۔ لیکن جیسے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ علم مومن کی کھوئی ہوئی میراث ہے' اتنے سالوں میں اسے تلاش کرنا تو ایک طرف' ہم نے آج تک اس کے خلاف کوئی ایف آئی

آر بھی درج نہیں کرائی بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ سچ پوچھیں تو ہم نے اس کے ساتھ مذاق کیا ہے۔ منسٹر صاحب نے فیسیں معاف کرنے کی بات کی ہے۔' میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک تازہ ترین مذاق ہے کہ چندمعمولی پیسوں کی معافی کر کے ہم نے ایک ڈرامہ بنایا ہے۔ میری نظر میں اصل مسئلہ تعلیم کی فیس معاف کرنا نہیں ہے۔ اصل مسئلہ تعلیم کا معیار ہے' اصل مسئلہ نصاب تعلیم کا عہد حاضر کے تقاضوں سے ہم آہنگ کرنا ہے' ٹیچرز کی up lift اور انہیں مراعات دینے کا ہے کیونکہ آج جو اساتذہ ہمارے بچوں کو پڑھاتے ہیں ان کی تنخواہ ایک فوجی Batman جتنی ہے تو آپ کس طرح توقع کرتے ہیں کہ وہ آپ کے بچوں کو پڑھا لکھا کر آنے والے کل کی باگ ڈور سنبھالنے کے لیے قابل بنا سکے۔

جناب سپیکر! میں افسوس سے کہوں گا کہ اصل مسئلہ تعلیمی اداروں کے ماحول کو بہتر کرنے کا ہے' یہاں پر لیبارٹریز قائم کرنے کا ہے اور نئے تقاضوں کے مطابق سکولوں میں کمپیوٹرز فراہم کرنے کا ہے۔ ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ معاشی کے نصاب میں تبدیلیاں لائی جاتیں اور ایسا سلیبس لایا جاتا جس سے آج کے حالات کے مطابق اس نئی صدی کے تقاضوں کو پورا کیا جاتا اور اساتذہ کے معیار کو بلند کرنے کی بات کی جاتی۔ میں سمجھتا ہوں اور ابھی ایجوکیشن منسٹر صاحب نے کہا کہ ایک کمیٹی تشکیل دیں گے جس میں اپوزیشن کے دوست بھی شامل ہوں گے۔ میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ جب یہ ایسی کمیٹی تشکیل دیں گے تو ہم انہیں پورا پیکج تیار کر کے دیں گے کہ جس سے اس صوبے کے رہنے والوں کے بچوں کی تعلیمی بنیادیں رکھی جا سکیں جنہوں نے آنے والے دنوں میں اس ملک کے معمار بننا ہے۔

جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں اور جیسا کہ انہوں نے خود کہا کہ تعلیم ایک بہت بڑا محکمہ ہے اور اس میں بہت کام کرنے کی ضرورت ہے لیکن میں انہیں کہوں گا کہ ہمیں بنیاد سے شروع کرنا چاہئے۔ ہمیں پرائمری ایجوکیشن پر اپنی توجہ مرکوز کرنی چاہئے کیونکہ جدید ترین تحقیق کے مطابق سات سال تک کی عمر تک ایک بچے کی شخصیت تشکیل پا جاتی ہے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ اگر ہم ایک بچے کی بنیاد اچھی رکھ دیں' لیکن ہمارے ہاں یہ ہوتا ہے کہ ہمارے پرائمری کے ٹیچر میٹرک پاس ہوتے ہیں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ انہوں نے الف' ب' پ پڑھانی ہے' لیکن ہم یہ بھول جاتے ہیں کہ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے بچے کی تعلیم بنیاد کی رکھنی ہے اور اپنی آنے والی زندگی نے اس پر base کرنا ہے۔

جناب سپیکر! میرے فاضل دوست منسٹر صاحب نے یہاں پر فنڈز کی بات کی ہے۔ انہوں نے یہاں صبح بار بار کہا کہ لوکل باڈیز کے فنڈز ہیں۔ میں انہیں بتانا چاہوں گا کہ ہماری

پاکستانی قوم ہر سال 90 ارب روپیہ عطیات میں دیتی ہے تو میں کہوں گا کہ اگر ہماری قوم کو یہ پتا لگ جائے اور اگر انہیں ہماری نیت پر بھروسہ ہو جائے اور انہیں یہ پتا ہو کہ ہم نے یہ کام واقعی کرنا ہے' کیونکہ مجھے پتا ہے کہ ہم جتنے لوگ یہاں پر بیٹھے ہیں ہم سب کے سب اس پنجاب کے عوام کی بھلائی کے لیے آئے ہیں۔ ہم آنے والی نسلوں کو سدھارنے کے لیے یہاں بیٹھے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہم سب کے سب ایسے قوانین اور ایسے پروگرام دینا چاہتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہم سب کے دلوں میں آرزو یہی ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اس کے لیے ہمیں بہت بڑے خواب دیکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہمیں minimum possible سے شروع کرنا چاہئے اور میں آپ کی وساطت سے وزیر تعلیم صاحب سے کہوں گا کہ پرائمری ایجوکیشن پر فوکس کریں اور کوشش کریں کہ پرائمری ایجوکیشن میں ہمارے بچوں کی بنیاد بہتر رکھی جا سکے۔ اس میں اساتذہ کے لیے مراعات پیدا کریں' اچھے اساتذہ کو پرائمری سکولوں میں لگائیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کے ساتھ ساتھ ہمیں عوام سے بھی اپیل کرنی چاہئے۔ اگر ہمارے پنجاب کی عوام کو اس ایوان پر اعتماد ہو کہ یہ جو کام کہہ رہے ہیں یہ کر کے بھی دکھائیں گے تو میں نہیں سمجھتا کہ ہماری قوم میں فنڈز کی کوئی کمی ہو سکتی ہے۔ آپ نے دیکھا ہو گا یہاں پر تو ہمارے individuals نے لوگوں کی مدد سے بڑے بڑے کارہائے نمایاں انجام دئیے ہیں۔ ایک ہمارا پاپ سنگر ہے اور میں اس کی عزت کرتا ہوں کہ اس نے single handedly ایک بہت بڑا ہسپتال بنا لیا ہے۔ اگر ہماری نیت ہو' ہماری ایمان داری ہو اور لوگوں کو ہم پر یقین ہو تو میں سمجھتا ہوں کہ ہم تعلیم کے معیار کو بہتر کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر! میری گزارشات صرف اتنی ہیں کہ ہم پانچویں تک کی پرائمری تعلیم پر زیادہ توجہ دیں اور اپنے بچوں کی وہیں بنیاد بنانے کی کوشش کریں۔ وزیر تعلیم صاحب! آپ شروع کریں انشاء اللہ تعالیٰ ہم آپ کی بھرپور مدد کریں گے اور کوشش کریں گے کہ آپ کو ایسا پیکج بنا کر دیں جسے آپ ایوان میں لائیں اور سارا ایوان اسے پاس کرے۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ میں تمام دوستوں کا مشکور ہوں اور آخر میں صرف اتنا کہوں گا کہ By nature every man is alike but by education they are partly different تو ہم سوچنے کی بات یہ ہے کہ ہم نے اپنے دو بچوں کو کیسے educate کرنا ہے۔ یہ ہمارے بچوں کے مستقبل کا معاملہ ہے۔ آج ہم ایوان میں بیٹھے ہیں' ہم جن بچوں کو پڑھائیں گے کل وہ اس ایوان میں بیٹھیں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جو وقت ضائع ہوا سو ہوا۔ آج ہم ایک دوسرے کی بحثوں میں الجھ کر اصل کام سے ہٹ جاتے ہیں۔ میں حکومتی بنچز' وزیر اعلیٰ صاحب اور تمام وزراء سے بھی

گزارش کروں گا کہ اپنے اپنے محکمے کے لیے جو کمیٹیاں بنائیں اس میں اپوزیشن انشاء اللہ تعالیٰ آپ سے بھرپور تعاون کرے گی اور جس کام میں ملک، عوام اور قوم کی بہتری ہوگی ہم اس میں آپ کے ساتھ ساتھ ہوں گے۔ بہت بہت شکریہ۔

جناب سپیکر، شکریہ۔ جناب ارشد محمود بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو، جناب سپیکر! موجودہ حکومت نے میٹرک تک مفت تعلیم کا جو عندیہ سنایا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ کسی کی نیت پر شک نہیں کرنا چاہئے لیکن میں آپ کی وساطت سے جناب وزیر اعلیٰ کی خدمت میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں اور میں اس کی ایک مثال بھی دوں گا کہ میرے گھر میں ایک ملازمہ کام کرتی ہے، وہ مجھے کہنے لگی کہ میں اپنے بچے کو پڑھانا چاہتی ہوں۔ میں نے کہا کہ یہ ساتھ ہی گورنمنٹ کا سکول ہے میں اسے وہاں پر داخل کروا دیتا ہوں اور اس کی تھوڑی سی فیس ہے۔ اس نے کہا کہ میں گورنمنٹ کے سکول میں اپنے بچے کو داخل نہیں کراؤں گی۔ یہاں پر ایک پرائیویٹ سکول ہے وہاں اپنے بچے کو داخل کراؤں گی۔ جناب سپیکر! یہ کیا وجوہات ہیں کہ لوگ گورنمنٹ کے سکولوں میں جانا نہیں چاہتے اور پرائیویٹ سکول جہاں پر skilled and competent teachers نہیں ہیں وہاں پر لوگ جاتے ہیں۔ میں سب کے لیے نہیں کہتا کیوں کہ کچھ اچھے بھی ہیں لیکن جو پروفیشنل لوگ ہیں، جن کا تعلیم کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے وہ بچوں کی زندگیوں کے ساتھ کھیل رہے ہیں۔ میری یہ گزارش ہے کہ اگر یہ میٹرک تک تعلیم کو مفت نہ کریں، یہ جتنے اخراجات وہاں لگانا چاہتے ہیں یا وہاں سے بچانا چاہتے ہیں گورنمنٹ کے پرائمری سکولوں میں فرنیچر فراہم کریں۔ یہاں پر صحیح سوالات ہوتے ہیں کہ صرف لاہور میں 660 سکول ایسے ہیں جہاں بجلی نہیں ہے، پنکھے نہیں ہیں اور وہاں پر فرنیچر بھی نہیں ہے۔ اس حکومت سے میری یہ درخواست ہے کہ اگر یہ مخلص ہیں اور یہ اس صوبہ پنجاب میں تعلیم عام کرنا چاہتے ہیں اور یہ روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ جو قوم پڑھتی نہیں ہے وہ ترقی نہیں کرسکتی۔

جناب سپیکر! میں نے اپنے شہر سیالکوٹ میں ایک آدمی کو فیکٹری میں بھیجا کہ اس آدمی کو کام پر لگا دو۔ منیجر صاحب نے مجھے فون کیا کہ ہم نے اپنی فیکٹری میں رول لاگو کر دیا ہے کہ جو بچہ میٹرک تک پڑھا نہیں ہوگا ہم اسے ورکر بھی نہیں بنائیں گے۔ ہم اسے پیکنگ کا کام بھی نہیں دیں گے۔ کیونکہ ہمیں انٹرنیشنل فرمیں instructions دے رہی ہیں کہ میٹرک پاس ورکر کو رکھیں۔ جو اگلا scenario اس ملک میں بن رہا ہے اور پوری

دنیا میں بن رہا ہے پاکستان کو اور پنجاب کو اس پر سوچنا چاہیے کہ اگر ہم نے اپنے بچوں کو وہ بہترین تعلیم گاہیں فراہم نہ کیں' بہترین استاد فراہم نہ کیے تو میں آپ کو یہ یقین دلاتا ہوں کہ ہم اکیسویں صدی کا وہ خواب دیکھ نہیں سکیں گے۔

جناب سپیکر! میری موجودہ حکومت سے درخواست ہے کہ یہ جتنا فنڈ بچوں کو کھانے کے نام پر دینا چاہتے ہیں' سکول فیس کے نام پر دینا چاہتے ہیں' اس سارے فنڈ سے یہ جتنے پرائمری سکول ہیں۔ جن میں عمارت نہیں ہے' جن میں پنکھے نہیں ہیں' جن میں بجلی نہیں ہے' یہ وہاں پر ان کو یہ ساری چیزیں مہیا کریں۔ پھر لوگ ان سکولوں کی طرف متوجہ ہوں گے۔

جناب سپیکر! میری دوسری درخواست ہے کہ سب سے اہم مسئلہ یہ ہے کہ ہمارے اساتذہ جو گورنمنٹ کے ملازمین ہیں' ان کی تنخواہیں کیا ہیں' ان کو کیا سہولتیں دی گئی ہیں۔ اس پر بھی غور کرنے کی ضرورت ہے کہ ایک ٹیچر جو دو ہزار تنخواہ لیتا ہے یا تین ہزار تنخواہ لیتا ہے وہ اس مہنگائی کے دور میں کس طرح اپنے بال بچوں کو پالے گا اور گھر کا چولہا جلائے گا۔ وہ کب اپنی توجہ بچوں کو پڑھانے پر لگائے گا۔ اس کے لیے بھی یہ ضروری ہے کہ ان اساتذہ کی طرف کہ جن کی تنخواہیں بہت کم ہیں' گورنمنٹ کچھ توجہ دے۔

جناب سپیکر! میری تیسری گزارش ہے کہ جو صورتحال صبح بھی discuss ہوئی ہے۔ جس طرح وزیر موصوف جناب عمران مسعود نے فرمایا ہے کہ ہم بجٹ بنا رہے ہیں۔ ابھی تک تو ہمیں یہ پتا نہیں چلا کہ ہماری کیا حیثیت ہے اور ڈسٹرکٹ ناظم جو ضلعوں میں بیٹھے ہیں ان کی کیا حیثیت ہے؟ ابھی تو اس بات کا تعین نہیں ہو سکا۔ جتنے ترقیاتی کام ہیں' جتنے سکولوں کے کام ہیں' میں سیالکوٹ میں دو تین سکولوں میں گیا ہوں' جہاں پر فرنیچر نہیں ہے' جہاں پر سفیدی نہیں ہے' جہاں پر اساتذہ کے بیٹھنے کے لیے کرسیاں نہیں ہیں' میری اس سلسلے میں یہ گزارش ہے کہ گورنمنٹ کو چاہیے' پنجاب حکومت کو چاہیے' وزیرتعلیم کو چاہیے کہ جو پہلے بنا ہوا ہے اس کو ٹھیک کر لیں' بعد میں اگر ان کے پاس کوئی اچھا منصوبہ اور اچھی بات ہے تو پھر اس پر عمل در آمد کروائیں' شکریہ۔

جناب سپیکر: شکریہ۔

جناب محمد قمر حیات کاٹھیا: پوائنٹ آف آرڈر۔جناب سپیکر! انھوں نے شروع میں سرکاری سکولوں پر اعتراض کیا ہے۔ ہمارے آٹھ ڈویژن ہیں اور ہمارے آٹھ بورڈ پنجاب میں ہیں۔ کسی بورڈ میں کسی بھی سال کا ریکارڈ اٹھا کر دیکھ لیں' جب top کیا ہے سرکاری سکول کے بچے نے کیا ہے۔

جناب سپیکر: آپ اپنی باری پر بات کر لیں' آپ کو موقع دیا جائے گا۔ آپ تشریف رکھیں۔ سید احسان اللہ وقاص!

سید احسان اللہ وقاص: اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں آپ کا از حد شکر گزار ہوں کہ آپ نے اس اہم بحث میں مجھے حصہ لینے کا موقع عنایت فرمایا۔ کچھ باتیں میرے محترم اپوزیشن لیڈر نے اور میرے ساتھیوں نے بیان فرمائی ہیں۔ میں دہرانے کی بجائے کچھ مزید باتیں انہی میں add کرنا چاہتا ہوں۔ بدقسمتی سے ہمارا ملک ایسا ہے کہ یہاں پر کئی قسم کی پڑھائی موجود ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہماری سب سے اہم چیز جس کی طرف میں توجہ دلانا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ یہاں پر یکساں قسم کی تعلیم ہر کسی کا حق ہونا چاہیے۔ یہ نہیں ہونا چاہیے کہ کوئی ایچیسن کالج میں پڑھے اور کچھ بچے ایسے سکولوں میں پڑھیں کہ جہاں پر ٹاٹ بھی میسر نہ ہو۔ یہاں اس وقت تین قسم کے سکول امتحانات ہوتے ہیں۔ او لیول ہوتا ہے۔ جی سی ایس ای کا امتحان ہوتا ہے اور میٹرک کا امتحان ہوتا ہے۔ میں گزارش کروں گا کہ اگر آپ اپنے ملک میں اپنے بچوں کو اپنے لیول کا امتحان بھی نہیں دلوا سکتے۔ او لیول کے لیے انھوں نے چالیس ہزار روپیہ صرف داخلے کی فیس مقرر کی ہوئی ہے۔ ہم ان کو کروڑوں روپے کا زرمبادلہ فراہم کر رہے ہیں۔ میں یہ بھی درخواست کروں گا کہ آئندہ کی تعلیمی پالیسی میں غیرملکی امتحانوں پر مکمل پابندی لگائی جائے اور اپنے ملک کے امتحان کو موثر بنایا جائے' منظم بنایا جائے' اس کے معیار کو بڑھایا جائے اور بہتر کیا جائے۔ اس کے ساتھ ساتھ میں یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہاں پر آرمی چیف کے بعد سب سے بڑے کسی ادارے کا

سربراہ محکمہ تعلیم کا سربراہ ہوتا ہے۔ اتنے بڑے ادارے کو سنبھالنا اور چلانا بڑا کار ہمت ہے۔ لیکن میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آپ کا تعلیم مفت کرنا ایک اچھا اقدام ہے۔ یہ پہلا اقدام نہیں ہونا چاہتے تھا بلکہ پہلے جو کم از کم سہولتیں ہونی چاہیئں وہ تو سرکاری سکولوں کے اندر دیں۔

آج صبح سوالات کے دوران بھی یہ بات آئی تھی کہ اگر لاہور شہر میں آدھے سکولوں کے اندر بجلی نہیں ہے تو آپ جائیں کہ یہاں پر کیا پڑھائی ہوگی۔ نہ اساتذہ وہاں آئیں گے اور نہ وہاں پڑھائی کا معیار قائم ہوگا۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ آپ ہر سکول کے لیے سہولتوں کا کم از کم ایک معیار مقرر کریں کہ اس میں کم از کم یہ سہولتیں گورنمنٹ ہر صورت میں مہیا کرے گی۔ یہ لازم کیا جائے کہ وہاں پر تھوڑا بہت ضرور دیں۔ میں کہتا ہوں کہ حکمرانوں نے جو ٹاٹ بند کیے تھے' ٹاٹ دوبارہ شروع کر دیں لیکن کچھ نہ کچھ تو دیں تاکہ سکول کی کچھ شکل تو نظر آئے۔ سکول کی عمارات ہیں تو وہ پرانے زمانے کے کھنڈرات کی شکل پیش کرتی ہیں۔ سکولوں میں باتھ رومز نہیں ہیں۔ وہاں پر کوئی سامان نہیں ہوتا۔ ہر سکول کے لیے کم از کم سہولیات کا کچھ نہ کچھ معیار مقرر کیا جانا چاہیے۔

میں ایک اور بات عرض کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ medium of instruction سکولوں کے لیے اور سارے کے سارے سکولوں کے لیے ایک مقرر کیا جانا چاہیے۔ یہاں پر medium of instruction دو ہیں کچھ اردو میڈیم اور کچھ انگلش میڈیم سکول ہیں۔ میں گزارش کروں گا کہ سارے کے سارے سکولوں پر بلکہ پرائیویٹ سکولوں پر بھی یہ پابندی لگائیں کہ سب کا medium of instruction اردو ہونا چاہیے۔ دنیا کے کسی ملک نے اس وقت تک ترقی نہیں کی جب تک اس نے خود اپنا medium of instruction استعمال نہیں کیا اور اپنی زبان کے اندر تعلیم نہیں دی۔ انگلش کو آپ نے medium of instruction رکھا ہوا ہے۔ یہاں پر لوگ ایم۔اے کر لیتے ہیں لیکن انھیں انگلش کے دو پیرے نہیں لکھنے آتے۔ لوگ چھ مہینے کے کورس سے روسی زبان سیکھ لیتے ہیں' لوگ جرمن زبان سیکھ لیتے ہیں۔ زبان سیکھنا ایک سپیشلائز کام ہے۔ اس کو آپ الگ سے

متعارف کرائیے لیکن اپنے بچوں کو پڑھانے کے لیے medium of instruction اردو زبان میں کریں گے تو ان کو بات کی سمجھ بھی آئے گی اور اس کو زیادہ بہتر انداز میں pick بھی کریں گے۔ آخر میں' میں یہی گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ سارے کے سارے سکولوں کو پابند کیا جائے کہ وہاں پر یکساں نصاب ہو' یکساں medium of instruction ہو اور کم از کم ہر سکول کو کچھ نہ کچھ معیار کے مطابق سہولتیں مہیا کی جائیں' بہت بہت شکریہ۔

جناب سپیکر، محمد عظیم گھمن صاحب۔

چودھری محمد عظیم گھمن، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! شکریہ کہ آج آپ نے ہمیں یہاں پر تعلیم پر بحث کے لیے اظہار خیال کا موقع فراہم کیا۔ میں سب سے پہلے تو وزیراعلیٰ پنجاب اور ان کے رفقائے کار جو کہ کابینہ کے ممبران ہیں' ان کا مشکور ہوں کہ انھوں نے پنجاب میں تعلیم مفت فراہم کرنے کا جو اعلان کیا ہے' اس پر وہ مبارکباد کے مستحق ہیں کہ تاریخ میں پہلی بار ایسا کیا گیا ہے اور اس کے ساتھ ہی میں چند ایک تجاویز آپ کی وساطت سے محترم وزیر تعلیم صاحب کے گوش گزار کرنا چاہوں گا۔

جناب زاہد پرویز، پوائنٹ آف آرڈر۔ میں یہ بات معزز رکن کے علم میں لانا چاہتا ہوں کہ سب سے پہلے ذوالفقار علی بھٹو کے دور میں تعلیم مفت ہوئی تھی۔

جناب سپیکر، شکریہ' جی گھمن صاحب!

چودھری محمد عظیم گھمن، جناب والا! دیہات کے اندر جو پرائمری اور ایلیمنٹری سکول ہیں۔ ان میں سٹاف کی کمی کو بنیادی طور پر دور کیا جائے۔ دوسرا انگلش ٹیچرز کی پوسٹنگ ٹرانسفر کی پالیسی کے حوالے سے ہے وہ ابھی تک contract پر ہیں ان کے بارے میں ابھی تک کوئی پالیسی واضح نہیں کی گئی۔ کسی سکول میں ان کی vacancy ہے اور کسی سکول میں نہیں۔ بعض جگہوں پر انگلش ٹیچرز تعینات کئے گئے ہیں وہ دوردراز علاقہ ہونے کی وجہ سے اپنے سکولوں میں نہیں جاتے بلکہ گھر بیٹھے' تنخواہیں حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس کے بعد میں یہ آپ کے گوش گزار کرنا چاہوں گا کہ جیسے ہمارے فاضل دوستوں نے پہلے بھی کہا ہے کہ پورے صوبے کے اندر یکساں نظام تعلیم رائج ہونا چاہئے۔ طبقاتی نظام تعلیم ایک انگریز لارڈ میکالے

نے فرسودہ نظام تعلیم دیا تھا اور اس لارڈ میکالے نے یہ نظام تعلیم تقسیم سے پہلے مرتب کیا تھا' اس نے واضح طور پر کہا تھا کہ یہ جو نظام تعلیم میں دے رہا ہوں اس کے ذریعے میں اس قوم کو طبقاتی حصوں میں تقسیم کر دوں گا۔ اس میں امیر اور غریب کا ایک واضح تصور اجاگر ہوتا ہے اور اس کے علاوہ میں سمجھتا ہوں کہ لارڈز اور feudals اور غریب کے بچے کے درمیان ایک نفسیاتی پہلو بھی جنم لیتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یکساں نظام تعلیم ہونا بھی پنجاب کی ضرورت ہے۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ میں آپ کی وساطت سے وزیر تعلیم کے گوش گزار کرنا چاہوں گا کہ پنجاب میں چند ماہ پہلے contract پر ٹیچرز کی بھرتی ہوئی ہے وہ اس طرح پالیسی بنائیں کہ یونین کونسل کی سطح پر میرٹ کو لائیں۔ اسی یونین کونسل کا لڑکا یا لڑکی جو ٹیچر بھرتی ہونا چاہتے ہیں۔ جو qualification یا میرٹ آپ تعین کرتے ہیں' اگر وہ معیار پر پورا اترتے ہیں تو ان کو بھرتی کریں تاکہ سکول اچھی طرح چل سکیں۔ چند ماہ پہلے جو بھرتی ہوئی ہے اس میں لارڈ کے سسٹم کو ہی مدنظر رکھا جائے گا۔ کیونکہ جو لوگ بڑی مسافت طے کر کے آتے ہیں وہ دوردراز علاقہ ہونے کی وجہ سے ڈیوٹیوں پہ نہیں آتے۔ لیکن اس میں پوری طرح عملدرآمد نہیں ہوا جس کی وجہ سے اب بھی وہ سکول بند پڑے ہیں۔ یہ میری چند ایک گزارشات تھیں جو آپ کے گوش گزار کرنا چاہتا تھا' شکریہ۔

جناب سپیکر: ملک اصغر علی قیصر صاحب!

ملک اصغر علی قیصر: شکریہ جناب سپیکر! آج باقاعدہ طور پر مجھے اس ایوان میں بولنے کا موقع مل رہا ہے۔ آپ کا اور میرا ساتھ ضلعی اسمبلی میں بھی تھا جہاں پر آپ کنوینر اور میں ناظم تھا۔ جب اس بات پر پابندی لگی کہ سپیکر نہ کہا جائے کنوینر کہا جائے ہم تب بھی آپ کو سپیکر کہتے تھے اور شاید انہی لوگوں میں سے کسی کی دعا سے آج آپ سپیکر کی کرسی پر بیٹھے ہیں۔ لیکن وہاں پر جو آپ کا طریقہ کار تھا کہ آپ ممبران کو گائیڈ کرتے تھے خواہ وہ ضلعی ناظم کے خلاف بات جاتی تھی خواہ وہ ضلعی گورنمنٹ کے خلاف جاتی تھی' آپ اس میں ممبران کو proper گائیڈ کرتے تھے لیکن ابھی تک یہاں پر وہ بات نظر نہیں آئی۔ میں توقع رکھوں گا کہ آپ اپنی اسی وضع داری کو' انہی روایات کو قائم رکھتے ہوئے یہاں پر ممبران کو اسی طرح guide کریں گے اور رہنمائی فراہم

کرتے رہیں گے۔

جناب سپیکر! ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ پنجاب کا بہت بڑا ڈیپارٹمنٹ ہے اور جیسا کہ میرے معزز ممبران نے یہاں پر مسائل بیان کئے ہیں وہ common مسائل ہیں لیکن ایک بات بڑی حیران کن تھی کہ ایجوکیشن منسٹر نے کہا کہ مجھے خود حیرت ہوئی ہے کہ لاہور کے 604 سکولوں میں بجلی نہیں ہے تو میں ان سے گزارش کروں گا کہ یہ اندورنی پنجاب میں جا کر دیکھیں، دیہاتی علاقوں میں جا کر دیکھیں کہ وہاں پرسکولوں کی کیا صورت حال ہوگی اور وہاں پر کیسا نظام چل رہا ہوگا۔ جہاں پر جعلی سندوں پر خواتین ٹیچرز بھرتی ہوئی ہیں جو سردیوں میں بچوں سے ساگ منگواتی ہیں، لسی منگواتی ہیں اور سویٹر بنتی رہتی ہیں اور گرمیوں میں وہ کسی دوسرے کام میں بچوں کو لگائے رکھتی ہیں۔ جب تک اس میں کوئی انقلابی اقدامات نہ اٹھائے جائیں اس وقت تک گورنمنٹ کی طرف سے اور ایجوکیشن منسٹر کی طرف جو بھی باتیں آئیں گی ہم ان کو دعوٰی ہی خیال کریں گے جیسا کہ ماضی میں ہوتا رہا ہے۔

میرے معزز رکن عظیم گھمن صاحب نے انگلش ٹیچرز کے بارے کہا ہے کہ ان کو بھرتی ہوئے آٹھ سال ہو گئے ہیں نہ ہی ان کا جی پی فنڈ کاٹا جا رہا ہے اور نہ ہی ان کی کوئی ٹرانسفر پوسٹنگ کا معاملہ ہے اور 18 نومبر 2002 کو ہائی کورٹ نے ان کے حق میں فیصلہ بھی دے دیا ہے۔ میں ایجوکیشن منسٹر سے درخواست کروں گا کہ ان کو ریگولر کیا جائے۔ ہر ایک فرد کے پیچھے ایک خاندان ہے اگر اس کو سابقہ حکومت نے روزگار فراہم کیا تھا تو کوئی گناہ نہیں کر دیا تھا۔ ان کو ریگولر کر کے باقاعدہ کیڈر میں شامل کیا جائے۔ پرائیویٹ سکول، کالجز جنہوں نے لوٹنے کی پالیسی اپنا رکھی ہے ان پر کوئی چیک اینڈ بیلنس نہیں ہے وہ اپنی مرضی کی فیسیں لے رہے ہیں اور معاشرے میں ایک سٹیٹس clash شروع ہو گیا ہے۔ میں یہ بھی گزارش کروں گا کہ ایجوکیشن منسٹر صاحب ایک ایسی کمیٹی بنائیں جو ان کالجز کی فیس کے تعین کے بارے میں ہو اور کمیٹی جو فیصلہ کرے اس سے بڑھ کر وہ فیسیں نہ لے سکیں۔ کبھی پرچہ فنڈ کے نام پر، کبھی کسی فنکشن کے نام پر اور کبھی دوسری چیزوں کے نام پر وہ طالبعلموں سے پیسے بٹورتے رہتے ہیں۔ انہوں نے اس کو تعلیمی اداروں کی بجائے انڈسٹری سمجھ لیا ہے۔ وہ یہاں سے اپنے روزگار

کے وسیلے تلاش کرتے ہیں۔ گورنمنٹ لیول کے ٹیچروں کی حالت زار بہتر بنائی جائے۔ ٹیوشنز پر پابندی لگائی جائے۔ استاد اپنے سکولوں میں' اپنی کلاس رومز میں توجہ نہیں دیتے کہ اگر ہم نے یہاں کلاس روم میں پڑھا دیا تو پھر ہم سے ٹیوشن کون پڑھے گا؟ اس پر مکمل طور پر پابندی ہونی چاہئے لیکن اس کے ساتھ ساتھ اساتذہ کی تنخواہیں بھی بڑھائی جائیں جیسے ایک DEO صاحب ایک سکول میں گئے اور ٹیچر بچوں کو پڑھا رہا تھا کہ یہ لفظ "چنکے" ہے۔ DEO صاحب نے کہا کہ یہ تم کیا پڑھا رہے ہو؟ اس نے کہا کہ جی آپ بتا دیں۔ اس نے کہا یہ "چونکہ" ہے "چنکے" نہیں ہے۔ ٹیچر نے کہا کہ اتنی تنخواہ میں' میں یہی کچھ پڑھا سکتا ہوں۔ تو ان کو سہولتیں فراہم کی جائیں تاکہ وہ غریبوں کے بچوں کو ٹیوشن کی طرف مائل نہ کر سکیں۔

جناب سپیکر! میں ایک اور اہم معاملہ کی طرف ایجوکیشن منسٹر صاحب کی توجہ دلانا چاہوں گا کہ جب سکول کی انتظامیہ یعنی ہیڈ ماسٹرز اور دوسرے ٹیچرز میٹرک یا انٹر کے داخلے بھیجتے ہیں تو جو بچے تھوڑے نالائق ہوتے ہیں ان کو پرائیویٹ کر دیتے ہیں۔ وہ والدین کو تنگ کرتے ہیں کہ ہم ان کا داخلہ ریگولر نہیں بھیجیں گے کیونکہ یہ نالائق ہیں۔ اگر ہمارے سکول کے رزلٹ کی average اچھی نہیں آئے گی تو ممکن ہے ہماری increments رک جائیں یا ہماری تنخواہوں پر کوئی اثر پڑے۔ اس پالیسی کو بھی ختم کرنا چاہئے۔ جو بچہ کلاس میں ریگولر رہتا ہے' پورا سال پڑھتا ہے اور سکول یا کالج میں گورنمنٹ کی فیس دیتا ہے' اس کا داخلہ ہر حال میں ریگولر کالج اور سکول کی طرف سے ہی جانا چاہئے تاکہ وہ سکول یا کالج کا طالب علم consider ہو اور اسے پرائیویٹ داخلے بھیجنے کے جھنجھٹ سے آزادی مل سکے' شکریہ جناب سپیکر۔

جناب سپیکر، شکریہ ملک صاحب۔ جناب پرویز رفیق صاحب!

جناب پرویز رفیق، شکریہ جناب سپیکر! کہ آپ نے مجھے موقع دیا۔ میں وزیر موصوف کی بھی توجہ چاہوں گا کیونکہ میں یہاں پر جس کمیونٹی کو represent کرتا ہوں اس کا تعلق اسی ملک سے ہے اور ہمیں یہ فخر ہے کہ ہم نے اس ملک میں تعلیم کے لیے جو خدمات انجام دیں وہ بہت ہی نمایاں تھیں۔ یہاں تک کہ بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناح بھی کراچی کے مشن ہائی سکول سے پڑھے ہوئے تھے اور آج کے جنرل مشرف صدر پاکستان ہیں وہ بھی سینٹ پیٹرک کراچی

سے پڑھے ہیں ۔ بہت دیر سے پاکستان کی Religious Minorities / Christian Communities یہ مطالبہ کرتی رہی ہے کہ ہمارے قومیائے گئے ادارے واپس کئے جائیں اور میں خصوصی طور پر منسٹر صاحب کو اقلیتوں کے حوالے سے کہتا ہوں کہ پنجاب میں ہمارے جو بھی ادارے قومیائے گئے تھے حکومت فوری طور پر ان کی واپسی کا اعلان کرے اور اس سلسلہ میں اس اسمبلی میں اقلیتوں کے جو ممبران ہیں ان سے بھی رائے طلب کی جائے ۔ اس کے علاوہ ہمارے مسیحی لوگوں کو اور غیرمسلم لوگوں کو تعلیم کے سلسلہ میں بہت زیادہ پریشانی ہے کہ ہمارے لیے اسلامیات کے مضمون کو لازمی قرار دیا گیا ہے ۔ ہم سمجھتے ہیں کہ ہمارا بنیادی حق ہم سے چھینا گیا ہے کہ ہمارے عقیدے کے مطابق پنجاب میں تعلیم دی جائے اور غیر مسلموں کے لیے اسلامیات لازمی قرار نہ دی جائے ۔ کیونکہ ہمیں بہت پریشانی ہوتی ہے۔ ہم سے یا ہمارے جو لوگ ہیں جو ہمارے بچے ہیں وہ عربی نہیں پڑھ سکتے۔ ہم تمام مذاہب کی قدر کرتے ہیں، لیکن ہمارا یہ بنیادی انسانی حق ہے کہ آپ ہمارے بچوں کے لیے اگر وہ مسیحی ہیں تو مسیحی عقیدے کے مطابق، اگر وہ ہندو ہیں تو ہندو عقیدے کے مطابق یا ان کا کسی بھی مذہب سے تعلق ہے تو اس کے مطابق آپ مضامین کا بندوبست کریں اور اس کے لیے پنجاب کے تمام سکولوں میں اور تعلیمی اداروں میں آپ مسیحی تعلیم کے لیے ہمارے ٹیچرز رکھیں۔ کیونکہ اس ملک میں معاشی اور سماجی طور پر ہماری اقلیتیں پسماندگی کا شکار ہیں۔ یہ ہمارا بہت بڑا مسئلہ ہے کہ ہمارے لوگوں کو داخلہ نہیں ملتا۔ ہم چاہتے ہیں کہ تمام تعلیمی اداروں میں ہمارے لوگوں کے لیے کوٹہ مختص کیا جائے تاکہ کوٹہ کی بنیاد پر ہمارے لوگوں کا حق ان کو میسر آسکے تاکہ وہ بھی معیاری اور بہترین تعلیم حاصل کر سکیں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔

جناب پرویز رفیق: جناب سپیکر! ابھی تک میں نے اپنی بات کو ختم نہیں کیا۔

جناب سپیکر: براہ مہربانی آپ دو منٹ میں اپنی بات ختم کر لیں۔

جناب پرویز رفیق: جناب سپیکر! ہماری یہی گزارش ہے اور ہمارا حکومت اور آپ سے مطالبہ ہے کہ فوری طور پر ہمارے ادارے واپس کئے جائیں اور نصاب میں اخلاقیات کی بجائے ہمارے

عقائد کے مطابق تعلیم دی جائے، شکریہ۔

جناب سپیکر، محترمہ فرزانہ راجہ!

محترمہ فرزانہ راجہ، جناب سپیکر! آپ کا شکریہ کہ آپ نے مجھے موقع دیا۔ میں وزیر تعلیم، جو اس وقت گفتگو میں مصروف ہیں، کی توجہ چاہوں گی۔ میری بات یہ ہے کہ انہوں نے شہری علاقوں کی بات کی کہ شہری علاقوں میں سکولوں کی حالت زار ایسی ہے، تو آپ یہاں سے اندازہ لگا سکتے ہیں کہ جو دیہی علاقے ہیں ان کی حالت زار کیا ہو گی۔ کوئی بھی سکول جب بنایا جاتا ہے یا کھولا جاتا ہے تو وہاں پر بنیادی سہولتوں کی فراہمی ایک بہت ضروری چیز ہوتی ہے۔ بنیادی سہولتوں میں سکول کی بلڈنگ جس میں کمرے شامل ہوں اور سکول میں باتھ روم بہت ضروری ہیں اور خصوصی طور پر بچیوں کے سکول میں باتھ روم کا ہونا بہت ضروری ہے۔ پینے کا صاف پانی یہ بھی ایک ضرورت ہے۔ جناب والا! چونکہ میرا تعلق گوجر خان کے دیہی علاقہ سے ہے اور وہاں پر بہت سے سکولوں کو میں نے وزٹ کیا ہے، اس لیے میں آپ کو یہ بتاؤں گی اور آپ یقین کریں کہ وہاں پر مڈل اور ہائی سکولوں میں بچیوں کے لیے باتھ رومز نہیں ہیں اور چونکہ یہ ایک فطری عمل ہے اس لیے بچیوں کو باہر کھیتوں میں جانا پڑتا ہے اور بہت سارے لوگ اپنی بچیوں کو پانچویں جماعت کے بعد سکولوں سے اٹھا لیتے ہیں اور ان کو سکولوں میں نہیں بھیجتے کیونکہ وہ یہ چیز برداشت نہیں کر سکتے اور یہ چیز ہماری روایات کے خلاف ہے۔ اس طرح وہ بچیاں تعلیم سے محروم ہو جاتی ہیں حالانکہ ان کو تعلیم حاصل کرنے کا شوق ہوتا ہے۔ میں آپ کے توسط سے وزیر تعلیم کی خدمت میں گزارش کروں گی کہ بچیوں کے سکولوں میں ٹیچرز کے علاوہ بچیوں کو بھی باتھ روم کی سہولت فراہم کی جائے۔

جناب والا! ایک اور مسئلہ کی جانب میں آپ کی توجہ دلاؤں گی اور وہ ہے سکولوں کی اپ گریڈیشن، جناب والا! کئی سکول ایسے ہیں کہ جو ایک ایک سو سال سے جہاں پر تھے یا جس جگہ پر تھے خواہ وہ پرائمری تھے، خواہ وہ مڈل تھے ابھی تک وہ اسی جگہ پر ہیں۔ اس کی میں مثال دیتی ہوں کہ چک راجگاں جو میرا گاؤں ہے وہاں پر 1902 میں لڑکوں کا پرائمری سکول بنایا گیا تھا وہ اب پرائمری نہیں بلکہ میں یہ کہوں گی کہ وہاں بڑی ترقی ہوئی ہے کہ وہ پانچویں سے اب چار

جماعت تک کا ہو گیا ہے ۔ ایک جماعت اس میں کم ہو گئی ہے۔ اس کے علاوہ ایک اہم چیز ہے وہ یہ کہ ہائی سکولوں میں بچوں کو ووکیشنل ٹریننگ دینی چاہئے' خواہ وہ گرلز سکول ہوں یا بوائز سکول تاکہ جب مڈل اور میٹرک کے بعد ہمارے بچے کسی نہ کسی ہنر کے ساتھ سکول سے جب باہر آئیں گے تو روز گار تلاش کرنے میں ان کو آسانی ہوگی بہ نسبت اس کے کہ وہ ایک سادہ میٹرک کر کے آئیں کیونکہ یہاں پر سادہ گریجوایٹ اور ایم اے بھی بیٹھے ہوئے ہیں اور ان کو ملازمتیں نہیں ملتیں تو میٹرک والوں کو تو ملازمت ملنا ناممکن ہے۔ میں جناب وزیر تعلیم سے درخواست کروں گی کہ وہ اس پوائنٹ کو بھی نوٹ کریں اور بچوں کی ووکیشنل ٹریننگ پر توجہ دیں۔

جناب سپیکر، شکریہ' محترمہ قدسیہ لودھی !

محترمہ قدسیہ لودھی، شکریہ' جناب سپیکر! سب سے پہلے تو میں وزیر تعلیم کی اس بات پر توجہ دلانا چاہوں گی کہ پرائیویٹ سکولوں اور سرکاری سکولوں میں نصاب تعلیم ایک ہونا چاہئے ۔ اور medium of instruction should be according to the modern times اور modern times کے تقاضوں کے مطابق medium of instruction انگلش بنتا ہے ۔ ابھی یہاں پر لیڈر آف اپوزیشن نے کہا تھا کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تعلیم حاصل کرو چاہے تمہیں چین جانا پڑے اور وہ جانتے تھے کہ چین میں عربی نہیں پڑھائی جاتی' وہاں پر اسلام نہیں ہے ۔ اس وقت وہاں پر تاؤ ازم 'چاؤ ازم اور کنفیوشزم کا سیاسی فلسفہ چل رہا تھا۔ اس لیے آج کی اکیسویں صدی کے تقاضوں کے مطابق Language of Science and Technology and Medicine is English یہی میں آپ کومثال دیتی ہوں کہ اگر میٹرک تک ہی اردو میں تعلیم کر دی جاتی ہے تو طالب علموں کی بہت بڑی تعداد ایف ایس سی میں پری میڈیکل اور پری انجینئرنگ میں فیل ہو جائے گی کیونکہ وہاں پر تو سارے مضامین اردو میں نہیں ہوں گے ۔ نہ بیالوجی اردو میں ہوگی 'نہ کمسٹری اردو میں ہوسکتی ہے 'نہ فزکس اردو میں ہو گی ۔ اس لیے وزیر تعلیم سے میری درخواست ہے کہ medium of instruction should be English یہاں پر ایک اور بات بھی میں کرتی چلوں کہ سرکاری اور پرائیویٹ سکولوں میں نصاب تعلیم ایک ہونا چاہئے۔ میں یہاں آپ کو برطانیہ اور Ethens کی مثال دیتی ہوں جہاں پر پرنس آف ویلز پڑھتے

ہیں اس سکول اور کالج میں وہی نصاب تعلیم ہے جو کہ غریب یا عام آدمی کے لیے ہے جو امراء اور لارڈز کے سکولوں میں جانا afford نہیں کر سکتے۔ یہ نہیں ہے کہ ان سکولوں میں ملکہ الزبتھ اول پڑھتی رہی ہیں اور جہاں پرنس آف ویلز پڑھتے ہیں وہاں ملکہ الزبتھ دوم پڑھتی رہی ہیں تو پرائیویٹ اور سرکاری سکولوں میں نصاب تعلیم کا ایک ہونا بہت ضروری ہے اور اس طرح لوگ encourage ہوں گے ۔ اچھے کھاتے پیتے طبقہ کے لوگ بھی encourage ہوں گے کہ اپنے بچوں کو سرکاری سکولوں میں بھیجیں۔ کیونکہ ہمارے محترم ڈاکٹر عبدالسلام، جنہوں نے فزکس میں نوبل پرائز حاصل کیا ، انہوں نے انہی سرکاری سکولوں سے تعلیم حاصل کی تھی۔ پھر میں یہاں پر تربیت کے حوالے سے وزیر تعلیم سے درخواست کرنا چاہوں گی کہ طالب علموں کی تربیت، خاص طور پر پہلی جماعت سے لیکر پانچویں جماعت تک، بہت ضروری ہے اور ماضی میں تعلیم سے متعلق پالیسیاں اس لیے ناکام ہوتی رہیں کہ پرائمری کی ایجوکیشن تک نہ اساتذہ کی ٹریننگ پر توجہ دی جاتی ہے، نہ وہاں پر تربیت کا کوئی صحیح ماحول فراہم کیا جاتا ہے اور یہ وہ عمر ہوتی ہے جب بچہ بہت تیزی سے سیکھتا ہے۔ میں یہاں پر یہ بھی بتانا چاہوں گی کہ جاپان اور جرمنی جہاں شرح خواندگی سو فیصد ہے وہاں پر پرائمری سکولوں کے اساتذہ کی تنخواہیں یونیورسٹی کے اساتذہ سے زیادہ ہیں۔ اس بات پر بھی توجہ دی جائے کہ وہ پرائمری کو بہت زیادہ اہمیت دیتے ہیں۔ اس سلسلے میں دیہات میں ہمارے جو سکول ہیں یا remote areas میں ہمارے جو سکول ہیں وہاں ابھی تک وہی استاد چل رہے ہیں جو بچوں کو دو دونی چار پڑھا کر سو جاتے ہیں۔ لہٰذا اس طرف توجہ دی جائے ۔ ہمارے بے روزگار نوجوان لڑکے اور خاص طور پر لڑکیاں جو گھروں میں تعلیم حاصل کر کے بیٹھ جاتی ہیں۔انھیں ایسے مواقع فراہم کئے جائیں کہ وہ پرائمری سکولوں میں جائیں اور تعلیم دیں۔ چونکہ اس نوجوان طبقے نے نئے دور کے مطابق تعلیم حاصل کی ہوئی ہو گی اور یہ پرائمری سرکاری سکولوں میں بہتر تعلیم دے سکیں گے۔ میں آخر میں دو مختصر پوائنٹس کے ساتھ اپنی بات ختم کرتی ہوں۔پہلی بات یہ ہے کہ آپ کم از کم 15 سے 20 فیصد تک میرٹ پر emphasize کریں۔ زیادہ تر سکول بچوں کے داخلے میرٹ پر نہیں کرتے۔ ایسا سسٹم ہونا چاہئے کہ کم از کم 15 سے 20 فی صد تک بچے میرٹ پر داخل ہوں۔ اس کے علاوہ گھوسٹ سکولوں

پر خاص توجہ دی جائے۔ ان کی روک تھام کی جائے۔ صرف کاغذی کارروائی کر کے اساتذہ کے نام لکھ کر تنخواہیں وصول کر کے آپس میں تقسیم کر لی جاتی ہیں۔ میں وزیرتعلیم کی توجہ خصوصی طور پر گھوسٹ سکولوں کی طرف دلانا چاہوں گی۔

شیخ امجد عزیز : جناب سپیکر! میں وزیرتعلیم کی توجہ ملک میں اور صوبے میں قائم کالجز میں میرٹ پالیسی کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔ یہاں پر سپورٹس کی سیٹوں کو ختم کر دیا گیا ہے۔ کھلاڑیوں کو اب بالکل داخلہ نہیں ملتا۔ میں گزارش کروں گا کہ پاکستان میں کھلاڑیوں کے لیے سیٹیں دوبارہ بحال کی جائیں ۔ دوسری بات یہ کہنا چاہتا ہوں کہ پرنسپل صاحبان باہر بورڈ پر میرٹ لسٹ کچھ اور آویزاں کرتے ہیں اور اندر اپنے دفتر میں بیٹھ کر اپنے من پسند بچوں کو داخلہ دے دیتے ہیں۔ اس بارے میں وزیر صاحب ایک خصوصی کمیٹی تشکیل فرمائیں اور ایسی کالی بھیڑوں کی نشاندہی کرتے ہوئے انہیں ختم کیا جائے اور میرٹ پر آنے والے بچوں اور بچیوں کا مستقبل تباہ کرنے والوں کو یہاں سے نکالا جائے۔ اس کے علاوہ میرے حلقے کا سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے کہ جناب سٹیشن کمانڈر صاحب اور کنٹونمنٹ انتظامیہ نے 400 پرائیویٹ سکولوں کو نوٹس دے دیئے ہیں کہ وہ ان سکولوں کو کنٹونمنٹ کی حدود سے باہر لے جائیں۔ ان سکولوں میں تقریباً ہمارے 80 ہزار بچے زیرتعلیم ہیں ۔ میری گزارش ہے کہ اگر یہ چار سو سکول اسی مہینے اس علاقے سے نکال دیئے گئے ، جبکہ اس علاقے میں صرف چار یا پانچ سرکاری سکول ہیں جن کی حالت بھی انتہائی ناگفتہ بہ ہے، تو پھر وہاں پر کیا صورت حال ہو گی۔ لہٰذا میری گزارش ہے کہ اس سلسلے میں خصوصی توجہ دیتے ہوئے، کنٹونمنٹ انتظامیہ سے مل کر ایسا انتظام کیا جائے کہ جب تک حکومت اس سلسلے میں کوئی متبادل بندوبست نہیں کرتی ان سکولوں کو وہاں پر چلنے دیا جائے ۔

محترمہ خالدہ منصور : جناب سپیکر! شکریہ آپ نے مجھے اس معزز ایوان میں ایک اہم مسئلہ تعلیم کے بارے میں بات کرنے کا موقع دیا۔ پاکستان کی تعمیر و ترقی اس بات پر منحصر ہے کہ ہم اپنے لوگوں کو کتنا خواندہ کرتے ہیں اور اس کے لیے ہماری کیا جدوجہد ہے۔ اس ملک میں شعبہ تعلیم ایک ایسا شعبہ ہے جو کہ ہمیشہ سے ہی تجربات کی نظر ہوا ہے۔ ہر روز نئے نئے تجربات کئے جاتے ہیں لیکن اس سے ہمیں کچھ فائدہ حاصل نہیں ہوتا۔ وزیراعلیٰ صاحب نے میٹرک تک مفت

تعلیم کا اعلان کیا ہے۔ کیا ہی اچھا ہوتا کہ اگر اعلان کرنے سے پہلے ان تمام تعلیمی اداروں کا جائزہ لیا جاتا کہ کیا ہمارے یہ تعلیمی ادارے اس قابل ہیں کہ یہاں پر مفت تعلیم دی جا سکتی ہے یا نہیں؛ ایک سکول جس میں دو سو بچوں کے بیٹھنے کی گنجائش ہو' اگر وہاں ایک ہزار بچے آ جائیں تو آپ اندازہ لگائیں پھر کیا مفت تعلیم ہوگی؟ میں یہ کہوں گی کہ کہیں یہ تجربہ بھی پہلے تجربوں کی طرح ناکام نہ ہو جائے۔ اس لیے میری آپ سے یہ گزارش ہوگی کہ پہلے ان اداروں کو صحیح کیجیے۔ ہمارے ملک کی روایت ہے کہ ہم بولتے بہت زیادہ ہیں لیکن عمل کم کرتے ہیں۔ جب بجٹ کا موقع آتا ہے تو تعلیم جیسے اہم شعبے کے لیے ہم صرف اڑھائی فیصد بجٹ مختص کرتے ہیں جو کہ اونٹ کے منہ میں زیرہ والی بات ہے۔ لہٰذا میری گزارش ہو گی کہ بجٹ بناتے وقت خدارا! شعبہ تعلیم کو نظر انداز نہ کیجیے۔ اس کی اہمیت کا اندازہ کرتے ہوئے اس کے لیے خصوصی بجٹ مختص کیا جائے۔ میری دوسری گزارش یہ ہو گی کہ ہمارے سکولوں میں سائنس اور Math کے اساتذہ کی بہت کمی ہے۔ دیہاتی علاقوں میں تو نہ ہونے کے برابر ہے۔ شہری علاقوں میں بھی یہ سٹاف بہت کم ہے۔ اس کی وجہ سے ہمارے بچے سائنس اور Math صحیح طرح سے نہیں پڑھ سکتے۔ میں تیسری بات یہ کرنا چاہوں گی کہ ایک لڑکے کی تعلیم صرف ایک فرد کی تعلیم ہے جبکہ ایک بچی کی تعلیم ایک گھرانے کی تعلیم ہے۔ میری اس معزز ایوان سے گزارش ہو گی کہ اس سال میں بچیوں کی تعلیم کو ترجیح دیں اور کوشش کریں کہ ہم بچیوں کے تعلیمی ادارے زیادہ بنائیں' ان کو زیادہ سے زیادہ تعلیمی سہولتیں مہیا کی جائیں۔ محکمہ تعلیم کے حوالے سے میں نے ایک اور چیز محسوس کی ہے وہ یہ ہے کہ ہمارے سکولوں کی کارکردگی کم ہے اس لیے کہ وہاں صحیح monitoring نہیں ہے۔ اگر وہ ادارے لوکل باڈیز کے تحت ہیں تو ان کی بالکل کوئی نگہداشت نہیں ہوتی کہ وہاں بچوں کو استاد کس طرح پڑھا رہے ہیں۔ یہاں پر مجھ سے پہلے بھی بات کی گئی میں بھی اسے دہرانا چاہتی ہوں کہ پرائمری تعلیم پر توجہ دینا بہت ضروری ہے۔ یہی ہماری بنیاد ہے' جب بنیاد مضبوط نہ ہو گی تو پھر عمارت بھی کمزور ہو گی۔

جناب سپیکر! آج اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے میں وزیر تعلیم کے علم میں کالجز کے حوالے سے ایک اہم بات لانا چاہتی ہوں۔ میرا خیال ہے کہ پورے پنجاب میں ایسی ہی صورت

حال ہے ۔بہرحال میں اپنے شہر فیصل آباد کے حوالے سے بات کر رہی ہوں کہ کالجز کے لیے سالانہ گرانٹ جاری کر دی گئی ہے لیکن اس کے ساتھ ہی اکاؤنٹ ڈیپارٹمنٹ کو اس پر عمل کرنے سے منع کر دیا گیا ہے۔ اس کی وجہ سے کالجوں کے پرنسپل صاحبان کو بڑی مشکل پیش آ رہی ہے ۔ جن کالجوں کی بسیں ہیں وہ ان کے لیے ڈیزل نہیں خرید سکتے ۔ اس وجہ سے ان کالجز کی کارکردگی بری طرح متاثر ہو رہی ہے ۔ خدارا! اس جانب فوری توجہ دیں۔ میں آخری گزارش یہ کرنا چاہتی ہوں کہ خواتین کے کالجوں میں طالبات کی تعداد کی مناسبت سے سٹاف بالکل نہیں ہے۔ ہمارے فیصل آباد کے ایک کالج میں تقریباً سات ہزار طالب علم ہیں اور وہاں پر اڑھائی سو سٹاف ممبر ہیں۔ جبکہ اسی شہر میں ایک دوسرا کالج ہے جہاں طالب علم کی تعداد تقریباً چار سے پانچ ہزار تک ہے اور وہاں صرف پچاس سٹاف ممبرز ہیں۔ ایک کالج میں ایک مضمون کے لیے چھ سٹاف ممبرز ہیں جبکہ دوسرے کالج میں اسی مضمون کے لیے صرف ایک ٹیچر ہے ۔ آپ جانیے کہ ایک ٹیچر تو پچاس طالب علموں کو پڑھانے جبکہ دوسرے کالج کے پروفیسر بیس بیس طالب علموں کو پڑھائیں تو پھر ایک جیسا معیار کیسے رہے گا۔ خدارا! اس طرف توجہ دیں' شکریہ۔

جناب سپیکر: شکریہ محترمہ! اب تقریباً چار بج چکے ہیں' اگر آپ سب مناسب سمجھیں تو وقت آدھ گھنٹہ یا ایک گھنٹہ کے لیے بڑھا دیا جائے۔

آوازیں : وقت ایک گھنٹہ کے لیے بڑھایا جائے۔

جناب سپیکر : ٹھیک ہے۔ وقت مزید ایک گھنٹہ کے لیے بڑھایا جاتا ہے ' اجلاس پانچ بجے تک جاری رہے گا۔

راجہ محمد شفقت خان عباسی، جناب سپیکر! شکریہ کہ آپ نے تین سے چار اور چار سے پانچ بجے تک ٹائم extend کیا۔ ہم انتہائی اہمیت کے حامل معاملے پر بات کر رہے ہیں۔ شاید ہمارے اس طرف بیٹھنے والے دوست bore ہو رہے ہیں اس لیے آپس میں باتیں کر رہے ہیں۔

آوازیں، ہم تو آپ کے لیے بیٹھے ہیں۔

راجہ محمد شفقت خان عباسی، جی' آپ کی بہت مہربانی کہ آپ ہم پر احسان کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر، آرڈر پلیز۔

راجہ محمد شفقت خان عباسی، جناب والا! میں آج کے حوالے سے وزیر تعلیم کو مبارک باد پیش کرتا ہوں کہ میرا حلقہ پی پی (1) ہے اور اس اجلاس کا پہلا دن ہی ایجوکیشن سے شروع ہورہا ہے اور کیبنٹ کے پہلے اجلاس میں جو میٹرک تک مفت تعلیم کا ریلیف دیا ہے اللہ کرے کہ وہ اسی طرح ثابت بھی ہو۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہمارے وزیر تعلیم کے جوان اور dynamic ہونے کے حوالے سے مجھے اور اس ہاؤس کو ان سے بہت سی امیدیں وابستہ ہیں۔ اس لیے کہ ہم سمجھتے ہیں کہ تعلیم کی اہمیت سب سے زیادہ ہے۔ اگر ہم تعلیم کے معاملات کو ٹھیک چلا سکے تو یقیناً ہمارا ملک بھی ترقی کرے گا۔ یقیناً اس صوبے میں امن و امان کے حالات بہتر ہوں گے۔ یقیناً اس ملک اور اس صوبے میں جو دہشت گردی کی لہر آئی ہوئی ہے وہ بہتر ہو گی۔ میں اس حوالے سے یہ بھی امید کرتا ہوں کہ جس طرح ماضی میں اعلانات ہوتے رہے، پرائم منسٹر کے لٹریسی پرو گرام کا اعلان ہوا تھا، کریش لٹریسی پرو گرام، مسجد مکتب پرو گرام اس طرح کے اعلانات کی شکل میں ان کی جو تعلیمی پالیسی ہے ان کے سلیبس کو review کرنے کے لیے پہلے بھی بہت کام ہوئے ہیں۔ جن کی پالیسیاں بنتی رہیں، سیمینار ہوتے رہے، وہ سب کے سب فائلوں کی زینت بنتے رہے لیکن عملی اقدامات نہ ہو سکے۔ اللہ نہ کرے کہ یہ معاملہ بھی اس طرح ہو۔ جناب والا! اس حوالے سے مجھے یہ بھی قوی امید ہے کہ جس طرح ماضی میں گھوسٹ سکولوں کا پتہ کرانے کے لیے، جو جعلی ٹیچر تنخواہیں لے رہے تھے ان کا پتا کرانے کے لیے افواج پاکستان کی مدد لی گئی۔ امید ہے اس دفعہ اس چیز کو بھی مد نظر رکھیں گے۔ اس زمانے میں جو رپورٹس بنائی گئی تھیں کہ ہزاروں کے حساب سے جعلی سکول detect ہوئے تھے۔ ہزاروں کے حساب سے جعلی ٹیچر پکڑے گئے تھے، جو تنخواہیں لے رہے تھے، اس معاملے کو بھی لے کر آگے چلیں اور اس میں جو مثبت معاملات ہیں ان پر نظر رکھیں۔

جناب والا! روز روز تعلیمی پالیسی بنانا، روز روز نصاب تبدیل کرنا بھی ٹھیک بات نہیں long term policies ہونی چاہئیں تاکہ بار بار معاملات خراب نہ ہوں۔ اس حوالے سے جیسے راولپنڈی میں پرانے صدر ہاؤس کو convert کر کے خواتین کی فاطمہ جناح یونیورسٹی بنائی گئی تھی، اسی طرح میں سمجھتا ہوں کہ پنجاب کے دل لاہور میں گورنر ہاؤس بہت بڑے ایریا میں بہت بڑی بلڈنگ ہے۔ اس کو convert کر کے اسے خواتین یونیورسٹی کا درجہ دیا جائے اور گورنر ہاؤس کو کسی اور جگہ منتقل کیا جائے اگر لاہور میں ایک اور خواتین یونیورسٹی گورنر ہاؤس میں ہو تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہو گا۔ میں وزیر تعلیم کی توجہ دلاؤں گا کہ یورپ اور دوسرے تمام ممالک میں سب سے زیادہ عزت، توقیر اور احترام اساتذہ کا ہوتا ہے۔ اس لیے جب تک ہم اساتذہ کی

عزت میں اضافہ نہیں کریں گے، ان کو آسودہ حال نہیں کریں گے ان کی تنخواہوں کے معاملات ٹھیک نہیں کریں گے تو وہ صحیح طریقے سے تعلیم deliver نہیں کر سکیں گے لیکن آج افسوس اور دکھ کی بات ہے کہ پچھلے تین سالوں سے ہمارے اساتذہ کرام میں بے چینی کی لہر پیدا ہوئی ہوئی ہے۔ اسی شہر لاہور میں اسی مال روڈ پر ہم نے اپنے اساتذہ جو قوم کے معمار ہوا کرتے ہیں، جن کے ہاتھوں میں پوری نسل ہوتی ہے ان پر لاٹھی چارج ہوتے دیکھا۔ مجھے یقین ہے کہ وزیر تعلیم ان کے تمام معاملات کو جو بورڈ آف گورنرز کے حوالے سے، کنٹریکٹ پر تعیناتیوں کے حوالے سے ان کے جو concern ہیں ان کو redress کریں گے۔ میری بہن فرزانہ راجہ نے ٹھیک کہا کہ ضرورت اسی بات کی ہے۔ چونکہ میرا تعلق مری سے ہے اس لیے میں پورے دعوے اور وثوق سے کہتا ہوں کہ پورے پنجاب میں سب سے زیادہ پسماندہ تحصیل کوٹلی ستیاں ہے جہاں آج بھی ڈگری کالج نہیں ہے۔ صرف ایک انٹر کالج ہے اور بعض یونین کونسلوں میں تو بچیوں کا کوئی تعلیمی ادارہ ہی نہیں ہے۔ پرائمری تک بھی بچیوں کے لیے تعلیم نہیں ہے۔ اس لیے ضرورت اس بات کی ہے کہ جو زیادہ پسماندہ علاقے ہیں وہاں تعلیم کے لیے کچھ نہ کچھ کیا جائے۔

جناب والا! بوٹی مافیا کے معاملات پر بہت شور و واویلا ہوتا رہا۔ سابقہ دور میں سابق وزیر اعلیٰ شہباز شریف صاحب نے بوٹی مافیا میں کمی کرنے کے لیے خود امتحانی سنٹروں پر چھاپے مارے اور اس چیز کی حوصلہ شکنی ہوتی رہی۔ اس کے علاوہ تعلیمی معاملات میں accountability کا بھی خیال رکھیں کیونکہ یہاں accountability زیادہ نہیں ہے اس لیے اگر پچھلے پانچ سال کے میٹرک اور ایف اے کے رزلٹ دیکھیں جو دس اور پندرہ فی صد سے بھی کم ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ جن سکولوں کے رزلٹ بالکل زیرو یا دس فی صد سے کم ہیں ان کے خلاف محکمہ تعلیم ضرور کارروائی کرے۔ باقی دوستوں نے کہا کہ لارڈ میکالے کا نظام تعلیم، میں سمجھتا ہوں کہ اگر لارڈ میکالے یہ نظام نہ دے جاتا تو جو آج ہمارے ملک میں تھوڑی بہت تعلیم ہے شاید یہ بھی نہ ہوتی کیونکہ ہم تو آج بھی اس بحث میں لگے ہوئے ہیں کہ مخلوط تعلیم ہونی چاہئے یا نہیں ہونی چاہئے۔ بہت مہربانی، بہت نوازش۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ چوہدری کامران صاحب!

جناب علی عباس: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی شاہ صاحب!

جناب علی عباس، جناب والا! کل کا ایجنڈا موصول ہوا ہے اس پر صبح 9 بجے کا ٹائم دیا ہوا ہے۔ میری درخواست ہے کہ 10 بجے کیا جائے۔ آج بھی کورم پورا نہیں ہوا تھا۔

جناب سپیکر، 10 بجے کا ٹائم ہے۔

جناب علی عباس، جناب والا! 9 بجے کا لکھا ہوا ہے۔

جناب سپیکر، میرے پاس جو ہے اس پر 10 بجے ہے' آئندہ ذرا احتیاط کیا کریں۔ جی چودھری صاحب!

چودھری محمد کامران علی خان، شکریہ' جناب سپیکر! آج اسمبلی میں ایجوکیشن کے حوالے سے جو موضوع discuss کیا گیا' بنیادی طور پر میرا تعلق دیہاتی علاقے سے ہے اس لیے میں اس حوالے سے چند گزارشات وزیرتعلیم کے گوش گزار کرتا ہوں۔ ہمارے دیہاتی علاقوں میں بہت سی جگہوں میں' بہت سے دیہات میں جو جگہیں کمیونٹی نے donate کی ہیں' وہاں پر سکول تعمیر نہیں ہو سکے۔ اس حوالے سے وزیر تعلیم سے یہ گزارش ہے کہ وہ shelterless سکول جہاں کمیونٹی نے جگہ دی ہوئی ہے' وہاں پر تعمیر کرنے کا ایک انقلابی قدم اٹھائیں۔ اس حوالے سے جہاں پر پہلے سے سکول موجود ہیں بالخصوص پرائمری اور ہائی سکول۔ پرائمری سکولز جو دیہات میں ہیں ان کی پوزیشن یہ ہے کہ وہاں پر کلاس روم نہیں ہیں اگر ہیں تو دو یا تین سے زیادہ نہیں ہیں۔ ان کو بھی facilitate کیا جانا چاہئے اور سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے کہ دیہات کے ہائی سکولوں میں سائنس ٹیچرز نہیں ہیں' لیبارٹریز نہیں ہیں' تو میں وزیر تعلیم سے اس ہاؤس کے توسط سے یہ درخواست کروں گا کہ کم از کم ہائی سکولز کے اندر سائنس ٹیچرز' سائنس لیبارٹریز' لائبریری اور سپورٹس کا سامان مہیا کیا جائے۔ کیونکہ ہمارے دیہات کے سکولوں میں بھی ہر سکول میں تین تین' چار چار لاکھ روپے کا فنڈ بنک میں پڑا ہوا ہے اس کو بھی استعمال کیا جائے۔

جناب والا! اس حوالے سے میرا تیسرا پوائنٹ یہ ہے کہ ملازمتوں پر پابندی کی وجہ سے ہمارے دیہات کے سکولوں میں عرصہ درازسے درجہ چہارم کی اسامیاں تقریباً پندرہ سال سے خالی پڑی ہوئی ہیں۔ منسٹر صاحب سے یہ بھی گزارش ہے کہ صوبے کے اندر سکولوں میں درجہ چہارم کی بھرتی پر پابندی اٹھا دی جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ گورنمنٹ پر بھی جو بے روز گاری کا پریشر ہے اس میں بھی کچھ نہ کچھ کمی کے چانسز ہیں' شکریہ۔

جناب سپیکر، شکریہ۔ چودھری اصغر علی گجر صاحب!

چودھری اصغر علی گجر، بسم اللہ الرحمان الرحیم ٥

بہت بہت شکریہ جناب سپیکر ! انتہائی اہم موضوع پر آج یہ بحث ہو رہی ہے ۔ مجھ سے پہلے میرے بہت سارے ممبر دوستوں نے، جنہوں نے اس بات پر اظہار خیال کیا اور بہت مفید باتیں کیں ۔ لیکن میرا معاملہ اس سے بڑا الگ ہے ۔ میرے نزدیک علم جاننے کا نام ہے اور حقیقتوں کو جاننے کا نام ہے اور جہالت حقیقتوں کو نہ جاننے کا نام ہے ۔ اور حقیقتیں کیا ہیں ؟ حقیقتیں میرے نزدیک مختصرلفظوں میں اگر میں بات کروں تو حقیقت اللہ اور اس کے نبی کی اطاعت کا نام ہے اور اللہ کی مخلوق کی خدمت کا نام ہے ۔ یہ حقیقتیں ہیں اور جس علم نے کسی انسان کو ان دو باتوں سے آشکارا کر دیا کہ وہ اللہ اور اس کے نبی کی اطاعت بھی کرے اور اللہ کی مخلوق کی خدمت بھی کرے، وہ تو علم کہلائے گا ۔ اورجوعلم ان سے نا آشنا رہا، ان سے دور رہا وہ جہالت کہلائے گا اور وہ علم اس دنیا کے اندر موجود ہے اور میرے نزدیک پنجاب کے اندر ، پاکستان کے اندر پوری دنیا کے اندر اگرکوئی بگاڑ موجود ہے تو علم کے نہ ہونے کی وجہ سے ہے ۔ کاش کہ دنیا حقیقی علم سے آشنا ہوتی تو یہ سکون سے ہمکنار ہوتی ۔ یہاں آشتی اور امن ہوتا ۔ پنجاب کے اندر بھی ، پورے پاکستان کے اندر بھی اور پوری دنیا میں بھی۔ موجودہ علم نے ہمیں ممبر اسمبلی تو بنایا ، ہمیں وزراء تو بنایا، وزیراعلیٰ تو بنایا، وزیراعظم بھی بنایا لیکن افسوس کہ ہمیں انسان ہونے کے ناتے سے بہت دور رکھا ۔ آپ نے دیکھا کہ اس علم نے انسانوں کو بڑے حلقوں سے ممبر تو بنا دیا اور بہت بڑے بڑے انسان بہت طاقت ور لوگ میر جعفر اور میر صادق تو بنے سلطان ٹیپو نہ بن سکے ۔ یہ علم کی قلت تھی ، یہ لوگ علم سے ناآشنا تھے ۔ آپ نے دیکھا کہ علم کے نہ ہونے کی وجہ سے کفر کے سامنے بڑے بڑے جرنیل سجدہ ریز ہو گئے ۔ یہ علم کے نہ ہونے کی مہربانیاں تھیں ۔ کاش کہ انہیں علم ہوتا۔

ایک معزز رکن، جناب والا شام کا وقت ہے پہلے ہی ٹائم بہت زیادہ ہو گیا ہے ۔ ایجوکیشن پر کوئی تجاویز دیں ۔ ہمیں بھی پتا ہے اسلام کا---

جناب سپیکر ، شکریہ۔ آپ تشریف رکھیں ۔

چودھری اصغر علی گجر ، یہی تو مجھے کہنا ہے کہ میری بات در اصل مرکزیت سے بہت دور ہے اس کو سمجھنے کے لیے دل بھی چاہئے اور دماغ بھی چاہئے۔ میری اس بات کی مرکزیت کو

سمجھیں کہ یہ علم سے نا آشنائی ہے کہ آپ علم کی بات نہیں سن رہے ۔ کاش کہ آپ علم سے ہم کنار ہوتے تو خدا کی قسم علم ان بزدل جرنیلوں کو پیدا نہ کرتا ۔ ایک بلال حبشی جو معمولی سا انسان تھا اس کے پاس چند دنوں کا علم تھا ' تربیت تھی پوری دنیا کے ظلم و ستم بھی اس کو اپنے راستے سے نہ ہٹا سکے ۔ لوگو! بھائیو! یہ علم ہی ہے کہ اگر ہم نے علم کو سیکھ لیا' علم کو پالیا تو یقین کرو ان ایوانوں کے اندر سے بھی حق اٹھے گا' پنجاب کے اندر سے بھی حق اٹھے گا' پاکستان پوری دنیا کی رہنمائی کرے گا' امامت کرے گا' اور یہ علم ہی کی برکت سے ہوگا۔ اگر علم کو نہ سمجھ سکے تو یقیناً ہم اندھیروں میں بھٹکے رہیں گے ۔ ڈگریاں کیا دیتی ہیں' ڈگریاں ہمیں کچھ نہیں دیتیں ۔ لوگ خوش ہوتے ہیں کہ ہمارے پاس ڈگریاں ہیں لیکن ڈگریوں سے انسان کچھ نہیں پاسکتا۔ تربیت چاہئے' تربیت must ہے ۔ جس قوم کے اندر تربیت ہوگی وہ قوم یقیناً پوری دنیا کی رہنما ہوگی ۔

میں وزیر موصوف سے یہ بات کرتا ہوں کہ قوم کو ڈگریاں دینے کی بجائے تربیت کی طرف لے کر آؤ۔ اگر آپ نے قوم کو تربیت دی تو قوم کا چھوٹا سا بچہ بھی ایک بہترین انسان ہوگا' اور دنیا اس پر فخر کرے گی۔ ہم تو دنیا میں پیدا ہی اس لیے ہوئے ہیں کہ دنیا ہم پر فخر کرے' ہم دنیا کے رہنما بنیں لیکن کس سے بنیں گے؟ تعلیم سے بنیں گے؟ تربیت سے بنیں گے لہذا تعلیم کا قبلہ درست کر لو۔میں آپ کو اس بات کی گارنٹی دیتا ہوں کہ انشاء اللہ آپ دنیا کے امام ہوں گے اور دنیا آپ کے پیچھے ہوگی ۔ اس لیے میں مختصر سے وقت میں آپ کو یہ مشورہ دیتا ہوں کہ آپ سے کچھ بھی نہ بن پائے گا' کچھ بھی نہ ہوگا۔ آپ ایسا کریں کہ اگر آپ اور کچھ بھی نہ کر سکیں تو کم از کم ایک پیریڈ' پرائمری سکول سے لے کر کالجوں تک' 45 منٹ کا ایک پیریڈ ایسا رکھو جو صبح کے وقت ایک پروفیسر طلباء کو تربیت کے حوالے سے طالب علموں کو ذہنی تیاری کے لیے لیکچر دے تاکہ لوگ قومی بنیں' اسلامی بنیں' مسلمان بنیں؛ پاکستانی بنیں۔ یہاں پر ہم نہ پوری طرح مسلمان ہیں نہ ہم پوری طرح پاکستانی ہیں ۔ جو چیز ہم دیکھتے ہیں اپنے لیے حاصل کرتے ہیں ' اسلام کو بھی پیچھے ڈال دیتے ہیں پاکستان کو بھی پیچھے ڈال دیتے ہیں' قوم کو بھی بیچ ڈالتے ہیں اور سب کا سب اپنی ذات کے لیے کرتے ہیں۔ تو میں یہ چاہوں گا کہ اگر

آپ تربیت کا سلسلہ کالجوں اور سکولوں کے اندر شروع کریں تو انشاء اللہ یہاں پر بہترین قوم پیدا ہو گی اور خاص طور پر بچیوں کے لیے تربیت کا خاص اہتمام کریں۔ اگر ہماری بیٹیاں اچھی تربیت یافتہ ہوں گی تو ان کی گود کے اندر ایک بہترین قوم پلے گی، پروان چڑھے گی اور ہم دنیا میں قابل عزت اور قابل محترم قوم کا نمونہ بن کر سامنے آئیں گے۔

جناب سپیکر: شکریہ، چودھری صاحب۔

سید عبدالعلیم شاہ: جناب والا وقت کی قلت کی وجہ سے اور بہت ساری باتیں ہونے کی وجہ سے میں فروعی باتوں کی طرف جانے کی بجائے محترم سپیکر صاحب اور وزیر اعلیٰ پنجاب کا مشکور ہوں، کیونکہ سب سے اہم بات یہ کہ آج کا ہمارا اجلاس باقاعدہ طور پر ایجوکیشن کے حوالے سے ہے اور ہم نے تمام ادوار دیکھے ہیں۔ چونکہ میرا ماضی میں تعلق سٹوڈنٹس پالیٹیکس سے رہا ہے اور میں نے ایک تنظیم کا سنٹرل پریذیڈنٹ رہ کر ایک تنظیم کی آرگنائزیشن کی ہے۔ اس لیے ایجوکیشن سے میرا گہرا تعلق رہا ہے اور اس حوالے سے میں تعلیمی خرابیوں کو بڑے قریب سے جانتا بھی ہوں اور ان کو محسوس بھی کرتا ہوں۔ اس لیے میری گزارش یہ ہے اور یہ fact بھی ہے کہ کوئی بھی قوم دنیا میں اس وقت تک ترقی نہیں کر سکتی جب تک اس قوم کا تعلیمی نصاب بہتر نہیں ہو گا۔ ہماری قوم نے 54 سال میں باتیں کی ہیں عمل نہیں کیا۔ اس میں جو بھی سیاست دان آیا ہے اس نے کوشش کی ہے changes لانے کے لیے لیکن اس ملک کی بیورو کریسی جو ایک ایلیٹ کلاس بن جاتی ہے اس نے اس change کے اندر ہماری شرکت کو برداشت نہیں کیا۔ اور وہ ایلیٹ کلاس اس ملک کے ایجوکیشن سسٹم کو change اس لیے نہیں ہونے دیتی کہ ان کے بچوں کو ذہنی طور پر یہ بتایا جاتا ہے کہ you are superior to them کہ وہ اس ملک کے، اس معاشرے کے superior ہیں، اس لیے بیورو کریسی جو ہے وہ کسی بھی سسٹم کو کامیاب نہیں ہونے دیتی خاص طور پر ایجوکیشن سسٹم کو اور وہ ہر جگہ پر رکاوٹیں پیدا کرتی ہے۔ وزیراعلیٰ پنجاب صاحب! ہمارا حکومتی پارٹی سے تعلق بھی ہے اور اگر وزیر تعلیم صاحب واقعی اس بارے میں اپنی قوم کے ساتھ اور ملک کے ساتھ مخلص ہیں۔ تو میری ان سے چند ایک گزارشات ہوں گی۔ جب سابقہ حکومت تھی تو میں نے ایک ایجوکیشن بنکنگ سسٹم دیا

تھا جس میں جعلی ڈگریاں' وہ سٹوڈنٹس' وہ ٹیچرز جو پاکستان سے تعلیم حاصل کرنے کے بعد باہر چلے جاتے تھے اور یہاں کا سرمایہ باہر لے جاتے تھے' جعلی ڈگریوں کے حوالے سے جو ہماری بدنامی پوری دنیا میں ہوئی اب چونکہ ایجوکیشن بلڈنگ سسٹم کے حوالے سے بات کرنے کا ٹائم نہیں ہے اس لیے وہ میں وزیر تعلیم صاحب کے سامنے گوش گزار کروں گا۔ ایجوکیشن کے حوالے سے تین باتیں بڑی اہم ہیں۔

نمبر 1' کیا سپیکر صاحب! کبھی آپ نے محسوس کیا کہ وہ بچہ جو صبح پاؤں میں پھٹی ہوئی جوتی اور بستہ ڈال کر بس سٹاپ پر کھڑا ہوتا ہے اور اسی جیسا ایک بچہ کار کے اندر فراٹے بھرتا ہوا چلا جاتا ہے۔ تو ہم اپنی قوم کی کیا خدمت کر رہے ہیں؟ اور اس بچے کی ذہنی اور نفسیاتی حالت کیسی ہے' کبھی ہم نے محسوس کیا؟ آج تک ہم نے یہ محسوس نہیں کیا کہ اس بچے کی ذہنی نشوو نما میں کیا تبدیلی آئی ہے۔ ایچیسن کالج کے اندر چیف منسٹر صاحب جائیں گے' کوئی بھی جائے' دو کروڑ کا اعلان۔ کیا اسی طرح مزنگ کے اندر کسی سکول کے اندر یا ڈیرہ غازی خان جو میرا حلقہ ہے وہاں پر کسی سکول کے اندر کسی گورنر وزیراعلیٰ نے دو کروڑ کا اعلان کیا؟ کوئی نہیں کرے گا۔ اگر ہم نے قوم اور ملک کی خدمت کرنی ہے اور ہم واقعی خدمت کرنا چاہتے ہیں' اپنی قوم کو ایک ٹریک پر لانا چاہتے ہیں' جس کا وعدہ جنرل پرویز مشرف صاحب نے بھی کیا ہے۔ اب کب تک ہم اپنے ملک میں تجربات کرتے رہیں گے۔ اس لیے ایجوکیشن پالیسی کے لیے یا تو ایسی قانون سازی کی جائے کہ یہ اسمبلی ایجوکیشن پالیسی کے حوالے سے جو بل پاس کرے گی پندرہ سال تک یا بیس سال تک کوئی آگے آ کر اس کو تبدیل نہیں کرے گا۔ اگر 19 مہینے کے بعد دو سال کے بعد یہ دوبارہ اسمبلی ٹوٹنی ہے' تین سال کے بعد ٹوٹنی ہے' پانچ سال کے بعد ٹوٹنی ہے تو پھر قوم کا' ہمارا اور ملک کا وقت اور پیسہ ضائع کرنے کا کیا فائدہ؟ ایک تو یہ بات طے کریں کہ قانون سازی جو ہو گی وہ مستقل بنیادوں پر ہو گی۔ ایجوکیشن کے حوالے سے چند ایک تجاویز ہیں کہ ٹریفک سائنز دنیا کے کسی بھی ملک میں آپ چلے جائیں یہ اس ملک کی ترقی کا ایک اہم حصہ ہیں اور ہمارے ہاں ٹریفک سائنز کا توڑنا ایک وتیرہ اور ایک شان ہے۔ میں وزیرتعلیم سے یہ گزارش کروں گا کہ بچے کے ذہن میں

جب بچہ پرائمری ایجوکیشن کے لیے سکول میں جائے وہ تعلیم کے ساتھ ساتھ جو ٹریفک سائنز ہیں اس کے حوالے سے بھی اس کو بتایا جائے پوری دنیا کے اندر یہ چیز موجود ہے ۔ میں نے خود USA کی یونیورسٹی میں سٹڈی کیا ہے ۔ ٹریفک سائنز سے ضبط ، صبر جیسی چیز اس کے اندر آتی ہے ۔

دوسری تجویز یہ ہے کہ آپ ایک فیصلہ کرلیں کہ پورے ملک میں ایک سن میں پڑھنے والے بچے، بھکر اور ڈیرہ غازی خان کی آخری نکر میں پڑھنے والے بچے کی یونیفارم ایک ہو۔ ایک سن میں پڑھنے والا بچہ خدا کی محبت کا اتنا ہی حق دار ہے جتنا ایک سرکاری سکول میں پڑھنے والا بچہ خدا کی محبت کا حق دار ہے۔ آپ نصاب کا بھی فیصلہ کر لیں کیونکہ ہم اب میکالے کا نصاب پڑھا رہے ہیں۔ آخر پچھلی اسمبلیوں نے اس کا کیوں احساس نہیں کیا۔ ہم کب تک اپنی قوم اور ملک کا پیسہ اور ٹائم ضائع کریں گے، یہاں پر بیٹھ کر باتیں کریں گے، گفت و شنید اور برخاست کریں گے۔ ساہی صاحب! آپ بھی ایک process سے آئے ہیں اور میں بھی ایک process سے آیا ہوں۔ ہم نے زندگی کی بنیادی ضرورتوں کو بہت قریب سے دیکھا ہے۔ آج اسی حوالے سے ہماری صورت حال یہ ہے کہ ہم نے "سب سے پہلے پاکستان" کا نعرہ دیا اور آج امریکہ ہمیں آنکھیں دکھا رہا ہے۔ آج ہم اپنے زمینی حقائق کو قریب سے محسوس نہیں کر رہے، چاہے وہ اپوزیشن ہے چاہے وہ حکومتی پارٹی ہے۔ یہ ایک وقتی فرق ہے لیکن بحیثیت قوم اور بحیثیت مسلمان تو ہم ایک ہیں۔ ہم یہاں سے باہر جائیں گے ہمارے گریبان ایک، ہماری مائیں ایک، ہماری بہنیں ایک، ہماری عزتیں ایک ہیں، ہمارا احترام ایک ہے۔ میری آپ سے گزارش یہ ہے کہ آج ایک فیصلہ کریں کہ آپ اسلامی اقدار کے مطابق پالیسیاں بنائیں گے۔ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ہمیں جو دین دیا ہے اس دین کی سرپرستی میں چلتے ہوئے اور جیسے چین کا ذکر کیا گیا لہٰذا ترقی کے لیے انگلش بھی ضروری ہے لیکن دوہرا معیار انسان کی زندگی کو توڑ دیتا ہے۔ آپ ٹرین کو ایک ٹریک پر ہی چلائیں گے کیونکہ آپ اسے دو دو یا تین تین ٹریکس پہ نہیں لے جا سکتے۔

جناب سپیکر! ایجوکیشن کے حوالے سے ایک اور تجویز یہ ہے کہ اس وقت اساتذہ کرام معاشرے کے سب سے کمترین آدمی بن چکے ہیں۔ ہمارے دور میں ہماری جرأت نہیں ہوتی تھی کہ استاد کے سامنے ہم بات کر سکیں۔ آپ آج استاد کو اٹھارہ سو یا تین ہزار تنخواہ دے کر اٹھارہ سو کلومیٹر دور پھینک دیتے ہیں تو وزیر صاحب! آپ اس سے کیا توقع رکھیں گے کہ وہ آپ کو کیا

دے گا۔ آپ نے پرائیویٹ سکولز کی اتنی بھرمار کی ہوئی ہے کہ آپ کے پاس اس کا کوئی چیک اینڈ بیلنس سسٹم ہی نہیں ہے۔ جس کے پاس ازھائی مرنے کا گھر ہے اس نے سفیدی کی اور اسے ڈویژنل پبلک سکول بنا دیا' اسے کیڈٹ سکول بنا دیا' اسے گریژن سکول بنا دیا۔ پندرہ روپے پچیس روپے فیس رکھی اور وہاں سکول چلانا شروع کر دیا۔ ہم وہاں سے کیا قوم کے معار پیدا کریں گے۔ وزیر تعلیم صاحب! مہربانی کرکے پرائیویٹ سکولز کی پالیسی پر نظر ثانی کریں۔ میں یہ تجویز پیش کروں گا کہ جس طرح ارکان اسمبلی ایک سرکاری سکول کو اپنے حلقے میں چیک کر سکتے ہیں اسی طرح ارکان اسمبلی پرائیویٹ سکول کے معیار کو بھی چیک کریں۔
پرائیویٹ سکول والوں نے اپنی مرضی سے نصاب بنایا ہوا ہے۔ لہذا یونیفارم اور نصاب ایک ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر! میں خود بھی انجینئر کالج سے related ہوں لیکن میں آپ سے گزارش کروں گا کہ حکومت پنجاب ایچی سن کالجز کو مزید دو چار کروڑ کی گرانٹ دینے کی بجائے وہ گرانٹ عام پرائمری سکولز کو دی جائے اور بڑے سکولز پر گرانٹس کی پابندی لگا دی جائے کیونکہ وہ پہلے ہی establisded ہیں۔

جناب سپیکر! میں آخر میں آپ سے بات کروں گا کہ سکولز کے معیار کو بہتر بنانے کے لیے مقامی صنعت کار' مخیر حضرات اور این جی اوز کے تعاون سے آپ ایک پالیسی بنائیں کہ ایک ایک سکول' ایک ایک اچھے معزز آدمی کے حوالے کیا جائے کہ آپ اس کو renovate کریں۔ ہر شہر میں ایسے ہزاروں مخیر حضرات موجود ہیں جو اس کار خیر میں حصہ لینا چاہتے ہیں لیکن انہیں اعتماد نہیں کیونکہ ہم ہر سطح پر اپنی قوم کا اعتماد کھو چکے ہیں۔ میں آپ سے یہ بھی گزارش کروں گا کہ آپ نے سلسلہ شروع کیا ہے کہ ایک ایک این جی او کو چالیس چالیس سکول دے دئیے ہیں۔ آپ اس پر بھی تھوڑی سی نظر ثانی کریں۔ وزیر اعلیٰ صاحب نے فری ایجوکیشن کے حوالے سے جو فیصلہ کیا ہے ہم اس کی تائید بھی کرتے ہیں اور اس کو خوش آئند بھی قرار دیتے ہیں۔

آخر میں' میں سب سے کہوں گا کہ بحیثیت قوم آج ایک فیصلہ کر کے اٹھیں کہ یہ اسمبلی تعلیم کے بارے میں جو قانون سازی کرے گی آئندہ آنے والے پندرہ سال میں چاہے' ہم ہوں یا نہ ہوں' مکمل بحث کے بغیر اسے کوئی تبدیل نہ کر سکے۔
جناب سپیکر، شکریہ۔ ڈاکٹر اسد معظم صاحب۔

ڈاکٹر اسد معظم، جناب سپیکر! میں اپنے معزز دوست کی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے عرض کرنا چاہوں گا کہ جیسے انہوں نے فرمایا کہ جتنے بڑے تعلیمی ادارے ہیں جیسے اسچیسن وغیرہ ہیں۔ ایسے بڑے اداروں کو گرانٹس بھی دی جاتی ہیں اور فنڈز بھی دیئے جاتے ہیں اور دیہاتوں کے چھوٹے سکولوں کو اگر کبھی کسی وزیر اعلیٰ نے گرانٹ دی ہے تو وہ دس ہزار یا بیس ہزار سے زیادہ کبھی نہیں دی جاتی۔ اب ایک نیا نظام متعارف کرایا گیا ہے۔ اس نظام کے تحت یونیورسٹیوں میں اور ایسے اداروں میں جہاں پر کوئی سفیر یا وزیراعلیٰ وزٹ کرتے ہیں۔ وہاں بورڈ آف گورنرز بنائے گئے ہیں اور بورڈ آف گورنرز کے لحاظ سے میں عرض کرنا چاہوں گا کہ اگر آپ فیصل آباد میں ہی دیکھیں تو بورڈ آف گورنرز میں میاں محمد حنیف صاحب انڈسٹریلسٹ، میاں محمد لطیف صاحب انڈسٹریلسٹ، میاں جاوید اقبال صاحب انڈسٹریلسٹ، شیخ مختار احمد صاحب انڈسٹریلسٹ، میاں محمود اکبر صاحب انڈسٹریلسٹ۔ یہ پانچ بورڈ آف گورنرز کے رکن بنے اور پانچوں انڈسٹریلسٹ، کیوں؟ اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ اس کالج میں منسٹرز آتے ہیں اور وہ وزٹ کرتے ہیں اور یہ انڈسٹریلسٹ اس بورڈ آف گورنرز میں ہوتے ہوئے صرف یہ چاہتے ہیں کہ ان کے وزیر اعلیٰ کے ساتھ اور وزراء کے ساتھ اس پلیٹ فارم سے تعلقات بنیں۔

جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ اگر بورڈ آف گورنرز بنایا ہے تو کسی محلے کے سکول میں بھی جائیں اور اگر ان لوگوں کو بورڈ آف گورنرز بنتا ہو تو یہ کسی محلے کے سکول کے بھی بورڈ آف گورنرز بنیں اور انہیں فنڈز دیں۔ میں پچھلے دنوں دھند کے دوران اپنے علاقے کے ایک سکول میں گیا۔ اس سکول میں کوئی چھت نہیں تھی اور بچے اپنے گھروں سے اینٹیں لا کر ان اینٹوں کے اوپر درخت کے نیچے اوس میں بیٹھے تھے۔ اس سکول کے بورڈ آف گورنرز کا کوئی ممبر نہیں بنتا، کیوں؟

جناب سپیکر! میں اپنے اس دوست حلیم شاہ کی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے کہوں گا کہ اگر میرے حلقہ انتخاب کا کوئی سکول مجھے بھی دیں تو میں اس میں نہ صرف یہ کہ کتابیں مفت دوں گا بلکہ اس کے سٹینڈرڈ کو بھی اپنی جیب سے elevate کروں گا۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں اسی بات سے یہ کہوں گا کہ محلوں اور کالونیز کے سرکاری سکولوں کے بورڈ آف گورنرز بنائے جائیں۔ ایسے مخیر حضرات اس کے بورڈ آف گورنرز کے ممبر بنیں جو کہ واقعتاً درد دل رکھتے ہیں اور اپنے علاقے کے لوگوں کی ترقی چاہتے ہیں۔ یہاں میں اپنے وزیرتعلیم صاحب کو مخاطب کروں گا کہ جب لینن نے ایسٹرن یورپ کو فتح کیا تو اس نے ایک بات کہی

تھی۔اس نے کہا کہ If you want to keep a nation in ditch, don't educate them.

تو جناب والا! آپ کے پاس وہ منسٹری ہے اور آج ہماری قوم کی اکثریت بدقسمتی سے آج بھی ditch میں ہے۔ آپ کے پاس وہ منسٹری ہے کہ شاید آپ اپنے کام سے اس قوم کو اس ditch سے باہر نکال سکیں۔ مگر اس کے لیے ہمیں آپ کی، آپ کے ساتھیوں کی اور حکومتی پارٹی کی sincere efforts چاہئیں اور میں آپ کو اپوزیشن کے behalf پر اور گو اس وقت میرے قائدین موجود نہیں ہیں میں ان کے behalf پر آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ آپ جہاں پر کوئی مثبت قدم اٹھائیں گے ہم سب آپ کا ساتھ دیں گے۔

میں اس سلسلے میں یہ بھی کہنا چاہوں گا کہ ہم آج دسویں کی تعلیم کو مفت کرنے کی بات کر رہے ہیں اور دوسری طرف یہ بات بھی کر رہے ہیں کہ لاہور کے 604 سکولوں میں بجلی نہیں ہے۔ شاید آپ کو پتا ہو کہ امریکہ نے ایک قانون پاس کیا ہے اور یورپ میں یورپین یونین نے بھی پاس کیا ہے جسے انھوں نے Social Action Programme 8000 کا نام دیا ہے۔ اس پروگرام کے مطابق وہ صرف ان ملوں سے کپڑا خریدیں گے، صرف ان ملوں سے مال خریدیں گے جہاں کا ہر ملازم نہ صرف اٹھارہ سال سے بڑا ہو بلکہ اس کی کم از کم تعلیمی قابلیت میٹرک ہو۔ ان حالات میں تعلیم مفت دینا کوئی احسان نہیں، تعلیم دینا کوئی انہونی بات نہیں۔ یہ کام 1973 میں میرے قائد جناب ذوالفقار علی بھٹو صاحب نے بھی کیا تھا۔ آپ نے صرف اس کو repeat کیا ہے اور اس کے لیے ہم آپ کو praise کرتے ہیں۔ مگر اس میں جو بات اہم ہے وہ اس پر صحیح عملدرآمد ہے کہ آپ اس پر کیسے عملدرآمد کرتے ہیں۔ ایک طرف تو آپ کہتے ہیں کہ ہمارے پاس فنڈز نہیں ہیں۔ اگر فنڈز نہیں ہیں تو وہ لوگ جو کہ واقعتاً درددل رکھتے ہیں ان لوگوں کو سامنے لے کر آئیے۔ ہر ایم پی اے کی اور ہر ایم این اے کی ڈیوٹی لگائیے کہ وہ اپنے حلقے سے ایسے لوگوں کا انتخاب کرے اور جیسا کہ آپ نے یونیورسٹیوں کے اور کالجوں کے بورڈ آف گورنرز بنائے ہیں اسی طرح وہ اپنے علاقے میں ہر سکول کے لیے زیادہ سے زیادہ کام کر سکیں اور ان سکولوں کے بورڈ آف گورنرز بنائیں۔

میں ایک بات اور کہنا چاہوں گا کہ ایک طرف تو آپ اساتذہ کی تنخواہوں کی

بات کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ گورنمنٹ کے پاس فنڈز نہیں کہ ان کی تنخواہیں بڑھ سکیں اور دوسری طرف جب آپ پنجاب یونیورسٹی میں میجر جنرل ارشد کو لا کر اسے وائس چانسلر مقرر کرتے ہیں تو اس کی ڈیڑھ لاکھ روپیہ تنخواہ مقرر کرتے ہیں۔ مجھے بتائیے کہ اس ڈیڑھ لاکھ میں کتنے اساتذہ کا بھلا ہو سکتا ہے۔ اس کے بعد اس کے نیچے جو کرنل رجسٹرار کے طور پر رکھتے ہیں اس کو بھی آپ ایک لاکھ روپیہ تنخواہ دیتے ہیں۔ یہ تو ان کی تنخواہیں ہیں' اس کے علاوہ ان کے جو سیکرٹریٹ ہیں' جو ان کی کاریں ہیں' جو ان کے آٹھ آٹھ کنال کے بنگلے یونیورسٹیوں میں ہیں' ان کے واجبات موجودہ حکومت ادا کرسکتی ہے تو ایک وہ استاد جو کہ ماں کے پیٹ سے جنم لینے والے ہر بچے کا قائد ہے' بچہ پہلی چیز ماں کی گود سے سیکھتا ہے اور دوسری چیز اپنے اس استاد سے سیکھتا ہے۔ جس کو آپ کھانے کو نہیں دے سکتے۔ اگر آپ واقعتاً اس قوم سے ہمدردی رکھتے ہیں تو خدارا یہ جو پانچ لاکھ گنتی کے لوگ ہمارے سر پر سوار ہیں۔ 571 سول سروسز کی posts پر جرنیل اور کرنیل بیٹھے ہیں' ان کو یہاں سے نکال باہر کیجیے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ آپ کی مہربانی۔

ڈاکٹر اسد معظم: جناب! جب بھی فوج کی بات آتی ہے' آپ مہربانی کہتے ہیں۔ آج میں بولوں گا یا آپ میری بات سنیں گے یا مجھے اٹھا کر باہر پھینک دیجیے۔ دونوں میں سے ایک بات ہو گی۔

جناب سپیکر: پلیز میری بات سنیں۔ میں بھی آپ کی بات سنوں گا۔ آپ کو پتا ہے کہ آپ نے کتنے منٹ بات کی ہے۔ سب دوستوں کو میں دس دس منٹ ٹائم دے رہا ہوں۔ آپ مہربانی سے اسے ایک منٹ میں ختم کریں۔

ڈاکٹر اسد معظم: جی میں ایک منٹ میں wind up کر رہا ہوں۔ وہ جو میجر جنرل ہیں اور جیسا کہ فیصل آباد میں بھی آپ نے الائیڈ ہسپتال میں کسی میجر جنرل کو appoint کر دیا ہے' سر! مجھے خطرہ ہے کہ کل کو سپیکر کی سیٹ پر بھی کوئی لیفٹیننٹ جنرل بیٹھا ہوگا اور وہیں سے لا کر آپ کو وزیراعلیٰ اور سپیکر کی appointments کرنی پڑیں گی۔ تو

خدارا! ایسا نہیں ہے' ایسا بالکل نہیں ہے کہ صرف فوج میں ہی عقلمند لوگ جنم لیتے ہیں' عوام میں بھی عقلمند لوگ جنم لیتے ہیں۔ آپ تاریخ اٹھا کر دیکھ لیجیے کہ کبھی بھی کسی قوم میں کوئی turning point آیا ہے تو وہ کسی فوجی کی طرف سے نہیں' ہمیشہ کسی سویلین کی طرف سے آیا ہے' بہت بہت شکریہ۔

جناب سپیکر: بہت مہربانی شکریہ' جناب عامر عثمان عادل صاحب۔

جناب عامر عثمان عادل: نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم ٥ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٥

قابل احترام جناب سپیکر! ہمارے لیے یہ لمحات بڑی خوشی کا باعث ہیں کہ تعلیم کا قلمدان ایک ایسی شخصیت کو ملا ہے جو روشن خیال' پڑھی لکھی اور درد دل رکھنے والی شخصیت ہے۔ میاں صاحب کو مخاطب کر کے یہ کہنا چاہوں گا کہ 1947 سے لے کر آج تک تعلیمی پالیسیاں بنتی رہیں ہیں لیکن ہمارا المیہ کیا تھا۔ ہمارا المیہ صرف اتنا تھا کہ:۔

ڈھونڈنے والا ستاروں کی گزر گاہوں کا
اپنے افکار کی دنیا میں سفر کر نہ سکا
اپنی حکمت کے خم و پیچ میں الجھا ایسا
آج تک فیصلہ نفع و ضرر کر نہ سکا

میاں صاحب! آپ کے گوش گزار یہ ٹھوس حقیقت کرنا چاہوں گا کہ ہمارے وطن میں جو پالیسی بنتی ہے تو عجلت میں کیوں بنا کرتی ہے۔ پالیسی بنانے سے پہلے اس پر ضروری ہوم ورک کیوں نہیں ہوا کرتا۔ اس کی مثال دیتا ہوں کہ وطن عزیز میں صوبہ پنجاب میں نویں کلاس کا امتحان بورڈ کے تحت لینے کا فیصلہ کیا گیا لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ پالیسی میکرز نے اور پالیسی سازوں نے یہ فیصلہ تو رائج کر دیا لیکن مارکیٹ میں کتابیں مہیا نہیں کیں نئے نظام کے تحت۔ کتنے مہینے گزر گئے لیکن بچوں کو کورس نہیں ملا۔ اساتذہ اس کورس کو کیا پڑھائیں گے۔ کتنی عجلت میں سارا نظام مرتب کیا گیا اور کتنی تاخیر کے ساتھ ان کے لیے نمونے کے question papers مہیا کیے گئے۔ اگر پالیسی اس طرح بنائی جائے گی اور اس طرح عجلت میں پالیسی کا نفاذ کرایا جائے گا تو ہم اس کا رزلٹ کیا دیکھ سکیں گے۔

میں دوسری مثال دوں گا کہ جو جائزہ ٹیسٹ کا نظام رائج کیا گیا ہے۔ اس پر بھی کوئی ضروری ہوم ورک نہیں کیا گیا ہے۔ اساتذہ کی ضروری تربیت پہلے سے نہیں کی گئی ہے۔ آج تک اساتذہ ٹامک ٹوئیاں مارتے پھرتے ہیں کہ ان کو ابھی تک اس نظام کی سمجھ نہیں آ رہی تو آج کے اس ایوان میں موقع کو غنیمت جانتے ہوئے، جناب سپیکر! میں وزیر تعلیم کے گوش گزار کرنا چاہوں گا کہ کم ازکم آج ہم یہاں سے یہ کام کر کے اٹھیں کہ کوئی بھی پالیسی بنے تو اس کے لیے ضروری انتظامات ہم نے کئے ہوں، اور ہوم ورک کیا ہو تو پھر ہم دیکھیں گے کہ کتنی جلدی ہمیں اس کے اچھے رزلٹ ملنا شروع ہو جائیں گے۔ اور دوسری اہم بات وزیر تعلیم صاحب کے گوش گزار کرنا چاہوں گا کہ ہر برس جب بچے امتحانات سے فارغ ہوا کرتے ہیں تو والدین کے لیے جو مسئلہ سوہان روح ہوا کرتا ہے، نصاب کی تبدیلی کا، کتابیں بدل دی جایا کرتی ہیں۔ حالانکہ تبدیلی، نصاب کی تبدیلی نظر نہیں آتی، صرف کتابوں کے اوراق کے رنگ بدل دیے جاتے ہیں ان کا باہر کا سرورق بدل دیا جاتا ہے اور والدین عذاب میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ انھیں اپنے بچوں کے لیے ہر برس کتابیں خریدنے پر سینکڑوں روپے خرچ کرنے پڑتے ہیں اور مارکیٹ میں کتابیں بھی اتنی تاخیر سے آیا کرتی ہیں، اس کا ذمہ دار کون ہے۔ میں چاہوں گا کہ اس برس کم از کم پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ کو اس بات کا پابند کیا جائے کہ وہ مارکیٹ میں بروقت بچوں کو نصاب مہیا کرے۔ میاں صاحب ایک اور بات آپ کے گوش گزار کرنا چاہوں گا کہ خواتین اس ملک کی آبادی کا ایک بڑا حصہ ہیں۔۔۔

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

اس سے بھی بڑی بات یہ کہ ہمارے دیہات میں ہماری بچیاں صلاحیتوں میں کسی طور بھی کسی سے کم نہیں ہیں۔ ان کی بھی آرزو ہے کہ وہ سائنس کی تعلیم حاصل کریں۔ وہ بھی چاہتی ہیں کہ انفارمیشن ٹیکنالوجی کی تعلیم حاصل کریں۔ لیکن افسوس اس بات کا ہے کہ دیہات میں نہ تو تعلیمی اداروں میں سائنس کا نصاب رائج ہے اور نہ وہاں سائنس پڑھانے کے لیے اساتذہ کا انتظام ہے۔ میاں صاحب کم از کم اتنا کر دیجیے کہ

دیہات کی بچیوں کو بھی سائنس پڑھنے کی سہولت مہیا کر کے اس صدی میں زندہ رہنے کا حق دے دیجیے۔ میاں صاحب آپ کی یہ پالیسی مفت تعلیم دینے کی جو حکومت نے رائج کی ہے بلاشبہ سراہے جانے کے قابل ہے لیکن میں آپ سے عرض کرنا چاہوں گا کہ ہم بھوکے رہ لیں گے، ہم پیاس برداشت کر لیں گے لیکن کیا میاں صاحب آج بھی میرے دیہات کے بچوں کا مستقبل درختوں کے نیچے بیٹھ کر صرف ٹوٹی ہوئی قلموں کے ساتھ تختیاں لکھنا ہی ٹھہرا۔ آپ کم ازکم اتنا کر دیجیے کہ ہمیں بے شک دوپہر کا کھانا نہ دیجیے، دیہات کے سکولوں میں بچوں کو کمپیوٹر کی تعلیم مہیا کر دیجیے۔ لیکن دیہات کے بچوں کو بھی کمپیوٹر کی تعلیم اور ضروری سازوسامان مہیا کر کے اکیسویں صدی کے تقاضوں سے ہم آہنگ ہونے کا موقع دے دیجیے۔

جناب سپیکر! آخری بات! اس ایوان کو غنیمت جان کر یہ کہنا چاہوں گا کہ میرا تعلق ضلع گجرات کے اس علاقے سے ہے جس نے خاندانی اور خونی دشمنیوں کے حوالے سے عالمگیر شہرت حاصل کی ہے اور اس المیہ کی وجہ کیا ہے کہ یہ خون کیوں ہوئے ہیں، مائیں اپنے جگر گوشوں سے محروم کیوں ہوئی ہیں؛ تعلیم کی کمی کی وجہ سے۔ اپنے علاقے میں تعلیم کا حال عرض کروں تو دل خون کے آنسو روتا ہے کہ میرا گاؤں کوٹلہ عرب علی خان سو دیہات کا مرکز ہے اور 1947ء سے پہلے وہاں بوائز مڈل سکول تھا۔ بچیوں کا ایک سکول ہے جہاں سو دیہات کی بچیاں رخ کیا کرتی ہیں۔ جناب وزیر تعلیم صاحب! اس کی حالت زار دیکھیے کہ سو دیہات میں ایک ہائر سیکنڈری سکول ہے اور چودہ سو بچیاں زیر تعلیم ہیں۔ فرسٹ ایئر میں دو سو بچیاں پڑھتی ہیں اور بیس بچیاں کلاس میں کھڑی ہو کے تعلیم حاصل کر رہی ہوتی ہیں۔ میاں صاحب! ہم اپنے حلقے کے لیے نہ آپ سے سڑکیں مانگتے ہیں، نہ آپ سے کوئی اور سہولت حاصل کرتے ہیں کم ازکم آپ ہمارے حلقے کو بچیوں کے لیے ڈگری کالج دے دیجیے۔ ہمارے حلقے کے لوگوں کو تعلیمی ادارے دے دیجیے۔ تاکہ آئندہ وہاں خاندانی دشمنی کا قلع قمع ہو جائے اور آنے والے دور میں ہماری نسلیں علم کے زیور سے آراستہ ہو کر اس خاندانی دشمنیوں کے سلسلے کو ختم کر سکیں۔ میں امید کروں گا کہ جناب وزیر تعلیم نہایت دردمندی کے ساتھ ان

ضروری مسائل پر غور کریں گے اور صرف باتیں نہیں ہوں گی بلکہ ایسی پالیسی مرتب کی جائے گی کہ وطن عزیز میں آنے والا دور صحیح معنوں میں تعلیمی انقلاب کا دور ہو گا۔ شکریہ۔

محترمہ صباء صادق، اگر آپ مجھے اجازت دیں تو میں بیان کروں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی کریں۔

محترمہ صباء صادق، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○ جناب والا! آج چونکہ ایجوکیشن کے حوالے سے بحث تھی میں سمجھتی ہوں کہ ہمارے لیے یہ انتہائی اہم اور قومی تعمیر و ترقی کا حصہ تھا جس کے لیے ہم نے اپوزیشن کی طرف سے قوم کے لیے اور ملک کی ترقی و تعمیر کے لیے حصہ ڈالنا ضروری سمجھا۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ پاکستان کے آئین میں fundamental rights کا جو chapter ہے اس میں ایجوکیشن کے حوالے سے ہر شہری کو fundamental right کے طور پر علم حاصل ہونا لازمی ہے۔ چونکہ باتیں بہت ہو چکیں اس لیے میں زیادہ detail یا بحث میں نہیں جاؤں گی۔ میرے باقی معزز ممبران ساتھی اور بہنوں نے بڑی اچھی تجاویز دیں۔ کچھ چیزیں ایسی تھیں جو lack کر رہی تھیں اور چونکہ میں خود پارلیمنٹ کی ایک خاتون ممبر ہوں تو میں خواہش کروں گی کہ میں ان خواتین کی نمائندگی کروں اور ان بہنوں کے لیے تعلیم کے آسان حصول اور ان کے door step کے مواقعوں کے لیے جدوجہد کرتے ہوئے منسٹر ایجوکیشن کو میں کچھ تجاویز دوں۔ میں گزارش کرنا چاہوں گی کہ سب سے پہلے جو discrimination یعنی طبقاتی نظام تعلیم ہے اس کو بلاشبہ ہم ختم نہیں کر سکتے۔ کیونکہ اس کے لیے پورا ایک سرکل اور ایک generation ہمیں چاہیئے تو discrimination کو اور طبقاتی نظام تعلیم کو کم کرنے کے لیے اس کا فاصلہ گھٹایا جائے۔ جیسے میرے بھائی اور بہنیں ایچیسن اور ایم سی پرائمری سکولز کا موازنہ کر رہے تھے میں خود ایک دو بار لاہور ایجوکیشن کمیٹی کی چیئرپرسن رہی ہوں۔ میں نے ان سکولز کے لیے بہت study کیا ہے۔ میں گزارش کروں گی کہ طبقاتی نظام تعلیم کو کم سے کم کیا جائے۔

دوسری سب سے بڑی چیز یہ ہے کہ کوئی بھی حکومت' چاہے وہ آمر ہو یا ڈیموکریٹک ہو' اس وقت تک کامیاب نہیں ہو سکتی جب تک پورے عوام اس کے ساتھ مل کر کسی منصوبے کو' کسی پراجیکٹ کو کامیاب بنانے کے لیے جدوجہد نہ کریں۔ اس کے لیے میں درخواست

کروں گی کہ این جی اوز سیکٹر کو آپ فراموش نہ کریں۔ این جی اوز سیکٹر کو ساتھ لے کر چلیں۔ این جی اوز اس وقت ملک میں بہت اچھا اور تقریباً 50 فیصد ترقیاتی کام حکومت کے parallel کر رہی ہیں۔ اس میں آپ کا development 'ہیلتھ' self financing اور آپ کا ایجوکیشن بھی ہے۔ آپ فوری طور پر این جی اوز کا ڈیٹا collect کریں۔ جو این جی اوز ایجوکیشن پر کام کر رہی ہیں ان کی collaboration کے ساتھ دوردراز تک جہاں تک ممکن ہو سکے سکول بنائے جائیں اور جن سکولوں کی حالت بہتر کرنی ہے ان کو بہتر کرنے کے لیے آپ ان کی مدد لیں۔ اسی طرح آپ اپنے ایریاز سے donors لیں' جو آپ کے ساتھ مل کر چلنے کو تیار ہیں اور بالخصوص foreign donors کو آپ ایجوکیشن کی طرف لے کر آئیں۔ ایک بہت مشہور فلسفی کا مقولہ ہے کہ "تم مجھے ایک پڑھی لکھی ماں دو میں تمہیں ایک پڑھی لکھی قوم دوں گا" تو یہ مقولہ بڑا صحیح اور درست ہے۔ ہمیں بالخصوص خواتین کی تعلیم پر توجہ دینی چاہئے اور موجودہ حالات کے مطابق ٹیکنیکل تعلیم کی بہت ضرورت ہے۔ جناب سپیکر! میں خود ایک practising وکیل ہوں اور اس وقت لاہور میں practice کر رہی ہوں۔ میں family matters کا کام کرتی ہوں اور میں نے یہ دیکھا ہے کہ وہ خواتین violence میں پستی ہیں خواہ وہ domestic violence ہو خواہ social harassment ہو' جن کا تعلیمی معیار کم ہے' جن کے پاس وسائل نہیں ہیں' جو معاشی طور پر بہت down trodden ہیں۔ تو خواتین کو اچھی تعلیم بالخصوص ٹیکنیکل ایجوکیشن اور میں چاہوں گی کہ مڈل سے لے کر upward ڈگری تک ٹیکنیکل ایجوکیشن دی جائے۔

جناب سپیکر! میرا صرف ایک پوائنٹ ہے کہ ایک بہت اچھی چیز جو بھی گئی تھی وہ self financing تھی میں ذاتی طور پر self financing کے داخلے کے خلاف ہوں۔ کیونکہ جہاں ہم میرٹ بناتے ہیں وہاں self financing پر لاکھ ڈیڑھ لاکھ روپیہ فیس دے کر امراء کے جو بچے میرٹ پر نہیں آتے وہ admissions لے لیتے ہیں' اس طرح حقداروں کا حق مارا جاتا ہے۔ دوسری چیز این سی سی اور وومن گارڈ کو بند کر دیا گیا ہے۔ این سی سی ٹریننگ کو دوبارہ بحال کیا جائے اس سے جو بچے میڈیکل میں جاتے ہیں ان کو بیس فیصد marks ملتے ہیں اور اس کے علاوہ طالبعلموں میں ایک discipline قائم ہوتا ہے۔ اس کو بند ہوئے تقریباً تین چار سال ہو گئے

ہیں۔ میں گزارش کروں گی کہ دوبارہ این سی سی اور وومن گارڈ کی ٹریننگ کو شروع کیا جائے، شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ محترمہ، آپ تشریف رکھیں۔ جی جلال دین ڈھکو صاحب!

ملک جلال دین ڈھکو: بسم اللہ الرحمن الرحیم o شکریہ جناب سپیکر! تعلیم کی بات کرنے سے پہلے میں ایک request بھی کروں گا کہ جناب کیلئے ٹیریا کا بندوبست کرا دیں کیونکہ شام کے پانچ بجے تک بیٹھنا پڑتا ہے۔ سب سے پہلے پنجاب کے وزیر اعلیٰ کو، جنہوں نے میٹرک تک تعلیم مفت کی ہے اس کے لیے وہ یقیناً مبارک باد کے مستحق ہیں، میں ان کو مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ کیونکہ 80 فیصد کے لگ بھگ آبادی دیہاتوں میں بستی ہے اور دیہاتی لوگ ہی زیادہ تر ان پڑھ ہوتے ہیں۔ چونکہ دیہاتوں میں زیادہ تر پرائمری، مڈل اور ہائی سکولز ہیں، اس بات کو یقین کے ساتھ قائم کر لیا جائے کہ دیہاتوں میں لڑکوں کو پرائمری سکول تک مفت تعلیم کے ساتھ ساتھ سکولوں میں جبری داخل کیا جائے تاکہ وہ تعلیم حاصل کر سکیں ساتھ ساتھ ان کا چیک اینڈ بیلنس بھی کیا جائے۔ دیہاتوں میں جو لڑکے پڑھتے ہیں اساتذہ ان پر محنت نہیں کرتے، اساتذہ اپنے کاموں میں مست رہتے ہیں۔ وہ مقامی لوگ ہوتے ہیں اور میں اس بات کا بھی قائل ہوں کہ مقامی اساتذہ کو کم از کم اپنے گھر سے پانچ دس منٹ کے فاصلے پر پڑھانا چاہئے۔ اپنے گھروں میں پڑھانے والے اساتذہ بچوں کو تعلیم دینے کی بجائے اپنا کام کرواتے ہیں۔ تعلیم چونکہ بہت بڑا محکمہ ہے اور ایک مثال بھی ہے کہ "بے علم ناتواں خدارا شناخت" ہمارا ملک 1947ء سے بنا ہے اب تک تعلیم کی وہی ratio آ رہی ہے جو 1947ء میں تھی۔ اس ratio کو بڑھانے کے لیے اگر ہماری حکومت یا ہمارا جو آج کل set up چل رہا ہے میں کہتا ہوں کہ اگر یہ پانچ یا دس فیصد ہی اضافہ کر دیں تو یہ بہت بڑا قدم ہوگا۔ وزیر تعلیم جوان آدمی ہیں یہ محنت کریں، کوشش کریں۔ ان کا فیلڈ کا عملہ سارا دن دفتروں میں بیٹھا چائے پیتا ہے۔ یہ فیلڈ کے عملے کو حکم دیں کہ کم از کم ہفتے میں ایک دن دفتروں میں بیٹھیں اور چھ دن سکولوں کا دورہ کریں اور اس بات کو یقینی بنائیں کہ سکول میں اساتذہ بیٹھتے ہیں یا نہیں بیٹھتے۔ یہ دیہاتوں میں ایک بہت بڑا مسئلہ ہے۔ میرے حلقے میں بھی اور دوسروں میں بھی 50 سے 60 فیصد سکولوں میں عملہ موجود نہیں ہے۔ میں ایک سکول کی نشاندہی کرتا ہوں۔ میرے حلقے میں 112/9/L ہائی سکول ہے وہاں پر تین سال

سے ہیڈ ماسٹر موجود نہیں ہے۔ سائنس ٹیچرز بھی موجود نہیں ہیں۔ دیہاتی سکولوں میں اس یقین کے ساتھ کوشش کی جائے کہ پڑھانے والا عملہ مکمل ہو، موجود ہو اور فیلڈ کا عملہ بھی ان کو آ کر چیک کرے۔ انشاء اللہ تعالیٰ میں یہ یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ ہمارے وزیراعلیٰ نے اور ہم سب نے مل کر، اکٹھے ہو کر میٹرک تک تعلیم مفت کرنے کا جو فیصلہ کیا ہے اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس حکومت کے لیے یہ بہت بڑا credit بھی ہو گا۔ ہمارے ملک پاکستان کے لیے بھی بہت اچھا قدم ہو گا اور ہماری مسلم لیگ کے لیے بھی اچھا ہو گا۔ میں وزیر تعلیم کو اس بات پر stress کروں گا کہ ان کا عملہ دفتروں میں بیٹھنے کی بجائے فیلڈ میں جائے اور دیہاتوں میں جن سکولوں میں اساتذہ کی کمی ہے وہاں پر وہ کمی پوری کی جائے، اساتذہ پورے کئے جائیں اور یقیناً میٹرک تک تعلیم پر زور دیا جائے۔ ایچیسن کالج کو چھوڑیں، بڑے کالجز کو چھوڑیں وہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ٹھیک چل رہے ہیں۔ بنیادی تعلیم پر زور دیا جائے۔ آپ سب دیکھ لیں کہ دیہاتوں میں لوگ بھوکے بھی ہیں، غریب بھی ہیں اور کمزور بھی ہیں وہ لوگ اپنے بچوں کو پڑھا نہیں سکتے۔ دوسرے نمبر پر میں یہ بات کروں گا کہ نصاب تعلیم بھی بدلا جائے۔ جو آج کل نصاب چل رہا ہے۔ (قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: آرڈر پلیز! آپ تشریف رکھیں۔ ڈھکو صاحب آپ مختصر بات کریں۔

ملک جلال دین ڈھکو: جناب والا! میرا دوسرا پوائنٹ یہ ہے کہ نصاب تعلیم بدلا جائے---(قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: آرڈر پلیز۔ ایک لحاظ سے اپوزیشن کا یہ حق ہے کہ وہ بحث کریں۔ آپ تھوڑی دیر بات کر لیں تا کہ ان کو موقع مل جائے۔ آج عام بحث ان کے لیے ہے اور وہ سیر حاصل بحث کر لیں۔ جی ڈھکو صاحب آپ مختصر کریں۔

ملک جلال دین ڈھکو: جناب والا! نصاب تعلیم بھی بدلنا نہایت ضروری ہے۔ میں وزیر تعلیم سے گزارش کروں گا کہ یہ چھوٹے چھوٹے بچے دس دس بیس بیس سیر کے بستے اٹھائے پھرتے ہیں ان بستوں کو ختم کیا جائے، نصاب تعلیم تبدیل کیا جائے۔ بیٹھ کر ایک پالیسی وضع کی جائے اور دیہاتوں میں بسنے والے جو لوگ ہیں ان کو کم از کم میٹرک تک ان تعلیمی اداروں

میں داخل کیا جائے۔ اب میں اجازت چاہوں گا، شکریہ۔

محترمہ عابدہ جاوید: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی میں آپ کو ٹائم دیتا ہوں، براہ مہربانی ایک منٹ ٹھہریں۔ جی۔ امتیاز گل صاحب آپ بات کریں۔

جناب جہانزیب امتیاز گل: جناب والا! میں نے بہت ساری باتیں کرنی تھیں لیکن مجھے اس بات کا انتہائی افسوس ہے کہ میں نے ان تعریفوں والے آخری پندرہ منٹ میں سے اپوزیشن سے وقت کی درخواست کی جبکہ میں پہلے اپنا نام لکھوا چکا تھا۔ احتجاجاً میں کہتا ہوں کہ آپ کی تعلیمی پالیسی بہت اچھی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی عابدہ جاوید صاحبہ! آپ بات کریں۔

محترمہ عابدہ جاوید: بہت شکریہ جناب سپیکر! میں یہاں پر آپ کو دو تجاویز دینا چاہتی ہوں کہ سالانہ نتیجہ کے بعد ہمارے بچے جب تعلیم سے فارغ ہوتے ہیں ان کی تمام کتابیں سکول میں رکھ لی جائیں اور اگلے سال ان بچوں کو کتابیں اچھی حالت میں رکھنے پر پانچ نمبر اضافی دیئے جائیں۔ میری دوسری تجویز یہ ہے کہ غریب بچوں کی تعلیم کے لیے زکوٰۃ میں سے آدھی رقم مختص کر دی جائے۔ تا کہ غریب بچے زیادہ سے زیادہ تعلیم حاصل کر سکیں۔ ان کو کتابیں مفت ملیں۔ زکوٰۃ کے پیسے تعلیمی انقلاب کے لیے مختص کئے جائیں اس کے علاوہ میرا سب سے اہم پوائنٹ یہ ہے کہ انگلش کو ہم بہت زیادہ اہمیت دیتے ہیں، ہم اپنی قومی زبان کو اہمیت نہیں دیتے۔ جو ہماری عربی زبان ہے اس کو بھی پہلی جماعت سے لازمی قرار دیا جائے۔چونکہ ہم مسلمان ہیں اور اسلامی جمہوریہ پاکستان کے رہنے والے ہیں تو کیوں نہ عربی زبان کو لازمی قرار دیا جائے۔ اگر ہم انگلش کے لیے کہہ سکتے ہیں تو عربی کے لیے بھی کہہ سکتے ہیں۔

جناب سپیکر! تیسری بات یہ ہے کہ ٹاؤن شپ جو کہ ایشیاء کی سب سے بڑی رہائشی سکیم ہے وہاں پر گرین ٹاؤن اور ٹاؤن شپ میں ایک بھی گرلز کالج نہیں ہے۔ آپ اس کو دیکھیں اور یہ وہاں کے لوگوں کا مطالبہ ہے۔ وہاں کی بچیاں تعلیم حاصل کرنا چاہتی ہیں اور اس سلسلہ میں ان کو بہت دور جانا پڑتا ہے جس وجہ سے وہ اپنی تعلیم حاصل کرنے سے قاصر ہیں۔

ٹاؤن شپ کے سکولوں کی حالت بھی بہت ہی ناگفتہ بہ ہے' اس پر بھی آپ توجہ دیں' بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وزیر موصوف wind up کریں۔ (قطع کلامیاں) پلیز! آپ بیٹھیں' وقت بہت کم ہے۔ (قطع کلامیاں) پلیز' آپ بیٹھیں' آپ دیکھیں کہ اب صرف پانچ منٹ باقی ہیں اور ابھی wind up ہونا ہے۔ اس لیے وقت نہیں ہے' آپ تشریف رکھیں۔ آپ کا بہت شکریہ' آپ بیٹھیں۔ (قطع کلامیاں) وزیر صاحب wind up کریں۔ (قطع کلامیاں) پلیز آپ بیٹھیں۔ آپ ضد نہ کریں۔ آپ کے کہنے پر دو گھنٹے بڑھا دیئے گئے تھے۔ براہ مہربانی آپ بیٹھیں۔ (قطع کلامیاں) پلیز! آپ لوگوں نے جو کہنا تھا وہ کہہ دیا ہے آپ کو اور بھی موقع دیا جائے گا۔ وزیر صاحب wind up کریں۔ (قطع کلامیاں) آج کا دن آپ کے کھاتے میں ہے۔ آپ لوگوں نے سارا دن بات کی ہے اب wind up کرنے دیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی آپ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کریں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب والا! اگر ہمیں بات نہیں کرنے دی جاتی تو میں یہ کہوں گا کہ گنتی کروائی جائے کورم پورا نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ آپ کی مرضی ہے۔ میں نے آپ کو پوائنٹ آف آرڈر دیا ہے۔ آپ نے بات کرنی ہے تو کر لیں۔ اس ہاؤس کا وقت آپ ہی کے لیے بڑھایا گیا ہے۔ اور آپ کی request پر یہ کیا گیا ہے۔ اب جہاں آپ کو موقع دیا گیا وہاں پر میں آپ سے درخواست کروں گا کہ آپ ان کو wind up کرنے دیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب والا! آدھ گھنٹہ وقت بڑھا دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آدھ گھنٹہ کی بجائے میں 15 منٹ کے لیے وقت بڑھاتا ہوں۔ پندرہ منٹ میں آپ بات کر لیں گے۔ جی اب آپ بات کریں۔

سید مجاہد علی شاہ: بسم اللہ الرّحمٰنِ الرّحِیم۔ جناب سپیکر! میں آپ کا بے حد ممنون ہوں۔ پہلے محمد افضل ساہی صاحب نے بھی دو گھنٹے وقت بڑھایا ہے۔ یقیناً انھوں نے تعلیم پر بحث کے حوالے سے خصوصی توجہ اور دلچسپی کا مظاہرہ کیا ہے۔ اسی طریقہ سے آپ نے بھی اب مہربانی فرمائی ہے۔ جناب سپیکر! سب سے پہلے تو میں اس اعلان کا خیر مقدم کرتا ہوں کہ دسویں جماعت تک مفت تعلیم کی سہولت دے دی گئی ہے۔ یہ ایک اچھا قدم ہے۔ حالانکہ میں اپوزیشن بنچز سے تعلق رکھتا ہوں مگر میرا ذہن بالکل ایسا نہیں ہے' اگر کوئی مثبت کام کیا جاتا ہے تو اسے یقیناً appreciate کرنا پڑے گا۔ میں کہتا ہوں کہ یہ بہت اچھا قدم اٹھایا گیا ہے۔ اس پر وزیر اعلیٰ پنجاب' وزیر تعلیم اور سیکرٹری تعلیم کو میں مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ ہماری اسمبلی گریجوایٹس کی اسمبلی ہے۔ اگر ہمارے آنے کی وجہ سے یہ قدم اٹھایا گیا ہے تو بہت اچھا ہوا ہے۔ اس میں یقیناً مزید محنت کی ضرورت ہے۔ مجھے امید ہے کہ ہمارے وزیر جو کہ ایک نوجوان وزیر ہیں انشاءاللہ تعالیٰ یہ اچھا کام کریں گے۔ یہ ہمارے سابقہ وزیر اعلیٰ میاں شہباز شریف کی ٹیم میں بھی رہے ہیں۔ میاں صاحب نے محکمہ تعلیم میں جو اقدامات اٹھائے تھے اگر یہ ان کی اصلاحات کا ایجنڈا ہی اٹھا لیں اور اپنے اندر وہ جذبہ پیدا کریں جو میاں شہباز شریف کے اندر تھا تو یقیناً انھیں کامیابیاں ہوں گی۔ اگر کوئی شخص اچھے اقدامات اٹھاتا ہے تو اسے تاریخ یاد رکھتی ہے۔ انھوں نے خصوصاً نقل کے سلسلے میں بہت سے مثبت اقدام کئے۔ ہماری ڈگریاں باعث شرمندگی بن گئی تھیں۔ انھوں نے نقل کے سلسلے میں جو اقدامات اٹھائے ان کی بدولت آج آپ الحمد اللہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ ایک غریب کا بچہ بھی نمبر لیتا ہے تو واقعی وہ اپنی محنت سے لیتا ہے۔ جبکہ پہلے ایسے حالات نہیں تھے۔ جس بچے کے باپ کی جیب میں جتنا زیادہ سرمایہ تھا اتنے ہی زیادہ نمبر وہ حاصل کر لیتا تھا۔ جناب سپیکر! میں وزیر تعلیم صاحب سے یہ درخواست کروں گا کہ معیار تعلیم کو بلند کیا جائے۔ میں ایک عام سکول سے پڑھ کر آیا ہوں اور مجھے اس بات پر فخر ہے کہ میں ایک

عام سکول سے پڑھ کر آیا ہوں۔ مگر آج یہ چیز باعث پریشانی ہے کہ میں اپنے بچے کو اس سکول میں نہیں پڑھا سکتا۔ کیوں نہیں پڑھا سکتا؟ اس بات کا ہمیں جائزہ لینا چاہئے۔ صرف یہی وجہ ہے کہ اب وہاں وہ معیار تعلیم نہیں رہا جو اُس وقت تھا ' وہاں وہ اساتذہ اب موجود نہیں ہیں جو اس وقت تھے۔ یہاں میرے فاضل ممبران نے کہا کہ اساتذہ کی تنخواہیں کم ہیں۔ میں آج بھی چیلنج کرتا ہوں کہ آپ دیکھ لیں کہ آج بھی پرائیویٹ سکول کے اساتذہ سے سرکاری سکولوں کے اساتذہ کی تنخواہیں زیادہ ہیں ۔ پرائیویٹ سکولوں میں اساتذہ کو دو ہزار' اڑھائی ہزار ' پندرہ سو میں رکھا ہوا ہے۔ لیکن اس کے باوجود وہاں پر پڑھائی اچھی ہوتی ہے ۔ اس بات کا جائزہ وزیر تعلیم صاحب کو لینا ہوگا کہ آیا پرائیویٹ سکولوں میں ان کی administrative policies صحیح ہیں؟ ان کو صحیح طریقے سے چیک کیا جاتا ہے؟ وہ سرکاری ادارے نہیں ہیں نجی ادارے ہیں ۔ سرکار کے بڑے بڑے سکول موجود ہیں ' بڑی بڑی عمارتیں موجود ہیں لیکن اس کے مقابلے میں ایک چھوٹا سا سکول جہاں پر چار کرے ہیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میرا خیال ہے کہ اب آپ مہربانی کریں۔ اگر آپ زیادہ وقت لے جائیں گے تو باقی دوستوں کو وقت نہیں ملے گا۔ ابھی وزیر تعلیم نے wind up بھی کرنا ہے۔

سید مجاہد علی شاہ، جناب سپیکر ! میں اپنی بات کو مختصر کرتے ہوئے عرض کرتا ہوں کہ پرائیویٹ سکولوں میں بہت زیادہ لوٹ مار شروع ہو چکی ہے۔ ان کے لیے کوئی controlling authority ہونی چاہئے۔ آپ اس بات سے اندازہ لگائیں کہ پرائیویٹ سکولز بچوں سے تین مہینوں کی ایڈوانس فیس وصول کرتے ہیں ۔ ہمارے اوپر یہ بہت زیادہ ظلم ہے۔ یہ تین ماہ کی ایڈوانس فیسیں لے کر وہی پیسہ یہ بینک میں رکھ دیتے ہیں اور اس کے interest سے اساتذہ کو تنخواہیں دیتے ہیں۔ جناب والا ! پرائیویٹ سکولوں کے لیے چیک اینڈ بیلنس ضرور ہونا چاہئے ' controlling authority ضرور بننی چاہئے۔ ان کے نصابوں کو بھی چیک کریں۔ اگر آج کسی سے پوچھا جائے کہ جی کون سا کاروبار کیا جائے تو وہ کہے گا کہ آپ سکول بنا لیں۔ یہ سب سے بڑا دھندا بن چکا ہے' اس میں سب سے زیادہ پیسہ کمایا جا رہا ہے۔ تو مہربانی فرمائیں اور اس جانب خصوصی توجہ دیں۔

ناب ڈپٹی سپیکر: مہربانی ۔ جی چودھری صاحب !

ہدھری جاوید احمد : جناب سپیکر ! میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے ہمیں ی بولنے کا موقع عطا فرمایا ۔ میں یہاں پر سب سے پہلے حکومت پنجاب اور جناب وزیر اعلیٰ کو بارک باد پیش کرتا ہوں کہ آج اجلاس کا پہلا دن انھوں نے تعلیم جیسے اہم موضوع پہ بحث کے لیے رکھا۔ میں اپنے وزیر تعلیم کو مبارک باد پیش کرتا ہوں کہ انھوں نے نہایت تحمل سے اری باتیں سنیں، تجاویز نوٹ کیں۔ مجھے امید ہے کہ اس پر مزید مفصل بحث کے لیے وہ آئندہ ی وقت رکھیں گے۔ میں اپوزیشن کے ممبران کو بھی یہاں پر مبارک باد پیش کرتا ہوں ۔ نھوں نے آج اپنے وقت کو صحیح استعمال کرتے ہوئے اپنی مفید تجاویز حکومت اور وزیر تعلیم لو دیں۔جناب سپیکر! تعلیم ، علم وہ موضوع ہے جس کی بنیاد پر اللہ نے انسان کو علم عطا کر کے اشرف المخلوقات بنایا ۔ ہمارے نبی، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علم حاصل کرنے کے لیے ترجیحات مقرر کیں اور اسے سب سے زیادہ افضل قرار دیا ۔ جناب والا ! میں اس سلسلے ں یہ گزارش کرنی چاہوں گا کہ جس طرح ہمارے ملک میں ایڈہاک ازم چلتا رہا ہے ، ماضی کی لومتوں نے مختلف ادوار میں اپنی اپنی پالیسیاں نافذ کرنے کی مختلف کوششیں کیں لیکن کوئی ی مستقل پالیسی نہیں بن سکی۔ چاہے وہ معاشی پالیسی ہو ، سیاسی پالیسی ہو ، تعلیمی پالیسی ہو، بر پالیسی ہو یا کوئی اور پالیسی ۔ مجھے خوشی ہے کہ آج کی اس نشست میں تعلیمی پالیسی پر ث ہو رہی ہے ۔ میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ یہ ایجوکیشن پالیسی کیا ہے؟ میرے بہت سے ائیوں ، بہنوں ، ساتھیوں نے یہاں پر ایجوکیشن پالیسی کو صرف یہی سمجھا کہ ہم اس شعبے میں لیا کیا سہولتیں مہیا کر رہے ہیں ۔ کیا کسی سکول میں فرنیچر ہے یا نہیں ، بجلی ہے یا نہیں باتھ ومز ہیں یا نہیں ۔ نہیں میرے بھائیو ! میں معذرت کے ساتھ یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہ ایجوکیشن لیسی کا ایک جز تو ہو سکتا ہے لیکن یہ ایجوکیشن پالیسی نہیں ہے۔ میرے نکتۂ نظر سے یجوکیشن پالیسی یہ ہے کہ ہمارے صوبے، علاقے ، ملک کو کتنے ڈاکٹرز ، انجینئرز ، اکاؤنٹنٹ یں یا ہمیں کتنے دیگر ماہرین چاہئیں؟ ہمیں وہ نظام تعلیم نہیں چاہئے جو انگریزوں نے اپنے مفاد کے لیے یہاں پر بنایا تھا ۔ نو آبادیاتی دور میں انھوں نے اپنے تسلط کے لیے یہاں پر انگریزی

سمجھنے والے' انگریزی بولنے والے پیدا کئے تھے۔ بدقسمتی سے وہی نظام آج تک چلا آ رہا ہے۔ یہاں پر میری ایک بہن نے فرمایا کہ انگریزی کی تعلیم بہت ضروری ہے۔ میرے دیگر ساتھیوں نے کہا کہ انگریزی کی تعلیم ضروری نہیں۔ ایک بہن یہاں پر بتا رہی تھی کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دور میں چین میں کون سا نظام نافذ تھا' کون سی فلاسفی چل رہی تھی۔ تو کیا وہاں پر اس وقت بھی انگریزی پڑھائی جا رہی تھی؟ نہیں' ہمیں اس complex سے باہر آنا ہو گا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہمارا بہت سا talent صرف اس وجہ سے ضائع ہو جاتا ہے کہ وہ انگریزی نہیں سمجھتا۔ ہم یہاں پر اپنے صوبہ پنجاب کی نمائندگی کرنے کے لیے آئے ہیں نہ کہ ہم ایک elite class کی نمائندگی کرنے کے لیے آئے ہیں۔ ہم کسی ایک خاص طبقے کے لیے نہیں آئے۔ اس سلسلے میں' میں اپنی یہ تجاویز پیش کرنی چاہتا ہوں کہ ہمارے نظام تعلیم کو اس طرح بنایا جائے کہ پہلی سطح پر جو پرائمری سکولز ہیں چاہے' وہ لڑکوں کے ہیں یا لڑکیوں کے' ان کو چوتھی جماعت تک ایک کر دیا جائے۔ اس سے نہ صرف خرچ بچے گا بلکہ جو دہرے اساتذہ ہیں' جو دہرا نظام ہے اس میں اچھائی آئے گی اور بچت بھی ہو گی۔ دوسرا پانچویں جماعت سے لے کر آٹھویں جماعت تک ہمیں اپنے بچوں کو ان کے aptitude کے مطابق' ان کے aptitude test لے کر سکولز علیحدہ علیحدہ کرتے ہوئے پڑھائی کروانی چاہئے۔ نویں جماعت سے لے کر ایف ایس سی کی سطح تک سکولوں میں ہی تعلیم دی جائے۔ اور وہیں سے کچھ بچے سیدھے ہنرمند بن کر نکلیں اور کچھ جو ڈاکٹر' انجینئر یا اکاؤنٹنٹ بن سکتے ہیں تو وہ وہیں سے پروفیشنل institutions میں چلے جائیں اور ہمارے جو کالجز موجود ہیں ان کو روایتی ڈگریوں کی بجائے' کاغذی ڈگریوں کی بجائے' انھیں ٹیکنیکل اور جدید تعلیم کے ادارے بنا دیا جائے اور ہماری یونیورسٹیوں کو ریسرچ institutions میں بدل دیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ Please sit down آپ نے بہت بات کر لی ہے۔

جناب نوید عامر: جناب سپیکر! میں آپ کا ممنون ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا کہ میں ہاؤس کے سامنے اپنے تمام مسائل کا اظہار کر سکوں۔ میں وزیر موصوف کو یہ بتانا چاہوں گا کہ جو سکول نیشنلائز کئے گئے ہیں پہلے بھی ان کو ڈی نیشنلائز کرنے کی بات کی گئی لیکن گزشتہ حکومتوں کے

ادوار میں مشنری اداروں سے ان کے اتنے فنڈز ڈیمانڈ کئے گئے کہ مشنری ادارے ان کو ادا نہیں کر سکتے تھے۔ ہم یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ اس میں تین کالجز ہیں ایف سی کالج ، مرے کالج اور گورڈن کالج۔ ان تینوں کالجوں کو غیر مشروط طور پر مشنری اداروں کو واپس کیا جائے۔ دوسری بات یہ ہے کہ نہم اور دہم کے نصاب میں اسلامیات کی تعلیم لازمی قرار دی گئی ہے لیکن اس میں ایک آپشن یہ رکھا گیا ہے کہ اس میں نان مسلم اخلاقیات یا سوکس اختیار کر سکتے ہیں۔ ہم آپ سے یہ گزارش کرتے ہیں کہ اخلاقیات کے سبجیکٹ میں گرونانک کا chapter موجود ہے۔ گوتم بدھ کا موجود ہے لیکن اس میں Jesus Christ کی teachings کے بارے میں بالکل کچھ موجود نہیں ہے۔ جب کہ پنجاب کی دھرتی میں مسلم اکثریت کے بعد اگر کوئی کمیونٹی ہے تو وہ کرسچین ہیں۔ ہم آپ سے یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ میٹرک میں جو اخلاقیات کا سبجیکٹ ہے اس میں Jesus Christ کی teachings اور لائف کے بارے میں ایک chapter شامل کیا جائے۔

جناب والا! میں اپنی کمیونٹی کی طرف سے مطالبہ کروں گا کہ ہمیں تمام کالجز ، انجینئرنگ یونیورسٹیوں اور میڈیکل کالجوں اور تمام professional institutions میں دس فی صد کوٹے کے حساب سے داخلہ دیا جائے۔ اس کے علاوہ جب محکمہ تعلیم میں ایس ایس ٹی اور ای ٹی ٹی کی تعیناتی کی جاتی ہے تو ان میں بھی دس فی صد کے حساب سے نوکریاں دی جائیں۔ جناب والا! موجودہ دور میں پنجاب کی دھرتی جو دہشت گردی اور فرقہ واریت کی آماجگاہ بن چکی ہے، میں یہ لازم سمجھوں گا کہ پنجاب کی وزارت تعلیم تمام مذہبی حوالوں سے ایسے نصاب متعارف کرائے جس سے مذہبی رواداری، امن صلح اور سلامتی کا درس سکولوں ، کالجوں اور یونیورسٹیوں میں دیا جائے تاکہ یہاں پر مذہبی رواداری کو فروغ ملے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب ڈاکٹر وسیم صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! کافی تگ و دو کے بعد آخری لمحات میں آپ نے کچھ لمحات مجھے دیئے ہیں جس کے لیے میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ بات یہ ہے کہ 56 سال کی کامیابیوں اور ناکامیوں کی داستان ایجوکیشن کے حوالے سے ہے۔ اس کا اتنے کم وقت میں احاطہ کرنا بہت مشکل ہے۔ اس میں ہماری تعلیم کیا ہے؟ اس بارے میں، میں ملک کے مشہور رائٹر اشفاق احمد کا ایک مختصر سا واقعہ عرض کرتا ہوں۔ انھوں نے لکھا کہ میں قصور جا رہا تھا تو راستے میں گاڑی پنکچر ہو گئی۔ ڈرائیور پنکچر لگانے لگا تو انھوں نے سڑک کی دوسری طرف دیکھا کہ بوڑھا آدمی ہے جو ایک چار پائی کو درست کر رہا ہے اور اس کے ساتھ اس کا آٹھ دس سال کا بچہ بھی ہے۔ یہ سڑک

کراس کر کے اس کے پاس گئے اور اس بابا جی سے پوچھا کہ یہ کون ہے؟ تو اس نے کہا کہ یہ میرا بیٹا ہے۔ تو انھوں نے کہا کہ یہ تو اس کے سکول جانے کی عمر ہے۔آپ نے اس کو کہاں اس کام کے اندر پھنسا لیا۔ بابا جی نے ان کی طرف دیکھا اور کہا کہ باؤ جی پتا نہیں آپ کون ہیں؟ میں آپ کو نہیں جانتا لیکن آپ نے جو تعلیم کے حوالے سے بات کی ہے میرے ایک سوال کا آپ جواب دے دیں۔ سوال یہ ہے کہ 1971 میں پاکستان کو ان پڑھوں نے توڑا تھا یا پڑھے لکھوں نے توڑا تھا۔ اس نے کہا کہ جی میں ایسی تعلیم سے باز آیا۔ بہر حال میرے سامنے پوری ایک لسٹ موجود ہے جس پر میں گفت و شنید کرنا چاہتا تھا لیکن میں وزیر تعلیم سے صرف یہ عرض کروں گا کہ اس اہم معاملے کے لیے ہاؤس کی ایک سپیشل کمیٹی بنائی جائے۔ جس میں انسٹرکشن کے ممبر جو یہاں بیٹھے ہیں ان میں سے کچھ لوگوں کو لیا جائے کچھ educationlists کو لیا جائے اور اس حوالے سے کوئی مستقل پالیسی اختیار کریں۔ ہر حوالے سے' نصاب کے حوالے سے' میڈیم آف انسٹرکشن کے حوالے سے۔ یہاں یہ بات بھی آئی کہ میڈیم آف ایجوکیشن انگریزی ہونا چاہئے۔ حالانکہ دنیا کے تمام تر ماہرین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ بچہ سب سے اچھی تعلیم اپنی مادری زبان میں حاصل کرتا ہے۔ یہاں پر جو مثالیں عبد السلام صاحب کی ہیں' میں اس میں ڈاکٹر عبد القدیر کی مثال کا اضافہ کرتا ہوں کہ یہ جو مایہ ناز سائنسدان ہیں یہ جن سکولوں میں پڑھتے رہے وہاں پر اردو میڈیم آف ایجوکیشن تھی اور انھوں نے ٹاٹوں پر بیٹھ کر تعلیم حاصل کی تھی۔ اس کے ساتھ ساتھ اس بات کو بھی دیکھنا ہے کہ اس وقت جو میرے پاس اعداد و شمار ہیں' 84 ارب روپیہ اقراء سرچارج کی مد میں اکٹھا ہوا۔ وہ کہاں گیا؟ کہاں خرچ ہوا؟ کیونکہ یہ بھی ایک بہت بڑا معاملہ ہے کہ ایجوکیشن پر ہمارا خرچ کبھی بھی 3 فی صد سے نہیں بڑھا۔ ہم سمجھتے ہیں کہ ایجوکیشن ہی کے ذریعے سے قوم ترقی کر سکتی ہے۔ گورنمنٹ سیکٹر کے اندر دیکھیں دو قسم کے انسٹی ٹیوشنز ہیں۔ ایک private institutions ہیں ایک deprived institutions ہیں۔ اس کا بھی جائزہ لینے کی ضرورت ہے۔ پھر ہم نے جو معیار تعلیم بنایا ہے جب ہمارے بچوں کو میڈیکل کالج یا انجینئرنگ میں جانا ہوتا ہے تو اس کے لیے انٹری ٹیسٹ رکھ دیا ہے۔ پھر اس سارے ایجوکیشن کا اور ایجوکیشن بورڈز کا کیا مصرف ہے؟ اساتذہ کی جاب سیکورٹی کا معاملہ ہے۔ یہاں کچھ عرصہ پہلے ایڈہاک لیکچررز رکھے گئے' سائنس ٹیچرز کو رکھا گیا اور ہر چھ ماہ بعد سال بعد' ان کے اوپر تلوار لٹکتی رہتی ہے کہ کب انہیں نوکریوں سے نکالا جائے گا۔ خدا را! ہم کوئی ایسی پالیسی adopt کریں کہ اگر پبلک سروس کمیشن کے ذریعے ہی بھرتی کرنا ہے تو ہم کوئی ایسی چیز طے کر لیں کہ for all times to come اسی کے اوپر عمل در آمد ہوتا چلا جائے۔ درمیان

میں جو discontinuity ہوتی ہے' pick and choose ہوتا ہے' اس کے ذریعے سے جو صورت حال پیدا ہوتی ہے وہ بہت گھمبیر ہو جاتی ہے۔

جناب والا! اس کے ساتھ ساتھ تعلیم و تربیت بھی ایک موضوع ہے۔ اس میں سکاؤٹنگ ایک شعبہ ہے۔ اتفاق سے بہاولپور میں 1932ء میں ایک شعبہ قائم ہوا تھا لیکن موجودہ دور میں اس کو wind up کر دیا گیا ہے۔ میں اس کی revival کی بھی بات کرتا ہوں' بہت بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ Now Honourable Minister to wind up

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! میں کورم کی نشاندہی کرتا ہوں۔ میں ہاؤس میں کورم کی نشاندہی کر رہا ہوں۔

MR DEPUTY SPEAKER: When you are speaking then the quorum is O.K, if you are not speaking then the quorum is not O.K.

جہاں باقی دوستوں نے باتیں کر لیں Let the Minister wind up.

جناب سمیع اللہ خان: میں کورم پوائنٹ آؤٹ نہیں کرتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ جی وزیر تعلیم صاحب wind up کریں۔

وزیر تعلیم: شکریہ جناب سپیکر! Thank you my friend! for not pointing out.

محترمہ شگفتہ انور: جناب والا! میں صرف ایک منٹ لوں گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چلیں بی بی آپ بات کر لیجیے۔ ہم آپ کو refuse نہیں کر سکتے۔

محترمہ شگفتہ انور: Thank you so much, Sir. میں یہاں لمبی تقریر کرنے کی بجائے صرف تجاویز دینے پر اتفاق کروں گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ پہلے آپس میں فیصلہ کر لیں کہ کتنا ٹائم اور لینا چاہتے ہیں؟

آوازیں: ایک ایک منٹ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پہلے بی بی بات کر لیں۔ میں ہاؤس کا ٹائم مزید 15 منٹ بڑھاتا ہوں۔

محترمہ شگفتہ انور: میں صرف تجاویز دینے پر اکتفا کروں گی۔ میں کوئی لمبی تقریر میں نہیں جاؤں گی۔ میری دو تین تجاویز ہیں۔ ایک تو یہ کہ ایک ہی میڈیم ہونا چاہیے اور وہ انگلش ہی ہونا چاہیے۔ اگر ہمیں دنیا کے ساتھ قدم سے قدم ملا کر چلنا ہے اگر آنے والی نسلوں کو complexes سے

نکلنا ہے اور انھیں اندھیروں میں نہیں رکھنا تو ہمیں انہیں صرف انگلش زبان میں educate کرنا چاہئے جو اس وقت پوری دنیا میں یونیورسل لینگویج بن چکی ہے اور ہمیں یہ حقیقت مان لینی چاہئے۔

جناب والا! میں دوسری چیز یہ کہنا چاہوں گی کہ ہمارے ٹیکسٹ میں آٹھویں، نہم اور دہم تک جو نصاب ہے اس میں human rights، fundamental rights اور family laws کو بطور لازمی مضمون introduce کیا جائے اور کالج کی سطح پر اس کو elective subject کے طور پر رکھا جائے۔ اس میں نکاح فارم، طلاق وغیرہ کے کاغذات کو بھی ضرور شامل کرنا چاہئے۔ ہوتا یہ ہے کہ نکاح بچی کا ہو رہا ہوتا ہے اور ہاں ہاں اس کی ماں کر رہی ہوتی ہے۔ یہ چیز بہت ضروری ہے کہ ہمارے بچوں کو جب وہ سکول اور کالج سے نکل کر اپنی شادی کی طرف جا رہے ہوں تو ان چیزوں کا پتا ہو انھیں اپنے حقوق کا پتا ہو، انھیں family laws کا بھی پتا ہو۔ تو یہ بہتر وقت ہے کہ جب وہ سکول اور کالج میں ہوں تو ان کو اپنے حقوق کا بھی پتا ہو اور ان کو اپنے بنیادی قوانین کا بھی پتا ہو جن کے ذریعے وہ اپنے بنیادی حقوق avail کر سکتے ہوں اور اس میں یہ ہے کہ اگر آپ زیادہ سے زیادہ 25 نمبر کا پاک سٹڈیز ایک پیپر کے ساتھ کورس میں شامل کر لیں تو زیادہ بہتر ہوگا۔ اسی طرح fundamental rights ہیں human rights ہیں، فیملی لاز ہیں، شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! میں وزیر موصوف سے کہوں گا کہ آج کی جو ساری بحث ہے اس میں یہ ہے کہ جو سرکاری تعلیمی ادارے ہیں ان کو ہم کیسے بہتر کر سکتے ہیں تو میری اس سلسلے میں ایک تجویز ہے جو صرف ایک منٹ میں مکمل ہو جائے گی کہ اس ملک میں یا کم ازکم اس صوبہ پنجاب میں پانچ سال کے لیے گریڈ سترہ سے اوپر کے جتنے آفیسرز ہیں، پنجاب میں جتنے رہنے والے ایم پی ایز، ایم این ایز ہیں، جتنے منسٹرز ہیں انہیں اور چیف منسٹر کو پانچ سال کے لیے پابند کیا جائے کہ ان کے بچے سرکاری سکولوں میں تعلیم حاصل کریں گے۔ اس کا رزلٹ پانچ سال بعد آپ اس صوبے میں دیکھ لیں کہ سرکاری تعلیمی اداروں کی کیا حالت ہوتی ہے۔

(نعرہ ہائے تحسین)

راجہ محمد طارق کیانی: میرے بہت سے دوستوں نے محکمہ تعلیم سے وابستہ جو پریشانیاں

تھیں، زبوں حالی تھی اور اس میں جو مشکلات و تکالیف تھیں اس کا تو ذکر کیا۔ لیکن اسمبلی کا ممبر ہونے کی حیثیت سے میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں وہ وجوہات اور اسباب بھی تلاش کرنے چاہئیں جن کی بنیاد پر ہم ان مشکلات سے، ان تکالیف سے اور ان fundamental causes سے بچ سکیں۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ جن قبائل اور تہذیبوں نے اپنے وسائل اور اپنی آمدنیوں کا سب سے بڑا حصہ، سب سے طاقتور حصہ سرمایے کا جب تعلیم پر خرچ کیا تو وہ تہذیبیں وہ تمدن ہماری تہذیب سے بہت آگے نکل گئے۔ میں بڑے دکھ سے کہتا ہوں منسٹر ایجوکیشن سے، اور ان کی وساطت سے میں کہتا ہوں کہ ہم پولیٹیکل لوگ ہیں ان لوگوں کے اندر political will ہونی چاہئے۔ ان لوگوں کو دلائل و براہین سے اور اگر یہاں بھی کام نہیں بنتا تو ڈنڈے سے اور طاقت سے، اپنے صوبہ سے، اپنے ملک سے، ہمارے وسائل ہماری آمدنیاں ہمارے resources کا سب سے بڑا حصہ ہم سے لے کر ہمارا پیٹ کاٹ کر تعلیم کی مد میں لگا دینا چاہئے۔ کیونکہ میرے قائد ذوالفقار علی بھٹو نے 1975 میں کینیڈا میں ہماری یونیورسٹی میں آتے ہوئے کہا تھا کہ Education is the mother of all professions ایجوکیشن تمام اداروں کی ماں ہوتی ہے۔ جب ایجوکیشن اضمحلال کا شکار ہو جائے گی آپ اس کو کم آمدنیوں اور ناقص آمدنیوں سے لبریز کریں گے تو یقین کریں کہ یہ ماں اس کے بدن سے جو بھی institution نکلے گا اس کی کوکھ سے جو بھی کوئی ادارہ نکلے گا وہ کمزوری کا، اضمحلال کا، اور ناتوانی کا شاہکار بن جائے گا۔ اس ادارے کا تعلق خواہ مسلح افواج سے ہو یا عدل و انصاف سے، اس ادارے کا تعلق منتخب ایوانوں سے ہو یا تجارت اور صنعت و حرفت سے، اس تعلیم ماں کو جب تک ہم اپنے وسائل کا سب سے بڑا حصہ سب سے خوب صورت حصہ، سب سے مؤثر حصہ، سب سے پُر اثر حصہ نہیں دے سکیں گے تو یہ ماں صحت مند بچے جنم نہیں دے سکے گی، شکریہ مسٹر سپیکر۔

جناب طاہر حسین خان ملیزئی، جناب سپیکر! میں صرف دو issues پر بات کرنا چاہوں گا لیکن اس کے لیے مجھے توجہ چاہئے وزیر تعلیم کی۔ پہلا issue یہ ہے کہ تقریباً پانچ چھ ماہ قبل حکومت پنجاب کے احکامات کے تحت اس صوبے کے ہر ضلع میں کنٹریکٹ کی بنیاد پر لیکچرز تعینات کئے گئے۔ اس میں کنٹریکٹ کی ایک شرط یہ تھی کہ وہ ٹرانسفر نہیں ہو سکیں گے۔ لیکن

اس میں جناب میری یہ submission ہے کہ ساڑھے تین ہزار روپے دے کر کئی ایسے cases بھی رپورٹ ہوئے ہیں کہ ایک چک سے ایک آدمی 45 کلو میٹر دور پڑھانے کے لیے جا رہا ہے اور اسی چک سے جہاں پر وہ پڑھانے جا رہا ہے وہاں کا ٹیچر 47 کلو میٹر دور یہاں پر آ رہا ہے۔ چونکہ میرٹ بنایا گیا تھا سکولوں کے حساب سے۔ اس لیے میری یہ گزارش ہے کہ اس مسئلے کو حل کرنے کے لیے کوئی مہربانی کریں۔ اگر کوئی ٹیچرز mutual ٹرانسفر چاہ رہے ہیں تو اس کی permission دی جائے۔ اس بارے میں ہم نے ڈسٹرکٹ گورنمنٹ سے رابطہ کیا تو انہوں نے یہ کہا کہ گورنمنٹ آف پنجاب نے permission دینی ہے۔ میری گزارش ہے کہ اس مسئلے کو resolve کیا جائے۔

دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ ہمارے بہت سے ایجوکیشنل یونٹ جو اس وقت بنے ہوئے ہیں' بڑی خوب صورت بلڈنگیں بنی ہوئی ہیں۔ میری اپنی تحصیل میں اس وقت 57 ایسے سکول ہیں جو مکمل ہیں لیکن ان کا اجرا نہیں ہوا اور وہ un operational ہیں۔ اس میں کوئی کروڑوں یا لاکھوں روپے نہیں چاہئیں' بہت کم رقم چاہئے۔ وزیر تعلیم سے میں ان سے یہ گزارش کروں گا کہ وہ ایک جنرل پالیسی بنا دیں کہ ہر آدمی علیحدہ جا کر اجراء نہ کرواتا پھرے بلکہ ایک تاریخ فکس کر دیں کہ فلاں سکول جو اس تاریخ تک بن چکے ہیں وہ جنرل پالیسی کے تحت ہو جائیں۔ یہی میری دو گزارشات ہیں' شکریہ۔

جناب محمد قمر حیات کاٹھیا ،جناب سپیکر! آپ کی وساطت سے وقت کی کمی کی وجہ سے میں صرف دو تجاویز پیش کرنا چاہتا ہوں۔ ایک یہ کہ پہلے بحث ہو رہی تھی کہ پرائیویٹ سکولز اور سرکاری سکولز ' اس میں ' میں سو فیصد یہ کہتا ہوں کہ سرکاری سکولز پرائیویٹ سکولوں سے بہتر ہیں۔ کیونکہ جناب والا دو باتیں ہیں۔ اگر وہ سرکاری سکولز میں پہنچا دی جائیں تو انہیں صاف پتا چل جائے گا کہ یہ زیادہ بہتر ہیں یا وہ زیادہ بہتر ہیں۔

وہ یہ ہیں کہ انگلش میڈیم یعنی کہ پرائیویٹ سکولز جو زیادہ تر ہیں ان میں گورنمنٹ نے ایک اجازت دی ہوئی ہے کہ سٹوڈنٹس چاہے انگریزی میں امتحان دیں چاہے اردو میں دیں۔ لیکن اردو میڈیم سکولز جو سرکاری سکولز ہیں اس میں یہ بات ہے کہ صرف آپ اردو میں ہی

امتحان دے سکتے ہیں اورکہیں کوئی مجبوری کے طور پر جیسا کہ میری بہن نے فرمایا کہ انگریزی بہت ضروری ہے ۔ جنہوں نے باہر جانا ہوتا ہے انہوں نے انگلش میڈیم ہی پڑھنی ہوتی ہے ۔ سرکاری سکولوں میں بھی ایسے قابل ٹیچرز ہیں اگر انہیں بھی اجازت دے دی جائے کہ آپ چاہیں اردو میں امتحان دیں چاہیں تو انگریزی میں دیں ۔ ایسے اچھے اچھے سٹوڈنٹس ہیں اگر انتظامیہ محسوس کرے گی تو اس کے لیے ایک علیحدہ سیکشن بنائے گی اور اس کو انگریزی میڈیم کے لیے مخصوص کر دیا جائے گا ۔ آپ دیکھ لیجا کہ یہ پرائیویٹ سکولوں سے average میں کافی آگے نکل جائیں گے اور دوسری بات جناب جو یہ کہتے ہیں کہ پرائیویٹ سکول بہت آگے جا رہے ہیں اس میں یہ ہے کہ ان کا سسٹم 80 فیصد objective type ہے ۔ اور یہ ہم نے بھی امتحان دیا ہے بلکہ fresh امتحان دیا ہے۔ objective typeمیں یہ ہوتا ہے کہ ایک سے پوچھا اور سارے ہال میں بات پھیل گئی کہ اس کو tick کر دو ۔ لیکن سرکاری سکولوں کا جو طریقہ کار ہے اور اس میں جو نصاب ہے اس میں صرف 20 فیصد objective ہے ۔ میرا خیال ہے کہ وہ 20 فیصد ہی رہنا چاہئے ۔ پرائیویٹ سکول اور ان کے جو علیحدہ ادارے بنے ہوئے ہیں ان میں بھی صرف 30 فیصد ہونا چاہئے ۔ اس سے معیار تعلیم بلند ہو گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، آنر ایبل منسٹر wind up کریں گے۔

وزیر تعلیم ، جناب والا میں اپنے تمام ممبران کا ممنون ہوں ۔ انہوں نے بڑا participate کیا ۔ کچھ ہمارے صبر کی بھی آپ کو داد دینی چاہئے۔ تمام ممبران نے بڑی مفید باتیں کیں ۔ میں نے ون بائی ون ساری ریکارڈ بھی کر لی ہیں ۔ میرے محکمے کے لوگ بھی یہاں بیٹھے ہوئے ہیں ان کو بھی ہدایات تھیں کہ وہ نوٹ کریں۔ بات شروع کرنے سے پہلے ' ایک تو یہ ہے کہ وقت بھی آپ نے بہت کم دیا پھر بھی میں اپنے ڈیپارٹمنٹ کی ایک broad picture ممبرز کو دینا چاہوں گا ۔ ہمارے پاس جو سکولز ہیں اس کی پانچ کیٹیگریز ہیں ۔ ایک سکول جس کو ہم مسجد مکتب سکول کہتے ہیں ۔ پرائمری مڈل ہائی اور ہائر سیکنڈری سکولز ۔ جناب ہمارے پنجاب میں جو مسجد مکتب سکولز ہیں اس کی تعداد ہے 8082 پرائمری ہیں' 44000 ۔ مڈل 6227 اور 4330 ہائی سکولز ہیں ہائر سیکنڈری 312 ہیں ان کی ٹوٹل تعداد 63119 بنتی ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ تمام سکولز میں کتنے بچے ہر کیٹیگری میں enroled ہیں۔ میں آپ کو صرف ٹوٹل بتا دیتا ہوں کہ ان پانچوں

کیٹیگریز میں' جو میرے پاس break up ہے۔ اس کے مطابق ہمارے پنجاب کے ان سر کاری سکولز میں جن کا تعلق پرائمری سے لے کر ہائر سیکنڈری تک ہے 88 لاکھ 44 ہزار 186 بچے ان سکولوں میں پڑھ رہے ہیں۔ We are talking about a very very big number of students یہ کون لوگ ہیں؟ یہ غریب لوگوں کے بچے ہیں' یہ غریب ماں باپ کے بیٹے اتنے ہی ان کو عزیز ہیں شاید جتنا مجھے میرا اپنا لخت جگر عزیز ہے۔ جناب ہماری تمام تر پالیسیاں ہماری تمام تر حکمت عملی وہ اس غریب آدمی کے بچے کے لیے انشاء اللہ اس دور میں ہوگی جس کو ہم نے سہارا دینا ہے۔ ہم نے کیوں یہ فری ایجوکیشن کی اناؤنسمنٹ کی ہے۔ وہ اس لیے کی ہے کہ ان 88 لاکھ بچوں میں بیشتر ایسے ہیں جو نہ تو 14 روپے ماہانہ دینا afford کر سکتے ہیں اور نہ ہی 16 روپے ماہانہ afford کر سکتے ہیں۔ ان کے ماں باپ ان کو چودہ روپے دینے کی وجہ سے بچے کو تیسری چوتھی جماعت سے نکال لیتے ہیں۔ وہ اس لیے نکالتے ہیں کہ اس غریب ماں باپ کے average تین یا چار بچے ہیں۔ ہر بچے کی فیس' اس کی یونیفارم' اس کے جوتے' اس کا بستہ اور اس کی کتابیں وغیرہ کی قیمت بڑی زیادہ آگے چلی جاتی ہے۔ اب ہم نے یہ کوشش کی کہ ہمارے جنرل ایجوکیشن کے پورے پنجاب میں بڑے بڑے 373 کالجز ہیں۔ اس میں بھی 45000 طلباء ہائر سائیڈ میں پڑھتے ہیں تو ہم نے تو اس بچے کے لیے ہر چیز فوکس کی ہے ہمیں ان سکولز میں مسئلے یہ آ رہے تھے کہ ہماری تعداد گھٹتی جا رہی تھی۔ drop out rate بہت زیادہ چل رہا تھا۔ ماں باپ اپنے بچوں کو تیسری' چوتھی جماعت سے واپس بلا لیتے تھے۔ یہ ہمارے لیے ایک بہت بڑا چیلنج تھا۔ ہم نے تو اپنی نیت کا اظہار کیا۔ پہلی cabinet میٹنگ میں پہلا ہی فیصلہ فری ایجوکیشن' پہلے ہی باضابطہ اجلاس میں ایجوکیشن پالیسی پہ بحث۔ جناب والا! یہ ہماری commitment ہے جس کا اظہار ہم نے تمام ممبران کے سامنے کیا اور آج میں نے اپنے ممبرز کو اس لیے invite کیا ہے کہ ہم اپنی پالیسی بنائیں گے' ہم پالیسی بنانے کے process میں ہیں اور یہ مت سمجھیں کہ یہ پالیسی کوئی secret ہے یا یہ تبدیل نہیں ہو سکتی۔ اگر ہمارا کوئی دوست کوئی اچھی بات بتاتا ہے تو ہم اس کو شامل کر سکتے ہیں۔ ہم نے دیکھنا یہ ہے کہ در اصل ہمارے مسائل کیا ہیں؟ یہ 63,000 سکول' ایک کروڑ کے قریب بچے اور اس کے بعد ساڑھے تین لاکھ افراد ٹیچنگ سٹاف بھرتی ہے۔ ہمارے پاس 3800 کے قریب سکولوں کی نہ چھت ہے نہ کوئی دیوار ہے۔ تقریباً 4500 dangerous building سکول ہیں۔ صاف ظاہر ہے کہ ان سکولوں میں بھی بچہ نہیں جانے گا۔ اس کیٹیگری میں ہمارے پاس 8000 سکول وہ ہیں جن کا کوئی وجود ہی نہیں ہے یعنی سکول تو ہیں لیکن بلڈنگ نہیں ہے۔ ہمارے پاس non-functional سکول 3000 ہزار

ہیں۔ ہمارے اس طرح کے مسائل ہیں۔ گجر صاحب نے تربیت والی بڑی اچھی بات کی کہ انہیں کس قسم کا سلیبس پڑھا رہے ہیں' ہم کس قسم کا طالب علم' کس قسم کا شہری' کس قسم کا پاکستانی تیار کر رہے ہیں؟ ہم اس محکمے سے کیا تیار کر کے نکال رہے ہیں' یہ ہمارے لیے ایک بہت بڑا چیلنج ہے۔ اب اس بچے کو ہماری ٹیچر کمیونٹی نے تیار کرنا ہے۔ اس میں ہمیں ٹیچر ٹریننگ کی بڑی سخت ضرورت ہے ہم اس پر انشاء اللہ تعالیٰ focus کریں گے۔ اس کے بعد آپ لوگوں نے medium of instruction کی بات کی۔ ہر دوست جب کسی بھی نجی یا سرکاری محفل یا کسی ڈسکشن میں بیٹھتا ہے تو سب لوگ یہ کہتے ہیں کہ سرکاری سکول کا معیار بہت نیچا ہے اور پرائیویٹ سکول کا معیار بہت بلند ہے۔ اس میں بنیادی فرق medium of instruction کا ہے۔ تمام پرائیویٹ سکولز میں او لیولز' اے لیولز' انگلش میڈیم وغیرہ ہے۔ ہمارے سرکاری سکول کے سیکٹر میں انگلش language چھٹی جماعت سے شروع کی جاتی تھی اب ہم نے اس کو پہلی جماعت سے کر دیا ہے۔ اس لیے کہ کسی طریقے سے اس طبقاتی نظام کو درست کیا جائے۔ ہمارے سرکاری سکول کا بچہ اپنے آپ کو بڑا inferior سمجھتا ہے۔ وہ سمجھتا ہے کہ گورنمنٹ کالج یا لاہور کے بڑے بڑے تعلیمی اداروں کے بچے بہت ہی superior ہیں۔ لیکن ہمارا focus ہے کہ ہم نے بچوں اور ان کے والدین کی respect کو restore کرنا ہے۔ اس کے لیے ہم نے پہلی جماعت سے انگلش کو لازمی قرار دے دیا ہے اور ہم کمپیوٹر ایجوکیشن کو بھی نچلے لیول پر لے کر آ رہے ہیں۔ ہم نے یہ دو اقدامات اس لیے اٹھائے ہیں کہ اس بہت زیادہ فرق کو کسی طریقے سے کم کیا جائے۔

جناب سپیکر! اب ہم نے انگلش پہلی جماعت سے شروع کر دی ہے' آئی ٹی بھی نیچے لے آئیں گے' سلیبس بھی درست کر دیا ہے لیکن آپ کو اس کے نتائج کوئی 6 مہینے میں نہیں ملیں گے۔ جب آپ ایک نیا سلیبس بناتے ہیں تو اس پر عمل درآمد کرنے میں تین سے پانچ سال لگ جاتے ہیں۔ اور آج ایک بچہ جو پہلی جماعت میں جائے گا وہ جب نویں یا دسویں جماعت کا امتحان دے گا تو پھر پتا چلے گا کہ ہم نے جو فصل بوئی تھی وہ کیسی نکلی ہے۔ تو ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کے نتائج اتنے instant نہیں ہوتے۔ اس کے لیے اگر صحیح پالیسی بنا دیں' اگر آپ نے اپنا goal صحیح devise کر دیا ہے تو پھر آپ کو اچھے نتائج ملیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہاں میں آپ کی اجازت سے تھوڑا سا آپ کو interrupt کرنا چاہتا ہوں۔

جہاں آپ shelterless سکول اور معیار کی بات کر رہے ہیں۔ وہاں میری ایک suggestion بھی ہے کہ جب میرٹ بنایا جائے تو کم از کم میڈیکل کالجز میں داخلے کے لیے اور

ملازمتوں کے لیے ان چیزوں کو بھی سامنے رکھا جائے کہ ایک طرف آپ کے shelterless سکول ہیں اور دوسری طرف اعلیٰ معیار کے سکول ہیں۔ یہ چیز بھی آپ کی wind up speech میں ہونی چاہئے، شکریہ۔

وزیر تعلیم: جی سر۔ آپ نے بالکل بجا فرمایا۔

جناب سپیکر! اب پرائیویٹ سکولوں کی بات ہو رہی تھی۔ کچھ دوستوں نے کہا کہ پرائیویٹ سکولز کی فیس بہت زیادہ ہے۔ غریب آدمی کا بچہ ان سکولوں میں نہیں جا سکتا۔ ان سے میرا تھوڑا سا introduction ہوا ہے۔ پرائیویٹ سیکٹر میں کھلے ہوئے سکول ہمارے اس معاشرے کو اچھے معیار کی تعلیم دے رہے ہیں۔ جتنی ماڈرن ایجوکیشن پرائیویٹ سکولز میں مل رہی ہے اتنی ماڈرن ایجوکیشن سرکاری سکولوں میں نہیں ہے۔ ہمارے لٹریسی ریٹ میں پرائیویٹ سکولوں کا بہت بڑا ہاتھ ہے۔ اب یہ تو نہیں ہو سکتا کہ ہم ان پرائیویٹ اداروں کو بند کر دیں۔ ہمارے محکمے کی تو یہ پالیسی ہے جس میں ہم نے ایجوکیشن فاؤنڈیشن بھی بنا رکھی ہے۔ جس میں ہم نے اس ادارے کے لیے پیسہ مختص کیا ہوا ہے کہ وہ پرائیویٹ سیکٹر والے لوگوں کی حوصلہ افزائی کریں، انہیں قرضے دیں۔ اگر کسی کے پاس زمین ہے اور پیسہ نہیں تو پیسہ حکومت دے دے گی اور یہ سکول کھولیں۔ ہم تو ان کی حوصلہ افزائی کر رہے ہیں لیکن جناب سپیکر! آپ نے غریب آدمی کی نشان دہی کی۔ جو بے چارہ درخت کے نیچے ساری عمر بیٹھ کر پڑھتا رہا یا ٹاٹ پر بیٹھ کر مایوسی کا شکار رہا اور آنکھیں اٹھا اٹھا کر بڑے بڑے شہروں کے سکولوں کو دیکھتا کہ میں یہاں کس طریقے سے پہنچوں گا۔ ہم نے اس چیز کو بھی اپنے ذہن میں رکھنا ہے۔ اس چیز کے لیے وزیر اعلیٰ پنجاب نے دو چیزوں کا اعلان کیا ہے اور جس کا میں نے پہلے بھی ذکر کیا کہ فری ایجوکیشن کا اعلان کیا گیا تو یہ بھی اس غریب آدمی کی مشکلات کو کم کرنے کے لیے کیا گیا ہے۔ دوسری ہم نے کوشش یہ کی ہے کہ غریب بچے جو میٹرک میں بڑے اچھے نمبر لیتے ہیں ان کے لیے یہ کام کریں کہ لاہور کے پرائیویٹ سیکٹر کے جو اچھے کالجز ہیں انہیں وہاں پر داخلہ مل جائے۔ اب اس داخلے کے دو طریقے ہیں۔ یا تو پرائیویٹ سیکٹر والے اپنی فیسیں بہت ہی کم کر دیں یعنی سرکاری تعلیمی اداروں کی فیسوں تک، جو کہ اب ہم نے بالکل ختم کر دی ہیں۔ یا پھر وہ کچھ ایسا کوٹہ مختص کر دیں جس میں ہم پورے پنجاب سے غریب اور ذہین طلباء کو ان پرائیویٹ تعلیمی اداروں میں بھیج دیں تاکہ یہ مایوسی دور ہو جائے۔

جناب سپیکر! ہم نے یہاں پہ بہت سی چیزیں introduce کی ہیں کہ ہمارے اتنے

بڑے نظام میں ٹیچرز کی حاضری کو کس طرح مانیٹر کیا جائے اور ان کی حاضری کو کس طرح یقینی بنایا جائے۔ ہم اس میں انشاء اللہ تعالیٰ کمیونٹی کی شراکت کو focus کریں گے۔ پہلے سے بنی ہوئی سکول کونسلز کو ہم مزید موثر کریں گے تاکہ ٹیچر پر سوشل پریشر exert ہو۔ جس محلے میں وہ سکول چل رہا ہے جس میں اس سکول کا ہیڈ ماسٹر یا اساتذہ کام کرتے ہیں اسی محلے کے کچھ لوگ، منتخب لوگ، کچھ ایجوکیشنسٹ، کچھ ریٹائرڈ لوگ ان کونسلوں میں ہوں تاکہ وہ روزانہ انہیں چیک کریں۔ اتنے زیادہ ٹیچنگ سٹاف پر محکمے سے اتنی زیادہ موثر مانیٹرنگ نہیں ہو سکتی۔ اس کے ساتھ ہمیں کمیونٹی back up کی سخت ضرورت ہے۔ اب ہم نے ایک اور کوشش کی ہے۔ اکثر دوست کہتے ہیں کہ آپ کا سکولوں کا اتنا بڑا نیٹ ورک ہے۔ یہ دو تین بجے کے بعد بند ہو جاتے ہیں اور ان عمارات کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ اس کے لیے ہم نے ایک CPP پروگرام شروع کیا کہ سرکاری سکولوں کو سکول ٹائمنگ کے بعد چلا لیں۔ لیکن شرط یہ ہو گی کہ اگر سکول پرائمری ہے تو وہ مڈل کر کے چلائیں گے۔ یہ اس لیے کیا تھا کہ ہم اپنا enrolment بڑھائیں اور اپنا لٹریسی ریٹ بڑھائیں۔

جناب والا! دل تو یہ کرتا ہے کہ with one stroke of the pen سارے فنڈز مختص کر دیے جائیں اور سارے پنجاب میں جہاں سکول نہیں ہیں سکول بن جائیں۔ جن سکولوں میں فرنیچر نہیں ہے وہاں پر فرنیچر بھی پہنچ جائے۔ جن سکولوں کی عمارت ہے لیبارٹری ہے اور فرنیچر بھی ہے تو وہاں پر سٹاف نہیں ہے۔ یہ لگتا تو بہت آسان ہے کہ شاید ہر چیز ایک ہی دستخط سے ہو جائے۔ اس کے لیے ذرائع کی ہمیں بڑی کمی ہے۔ یہ کمی ہمیشہ رہی ہے۔ 33 بلین کا بجٹ تھا جو سابقہ حکومت نے پاس کیا۔ اس 33 بلین میں سے تقریباً 26 بلین تو صرف تنخواہوں میں چلا گیا۔ دوسرا جو تھوڑا بہت بجٹ رہ گیا۔ اس میں سے کچھ ڈویلپمنٹ کی طرف اور کچھ نان ڈویلپمنٹ کی طرف چلا گیا۔ میری تو یہ کوشش ہو گی کہ تمام ممبران جنہوں نے یہاں پر اتنا بھرپور حصہ لیا کہ اب آنے والے بجٹ میں ہمیں بڑا protest اس حکومت کے ساتھ کرنا ہو گا اور حکومت نے پہلے ہی تعلیم کو ترجیح بنا رکھا ہے۔ مجھے تمام ممبران کی support کی ضرورت ہو گی۔ میں یہ

چاہوں گا کہ تعلیم کی اہمیت کو اجاگر کرتے ہوئے ان 88 لاکھ بچوں کے مستقبل کا سوچنا ہے۔ جناب سپیکر! میں کوئی ایسی نئی سکیم شروع نہیں کرنا چاہتا جس کے لیے بلین روپے درکار ہوں۔ ہم اگر اسی سیٹ اپ میں رہ کر زیادہ بہتری کی طرف چل پڑیں تو وہ مثبت قدم ہو گا۔ ہم نے اساتذہ کے رویے کو تبدیل کرنا ہے، ہم نے طالبعلم کے رویے کو تبدیل کرنا ہے۔ ہم نے استاد اور طالبعلم کے تعلقات کو بھی دیکھنا ہے۔ ہم نے اپنے سکولوں کو attractive بنانا ہے۔ تاکہ سکولوں میں enrolment بڑھے اور ماں باپ اپنے بچوں کو سکولوں میں بھجوائیں اور والدین کا اعتماد سرکاری سکول پر زیادہ ہو۔

جناب والا! جس طرح میرے فاضل دوست نے کہا کہ آج بھی کسی بورڈ کا رزلٹ اٹھا کر دیکھ لیں، جتنی بھی پوزیشنیں ہیں وہ سرکاری سکولوں کے طلباء کی ہیں۔ یہ اس لیے ہے کہ ہمارا استاد کوالیفائیڈ ہے۔ ہمارا استاد تیس سال سے with dedication اس محکمہ میں پڑھا رہا ہے اور اس کو تجربہ ہے۔ اس کو پتا ہے کہ بچے کو کس طرح سے پڑھانا ہے۔ یہ چیز شاید آپ کو پرائیویٹ سکول میں نہ ملے۔ کچھ سکول تو بالکل top of the line ہیں جو بہت اچھے ہیں لیکن بیشتر ایسے سکول ہیں جہاں پر بیچارا استاد پرائیویٹ سیکٹر میں صرف چھ سو روپیہ لے رہا ہے۔ جبکہ سرکاری سیکٹر میں ہم اس کو ساڑھے چار ہزار روپیہ دیتے ہیں۔ اس سے بھی زیادہ دیتے ہیں۔ اس کو سالانہ ترقی دیتے ہیں اور اسے محکمانہ support بھی دیتے ہیں۔

جہاں تک انگلش ٹیچرز کے کنٹریکٹ کی بات ہے اور سائنس اور میتھ ٹیچرز کی بات ہے۔ محترمہ نے بڑی اچھی بات کی ہے۔ وہ ہمارے زیر غور ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ جلد ہی ان کے بارے میں کوئی مثبت فیصلہ کریں گے۔

جناب والا! سابقہ حکومت نے بہت سی یونیورسٹیوں کا پرائیویٹ سیکٹر میں اعلان کیا ہے۔ بہت سے اچھے کالجوں کو یونیورسٹی کا درجہ بھی دیا گیا۔ یہ خود مختاری اس لیے دی گئی یا یہ درجہ اس لیے دیا گیا کہ administratively زیادہ بہتر ہو جائے اور فیسوں کو نہ بڑھنے دیا جائے۔ ابھی تک ہم نے جس کالج کو یونیورسٹی بنایا ہے وہاں پر فیس نہیں

بڑھی۔ یہ صرف اس لیے کیا تھا کہ اس کو decentralize کریں اور کالجز کو خودمختاری دیں تاکہ وہ بہتر انداز میں چلیں۔ ہم نئی faculties یونیورسٹی کے لیول پر بنا رہے ہیں۔ ہم نے سائنس اینڈ ٹیکنالوجی اور آئی ٹی کی مد میں بھی بے شمار نئی چیزیں introduce ہیں۔ جس کی تفصیلی رپورٹ تمام ممبران کو بتائی جائے گی۔ ہمیں ان سارے absenteeism 'challenges 'enrolment 'drop out rate' لیبارٹریز کی کمی اور فرنیچر کی کمی۔ ہمیں ان کا سامنا کرنا ہے۔ ہم ان کا بڑی جرأت کے ساتھ سامنا کریں گے۔ چیف منسٹر صاحب نے تعلیم کو ترجیحی بنیادوں پر رکھا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ یہ ہمارا اس قوم سے وعدہ ہے کہ اگر ہماری قوم نے' اس ملک نے' بحران سے نکلنا ہے تو اس کا کوئی short cut نہیں ہے۔ صرف یہی ہے کہ ہم اپنے بچوں کو صحیح تعلیم دیں اور ایسی تعلیم دیں اور تربیت کہ جس سے ہمارا بچہ اچھا پاکستانی' اچھا مسلمان اور اچھا شہری بنے۔

جناب والا! میرا focus تربیت پر ہوگا۔ میں یہ چاہوں گا کہ ایسا نہ ہو کہ رٹا لگا کر بچہ میٹرک یا ایف ایس سی کر جائے۔ میں تو چاہوں گا کہ وہ اچھا انسان بنے۔

جناب والا! میں آخر میں آپ کا اور تمام دوستوں کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں کہ جنھوں نے ہمیں بڑے مفید مشورے دیے۔ انشاء اللہ تعالیٰ ان پر عمل ہوگا' بہت بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اب میں ہاؤس کو کل صبح 10:00 بجے تک کے لیے ملتوی کرتا ہوں۔

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ 30۔جنوری 2003

1۔ **سوالات** (محکمہ ہاؤسنگ، اربن ڈویلپمنٹ اینڈ پبلک ہیلتھ انجینیئرنگ)

(1) نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(2) غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

2۔ توجہ دلاؤ نوٹس

3۔ سرکاری کارروائی

مسودات قانون

(1) مسودہ قانون (ترمیم) ادارہ محتسب پنجاب مصدرہ 2003

(2) مسودہ قانون (امتناع ظاہری نمود و نمائش و بےجا مصارف) تقریبات شادی پنجاب مصدرہ 2003

4۔ امن عامہ پر عام بحث

صوبائی اسمبلی پنجاب

(چودھویں اسمبلی کا پانچواں اجلاس)

جمعرات' 30۔ جنوری 2003

(یوم الخمیس' 26۔ ذوالقعدہ 1423ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز' لاہور میں صبح 10 بج کر 30 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ قاری سید صداقت علی نے پیش کیا۔

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيمِ ○

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ ○

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ①
يٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ ② كَبُرَ مَقْتًا
عِنْدَ اللّٰهِ أَنْ تَقُولُوا مَا لَا تَفْعَلُونَ ③ إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الَّذِينَ
يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِهِ صَفًّا كَأَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَرْصُوصٌ ④
وَإِذْ قَالَ مُوسٰى لِقَوْمِهِ يٰقَوْمِ لِمَ تُؤْذُونَنِي وَقَدْ تَعْلَمُونَ أَنِّي
رَسُولُ اللّٰهِ إِلَيْكُمْ ۖ فَلَمَّا زَاغُوا أَزَاغَ اللّٰهُ قُلُوبَهُمْ ۚ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي
الْقَوْمَ الْفٰسِقِينَ ⑤

سورۃ الصف آیات، 1 تا 5

سب چیزیں اللہ کی پاکی بیان کرتی ہیں جو کچھ آسمانوں میں ہیں اور جو کچھ زمین میں ہیں اور وہی زبردست حکمت والا ہے۔ اے ایمان والو! ایسی بات کیوں کہتے ہو جو کرتے نہیں ہو۔ خدا کے نزدیک یہ بات بہت ناراضی کی ہے کہ ایسی بات کہو جو کرو نہیں۔ اللہ تعالیٰ تو ان لوگوں کو پسند کرتا ہے جو اس کے راستے میں اس طرح مل کر لڑتے ہیں کہ گویا وہ ایک عمارت ہے جس میں سیسہ پلایا گیا ہے اور جب کہ موسیٰ نے اپنی قوم سے فرمایا کہ اے میری قوم! مجھ کو کیوں ایذا پہنچاتے ہو حالانکہ تم کو معلوم ہے کہ میں تمہارے پاس اللہ کا بھیجا ہوا آیا ہوں۔ پھر جب وہ لوگ ٹیڑھے ہی رہے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں کو اور ٹیڑھا کر دیا اور اللہ تعالیٰ ایسے نافرمانوں کو ہدایت نہیں دیتا○

وما علینا الاالبلاغ○

جناب ارشد محمود بگو ۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! اجلاس کا وقت جو کل آپ نے فرمایا تھا وہ 10 بجے تھا لیکن جناب ساڑھے دس بجے ہاؤس میں آئے ہیں ۔ میری یہ درخواست ہے اور میری یہ submission ہے کہ جو قومیں وقت کی پابندی نہیں کرتیں وہ قومیں دنیا میں نامور بھی نہیں ہوتیں۔ اگر دس بجے کا وقت ہے تو دس بجے ہاؤس میں آ جائیں۔ اگر کورم پورا نہیں ہے تو پھر اس اجلاس کو ملتوی کر کے آپ چلے جائیں لیکن وقت کی پابندی ہونی چاہیے۔

رانا آفتاب احمد خان ، پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب سپیکر! 25۔نومبر سے یہ اسمبلی معرض وجود میں آئی ہے۔ ایک چیز تو ممبرز نے قبول کر لی ہے کہ ان کے visitors کے لئے جگہ نہیں ہے۔ جیسے بھی آپ نے یہ معاملہ بنا دیا ہے آپ interest بھی دیکھ رہے ہیں مگر یہ کہیں نہیں لکھا گیا تھا کہ ممبران یہاں آ کر پیسے دے کر چائے بھی نہیں پی سکتے۔ آپ ہاؤس کے کسٹوڈین ہیں۔ آپ کے تو یہاں پر سرکاری ذرائع ہیں۔ چیف منسٹر صاحب کے پاس بھی ہوں گے۔ وزراء صاحبان کے پاس بھی دفتر ہیں جہاں وہ چائے پی سکتے ہیں۔ خواتین و حضرات جو ہمارے ممبرز ہیں اگر پیسے دے کر چائے پینا چاہتے ہیں تو کیا آپ اس کیفے ٹیریا کو نہیں چلوا سکتے؟ [**]

جناب سپیکر ، شکریہ مہربانی ۔

حاجی محمد اعجاز ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! جس دن سے یہ اسمبلی معرض وجود میں آئی ہے اس دن سے میں نے یہ گزارش کی ہے کہ تلاوت کلام پاک کے بعد نعت رسول مقبول بھی شروع کرائی جانے جب کہ سندھ اسمبلی میں یہ سلسلہ جاری ہے۔ امید ہے یہ سلسلہ یہاں بھی جاری ہو جائے گا۔

جناب سپیکر ، بہت شکریہ۔

محترمہ فرزانہ راجہ ،پوائنٹ آف آرڈر ۔

---

* بحکم خصوصی جناب سپیکر زیر قاعدہ 221 3۔فروری 2003 الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب محمد قمر حیات کاٹھیا ،پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا! میں آپ کی توجہ اس بات کی طرف دلانا چاہتا ہوں کہ ہمیں جو کمرے الاٹ کئے گئے ہیں ان کے کرائے بہت زیادہ ہیں۔ پہلے بھی کئی دفعہ آپ کو بتا چکے ہیں۔ فیڈرل لاجز دیکھیے جن میں چار چار کمرے suites کی طرح ہیں۔ ان کا کرایہ صرف چار ہزار روپے ہے لیکن ہمیں 36 ہزار روپے مہینہ پڑ رہا ہے ۔ اس پر خصوصی توجہ فرمائی جائے۔

جناب سپیکر ، شکریہ' جی محترمہ! آپ فرمائیں ۔

محترمہ فرزانہ راجہ ،جناب سپیکر! میں آج آپ کے توسط سے وزیر اعلیٰ صاحب سے یہ سوال کرنا چاہوں گی جو اس وقت یہاں موجود نہیں ہیں کہ جو سارے ایم پی ایز ہیں' چاہے وہ حکومتی بنچوں کے ہیں یا اپوزیشن کے ہیں ان کے لئے ہم نے سنا تھا کہ فنڈز کا اعلان کیا گیا تھا کہ سب کو برابر فنڈز دیئے جائیں گے تاکہ وہ اپنے علاقے کی ترقی اور فلاح و بہبود کے لئے تھوڑی بہت contribution کر سکیں ۔ اس کے بارے میں مجھے یہ پوچھنا ہے کہ وہ فنڈز ہمیں کب تک allocate کئے جائیں گے اور اس کا کیا طریق کار ہوگا؟ کیونکہ ہمیں یہ بھی اطلاع ہے کہ حکومتی بنچوں کے کچھ اراکین کو ریلیز فارم یا فنڈز ریلیز آرڈر issue ہو چکے ہیں ۔ اس کے بارے میں پلیز وضاحت کر دیجیے ۔

جناب سپیکر ، شکریہ۔

جناب پرویز رفیق ،جناب والا! 25۔دسمبر کو ڈسکہ چرچ میں ہماری بے گناہ معصوم بچیاں شہید ہوئی ہیں اور 17۔افراد زخمی ہوئے ہیں اور ان تمام واقعات میں جو بہاولپور سے لے کر ڈسکہ چرچ تک پیش آئے ہیں' مسیحیوں کو ایک خاص ٹارگٹ بنایا گیا ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ اس مقدس ایوان میں ان کے ساتھ اظہار یکجہتی کے لئے دو منٹ کی خاموشی اختیار کی جائے۔

جناب سپیکر ، شکریہ۔

راجہ ریاض احمد ، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر ، جی' راجہ صاحب!

راجہ ریاض احمد: [***]

جناب سپیکر: شکریہ راجہ صاحب!

راجہ ریاض احمد: [***]

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔

رانا آفتاب احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

رانا آفتاب احمد خان: شکریہ، جناب سپیکر! یہ Chapter-15 میں ہے۔ Report to be laid before the Assembly اس میں اگر آپ Rule 130 پڑھیں۔

"130: Report on Observance of Principles of Policy:-
The annual report on the observance and implementation of the principles of policy in relation to the affairs of the Province of the Punjab shall be laid in the House by a Minister."

Whether that has been laid or not? اور اگر نہیں lay ہوئی تو کب ہو گی؟ اس پر متعلقہ منسٹر assurance دیں۔ جو پوائنٹ آف آرڈر ہے اس پر بھی relevant The concerned Minister has to reply for that. میں نے جو Rule-130 کا حوالہ دیا ہے اس پر آپ دیکھیں کہ "The report shall be laid" وہ categorically lay ہوئی ہے یا نہیں؟ کب ہوئی ہے؟ کیوں نہیں ہوئی؟ principles of policy کی implementation اور Observance پر پنجاب اسمبلی میں پھر بات کرنی ہے۔ یہ بڑی relevant چیز ہے اس پر آپ ذرا غور کریں، کوئی رولز کی بھی بات کر لیں۔

سید احسان اللہ وقاص: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، احسان اللہ وقاص صاحب!

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ صوبہ پنجاب سے ہزاروں لوگوں نے حج

* بحکم خصوصی جناب سپیکر زیر قاعدہ 221، 3-فروری 2003 الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

کے لئے درخواستیں دی ہوئی ہیں۔ انہوں نے کئی ماہ قبل 90/90 ہزار روپے جمع کرائے ہیں لیکن اب ان کی کوئی سننے والا نہیں ہے۔ محترم وزیر اعظم نے اعلان بھی کیا تھا کہ ان سب لوگوں کو حج کے لئے جانے کی سہولت مہیا کی جائے گی جنہوں نے پیسے جمع کرائے ہیں۔ لیکن ابھی تک ہزاروں کی تعداد میں ایسے لوگ ہیں جن کو کچھ پتا نہیں ہے کہ ان کے حج کا کیا بنے گا؟ لہٰذا میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ صوبائی حکومت وفاقی حکومت سے اس اہم معاملے پر فوری طور پر رابطہ قائم کرے۔ پنجاب سے ہزاروں کی تعداد میں حاجی 90/90 ہزار روپے تقریباً ایک سال قبل جمع کرانے کے باوجود ابھی تک نہیں جانتے کہ ان کے حج کا کیا بنے گا؟ اس مسئلے کو حل کروایا جائے۔

شیخ اعجاز احمد ایڈووکیٹ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! ہمارے ایک ساتھی نے ابھی آپ سے پوائنٹ آف آرڈر پر گزارش کی ہے۔چونکہ ہمارے اقلیتی دوست ہمارے ساتھ مخلوط الیکشن میں جیت کر آئے ہیں تو اس سلسلے میں میری گزارش ہے کہ ان کے ساتھ جو زیادتی ہوئی ہے اس حوالے سے چلیں دو منٹ کے لئے نہیں تو ایک منٹ کے لئے ہاؤس میں خاموشی اختیار کی جائے۔ اگر یہ معزز ایوان میں نہیں ہوگی تو کہاں ہوگی؟

جناب سپیکر، تشریف رکھیں۔ ٹھیک ہے۔ جی' ایک منٹ کے لئے ہاؤس میں خاموشی اختیار کی جائے۔

(اس مرحلے پر ڈسکہ چرچ میں ہونے والی فائرنگ کے نتیجے میں مرنے والے
مسیحیوں کے لئے ایک منٹ کی خاموشی اختیار کی گئی۔)

جناب سپیکر، ہاؤس کی کارروائی شروع کی جائے۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! کل میں نے ایک نکتہ اٹھانے کی کوشش کی تھی جو بہت اچھا نکتہ تھا اور جس پر بہت ہنگامہ برپا کیا گیا تھا۔ شاید میرا نکتہ سمجھ نہیں آ سکا۔ اب وزیر تعلیم یہاں تشریف نہیں رکھتے تو میں ارشد لودھی صاحب کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہوں گی کہ بنیادی طور پر میرا نکتہ یہ تھا کہ جو طلباء یا طالبات آئی ڈی کارڈ نہ ہونے کی وجہ سے امتحان کے داخلہ فارم جمع نہیں کرا سکے' ایسا اس لئے ہوا کہ ان کے داخلہ فارم جمع کرانے کی تاریخ کو پیپر شروع ہونے سے دو مہینے پہلے ہی ختم کر دیا گیا تھا تو پلیز ان کی تاریخ میں توسیع کی جائے تاکہ وہ اپنے داخلہ فارم جمع کرا سکیں اور ان کا ایک قیمتی سال ضائع ہونے سے بچ جائے۔ ارشد لودھی صاحب! اس پر عمل درآمد کرا دیں۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔

محترمہ صبا صادق: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! ہم نے ایس پی سٹی کے خلاف تحریک استحقاق پیش کی تھی۔ وہ تحریک کل پیش کرنے کا مقصد یہ تھا کہ ہم ممبران اسمبلی کے ساتھ جو ناروا سلوک ہوا اس کا مداوا اس ہاؤس میں ہو سکے اور گورنمنٹ اس چیز کا نوٹس لے سکے۔ آج صبح میں نے اخبار دیکھا تو "نوائے وقت" میں ایک بڑی شہ سرخی لگی ہوئی تھی کہ گوجرانوالہ کے ایک رہائشی علاقے میں ایف آئی اے پولیس نے جا کر ایک بے گناہ خاتون کے گھر کے اندر گھس کر اسے قتل کر دیا۔ اس طرح شہر بلکہ پورے صوبے کو پولیس سٹیٹ بنا دیا گیا ہے۔ میں چاہتی ہوں کہ اس چیز پر فوری طور پر ایکشن لیا جائے اور پولیس کو پابند کیا جائے کہ وہ extra judicial killings کو فوری طور پر بند کرے۔ ایک بے گناہ خاتون جو اپنے گھر میں تھی پولیس نے اس کے باقی گھر والوں کے ساتھ بھی برا سلوک کیا۔ یہاں ہمارے ماشاء اللہ تمام وزراء صاحبان تشریف فرما ہیں اور یہ سمجھ نہیں آئی کہ کل کس طرح سے انہوں نے ہماری تحریک استحقاق dispose of کرا دی اور اس کے بارے میں ہمیں بتایا نہیں گیا اور نہ ہی اس تحریک کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا گیا۔ تو میں آپ کی وساطت سے چیف منسٹر صاحب کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہوں گی کہ اس خاتون کا کیا قصور تھا اور پولیس کو اتنا بے لگام کیوں کر دیا گیا ہے کہ وہ معصوم، بے گناہ شہریوں اور بالخصوص خواتین کو اس بری طرح سے قتل کر دیں۔ جناب والا! اس چیز کا سخت سے سخت ایکشن لے کر ان پولیس اہلکاروں کے خلاف ایف آئی آر درج کی جائے۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔

شیخ امجد عزیز: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! ابھی میری بہن نے جس تحریک استحقاق کا ذکر کیا اور جو آپ نے ہمارے بائیکاٹ کے دوران dispose of کر دی۔ آج "جنگ" اخبار میں، میں نے دیکھا ہے کہ ممبران صوبائی اسمبلی کو humiliate کرنے والے ایس پی کو آج اس شہر کا ایس ایس پی بنا دیا گیا ہے۔ یہ سب ایسی باتیں ہیں کہ انہیں دیکھنے کے لئے اور ان پر غور کرنے کے لئے ہی آپ موجود ہیں۔ ہماری بہنوں اور بھائیوں کو گالیاں دینے والے اور ہمارے گریبانوں کو پکڑنے والے ایس پی کے خلاف پیش کردہ تحریک استحقاق کو dispose of کرنا کیا اچھی روایت ہے؟ جناب والا! براہ کرم اپنے اور گورنمنٹ کے اس رویے کو دیکھیے۔

جناب سپیکر: شکریہ شیخ صاحب! جی، ڈاکٹر صاحب!

ڈاکٹر اسد معظم، جناب سپیکر! آج سے تقریباً ڈیڑھ ماہ پہلے فیصل آباد میں ایس ایچ او پیپلز کالونی کا میرے موبائل پر فون آیا اور وہ کہنے لگا کہ مجھے 10 ہزار روپے کی ضرورت ہے تو آپ مجھے بجوا دیں۔ یہ سن کر میں نے کہا کہ تمہارا دماغ خراب ہے؟ تم جانتے ہو کہ تم کسے فون کر رہے ہو؟ وہ کہنے لگا میں بہت اچھی طرح جانتا ہوں اور میں جس قوم سے تعلق رکھتا ہوں وہ اس وقت حکومت میں ہے اور مجھے یہ حق حاصل ہے کہ میں کسی بھی ایم پی اے کو جب چاہوں اور جہاں چاہوں گھسیٹ سکوں۔ جب میں نے اسے 10 ہزار روپیہ نہیں بھیجا تو اس نے مجھے دوبارہ فون کر کے سنگین نتائج کی دھمکیاں دیں۔ میں ذاتی طور پر خود ایس ایس پی صاحب کے پاس حاضر ہوا کہ آپ کا ایس ایچ او یہ کہہ رہا ہے تو وہ کہنے لگے کہ بچہ ہے' غلطیاں کر جاتا ہے---

جناب سپیکر، تشریف رکھیں۔ محترمہ نیئر مرتضیٰ لون!

محترمہ نیئر مرتضیٰ لون، جناب سپیکر! پولیس والوں کا یہ حال ہے کہ دیکھ بھی رہے ہوتے ہیں کہ یہ ممبر صوبائی اسمبلی ہیں اور جب ہم انہیں خود بتاتے بھی ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ آپ ہمارا کیا کر سکتے ہیں' جب کہ حکومت ہماری ہے۔ جناب سپیکر! (ایک پولیس والے کا crown دکھاتے ہوئے) یہ دیکھیں سرکاری crown' آپ کی حکومت میں ہمیں یہ دکھایا جا رہا ہے کہ ایک ایس ایچ او اور اے ایس آئی اپنے بیج اتار کر ہمیں دے رہے ہیں کہ یہ لیں اور جو آپ کر سکتے ہیں کر لیں۔ یہ ان کا حال ہے۔ (شیم شیم)

جناب احد ملک، جناب سپیکر! ایس ایس پی کا مطلب سینئر سپرنٹنڈنٹ پولیس ہوتا ہے۔ جو آدمی آج ڈی ایس پی سے promote ہوتا ہے تو اُسے دوسرے دن سینئر سپرنٹنڈنٹ پولیس لگا دیا جاتا ہے۔ کیا حکومت کو یہ خیال نہیں آتا کہ ایس ایس پی کسے کہتے ہیں؟ آپ ان کے نوٹس میں لائیں اور سینئر آدمی کو ایس ایس پی لگایا جائے۔

جناب سپیکر، شکریہ' ملک صاحب! جی' محترمہ!

محترمہ زینت خان، جناب سپیکر! میں صرف ایک منٹ لوں گی۔ میں یہ کہنا چاہ رہی ہوں کہ کل بھی ہمارے معزز اراکین اپوزیشن نے کہا اور وہ آج بھی ایسا کہہ رہے ہیں۔ میرا اس میں کوئی پولیس والوں سے ہمدردی کا پہلو نہیں ہے لیکن میں یہ کہوں گی کہ سابقہ گورنمنٹ میں میاں شہباز شریف کے پولیس مقابلے اور میاں شہباز شریف کے

دور کے بہیمانہ قتل اور تمام تر پولیس غنڈہ گردیاں جو اس دور میں ہوئیں، جن کو سوچ کر اور دیکھ کر لوگ لرز جاتے تھے، اس وقت یہ اراکین اسمبلی کہاں تھے؟ کیا اس وقت ان کا ضمیر مردہ تھا؟ کیا ان کو اس وقت کچھ نظر نہیں آتا تھا؟ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: تشریف رکھیں۔ تشریف رکھیں۔ آرڈر پلیز! آرڈر پلیز!

رانا ثناء اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، رانا ثناء اللہ خان!

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میری بہن معزز رکن (ق) لیگ نے بات کرتے ہوئے جو میاں شہباز شریف صاحب کے دور کے متعلق فرمایا ہے کہ بڑی لاقانونیت ہوئی اور بڑی غنڈہ گردی ہوئی، میں اس بارے میں کچھ نہیں کہتا۔ میں یہ عرض کروں گا کہ اس وقت کے وزیر قانون بیٹھے ہیں، اس وقت کے وزیر مال بیٹھے ہیں، اس وقت کے یہ سارے وزیر بیٹھے ہیں۔ ان کو یہ چاہیے کہ یہ [*] سے استعفیٰ دیں یا اس بات کا اٹھ کر جواب دیں۔ اس کے بعد ہم اپنا حق محفوظ رکھتے ہیں۔

جناب سپیکر: [*] کا لفظ کارروائی سے حذف کیا جاتا ہے۔ جی لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون: جناب سپیکر! میں گزارش کرنا چاہوں گا کہ ہاؤس کو شروع ہوئے تقریباً آدھا گھنٹہ ہو چکا ہے اور ابھی پوائنٹ آف آرڈرز پر ہی باتیں ہو رہی ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان میں سے ایک بھی پوائنٹ آف آرڈر ایسا نہیں تھا جیسے آپ نے valid declare کیا ہو۔ اب یہ جو آدھا گھنٹہ ضائع ہوا ہے، یہ لامحالہ وقفہ سوالات کا ضائع ہوا ہے اور اس طرح ہاؤس کا وقت ضائع ہوا ہے۔ جہاں تک معزز اراکین کے جذبات کا تعلق ہے۔ وہ اپنے خیالات کا اظہار کرنا چاہتے ہیں تو میں ان کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آج لاء اینڈ آرڈر پر عام بحث ہے۔ یہ پولیس سے متعلقہ باتیں کر رہے ہیں۔ ان کو آپ موقع دیجیے کہ اس میں یہ کھل کر اپنا مافی الضمیر بیان کریں اور ہم حکومت کی طرف

* بحکم جناب سپیکر لفظ کارروائی سے حذف کیا گیا۔

سے اپنا موقف بیان کریں۔ اس لیے میری استدعا ہے کہ وقفہ سوالات کو شروع کیا جائے، شکریہ۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ میری ایک منٹ بات سنیں پھر موقع دوں گا۔ آپ تشریف رکھیں۔ میری تمام معزز اراکین سے گزارش ہے کہ جو بھی پوائنٹ اٹھائے گئے۔ پوائنٹ آف آرڈر بنتا تھا یا نہیں بنتا تھا، میں نے بڑے صبر سے آپ تمام اراکین اسمبلی کے پوائنٹ سنے۔ لیکن میں اتنی گزارش کروں گا کہ پوائنٹ آف آرڈر پر جو بھی معزز رکن اٹھتا ہے، جو بھی بات کرتا ہے اس کے بعد کم از کم مجھے اس کا جواب تو دے لینے دیا کریں۔ اس کے بعد دوسرے صاحب اپنا پوائنٹ اٹھائیں۔ میں تو یہی جان سکا ہوں کہ معزز اراکین خود ہی سمجھتے ہیں کہ ان کے سوالات کا جواب دینا کوئی ضروری نہیں ہے۔ کیونکہ ایک نے پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا، پھر دوسرے نے، پھر تیسرے نے۔ ابھی کوئی آٹھ دس معزز ارکان نے پوائنٹ اٹھائے ہیں لیکن ایک کے بعد دوسرا، دوسرے کے بعد تیسرا اور تیسرے کے بعد چوتھا۔۔۔ تو پوائنٹ آف آرڈر بھی بنتا ہے یا نہیں؛ کئی ایسے پوائنٹ ہوتے ہیں جن کا جواب دینا ضروری ہوتا ہے۔

سب سے پہلے تو ارشد محمود بگو صاحب کا پوائنٹ ہے کہ اجلاس دس بجے شروع ہونا تھا اور تقریباً ساڑھے دس بجے شروع کیا گیا۔ ان کی خدمت میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ میں نے پہلے دن سے اس ایوان میں یہ اعلان کیا تھا کہ میں معزز اراکین کو سننا چاہتا ہوں۔ جو اراکین قواعد و ضوابط اور سابقہ روایات کے مطابق اس ایوان میں بات کرنا چاہیں گے ان کو پورا موقع دیا جائے گا، جس کا واضح ثبوت یہ ہے کہ کل دس بجے اجلاس شروع ہوا۔ ایجنڈے میں وقفہ سوالات صرف اور صرف اپوزیشن کا ہوتا ہے۔ اپوزیشن نے اس پر بات کرنی تھی لیکن کورم کی نشان دہی بھی اپوزیشن کی طرف سے کی گئی۔ ہر معزز رکن کو حق حاصل ہے اور اس کا استحقاق بنتا ہے کہ وہ جب چاہے کورم کی نشان دہی کر سکتا ہے۔ جہاں تک میرا دیر سے آنے کا تعلق ہے۔ خدانخواستہ ہمارا یہ مقصد نہیں کہ ہم معزز اراکین کو سننا نہیں چاہتے۔ آپ دیکھیں کہ

دس بجے سے تین بجے تک اجلاس کا وقت تھا' جس میں تقریباً آدھ گھنٹہ آپ نماز کے لیے نکال لیں تو بقیہ ساڑھے چار گھنٹے بچتے تھے لیکن جو زیادہ وقت دیا گیا وہ تین گھنٹے تھا۔ تین بجے سے لے کر چھ بجے تک وقت دیا گیا۔ وہ صرف آپ دوستوں اور معزز اراکین کو سننے کے لیے دیا گیا۔ اس میں قطعاً یہ مقصد نہیں ہے کہ ہم آپ کو سننا نہیں چاہتے یا جان بوجھ کر دیر سے آتے ہیں۔ اگر آپ بھی اپنی ذمہ داری قبول کریں تو اس سے بہتر نتائج مرتب ہوں گے۔

دوسرا پوائنٹ رانا آفتاب صاحب کا تھا۔ ان کی بالکل جائز بات ہے کہ کیفے ٹیریا اسمبلی کے اندر چلنا چاہیے۔ آج ہی میں نے سیکرٹری اسمبلی سے بات کی ہے۔ انھوں نے مجھے کہا تھا کہ میں آج ہی شروع کروا دیتا ہوں لیکن کل انشاء اللہ تعالیٰ کیفے ٹیریا میں کام شروع ہو جائے گا۔

رانا صاحب نے رولز کی بات کی تھی۔ ان کی بات ٹھیک ہے کہ سال میں ایک دفعہ سالانہ رپورٹ اسمبلی میں پیش ہونی چاہیے اور میں سمجھتا ہوں کہ یقیناً ہوتی بھی رہی ہو گی۔ سیکرٹری اسمبلی نے بھی یہی بتایا ہے کہ سال میں ایک دفعہ رپورٹ پیش ہوتی رہی ہے۔ میں وزیر قانون سے گزارش کروں گا کہ اس سلسلے میں کچھ وضاحت فرمائیں۔

وزیر قانون : جناب سپیکر! میں رانا آفتاب احمد کے پوائنٹ آف آرڈر سے اتفاق کرتا ہوں۔ انھوں نے درست بات فرمائی ہے لیکن انھوں نے جو متعلقہ رول بتایا ہے اگر آپ اس کو ملاحظہ فرمائیں تو اس میں time limit نہیں دی گئی کہ کب پیش کریں گے؛ لیکن میں اس معزز ہاؤس کو آپ کے توسط سے یقین دلاتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ قواعد و ضوابط کے مطابق یہ رپورٹ ایوان میں پیش کر دی جائے گی۔ شکریہ۔

جناب سپیکر : جی' رانا آفتاب احمد خان!

رانا آفتاب احمد خان : جناب سپیکر! رپورٹ قواعد و ضوابط کے مطابق پیش کی جاتی ہے۔ پچھلے سال کی اگر رپورٹ یہاں پر آئی ہے تو ہمیں دیکھنے کے لئے دی جا سکتی ہے۔ اگر کوئی fresh report ہے You have to give specific time ۔ قواعد و ضوابط میں یہی ہے کہ It shall

be laid. یہ کب lay کر رہے ہیں؟ یہ بتا دیں؟ اس میں تو کوئی ایسی ambiguity نہیں ہے۔ principles of policy کی implementation اور observance پر بات ہوئی ہے۔ اگر وہ lay ہی نہیں ہوتی۔ تبھی تو This civil bureaucracy is out of your control۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ وہ فرما رہے ہیں کہ ٹائم کی پابندی نہیں ہے کہ فلاں تاریخ تک lay ہونی چاہیے لیکن ساتھ یہ بھی فرما رہے ہیں کہ انشاء اللہ تعالیٰ وہ lay کر دی جائے گی۔ جی، محترمہ! آپ فرمائیں۔

محترمہ نشاط افزاء: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے اپنے وزیر موصوف سے گزارش کرنا چاہتی ہوں۔ کل آپ نے بہت دفعہ ذکر کیا اور ہم نے بھی بہت محسوس کیا کہ ہمارا discussion کا جو وقت تھا اس میں ہم صرف چار سوال کر سکے۔ مگر میں آپ کی توجہ اس طرف دلانا چاہتی ہوں کہ ان لوگوں نے یہ سمجھا کہ ہمارے چار پوائنٹ کیوں discussion میں آئے، اس لئے آئے کہ ہمارے وزیر موصوف جو وزیر تعلیم تھے۔ He was not perpared for the answers. انہوں نے جتنے جواب دیئے وہ تمام کے تمام irrelevant تھے۔ انہوں نے کسی کو satisfy نہیں کیا۔ جب آپ کسی کو جواب صحیح نہیں دیتے تو اس کے بعد نوک جھوک کا ہونا تو لازمی ہوتا ہے۔ kindly وزراء صاحبان کو تنبیہہ کی جائے اور ان کو بتایا جائے کہ جب بھی کوئی سبجیکٹ discuss ہونا ہوتا ہے تو اس کے لئے یہ preparation کریں۔ اگر یہ ہمیں مطمئن نہیں کرتے تو قوم کو کیسے مطمئن کریں گے۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب سپیکر: شکریہ۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے اور آج محکمہ ہاؤسنگ، شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ہے۔ جناب احسان اللہ وقاص صاحب!

راجہ ریاض احمد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، راجہ صاحب!

راجہ ریاض احمد: جناب سپیکر! یا تو آپ میرا پوائنٹ آف آرڈر reject کریں یا پھر اس پر

رولنگ دیں۔ آپ نے اس کو اسی طرح چھوڑ دیا ہے۔ آپ خود ہی ابھی فرما رہے تھے کہ جب کوئی پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا جائے تو اس پر سپیکر کی بات سننی چاہیے۔ میں آپ کی بات سننے کے انتظار میں بیٹھا ہوں مہربانی کریں۔ اس پر آپ اپنی رولنگ دیں۔

محترمہ فرزانہ راجہ: جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر کیوں نہیں بنتا ہے؟ I have asked about the funds۔ فنڈز ایم پی ایز کو کب تک release ہوں گے؟ اس پر پلیز! آپ وضاحت دیں۔

جناب سپیکر: محترمہ! اس پر بحث نہیں ہو سکتی کہ پوائنٹ آف آرڈر کیوں نہیں بنتا؟ میں نے کہہ دیا ہے کہ آپ کا پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔ آپ تشریف رکھیں۔ راجہ صاحب! میں آپ کو بعد میں چیمبر میں بتا دوں گا۔ جی' احسان اللہ وقاص صاحب!

مدینہ کالونی گرڈ اسٹیشن روڈ کھاڑک کی گلی نمبر 1 اور ملحقہ گلیوں میں سیوریج کی فراہمی

*13۔ **سید احسان اللہ وقاص:** کیا وزیر ہاؤسنگ' شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ مین گلی نمبر 1 (محمد حسین میموریل ویلفیئر ہسپتال) مدینہ کالونی گرڈ اسٹیشن روڈ کھاڑک لاہور اور اس کی ملحقہ گلیاں' جن کی آبادی بیس ہزار سے بھی زائد ہے' میں سیوریج نہ ہونے کی وجہ سے گندا پانی جمع رہتا ہے۔ جس سے بیماریاں پھیل رہی ہیں۔ اس گلی کے علاوہ ملحقہ گلیوں کے مکینوں کو بھی آمد و رفت میں سخت مشکلات کا سامنا ہے۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مین گلی نمبر 1 کے ساتھ بہنے والے گندے نالے کے قریب گہرائی میں اقبال ٹاؤن سیوریج کی گندے پانی کی ڈرین بہہ رہی ہے۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ درج بالا مین گلی نمبر 1 میں ڈالے جانے والے سیوریج کا گندا پانی اس کے قریب بہنے والی اقبال ٹاؤن کی سیوریج ڈرین میں آسانی سے ڈالا جا سکتا ہے۔

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مین گلی نمبر 1 (محمد حسین میموریل ویلفیئر ہسپتال) مدینہ کالونی گرڈ سٹیشن روڈ کھاڑک لاہور میں سیوریج بچھانے کو تیار ہے۔ اگر ہاں تو کب تک' اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینیئرنگ:

(الف) یہ درست ہے کہ مین گلی نمبر 1 (محمد حسین میموریل ویلفیئر ہسپتال) مدینہ کالونی گرڈ اسٹیشن روڈ کھاڑک لاہور اور اس کی ملحقہ گلیوں میں سیوریج کی سہولت موجود نہیں ہے۔ چونکہ یہ گلیاں مین گرڈ اسٹیشن روڈ سے تقریباً 8 فٹ نیچی ہیں۔ جس کی وجہ سے گلیوں میں پانی کھڑا رہتا ہے۔ درحقیقت مدینہ کالونی بننے سے پہلے یہ علاقہ عرصہ دراز سے گندے پانی کا جوہڑ تھا اور یہ کہ ان نشیبی گلیوں میں سیوریج مہیا کرنا ممکن نہیں ہے، کیونکہ موجودہ سیوریج سسٹم میں زمینی لیول کے فرق کی وجہ سے ان گلیوں کا سیور نہیں ملایا جا سکتا۔

(ب) یہ حقیقت ہے کہ مین گلی نمبر 1 کیساتھ بہنے والے نالے کے قریب اقبال ٹاؤن ڈرین بہہ رہی ہے۔ جس میں کچھ مقدار میں سیوریج کا پانی (جس کی ٹیکنیکی لیول موزوں ہے) بہہ رہا ہے۔

(ج) یہ حقیقت نہیں ہے کہ درج بالا گلی نمبر 1 میں جانے والے سیوریج کا گندا پانی اس کے قریب بہنے والی اقبال ٹاؤن ڈرین میں آسانی سے ڈالا جا سکتا ہے۔ کیونکہ مین گلی نمبر 1 اور دوسری ملحقہ گلیاں ڈرین کے Bed سے نیچی ہیں، اس لئے ان گلیوں کا پانی سیوریج میں نہیں ڈالا جا سکتا۔

(د) مین گلی نمبر 1 اور اس کی ملحقہ گلیوں میں سیوریج کا پائپ ڈالنا ٹیکنیکی بنیاد پر ممکن نہیں، کیونکہ ان گلیوں کا زمینی لیول مین گرڈ روڈ سے تقریباً 8 فٹ گہرا ہے۔

سید احسان اللہ وقاص، جناب والا! ضمنی سوال۔

جناب سپیکر، جی۔

سید احسان اللہ وقاص، جناب والا! میرا اس میں ضمنی سوال یہ ہے ایک تو میں گزارش یہ کروں گا کہ ہمارے محکمے سوالات کے جوابات بالکل irrelevant اور اوٹ پٹانگ بھیج دیتے ہیں اور ایسے انداز میں جواب دیا جاتا ہے کہ سوال کرنے والے کے ہاتھ میں کوئی بات نہ آئے۔ اس میں جو technically جواب دیا گیا ہے---

جناب سپیکر، آپ ضمنی سوال کریں۔

سید احسان اللہ وقاص، میں یہی عرض کر رہا ہوں کہ جواب میں یہ کہا گیا ہے کہ گلی نمبر 1 میں

سیوریج پائپ اس وجہ سے نہیں ڈالا جا سکتا کہ وہ آٹھ فٹ گہری ہے یہ بالکل غلط بات ہے۔ وہاں پر کوئی ایسی بات نہیں ہے۔ ان کا یہ جواب بالکل غلط ہے۔ یہ ساتھ والی گلی کا کہہ رہے ہیں۔ جس گلی کا میں نے ذکر کیا ہے وہ تو بالکل گہری نہیں ہے۔

جناب سپیکر، شکریہ۔ جی منسٹر ہاؤسنگ!

وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینیئرنگ، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ০ جناب سپیکر! بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے بولنے کا موقع دیا۔ میں اپنے فاضل رکن کے گوش گزار کرنا چاہتا ہوں کہ جو information دی گئی ہے میں اس میں ایک detailed briefing دینا چاہوں گا۔ جس آبادی کی یہ بات کر رہے ہیں وہاں پہ پہلے ایک تالاب تھا اور وہاں پر گندہ پانی اکٹھا ہوا کرتا تھا۔ یہ اس جگہ پر بنائی گئی ہے جو کہ لیول سے پہلے ہی آٹھ فٹ نیچے ہے۔ اس میں فاضل رکن نے یہ کہا ہے وہاں پر دو فٹ نیچے گہرائی کی بات کی گئی ہے تو وہ میں آپ کو ضرور بتانا چاہوں گا کہ جو نالہ وہاں سے گزر رہا ہے۔ اس کی اونچائی اس bent سے آٹھ فٹ اونچی ہے یعنی اس سیوریج کو ہم ادھر ڈالتے بھی ہیں تو ہم وہ لیول بنا ہی نہیں سکتے کہ وہ اس اونچائی میں ہم ڈال سکیں۔ اس لئے یہ بات کہنا کہ صرف دو فٹ نیچے ہے تو یہ ناممکن ہے۔ technically یہ plan out ہوا ہی نہیں ہے۔ بعد میں اگر planning کی گئی ہوتی تو definitely یہ مسئلہ نہ ہوتا۔

جناب سپیکر، شکریہ جی، صبغت اللہ ایڈووکیٹ!

جناب صبغت اللہ ایڈووکیٹ، جناب سپیکر! میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ جہاں سے یہ گندہ پانی چل رہا ہے وہاں پر ڈرین میں ان گلیوں کا پانی ڈالنا feasible ہے یا نہیں؟ اگر feasible ہے تو کیا یہ سہولت عوام کو عطا فرما سکتے ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینیئرنگ، میں اپنے فاضل رکن کے یہ بھی گوش گزار کرنا چاہوں گا کہ یہ بالکل feasible نہیں ہے اس کے لئے پوری پلاننگ کرنی پڑے گی۔ کیونکہ اس پر بہت زیادہ لاگت آ سکتی ہے۔ ڈرینج اس طرح ہوتی ہے کہ جہاں surface نیچے کی طرف flow کرتا ہے ہم اس کو آسانی سے flow کر کے اس جگہ لے کر جائیں گے۔

مگر یہ جو سیوریج کی بات کرتے ہیں وہ ہم اس لئے provide نہیں کر سکتے کیونکہ وہ نالہ surface سے بہت اونچا ہے۔ اس لئے ہم نے ایک totally comprehensive scheme plan out کی ہے جس کے لئے دس سال کا پروگرام ہے۔ مگر پھر میں وہی کہوں گا کہ بات priority کی آتی ہے اور priority میں ہمیشہ یہ ہوتا ہے کہ جب بھی کوئی فنڈز کہیں بھی مختص کئے جاتے ہیں تو اس میں priority اس کو دی جاتی ہے جو کہ اس سے زیادہ ضرورت مند ہوں۔ میں نے اپنے ڈیپارٹمنٹ کو already سروے کرنے کا حکم دے دیا ہے۔ میں یہ بھی کہنا ضروری سمجھوں گا کہ ہم ابھی بھی یہ کوشش کر رہے ہیں کہ جو گھر وہاں پر اونچے ہیں ان کا سیوریج اس نالے تک پہنچ سکے۔ پھر بھی ہم کوشش کریں گے کہ ان کو priority میں رکھ کر ان کا سیوریج نالے میں ڈال دیں۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔

جناب جاوید حسن گجر: جناب سپیکر! منسٹر صاحب نے یہ کہا ہے کہ وہاں پر نالہ اونچا ہے اس لئے وہاں سیوریج نہیں جا سکتا۔ تو میں ان سے یہ کہوں گا کہ جہاں آپ نے سروے کا آرڈر دیا ہے وہاں آپ ان سے یہ بھی کہیں کہ وہ فی الحال وہاں پر ordinary طور پر پمپنگ لگا دیں تاکہ وہاں سے پانی نکالا جا سکے۔ وہاں پر پانی کا اچھا خاصا مسئلہ ہے۔ دوسرا سوال یہ ہے کہ میں سارے منسٹر صاحبان سے یہ درخواست کروں گا کہ جب بھی آپ بات کریں تو پلیز! اپنا تعارف ضرور کروائیں۔ کیونکہ کافی لوگوں کو نہیں پتا۔ شکریہ۔

جناب احد ملک: جناب سپیکر! وہاں اس طرح لگتا ہے کہ سارا سال اس علاقے میں بارش ہوتی ہے۔ وہ لیول پر ہے، بھیکے وال، شاہ دی کھوئی، کوٹھا پنڈ جتنے بھی پنڈ ہیں۔ اس میں لیول ہے لیکن اس کے باوجود وہاں کوئی نکاس کا سسٹم نہیں ہے۔ میں ان کی توجہ دلاتا ہوں کہ وہ نہ نیچے ہے نہ اوپر، وہ بالکل لیول پر ہے۔ اگر اپوزیشن کی طرف سے کوئی suggestion آئے تو پلیز مخالفت برائے مخالفت نہ کریں۔

جناب سپیکر: میری تمام معزز اراکین سے گزارش ہے کہ ایک سوال پر ایک یا دو ضمنی سوال کیا کریں۔ کیونکہ اس پر کوئی بحث تو نہیں ہو رہی۔ ہاؤسنگ کے لئے ہم نے ایک دن رکھا ہوا

ہے۔ اس پر کھل کر بات کریں۔ جیسے کل تعلیم کے سلسلہ میں کچھ دوستوں نے اچھی proposals دیں۔ لیکن ضمنی سوال صرف ایک یا زیادہ سے زیادہ دو ہونے چاہئیں۔ بلکہ قومی اسمبلی کی تو یہ روایت ہے کہ ایک ہی سوال ہوتا ہے یا زیادہ سے زیادہ کسی نے دو سوال کر لئے۔ لیکن اس پر تو آپ تقریباً debate شروع کر دیتے ہیں۔ پندرہ پندرہ' بیس بیس منٹ ٹائم waste کرتے ہیں۔ آپ کے پاس صرف 20 منٹ بقایا ہیں۔ اس طرح تو آپ ایک اور سوال کر لیں گے اور باقی پر بات ہی نہیں ہو سکتی۔ اس لئے مہربانی کر کے ایک یا دو ضمنی سوال کیا کریں۔ شکریہ۔

جناب احمد ملک، جناب والا! یہاں پر یہ کہہ رہے ہیں کہ وہ آٹھ فٹ گہرا ہے ۔ دراصل آٹھ فٹ گہرا نہیں ہے ۔ وہ دو حصوں میں تقسیم ہے۔ تھوڑا حصہ گہرا ہے سب سے پہلے تو یہ چاہیے تھا کہ وہاں پر آبادی نہ بنتی۔ اب جبکہ آبادی بن گئی ہے تو وہاں پر کوئی ایسا سلسلہ کریں کہ آبادی سکھ کا سانس لے۔

وزیر ہاؤسنگ' شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینیئر نگ، جناب والا! میں نے اس سے پہلے بھی گزارش کر دی ہے۔ اس کے لیے ہم نے comprehensive سکیم تیار کر لی ہے اور معزز اراکین کو اس سلسلے میں کسی قسم کا ابہام نہیں ہونا چاہیے کہ یہ کام نہیں ہو سکتا۔ ہر چیز کے لئے کوشش کی جا سکتی ہے۔ اس کے لئے availability of funds کی بات آتی ہے اور پھر بہت سی چیزیں دیکھنی پڑتی ہیں۔ اس میں pumping کی جو آپ بات کر رہے ہیں اس کے لئے سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے کہ یہ بہت بڑا expensive procedure ہے ۔صرف اس آبادی کی سیوریج کو یقینی بنانے کے لئے ہمیں تین سے چار کروڑ روپے کی ضرورت ہے ۔ لہٰذا میں اپنے فاضل رکن سے گزارش کروں گا کہ اگر آپ کے پاس کوئی اچھا منصوبہ ہے جیسا کہ آپ کہہ رہے ہیں کہ اس طرح یہ مسئلہ حل ہو سکتا ہے تو میرے دروازے ہر وقت کھلے ہیں۔ براہ مہربانی آپ اپنی proposals میرے پاس بھیجیں۔

جناب سپیکر، شکریہ۔۔۔دوسرا سوال جناب احسان اللہ وقاص صاحب!

سید احسان اللہ وقاص، سوال نمبر 14

جناب سپیکر: جواب پڑھا گیا تصور کیا جاتا ہے۔

مدینہ کالونی گرڈ اسٹیشن روڈ کھاڑک کی گلی نمبر 1 اور ملحقہ گلیوں میں پینے کے پانی کے پائپ کی فراہمی

*14۔سید احسان اللہ وقاص: کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ حکومت نے مین گلی نمبر 1 (محمد حسین میموریل ویلفیئر ہسپتال) مدینہ کالونی گرڈ اسٹیشن روڈ کھاڑک لاہور کی نصف سے بھی کم گلی میں پینے کے پانی کے پائپ ڈالے گئے ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مین گلی نمبر 1 کی باقی نصف سے زیادہ گلی میں پانی پینے کے پائپ نہ ڈال کر اس گلی اور ملحقہ گلیوں کے مکینوں کو پینے کے پانی سے محروم کر دیا گیا ہے؟

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مین گلی نمبر 1 (محمد حسین میموریل ویلفیئر ہسپتال) گرڈ اسٹیشن روڈ کھاڑک لاہور کی باقی نصف گلی میں پائپ ڈال کر بقیہ مکینوں کی مشکلات کو دور کرنے کو تیار ہے۔ اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ:

(الف) یہ درست نہیں ہے کہ حکومت نے گلی نمبر 1 (محمد حسین میموریل ہسپتال) مدینہ کالونی گرڈ اسٹیشن روڈ کھاڑک لاہور کی نصف سے بھی کم گلیوں میں پینے کے پانی کے پائپ ڈالے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ مین گلی نمبر 1 کی لمبائی تقریباً 450 فٹ ہے، جس میں تقریباً 325 فٹ لمبائی میں پینے کے پانی کے پائپ ڈالے گئے، جو کہ تکنیکی لحاظ سے موزوں تھے۔

(ب) یہ درست نہیں ہے کہ بقیہ 125 فٹ جو کہ نصف لمبائی سے بھی کم ہے، اس میں پینے کے پانی کے پائپ نہ ڈال کر اس گلی اور ملحقہ گلیوں کے مکینوں کو پینے کے پانی سے محروم کر دیا گیا ہے، درحقیقت بقیہ گلی نمبر 1 میں پائپ مہیا کرنا تکنیکی لحاظ سے موزوں نہیں ہے اور یہ کہ اس گلی کا بقیہ حصہ اور ملحقہ گلیوں کے مکینوں کو پینے کے پانی کی سہولت بچھائے گئے پائپوں سے مہیا ہے۔

(ج) بقیہ گلی نمبر 1 جس کی لمبائی 125 فٹ ہے، میں تکنیکی لحاظ سے واسا کے پانی کے پائپ ڈالنا موزوں نہیں ہے اور یہ کہ اس گلی کے بقیہ حصہ کے مکینوں کو بھی بچھائے گئے پائپوں سے پینے کے پانی کی سہولت میسر ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال' سید احسان اللہ وقاص!

سید احسان اللہ وقاص: جناب والا! اس سوال میں اس علاقے کے لئے پینے کے پانی کا مسئلہ اٹھایا گیا ہے۔ سیوریج کے لئے تو وزیر صاحب نے فرمایا ہے کہ وہاں پر جو مین نالہ ہے وہ جگہ اس سے آٹھ فٹ گہری ہے۔ میں وزیر صاحب کی اس یقین دہانی کا خیر مقدم کرتا ہوں کہ انہوں نے کہا ہے کہ میں تفصیلاً اس کا جائزہ لوں گا اور اس کو دیکھوں گا اور اس کا کوئی نہ کوئی حل نکالوں گا۔ لیکن پینے کے پانی کے لئے تو کوئی ایسا مسئلہ نہیں ہے تو اس کے لئے میں درخواست کروں گا کہ وزیر صاحب کچھ اقدامات کریں تاکہ وہاں کے لوگوں کو پینے کا صاف پانی مہیا ہو سکے۔

جناب سپیکر: جی' وزیر ہاؤسنگ!

وزیر ہاؤسنگ' شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینیئرنگ: جی' بہت شکریہ۔ میں نے آپ کو جو یقین دھانی کرائی ہے میں کوشش کروں گا کہ اس پر پورا اتر سکوں۔ میں بڑی خوشی اور بڑے فخر سے اس ہاؤس میں یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ آپ کی یہ بات واقعی بالکل جائز تھی۔ آپ نے یہاں پر پینے کے پانی کے لیے جو کہا ہے تو اس کے بارے میں یہ عرض ہے کہ ہم نے جو پینے کے پانی کے لیے سپلائی فراہم کی ہے اس میں ہم نے 325 فٹ پائپ لائن ڈالی ہے اور 125 نہیں ڈالی۔ میں نے محکمہ کی میٹنگ بلائی ہے اور اس مسئلہ کو discuss کیا ہے۔ میرے علم کے مطابق یہ feasible تھا اور مجھے وہ تکنیکی وجوہات بتا رہے تھے' for contamination of water کیونکہ وہاں پر آگے نالہ آجاتا ہے اور جہاں پر وہ پائپ ڈالتے اور اگر وہ پائپ اس نالے کے پاس ہو تو contamination of water کی ایک بڑی وجہ ہے جس کو وہ کہتے ہیں کہ اس وجہ سے ہم نے نہیں ڈالا۔ کیونکہ بعد میں بیماریاں پیدا ہو سکتی ہیں۔ لیکن میں نے کہا ہے کہ اس کو revive کیا جائے۔ بلکہ میں آپ کو یہ بتانے میں خوشی محسوس کر رہا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ ایک ہفتہ کے اندر اندر پائپ وہاں پر ڈال دیئے جائیں گے۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔۔۔ جی!

سید احسان اللہ وقاص: جناب والا! میں بہت شکر گزار ہوں۔ میں یہاں پر وزیر موصوف سے

پوچھنا چاہتا ہوں کہ موجودہ گورنر صاحب نے سابقہ دور میں ایک ڈائریکٹو جاری کیا تھا جس میں لاہور کے قریبی دیہات کو بھی شامل کیا تھا اور ان کو واسا کے زیر کنٹرول دے آئے تھے۔ اس پر ابھی تک عمل درآمد نہیں ہو رہا ہے اس کی کیا وجہ ہے اور کیا صورتحال ہے۔ دیہات میں سیوریج ڈال دیا گیا ہے لیکن اس کی maintenance کرنے کے لئے کوئی محکمہ موجود نہیں۔

وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینیئرنگ، جناب والا! میں اپنے فاضل دوست کے گوش گزار ایک اور بات کرنا چاہتا ہوں۔ چونکہ مجھے یہاں بات کرنے کا پہلی دفعہ موقع ملا ہے۔میری گزارش یہ ہے کہ یہ واحد محکمہ ہے کہ جسے devolution plan کے تحت ٹی ایم اے (تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن) کو منتقل کر دیا گیا ہے۔ میری فاضل رکن سے گزارش ہے کہ گورنر صاحب کے جو بھی آرڈرز ہو چکے ہیں وہ بالکل ٹھیک ہیں۔ اس پر کام ہو رہا ہے۔ مگر ایک بات جو میں کرنا چاہوں گا وہ یہ ہے کہ واسا کو لوکل سٹی گورنمنٹ فنڈز دیتی ہے۔ لہذا اس سلسلہ میں لوکل سٹی گورنمنٹ سے بات کی جاتی ہے اور ہم اس سے پوچھ لیں گے کیونکہ جواب تو ہم نے یہاں پر دینا ہے۔ ہم ان کو یہ بھی کہیں گے کہ آپ اس کو پورا کریں اور انشاء اللہ تعالیٰ اس کو پورا کرنے کی ہم کوشش بھی کرائیں گے۔ انشاء اللہ آئندہ میں اس پر پوری گہرائی کے ساتھ بات کروں گا۔ میں اپنے محکمہ کو سارے ایوان کے سامنے واضح کروں گا کیونکہ یہ مسئلہ ہم سب کا ہے۔یہ نہیں کہ اس مسئلہ کو صرف آپ ہی point out کریں۔ یہ ہمارا مسئلہ بھی ہے، یہ نہیں ہے کہ ہم یہاں وزیر بن گئے ہیں تو یہ ہمارا مسئلہ نہیں رہا۔ جناب! یہ میرے لئے بہت اچھا ہوگا کہ آپ مجھے مشورہ دیں گے اور میری راہنمائی کریں گے۔ میرے دروازے آپ کے لئے ہر وقت کھلے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، شفیق صاحب!

چودھری محمد شفیق انور: جناب سپیکر! میرے فاضل دوست اور جناب وزیر صاحب نے کہا ہے کہ واسا کو ضلعی حکومت چلا رہی ہے اور میں ان سے پوچھ کر یہ بتا سکتا ہوں کہ اس کی کیا پوزیشن ہے؟ میں اپنے فاضل دوست سے یہ بات پوچھ سکتا ہوں کہ کیا وہ ہمیں صرف پوچھ

کر ہی بتا سکتے ہیں یا یہ جو آپ کی وزارت ہے یہ ضلعی گورنمنٹ کو کوئی ہدایات بھی دے سکتی ہے کہ وہ اس پر عمل کریں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر صاحب!

وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینیئرنگ: جناب سپیکر! یہ بالکل ٹھیک ہے کہ یہ ایک monitoring body ضرور ہے۔ یہ ان کو direction دے سکتی ہے۔ مگر میں آپ سے پھر وہی گزارش کروں گا کہ میں ان کو brief کرنے پر وقت ضائع نہیں کرنا چاہتا کیونکہ اس پر بحث کے لئے ہمیں ایک دن دیا گیا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اس وقت آپ اپنے ideas یہاں پر پیش کریں اور ان کو یہاں discuss کیا جائے گا۔ میں چاہوں گا کہ آپ اس کارروائی کو چلنے دیں کیونکہ سوال بہت زیادہ ہیں اور ہمارے پاس وقت بہت کم ہے۔ واسا کے بارے میں، میں آپ کو پوری detail دوں گا۔ وہ بات آپ نے بالکل ٹھیک کی ہے کیونکہ جب devolution plan کی بات آتی ہے تو اس میں بہت سی misunderstandings ہیں۔ جو بات یہاں پر میں بیٹھ کر سمجھ سکتا ہوں۔ وہ بات شاید آپ تک نہیں پہنچی۔ میں چاہوں گا کہ اس دن اس کو ہم discuss کریں اور میں آپ کو پورا brief کروں گا۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، جہانزیب امتیاز گل صاحب!

جناب جہانزیب امتیاز گل: جناب والا! کل بھی یہی چلتا رہا ہے کہ ضلعی حکومت یہ کر رہی ہے۔ ہم ضلعی حکومت سے discuss کریں گے اور آج بات تحصیل لیول پر آ گئی ہے۔ جناب والا! آپ ہمیں تو advise کر دیتے ہیں کہ آپ بعض اوقات غیر متعلقہ سوالات پوچھتے ہیں۔ آپ منسٹر صاحبان سے بھی کہیں کہ ہر سوال کا جواب دیں کیونکہ یہ justification نہیں ہے کہ ضلعی حکومت کو پتا ہے یا تحصیل کو پتا ہے اگر اس سلسلے میں سسٹم میں کوئی problem ہے تو آپ وزیراعلیٰ صاحب سے بات کر کے کوئی کمیٹی بنائیں اور ہر سوال کا جواب دیں۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ اگلا سوال جناب محمد آجاسم شریف صاحب کا ہے۔

جناب محمد آجاسم شریف: سوال نمبر 48 -

جناب سپیکر: اسے پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ایل۔ڈی۔اے ایونیو نمبر 1 میں پلاٹوں کی قیمت

*48۔ جناب محمد آجاسم شریف. کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینیئرنگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ایل۔ڈی۔اے نے سرکاری ملازمین کے لئے ایل۔ڈی۔اے ایونیو نمبر 1 کے نام سے ایک ہاؤسنگ سکیم شروع کی ہے۔ جو 10 مرلے / ایک کنال کے پلاٹوں پر محیط ہے اور یہ گریڈ وائز الاٹ کئے جائیں گے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سکیم میں پلاٹوں کی قیمت لاکھوں میں ہے اور سہ ماہی قسط ہزاروں میں ہے؛

(ج) کیا حکومت ایڈوانس اور قسطوں کی مد میں رقم کم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؛ اگر رکھتی ہے تو کب تک اگر نہیں تو کیا وجوہات ہیں؛

وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینیئرنگ:

(الف) یہ درست ہے کہ ایل۔ڈی۔اے نے سرکاری ملازمین کے لئے ایل۔ڈی۔اے ایونیو I کے نام سے رائیونڈ روڈ پر ایک ہاؤسنگ سکیم شروع کی ہے۔ جو 10 مرلے اور ایک کنال کے پلاٹوں پر مشتمل ہے۔ تاہم یہ پلاٹ گریڈ وائز نہیں بلکہ تمام سرکاری ملازمین کو بلا لحاظ گریڈ الاٹ کئے جائیں گے۔

(ب) جی ہاں۔ درست ہے۔

(ج) مذکرہ بالا سکیم میں ایڈوانس یا قسطوں کی مد میں رقم کم کرنا ممکن نہیں ہے۔ کیونکہ اس سے نہ صرف سکیم ناقابل عمل ہو کر رہ جائے گی بلکہ ترقیاتی کاموں کی تکمیل بھی پروگرام کے مطابق دو سال کے اندر نہ ہو سکے گی جس کی وجہ سے نہ صرف الاٹیوں کو زائد رقم ادا کرنی پڑے گی بلکہ تاخیر ہونے کے باعث سرکاری ملازمین کی فلاح و بہبود کا مقصد بھی حاصل نہیں ہو سکے گا۔ جس کو پیش نظر رکھتے ہوئے، یہ سکیم شروع کی گئی ہے۔

جناب سپیکر، کوئی ضمنی سوال؟

جناب محمد آجاسم شریف : جناب سپیکر ! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ مجھے بتایا جائے کہ آپ نے پلاٹوں کے جو سائز دئیے ہیں وہ گریڈ وائز کیوں نہیں دئیے؟ ان کی مالیت ہزاروں، لاکھوں میں ہے ۔ یہ کرپشن تو خود بخود بڑھا رہے ہیں۔ ایک کلرک جس کی کل تنخواہ پانچ ہزار روپے

ہے۔ وہ انھیں ہزاروں میں قسط کیسے ادا کرے گا' آیا وہ اپنے اخراجات پورے کرے گا یا انھیں قسط ادا کرے گا؟

جناب سپیکر: جی' وزیر ہاؤسنگ!

وزیر ہاؤسنگ' شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ: جناب والا! میرے فاضل دوست نے یہ بات کہی کہ یہ گریڈ وائز الاٹ کئے گئے ہیں' بالکل غلط ہے۔ اس میں بلا لحاظ پلاٹس کی تقسیم ہوئی ہے۔ میں مزید وضاحت کرنا چاہوں گا کہ ہم نے down payment کا ایک سسٹم رکھا ہے۔ اب آپ پر منحصر ہے کہ کون اس میں ایک کنال لینا چاہتا ہے؟ کون سات مرلے لینا چاہتا ہے اور کون تین مرلے لینا چاہتا ہے؟ اس کی قیمت آپ کے سامنے ہے اور کوئی بھی ملازم اس کے لئے اپلائی کر سکتا ہے۔ اب ظاہر ہے کہ جو کلرک ہے وہ ایک کنال پلاٹ کے لئے تو اپلائی نہیں کرے گا۔ وہ تو اتنے کے لئے اپلائی کرے گا جتنا وہ pay کر سکتا ہے۔ اگر اس کے لئے feasible ہے تو He will go for that, otherwise he will not go for that. تو میں یہ گزارش کروں گا کہ یہ پلاٹ لینے والے آدمی پر منحصر ہے۔

جناب محمد آجاسم شریف: جناب سپیکر! میں اپنے وزیر صاحب سے یہ کہہ رہا ہوں کہ انھیں یہ پلاٹ گریڈ وائز دینے چاہییں تھے۔ اگر کسی آدمی کی قسط پانچ ہزار روپے بنتی ہے اور پانچ ہزار ہی اس کی تنخواہ ہے تو وہ قسط کیسے ادا کرے گا؟ آیا وہ مہینے کا خرچ پورا کرے گا یا انہیں قسط دے گا اگر قسط دے گا تو پھر کیا کھائے گا؟ اس طرح تو خود بخود کرپشن بڑھے گی۔ ایل ڈی اے میں تو پہلے ہی بہت کرپشن ہے۔

وزیر ہاؤسنگ' شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ: جناب سپیکر! میں نے پہلے بھی گزارش کی ہے کہ جو یہ پلاٹ نہیں لے سکتا اس کے لئے تو یہ سکیم نہیں ہے۔ جو لے سکتا ہے اسی کے لئے یہ سکیم ہے۔

جناب محمد آجاسم شریف: آپ کے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ کوئی بھی غریب آدمی اپنا گھر نہ بنائے۔ یہ سکیم تو پھر اس ہاؤس میں بیٹھے ہوئے حضرات یا پھر ان کے رشتہ داروں کے لئے ہوئی۔ سکیم بنائی تو غریب آدمی کے لئے گئی ہے جبکہ وزیر صاحب کہہ رہے ہیں کہ اگر نہیں

لے سکتا تو نہ لے۔ آپ نے تو غریب کا بھلا سوچنا ہے ' اسے سستی سے سستی زمین دینی ہے۔ سارا روپیہ تو آپ نے اپنے اوپر لگا لیا ہے۔ آپ آئے اور نئی گاڑی لے لی۔ آپ کو تو غریب آدمی کو ریلیف دینا چاہیے ۔ایل ڈی اے کے حضرات سے کہیں کہ وہ تو پچاس پچاس ہزار روپے تنخواہ لیتے ہیں لیکن ایک کلرک چار ہزار روپے سے زیادہ تنخواہ نہیں لیتا یا تو آپ پہلے اس کی تنخواہ میں دس ہزار روپے کا اضافہ کیجیے تاکہ وہ آپ کو قسط دے سکے۔ اسی لئے میں نے کہا ہے کہ یہ پلاٹ گریڈ واٹز دیں اور اس کی اقساط میں کمی کی جائے۔

وزیر ہاؤسنگ' شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینیئرنگ : جناب والا ! میرے فاضل دوست نے یہ کہا ہے کہ اس سکیم میں ہم گریڈ واٹز پلاٹ دیں۔ میں بتانا چاہتا ہوں کہ ہم نے basically آٹھ ہزار کنال زمین خریدی تھی۔ ہمارا منصوبہ یہ تھا کہ ہم اس سکیم کے لئے آٹھ ہزار کنال زمین لیں گے ۔خوش قسمتی سے اس محکمے پر اعتماد کیا گیا اور ہمیں جو درخواستیں موصول ہوئیں وہ آٹھ ہزار سے بڑھ گئیں اور ان کی تعداد گیارہ ہزار تک چلی گئی۔ جب ہمیں گیارہ ہزار درخواستیں موصول ہو گئیں تو ہم نے پلان کیا کہ ہم آٹھ ہزار سے زائد آنے والے درخواست دہندگان کو discourage نہ کریں۔ ہم نے منصوبہ بنایا ہے کہ زمین مزید خریدیں اور اب اس سکیم کے لئے چودہ ہزار کنال زمین حاصل کرنے کا پروگرام بنا لیا گیا ہے۔ ہمارے پاس جو پیسے اکٹھے ہوئے ہیں ہم نے وہ زمین انہی پیسوں سے خریدی ہے۔ اب اگر ایک آدمی ہمیں پیسے دیتا ہے کہ جناب ! آپ زمین خریدیں تو He is eligible to pay the rest of the amount as well' کیونکہ اگر اس نے تین مرلے کے لئے اپلائی کیا ہے تو اس میں اتنی طاقت تھی تبھی تو اس نے تین مرلے کے لئے اپلائی کیا ہے۔ یہاں پر زمین ہم خود خرید رہے ہیں اور غریب آدمی کے لئے ہم نے تین سے پانچ مرلے کے پلاٹ رکھے ہیں۔ یہ نہیں کہ وہ ایک کنال کا پلاٹ اپلائی کر دے۔ ایک کنال کے لئے تو کافی ممبرز ہم میں سے بھی ایسے ہوں گے کہ They might not be able to purchase it' اس لئے ان کا ضمنی سوال relevant نہیں ہے۔

جناب محمد آجاسم شریف : ہر انسان کے دل میں یہ لالچ ' خواہش ہوتی ہے کہ میرا اپنا گھر

ہو۔ اگر آپ کے دل میں لالچ نہ ہوتی تو آج آپ ادھر نہ بیٹھے ہوتے' ہمارے ساتھ بیٹھے ہوتے۔

جناب سپیکر : آجاسم صاحب میرے خیال میں اس پر کافی بحث ہو چکی ہے ۔ اب اگلا سوال لیتے ہیں۔ اگلا سوال بھی آپ ہی کا ہے۔

جناب محمد آجاسم شریف : یہ تو آپ نے عوام کی توہین کی ہے ' ہم عوام کے نمائندے ہیں اور عوام کے حقوق کے لئے یہاں آئے ہوئے ہیں ۔ آپ کہتے ہیں کہ جس آدمی کی اتنی حیثیت نہ ہو وہ لالچ نہ رکھے۔ آپ نے یہ الفاظ کیوں کہے ؟

جناب سپیکر : آجاسم صاحب ! آپ مجھے مخاطب کر کے بات کریں۔

جناب محمد آجاسم شریف : جناب! میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ انھیں کہیں کہ عوام کے بارے میں بھی اتنا بہتر سوچیں جتنا وہ اپنے بارے میں سوچتے ہیں۔

جناب سپیکر : آجاسم صاحب ! اس پر کافی بحث ہو چکی ہے ۔ اب اگلا سوال لیتے ہیں۔

جناب محمد آجاسم شریف : جناب والا! میں صرف ایک درخواست کرنا چاہتا ہوں۔ اگر ہم عوام سے ووٹ لے کر آئے ہیں تو ہمارا یہ حق بنتا ہے کہ ہم ان کے لئے لڑیں۔ ہم یہاں عوام کے لئے آئے ہیں اور ان سے عوام کا حق حاصل کر کے رہیں گے۔ انھوں نے فرمایا ہے کہ آٹھ ہزار کنال کی بجائے چودہ ہزار کنال زمین حاصل کی ہے تو میں ان سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس میں عوام کا کیا بھلا ہوا ہے؟ میں تو اپنے ملازمین کو ریلیف دینے کی بات کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر : اس پر کافی ضمنی سوالات ہو چکے ہیں ۔ اگلا سوال بھی آپ ہی کا ہے ۔ اب اگلا سوال شروع کریں۔

جناب محمد آجاسم شریف : سوال نمبر 49 ۔

جناب سپیکر، اسے پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

جوبلی ٹاؤن میں سرکاری ملازمین کا کوٹہ

*49۔ جناب محمد آجاسم شریف ، کیا وزیر ہاؤسنگ' شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ایل۔ڈی۔اے نے جوبلی ٹاؤن سکیم شروع کی ہے۔

(ب) اس میں سرکاری ملازمین کا کوٹہ کیا ہے؟
(ج) اس سکیم میں پلاٹوں کا سائز' پلاٹوں کی قیمت اور سہ ماہی قسط کی رقم کتنی ہے؟

وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ.

(الف) جی ہاں۔
(ب) سرکاری ملازمین کا کوئی کوٹہ نہیں ہے۔
(ج) ایک کنال' دس مرلہ' سات مرلہ' پانچ مرلہ اور تین مرلہ' تیس ہزار روپے فی مرلہ ہے۔
درخواست کے ساتھ پلاٹ کی کل قیمت کا ایک تہائی (پہلی قسط)
چار ماہ بعد بقایا رقم کا نصف (دوسری قسط)
چار ماہ بعد بقایا رقم کا نصف (تیسری قسط)
چار ماہ بعد بقیہ رقم (آخری قسط)

جناب سپیکر : ضمنی سوال کریں۔

محترمہ نسیم لودھی: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! موصوف کے والد صاحب بھی نواز شریف کی حکومت کے ساتھ رہے ہیں۔۔۔

جناب محمد آجاسم شریف : اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے میرے والد صاحب ہر دور میں وفادار رہے ہیں۔ ان کا نام حاجی محمد شریف ہے اور وہ آج بھی وفادار ہیں' میں بھی وفادار ہوں۔ میں سپیکر صاحب سے درخواست کروں گا کہ اپنے فاضل ممبرز کو یہ تمیز سکھائیں کہ جب ایک ممبر کھڑا ہو تو کیسے بات کی جاتی ہے۔مداخلت نہیں کی جاتی۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر : آرڈر پلیز۔ محترمہ! آپ تشریف رکھیں۔ آجاسم صاحب ' آپ ضمنی سوال کریں۔

جناب محمد آجاسم شریف : اپنے گریبان کا ہر آدمی کو علم ہے ۔ ہم اپنے باپ دادا سے وفادار ہیں۔ اگر آج میں بھی آپ جیسا ہوتا تو شاید ادھر وزیر بنا بیٹھا ہوتا۔ جناب سپیکر ! آپ نے کل یہ خود کہا تھا کہ کسی فاضل ممبر کو دوران تقریر مداخلت کی اجازت نہیں۔ ابھی آپ ہی کی جماعت کے ممبرز بار بار مداخلت کر رہے ہیں' جس کی وجہ سے بات لمبی ہو رہی ہے۔

جناب سپیکر : میں تو آپ کو بھی اپنا ہی ممبر سمجھتا ہوں۔

راجہ ریاض احمد : پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر ! فاضل رکن نے جو بات کی ہے اس سلسلے

میں عرض کروں گا کہ میرے انتہائی معزز "ق" لیگ والے دوست ہیں ' ماشاء اللہ منتخب ہو کر ممبر بنے ہیں۔ آج یہ ماشاء اللہ وزیر بھی ہیں۔ ان سے صرف یہ عرض کروں گا ' بلکہ آپ سب کی اطلاع کے لئے یہ کافی ہو گا کہ [*********************] (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر، آرڈر پلیز! آرڈر پلیز! آرڈر پلیز! سب معزز ممبران تشریف رکھیں۔ میں نے معزز رکن کے یہ الفاظ کارروائی سے حذف کر دیئے ہیں۔ آپ تشریف رکھیں۔ جی آپ ضمنی سوال کریں۔

جناب محمد آجاسم شریف، جناب والا! ضمنی سوال سے پہلے آپ سے درخواست کروں گا کہ یہاں پانی پلانے کا سسٹم بھی رکھیں کہ جو معزز ممبر گرم ہو تو اسے فوری طور پر ٹھنڈے پانی کا گلاس دیں کیونکہ سچی بات کڑوی لگتی ہے اس لئے ان کے پاس ٹھنڈے پانی کا جگ رکھیں۔

جناب سپیکر، آپ ضمنی سوال کریں۔

جناب محمد آجاسم شریف، اللہ کے کرم سے ہم آب زم زم پینے والے ہیں۔ ہمارے دل اندر سے پاک اور صاف ہیں۔ ہم پانی سے بھرے آتے ہیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر، آرڈر پلیز۔ آپ ضمنی سوال کریں۔

وزیر آب کاری و محصولات، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! فاضل ممبر سے پوچھیے کہ کیا وہ اپنی سیٹ پر ہیں اور کیا ان کے ساتھی بھی اپنی سیٹ پر ہیں؟ اپوزیشن کی سیٹیں ادھر ہیں۔ مہربانی فرما کر اس پر رولنگ دیں۔

جناب سپیکر، شکریہ۔

جناب محمد آجاسم شریف، مجھے تو یوں لگ رہا ہے کہ آپ اپوزیشن کی سیٹوں پر بیٹھے ہیں اور ہم حکومتی سیٹوں پر اور انشاء اللہ تعالیٰ یہ وقت تھوڑے دنوں میں آ جائے گا۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر، آرڈر پلیز! آرڈر پلیز! آپ ضمنی سوال کریں۔ ڈاکٹر صاحب! اگر معزز اراکین اپوزیشن حکومتی بنچوں پر بیٹھنا چاہتے ہیں تو آپ کو اعتراض نہیں ہونا چاہیے ۔ آپ ان کو آنے دیں اور ادھر بیٹھنے دیں۔

جناب محمد آجاسم شریف، جناب والا! آپ نے خود فرمایا ہے کہ آپ ہمارے اور ان کے لئے

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

ایک جیسے ہیں۔آپ کو چاہیے تھا کہ آپ سیٹیں بڑھاتے تو ہم سب ایک طریقے سے بیٹھتے۔ اگر آپ نے ممبر بڑھائے ہیں تو یہ انتظام بھی کرنا چاہیے تھا۔

جناب سپیکر، آپ ضمنی سوال کریں۔

جناب محمد آجاسم شریف ،میں وزیر موصوف سے پوچھنا چاہوں گا کہ جوبلی ٹاؤن گورنمنٹ کی سکیم ہے۔ اس میں ملازمین کا کوٹہ کیوں نہیں رکھا گیا؟

جناب سپیکر، جی، وزیر ہاؤسنگ!

وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ، جناب والا! میں گزارش کروں گا کہ ہم نے اس کے لئے ایک سکیم بنائی تھی چونکہ گورنمنٹ گھر مہیا نہیں کر سکتی اس لئے ہم نے یہ سوچا کہ کوئی ایسی سکیم بنائیں جس میں لوگ ہم پر اعتماد کریں اور ہم لوگوں کو کچھ دے بھی سکیں۔ لہذا ہم نے ایک پلان تیار کیا اور یہ جوبلی ٹاؤن کی سکیم تجربے کے طور پر تھی۔ اس میں ہم نے open رکھا۔ اس میں ہر کوئی آ سکتا ہے ، آپ آ سکتے ہیں، میں آ سکتا ہوں ۔ اس میں کوئی کوٹہ سسٹم نہیں رکھا تھا ۔ کوٹہ سسٹم تو تب رکھا جائے جب ہمیں یقین ہو کہ یہ کامیاب ہو جائے گی اور ہم اسے کامیاب کر دیں گے ۔ کامیابی تب ہی ہوتی ہے جب وہاں پر پلاٹ خریدے جائیں اور خریدنے کے بعد کوٹہ سسٹم رکھتے ہیں۔ لہذا ہم نے جوبلی ٹاؤن بنایا اور اس کی کامیابی کے بعد پھر ایونیو 1 بنایا۔ اس میں سب کے لئے پلاٹ رکھے ہیں۔ تین، پانچ، سات مرلے اور ایک کنال تک پلاٹ مختص کئے ہیں۔ اس میں غریب عوام بھی حصہ لیں گے۔ اس میں سرکاری ملازمین بھی حصہ لیں گے۔ اس میں امیر بھی آ سکتے ہیں۔ یہ سب کے لئے open سوسائٹی ہے۔

جناب محمد آجاسم شریف، آپ کہہ رہے ہیں کہ ہمیں یقین نہیں تھا کہ یہ کامیاب ہو گی۔ اگر آپ کو یقین نہیں تھا تو پھر آپ نے اس کو شروع کیوں کیا؟ مجھے اس کا جواب دیا جائے کہ اس محکمے کے آفیسرز، حکومت اور حکمرانوں نے عوام کا کروڑوں، اربوں روپیہ کس حساب سے ضائع کیا؟

جناب سپیکر،جی، وزیر ہاؤسنگ !

وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ، میں پھر بات کرنا چاہوں گا کہ اگر یہاں پر کوئی ضائع ہونے والی بات ہوتی تو پھر ہم اگلے ایونیو پر نہ جاتے۔ یہاں پر وہ چیزیں ضائع نہیں ہوئیں۔ جو پیسے لگے ہیں ان کے نتائج یہ نکلے کہ ہم نے آٹھ ہزار کنال زمین لی لیکن

اتنی ڈیمانڈ آئی کہ اب ہمیں چودہ ہزار کنال زمین لینا پڑی۔ یہ بہت اچھا قدم ہے۔ آپ کو اسے appreciate کرنا چاہیے۔یہ نہیں کہنا چاہیے کہ یہ غلط قدم ہے۔

چودھری اصغر علی گجر: میں وزیر موصوف سے یہ ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں کہ حکومت نے جتنی بھی سکیمیں بنائی ہیں ان میں ایک کنال' اس سے کم یا تین مرلے کی ہیں۔ لیکن حکومت نے کیا کوئی ایسی سکیم بنائی ہے جس میں غریبوں کی انکم کو مد نظر رکھا گیا ہو کہ ایک غریب کی ماہوار آمدن اتنی ہے' وہ اتنے پیسے ادا کر سکتا ہے اور اس کو اس قسم کا پلاٹ اتنی قسطوں میں دیا جائے گا۔ کیا غریب کی انکم کو مد نظر رکھ کر کوئی سکیم بنائی ہے؟ اگر بنائی ہے تو بتایا جائے کہ اس کی اقساط کیا ہیں؟ جیسے ایک کلرک کی انکم پانچ ہزار روپے ہے' اس کو مد نظر رکھ کر حکومت نے کوئی سکیم بنائی ہے؟

جناب سپیکر: جی' وزیر ہاؤسنگ!

وزیر ہاؤسنگ' شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینیئرنگ: جناب والا! پہلے تو میں یہ بات اپنے فاضل رکن کے گوش گزار کرنا چاہتا ہوں۔ There is no one perfect here Prefection is not attained. میں نے پہلے بھی گزارش کی' میری یا میرے محکمے کی کامیابی تب ہی ہو سکتی ہے کہ میں آپ کی رائے لے سکوں۔ اس کو ہاؤس کا نام اس لئے دیا جاتا ہے کہ اس کو ایک گھر کی مانند سمجھا جائے۔ شاید آپ نے میرے بیانات اخبار میں نہیں پڑھے۔ ہم نے تو ایک vast level پر پراجیکٹ بنایا ہے جس میں ہم Low income housing schemes introduce کر رہے ہیں۔ یہ پہلی دفعہ ہو رہا ہے اور یہ ساری چیزیں کامیابی کی راہ پر لے کر جا رہی ہیں۔ ہم نے جتنی سوسائٹیاں بنائی ہیں' یہ کامیاب ہوتی جا رہی تھیں تو ہم نے اس بات پر یہ step لیا ہے۔ اللہ کے فضل و کرم اور آپ کے مشوروں کے ساتھ ان ساری سکیموں پر بھی ہم اسی طرح کامیاب ہوں گے جس طرح ہم ایونیو 1 اور جوبلی ٹاؤن میں کامیاب ہوئے ہیں۔

چودھری اصغر علی گجر: جناب والا! میرے سوال کا جواب نہیں آیا۔ میرا سوال تو بڑا مختصر تھا کہ کیا حکومت نے غریبوں کی انکم کو مد نظر رکھتے ہوئے کوئی ہاؤسنگ سکیم بنائی ہے یا نہیں؟ اس کا ہاں یا نہ میں جواب دیں۔

وزیر ہاؤسنگ' شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینیئرنگ: آپ نے بہت ہی تفصیلی بات کی ہے تاہم میں آپ کو بتاؤں گا کہ جی بالکل بنائی ہیں۔ شیر شاہ کالونی Low income housing

schemes میں ہے اور آگے بھی بنانے کا پراجیکٹ ہے۔

جناب محمد آجاسم شریف، ایونیو 1 کے متعلق میں وزیر موصوف سے گزارش کروں گا کہ وہ بتائیں کہ اس میں ایک کنال اور دس مرلے کے کتنے کتنے پلاٹ رکھے گئے ہیں اور اس میں قبرستان اور گرین ایریا کتنا مختص کیا گیا ہے؟

وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ، یہ سوال گزر چکا ہے۔

جناب سپیکر، یہ سوال گزر چکا ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔ وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

رانا آفتاب احمد خان، جناب سپیکر! میں نے کل بھی درخواست کی تھی کہ آپ نے ضمنی سوالات کی اجازت دینی ہوتی ہے۔ میرا سوال نمبر 273 کب سے admit ہے اور اگر آپ اس کا جواب بھی پڑھیں تو ایسا مضحکہ خیز ہے کہ additional officiating کرکے ایک افسر کو گیارہ سال کے لئے تعینات کیا ہوا ہے۔

جناب سپیکر، آپ ابھی کیا چاہتے ہیں؟

رانا آفتاب احمد خان، میں چاہتا ہوں کہ اس کو pend کیا جائے۔

جناب سپیکر، اس کو pend کیا جاتا ہے۔

وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ، جناب سپیکر! آپ کی اجازت سے بقیہ سوالات کے جوابات میں ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر، بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات
(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

P-H-A میں یومیہ اجرت پر مالیوں کی تفصیل

*53۔**حاجی محمد اعجاز،** کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ PHA نے لاہور میں موجود پارکس کی دیکھ بھال کے لئے یومیہ اجرت پر مالی بھرتی کر رکھے ہیں ان کی تعداد، نام مع پتا جات سے ایوان کو

آگاہ کیا جائے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ ریگولر مالیوں کے علاوہ یومیہ اجرت پر رکھے گئے مالیوں کے باوجود پارکوں کی حالت زار جوں کی توں ہے۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ ریگولر مالیوں کے علاوہ یومیہ اجرت پر بھرتی کئے گئے مالی صرف کاغذات کی حد تک ہیں جب کہ عملاً ایسا نہیں ہے اور مذکورہ مالیوں کی تنخواہ کی رقم افسران کی جیب کی نذر ہو جاتی ہے۔

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ یومیہ اجرت پر صرف چند مالی بھرتی کئے جاتے ہیں جبکہ کاغذات میں سینکڑوں ظاہر کئے جاتے ہیں اور جو بھرتی کئے جاتے ہیں وہ بھی افسران کے بنگلوں اور کوٹھیوں کو سجانے میں لگے رہتے ہیں۔

(ہ) اگر جز(الف) تا (د) کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت کب تک لاہور میں موجود پارکوں کی حالت ٹھیک کرنے اور مالیوں پر صرف ہونے والی رقم کو افسران کی نذر ہونے سے بچانے کا ارادہ رکھتی ہے' اگر ایسا نہیں کر سکتی تو وجوہات کیا ہیں؛

وزیر ہاؤسنگ' شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینیرنگ:

(الف) یہ درست ہے کہ PHA نے لاہور میں موجود پارکوں کی دیکھ بھال کے لئے یومیہ اجرت پر مالی بھرتی کر رکھے ہیں۔ اس وقت جن کی تعداد 2757 ہے۔ ان ملازمین کے نام مع پتا جات کی تفصیلی فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے ***۔

(ب) یہ درست نہیں ہے کہ ریگولر و یومیہ اجرت پر مالی رکھنے کے باوجود پارکوں کی حالت زار جوں کی توں ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ ادارہ ہذا کے معرض وجود میں آنے کے بعد لاہور کے پارکوں' گرین بیلٹس اور سنٹرل میڈیز کو نئی زندگی ملی ہے لاہور کی بڑی شاہراہوں پر نئی تکونیاں اور ان میں فوارے' پارکوں کی تعمیر و بہتری اور قسم قسم کے خوشبو بکھیرتے پھول PHA کے ملازمین کی محنت کی منہ بولتی تصویر ہے۔

(ج) یہ درست نہیں ہے۔ مالیوں کی تنخواہ بذریعہ بنک ادا کی جاتی ہے لہذا کسی مالی کی تنخواہ کا کسی افسر کی جیب میں چلے جانا ممکن نہیں ہے۔

(د) یہ درست نہ ہے۔ مطلوبہ تعداد میں یومیہ اجرت پر مالی بھرتی ہوتے ہیں اور رکھے گئے مالیوں کی پوری تعداد اوقات کار میں اپنی ڈیوٹی پر ہوتی ہے۔

(ہ) جواب اثبات میں نہ ہے۔

* تفصیلی فہرست اسمبلی کی لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں۔

جوبلی ٹاؤن میں بنیادی سہولیات کی فراہمی

*61-شیخ امجد عزیز: کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ جوبلی ٹاؤن لاہور میں تمام ترقیاتی کام بشمول پانی، بجلی، گیس، سڑکات اور سیوریج سال 1999ء کے آخر تک مکمل ہونے تھے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ کام ابھی تک نامکمل ہیں اور اب تک کسی چیز کی فراہمی بھی متعلقہ اداروں کی جانب سے شروع نہ ہوئی ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سکیم میں پارکس، کمرشل ایریاز اور اپارٹمنٹس کی تعمیر بھی نہیں کی گئی ہے؟ اگر ہاں تو کب تک ان کی تعمیر شروع ہو جائیگی۔

(د) اگر مذکورہ جز ہائے بالا کے جواب اثبات میں ہیں تو کیا حکومت مذکورہ بالا کاموں کی فوری تکمیل کرانے اور ان کاموں کی تاخیر کے ذمہ داران کے خلاف کارروائی کرنے کو تیار ہے؟ اگر ہاں تو کب تک؟ اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ:

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے

(ب) تمام ترقیاتی کام بشمول پانی، گیس، سڑکات اور سیوریج مکمل ہوچکے ہیں۔ جہاں تک بجلی کی سہولت فراہم کرنے کا تعلق ہے تو اس ضمن میں وضاحت یہ ہے کہ بجلی کا نظام مہیا کرنے کے لئے واپڈا سے ڈیزائن کی منظوری لینا پڑتی ہے۔ واپڈا نے سکیم کی منظوری یکم اکتوبر 1999 کو دے دی۔ منظوری دیتے وقت واپڈا نے نئی شرائط عائد کر دیں کہ ایل ڈی اے واپڈا کو چار سے چھ ایکڑ زمین گرڈ اسٹیشن کی تعمیر و تنصیب کے لئے بلا قیمت مہیا کرے اور گرڈ اسٹیشن کی کل لاگت کا نصف حصہ بھی واپڈا کو جمع کرائے۔ ایل۔ڈی۔اے نے یہ مسائل مختلف فورم پر اٹھائے تاکہ واپڈا کی یہ اضافی شرائط منسوخ کروائی جاسکیں۔ کیونکہ اس سے پہلے کسی بھی ہاؤسنگ سکیم میں اس طرح کی کوئی شرائط عائد نہ کی گئی تھیں۔ ڈائریکٹر جنرل، ایل۔ڈی۔اے متعلقہ صوبائی وزیر کی وساطت سے یہ بات گورنر پنجاب کے علم میں لائے کہ واپڈا یہ شرائط منسوخ کر دے۔ گورنر پنجاب نے معاملہ کا فیصلہ کرنے کے لئے چیف سیکرٹری پنجاب کو مامور کیا۔ انہوں نے میٹنگ بتاریخ 21 جولائی 2001 میں فیصلہ کیا کہ ایل۔ڈی۔اے واپڈا کی شرائط مان کر ان کو ادائیگی کرے۔ اس ساری کارروائی

میں دو سال سے زیادہ کا عرصہ لگا۔ اس اضافی ادائیگی کے لئے ایل۔ڈی۔اے کی اتھارٹی میں اس کی منظوری حاصل کرنے کے بعد مطلوبہ رقم مبلغ 4 کروڑ اور 20 لاکھ روپے مورخہ 20 جون 2002 تک واپڈا کو جمع کرا دی۔ چنانچہ 38 کنال 5 مرلے زمین بلا قیمت واپڈا کو مہیا کرنے کے لئے لینڈ ایکوزیشن کے مراحل طے کئے جا رہے ہیں۔

بجلی کا نظام چالو کرنے کے لئے، ڈائریکٹر جنرل، ایل۔ڈی۔اے نے ممبر پاور سے بتاریخ 21 نومبر 2002 کو ایک میٹنگ کی۔ جس میں انہوں نے وعدہ کیا کہ سکیم میں بجلی کا نظام جلد ہی چالو کر دیا جائیگا۔ مزید برآں واپڈا نے اس منصوبے پر کام بھی شروع کر دیا ہے اور امید ہے کہ چند ماہ میں کام مکمل ہو جائیگا۔

(ج) پی۔ایچ۔اے نے اب تک کافی تعداد میں پارکوں کی تعمیر کا کام مکمل کر لیا ہے۔ کمرشل ایریاز اور اپارٹمنٹس کی تعمیر کے لئے تکمیل شدہ سکیم میں پلاٹ مختص کر دیئے گئے ہیں۔ لیکن کمرشل ایریاز اور اپارٹمنٹس کی تعمیر ایل۔ڈی۔اے کے منظور شدہ تخمینہ جات میں شامل نہ ہے۔

(د) مذکورہ وضاحتوں کی روشنی میں مذکورہ کاموں کی فوری تکمیل کرانے اور تاخیر کرنے کے خلاف کارروائی کرنے کا جواز نہ ہے۔

جوبلی ٹاؤن کے لئے گرڈ اسٹیشن کی تعمیر

*108۔بیگم ریحانہ جمیل، کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینیئرنگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ جوبلی ٹاؤن لاہور کے لئے علیحدہ گرڈ اسٹیشن تعمیر کئے جانے کا منصوبہ ہے؟ اگر ہاں تو یہ سکیم کونسے خسرہ نمبر پر کتنی لاگت سے تعمیر کئے جانے کا منصوبہ ہے؟

(ب) مذکورہ گرڈ اسٹیشن کون کونسے علاقوں کو بجلی فراہم کریگا اور ان کے رقبہ جات کی تفصیل کیا ہے؟

(ج) مذکورہ گرڈ اسٹیشن کی لاگت کیا ایل۔ڈی۔اے صرف جوبلی ٹاؤن کی مد میں ہی وصول کر رہی ہے یا دیگر اسکیموں کے منتظمین سے بھی وصول کی جا رہی ہے۔ اگر ہاں تو اس کی تفصیل کیا ہے؟

وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ:

(الف) جی ہاں! جوبلی ٹاؤن سکیم کے لئے علیحدہ گرڈ اسٹیشن تعمیر کئے جانے کا منصوبہ ہے۔ اس کے لئے خسرہ نمبر 846 تا 856 آف موضع مسہ ہے۔ رقبہ 40 کنال ہے اور اس کی لاگت کے سلسلہ میں واپڈا کو 50 فیصد شراکتی لاگت جو کہ مبلغ 42.05 ملین روپے بنتی ہے، ادا کر دی گئی ہے۔

(ب) مذکورہ ادا کردہ رقم واپڈا گرڈ سٹیشن کی مد میں خرچ کرے گا۔ دیگر سکیموں کو واپڈا اپنی پالیسی کے مطابق بجلی فراہم کرے گا، جس کا تعین ہونا ابھی باقی ہے۔

(ج) مذکورہ گرڈ اسٹیشن کی لاگت صرف جوبلی ٹاؤن کی مد میں وصول کی جا رہی ہے۔ 84.10 ملین چار فیڈرز کی قیمت ہے جو کہ جوبلی ٹاؤن میں لگیں گے۔ اس کا نصف 42.05 ملین جوبلی ٹاؤن سے وصول کیا جا رہا ہے۔ اس مد میں جوبلی ٹاؤن پر کسی اور سکیم کا بوجھ نہیں ڈالا جا رہا۔

جوبلی ٹاؤن میں ترقیاتی منصوبہ جات

*109- **بیگم ریحانہ جمیل،** کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) جوبلی ٹاؤن لاہور کے لئے کل کتنا رقبہ حاصل کیا گیا اور اس کے لئے کل کتنا معاوضہ کس شرح سے مالکان زمین کو ادا کیا گیا؟

(ب) جوبلی ٹاؤن میں رہائشی رقبہ کی مد میں کتنی رقم وصول ہوئی اور کتنے الائیوں سے زمین کی قیمت کی مد میں کچھ وصولیاں باقی ہیں؟ اگر ہاں تو اس کی تفصیل کیا ہے؟

(ج) اس ٹاؤن کے ترقیاتی کاموں کے لئے ہر ٹھیکے کی تفصیل اور لاگت کیا تھی؟ مذکورہ ترقیاتی کاموں کے لئے کتنی میعاد ٹھیکیدار کو دی گئی اور کتنے کام مقررہ میعاد میں مکمل ہوئے؟ نامکمل کاموں کی تفصیل کیا ہے اور قواعد کے مطابق متعلقہ عرصے میں کام کی تکمیل نہ کرنے کی صورت میں محکمہ ٹھیکیدار کے خلاف کیا کارروائی عمل میں لا سکتا ہے؟

(د) رہائشی علاقوں کے علاوہ باقی مختص شدہ علاقوں کی تفصیل کیا ہے اور ان کے بارے میں اب تک کیا کام ہوا ہے اور بقیہ کام کب تک مکمل کئے جانے کا منصوبہ ہے؟

وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ:

(الف) جوبلی ٹاؤن لاہور کے لئے 4157 کنال 17 مرلے رقبہ حاصل کیا گیا اور معاوضہ بحساب 4 ہزار روپے ہمراہ 15 فی صد لازمی ایکوزیشن چارجز ادا کیا گیا جس کی تفصیل درج ذیل

ہے۔

سیریل نمبر	نام دیہات	رقبہ	معاوضہ فی مرد	کل رقم
1۔	مسلہ	632 کنال	اہزار روپے	5,05,60,000/- روپے
2۔	جلیانہ	944 کنال	۔ایضاً۔	7,55,20,00 - روپے
3۔	جوئنگ بچ گرائیں	2581 کنال 17مرلے	۔ایضاً۔	20,71,20,000/- روپے
		4157 کنال 17مرلے	۔ایضاً۔	33,32,00,000/- روپے
		15% لازمی ایکوزیشن چارجز		4,99,80,000/- روپے
				38,31,80,000/- روپے

(ب) جوبلی ٹاؤن میں زمین کی مد میں مبلغ 99,44,06,109 روپے وصول کئے گئے ہیں اور مبلغ 8,42,76,960 روپے 644 الاٹیوں کے ذمہ واجب الادا ہیں۔

(ج) سڑکات (تخمینہ 157.3 ملین روپے) واٹر سپلائی، سیوریج، ٹیوب ویل، ڈریج، ڈسپوزل سٹیشن اور اوور ہیڈ ٹینک

(تخمینہ 175.4ملین روپے میسرز سرور اینڈ کمپنی نے مکمل کیا)

گوجرانوالہ شہر کا سیوریج سسٹم

*183۔ **میاں سعود حسن ڈار:** کیا وزیر ہاؤسنگ، اربن ڈویلپمنٹ اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) یکم جنوری 2001ء سے آج تک گوجرانوالہ شہر میں سیوریج کی مد پر کتنی رقم کن کن منصوبوں پر خرچ کی گئی ہے۔ ان منصوبوں کے نام اور تخمینہ لاگت کی تفصیل فراہم کی جائے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ حکومت گوجرانوالہ شہر میں ہر سال لاکھوں روپے سیوریج سسٹم کی بہتری کے لئے خرچ کر رہی ہے مگر اس شہر میں سیوریج سسٹم دن بدن ناکام ہوتا جا رہا ہے۔ اکثر آبادیوں میں گندا پانی کھڑا رہتا ہے، جس کی وجہ سے وبائی امراض پیدا ہو رہے ہیں؟

(ج) اگر جز(ب) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس کے ذمہ دار افراد کے خلاف کارروائی کرنے کو تیار ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ،

(الف) مالی سال 01-2000 میں واسا(جی۔ڈی۔اے) کو صرف تین ADP سکیمیں جاری کی گئیں جن پر مبلغ 47.781 ملین خرچ ہوئے تفصیل درج ذیل ہے۔

ADP SCHEMES 2000-01 WATER AND SANITATION AGENCY (GDA) GUJRANWALA

Rs. In Millio

Sr No	Name of Scheme	Estimated Cost(A A)	Utilization up to 30 06 02	Utilization up to 31-06-02	Remarks
1	2	3	4	5	6
1.	**ANNUAL DEVELOPMENT PROGRAMME (ADP)**				
1	Providing sewerage system Farid Town, Faqeer pura, Abdullah Colony, Asghar Colony, Bahari Colony, and People Colony No 2, Gujranwala.	18.84	18.84		
2	Sewerage Scheme Khiali Adda Shah Pur Khiali, Sialvi Town, Momem abad, Gulistan Colony, Graveyard area, Abadi Mehar Wazir wali and allied abadies Gujranwala.	18.87	18 87		
3	Sewerage Scheme Monji ground, Mohallah Islam Pura, Gala Tariq Mill wala, Gohind Ghar, Main Bazar Dhulley and allied abadies Gujranwala.	10 071	10.071		
	Total	**47.781**	**47.781**		

2. **SELF FINANCED**

The cash flow of funds from own sources in not analogous to expenditures required to be incurred fo pay and allowances, pension contribution and carrying out of minimum sustainability of infrastructure WASA is presently in dire financial strain due to increase of WAPDA tariff from 30 Million to 6 Million per Annum. The Budget for the year 2002-03 was approved by the Governing Body with deficit of 26.779 million.

(ب) نہیں مالی سال 2000-2001 کے بعد اب تک واسا جی ڈی اے کو گوجرانوالہ شہر کے سیوریج سسٹم کی بہتری کے لئے کوئی ADP جاری نہ کی گئی ہے باوجود اس کے کہ ادارہ ہذا نے صوبہ ضلع اور تحصیل ہر سطح پر سکیموں کی منظوری کے لئے ہر سال ADP کے لئے لکھا ہے گوجرانوالہ شہر میں صرف 4% آبادی کو سیوریج کی بنیادی سہولت میسر ہے جس کی دیکھ بھال کے لئے واسا نے تین زونل اور ایک ہیڈ آفس میں شکایات سیل کھول رکھے ہیں جو نہی سیوریج یا واٹر سپلائی کی شکایات موصول ہوتی ہیں فوراً حل کرنے کے احکامات جاری کر دیئے جاتے ہیں۔ شہر کی 46% آبادی کو یہ بنیادی سہولت میسر نہ ہے اس آبادی کا گندا پانی قریبی جوہڑوں میں جمع ہوتا رہتا ہے جو کہ تعفن پیدا کرتا ہے اور وبائی امراض کا سبب بنتا ہے۔

(ج) اوپر کی تفصیل کے مطابق اس کی ضرورت نہ ہے۔

ملتان کے علاقوں میں سیوریج کی درستی

*261- ملک محمد اسحاق بُچہ، کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اینڈ پبلک ہیلتھ

انجینئرنگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ملتان کے علاقے گارڈن ٹاؤن' سعید کالونی اور مظفر آباد میں سیوریج کا نظام بری طرح متاثر ہے اور گٹروں کا پانی سڑک پر پھیل جاتا ہے اور لوگوں کا گزرنا محال ہو جاتا ہے اور مختلف بیماریاں پھیلا رہا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ گلیوں اور سڑکوں سے گندا پانی نکالنے کے لئے جو پمپ لگایا گیا تھا اس کا واپڈا کا پہلا بل مبلغ -/31,000 روپے ڈی۔سی۔او نے ادا کیا لیکن اب اس بل کو کوئی محکمہ ادا کرنے کے لئے تیار نہ ہے؟

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو اس سیوریج سسٹم کو کب تک درست کر دیا جائے گا اور مبلغ -/31000 روپے کا بل کب تک ادا کردیا جائے گا؟

وزیر ھاؤسنگ، شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ۔

(الف) یہ درست ہے کہ ملتان کے علاقے گارڈن ٹاؤن' سعید کالونی اورمظفر آباد کے سیوریج کا نظام بری طرح متاثر ہے اور گٹروں کا پانی سڑک پر پھیل جاتا ہے۔ ایم۔ ڈی۔اے کی حدود کے نوٹیفکیشن کے مطابق سعید کالونی' گارڈن ٹاؤن ایم۔ڈی۔اے کی حدود میں نہ ہے۔ مظفر آباد TMA ملتان سٹی کی حدود میں واقع ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ بجلی کا پہلا بل مبلغ 31,000 روپے ڈی۔سی۔او نے ادا کر دیا تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ ملتان کے گردو نواح کے دیہی علاقوں میں 22 سیوریج سکیمیں ایسی ہیں جو کہ محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ نے بنائی تھیں اور USER کمیٹیوں کے حوالے کر دی تھیں یہ کمیٹیاں کچھ عرصہ تک سکیمیں چلاتی رہیں۔ مگر اس کے بعد یہ سکیمیں بند کر دی گئیں۔ کچھ کے ٹرانسفارمر بجلی کے بل کی ادائیگی نہ ہونے کی وجہ سے واپڈا نے اتار لئے اور کچھ کے پمپ خراب پڑے ہیں۔ یہ سکیمیں واسا ملتان کی ذمہ داری میں نہ آتی ہیں۔ کیونکہ ان کو دوبارہ چالو کرنے کے لئے کافی فنڈز کی ضرورت ہے۔ مگر تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن "سٹی" اور ڈسٹرکٹ گورنمنٹ ملتان میں سے کوئی بھی اخراجات دینے کو تیار نہ ہے۔ اس لئے یہ سکیمیں چالو نہیں کی جا سکتیں۔

(ج) صوبائی حکومت اس بات کا فیصلہ کرنے کی مجاز ہے کہ ان سکیموں کو چالو کرنے اور رکھنے کے لئے اخراجات کون سا محکمہ ادا کرے گا؟ جب تک یہ فنڈز مہیا نہیں کئے جاتے سکیمیں چالو نہیں ہوسکیں گی۔

جوبلی ٹاؤن میں پلاٹس اور کمرشل ایریاز کی تفصیل

*266۔جناب بلال یاسین، کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) جوبلی ٹاؤن لاہور کے جن الاٹیوں نے اب تک اپنے پلاٹوں کی قیمت کا کوئی حصہ بھی جمع نہیں کروایا ان کے نام اورپلاٹ نمبر، بلاک وار تفصیل کیاہے، اس سلسلے میں ان کے خلاف حکومت اب تک کیا کارروائی عمل میں لائی ہے اور مزید کیا کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(ب) کیا حکومت نے جوبلی ٹاؤن میں کمرشل ایریا۔ تعلیم۔ صحت اور مساجد کے پلاٹس کو Dispose of کرنے کے لئے کوئی پالیسی وضع کی ہے؟ اگر "ہاں" تو اس کی تفصیل کیاہے؟ اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(د) کیا یہ درست ہے کہ الاٹیوں کو قبضے جاری کرنے کے بعد تین سال کے اندر مکانوں کی تکمیل کے لئے نوٹس جاری کیا جاتاہے؟ اگر ہاں تو کتنےلوگوں کو قبضے دینے کے بعد متذکرہ نوٹس جاری کردیئے گئے ہیںتفصیل فراہم کی جائے۔ اگر نہیں تو وجوہات بیان کی جائیں؟

وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ:

(الف) چونکہ درخواست فارم کے ساتھ ہی پلاٹ کی پہلی قسط الاٹیوں سے وصول کر لی گئی اس لئے ایسا کوئی الاٹی نہ ہے جس نے اپنے پلاٹ کی قیمت کا کوئی حصہ بھی جمع نہ کرایا ہو۔ تاہم جن الاٹیوں نے باقی تین اقساط جمع نہیں کروائیں ان کی تعداد 315 ہے اور ان کے نام، پلاٹ نمبر، بلاک نمبر اور واجبات کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے ***۔ ان کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی گئی کیونکہ ابھی بجلی کی فراہمی باقی ہے۔جیسے ہی بجلی فراہم کردی جائے گی۔ ان کو بقیہ رقم کی وصولی کے لئے نوٹس جاری کر دیے جائیں گے۔ جوبلی ٹاؤن میں الاٹیوں کی کل تعداد 3747 اور پلاٹوں کی تعداد 4283 ہے۔

(ب) کمرشل پلاٹس پالیسی کے تحت نیلام کئے جاتے ہیں۔ یہ نیلام عام ہوتا ہے ۔اخبارات

* تفصیل اسمبلی کی لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں۔

میں اشتہار دیا جاتا ہے اور کوئی شخص بھی نیلام میں حصہ لے سکتا ہے۔ صحت اور تعلیم کے پلاٹس مندرجہ ذیل طریقے سے Dispose of کئے جاتے ہیں۔ 50فیصد نیلام عام، 30 فیصد گورنمنٹ کوٹہ، 20 فیصد غیر نفع بخش NGOs کو لیز پر دیئے جاتے ہیں۔ مساجد کے پلاٹس ڈسٹرکٹ مسجد کمیٹی سے NOC حاصل کرنے کے بعد 1/3 مارکیٹ ریٹ پر دیئے جاتے ہیں۔

جوبلی ٹاؤن میں پارکس اور گرین بیلٹ کی ڈویلپمنٹ

*267۔جناب بلال یاسین: کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پارکس اینڈ ہارٹیکلچر اتھارٹی محکمہ ہاؤسنگ کے تحت کام کر رہی ہے اور اس کا کام پارکس، گرین بیلٹس کی تعمیر اور ان کی دیکھ بھال ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ جوبلی ٹاؤن لاہور میں پارکس کے لئے مختص اور گرین بیلٹس پارکس اینڈ ہارٹیکلچر اتھارٹی کے حوالے کئے جا چکے ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ PHA انتہائی سست روی سے وہاں پارکوں اور گرین بیلٹوں کی تعمیر کر رہا ہے؟ اگر ہاں تو ایسا کیوں ہے اور اس کا کون ذمہ دار ہے؟

(د) کیا حکومت جوبلی ٹاؤن لاہور میں تمام پارکوں اور گرین بیلٹوں کی تعمیر اور ان کی ہر لحاظ سے تکمیل موجودہ مالی سال 2002-2003 میں کرنے کو تیار ہے؟ اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) یہ بات جزوی طور پر درست ہے کہ ابھی تک صرف فیز I کو ایل ڈی اے نے پارکس اور ہارٹیکلچر اتھارٹی کے حوالہ کیا ہے۔

(ج) یہ درست نہیں ہے کہ P.H.A نے جوبلی ٹاؤن میں پارکوں اور گرین بیلٹس کی تعمیر میں سست روی سے کام لیا ہے۔ ترقیاتی ادارہ لاہور (LDA) جوبلی ٹاؤن کو دو حصوں فیز I اور فیز II میں تقسیم کیا ہے صرف فیز I پارکس اینڈ ہارٹیکلچر اتھارٹی کو ڈویلپمنٹ کے لئے تفویض ہوا تھا جس میں گرین بیلٹ کے علاوہ پانچ پارکس ہیں۔ جو P.H.A نے تقریباً دو سال قبل ہر لحاظ سے مکمل کر دی ہیں۔

(د) جوبلی ٹاؤن لاہور میں پارکوں اور گرین بیلٹس کی تعمیر کا کام ڈیپارٹمنٹ ورک کے طور پر پارکس اینڈ ہارٹیکلچر اتھارٹی کو تفویض ہوا ہے جس کے لئے فنڈز مہیا کرنا ایل

ڈی اے کی ذمہ داری ہے جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے کہ جوبلی ٹاؤن لاہور کو ایل ڈی اے نے دوحصوں فیز I فیز II میں تقسیم کیا ہے۔ فیز I کے لئے LDA نے فنڈز مہیا کئے تھے اور پارکوں کا کام دو سال قبل ہی مکمل کر دیا تھا۔لیکن فیز II کے لئے ایل۔ڈی۔اے نے تاحال فنڈز مہیا نہیں کئے ہیں۔ بدین وجہ فیز II میں ہارٹیکلچر کا کام شروع نہیں ہو سکا۔ LDA سے جونہی فنڈز موصول ہوں گے جوبلی ٹاؤن کے فیز II کے پارکوں اور گرین بیلٹس کا کام بغیر کسی توقف کے مکمل کر دیا جائے گا۔

ایک ھی سیٹ پر عرصہ تین سال سے زائد تعیناتی

*273۔رانا آفتاب احمد خان، کیا وزیر ہاؤسنگ' شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ ہذا کے مرکزی آفس میں ڈائریکٹر جنرل کی اسامی پر بطور Acting اورمستقل بنیاد پر شہزاد جمیل گزشتہ دس سال سے بدستور کام کر رہے ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ افسر مذکور کے خلاف مختلف الزامات کے تحت انکوائریاں بھی التواء میں ہیں؟

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کن وجوہ کی بناء پر افسر مذکور مسلسل ایک ہی اسامی پر کام کر رہا ہے۔ جب کہ ایسی اسامیوں پر زیادہ سے زیادہ 3 سال تک ہی تعیناتی کی جاتی ہے اور کیا حکومت افسر مذکور کو اس شعبے سے تبدیل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو کیوں؟ نیز افسر مذکور کے خلاف اس کی تاریخ تقرری سے لے کر اب تک جو مختلف الزامات کی چارج شیٹ' انکوائری وغیرہ جاری ہوئیں ان کی نقول ایوان کی میز پر رکھی جائیں؟

وزیر ھاؤسنگ' شہری ترقی و پبلک ھیلتھ انجینیرنگ

(الف) مسٹر شہزاد جمیل' ڈائریکٹر جنرل' ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ پنجاب کو مورخہ 1-4-1990 کو ڈائریکٹر جنرل' ہاؤسنگ کا ایڈیشنل چارج دیا ہے اور یہ چارج ان کے پاس 3-7-1992 تک رہا۔ بعد میں مورخہ 4-7-1992 کو انہیں اسی عہدہ پر بطور Officiating ڈائریکٹر جنرل' ہاؤسنگ تعینات کر دیا گیا اور اس طرح وہ 14-12-2001 تک Officiating کام کرتے رہے۔ مورخہ 15-12-2001 کو انہیں مستقل بنیاد پر اسی عہدہ پر یہ ترقی دی گئی اور اس تاریخ سے آج تک اسی عہدے پر کام کر رہے ہیں۔

(ب) محکمہ کے ریکارڈ کے مطابق مسٹر شہزاد جمیل' ڈائریکٹر جنرل' ہاؤسنگ کے خلاف کوئی بھی انکوائری زیر التواء نہ ہے اور نہ ہی کسی انکوائری میں ان کو کوئی سزا ہوئی ہے۔

محکمہ ہاؤسنگ میں مذکورہ آفیسر کی تبدیلی کے لئے کوئی Proposal نہ ہے۔ پنجاب رولز آف بزنس مجریہ 1974 کے مطابق گریڈ 20 آفیسر کی تعیناتی اور تبدیلی کے احکامات محکمہ S&GAD کرتا ہے۔

فیصل آباد میں واسا کے زیر انتظام پانی کا منصوبہ

*277۔جناب علی حسن رضا قاضی، کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینیئرنگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) فیصل آباد، واسا کے زیر انتظام پانی سپلائی کے منصوبے کی توسیع کی جارہی ہے؟

(ب) کیا اس سلسلے میں تحصیل چنیوٹ میں حکومت کا مزید ٹیوب ویل نصب کرنے کا پروگرام ہے؟

(ج) اگر مندرجہ بالا سوالات کے جوابات "ہاں" میں ہیں تو کیا حکومت تحصیل چنیوٹ کے متاثرین کو کوئی معاوضہ یا سبسڈی دینے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینیئرنگ

(الف) فیصل آباد کا زیر زمین پانی کڑوا اور پینے کے قابل نہ ہے اور انسانی صحت کے لئے نہایت مضر ہے اس مقصد کے لئے واسا نے فیصل آباد کے شہریوں کو پینے کا پانی فراہم کرنے کے لئے دریائے راوی کے علاقے کا بھی سروے کروایا لیکن وہاں پر پانی کے مطلوبہ معیار کے علاوہ زیر زمین پانی کے ذخیرے کی مطلوبہ مقدار اور ری چارجنگ (RECHARGING) بھی نہ ہے۔ اس بناء پر چنیوٹ ویل فیلڈ ایریا میں دریائے چناب کے علاقے میں ایشیائی ترقیاتی بنک کے تعاون سے چند ٹیوب ویل سال 1992 میں لگائے جو کہ فیصل آباد کی بڑھتی ضروریات کے لئے انتہائی ناکافی ہیں۔ اس سلسلے میں حکومت جاپان کے مالی تعاون اور امداد سے جاپانی ماہرین کی ڈیزائن ٹیم حکومت پاکستان کی درخواست پر بنیادی ڈیزائن مشین کا کام کر رہی ہے۔ یہ ٹیم اب مکمل غیر جانبداری اور تکنیکی بنیاد پر اس بات کا تعین کرے گی کہ زیر زمین پانی کی سطح کس تناسب اور مقدار سے نیچے گر رہی ہے۔ مزید ماہرین اس کوشش میں ہیں کہ ایسی جگہ کا انتخاب کیا جائے جہاں پانی کی سطح ایک مقررہ حد سے نیچے نہ گرے اور کسی علاقے کو بھی نقصان نہ پہنچے۔

(ب) یہ انتہائی غیر جانبدار تکنیکی ماہرین جدید آلات کے ساتھ سروے کرنا چاہتے ہیں کہ

پانی کی مطلوبہ مقدار کہاں سے حاصل کی جا سکتی ہے۔ تاکہ کسی بھی علاقے میں نتیجتاً زیر زمین پانی کی سطح ایک مقررہ حد سے نیچے نہ گرنے پائے اور آبپاشی کا نظام متاثر نہ ہو۔ اس سلسلے میں آخری فیصلہ ماہرین کی آراء کے مطابق کیا جائے گا۔

(ج) جہاں تک علاقے کی تحصیل چنیوٹ کے متاثرین کو معاوضہ یا سبسڈی دینے کا تعلق ہے تو اس سلسلے میں تجویز ہے کہ حکومت پنجاب ارکان اسمبلی کو اعتماد میں لے کر علاقہ کے زمینداروں کی بھلائی کے لئے اقدامات کرے تا کہ انتہائی اہمیت کے حامل اس منصوبے پر سرد سے کا کام بر وقت مکمل ہو سکے۔

نور پور ضلع فیصل آباد کے لئے واسا کا منصوبہ

*281۔ راجہ ریاض احمد، کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

فیصل آباد میں واسا کے زیر انتظام ایک منصوبہ نور پور کے علاقے میں شروع کیا گیا تھا۔ جس پر کروڑوں روپے خرچ کئے گئے، لیکن اب وہ منصوبہ بند پڑا ہے، اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ:

فاضل رکن نے اپنے سوال میں منصوبے کے نام کا ذکر نہیں کیا۔ اس لئے اس خاص منصوبے کے بارے میں اعداد و شمار کے حوالے سے وضاحت کرنا ممکن نہیں ہے۔ البتہ یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ عمومی وضاحت کر دی جائے۔

واسا نے شہر کے مختلف علاقوں میں فراہمی و نکاسی آب کی ناکارہ لائنوں کی تبدیلی و توسیع کے لئے بہت سے نئے منصوبے شروع کئے ہیں۔ نور پور بھی ان علاقوں میں شامل ہے۔ یہاں سال 2002ء میں پانی 3" سے 12" قطر کی 10,000 فٹ اور سیور کی 9 سے 15 قطر کی 4500 فٹ لائنیں لگائی گئی ہیں۔ پانی کی 3800 فٹ لائنیں اور سیور کی تمام لائنیں چالو کر دی گئی ہیں۔ پانی کی بقیہ لائنوں کی Washing اور Disinfection کا کام آخری مراحل میں ہے۔ زیادہ سے زیادہ ایک ماہ میں کام بھی مکمل ہو جائے گا اور یہ لائنیں بھی چالو کر دی جائیں گی۔ اس سلسلے میں قومی خزانے کو کوئی نقصان نہیں ہو رہا۔

کوٹلی پیر عبدالرحمٰن لاہور میں بنیادی سہولتیں

*318۔شیخ امجد عزیز: کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گلی نمبر 9 مسجد حافظ تاج دین والی کوٹلی پیر عبدالرحمٰن باغبانپورہ لاہور اور اس سے ملحقہ گلیاں جن کی آبادی بیس ہزار سے بھی زائد ہے سیوریج نہ ہونے کی وجہ سے نالیوں کا گندا پانی جمع رہتا ہے جس سے بیماریاں پھیل رہی ہیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ کوٹلی پیر عبدالرحمٰن باغبانپورہ لاہور میں ٹیوب ویلوں کی تعداد آبادی کے لحاظ سے کم ہونے کی بناء پر گھروں میں پانی بہت کم مقدار میں آتا ہے اور وہ بھی 24 گھنٹے میں صرف تین گھنٹے کے لئے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ آبادی کی بیشتر گلیاں ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہیں؟

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت کوٹلی پیر عبدالرحمٰن باغبانپورہ لاہور میں علاقے کے مکینوں کی مشکلات دور کرنے کو تیار ہے، اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ:

(الف) گلی نمبر 9 مسجد حافظ تاج دین والی کوٹلی پیر عبدالرحمٰن باغبانپورہ اور اس سے ملحقہ گلیوں میں جہاں سیوریج تکنیکی طور پر ممکن تھا لگ چکا ہے اور جہاں گلیوں میں چوڑائی کم ہونے کی وجہ سے ممکن نہ تھا ڈرینیں چل رہی ہیں۔ ان گلیوں میں نالیوں کے ذریعے گندا پانی چل رہا ہے اور کہیں بھی جمع نہیں ہوتا۔

(ب) کوٹلی پیر عبدالرحمٰن باغبانپورہ میں ٹیوب ویلوں کی تعداد آبادی کے لحاظ سے کافی ہے۔ اس علاقہ میں 5 عدد مندرجہ ذیل ٹیوب ویلوں سے پینے کا پانی فراہم کیا جاتا ہے۔
1۔ کوٹلی پیر عبدالرحمٰن 2۔ ساہو واڑی 3۔ نادیہ گھی مل 4۔ گلشن پارک 5۔ پاکستان منٹ
کوٹلی، پیر عبدالرحمٰن باغبانپورہ لاہور میں پانی کی مقدار کافی ہے اور سپلائی تقریباً 16 گھنٹے جاری رہتی ہے۔

(ج) محکمہ ہاؤسنگ سے متعلقہ نہ ہے۔

(د) جز ہائے بالا کی روشنی میں جواب "نہ" میں ہے۔

لکھوڈیر اور مستقل آبادیوں کے لئے سیوریج کا نظام

*339۔رانا تجمل حسین، کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لکھوڈیر، پنڈ شریف پورہ، پنڈ جھگیاں کے تمام علاقے میں سیوریج کا انتظام نہ ہونے کی وجہ سے وہاں تمام دن گندا پانی کھڑا رہتا ہے اور لوگوں کا گزرنا محال ہو جاتا ہے اور طرح طرح کی بیماریاں پھیل رہی ہیں؛

(ب) اگر جز "الف" کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت کب تک وہاں سیوریج کا انتظام کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ،

(الف) یہ درست ہے کہ لکھو ڈیر، پنڈ شریف پورہ، پنڈ جھگیاں کے علاقے میں سیوریج کا انتظام نہیں ہے۔

(ب) ان اور ملحقہ علاقوں میں سیوریج کی فراہمی کے لئے واسا نے ایک جامع منصوبہ جس کی لاگت تقریباً 57 کروڑ روپے ہے تیار کر رکھا ہے فنڈ دستیاب ہونے پر ان علاقوں میں سیوریج منصوبے کو عملی جامہ پہنایا جائے گا۔

گلشن اقبال میں کشتی رانی کا ٹھیکہ

*376۔محترمہ شہلا راٹھور، کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) گلشن اقبال پارک لاہور میں کشتی رانی کا ٹھیکہ سال 1999ء سے 2002ء تک کیسے الاٹ کیا گیا؛ کیا طریقہ کار تھا اور کتنی مالیت سے کس ٹھیکیدار کو یہ ٹھیکہ الاٹ کیا گیا تھا؛ اس کی مکمل تفصیل مع نام، ایڈریس بیان فرمائیں۔

(ب) گلشن اقبال پارک کی دیکھ بھال کے لئے اس وقت عملہ کی تعداد کتنی ہے اور ان کے نام، عہدہ جو اس پارک کے لئے کام کرتے ہیں۔ نیز کیا یہ تمام ملازمین ہر وقت ڈیوٹی پر موجود ہوتے ہیں۔

(ج) کیا حکومت لاہور شہر کی طرز پر دیگر شہروں کی اہم شاہراہوں اور چوکوں میں فلاورنگ اور فوارے وغیرہ لگانے کا ارادہ رکھتی ہے، تو کب تک، اگر نہیں تو وجہ بیان کریں؟

وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینیئرنگ،

(الف) گلشن اقبال پارک میں کشتی رانی کا ٹھیکہ اخبار میں اشتہار کی اشاعت کے بعد مورخہ 6 مارچ 2000 کو دیا گیا۔ سات مختلف پارٹیوں نے نیلامی میں حصہ لیا۔ سب سے بڑی بولی معظم جان نے 19 لاکھ پندرہ ہزار روپے کی دی۔ جب کہ ٹھیکہ کی مدت تین سال تھی۔ اس طرح سے ٹھیکیدار مذکورہ نے مورخہ 16مارچ 2000 تا 15 مارچ 2003 تک کا گلشن اقبال کا کشتی رانی کا ٹھیکہ لے رکھا ہے۔ جس کا باقاعدہ ایگریمنٹ ہوا ہے۔

ٹھیکیدار کے کوائف مندرجہ ذیل ہیں۔

1۔ نام	معظم جان
2۔ ولدیت	میاں محمد صدیق
3۔پتا	مکان نمبر 24حت پارک نزد پیر غازی روڈ شمع، اچھرہ لاہور
4۔ شناختی کارڈ نمبر	271-91-054342

(ب) گلشن اقبال پارک کی دیکھ بھال کے لئے 77 افراد پر مشتمل عملہ تعینات ہے جو کہ سکیورٹی، صفائی وغیرہ پر مامور ہیں۔ علاوہ ازیں 82مالی بھی اس کی دیکھ بھال کے لئے کام کرتے ہیں۔

(ج) چونکہ PHA کا دائرہ اختیار شہر لاہور تک محدود ہے۔ اس لئے دیگر شہروں کے متعلق جواب دینے سے قاصر ہے۔ دوسرے شہروں میں یہ کام متعلقہ تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن کی ذمہ داری ہے۔

ضلع جھنگ کی حدود سے فیصل آباد شہر کے لئے پانی کی فراہمی

*417۔سید حسن مرتضیٰ، کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینیئرنگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ فیصل آباد شہر کو پینے کے پانی کی سپلائی کے لئے 28 کے قریب ٹیوب ویل ضلع جھنگ کی حدود میں لگائے گئے ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان ٹیوب ویلوں کی وجہ سے ضلع جھنگ کا زیر زمین پانی کا لیول 20 فٹ کی بجائے 50فٹ ہو گیا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ اب حکومت جھنگ کے اس علاقہ میں مزید 12 کے قریب ٹیوب ویل نصب کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، جس سے فیصل آباد شہر کو پانی فراہم کیا جائے گا جس کی وجہ سے جھنگ کے اس علاقے کے پانی کا لیول مزید نیچے چلا جائے گا؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ فیصل آباد کے علاقہ تاندلیانوالہ اور جڑانوالہ کا زیر زمین پانی بھی میٹھا ہے؟

(ہ) کیا حکومت جھنگ کے علاقہ میں لگائے گئے ٹیوب ویلوں کو فیصل آباد کے درج بالا علاقوں میں منتقل کرنے اور مزید ٹیوب ویل نہ لگانے کو تیار ہے' اگر ہاں تو کب تک' اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ

(الف) فیصل آباد کا زیر زمین پانی کڑوا اور پینے کے قابل نہ ہے اور انسانی صحت کے لئے نہایت مضر ہے۔ اس مقصد کے لئے واسا نے فیصل آباد کے شہریوں کو پینے کا پانی فراہم کرنے کے لئے چنیوٹ ویل فیلڈ ایریا میں ایشیائی ترقیاتی بینک کے تعاون سے چند ٹیوب ویل سال 1992ء میں لگائے جو کہ فیصل آباد کی ضروریات کے لئے انتہائی ناکافی ہیں۔

(ب) بالکل درست ہے۔ زیر زمین پانی کا لیول تقریباً 50 فٹ تک نیچے گر گیا ہے۔ جس کی وجہ واسا کے ٹیوب ویلوں کے علاوہ علاقے کے زمیندار حضرات کے کثرت سے لگائے گئے ٹیوب ویل اور بہت سے دوسرے عوامل اور وجوہات بھی ہیں۔ جن پر ماہرین تفصیلی مطالعے میں مصروف ہیں۔ ان ماہرین میں جاپان سے آئی ہوئی ٹیم بھی شامل ہے۔

(ج) حکومت جاپان کے مالی تعاون اور امداد سے مزید 12 ٹیوب ویلوں کی تنصیب کے لئے جاپانی ماہرین کی بنیادی ڈیزائن ٹیم حکومت پاکستان کی درخواست پر 3.5 بلین روپے کے اس مکمل امدادی منصوبے پر ایک بار پھر بنیادی ڈیزائن مشن کا کام کر رہی ہے۔ یہ مشن اب اس بات کا تعین کرے گا کہ منصوبہ کے مطابق ٹیوب ویل لگانے سے زیر زمین پانی کی سطح کس تناسب اور مقدار سے نیچے گر سکتی ہے۔ مزید ماہرین کوشش میں ہیں کہ ایسی جگہ کا انتخاب کیا جائے۔ جہاں پانی کی سطح ایک مقررہ حد سے نیچے نہ گرے اور کسی علاقے کو بھی نقصان نہ پہنچے۔ یہ منصوبہ مکمل طور پر جاپان کے مالی تعاون سے مکمل کیا جائے گا۔

(د) تاندلیانوالہ اور جڑانوالہ کا زیر زمین پانی عالمی ادارہ صحت کے معیار کے مطابق نہ ہے۔ مزید براں زیر زمین پانی کا ذخیرہ ضروریات کے لئے انتہائی ناکافی ہے اور ماہرین کے مطابق یہاں ٹیوب ویلوں کی تنصیب مناسب نہ ہے۔

(ہ) حکومت نے ایشیائی ترقیاتی بینک کے تعاون سے کثیر سرمایہ لگا کر یہ عظیم منصوبہ مکمل کیا ہے اور اس منصوبہ سے فیصل آباد شہر کی پانی کی ضروریات کو پورا کیا جا رہا ہے اور ان نصب شدہ ٹیوب ویلوں کو تبدیل کرنا اور درج / مذکورہ بالا علاقوں میں لگانا اوپر بتائی گئی وجوہات اور ڈیزائن ماہرین کے مطابق ممکن نہ ہے۔ اس لئے ان ٹیوب ویلوں کو کسی اور جگہ تبدیل نہیں کیا جا سکتا۔

پی۔پی 152 میں پینے کے پانی کے لئے ٹیوب ویلوں کی تنصیب

*448۔ چودھری عبدالغفور خاں، کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) PP-152 میں پانی کی سپلائی کے لئے کتنے ٹیوب ویل، کہاں کہاں اور کتنی لاگت سے لگائے گئے ہیں؛

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مکہ کالونی، ماڈل کالونی کو جو پانی پینے کے لئے سپلائی کیا جا رہا ہے اس میں کیڑے مکوڑے ہوتے ہیں؛

(ج) کیا حکومت اس مضر صحت پانی کی سپلائی کے ذمہ داران کے خلاف کارروائی کرنے اور ان علاقوں کو صاف ستھرا پانی پینے کے لئے فراہم کرنے کو تیار ہے، اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؛

وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینیرنگ:

(الف) پی۔پی 152 میں ٹیوب ویلوں کی تعداد دس ہے۔ مزید تین نئے ٹیوب ویل لگائے جا رہے ہیں جو جلد ہی کام کرنا شروع کر دیں گے۔ ان کی فہرست ساتھ منسلک کی جاتی ہے۔ کل ٹیوب ویلوں کی لاگت تقریباً چار کروڑ روپے ہے۔

(ب) مکہ کالونی میں پینے کے پانی کے متعلق کوئی شکایت نہیں۔ البتہ ماڈل کالونی میں یہ شکایت موجود ہے۔ واسا نے زمین کے اوپر جی آئی پائپ لگانے کے لئے 63 لاکھ 66 ہزار روپے تخمینہ لگایا تھا۔ گورنمنٹ نے 30 لاکھ 86 ہزار منظور کر دیئے ہیں۔ جس سے آدھی گلیوں میں کام تیزی سے جاری ہے۔

(ج) واسا مضر صحت پانی سپلائی نہیں کر رہا۔ احتیاطی تدابیر کرتے ہوئے لائنوں کی باقاعدگی سے فلشنگ کروائی جاتی ہے۔ بقایا 33 لاکھ منظور ہونے کی صورت میں باقی گلیوں میں جی آئی پائپ لگانے سے گندے پانی کی شکایت ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے گی۔

جناح پارک، نبی پورہ I، II اور ایل۔ڈی۔اے
کالونی میں پانی کی سپلائی

*449۔ چودھری عبدالغفور خاں، کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) جناح پارک (گاندھی پارک) نبی پورہ I، II اور ایل۔ڈی۔اے کالونی قربان لائن لاہور کی آبادیاں کتنے نفوس پر مشتمل ہیں؟

(ب) ان آبادیوں کو پانی کی سپلائی کے لئے کتنے ٹیوب ویل کس کس جگہ لگائے گئے ہیں؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ ان آبادیوں میں پانی کی سپلائی بہت کم ہونے کی وجہ سے لوگ شدید مشکلات سے دو چار ہیں؟

(د) کیا حکومت ان علاقوں میں مزید ٹیوب ویل لگانے کو تیار ہے اگر "ہاں" تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ:

(الف) جناح پارک (گاندھی پارک) نبی پورہ I، II اور ایل ڈی اے کالونی قربان لائن کی آبادی تقریباً بیس ہزار افراد پر مشتمل ہے۔

(ب) ان آبادیوں کو ظفر علی روڈ ٹی بلاک اور بی بلاک گلبرگ II میں نصب ٹیوب ویلوں سے پانی مہیا کیا جا رہا ہے۔

(ج) ان آبادیوں میں پانی کا پریشر مناسب مقدار میں موجود ہے۔

(د) البتہ ان علاقوں کو پانی کی فراہمی بہتر بنانے کے لئے ایک نیا ٹیوب ویل کیو بلاک میں لگایا گیا ہے جو چند دنوں میں چالو ہو جائے گا اور پانی کی فراہمی مزید بہتر ہو جائے گی۔

غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات
واسا کے دائرہ کار میں وسعت

15۔ سید احسان اللہ وقاص، کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ جناب گورنر پنجاب کے حکم پر واسا کا دائرہ کار وسیع کر کے ضلع لاہور کے دیہاتی علاقے بھی اس میں شامل کر دیئے گئے ہیں؟

(ب) اگر یہ درست ہے تو اس حکم پر عمل در آمد کے لئے اب تک کیا کارروائی کی گئی ہے، نیز کون سے نئے ڈویژن اور سب ڈویژن بنائے گئے ہیں۔ کون سے نئے XENS اور SDOs کو واسا نے نئے علاقوں کے لئے مقرر کیا ہے؟

(ج) اگر اس حکم پر عمل در آمد ابھی تک نہیں ہوا تو کیوں نہیں ہوا اور کب عمل در آمد متوقع ہے؟

وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینیئرنگ:

(الف) یہ درست نہیں ہے۔ واسا کا دائرہ کار ابھی تک وسیع نہیں کیا گیا۔

(ب) (الف) کے جواب کو مدنظر رکھتے ہوئے (ب) پر ابھی تک عمل در آمد نہیں ہوا۔

(ج) جواب بمطابق (ب)

ٹاؤن شپ لاہور کے بلاک نمبر 6 اور NIL بلاک کے رہائشی لوگوں کو مالکانہ حقوق دینے کی تفصیل

16۔**سید احسان اللہ وقاص**، کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینیئرنگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ ٹاؤن شپ لاہور کے بلاک 6 اور NIL Block کے کوارٹرز کے رہائش پذیر لوگوں کو نہ مالکانہ حقوق دیئے گئے ہیں اور نہ ہی قیمت پلاٹ / قیمت کوارٹرز کے چالان جاری کئے گئے ہیں۔ جب کہ یہ لوگ تقریباً بیس سال سے یہاں رہائش پذیر ہیں، بجلی اور پانی کے میٹرز بھی ان کے نام لگے ہوئے ہیں؟

(ب) اگر یہ حقیقت ہے تو ڈائریکٹر جنرل LDA اس مسئلے کے مستقل حل کے لئے کیا اقدامات تجویز کر رہے ہیں؟

(ج) اگر یہ لوگ غیر قانونی طور پر مقیم ہیں تو اتنا عرصہ گزر جانے کے باوجود انہیں کیوں نہیں نکالا گیا۔ اور اب تک اس مسئلے کا کوئی مستقل حل کیوں تلاش نہیں کیا گیا؟

وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینیئرنگ:

(الف) ریکارڈ کے مطابق قائد اعظم ٹاؤن (سابقہ ٹاؤن شپ سکیم) میں بلاک نمبر 6 کے نام کا کوئی بلاک نہ ہے۔ البتہ لاہور ٹاؤن شپ سکیم کے سیکٹر B-1 کے بلاک نمبر 6 کے 152 رہائش پذیر ناجائز قابضین کو مالکانہ حقوق دینے کے لئے محکمہ ایل۔ڈی۔ اے نے

1996 میں تیس ہزار روپے فی مرلہ کے حساب سے قیمت وصول کرنے کے لئے نوٹس جاری کئے گئے تھے۔ مگر کسی نے بھی نوٹس کا جواب نہ دیا ہٰذا اسی فیصلے پر مورخہ 28-12-2001 کو دوبارہ عمل درآمد کے لئے ایل ڈی اے اتھارٹی کے فیصلہ میں1996 مالی قیمت کو برقرار رکھتے ہوئے قیمت پلاٹ فی مرلہ تیس ہزار روپے مقرر ہوئی اور مدت ادائیگی تین ماہ مقرر کی گئی۔ بعد ازاں لوگوں کی سہولت کے لئے ایل۔ڈی۔اے اتھارٹی نے ادائیگی مدت تین ماہ سے بڑھا کر ایک سال کر دی جو بمعہ المبارک 31-12-2002 تک مکمل ہوتی ہے۔ لہٰذا اتھارٹی کے مذکورہ بالا فیصلہ کی روشنی میں ان قابضین کو دوبارہ نوٹس جاری کئے گئے۔ جس کے جواب میں تین ناجائز قابضین نے پلاٹ کی کل قیمت جمع کرانے کی درخواست گزاری جن کو چالان جاری کئے گئے۔ ان کی درخواستوں پر عمل کرتے ہوئے پلاٹوں کی قیمت وصول کر لی گئی۔ مگر بقایا قابضین نے جن کے حق میں ادائیگی کے نوٹسوں کا اجراء کیا گیا ابھی تک نوٹس کا جواب نہیں دیا اور نہ ہی وصولی چالان کے لئے دفتر ہٰذا سے رابطہ کیا ہے۔ جہاں تک پلاٹوں پر بجلی اور پانی میٹروں کا ان قابضین کے نام لگنے کا تعلق ہے۔ ان میٹروں کی تنصیب کے لئے ایل۔ڈی۔اے نے این۔او۔سی جاری نہ کئے ہیں۔ یہ ازخود قابضین نے لگوائے ہیں۔ جن کا ریکارڈ ایل۔ڈی۔اے میں نہ ہے۔

بلاک نل: قائد اعظم ٹاؤن میں سیکٹر B-1 سیکٹر B-11 سیکٹر D-11 میں نل نام کے بلاک واقع ہیں۔لیکن نل بلاک کوارٹرز کے نام کے کوارٹرز سکیم میں نہ ہیں۔ البتہ یہ وضاحت کی جاتی ہے کہ بلاک نل سیکٹر B-1 اور B-11 کے بلاکس ہیں۔ جہاں موقع پر ناجائز قابضین نے غیر قانونی قبضہ کر رکھا ہے۔ نل بلاک B-1 کے ناجائز قابضین نے واسا کی ڈرین کے لئے مختص جگہ پر اور نل بلاک B-11 کے ناجائز قابضین نے سکیم کے ریگولر پلاٹس پر ناجائز قبضہ کر رکھا ہے۔ ان ناجائز قابضین نے مسٹر یعقوب سول جج صاحب کی عدالت میں مقدمہ دائر کر کے حکم امتناعی حاصل کر لیا ہوا ہے اور مقدمہ تاحال اسی عدالت میں زیر التواء ہے۔ یہ وہ ناجائز قابضین ہیں۔ جن کو لاگو قانون کے مطابق مالکانہ حقوق نہ دیئے جا سکتے ہیں اور نہ ہی ان کو ریگولر کرنے کے لئے چالان جاری کئے جا سکتے ہیں۔

(ب) جس طرح کہ جز (الف) پر وضاحت کی گئی ہے بلاک نمبر 6 سیکٹر B-1 کے قابضین

کا مستقل حل اتھارٹی کے فیصلہ کے تحت کر دیا گیا ہے۔ البتہ نل بلاک B-II، نل بلاک B-I کے قابضین سے مقبوضہ جگہ موجود حکم امتناعی کے خارج ہونے کے بعد خالی کرائی جا سکتی ہے۔

(ج) اس کی وضاحت، جز الف اور ب میں کردی گئی ہے۔

گرین ٹاؤن اور ٹاؤن شپ لاہور میں نئے قبرستان کے لئے جگہ کا حصول

17۔سید احسان اللہ وقاص، کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور میں LDA کے زیر کنٹرول علاقہ گرین ٹاؤن اور ٹاؤن شپ میں قبرستان کے لئے مختص جگہ میں نئی قبریں کھودنے کے لئے جگہ بالکل ختم ہو چکی ہے۔

(ب) کیا نئے قبرستان قائم کرنے کے لئے کوئی جگہ حاصل کی گئی ہے؟ اگر حاصل کی گئی ہے تو کتنی اور اگر حاصل نہیں کی گئی تو کیوں اور کب حاصل کی جائے گی؟

وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ،

(الف) یہ بات درست نہ ہے۔ کیونکہ انڈسٹریل ایریا قائداعظم ٹاؤن میں 190 کنال رقبہ قبرستان کے لئے مختص ہے۔ جس میں سے 50 کنال رقبہ ابھی بھی خالی پڑا ہوا ہے۔ مزید اس قبرستان کے تحفظ کے لئے اگلے مالی سال میں چار دیواری بنانے کے لئے مجاز اتھارٹی کی منظوری بھی حاصل کر لی گئی ہے۔ مزید برآں سیکٹر D-II کے قبرستان میں آٹھ کنال رقبہ قبروں کے لئے ابھی تک خالی ہے۔

علاوہ ازیں ٹاؤن شپ سکیم پلان کے مطابق چار مزید قبرستان ہیں۔ جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

1۔ سیکٹر B-1 بلاک نمبر 9	19 کنال 14مرلے
2۔ سیکٹر C-II بلاک نمبر 5	39 کنال 6 مرلے
3۔ سیکٹر D-1 بلاک نمبر 1	94 کنال 6 مرلے
4۔ سیکٹر Nl-D-II	26 کنال 5مرلے

(ب) نئے قبرستان کے لئے فی الحال کوئی جگہ حاصل نہیں کی گئی ہے۔ کیونکہ اس سکیم کی

ضرورت کے مطابق محکمہ ہاؤسنگ نے سکیم کی گنجائش کا اندازہ لگا کر یہ قبرستان بنائے تھے جس میں ابھی مزید گنجائش موجود ہے۔

جناب ارشد محمود بگو، جناب والا! میرا ایک سوال ہے جس کے متعلق مجھے اطلاع دے دی گئی تھی کہ یہ سوال آج کے سوالات میں شامل کر دیا گیا ہے۔ اسمبلی سیکرٹریٹ نے مجھے یہ اطلاع کر دی تھی کہ میرا ایک سوال کمرشلائزیشن کے متعلق منظور کر لیا گیا ہے لیکن آج کے سوالات میں میرا یہ سوال نہیں ہے اگر اس سلسلے میں آپ میری کوئی راہنمائی فرمائیں' کوئی مہربانی فرمائیں' یہ ذرا سیکرٹری صاحب سے پوچھ لیں کہ یہ کیا وجہ ہے؟

جناب سپیکر، یا تو نوٹس serve نہیں ہوا ہو گا یا پھر دو سوال ایک معزز رکن کے آ سکتے ہیں۔

جناب ارشد محمود بگو، جناب والا! میں نے تو سوال ہی ایک بھیجا ہے۔

جناب سپیکر، چلو' یہ سیکرٹری صاحب کو دے دیں۔ چیک کر لیں۔

جناب ارشد محمود بگو، جناب والا! یہ بڑا اہم سوال ہے۔ یہ کمرشلائزیشن سے متعلق ہے۔

جناب سپیکر، سیکرٹری صاحب فرما رہے ہیں کہ اس میں پندرہ دن کا نوٹس پورا نہیں ہوا۔

جناب سمیع اللہ خان، جناب والا! میرا بھی ایک سوال ہے۔

جناب سپیکر، اس میں بھی پندرہ دن کا نوٹس پورا نہیں ہوا ہو گا۔ چلو چیک کر لیں گے۔ آپ میرے چیمبر میں تشریف لے آئیں۔

رانا محمد قاسم نون، جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر، جی' رانا محمد قاسم نون!

پیر رفیع الدین شاہ ایم پی اے کے والد گرامی کی وفات پر تعزیت

رانا محمد قاسم نون، ہمارے ایک انتہائی قابل احترام فاضل ممبر پیر رفیع الدین شاہ صاحب جو یہاں تشریف رکھتے ہیں۔ پی پی۔ 211 سے ان کا تعلق ہے۔ ان کے والد صاحب کا انتقال ہو گیا ہے۔ جو ہمارے جنوبی پنجاب کی بہت بڑی روحانی شخصیت تھے تو میں جناب کی توجہ تعزیتی قرارداد کی طرف دلاتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، فاتحہ خوانی کی جائے۔

(اس مرحلے پر فاتحہ خوانی کی گئی)

جناب سپیکر: اب ہم کال اٹینشن نوٹس لیتے ہیں۔

شیخ امجد عزیز: جناب والا ہمارے ایک معزز رکن کی ساس فوت ہو گئی ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: وہ کل فاتحہ خوانی ہو گئی تھی۔

ایک معزز رکن: جناب سپیکر!

یہی شوق تھا ہمیں دم بدم کہ دیکھیں گے اب کے بہار ہم
مگر جوں ہی نکلے قفس سے ہم تو سنا کہ دن خزاں کے آ گئے

جناب سپیکر! کل بھی میرے سوالات تھے لیکن آخر میں تھے اور وقت ختم ہو گیا۔ آج بھی میرے سوالات آخر میں ہیں۔ تو میں آپ سے درخواست یہ کرنا چاہتا ہوں کہ اس کے لئے وقت بڑھا دیا جائے۔ مہربانی ہو گی میں آپ کا ممنون ہوں گا۔

توجہ دلاؤ نوٹس

جناب سپیکر: قاسم ضیاء صاحب!

قائد حزب اختلاف: جناب والا! میں اس سوال کے حوالے سے عرض کروں گا کہ وزیر اعلیٰ صاحب تو میرے خیال میں تشریف نہیں رکھتے۔۔۔

جناب سپیکر: وزیر قانون بیٹھے ہوئے ہیں۔ آپ پہلے اس سوال کو پڑھ لیں۔

قائد حزب اختلاف: جی، میں پڑھ دیتا ہوں۔

سابق وزیر قانون کے قاتلوں کی گرفتاری

قائد حزب اختلاف: کیا وزیراعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مورخہ 30-دسمبر 2002 کو سابق وزیر قانون اور رکن پنجاب اسمبلی چودھری محمد فاروق کو اپنے چھ ساتھیوں سمیت بھرے بازار میں دن دھاڑے

کلاشنکوفوں سے اندھا دھند فائرنگ کرکے قتل کر دیا گیا اور تمام ملزمان فرار ہو گئے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ایف آئی آر میں نامزد تمام ملزمان میں سے تا حال کسی کو بھی گرفتار نہ کیا گیا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ چودھری محمد فاروق کا قتل ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت کیا گیا ہے اور اب کوئی بھی رکن اسمبلی اپنے آپ کو محفوظ نہیں سمجھتا؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ ضلع گجرات کی تحصیل سرائے عالمگیر کے عوام اپنے آپ کو غیر محفوظ سمجھتے ہیں۔ ان میں خوف و ہراس اور اضطراب پایا جاتا ہے؟

(ح) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مفرور قاتلوں کو گرفتار کر کے قرار واقعی سزا دینے کا ارادہ رکھتی ہے اور اگر "ہاں" تو اب تک عمل میں لائی گئی کارروائی کی تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

جناب سپیکر، وزیر قانون!

وزیر قانون، شکریہ، جناب سپیکر!

(الف) یہ درست ہے لیکن واقعہ بھرے بازار میں نہ ہوا بلکہ نہر کے کنارے بحد رقبہ دندی زارا ہوا۔

(ب) مدعی نے اپنے تتمہ بیان کی ابتدائی رپورٹ میں سات نامعلوم افراد کو نامزد کیا ہے جن میں سے چار ملزمان اورنگ زیب عرف رنگا۔ شوکت علی۔ تصورحسین عرف آصف بٹ اور محمد عرفان۔ گرفتار ہو چکے ہیں اور ان سے آلات قتل اور چار کلاشنکوفیں بھی برآمد ہو چکی ہیں۔

اس کے علاوہ مندرجہ بالا ملزمان کے خلاف بجرم 13/20/65 آرمز آرڈیننس تھانہ وزیر آباد میں علیحدہ علیحدہ مقدمات درج ہو چکے ہیں۔ چاروں ملزمان کا جسمانی ریمانڈ حاصل کر کے مزید تفتیش جاری ہے۔ بقایا ملزمان کی گرفتاری کے لئے Raiding parties ہمہ وقت مصروف عمل ہیں۔ چودھری محمد فاروق اور ان کے چھ ساتھیوں کا قتل ذاتی یا مقامی دشمنی کی وجہ سے ہوا ہے لیکن یہ بات غلط ہے کہ ہر رکن اسمبلی اپنے آپ کو محفوظ نہیں سمجھتا۔ اس واقعہ کا

دوسرے ارکان اسمبلی سے کوئی تعلق نہ ہے ۔اللہ پاک کی مہربانی سے تمام اراکین اسمبلی کو خصوصی تحفظ دیا گیا ہے۔ یہ غلط ہے کہ ضلع گجرات کی تحصیل سرائے عالمگیر کے عوام اپنے آپ کو غیر محفوظ سمجھتے ہیں اور یہ بھی غلط ہے کہ ان میں خوف و ہراس اور اضطراب پایا جاتا ہے بلکہ اصل ملزمان کی گرفتاری اور مقدمہ کی تفتیش میں مزید پیش رفت کی وجہ سے عوام مطمئن ہیں اور ان کے حوصلے حسب معمول بلند ہیں کیونکہ اصل واقعات سے پردہ اُٹھ چکا ہے اور اصل ملزمان بے نقاب ہو چکے ہیں اور ان کا دائرہ تنگ کر دیا گیا ہے ۔ یہ درست ہے کہ حکومت گرفتار شدہ ملزمان اور مفرور قاتلوں کو گرفتار کر کے قرار واقعی سزا دینے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ تاہم مقدمہ کی تفتیش کے دوران چار نامزد ملزمان گرفتار ہو چکے ہیں جن کے نام اوپر درج ہیں۔ ان سے آلات قتل یعنی کہ کلاشنکوفیں بھی برآمد ہو چکی ہیں ۔ بقیہ ملزمان کی گرفتاری کے لئے بھر پور اور انتھک کوشش کی جا رہی ہے اور امید کی جاتی ہے کہ عنقریب دیگر ملزمان کو بھی گرفتار کر کے مقدمہ ہذا کی تفتیش کو میرٹ پر مکمل کر لیا جائے گا اور ملزمان کے خلاف چالان عدالت انسداد دہشت گردی مکمل کر کے قرار واقعی سزا دلائی جائے گی ۔ نیز مفرور ملزمان کی گرفتاری کے لئے صوبہ پنجاب میں بامقصد مہم جاری ہے جس کے حوصلہ افزا نتائج آ رہے ہیں اور کافی تعداد میں مفرور ملزمان گرفتار ہو چکے ہیں ۔

جناب سپیکر! اس میں ایک latest بات بھی ہے وہ میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ کُل دس ملزمان نامزد کئے گئے تھے اور سات ملزمان کو تتمہ بیان میں نامزد کیا گیا تھا اور آٹھ ملزمان کو مشورہ میں ڈالا گیا تھا۔ آج رات جب میں نے ایس پی گجرات کو اس کال اٹینشن نوٹس کی بریفنگ کے لئے بلایا تو وہ علاقہ میں موجود تھے اور رات کو ایک اور ملزم مہندی ولد اشرف جو کہ نامزد ملزم تھا وہ پولیس مقابلے میں مارا گیا ہے اور اس طرح میں یہ یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ اس مقدمے میں تمام نامزد ملزمان اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے گرفتار ہو چکے ہیں۔ مدعی خاندان پولیس کی انکوائری سے مطمئن ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ جلد ہی اس مقدمے کا چالان مکمل کر کے عدالت میں پیش کر دیا جائے گا ۔ اور جو نامزد ملزمان ہیں ان کو انشاء اللہ تعالیٰ عدالت سے قرار واقعی سزا دلائی جائے گی۔

جناب سپیکر۔ شکریہ' جناب قاسم ضیاء!

قائد حزب اختلاف ۔ جناب والا! میں وزیر موصوف سے ضمنی سوال کرنا چاہوں گا کہ حکومت پنجاب نے ناجائز اسلحہ برآمد کرنے کے لئے کیا اقدامات کئے ہیں؟ کیونکہ تمام وارداتیں ناجائز اسلحہ کے بل بوتے پر ہوتی ہیں ۔ دوسرا میں آپ کی وساطت سے یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ ابھی میرے ایک فاضل دوست نے صحیح بات کی تھی کہ لاہور میں ایک ایس ایس پی لگایا جا رہا ہے ' میں آپ کی وساطت سے حکومتی بنچوں سے کہوں گا کہ چاہے ایک سیٹ آپ لیتے یا ہم لیتے فرق نہیں پڑتا تھا لیکن ایک پولیس کے ایس پی کو جس طرح استعمال کیا گیا آج اس گریڈ 18 کے افسر کو گریڈ 19 کی پوسٹ پر لگایا جا رہا ہے ۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا ہمارے گریڈ 19 کے سارے افسرختم ہو گئے ہیں؟ میں حکومت سے یہ کہنا چاہوں گا کہ یہی وہ وجہ ہے جس سے خوف وہراس اور بد امنی پھیلنے کا ڈر ہے ۔ ہمارے پنجاب میں جو کرائم ریٹ بڑھ گیا ہے وہ اسی لئے بڑھا ہے۔ میں ان سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ وہ قسم کھا کر خود کسی افسر کے بارے میں یہ بتا دیں کہ وہ ایماندار ہے اور جب سے یہ حکومت بنی ہے اور وہ تعینات کیا گیا ہے۔ جناب والا! بات یہ ہے کہ جب آپ جونیئر افسروں کو ایسی پوسٹوں پر اس لئے لگائیں گے کہ انہوں نے آپ کو ضمنی الیکشن جتوائے ہیں کہ ایک مہینے کے لئے ایس پی سٹی لگاتے ہیں' اس کے بعد اس کے SSP investigation کے آرڈر کرتے ہیں جو کہ گریڈ 19 کی پوسٹ ہے ۔ کیا گریڈ 19 کے باقی تمام افسران ختم ہو چکے ہیں جو ایک افسر کو گریڈ 18 سے اٹھا کر گریڈ 19 میں لگا رہے ہیں؟ یہی وہ وجہ ہے کہ جس سے خوف و ہراس پایا جاتا ہے۔ میں سب فاضل ممبران کی توجہ اس طرف دلاؤں گا کہ اگر ہم نے بات میرٹ پر کرنی ہے اور جو جس سکیل پہ لگتا ہے اگر ہم اسے اس سکیل پر لگانے کی بات کریں گے تو پھر ہی اس صوبے میں امن و امان قائم ہو گا۔ شکریہ۔

جناب سپیکر، قاسم ضیاء صاحب! میں آپ کی خدمت میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ آپ نے جو Call Attention Notice دیا ہے صرف اسی کے بارے میں ضمنی سوال ہو سکتا ہے۔ اگر آپ اس پر مطمئن ہیں تو ابھی لاء اینڈ آرڈر پر بات ہونی ہے۔ اس وقت آپ بات کر سکتے ہیں لیکن ابھی تو صرف اسی Call Attention Notice کے متعلق ۔ اگر آپ مطمئن نہیں ہیں تو کوئی اور بات کر سکتے ہیں۔

رانا آفتاب احمد خان، جناب سپیکر! ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: جی، آپ فرمائیں!

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! یہ بالکل درست ہے کہ انہوں نے ان لوگوں کو گرفتار کر لیا ہے۔ جتنے بھی ملزمان ہیں وہ پیشہ ور قاتل ہیں اور قانون ہے کہ کسی اشتہاری کو پناہ دینا اتنا ہی بڑا جرم ہے جتنا کہ وہ اشتہاری کا جرم ہے۔ یہ جتنے اشتہاری گرفتار ہوئے ہیں اور گجرات جو کہ اشتہاریوں کی ایک بہت بڑی آماجگاہ ہے جن لوگوں نے ان اشتہاریوں کو پناہ دے رکھی تھی خواہ وہ سیاسی ہیں یا سرکاری ہیں کیا یہ ان کے خلاف کوئی کارروائی کریں گے؟

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ جی لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون: جناب سپیکر! میں رانا صاحب کی بات سے اس حد تک اتفاق کرتا ہوں کہ یہ سارے اشتہاری ملزمان تھے اور اب انہیں گرفتار کیا گیا ہے لیکن جہاں تک انہیں پناہ دینے کا تعلق ہے۔ تو میں یہاں پر یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ انہیں کسی نے as such شہروں میں پناہ نہیں دی تھی بلکہ آزاد کشمیر اور پنجاب کے درمیان ایک مخصوص علاقہ ہے جو جنگل ہے اور ان مفرور ملزمان نے وہاں پر پناہ گاہ بنائی ہوئی تھی۔ وزیراعلیٰ پنجاب کی خصوصی ہدایات پر پولیس نے اس علاقے کی sweeping کی اور اسی کے نتیجے میں اس جنگل میں سے کچھ ملزمان گرفتار کئے گئے ہیں۔ باقی ملزمان اس واقعہ کے بعد صوبہ چھوڑ کر فرار ہو گئے تھے اور انہیں دوسرے صوبے سے گرفتار کر کے واپس لایا گیا ہے۔ میں معزز رکن کو اس بات کا یقین دلاتا ہوں کہ جو لوگ کسی حوالے سے بھی اس کیس کے ساتھ منسلک ہوں گے، خواہ وہ پناہ دینے کے حوالے سے ہوں یا کسی اور حوالے سے انشاء اللہ تعالیٰ انہیں قانون کے مطابق سزا دی جائے گی۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، عباسی صاحب!

RAJA MUHAMMAD SHAFQAT KHAN ABBASI: One of the accuseds was killed in a police encounter. I just want to ask that whether any action has been taken against the police.

پولیس کو یہ اختیار نہیں ہے کہ وہ پولیس مقابلے کا نام دیتے ہوئے extra judicial killings کریں۔ بے شک وہ proclaimed offender بھی ہوں۔ اگر proclaimed offender بھی ملزم ہے تو اس پر مقدمہ بنایا جائے۔ وہ fair trial face کرے۔ کیا وہ پولیس ملازمین جو اس ملزم کو مارنے میں ملوث تھے ان کے خلاف کوئی کارروائی کی گئی یا کوئی کارروائی کرنے کا ارادہ ہے؟

اس لئے کہ 1988 اور 1990 کے بعد بھی جو حکومتیں dissolve ہوئیں ان میں بھی آنریبل سپریم کورٹ نے one of the main grounds یہ لیا تھا کہ extra judicial killings اس تعداد میں پنجاب اور ملک میں ہوتی رہیں۔ اس لئے ہم چاہتے ہیں کہ عوام نے اس حکومت کو جو mandate دیا ہے یہ اپنے پانچ سال مکمل کرے۔ اس طرح کے grounds نہ ہوں جو پہلے ہوا کرتے تھے۔ ایسا نہ ہو کہ ہم اٹھارہ ماہ یا چوبیس ماہ میں فارغ ہو جائیں۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون: جناب سپیکر! میں عرض کرنا چاہوں گا کہ مجھے انتہائی افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اس ہاؤس کے ایک انتہائی معزز رکن کا murder ہوا اور اس واقعہ کے بعد بلاشبہ اور یہ ہونا بھی چاہیے تھا کہ پورے ہاؤس کی نظریں مقامی انتظامیہ اور پولیس پر لگی ہوئی تھیں کہ پولیس اس سلسلے میں کیا کارروائی کرتی ہے؟ جیسے کہ میں نے اپنے جواب میں یہ گزارش کی تھی کہ پولیس ہمہ وقت اس کوشش میں ہے کہ تمام ملزمان کو گرفتار کیا جائے اور یہ اسی کوشش کا نتیجہ تھا کہ پولیس کو رات یہ اطلاع ملی کہ یہ ملزم جنگل میں موجود ہیں۔ وہاں پر پولیس نے چھاپا مارا، encounter ہوا اور genuine encounter ہوا۔ میں یہاں on the floor of the House اس بات کو repeat کرتا ہوں یہ genuine police encounter تھا اور extra judicial killing کی اس میں کوئی بات نہیں ہے لیکن اس کے باوجود میں جناب! آپ کے توسط سے اس معزز ایوان کو اس بات کا یقین دلاتا ہوں کہ اگر اس encounter پر کسی قسم کا کوئی شائبہ بھی کسی وقت موجود ہوا تو میں اس کی رپورٹ ہاؤس میں پیش کروں گا لیکن میں اتنی عرض ضرور کرنا چاہتا ہوں کہ آپ کے ایک بھائی اور اس ہاؤس کے ایک معزز رکن کا قتل ہوا۔ نامزد ملزمان میں سے ایک ملزم نے genuinely police encounter کے ساتھ کیا اگر اس کے نتیجے میں وہ مارا گیا تو میں سمجھتا ہوں کہ اس کو extra judicial killings کے ساتھ ہمیں منسلک نہیں کرنا چاہیے بلکہ اس لحاظ سے اس پر تھوڑی سی تسلی اور اطمینان کا اظہار کرنا چاہیے کہ دس ملزمان میں سے ایک جو رہتا تھا اور آپ ان کے جرم کے حوالے سے دیکھیں تو ان کا جرم کتنا گھناؤنا تھا اور میں سمجھتا ہوں کہ اگر اس جرم کی کسی کو سزا ملی ہے تو یہ قانون قدرت ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسے سزا مل گئی ہے۔ لیکن اس کے باوجود میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ اس میں شائبہ تک نہیں ہے۔ میں نے بہت تسلی کی ہے۔ ایس پی گجرات اس وقت بھی میرے چیمبر میں موجود ہیں۔ یہ genuine police encounter تھا اور ایس پی خود موجود تھے۔ اگر کسی نچلی سطح پر کوئی واقعہ ہوتا تو شاید میں

اس کو اس طرح بغیر تحقیق کے defend نہ کرتا لیکن میں' انتہائی ذمہ داری کے ساتھ ایس پی گجرات سے بات کرنے کےبعد' ان سے briefing لینے کے بعد انتہائی اعتماد اور وثوق کے ساتھ یہاں کہتا ہوں It was genuine police encounter لیکن اس کے باوجود میں رپورٹ لے کر جناب کی خدمت میں پیش کر دوں گا۔ شکریہ۔

جناب سپیکر، شکریہ۔ جی' جناب سمیع اللہ خان!

جناب سمیع اللہ خان، وزیر موصوف نے اپنے بیان میں کہا کہ سرائے عالم گیر کے عوام کے حوصلے بلند ہوئے ہیں اور وہ اپنے آپ کو محفوظ سمجھتے ہیں۔ میرے خیال میں روایت کو توڑنا چاہیے۔ سرائے عالم گیر میں اتنا بڑا سانحہ ہو جائے اور آپ سٹیٹمنٹ یہ دیں کہ اس سانحے کے بعد سرائے عالم گیر کے لوگوں کے حوصلے بلند ہو گئے ہیں اور وہ اس سانحے کے بعد اپنے آپ کو محفوظ سمجھنا شروع ہو گئے ہیں' تو میرے خیال میں اس حوالے سے اس روایت کو بدلنا چاہیے۔ جب بڑے سانحے ہوں تو لوگ اپنے آپ کو غیر محفوظ ہی سمجھتے ہیں اور ان کے حوصلے بلند نہیں بلکہ وہ کافی مایوس ہوتے ہیں تو میرے خیال میں اس روایت کو اس ایوان میں بڑے حادثوں کے بعد' بدلنا تسلیم کرنا اور admit کرنا چاہیے۔

جناب سپیکر، شکریہ۔ جی' لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ اگر معزز رکن کو کسی بات کی غلط فہمی ہوئی ہے تو میں اس کو مزید clarify کرنا چاہتا ہوں۔ اس سانحے کے بعد لوگوں کے حوصلے بلند نہیں ہوئے بلکہ پولیس کی کارروائی کے بعد اور جس طرح ملزمان کو گرفتار کیا گیا ہے اس کے بعد لوگوں کے حوصلے بلند ہوئے ہیں کہ کم از کم Law Enforcing Agencies اپنے فرائض سے غافل نہیں ہیں۔

جناب سپیکر، شکریہ۔ جی' آپ فرمائیں!

راجہ محمد طارق کیانی، جناب سپیکر! میں حکومت پنجاب سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ ابھی حالیہ پولیس ڈیپارٹمنٹ سے ایک رپورٹ release ہوئی تھی جس کے مطابق More than 700 people had been murdered. اور ان کے تمام کے تمام ملزمان گرفتار نہیں ہو سکے۔ میں یہ پوچھنا چاہوں گا اور جس طرح فاضل ممبر چودھری فاروق کے قتل کا بھی کیس ہے کہ جو لوگ اشتہاری ہو جاتے ہیں ہمارے قانون کے اندر واضح پروویژن ہے کہ اشتہاری declare ہونے کے بعد ان کی جائیداد کی attachment کی جائے تو میں یہ پوچھتا ہوں کہ چودھری

فاروق کے قاتلوں کو یا 700 آدمیوں کے قاتلوں کو جو پولیس نے خود اپنی رپورٹ میں بتایا۔ ان کیسوں میں جو لوگ ملوث تھے اور وہ کسی وجہ سے گرفتار نہیں ہو سکے تو وہ علیحدہ بات ہے۔ کیا انہیں قانون کے مطابق اشتہاری declare کر کے ان کی جائیداد کو attach کیا گیا یا نہیں کیا گیا؟ اور بالخصوص چودھری فاروق کے قتل کے کیس میں تمام ملوث لوگوں کے بارے میں وزیر موصوف نے کہا ہے کہ وہ تمام کے تمام اشتہاری تھے اور میری معلومات کے مطابق ایک بھی اشتہاری کی جائیداد قانون کے مطابق attach نہیں کی گئی۔ کیا یہ درست ہے؟

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون: جناب سپیکر! معزز رکن کے سوال کے دو حصے ہیں۔ ایک چودھری فاروق صاحب کے قاتلوں سے متعلق ہے اور دوسرا جنرل ہے کہ "اس وقت صوبے میں جو اشتہاری ہو چکے ہیں ان کی پراپرٹی کی attachment کے لئے کیا کارروائی کی گئی ہے"؟ میں سمجھتا ہوں کہ دوسرا حصہ جو ہے اس پر وہ سوال دیں گے تو انشاء اللہ تعالیٰ میں جواب دوں گا۔ لیکن جہاں تک چودھری فاروق صاحب کے قتل میں ملوث لوگوں کا سوال ہے تو ان سب کو گرفتار کیا جا چکا ہے اور اس سے پہلے جن جن مقدمات میں انہوں نے abscond کیا ہوا تھا، ان مقدمات میں عدالت کارروائی قانون اور ضابطے کے مطابق کر رہی تھی اور جہاں تک property attachment کا تعلق ہے تو پولیس نے صرف تحرک کرنا ہوتا ہے۔ باقی عدالت کی صوابدید پر ہے کہ وہ کیا کرتی ہے؟ لہذا پولیس نے اپنے قانون اور قاعدے کے مطابق تحرک کیا ہوا تھا؛ جو بھی اشتہاری ملزمان کے سلسلے میں ضابطے کی کارروائی ہوتی ہے اس کارروائی پر عمل در آمد جاری تھا۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: جی، احسان اللہ وقاص صاحب!

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ جب چودھری فاروق صاحب کے قتل کی خبر آئی تھی۔ جہاں اس بات کا ذکر کیا گیا تھا کہ کشمیر کے ساتھ کچھ علاقہ ہے جہاں پر لوگ مفرور ہو جاتے ہیں۔ اسی خبر میں ساتھ یہ بھی ذکر کیا گیا تھا کہ ضلع گجرات کے اندر اور تحصیل سرائے عالمگیر کے اندر بھی بہت سے ایسے علاقے ہیں جو پولیس کے لیے نو گو ایریاز بن چکے ہیں اور پولیس وہاں داخل نہیں ہو سکتی۔ بہت سارے اشتہاری وہاں پناہ لیتے اور موجود ہوتے ہیں۔ میں جناب وزیر صاحب سے یہ

درخواست کروں گا کہ اس بارے میں بھی کچھ رہنمائی فرمائیں۔ وہ جو نو گو ایریاز پولیس کے لیے بنے ہوئے ہیں' جس کے نتیجے میں یہ اتنا بڑا سانحہ ہوا ہے اس کے سدباب کا کیا انتظام کیا گیا ہے؟

جناب سپیکر: جی' لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون: جناب سپیکر! یہ جنرل سوال ہے۔ اس سلسلے میں' میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا اور میں نے پہلے بھی گزارش کی ہے کہ پولیس کے لئے نو گو ایریا کی معزز رکن نے بات کی ہے۔ اسی علاقے میں انھوں نے sweeping کی ہے اور اسی علاقے سے ان ملزمان کو گرفتار کیا ہے۔ اس وقت یہ تاثر درست نہیں ہے کہ گجرات میں ایسے علاقے موجود ہیں جو نو گو ایریاز ہیں۔

میں یہاں پر گجرات کے حوالے سے ایک بات عرض کرنا چاہتا ہوں کہ روایتی طور پر اور تاریخی طور پر یہ قدیم دشمنیوں کا ضلع چلا آ رہا ہے۔ میں اس معزز ایوان کی اطلاع کے لیے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ وزیراعلیٰ پنجاب کی خصوصی ہدایت کے مطابق یہ بات ریکارڈ کے مطابق موجود ہے اور ضلع کے عوام اس بات سے بخوبی آگاہ ہیں کہ وہاں پر سینکڑوں سال پرانی دشمنیوں کو ختم کیا گیا ہے اور ان کے نتیجے میں ایک ایک فریق کے ڈیڑھ' ڈیڑھ سو افراد قتل ہو چکے ہیں۔ ان کو بھی آپس میں اکٹھا کیا جا رہا ہے تاکہ اس بات کو یقینی بنایا جا سکے کہ اس ضلع سے دشمنی کی سیاست اور جو خاندانی دشمنیاں چلی آ رہی ہیں ان کو ختم کیا جا سکے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک صحتمندانہ رجحان ہے اور ہمیں چاہیے کہ ہم اس پر داد دیں تاکہ پورے صوبے میں یہ صورتحال پیدا ہو سکے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! آپ کا آخری ضمنی سوال ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! چودھری فاروق صاحب کی ہلاکت کا جو واقعہ ہوا ہے اس پر ہمیں دکھ ہے۔ جو پولیس مقابلہ قتل کرنے والے ملزمان کے ساتھ بعد میں ہوا۔ اس پر جو بیان وزیر قانون نے دیا ہے اور بڑے اچھے طریقے سے انھوں نے دفاع

کیا ہے کہ وہ ایک genuine پولیس encounter تھا۔ انھوں نے بالکل درست فرمایا ہوگا۔ یہ اسی طرح سے دفاع کیا کرتے ہیں اور اسی طرح سے دفاع کرتے رہے ہیں۔ لیکن ایک بات انھوں نے بڑے ابہام والی کی ہے۔ انھوں نے کہا ہے کہ اس genuine police encounter کو ان سے منسلک نہ کیا جائے۔ بات یہ ہے کہ میں ان سے ضمنی سوال پوچھنا چاہتا ہوں کہ ان سے ان کی مراد کیا ہے؟ اور کیا یہ سمجھتے ہیں کہ میاں شہباز شریف صاحب جن کے دور میں اس صوبے میں ایک مثالی امن و امان قائم ہوا۔ اس دور میں جو police encounter ہوئے۔ جن کا دفاع یہ اسی طرح سے کرتے رہے۔ کیا یہ ان کو non-genuine کہتے ہیں؟

جناب سپیکر، شکریہ۔

وزیر قانون : جناب سپیکر ! میں نے نہ میاں شہباز شریف کا نام لیا ہے اور نہ ہی اس دور کا میں نے حوالہ دیا ہے۔ میں نے extra judicial killings کی بات کی ہے۔ وہ خواہ کسی بھی دور میں ہوئی ہو۔ میں نے کسی خاص دور کا نام نہیں لیا۔ بہرحال میں سمجھتا ہوں کہ کم از کم میں اپنی ذات کے حوالے سے آپ سے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میں اس بات کا قائل نہیں کہ کسی کی پیٹھ کے پیچھے تنقید کروں۔ میں اس معزز ایوان کو اس بات کا یقین دلاتا ہوں کہ میں قطعی طور پر کسی کی غلط بات کا دفاع نہیں کروں گا اور نہ ہی کسی پر غلط تنقید کروں گا۔ میں نے اپنا مافی الضمیر بیان کیا ہے اور میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ یہ جو encounter ہوا' میرے ضمیر کے مطابق' میری اطلاع کے مطابق' میری تحقیق کے مطابق genuine تھا۔ لیکن اس کے باوجود میں نے معزز ایوان کو جناب سپیکر کے توسط سے اس بات کا یقین دلایا ہے کہ اگر آپ چاہیں گے تو انشاء اللہ تعالیٰ اس کی تفصیلی رپورٹ اس ایوان میں پیش کی جائے گی۔

جناب سپیکر : Call Attention Notice کا وقت ختم ہوتا ہے۔ اب میں سیکرٹری اسمبلی سے کہوں گا کہ اگر کوئی رخصت کی درخواستیں ہے تو پڑھ دیں۔

جناب محمد ریاض شاہد:

انسان ہوا قتل محبت کا ہوا خون
اس دور میں مت پوچھیے کس کس کا بہا خون
اپنی ہی پڑی لاش سدا دیکھتی نہیں
ہر دور میں بہتا چلا آیا ہے مرا خون
شاید کوئی جاگے کوئی ظلم کو روکے
سوئے ہوئے احساس کو دیتا ہوں صدا خون

جناب سپیکر: شکریہ۔

مہر محمد شبیر چودھری: گوجرانوالہ میں پولیس والوں نے ایک عورت کا قتل کر دیا ہے۔ ہم یہاں اس لیے آئے ہیں کہ یہاں کوئی اچھی بات ہو۔ یہ کیا ہو رہا ہے کہ اس کرپٹ پولیس والے کو ایس ایس پی نے نکالا ہوا تھا۔ انھوں نے آرڈر کیا ہے اور اس نے جا کر عورت کو قتل کر دیا ہے۔ اس کو کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔ یہ صرف آپ کو اطلاع دینا چاہتے ہیں۔ ایسی بات آپ سن لیا کریں۔ شکریہ۔

رکن اسمبلی کی رخصت

جناب سپیکر: جی! سیکرٹری صاحب۔ رخصت کی درخواست take up کر لیں۔

سیکرٹری اسمبلی: بسم اللہ الرحمن الرحیم o مندرجہ ذیل درخواست ڈاکٹر سامیہ امجد صاحبہ رکن صوبائی اسمبلی پنجاب کی طرف سے موصول ہوئی ہے:

"I hereby submit that I have some urgent business at home I will not be able to attend the Assembly session on31st January 2003. Leave may kindly be granted for one day."

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

مسئلہ استحقاق

جناب سپیکر: اب ہم تحاریک استحقاق لیتے ہیں۔ جی، راجہ صاحب!

راجہ ریاض احمد: جناب سپیکر! آج ہمارے صوبہ پنجاب میں ایک انتہائی افسوسناک واقعہ ہوا ہے کہ ہمارے دو معزز رکن اسمبلی جناب خوش اختر سبحانی صاحب اور ارمغان سبحانی صاحب کے بزرگ چودھری اختر وریو صاحب کو NAB جس نے صوبے اور سنٹر میں حکومت بنائی ہے گرفتار کیا ہے۔ میں بڑی سنجیدہ بات کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ کی بات مجھ سے زیادہ پریس والوں کے سننے والی ہے۔ وہ سن رہے ہیں۔

راجہ ریاض احمد: یہ NAB وہ ہے۔ یہ ہم سب کے لیے لمحہ فکریہ ہے کہ اس NAB نے ضلع ناظم سیالکوٹ کے الیکشن جتوانے کے لیے چودھری اختر وریو صاحب کو ان کی گاڑی میں بٹھا کر پورے ضلع سیالکوٹ میں مہم چلوائی اور چودھری اختر وریو صاحب کی وجہ سے حکومت کا ناظم سیالکوٹ میں بنا۔ اب جب کہ ان کے بیٹے اور بھتیجے منتخب ہو کر یہاں پر تشریف لائے۔ وہ ہمارے لیے انتہائی قابل احترام ہیں۔ ہمارے انتہائی معزز اراکین اسمبلی ہیں۔ جب انھوں نے اس حکومت سے مطالبہ کیا کہ ہم ضلع سیالکوٹ میں ایک سیاسی خاندان ہیں اور ہمیں وزارت دی جائے تو ان کو وزارت دینے کی بجائے NAB نے گرفتار کر لیا ہے۔ میں اس کی پرزور مذمت کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ چودھری عارف محمود گل صاحب تشریف نہیں رکھتے۔۔۔ تحریک استحقاق dispose of ہوئی۔

شیخ امجد عزیز: جناب سپیکر! میں نے دو تحاریک استحقاق دی تھیں۔ اس وقت میں نہیں تھا۔ اس کے بعد میں نے آپ کو بتایا کہ میں آ گیا ہوں اور یہ ریکارڈ پر ہے کہ آپ نے کہا "میں آپ کی بات بعد میں سنتا ہوں"۔ اس کے بعد جب میں نے دوبارہ بائیکاٹ کے بعد آپ سے بات کی بلکہ آپ نے اپنے بیان میں بھی یہ کہا کہ "اپوزیشن کے شیخ امجد عزیز موقع پر موجود نہیں تھے اور اگر میں چاہتا تو dispose of کر سکتا تھا لیکن میں نے pend کر دی ہیں۔" لیکن جب سیکرٹری صاحب سے میں نے کل رابطہ کیا تو وہ pend نہیں تھیں بلکہ وہ dispose of کر دی

گئی تھیں۔ آپ بیشک کل کا ریکارڈ دیکھ لیں' اس وقت میں موجود تھا۔ یہ سارے حالات آپ کے سامنے ہیں۔ kindly ان کی اجازت دی جائے کہ یہ پیش کر دی جائیں۔

جناب سپیکر، شیخ صاحب! جب میں نے آپ کو call کیا تو اس وقت آپ ایوان کے اندر موجود نہیں تھے۔ جب دوسری دفعہ میں نے call کیا تو اس وقت بھی آپ تشریف فرما نہیں تھے۔ اس لئے وہ dispose of کر دی گئی ہیں۔

شیخ امجد عزیز: میں معافی چاہتا ہوں۔ آپ ہمارے بزرگ ہیں۔ دوسری دفعہ call نہیں کیا گیا۔

جناب سپیکر، آپ ریکارڈ ملاحظہ فرمالیں۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! ایسا نہیں ہے۔ جب ہم بائیکاٹ کر کے باہر چلے گئے تو اس کے بعد جب ہم واپس آئے تو اس وقت تحاریک استحقاق کا وقت گزر چکا تھا۔ اس وقت آپ نے میرے اعتراضات پر جو سٹیٹمنٹ دی تھی اس میں بھی آپ نے یہ کہا کہ "میں انہیں dispose of کر سکتا تھا لیکن میں نے ان کو pend کیا ہے۔" آپ ریکارڈ دیکھ لیں۔

جناب سپیکر، آپ ٹیپ سن لیں۔ اس سے پتا چل جائے گا۔ پہلے میں نے کہا تھا کہ میں اسے dispose of کر سکتا تھا لیکن میں نے dispose of نہیں کی۔ لیکن دوبارہ پھر میں نے call کیا۔ اس وقت بھی ممبر موصوف تشریف فرما نہیں تھے۔ یہ تو ریکارڈ کی بات ہے۔ آپ سن سکتے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان، میں اس وقت کی بات کر رہا ہوں جب تحاریک استحقاق کا ٹائم ہی گزر چکا تھا۔۔۔

جناب سپیکر، نہیں۔ ٹائم نہیں گزرا تھا۔ جب آپ نے بائیکاٹ کیا تو اس وقت تحاریک استحقاق کا ٹائم چل رہا تھا۔

رانا ثناء اللہ خان، جب ہم بائیکاٹ سے واپس آئے تو اس وقت تحاریک استحقاق کا ٹائم گزر چکا تھا۔

جناب سپیکر، جب آپ واپس آئے ہیں اس وقت گزر چکا تھا لیکن جب آپ گئے ہیں اس وقت ٹائم تھا۔

رانا ثناء اللہ خان: جب ٹائم گزر چکا تھا تو اس وقت آپ نے فرمایا ہے کہ "میں نے انہیں

pend کیا ہے dispose of نہیں کیا۔"

جناب سپیکر: آپ ٹیپ سن لیں اس کے مطابق فیصلہ ہو جائے گا۔ تحریک استحقاق نمبر 9 مہر اشتیاق احمد صاحب کی ہے۔

انسپکٹر لیگل دفتر ایس پی صدر کی طرف سے رکن اسمبلی سے ناروا سلوک

(.....بحث جاری)

مہر اشتیاق احمد: بسم اللہ الرحمن الرحیم ٥ میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ میں مفاد عامہ کے ایک مسئلے کے سلسلے میں قیصر شیخ "انسپکٹر لیگل" ایس پی آفس صدر لاہور کے پاس گیا۔ میں نے اسے اپنا تعارف کروایا کہ میں حلقہ 150 کا ایم پی اے ہوں۔ میں نے اسے اپنا مسئلہ بیان کرنا چاہا تو مذکورہ افسر نے میری بات تک سننا گوارا نہ کی اور میرے ساتھ تکرار کرنے لگا کہ میں ہرگز آپ کا پابند نہیں ہوں کہ میں آپ لوگوں کے مسائل سنتا رہوں۔ آپ جیسے کئی ایم پی اے یہاں پھرتے رہتے ہیں۔ اس نے مزید ممبران اسمبلی کے خلاف نازیبا' ہتک آمیز الفاظ استعمال کئے۔ اس سے نہ صرف میرا بلکہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی' شکریہ۔

مہر اشتیاق احمد: میں نے کل بھی عرض کیا تھا کہ اگر کوئی شخص ایک معزز رکن کی بات سننے سے انکار کرتا ہے جو کہ ڈیڑھ لاکھ ووٹر کا نمائندہ ہے تو وہ کسی ایک عام آدمی کی بات کیا سنے گا؟ اس کے خلاف کارروائی کی جائے اور یہ معاملہ کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی' لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون: جناب سپیکر! اس کا جواب آ گیا ہے لیکن میں گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں کہ مجھے

اپنے معزز رکن کا استحقاق اور ان کا احترام اس جواب سے زیادہ عزیز ہے۔ میں محکمے کا جواب اس لئے نہیں پڑھتا کہ اس سے معزز رکن کوئی غلط مطلب نہ لے لیں۔ اس کے علاوہ میرے دوسرے بھائی یہ نہ کہیں کہ میں ایک پولیس کے version کو support کر رہا ہوں اور اپنے معزز رکن کو support نہیں کر رہا۔ جناب والا! میری استدعا صرف اتنی ہوگی کہ ابھی یہاں پر ایک معزز رکن نے کہا تھا کہ ہمیں روایات کو بدلنا چاہیے تو میں آپ کے توسط سے اس معزز ایوان کو یقین دلاتا ہوں کہ میں بالکل اس بات سے اتفاق کرتا ہوں اور ہمیں ان روایات کو بدلنا ہوگا۔ استحقاق چاہے اپوزیشن کے ممبر کا ہو چاہے حکومتی بنچوں کے ممبرز کا ہو' میرے لئے وہ برابر ہیں اور میں نے ان کا انشاء اللہ تعالیٰ دفاع کرنا ہے۔ میری آپ سے استدعا ہوگی کہ چونکہ آپ کو معلوم ہے کہ رات کو میں نے حلف لیا ہے۔ میں صبح اس کیس کی briefing نہیں لے سکا۔ اگر معزز رکن یہ چاہیں اور اس بات کی اجازت دیں تو ایک دن کے لئے اس کو pend کر لیا جائے۔

مہر اشتیاق احمد، جناب تیاری کر کے آیا کریں۔

وزیر قانون، میں کیا بات کر رہا ہوں اور معزز رکن کیا response دے رہے ہیں۔ میں تو آپ سے اتفاق کر رہا ہوں۔ میں آپ کے مفاد کی بات کر رہا ہوں۔ میں تو جواب دینا چاہتا ہوں اگر میرٹ پہ کہیں گے تو میں اس پر بات کرنے کے لئے تیار ہوں۔ لیکن آپ کے مفاد کی خاطر میں کہتا ہوں کہ آپ اجلاس کے بعد میرے ساتھ چیمبر میں بیٹھ جائیں۔ اگر sort out نہ ہوئی تو میں آپ کے ساتھ ہوں۔ شکریہ۔

جناب سپیکر، یہ تحریک استحقاق کل تک کے لئے pend کی جاتی ہے۔ تحاریک استحقاق ختم ہوئیں۔

سید احسان اللہ وقاص، جناب والا! میں درخواست کرنا چاہتا ہوں۔ گزارش یہ ہے کہ میں نے دو تین تحاریک استحقاق move کی ہیں جو مختلف ایشوز سے تعلق رکھتی ہیں۔ مجھے آپ کے فیصلے کا دل کی گہرائیوں سے احترام ہے۔ سینٹ کے الیکشن بروقت نہیں ہو رہے اس کا پہلے جو شیڈول آیا تھا اس کو تبدیل کر دیا گیا ہے۔ میں نے ایک تحریک استحقاق صدر پاکستان کے حوالے سے دی تھی---

جناب سپیکر: آپ میرے چیمبر میں تشریف لے آئیں ادھر بات کر لیں گے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! میں کافی دیر سے دیکھ رہا ہوں وزرا صاحبان کو دفتر بھی دیئے گئے ہیں۔ They should not behave like teenagers. They should behave like parliamentarians. عمران صاحب کا کل بھی attitude ٹھیک نہ تھا۔ میری درخواست ہے کہ He should behave like a Minister دفتر کھولنا ہے تو اپنے ادھر جا کر کھولیں۔

جناب سپیکر: جی' ایجوکیشن منسٹر صاحب!

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! I respond to the Honourable Member's remarks کل بھی میں نے ان کا behaviour دیکھا اور آج بھی دیکھ رہا ہوں۔ میں زیادہ comment نہیں کروں گا۔ آپ کل کے حوالے سے دیکھیں کہ کسی بھی ممبر آف دی اپوزیشن نے بالکل participate نہیں کیا۔ سوائے دو تین کے' جو تیاری کر کے آئے تھے۔ باقی سب نے بڑے عجیب قسم کے ریمارکس دیئے کہ وزیر تیاری کر کے نہیں آئے۔ لیکن کوئی بندہ بھی تیاری کر کے نہیں آیا تھا۔ انہوں نے اپنا ٹائم waste کیا تھا۔ ایک relevant بات جو محترمہ نے کی اور سید وقاص صاحب نے کی' جن کا میں نے جواب دیا تھا۔ آج بھی اپوزیشن کا رویہ اسی طرح ہی لگ رہا ہے۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: اب ہم تحاریک التوائے کار کو take up کرتے ہیں۔ تحریک التوائے کار نمبر 21 جناب بلال یاسین صاحب کی ہے۔

مسلم مسجد لوہاری گیٹ' لاہور سے مؤذن خادم کی اسامی کا خاتمہ

جناب بلال یاسین: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ مسلم مسجد لوہاری گیٹ لاہور جو کہ ایک اہم تاریخی اور نامور مسجد ہے۔ یہ لاہور

شہر کے دل اور داتا کی نگری کے قریب واقع ہے جب اس مسجد کو محکمہ اوقاف نے اپنی تحویل میں لیا تھا تو اس میں خطیب، امام، مؤذن اور خادم کی اسامیاں تھیں اور ان تمام اسامیوں پر مختلف افراد کام کرتے تھے بلکہ اب بھی کر رہے ہیں مگر چند دن قبل اس مسجد سے خادم کی اسامی ختم کر دی گئی ہے جس کی وجہ سے اس مسجد میں صفائی کا انتظام صحیح نہیں رہا اس طرح اس تاریخی اور نامور مسجد کی شان میں نمایاں کمی واقع ہو رہی ہے۔ یہ تمام کچھ ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت کیا جا رہا ہے کہ اس وجہ سے اس مسجد میں نماز پڑھنے والے افراد بالعموم اور خاص کر لاہور شہر کی عوام میں تشویش اور پریشانی کی لہر پیدا ہو رہی ہے جس کی وجہ سے امن عامہ کا مسئلہ پیدا ہونے کا خطرہ ہے۔ لہذا مہربانی کر کے اس مسئلے کو بحث کے لئے فوراً منظور فرمایا جائے۔

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون: جناب سپیکر! مسلم مسجد لاہور میں خادم کی اسامیاں چند دن پہلے ختم نہیں ہوئیں بلکہ صورتحال اس طرح ہے کہ جنوری 1994 تک مسلم مسجد لاہور میں خطیب کی ایک اسامی، امام کی ایک اسامی، مدرسین کی دو اسامیاں اور مؤذن خادم کی بھی دو اسامیاں منظور شدہ تھیں۔ جن پر عملہ تعینات تھا۔ 13۔ جنوری 1994 کو اوقاف کی مساجد کی درجہ بندی عمل میں آئی جس کے مطابق مؤذن خادم کی ایک اسامی ختم کرتے ہوئے درج ذیل اسامیاں منظور کی گئیں۔

خطیب سکیل	12	1	نائب خطیب امام سکیل	7	1
مدرس سکیل	7	2	مؤذن خادم سکیل نمبر	2	1

متذکرہ بالا تفصیل کے مطابق مسلم مسجد لاہور میں صرف ایک اسامی کی کمی کی گئی تھی۔ اس وقت وہاں پانچ اسامیاں موجود ہیں جن کے مطابق عملہ تعینات ہے جو احسن طریقے سے اپنے فرائض انجام دے رہا ہے۔ محکمانہ سطح پر اس سے قبل اس قسم کا کوئی مسئلہ پیدا نہ ہوا ہے اور مسجد کے انتظام و انصرام کے متعلق کوئی دقت محکمہ کے علم میں نہیں لائی گئی۔ اس سلسلہ میں گزارش یہ ہے کہ یہ تو محکمہ کی طرف سے جواب دیا گیا ہے لیکن میں آپ کے توسط سے معزز رکن کو یہ یقین دلاتا ہوں کہ ہم متعلقہ محکمہ کو اس بات کی ہدایت کرتے ہیں

کہ معزز رکن کے ساتھ مل کر کیونکہ یہ مقامی طور پر مسجد کا معاملہ ہے اس معاملے کو طے کر لیں۔ اس پر ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہوگا اور اگر کسی سطح پر حکومت کی طرف سے مداخلت کی ضرورت ہوئی یا کسی مناسب احکامات کی ضرورت ہوئی تو وہ انشاء اللہ تعالیٰ کئے جائیں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس میں کوئی ایسی بات نہیں کہ جس کو ہم زیر بحث لائیں ۔ معزز رکن ایوان کے سامنے جو بات لائے ہیں' انشاء اللہ تعالیٰ ہم اس کو دور کرنے کی کوشش کریں گے۔

جناب سپیکر۔ جی' بلال یاسین صاحب! کیا آپ وزیر قانون صاحب کے جواب سے مطمئن ہیں؟

جناب بلال یاسین، جناب سپیکر! یہ مسجد تاریخی اہمیت کی حامل ہے ۔مساجد تو اللہ کا گھر ہیں وہاں پر تو ویسے ہی توجہ دینی چاہیے مگر بالخصوص یہ مسجد کیونکہ اس کی ایک جغرافیائی اہمیت ہے کہ جہاں پر یہ problem پیدا ہوئی ہے۔ یہ شہر کے دل میں واقع ہے ۔ میں وزیر موصوف کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے یقین دہانی کرائی ہے مگر میری درخواست یہ ہے کہ اس طرح کے جو اقدامات ہیں کہ وہاں سے ایک employee کو مسجد سے فارغ کر دیا ۔یہ اس طرح کی حرکتیں کیوں کرتے ہیں؟ اللہ کے گھر کو بھی سیاست میں involve کرتے ہیں ۔جناب والا! یہ تحریک میں نے ان دنوں پیش کی تھی جب ضمنی الیکشن کا دور دورہ تھا اس وقت یہ حرکت کی گئی تھی کہ ایک مسجد کے خادم کو نوکری سے فارغ کر دیا گیا تھا۔ کیونکہ وہاں پر جو ہماری پارٹی کا بندہ کھڑا تھا اس خادم یا عوامی attention ہماری طرف تھی اس لئے وہاں پر انتقامی کارروائی کی گئی تھی۔ اگر آج یہ یقین دلاتے ہیں تو ہم ان کے ممنون ہیں۔

جناب سپیکر، مہربانی۔ آپ اسے پریس نہیں کرتے لہٰذا اس تحریک کو dispose of کیا جاتا ہے ۔ اگلی تحریک نمبر 27 محترمہ شہلا راٹھور کی ہے۔

دیہاتی عوام کو لاغر اور بیمار جانوروں کے گوشت کی فروخت

محترمہ شہلا راٹھور، جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ اور فوری مسئلے کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ دیہاتی علاقے کے عوام کو گوشت کھانے کے لئے جو قصابوں سے دستیاب ہوتا ہے وہ بالکل حفظان صحت کے

اصولوں پر پورا نہیں اترتا۔ مختلف مقامات پر دیہات میں لاغر اور بیمار جانور ذبح کر کے فروخت کر دیئے جاتے ہیں ۔ ذبح شدہ جانوروں کی تصدیق کسی ویٹرنری ڈاکٹر سے نہ ہوتی ہے اور نہ ہی کسی ذبح خانے میں ان جانوروں کو ذبح کیا جاتا ہے بلکہ اکثر اوقات ان جانوروں کو کسی گندی غلاظت والی جگہ پر یا اپنے گھروں میں ہی ذبح کر دیا جاتا ہے اور حفظان صحت کے اصولوں کے خلاف کھلا گوشت رکھ کر فروخت کیا جاتا ہے جس پر اکثر مکھیاں اور اس جگہ کی دھول اور مٹی اس گوشت پر پڑی ہوتی ہے جن کے کھانے سے لوگ بیمار بھی ہو جاتے ہیں۔ اس غلط پریکٹس' جو کہ غلاظت اور بیماریاں پھیلانے کا موجب بن رہی ہے' کے تدارک کے لئے فوری کارروائی عمل میں لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی روک کر اسے بحث کے لئے منظور فرما کر ممنون فرمائیں۔

جناب سپیکر: جی' لاء منسٹر صاحب !

وزیر قانون : جناب والا! اس کا جواب موصول نہیں ہوا۔ لہٰذا اس کو pend کر لیا جائے ۔

جناب سپیکر: اس کو کب تک pend کر لیا جائے؟

وزیر قانون: پرسوں تک ۔

جناب سپیکر: ابھی تک اس کا جواب نہیں آیا۔ لہٰذا اسے سوموار تک pend کیا جاتا ہے ۔ اگلی تحریک التواء کار نمبر 28 بھی محترمہ شہلا راٹھور صاحبہ کی ہے ۔ جی محترمہ!

ضلع سیالکوٹ اور ضلع گوجرانوالہ کو ملانے والی پختہ سڑک کی تعمیر میں تاخیر

محترمہ شہلا راٹھور : میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ضلع سیالکوٹ اور ضلع گوجرانوالہ کو ملانے کے لئے وڈالہ سندھواں تا دھرووالی روڈ (براستہ سردار ٹھاکر سنگھ) جو کہ تقریباً چار پانچ کلومیٹر بنتی ہے کی تعمیر کے لئے ڈسٹرکٹ ڈویلپمنٹ کمیٹی سیالکوٹ نے فنڈز منظور کئے تھے اور دو ضلعوں کو ملانے اور علاقے کے کاشتکاروں کو اپنی اجناس غلہ منڈی تک لانے

کے لئے یہ پختہ (Metalled) روڈ کی تعمیر کے لئے باقاعدہ فنڈز منظور کئے تھے لیکن ابھی تک اس سڑک کی تعمیر شروع نہیں ہوئی ہے جس کی وجہ سے زمینداروں کو اپنی اجناس' غلہ منڈی تک پہنچانے میں بہت زیادہ دشواری اور بہت زیادہ فاصلہ طے کر کے جانا پڑتا ہے۔ اس کی وجہ سے لوگوں میں سخت بے چینی پائی جاتی ہے۔ لہٰذا میری استدعا ہے کہ اس تحریک کو بحث کے لئے فوری منظور فرما کر ممنون فرمائیں۔

جناب سپیکر: جی' لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون: جناب سپیکر! اس تحریک کے تحت محترمہ شہلا راٹھور صاحبہ نے ضلع سیالکوٹ اور گوجرانوالا کو ملانے کے لئے وڈالہ سندھواں تا دھیرو والی روڈ(براستہ قلعہ سردار ٹھاکر سنگھ) جو کہ تقریباً چار پانچ کلومیٹر بنتی ہے۔ اس کی تعمیر کے لئے ڈسٹرکٹ ڈویلپمنٹ کمیٹی سیالکوٹ کے متعلق کہا ہے کہ انہوں نے فنڈز منظور کئے تھے اور اس وقت تاحال کام شروع نہیں ہوا۔ لیکن میں محترمہ کی اطلاع کے لئے ایک گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ جو رپورٹ ہمیں ورکس اینڈ سروسز ڈیپارٹمنٹ' ڈسٹرکٹ گورنمنٹ سیالکوٹ کی طرف سے موصول ہوئی ہے اس کے مطابق اس سڑک کے لئے کوئی فنڈز مختص نہیں کئے گئے لیکن چونکہ ہماری محترمہ وہاں سے منتخب ممبر ہیں۔ انہوں نے ایک اہم مسئلے کی نشاندہی کی ہے۔ ہم ضلعی حکومت کو لکھیں گے کہ وہ اس مسئلہ کو اپنے ہاؤس میں consider کریں اور اس کو اہمیت دیں اور اگر وہ اس پر فنڈز مختص کرتے ہیں تو انشا اللہ تعالیٰ انہیں یہ بھی کہا جائے گا کہ اس پر فوری طور پر کام شروع کروایا جائے لیکن پہلی بات یہ ہے کہ اس پر فنڈز مختص ہونے ہیں جو کہ ابھی تک نہیں ہوئے ہیں۔ سڑک کی اہمیت اپنی جگہ ہے۔ میں اس سے اختلاف نہیں کرتا لیکن فنڈز موجود نہیں ہیں۔ جیسے ہی ان کو فنڈز مہیا ہوئے تو انشاء اللہ تعالیٰ کام بھی شروع کروایا جائے گا لیکن پہلی بات یہ ہے کہ اس کے لئے فنڈز مہیا ہوں۔ جونہی فنڈز مہیا ہوئے اس پر کام شروع کروا دیا جائے گا۔

جناب سپیکر: شکریہ۔

جناب ارشد محمود بگو، لاء منسٹر صاحب نے یہ فرمایا ہے کہ یہ منصوبہ ابھی تک منظور نہیں کیا گیا لیکن مجھے موقع دیا جائے یا اس کو پینڈنگ رکھ لیا جائے ۔ چودھری پرویز الہیٰ صاحب الیکشن کے سلسلہ میں سیالکوٹ گئے تھے اور انہوں نے وہاں پر پریس کانفرنس میں یہ کہا تھا کہ اس سڑک کا منصوبہ میں نے منظور کر لیا ہے اور اس کا آرڈر دے دیا ہے ۔ مجھے یہ سمجھ نہیں آتی کہ میرے یہ فاضل دوست کس behalf پر یہ فرما رہے ہیں کہ ابھی تک اس منصوبہ کو منظور نہیں کیا گیا۔ جناب سپیکر! وہاں پر ضلعی ناظم موجود تھے، جنھوں نے اس کو منظور کیا تھا۔ یہ تو کر بھی نہیں سکتے تھے۔

وزیر قانون ، جناب سپیکر! یہ تحریک ہمیں 28-دسمبر کو موصول ہوئی تھی ۔ یکم جنوری کو اس کا جواب آیا ہے تو میں اس تاریخ کی بات کر رہا ہوں جس تاریخ کو مجھے جواب ملا ہے۔ جو آپ فرما رہے ہیں وہ latest position ہے کہ ابھی recently وزیراعلیٰ صاحب وہاں پر گئے ہیں اور انھوں نے اعلان کیا ہے۔ اگر انھوں نے اعلان کیا ہو گا تو انشاء اللہ تعالیٰ اس کے لئے فنڈز مختص کر دیئے جائیں گے لیکن جس وقت یہ تحریک بھیجی گئی تھی میں اس وقت کی بات کر رہا ہوں یعنی جس وقت اس تحریک کا جواب دیا گیا تھا اس وقت فنڈز allocate نہیں ہوئے تھے۔

جناب ارشد محمود بگو: میں بھی آج کی بات نہیں کر رہا بلکہ پچھلے دنوں کی بات کر رہا ہوں جب چودھری پرویز الہیٰ صاحب وزیر اعلیٰ نہیں تھے لیکن یہ سب کچھ تھے۔ انھوں نے وہاں پر ضلعی ناظم کی موجودگی میں یہ کہا تھا کہ یہ سڑک ہم نے منظور کر لی ہے اور اس کو ضلعی ناظم نے approve کیا تھا۔ آپ کل آئے ہیں شاید آپ کو اس بات کا علم نہیں ہو گا۔ آپ وزیراعلیٰ صاحب سے پوچھ لیا کریں۔

وزیر قانون، جناب والا! وزیراعلیٰ صاحب سے پوچھنے کی بات نہیں ہے۔ ہم نے تو ضلعی حکومت سے رپورٹ مانگی ہے اور ضلعی حکومت کی رپورٹ کو بنیاد بنا کر میں یہاں ایوان میں بیان دے رہا ہوں کہ ان کی رپورٹ کے مطابق فی الحال اس کے لئے کوئی فنڈز مختص نہیں ہوئے۔

جناب سپیکر : ارشد محمود صاحب! ابھی فنڈز کی بات ہو رہی ہے کہ آیا اس سڑک کے لئے فنڈز جاری ہوئے ہیں یا نہیں؟ on the ground اس سڑک پر کام شروع ہوا ہے یا نہیں ہوا؟

اعلان کر دینا اور بات ہے۔ فرض کریں بقول آپ کے اگر وزیراعلیٰ صاحب نے اعلان کیا ہے تو پہلے متعلقہ محکمہ اس سڑک کا estimate لگائے گا۔ وزیراعلیٰ صاحب نے یہ اعلان تو نہیں کیا کہ اس سڑک کے لئے میں نے ایک کروڑ، دس کروڑ یا ایک لاکھ روپے دے دیئے ہیں۔ جب اس کا estimate بنے گا تو پھر محکمہ ڈیمانڈ کرے گا کہ اس سڑک پر اتنی لاگت آئے گی۔ اس کے بعد فنڈز کی منظوری ہو گی۔ وہ release ہوں گے۔ یہ سارا process کم از کم چار چھ ماہ کا ہوتا ہے۔ ان کی جو تحریک ہے وہ یہ ہے کہ اس سڑک کی حالت بڑی خستہ ہے۔ لہذا یہ سڑک بننی چاہیے تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ فنڈز پنجاب حکومت سے متعلقہ نہیں ہیں۔ وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ ضلعی حکومت کو ہم لکھ دیں گے۔ جب وہ اپنا اے ڈی پی بنائیں یا اپنے ترقیاتی کاموں کے لئے، سڑکوں کی مد میں فنڈز allocate کریں تو اس سڑک کو بھی ضرور consider کریں۔ بقول آپ کے جب ضلعی ناظم کی موجودگی میں وزیراعلیٰ صاحب نے اعلان کیا ہے تو پھر یقیناً ناظم صاحب بھی اس پراجیکٹ کو top-priority دیں گے۔ مقصد یہ ہے کہ صرف اعلان کرنے سے سڑک پر کام شروع نہیں ہو جاتا۔ یہ تقریباً دو، چار، چھ مہینے کا process ہوتا ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: ہم نے تو اپنے سامنے یہ دیکھا ہے کہ آج اعلان ہوا ہے۔ ایک گھنٹے کے بعد عملے نے وہ کام شروع کر دیا۔ ہم نے خود الیکشن میں اسی طرح ہوتے دیکھا ہے۔ تو میری محترم راجہ صاحب سے درخواست ہے کہ سیالکوٹ وہ شہر ہے جو اس ملک کو کراچی کے بعد سب سے زیادہ زرمبادلہ دیتا ہے۔ یہ لنک روڈ ہے۔ بڑی اہم سڑک ہے۔ یہ راستہ گجرات کو بھی لگتا ہے۔ چودھری شجاعت صاحب کا بھی اس میں کافی حلقہ آتا ہے۔ میری عرض ہے کہ اس سلسلے میں جلد ہی ہدایات دے دیں تاکہ اسے فوراً تعمیر کیا جا سکے۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ وزیر صاحب کے جواب سے مطمئن ہیں؟ انھوں نے فرمایا ہے کہ ہم ضلعی ناظم کو لیٹر لکھ دیں گے اور وہ فنڈز وغیرہ provide کر دیں گے۔

محترمہ شہلا راٹھور: چونکہ وزیر صاحب کی معلومات مجھ سے زیادہ بہتر ہوں گی۔اصل میں 1997 سے 1999 تک جو اس وقت ضلعی ترقیاتی کمیٹیاں تھیں۔ انھوں نے اس سڑک کے لئے ساری sanctions کر دی تھیں تو میری آپ کی وساطت سے وزیر صاحب سے درخواست ہے کہ اس جواب کو دوبارہ verify کروالیا جائے۔ اس پر نظرثانی کریں۔ کیونکہ I think it is very clear. یہ بالکل واضح تھا کہ اس وقت کی ضلعی ترقیاتی کمیٹی نے اس کی منظوری کر دی تھی۔

جناب سپیکر: یہ تو راجہ صاحب فرما رہے ہیں کہ ہم ضلعی ناظم کو لکھ دیں گے' کہہ دیں گے۔

محترمہ شہلا راٹھور: میرا خیال ہے کہ اس کے لئے فنڈز مختص ہو چکے تھے لیکن اس پر ابھی تک کام شروع نہیں ہو سکا۔

جناب سپیکر: تو آپ مزید اس کو press نہیں کرتیں؟

محترمہ شہلا راٹھور: جی!

جناب سپیکر: شکریہ' تحریک dispose of کی جاتی ہے۔

ملک اصغر علی قیصر: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر' ریکارڈ کی درستی کے لئے کہوں گا کہ ایک معزز رکن نے فرمایا ہے کہ سیالکوٹ سب سے زیادہ زرمبادلہ دیتا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ فیصل آباد ملک کو سب سے زیادہ زر مبادلہ فراہم کرتا ہے۔

جناب سپیکر: ارشد محمود صاحب! براہ مہربانی اپنا ریکارڈ درست کر لیں۔

چودھری محمد شفیق انور: جناب سپیکر! ایک بات بار بار سامنے آ رہی ہے کہ ہم جو بھی سوال اٹھاتے ہیں تو وزیربلدیات صاحب اس کا جواب یہی دیتے ہیں کہ ہم ضلعی ناظم کو ہدایات دیں گے' اس سے درخواست کریں گے کہ وہ اپنے ترقیاتی پروگرام میں اسے رکھے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ ہمارے وزیراعلیٰ صاحب بھی اس سلسلے میں بے بس ہیں۔ ہمارے وزیر بلدیات بھی بے بس ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ یہ ہاؤس بھی بے بس ہے کہ ہم صرف directions دے سکتے ہیں لیکن کوئی چیز لے نہیں سکتے' چاہے وہ کتنی ہی اہمیت کی حامل کیوں نہ ہو۔ وزیر بلدیات سے میری گزارش ہے کہ وہ اس سلسلے میں خصوصی توجہ دیں۔ ضلعی ناظم چاہیں تو اپنے رقبے

کی سڑکوں کے لئے کروڑوں روپے خرچ کر دیں۔ میں اس کی مثال دیتا ہوں کہ ہمارے ضلعی ناظم مخدوم احمد محمود نے پچھلے سال کے منصوبے میں ساڑھے سات کروڑ روپے کی سڑکیں صرف اپنے جمال دین والی میں بنائی ہیں۔ براہ مہربانی اس جانب خصوصی توجہ دیں۔ میری وزیراعلیٰ' وزیر بلدیات سے گزارش ہے کہ یہ معاملات ایسے نہیں چلیں گے کہ پسند اور ناپسند کے لحاظ سے وہ سارے فنڈز استعمال کرتے رہیں۔ فنڈز انھیں حکومت پنجاب مہیا کرتی ہے نہ کہ ضلعی ناظم مہیا کرتا ہے۔ یہ بڑی اہمیت کا حامل مسئلہ ہے لہذا اس جانب خصوصی توجہ دیں۔

راجہ ریاض احمد : پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! سب سے پہلے تو میں اپنے بھائی راجہ بشارت صاحب کو مبارک باد دیتا ہوں کہ کل انھوں نے وزیر کا حلف اٹھا لیا ہے۔ گزارش یہ ہے کہ آپ اچھی طرح جانتے ہیں۔ آپ خود ضلعی حکومت میں رہ چکے ہیں کہ جس آدمی نے ضلعی حکومتوں کا منصوبہ بنایا تھا وہ اللہ کے فضل سے اس عہدے سے استعفیٰ دے کر جا چکا ہے۔ میں یہ بات بڑے وثوق سے کہہ رہا ہوں' فیصل آباد کے حوالے سے خصوصی طور پر کہوں گا' یہ بات آپ کے بھی علم میں ہے کہ جو ضلعی حکومتیں ہیں وہ ضلعوں میں اس وقت ایک گروپ بنا چکی ہیں۔ وہاں پر اپوزیشن کو کسی قسم کے کوئی فنڈز نہیں دئیے جا رہے۔ ضلعی حکومتوں کے جو ناظمین نے اپنے بھائیوں یا بیٹوں کو جس حلقے سے الیکشن لڑوایا ہے وہاں تو کروڑوں روپے خرچ کئے گئے ہیں لیکن اپوزیشن کے حلقے میں کچھ نہیں ہو رہا۔ آپ حکومت کے لوگ' وزراء صاحبان کسی بھی ضلعی حکومت کا آڈٹ کروالیں۔ جتنی کرپشن اس وقت ضلعی حکومتیں صوبہ پنجاب میں کر رہی ہیں کوئی نہیں کر رہا۔ میں تحصیل میونسپل کارپوریشن فیصل آباد کی مثال دوں گا۔ وزیر بلدیات صاحب غور سے سنیں اور میرے ساتھ اس چیز پر مناظرہ کر لیں۔ میں اس ہاؤس میں چیلنج سے یہ بات کہنے لگا ہوں کہ جتنی کرپشن فیصل آباد ضلع میں ضلعی حکومت اور میونسپل کارپوریشن کر رہی ہے اس کا ریکارڈ ماضی میں آج تک نہیں ملتا۔ یہ ضلعی حکومتیں سیاست کا نام اختیار کر چکی ہیں۔ یہ لوگوں کے مفاد کے لئے بنائی گئی تھیں تاکہ ان کے مسائل نچلی سطح پر حل ہو سکیں۔ لیکن افسوس کے ساتھ کہتا ہوں کہ میں نے ضلع فیصل آباد میں 2950 ووٹ لئے تھے اور جس شخص نے تین ہزار ووٹ لئے تھے وہ ضلع کا ناظم بنا ہے۔

میرے وہ دوست جنھوں نے مجھے ووٹ دیئے تھے انھیں آج تک ایک آنے کا فنڈ نہیں دیا گیا۔ ان کا قصور یہ ہے کہ انھوں نے راجہ ریاض کا ساتھ دیا تھا۔ مجھے ضلعی ناظم نے ہرانے کے لئے پوری جدوجہد کی لیکن میں یہاں اس فلور پر بتانا چاہتا ہوں کہ پورے پنجاب میں سب سے زیادہ ووٹ لے کر' اللہ کے فضل سے میں 21 ہزار ووٹوں کی lead سے کامیاب ہوا ہوں۔

رانا مشہود احمد خان، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں سب سے پہلے معذرت کے ساتھ یہ بات کروں گا کہ آج سوالات کے جوابات وزیر بلدیات نے دینے ہیں اور مجھے یہ لگ رہا ہے کہ ان کی جگہ آپ کافی سوالوں کے جواب دیتے جا رہے ہیں۔ وہ خود جوابات دیں آپ تو کسٹوڈین آف دی ہاؤس ہیں۔

جناب سپیکر، وہی جواب دے رہے ہیں۔ میں تو سن رہا ہوں۔

رانا مشہود احمد خان، دوسری بات بڑی اہم ہے۔ ابھی آپ نے فرمایا تھا کہ اگر کوئی بھی مسئلہ در پیش ہو تو پالیسی بنانے ہیں چار سے چھ مہینے لگتے ہیں۔ ترقیاتی کام ہونے میں چار سے چھ مہینے لگ جاتے ہیں۔ مجھے اس بات کا جواب دیں کہ discrimination ہوئی۔ خاص طور پر الیکشن سے پہلے اور جو ضمنی الیکشن ہوئے ہیں ان کے درمیان ضلعی حکومتوں نے اپنے امیدواروں کو جتوانے کے لئے راتوں رات سڑکیں بنائیں۔ راتوں رات فنڈز دیئے۔ اب جو ترقیاتی کام ہونے ہیں' جو اس ہاؤس میں پیش کئے جا رہے ہیں' ان کے لئے تو آپ چار سے چھ مہینے کا ٹائم دے رہے ہیں۔ اگر انھوں نے اپنی مرضی کے کام کروانے ہوں تو وہ راتوں رات ہو جاتے ہیں۔ اب جو لاہور میں ہو رہا ہے کہ ہمارے ساتھ جتنے دوست کھڑے ہوئے تھے جو ضلعی حکومتوں کے اندر بھی موجود ہیں یا وہ علاقے جنھوں نے کھل کر ہماری سپورٹ کی تھی وہاں پر ترقیاتی کام بالکل روک دیئے گئے ہیں۔ یہ ایک بہت بڑا لمحہ فکریہ ہے۔ آپ سب نے یہ دیکھنا ہے کہ ان ضلعی حکومتوں کو کن مقاصد کے لئے استعمال کیا جا رہا ہے۔ کیا وہ عوام کی خدمت کے لئے ہیں یا حکومت کی خدمت کے لئے ہیں؟

جناب سپیکر، جی' مہربانی!

رانا مشہود احمد خان، میری بالکل آخری بات ہے۔ میں صرف ہاؤس کے نوٹس میں یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ آج ہم سب کو اس بات پر ایک ایجنڈا بنانا پڑے گا۔ ایک پالیسی بنانا پڑے گی کہ وہ کام جو discrimination کی بنیاد پر ہو رہے ہیں ان کے خلاف وزیر بلدیات کیا ایکشن لیں گے اور کیا کارروائی کریں گے؟ بہت شکریہ۔

جناب سپیکر: جی، وزیر بلدیات!

وزیر قانون: جناب سپیکر! میں انتہائی افسوس کے ساتھ یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میرے بھائی مشہود صاحب وکیل بھی ہیں اور میرے لئے ویسے بھی انتہائی قابل احترام ہیں۔ انھوں نے کہا کہ آپ میری جگہ کافی سوالات کے جوابات دے رہے تھے۔ آج تو وقفہ سوالات ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ کا تھا، لوکل گورنمنٹ کا نہیں تھا۔ یہاں پر کوئی بات اٹھتی ہے اگر اس کا جواب relevant ہوگا تو میں ضرور دوں گا۔ اگر بات irrelevant ہوگی تو یقین کیجیے میں اس کا جواب بالکل نہیں دوں گا۔ میرے بھائی ذرا گزارش سن لیں۔ بات سیالکوٹ کی ہو رہی ہے۔ محترمہ نے specific بات ایک سڑک سے متعلق کی ہے۔ میں نے اس کا جواب دیا ہے۔ میں نے انھیں یقین دہانی کرائی ہے کہ اگر یہ سکیم ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کی منظور شدہ ہے تو انشاء اللہ تعالیٰ ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کو کہا جائے گا کہ اس سکیم کے لئے فنڈز مختص کریں اور اس پر کام شروع کروائیں۔ میں نے یہ categorically کہا ہے لیکن آپ کے ساتھ بیٹھے ہوئے انتہائی قابل احترام بزرگوں نے فرمایا کہ وزیر بلدیات بھی بے بس ہیں اور وزیراعلیٰ صاحب بھی بے بس ہیں۔ میں نے قطعاً اپنی بے بسی کا ذکر نہیں کیا۔ میں نے ADP کا ذکر نہیں کیا۔ میں نے ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کی کارکردگی کا ذکر نہیں کیا۔ میں جناب کی وساطت سے استدعا کروں گا کہ اگر معزز اراکین لوکل گورنمنٹ سسٹم پر بات کرنا چاہتے ہیں تو حکومت کو اس سلسلے میں قطعی کوئی اعتراض نہیں ہے۔ ہم اس پر بات کرنے کے لئے تیار ہیں اور ہم آپ کی رائے سے استفادہ کرنا چاہتے ہیں۔ ہم تو آپ کی رائے اور مشوروں سے پالیسی ترتیب دینا چاہتے ہیں۔ وزیراعلیٰ صاحب نے برسراقتدار آنے کے بعد شروع دن سے ہی اس بات کا اعادہ کیا تھا کہ کوئی چیز حرف آخر نہیں ہوتی۔ ہمیشہ improvement کی گنجائش موجود رہتی ہے۔ اگر آپ سسٹم کو improve کرنے کے لئے کوئی تجاویز دیں گے تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ اس کو welcome کیا جائے گا۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: اب تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہوتا ہے۔

شیخ امجد عزیز: جناب سپیکر! یہ بہت اہم نوعیت کا معاملہ ہے۔ وزیراعلیٰ سے متعلق معاملہ ہے۔ اس لئے اسے کل تک کے لئے pend کر دیں۔

جناب سپیکر: یہ تو already pend ہے۔ یہ تحریک کل آجائے گی۔

شیخ امجد عزیز: شکریہ۔

شیخ اعجاز احمد ایڈووکیٹ: جناب والا! میں آپ کی معاونت کے لئے پوائنٹ آف آرڈر اٹھا رہا ہوں تا کہ یہ بحث close ہو جائے۔ جناب اجازت دیں تو میں عرض کروں۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

شیخ اعجاز احمد ایڈووکیٹ: جناب والا! جب سے آرمی والوں نے ضلعی نظام حکومت بنا کر اس ملک میں نافذ کر دیا ہے۔ اس میں ہوا یہ ہے کہ ایک علاقے کے اندر 21 لوگوں کو اقتدار میں شامل کیا گیا ہے اور انھوں نے یہ کہا تھا کہ grass root level پر ---

جناب سپیکر: شیخ صاحب! میری گزارش سن لیں۔ یہ آپ کا پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔ جب بلدیات کے ڈیپارٹمنٹ پر بحث ہو گی تو آپ کھل کر بات کر لیں۔

شیخ اعجاز احمد ایڈووکیٹ: میری بات تو سن لیں۔

جناب سپیکر: یہ پوائنٹ آف آرڈر بنتا نہیں ہے۔ میں کیا سنوں؟

شیخ اعجاز احمد ایڈووکیٹ: میں relevant بات کی طرف آتا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔

شیخ اعجاز احمد ایڈووکیٹ: جناب والا! آپ مجھے ٹائم دیں۔

جناب سپیکر: نہیں۔ ٹائم کس لئے دوں؟ آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟

شیخ اعجاز احمد ایڈووکیٹ: relevant بات یہ ہے کہ اصل میں ---

جناب سپیکر: محکمہ بلدیات تو زیر بحث ہی نہیں ہے۔

شیخ اعجاز احمد ایڈووکیٹ: [*********************************]

جناب سپیکر: میں ان کے یہ الفاظ کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔ آپ تشریف رکھیں۔ اس طرح یہ ایوان نہیں چلے گا۔ پلیز تشریف رکھیں۔ آپ تشریف رکھیں۔ میں ان کے تمام الفاظ کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔ جی، وزیر قانون! مسودات قانون پیش کئے جائیں۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

مسودات قانون

مسودہ قانون (ترمیم) ادارہ محتسب پنجاب مصدرہ 2003

MINISTER FOR LAW: Mr Speaker Sir, I introduce the Punjab Office of the Ombudsman (Amendment) Bill 2003.

MR SPEAKER: The Punjab Office of the Ombudsman (Amendment) Bill 2003 has been introduced in the House under rule 91, sub rule (5) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997. Under rule 94 read with rule 187, it is referred to the Special Committee already constituted for consideration of the Punjab Removal from Service (Special Powers) (Amendment) Ordinance 2002 with the direction to submit its report within two days. Minister for Law!

مسودہ قانون (امتناع ظاهری نمود و نمائش و بے جا مصارف) تقریبات شادی پنجاب مصدرہ 2003

MINISTER FOR LAW: Mr Speaker Sir, I introduce the Punjab Marriage Functions (Prohibition of Ostentatious Displays and Wasteful Expenses) Bill, 2003.

MR SPEAKER: The Punjab Marriage Functions (Prohibition of Ostentatious Displays and Wasteful Expenses) Bill 2003 has been introduced in the House under rule 91, sub rule (5) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997. Under rule 94 read with rule 187, It is referred to the Special Committee already constituted for consideration of the Punjab Removal from Service (Special Powers) (Amendment) Ordinance 2002 with the direction to submit its report within two days.

امن عامہ پر عام بحث

جناب سپیکر، جو معزز اراکین لاء اینڈ آرڈر پر بحث میں حصہ لینا چاہتے ہیں وہ اپنے نام کی چٹیں مجھے بھجوا دیں۔

جناب سمیع اللہ خان، جناب سپیکر! اس کے متعلق آپ کیا criteria بناتے ہیں؟

جناب سپیکر، جو نام پہلے آتا ہے اس کا نمبر بھی پہلے آتا ہے۔ first come first served والی بات ہے۔

جناب سمیع اللہ خان، جناب والا! میں نے کل سب سے پہلے نام دیا تھا لیکن آخر تک نہیں آیا۔

جناب سپیکر، نہیں۔ جو پہلے آتا ہے میں اسی کو پہلے call کرتا ہوں۔

رانا آفتاب احمد خان، جناب سپیکر! میں قائد حزب اختلاف کی جگہ بحث کا آغاز کروں گا۔

محترمہ نشاط افزا، پوائنٹ آف آرڈر! جناب والا! میں آپ کی وساطت سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ ہم یہاں پر عوام کے جتنے نمائندے بیٹھے ہوئے ہیں آپ ہر بات پر کہہ دیتے ہیں کہ یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔ ہمیں پہلے ٹریننگ دی جائے کہ کس طرح ایوان میں بیٹھا جاتا ہے؟ کون سا پوائنٹ آف آرڈر بنتا ہے اور کون سا نہیں بنتا؟ کیونکہ پورا ایوان بے شک آپ فریش گریجویٹ تو ہے آئے ہیں۔ دو جمع دو کرنے والے ہم سب یہاں آئے ہیں۔ اگر ہمیں نہیں پتا چلتا تو پھر ہمیں ٹریننگ دی جائے کہ کس طرح سے سوالات کئے جاتے ہیں؟ کون سے آپ کو ناگوار گزرتے ہیں؟ کس کا آپ جواب دینا چاہتے ہیں؟ کس پر آپ مائیک بند کرنا چاہتے ہیں؟ کیونکہ جب ہماری بات آپ تک نہیں پہنچے گی، آپ نہیں سنیں گے تو حکومت کام کیسے کرے گی اور آپ ان میں کیسے ترامیم کریں گے؟ کس طرح ان میں اصلاحات کی جائیں گی؟ آپ مجھے یہ بتا دیں۔ جب آپ ہماری تنقید کو سننا ہی پسند نہیں کرتے تو کیسے معاملہ حل ہو گا؟

جناب سپیکر، محترمہ! آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ نشاط افزا، مہربانی فرما کر اس کی ٹریننگ کا بندوبست کیا جائے۔ ورنہ آپ ایوان کو چلائیں گے ہی نہیں بلکہ چلا ہی نہیں سکیں گے۔

جناب سپیکر، شکریہ۔ آپ کا یہ سوال کہ اس ہاؤس کو کیسے چلانا ہے؟ کیسے سوال کرنا ہے؟ کیسے بیٹھنا ہے؟ کیسے پوائنٹ آف آرڈر کرنا ہے؟ اس سلسلے میں کتاب آپ کو بھجوا دی گئی

ہے۔جب آپ پہلے دن اس ایوان میں تشریف لائی تھیں تو اس وقت یہ کتاب آپ کو deliver کر دی گئی تھی۔ خدا را! اس کو پڑھیں اور اس کے مطابق اگر اس ایوان کو چلائیں گے تو بڑے احسن طریقے سے سارا بزنس چل سکے گا۔ جناب وزیر قانون!

وزیر قانون ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم ۝ شکریہ' جناب سپیکر ! میں ممنون ہوں کہ آپ نے مجھے موقع فراہم کیا کہ میں صوبے میں امن و امان کے حوالے سے بحث کا آغاز کرسکوں ۔ میں اپنی بات شروع کرنے سے پہلے اس معزز ایوان کو اس بات کا یقین دلانا چاہتا ہوں اور پہلے بھی میں نے یہ عرض کی ہے کہ وزیر اعلیٰ پنجاب کی ہدایت کے مطابق ہم اس صوبے میں کچھ نئی روایات قائم کرنا چاہتے ہیں اور یقینی طور پر یہ روایات ماضی سے ہٹ کر ہوں گی ۔ وزیراعلیٰ پنجاب چودھری پرویز الہیٰ صاحب نے برسر اقتدار آنے کے بعد اس بات کا اعادہ کیا ہے کہ ہم نے اس معزز ایوان کے تمام فاضل اراکین کو ساتھ لے کر چلنا ہے اور اس صوبے میں خواہ امن و امان کی صورت حال ہو یا اس صوبے کی فلاح و بہبود کا معاملہ ہو ' اس صوبے کی ترقی کا معاملہ ہو' ہم نے تمام اراکین کی مشاورت سے پالیسیاں ترتیب دینی ہیں ۔

جناب سپیکر ! اس وقت جناب قائد حزب اختلاف موجود نہیں ہیں۔ کل جناب وزیراعلیٰ نے ایک انتہائی خوبصورت روایت کا آغاز کیا ہے۔ چونکہ جناب قاسم ضیاء کے اپوزیشن لیڈر بننے کے بعد کل اجلاس کا پہلا دن تھا ۔ وزیر اعلیٰ صاحب خود ان کے چیمبر میں گئے' ان کو ہار پہنایا' انہیں پھولوں کا گلدستہ پیش کیا اور انہیں مبارک باد دی ۔ (نعرہ ہائے تحسین) میرے انتہائی قابل احترام بھائی رانا آفتاب صاحب بھی وہاں پر موجود تھے اور ان کی موجودگی میں جناب وزیراعلیٰ نے قائد حزب اختلاف کو اس بات کا یقین دلایا کہ ہم انشاء اللہ تعالیٰ ان کی طرف سے آنے والی ہر اچھی تجویز کو اپنائیں گے اور اس کو ہم اپنی انا کا مسئلہ نہیں بنائیں گے ۔ اپوزیشن کی طرف سے کوئی بات بھی جو اس صوبے کے عوام کے مفاد میں ہو' اس صوبے کی ترقی کے لئے ہو' اس صوبے کی عوام کی فلاح و بہبود کے لئے ہو' انشاء اللہ تعالیٰ اس کو وزن دیا جائے گا اور یہ ان کے ساتھ بشمول حکومتی ممبران کے اپوزیشن کے ممبران سے ایک مشاورت کا عمل ہمیشہ جاری رکھا جائے گا۔

جناب سپیکر! میں یہاں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ صوبے میں امن و امان کے سلسلے میں ہمیشہ بات ہوتی ہے تو بہت ہی روایتی طور پر ایک فقرہ استعمال کیا جاتا ہے کہ صوبے میں امن و امان کی صورت حال تسلی بخش ہے اور یہ تمام حکومتوں کا وتیرہ رہا ہے۔ لیکن مجھے پھر یہ کہنا پڑتا ہے کہ جناب وزیراعلیٰ نے اس بات کا فیصلہ کیا ہے کہ بجائے اس کے کہ ہم یہ ایک روایتی گھسا پٹا فقرہ استعمال کرتے رہیں کہ صوبے میں امن و امان کی صورت حال تسلی بخش ہے ۔ ہم یہ کیوں نہ کہیں کہ ہم نے صوبے کی امن و امان کی صورت حال کو بہتر بنانے کے لئے ابھی مزید کام کرنا ہے ۔ میں یہ بھی سمجھتا ہوں کہ وزیراعلیٰ صاحب کا یہ فرمانا درست ہے کہ improvement کے لئے جو گنجائش ہے وہ ہمیشہ رہتی ہے جب تک انسان میں کام کرنے کی جستجو باقی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ کسی بھی مسئلے میں improvement کی گنجائش بھی ضرور موجود رہتی ہے اور ہم نے یہی فیصلہ کیا ہے کہ ہم بجائے اس کے کہ وہی پرانا ایک طریقہ اختیار کریں کہ سب اچھا ہے ۔ ہم اپنے ممبران کو اس بات کا یقین دلاتے ہیں کہ صوبے میں امن و امان کی بہتر صورت حال کے لئے مزید گنجائش ہے اور اس گنجائش کو پورا کرنے کے لئے ہم سب نے مل کر کوشش کرنی ہے۔

جناب سپیکر! ہماری حکومت کو قائم ہوئے ابھی دو ماہ کا عرصہ ہوا ہے ۔اس وقت اگر میں آپ کے سامنے اعداد و شمار کے گورکھ دھندے میں پڑ جاؤں اور آپ کو یہ بتانا شروع کر دوں کہ فلاں سال میں اتنی چوریاں ہوئیں ' فلاں سال اتنی ہوئیں' اتنے فیصد کمی ہوئی تو اس کا کریڈٹ ہمیں جاتا ہے ۔ اگر میں یہ کہنا شروع کر دوں کہ جی فلاں سال میں اتنے قتل ہوئے ' اتنی کمی واقع ہوئی' اس کا بھی کریڈٹ ہمیں جاتا ہے یا میں یہ کہنا شروع کر دوں کہ اتنی ڈکیتیاں ہوئیں' فلاں سال میں اتنی ہوئیں' یہ اضافہ ہوا ہے اور یہاں پر کام کرنے کی ضرورت ہے تو میں اعداد و شمار کے گورکھ دھندے میں نہیں پڑنا چاہتا ۔ میں پھر اپنی بات دہرانا چاہتا ہوں کہ ہم نے اس معزز ایوان کو یہ بتانا ہے کہ گزشتہ دو مہینے کے دوران ہم نے کیا کیا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اگر سابقہ دور میں جو کچھ ہوا اس کے متعلق میں علیحدہ بات کروں گا ' سابقہ دور سے مراد میں کسی خاص دور کی بات نہیں کر رہا۔ میں اپنے اس دو ماہ کے عرصے سے ہٹ

کر بات کرنا چاہتا ہوں کہ اس دوران صوبے میں امن و امان کی صورت حال کیا رہی؟

جناب سپیکر! آپ میرے ساتھ اتفاق کریں گے کہ مجموعی طور پر نہ صرف پاکستان میں بلکہ پوری دنیا میں 11 ستمبر کے بعد خاص حالات پیدا ہوئے اور مخصوص حالات کی وجہ سے کرائم ریٹ میں بھی اتار چڑھاؤ آتا رہا اور یہ ہمارے ملک کی بد قسمتی ہے کہ 11 ستمبر کے واقعہ کے بعد سب سے زیادہ اگر کوئی علاقہ متاثر ہوا ہے تو وہ پاکستان ہے اور ہمارے ہاں بھی کرائم ریٹ میں اس حوالے سے کمی بیشی ہوئی ہے۔ اب ان مخصوص حالات کے باعث آپ غور فرمائیں گے تو پاکستان میں جرائم کرنے کے بعد کچھ لوگ اس راستے سے بارڈر پار چلے جایا کرتے تھے۔ ان میں سے کچھ لوگ ایسے ہیں جنہیں واپس بھجوایا گیا۔ کچھ لوگ ایسے ہیں جن کو واپس لایا گیا۔ کچھ لوگ ایسے ہیں کہ جو اب بھی آزاد ہیں اور جن کا آنا جانا لگا رہتا ہے۔ اسی وجہ سے کرائمز میں بھی گزشتہ ادوار میں اتار چڑھاؤ آتا رہا۔

جناب سپیکر! میں یہاں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ گزشتہ دو مہینے کے دوران، میں قطعاً یہ بات نہیں کہوں گا کہ صوبے میں چوریاں نہیں ہوئیں، ڈکیتیاں نہیں ہوئیں، قتل نہیں ہوئے۔ یہ سارے واقعات ہوئے ہوں گے لیکن ایک بات جس پر میں emphasize کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ جب ہم ایک معاشرے میں رہتے ہیں تو ان سب کا رونما ہونا بھی لازم ہے۔ جو انتہائی ترقی یافتہ سوسائٹیاں ہیں وہاں پر بھی یہ واقعات ہوتے ہیں لیکن بات یہ ہوتی ہے کہ ان واقعات کے بعد حکومتوں کا reaction کیا ہوتا ہے؟ میں دوبارہ اس بات پر emphasize کرتا ہوں۔ میں اعداد و شمار میں نہیں جاتا کہ نومبر کے مہینے میں قتل کم ہوئے، دسمبر کے مہینے میں کم ہوئے۔ میں اس کا کریڈٹ لینے کی کوشش نہیں کرتا اور اس چکر میں نہیں پڑنا چاہتا۔ میں یہ کہتا ہوں کہ واقعات ہوئے ہوں گے لیکن دیکھنا یہ ہے کہ writ of the government کو establish کرنے کے لئے موجودہ حکومت نے کیا اقدامات کئے ہیں؟ ابھی آپ کے سامنے چودھری فاروق صاحب کے قتل کا واقعہ آیا، اسی طرح آپ کے سامنے بے شمار واقعات ہیں کہ جہاں صوبے میں heinous crimes ہوئے لیکن ساتھ ہی مجھے یہ اعتراف کرتے ہوئے اس بات پر خوشی ہوتی ہے کہ ان مقدمات میں ملوث ملزمان کے خلاف کارروائی کی گئی اور اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے اور جناب

وزیراعلیٰ کی خصوصی توجہ کے باعث ان تمام heinous crimes میں ملوث جو ملزمان تھے ان کو گرفتار کیا گیا اور ان کے خلاف مقدمات عدالتوں میں بھجوائے گئے۔

جناب سپیکر! صوبے میں لاء اینڈ آرڈر کی صورت حال کو بہتر کرنے کے لئے جناب وزیراعلیٰ کے سامنے دو راستے تھے۔ ایک short term measures اور دوسرا long term measures جب ہم short term measures کی بات کرتے ہیں تو اس حوالے سے وزیراعلیٰ صاحب کی یہ کوشش رہی ہے کہ اگر کہیں کوئی واقعہ رونما ہو جاتا تو وہ اس پر ذاتی طور پر احکامات بھی جاری کرتے اور پھر اس مخصوص واقعہ کے متعلق تفتیش کی جو بھی progress ہوتی یا اس کے مقدمہ کے بارے میں جو پیش رفت ہوتی اسے وہ ذاتی طور پر monitor بھی کرتے۔ ان کی ذاتی توجہ کا نتیجہ ہے کہ آج ہم فخر سے یہ بات کہہ رہے ہیں کہ اہم واقعات جو ہوئے ہیں ان میں پولیس اور انتظامیہ کو کامیابی حاصل ہوئی اور میں سمجھتا ہوں کہ جس کا کریڈٹ بلاشبہ اور بغیر کسی ابہام کے موجودہ حکومت کو جاتا ہے۔ ہماری حکومت کی یہ commitment ہے۔ ہم پانچ سال کی بات نہیں کرتے۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ آئندہ پانچ سالوں میں ہم نے کرنا ہے۔ ہمارے وزیراعلیٰ صاحب نے برسراقتدار آنے کے بعد پنجاب کے عوام سے یہ commitment کی تھی کہ انہوں نے جو بھی منصوبہ شروع کرنا ہے انشاء اللہ تعالیٰ اسے دو سالوں میں مکمل کرنا ہے اور ہم نے long term planning بھی دو سالوں کی کی ہے تاکہ جتنا جلد سے جلد ممکن ہو سکے اس صوبے کے عوام کو ان اقدامات کے ثمرات حاصل ہونا شروع ہو جائیں۔

جناب سپیکر! long term measures کی بات کرتے ہوئے ہم نے یہ قطعی طور پر نہیں کہا کہ ہم نے پولیس کو اتنی گاڑیاں دے دینی ہیں۔ ہم نے پولیس کو فلاں فلاں اختیارات دے دینے ہیں۔ اس وقت ہمارا صوبہ اس ابہام سے بھی گزر رہا ہے۔ یہ صرف ہمارے صوبے کی بات نہیں ہے بلکہ پولیس آرڈر 2002 وفاقی حکومت سے آیا ہے اس پر بھی بعض صوبوں کو تحفظات ہیں۔ ہمارے چیف منسٹر صاحب کی بھی اس پر اپنی ایک رائے ہے۔ اس سلسلے میں جناب وزیر اعلیٰ نے بے شمار میٹنگز کی ہیں اور ان میٹنگز میں ہم نے اپنا نقطۂ نظر وفاقی حکومت تک پہنچانے کے لئے تجاویز مرتب کی ہیں' ان پر ابھی کام ہو رہا ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ میں اس معزز ایوان کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ پولیس آرڈر 2002ء کی چند اچھی باتوں کو وزیر اعلیٰ

صاحب نے فوری طور پر اپنانے کا فیصلہ کیا ہے جن کا میں آگے چل کر ذکر کروں گا لیکن میں یہ گزارش کر رہا تھا کہ long term میں بجائے اس کے کہ پولیس کو اختیارات اور زیادہ فنڈز دینے کی بات ہو یا پولیس کو اس قسم کا اختیار دینے کی بات ہو کہ جس سے عوام کے لئے مشکلات پیدا ہوں۔ ہم نے وہ اقدامات نہیں کئے بلکہ ہمارے پیش نظر صرف ایک بات تھی کہ ہم نے پولیس کے کردار کو موثر بنانے کی کوشش کی ہے۔ وزیراعلیٰ صاحب نے اس کے لئے سختی کے ساتھ یہ ہدایات کی ہیں کہ اس وقت جو اختیارات صوبائی حکومت کو حاصل ہیں اگر اس کے باوجود کسی علاقے میں کوئی جرم ہوتا ہے تو پھر اس علاقے کے پولیس افسر کو اس کا ذمہ دار ٹھہرایا جائے گا۔

جناب سپیکر! جب ہم long term کی بات کرتے ہیں تو اس میں سب سے پہلی اور سب سے بڑی بات ہمارے پیش نظر یہ تھی کہ ہم پولیس کو re-organize کریں اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ پھر ہمارے معاشرے کی بدقسمتی ہے کہ ہم جب برسراقتدار ہوتے ہیں تو پھر پولیس کو as a tool استعمال کرتے ہیں لیکن میں اس معزز ایوان کو یقین دلاتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ پنجاب قطعی طور پر پولیس کو سیاسی طور پر اپنا آلۂ کار نہیں بنانا چاہتے اور ہم نے پولیس کو سیاست سے الگ کرنا ہے۔ ابھی چند دن پہلے جب ہماری پارلیمانی پارٹی کی میٹنگ ہوئی اس میں بھی واضح طور پر وزیراعلیٰ صاحب نے تمام حکومتی جماعت کے اراکین اسمبلی پر اس بات کو واضح کیا کہ آپ پولیس کی کارکردگی پر نظر رکھیں۔ وزیراعلیٰ صاحب نے فرمایا کہ آپ پولیس کی کارکردگی کو بہتر بنانے کے لئے تجاویز دیں اور ان کی روشنی میں ہم پولیس کی کار کردگی کو بہتر بنائیں گے۔ حکومتی اراکین اسمبلی نے جناب وزیراعلیٰ کو اس بات کا یقین دلایا کہ ہم روایتی طور پر جو ایک ایم پی اے کا کردار رہا ہے اس سے ہٹ کر تبادلوں کے چکر میں نہیں پڑنا چاہتے۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ میرٹ کی بنیاد پر پولیس افسران کو تعینات کیا جائے اور پھر ان سے مطلوبہ نتائج حاصل کئے جائیں۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ اگر ہمارے سیاست دان جن میں میں خود شامل ہوں اور سارے ہمارے معزز اراکین اسمبلی موجود ہیں میں واضح طور پر ایک بات کہنا چاہتا ہوں کہ اگر ہم صرف اپنا یہ رول define کر لیں کہ ہم نے تبادلوں کے چکر میں نہیں پڑنا، ہم نے میرٹ پر تعیناتی ہونے دینی ہے اور اس کے بعد ہم نے رزلٹ لینے ہیں تو یقین کیجیے جرائم میں بہت بڑی کمی واقع ہو سکتی ہے کیونکہ جب کوئی افسر میرٹ کی بنیاد پر آئے گا تو پھر اس سے ہم بجا طور پر رزلٹ کی بھی توقع کر سکیں گے۔ یہاں تھوڑی دیر پہلے ایک معزز رکن نے بات کی کہ فلاں افسر کو اس کے گریڈ کے against تعینات کیا جارہا ہے تو میں اس وقت بھی یہ بات کرنا چاہتا تھا لیکن اس وقت کوئی اور مسئلہ آپ کے زیر غور تھا۔ یہ بات اس سے relevant نہیں تھی اس

لئے میں نے اس وقت اس بات کا جواب نہیں دیا لیکن میں اب اس بات کا جواب دینا چاہتا ہوں کہ ہماری حکومت کی یہ پالیسی ہے کہ ہم نے میرٹ سے ہٹ کر تعیناتیوں سے avoid کرنا ہے۔ لوگوں کو میرٹ پر آگے لانا ہے اور اگر کہیں کسی بھائی کے ذہن میں یہ بات ہے کہ کسی خاص وجہ سے کسی شخص کو میرٹ سے violate کرتے ہوئے تعینات کیا جائے گا تو انہیں یقین رکھنا چاہیے کہ انشاء اللہ تعالیٰ اس پالیسی کو نہیں اپنایا جائے گا۔

جناب سپیکر! ہم نے پولیس آرڈر 2002 کے تحت جو broad lines adopt کی ہیں ان میں سب سے پہلی بات یہ ہے کہ ہم نے تفتیش کو علیحدہ کرنے کی کلاز کو اپنایا ہے۔ ہم نے ضلع کی سطح پر اور 24 اضلاع میں یہ فیصلہ ہو چکا تھا باقی اضلاع میں بھی ہم فیصلہ کر رہے ہیں کہ مقدمہ درج ہونے کے بعد تفتیش کا علیحدہ شعبہ قائم کیا جائے اور اس کے ذریعے تفتیش کروائی جائے۔ میرے ایم پی اے حضرات اس بات سے بخوبی آگاہ ہیں کہ جن اضلاع میں اس پریکٹس پر عمل ہو رہا ہے وہاں پر ایک دقت درپیش آ رہی تھی۔ وہ دقت یہ تھی کہ مقدمہ کسی تھانے میں درج ہوتا تھا، تفتیش کسی اور تھانے میں ہوتی تھی۔ اس لئے وزیر اعلیٰ صاحب نے اس بات کا واضح طور پر فیصلہ کیا ہے کہ جس تھانے میں مقدمہ درج ہوگا اسی تھانے میں تفتیشی سیل علیحدہ قائم کیا جائے گا اور ان کے ذریعے اسی تھانے میں تفتیش کروائی جائے گی لیکن تھانے کے عملے کا اس کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہوگا۔ تفتیش کا شعبہ علیحدہ ہوگا۔

جناب سپیکر! اسی طرح ہم نے پراسیکیوشن کو علیحدہ اور independent کیا ہے تاکہ پراسیکیوشن میں آنے والی delays کو بھی ختم کیا جا سکے۔ اس کے علاوہ یہاں پر کل بات ہوئی تھی کہ کیا اضلاع میں heinous crimes کو deal کرنے کے لئے کوئی سیل قائم کئے جا رہے ہیں یا نہیں؟ یہاں پر تجویز یہ آئی تھی کہ ضلع کی سطح پر ایک ایسا سیل قائم کیا جائے جو صرف اور صرف سنگین جرائم کو deal کرے۔ وزیراعلیٰ صاحب نے یہ بھی فیصلہ کیا ہے کہ ہم ضلع کی سطح پر ایسے سیل قائم کر رہے ہیں جو صرف اور صرف heinous crime کو deal کریں گے۔

جناب سپیکر! اسی طرح موجودہ حکومت نے وزیر اعلیٰ صاحب کے حکم پر یہ فیصلہ بھی کیا ہے کہ صوبے میں چار سو پٹرولنگ پوسٹیں قائم کی جا رہی ہیں۔ میں اس ضمن میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ان پٹرولنگ پوسٹوں کا تجربہ صوبہ سرحد میں کیا گیا۔ صوبہ سرحد میں ہر بیس کلومیٹر کے بعد ایک پوسٹ قائم کی گئی اور اس پوسٹ پر تعینات عملہ 24 گھنٹے پٹرولنگ کرتا ہے اور اس کے نتیجے میں وہاں پر جرائم میں واضح حد تک کمی ہوئی ہے۔ اسی تجربے کو ہم بھی اپنا رہے ہیں اور ہم نے صوبے میں فوری طور پر دو سو پولیس پوسٹیں قائم کرنے کا فیصلہ کیا ہے

لیکن ہم نے ان پوسٹوں کا تصور صوبہ سرحد سے تھوڑا سا مختلف رکھا ہے۔ وہاں پر صرف پوسٹیں قائم کی گئی تھیں لیکن پنجاب میں ہم ان پوسٹوں کو زیادہ فنکشنل اور زیادہ آپریشنل بنانا چاہتے ہیں۔ جب ہم انہیں آپریشنل بنانے کی بات کرتے ہیں تو ہر پوسٹ کو ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر کے ساتھ وائرلیس کے ذریعے connect کیا جائے گا۔ ہر پوسٹ پر گاڑی موجود ہو گی اور سب سے بڑھ کر یہ کہ ہر پوسٹ پر ایک ایمبولینس بھی موجود ہو گی۔ چونکہ جب ہائی ویز پر کوئی ایکسیڈنٹ ہو جاتا ہے تو ایمبولینس بھگانے میں دقت ہوتی ہے۔ چیف منسٹر صاحب نے اس بات کی بھی منظوری دی ہے کہ ہر پوسٹ پر ایک ایمبولینس بھی ہو گی اور ان پوسٹوں پر تعینات عملے کی رہائش کا بھی بندوبست کیا جائے گا تاکہ یہ نہ ہو کہ ان کی تعیناتی کہیں ہو اور رہائش کہیں ہو۔ اس سے ان کی کار کردگی میں فرق نہ آئے۔

جناب سپیکر! یہاں پر میں یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جب ہم پولیس کی کار کردگی کے حوالے سے بات کرتے ہیں تو دو باتیں ہمیں ہمیشہ مدنظر رکھنی چاہئیں۔ پولیس کی کار کردگی اپنی جگہ' اس پر تنقید اپنی جگہ' پولیس میں کرپشن اپنی جگہ' یہ ساری باتیں علیحدہ رکھتے ہوئے ہمیں یہ سوچنا چاہیے کہ آخر پولیس والا بھی ایک انسان ہے۔ اگر میں دو روٹیاں کھاتا ہوں تو ایک پولیس والا بھی دو روٹیاں کھاتا ہے لیکن اگر آپ یقین کریں کہ اس وقت جو صورتحال ہے اسے دیکھیں تو ہماری سول آرمڈ فورسز میں 690 روپے ایک شخص کے کھانے کے لیے دیے جاتے ہیں لیکن آج بھی پنجاب پولیس میں سوا تین سو روپیہ ایک کانسٹیبل کو کھانے کے لیے دیا جاتا ہے۔ اب جب سول آرمڈ فورسز میں تقریباً سات سو روپیہ دیا جا رہا ہو اور یہاں تین سو روپیہ دیا جا رہا ہو تو یہ جو چار سو روپے کا فرق ہے' وہ کھانا کہاں سے کھائیں گے؟ لامحالہ پھر وہ غلط کاموں میں ملوث ہوں گے۔ لہذا چیف منسٹر صاحب نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ پولیس کے راشن الاؤنس کو at par with the armed forces لایا جائے۔ ہم اس کو بھی بڑھا رہے ہیں۔

جناب سپیکر! آپ نے دیکھا ہو گا کہ بیشمار دفعہ اخباروں میں کارٹون اس حوالے سے آجاتے ہیں کہ پولیس کے پاس وردی نہیں ہے۔ ان کو ایک سال میں صرف ایک وردی دی جاتی تھی اور پچھلے تین چار سال سے وہ بھی نہیں دی جا رہی تھی۔ جناب چیف

منسٹر نے اس بات کا بھی نوٹس لیا اور فوری طور پر پولیس کو تین وردیاں سالانہ فراہم کرنے کے احکامات دیے۔ اسی طرح میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ محکمہ پولیس میں ویلفیئر کا کوئی concept نہیں تھا۔ میں اس معزز ایوان کی اطلاع کے لیے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میں پھر کسی خاص حکومت کی بات نہیں کرتا۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ پچھلے طویل عرصہ سے آپ نے دیکھا ہوگا کہ اخبارات میں آ جاتا ہے کہ فلاں پولیس آفیسر پولیس مقابلے میں کہیں شہید ہوگیا تو اس کے ورثا کو اتنے لاکھ روپیہ دیا جائے گا' ہمیشہ اخباروں میں آتا ہے لیکن یقین کیجیے کہ اس وقت تک حکومت کی طرف ایک کروڑ چالیس لاکھ روپیہ واجب الادا تھا جو حکومت نے پولیس کو اور پولیس نے آگے شہدا کے لواحقین کو دینا تھا۔ اب آپ اس خاندان کا اندازہ لگائیے کہ جس کا سربراہ شہید ہو چکا ہے۔ گورنمنٹ کی commitment ہے کہ ان کو ہم نے پیسے دینے ہیں لیکن نہیں دئیے جا رہے۔ لہذا چیف منسٹر صاحب نے فوری طور پر ایک کروڑ چالیس لاکھ روپیہ دیا اور یہ فیصلہ کیا کہ ان کو فوری طور پر یہ دیا جائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس سے کم از کم پولیس کے وہ افسران جو شہید ہو گئے تھے' ان کے خاندان یا ورثاء کو کم ازکم تھوڑی تسلی ضرور ہوگی۔

جناب سپیکر! جیسا کہ میں نے پہلے کہا ہے کہ محکمہ پولیس میں ویلفیئر کا concept نہیں ہے۔ آپ دیکھیں کہ دوسری سروسز میں لوگ ریٹائر ہوتے ہیں۔ ریٹائرمنٹ کے بعد ان کو گھر بھی ملتے ہیں' سب کچھ ملتا ہے لیکن پولیس میں یہ concept نہیں تھا۔ چیف منسٹر صاحب نے آئی جی صاحب کو حکم دیا ہے کہ وہ خصوصی طور پر اس معاملے کو take up کریں اور پولیس کے لیے بھی ایک ویلفیئر کا پروگرام لے کر آئیں تاکہ جو شخص پولیس کی ملازمت میں رہتا ہے تو ریٹائرمنٹ کے بعد اسے کم ازکم اپنے بچوں کو محفوظ رکھنے کے لیے ایک چھت تو میسر آ سکے۔ اس سکیم پر بھی ہم

کام کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر! اس کے بعد میں آپ کی توجہ اس جانب بھی مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ بعض اوقات ہم جذبات میں آ کر فیصلے کر لیتے ہیں۔ ہم نے ایک فیصلہ کیا کہ صوبے میں نئی گاڑیاں نہیں خریدی جائیں گی۔ پولیس کے لیے بھی نہیں خریدی جائیں گی۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ہماری پولیس۔۔۔

رانا ثنا اللہ خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی رانا صاحب۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ کیمرہ مین نے صبح سے لے کر اب تک میرے خیال کے مطابق 33 مرتبہ آپ کی تصویر لی ہے۔اسی طرح حکومتی بنچوں کی بھی تصویر لی ہے۔ اس کے اوپر پی ٹی وی لکھا ہے تو پی ٹی وی نہ اسمبلی کی کارروائی دکھاتا ہے اور نہ صحیح خبر دیتا ہے۔ جو چینلز صحیح معنوں میں اس ملک میں نیوز کو اور دوسرے معاملات کو کوریج دیتے ہیں جیسے "جیو" اور "اے آر وائی" ہیں اور جو اخبارات کے دوسرے فوٹوگرافرز ہیں۔ ان کو آپ کیوں allow نہیں کرتے کہ وہ اسمبلی چیمبر میں آئیں اور یہاں آ کر اسمبلی کی کارروائی کو cover کریں اور پارلیمانی پارٹیوں کی میٹنگز ہوتی ہیں ان کو بھی cover کریں۔

جناب سپیکر، شکریہ۔ جی' لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون ، جناب سپیکر! میں گزارش کر رہا تھا کہ ہم نے پولیس کی ویلفیئر کے لیے خصوصی اقدامات کیے ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ ہمیں توقع ہے کہ بہتر نتائج سامنے آئیں گے۔ میں اپنی معروضات کو ختم کرنے سے پہلے ایک ضروری بات آپ کی خدمت میں کہنا چاہتا ہوں۔ ہم نے بحث برائے بحث نہیں کرنی۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ مجھے چیف منسٹر صاحب نے حکم دیا ہے کہ خاص طور پر لاء اینڈ آرڈر کے سلسلے میں صوبے کو امن کا گہوارا بنانے کے لیے ہمیں آپ کا تعاون درکار ہے اور حکومتی بنچوں کا تعاون بھی درکار ہے۔ جتنی دیر بحث ہوگی' میں یہاں موجود رہوں گا' نوٹس لوں گا' محکمہ داخلہ سے متعلق افسران بھی یہاں بیٹھے ہوئے ہیں وہ بھی نوٹس لیں گے اور میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ انشاء

اللہ تعالیٰ آپ کی طرف سے ہر مثبت تجویز کو مثبت انداز میں لیا جائے گا اور آپ کی تنقید کو بھی لیا جائے گا۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ آپ کی تنقید کو بھی ہم تعمیری نگاہ سے دیکھیں گے۔ لیکن میری صرف آپ سے یہ گزارش ہے کہ تھوڑا سا personal ہونے کی بجائے زیر بحث موضوع پر اپنی تجاویز دیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ ان پر اور آپ کی ہر اچھی بات پر عملدرآمد کرنا ہمارا فرض بنتا ہے۔

جناب سپیکر! میں آپ کا اور اس معزز ایوان کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا اور میں نے چند باتیں آپ کی خدمت میں عرض کیں۔ اب جس طرح ممبران جو جو باتیں کہیں گے انشاء اللہ تعالیٰ wind up کرتے ہوئے میں ان کا جواب دوں گا۔ میں ایک دفعہ پھر آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: اپوزیشن لیڈر تشریف نہیں رکھتے۔۔۔ رانا آفتاب احمد صاحب! کیا آپ بات کریں گے لیکن اب نماز کا وقت تقریباً ہو گیا ہے۔ اگر آپ مناسب سمجھتے ہیں تو آدھ گھنٹہ نماز کا وقفہ کر لیتے ہیں۔ دوبارہ اجلاس کی کارروائی 1-45 پر شروع ہو گی۔ اجلاس کی کارروائی آدھ گھنٹے کے لیے ملتوی کی جاتی ہے۔

(اس مرحلے پر نماز ظہر کے لئے اجلاس آدھے گھنٹے کے لئے ملتوی کر دیا گیا)

(نماز ظہر کے وقفہ کے بعد جناب ڈپٹی سپیکر 1:55 پر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

MR DEPUTY SPEAKER: If you are ready, we start with it

RANA AFTAB AHMED KHAN: I am ready The Assembly demands at least the interest of the Members. آپ ان کا interest دیکھ سکتے ہیں کہ آج لاء اینڈ آرڈر پر بحث ہے۔ ہم نے ایک چیز تو observe کر لی کہ There is a normal practice کہ عام طور پر Call Attention Notice کا جواب وزیراعلیٰ دیتے ہیں۔ اب رولز میں ترمیم ہو گئی اور متعلقہ وزیر آ گئے but there has always been چیف سیکرٹری، ہوم سیکرٹری اور آئی جی پولیس ضرور یہاں پر ہوتے ہیں۔ وزیر صاحب نے اپنے منتخب ہونے کا حق ادا کر دیا ہے۔ جیسے foreign service میں precedent ہے۔ میرا ایک کزن foreign service میں گیا تو اس کو

پہلے دن ٹریننگ دی گئی کہ کسی چیز کا ایسا جواب نہیں دینا جس کی سمجھ آئے۔ مثال کے طور پر وہ پوچھتے ہیں کہ احمد تم نے ناشتا کیسے کیا؟ وہ کہتا ہے ناشتا۔ کیا بتاؤں آپ کی بھابھی نے انڈا بھی رکھ دیا۔ سلائس بھی تھے۔ فریج سلائس بھی تھے۔ ساتھ cereals بھی تھے مگر سمجھ نہیں آتی۔ اسی طرح وزیر موصوف نے وزیراعلیٰ کے حلقہ انتخاب سے منتخب ہو کر یہاں آنے کا حق بڑے پیار سے ادا کر دیا۔ آج یہ کہہ رہے تھے کہ یہاں پر موجود ہیں۔ مگر لاء اینڈ آرڈر کی ایک ڈیمانڈ ہے which is related to the Police. آپ پولیس میں دیکھیں کہ There was not a single person representing Police. ہمیں تو وردی سے پتا چلتا ہے۔ آپ interest of the Cabinet دیکھیں۔ میں ان کو teenager cabinet نہیں کہتا۔ بڑے بڑے اچھے لوگ آئے ہیں۔ مگر ان کا interest ہے کہ They should be present here to listen what we are going to say. آپ ایک طرف کہہ رہے ہیں کہ ہم نے لاء اینڈ آرڈر کو بہتر بنانا ہے بڑے کھلے دل کے ساتھ بات کرنی ہے لیکن یہاں پر وہ ممبرز آتے ہیں who want to get signatures for the transfers or all that. مگر چونکہ آج بحث کا آغاز وزیر قانون نے کیا تو I open the discussion on behalf of the Opposition. تو انھوں نے پہلے بات کی تھی کہ ہمیں کرائم ریٹ کے اعداد و شمار میں نہیں جانا چاہیے۔ میں ان سے کہوں گا کہ اگر figures کی بات نہیں کرتے تو Figure is always important کیونکہ آپ figures کے ساتھ ہی سکور کرتے ہیں۔ جیسے یہاں پر 371 کا ہاؤس ہے۔ اگر figures کی بات نہیں ہے اور کوالٹی کی بات ہے تو then that is not required تو پھر I am supposed to tell you about the figures of the previous years and this. آپ دیکھیں کہ 2002 میں اکیس ہزار جرائم کا اضافہ ہوا۔

MR DEPUTY SPEAKER: Let me ask honourable Law Minister to reply your question which you have put to him Why the Police Department is not available here when you are bringing up the law and order situation over here ?

وزیر قانون : Sir, you have rightly pointed out لیکن میری گزارش یہ ہے کہ ہوم ڈیپارٹمنٹ بھی present ہے اور یہاں پر پولیس ڈیپارٹمنٹ کے لوگ بھی موجود ہیں لیکن جہاں تک آئی جی اور ہوم سیکرٹری کا تعلق ہے۔ آئی جی رات فیصل آباد تھے۔ رات کو میری ان سے بات ہوئی تھی۔ میں نے باقاعدہ یہ convey کیا تھا کہ آپ اجلاس سے پہلے آئیں۔ اب میں چیک کر لیتا ہوں لیکن میں آپ کو یقین دہانی کراتا ہوں کہ آئندہ جب بھی لاء اینڈ آرڈر پر بات ہو گی تو آئی جی پولیس اور ہوم سیکرٹری دونوں ایوان میں موجود ہوں گے۔ شکریہ۔

رانا آفتاب احمد خان : جناب والا! میں بھی منسٹر رہا ہوں۔ میری ایک میٹنگ میں انھوں نے ایک ڈپٹی سیکرٹری بھیج دیا تھا تو میں نے کہا کہ Is the Deputy Secretary competent to make any assurance on behalf of the Department? اس نے کہا نہیں تو میں نے کہا Then you can kindly go. اب آفیسرز سے noting کی ضرورت نہیں۔ آپ کی اسمبلی میں Everything is to be recorded اس کی کاپی لے کر سن سکتے ہیں۔ یہ بات نہیں کہ آئی جی پولیس ہو یا ہوم سیکرٹری ہو---

MR DEPUTY SPEAKER: I think the Honourable Law Minister has already conveyed to you his opinion. In future, the IGP will be over here and I think you will be satisfied with that.

رانا آفتاب احمد خان : شکریہ جناب والا! پنجاب میں ہر 45 منٹ کے بعد قتل ہو رہا ہے۔ 90 منٹ کے بعد راہزنی اور 10 گھنٹے کے بعد ڈکیتی ہو رہی ہے۔ پورے پنجاب میں 1421 خواتین کے ساتھ زیادتی اور 130 خواتین اجتماعی زیادتی کا نشانہ بنیں۔ سب سے زیادہ مقدمات فیصل آباد ریجن میں درج ہوئے۔ I come to Faisalabad. کہ فیصل آباد میں اس وقت average ہر پانچ منٹ کے بعد ڈکیتی ہو رہی ہے کیونکہ وہاں کے ڈسٹرکٹ پولیس آفیسر صاحب جو ہیں Who happens to be the relative of the Chief Executive of the Province. اور وہ ببانگ دہل کہہ رہے ہیں کہ میری ٹرانسفر نہیں ہو سکتی اور ٹرانسفر ہمارا مقصد بھی نہیں ہے۔ کسی کو تنقید کا نشانہ بنانا ہمارا مقصد نہیں ہے۔ ہمارا مقصد یہ ہے کہ آپ نے ان کو پوسٹنگ

دی تھی۔ خاص مقاصد کے لئے الیکشن کے سلسلے میں وہ گئے ہیں۔ الیکشن کے بعد انھوں نے openly کہا کہ ہم نے چھ سیٹیں آپ کو دلوا دی ہیں۔ آپ دیکھیں کہ پولیس کا کام کبھی یہ نہیں ہوتا کہ لوگوں کو سوتر منڈی سے پیسے دلوانا یا کسی کو قبضہ دلوانا۔ پولیس کا ایک defined role ہے کہ اس نے کیا کرنا ہے؟ آپ دیکھیں کہ فیصل آباد میں' اس وقت میں ایک مثال دیتا ہوں کہ چھ گنا پرچے درج نہیں ہوتے ہیں اور ایک ایک دن میں چودہ چودہ ڈکیتیاں شہر کے اندر ہوتی ہیں۔ ڈی پی او صاحب کے سامنے ہمارے ایک فاضل رکن نے کہا کہ وہ openly پیسے لیتے ہیں اور یہاں پر وزیر صاحب نے بڑے اچھے انداز میں کہا کہ ان کی وردیاں نہیں ہیں۔ پولیس کو وردی کی ضرورت نہیں ہے۔ وہ ہمارے عوام کی کھال اتار کر اس کی وردی بناتے ہیں ۔ آپ دیکھیں کہ اس وقت فیصل آباد میں حالت یہ ہے کہ ہر پولیس سٹیشن جو ہے' جو ایس ایچ اوز کریمنل قسم کے تھے ان پر قتل کے مقدمات تھے۔ عدالتوں سے بری کروانے کے بعد ان کو وہاں پر پوسٹنگ دی گئی اور یہ کہا گیا کہ یہ جو منتخب ارکان اسمبلی اپوزیشن کے ہیں ان کی بات نہیں سننی۔ ان کی گاڑیاں چیک کرنی ہیں تاکہ ان کو پتا چلے کہ ہم اس وقت برسر اقتدار ہیں ۔ اقتدار کے متعلق ایک شعر ہے ۔

ہم تو گلشن سے چلے جائیں گے صحرا میں مگر
تم پہ جو وقت پڑے گا تو کدھر جاؤ گے

یہ وقت گزر جاتا ہے مگر ہم نے ایک وعدہ کیا ہے کہ ہم نے اس سسٹم کی حالت بہتر کرنی ہے۔ اب مجھے بتائیں کہ وزیر قانون و پارلیمانی امور اعتماد کے ساتھ یہ کہہ سکتے ہیں کہ جتنے پرچے ہیں اس سے چھ گنا زیادہ پرچے درج نہیں ہوتے ہیں؟ سب سے بڑی تو یہ آدمی کی problem ہے ۔ یہ کہتے ہیں کہ investigation کا کہا گیا ہے ' جہاں تک investigation کی بات ہے ۔ 14-1 اگست 2002 کو ایک نیا آرڈر آ گیا ہے ۔ لاء اینڈ آرڈر ہمیشہ صوبائی سبجیکٹ رہا ہے ۔ اس کو ایک فرد واحد نے اٹھا کر آئین سے ماورا اور آئین کی روح کے خلاف فیڈرل میں لے گئے ہیں۔ یہاں پر اگر آپ پولیس کے خلاف کوئی بات کرتے ہیں تو اس کی سزا پانچ سال رکھ دی گئی ہے ۔ اور آپ کی جب اسمبلی معرض وجود میں آئی تھی Do you think it was

so required کہ پولیس لاء میں آپ ادھر ترمیم کر دیں۔ پھر آپ بات پوسٹنگ کی کرتے ہیں۔ قانون میں بھی ہے اور معاشرے میں بھی ہے کہ جو افسر اس دور میں حاکم وقت کے سامنے کھڑا ہو جائے گا اس کی respect کریں۔ وہ ہر وقت کھڑا ہو جائے گا۔ آپ کبھی بھی دیکھیں اقتدار میں بڑے بڑے لوگ آئے ہیں آپ نے دیکھا ہے کہ اقتدار جانے کے بعد ان سے ملاقات کرنے بھی کوئی نہیں جاتا۔ یہ آپ دیکھیں جب گاڑیوں میں جھنڈے لگتے ہیں تو بڑے سلوٹ پڑتے ہیں۔ مگر جب لاء اینڈ آرڈر کی بات ہوتی ہے تو بڑی بے بسی سے کہتے ہیں کہ ہم figures کی بات نہیں کرتے۔ آپ دیکھیں کہ دو ماہ سے آپ آئے ہیں اور کنٹریکٹ پر تو گورنمنٹ چلا رہے ہیں۔ Don't you have a proper officer in the Punjab from the service, or from the Police Service, or from the District Management Group جس کو آپ ہوم سیکرٹری لگا رہے ہیں۔ آرمی کی بات کرتے ہیں I don't say because half of my family may be in the army مگر آرمی کے لوگ بیٹھے ہوئے تھے۔ One was from the DMG, one was the politician تو سب نے بات کرنا شروع کر دی۔ اس نے کہا کہ What do you say about this? انہوں نے کہا کہ پی آئی اے میں بھی فوج چلی گئی۔ ٹھیک ہو گیا ہے۔ انہوں نے کہا ریلوے میں بھی فوج چلی گئی ہے وہ بھی ٹھیک ہو گیا ہے۔ اس نے کہا واہگہ بارڈر پر بھی کام بڑھ گیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ "ایہہ وی کم ساتوں کرنا پے گا" پریشانی کی بات یہ ہے کہ

They are expert in everything except their own job You must give due credit or due importance to the person who has been properly trained for a certain job Next I come to the change of investigation

change of investigation کی اب یہ حالت ہے کہ ایک پرچہ درج ہو جاتا ہے۔ مدعی دس ہزار روپے دے کر تین نام ویسے لکھوا دیتا ہے۔ اس کے بعد وہ پرچہ investigation میں چلا جاتا ہے دوسرا شخص بیس ہزار روپے اپنی بے گناہی کے لئے دیتا ہے۔ Do you think you have given any benefit with the change of system? کیونکہ پولیس

کے لئے آپ نے جتنا devolution plan سوچا تھا کہ devolution plan کی جب یہ تجویز پہنچی گئی تو پتا چلا کہ 95 فیصد ممبران کے پاس لوگوں کے پولیس سے متعلقہ زیادہ problems آتے ہیں But you are not able to solve the local problems یہاں پر انہوں نے ویلفیئر کی بات کی۔ ان کے علم میں اضافہ کروں کہ ایک کروڑ کی بات نہیں ہے۔ یہ وزیر صاحب نوٹ کر لیں کہ فیصل آباد میں پولیس کے تین پٹرول پمپز ویلفیئر پراجیکٹ کے تحت لگے ہیں اور ان سے جو کروڑوں روپے کی آمدنی ہے وہ کہاں پر خرچ ہوتی ہے؟ کیا ان پیسوں میں سے ڈی آئی جی صاحب یا ایس ایس پی صاحب خرچ کرتے ہیں یا وہ ایف بی آئی کا ریڈ ہوتا ہے۔ جو لوگوں کو پکڑانے کے لئے امریکن ڈالر لیتے ہیں؟ یہ آپ تحقیقات کرائیں۔ آپ یہ نہ کہیں کہ ہم آ گئے ہیں اور ہم سب کچھ ٹھیک کر دیں گے۔ It will take time مگر یہ آپ غلط کہتے ہیں کہ آفیسرز کو میرٹ پر لگا رہے ہیں' یہ غلط ہے۔ اب تو انفارمیشن ٹیکنالوجی کا دور ہے۔ ان کی جو بات ہوتی ہے۔ اس کا شام کو ہمیں پتا ہوتا ہے۔ کل بھی آپ نے پوسٹنگ کی بات کی ہے۔ انہوں نے کہا نہیں یہ جو ارشد لودھی صاحب کا بندہ ہے اس کی جگہ تم چپ کرو آپ کا بندہ لگ جائے گا۔ I say bring the competent, and upright officers on the job. آپ کے معاملات ٹھیک ہو جائیں گے۔ recovery of illegal arms اس میں آپ نے دیکھا ہو گا کہ ایک drive چلی اور اس میں یہ ہوا کہ ایس ایچ اوز نے خود اسلحہ خرید کر جمع کروا کر پرچے درج کروا دئیے۔ جس کا شاید آپ کو علم ہو کہ ایف بی آئی کی ٹیم نے باڑے میں خریدتے ہوئے اسلحہ جو کہ گجرات میں استعمال ہوتا تھا وہ پکڑ لیا اور that the officer was transferred from that یہ جو figures کی بات کرتے ہیں تو figures میں نہ جائیں They should not go for the quantity, they should go for the quality. آپ آفیسرز بھی لاء اینڈ آرڈر کی صورت حال کو دیکھیں کہ ہو کیا رہا ہے؟ because main problem یہ ہے کہ آبادی بڑھ رہی ہے۔ آپ کے ذرائع کم ہو رہے ہیں۔ اس پر آپ نہیں سوچ رہے ہیں۔ پولیس کی طرف بات کر رہے ہیں۔ آپ دیکھیں' آپ کی آبادی بڑھے گی۔ آبادی بڑھنے سے آپ کی ایجوکیشن متاثر ہو گی۔ کل تعلیم کی یہ بات کر رہے تھے۔ آپ کا بچہ تو ایچی سن کالج میں پڑھے گا۔ کیونکہ آپ پارلیمنٹرین ہیں۔

غریب کا بچہ جتنا مرضی لائق ہے' اس کو ٹاٹ بھی نہیں مل رہا ہے۔ وزیر تعلیم کا بچہ ایچی سن میں پڑھے گا مگر ہم بات ان کی کرتے ہیں جو بجلی کے بغیر سکول ہیں۔ چونکہ قانون ہمیشہ غریب کے لئے ہوتا ہے' امیر کے لئے کوئی قانون نہیں ہوتا۔ آپ نے دیکھا ہوگا کہ لکھا جاتا ہے کہ فلاں آدمی شراب پی کر غل غپاڑہ کرتا ہوا گرفتار ہوا۔ آپ نے کبھی امیر آدمی کا سنا ہے؟ They all enjoy good will. ابھی بسنت آ رہی ہے۔ آپ دیکھیں گے کہ کیا کیا رنگ رلیاں ہوں گی۔ جناب والا! تین چیزیں پولیس کی مرضی کے بغیر نہیں ہو سکتیں۔ One is a gambling , then prostitution and sale of liquor مجھے کوئی آدمی کھڑا ہو کر بتا دے کہ یہ پولیس کی مرضی کے بغیر ہو سکتی ہیں؟ کیا پاکستان میں جو شراب آ کر بکتی ہے وہ پاکستان میں باہر سے نہیں آ رہی ہے؟ کیا جو پاکستان میں شراب بنتی ہے وہ پاکستان کے لوگ consume کرتے ہیں؟ یہ کہیں اور تو نہیں جا رہی ہے؟ وہ کون بیچ رہا ہے ؛ آپ کیا بات کر رہے ہیں ؛ It is always under the influence and patronage of people who are better and quite resourceful. Next one is the control of agencies ان ایجنسیوں کا کنٹرول کیا ہے کہ آپ کی اس وقت ریکارڈنگ کے بعد minute to minute They will be giving direction to the concerned people اور bugging کریں گے کہ یہ کیا کر رہا ہے؟ وہ کیا کر رہا ہے؟ آپ اپنے لوگوں کو institutionalize کریں۔ آپ دیکھیں کہ پچھلے 55 سال میں کتنی دیر آپ کی پارلیمنٹ رہی ہے What we have done? کیا We are known as the legislators. آپ نے تو لیجسلیشن کرنی ہے۔ لیجسلیشن کے لئے آپ کا کیا intersest ہے؟ مجھے جائیں! ہم اتنے ممبرز ہیں۔ ایک بل آپ نے ٹیبل کیا۔ دو دن کے بعد وہ شادی والا کر دیں گے ' ہو جائے گا ۔ Who prepares these documents? Before submitting these papers, do you go to discussion on these papers in the party meeting? آپ discuss کرتے ہیں کہ ہم کیا کر رہے ہیں؟ لاء اینڈ آرڈر کیا ہے؟ آپ نے ایک ایم پی اے کی پلیٹ لگا لی۔ اب یہ ایک کارٹی ہے۔ جدھر مرضی پھریں' آپ کو کوئی پوچھ نہیں سکتا۔ People don't believe in these things? پانچ روپے toll tax کے پیچھے مت جائیں۔

لوگوں کو ریلیف دیں۔ غریب آدمی کو انصاف دیں۔ کہتے ہیں انصاف دینا ہے۔ انصاف کیسے ملے گا؟ When you will have an independent judicial system جس معاشرے میں انصاف ہو گا۔ وہ کبھی مار نہیں کھائے گا۔۔۔ (نعرہ ہائے تحسین) --- Judicial system کون تیار کرتا ہے؟ I say on oath nothing is being done That is your own loss. Let's say we have to sit down and sort out the problems. Don't go for the criminals. امن عامہ پر یہ مت کریں کہ یہ میرا بھائی ہے یا میرا دوست ہے' میں نے اسے پوسٹنگ دلوائی ہے۔ آپ دیکھیں کہ میرا ایک چھوٹا سا سوال ہے۔ روز اخبار میں بیان آتا ہے کہ فلاں ایم پی اے کی ڈگری جعلی ہے' فلاں بی اے پاس نہیں ہے' فلاں ایف اے نہیں ہے۔ آپ اس کے لئے کمیٹی کیوں نہیں بنا رہے؟ آپ نے اسمبلی میں ہم سے CV لیا ہے۔ اس میں ہم نے لکھا ہے کہ ہماری کوالیفکیشن یہ ہے۔ اس کی آپ ایک ایک کاپی لے لیں۔ اس کے بعد جناب سپیکر ایک کمیٹی بنا دیں۔ وہ کمیٹی اسے اپنے آپ verify کرے تاکہ ایک دفعہ ہی یہ کام ختم ہو جائے۔ یہ نہ ہو کہ ایک آدمی کہہ رہا ہے کہ یہ ق لیگ ہے اس لئے اس کی غلط ڈگری ٹھیک ہو گئی ہے یا اپوزیشن میں چلا گیا ہے تو غلط ہو گئی ہے۔ writ of government establish کریں' devolution plan کی طرف مت جائیں۔ میں آپ سے کہہ رہا ہوں کہ آپ مزید مسائل سے دوچار ہونے والے ہیں۔ آپ کا ضلعی حکومت کے ساتھ head on ہو گا۔ یہاں سے ایک صاحب ایک افسر کی ٹرانسفر لے کر جائیں گے' وہاں ناظم کہے گا کہ It is my jurisdiction. آپ اسے نہیں کر سکتے۔ وہ اسے دیں گے لیکن وہ اس پر ban لگائے گا This will be a direct problem جنرل نقوی تو چلا گیا ہے۔ coming out He had a good time He has gone. We should be very specific on issues which we are facing Postings should not be on personal likings and dislikings. انہیں ترقیاں مت دیں' انہیں پیسے مت دیں' You are paid for these things Bring the right officers. Do not go on ad hoc basis. یہ جو کہتے ہیں ناں کہ فلاں لگ جائے۔ یہ تھوڑا حوصلہ کریں You will have a support for that. Legislators should be confined to the legislation ٹرانسفر

پوسٹنگ پر مت بھاگیں۔ یہ آپ کی مدد نہیں کریں گے۔ میں کہتا ہوں کہ آپ survive صرف
اس صورت میں کریں گے When you talk about the writ of the Government,
جس معاشرے justice to the people. working for the down trodden people.
میں انصاف مل جائے گا کیونکہ روٹی پانی ہر ایک نے خود کما کر کھانی ہے۔ جناب سپیکر! یہاں پر
بڑی بیانگ دہل باتیں کریں گے۔ حکومت کی تعریف کریں گے۔ مگر یہ تعریف کی بات نہیں اگر
وزیر قانون یا اس گورنمنٹ کی طرف سے اچھا قدم ہو گا تو ہم اس کو ضرور appreciate کریں
گے۔ یہ نہ ہو کہ یہاں پر آپ classifications کریں کہ چونکہ یہ وزیر صاحب ہیں You should
concentrate on building a strong Punjab with justice, with peace and
harmony اور یہ جو لوگ کلاشنکوف ساتھ لے کر آتے ہیں۔ خدارا! ان سے بھی کہیں زندگی اور
موت اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ آپ رشوت ختم نہیں کر سکے، نہ کر سکیں گے کیونکہ ان لوگوں
کی جڑیں اتنی گہری ہیں کہ انہیں کوئی سزا نہیں ہوتی۔ میں نے ایک ڈی ایس پی کو چھ ماہ قید
پوری کرائی تھی جو اس نے ایک اپوزیشن کے بندے کے ساتھ زیادتی کی تھی مگر وہ بحال ہونے
کے بعد پھر لگ گیا۔ This is the writ of the Government. وزیراعلیٰ صاحب! آپ خالی
دعوؤں پر بات نہ کریں۔ He should concentrate on good governance اور good
governance یہ نہیں ہے کہ آپ صرف کہہ دیں تو اخبار میں آ جائے۔ Good governance
should be seen every where Law should be there میں کہتا ہوں کہ کرائم ریٹ
کب ختم ہو گا؟ یہ کہتے ہیں کہ بیس بیس میل پر چوکیاں دے دی ہیں۔ This is another
crime now ہر بیس میل پر یہ ہوتا ہے کہ وہ گاڑی روک لیتے ہیں۔ I was going back to
Faisalabad I was checked three times because I did not have the MPA
plate and neither had the driver I drove car myself. So nobody was there.
تو مجھے پولیس والا کہتا ہے آپ بندہ بٹھا لیں I said to him I could not afford He
said that you would be in trouble This is the attitude of the officer
Transfer is not the punishment To reduce the crime you will have to

have a good judicial system For good governance you will have to have upright officers. پاکستان پیپلز پارٹی ہے' پی ایم ایل(این) ہے یا کوئی دوسری پارٹی ہے ہم اس کے لئے آپ سے تعاون کرنے کو تیار ہیں۔ I think other,people want to speak

Thank you very much

کرنل (ر) سلطان سرخرو اعوان، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! یہاں سب پولیس کی برائی کرتے ہیں۔ یہ بات ٹھیک ہے کہ پولیس میں کمزوریاں ہیں لیکن یہ لوگ کون ہیں؛ یہ دس پندرہ سالوں میں جو لوگ آئے ہیں ان میں کوئی ڈی ایس پی ہے کوئی ایس ایچ او ہے۔ ان لوگوں کو پچھلی حکومتوں نے بغیر کسی امتحان اور بغیر کسی تعلیمی قابلیت کے سفارشوں پر بھرتی کیا ہے۔ آج وہ تھانوں میں بیٹھے ہیں۔ آج وہ ڈی ایس پی بنے ہوئے ہیں تو naturally نہ ان کی ٹریننگ ہے' نہ efficiency ہے' نہ وہ مقابلے کے امتحان کے ذریعے آئے ہیں---

چودھری اصغر علی گجر، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی اصغر گجر صاحب!

چودھری اصغر علی گجر: جناب سپیکر! امن عامہ پر بحث ہو رہی ہے اور ہر شخص کو بولنے کا پورا حق ہے۔ یہ درمیان میں ٹوک کر اپنی بات کرنا تو درست نہیں۔ جب ان کی باری آئے تو پھر وہ اپنی باری میں سب کچھ کہیں تاکہ وقت ضائع نہ ہو۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا آفتاب صاحب بیٹھ گئے تھے تو اس کے بعد انہوں نے اجازت مانگی تھی۔

کرنل (ر) سلطان سرخرو اعوان: جناب سپیکر! سب کو پتا ہے کہ پچھلی حکومتوں میں چٹوں پر اے ایس آئی اور نائب تحصیل دار ڈائریکٹ بھرتی ہوئے ہیں۔ ان کی کوئی تعلیم اور کوئی معیار نہیں تھا تو آج وہ اس طرح کے ہی کام کریں گے جو وہ کر رہے ہیں۔ جب ہماری بنیاد ہی غلط ہے۔ پچھلے تین سالوں سے پبلک سروس کمیشن کے ذریعے سے امتحان ہو رہا ہے جس میں اے ایس آئی اور تحصیل دار بھرتی ہو رہے ہیں اور یہ انتظامیہ کی بنیاد ہوتے ہیں۔ وہاں تھانوں سے آپ کا کیس شروع ہوتا ہے۔ اسی طرح محکمہ مال تحصیل دار سے شروع ہوتا ہے تو جب ہم خود سیاسی لوگوں نے بنیاد ہی خراب کی ہوئی ہے تو آج ہم روتے کیوں ہیں؛ آئندہ خیال کریں اور پچھلوں کو سزا دیں۔ اب کوئی فائدہ نہیں کہ ہم کہتے رہیں کہ فلاں برا ہے اور فلاں برا ہے۔ آپ کو پتا ہے' مجھے پتا ہے' میرے علاقے چکوال میں میٹرک تھرڈ ڈویژن تحصیل دار بنے ہوئے ہیں کیونکہ

سیاسی لوگ ان کے چاچے مامے تھے اور ہم سیاسی لوگوں نے ہی انہیں بھرتی کرایا ہوا ہے اس لئے ہم پہلی غلطیوں کو دیکھیں اور آئندہ ان غلطیوں کو نہ دہرائیں اور حکومت through competition fair system کرے تاکہ ہم اس معاشرے کو انصاف پر چلا سکیں۔ یہ اپوزیشن کی بات نہیں ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ہم سب ایک ہیں۔ سب نے معاشرے کو ٹھیک کرنا ہے۔ اس لئے آپ لوگ جو پولیس کو کہتے ہیں' ان کی اتنی غلطی نہیں جتنی ہم سیاسی لوگوں کی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، رانا ثناء اللہ خان۔ میری معزز ممبران سے گزارش ہے کہ اپنا اپنا ٹائم fix کر لیں تاکہ سب کو موقع مل جائے اور اس ٹائم کا احساس بھی کریں تاکہ دوسرے ممبران کو بھی بولنے کا موقع ملے۔ چونکہ 371 ممبر ہیں اور کم از کم سب نے بولنا ہوتا ہے۔

میاں محمد لطیف منوار راجپوت، جناب سپیکر! کل بھی ایسے ہی ہوا ہے کہ یہاں ایوان میں کافی ایسے معزز اراکین تھے جنہوں نے speech کرنی تھی اور چونکہ ہماری ان پالیسیوں پر ہی سارے سسٹم نے base کرنا ہے لیکن ایک ایک آدمی یہاں کھڑا ہو کر ایک ایک گھنٹہ تک speech کرتا رہا اور اس کے بعد کافی ممبران speech کئے بغیر یہاں سے چلے گئے تھے۔ بعض ایسی اہم چیزیں ہوتی ہیں جو انہوں نے یہاں discuss کرنی ہوتی ہیں۔ لیکن ایک آدمی نے ایک گھنٹہ لے لیا اور باقی لوگوں کو ٹائم نہیں ملا۔ اس لئے میں آپ سے گزارش کروں گا کہ ٹائم کو واقعی specify کیجیے تاکہ اس کے مطابق ہر معزز رکن بات کر سکے۔ شکریہ۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! یہ time fixation پر بات ہو رہی ہے تو امن و امان پر بحث اتنا اہم موضوع ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے کہ اگر آج یہ بحث conclude نہ ہو تو اسے کل پر بھی لے جایا جا سکتا ہے۔

جناب سپیکر! وزیر قانون نے امن و امان پر بحث کا آغاز کرتے ہوئے ایوان میں جو گزارشات پیش کی ہیں اور اس میں انہوں نے ایک دو ایسی باتوں کا ذکر کیا ہے تو مجھے ان پر یہ گمان گزرا ہے کہ وہ ہمیشہ نوٹس پر بڑی تیاری کر کے ہاؤس میں آیا کرتے ہیں تو کہیں یہ notes پچھلے دور کے ان کے پاس تھے اور انہی notes پر انہوں نے آج کی یہ تقریر کر دی اور وہ وہی باتیں کرتے رہے ہیں جو پچھلے دور میں تو سچ تھیں لیکن آج تو ہم نے پچھلے دو ماہ میں نہیں دیکھا کہ اتنا سنگین جرم ہوا کہ چودھری فاروق صاحب جو اس ایوان کے ممبر تھے' سابق لاء منسٹر تھے اور جس دن ان کا قتل ہوا اس دن وزیراعلیٰ صاحب وہاں پہنچ نہیں سکے۔ آج

آپ گیلری کی حالت دیکھ لیں۔ پچھلی روایات رہی ہیں کہ جب بھی ایوان میں امن و امان کے مسئلے پر بحث ہوتی ہے تو یہاں پر ہوم سیکرٹری موجود ہوتا ہے۔ یہاں پر آئی جی بھی موجود ہوتا ہے۔ لیکن اب ہوم سیکرٹری کو کون لائے گا۔ کیونکہ وہ ایک ریٹائرڈ بریگیڈیئر ہے اور اس کا جنرل مشرف سے بڑا قریبی تعلق ہے۔ اب لاء منسٹر کی یا اس ہاؤس کی دسترس میں نہیں ہے کہ اسے لا کر بٹھائیں اور وہ سنے کہ وہ کس طرح صوبے میں امن و امان کے لیے کوشش کر رہا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر، میرا خیال ہے کہ لاء منسٹر صاحب نے اس کی وضاحت کر دی ہے۔ آئندہ وہ اجلاس میں ضرور آئیں گے۔ کیونکہ رانا صاحب نے یہ پوائنٹ اٹھایا تھا تو میں نے لاء منسٹر سے کہا تھا کہ اس کا نوٹس لیں۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! آپ دیکھ لیں کیونکہ یہ آپ بھی commitment کر رہے ہیں۔

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی، پوائنٹ آف آرڈر۔ میں ملتان شہر سے ہوں اور ڈاکٹر جاوید صدیقی میرا نام ہے۔ ہوم سیکرٹری صاحب جن کے بارے میں وزیر صاحب فرما رہے تھے کہ کل آئیں گے۔ میرا خیال ہے کہ فون ہمارے پاس موجود ہیں۔ اگر وہ واقعی حکومت کی دسترس میں ہیں تو انھیں ایک فون کر دیا جائے۔ دس منٹ میں وہ تشریف لے آئیں گے اگر وہ آنا چاہتے ہیں تو۔

جناب محمد عبداللہ وینس، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں کہنا یہ چاہتا ہوں کہ ایوان کا وقت ضائع نہ کیا جائے۔ یہ بار بار ایک ہی مسئلہ لا رہے ہیں کہ پریس والے اس پوائنٹ کے ساتھ ان کا نام بھی لکھیں۔ وہ سارا کریڈٹ رانا صاحب کو نہیں جانے دینا چاہتے۔ ان سے کہیں کہ یہ وقت ضائع نہ کریں۔ (قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر، اس وقت لاء اینڈ آرڈر پر بہت اہم بحث ہو رہی ہے۔ پلیز آپس میں cross talk نہ کیجیے۔ Let the Honourable Law Minister reply to what Rana Sana Ullah Shaib has said

وزیر قانون، جناب سپیکر! آپ نے حکم دیا تھا اور میں نے اس وقت ہاؤس کو اس بات

کی یقین دہانی کروائی تھی کہ آئی جی صاحب کیونکہ کل فیصل آباد تھے۔ کل ہم انھیں اطلاع نہیں دے سکے۔ اس میں تھوڑا سا ابہام یہ ہوا تھا کہ آج کے ایجنڈے کے لیے میں نے سپیکر صاحب کو یہ request کی تھی کہ لاء اینڈ آرڈر پر general discussion کل پر لے جائیں۔ آج ہیلتھ پر discussion کر لیتے ہیں۔ لیکن رات جب سپیکر صاحب نے مجھے فرمایا کہ ہم ایجنڈا تبدیل نہیں کر سکے کیونکہ قاسم ضیاء صاحب سے ان کی بات نہیں ہو سکی تھی۔ لہٰذا میں اپنی غلطی اس لحاظ سے تسلیم کرتا ہوں کہ کل آئی جی صاحب فیصل آباد تھے ہم ان کو قبل از وقت بتا نہیں سکے تھے کہ آج لاء اینڈ آرڈر پر discussion ہونی ہے لیکن جب آپ نے حکم دیا تو میں نے اسی وقت آئی جی صاحب کو trace کروایا اور وہ اس وقت ایوان میں موجود ہیں۔ یہ آئندہ نہیں ہو گا۔ یہ مجھے بھی پتا ہے کہ جب لاء اینڈ آرڈر پر بحث ہو تو اس وقت آئی جی صاحب اور ہوم سیکرٹری کا ہونا ضروری ہے لیکن وہ اس صورت میں ہے کہ جب ہم ان کو پیشگی اطلاع دیں کہ کل آپ نے اتنے بجے ہاؤس میں آنا ہے۔ یہ رات کو ایجنڈا تبدیل نہ ہونے کے حوالے سے confusion ہوا تھا۔ اس لیے ہوم سیکرٹری صاحب اور آئی جی صاحب نہیں تھے۔ آئی جی صاحب available تھے وہ تشریف لے آئے ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ جیسا کہ میں نے پہلے یقین دہانی کروائی ہے۔ کہ جب لاء اینڈ آرڈر پر بات ہو گی تو آئی جی صاحب اور ہوم سیکرٹری صاحب دونوں ایوان میں موجود ہوں گے۔

جناب جہانزیب امتیاز گل، پوائنٹ آف آرڈر۔ ہمارے معزز وزیر قانون نے آئی جی صاحب کے سلسلے میں excuses دیے ہیں کہ وہ فیصل آباد تھے اور ان کو convey نہیں ہو سکا۔ میرے خیال کے مطابق قاسم ضیاء صاحب کا موبائل فون ہر وقت چلتا رہتا ہے اور میں نہیں جانتا کہ کسی بندے نے ان کے موبائل فون پر try کیا اور ان کو فون نہیں ملا اور نہ کل کوئی موبل لنک کی ٹیکنالوجی میں problem تھی۔ میرا دوسرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ کیا ہوم سیکرٹری صاحب کو بلانے کے لیے جی ایچ کیو کے through اجازت لی جائے گی یا کیسے ان کو بلائیں گے۔ آپ to me he is a phone call away. Call him now.

ابھی سپیکر صاحب کے چیمبر سے ان کو کال کریں اور انھیں بتائیں کہ وہ یہاں پر آئیں۔ Because we have to discuss a very important issue جو کہ لاء اینڈ آرڈر ہے۔

دوسرے میرے ساتھی ممبران ادھر بیٹھے ہوئے ہیں۔ ان سے میں پوچھوں گا کہ لاء اینڈ آرڈر سے زیادہ اہم ہمارے لیے اس وقت کون سا issue ہے؟ شکریہ۔ (قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر، No cross talk please ۔ اب میں لاء منسٹر صاحب سے گزارش کروں گا کہ مستقبل میں جو بھی ایجنڈا بنے ۔ A copy should be sent to the concerned officers so that they should know کہ کون سا issue take up ہو رہا ہے اور On that day they should be available in the House (نعرہ ہائے تحسین)

وزیر قانون ، جناب سپیکر! میں یہی confusion دور کرنا چاہ رہا تھا کہ ان کو جو ایجنڈا بھجوایا گیا تھا وہ کل کے لیے تھا۔ یہ تبدیلی رات کو ہوئی ہے جو کہ ہماری درخواست تھی کہ اس کو تبدیل کرنا چاہیے۔ وہ تبدیل نہیں ہو سکا۔ نہیں تو ہم نے ان کو کل کے لیے پابند کیا تھا۔ جہاں تک قاسم ضیاء صاحب کے ساتھ رابطے کا تعلق ہے وہ سپیکر صاحب ان کے ساتھ discuss کر کے ایجنڈا تبدیل کرنا چاہ رہے تھے۔ ان کا رابطہ نہیں ہوا۔ اس لیے ایجنڈا تبدیل نہیں ہوا اور آج ہم نے اس کو take up کر لیا۔ میرا خیال ہے کہ یہ کوئی ایسا issue نہیں ہے۔ دوسری بات میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جب ہوم ڈیپارٹمنٹ کی اس ہاؤس کی کارروائی کے حوالے سے چیف منسٹر صاحب نے مجھے ذمہ داری سونپی ہے تو میں پوری ذمہ داری کے ساتھ یہاں پر موجود ہوں۔ جو بھی آپ کے احکامات ہوں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ ان پر عمل در آمد کروایا جائے گا۔ میں حکومت کے نمائندے کی حیثیت سے یہاں موجود ہوں۔

جناب جہانزیب راؤ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! یہاں پر لاء اینڈ آرڈر کے حوالے سے بات چیت ہو رہی ہے۔ آئی جی صاحب نے ضلع شیخوپورہ کا دورہ کیا تھا۔ وہاں پر انھوں نے لاء اینڈ آرڈر اور Police reforms کے حوالے سے میٹنگ کی تھی۔ میں نے ان کو وہاں پوائنٹ آؤٹ کیا تھا کہ وہاں ہماری ایک روڈ پر ایک تھانیدار ہے۔ وہ خود وہاں

ڈکیتیوں میں ملوث ہے اور ڈکیتیاں کروا رہا ہے۔ ان کے ساتھ ڈی آئی جی صاحب اور ایس ایس پی صاحب بھی تھے۔ میں نے بتایا کہ جو ہمارا متعلقہ ایس ایچ او شرقپور اور تھانیدار نیازی اس میں ملوث ہے تو براہ مہربانی اس پر تحقیق کے لئے اپنی ٹیم تشکیل دیں۔ ان سے میں نے میٹنگ میں بات کی کہ لوگوں کو بڑی پریشانی ہے تو اس میٹنگ کے بعد اگلے روز اس بات کرنے کا یہ نتیجہ ہوا کہ یہ وہاں پر ڈاکوؤں کو خود promote کر رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میں سمجھتا ہوں کہ یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔ جب آپ کی باری آئے تو بات کیجیے۔ رانا ثناء اللہ خان!

رانا ثناء اللہ خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! آج ہم امن و امان پر بحث کر رہے ہیں۔ امن و امان میں امن سکون کا نام ہے، سکوت کا نام نہیں ہے۔ اسی طرح امان حفاظت کا نام ہے، حفاظتی حراست کا نام نہیں ہے۔ امن و امان کسی معاشرے میں اس وقت تک قائم نہیں ہو سکتا جب تک وہ معاشرہ انصاف پر قائم نہ ہو۔ انصاف پر پوری دنیا میں تجربات ہوئے ہیں اور قوموں اور ملکوں نے دیکھا ہے کہ انصاف کے اوپر معاشرہ صرف اور صرف اس وقت قائم ہو سکتا ہے جب وہاں پر good governance اور اچھی گورنمنٹ ہو۔ اچھی گورنمنٹ پولیٹیکل سسٹم کے بغیر کسی معاشرے میں نہیں آ سکتی۔ میں یہ عرض کروں گا کہ ڈیموکریٹک پولیٹیکل سسٹم اس بات کے لیے بہت ضروری ہے کہ معاشرے میں، ملک میں انصاف ہو اور انصاف اس لیے بہت ضروری ہے کہ انصاف ہو گا تو ملک میں امن و امان ہوگا۔ لیکن میرے ملک میں پولیٹیکل سسٹم ٹھیک نہیں ہے۔ پولیٹیکل سسٹم کو کسی نے قائم نہیں ہونے دیا۔ پولیٹیکل سسٹم کو کسی نے چلنے نہیں دیا۔ پھر اس ملک میں، اس معاشرے میں، انصاف کہاں سے آ سکتا ہے؟ جب یہاں پر انصاف نہیں ہے تو پھر یہاں پر امن و امان کس طرح سے قائم ہو سکتا ہے؟ کیا ایس ایچ او تھانہ بھی اس ملک کے پولیٹیکل سسٹم کو ٹھیک کرے گا؟ کیا ایس ایس پی لاہور اس ملک کے پولیٹیکل سسٹم کو ٹھیک کر سکتا ہے؟ نہیں۔ اس ملک کے پولیٹیکل سسٹم کو سیاسی جماعتیں، سیاسی قیادت ہی ٹھیک کر سکتی ہے اور جب پولیٹیکل سسٹم ٹھیک ہو گا تو معاشرے میں انصاف آئے گا اور

معاشرہ انصاف کے اوپر قائم ہوگا اور جب معاشرہ انصاف کے اوپر قائم ہوگا تو پھر ہی اس ملک میں امن و امان ہوگا۔ جناب سپیکر! آپ خود اس بات کا جواب دیں کہ جس ملک میں ٹریفک سگنل توڑنے والے کا چالان ہو اور آئین توڑنے والا صدر پاکستان ہو تو کیا اس ملک میں پولیٹیکل سسٹم چل سکتا ہے؟ (نعرہ ہائے تحسین) جس ملک میں دس بارہ آدمی عسکری قوت پر قابض ہو جائیں اور پھر اس عسکری قوت کی بنیاد کے اوپر ملک کے اقتدار اعلیٰ پر قبضہ کرلیں تو اس ملک میں پولیٹیکل سسٹم کیا ہوگا؟ اور پھر وہی لوگ جب ملک کے اقتدار اعلیٰ پر قابض ہو جائیں تو پھر اس کے بعد ملک میں نئے سے نیا تجربہ کرنا شروع کر دیں۔ اب آپ دیکھیں کہ موجودہ regime جو اس ملک کے اقتدار اعلیٰ پر قابض ہے، جو ریٹائرڈ جرنیلوں کا ایک ٹولہ اور جتھا ہے اس نے جب آج سے تین سال پہلے اس ملک کے اقتدار اعلیٰ پر قبضہ کیا جب اس نے اس ملک میں جاری پولیٹیکل سسٹم کو بریک کیا تو انہوں نے کیا کہا؟ انہوں نے کہا کہ جناب! ہم اس ملک میں نئے سرے سے حقیقی جمہوریت کو بحال کریں گے اور کیا حقیقی جمہوریت وہ بحال کریں گے؟ آج سے 44 سال پہلے 1959 میں اس وقت انہوں نے BNR بنایا تھا۔ اس وقت بھی ایک جرنیل نے اس ملک کے اوپر قبضہ کیا اس وقت جاری پولیٹیکل سسٹم کو بریک کیا۔ 1956 کا آئین جو منظور ہو چکا تھا، جو نافذ ہونے والا تھا اس کو اس نے ایک سائیڈ پر رکھا اور اس نے National Bureau of Re-construction بنایا۔ اب یہ 44 سال بعد کیا بناتے ہیں؟ وہی NBR ہے۔ اس وقت ایک بریگیڈیئر NBR کا سربراہ تھا اب ایک ریٹائرڈ لیفٹیننٹ جنرل کو NBR کا سربراہ بنایا گیا اور اس وقت انہوں نے بنیادی جمہوریت کا نیا تجربہ کیا اور اس بنیادی جمہوریت کے تجربے کی بنیاد پر یونین ممبرز، ان کو بی ڈی ممبرز کہتے تھے۔ آپ دیکھیں ایک یونین کونسل کے ایریاز میں اس وقت بیس بیس، اکیس اکیس بی ڈی ممبرز منتخب ہوئے تھے۔ آج انہوں نے ان کو جنرل کونسل بنا دیا۔ کسی کو لیبر کونسلر بنا دیا اور وہی بات جو اس وقت بنیادی جمہوریت کے نام پر کی جا رہی تھی آج وہ حقیقی جمہوریت کے نام پر کی جا رہی ہے تو کیا اس طرح سے اس ملک میں کوئی سسٹم جڑ پکڑ سکتا ہے؟ اس کے بعد پھر یہ کیا کرتے ہیں۔

صاحبزادہ مزمل الرشید عباسی، جناب سپیکر! یہ امن و امان پر بحث کر رہے ہیں نہ کہ جمہوریت پر۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ انہوں نے فرمایا کہ امن و امان پر بحث کر رہے ہیں نہ کہ جمہوریت پر۔ میں نے پہلے یہ بات کی ہے کہ اس معاشرے میں' اس ملک میں امن و امان قائم ہو ہی نہیں سکتا جب تک یہاں پر پولیٹیکل سسٹم ٹھیک نہیں ہو گا' جب تک یہاں پر ڈیمو کریٹک پولیٹیکل سسٹم کو تسلسل کے ساتھ چلنے نہیں دیا جائے گا۔ اب پولیٹیکل سسٹم کو کسی تھانیدار نے تو ٹھیک نہیں کرنا' آئی جی نے تو ٹھیک نہیں کرنا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اگر کوئی پوائنٹ آف آرڈر پر اٹھے تو پھر براہ مہربانی کسی کو interrupt نہ کریں۔ ویسے ثناء اللہ صاحب! میں آپ سے گزارش کروں گا کہ Let's come down to the main issue of law and order. کیونکہ آج کا دن جس لئے مختص کیا گیا ہے اس پر اگر آپ discussion کریں تو زیادہ بہتر ہو گا۔ Because going into the previous detail or long detail will not lead you any where. It is better to restrict yourself to law and order situtation. . . .

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ۔۔۔

محترمہ زاہدہ سرفراز، جناب سپیکر! یہ اسی بات پر صبح سے شروع ہوتے ہیں اور اسی بات پر شام ہو جاتی ہے کہ "جی ایچ کیو' پولیٹیکل سسٹم وغیرہ وغیرہ۔" جناب! ان کا کیا مقصد ہے؛ ہم اس کے بارے میں نہیں جانتے؛

رانا ثناء اللہ خان، [***]

جناب ڈپٹی سپیکر، No cross talk بی بی! آپ پلیز بیٹھیں۔ آپ کو ابھی موقع دیتا ہوں۔

رانا ثناء اللہ صاحب! آپ ایک منٹ تشریف رکھیں۔ جی۔ حسن اختر موکل صاحب!

سردار حسن اختر موکل، جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے اس معزز ہاؤس کے معزز ممبرز کو یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ امن و امان ایک ایسی چیز ہے جو سب چیزوں کو cover کرتی ہے۔ بجٹ ہو یا امن و امان کی بات ہو' ہر پہلو پر discussion ہو سکتی ہے۔ ان کو بولنے دیں۔ ان

* بحکم خصوصی جناب سپیکر زیر قاعدہ 221' مورخہ 8۔فروری 2003' الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

کی بات سنیں اور اس کے بعد فیصلہ یہ ہو گا کہ کیا وہ صحیح بات کر رہے ہیں؛ اپنی باری پر بات کریں۔ interrupt کر کے وقت کیوں ضائع کرتے ہیں؛ امن و امان پر بات کرتے ہوئے ملک کے اندر ہر سسٹم پر، ہر موضوع پر بات ہو سکتی ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ---

راجہ ریاض احمد، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، رانا صاحب کو بات کر لینے دیں۔ آپ پوائنٹ آف آرڈر پر بولنا چاہتے ہیں؟

راجہ ریاض احمد، جی ہاں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی۔ فرمائیں۔

راجہ ریاض احمد، جناب سپیکر! آپ نے ابھی یہاں پر ایک رولنگ دی ہے اور رانا صاحب کو سمجھانے کی کوشش کی تھی کہ آپ کوشش کریں کہ امن و امان پر ہی بات رکھیں---

جناب ڈپٹی سپیکر، میں نے سمجھانے کی کوشش نہیں کی، معزز ممبر سے گزارش کی ہے۔ میں سمجھا نہیں سکتا بلکہ میں گزارش کر رہا تھا۔ I can't dictate somebody. I just made a request This is a general request for everybody

راجہ ریاض احمد، آپ میری بات تو سن لیں۔ میں نے جو request کی ہے، میں یہ سمجھتا ہوں کہ آپ کی وہ request غلط ہے۔ ایک معزز ممبر نے اس بات کی تائید کر دی ہے---

سردار حسن اختر موکل، جناب والا! یہ تنقید کا نشانہ نہیں بنا سکتے۔ اتنے سینئر ممبر ہونے کے باوجود یہ بات جانتے ہیں کہ چیئر کے conduct کے اوپر تنقید نہیں کی جا سکتی۔ اس پر یہ بات نہیں ہو سکتی۔ میں آپ سے گزارش کروں گا کہ ان کے یہ الفاظ کارروائی سے حذف کروائیں۔

ملک جلال دین ڈھکو، جناب والا! اصول کی بات ہے کہ چیئر کے conduct کو کوئی بھی چیلنج نہیں کر سکتا۔ یہ روایت ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ بیٹھ جائیں۔

رانا ثناء اللہ خان، شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ گزارش کروں گا کہ میں اپنے بارے میں یہ نہیں

کہا کہ میں معزز رکن ہوں لیکن بہرحال میں اس ہاؤس کا رکن ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ معزز ہیں اور قابل احترام ہیں۔۔

رانا ثناء اللہ خان، میں اپنی جماعت کا پارلیمانی لیڈر ہوں۔ [*****************]

جناب ڈپٹی سپیکر، رانا صاحب! خواتین کا احترام کرنا چاہیے۔ اگر انہوں نے کہہ بھی دیا ہے تو کوئی فرق نہیں پڑتا۔ آپ معزز رکن ہیں' آپ کو خواتین کا احترام کرنا چاہیے۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! میں آپ سے یہ request کر رہا ہوں کہ آپ اس بات کی وضاحت فرما دیں کہ ان کا کیا مطلب تھا؟ آپ اس کی وضاحت فرمائیں کہ وہ میرے بارے میں کیا کہنا چاہتی تھیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر، میرا خیال ہے ان کا مقصد یہ ہوگا کہ وہ آپ کو ٹائم دینا چاہتی ہیں کہ آپ بات کریں اور اپنی بات کو مکمل کریں۔

رانا ثناء اللہ خان، یعنی جناب سپیکر! آپ نے یہ وضاحت فرمائی ہے کہ ان کا مقصد میری تقریر کے متعلق تھا۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں۔ وہ چاہتی تھیں کہ آپ اپنی تقریر مکمل کریں۔ آپ کو پورا ٹائم دیا جا رہا ہے۔ آپ بات کریں۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! آپ دیکھیں کہ اب مجھ سے کس قسم کے مطالبے شروع ہو گئے ہیں تو آپ براہ مہربانی اس بات کی وضاحت کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میں نے وضاحت تو کر دی ہے۔ اب مزید کیا وضاحت چاہتے ہیں؟

محترمہ شمیم اختر، جناب سپیکر! انہوں نے یہ کہا ہے کہ سب سے زیادہ وقت رانا صاحب کو دیا جا رہا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، بی بی! میرے ہوتے ہوئے تو پہلی دفعہ اٹھے ہیں۔ پتا نہیں ان کو پہلے

---

* بحکم خصوصی جناب سپیکر زیر قاعدہ 221' مورخہ 8-فروری 2003' الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

موقع ملا ہے یا نہیں ملا میرا خیال ہے کہ ان کو موقع دیں اور ان کو بات کرنے دیں
رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! میں اپنی اس بہن کا نام تو نہیں جانتا۔ میں ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے وضاحت کر دی ہے اور میری پوزیشن clear ہو گئی ہے۔
جناب محمد وارث کلو، پوائنٹ آف آرڈر۔ رانا صاحب! ان کو بھی بہن ہی تصور کریں۔
رانا ثناء اللہ خان، میں تو بہن ہی تصور کرتا ہوں' اسی لئے میں ان سے clearance چاہتا ہوں۔ جناب سپیکر! یہ میرے جو معزز دوست کھڑے ہوئے ہیں۔ انہیں میری کس بات سے غلط فہمی ہوئی ہے کہ میں انہیں بہن تصور نہیں کرتا؟ یہ واضح فرمائیں۔
جناب محمد وارث کلو، جناب والا! یہ پانچواں اجلاس ہے آپ خود دیکھ لیں کہ رانا صاحب جو باتیں کرتے ہیں یہ ہر بات میں tease کرتے ہیں اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ ان کا پارلیمانی لیڈر ہونے کے حوالے سے یہ رویہ نہیں ہونا چاہیے۔ اور یہ جو کلاسے ملاتے رہے ہیں کہ ہم میاں نواز شریف صاحب کے پیرو کار ہیں اور ہم فلاں کے پیرو کار ہیں جو democratic conduct ان کی پارٹی کا رہا ہے وہ آپ کے اور ہم سب لوگوں کے سامنے ہے۔ ہم اس پر کوئی اعتراض نہیں کرتے لیکن یہاں ہم وقت ضائع کرنے کے لئے نہیں آئے۔ ہم ایک دوسرے کو مورد الزام ٹھہرانے کے لیے نہیں آئے۔ ایک دوسرے پر اس طرح بھونڈی تنقید کرنے کے لئے نہیں آئے۔ ہم یہاں قوم کے لئے آئے ہیں ہم نے قوم کے لئے قانون سازی کرنی ہے اور آج کا جو اہم موضوع امن عامہ ہے' یہ اس کا مذاق اڑا رہے ہیں۔ میں ان سے استدعا کروں گا کہ یہاں ان کے جو بھی جذبات ہیں ۔ اپنے آپ کو یہ ٹھیک رکھیں اور ہماری طرف سے ان کے ساتھ انشاء اللہ پورا تعاون ہو گا۔
جناب ڈپٹی سپیکر، جی رانا صاحب !
جناب محمد وارث کلو، جناب والا! میں معزز ممبر کی تصدیق اس طرح کرنا چاہتا ہوں کہ جب رانا ثناء اللہ خان نے بات شروع کی تھی تو انہوں نے معزز خاتون رکن کو بہن کہہ کر بات کی تھی ۔ وہ خود اپنی بات پر غور نہیں کرتے اور خواہ مخواہ بات شروع کر دیتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ جی، رانا صاحب!

مرزا فرقان علی مغل۔ پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ جی فرمائیں۔

مرزا فرقان علی مغل ۔ جناب سپیکر! میں یہاں پر اپنے تمام دوستوں سے گزارش کروں گا کہ اس اہم موضوع کو مذاق میں مت اڑایا جائے اور جو کام کی بات ہے وہ کی جائے اس کی وجہ یہ ہے کہ آج ہمارے درمیان آئی جی صاحب موجود ہیں۔ ہماری امن و امان کے حوالے سے جو بھی تجاویز ہیں وہ یہاں پر بیان کی جائیں اور آئی جی صاحب ان کو سنیں گے۔ اس کے علاوہ محکمہ کے دیگر لوگ بھی موجود ہیں۔ ہمیں اپنا وقت امن و امان پر بات کر کے صرف کرنا چاہیے کہ ہم امن و امان کی بہتری کے لئے ایوان کو کیا تجاویز دیتے ہیں تاکہ ہم اس کے مطابق اپنی پالیسی کو بنائیں اور اس معاشرے کے لئے بہتر سے بہتر امن عامہ کی صورت حال پیدا کر سکیں۔میری گزارش یہ ہے کہ آپ پوائنٹ کی طرف آئیں اور لاء اینڈ آرڈر کے متعلق بات کریں۔

جناب سعید اکبر خان ۔ پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ جی ۔

جناب سعید اکبر خان ۔ جناب والا! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ کیا پوائنٹ آف آرڈر پر کوئی discussion ہو سکتی ہے؟ اس پر میں آپ کی رولنگ چاہوں گا۔ آپ سے دوسری میری گزارش یہ ہے کہ اس ہاؤس کو in order رکھنے کے لیے، جو آپ فرما رہے تھے کہ میں نے گزارش کی ہے اس طریقے سے اس ہاؤس کا جو سلسلہ ہے وہ اس انداز سے چل رہا ہے کہ وہ تمام ملجلہ انداز میں چل رہا ہے۔ آپ اس ہاؤس کے کسٹوڈین ہیں۔ آپ نے ہی اس ہاؤس کو in order رکھ کر چلانا ہے۔ میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ اس ہاؤس کا وقت بہت قیمتی ہوتا ہے اور لاء اینڈ آرڈر کی بات سب سے اہم ہے۔ ہم دونوں فریق برابر کے شریک ہیں ۔ اس لئے میری آپ سے گزارش ہے کہ اس discussion کے لئے آپ restrict کریں کہ جب بھی کوئی پوائنٹ آف آرڈر پر بولنا شروع کرے اس کو آپ پہلے سے ہی جانچ لیں اور اس کو روک دیں تاکہ اس موضوع پر بہتر discussion ہو سکے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میں نے جب گزارش کی بات کی تھی تو اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ میں decorum کو بحال نہیں رکھنا چاہتا۔ جب decorum کا سوال ہو گا وہاں آرڈر ' آرڈر کہوں گا۔ مگر جب ایک معزز ممبر سے بات کروں گا تو میں اس سے ہمیشہ گزارش کر کے بات کروں گا کیونکہ میں سب کا احترام کرتا ہوں۔ جی رانا صاحب! آپ فرمائیں۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! یہ آپ ملاحظہ فرمالیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، Let's come down to the point. کیونکہ ایک طرف تو آپ لوگوں نے اعتراض کیا ہے کہ آئی جی صاحب موجود نہیں ہیں ' ہوم سیکرٹری صاحب موجود نہیں ہیں ' لہذا براہ مہربانی آپ اصل موضوع کی طرف آئیں اور cross talking نہ کریں۔ میں آپ کو تجویز دوں گا کہ آپ اپنی تقریر کو امن عامہ تک ہی محدود رکھیں۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! تین منٹ میں نے بات کی ہے' تیس منٹ انہوں نے احتجاج کیا ہے اور سات منٹ آپ نے تبصرہ کیا ہے۔ آپ مجھے بتائیں کہ میں کیا بات کروں؟

جناب ڈپٹی سپیکر، میں نے تو آپ کو وقت دیا ہے۔ آپ کا لحاظ کیا ہے۔ میں نے ہر لحاظ سے آپ کو موقع دیا ہے لیکن آپ پھر controversy شروع کرنا چاہتے ہیں وہ آپ کی مرضی۔ میں تو آپ کو احساس دلانا چاہتا ہوں کہ یہ ملک کے لئے حساس مسئلہ ہے۔ آج کا دن لاء اینڈ آرڈر کے لئے مختص ہے لہذا مہربانی کر کے اپنے آپ کو لاء اینڈ آرڈر تک ہی محدود رکھیں اور یہاں پر جو افسران موجود ہیں ان کے نوٹس میں یہ بات آنی چاہیے کہ آپ کیا چاہتے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان ، جناب سپیکر! میں یہی گزارش کر رہا تھا کہ کہ لاء اینڈ آرڈر پر جب بحث ہے تو ہر ممبر نے اپنا نقطہ نظر ایوان کے سامنے پیش کرنا ہے۔ ٹھیک ہے کسی کا نقطہ نظر یہ ہو گا کہ پولیس ٹھیک ہو جائے تو امن و امان بحال ہو جائے گا۔ کسی کا نقطہ نظر یہ ہے کہ ایس ایچ او اچھے لگ جائیں' ایس ایچ او تبدیل ہو جائے' ایس پی فلاں نہ لگے' فلاں لگے تو امن و امان قائم ہو جائے گا۔ میرا نقطہ نظر یہ ہے کہ جب تک معاشرہ انصاف پر قائم نہیں ہو گا امن و امان بحال نہیں ہو گا۔ میرا نقطہ نظر یہ ہے کہ جب تک ایک good governance کا concept اس ملک میں introduce نہیں ہو گا اس وقت تک معاشرہ انصاف پر قائم نہیں ہو سکتا۔ میں یہی عرض

کر رہا ہوں کہ دنیا میں good governance کہیں بھی اگر پولیٹیکل سسٹم کے بغیر آئی ہے تو یہ دوست اپنی باری پر کھڑے ہوں اور مجھے بتائیں کہ good governance کے لئے پولیٹیکل سسٹم ضروری نہیں ہے؟ اس کے لئے جمہوریت ضروری نہیں ہے تو اگر یہ بات ہے؛ تو میں انہی باتوں کی نشاندہی کروں گا جو باتیں میرے ملک میں پولیٹیکل سسٹم کو جڑ نہیں پکڑنے دیتیں۔ جو عناصر میرے ملک میں پولیٹیکل سسٹم کا تسلسل جاری نہیں رہنے دیتے ۔ میں اس پر بات کر رہا ہوں اگر ان کو اس سے اختلاف ہے تو یہ اپنی باری پر بات کریں 'مداخلت نہ کریں۔ تو میں یہ گزارش کر رہا ہوں کہ اس ملک میں پولیٹیکل سسٹم کیونکر قائم ہوگا اور اس بات کی نشاندہی کر رہا ہوں کہ اس پولیٹیکل سسٹم کو توڑنے' اس کو بریک کرنے والے کون لوگ ہیں۔ انہی لوگوں نے' جو اس ملک کی عسکری قوت پر قابض ہیں اور اسی کے سہارے اس ملک کے اقتدار اعلیٰ پر قابض ہیں' یہ لوگ پہلے سیاسی جماعتوں میں indirect مداخلت کرتے تھے۔ سیاسی جماعتوں میں indirect اپنے بندے داخل کرتے تھے۔ اب انہوں نے بہت گھناؤنا کھیل کھیلا ہے۔ اب انہوں نے اس ملک میں پولیٹیکل سسٹم کو ہمیشہ کے لئے ختم کرنے کے لئے ملک میں ایک سیاسی جماعت بنا لی ہے اور اس سیاسی جماعت کے ذریعے اب یہ چاہتے ہیں کہ ہم پولیٹیکل site پر بھی قابض رہیں اور اس کے علاوہ اقتدار اعلیٰ تو پہلے ہی ان کے قبضے میں ہے۔ یہ بی این آر بنانے والے این بی آر بناتے ہیں لیکن تجربہ وہی کرتے ہیں۔ کبھی حقیقی جمہوریت کے نام پر' کبھی غیر جماعتی جمہوریت کے نام پر اور کبھی حقیقی اور بنیادی جمہوریت کے نام پر۔ تو میں اس بات کی نشاندہی کر رہا ہوں۔ میں ان دوستوں سے دعویٰ کے ساتھ بات کروں گا جو یہ کہتے ہیں کہ آپ ایسا نہ کریں۔ آپ ان پر تنقید نہ کریں۔ آپ ان کی بات نہ کریں۔ یہ جمہوریت آہستہ آہستہ بحال ہو رہی ہے۔ اس جمہوریت کو آپ آنے دیں۔ یہ کہتے ہیں کہ جمہوریت اس ملک میں قسطوں میں بحال ہو گی ۔ یہ مجھے بتائیں پوری دنیا سے ایک مثال بتا دیں کہ جہاں پر جمہوریت قسطوں میں بحال ہوئی ہو۔ قسطوں پر yellow cab تو مل سکتی ہے ۔ قسطوں پر کوئی گاڑی تو مل سکتی ہے' قسطوں پر جمہوریت بحال نہیں ہو سکتی ۔ جمہوریت ہو گی یا پھر نہیں ہو گی اور اس ملک میں آج بھی یہ قسطوں کی بات کر رہے ہیں جو انہوں نے 2002 میں شروع کی ہیں ۔ جب انہوں نے

قسطیں اس سے پہلے شروع کی ہیں تو کیا انہوں نے ان قسطوں پر آگے چلتے ہوئے جمہوریت بحال کی ہے؟ عام گاڑی جو قسطوں پر دیتے ہیں تو جب قسط شارٹ ہوتی ہے تو گاڑی پکڑ لیتے ہیں۔ لیکن یہ لوگ تو یہ کرتے ہیں کہ قسط شارٹ بھی نہیں ہوتی، گاڑی بھی پکڑ لیتے ہیں، ڈرائیور بھی پکڑ لیتے ہیں، اس کے ساتھ سواریاں بھی پکڑ لیتے ہیں اور ان کو بھی یرغمال بنا لیتے ہیں۔ یہ ساری سواریاں پہلے ہماری بس میں بیٹھی ہوئی تھیں۔ انہوں نے ان کو یرغمال بنا کر اب اپنی طرف کر لیا ہے اور جس جماعت کو بنایا ہے، اس جماعت میں ان کو داخل کر لیا ہے تو جمہوریت قسطوں میں بحال ہو رہی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تو اس سلسلے میں آئی جی پولیس اور ہوم سیکرٹری کیا کر سکتے ہیں؟

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میں یہی کہہ رہا ہوں کہ یہ نہ تو آئی جی کا مسئلہ ہے، نہ ایس ایچ او کا، تھانہ کا مسئلہ ہے اور نہ ایس ایس پی لاہور کا مسئلہ ہے۔ یہ مسئلہ ان لوگوں کا ہے جن لوگوں نے ان طالع آزماؤں کے کہنے پر---

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کی طرف سے تو آئی جی پولیس اور ہوم سیکرٹری کو بلوایا جا رہا تھا۔ اب جبکہ وہ یہاں گیلری میں آ چکے ہیں تو اس سلسلے میں آپ بات نہیں کر رہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میں اس لئے چاہتا تھا کہ ہوم سیکرٹری اور آئی جی پولیس یہاں بیٹھے ہوں تاکہ میں ان کو بتا سکوں کہ اس سیاسی سسٹم کو خراب کرنے کے لئے، 10۔اکتوبر کے الیکشن کے حوالے سے ہوم سیکرٹری اور آئی جی پولیس کی کیا contribution ہے۔ اس الیکشن کے حوالے سے چیف سیکرٹری کی کیا contribution ہے۔ کیا آپ اس بات سے انکار کر سکتے ہیں کہ 10۔اکتوبر کے الیکشن سے پہلے آئی جی پولیس، ہوم سیکرٹری اور چیف سیکرٹری نے پورے پنجاب کا دورہ کیا؟ پورے پنجاب میں جو منتخب ہونے والے امیدوار تھے ان کے پاس جا کر انہیں pressurize کیا۔ ان کو اس بات پر مجبور کیا کہ ہم یہ جو سورج مکھی کی فصل اگانے جا رہے ہیں، پورے ملک سے جو ابن الوقت، مفاد پرست لوٹے اکٹھے کر رہے ہیں آپ ان میں آ کر شامل ہوں۔ کیا اس بات سے انکار کیا جا سکتا ہے؟ (قطع کلامیاں)

MR DEPUTY SPEAKER: Please no personal comments

میاں غلام حیدر باری: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! رانا صاحب میرے لئے بہت ہی قابل احترام ہیں لیکن میں اپنے حلقہ 54 کے حوالے سے بات کرنا چاہوں گا۔ رانا صاحب کے ایک بہت ہی چہیتے ایس ایچ او جن کے خلاف میں نے تحریک استحقاق بھی پیش کرنے کی کوشش کی لیکن مجھے ان کی برادری اور دوسرے لوگوں نے اس چیز سے روک دیا۔ میرے الیکشن میں رانا وسیم جن کے متعلق یہ بخوبی جانتے ہیں۔ انھوں نے مسلم لیگ کو support کیا۔ وہاں کے ایس ایچ او نے حیدر باری کی مخالفت کی۔ یہ کون سی مسلم لیگ (ق) کی بات کرتے ہیں؟ ---

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! کیا یہ پوائنٹ آف آرڈر ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔ غلام باری صاحب آپ تشریف رکھیں۔ جب آپ کی باری آئے گی تو آپ جواب دیجئے گا۔ جی وزیر قانون صاحب!

وزیر قانون: جناب سپیکر! جب امن و امان پر بحث کا آغاز ہوا تھا تو آپ ایک بڑا اچھا فیصلہ کرنے لگے تھے کہ ہر ممبر کے لئے ایک time limit کر لیتے ہیں۔ اس وقت ہاؤس کا وقت ختم ہونے میں صرف پانچ یا چھ منٹ رہ گئے ہیں۔ لامحالہ آپ نے اس وقت کو بڑھانا ہے۔ میری صرف اتنی گزارش ہے کہ حسن اختر موکل صاحب موجود ہیں، ساڑھے تین بجے انھوں نے ہاؤس کمیٹی کی میٹنگ رکھی ہوئی ہے۔ اس ہاؤس کا اصل کام قانون سازی ہے۔ ہم نے ساڑھے تین بجے اس میٹنگ میں بھی جانا ہے۔ آپ اجلاس ساڑھے تین بجے تک extend کر سکتے ہیں۔ اس لئے میری ذاتی تجویز یہ ہے کہ آپ time limit کریں تاکہ زیادہ سے زیادہ دوستوں کو موقع مل سکے۔ نہیں تو ساڑھے تین بجے تک رانا ثناء اللہ صاحب بولیں گے اور باقی لوگ رہ جائیں گے کیونکہ آپ ہاؤس کو زیادہ سے زیادہ ساڑھے تین بجے تک extend کر سکتے ہیں۔ میں نے پہلے بھی کہا تھا کہ جتنے زیادہ دوست بات کریں گے ہم اتنا ہی زیادہ استفادہ کریں گے۔ اس وقت تک اپوزیشن کی طرف سے کیا تجویز آئی ہے؟ میں یہاں نوٹ کرنے کے لئے بیٹھا ہوا تھا کہ اپوزیشن کی طرف سے تجاویز آئیں گی، دوست تجاویز دیں گے اور ان تجاویز کی روشنی میں ہم اپنے مستقبل کا لائحہ عمل اختیار کریں گے لیکن ابھی تک کوئی تجویز نہیں آئی۔

جناب فیاض الحسن چوہان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر : جی فرمائیے ۔

جناب فیاض الحسن چوہان : آج یہاں پہ امن و امان اور پولیس کے حوالے سے بحث ہو رہی ہے اور یہاں ہاؤس کی گیلری میں آئی جی پولیس اور ہوم سیکرٹری موجود ہیں تو میں اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ایک بڑی اہم بات اس فورم کے حوالے سے کرنا چاہوں گا کہ 12 ۔ اکتوبر کے بعد پاکستان کے اندر ایک سپیشل کمیشن بنایا گیا اور یہ ڈھنڈورا پیٹا گیا کہ اب پولیس کو streamline کیا جائے گا ' scrutinize کیا جائے گا اور اس کے کام کو زیادہ بہتر انداز سے چلانے کے لئے division of work کیا جائے گا۔ لاکھوں ' کروڑوں روپے خرچ کر کے یہ کمیشن بنا ' اس کی رپورٹ بنی---

جناب ڈپٹی سپیکر : آپ تشریف رکھیں ۔ یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔ جب آپ کی باری آئے گی تو یہ ساری باتیں کر لیجیے گا۔

جناب فیاض الحسن چوہان : میں امن و امان کے حوالے سے بات کرنا چاہتا ہوں' آئی جی پولیس پنجاب یہاں بیٹھے ہیں لہذا مجھے بات کرنے دیں۔ میں پولیس کے حوالے سے بات کرنا چاہتا ہوں۔

MR DEPUTY SPEAKER: You please sit down. This is no point of order.

جناب فیاض الحسن چوہان : آپ مجھے بات کیوں نہیں کرنے دیتے؛ رانا صاحب کتنی دیر سے بات کر رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر : جب آپ کی باری آئے گی تو بات کرنے دی جائے گی۔ آپ کو ابھی اجازت نہیں ہے ۔ You please sit down now. Please sit down. I am telling you, please sit down. رانا صاحب ! آپ پلیز جتنا اختصار ہو سکے کریں تاکہ باقی دوستوں کو بھی موقع مل جائے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میں وزیر قانون صاحب سے یہ گزارش کروں گا کہ امن و امان کا ایشو بڑا اہم ایشو ہے' اس پر سارے دوست بولنا چاہتے ہیں۔ اسمبلی کا اجلاس کم از کم 70 دن

ہے' اس سے زیادہ نہیں ہے۔ یہ آج اس میٹنگ کو ملتوی کر لیں۔ اگر میٹنگ کو ملتوی نہیں کر سکتے تو پھر امن و امان کے لئے کم ازکم تین چار دن رکھیں اور اس بات کو کل' اس سے اگلے روز اور پھر اس سے بھی اگلے روز تک چلائیں۔ ہم بیٹھیں گے' بات کریں گے ۔ان کی بات بھی ہم سنیں گے۔ اس میں بھاگنے والی بات کون سی ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! میری ایک تجویز ہے کہ جیسے ہمارے فاضل رکن رانا ثناء اللہ صاحب ایک پارٹی مسلم لیگ (ن) کے لیڈر کی حیثیت سے یہاں پر خطاب فرما رہے ہیں ۔ اگر ان کی پارٹی کے یا دوسرے صاحبان ان کو اپنا وقت دینا چاہتے ہیں تو پھر یہی بول لیں۔ اگر دوسرے بھی بات کرنا چاہتے ہیں تو پھر رانا صاحب تھوڑا curtail کر لیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! میں وقت بڑھانے کی بات کر رہا ہوں ۔ وقت لینے کی بات نہیں کر رہا۔ یہ ہر بات کو لینے دینے میں لے جاتے ہیں۔ ابھی کچھ دیر پہلے وزیر قانون صاحب نے اپنی نوٹ بک دکھائی اور انھوں نے کہا کہ جناب میں کیا نوٹ کروں؟ جناب وزیر قانون صاحب کو میں آپ کی وساطت سے یہ عرض کرتا ہوں کہ نوٹ کریں کہ اس ملک سے مفاد پرستی ختم ہونی چاہیے۔ اس ملک سے لوٹا کریسی ختم ہونی چاہیے۔ اس ملک سے جرنیلی راج ختم ہونا چاہیے۔ یہاں پر جب تک جرنیلی راج کی بجائے عوامی راج نہیں آئے گا اس وقت تک انصاف پر مبنی معاشرہ قائم نہیں ہو سکتا۔ (قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: آرڈر پلیز ۔ آرڈر پلیز۔ وینس صاحب! تشریف رکھیں۔ براہ مہربانی تشریف رکھیں۔ وینس صاحب ایک منٹ کے لئے تشریف رکھیں' میں بات کرنا چاہتا ہوں۔ پلیز! مجھے بات کرنے دیں۔ میرا خیال ہے ---

رانا ثناء اللہ خان: دیکھیے یہ تو آپ کی بات بھی نہیں سن رہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وینس صاحب! مجھے بات کرنے دیں۔ بی بی مجھے بات کرنے دیں۔ سب تشریف رکھیں ۔ رانا صاحب! میں آپ سے گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اگر امن و امان کی صورت حال پر بحث کرتے کرتے یہاں آپ ہاؤس میں لاء اینڈ آرڈر خراب کرنا چاہتے ہیں تو یہ دوسری بات ہے۔ اگر اسی طرح cross talks ہوتی رہیں اور ایک دوسرے پر آپ کیچڑ اچھالنے کی کوشش

کریں گے تو سوائے اس کے کہ آپ اس ہاؤس کے تقدس کو نقصان پہنچا رہے ہیں اور کچھ نہیں کر رہے۔ اصل مقصد سے ہٹ رہے ہیں ۔ میرا خیال ہے کہ اکثریت کی رائے یہی ہوگی کہ امن و امان کی صورتحال پر بحث کی جائے۔ اس ملک میں بہت اہم واقعات ہیں جن کے بارے میں بحث کی جا سکتی ہے۔ آپ پلیز امن و امان کی طرف آئیں۔

جناب محمد عبد اللہ وینس : پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر ! میں ایک لفظ کافی دیر سے سن رہا ہوں۔ رانا ثناء اللہ خان کے بار بار اس لفظ کو استعمال کرنے پر اس ہاؤس کے فلور میں ایک بات آپ کی وساطت سے سارے ہاؤس کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں ۔ یہ لوٹا کریسی کی بار بار بات کرتے ہیں ۔ 1988ء میں انھوں نے پیپلز پارٹی کے پلیٹ فارم پر الیکشن لڑا۔ اس کے بعد پھر یہ پاکستان مسلم لیگ (ن) میں چلے گئے۔ اب یہ اپنے لئے لوٹے کا نام پسند کریں گے یا پھر ان کو لوٹے کی بجائے پتلا کہا جائے۔ مجھے یہ واضح طور پر بتائیں اور آج کے بعد اس ہاؤس میں لوٹا کریسی کا نام نہیں لیا جائے گا۔ یہاں پر امن عامہ کی بات ہو رہی ہے۔۔۔(قطع کلامیاں)

MR DEPUTY SPEAKER: Order please. Please sit down Order in the House. This is no way. This is no way that the Honourable House be taken like that Please sit down. Let me talk first. I have to maintain the order. I will not allow the House to be a fish market. I am talking to the general House. It has to be maintained This House is an Honourable House. I can't make this Honourable House a fish market.

آپ نے اگر بات کرنی ہے تو میں آپ کو موقع دوں گا۔ آپ پلیز بیٹھیں۔ میں عرض کر رہا ہوں کہ براہ کرم Don't make the House a fish market آپ سب کو موقع دیا جائے گا۔ میں آپ سے عرض کر رہا ہوں کہ آپ بیٹھیں۔ میں آپ سے گزارش کر رہا ہوں Don't make the House a fish market. Please sit down میں آپ سے درخواست کر رہا ہوں کہ آپ سب کو موقع دیا جائے گا۔ ہر آدمی کو موقع دیا جائے گا کہ جو آپ کا پوائنٹ ہے آپ اس پر کھل کر بحث کریں۔ آپ کو پورا موقع دیا جائے گا۔ میں یہ نہیں کہہ رہا کہ خدانخواستہ آپ کو موقع نہیں ملے گا۔ ہر ایک کو موقع ملے گا لیکن جہاں ہاؤس کے ڈیکورم کا سوال ہے وہاں

میرے فرائض میں ہے کہ میں آپ سے عرض کروں کہ آپ مہربانی کر کے خاموشی اختیار کریں اور .Let the House be run in a proper way جی' اصغر گجر صاحب' پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔
چوہدری اصغر علی گجر: جناب والا! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ ۔۔۔(قطع کلامیاں)
جناب ڈپٹی سپیکر: بی بی! آپ بیٹھیے۔ جی گجر صاحب!
چوہدری اصغر علی گجر: جناب والا! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ ہم نے لاء اینڈ آرڈر پر بولنا ہے اس لئے ensure کیا جائے کہ ہمیں بھی ضرور وقت ملے گا۔
جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کو ضرور وقت ملے گا۔
چوہدری اصغر علی گجر: چاہے آپ اس کے لئے ٹائم بڑھائیں یا ایک دن بڑھائیں یا جو بھی طریقہ اختیار کریں بہر حال ہمیں موقع ملنا چاہیے۔ شکریہ۔
جناب ارشد محمود بگو: جناب والا! سب مقررین نے آپ کو نام دئیے ہوئے ہیں۔ کل بھی جناب نے turn by turn بلایا تھا۔ میری تجویز یہ ہے کہ آپ اسی ترتیب سے نام بولیں اور ٹائم مقرر کر لیں کہ کس فاضل ممبر نے کتنے منٹ بولنا ہے۔
جناب ڈپٹی سپیکر: میں نے تو آپ کو پہلے موقع دیا ہے کہ آپ لوگ پہلے بولیں۔ اگر آپ maximum time لے جائیں گے تو پھر کیسے بات ہو گی۔ یہ آپ آپس میں فیصلہ کر لیں کہ کتنا ٹائم لینا چاہتے ہیں۔
جناب جہانزیب امتیاز گل: پوائنٹ آف آرڈر۔
جناب ڈپٹی سپیکر: میں تو آپ سے عرض کر رہا ہوں لیکن آپ کے ایک ساتھی بول رہے ہیں۔ میں نے ان کو پہلے موقع دیا ہے۔ میرے پاس جو لسٹ ہے میں اس کے مطابق چل رہا ہوں۔
جناب ارشد محمود بگو: آپ دس منٹ کر لیں۔
جناب ڈپٹی سپیکر: آپ پانچ یا آٹھ منٹ رکھ لیں تاکہ سب کو موقع مل جائے۔
جناب جہانزیب امتیاز گل: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔
جناب ڈپٹی سپیکر: جی فرمائیے۔
جناب جہانزیب امتیاز گل: جناب والا! جیسا کہ لاء اینڈ آرڈر بہت important issue ہے۔ اس لئے میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ اس کے لئے آپ properly ایک یا دو دن مقرر کریں۔ اس کی دو تین وجوہات ہیں۔ لاء منسٹر صاحب نے جانا ہے' ہوم سیکرٹری صاحب ان کے

کہنے پر آتے نہیں۔ اس لئے آپ دودن رکھیں اور لاءمنسٹر سے بھی کہیں کہ ان کو بلالیں یا پھر ان کے آنے کے لئے ہم ان سے منت کرلیتے ہیں۔
جناب ڈپٹی سپیکر، دیکھیں' آئی جی صاحب آ گئے ہیں۔

MR JAHANZEB IMTIAZ GILL: I am talking about the Home Secretary and not the I.G. Police.

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ نے آئی جی پولیس کے لئے تو کوئی خاص بات نہیں کی۔ باقی میں لاء منسٹر صاحب سے عرض کرتا ہوں کہ لاءمنسٹر صاحب اور قائد حزب اختلاف سپیکر صاحب کے چیمبر میں بیٹھ کر اس بارے میں فیصلہ کرلیں۔ اگر وہ extend کرنا چاہیں تو آپ کے مشورے سے ہو سکتا ہے۔

وزیر قانون، جناب والا! یہ ایجنڈا اپوزیشن کے ساتھ بیٹھ کر ان کی consensus کے ساتھ طے کیا تھا لیکن اگر یہ اپنا ٹائم properly avail نہیں کرنا چاہتے تو اس میں ہمارا قصور نہیں ہے۔ یہ ایجنڈا قائد حزب اختلاف کی consensus کے ساتھ طے ہوا ہے اور ہم اس ایجنڈے پر قائم ہیں۔

شیخ امجد عزیز، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! لاءمنسٹر صاحب نے کہا ہے کہ انھوں نے اپوزیشن کے ساتھ بیٹھ کر یہ ایجنڈا طے کیا ہے۔ آپ بھی اس میٹنگ میں شریک تھے اور میں بھی تھا۔ وہاں پر یہ بات طے ہوئی تھی کہ لاء اینڈ آرڈر پر دو دن رکھے جائیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ بات درست نہیں ۔ ہمارے سامنے ایجنڈا تیار ہوا تھا۔ آپ بھی موجود تھے۔ دو نہیں ایک ہی دن کا طے ہوا تھا۔ سارا ایجنڈا آپ لوگوں نے خود طے کیا تھا۔ جو ایجنڈا آپ کے مشورے سے طے ہوا تھا ہم اس کے مطابق چل رہے ہیں۔ آپ براہ مہربانی لاء اینڈ آرڈر پر بات کرنے دیں۔ رانا ثناء اللہ صاحب! آپ اپنی تقریر wind up کریں تاکہ کسی اورکو موقع مل سکے۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! میں نے دو پوائنٹس پر بات کر کے اپنی بات ختم کر دینی ہے۔ ایک انصاف کی فراہمی اور دوسرا بے روز گاری۔ زیادہ سے زیادہ یہ چار پانچ منٹ کی بات ہے لیکن یہ جو درمیان میں interruption ہے اور دوسرا جہاں تک لاء منسٹر صاحب فرما رہے ہیں کہ یہ ٹائم کو properly use کریں۔ یہ ہم سمجھتے ہیں کہ ہم نے اپنے ٹائم کو properly کس طرح use کرنا ہے۔ ہمیں اس بات کی سمجھ ہے۔ میں آپ کی اجازت سے Point of personal explanation پر بات کرنا چاہتا ہوں۔ یہاں سے دو دوست کھڑے ہوئے۔ انھوں نے اس سے پہلے بھی دو چار مرتبہ بات کی ہے کہ رانا صاحب نے 88 میں پیپلز پارٹی کے ٹکٹ پر الیکشن لڑا'

پھر یہ پی ایم ایل(ن) میں چلے گئے۔ میں ان دوستوں کی اطلاع کے لئے یہ عرض کرتا ہوں کہ میں نے 88 میں کوئی الیکشن نہیں لڑا تھا۔ میں نے 90 میں پیپلز پارٹی کے ٹکٹ پر الیکشن لڑا تھا۔ وہ اسمبلی 93 تک رہی۔ اللہ کے فضل و کرم سے مجھے اپنے کردار پرفخر ہے اور جو دوست یہاں بیٹھے ہیں وہ بھی اس بات کے گواہ ہیں لیکن جب میرا پیپلز پارٹی سے اختلاف ہوا تو میں نے پیپلز پارٹی کے ٹکٹ پر الیکشن لڑ کر mandate حاصل کر کے خود کو تبدیل نہیں کیا۔ پی ایم ایل کے ساتھ ہم اپوزیشن میں بھی رہے ہیں' اقتدار میں بھی رہے ہیں اور میں ان دوستوں کی اطلاع کے لئے یہ عرض کر دوں کہ پیپلز پارٹی بھی جب تک اپوزیشن میں رہی' جب تک پیپلز پارٹی میں جیلیں تھیں' جب تک پیپلز پارٹی میں نظر بندیاں تھیں' رانا ثناء اللہ پیپلز پارٹی کا کارکن تھا اور جب رانا ثناء اللہ پیپلز پارٹی سے باہر آیا' اس وقت بے نظیر بھٹو وزیر اعظم تھیں اور فاروق لغاری صدر تھا۔ میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ 12۔ اکتوبر 1999ء تک جن لوگوں نے میاں نواز شریف سے اختلاف کیا انھوں نے اپنا حق استعمال کیا۔ ہم بھی اختلاف کرتے رہے ہیں پارلیمانی پارٹی میٹنگز میں بھی اندر اس ہاؤس میں بھی۔ [*********.***********************]

جناب مشتاق احمد ایڈووکیٹ ، جناب سپیکر ! [**********************]
ہم سب پڑھے لکھے لوگ ہیں اس طرح بات کرنا بہت بڑی بات ہے۔ہم اپنے آنے والوں کے لئے اچھی رسمیں نہیں چھوڑ رہے۔ اس لئے ان سے عرض ہے کہ ذاتی باتوں سے باز آئیں۔

جناب فیاض الحسن چوہان، جناب والا! سپیکر کا رویہ humble اور polite ہونا چاہیے۔ میں نے اگر آپ کو ٹوکا تھا تو صرف آپ کی اس credibility اور work کے حوالے سے بات کی تھی۔ جہاں تک بات اس فورم کے اندر کرنے کی ہے تو کوئی بھی رکن جس انداز سے بھی بات کرے' کر سکتا ہے۔ [**]

جناب ڈپٹی سپیکر، ان الفاظ کو کارروائی سے حذف کیا جاتا ہے۔ آپ ہاؤس کے معزز ممبر ہیں۔ براہ مہربانی ہاؤس کے ڈیکورم کو مد نظر رکھیں۔ اس سیٹ کو مد نظر رکھیں اور میرے بھائی انھوں نے صحیح بات پوائنٹ آؤٹ کی ہے کہ کسی کے بارے میں کوئی ذاتی بات نہ کریں۔ یہ ایک ایسی بات ہے جس کو گالی سمجھا جاتا ہے۔ انھوں نے صرف ان کے لئے بات نہیں کی۔ انھوں نے آپ سب کے لئے بات کی ہے۔ اپنے لئے بھی کی ہے۔ اگر کوئی معزز رکن کسی کے

* بحکم جناب ڈپٹی سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

خون کے بارے میں کوئی ایسا لفظ استعمال کرے گا تو وہ گالی تصور ہو گی۔ میں کہوں گا کہ اس کو کارروائی سے حذف کیا جائے۔ میں رانا صاحب سے بھی گزارش کروں گا کہ ایسے لفظ کا استعمال مت کریں۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! میرا اس پوائنٹ پر objection ہے۔ میں نے یہ نہیں کہا۔ میں اپنی understanding کی بات کر رہا ہوں۔ مجھے اس بات سے کوئی روک نہیں سکتا۔
[**]

جناب ڈپٹی سپیکر ، آپ اس میں اس لفظ خون کی بجائے کوئی اور لفظ شائستہ طریقے سے بھی کہہ سکتے تھے۔ کیونکہ جب اس لفظ کی بات ہوتی ہے تو اس میں کسی کی ذات کا سوال ہوتا ہے۔ یہ تمام ہاؤس کی بات ہے اور میں شیخ صاحب آپ سے بھی عرض کروں گا کہ آپ مہربانی کر کے بیٹھیں۔ دیکھیں یہ تمام ممبران اسمبلی کے احترام کی بات ہے۔ اس میں رانا صاحب کوئی برا ماننے کی بات نہیں ہے ۔ انہوں نے ایک صحیح بات کی ہے کہ لفظ وہ استعمال کریں جس سے دوسرے کی دل شکنی نہ ہو۔ آپ نے لوٹے کا لفظ استعمال کیا ہے ۔ آپ نے کوئی اور لفظ استعمال کیا ہے۔ کوئی بات نہیں، لیکن ایک لفظ کو اگر غلط طریقے سے اور غیر پارلیمانی طریقے سے استعمال کریں گے اور خون تک آجائیں گے تو کل کو آپ کو بھی کوئی اور لفظ کہہ دے گا۔ اس کا کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔ اس لئے مہربانی فرما کر ان الفاظ کو آپ استعمال نہ کریں۔

رانا ثناء اللہ خان ، چلیں مردہ ضمیر استعمال کر لیتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، یہ بات غلط ہے۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! پھر آپ نے جہاں سے لفظ کٹوائے ہیں وہ [****]کاٹ کر مردہ ضمیر کر دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، نہیں میں تو یہ کہہ رہا ہوں کہ آپ ایسے الفاظ استعمال کریں جس سے کسی کی دل شکنی نہ ہو ۔ (قطع کلامیاں) تشریف رکھیں ۔ سردار حسن اختر موکل ۔

---

* بحکم جناب ڈپٹی سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

سردار حسن اختر موکل، جناب والا میری گزارش ہے کہ یہ الفاظ کارروائی سے حذف کر دیئے جائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وہ میں نے پہلے ہی کہہ دیا ہے۔

سردار حسن اختر موکل، جناب والا! دوسری بات میں یہ عرض کروں گا کہ میں چاہتا نہیں تھا لیکن میں اپنا فرض سمجھتا ہوں اور آپ کی وساطت سے اپنے بہت ہی محترم دوست سے یہ کہتا ہوں کہ یہ آپ کی leniency ہے کہ آپ یہ اجازت دے رہے ہیں۔ جب صوبے میں امن و امان کی بات ہو، ہمارے جو قواعد و ضوابط اور بائی لاز ہیں یا آئین کی جو بات ہے اس ہاؤس میں فیڈرل گورنمنٹ کی ان تمام باتوں کو زیر بحث نہیں لایا جا سکتا جس کا تعلق صوبے سے یا اس ہاؤس سے نہ ہو۔ یہ جمہوریت کی بات کرتے ہیں، صدر کی بات کرتے ہیں، بی این آر کی بات کرتے ہیں۔ اس ہاؤس کے جو ضوابط ہیں، جو بائی لاز ہیں، یہ ان کے اندر رہیں۔ ابھی تک جتنی دیر بھی یہ بولے ہیں صوبے میں امن و امان کے متعلق انہوں نے ایک بات نہیں کہی۔ میری ان سے یہ گزارش ہے کہ ایک طرف تو یہ فرماتے ہیں کہ سنجیدگی سے یہ بات لی جائے۔۔ دوسری طرف یہ خود غیر سنجیدہ ہیں۔ اس کے علاوہ ایک اور بات میں جناب کی وساطت سے اپنے نوجوان ساتھی سے عرض کروں گا کہ ان کا جو اپنا انداز ہے،

ہر ایک بات پر کہتے ہو تم کہ " تو کیا ہے"
تمہیں کہو کہ یہ اندازِ گفتگو کیا ہے؟

اس چیئر کو مخاطب کرنے کا یہ انداز نہیں اور جہاں تک اس چیئر کے اختیارات کو چیلنج کرنے کی بات ہے۔ آپ نے تو آرڈر آرڈر کی اپنی آواز اس لئے اونچی کی کہ شور تھا، ورنہ چیئر کے تو اختیار میں اور بھی بہت کچھ ہے۔ میری ان نوجوان ساتھیوں سے گزارش ہے کہ وہ جب چیئر کو مخاطب کریں تو سب سے پہلے یہ بات ذہن میں رکھیں کہ ان کی زبان زیادہ polite ہونی چاہیے۔ یہ بات نہیں ہے کہ ممبر جو چاہے کرے۔ چیئر، سپیکر جو ہاؤس کا custodian ہے اس کا احترام اور اس چیئر کے احترام کے لئے سب سے پہلے ان کو اس بات کا خیال کرنا چاہیے۔ میری تمام دوستوں سے یہی گزارش ہے۔ شکریہ۔ (قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر، میرے خیال میں پہلے ہی کافی cross talk ہو چکی ہے۔ اب اگلے سپیکر کو بات کرنی چاہیے۔ ہاؤس کو 15 منٹ کے لئے مزید extend کیا جاتا ہے۔

شیخ اعجاز احمد ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میری یہ گزارش ہے کہ ہاؤس کا وقت کم از کم دو گھنٹے کے لئے بڑھایا جائے کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ میرے حلقہ کے اندر تین قتل ہوئے ہیں اور 103 ڈکیتیاں ہوئی ہیں۔ یکم جنوری سے لے کر 28 جنوری تک کا ایک ایک دن کا ریکارڈ موجود ہے۔ آئی جی صاحب بھی یہاں تشریف فرما ہیں۔ فیصل آباد کے اندر جو خون کی ہولی کھیلی جا رہی ہے اس پر میں بات کرنا چاہتا ہوں اور کل جب میں نے بات کی تھی صوبائی وزیر کے متعلق جب رگنگ کی بات ہو رہی تھی تو میں نے کہا تھا کہ میں facts and figures سے ثابت کروں گا کہ انتخابات میں دھاندلی ہوئی ہے یا نہیں۔ وہ اخبارات میں رپورٹ ہوئی اور میں اپنے دوستوں سے یہ گزارش کرنا چاہوں گا، پریس والوں سے گزارش کروں گا انہوں نے لکھا ہے کہ ایک فاضل ممبر نے یہ کہا ہے۔ تین باتیں رپورٹ ہوئیں فاضل ممبر چونکہ نئے ہیں اس لئے نام کا نہیں پتا۔ شیخ اعجاز احمد میرا نام ہے اور حلقہ پی پی۔ 72 جسے آپ تاریخی شہر کہتے ہیں، پاکستان کا مانچسٹر کہتے ہیں۔ اس کا جو سٹی کا ایریا ہے ہارٹ آف دی سٹی سے میں منتخب ہو کر آیا ہوں۔ تین قتل ہوئے ہیں، 103 ڈکیتیاں ہیں اور اس سلسلے میں میرے پاس پورے figures ہیں اور باقی سارے دوستوں کے پاس بھی figures ہیں۔ وزیر قانون صاحب یہ کہہ رہے ہیں کہ ایک طرف تو ہم یہ کہتے ہیں کہ انتہائی اہم issue ہے اور دوسری طرف ---

جناب ڈپٹی سپیکر ، شیخ صاحب! لاء منسٹر صاحب نے تو آپ کو بار بار کہا ہے کہ آپ اس بات پر بحث کریں۔ بجائے فیڈرل گورنمنٹ کے اوپر بات کرنے کے، جمہوریت کی بات کرنے کے آپ یہاں لاء اینڈ آرڈر پر بات کریں۔ تاکہ اس کے اوپر آپ کا تمام وقت خرچ ہو اور آئی جی صاحب کو یا ہوم سیکرٹری صاحب کو یہ تمام معلومات ہونی چاہئیں۔

شیخ اعجاز احمد ، جناب سپیکر! کل دو گھنٹے کے لئے سپیکر صاحب نے وقت بڑھایا تھا اور ایجوکیشن کا مسئلہ تھا جس پر دو گھنٹے بڑھا دیئے گئے۔ جن بچوں نے ایجوکیشن حاصل کرنی ہے وہ ایجوکیشن حاصل کرنے سے پہلے ہی قتل کئے جا رہے ہیں۔ ان کا مسئلہ انتہائی اہم ہے۔

میری گزارش ہے کہ دو گھنٹے آج بڑھائیں اور کل کا دن لاء اینڈ آرڈر کے لیے رکھیں۔ منسٹر صاحب اپنی میٹنگ ملتوی کریں۔ شکریہ۔

ڈاکٹر اسد معظم : جناب والا آج صبح اجلاس شروع ہونے سے پہلے جب سپیکر صاحب تشریف لائے تو اسی وقت امن عامہ کی بحث میں حصہ لینے کے لئے میں نے request بھجوائی کہ میں کچھ کہنا چاہوں گا۔ تو میں معذرت کے ساتھ کہتا ہوں کہ بہت سے دوستوں کو ٹائم مل گیا۔ میں گزارش کرنے والا پہلے تھا آپ دیکھیں کہیں میرا نام miss تو نہیں ہو گیا۔ میرا نام ڈاکٹر اسد معظم 'پی پی۔ 67 فیصل آباد ہے۔

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی : جناب والا میری یہ گزارش ہے کہ آپ سارا وقت فیصل آباد اور لاہور کو دے رہے ہیں۔ جنوبی پنجاب والوں کے ساتھ نا انصافی ہو رہی ہے۔

کرنل (ریٹائرڈ) سلطان سرخرو اعوان : پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! یہ تو اب فیشن بنا ہوا ہے۔ پولیس اور عدلیہ پر تنقید کرنا دنیا میں سب سے آسان کام ہے۔ یہ لوگ کہاں سے آئے ہیں' یہ بھی ہمارے بھائی ہیں' ہمارے معاشرے کا حصہ ہیں۔ بنیادی بات یہ ہے کہ ہم اپنے اپنے حلقوں میں امن عامہ کے لئے کیا کرتے ہیں۔ میں تلہ گنگ چکوال میں رہتا ہوں اور ریٹائرڈ فوجی ہوں۔ آدھے لوگ ہمارے جھوٹے پرچے کراتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر : یہ آپ کا پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔ جب آپ کو وقت ملے گا تو اس میں آپ اپنی بات کریں۔ رانا صاحب اس طرح سے بات کریں کہ پھر میں کسی اور کو بھی موقع دوں۔

رانا ثناء اللہ خان : جناب سپیکر! میرا اعتراض تو آپ نے نوٹ کر لیا ہو گا۔ "مردہ ضمیر کر دیا جائے " ۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر : تمام objections نوٹ کر لئے ہیں۔ اب آپ آگے چلیں۔

رانا ثناء اللہ خان :جناب سپیکر! میں محترم لاء منسٹر صاحب سے گزارش کروں گا کہ سارے یہی فرما رہے ہیں کہ میری بات صوبے سے متعلقہ نہیں ہے۔ کیا محترم لاء منسٹر اس بات سے انکار کر سکتے ہیں کہ بے روز گاری تمام جرائم کی جڑ ہے ۔ بے روز گاری جب تک دور نہیں ہو گی اس

وقت تک آپ جرائم کا قلع قمع نہیں کر سکتے اور بے روزگاری کیا آئی جی پولیس نے دور کرنی ہے؟ آئی جی نے تو جو کرنا تھا کر دیا۔ الیکشن ان کو جتوانا تھا وہ جتوا دیا۔ اب آگے تو سارا کام انہوں نے کرنا ہے۔ بے روزگاری کو دور کرنے کے لئے یہ کیا کریں گے؟ میں جو بات کر رہا ہوں یہ کہتے ہیں کہ جرنیلوں کی بات 'یہ تو اوپر چلی جاتی ہے۔ جرنیل ادھر ان کے سر پر بھی تو بیٹھا ہے جس کی اجازت کے بغیر یہ---

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ نے جو بات کرنی ہے کر دیجئے۔ آپ کو کھلی چھٹی ہے۔ میں آپ کو اجازت دیتا ہوں۔ بات کریں' جب تک آپ کی تقریر ختم نہیں ہو گی' میں بیٹھا ہوں۔ آپ بات کریں۔

رانا ثناء اللہ خان ،جناب سپیکر!

جناب ڈپٹی سپیکر ، آپ کو موقع دیا جاتا ہے۔ آپ پہلے اپنی بات کو ختم کریں۔

(قطع کلامیاں) Please let him speak

رانا ثناء اللہ خان ، تو پھر آپ سنیں ناں۔ میں یہ بات ہی کر رہا ہوں یہ میری بات ہی ہے ----

جناب ڈپٹی سپیکر ، وہی تو عرض کر رہا ہوں میں آپ کو اجازت دے رہا ہوں۔

رانا ثناء اللہ خان ، ایک جرنیل ان کے سر پر بھی بیٹھا ہے جس کی اجازت کے بغیر انہوں نے اپنے وزراء کے محکمے بھی تقسیم نہیں کئے اور یہ دیکھیں کہ بے روزگاری اس ملک کا' اس صوبے کا بنیادی مسئلہ ہے' اس بے روزگاری کو دور کرنے کی اور اس ناانصافی کو دور کرنے کی ہمت رکھتے ہیں؟ نوٹ فرمائیں۔ یہ ٹیکنیکل ایجوکیشن اینڈ ووکیشنل ٹریننگ اتھارٹی ہے۔ اب یہ بھی کہیں کہ یہ آئین کے تحت ہے اور یہ اوپر وفاق کا ادارہ ہے۔ یہ ان کے صوبے کا ادارہ ہے۔ ٹیکنیکل ایجوکیشن اینڈ ووکیشنل ٹریننگ اتھارٹی کتنا بڑا محکمہ ہے' چھوٹا سا محکمہ ہے۔ اس میں دیکھیں کہ کیا ہوا ہے؟ ایک طرف لوگ ہاتھوں میں ڈگریاں لئے در بدر ہو رہے ہیں۔ بھوک سے مر رہے ہیں اور دوسری طرف کرنل (ر) قمر بشیر جی ایم (آپریشنز) 60 ہزار روپے ماہانہ' گاڑیاں' رہائش اور اس کے علاوہ بے شمار مراعات لے رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میرا خیال ہے This is irrelevant point آپ لاء اینڈ آرڈر کی بات کریں۔ اگر آپ نے general discussion کرنی ہے تو وہ اور بات ہے۔ ابھی آپ کے فیصل

آباد کے ساتھیوں نے کہا ہے کہ وہاں قتل ہو رہے ہیں۔ آپ اگر بات کرنا چاہتے ہیں تو ان کی بات کریں۔

رانا ثناء اللہ خان، ان قتلوں کے ہونے میں بے روزگاری کا بھی عمل دخل ہے۔

وزیر صنعت، جناب سپیکر۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی فرمائیے۔

وزیرصنعت، جناب سپیکر! ادارہ ٹیوٹا میاں نواز شریف صاحب نے بنایا تھا اور اس میں ان لوگوں کی اکثریت ہے جو اس دور میں تعینات کئے گئے تھے۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! ان کی induction اب ہوئی ہے۔ میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ بے روزگاری کا بھی جرائم میں ایک دخل ہے۔ جب آپ اس طرح کی بھرتیاں کریں گے اور لوگ ہاتھوں میں ڈگریاں لے کر در بدر پھریں گے تو پھر ان میں سے کچھ ایسے ہیں جو جرائم کی طرف ہی راغب ہوں گے۔ میں نے بتایا کہ کرنل (ر) قمر بشیر، جی ایم (آپریشنز) 60 ہزار روپے ماہانہ، گاڑیاں اور رہائش فری۔ اس کے بعد کرنل (ر) اعجاز اشرف طور، زونل مینجر (نارتھ) 40 ہزار روپے ماہانہ، گاڑیاں اور بے شمار سہولیات۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میرا خیال ہے کہ Again you are out of the context. تو I think you are not interested to speak on the Law and Order Let me give the floor to somebody else.

رانا ثناء اللہ خان، جناب والا! آپ نے خود مجھے 10 منٹ دیئے ہیں تو آپ مجھے بات کرنے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ اگر ایک ہی بحث بار بار کریں تو اس کا تو فائدہ نہیں۔ آپ کو اتنا موقع دیا گیا ہے اگر آپ نہیں کرنا چاہتے تو کسی اور کو موقع دیں۔ You don't want to discuss the Law and Order اس میں اگر کسی کی تعیناتی یا تقرری ہو رہی ہے تو It has nothing to do with Law and Order رانا صاحب! آپ ایک مدبر اور اچھے شریف سیاست دان ہیں۔ آپ کرائم کی بات کریں۔ آپ لاء اینڈ آرڈر کی بات کریں۔ اس میں بے شک دس منٹ لیں، چاہے جتنا وقت لیں۔ اگر آپ out of the context بات کریں گے تو اس کا کیا فائدہ ہوگا؟ مقصد تو یہ ہے کہ آپ اپنے آپ کو لاء اینڈ آرڈر پر رکھیں، وہ زیادہ بہتر ہے۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ جب میں یہ کہہ رہا ہوں کہ بے روزگاری کی وجہ سے امن و امان خراب ہے تو مجھے آپ نشان دہی کرنے دیں۔

محترمہ صغیرہ اسلام، جناب سپیکر---

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' بی بی! فرمائیے۔

محترمہ صغیرہ اسلام، جناب سپیکر! سب سے پہلے تو میں آپ کی مشکور ہوں کہ شکر ہے آپ نے بولنے کا موقع دیا ہے۔ امن و امان کی صورت حال پر بات آ رہی ہے۔ میں یہاں آئی جی کی موجودگی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنے ضلع کے ایک اہم مسئلے کی طرف ان کی توجہ دلانا چاہوں گی۔ میاں عصمت فاروق میرے ضلع کے سینئر نائب صدر تھے جنہیں 13 دسمبر کو انتہائی بے دردی کے ساتھ اس وقت قتل کیا گیا جب وہ عشاء کی نماز پڑھ کر باہر آ رہے تھے۔ انہوں نے مرنے سے پہلے اپنی ایف آئی آر خود درج کرائی اور اس کے بعد ان کی موت واقع ہوئی۔ ابھی تک ان کا کوئی قاتل پکڑا نہیں گیا۔ فاروق آباد ایک چھوٹا سا قصبہ ہے جہاں پر ان کے قاتل دندناتے پھر رہے ہیں اور وہ ان کے گھر والوں کو threat کرتے ہیں کہ پہلے تمہارا ایک آدمی مارا تھا اسی طرح باقی بھی ختم کر دیں گے کیونکہ ہمیں کوئی آدمی پکڑ نہیں سکتا۔

جناب والا! میں آپ کے توسط سے آئی جی صاحب سے گزارش کروں گی کہ میاں عصمت کے قاتلوں کو گرفتار کرنے کے لئے ایس پی صاحب اور ایس ایچ او پر زور دیں کہ وہ جلد از جلد ان کے قاتلوں کو گرفتار کریں تا کہ پتا چلے کہ واقعی امن و امان قائم ہے۔

محترمہ زاہدہ سرفراز، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' بی بی! آپ فرمائیے۔

محترمہ زاہدہ سرفراز، جناب سپیکر! صبح سے شام ہو گئی ہے اپوزیشن میں یہ واحد خاتون ہے جنہوں نے to the point بات کی ہے۔ انہوں نے آئی جی صاحب کے آنے کا فائدہ اٹھایا ہے۔ باقی سب wrong ہیں۔

جناب طالب حسین چودھری، جناب سپیکر---

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' فرمائیے۔

جناب طالب حسین چودھری، جناب سپیکر! امن عامہ کے لئے تجاویز ہیں۔ تجویز نمبر ایک' پولیس کی اخلاقی تربیت کا اہتمام کیا جائے۔ کرپشن کا خاتمہ کیا جائے اور افسروں پر چیک لگایا

جائے۔ تھانوں اور پولیس چوکیوں پر عام لوگوں کی پہنچ آسان بنائی جائے۔ دیہاتی علاقوں میں پولیس کو آپریشن اور زیادہ رہائشی سہولتیں فراہم کی جائیں۔ پنچایت سسٹم رائج کریں۔ عدالتوں کے لین دین کے جھگڑے میں پولیس کو پنچایت کے فیصلے میں شمولیت کا اختیار دیں اور اس پر عمل کرنے کا بھی اختیار دیں۔ شکریہ

وزیر قانون: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی' فرمائیے۔

وزیر قانون: جناب سپیکر! میں معزز اراکین سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جب میں بات کر رہا تھا تو میں نے بڑے واضح الفاظ میں کہا تھا کہ ہم سارے دوستوں کو سننا چاہیں گے۔ ان کا point of view سامنے آنا چاہیے۔ میری گزارش ہوگی کہ ایک تو پوائنٹ آف آرڈر پر پابندی لگائیں تاکہ جو دوست بات کرنا چاہتا ہے وہ کھل کر بات کر سکے اور اپنا وقت صحیح طور پر استعمال کر سکے۔

جناب والا! دوسرا میں تھوڑا سا decorum کے حوالے سے بات کرنا چاہوں گا۔ معزز رکن میرے بھائی ہیں اور لیڈر آف دی اپوزیشن کی سیٹ پر بیٹھے ہیں اور وہ وہاں سے بات کر رہے ہیں۔ This is not decorum of the House آپ کے قائد کی سیٹ ہے۔ اس کو خالی رہنا چاہیے جب تک آپ کے قائد نہیں ہیں۔

میری تیسری گزارش یہ ہے کہ رانا صاحب کو موقع دیا جائے وہ اپنی بات مکمل کریں اور اس کے بعد پھر اسے time limit کریں کہ ہر دوست پانچ منٹ بولے۔ جتنے دوست بولنا چاہتے ہیں بولیں۔ ہم ان کی باتوں کو سنیں گے' ان کا جواب دیں گے لیکن ایک تناسب ضرور رکھا جائے یعنی ایک دوست اُدھر سے بولے اور ایک دوست ادھر سے بولے۔ تناسب رکھ کر بات کریں تاکہ اس بات کو ختم کیا جا سکے۔ میری گزارش ہے کہ point of order پر پابندی لگائیں تاکہ بات مکمل ہو سکے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میں اپنی بات کو conclude کر رہا ہوں۔ میرے محترم بھائی پارلیمانی لیڈر (ایم۔ایم۔اے) اصغر علی گجر صاحب نے حکم فرمایا ہے اور میں یہ بات ووکیشنل ٹریننگ اتھارٹی سے متعلق اور جو کچھ NAB میں ہوا ہے۔ جس طرح سے اس نے ملک میں انصاف فراہم کیا ہے' اس حوالے سے بات میں کسی اورموقع پر اٹھا رکھتا ہوں۔

میں آخری بات اپنے ان بھائیوں سے اور لاء منسٹر سے یہی کہوں گا کہ اس ملک

میں اگر امن و امان قائم کرنا ہے تو انصاف پر مبنی معاشرے کے قیام کے لیے جدوجہد کریں اور اگر انصاف پر مبنی معاشرہ قائم کرنا ہے تو اس ملک میں پولیٹیکل سسٹم کو مضبوط کرنے کے لیے جدوجہد کریں۔ اگر اس ملک میں پولیٹیکل سسٹم کو مضبوط کرنا ہے، اس کے لیے جدوجہد کرنی ہے تو پھر جرنیلوں کی گود سے نیچے اتریں اور ہمارے ساتھ کندھے سے کندھا ملائیں اور جدوجہد کریں۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس ملک میں جمہوریت اور پولیٹیکل سسٹم مضبوط ہوگا، انصاف فراہم ہوگا اور امن و امان قائم ہوگا۔ بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔

جناب حفیظ اللہ خان: ہم نے اپنے عوام کے مسائل حل کرنے ہیں۔ میرے جو بزرگ اور دوست بیٹھے ہیں۔ ہم پہلی دفعہ منتخب ہو کر آئے ہیں۔ ہم نے ان سے سیکھنا ہے۔ لیکن میں یہ افسوس سے کہتا ہوں کہ وہ ہمیں کیا سکھا رہے ہیں۔ آپ کو تحمل سے کام لینا چاہیے۔ ہماری بات بھی سننی چاہیے۔ آپ مہنگائی کی بات کرتے ہیں، بیروزگاری کی بات کرتے ہیں تو وہ آپ کو سابقہ حکومت سے ورثے میں ملی ہے۔ اس حکومت کو ورثے میں ملی ہے۔ انشاء اللہ یہ حکومت مسئلہ حل کرے گی۔ ہمیں اپنے عوام نظر آ رہے ہیں۔ ہمیں بھی اپنے علاقے کی بیروزگاری نظر آ رہی ہے۔ ہم بھی الرٹ ہو کر اس ایوان میں بیٹھے ہیں۔ انشاء اللہ یہ مسائل ہم نے حل کرنے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی راجہ صاحب!

راجہ ریاض احمد: جناب سپیکر! انتہائی دکھ اور افسوس کے ساتھ میں یہ بات کروں گا کہ ہم نے آج اس صوبے میں امن و امان کی صورتحال پر اظہار خیال کرنا تھا لیکن جس طریقے سے ہمیں اظہار خیال کرنا چاہیے، میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس صوبے کا اس وقت سب سے بڑا مسئلہ امن و امان کا مسئلہ ہے۔ اس صوبے میں ڈکیتیاں، چوریاں اس حد تک بڑھ چکی ہیں کہ فیصل آباد شہر میں تاجر طبقہ شام کو اپنے گھروں میں نہیں جا سکتا۔ راستے میں ڈکیتیاں ہو رہی ہیں اور میرا دل خون کے آنسو روتا ہے کہ میرے بھائی راجہ بشارت وزیر قانون یہ فرما رہے ہیں کہ ہم اصلاح کرنا چاہتے ہیں۔ ہم بہتری کی طرف جانا چاہتے ہیں۔ کیا ان کی

بہتری یہی ہے کہ لاء اینڈ آرڈر اس وقت پورے صوبے میں ابتر ہے، لوکل گورنمنٹ کا قانون بنا کر جنرل نقوی نے اس کا ستیاناس کیا ہے۔ اسی طرح اسی جنرل نقوی نے پولیس میں ترامیم کر کے investigation کا نیا شعبہ بنا کر اس کا ستیاناس کر دیا ہے۔ کوئی ذمہ دار آدمی نہیں ہے۔ تھانے میں جاتے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ ایف آئی آر ہوگی اور جو چودہ میل دور دوسرا تھانہ ہے وہاں investigation چلی گئی ہے۔ ملزموں کو پکڑنے والا اب کوئی آدمی نہیں رہ گیا۔ ملزم تھانے میں آتے ہیں۔ ایس ایچ او کہتا ہے کہ ان کی گرفتاری کی فلاں جگہ تفتیش چلی گئی ہے' وہاں پر گرفتاری ہوگی۔ ان کی گرفتاری نہیں ہو سکتی۔ لاء اینڈ آرڈر کی بات کرتے ہیں کہ ہم نے اس میں اصلاح کی ہے۔ پچھلے دو مہینے میں ہم نے لاء اینڈ آرڈر بہتر کیا ہے۔ میں چیلنج کے ساتھ اس ایوان میں یہ بات کہہ رہا ہوں کہ صوبے میں لاء اینڈ آرڈر کی جتنی بری حالت اس وقت ہے اس سے پہلے آج تک نہیں ہوئی۔ کل آئی جی صاحب فیصل آباد تشریف لے گئے تھے۔ چیمبر آف کامرس میں لوگوں نے ان کے آگے ہاتھ جوڑے ہیں۔ لوگ وہاں پر روتے ہیں کہ ہمارے ساتھ ڈاکو اور چور وہ سلوک کر رہے ہیں جو آج تک نہیں ہوا۔ یہ اس چیز کا منہ بولتا ثبوت ہے کہ صوبے میں لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال بہت خراب ہے۔ یہاں پر یہ کہتے ہیں کہ ہمیں تجاویز دیں۔ ہم تجاویز دینے کو تیار ہیں لیکن یہ بے بس لوگ ہیں۔ یہ جرنیلوں کی بنائی ہوئی جو ترامیم ہیں ان میں یہ کچھ نہیں کر سکتے۔

میں راجہ بشارت صاحب کو لکھاتا ہوں کہ یہ ترامیم کرنا چاہتے ہیں۔ سب سے آسان کام تھا کہ جب کسی کے ساتھ تھانے میں ظلم ہوتا تھا تو اس کو اختیار ہوتا تھا کہ وہ تفتیش بدلوا لے۔ اگر تھانے میں کوئی ظلم کر رہا ہے تو تفتیش بدلوا لے۔ انھوں نے ظلم یہ کیا ہے کہ اس جنرل نقوی نے اس صوبے اور ملک کا جس بری طرح ستیاناس کیا کہ اب تفتیش بدلنے پر پابندی لگ چکی ہے۔ کسی کو انصاف نہیں مل رہا۔ اس کی میں واضح مثال آپ کو پڑھ کر سناتا ہوں۔ ایک ڈی ایس پی صاحب لکھتے ہیں کہ " لیکن جہاں تک محمود نامی شخص کو قتل کرنے کا تعلق ہے اس بارے میں عام رائے پائی جاتی ہے کہ

مدعی فریق کے وسیم نامی شخص نے مقدمے کی مضبوطی کی خاطر اس کی ٹانگ پر فائر کر کے اقدام قتل کے تحت مقدمے کو درج کرانے کے لیے اس نے اپنے آدمی کو خود زخمی کیا۔" لیکن نیچے لکھتے ہیں کہ" کیونکہ مدعیوں نے یہ مقدمہ درج کرایا ہے اس کو میں عدالت کے رحم و کرم پر چھوڑتا ہوں۔" خود لکھ رہے ہیں کہ انھوں نے اپنی ٹانگ پر خود فائر مارا ہے۔ ان ملزموں کی پورے پنجاب میں دوبارہ تفتیش کرنے کے لیے کوئی تیار نہیں۔ میں نے سب جگہ پر دروازے کھٹکھٹائے کہ جناب آپ کا ڈی ایس پی لکھ رہا ہے کہ مدعیوں نے خود اقدام قتل کیا ہے۔ خود اپنے آپ کو فائر مارکر جھوٹا پرچہ درج کرایا ہے۔ ہمارے آدمی ڈسچارج کر دیں۔ لیکن اس صوبہ پنجاب جس کی راجہ بشارت صاحب بات کر رہے ہیں کہ اس صوبہ پنجاب میں ان بیگناہ لوگوں کو انصاف مہیا کرنے کے لیے کوئی عدالت نہیں، کوئی ایسا افسر نہیں، جو یہ تفتیش تبدیل کر سکے۔ راجہ صاحب! اگر تفتیش تبدیل کرنے پر جنرل نقوی نے پابندی لگا دی ہے تو کیا آپ اس تفتیش تبدیلی کی پابندی ختم کر سکتے ہیں؟ میں نہیں سمجھتا کہ آپ وہ تفتیش تبدیلی کی جو غلط پابندی لگی ہے جو غریب کو انصاف کی راہ میں رکاوٹ ہے، اگر آپ اس کو ختم کریں گے تو ہم مانیں گے کہ آپ میں ہمت ہے۔

اس کے علاوہ جو آپ نے لاہور میں investigation کا تجربہ کیا ہے وہ ماشاء اللہ عذاب اب آپؐ نے اپنی حکومت آنے کے بعد ہمارے شہر فیصل آباد پر بھی نازل کر دیا ہے۔ اس عذاب نازل کرنے پر میں آپ کو مبارک باد دیتا ہوں۔ اس کی مثال اس طرح دوں گا کہ میرے حلقے کا ایک تھانہ غلام محمد آباد ہے اور ایک تھانہ نشاط آباد ہے۔ جو پرچہ نشاط آباد میں درج ہوتا ہے اس کی investigation کے لیے مدعی اور ملزموں کو 13 میل دور جانا پڑتا ہے۔ وہاں پر پورا سٹاف بٹھا دیا گیا ہے۔ ڈی ایس پی اور انسپکٹر صاحبان کو کہا جاتا ہے کہ تفتیش آپ نے کرنی ہے۔ اب ایف آئی آر درج ہوگئی ہے۔ ملزموں کو پکڑنا ایس ایچ او کی ذمہ داری ختم ہو چکی ہے۔ راجہ بشارت صاحب جس بہتر طریقے کے ساتھ ایس ایچ او اپنے علاقے میں ملزم کو گرفتار کر سکتا ہے۔ investigation cell والا انسپکٹر اس

بہتر طریقے سے اس علاقے سے اس ملزم کو گرفتار نہیں کر سکتا۔ میں یہ چیز ثابت کر دیتا ہوں۔ اس کے علاوہ مقامی تھانے میں تفتیش کی بجائے تیرہ تیرہ' سولہ سولہ' اٹھارہ اٹھارہ میل دور' تفتیشی سیل ہیں اور وہ تفتیشی سیل والے صاحب صبح نو بجے آتے ہیں' دس بجے آتے ہیں اور تین بجے چھٹی کر کے چلے جاتے ہیں اور ہزاروں لوگ investigation کرانے والے ہیں' نہ ان کے لئے بیٹھنے کی جگہ ہے نہ ان کے لئے پانی مہیا ہے۔ ایک ایک investigation cell میں ہزاروں لوگ بے یارو مدد گار پڑے ہیں۔ انہوں نے صوبہ پنجاب کے عوام کو ایک تحفہ دیا ہے۔

راجہ صاحب! میں آپ کی توجہ چاہوں گا کہ کل ہمارے فیصل آباد چیمبر کے اہم عہدے دار کی بھتیجی' ایک خاتون سروس روڈ پر رات 11 بجے جا رہی تھی' ڈاکوؤں نے روکا' ڈرائیور نے گاڑی بھگائی انہوں نے پیچھے سے فائرنگ کی---

MR DEPUTY SPEAKER: Time is extended till 5 00 p.m

راجہ ریاض احمد، جناب سپیکر! تینوں کو فائر لگے اور ان میں سے ایک عورت وفات پا گئی۔ پورا شہر سراپا احتجاج بن چکا ہے۔ فیصل آباد شہر کے اندر مہینے میں 162 ڈکیتیاں ہوئی ہیں۔ آپ کہتے ہیں کہ پرچے درج ہو رہے ہیں۔ سپیکر صاحب اور دوست کہتے ہیں کہ آپ نہ بولیں۔ ہم اپوزیشن میں ہیں اور ہمارا بولنا حق بنتا ہے اور آپ کا فرض بنتا ہے کہ آپ ہماری بات سنیں۔ آپ اگر کچھ نہیں کر سکتے تو ایک علیحدہ بات ہے لیکن سننے کی ہمت رکھیں۔ میں اس سے مکمل طور پر اختلاف کرتا ہوں۔ یہ صوبہ پنجاب پولیس سٹیٹ بن چکا ہے۔ اس الیکشن میں جس طرح پولیس کو استعمال کیا گیا اس سے پولیس کے حوصلے بلند ہو چکے ہیں۔ ظلم کی انتہا یہ ہو رہی ہے کہ آئی جی صاحب کے پاس کوئی ایم پی اے جائے تو اسے ایک کمرے میں بٹھا دیا جاتا ہے کہ آپ کی باری جب آئے گی تو اس وقت آپ آئی جی صاحب سے ملیں گے۔ پہلے یہ رواج ہوتا تھا کہ جب ایم پی اے کی مرضی ہوتی تھی وہ جاتا تھا اور اپنا مسئلہ بتاتا تھا۔ لیکن اب آئی جی کو ملنے کے لئے بھی ایم پی اے کو اڑھائی گھنٹے انتظار کرنا پڑتا ہے اس کے بعد آئی جی صاحب کی مرضی ہو تو اس کو بلائیں گے۔ آپ کہتے ہیں کہ ہم نے لوگوں کو انصاف دینا ہے' بہتری کرنی ہے۔ آج لاء اینڈ آرڈر پر بات ہو رہی تھی۔ صوبے کے وزیراعلیٰ تشریف نہیں لائے' انہوں نے آپ کو بھیج دیا ہے۔ میں یہ

سمجھتا ہوں کہ ہم نے جو تجاویز دینی ہیں' باتیں کرنی ہیں آپ مجھے یہ تفتیش بدلوا کے دکھا دیں میں مانوں گا کہ آپ کے پاس کوئی اختیارات ہیں۔ ڈی ایس پی کا لکھا ہوا ہے۔ آپ اٹھ کے کہیں کہ میں یہ تفتیش بدلوانے کا اختیار رکھتا ہوں اور بدلوا کے دیں۔۔۔ (قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ معزز ممبر! آپ بات کریں۔

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی: جناب سپیکر! میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے جنوبی پنجاب کے محروم علاقے کے ایک مظلوم نمائندے کو بھی اس ہاؤس میں بات کرنے کا حق دیا ہے۔ فیصل آباد میں بے انتہا ڈاکے پڑ رہے ہیں' بے انتہا امن عامہ کی حالت خراب ہے۔ بہت سے نمائندوں نے باتیں کرنی ہیں۔ میں بھی ان کی بات کی تائید کرتا ہوں۔ لیکن میں اپنے علاقے جنوبی پنجاب ملتان' بہاولپور اور ڈیرہ غازی خان ڈویژن تک محدود رہوں گا' بات بھی صرف چار منٹ کروں گا۔ آپ گھڑی دیکھ لیں' پانچویں منٹ پر بیٹھ جاؤں گا۔

جناب والا! سب سے بنیادی بات یہ ہے کہ جب آپ نے امن عامہ کی بات کرنی ہے۔ اگر کسی علاقے میں امن عامہ کو قائم رکھنا ہے تو سب سے بنیادی بات جو میرے فاضل ممبر رانا ثناء اللہ صاحب نے شروع کی تھی کہ جس علاقے کے عوام کو انصاف مل جائے گا' جس علاقے کے عوام کو حق مل جائے گا' وہاں پر لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال خود بخود بہتر ہونی شروع ہو جائے گی۔ ایس پی' ڈی ایس پی یا ڈی سی او افسران کے تبادلوں سے یا اپنی مرضی کے لگوانے سے کبھی بھی امن عامہ کی صورتحال بہتر نہیں ہوتی۔ میں آپ کو مثال دیتا ہوں کہ میرا مظلوم شہر ملتان چار مہینے سے ضلع ناظم کے بغیر کام کر رہا ہے۔ یہ بات میں اس لئے کر رہا ہوں کہ اگر ہمیں وہاں کے کسی پولیس افسر سے کوئی شکایت ہے تو میرے ملتان کا ہر بندہ اٹھ کر یہاں آئی جی صاحب کے پاس نہیں آ سکتا اور نہ ہی یہاں آئی جی صاحب ہر کسی کو ملنے کے لئے تیار بیٹھے ہیں۔ کسی ڈی ایس پی یا کسی ڈی سی او کی شکایت لے جانے کے لئے ہم ضلع ناظم کے پاس جاتے تھے۔ ملتان میں چار مہینوں سے ضلع ناظم نہیں ہے اور وہاں پر صرف ایک سی ایس پی افسر' ایک بیوروکریٹ کو ڈی سی او کی صورت میں ناظم کے اختیارات دے کر بٹھایا گیا ہے۔ ملتان کے لوگوں کی جب تک محرومیاں ختم نہیں ہوں گی' شکایات کے ازالے کے لئے کوئی فورم

نہیں ہو گا تو یقیناً لاء اینڈ آرڈر کا مسئلہ ضرور پیدا ہو گا۔

جناب والا! پہلے لاہور والے لاہور کو نوازتے رہے۔ میں آپ کو تازگی بات بتاتا ہوں۔ اتنا فنڈ جتنا ایک جیل روڈ کی تعمیر پر لگا دیا گیا' میرے جنوبی پنجاب کے 1200 میل سڑکوں کے اوپر تعمیر اور مرمت پر نہیں لگایا گیا جو ایک جیل روڈ کے اوپر خرچ کر دیا گیا۔ یہاں آپ فواروں کے اوپر اور لائٹنگ پر خرچ کر دیتے ہیں۔ میرا پورا چولستان پڑا ہوا ہے' وہاں پینے کا پانی نہیں ہے۔ یہاں ڈیکوریشن کے لئے کروڑوں' لاکھوں روپیہ پانی کے فواروں پر ہی خرچ کر دیتے ہیں۔ پھر آپ کہتے ہیں کہ وہاں پر امن عامہ قائم رہے۔ امن عامہ کیسے قائم رہے کہ لاہور کے ساتھ یہ سلوک ہے۔ جنوبی پنجاب اور ڈیرہ غازی خان بلکہ آپ خود کا تعلق بھی ڈیرہ غازی سے ہے' ان ساری باتوں کو آپ اچھی طرح سمجھتے ہیں کہ کیا کیا مسائل ہیں؟ آپ وزارتوں کو ہی دیکھ لیں کہ میرے بھائی دریشک صاحب کو کیسے انہوں نے وزارت دے دی؟ ورنہ آپ دیکھیں کہ میرے جنوبی پنجاب کے چار چار اضلاع میں وزارت نہیں ہے۔ نہ ملتان سے' نہ وہاڑی سے' نہ لودھراں سے اور نہ ہی لیہ سے کوئی وزیر لیا گیا۔ جب کہ upper پنجاب میں ایک ہی ضلع سے چار چار وزیر لئے گئے ہیں۔ اگر آپ اس قسم کی ناانصافیاں کریں گے تو آپ کیوں توقع رکھتے ہیں کہ لاء اینڈ آرڈر بہتر ہوگا؟ اگر آپ فاضل ممبر چاہتے ہیں کہ لاء اینڈ آرڈر maintain رہے تو پھر آپ کی بہتری کے لئے ایک شعر اور اس کے بعد تقریر ختم کروں گا۔ شعر یہ ہے کہ۔

اتھاں کہیں کوں مانڑ وفاواں دا
تے کہیں کوں ناز اداواں دا
اساں پیلے پتر درختاں دے
ساکوں رہندے خوف ہواواں دا

اور آخری شعر سن لیں کہ،

جڈاں وی حق دا نصاب ڈھداں
ہو تو رنگی کتاب ڈھداں

کھل حقیقت وی سامنے اسے
ولاوی شک ہے جو خواب ڈھداں
حسین چہرے ضعیف ڈسدن
تیڈے منہ تے شباب ڈھداں

جناب جہانزیب راؤ: پوائنٹ آف آرڈر سر!

جناب ڈپٹی سپیکر: پلیز آپ تشریف رکھیں۔ بی بی بات کریں گی۔ بعد میں آپ کو موقع دیا جائے گا۔ You can't dictate me. Please sit down. I have given the floor. You please sit down. Sit there in your seat. بی بی کے بعد آپ کو موقع دیا جائے گا۔ پلیز بیٹھ جائیں۔

محترمہ فرزانہ راجہ: جناب سپیکر! بہت شکریہ کہ کافی دیر کے بعد مجھے موقع دیا گیا۔ میں ایک تجویز دیتی ہوں کہ بہتر یہی ہوتا کہ آپ کے پاس لوگوں کے ناموں کی جو priority basis پر لسٹ تھی اگر آپ اس طرح call کرتے تو شاید ایسی صورتحال پیدا نہ ہوتی۔ لیکن بہرحال جو بھی ہوا پھر بھی آپ کا شکریہ کہ مجھے موقع دیا گیا۔ میرے پاس کچھ تجاویز اور کچھ مسائل بھی ہیں جو پنجاب کے مختلف علاقوں کے ہیں۔ میں لاء منسٹر راجہ بشارت صاحب کی توجہ اس طرف دلانا چاہتی ہوں۔ چونکہ ان کا تعلق بھی ڈسٹرکٹ راولپنڈی سے ہے اور میرا تعلق بھی وہیں سے ہے۔ وہاں پر انہوں نے کہا کہ ہم facts and figures کی بات نہ کریں کیونکہ پتا نہیں کہ کہاں پر ڈاکے ہوئے، کتنی راہزنی ہوئی، کتنی ڈکیتیاں ہوئیں اس کا ذکر رانا آفتاب صاحب نے تفصیل سے کر دیا ہے لیکن منسٹر صاحب خود جانتے ہیں کہ ڈسٹرکٹ راولپنڈی میں پچھلے ایک مہینے میں سینکڑوں قتل، ڈاکے اور عورتوں کی آبرو لوٹی گئی۔ کتنے اور مسائل جو وہاں پر درپیش ہیں۔ لیکن ابھی جو اس وقت لوکل مسائل ہیں میں ان کی طرف توجہ دلانا چاہوں گی کہ بہت سارے ایسے تھانے ہیں جہاں پولیس کے اہل کار لوگوں کو خاص طور پر دیہی علاقوں میں، جو کم پڑھے لکھے لوگ ہیں ان کو مختلف الزامات لگا کر گرفتار کر لیتے ہیں کہ یہ جواء کھیلتے ہوئے پکڑے گئے یا کوئی بھی الزام جو ان کے اوپر لگایا جاتا ہے اور ان کو تھانوں میں لے جا کر حوالات میں بند کر دیا جاتا ہے۔ غریب

لوگ اپنی عزت بچانے کے لئے اور اپنی بدنامی کے ڈر سے ان لوگوں کے ساتھ مک مکا کر کے ' دے دلا کر جان چھڑاتے ہیں اور یہی مقصد ان پولیس اہلکاروں کا ہوتا ہے جس کے لئے وہ ان کو پکڑ کر لے جاتے ہیں۔ میں یہ نہیں کہتی کہ سارے لوگ بے گناہ ہوتے ہیں لیکن میں یہ بات وثوق سے کہہ سکتی ہوں کہ اس میں زیادہ تر لوگ بے گناہ ہوتے ہیں اور ان کو صرف اور صرف پیسے کمانے کے لئے لے جایا جاتاہے اور ان کی تذلیل کی جاتی ہے اس کے لئے میں یہ تجویز دوں گی کہ آپ ہر تھانے کے علاقہ میں ایسی کمیٹیاں بنائیں جن میں علاقے کے معززین شامل ہوں جو کہ اچھی شہرت کے حامل ہوں اور جب بھی اس طرح لوگوں کو گرفتار کیا جائے تو معززین علاقہ کو بلایا جائے اور پتا چلے کہ واقعی اس میں حقیقت کیا ہے ۔ کیونکہ اگر یہ سولو فلائٹ ہوگی ' ایک ایس ایچ او اس کو گرفتار کر کے لے آئے گا تو اس کے بعد یہ ثابت کرنا مشکل ہو گا کہ یہ بےچارے واقعی گنہگار تھے یا بے گناہ تھے۔ اس کے علاوہ جو دوسرا سب سے بڑا مسئلہ ہمارے ملک میں practice کیا جاتاہے' دنیا کے کسی اور ملک میں نہیں ہے وہ یہ ہے کہ جب کسی پر کوئی الزام لگایا جاتا ہے' کوئی بھی ملزم ہے' جب وہ فرار ہو جاتا ہے یا وہاں پر موجود نہیں تو ان کی فیملیز کو خصوصاً ان کے بوڑھے ماں باپ کو ' ان کے بچوں کو ' ان کی بیویوں اور بہنوں کو پکڑ کر تھانے کی حوالات میں بٹھا دیا جاتا ہے تاکہ وہ اس کو بلیک میل کر کے واپس لا سکیں۔ تو میں سمجھتی ہوں کہ یہ انسانی حقوق کی خلاف ورزی ہے اور میں یہ سمجھتی ہوں کہ یہ ان فیملیوں کے ساتھ بہت بڑی زیادتی ہے اور اس کو ختم کرنے کے لئے سخت قوانین بنائے جائیں تاکہ کسی بھی پولیس اہلکار کی یہ جرأت نہ ہو کہ جس کے اوپر مقدمہ درج ہے یا جس کے اوپر الزام ہے اس کے علاوہ کسی بھی شخص کو گرفتار کیا جائے یا حوالات میں لایا جائے ۔

جناب والا! یہ تو عام بات تھی۔ اب میں خواتین کے مسائل کی طرف آتی ہوں کہ خواتین کے لئے دیہی علاقوں میں ویمن پولیس اسٹیشن قائم کئے جانے چاہئیں۔ میں فخر کے ساتھ آج یہاں کہوں گی کہ ہمارے دور میں' پاکستان پیپلز پارٹی کے دور میں' محترمہ بے نظیر بھٹو صاحبہ کو یہ کریڈٹ جاتا ہے کہ انہوں نے ویمن پولیس اسٹیشن کا قیام عمل میں لایا اور میں یہ سمجھتی ہوں کہ اس چیز کو آگے بڑھاتے ہوئے اس کی اشد ضرورت ہے کیونکہ خواتین جو کہ کسی بھی

حالات کی وجہ سے، کسی بھی چیز میں involve ہوتی ہیں، ان خواتین کو جب تھانوں میں لایا جاتاہے تو اس سے معاشرتی برائیاں جنم لیتی ہیں بہت سارے مسائل جنم لیتے ہیں۔ اس چیز کو اپنی خواتین کو protect کرنے کے لئے ان کی عزت اور ناموس کو protect کرنے کے لئے میں یہ سمجھتی ہوں کہ عورتوں کے ویمن پولیس اسٹیشن دیہی علاقوں میں قائم ہونے چاہئیں۔ یہ تو پولیس اسٹیشن کی حد تک ہے۔ میں آپ کو یہ مشورہ دوں گی کہ کرائم رپورٹ کمیشن یا ایسے دفاتر بنا دیئے جائیں اس کے لئے اگر ہمارے پاس بلڈنگز نہیں ہیں یا فنڈز موجود نہیں ہیں تو جو ہمارے سکول ہیں، پرائمری سکول، مڈل سکول، ہائی سکول ان سکولوں میں یہ کرائم رپورٹ سنٹر کھول دیئے جائیں۔ اس کے لئے بے شک آپ نئے لوگ نہ لیں بلکہ اسی سکول کی ہیڈ مسٹریس کو اس کا انچارج بنا دیا جائے اور اس علاقے یا گاؤں کی معزز خواتین یا بزرگ حضرات کو اس کا ممبر بنا دیا جائے تاکہ کسی بھی خاتون کے ساتھ اگر کوئی مسئلہ درپیش آتا ہے تو وہ اپنے علاقے کی بزرگ خواتین اور بزرگ حضرات سے بات کریں ۔ چونکہ آپ کو پتا ہے کہ یہ ایک بہت بڑا مسئلہ ہے کہ خواتین شرم کے مارے اپنی غیرت اور عزت کو بچانے کے لئے باہر جا کر رپورٹ نہیں کراتیں ۔ خواتین کے حوالے سے میں سمجھتی ہوں کہ اس کی اشد ضرورت ہے اور میں نہیں سمجھتی کہ جو میں نے آپ کو یہ تجویز دی ہے اس کے لئے زیادہ فنڈز کی ضرورت ہوگی ۔ کم فنڈز کے ساتھ آپ زیادہ سے زیادہ مسائل کو حل کر سکتے ہیں۔

جناب والا! میری آخری تجویز یہ ہے کہ ایم پی ایز خواتین کو تحصیل، ڈسٹرکٹ یا ڈویژن کی سطح پر ان کمیٹیوں کا انچارج بنا دیں ۔ مثال کے طور پر اگر ڈسٹرکٹ راولپنڈی سے آپ کے پاس چار ایم پی ایز ہیں وہ اس کی انچارج ہوں تا کہ جتنی بھی رپورٹس آتی ہیں وہ ساری رپورٹس ان کو دی جائیں۔ وہ ان علاقوں کو وزٹ کریں۔ ان سکولز جو کرائم سنٹرز ہیں، جو تھانے ہیں، ان کو وزٹ کریں کہ وہاں پر کیسی صورتحال ہے اور اس کی کمیٹی بنائی جائے اور اس کے بعد انتظامیہ سے مل کر ان مسائل کو حل کیا جائے۔ میری آپ سے درخواست ہے کہ میری اس تجویز کو سن کر خاموش نہ ہوا جائے بلکہ اس پر عمل کیا جائے۔ اس میں مزید بہتری لائی جا سکتی ہے۔ اگر کسی کے پاس بہتر تجاویز ہیں تو اس کو عملی جامہ پہنایا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی' راؤ صاحب!

جناب جہانزیب راؤ: جناب سپیکر! شکریہ۔ آپ نے مجھے وقت دیا۔ یہاں پر تمام معزز ممبران ہیں اور پڑھے لکھے ہیں۔ میری یہ درخواست ہے کہ بات کو چھوٹا اور to the point کریں تاکہ سب کو اپنے علاقے کے مسائل بیان کرنے کا موقع مل سکے۔ میں آئی جی صاحب سے بات کرنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے ہمارے ضلع کا دورہ کیا۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ سپیکر کو مخاطب کریں نہ کہ گیلری کو۔

جناب جہانزیب راؤ: جناب والا! میں آپ کی وساطت سے بات کر رہا ہوں۔ آئی جی صاحب نے ہمارے ضلع کا دورہ کیا۔ ہم لوگوں نے ان کو پوائنٹ آؤٹ کیا کہ یہاں پر کچھ ایسے ایس ایچ او اور تھانیدار ہیں جو خود جرائم میں ملوث ہیں اور وہ کئی دفعہ معطل ہوئے ہیں اور revert ہوئے ہیں اور پندرہ پندرہ' بیس بیس سال سے ان کی انہی تھانوں میں بار بار تعیناتی ہوتی رہتی ہے۔ اس سے جرائم بڑھ رہے ہیں' کم نہیں ہو رہے بلکہ ان کے جرائم پیشہ افراد کے ساتھ رابطے ہیں اور جس جس علاقے میں ان کی تعیناتی ہوتی ہے وہ وہاں جرائم کرواتے ہیں۔ اس حوالے سے میں نے میٹنگ کے دوران ایک دو تھانیداروں کو point out کیا تھا' ایک تھانیدار کا نام حبیب اللہ نیازی ہے اور ایک ایس ایچ او شرقپور ہے۔ اس بات کو point out کرنے کے بعد میرے گھر کے باہر ڈکیتی ہوئی اور تین گھنٹے تک روڈ بلاک رہا۔ وہ ڈکیتی تین گھنٹے تک جاری رہی۔ اس میں 20 ٹرالیاں اور جتنی بھی گاڑیاں گزریں ان کو لوٹا گیا۔ سیدھی بات تو یہ ہے کہ میں نے اپنے علاقے کی بات کی' حق کی بات کی' کرائم کی بات کی اس کے نتیجہ میں مجھے threat کرنے کی کوشش کی گئی اور اس کے بعد اگلے روز میں آئی جی صاحب کے دفتر حاضر ہوا کہ میں ان کو بتا سکوں کہ پولیس کی وردی پہن کر یہ لوگ کس طرح کھلی غنڈہ گردی کر رہے ہیں۔ میں نے ان کے پی ایس او کو نوٹ کروایا لیکن اس کا ابھی تک نہ ڈکیتی کا پرچہ ہوا ہے اور نہ ہی اس کے خلاف کوئی کارروائی ہوئی ہے۔ اگر اس طرح اس ملک میں ڈکیتیاں اور وارداتیں ہوئیں جو لوگ پوائنٹ آؤٹ کرتے ہیں تو میں نہیں سمجھتا کہ یہ معاشرہ ٹھیک ہو سکتا ہے۔ جو اس سسٹم کے خلاف بات کرتا ہے اس کو pin point کر لیا جاتا ہے۔ گزارش ہے کہ اس پر نوٹس لیا جائے اور اس کی

تحقیقات کر کے اس پر مناسب احکامات صادر فرمائیں۔ مہربانی۔ (قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، آپ بات کریں۔

جناب صبغت اللہ ایڈووکیٹ: جناب سپیکر! میں رانا ثناء اللہ خان صاحب کی خدمت میں کچھ معروضات پیش کرنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے کچھ ارشادات فرمائے ہیں جن کا حقائق سے کچھ تعلق نہیں۔ میں یہی کہوں گا کہ پاک فوج پر کیچڑ اچھالنے سے پہلے انہیں یہ بات سوچنی چاہیے تھی کہ 1971 میں جناب ذوالفقار علی بھٹو نے بطور چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر سول کے طور پر حلف اٹھایا اور وہ سیاہ رات تھی جس کی ابتداء پیپلز پارٹی کے دور سے کی گئی تھی۔ میں نے وہ مہیب سائے خود دیکھے ہیں۔ میں نے آدھی زندگی جیل میں گزاری ہوئی ہے۔ یہ پاک دامنی کا جو قصہ بیان کیا گیا ہے۔ یہ جھوٹ کا پلندا ہے۔ یہ حقائق کے بالکل برعکس ہے۔ جتنی lawlessness ان کے دور میں ہوئی ہے وہ مہیب دور کبھی پاکستان میں نہیں آیا۔ میں عرض کرنا چاہوں گا۔

پڑھوں مدح اہل دوالرضا
پڑے اس بلا میں میری بلا
میں گدا ہوں اپنے کریم کا
میرا دین پارا تام نہیں

جناب والا! میری گزارش ہے کہ ہمارے قائد جناب وزیر قانون نے کچھ باتیں ارشاد فرمائی ہیں چونکہ وہ ہماری جماعت کے امام کی صورت میں کھڑے ہیں۔ اگر امام بھولے تو مقتدی اسے لقمہ دینے کا حق رکھتے ہیں۔ عالیجاہ! میں کہتا ہوں کہ یہ سیل بنانے کے لئے، میرٹ پر تعیناتی کے لئے یہ تمام باتیں خوش گفتاری کی ذیل میں تو آتی ہیں۔ سنگین جرائم کے علیحدہ سیل قائم کرنا، پوسٹیں بنائی جانا یہ بڑی اچھی باتیں ہیں لیکن اگر کسی معدے کے مریض کو کڑاہی گوشت کھلا دیا جائے تو اس کی صحت یابی کا کوئی امکان نہیں ہوتا۔ ذائریا کے مریض کو کنسٹرول دیا جائے تو وہ اور زیادہ پریشانی کا شکار ہو جاتا ہے۔ اب جو کچھ اصلاح و احوال کے لئے کیا جا رہا ہے اس کے اچھے نتائج برآمد ہوں گے۔ راشن الاؤنس بڑھایا جا رہا ہے، یہ بھی اچھا اقدام ہے۔ بطور تجویز کے میں یہ بات پارلیمانی میٹنگ میں بھی کر چکا ہوں اور اس وقت میں اس کو دہراتا ہوں

کہ 1985 کے انٹی کرپشن رولز موجود ہیں ۔ اس میں رول 20 موجود ہے کہ ایم پی اے حضرات کی ضلع وار کمیٹیاں بنائی جائیں اور ان کو چیک کی صورت میں پولیس جواب دہ ہو اور ان کو یہ اختیار ہے کہ وہ پولیس کو چیک کر سکتے ہیں' ان سے باز پرس کا حق رکھتے ہیں۔

جناب والا! میں عرض کروں گا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بڑا مشہور فرمان موجود ہے کہ ظلم کی بنیاد پر معاشرہ قائم رہ سکتا ہے لیکن ناانصافی کی بنیاد پر معاشرہ قطعاً قائم نہیں رہ سکتا۔ جہاں تک میرے اس بھائی کا تعلق ہے جنھوں نے تفتیشی تبدیلی کے مراحل کا ذکر کیا ہے۔ مجھے ابھی طرح یاد ہے کہ سال 1970 میں ہم جلوس نکالا کرتے تھے۔ میں یونیورسٹی میں پڑھا کرتا تھا ۔ اس وقت یونیورسٹی آرڈیننس ایک رسوائے زمانہ document تھی۔ جب میٹنگ ہوئی تو معلوم ہوا کہ طالب علموں میں سے کسی نے بھی وہ یونیورسٹی آرڈیننس نہیں پڑھا ہوا تھا۔ غالباً پولیس آرڈیننس کا بھی مطالعہ نہیں فرمایا گیا۔ ایک سادہ درخواست جو کہ ڈسٹرکٹ جج کو دے دی جاتی ہے' اس پر تفتیش تبدیل کرنے کا ڈسٹرکٹ جج کو ہمہ وقت حق اور اختیار حاصل ہوتا ہے۔ اس سے زیادہ simplify کرنے کا اور کوئی طریقہ نہیں تھا۔ حسن اتفاق سے میں وکیل بھی ہوں' میری 35 سالہ standing بھی ہے۔ میں اسی حوالے سے یہ ساری باتیں کہہ رہا ہوں ۔ ان کا یہ موقف درست ہے کہ واقعتاً جرائم کا ارتکاب ہو رہا ہے لیکن کبھی کوئی معاشرہ جرائم سے پاک نہیں ہو سکتا۔ اس میں کمی واقع ہو سکتی ہے ۔ اب جتنی وارداتیں ہوئی ہیں' میاں فاروق صاحب کا قتل ہوا ' اس کے ملزمان پکڑے گئے ۔ گرجا گھر میں دہشت گردی ہوئی' اس کے ملزم trace ہو گئے۔ انشاء اللہ تعالیٰ مزید بہتری ہو گی' ابھی تو ہماری نوزائیدہ حکومت ہے ' ہماری حکومت کی ابھی دو ماہ کی عمر ہے۔ پیپلز پارٹی والے اور دوسرے صاحبان یہاں پر جو رنگیں کھلا کھلا کر باتیں کرتے ہیں' اُبھر اُبھر کر نعرے لگائے گئے ہیں' پھبتیاں کسی گئی ہیں ۔ عالی جاہ! یہ جمہوری عمل کا حصہ نہیں ہے۔ پارلیمانی etiquettes کے یہ ساری باتیں خلاف ہیں۔ میں بڑے ادب سے اپنے بھائیوں اور بہنوں کو یہ مشورہ دوں گا اور عرض کروں گا کہ سپیکر صاحب جو کہ عزت و احترام سے ہاؤس کو چلاتے ہیں ان کی بات ہمیں ماننی چاہئیں ۔ وما علینا الا البلاغ ۝

جناب ڈپٹی سپیکر : محترمہ قدسیہ لودھی !

محترمہ قدسیہ لودھی : جناب سپیکر ! آج امنِ عامہ سے متعلق بحث ہو رہی ہے ۔ محترم آئی جی پولیس پنجاب بھی یہاں پر تشریف رکھتے ہیں۔ آپ کی وساطت سے میں کچھ تجاویز ان تک پہنچانا چاہوں گی۔

جناب والا ! جب مجرم تھانوں میں جاتے ہیں یا آگے جیلوں میں بھیج دیئے جاتے ہیں تو یہ وہ areas ہیں جہاں پر ایک مجرم میں تقریباً دس فیصد تک جرم کرنے کی capacity ہوتی ہے اکثر یہی ہوتا ہے کہ وہ کوئی چھوٹا موٹا جرم کر کے تھانے میں یا جیل کے اندر آیا ہوتا ہے۔ نوے فیصد اس میں اچھائی ہوتی ہے کیونکہ بنیادی طور پر قدرت نے کسی آدمی کو برا بنا کر نہیں بھیجا۔ آدمی بنیادی طور پر اچھا ہوتا ہے یہ معاشرہ ہے ' ماحول ہے جو اسے خراب کرتا ہے۔ اس وقت جیلوں میں جو ہمارے قیدی ہیں وہ اس معاشرے کے بگڑے ہوئے بچے ہیں' ہمیں ان کو ٹھیک کرنا ہے۔ کون ٹھیک کرے گا؛ ہماری پولیس ہی ٹھیک کرے گی ۔ جیلوں میں اس قسم کے اقدامات اٹھائے جائیں جن سے ان قیدیوں کی اصلاح ہو سکے۔ آپ ترقی یافتہ ممالک میں دیکھ لیجیے کہ وہاں قیدی کو سب سے پہلے ٹارچر سیل میں نہیں لے جایا جاتا۔ یہاں پر قیدی کو چاہے وہ تھانے میں آیا ہو ' ابھی بڑی جیل میں جانا تو دور رہا تھانے میں ہی اسے نو نمبر کا جوتا ' ڈراوے اور اس کے بعد ٹارچر سیل میں لے جایا جاتا ہے۔ جبکہ پہلا طریقہ psychological way of treating the prisoner ہو کہ آپ کسی قیدی کو psychologically جب treat کرتے ہیں تو اس طرح بہت حد تک ممکن ہوتا ہے کہ وہ سچ اُگل دے۔ قرآن پاک میں بھی اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ پہلے نرمی سے بات کی جائے۔ سختی کا مرحلہ بعد میں آتا ہے۔ یہاں پر پہلے ہی آخری طریقہ کار اپنا لیا جاتا ہے جو کہ غلط ہے۔ اس لئے میری درخواست ہے کہ اس معاملے پر غور کیا جائے کہ قیدی کو پہلے ایسے ادوار سے گزارا جائے اس کے بعد بھی اگر کوئی اچھائی کی صورت حال نہیں بنتی تو پھر ہماری پولیس کے پاس بہت سے طریقے ہیں وہ اپنائے جائیں لیکن یہ بعد کے steps ہونے چاہئیں ۔ یہ حربے لے لیتے ہیں جس کی وجہ سے ہمارے معاشرے میں برائی کی جڑ ختم نہیں ہو رہی۔ جیل میں جب قیدی جاتا ہے تو وہ وہاں سے جرم کرنے کے مختلف طریقے سیکھ کر نکلتا ہے۔ ایک مجرم جیل میں جا کر سدھرنے کی بجائے بڑا

مجرم بن کر باہر نکلے گا۔ میں سمجھتی ہوں کہ اس معاملے میں توجہ دینی چاہیے۔

جناب والا! پولیس کی ٹریننگ کے حوالے سے میں یہ کہوں گی کہ یہاں پر پولیس کی ٹریننگ کا عمل رُک گیا ہے۔ اس کو modern times کے مطابق ' ایس ایچ او حضرات ' ایس پی صاحبان' ایس ایس پی صاحبان یا ڈی ایس پی حضرات کو آپ وقتاً فوقتاً چھ ' آٹھ ماہ کے بعد ایک ٹریننگ process سے گزاریں ۔ جس میں ان کو بتایا جائے کہ چھ ماہ پہلے کیا صورت حال تھی اور اب چھ ماہ بعد کیا صورت حال ہے ۔ اب آپ نے معاملات کو کیسے tackle and deal کرنا ہے ۔

جناب سپیکر ' بے روز گاری کے مسئلے کو حکومت پنجاب خلوص دل سے حل کرنا چاہتی ہے ۔ معزز ممبران اپوزیشن نے بے روز گاری کے حوالے سے بات کی ہے ۔ بیروز گاری frustration create کرتی ہے۔ ایک نوجوان جس کو کہیں پر نوکری نہیں مل رہی تو وہ " خالی دماغ شیطان کا کارخانہ " والی بات ہو جاتی ہے ۔ میں سمجھتی ہوں کہ حکومت پنجاب اور وزیر اعلیٰ پنجاب خلوص دل ' خلوص نیت کے ساتھ اس معاشرے سے بیروز گاری ختم کرنے کے لئے کوشاں ہیں۔ یہ ایسے process ہیں چاہے وہ زراعت سے متعلق ہوں ' چاہے صحت سے متعلق ہوں' چاہے تعلیم اور امن عامہ سے متعلق ہوں اگر آج ان کے بارے میں کچھ اچھے steps لئے جائیں گے تو کچھ عرصے بعد ان کا رزلٹ ہمارے سامنے آئے گا ۔ یہاں پر میں آپ کی وساطت سے آئی جی صاحب کی توجہ دلانا چاہوں گی کہ دوسرے ملکوں سے کچھ ایسے غیر قانونی لوگ آتے ہیں جن کے پاسپورٹ نہیں ہوتے ' وہ پکڑے جاتے ہیں ' جیل میں چلے جاتے ہیں ۔ تو ان کے ساتھ بعض اوقات ان کے چھوٹے بچے ہوتے ہیں ۔ یہاں پر کوئی ایسا طریقہ کار اپنا لیا جانا چاہیے کہ ان کے سفارت خانے سے رابطہ کر کے انھیں ان کے ملک واپس بھیج دیا جائے بجائے اس کے کہ وہ یہاں پر ایک لمبا عرصہ جیلوں میں رہیں ۔ بعض تو یہاں پر آٹھ دس سال سے جیلوں میں پڑے ہوئے ہیں لیکن ان کا کوئی معاملہ take up نہیں کیا جا رہا۔

جناب والا ! میں ہائی وے پولیس اور موٹر وے پولیس کی طرف توجہ دلوانا چاہوں گی۔ موٹروے کا خاص کر وہ علاقہ جو کہ بھیرہ سے تیس سے پینتیس کلومیٹر کے بعد شروع ہوتا ہے'

پہاڑی علاقہ' کلر کہار کا علاقہ یہاں پر چوری اور ڈکیتی کے واقعات زیادہ ہوتے ہیں ۔ اسی لئے رات کے وقت لوگ موٹر وے پر سفر کرنے سے گریز کرتے ہیں۔ اس علاقے میں یا تو لائٹس سسٹم لگایا جائے یا کچھ اور ایسے اقدامات کئے جائیں کہ وہاں پر ڈکیتیاں یا دوسرے اس قسم کے واقعات نہ ہوں۔ اسی طرح موٹر وے پولیس کی طرز پر ہائی وے پولیس کو بھی active کیا جائے۔ شکریہ۔

جناب پرویز رفیق، جناب سپیکر! میں آپ کا بہت ممنون ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا کہ میں لاء اینڈ آرڈر کی صورت حال پر بات کر سکوں۔ آج پورے ملک اور خصوصاً صوبہ پنجاب میں لاء اینڈ آرڈر کی صورت حال نہایت ہی گمبھیر ہے۔ میں خاص طور پر ایک کمیونٹی کے حوالے سے بات کروں گا کہ ہمارے بہت سارے عزیز' ساتھی اور بچے victimize ہوتے ہیں۔ 11 ستمبر کے بعد جب امریکہ نے افغانستان میں جنگ کی تو پاکستان اس کا ایک اتحادی ملک تھا اور ہم نے بحیثیت قوم دہشت گردی کے خلاف امریکہ کا ساتھ دیا۔ مجھے نہایت ہی افسوس ہے اور ہمارا دل خون کے آنسو روتا ہے کہ ہم نے اس ملک کی ترقی اور دفاع کے لئے ایجوکیشن اور صحت میں بہت ساری خدمات سر انجام دیں لیکن 11 ستمبر کے بعد 28۔ اکتوبر 2002 کو پہلی بار بہاولپور چرچ میں دہشت گردی ہوئی۔ سینٹ ڈومک چرچ بہاولپور میں 16 بے گناہ معصوم مسیحیوں کا قتل عام کیا گیا۔ اس کے بعد کرسچین مری سکول میں دہشت گردوں نے حملہ کر کے چھ افراد کو شہید اور بہت سے افراد کو زخمی کر دیا۔ دہشت گردی کی یہ انتہا یہاں پر نہیں رکی بلکہ وہاں سے بے کر پی آئی سی چرچ اسلام آباد میں دہشت گردی کا واقعہ ہوا۔ اس کے بعد کرسچین ہسپتال ٹیکسلا میں لوگوں کو دہشت گردی کا نشانہ بنایا گیا۔ یہ لہر یہاں بھی نہیں رکی بلکہ یہ لہر پنجاب سے نکل کر رمپا پلازہ کراچی میں جسٹس اینڈ پیس کمیشن کے آفس میں وہ لوگ جو امن کے لئے کام کر رہے تھے ان کو دہشت گردی کا نشانہ بنایا۔ جناب والا! میں پھر نہایت افسوس کے ساتھ کہہ رہا ہوں کہ 25 دسمبر جو کہ مسیحیوں کا عالمگیر تہوار ہے اس دن چیلیانوالی گاؤں ڈسکہ میں مذہبی دہشت گردی کا ایک انتہائی بھیانک واقعہ پیش آیا جس سے ہمارے دل خون کے آنسو رو رہے ہیں۔ میں بحیثیت ممبر صوبائی اسمبلی وہاں گیا اور میں نے دیکھا کہ ایک کمرہ میں ہماری بچیوں کی لاشوں کے لوتھڑے چھت پر لگے ہوئے تھے۔ اس چرچ کی باؤنڈری اور اس کمرے سے ذبح خانے جیسی بو آ رہی تھی۔

جناب والا! میں یہاں پر صرف یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ پاکستان کی مسیحی اقلیتوں کو

ہمیشہ یورپ، اور امریکہ کے ساتھ منسلک کر دیا جاتا ہے۔ میں وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ ان تمام واقعات میں طالبان کے حامتی اور القاعدہ کے لوگ ملوث ہیں۔ جتنے بھی واقعات ہوئے ہیں ان کے ملزمان ابھی تک منظر عام پر نہیں لائے گئے اور میں یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ پولیس نے بہاولپور دہشت گردی کیس میں fake story بنا کر ہمارے لوگوں سے identify کرائے ہیں۔ وہ لوگ اصل واقعہ کے ملزم نہیں ہیں بلکہ ان کے پیچھے اور مذہبی دہشت گرد انتہا پسند جماعتوں کا ہاتھ ہے۔ جب مری میں واقعہ ہوا تو ادھر سے پولیس کو ایک تحریر ملی۔ میں "نوائے وقت" 6۔ اگست 2002 کی خبر پڑھنے لگا ہوں۔ "یہ تو آغاز ہے آگے آگے دیکھیے ہوتا ہے کیا۔ مسلمانوں پر ظلم، عیسائیت کا پرچار ہو رہا"۔ فوجی حکام نے تحریر اپنے قبضے میں لے لی۔ جناب والا! وزیر قانون بیٹھے ہیں۔ میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اب امریکہ کا عراق پر ممکنہ حملہ ہو رہا ہے۔ ہم نے پہلے بھی 11۔ ستمبر سے متعلق اپنی apprehension، اپنے تحفظات حکومت کو بتائے تھے کہ یہاں پر مسیحی اقلیتوں کو ٹارگٹ بنایا جائے گا لیکن حکومت نے کوئی ٹھوس لائحہ عمل اختیار نہیں کیا اور آپ نے دیکھا کہ آج تک پاکستان کی تاریخ میں یہ واقعات پیش نہیں آئے لیکن فوجی حکومت میں یہ واقعات ہوئے اور مجھے نہایت ہی افسوس ہے کہ فوجی حکومت نے ان لوگوں کو، ان جماعتوں کو جن پر انھوں نے پابندی لگائی تھی خود اپنے سیاسی جوڑ توڑ کی وجہ سے ان پر پابندی اٹھائی اور ان کے رہنماؤں کو رہا کیا گیا۔

جناب والا! دہشت گردی کا حالیہ واقعہ جو ڈسکہ میں پیش آیا ہے یہاں پر یہ وہ واحد کیس ہے جس میں ملزمان کو نامزد کیا ہے اور میں complainant of the case سے ملا ہوں اور ہمارا ان سے رابطہ ہے کیونکہ ہم ان کے نمائندے ہیں۔ انھوں نے ملزمان کو پہچانا ہے اور ملزمان کو نامزد کیا ہے اس لئے انھیں ابھی تک دھمکیاں آ رہی ہیں۔ اس واقعہ کے اصل ملزم کا نام لینے سے میں ذرا بھی دریغ نہیں کروں گا اس کا نام راشد ہے اور پولیس ابھی تک اسے حراست میں نہیں لے سکی۔ میں راشد کا نام نوٹ کروا رہا ہوں۔ complainant of the case اور evidence of the case نے بار بار نام لیا ہے۔ ان واقعات سے نہ صرف پنجاب میں بلکہ پوری دنیا میں پاکستان کا image خراب ہو رہا ہے۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ ہم اس دھرتی کے بیٹے ہیں۔ ہم اس دھرتی کے وارث ہیں۔ اس دھرتی کی تکمیل اور تعمیر کے لئے ہماری نمایاں خدمات ہیں۔ ہمیں امریکہ سے منسلک نہ کیا جائے۔ وزیر قانون ہماری کمیونٹی کی طرف سے یہ چیز ذہن میں رکھ لیں کہ ہماری اقلیتوں کو اور خصوصاً مسیحیوں کو تحفظ فراہم کیا جائے اور حکومت اقلیتی ممبران کو اعتماد میں لے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ کی بات ہو گئی ہے۔ پانچ منٹ سے زیادہ بات نہیں ہو سکتی ۔ اب دوسروں کو بھی باری دیں۔ Please sit down now اب میں ایم ایم اے کے لیڈر کو floor دے رہا ہوں۔

چودھری اصغر علی گجر، جناب سپیکر! شکریہ' بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ० یہ بات تو اپنی جگہ مسلمہ ہے کہ امن قائم کرنے کے لئے عدل کا ہونا لازمی ہے اور جہاں پر ظلم ہو گا وہاں پر امن نہیں ہو گا۔ بے شمار باتیں ہو چکی ہیں' میں دہرانے کی کوشش نہیں کروں گا۔ آئی جی صاحب تشریف فرما ہیں ان کی کارکردگی کل آنے والے وقت میں سامنے آئے گی لیکن افسوس کہ آج اگر اس ایوان کے اندر ہوم سیکرٹری بھی ہوتے تو میں یہ بتاتا کہ ظلم کیا ہے؟ پچھلے دنوں ہوم سیکرٹری نے ڈسٹرکٹ ناظم کے الیکشن میں بہت زیادہ interfere کیا' اتنا بڑا افسر ہونے کے باوجود وہ شخص تھانے داروں کو ٹیلی فون کرتا رہا۔ تھانے داروں کو یہ بات کہتا رہا کہ ممبران کو اغوا کریں اور اس نے ممبران کو اغوا کرایا۔ جس صوبے کا ہوم سیکرٹری جرم کرتا ہو' انتظامیہ کو جرم پر اکساتا ہو۔ وہ صوبہ کیونکر امن کا گہوارہ بن سکتا ہے۔ میں اس بات کا عینی شاہد ہوں کہ ہوم سیکرٹری نے جو بڑا طاقتور آدمی ہے۔ میں یہ کہتا ہوں کہ ہوم سیکرٹری اس صوبے کا مجرم ہے۔ اگر وزیراعلیٰ میں یہ طاقت ہے تو اپنے ہوم سیکرٹری کو ٹرانسفر کر کے بتائے یا پھر میں یہ بات ثابت کرتا ہوں کہ وہ مجرم ہے۔ اس نے پولیس اور دوسری اتھارٹیز کو مجبور کر کے لوگوں کو اغوا کیا اور بہت بڑے جرم کئے ہیں۔ جب اس نے میرے ضلع کے کچھ ممبرز کو اغوا کیا تو لوگوں نے مشتعل ہو کر اس تھانے کے ایس ایچ او کو اغوا کر لیا۔ یہ میں آپ کو ہوم سیکرٹری کا واقعہ بتا رہا ہوں۔ میں نے خود جا کر ایس پی سے رابطہ قائم کیا۔ میں نے کہا بتاؤ کہ یہ بات کیونکر ہوئی؟ کیونکر لوگوں کو پولیس کے ذریعے اغوا کیا گیا؟ ان ممبران کو واپس کیا جائے۔ تو ایس پی صاحب نے لاعلمی کا اظہار کیا۔ پتا چلا کہ ہوم سیکرٹری نے ڈائریکٹ ایس ایچ اوز کو ٹیلی فون پر یہ کہا ہے کہ مجھے اتنے ممبرز چاہئیں تو پھر ایس ایچ اوز نے کن کن ممبران کو نہ چاہتے ہوئے بھی اغوا کیا اور اغوا کر کے گورنمنٹ کی لابی میں پہنچایا اور پھر جب ایس ایچ او کو عوام نے اغوا کر لیا۔ اڑھائی گھنٹے تک پوری روڈ بلاک رکھی اور ایک سب انسپکٹر عوام کے کٹہرے میں موجود رہا۔ کسی کو یہ ہمت نہ ہوئی

کہ وہ عوام کے کٹہرے میں آ کر اس سب انسپکٹر کو چھڑاتا کیونکہ وہاں پر ایک بہت بڑی لڑائی ہوسکتی تھی ۔ ایس پی نے یہ رسک مول نہ لیا اور اس نے کہا کہ چونکہ ہوم سیکرٹری نے حکم دیا ہے وہی میرے ایس ایچ او کو چھڑائے ۔ میں یہ لڑائی مول نہیں لیتا اور پھر پوری دنیا نے دیکھا' عوام نے دیکھا کہ دو ممبران کو رہا کرایا گیا رات کے وقت اور تب اس سب انسپکٹر کو چھوڑا گیا۔ یہ تمام کارروائی کیوں ہوئی۔ یہ ہوم سیکرٹری کی وجہ سے ہوئی۔ ہوم سیکرٹری کے خلاف اگر کسی میں ہمت ہے تو مجھے مدعی بنا کر پرچہ دیا جائے ۔ کیا ہوم سیکرٹری اس لئے ان کی مدد کرتا ہے؟ وہ کہتے ہیں کہ ہم سال کا راشن ہوم سیکرٹری کو پہنچاتے ہیں ۔ اس لئے وہ ان کی مدد کرتا ہے ۔ ان کا بھائی ایم این اے رہ چکا تھا ۔ اس لئے آج وہ ضلع کے ناظم بنے ہوئے ہیں۔ میں آج آپ کو گارنٹی سے یہ بات کہتا ہوں اور میں اپنے وزیر اعلیٰ کو آپ کی وساطت سے یہ تجویز پیش کرتا ہوں کہ اگر انہوں نے اس صوبے کی بھلائی چاہنی ہے تو اپنے ہوم سیکرٹری کو تبدیل کریں ۔ وہ یقیناً بہت بڑا مجرم ہے ۔ میں اس کا عینی شاہد ہوں اور ہر جگہ پیش ہونے کے لئے تیار ہوں ۔ جہاں تک پولیس کا تعلق ہے تو میں کہتا ہوں کہ جہاں ظلم ہو گا وہاں امن نہیں ہو گا ۔ آج ہی کے اخبارات میں آئی جی صاحب کی نظر سے یہ بات گزری ہو گی کہ پولیس نے ایک گھر کے اندر raid کیا ۔ ایک مجرم کی تلاش میں تھی اور جب اس ملزم کو تلاش کرنے کے لئے پولیس اندر گئی اور چوبارے پر چڑھی تو چوبارے پر ایک اور خاندان رہتا تھا ۔ وہاں پر ایک عورت اپنے گھر والوں کے ساتھ موجود تھی اور پولیس پارٹی نے وہاں جا کر تلاشی کے دوران اس عورت سے بد کلامی کرتے ہوئے اس پر فائر کیا اور اسے مار دیا ایک اخبار میں دو فائر لکھے ہوئے تھے۔ ایک اخبار میں تین فائر لکھے ہوئے تھے کہ اس عورت کو لگے۔ بتاؤ وہ عورت اپنا انصاف کہاں پر تلاش کرے؟ چند ایک سپاہیوں کے خلاف یا پولیس والوں کے خلاف پرچہ ہو گیا ہو گا لیکن اس کا رزلٹ کیا نکلے گا؟ اس کی تفتیش بھی ایک پولیس والا کرے گا۔ جلد یا بدیر وہ بے گناہ ثابت ہوں گے یا پھر عدالت سے بری ہو جائیں گے ۔ پھر کیا ہو گا؟ ہو گا یہ کہ اس کا جو بیٹا اب معصوم ہے وہ جوان ہو گا وہ کل کو کہے گا' اسے یاد آئے گا کہ میری ماں کو ایک پولیس والے نے بے گناہ قتل کیا تھا ۔ وہ بندوق اٹھائے گا اور انتقام کے اندر ان پولیس

والوں سے بدلہ لے گا۔ پھر وہ اشتہاری ہو جائے گا۔ پھر وہ اپنی روزی کمانے کے لئے جا بجا بے گناہ لوگوں کو قتل کرتا پھرے گا اور معصوم جانوں کو وہ گنواتا پھرے گا اور اس معاشرے کا سب سے بڑا ناسور بن جائے گا۔ پھر لوگ اسے دہشت گرد کہیں گے۔ آخر اس کو دہشت گرد کس نے بنایا؟ اس کی بنیاد کو تلاش کیا جائے۔ ظلم کو مٹایا جائے' اس کو ختم کیا جائے۔ میں آئی جی صاحب سے یہ بات عرض کروں گا کہ یہ پہلا واقعہ نہیں۔ میرے شہر یہ کے اندر بھی پولیس والوں نے ایک بے گناہ کو قتل کیا ہے۔ اس کے خلاف بھی پرچہ' ایک حوالدار کو 302میں بلکہ 302میں بھی نہیں وہ 322 میں یا کسی اور میں چالان کر دیا گیا ہے۔ مجھے بتایا جائے کہ ایک نوجوان لڑکے کا خون کیسے ہوا؟ خون اس طرح ہوا کہ آپ کے ایک دور حکومت سے تعلق رکھنے والے یعنی کہ ناظم کے سسر نے ایک آدمی کے خلاف پرچہ کرایا۔ یہ بنیادی باتیں میں اس لئے بتا رہا ہوں کہ یہ ظلم کی بنیاد ہیں اور یہی معاشرے کے اندر انتشار پیدا کرتی ہیں۔ ایک پرچہ کرایا اس بے گناہ کو پولیس نے نہ پکڑا' دوسرا جھوٹا پرچہ کرایا' پھر پولیس نے نہ پکڑا' پھر تیسرا پرچہ کرایا وہ فیملی والے اتنے تنگ تھے کہ جب تیسرا پرچہ ہوا تو پولیس نے صبح کے وقت وہاں پر ریڈ کیا اور جب ریڈ کیا تو مدعی کو بھی ساتھ لے کر گئے ہوئے تھے۔ وہ مشتعل ہو گئے وہ ان سے الجھ پڑے' جب الجھے تو پولیس نے فائر کیا تو پیچھے ایک نوجوان لڑکا کھڑا تھا اس کو فائر لگے اور وہ وہیں موقع پر ہی ہلاک ہو گیا۔ ایک حوالدار کے خلاف پرچہ ہو گیا پوری کی پوری پولیس فورس بری الزمہ' وہ حوالدار جیل میں ہے۔ صرف ایک آدمی کے خلاف پرچہ ہوا۔ اب یہ بتایا جائے کہ یہ چھوٹی چھوٹی باتیں جو پولیس کے نزدیک' انتظامیہ کے نزدیک' حکومت کے نزدیک یہ ایک انتہائی معمولی بات ہے لیکن جس کا بھائی قتل ہو گیا ہے' جس کا باپ قتل ہو گیا ہے اس کے لئے دنیا میں اندھیر ہو گیا ہے۔ وہ ضرور بندوق اٹھائے گا اور وہ ضرور انتقام لے گا۔ اسے اگر کسی بڑی سے بڑی طاقت والے کو بھی قتل کرنا پڑے تو ضرور قتل کرے گا۔ خدا را ان چھوٹی چھوٹی باتوں پر دھیان کرکے اس معاشرے کے اندر امن قائم کرنے کی کوشش کی جائے۔ ظلم کو مٹایا جائے۔ ظلم رہے گا تو امن نہیں ہوگا۔ چاہے جو کچھ مرضی ہوتا رہے۔ روجھان کے اندر ابھی یہ کل کی بات ہے کہ

روجھان کے اندر پولیس کے افراد کو اٹھا لیا گیا۔ اندازہ کرو کہ پولیس ہماری محافظ ہے۔ اس نے ہمیں ملزموں سے بچانا ہے۔ پولیس کے افراد کو لوگ اٹھا کر لے گئے ہیں۔ ان کو جو اٹھا کر لے گئے ہیں میں بھی ان کو نہیں سمجھ سکا۔ وہ بھی کوئی ظالم لوگ ہوں گے لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ وہ بھی کسی ظلم کا شکار ہوں گے۔ وہ بھی محرومیوں کا شکار ہوں گے۔ ان کی محرومیوں کو دور کیا جائے تاکہ ہمارے محافظ جو اٹھائے جا رہے ہیں وہ ہماری حفاظت کیا کریں گے؟ ابھی کل پرسوں اخبارات کے اندر میں نے پڑھا ہے کہ مسلم لیگ ہاؤس سے کچھ اشتہاریوں کو پکڑا گیا ہے۔ میں حیران ہوں، خدارا! ہم یہاں بیٹھے کس لئے ہیں؟ میرے دفتر کے اندر سے، میں نمائندہ ہوں، میرے آفس سے اشتہاری پکڑے جائیں پھر میری اس حکومت جانے کا کیا فائدہ؟ اس ایوان کے اندر آنے کا کیا فائدہ؟ آئی جی کو کیوں پھول لگائے گئے ہیں، کیوں تنخواہ دی گئی ہے؟ جب آئی جی میرا ماتحت ہو تو اس کے ملزم میرے گھر کے اندر بیٹھے ہوں۔ کم ازکم اس پر تو کچھ ہونا چاہیے۔ اگر مسلم لیگ کے دفتر کے اندر سے اشتہاری پکڑے جائیں تو پھر پولیس کیا کرے گی؟ میں کیا کروں گا؟ وہ مظلوم کیا کریں گے جن کے وہ اشتہاری ہیں۔ ان تمام عادات کو ختم کرو۔ اپنے اور پرائے کا فرق ختم کرکے حق اور ناحق کی بات کو دیکھ کر ہمیں سب کو، چاہے میں ہوں، آپ ہیں، سب ہیں ان کو لے کر آگے چلنا چاہیے۔

جناب والا! ابھی بے روز گاری کی بات ہو رہی تھی۔ یہ بات ہو چکی ہے۔ میں اس پر بات نہیں کروں گا لیکن میں بات یہ کروں گا کہ ظلم کیسا ہے؟ بے روز گاری کے اندر تمام باتیں ہو چکیں لیکن ایک بات میں کرنا چاہتا ہوں کہ ایک سکول ہے وہ ڈیرہ غازی خان کے اندر ہے، یہ کے اندر ہے، کوٹ ادو اورمظفرگڑھ کے اندر ہے، اس کا بچہ ٹاٹ پر بیٹھتا ہے اس کا نوجوان لڑکا جو ہے وہ ایک ایسے کالج میں پڑھتا ہے جس میں انگریزی ٹیچر نہیں ہے۔ جس میں سائنس ٹیچر نہیں ہے۔ یہ حقائق میں بیان کر رہا ہوں۔ ایک اور کالج ہے، ایک سکول ہے جس کا بچہ بہترین سکولوں میں پڑھتا ہے۔ ایچی سونین ہے لیکن جب مقابلے کی بات آتی ہے تو پھر اس کا اور ایچی سونین کا مقابلہ ایک ہی جگہ پر دونوں کو ایک ہی سوال دیا جاتا ہے۔ کیا یہ بات ہمارے لئے باعث شرم نہیں ہے؟ کیا یہ ظلم نہیں ہے کہ ایک ایسے علاقے سے تعلق رکھنے والے

شخص کو ایک نوجوان بچے کو جہاں سائنس ٹیچر نہیں ہے سائنس لیبارٹری نہیں ہے' اس کو بھی وہی معیار دیا جاتا ہے اور ایک ایسے لڑکے کو جس کے پاس تمام مراعات موجود ہیں' اس کے لئے بھی وہی معیار مقرر کیا جاتا ہے اور پھر دونوں کو کہا جاتا ہے کہ جو آپ میں سے زیادہ نمبر لے گا وہ پہلے آئے گا اور پھر ہو گا کیا کہ وہ تمام کے تمام لڑکے رہ جائیں گے جو بہاولپور سے سرگودھا تک کی بیلٹ میں موجود ہیں اور تمام کے تمام لڑکے وہ کامیاب ہو جائیں گے جو ملتان سے پنڈی تک کی بیلٹ میں ہیں۔ کیا یہ ظلم نہیں اور جب معاشرے کے اندر ظلم ہو گا پھر کیا ہوگا؟ کہیں سے سرائیکی کی آواز اٹھے گی' لوگ کہیں گے سرائیکی ہیں' ہم پر ظلم ہو رہا ہے' ہمیں بچایا جائے۔ جس طرح مہاجروں نے ایک آواز اٹھائی تھی تو میں یہ کہتا ہوں کہ اس سے پہلے کہ کوئی آواز اٹھے ظلم کو ختم کیا جائے۔ انصاف کیا جائے۔ نواز شریف کے دور میں یہ بات ہوئی تھی کہ پورے پنجاب کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا تھا۔ ایک جنوبی پنجاب اور ایک اپر پنجاب۔ دونوں کے الگ الگ competition دیئے گئے تھے۔ وہاں کے لڑکے آپس میں مقابلہ کر کے مقابلے میں آتے تھے اور یہاں کے لڑکے آپس میں مقابلہ کر کے آتے تھے۔ تو ان ناانصافیوں کو ختم کیا جائے تاکہ ملک اور صوبے کے اندر امن و امان قائم ہو۔

جناب والا! اب چونکہ وقت کم ہے۔ میں ایک آخری بات یہ کہتا ہوں کہ یہاں پر امریکہ کی بھی بات آئی' یہاں پر افغانستان کی بھی بات آئی۔ یہاں پر ظلم اور زیادتی کی بھی بات آئی۔ میں اس پر بھی بات کرنا چاہتا ہوں۔ یقین کریں معیار ایک ہی ہے۔ ظلم جہاں ہو گا وہاں امن نہیں ہو گا۔ خواہ وہ صوبہ پنجاب ہو' وہ پاکستان ہو' وہ دنیا کا کوئی خطہ ہو میں کبھی یہ نہیں کہوں گا اس وقت کے جو حکمران ہیں وہ شاید یہ سوچیں کہ ہم ماڈرن ہوں گے ماڈرن ہونے سے جرم ختم نہیں ہوں گے جرم عدل قائم کرنے سے ختم ہوں گے اور عدل اسلام میں ہے۔ اسلام قائم کریں گے تو عدل قائم ہو گا۔ عدل قائم ہو گا تو امن ہو گا۔ امریکہ کتنا بڑا مجرم ہے۔ امریکہ کے اندر جب دن غروب ہو جائے اگر کوئی دروازہ کھٹکھٹائے تو دروازہ نہیں کھولتے۔ پہلے یقین کرتے ہیں کہ باہر سے آنے والا کون ہے؟ عین ممکن ہے کہ وہ کوئی مجرم اور ڈاکو ہو وہ اسے قتل کر دے۔ بیس پونڈ کسی کی جیب میں نہ ہوں ڈکیت اگر جیب خالی ہو تو اسے بھی قتل کر دیتے ہیں اور اگر بیس پونڈ ہوں تو اسے چھوڑ دیتے ہیں۔ امریکہ تو خود اتنی سنگین بدنظمی کا شکار ہے۔ وہ تو مجرموں کی آماجگاہ ہے وہاں پر ایک مجرم نہیں دنیا بھر کے مجرم وہاں

پر موجود ہیں۔ سب سے بڑا مجرم وہاں کا بش ہے۔ وہ ٹاور کیوں گرایا گیا ہے؟ کسی کی اس پر نظر نہیں گئی۔ میں کہتا ہوں کہ وہ لوگ بھی مجرم ہیں جنہوں نے امریکہ میں trade tower گرایا؟ نہیں گرانا چاہیے تھا لیکن کیوں؟ وہ بھی ظلم کے خلاف ایک آواز تھی۔ اگر ظلم ہوتا رہا تو یہ ٹاور بھی گرتے رہیں گے۔ دنیا کی کوئی طاقت اس کو نہیں روک سکتی۔ افغانستان کے مظلوموں کا قتل ہوتا رہا۔ تو وہاں پر جہاد جاری رہے گا۔ اسے کوئی ختم نہیں کر سکتا۔ میں اسمبلی کے اندر یہ آواز کہہ کر تمام لوگوں تک پہنچانا چاہتا ہوں کہ عدل قائم کرو۔ امریکہ ہو' پاکستان ہو' افغانستان ہو' جب تک عدل قائم نہیں ہو جاتا۔ امریکہ لاکھ طاقت آزمائے' میں آپ سے ایک بار پھر یہ عہد کرتے ہوئے کہتا ہوں کہ وہ پوری طاقت اس دنیا پر لگا دے' امن قائم نہیں کر سکتا اور انشاء اللہ آنے والے وقت میں وہ خود تو گر جائے گا' خود تو مر جائے گا لیکن وہ دنیا کو اس طاقت کے ذریعے سے امن قائم کرنے پر مجبور نہیں کر سکے گا۔

جناب والا! میں آخری بات یہ کہتا ہوں کہ مجھے اپنے عزیز بھائیوں سے انتہائی ہمدردی ہے۔ یہ ہمارے پاکستانی بھائی ہیں' کرسچین ہوں' ہندو ہوں' سکھ ہوں' جو ہمارے ملک میں رہتا ہے' وہ ہمارا بھائی ہے' وہ پاکستانی ہے۔ ہمیں اس سے پوری پوری ہمدردی ہے اور ہم یہ چاہتے ہیں کہ کسی کرسچین بھائی کے قتل ہونے پر مجھے اسی طرح درد ہونا چاہیے جیسے میرے حقیقی بھائی کے قتل ہونے پر درد ہو لیکن افسوس اس نے اپنی پوری تقریر میں امریکہ کو ظالم نہیں کہا۔ اس کے اندر سے یہ آواز اٹھنی چاہیے تھی کہ امریکہ اس دنیا کا سب سے بڑا قاتل ہے' ظالم ہے۔ اسے اپنے ظلم بند کرنے چاہییں۔ اگر وہ ظلم بند نہیں کرے گا تو دنیا کے ہر حصے میں' ہر جگہ پر کوئی نہ کوئی مظلوم اٹھے گا وہ بندوق اٹھائے گا اور اس کی گولی نہ جانے کس معصوم کو لگ جائے گی اور اس کی تمام تر ذمہ داری امریکہ پر ہے۔ شکریہ

جناب ارشد محمود بگو، جناب سپیکر! کل جو routine تھی اسی طرح یہ ہوتا کہ جس طرح آپ کے پاس نام گئے تھے اسی طرح نمبر وائز سب کو بلایا جاتا لیکن پتا نہیں اس میں جناب کی مصلحت کیا ہے؟

جناب سپیکر! راجہ بشارت صاحب نے شروع میں لاء اینڈ آرڈر کے سلسلے میں جو opening کی تھی تو اس میں انہوں نے بڑی اچھی باتیں کہی ہیں اور انہوں نے اپوزیشن سے اور اس ہاؤس کے معزز ممبران سے آراء مانگی ہیں کہ وہ لاء اینڈ آرڈر کی صورت حال میں ہماری مدد کریں' ہماری معاونت کریں۔ ہم ان کی مفید تجاویز کو امن عامہ کی صورت حال کا ایک حصہ بنائیں گے۔ میں ان کا مشکور ہوں اور کوئی حکومت یہ نہیں چاہتی کہ اس کے دور میں امن عامہ کی صورت

حال خراب ہو' کوئی آئی جی یہ نہیں چاہتا کہ اس کے صوبے میں کرائم اس طرح بڑھے جس طرح آج بڑھ چکا ہے۔ میں ان کا اس حوالے سے بھی مشکور ہوں کہ انہوں نے روایتی انداز میں یہ نہیں کہا کہ ہمارے صوبے کے امن و امان کی صورت حال بڑی بہترین ہے۔ میں ان کا بڑا شکرگزار ہوں کہ انہوں نے نیم دلی کے ساتھ تسلیم کیا ہے کہ کرائم ہو رہے ہیں لیکن ہمیں گہرائی میں جانا پڑے گا۔ ہمیں اس صوبے میں امن قائم کرنے کے لئے ہر بات سوچنی پڑے گی۔ اس صوبے میں جرائم کے خاتمہ اور مجرموں کا سدباب کرنے کے لئے ہمیں مفید تجاویز دینی پڑیں گی۔

جناب سپیکر! میں ایک وکیل ہوں۔ اس وقت اس ملک اور اس صوبہ میں سب سے زیادہ ڈکیتی کے واقعات ہو رہے ہیں۔ ہر روز شہر اقبال سیالکوٹ میں دس سے پندرہ ڈاکے ہو رہے ہیں اور یہ المیہ ہے۔ ڈکیتیاں کیوں ہو رہی ہیں؟ میں اپنے تجربات کی روشنی میں بھی بات کروں گا کہ ان ڈکیتیوں کی ایک بہت بڑی وجہ بے روزگاری ہے۔ میں نے اپنے علاقے کے ایک ڈی ایس پی صاحب سے پوچھا کہ اتنے جرائم ہو رہے ہیں اس کی کیا وجوہات ہیں؟ انہوں نے کہا کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ ایک کریمینل آدمی ایک گینگ بنا لیتا ہے۔ وہ ان بے روزگار نوجوانوں کا گینگ بناتا ہے جو شریف ہوتے ہیں اور انہیں کوئی روزگار نہیں دیا جاتا اور پھر وہ ڈاکہ ڈالتے ہیں۔ وہ کریمینل انہیں آگے لگا دیتا ہے۔ میں یہ کہتا ہوں کہ ہم اکیسویں صدی میں داخل ہو چکے ہیں۔ میں اپنے تجربے اور اپنے ریکارڈ کی بنا پر یہ کہتا ہوں کہ 99% ڈکیت سزا سے بچ جاتے ہیں۔ وہ جیل سے باہر آتے ہیں اور پھر ڈاکے ڈالتے ہیں۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ میں اس کا ذمہ دار ہوں۔ میں بطور وکیل جب ایک ڈکیت کا وکیل بنتا ہوں تو میں یہ کوشش کرتا ہوں کہ اس نے بہت بڑا offence کیا ہے' اس نے وہاں پر قتل کیا ہے۔ یہ میرا client ہے اسے باہر آنا چاہیے اور میں اس وقت یہ نہیں سوچتا کہ امن کا گہوارہ میرا صوبہ پنجاب انہی چیزوں کی وجہ سے بے امنی کا گہوارہ بن چکا ہے۔

جناب سپیکر! اس پر ہمیں کچھ سوچنا پڑے گا کہ اکیسویں صدی میں دنیا چاند سے اوپر جا چکی ہے۔ جب کسی جگہ پر ڈکیتی ہوتی ہے تو ہم روایتی انداز میں ان لوگوں کو مدعی اور گواہان بناتے ہیں جہاں ڈاکہ پڑتا ہے اور قتل ہوتا ہے۔ جب کیس کورٹ میں چلا جاتا ہے تو پھر وہی ڈکیت انہیں دھمکی دیتے ہیں یا وہ لوگ خود ڈر کے مارے اس کیس کو withdraw کر لیتے ہیں اور کورٹ میں جا کر کہتے ہیں کہ یہ ہمارے ملزم نہیں ہیں۔

جناب سپیکر! اس کا کیا علاج ہے؟ اس کا علاج یہ ہے کہ جدید تحقیق کے ذرائع اختیار کئے جائیں۔ جہاں پر ڈکیتی یا چوری ہوتی ہے تو وہاں پر مجرم ایسے نشانات چھوڑ جاتا ہے جس سے

ہم اسے trace کر سکتے ہیں' جو اسے سزا دلوانے میں ایک بڑی اہم شہادت بن جاتی ہے لیکن اس کی طرف آج تک پاکستان میں کسی نے نہیں سوچا۔

جناب سپیکر! میں نے صبح بھی ایک پوائنٹ آف آرڈر پر کہا تھا کہ سیالکوٹ شہر کراچی کے بعد پاکستان کو سب سے زیادہ زرمبادلہ دیتا ہے۔ وہاں شہر اقبال میں لاء اینڈ آرڈر کی کیا صورت حال ہے کہ ایک لطیف نامی آدمی کو 25 دسمبر کو اغواء کیا جاتا ہے اور 5 دن کی negotiations کے بعد گھر والے 80 لاکھ روپیہ دیتے ہیں اور پھر محمد لطیف گھر واپس آتا ہے۔ دوسرے دن کیا ہوتا ہے کہ وہی لوگ پولیس کی وردیوں میں ملبوس مرید کے روڈ پر شیخ عبدالسلام کو اغوا کر لیتے ہیں۔ وہ بھی ایکسپورٹر ہیں اور اس سے سارا کچھ چھین کر اسے چھوڑ دیتے ہیں۔

جناب سپیکر! یہاں پر آئی جی بیٹھے ہیں۔ سیالکوٹ کی ایک بڑی مشہور فرم leather wear ہے ان کے چیف ایگزیکٹو نے آئی جی صاحب کو لیٹر لکھا کہ مجھے سعودی عریبیہ سے ایک ڈکیت نے ٹیلی فون کیا ہے کہ مجھے اتنے پیسے دو ورنہ میں تمہیں مار دوں گا اور اس نے پیسے دے کر اپنی جان چھڑا لی ہے۔ مجھے یہ احساس ہے کہ یہ حکومت بھی نہیں چاہتی کہ یہاں پر کرائم ہو۔ یہ discredit نہیں لینا چاہتے کہ یہاں پر کرائم کی ratio بڑھے۔ اس کے لئے ہمیں کوئی انقلابی اقدامات کرنے پڑیں گے۔ ایک تو میں آپ کی وساطت سے آئی جی صاحب سے یہ درخواست کروں گا کہ اتنے اتنے اچھے پولیس آفیسر لائن میں رہتے ہیں۔ انہیں فیلڈ میں کوئی نہیں لے کر آتا۔ اس لئے کہ ان کی کوئی سفارش نہیں ہوتی۔ ان کے پیچھے کوئی ایم پی اے یا کوئی ایم این اے نہیں ہوتا۔ ضرورت ہے کہ ہم پولیس میں میرٹ کی پالیسی کو آگے لے کر نکلیں اور ان افسروں کو فیلڈ میں لے کر آئیں جن کی شہرت بہت اچھی ہے اور جنہوں نے کام کر کے دکھایا ہے۔

جناب سپیکر! پولیس رولز ایک سب سے بڑی وجہ ہے۔ میں پولیس رولز پڑھ رہا تھا' 1924ء میں 550 لوگوں پر ایک کانسٹیبل متعین تھا۔ آج 2003 میں' میں ایس پی صاحب سیالکوٹ سے بات کر رہا تھا انہوں نے کہا کہ 1750 کی آبادی پر ایک کانسٹیبل متعین ہے جب کہ کرائم کی شرح اور رفتار آپ کے سامنے ہے۔ میں اس حوالے سے راجہ بشارت صاحب سے کہوں گا کہ آپ بے روزگاروں کو روزگار دیں اس سے ایک تو ان کی سکریننگ ہو گی۔ یہ سب سے بڑی بدقسمتی ہے کہ پچھلے آئی جی عباس خان صاحب نے اخبار میں open انٹرویو دیا تھا کہ ایک دور میں ہم نے اے ایس آئی صاحبان کی بھرتیاں کی تھیں۔ ان کی سکریننگ نہیں کی گئی تھی بلکہ ایم پی ایز اور ایم این ایز کو دو دو کانسٹیبل اور ایک ایک اے ایس آئی کا کوٹہ دیا گیا تھا جس کی وجہ سے کرائم

کی شرح بڑھ گئی ہے۔ میں آپ کی وساطت سے وزیر قانون اور بلدیات راجہ بشارت صاحب سے کہوں گا کہ یہ لمحہ فکریہ ہے۔ میرے علاقے میں ایک آدمی نے مجھے یہ بتایا کہ ہم نے آلو اور دال کھا کھا کر اپنی دو بچیوں کا جہیز بنایا تھا۔ آج ڈاکو وہ سارا جہیز لوٹ کر لے گئے ہیں۔

جناب سپیکر! یہ کیا ہے؟ یہ کیوں ہے؟ اس پر ہمیں غور کرنا ہوگا اور اس پر ہمیں بات کرنی ہوگی۔ اگر بطور اپوزیشن کا نمائندہ ہونے اور بطور حکومتی نمائندہ ہونے کے حوالے سے ہم نے اپنی ڈیوٹی پوری نہ کی تو یہاں تو ہم اپنے نمبر بنا کر چلیں جائیں گے لیکن ایک ایسی عدالت بھی ہے' ایک ایسی جگہ بھی ہے جہاں پر ہم نے ایک ایک لمحے کا حساب دینا ہے۔ پھر ہمیں یہ سوچنا چاہیے کہ وہاں ہم نے کیا جواب دینا ہے۔ اس کے لیے ہر ایک کو تیاری کرنی چاہیے۔ تجاویز تو اور بھی تھیں لیکن میں وقت کی کمی کے پیش نظر اپنی بات کو ختم کرتا ہوں۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ شاہینہ اسد!

محترمہ شاہینہ اسد: جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے کچھ تجاویز آئی جی صاحب تک پہنچانا چاہتی ہوں۔ میں ہاؤس کا زیادہ وقت نہیں لوں گی۔ مگر یہ ضرور چاہوں گی کہ توجہ سے بات سنی جائے کیونکہ لاء اینڈ آرڈر کا مسئلہ ہے۔ یہ مسئلہ وہ ہے جو کہ معاشرے میں بہت اثر انداز ہوتا ہے۔ میں چند چیزیں آپ کے گوش گزار کرتی ہوں۔ میں ای ایم ای ہاؤسنگ سوسائٹی کی رہنے والی ہوں۔ رائیونڈ اور ملتان روڈ کی طرف دیکھیں تو یہ سارا علاقہ میرا بنتا ہے۔ میں یہ بتانا چاہتی ہوں کہ اس طرف چوریاں انتہائی عروج پر پہنچی ہوئی ہیں۔ اس کی وجہ شاید یہ ہے کہ پولیس کی نفری کم ہے۔ میں نے وہاں کے ایس ایچ او سے بات کی تھی انھوں نے مجھے بتایا کہ نفری کم ہے۔ میں اس بارے میں یہ تجویز دینا چاہتی ہوں کہ پولیس کی نفری کو زیادہ کیا جائے اور جو بھرتی کی جاتی ہے اس میں دیکھا جائے کہ پولیس کے کانسٹیبلوں نے انسانوں کو deal کرنا ہوتا ہے۔ لہذا ان کی ٹریننگ میں یہ چیز شامل کی جائے کہ انسانی رویوں کے مطابق وہ انسانوں کو deal کریں۔ یہ ان کی ٹریننگ کا بہت ضروری حصہ ہونا چاہیے۔ ان کو یہ بتایا جائے کہ انسان کو کس طرح آپ نے deal کرنا ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ قیدی خواتین جو جیلوں میں ہیں۔ میں دیکھتی ہوں کہ ان کے ساتھ چھوٹے چھوٹے بچے بھی ہوتے ہیں۔ جن کی تعلیم کا کوئی انتظام نہیں ہوتا۔ سب

سے پہلے تو یہ دیکھنے والی بات ہے کہ ان کو کس چیز کی سزا دی جاتی ہے۔ لیکن جب کوئی عورت معاشرے میں مجرم بن جاتی ہے تو اس کا اپنا خاندان بھی اسے قبول کرنے کے لیے تیار نہیں ہوتا۔ اس وقت ہماری حکومت کی یہ ذمہ داری ہو جاتی ہے کہ ان بچوں کی تعلیم کا انتظام کیا جائے۔ خواہ جیلوں میں ہی ان کے لیے سکول قائم کیے جائیں' میری یہ تجویز براہ مہربانی آئی جی صاحب تک آپ پہنچائیں۔ اس کے بعد ہماری خواتین کو جب عدالتوں میں لے جایا جاتا ہے تو ان کی عزت نفس کو مدنظر نہیں رکھا جاتا۔ میں آپ کو درخواست کرتی ہوں کہ جیلوں میں ان کے لیے عدالتیں علیحدہ بنائی جائیں جہاں ان کے کیس سنے جائیں اور ان کے فیصلے ہوں۔

تیسری بات یہ ہے کہ بہت سی عورتیں وہاں بیٹھی ہوئی ہیں جن کی ضمانت دینے والا کوئی نہیں ہے۔ میں یہ بھی تجویز دیتی ہوں کہ ان کے لیے کوئی ایسا انتظام ہو کہ ان کی ضمانت دی جائے اور ان کو جیل سے رہائی ملے۔ اس کے علاوہ ایک بات اورکرنا چاہتی ہوں کہ ہماری پولیس کی تنخواہیں انتہائی کم ہیں۔ میں یہ بھی درخواست کروں گی کہ ان کی تنخواہوں میں اضافہ کیا جائے۔ کیونکہ تنخواہیں کم ہونے کی وجہ سے بھی ان کے رویے درست نہیں ہیں۔ ان کے رویے انسانوں کے ساتھ صحیح نہیں ہیں۔ یہ ایک بنیادی چیز ہے کہ اگر آپ انسان کو مطمئن نہیں کریں گے تو وہ کبھی بھی اچھے رزلٹ نہیں دے سکتا۔ ہم پولیس اسٹیشن میں دیکھتے ہیں کہ جب کوئی ایف آئی آر درج کرانی ہو تو جب ایس ایچ او صاحب نہیں ہوتے تو ہمیں وہاں یہ جواب ملتا ہے کہ ایف آئی آر ابھی فی الحال درج نہیں ہو سکتی۔ چونکہ وہاں ایس ایچ او صاحب نہیں ہیں۔ براہ مہربانی ان کی غیر موجودگی میں کوئی ایسا آفیسر وہاں لگایا جائے جو ایف آئی آر درج کرے۔ ایک اور بات کہ جب خواتین تھانوں میں جاتی ہیں تو ان کو وہ عزت نہیں دی جاتی۔ وہاں ایسا ماحول پیدا کیا جائے کہ خواتین جب اپنا کوئی کیس لے کر یا جب ان پر کوئی تشدد ہوتا ہے یا ان پر کسی قسم کی دست درازی ہوتی ہے تو وہ جب وہاں جائیں تو ان کو یہ محسوس ہو کہ وہاں کا ماحول ان کو تحفظ دے گا۔

میں ایک اور بات توجہ میں لانا چاہتی ہوں اور آپ سب اس بارے میں جانتے ہیں۔ میں چونکہ حکومتی بنچوں پر ہوں اور مجھے میرے علاقے کے لوگ کہتے ہیں کہ آپ براہ مہربانی یہ بات آگے پہنچائیں اور میں غریبوں کی نمائندہ بھی ہوں کہ میرے ارد گرد کا تمام ماحول دیہاتی ہے اور دیہاتی لوگ جتنے مظلوم ہیں' میں وہاں رہ کر بہت بہتر طریقے سے

سمجھتی ہوں۔ وہاں کے لوگوں کے ساتھ ایسا ہوتا ہے کہ ہمارے علاقے کے جو مقتدر اور صاحب حیثیت لوگ ہیں۔ ان کے زیر اثر ہمارے تھانے ہوتے ہیں۔ براہ مہربانی تھانے میں ایسا سسٹم رائج کیا جائے کہ جو مظلوم ہے اس کی داد رسی ہو اور اسے جلد انصاف ملے اور اس کے ساتھ کوئی زیادتی نہ ہو۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر، جی، بی بی آپ!

محترمہ عابدہ جاوید، جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ اس معاشرے میں کبھی بھی امن و امان قائم نہیں ہو سکتا۔ جہاں قانون کی گرفت سخت نہ ہو۔ اس معاشرے میں کبھی بھی امن و امان قائم نہیں ہو سکتا جہاں سب کو انصاف ایک جیسا نہ ملے۔

اب میں اپنے علاقے کی بات کرتی ہوں۔ ہمارے علاقے 2۔سی ا' ٹاؤن شپ میں غیر قانونی گیٹ جگہ جگہ گلیوں کے کناروں پر لگے ہوئے ہیں۔ اس پر احتجاج کیا گیا۔ علاقے کے لوگ میرے پاس آئے۔ میں نے باقاعدگی سے، تمام علاقے کے لوگوں کے دستخط لیے اور اس کے بعد میں نے ڈی سی او کے پاس بھی وہ لیٹر بھیجا اور ایک کاپی میں نے نشتر ٹاؤن کے ناظم کے پاس بھی بھیجی لیکن میری بات نہیں سنی گئی۔ میں نے پھر ایک اور کاپی بھیجی، خدا جانے وہ وہاں تک پہنچی یا نہیں پہنچی؟ اس کے بعد ہم نے یہ احتجاج کیا کہ اگر آپ ہماری بات نہیں مانتے تو کیا ہم بھی ویسے ہی گیٹ اپنی گلیوں کے کناروں پر لگا سکتے ہیں؟ آپ یہ بتائیں کہ گیٹ لگانا قانونی ہے یا غیر قانونی۔ ہم حق کی بات کر رہے ہیں اور وہ غیر قانونی بات کر رہے ہیں۔ علاقے کے لوگ احتجاج کر رہے ہیں۔ ہم کہاں جائیں؟ ہم انصاف کی بات کرتے ہیں۔ ہماری بات سنی جائے۔ میں نے ان کو ایک تجویز دی کہ براہ مہربانی یہ گیٹ دن کے وقت کھول دیے جائیں اور رات کو ان کو بند کر دیا جائے۔ اگر چوری ڈاکے کا آپ کو خطرہ ہے تو کیا پورے علاقے کو خطرہ نہیں؟ اگر آپ بند کریں گے تو چور اور ڈاکو دوسری سڑکوں سے نہیں آئیں گے۔ میں یہ ایک بات کہنا چاہ رہی تھی، بہت اہم ہے۔ براہ مہربانی علاقے کے گیٹوں کو دن کے وقت کھلوایا جائے اور رات کو بے شک بند کروایا جائے۔ بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شیخ اعجاز صاحب!

شیخ اعجاز احمد ایڈووکیٹ، شکریہ جناب سپیکر! مجھے آپ نے بات کرنے کا موقع دیا۔ صبح سے اب تک ماشاءاللہ اسمبلی بزنس کافی ہوا۔ کافی issues پر بات ہوئی اور اب لاء اینڈ

آرڈر کا issue جاری ہے۔ آج دوستوں نے، خواتین و حضرات نے بڑی تسلی کے ساتھ بیٹھ کر ساری باتیں سنیں۔ اب جب میں اپنی باری پر کھڑا ہوا ہوں تو میں نے اپنے فاضل ممبران سے درخواست کرنی ہے کہ وہ اسمبلی ڈیکورم کا خیال رکھتے ہوئے اپنے موبائل فون براہ مہربانی بند کر دیں۔ یہ بہت برا لگتا ہے۔ یہ پہلی گریجوایٹ اسمبلی ہے۔ لوگ comparatively بہتری چاہتے ہیں اور comparatively ان کی نظریں، پورے صوبے کے سات کروڑ عوام کی نظریں، جن میں محروم طبقات بھی ہیں، مسکین طبقات بھی ہیں، پسے ہوئے لوگ بھی ہیں، اس ایوان پر، اس مقدس ایوان کی کارروائی پر ہیں اور جس طرح یہاں پر فاضل دوستوں نے کہا کہ میڈیا آج کل اتنا influence رکھتا ہے کہ جو بات ہم کرتے ہیں وہ صرف یہاں پر ہی نہیں بلکہ اس بات کو ٹی وی کیمرہ catch کر لیتا ہے۔ ہمارے صحافی حضرات بھی یہاں پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ یہ ساری باتیں صبح flash ہوتی ہیں اور اس کا ہمارے معاشرے پر اثر ہوتا ہے۔ اتنے بڑے ایوان کا اثر ہونا بھی چاہیے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر باہر بارش ہو جائے تو بندے کے اندر کا موسم بدل جاتا ہے۔ اندر ہم جو کریں گے تو اس سے باہر کا موسم بدلنا ایک فطری عمل ہے۔

جناب سپیکر! فیصل آباد سے میرا تعلق ہے اور فیصل آباد کا جو heart of the city area ہے جس میں گھنٹہ گھر کے چاروں طرف آٹھ بازار ہیں۔ آج کی اس حکومت کے بارے میں اور لاء اینڈ آرڈر کے ایشو کے بارے میں یقین مانیں وہ ہمارا منہ چڑا رہے ہیں۔ لاہور میں خدانخواستہ کوئی ایسا واقعہ ہو جاتا تو اس پر بھی مجھے رونا آ جاتا یا بطور انسان فرط جذبات سے میرے آنسو باہر اُمڈ آتے۔ میں ذمہ داری سے بات کرتا ہوں کہ تین واقعات پر فیصل آباد کے لوگ، میرے حلقے کی خواتین، میرے حلقے کے نوجوان اور خود میں بھی رونے کو ہوں اور ہمارے آنسو ٹپکنے کو بیتاب ہیں۔ میں آپ کے توسط سے آئی جی صاحب کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں کہ اگر میں شاداب کالونی کی سڑک پر جاؤں تو وہاں پر ایک ڈاکوؤں کا گروہ جیولری کی دکان میں چلا جاتا ہے اور وہاں جا کر ڈکیتی ڈالتا ہے اور ڈکیتی ڈالنے کے بعد گروہ کے ارکان سڑک پر بھاگتے ہیں اور ان کے پیچھے لوگ بھاگتے ہیں۔ ان لوگوں میں ایک یوسف نامی بندہ بھی ہے جس کا 11 سال کا ایک ننھا منا

بیٹا اور اس کا چھوٹا بھائی اس کے پیچھے بھاگ رہا ہے۔ ان معصوموں کو پتا نہیں کہ یہاں پر کیا قیامت گزرنے والی ہے۔ وہ اپنے بستے لٹکائے ہوئے اس سڑک پر بھاگ رہے ہیں اور بھاگنے کے دوران وہ ڈکیت وہاں پر فائرنگ کر دیتے ہیں اور ایک گولی اس ننھے بچے کو چیرتی ہوئی' اس کے بدن میں سوراخ کرتی ہوئی اس کے چھوٹے بھائی کی ٹانگ پر لگتی ہے اور اس بچے کی وہاں پر at the spot death ہو جاتی ہے اور اس کا چھوٹا بھائی زخمی ہو کر کسی ہسپتال میں داخل ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد ایک نوجوان لڑکی صباء نواز انجمن تاجران کچہری بازار' فیصل آباد کے جنرل سیکرٹری خالد بٹ کی بھتیجی اور ان کے بھائی نواز بٹ کی بیٹی ہے جن کی والدہ اس کے لئے حسین سپنے دیکھ رہی ہے جس کی ماں یہ محسوس کر رہی ہے کہ اس بیٹی کو میں نے دعائیں دے کر اپنے گھر سے وداع کرنا ہے۔ جب وہ لاہور سے سروس روڈ کی جانب سے آتے ہیں اور وہاں پر غلطی سے ان کی کار جھمرہ روڈ پر چلی جاتی ہے جو جناب سپیکر کا اپنا علاقہ ہے۔ اس روڈ پر ڈاکو ان کو روکتے ہیں' گن پوائنٹ پر ان پر فائرنگ ہوتی ہے اور فائرنگ کے نتیجہ میں وہ 14 سالہ میٹرک کی طالبعلم صباء نواز جس کا تعلق میرے حلقہ سے ہے اس کا قتل ہو جاتا ہے اور اس کی چھوٹی بہن اور ان کے ساتھ تین اور خواتین زخمی ہو جاتی ہیں۔ فیصل آباد میں لاء اینڈ آرڈر کی یہ صورتحال ہے کہ اگر آپ وہاں سے فاتحہ خوانی کر کے نکلیں اور روتے دھوتے ماڈل ٹاؤن کے علاقہ میں آئیں جو سٹی ایریا کے اندر ہے اور پنج پلیاں کا علاقہ ہے۔ جہاں پر شیخ عبدالرؤف نامی تاجر اپنے بچوں کا روزگار حاصل کرنے کے لئے' جس کے اوپر جوان پانچ بیٹیوں کا بوجھ ہے اور اس کے چار نوجوان بیٹے ہیں جن میں دو کی شادیاں ہو چکی ہیں اور وہ اپنے دادا کے ساتھ اس کی گود میں بیٹھ کر کھیلنے کی خواہش رکھتے ہیں ان کا دادا اور بچیوں کا باپ جب اپنی فیکٹری بند کر کے گھر کو آتا ہے۔ یہاں پر جناب سپیکر! میں آئی جی صاحب کی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ پنج پلیاں روڈ جو الائیڈ ہسپتال کے درمیان والا روڈ ہے' اس پر کوئی موبائل گشت نہیں ہے' کوئی سٹریٹ لائٹ نہیں ہے۔ وہاں سے جب وہ واپس گھر آ رہا ہوتا ہے تو اس کو گھیر کر' اس کو گن پوائنٹ پر لوٹنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ فیصل آباد کا وہ تاجر جس کی فیکٹری سے یا جس کی مل سے' اگر وہ دھواں اگلنا بند کر دے تو میں سمجھتا ہوں کہ آپ کی یہ اسمبلی بھی بند ہو جائے۔ ہسپتال بھی بند ہو

جائیں' جن لوگوں نے لاکھوں کروڑوں روپے بنکوں میں جمع کروائے ہیں' بنک بند ہو جائیں' لوگوں کے کاروبار ٹھپ ہو جائیں۔ آج لاء منسٹر صاحب نے کہا کہ ہمیں اقتدار سنبھالے ہوئے دو ماہ ہوئے ہیں اور ہم نے پولیس ریفارمز کی ہیں' ہم نے investigation cell بنائے ہیں' اس پر سیر حاصل گفتگو ہو چکی ہے۔ میں آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھنے والے تاجر شیخ عبدالرؤف کو وہاں پر قتل کر دیا جاتا ہے۔ یہ تین وارداتیں ایسی ہیں جو دل ہلا دینے والی باتیں ہیں۔ فیصل آباد تو میرا اپنا شہر ہے اور جو ارکان اسمبلی خواتین و حضرات بیٹھے ہوئے ہیں ان کا بھی شہر ہے۔ لیکن میں یہ کہتا ہوں کہ یہ انتہائی افسوس ناک بات ہے کہ آپ کے اپنے چیف منسٹر صاحب کے شہر میں' شہر گجرات میں' جو بزرگوں کا شہر ہے اس میں ایک ہفتہ پہلے شٹر ڈاؤن ہوا۔ کیا آپ اس حقیقت سے انکار کر سکتے ہیں؟ چیف منسٹر کے اپنے شہر میں لاء اینڈ آرڈر کی اتنی بری پوزیشن ہے کہ وہاں پر شٹرڈاؤن ہوا اور اس کے بعد لوگوں نے احتجاج کیا اور یہاں پر باتیں ہوئیں۔جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے کہوں گا کہ جو لوگ چھپا کر بات کرتے ہوں گے انہیں کسی کا خوف ہو گا مگر سوائے خدا کی ذات کے مجھے کسی کا خوف نہیں ہے۔ جس کے دست قدرت میں میری اس ناچیز کی' اور آپ سب کی جان ہے۔ فیصل آباد کے جو ڈی پی او ہیں وہ ہمارے وزیراعلیٰ کے قریبی عزیز گردانے جاتے ہیں۔ ان کی ڈیوٹی یہ لگائی گئی تھی کہ آپ نے الیکشن میں ہمارے من پسند رزلٹ لینے ہیں۔ میں اس ہاؤس میں ایک ذمہ دار ممبر کی حیثیت سے بات کر رہا ہوں کہ میرے مدمقابل امیدوار کو ڈی پی او فیصل آباد نے میاں زاہد سرفراز کے نیچے ایم پی اے بنوایا اور ایم پی اے کا ان کو ٹکٹ دلوایا۔ لیکن اللہ کے فضل و کرم سے وہاں پر میں بھاری اکثریت سے جیتا۔ اس کے بعد جب انہوں نے اپنے فرائض اپنے منصبی سرانجام دے دیتے ہیں تو میری اس ہاؤس کی وساطت سے اور جناب سپیکر کی وساطت سے جو میں figures دینے لگا ہوں' یہ آپ نوٹ فرمالیں کہ ان figures کے بعد اگر اخلاقی طور پر میں فیصل آباد کا ڈی پی او ہوتا تو خدا کی قسم! میں نے اگلے دن resign کر جانا تھا۔ لیکن بڑے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ پرویز اکبر لودھی صاحب کا نام ہم نے سنا تھا کہ وہاں پر ڈی آئی جی کے طور پر آرڈر ہو رہے ہیں ان کے آرڈرز کو رکوایا گیا۔ اس سلسلے میں ڈی پی او صاحب

کوشش کر رہے ہیں جیسے یہاں ایس پی سٹی شفقات کو promote کر کے ایس ایس پی لگا دیا گیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ اعجاز صاحب! میرا خیال ہے آپ نے کافی ٹائم لے لیا ہے۔ آپ نے پانچ منٹ زیادہ بول لیا ہے۔ میں آپ کو صرف ایک منٹ دیتا ہوں' اس کو ختم کریں۔ The time is extended for fifteen minutes.

شیخ اعجاز احمد ایڈووکیٹ۔ جناب والا! میں نے ابھی اپنے figures پیش کرنے ہیں۔ اگر آپ موقع نہیں دیتے تو میں سمجھتا ہوں کہ آپ چشم پوشی سے کام لے رہے ہیں۔ میں ایک دو منٹ میں سمیٹ لیتا ہوں۔ آپ میری یہ گزارش سنیں۔۔۔۔

وزیر مواصلات و تعمیرات۔ پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ پلیز آپ تشریف رکھیں۔ ایک معزز وزیر بات کر رہے ہیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات۔ جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ میرے محترم فاضل دوست شیخ صاحب کافی حقائق پر مبنی ارشادات فرما رہے تھے۔ لیکن ایک چیز عیاں ہے اور آپ بار بار فرما چکے ہیں کہ ٹائم مقرر کر دیا گیا ہے۔ اب ہمیں بات کرنے سے پہلے اپنی priority خود طے کرنی چاہیے کہ ہم نے جو تجاویز دینی ہیں' جیسے ابھی انہوں نے آپ کو figures دینے ہیں۔ ان کی باری چار منٹ کے بعد آ جاتی ہے۔ اگر یہ طول لیتے بھی ہیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ لیکن یہ اپنے دوسرے ساتھی کا وقت لے رہے ہیں۔ میں جو گزارش کر رہا ہوں کہ آپ وقت ضرور لیجئے گا۔ لیکن یہ آپ کی صوابدید پر ہے آپ جس کو بہتر سمجھتے ہیں اس کو پہلے دے دیں۔ میں نے صرف اتنی گزارش کی ہے وقت آپ کے پاس موجود ہے' مائیک آپ کے پاس ہے۔ اس ہاؤس کو آپ نے ان کے حکم سے چلانا ہے۔ میں ان کو یہ یاد دلا رہا ہوں جو آپ نے فرمایا ہے' ساتھ ہی میں ان کی وساطت سے یہ گزارش کر رہا ہوں کہ آپ یہ یاد دلاتے رہیں کہ اپنی ترجیحات کو اپنے وقت کے اندر سمیٹ لیں تو دوسرے ساتھیوں کو بھی وقت مل جائے گا۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ جی' شیخ صاحب! آپ اپنی تقریر ایک منٹ میں wind up کریں۔

شیخ اعجاز احمد ایڈووکیٹ، جناب والا! میں چودھری صاحب کا بڑا ممنون ہوں کیونکہ ان کا تعلق بھی فیصل آباد سے ہے ۔ میں ان کا بہت ممنون ہوں کہ انہوں نے اس بات کو تسلیم کیا کہ فیصل آباد میں لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال انتہائی بگڑ چکی ہے ۔ میرے پاس یکم جنوری سے 28 جنوری تک صرف ایک ماہ کے figures موجود ہیں۔ میں نے یہاں پر figures کی کوئی لمبی چوڑی بات نہیں کرنی ۔

وزیر مواصلات و تعمیرات، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' چودھری صاحب!

وزیرمواصلات وتعمیرات، جناب سپیکر! میں یہ گزارش کروں گا کہ شیخ صاحب نے یہ جو الفاظ فرمائے ہیں کہ میں نے تسلیم کیا ہے کہ فیصل آباد میں لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال خراب ہے' یہ الفاظ میں نے نہیں کہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' شیخ صاحب!

شیخ اعجاز احمد ایڈووکیٹ، جناب سپیکر! میرے پاس یکم جنوری تا 28 جنوری تک کے figures ہیں۔ یکم جنوری کو 3 موٹر سائیکلیں' ایک کار اور ایک ڈکیتی ہوئی ۔ جناب والا! میں آپ کی وساطت سے کہتا ہوں کہ آئی جی صاحب اسے نوٹ فرماتے جائیں۔ 2۔جنوری کو دو موٹر سائیکلیں دو ڈکیتیاں' 3۔جنوری کو تین ڈکیتیاں' 4۔جنوری کو تین موٹر سائیکلیں اور ایک ڈکیتی' 6۔جنوری کو دو ڈکیتیاں دو چوریاں ایک ڈکیتی دو موٹر سائیکلیں چھینی گئیں' 7۔جنوری کو ایک بس ایک کار اور ایک موٹر سائیکل چھینی گئی' 8۔جنوری کو ایک چوری ہوئی ایک کار اور ایک ویگن چھینی گئی' 4 ڈکیتیاں ہوئیں' 9 جنوری کو تین ڈکیتیاں دو موٹر سائیکلیں' 10۔جنوری کو چھ موٹر سائیکلیں چوری ہوئیں' 11۔جنوری ایک ٹریکٹر' ایک موٹر سائیکل چوری ہوئیں' تین چوریاں' دو ڈکیتیاں' 12 اور 13 جنوری کو چارسنگین ڈکیتیاں' دو موٹر سائیکلیں اور ایک کار چوری ہوئی اور دو چوریاں ہیں۔ میں آپ کو پورے figures بتا دیتا ہوں ۔ جناب والا! میں اپنے بجٹ کے لئے پورا ہوم ورک کر کے آیا ہوں۔ 74 ڈکیتیاں ہوئیں' 35 چوریاں 9 کاریں 46 موٹر سائیکلیں' ایک بس' ایک ٹرالر' ایک رکشہ' ایک ٹریکٹر کی چوری ہوئی ہے اور پانچ خواتین کے ساتھ زیادتی ہوئی ہے۔ سات خواتین نے

خود کشی کی ہے۔ جناب! یہ آپ کی حکومت کے تحفے ہیں۔ ڈیڑھ درجن کے قریب قتل کی وارداتیں ہوئی ہیں۔ 50 کے قریب اقدام قتل کی وارداتیں ہوئی ہیں ۔ دوران ڈکیتی تین قتل ہوئے ہیں ۔ 14 خواتین زخمی ہوئی ہیں۔ یہ وہ figures ہیں جو ریکارڈ ہوتے ہیں۔ اگر 27 دنوں میں فیصل آباد جو کہ پاکستان کا مانچسٹر ہے اس کا تاجر' اس کا مزدور' اس کا وکیل' اس کا طالب علم' اس کا بچہ' اس کا جوان' اس کا بوڑھا کوئی بھی محفوظ نہیں ہے ۔ اگر 27 دن کے یہ figures ہیں تو پورا ہاؤس ایمانداری کے ساتھ اندازہ لگائے کہ پورے حکومتی دور کا کیا حال ہوگا؟ آپ یہ مت سمجھیں کہ آپ ٹریژری بنچز پر بیٹھے ہیں اور میں اپوزیشن بنچ پر بیٹھ کر بات کر رہا ہوں' میری مائیں اور بہنیں جو اِدھر بیٹھی ہوئی ہیں اور جو اُدھر بیٹھی ہوئی ہیں یہ بھی اپنے دلوں پر ہاتھ رکھیں کہ جس بہن کا بھائی شہید ہوا' جس ماں کا بیٹا شہید ہوا اس کی کیا پوزیشن ہوئی ہوگی۔ دونوں مائیں آج تک senseless ہیں۔ میری یہ درخواست ہے کہ DPO فیصل آباد سے خدا کے لئے جان چھڑائی جائے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی' قاسم نون صاحب!

رانا محمد قاسم نون: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے اپنے دوست کے ریکارڈ کو درست کرنا چاہوں گا کہ موصوف فاضل ممبر نے SSP فیصل آباد کے بارے میں جو گفتگو کی ہے وہ حقائق پر مبنی نہ ہے بلکہ میں ان کو داد دوں گا کہ وہ پنجاب پولیس کے انتہائی قابل ترین افسران میں سے ایک ہیں ۔ میں آپ کی وساطت سے یہ بھی کہوں گا کہ میرے بھائی نے جس خوبصورتی کے ساتھ یہ اعداد و شمار اکٹھے کئے ہیں ایسا لگتا ہے کہ یہ فیصل آباد نہیں بلکہ یہ نیویارک کی گلیوں کا کرائم یہاں پر بیان کیا جا رہا ہے ۔ میری ان سے گزارش ہے کہ ان کے اعداد و شمار کے اکٹھے کرنے تک تو میں انہیں داد دوں گا مگر کسی کی غیر موجودگی میں اس کے خلاف بات کرنی یا کسی کو پسند یا ناپسند کرنا یہ مناسب نہیں ہے ۔ اگر آپ اجازت دیں تو لاء اینڈ آرڈر پر کچھ میں بھی بیان کر دوں۔

جناب والا! یہاں پر امریکہ بہادر پر بھی بات ہوئی' مغرب پر بھی بات ہوئی' جناب والا! 11 ستمبر کے بعد امن عامہ کی صورتحال پوری دنیا میں بدل گئی ہے ۔ پاکستان اس دنیا کا ایک حصہ

ہے یہاں پر بھی مسائل ہیں ۔ کسی پر تنقید کرنا سب سے آسان ہے لیکن کسی کو حقائق کی نگاہ سے دیکھنا بہت مشکل کام ہے۔ یہاں پر سب سے زیادہ تنقید پولیس پر کی جاتی ہے۔ پولیس بھی اسی معاشرے کا حصہ ہے ۔ پولیس بھی وہ ہے جو ہم produce کرتے ہیں وہ ہمارے بھائی ہیں۔ وہ ہمارے وجود کا حصہ ہیں ۔ اگر ہم اپنے طرز عمل اور رویہ کو ٹھیک کرلیں ' مرضی کے ایس ایچ او نہ لگوائیں ' مرضی کا ڈی ایس پی نہ لگوائیں ۔ پولیس کو ہم خود کرپٹ کرتے ہیں اور پھر پولیس ہی کو مورد الزام ٹھہراتے ہیں۔ میری آپ سے استدعا ہے کہ سابقہ ممبران اسمبلی کا ریکارڈ دیکھ لیں اور آج وہی چیز اگر دہرائی جانے گی تو آنے والی نسلیں ہمیں معاف نہیں کریں گی اور پھر شاید ہمیں موقع بھی نہ ملے۔ میری گزارش یہ ہے کہ پولیس کو اتنی سہولتیں دی جائیں۔ ان کو جدید ترین ہتھیار مہیا کئے جائیں۔ ان کی تنخواہیں بڑھائی جائیں کہ وہ کسی دوسرے سلسلہ میں سوچ بھی نہ سکیں۔ جہاں تک جرائم کا تعلق ہے تو جرائم بھی معاشرے کے طرز عمل اور رویہ کے وجود کا حصہ ہیں۔ اگر ہم اپنی معاشرتی برائیوں کو ختم نہیں کریں گے۔تو پھر پنجاب تو کیا کسی بھی صوبہ میں جرائم کا ratio کم نہیں ہو سکتا۔ میری آپ سے درخواست یہ ہے کہ جنرل پرویز مشرف کی حکومت کے دوران جتنا دہشت گردی پر قابو پایا گیا اور اب چودھری پرویز الہیٰ صاحب کی حکومت میں' انشاء اللہ العزیز مزید بہتری آئی ہے۔ اگر کہیں پر خرابی ہو تو پورے محکمہ کو اس کا الزام نہیں دیا جا سکتا۔انفرادی طور پر تو ہم condemn کر سکتے ہیں ادارے کو نہیں کر سکتے۔ بلکہ ہمیں citizen police liaison committee بنانی چاہیے۔ ہمیں پولیس کے ساتھ تعاون کرنا چاہیے کہ ہم بھی اس معاشرے کا حصہ ہیں اور جرائم کو کنٹرول کرنا چاہیے اور امن عامہ کی صورتحال کو بہتر کرنا چاہیے ۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب قمر حیات کاٹھیا!

جناب محمد قمر حیات کاٹھیا: جناب والا! میں اپنے بھائی کی تائید کرتا ہوں کیونکہ میرا ڈویژن بھی فیصل آباد ہے ۔ مجھے بھی ایس پی صاحب سے کافی دفعہ واسطہ پڑا ہے۔ وہ انتہائی اچھے اور ایماندار افسر ہیں۔ اس کے بعد ایک بات میں یہ کہوں گا کہ میرے بھائی نے پولیس کے متعلق بالکل ٹھیک فرمایا ہے۔ اکثر ادوار میں زیادہ تر defence ' اور وہ بھی سیاستدانوں کی طرف سے' وہ بھی

ہمارے بھائی ہوتے ہیں جو کہ چوروں کو اور ڈکیتوں کو تحفظ دیتے ہیں ۔ میں آپ کو اپنی تحصیل کی مثال دینا چاہتا ہوں اور جو on the record ہے ۔ میرے جو تحصیل ناظم ہیں ان کے cousin پر موٹر سائیکل ڈکیتیوں کے کوئی دس بارہ کیس درج ہو چکے ہیں اور ابھی وہ مطلوب ہے ۔ انہوں نے پناہ دی ہوئی ہے اور وہ اپنے گھر میں پھر رہا ہے۔ وہ آٹھویں دن جاتے ہیں جا کر وقت لے لیتے ہیں کہ ہم پندرہ دن بعد اسے پیش کر دیں گے ۔ یہاں پر ان کے آئی جی صاحب بیٹھے ہیں' کوئی تحصیل ناظم ہو' چاہے ڈسٹرکٹ ناظم ہو' چاہے کوئی ایم پی اے ہو' چاہے کوئی ایم این اے ہو' اس کے کزن کو' اس کے بھائی کو اگر وہ برائی کرتا ہے' اگر وہ ڈکیتیاں کرتا ہے تو اسے defence نہیں ملنا چاہیے۔ بے شک وہ میرا بھائی بھی ہو۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! ایک اور بات جو کہ زیادہ تر میرے حلقہ اور ضلع جھنگ کا مسئلہ ہے ۔ میرا حلقہ ضلع جھنگ کے آخر میں ہے اور اس کے پار کبیر والا شروع ہوتا ہے ۔ وہاں پر دریائے راوی اور دریائے چناب مل رہے ہیں جو کہ ضلع خانیوال کا آخری حلقہ ہے۔ ہمارے حلقے میں جتنی بھی چوریاں ہوتی ہیں۔ وہ زیادہ تر مویشیوں کی چوری ہے' یا ٹریکٹر لے جاتے ہیں تقریباً 99 99 فیصد چور خانیوال کی طرف چلے جاتے ہیں۔ جب پولیس کو کہیں تو وہ اگلی پولیس سے تعاون مانگتی ہے کیونکہ ہمارے ضلع کی پولیس علیحدہ اور ضلع خانیوال کی پولیس علیحدہ ہے لیکن اس مسئلہ پر ضلع خانیوال کی پولیس ہمارے ساتھ کوئی تعاون نہیں کرتی۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم کہاں دریاؤں میں جائیں۔ جتنی بھی چوریاں ہوں خواہ وہ دریاؤں میں جائیں ' صحراؤں میں جائیں' کہیں بھی جائیں وہ پولیس کی ذمہ داری ہے۔ لوگ گئے ہیں' کُھرا لے کر جاتے ہیں۔ پیچھے پہنچ جاتے ہیں۔ مویشی اندر کھڑے ہوتے ہیں ۔ جب وہاں کی پولیس کو کہتے ہیں کہ آئیں! ہم آپ کو دکھاتے ہیں کہ یہ چور ہیں آپ ان کو پکڑ لیں۔ پولیس والے کہتے ہیں کہ نہیں ہم دریا میں نہیں جا سکتے ' ہمارے پاس اتنی سہولتیں نہیں ہیں۔ سہولیات ہوں یا نہ ہوں' جب ایک نشاندہی کر دی جائے تو پھر انھیں چاہیے کہ سائل کے ساتھ جا کر چھاپہ ماریں اور ملزمان کو پکڑیں۔ یہ کئی مرتبہ ایسا ہو چکا ہے۔ جب میں ناظم تھا تو میں خود دو دفعہ پولیس کے پاس گیا کہ فلاں جگہ پر چوری کا مال کھڑا ہے آپ جا کر پکڑیں لیکن کسی نے کوئی توجہ نہیں دی ۔ میں آپ کی وساطت سے آئی جی صاحب کو

بتانا چاہتا ہوں کہ ضلع ساہیوال کی پولیس کو آگاہ کریں کہ ہمارے علاقے سے جو چوریاں ہو کر ان کے ضلع میں جاتی ہیں انھیں روکا جائے 'ہماری جو چوریاں ہو چکی ہیں انھیں واپس کروایا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : نوید عامر صاحب!

جناب نوید عامر : جناب سپیکر! سب سے پہلے تو میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا کہ میں پنجاب کی دھرتی پر رہنے والی ایک ایسی community کی نمائندگی کرسکوں۔ 55 سال پہلے اسی کرسی پر بیٹھ کر ایس پی سنگھا نے پاکستان کے حق میں ووٹ دیا تھا اس لئے کہ اس پاکستان میں امن ہو' صلح ہو اور سلامتی ہو۔ ان 55 سالوں میں پاکستان میں رہنے والی اقلیتوں خصوصاً مسیحیوں کو فرقہ واریت اور دہشت گردی کا نشانہ بنایا گیا۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر : ہاؤس کا وقت مزید آدھ گھنٹہ کے لئے بڑھایا جاتا ہے ۔

جناب نوید عامر : ہم یہ سمجھتے ہیں کہ ہم نے پاکستان کے قیام کے لئے 'پاکستان کی تعمیر و ترقی کے لئے ہمیشہ اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا ہے۔ ہم نے ہمیشہ تعلیم 'صحت اور ہر شعبہ میں بہتر خدمت کی ہے ۔ پاکستان کی اقلیتوں نے خصوصاً مسیحیوں نے پاکستان کے ہر مشکل وقت میں اپنی وفاداریاں پیش کی ہیں۔ لیکن مجھے نہایت افسوس کے ساتھ آج اس معزز ہاؤس کے سامنے اس بات کا اظہار کرنا پڑ رہا ہے کہ پاکستان خصوصاً پنجاب کی دھرتی فرقہ واریت کی آماجگاہ بن چکی ہے۔ میرا اس علاقے سے تعلق ہے جہاں پر شانتی نگر کو جلایا گیا' بہاولپور میں دہشت گردی کی گئی۔ میں خاص طور پر پنجاب پولیس کو identify کروں گا' شانتی نگر میں ناجائز اسلحہ کی برآمدگی کے بہانے لائسنسی اسلحہ' جائز اسلحہ جو کہ ہمارے مسیحیوں کے پاس تھا چھین لیا گیا تاکہ وہ اپنا دفاع نہ کر سکیں۔ ان دہشت گردی کے واقعات میں ہمارے چالیس سے زیادہ بہن بھائی شہید ہو چکے ہیں اور تقریباً 100 سے زیادہ مسیحی بہن بھائی زخمی ہوئے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہماری وفاداری کا شاید ہمیں یہ خمیازہ بھگتنا پڑ رہا ہے یا پھر ہماری حب الوطنی پر شک کیا گیا ہے۔ میں آئی جی پولیس پنجاب کے جنوری میں دیئے جانے والے بیان کے حوالے سے ضرور بات کرنا چاہوں گا۔ انھوں نے بیان دیا کہ ڈسکہ چرچ میں جو دہشت گردی ہوئی ہے اس میں نہ تو کسی کالعدم تنظیم کا ہاتھ ہے اور نہ ہی اس میں کوئی غیر ملکی ہاتھ ملوث ہے۔ تو ہم آپ کی وساطت سے

پنجاب پولیس سے اس بات کا جواب چاہیں گے کہ پھر اس کا ذمہ دار کون ہے؟ 24 اور 25 کی شام جب کرسمس ڈے پوری دنیا میں عالمگیر سطح پر منایا جاتا ہے۔ وہاں پر انتظامی حوالے سے کوئی سکیورٹی گارڈ یا پولیس کے انتظامات موجود نہیں تھے۔ ہم یہ سمجھنے پر مجبور ہیں کہ یہ سب کچھ پولیس کی ناکامی اور نااہلی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

جناب سپیکر! دہشت گردی اور فرقہ واریت جیسے گھناؤنے اور سفاکانہ جرائم کرنے والوں کا ایک network ہوتا ہے۔ یہ لوگ well militated, well equipped ہیں۔ ہماری پولیس ان کا network تباہ کرنے، ان کے network کو identify کرنے میں مکمل طور پر ناکام ہو چکی ہے۔ ہم یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ ان کے network اور ان کے پیچھے جو master mind کام کرتے ہیں انھیں بے نقاب کیا جائے۔ صرف دو چار لوگوں کو سر عام مار دینے سے یہ مسئلہ حل نہیں ہوتا۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ معصوم شہریوں کو مارنے کی بجائے اس network کو identify کیا جائے---

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ، اب دوسروں کو بھی وقت دیں۔ پلیز بیٹھیں۔ وزیر تعلیم صاحب،

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! میں صرف ایک چھوٹی سی گذارش کرنا چاہتا ہوں۔ میرے معزز دوست جو رانا ثناء اللہ صاحب کے ساتھ بیٹھے ہوئے ہیں کل یہ وقت نہ ہونے کی وجہ سے اپنی قیمتی تجاویز ایجوکیشن کے حوالے سے نہ دے سکے۔ آج مہربانی کر کے ان کو وقت ضرور دیجیے گا۔ شکریہ۔

جناب محمد وارث کلو: شکریہ، آپ نے مجھے موقع دیا۔ آج کافی دیر سے آپ بھی patience کے ساتھ سن رہے ہیں۔ امن عامہ ایک اہم ایشو ہے۔ اس پر سیر حاصل بحث ہو چکی ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ہمارے دوست جو اپوزیشن بنچز پر بیٹھے ہیں انھوں نے جن جن واقعات کا ذکر کیا یہ ہمارے لئے لمحہ فکریہ ہیں۔ اس سلسلے میں ہمارے حکومتی بنچز کی طرف سے بھی کچھ باتیں point out کی گئیں۔ قتل ہو رہے ہیں، ڈکیتیاں ہو رہی ہیں۔ ہمارے معزز ممبر چودھری فاروق صاحب بھی قتل ہوئے، چرچ پر بھی حملہ ہوا لیکن میں یہ کہنا چاہوں گا کہ یہ سلسلہ ابھی شروع

نہیں ہوا۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ 1990ء سے یہ سلسلہ شروع ہوا ہے اور day by day بڑھ رہا ہے۔ صورت حال یہ ہے کہ جب ہم بحث کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ پولیس نے یہ کیا' ادھر سے ہو گیا' فلاں ہو گیا لیکن میرے حساب سے جو ہم debate کرتے ہیں یہ سب non-issues ہیں۔ میرے حساب سے اصل issue' ساری قتل و غارت' ڈکیتیاں اور باقی سب کچھ کا اصل سبب ہمارے معاشرے کی معاشی بے انصافی ہے۔ ہماری آبادی بڑھ رہی ہے۔ ورلڈ بینک کی ایک رپورٹ کے مطابق ہمارے 46 فیصد لوگ غربت کی لکیر سے نیچے جا چکے ہیں۔ کسی معاشرے میں جب ایسی حالت ہو جائے تو پھر جرائم ضرور جنم لیتے ہیں۔ اس بابت میری تجویز یہ ہو گی کہ اپوزیشن کے بنچز کے لوگ بھی ہمارے ساتھ تعاون کریں۔ معزز وزیراعلیٰ صاحب نئے عزائم کے ساتھ تشریف لائے ہیں۔ ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے basic infrastructure کو re-construct کریں۔ ہم اپنے نہری نظام جو کہ پنجاب کا بہترین اریگیشن سسٹم ہے اس کو re-model کریں۔ ہم اپنی انڈسٹریز کو develop کریں۔ ہم اپنے آپ میں ٹیکس دینے کی عادت ڈالیں۔ ہم لوگ ٹیکس دینا ہی نہیں چاہتے ۔ ہمیں چاہیے کہ ہم پورے معاشرے میں معاشی انصاف لائیں۔ جب معاشی انصاف ہو گا تو انشاء اللہ تعالیٰ یہ ساری چیزیں رک جائیں گی اور اگر آپ معاشی انصاف مہیا نہیں کر سکیں گے تو پھر پولیس کی بے شک آپ دس دس میٹر پر pickets لگا لیں یہ جرائم نہیں رک سکیں گے۔ جیسے شعر ہے کہ،

راستے بند کئے دیتے ہو دیوانوں کے
ڈھیر لگ جائیں گے آنگن میں گریبانوں کے

تو میری صرف آپ لوگوں سے استدعا ہے کہ آپ لوگ یہاں بیٹھ کر ایسے قانون بنائیں جس میں معاشی ترقی ہو سکے۔ یہاں میرے ایک دوست نے پولیس کو بہت defend کیا اور یہ بھی کہا کہ پولیس والوں کی تنخواہیں بڑھانی چاہئیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ہر کسی کی تنخواہیں بڑھنی چاہئیں ' جتنا کوئی کام کرتا ہے اسے اتنا ہی معاوضہ ملنا چاہیے لیکن میرے view point سے پولیس کلچر کو تبدیل کرنا اس stage پر بہت ضروری ہے۔ یہ ڈکیتیاں' چوریاں اور جو دوسرے crimes ہو رہے ہیں ان میں کافی عنصر ہمارے تھانہ کلچر کا بھی

موجود ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ ہماری پولیس کے سارے دوست اس میں participate کرتے ہیں لیکن پولیس کلچر میں reforms لانا بہت ضروری ہے۔ شکریہ مہربانی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جناب جہانزیب امتیاز گل!

جناب جہانزیب امتیاز گل، جناب والا! میں سب سے پہلے منسٹر صاحب کا شکریہ ادا کروں گا جن کی سفارش پر مجھے ٹائم ملا ہے۔ میں منسٹر صاحب سے پوچھنا چاہوں گا کہ Does the rule permit کہ میں آج ایجوکیشن پر بات کروں؟ جناب سپیکر! آپ جانئے کہ Does the rule permit that I should talk on education today.

MR DEPUTY SPEAKER: The question is that today is meant for discussion on law and order. I would suggest you should remain on law and order.

جناب جہانزیب امتیاز گل، تو میں وزیر تعلیم کو بتانا چاہوں گا کہ وہ ذرا اپنا focus اسمبلی کی طرف لے آئیں نہ کہ ممبر بنانے کی طرف۔ میں وزیر تعلیم کی بات کر رہا ہوں۔ (قطع کلامیاں)

MR DEPUTY SPEAKER: No corss talk please. Gill Sahib! You should address the Speaker and no cross talk

وزیر تعلیم، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی فرمائیے۔

وزیر تعلیم، Sir, I would like to repeat my words. جو میں نے ابھی پوائنٹ آف آرڈر پر کہے تھے میں نے یہ کہا تھا کہ ہمارے معزز ممبر گل ایجوکیشن پالیسی پر بولنا چاہتے تھے لیکن ٹائم نہ ہونے کی وجہ سے ان کی قیمتی آراء نہ آسکیں۔ ایسا نہ ہو کہ آج بھی انھیں ٹائم نہ ملے اور وہ لاء اینڈ آرڈر پر نہ بول سکیں۔ میں نے ہرگز نہیں کہا کہ وہ آج ایجوکیشن پر بولیں۔ میں نے تو ان کی سفارش کی ہے۔ میں تو چاہتا ہوں کہ we would like to listen to him. لیکن آج تو لاء اینڈ آرڈر پر ہی بات ہو رہی ہے اس لئے انھیں اسی پر رہنا پڑے گا۔

جناب جہانزیب امتیاز گل، Mr Speaker! do I need. کہ مجھے وزیر تعلیم کی سفارش کی ضرورت ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، میں یہاں واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ میں کسی کی سفارش پر کسی کو بولنے

کی اجازت نہیں دے سکتا۔ انھوں نے از راہ کرم ایک بات کی ہے۔ آپ اس کو seriously مت لیں۔

جناب جہانزیب امتیاز گل: مجھے سفارش کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: گل صاحب! میں نے آپ کی چٹ رکھی ہوئی تھی And I was going to give you the floor as I am giving the floor to every body else جب آپ کی باری آئی ہے I give you the floor. Please let's resume the law and order situation but the time is going. اب نماز کا وقت ہے پھر آپ کہیں گے کہ ٹائم نہیں ملا۔

جناب جہانزیب امتیاز گل: جناب سپیکر! آپ کا شکریہ کہ آپ نے دوبارہ مجھے فلور دیا۔ میں لاء اینڈ آرڈر کے سلسلے میں آپ کی وساطت سے آئی جی صاحب سے دو تین گزارشات کرنا چاہوں گا کہ آج کل فیصل آباد میں لاء اینڈ آرڈر کی صورت حال انتہائی خراب ہے کیونکہ وہاں پر شام کے وقت جب لوگ اپنی ڈیوٹیاں ختم کرکے گھروں کو واپس جاتے ہیں تو ایک ٹائم میں 45/45 بندوں کو روک کر with due apology ان کے ازار بند نکال کر انھیں باندھ دیا جاتا ہے اور ان کے سائیکل چھین لئے جاتے ہیں۔ point to think جس بندے کی تنخواہ تین ہزار روپے ہے اور اس کا سائیکل بھی کم از کم پچیس ستائیس سو روپے کا آتا ہے It's continuously going on. کبھی پندرہ سائیکل، کبھی چالیس سائیکل چھینے جاتے ہیں اور ڈکیتیاں ہو رہی ہیں۔ ابھی میرے دوست نے سروس روڈ کا واقعہ بیان کیا کہ ڈاکوؤں نے چودہ سال کی لڑکی کو گولی مار دی۔ وہ سپیکر صاحب کا علاقہ ہے، اس پر غور کریں۔ to be very honest ہم بھی شام کو وہیں سے سفر کرکے جاتے ہیں۔ اب وہاں کی صورت حال یہ ہے کہ ہم خود بھی ڈرتے ہیں۔ میں آپ کی وساطت سے آئی جی صاحب کو کہنا چاہوں گا کہ یہ وزیر اعلیٰ آتے جاتے رہتے ہیں۔ یہ منسٹر بھی آتے جاتے رہتے ہیں لیکن آپ کا ایک پروٹوکول ہے۔ آپ کی یونیفارم ہے۔ اگر آپ یہاں پر لاء اینڈ آرڈر کو manage کریں گے اور مجھے امید ہے کہ انشاء اللہ آپ کریں گے تو آپ کا نام سنہری حروف میں لکھا جائے گا۔ کیونکہ وزارت اعلیٰ آنے جانے والی چیز ہے۔ آپ پرانا تجربہ دیکھیں، یہ استعمال کرکے گورنمنٹ آفیشل کو پھینک دیتے ہیں۔ آپ سے پہلے جو آئی جی پولیس تھے، آپ دیکھ لیں کہ ان کو ٹاسک دیا گیا تھا، ہوم سیکرٹری کو ٹاسک دیا گیا تھا کہ وہ امیدواروں کے انٹرویو کریں اور کیا انھوں نے یہ بات نہیں کی؟ اس لئے آپ اپنی یونیفارم اور پوسٹ کو استعمال کرتے ہوئے۔۔۔

MR DEPUTY SPEAKER: You don't have a right to speak to the galleries

جناب مشتاق احمد ایڈووکیٹ۔ جناب والا! وہ بھی آنے جانے والے ہیں۔ وہ کون سا مستقل رہتے ہیں لیکن جو عوامی نمائندے اور جو اس پنجاب کے لیڈر ہیں ان کے متعلق آپ کو کوئی حق نہیں پہنچتا کہ ان کو کہیں کہ وہ آنے جانے والا ہے۔ وہ تو آئے گا But after a fixed time.

Please don't pass derogatory remarks against the Chief Minister of the Province.

جناب جہانزیب امتیاز گل، جناب والا! میں آپ کی وساطت سے آئی جی صاحب کو یہ message convey کرنے کی کوشش کر رہا ہوں کہ وہ اپنی ڈیوٹی properly perform کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ جو تقریر کر رہے ہیں وہ سن رہے ہیں اور ان کا نوٹ لیا جا رہا ہے۔

You don't have to cross talk or talk to the galleries.

MR JAHANZEB IMTIAZ GILL: Sir, I am not doing the cross talk. You know who is doing the cross talk

MR DEPUTY SPEKAER: I am just telling you to please restrict yourself to your speech and address the Chair whatever you have to say and your speech is being noted down.

جناب جہانزیب امتیاز گل، Thank you very much, Sir. جناب ایسے ہے کہ آپ الیکشن کے بعد کے figures منگوائیں کہ فیصل آباد میں لاء اینڈ آرڈر کی situation deteriorate ہوئی ہے یا improve ہوئی ہے؟ This is what I want to say, please.

MR DEPUTY SPEAKER: I think the Law Minister while winding up, will give the answer. Please Kiani Sahib.

راجہ محمد طارق کیانی، جناب سپیکر! Sir you gave me time after my great efforts. یہاں لاء اینڈ آرڈر پر بڑی تلخ و ترش اور میٹھی باتیں ہوئیں لیکن میں سمجھتا ہوں کہ ہماری پارلیمانی ذمہ داری تھی کہ ہم اپنی طرف سے حکومتی بنچوں کو ایسی تجاویز' ایسے مشاہدات' ایسے تجربات جو قانون کی بابت ہمارے علم میں تھے ان کے گوش گزار کرتے تاکہ شاید وہ لاء اینڈ آرڈر کی بگڑتی ہوئی صورت حال کے اندر معاون ثابت ہو سکتے۔ تو میں اپنی بساط اور قانون کا طالب علم ہونے کی

حیثیت سے صرف تین چار منٹ میں دو یا تین گزارشات آپ کی وساطت سے وزیر موصوف کی خدمت میں پیش کر کے آپ سے اجازت لوں گا۔ historically and psychologically speaking خوش قسمتی ہماری سوسائٹی ایک ایسی سوسائٹی اور معاشرہ تھا کہ جہاں پر individual crime phenomena کے تصورات غالب تھے لیکن بد قسمتی سے گزشتہ کچھ عرصے سے ہماری سوسائٹی بھی individual crime phenomena سے سفر کرتی ہوئی collective gangs یا criminal bosses کی سوسائٹی میں داخل ہونے کی طرف تیزی سے سفر کر رہی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ حکومت وقت اپنے دستیاب وسائل کے اندر group crime phenomenon کو روکنے کے لئے اپنے ماہرین' اپنے ایکسپرٹ اور criminologist کے ساتھ مشورہ کر کے اس disintegration' اس تنزل اور اس تباہی کے عمل کو روکنے کے لئے اپنے ایکسپرٹ سے اور اپنی اسمبلی سے رائے لے کر اور اپنے بہترین دماغوں کو استعمال کرتے ہوئے اس کو روکنے کی کوشش کرے کیونکہ یہاں پر جتنا رونا ہے۔"میرا رونا نہیں ہے رونا ہے سارے گلستاں کا" یہ جتنا بھی disintegration کا عمل ہو رہا ہے میں سمجھتا ہوں کہ اس میں ڈکیٹس گینگ ہیں' کار لفٹر گینگ ہیں' کرائے کے قاتلوں کے گینگ ہیں' یہ ہمارے برصغیر کے اندر نیا phenomenon develop ہو رہا ہے۔ We have to arrest them

جناب والا! لوکل باڈیز آرڈیننس 2002ء کے متعلق باتیں ہوئیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ وزیر موصوف کو اپنی کیبنٹ سے مشورہ کے بعد اس میں جو ترامیم کرنی چاہئیں وہ یہ ہیں کہ اس وقت دنیا کے اندر جو trend آ رہا ہے کینیڈا سے لے کر سویٹزر لینڈ تک وہ یہ آ رہا کہ ہم پولیس کو political influence سے آزاد کرنے کے عمل کی طرف جا رہے ہیں لیکن جو بد قسمتی سے قانون سازی ہوئی ہے وہاں پر یہ کیا کہ ڈسٹرکٹ گورنمنٹ میں جس کو ہم ڈسٹرکٹ ناظم کہتے ہیں یہ بالکل خالصتاً سیاسی سیٹ ہے اس کے ساتھ D.P.O یا جسے ہم ایس پی کہتے ہیں کو coordinate کر دیا گیا ہے۔ اس میں مشکل یہ آ رہی ہے آہمیں پورے کا پورا انسٹی ٹیوشن from district to tehsil and tehsil to union council ہم نے اسے مکروہ عزائم پورے کرنے کے لئے سیاست کی نذر کیا ہوا ہے۔ تو میں یہ چاہوں گا کہ اس پر نظر ثانی کریں اور پولیس کو political influence سے خواہ وہ influence ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کا ہو یا ایم پی ایز' ایم این ایز کا ہو۔ قانون سازی کر کے اسے اس influence سے آزاد کرایا جائے۔ دوسری اور آخری بات

یہ کہ ہماری یہ پریکٹس بن چکی ہے اور اس میں بدقسمتی سے ہمارے لوکل پولیس کے اہلکار جن کو ہم ایس ایچ اوز کہتے ہیں وہ بھی اس پریکٹس کے اندر اس ugly practice کے اندر involve ہیں۔ قتل کے کیسوں کے اندر اقدام' قتل کے کیسوں کے اندر یا اس قسم کے دوسرے جو crimes ہیں ۔ وہاں پر مدعی کو خود instigate کیا جاتا ہے کہ بے گناہ لوگوں کو بھی پرچے میں دے دیا جائے ۔ اس عمل کے ہو جانے کے بعد مقصد یہ ہوتا ہے کچھ عرصے کے بعد ہم انہیں بے گناہ ثابت کر سکیں اور رشوت لی جا سکے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، تمام معزز ممبران سے گزارش ہے کہ اپنے موبائلز بند رکھیں' ہاؤس میں interruption پیدا ہو رہی ہے ۔

راجہ محمد طارق کیانی. تو جب بے گناہی کی تفتیش کا عمل ہو تو ان بے گناہ لوگوں کو بے گناہ ثابت کر کے ہم ان سے بھی پیسہ بٹور سکیں ۔ اس لئے میری یہ گزارش ہے کہ قانون ضابطہ فوجداری کے اندر بے گناہ لوگوں کے اوپر مقدمے کروانا اور ایف آئی آر درج کروانے کے خلاف ہمارے پاس 182 کی ایک کارروائی ہوتی ہے جو کہ میں سمجھتا ہوں اور میری آبزرویشن کے مطابق اس کا استعمال انتہائی exceptional cases میں ہوتا ہے ۔ highly exceptional cases کی بجائے 182 کی کارروائی کو بڑا مستقل بڑا active اور بڑا immediate کر دیا جائے تاکہ بے گناہ لوگوں کو ایف آئی آر اور پرچہ جات کے اندر داخل کرانے کا جو عمل ہے اس کو discourage کر سکیں ۔

دوسری بات جو وزیر موصوف نے کہی ہے وہ میں معذرت کے ساتھ ان سے اختلاف کروں گا کہ انہوں نے heinous crimes کی prevention پر بڑا زور دیا ہے ۔ کرائمز کی فلاسفی کا جو بادشاہ ہے ڈاکٹر سمتھ اور ہمارے مشاہدات کے اندر بھی یہ بات آئی ہے کہ کوئی آدمی heinous crime میں پہلے جمپ میں یا پہلی جست میں نہیں جاتا ۔ پہلے petty crimes ہوتے ہیں۔ اس کو ہم لاء میں سٹی کرائمز کہتے ہیں ۔ سٹی کرائمز کے بعد وہ پھر heinous یا گینگز کے جو کرائمز ہیں پھر اس کے بعد کرائمز کی یونیورسٹی کے اندر جا کر داخلہ لیتا ہے۔ اب جہاں بھی سوسائٹیز یا معاشرے کرائمز سے پاک رہنا چاہتے ہیں ۔ وہاں پر یہ بات مسلمہ 'basic

Nip the evil in the کہ ایک طے شدہ بات ہو گئی ہے کہ substantive اور fundamental bud. جہاں پر کرائمز کی ابتداء ہے جہاں پر افزائش ہو رہی ہے، جس کو ہم petty crimes کہتے ہیں اور اس کے بعد سنگین کرائمز ہیں۔ یہاں پرہمیں اپنے سب سے زیادہ وسائل، سب سے زیادہ قوت سب سے زیادہ توانائی جو ہے پہلے اور دوسرے عمل کے کرائم کو eliminate کرنے کے لئے خرچ کرنی چاہیے تاکہ یہاں پہلے اور دوسرے عمل سے کوئی شخص سرٹیفکیٹ حاصل کرکے تیسرے عمل میں نہ جا سکے۔

جناب سپیکر! آخری بات جو میں نے پہلے بھی کی ہے کہ absconding پوری دنیا کے اندر اور تمام کوڈ آف لاء کے اندر ایک بڑا serious crime ہوتا ہے کہ جس شخص کے خلاف پرچہ ہو گیا، مقدمہ ہو گیا اگر وہ جان بوجھ کر قانونی اداروں کو تفتیشی اداروں کو face نہیں کرتا تو اس کو ایک قانون کے عمل کے بعد ہم مفرور قرار دے دیتے ہیں۔ جس کو absconder کہتے ہیں۔ بدقسمتی سے ہمارے ملک میں بھی absconder کو nip کرنے کے لئے، اس کی پراپرٹی کی attachment کرنے کے لئے، اس کو pursuit کرنے کے لئے پولیس کا جو رویہ ہے وہ بڑا passive ہوتا ہے۔ وہ بڑا کمزور ہوتا ہے۔ جس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ وہ absconder ہوتے ہوئے بھی شہر کے اندر رہتا ہے، کام کرتا ہے اور سیاست کے اندر حصہ لیتا ہے، جائیداد کی خرید و فروخت کے عمل میں پوری طرح وہ ملوث ہونے کے باوجود بھی قانون کی نظر میں absconder رہتا ہے۔ میری اس سلسلے میں گزارش ہے کہ یہ جو absconder اور اس کو پناہ دینے والے لوگ ہیں۔ جسے ہم ضابطہ فوجداری میں 216 کی کارروائی کہتے ہیں۔ اس معاملے میں بھی حکومت پنجاب کو چاہیے کہ وہ پوری طاقت کے ساتھ، actively اور serious ہو کر، objective ہو کر ان چیزوں کے اوپر غور فرمائے اور پولیس کو مجبور کریں کہ وہ ان کے اوپر عمل کریں اور مجھے امید ہے کہ ان simple سی تجاویز میں جس میں کوئی ایڈیشنل فنانس کوئی ایڈیشنل ایڈمنسٹریٹو energies، resources درکار یا دستیاب نہ ہونے کے باوجود انہی resources کے تحت عمل کرنے سے میں یقین سے آپ کو کہہ سکتا ہوں کہ 50 فیصد ہماری جو جرائم کی سرگرمیاں ہیں وہ انشاء اللہ ماند پڑ جائیں گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، شکریہ۔

جناب جاوید حسن گجر ، شکریہ' جناب سپیکر! آپ نے دو دن کی تگ و دو اور انتظار کے بعد مجھے بولنے کا موقع دیا۔ میں debates کا اتنا شوقین نہیں ہوں اور نہ ہی میں تنقید کا اتنا دلدادہ ہوں ۔ لیکن اتنی بات میں ضرور کہوں گا کہ جو صبح سے ہماری discussions چل رہی ہیں ' امن عامہ پر جو بحث ہو رہی ہے ۔ پہلے یہ دیکھنا چاہیے کہ ہم نے اپنے ہاؤس میں لاء اینڈ آرڈر کی situation discuss کی ہے جو ہم پولیس کو بار بار کہہ رہے ہیں ۔ ہمارے ممبران جو بھی یہاں پر آتے ہیں وہ بڑے ذمہ دار لوگ ہوتے ہیں ۔ وزیر تعلیم بھی بیٹھے ہوئے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ آپ کی وساطت سے تھوڑا سا میں یہ بھی کہوں گا کہ میرے دوست' میرے احباب خواہ میرے اپنے بنچز کے ہیں یا گورنمنٹ بنچز کے ہیں وہ بعد میں مجھے ماریں گے بھی لیکن ہمیں بھی منسٹر ایجوکیشن صاحب سے کچھ کہنا ہے کہ ہمارے ممبرز کے لئے بھی کچھ نہ کچھ ایسے ادارے بنائے جائیں تاکہ ہم ان کو بھی educate کر سکیں۔ میں صبح سے دیکھ رہا ہوں اور کل بھی میں نے دیکھا ہے کہ گورنمنٹ بنچز کی سائیڈ کے جو لوگ ہیں ۔ وہ سارا دن غائب رہتے ہیں اور جو اپوزیشن والے ہیں وہ بھی آدھے غائب ہو جاتے ہیں ۔ لہذا آپ کچھ ایسا سلسلہ کریں کہ جس میں آخر تک سارا جو ہاؤس ہے وہ رہے تاکہ effective ہو۔ ابھی گورنمنٹ کے آفیشلز کے اوپر' سیکرٹریز کے اوپر یا منسٹرز کو جو ہم pressurize کر رہے ہیں جب تک پورا ہاؤس نہیں ہوگا اس وقت تک وہ pressurize بھی نہیں ہو سکیں گے ۔ جہاں تک کہ یہ تعلق ہے یہاں پر صبح لاء منسٹر صاحب نے کہا تھا کہ عوام بڑے مطمئن ہیں لیکن میں اپنے ہی ایریا کو دیکھتے ہوئے یہ کہوں گا کہ میرا اور آپ کا ایریا ملتا جلتا ہے ۔ ہمارے ایریا میں شاہ صاحب بھی بیٹھے ہیں کہ ہمارے ایریا کے ایس ایس پی صمد سعید صاحب بہت اچھے طریقے سے کام چلا رہے ہیں اور گورنمنٹ کے علاوہ اپوزیشن ایم پی ایز بھی Particularly I don't know why? مجھے کبھی بھی انہوں نے discourage نہیں کیا کہ جس میں مجھے ایسی کوئی شکایت ہو ۔ سوائے انہوں نے جو کمیونٹی سسٹم شروع کیا ہوا ہے ۔ اس میں کچھ ان کی سلیکشن جو میں نے ان کو پوائنٹ آؤٹ بھی کیا تھا کہ ان کی کچھ سلیکشنز ایسی ہیں کہ جس میں وہ جو ممبرز ہیں یا وہاں پر کمیونٹی پولیس کے جو چیئرمین ہیں وہ ذاتی پسند' ناپسند کی بنیاد پر چل رہے ہیں۔ میں نے دوبارہ بھی ان سے یہ کہا تھا کہ ایسا سلسلہ کریں۔

جناب سپیکر! دوسری بات جو صبح سے میں کہنا چاہ رہا تھا جس کے لئے مجھے دوبارہ واپس

آنا پڑا کہ سیشن چل رہا ہے۔ تو میں نے کہا چلو ہم بھی چلتے ہوئے کچھ کہتے چلیں۔ وہ یہ ہے کہ ہمارا جو ڈسٹرکٹ ہے وہ تین صوبوں کے اوپر محیط ہے ۔ وہ ملاپ ہے تین صوبوں کا' سندھ کا' بلوچستان کا اور پنجاب کا۔ وہاں کا جو بارڈر ہے وہ ہے ایک سائیڈ پر سندھ کا' ایک سائیڈ پر ہیڈ گدو کے ساتھ ہماری وہاں پولیس کی ایک effective چیک پوسٹ ہونی چاہیے۔ کیونکہ رحیم یار خان شہر ہو یا رحیم یار خان دیہات ہو' وہاں سے آئے دن موٹر سائیکل چھنتے ہیں۔ میں جناب سپیکر! آپ کی وساطت سے یہ کہوں گا کہ وہاں پر جن دنوں میں ایک سٹرک کا بہت بڑا حادثہ ہوا ' ان دنوں میں مجھے ہسپتال میں جانے کا اتفاق ہوا' اور مریضوں کی تیمارداری کا اتفاق ہوا ۔ جب میں ہسپتال میں گیا تو وہاں پر ہمارے ایک سب انسپکٹر تھے وہ بھی زخمیوں میں تھے ' مجھے ایک اخبار والے نے کہا کہ یہ سب انسپکٹر ہیں اور انہیں پرسوں ڈاکو زخمی کر گئے تھے۔ سب انسپکٹر کے پاس جب میں گیا تو اس نے کہا کہ اس وقت تک ان کو ہسپتال میں تقریباً ایک ہفتہ ہو چکا تھا انہوں نے بتایا کہ ہمارا ایک پولیس آفیسر بھی مجھے پوچھنے کے لئے نہیں آیا' میری تیمارداری کرے یا میرے آنسو ہی پونچھ دے یا میرے بچوں کو کچھ نہ کچھ کیش ہی بھیج دے اور کچھ نہیں تو کم ازکم پھول ہی بھیج دے۔ اس طرح کی ignorance اور خاص طور پر پولیس آفیسرز کے لئے وہ بھی آپ تھوڑا سا ذہن میں رکھیں ۔ دوسری بات یہ ہے کہ اس میں جو بارڈر کی بات میں کر رہا تھا کہ وہاں پر جو موٹر سائیکل چھین کرے جاتے ہیں وہ بڑے باوثوق ذرائع سے کہہ رہا ہوں کہ وہاں پر daily basis پر موٹر سائیکل چھینے جاتے ہیں اور موٹر سائیکل غائب ہو جاتے ہیں within half an hour وہ کہاں جاتے ہیں؟ وہ ہیڈ گدو کو کراس کرتے ہوئے وہاں پر بلوچستان میں' ان کے پیچھے جو زمیندار ہیں یا جاگیر دار ہیں وہاں پر موٹر سائیکل چلے جاتے ہیں' بندے بھی مار کر چلے جاتے ہیں ان کو پتا بھی نہیں چلتا اور پولیس ڈھونڈتی رہتی ہے لیکن کچھ پتا نہیں چلتا۔ اس لئے میری یہ گزارش ہے کہ ہمارے ایریا کی protection کی جائے ۔

دوسرا میں آپ کی وساطت سے ' وزیر قانون صاحب بھی بیٹھے ہوئے ہیں' جو معاملہ بہت اہم ہے اور میرے خیال میں بعد میں آپ بھی ان کے ساتھ ضرور discuss کریں گے وہ یہ ہے کہ ہماری صادق آباد تحصیل میں ایک ایریا ہے جو ڈی جی خان ڈسٹرکٹ کے ساتھ اور راجن پور ڈسٹرکٹ کے ساتھ لگتا ہے ۔ وہ ہے سون میانی۔ سون میانی میں آئے دن وہاں برادریوں کا جھگڑا رہتا ہے۔ وہاں پر ایک مزاری فیملی ہے وہاں پر آپس میں ان کی اتنی confrontation ہے کہ باہر کے لوگ وہاں پر جا ہی نہیں سکتے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی لاء منسٹر۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں سب سے پہلے اپنے تمام معزز ممبران کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے آج امن عامہ کے سلسلے میں بحث میں حصہ لیا' اپنے قیمتی خیالات سے ہمیں نوازا اور ہمیں انتہائی مثبت تجاویز دیں۔

جناب سپیکر! میں گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں کہ جیسے میں نے ابتدا میں کہا تھا کہ موجودہ حکومت کھلے ذہن اور کھلے دل کے ساتھ مشاورت کے عمل کو اپنانا چاہتی ہے۔ لیکن میں کسی پر تنقید نہیں کرنا چاہتا لیکن اتنا ضرور عرض کرنا چاہتا ہوں کہ حکومت کی اس خواہش اور اس سوچ کا مثبت جواب آنا چاہیے اور ہمارے بھائیوں کو اس بات کا ضرور احساس کرنا چاہیے کہ اگر موجودہ حکومت روایات سے ہٹ کر ایک اچھا کام کرنا چاہتی ہے تو ہماری حوصلہ افزائی ہونی چاہیے لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ کچھ دوستوں نے ماسوائے تنقید کے کوئی دوسرا کام نہیں کیا۔ بعض دوستوں نے اپنے حلقوں سے متعلقہ' اپنے شہروں سے متعلقہ اور اپنے اضلاع سے متعلقہ مخصوص واقعات کی طرف بھی حکومت کی توجہ مبذول کروائی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اجلاس کا وقت مزید 15 منٹ کے لئے بڑھایا جاتا ہے۔

وزیر قانون، بالخصوص پولیس اور انتظامیہ کے حوالے سے حکومت کو جو اقدامات کرنے چاہییں اس حوالے سے بھی حکومت کی توجہ مبذول کروائی ہے۔

جناب سپیکر! یہاں میں نے ابتدا میں یہ کہا تھا کہ چونکہ ہماری حکومت کو برسراقتدار آئے ہوئے آج تقریباً دو مہینے ہوئے ہیں اس لئے میں کوئی facts and figures کے جھگڑے میں نہیں پڑنا چاہتا لیکن کچھ دوستوں نے اس حوالے سے بات کی' خاص طور پر میرے بھائی رانا آفتاب صاحب اس وقت موجود نہیں ہیں' انہوں نے کہا تھا کہ facts and figures کے حوالے سے بات ہونی چاہیے تھی۔ میرے پاس یہ brief موجود تھا۔ جس میں ہر مہینے کے crime figures موجود ہیں لیکن میں نے یہ مناسب نہیں سمجھا کہ میں یہاں پر پڑھ کر اس ایوان کا وقت ضائع کروں بلکہ ہم تو یہ چاہتے تھے کہ ممبران کی طرف سے تجاویز آئیں اور زیادہ سے زیادہ وقت ممبران کو دیا جائے۔ انہوں نے بعد میں اپنی کی ہوئی بات کو contradict کرتے ہوئے یہ فرمایا کہ We should not go for quantity but we should go for quality میں بھی یہی کہنا چاہتا تھا کہ اگر ہم figures میں پڑ کر اس طرح کرنا چاہیں کہ اس میں اتنی کمی ہو گئی ہے تو ہمیں مطمئن ہو جانا چاہیے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں اس کمی سے مطمئن نہیں ہونا چاہیے بلکہ

ہمیں اس وقت مطمئن ہونا چاہیے جب جرم مکمل طور پر ختم ہو جائیں۔ اسی طرح میں نے ابتدا میں گزارش کی تھی کہ room for improvement کبھی ختم نہیں ہوتا۔ بہتری کی ہر وقت گنجائش ہوتی ہے اور وزیر اعلیٰ پنجاب کی ہمیں یہی ہدایت ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ ہم نے اسی بات کو آگے لے کر چلنا ہے کہ ہم نے بہتری کے لئے کوشاں رہنا ہے اور اس کے لئے اپنے بھائیوں سے ہمیں مشاورت بھی چاہیے' ان کا تعاون بھی چاہیے اور میں امید کرتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ ان کی طرف سے یہ دونوں چیزیں ہمیں میسر آئیں گی اور یہ سسٹم کی کامیابی کا تقاضا بھی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر ہم یہاں اکیلے بیٹھ کر اس بات کا تہیہ کر لیں کہ سسٹم کو چلانا یا سسٹم کو کامیابی سے ہمکنار کرانا صرف ٹریژری بنچز کا کام ہے تو یہ غلط ہو گا۔ اپوزیشن اور ٹریژری دونوں ایک گاڑی کے پہیے ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ جمہوری روایات کا بھی تقاضا ہے کہ ہم ایک دوسرے کے ساتھ مل کر چلیں اور انشاء اللہ تعالیٰ اس کے مثبت نتائج بھی نکلیں گے۔ راجہ ریاض صاحب نے یہ کہا تھا کہ شاید ہم فیصلہ کرنے کی پوزیشن میں نہیں ہیں یا شاید ہم فیصلے کر نہیں سکتے تو میں اس حوالے سے عرض کرنا چاہوں گا کہ یہاں پر آج ہماری ایک محترمہ رکن نے فاروق آباد میں میاں عصمت فاروق صاحب کے قتل کے سلسلے میں خاص طور پر بات کی تھی کہ اس قتل کے ملزمان گرفتار نہیں کئے گئے۔ حکومت کی جانب سے آئی جی صاحب کو ہدایت کی جا رہی ہے کہ جتنا جلد ممکن ہو سکے ان ملزمان کو گرفتار کریں اور میں انشاء اللہ تعالیٰ جناب کے نوٹس میں بھی لاؤں گا اور ہماری معزز رکن جو اس وقت تشریف لے جا چکی ہیں' میں ذاتی طور پر اس کیس کو مانیٹر کر کے اس کیس کی رپورٹ ان کی خدمت میں بھی پیش کروں گا۔

جناب سپیکر! دوسری بات یہ کہ راجہ ریاض صاحب ہی نے تفتیش کو علیحدہ کرنے کے حوالے سے یہ بات کی کہ تفتیش کو علیحدہ کئے جانے کے اچھے نتائج نہیں نکلے۔ انہوں نے مثال صرف یہ دی کہ مقدمہ ایک تھانے میں درج ہوتا ہے' تفتیش کسی اور تھانے میں ہوتی ہے۔ اس سلسلے میں' میں نے اپنی بات کے دوران عرض کیا تھا کہ وزیراعلیٰ پنجاب نے اس سلسلے میں ہدایات جاری کر دی ہیں اور آئی جی صاحب نے اس پر عمل درآمد کے لئے باقاعدہ سرکلر بھی جاری کر دیا ہے کہ اب جس تھانے میں کیس درج ہو گا اسی تھانے میں اس مقدمے کی تفتیش کی جائے گی اور علیحدہ کیا گیا تفتیشی سٹاف اسی تھانے میں بیٹھ کر اس مقدمے کی تفتیش کرے گا اور جو لوگوں کو اس سلسلے میں مسائل کا سامنا کرنا پڑتا تھا کہ مقدمہ ایک تھانے میں درج ہوتا تھا اور تفتیش دوسرے تھانے میں ہوتی تھی وہ انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ کے لئے نہیں ہو گا۔ اس سلسلے میں پہلے سے اقدامات اٹھائے جا چکے ہیں۔

جناب سپیکر! تفتیش کی تبدیلی کے سلسلے میں راجہ ریاض صاحب نے خصوصاً ایک کیس کے متعلق بات کی کہ اس کی تفتیش تبدیل ہونی چاہیے۔ بگو صاحب نے بھی حکم دیا کہ ہونا چاہیے۔ میں نے ان سے فائل لے لی ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ میں انہیں یقین دلاتا ہوں اور وہ چیلنج کر کے کہتے تھے کہ اس کی تفتیش تبدیل ہو گی ہی نہیں لیکن میں نے آئی جی صاحب سے کہا ہے کہ اس کو examine کریں۔ اس کی تفتیش تبدیل ہو یا کم از کم اتنا ضرور ہوگا کہ انشاء اللہ تعالیٰ اس بات کو یقینی بنایا جائے گا کہ اس مقدمے کے متاثرین کو انصاف فراہم کیا جائے گا۔

جناب سپیکر! اسی طرح ہماری محترمہ رکن فرزانہ راجہ صاحبہ جن کا تعلق پنڈی سے ہے انہوں نے بہت اچھی باتیں کیں۔ انہوں نے تھانے میں لوگوں کو پابند کرنے کے متعلق بات کی لیکن میں اس سلسلے میں تھوڑی سی وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ پہلے حبس بے جا کے اختیارات ہائی کورٹ کے پاس ہوتے تھے' اب وہ سیشن ججز کو منتقل ہوئے ہیں اس سلسلے میں لوگوں کو کافی ریلیف ملا ہے۔ انہوں نے تھانے میں امن کمیٹیوں کے حوالے سے بات کی تو یہاں فیصل آباد سے منسٹر چودھری ظہیر صاحب موجود ہیں۔ یہ بتا رہے ہیں کہ تھانے میں امن کمیٹیاں قائم کی جا رہی ہیں۔ یہاں پر انہوں نے تجرباتی بنیاد پر کیا ہے۔ یہ ایک اچھی تجویز ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس کا جائزہ لیا جائے گا اور اگر وہ feasible ہوئی تو اس پر عمل بھی کیا جائے گا۔

جناب سپیکر! اسی طرح روبینہ قدسیہ صاحبہ اور باقی ممبران نے بھی جیلوں کے حوالے سے بات کی تو جیلوں کے سلسلے میں چیف منسٹر صاحب نے خصوصی طور پر یہ ہدایت فرمائی ہے کہ ہم اس سلسلے میں تھوڑا سا کام کر رہے ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ بہت جلد اس سلسلے میں بھی کچھ اقدامات کئے جائیں گے۔ اس سلسلے میں انہوں نے جو تجاویز دی ہیں' میں سمجھتا ہوں یہ انتہائی اچھی تجاویز ہیں اور ان سے انشاء اللہ تعالیٰ استفادہ کیا جائے گا۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میرا ایک چھوٹا سا پوائنٹ آف آرڈر ہے۔ پنجاب میں اسلحہ لائسنس کافی عرصے سے بند ہیں۔ اس وقت صورت حال یہ ہے کہ ڈاکوؤں کے پاس جدید اسلحہ ہے اور شہریوں کے پاس کوئی اسلحہ نہیں ہے۔ ہم دیہاتوں میں جاتے ہیں تو لوگ کہتے ہیں کہ ہمیں اسلحہ لائسنس دیں۔ اس حوالے سے میں وزیر موصوف سے کہوں گا کہ وہ اس پر پنجاب حکومت کو متوجہ کریں۔

وزیر قانون: جناب سپیکر! میں اسے چیک کر کے بتاؤں گا۔

وزیر کالونیز، جناب سپیکر! اسلحہ لائسنس کھلے ہیں۔

شیخ اعجاز احمد ایڈووکیٹ، جناب سپیکر! میں نے جو ذکر کیا ہے کہ فیصل آباد میں تین واقعات ہوئے ہیں اس سلسلے میں، میں آئی جی صاحب کی موجودگی کا فائدہ اٹھانا چاہتا ہوں کیونکہ یہ ہماری ذمہ داری میں شامل ہے کہ ہم اس فورم پر بات کریں۔ وہ پنج پلیان روڈ پر آرہے تھے اور انہیں راستے میں روک کر قتل کیا گیا۔ ان کے قاتل ابھی تک گرفتار نہیں ہوئے۔ اس کو expedite کرنے کی ضرورت ہے۔ اس سلسلے میں میری گزارش ہے کہ آپ احکامات جاری کریں تاکہ ان کے قاتل گرفتار ہوں۔ سب سے اہم جو بات ہے اور جیسا کہ میرے بھائی نے ابھی توجہ دلائی ہے وہ یہ ہے کہ کسی ذمہ دار شخص، سٹی ناظم یا ڈسٹرکٹ ناظم نے یا ڈی سی او صاحب نے یا کسی نے بھی جا کر ان کے ساتھ دو لفظ ہمدردی کے نہیں بولے۔ میری ایک یہ گزارش ہے کہ ان کے گھروں میں وہ جائیں اور ان کے قاتل گرفتار ہونے چاہییں۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! ہمارے اقلیت کے بھائی، جو تشریف لے جا چکے ہیں۔ انھوں نے مری اور ٹیکسلا کے واقعات کے حوالے سے بات کی تھی تو میں اس معزز ایوان کی اطلاع کے لیے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ان دونوں واقعات کے تمام ملزمان گرفتار ہو چکے ہیں۔ اسی طرح معزز رکن نے عراق پر ممکنہ حملے کے حوالے سے بات کرتے ہوئے حکومت کو اس بات کا احساس دلایا کہ شاید مسیح برادری عدم تحفظ کا شکار ہے۔ میں جناب کے توسط سے اور اس معزز ایوان کے توسط سے اپنی مسیحی برادری کے جو اراکین یہاں پر موجود ہیں اور بالعموم ساری مسیحی برادری کو اس بات کا یقین دلانا چاہتا ہوں کہ حکومت مکمل طور پر اس بات سے آگاہ ہے۔ جس طرح ہر پاکستانی کی جان اور مال کے تحفظ کی ذمہ داری حکومت پر ہے۔ اسی طرح مسیحی برادری کی بھی جان اور مال کے تحفظ کی ذمہ داری بھی حکومت پنجاب پر ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ ہم اپنے اس فرض سے کبھی غفلت نہیں کریں گے اور انھیں مکمل تحفظ فراہم کیا جائے گا اور انھیں کسی قسم کی تکلیف سے دوچار نہیں ہونا چاہیے۔ یہاں پر اصغر گجر صاحب نے مسلم لیگ ہاؤس سے اشتہاری ملزموں کی گرفتاری کے متعلق بات کی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر وہ موجود ہوتے تو میں اس کا جواب دیتا۔ وہ بات کر کے چلے گئے ہیں۔ اس لیے میں اس سلسلے میں مزید بات نہیں کرنا چاہتا۔ ہمارے بھائی بگو صاحب نے abduction for ransom کے حوالے سے بات کی،

سپیشل سیل کے حوالے سے بات کی تو میں ان کا مشکور ہوں کہ ان کی تجاویز انتہائی مستحسن تجاویز تھیں جو میں نے نوٹ کی ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ ان سے پورا استفادہ کیا جائے گا۔

جناب سپیکر! جب میں abduction for ransom کے حوالے سے بات کر رہا تھا تو ابھی کیانی صاحب نے بات کی ہے کہ میں نے تھوڑا سا emphasize کیا تھا heinous crime پر وہ میں نے اس لیے کیا تھا کہ صوبائی حکومت نے heinous crimes سے ڈیل کرنے کے لیے کوئی اس قسم کا سیل بنایا ہے جو اس قسم کے مقدمات ڈیل کرے۔ یہ وزیر اعلیٰ صاحب نے پہلے سے فیصلہ کر لیا ہے اور سیل قائم ہو چکا ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ اس قسم کے مقدمات کو وہاں سے ڈیل کیا جائے گا۔

کیانی صاحب نے 182 کے حوالے سے بات کی تھی۔ کیانی صاحب کی ساری تجاویز انتہائی مستحسن ہیں۔ حالانکہ کیانی صاحب کا تعلق میرے ضلع سے ہے۔ ان کا تعلق پاکستان پیپلز پارٹی سے ہے۔ لیکن انھوں نے جو باتیں کی ہیں یقین کیجیے کہ ہم ان سے مکمل طور پر رہنمائی بھی حاصل کریں گے اور جو اچھی تجاویز ہیں انشاء اللہ تعالیٰ ان پر عمل بھی کیا جائے گا۔

آخری بات جو میرے فیصل آباد کے بھائی کر رہے ہیں۔ یہاں پر کافی حد تک فیصل آباد کے حوالے سے بات ہوئی ہے۔ میں پھر بشمول رانا ثناء اللہ خان صاحب کے یہ بات عرض کرنا چاہتا ہوں کہ حکومت بلا تفریق اور بلا امتیاز اس سلسلے میں کام کرنا چاہتی ہے۔ میری اپنے ان بھائیوں سے یہ درخواست ہوگی کہ آئی جی صاحب یہاں پر موجود ہیں انشاء اللہ تعالیٰ اس اجلاس کے بعد میں خود ذاتی طور پر فیصل آباد جا کر ایک سپیشل صرف اور صرف آپ کے ضلع کی لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال کو review کرنے کے لیے میٹنگ کروں گا۔ آئی جی صاحب میرے ساتھ ہوں گے۔ میں اپوزیشن کے بھائیوں سے اور حکومتی وزیر ڈاکٹر شفیق صاحب جن کا تعلق فیصل آباد سے ہے اور میرے ساتھ بیٹھے ہوئے ہیں۔ ہم سارے مل بیٹھ کر فیصل آباد کی صورتحال کو review کریں گے۔ یقین کیجیے کہ ہم اپنے اس فرض سے قطعاً کوتاہی نہیں کریں گے۔ میں پھر اس بات کو دہراتا ہوں کہ ہم نے اس صوبے کو امن کا گہوارا بنانا ہے اور اس میں کوئی شرم والی بات نہیں ہے کہ کوئی اچھی تجویز ادھر سے آئی ہے، ہم اسے تسلیم کریں گے۔ میں بار بار اس بات کو اس لیے دہرا رہا ہوں

کہ ہم جو تفریق اس ہاؤس میں کر کے بیٹھے ہوئے ہیں۔ اپوزیشن کے حوالے سے اور حکومتی بنچوں کے حوالے سے تو کم ازکم اس صوبے کے عوام کے جان و مال کے تحفظ اور صوبے کے عوام کی خدمت اور اس صوبے کے عوام کی بہتری کے لیے جب ہم اس ایوان میں مل بیٹھتے ہیں تو کسی ایک مثبت تجویز پر ہمیں اس تفریق کو ختم کرنا چاہیے۔ میں حکومتی بنچوں کی طرف سے آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ہماری طرف سے کوئی رکاوٹ نہیں ہوگی۔ انشاء اللہ تعالیٰ ہم سب مل کر چلیں گے اور اس صوبے کے عوام کی بہتر طور پر خدمت کریں گے۔ بہت بہت شکریہ۔

MR DEPUTY SPEAKER: I would thank the honourable Members from the treasury and the opposition plus the staff who have shown their patience and the officers who have heard all the speeches with patience and I am grateful to everybody and in the end I adjourn the House till tomorrow at 9 00 a m Thank you

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ 31-جنوری 2003

1۔ سوالات (محکمہ صحت)

i) نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

ii) غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

2۔ سرکاری کارروائی

(1) مورخہ 30-جنوری 2003 کی فہرست میں سے باقی ماندہ کارروائی

3۔ صحت پر عام بحث

صوبائی اسمبلی پنجاب

(چودھویں اسمبلی کا پانچواں اجلاس)

جمعۃ المبارک، 31 - جنوری 2003

(یوم الجمع، 27- ذوالقعدہ 1423ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 9 بج کر 10 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ قاری غلام محمود نے پیش کیا۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ o

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَیْعَ ذٰلِكُمْ خَیْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۹﴾

سورۃ الجمعہ آیت نمبر 9

مومنو! جب جمعہ کے دن نماز کے لیے اذان دی جائے تو خدا کی یاد (یعنی نماز) کے لیے جلدی کیا کرو اور خرید و فروخت ترک کر دو۔ اگر سمجھو تو یہ تمہارے حق میں بہتر ہےo

وماعلینا الاالبلاغo

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمن الرحیم ہ وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ آج محکمہ صحت سے متعلقہ سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔ سوال نمبر 19 عبدالرشید بھٹی صاحب!

رانا آفتاب احمد خان: سوال نمبر 19 (جناب عبدالرشید بھٹی کے ایماء پر معزز ممبر نے دریافت کیا)۔

جناب سپیکر: اسے پڑھا ہوا تصور کر لیا جائے ؟

رانا آفتاب احمد خان: جی' اسے پڑھا ہوا تصور کر لیا جائے۔

ڈاکٹر خضر حیات کی ہیلتھ سنٹر رائے ونڈ میں تعیناتی کی تفصیل

*19۔**جناب عبدالرشید بھٹی**: کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کسی ہیلتھ سنٹر میں ایک ڈاکٹر قواعد کے تحت کتنے عرصہ تک تعینات رہ سکتا ہے؟

(ب) ہیلتھ سنٹر رائے ونڈ' لاہور میں موجودہ ڈاکٹر کب سے یہاں تعینات ہے اور قواعد کے تحت کتنا عرصہ تعینات رہ سکتا تھا؟

(ج) مذکرہ ہیلتھ سنٹر میں تعیناتی کے دوران انہوں نے کتنے میڈیکولیگل سرٹیفکیٹ جاری کئے؟

(د) مذکرہ ڈاکٹر کے ہیلتھ سنٹر رائے ونڈ' لاہور میں تعیناتی سے قبل ان کے اثاثہ جات کتنے تھے اور اب کتنا اضافہ ہوا ہے؛ تفصیلاً بیان کریں۔

(ر) کیا مذکورہ ڈاکٹر کا عرصہ تعیناتی حکومت کی پالیسی کے مطابق ہے۔ اگر زائد ہے تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر صحت:

(الف) سرکاری ملازمین کی کسی ایک جگہ تعیناتی کی مدت عام طور پر تین سال تصور ہوتی ہے۔ لیکن اگر کسی ملازم / آفیسر کی تعیناتی عوامی مفاد اور پیشہ ورانہ خدمات کے لحاظ سے کسی مقام پر ضروری ہو تو مدت تعیناتی سے صرف نظر کیا جا سکتا ہے اور ایک ڈاکٹر کو

جس کا پیشہ مسیحائی ہے۔ اگر کسی ہیلتھ سنٹر میں بطریق احسن اپنے فرائض انجام دے رہا ہے تو یہی اصول اس پر بھی لاگو ہو گا۔

(ب) رائے ونڈ دیہی مرکز صحت میں ڈاکٹر خضر حیات کی تعیناتی 20-5-92 کو ہوئی۔ جہاں اس نے بطور سینئر میڈیکل آفیسر 20-11-94 تک کام کیا۔ 21-11-94 کو یہاں سے اپنے تبادلہ کے بعد اس نے ساڑھے 3 ماہ بعد دوبارہ دیہی مرکز صحت رائیونڈ میں بطور سیکنڈ میڈیکل آفیسر فرائض سنبھالے۔ ازاں بعد 06-11-97 کو اسے پھر بطور سینئر میڈیکل آفیسر انچارج متعین کر دیا گیا۔ جہاں وہ اب تک کام کر رہا ہے۔

(ج) ڈاکٹر خضر حیات خان نے اپنی تعیناتی کے دوران کل MLC-1157 جاری کئے۔ جو کہ قواعد و ضوابط کے مطابق اور اس کے تفویض کردہ فرائض کا حصہ تھے۔ اور قابل ذکر بات یہ ہے کہ اس دوران اس کے جاری کردہ کسی ایک MLC پر بھی سٹینڈ نگ میڈیکل بورڈ کی طرف سے اختلاف رائے کا اظہار نہیں کیا گیا اور نہ ہی اس ضمن میں کوئی عوامی شکایت یا انکوائری ریکارڈ پر ہے۔

(د) متذکرہ ڈاکٹر کی سال 1997ء میں اپنے اثاثہ جات کے بارے میں جمع کروائی گئی ریکارڈ میں موجود تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے***۔ جس کے مطابق 1961ء میں اپنے والد کی وفات پر جب کہ ڈاکٹر کی عمر صرف 3/1/2 سال تھی زیادہ تر اثاثہ جات اس کو اپنے والد کی وراثت میں ملے جن کا وہ اب تک مالک چلا آ رہا ہے۔ اثاثہ جات کے بارے میں 2000ء میں متذکرہ ڈاکٹر کے خلاف کی گئی تحقیقات میں کوئی بات خلاف قاعدہ نہ پائی گئی تھی جس کی اس کی ذاتی فائل میں موجود تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے ***۔ اس کے مطابق پورے پاکستان میں ڈاکٹر کا صرف ایک اکاؤنٹ نمبر 7488-8 حبیب بینک لیمیٹڈ رائے ونڈ میں ہے جو کہ تنخواہ وصول کرنے کے لئے استعمال ہوتا ہے اس کے علاوہ کوئی اکاؤنٹ نہیں ہے۔ ڈاکٹر ذاتی کار، کسی قسم کے شیئرز، بانڈز یا سرٹیفکیٹ کا مالک نہیں ہے۔ ڈاکٹر خضر حیات کے پاس صرف ایک موٹر سائیکل نمبر KSA-79 ہے جو کہ اس نے محکمہ صحت میں ملازمت سے قبل 1984 میں خریدی تھی اور وہی آج تک اس کے استعمال میں ہے۔ ڈاکٹر مذکور سے رابطہ کرنے پر پتا چلا کہ مندرجہ بالا اثاثہ جات میں ازاں بعد کوئی تبدیلی نہیں ہوئی ہے۔

* تفصیل اسمبلی لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں

(ر) 11 جون 2000 کو جناب ڈائریکٹر جنرل ہیلتھ سروسز پنجاب کے لیٹر نمبر (No. 5662-63/PO/DG dt 11-6-02) کے تحت جناب سیکرٹری ہیلتھ پنجاب کے احکامات کی تعمیل میں ڈاکٹر مذکور کے اثاثہ جات' مدت تعیناتی اور MLC کے بارے میں دو سینئر افسران

(i) ڈاکٹر عطاء اللہ اعوان' ایڈیشنل ڈائریکٹر ہیلتھ سروسز لاہور ڈویژن لاہور

(ii) ڈاکٹر کیپٹن اعجاز الرحمان خان' ڈپٹی ڈسٹرکٹ ہیلتھ آفیسر' لاہور

پر مشتمل ایک انکوائری کمیٹی تشکیل دی تھی جنھوں نے سارے الزامات باطل قرار دیتے ہوئے ڈاکٹر متذکرہ کی مدت تعیناتی کے بارے میں اپنی انکوائری رپورٹ کے صفحہ نمبر 3 پر تحریر کیا (ان کی انگریزی تحریر درج کی جا رہی ہے)

"1-Regarding his Posting- No doubt he has been posted there since 5/92 , only break of 3/1/2 months during November 1994, to February 1995 In the opinion of the committee the posting of doctor was on merit."

اس طرح ڈاکٹر متذکرہ کی مدت تعیناتی کو جو کہ جون 2000 میں بھی عام مدت تعیناتی سے تجاوز کر چکی تھی انکوائری کمیٹی کی طرف سے میرٹ پر مبنی قرار دیا گیا اور اس طرح گورنمنٹ کی طرف سے بذریعہ لیٹر نمبر No.SO-II/1087/R/89 جاریخ 4-09-2000 یہ الزام کائل کر دیا گیا۔

مزید برآں جناب سیکرٹری ہیلتھ کی طرف سے متذ کرہ ڈاکٹر کی جون 2001ء میں کی گئی ٹرانسفر اس وقت کے ڈسٹرکٹ ہیلتھ آفیسر لاہور' ڈائریکٹر ہیلتھ سروسز لاہور ڈویژن لاہور اور ڈائریکٹر جنرل ہیلتھ سروسز پنجاب کی طرف سے کی گئی سفارشات اور ڈاکٹر کی اچھی کارکردگی کے اعتراف کی روشنی میں منسوخ کر دی گئی۔

علاوہ ازیں دیہی مرکز صحت میں تعیناتی کے دوران ڈاکٹر خضر حیات کی کارکردگی ہمیشہ اطمینان بخش رہی ہے اور خاص طور پر رائیونڈ میں منعقد ہونے والے سالانہ تبلیغی اجتماعات کے مواقع پر اس کی کارکردگی قابل تعریف اور مثالی رہی ہے۔ جو کہ ڈاکٹر مذکور کو جاری شدہ محکمانہ تعریفی سرٹیفکیٹس عوامی ستائش اور پریس کوریج سے واضح ہے۔ اس وقت بھی ڈاکٹر مذکور کے خلاف کوئی انکوائری یا عوامی شکایت موجود نہ ہے۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ ڈاکٹر متذکرہ کو مکمل عوامی اور محکمانہ اعتماد حاصل ہے۔

جناب سپیکر: جی، آپ ضمنی سوال کریں۔

رانا آفتاب احمد خان: میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس سوال میں پوچھا گیا ہے کہ ایک ڈاکٹر کی پوسٹنگ کتنی مدت کے لئے ایک ہی مقام پر رہ سکتی ہے۔ اس جواب سے ظاہر ہوتا ہے کہ ایک ہی ڈاکٹر کے tenure کو break کرنے کے لیے دو ماہ رکھے گئے ہیں۔ اس میں اس کے اثاثہ جات کے متعلق بات ہے اور سب کچھ ہے۔ کیا محکمہ اس ڈاکٹر کے خلاف اتنی تاخیر کے متعلق کوئی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتا ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر صحت! آپ کیا فرمائیں گے؟

وزیر صحت: جناب والا! میں اپنے معزز رکن کے ضمنی سوال کا جواب اس طرح دوں گا کہ ہماری جو routine practice ہے وہ تو یہی ہے کہ ہر تین سال کے بعد محکمہ صحت کے ڈاکٹر صاحبان کا تبادلہ یا تعیناتی کی جائے۔ لیکن دو وجوہات ایسی ہوتی ہیں کہ جہاں پر مفاد عامہ ہو اور ہمارے ملک میں ڈاکٹر اور مریضوں کی جو اوسط ہے وہ تقریباً ایک ڈاکٹر اور تین ہزار مریض ہے۔ اس کے علاوہ بہت سی وجوہات ہوتی ہیں کہ جہاں پر ہمیں professionalism کی وجہ سے ان situations کو retain کرنا پڑتا ہے۔ یہ دو ایسی exceptions ہیں جو ہم اس پیشے میں particular cases میں دیتے ہیں لیکن ہماری پالیسی یہی ہے کہ ہر تین سال بعد ان کو move کیا جائے۔

دوسرا جو پوائنٹ اٹھایا گیا ہے کہ ان کے ساتھ کیا next step کیا جائے گا تو ہم ان کی performance monitor کر رہے ہیں۔ ہمیں آج تک ان کے بارے میں جو کچھ پتا چلا ہے جس میں ایک انکوائری بھی شامل ہے۔ اس کے مطابق یہ اپنی performance بالکل میرٹ کے مطابق پیشہ ورانہ طریقے سے ادا کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! کیا وزیر موصوف یہ فرمائیں گے کہ یہ کس چیز کو میرٹ سمجھتے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر صاحب!

وزیر صحت: جناب سپیکر! آپ مجھ سے خصوصاً اس کیس کے لیے پوچھ رہے ہیں یا میرٹ کی

تعریف مجھ سے پوچھی جا رہی ہے؟

جناب سپیکر۔ یہ عام میرٹ کا پوچھ رہے ہیں۔

وزیرصحت۔ جناب والا! میں آکسفورڈ کی ڈکشنری کی تعریف بیان نہیں کروں گا' میرے نزدیک میرٹ کا مطلب یہ ہے The right man for the right job

جناب سپیکر۔ اگلا سوال سید احسان اللہ وقاص صاحب کا ہے۔ تشریف نہیں رکھتے؟ ارشد محمود بگو!

جناب ارشد محمود بگو۔ سوال نمبر 50 (سید احسان اللہ وقاص کے ایماء پر معزز ممبر نے دریافت کیا)

طبی عملہ کی غفلت سے جاں بحق ہونے والے کے لواحقین کے لئے مالی معاونت

*50۔سید احسان اللہ وقاص۔ کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محمد سلیم نامی شخص 20۔اکتوبر2002ء کو رات 9 بجے ایمرجنسی جناح ہسپتال لاہور میں داخل ہوا۔ اسی رات کو اچانک ایک بجے اس کا اپنڈکس کا آپریشن کیا گیا اور 22۔اکتوبر2002 کو شام 4۔بجے اسے ڈسچارج کر کے گھر بھیج دیا گیا اور اسی رات کو دوبارہ صرف تین گھنٹے بعد 7۔بجے ایمرجنسی میں اسی مریض کو داخل کروانا پڑا اور اگلے روز 23۔اکتوبر 2002ء کو صبح 8 بجے اس کا انتقال ہو گیا۔

(ب) ایسے مریض کو جس کی حالت تسلی بخش نہیں تھی کیوں ڈسچارج کیا گیا؟ یہ مریض دوبارہ جب واپس ہسپتال لایا گیا تو اس کی میڈیکل کیئر کیوں نہیں کی گئی؟

(ج) اس مریض کے سلسلے میں فرائض میں غفلت کے الزام میں چار ڈاکٹرز صاحبان ڈاکٹر یاور سجاد' ڈاکٹر عمران حیدر' ڈاکٹر فیصل اور ڈاکٹر عرفان کو بحکم میڈیکل سپرنٹنڈنٹ 23۔اکتوبر 2002 کو معطل کر کے باقاعدہ انکوائری کا حکم دیا گیا۔ اس انکوائری کا کیا نتیجہ نکلا۔ کس کس کے خلاف انضباطی کارروائی عمل میں لائی گئی اور کیا کارروائی کی گئی اور آئندہ ایسے واقعات کے تدارک کا کیا انتظام کیا گیا۔ کیا طبی عملہ کی غفلت سے جاں بحق ہونے والے کے لواحقین کے لئے کوئی مالی معاونت ممکن ہے۔ اگر ہے تو کتنی اور کب تک ادا کر دی جائیگی؟

وزیر صحت:

(الف) درست ہے۔ اپنڈکس کاآپریشن رات 02 بجے سپیشلسٹ ڈاکٹر کی تشخیص کے بعد کیا گیا۔ ہاؤس آفیسر کے بیان کے مطابق یہ مریض کی درخواست پر کیا گیا۔

(ب) ہاؤس آفیسر کے مطابق مریض کی درخواست پر ایسا کیا گیا۔اس کی پوری میڈیکل کیئر کی گئی تاہم غیر ارادی غفلت کا عنصر پایا گیا۔

(ج) درست ہے۔ انکوائری کا حکم دیا گیا۔ رجسٹرار ڈاکٹر عمران حیدر اور ڈاکٹر یاور سجاد جن کی ٹریننگ تین سالہ برائے پوسٹ گریجویشن امتحان پورے ہونے کو تھی۔ ان دونوں کو امتحان دینے سے نااہل قرار دیا گیا ہے اور ان کو بطور سزا مزید ایک سال ٹریننگ کا پابند کیا گیا ہے۔ ڈاکٹر فیصل اور ڈاکٹر عمران ہاؤس آفیسرز کو سخت تنبیہہ کی گئی۔ سینئر رجسٹرار کے خلاف باقاعدہ انضباطی کارروائی کی سفارشات گورنمنٹ کو بھجوا دی گئی ہیں۔ تمام سربراہان وارڈز کو ہدایت کی گئی کہ ایمرجنسی ڈیوٹی میں سپیشلسٹ ڈاکٹر ہمہ وقت موجود رہیں گے اور مریضوں کا بہتر علاج کریں گے۔ مالی معاونت ممکن نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی، ضمنی سوال ۔ رانا ثناء اللہ خان!

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ سوال کے جواب جز (ج) میں یہ کہا گیا ہے کہ سینئر رجسٹرار کے خلاف باقاعدہ انضباطی کارروائی کی سفارشات حکومت کو بھجوا دی گئی ہیں۔ تو میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ ان سفارشات میں ان کے خلاف کیا recommend کیا گیا ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر صحت!

وزیر صحت: جناب سپیکر! میں اپنے معزز رکن کا شکر گزار ہوں۔ مجھے پتا تھا کہ یہ سوال پوچھا جائے گا ۔ جناب سپیکر! اس کا جواب یہ ہے I have ordered denovo enquiry کہ اس پورے معاملہ میں ہمارے پاس چودہ دنوں میں رپورٹ ہو گی۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! یہ واضح نہیں ہو سکا۔ میں نے یہ پوچھا ہے کہ جو انہوں نے کہا ہے کہ باقاعدہ انضباطی کارروائی کی سفارشات حکومت کو بھجوا دی گئی ہیں۔ سفارشات تو بھجوا دی گئی ہیں ۔ میں نے ان سفارشات کے متعلق پوچھا ہے کہ وہ سفارشات کیا ہیں؟ وہ

recommendations کیا ہیں؟

جناب سپیکر: رانا صاحب پوچھ رہے ہیں کہ وہ کون سی recommendations ہیں؟ وہ کون سی سفارشات ہیں؟ جو بھجوا دی گئی ہیں؟

وزیر صحت: جناب سپیکر! وہ جو سفارشات تھیں وہ disciplinary action against the Senior Registrar تھیں۔ اسی طور پر میں نے عرض کیا ہے کہ چونکہ وہ disciplinary action نہیں کیا گیا اس لئے ، I have ordered a denovo inquiry into this matter and I have instructed my Secratery to report to me within a fortnight.

جناب سپیکر: شکریہ۔ اگلا سوال دیوان اخلاق احمد کا ہے۔ تشریف نہیں رکھتے۔۔۔ اگلا سوال سید احسان اللہ وقاص کا ہے۔ تشریف نہیں رکھتے۔ ارشد محمود بگو!

جناب ارشد محمود بگو: سوال نمبر 69۔ (سید احسان اللہ وقاص کے ایماء پر معزز ممبر نے دریافت کیا)

جناب سپیکر: اسے پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

صوبہ میں ذہنی امراض کے اداروں کی تفصیل

*69۔سید احسان اللہ وقاص: کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) صوبہ پنجاب میں ذہنی امراض کے علاج کے لئے حکومت کے زیر اہتمام چلنے والے ادارے کتنے ہیں اور کہاں کہاں واقع ہیں اور آئندہ نئے ادارے بنانے کا کوئی منصوبہ زیر غور ہے۔ اگر زیر غور ہے تو یہ ادارے کہاں بنائے جائیں گے؟

(ب) موجودہ اداروں میں ایک سال میں داخل ہونے والے مریضوں کی اوسطاً تعداد کیا ہے؟

(ج) حکومت نے ذہنی مریضوں کی بحالی کے لئے کتنے کلینیکل سائیکاٹرسٹ متعین کئے ہیں؟ اور آئندہ سال میں کتنے مزید سائیکاٹرسٹ کا تقرر کیا جائے گا؟

وزیر صحت:

(الف) صوبہ پنجاب میں ذہنی امراض کے علاج کے لئے پنجاب انسٹی ٹیوٹ آف مینٹل ہیلتھ، لاہور حکومت پنجاب کے زیر انتظام کام کر رہا ہے۔ تاہم پنجاب کے سات تدریسی اداروں میں ذہنی امراض کے علاج کے لئے علیحدہ شعبہ/ وارڈ مخصوص ہیں۔ علاوہ ازیں

صوبے کے تمام ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتالوں میں اس مقصد کے لئے پانچ پانچ بیڈز مخصوص کر دیے گئے ہیں۔ حکومت پنجاب لاہور کے انسٹی ٹیوٹ آف مینٹل ہیلتھ کو (UP GRADE) اپ گریڈ کر کے تدریسی درجہ دے رہی ہے۔ تاکہ ذہنی صحت کی بحالی کے لئے بہترین سہولتیں عوام کو فراہم کی جا سکیں۔

(ب) پنجاب انسٹی ٹیوٹ آف مینٹل ہیلتھ، لاہور میں داخل ہونے والے مریضوں کی سالانہ اوسط تعداد تقریباً 3500 (تین ہزار پانچ سو) ہے۔

(ج) حکومت نے ذہنی مریضوں کی بحالی کے لئے سرکاری ہسپتالوں میں چھ کلینیکل سائیکاٹرسٹ متعین کئے ہیں۔ آئندہ سال میں مزید چار سائیکاٹرسٹ کا تقرر کیا جائے گا۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ سوال کے جز (الف) میں کہا گیا ہے کہ صوبہ پنجاب میں ذہنی امراض کے علاج کے لئے حکومت کے زیر اہتمام چلنے والے ادارے کتنے ہیں اور کہاں کہاں واقع ہیں؟ انھوں نے اس کے جواب میں لکھا ہے کہ سات تدریسی اداروں میں ذہنی امراض کے علاج علیحدہ علیحدہ شعبہ / وارڈ میں ہو رہے ہیں لیکن انھوں نے وہ specific جگہ نہیں بتائی کہ وہ کہاں کہاں واقع ہیں، اس بارے میں وزیر صحت کچھ فرمائیں گے؟

وزیر صحت: پنجاب انسٹی ٹیوٹ آف مینٹل ہیلتھ تو لاہور میں واقع ہے۔ باقی سات ادارے جن کا ذکر کیا گیا ہے۔ They are not specific for mental health. وہ ہمارے میڈیکل کالجز سے related ادارے ہیں۔ ہمارے پاس سات ادارے ہیں۔ جن میں کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج، علامہ اقبال میڈیکل کالج، فاطمہ جناح میڈیکل کالج، بہاول پور میڈیکل کالج، قائد اعظم میڈیکل کالج، فیصل آباد میڈیکل کالج اور راولپنڈی میڈیکل کالج شامل ہیں۔ جس نام سے وہ منسوب ہیں انہی جگہوں پر یہ کالجز ہیں۔

جناب ارشد محمود بگو: وزیر موصوف نے کہا ہے کہ ہمارے پاس دیگر سات ادارے ہیں۔ براہ کرم ساتوں کے نام بتا دیں۔ انھیں چاہیے تھا کہ اس سوال کا پورا جواب دیتے۔ اپنے تحریری جواب میں انھوں نے یہ نہیں لکھا کہ یہ کہاں کہاں واقع ہیں؟

وزیر صحت: جناب والا! میں نے نام بتا دیے ہیں۔ دوبارہ بتا دیتا ہوں۔ فاطمہ جناح میڈیکل

کالج ، کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج اور علامہ اقبال میڈیکل کالج لاہور میں ہیں۔ قائد اعظم میڈیکل کالج بہاولپور میں ہے۔ راولپنڈی میڈیکل کالج، راولپنڈی میں واقع ہے اور فیصل آباد میڈیکل کالج فیصل آباد میں ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: ابھی تک سات پورے نہیں ہوئے ۔

وزیر صحت: جی ایک نشتر میڈیکل کالج ملتان میں ہے ۔

جناب سپیکر: اگلا سوال نمبر 89 ، بیگم ریحانہ جمیل صاحبہ کا ہے۔ تشریف نہیں رکھتیں ۔ اگلا سوال نمبر 90 بھی ریحانہ جمیل صاحبہ کا ہے۔ اگلا سوال نمبر 166 ، محترمہ شہلا راٹھور صاحبہ کا ہے ۔ تشریف نہیں رکھتی ہیں۔ اگلا سوال نمبر 167 ، بھی محترمہ شہلا راٹھور صاحبہ کا ہے ۔

رانا ثناء اللہ خان: سوال نمبر 167 (محترمہ شہلا راٹھور کے ایماء پر معزز ممبر نے دریافت کیا)

جناب سپیکر: اسے پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع سیالکوٹ میں غیر قانونی میڈیکل سٹور اور پریکٹشنرز

*167-محترمہ شہلا راٹھور: کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) ضلع سیالکوٹ میں کتنے غیر قانونی میڈیکل سٹور اور غیر رجسٹرڈ میڈیکل پریکٹشنرز بغیر لائسنس ادویات فروخت کرتے ہیں، نیز سال 1997 سے 2002 تک کتنے ایسے میڈیکل سٹور اور پریکٹشنرز کے چالان کئے گئے اور ان کی موجودہ پوزیشن کیا ہے؟

(ب) تحصیل ڈسکہ اورتحصیل پسرور میں کتنے نان کوالیفائیڈ ڈسپنسر ، ڈاکٹرز ، کمپوڈرز اور جعلی حکیم ہیں جو غیر قانونی میڈیسن کا کاروبار اور پریکٹس کرتے ہیں۔ ان کے خلاف 1997 سے 2002 تک محکمہ صحت سیالکوٹ نے کیا کارروائی کی ہے۔ کتنے دکانداروں کو چیک کرنے کے بعد دکانیں سیل کی گئی ہیں ان کی مکمل تفصیل بیان کی جائے۔

(ج) تحصیل ڈسکہ اور پسرور میں کتنے ایسے نان کوالیفائیڈ لوگ ہیں جو ادویات کا کام کرتے ہیں اور جن کے چالان کر کے دکانیں سیل کی گئیں لیکن اس کے باوجود وہ اس غیر قانونی کاروبار اور پریکٹس سے باز نہ آئے ہیں؟

وزیر صحت ،

(الف) ضلع سیالکوٹ میں 830 قانونی رجسٹرڈ میڈیکل سٹور کام کر رہے ہیں۔ محکمہ صحت ضلع سیالکوٹ نے سال 1997 سے 2002 تک 935 میڈیکل سٹورز اور میڈیکل پریکٹشنرز کے ڈرگ ایکٹ 1976 کے تحت چالان کئے جن میں 539 کو بوجہ ڈرگ لائسنس نہ ہونے کے سیل کر دیا گیا جو کہ غیر قانونی تھے۔ ان کے خلاف قانون کے مطابق کارروائی عمل میں لائی گئی اور ڈرگ کورٹ گوجرانوالہ نے 839 کیسوں کے فیصلے کئے۔ جس میں مجموعی طور پر 88,53,000 جرمانہ کیا۔

(ب) تحصیل ڈسکہ اور پسرور میں 369 رجسٹرڈ میڈیکل سٹورز کام کر رہے ہیں۔ محکمہ صحت ضلع سیالکوٹ نے 1997 سے 2002 تک اپنی محکمانہ کارروائی کے دوران مختلف وجوہ کی بناء پر 447 دکانداروں کے چالان کئے۔ ان میں 180 دکانیں غیر قانونی پائی گئیں اور ان کو سیل کر دیا گیا۔ اس ضمن میں عدالت نے ان دکانوں کو مجموعی طور پر 42,00,000 روپے جرمانہ کیا۔

(ج) تحصیل ڈسکہ اور پسرور میں محکمہ صحت ضلع سیالکوٹ نے اپنی کارروائی کے دوران 180 نان کوالیفائیڈ دکانداروں کو ادویات کا غیر قانونی کاروبار کرتے ہوئے پایا اور ان کی دکانیں سیل کر دی گئیں۔ ان میں سے بیشتر نے ادویات کا کاروبار چھوڑ دیا اور بقایا لوگوں نے کاروبار کا قانونی طور پر لائسنس حاصل کر لیا ہے۔

جناب سپیکر: جی' رانا صاحب! کوئی ضمنی سوال ؟

رانا ثناء اللّٰہ خان : جناب والا! وزیر موصوف سے میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ سوال کے جواب جز (الف) میں یہ بتایا گیا ہے کہ 935 میڈیکل سٹورز اور میڈیکل پریکٹشنرز کے ڈرگ ایکٹ 1976 کے تحت چالان کئے گئے۔ جن میں سے 539 کو بوجہ ڈرگ لائسنس نہ ہونے کے سیل کر دیا گیا اور اس کے بعد اس بات کا ذکر ہے کہ ان کو مجموعی طور پر -/88,53,000 روپے جرمانہ کیا گیا۔ تو میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ ان میڈیکل سٹورز کی جن کی تعداد 935 ہے اس وقت present position کیا ہے ؟ وہ deseal ہو چکے ہیں' دوبارہ کام کر رہے ہیں یا ابھی تک سیل ہیں ؟

وزیر صحت : 'If you don't mind اپنا سوال دہرا دیں ۔

رانا ثناء اللہ خان : جناب سپیکر! جو routine دیکھنے میں آ رہی ہے کہ اگر کوئی میڈیکل سٹور یا میڈیکل پریکٹشنر غیر قانونی طور پر میڈیکل سٹور چلا رہا ہے یا پریکٹس کر رہا ہے اگر اس کا چالان ہو جاتا ہے تو وہ تھوڑے سے پیسے جرمانہ کے طور پر دے کر اپنا کام اسی طرح کرتا رہتا ہے اور لوگوں کی صحت کے ساتھ کھیلتا رہتا ہے۔ میں وزیر موصوف کی توجہ دلانا چاہوں گا کہ 935 میڈیکل سٹورز اور میڈیکل پریکٹشنرز کے متعلق یہ کہا گیا ہے کہ ان کے چالان کئے گئے اور انہیں مجموعی طور پر 88,53,000 روپے جرمانہ کیا گیا۔ میں ضمنی سوال یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ان کی at present کیا پوزیشن ہے؟ آیا وہ سیل ہیں یا وہ deseal ہو کر دوبارہ وہی غیر قانونی کام کر رہے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر صحت!

وزیرصحت: جناب سپیکر! ہم نے 1997 سے 2002 تک جو اعداد و شمار اکٹھے کئے ہیں یہ تقریباً پانچ سال پر محیط ہیں۔ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ جن سٹورز کو seal کیا گیا تھا ان کی کیا پوزیشن ہے؛ چونکہ اس کا جواب کافی لمبا ہو جائے گا اگر معزز ممبر نیا سوال کر دیں تو میں اس کا جواب دے دوں گا۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! نئے سوال والی بات ہی نہیں ہے۔ جب انہیں پتا ہے کہ 935 میڈیکل سٹورز/ میڈیکل پریکٹشنرز کے چالان ہوئے اور انہیں اتنے لاکھ روپے جرمانہ ہوا اور وہ seal تھے تو کیا جرمانے کی ادائیگی کے بعد وہ deseal ہو کر کام کر رہے ہیں؟

وزیر صحت: جو seal ہوئے وہ ابھی تک seal ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: ایک طرف تو آپ کہتے ہیں کہ مجھے اس بارے میں کوئی information نہیں ہے اور دوسری طرف کہہ رہے ہیں کہ جو seal تھے وہ ابھی تک seal ہیں۔ آپ ہاؤس کے floor پر غلط بیانی سے کام نہ لیں۔

وزیر صحت: مجھے صحیح تعداد کے بارے میں علم نہیں تھا۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! میں اس سلسلے میں وزیر موصوف کی توجہ اس جانب دلاؤں گا کہ متعلقہ لاء میں نقص ہے۔ جرمانہ ہوتا ہے۔ پھر میڈیکل سٹور deseal ہو جاتے ہیں۔ اس کے بعد وہ اسی طرح کام کرتے رہتے ہیں اور لوگوں کی صحت کے ساتھ کھیلتے رہتے ہیں۔ تو یہ اس چیز کو admit کریں اور اس کو pending کروا لیں اور جو قانون میں نقص ہے اسے ٹھیک کروائیں۔

اگر ایک غیر قانونی کاروبار ایک دفعہ seal ہوتا ہے تو پھر دوبارہ وہ descal نہیں ہونا چاہیے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔

بابو نفیس احمد انصاری: جناب والا! کیا وزیر موصوف یہ بتائیں گے کہ ڈسپنسر کو تو اجازت ہے کہ وہ میڈیکل سٹور کھول سکتا ہے لیکن کیا کوالیفائیڈ ڈاکٹر جو ایم بی بی ایس ہو اسے میڈیکل سٹور کھولنے کی اجازت ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیرصحت: میڈیکل سٹور کھولنے کے لئے جو بھی کوالیفائیڈ شخص ہو اس کو اجازت ہے' خواہ وہ ڈاکٹر ہو یا ڈسپنسر ہو یا نرس ہو۔ The person should be qualified

بابو نفیس احمد انصاری: جناب والا! ایسی بات نہیں ہے۔ کوئی ایم بی بی ایس ڈاکٹر یا کوئی اور ڈاکٹر میڈیکل سٹور نہیں کھول سکتا۔ اگر آپ کہیں کہ کھول سکتا ہے تو میں مان لیتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی' وزیر صحت!

وزیرصحت: جناب والا! جہاں تک میڈیکل سٹور کھولنے کا تعلق ہے کچھ ایسے ممالک ہیں اگر آپ USA میں بھی چلے جائیں تو prescription کے بغیر دوائی بھی نہیں لے سکتے۔ لیکن ہمارے ملک میں ایک رواج ہے کہ آپ میڈیکل سٹور سے بڑی سے بڑی restricted دوائی بھی لے سکتے ہیں۔ ہم اس قانون میں ترمیم کر رہے ہیں The law is being amended and we are going to allow the doctors to open Medical Stores. اس لئے ہم تجویز کر رہے ہیں کہ ڈاکٹرز کے لئے بھی قانون کو amend کیا جائے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی' رانا صاحب!

رانا آفتاب احمد خان: جناب والا! جواب کے جز (ج) میں تحصیل ڈسکہ اور پسرور میں محکمہ صحت ضلع سیالکوٹ نے اپنی کارروائی کے دوران 180 non-qualified دکانداروں کو ادویات کا غیر قانونی کاروبار کرتے ہوئے پایا اور ان کی دکانیں seal کر دیں۔ ان میں سے بیشتر نے ادویات کا کام چھوڑ دیا اور باقی لوگوں نے کاروبار کا قانونی لائسنس حاصل کیا۔ کیا یہ بتا سکتے ہیں کہ کتنے لوگوں نے لائسنس حاصل کر لئے ہیں اور کتنے ہیں جو یہ کاروبار چھوڑ گئے ہیں؟

جناب سپیکر: جی' وزیر صحت!

وزیر صحت: جناب والا! اس وقت میرے پاس facts نہیں ہیں۔

راجہ ریاض احمد: جناب والا! ان سے کہیں کہ خدا کے واسطے یہ تیاری کر کے آیا کریں۔ یہ صرف

کاروں پر جھنڈے لگانے کے لئے وزیر نہیں بنے۔ میں نے اس دن بھی آپ سے گزارش کی تھی کہ آپ وزراء صاحبان کو کہیں کہ تیاری کر کے آیا کریں۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔

راجہ ریاض احمد: آج بھی آپ اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں کہ بالکل ان کی تیاری نہیں ہے اور کسی سوال کا بھی مناسب جواب نہیں دے رہے۔ کبھی اُدھر کو جاتے ہیں کبھی اِدھر کو جاتے ہیں۔ یہ حکومت پر بوجھ ہیں۔ اس لئے انہیں کہیں کہ تیاری کر کے آیا کریں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔

وزیر خوراک: جناب سپیکر! ہر معزز رکن کو اپنی سیٹ سے بولنے کی اجازت ہے۔ میں آپ سے وضاحت چاہوں گا کہ راجہ صاحب کل اس کونے سے بول رہے تھے اور آج اس کونے سے بول رہے ہیں ذرا سمجھا دیں کہ ان کی سیٹ کدھر ہے؟

رانا آفتاب احمد خان: جناب والا! میں وزیر موصوف کو وضاحت کر دوں کہ یہ سیٹیں اپوزیشن کو دی گئی ہیں۔ جس طرح وزراء کا سیٹ نمبر ہے۔ اس طرح ہمارا سیٹ نمبر نہیں ہے۔ جہاں بھی سیٹ ملے، بیٹھ سکتے ہیں۔ میں نے پہلے دن بھی ان سے کہا تھا کہ National Reconstruction Bureau نے جو تباہی کی ہے اور سیٹیں بڑھائی ہیں انھوں نے یہ نہیں سوچا تھا کہ کیا کر رہے ہیں؟

جناب سپیکر: شکریہ۔

رانا آفتاب احمد خان: اب وزراٗ صاحبان کی بھی سن لیں۔ یہ ہمارے پاس روتے ہیں کہ G.O.R میں 12 earmarked houses ہیں۔ ان میں صرف چار یا پانچ کو ملے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! شکریہ۔

رانا آفتاب احمد خان: کم از کم جو سرکاری افسران وہاں پر قابض ہیں۔ اگر حکومت پنجاب نے ان کے کچھ پیسے دینے ہیں تو دے دیں اور وہ تو امریکہ میں بیٹھے ہیں۔ وہ گھر خالی کروا کر ان وزراء کو دیں تاکہ یہ بھی کہہ سکیں کہ ہم اس گھر میں رہتے تھے۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ آپ کی یہ بات درست ہے کہ جدھر بھی کوئی معزز رکن بیٹھنا چاہے بیٹھ سکتا ہے۔ لیکن ہاؤس کے اندر بلاک واءز تقسیم کی گئی ہے کہ اس سائیڈ پر پیپلز پارٹی کے معزز اراکین بیٹھیں گے۔ ادھر ایم ایم اے کے بیٹھیں گے۔

ادھر حکومتی بنچز کے دوست بیٹھیں گے۔ لیکن راجہ صاحب! آج جدھر تشریف فرما ہیں یہ سیٹیں ایم ایم اے والوں کی ہیں۔ پہلے صحیح جگہ پر بیٹھے ہوئے تھے۔ آج ایم ایم اے والوں کے پاس بیٹھے ہوئے ہیں۔ اس لئے میں امید کرتا ہوں کہ انشاء اللہ بہت جلد حکومتی بنچز میں بیٹھیں گے۔

راجہ ریاض احمد، جناب والا! آپ تو مجھے اچھی طرح سے جانتے ہیں اور مجھے بھی پتا ہے کہ میں نے کہاں پر بیٹھنا ہے۔ نہ مجھے کوئی ابہام ہے اور نہ میرے بارے میں آپ کو کوئی ابہام ہے۔ گزارش یہ ہے کہ یہ سارے اپوزیشن کے بنچز ہیں۔ اس وقت ہم سب اکٹھے ہیں۔ ماشاء اللہ! میرے بھائی چودھری اقبال صاحب بہت پرانے پارلیمنٹیرین ہیں اور میرے لئے قابل احترام ہیں۔ میں نے جو بات کی وہ انہیں تلخ لگی ہے اور انھوں نے جو اس کا جواب دیا ہے مجھے کم ازکم ان سے یہ امید نہیں تھی کہ وہ میری حقیقت والی بات کے مقابلے میں وہ بات کریں گے۔ جو ان کو زیب نہیں دیتی۔ شکریہ۔

جناب سپیکر، شکریہ۔

جناب ارشد محمود بگو، جناب والا! میں ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔ جز (ج) جو رانا آفتاب صاحب نے بھی پڑھا ہے۔ اس پر محترم وزیر صحت نے کوئی واضح جواب نہیں دیا کہ جو غیر قانونی میڈیکل سٹورز بند ہوئے تھے کیا وہ بند ہیں؟ کن لوگوں نے لائسنس لئے تھے؟ جس طرح رانا ثناء اللہ صاحب نے فرمایا ہے کہ اس ملک میں بدقسمتی یہ ہے کہ پچھلے دور میں ہمارے سابق گورنر چودھری الطاف حسین کا علاج سروسز ہسپتال میں ہوا تھا اور انھوں نے اخبارات میں یہ انکشاف کیا تھا کہ ان کو جعلی ادویات استعمال کروائی گئیں۔ یہ ساری کارروائی' سوالات کا سلسلہ اور آج جو صحت پر بحث ہو رہی ہے وہ اس لئے ہو رہی ہے کہ حکومت اس میں بہتر اصلاحات کرے اور ان لوگوں کو pin point کرے جو لوگ ڈاکٹر نہیں ہیں اور وہ قانونی طور پر میڈیکل سٹور نہیں چلا سکتے لیکن وہ غیر قانونی طور پر میڈیکل سٹور چلا رہے ہیں یا میڈیکل پریکٹس کر رہے ہیں۔ تو میری آپ کی وساطت سے وزیر موصوف سے یہ درخواست ہے کہ ان سوالات کے جوابات پندرہ دن یا ایک مہینہ پہلے آتے ہیں۔ اگر وہ اپنے محکمے کے ساتھ ایک گھنٹہ بیٹھ کر اس پر تفصیلی discuss کر لیا کریں تو ان کو پتا لگے کہ ان سے کیا ضمنی سوالات پیدا ہوں گے؟

جناب سپیکر، شکریہ۔ جی' وزیر صحت!

وزیر صحت، جناب سپیکر! میں سوال پڑھ دیتا ہوں۔ تحصیل ڈسکہ اور پسرور میں کتنے ایسے non-qualified عطائی ہیں جو ادویات کا کام کرتے ہیں اور جن کے چالان کر کے دکانیں seal

کی گئی ہیں۔ اس کا جواب ہے کہ "تحصیل ڈسکہ اور پسرور میں محکمہ صحت ضلع سیالکوٹ نے اپنی کارروائی کے دوران 180 non-qualified دکانداروں کو ادویات کا غیرقانونی کاروبار کرتے ہوئے پایا" یعنی کہ سوال کا جواب موجود ہے۔ اگر مجھ سے یہ سوال کیا جاتا کہ جناب! وہ کس رنگ کی شرٹ پہنتے ہیں، کون سی پتلون پہنتے ہیں، کتنے کمروں کی کوٹھی میں رہتے ہیں۔ تو اس کا جواب نہیں دیا جا سکتا۔

جناب ارشد محمود بگو، جناب سپیکر! انھوں نے کس کا جواب دیا ہے؟

جناب سپیکر، پلیز تشریف رکھیں۔ وزیر صحت سے میری گزارش ہے کہ یہ تو ٹھیک ہے کہ انھوں نے جو سوال پوچھا ہے آپ نے اس کا صحیح جواب دیا لیکن وہ ضمنی سوال کا حق رکھتے ہیں اور انھیں جواب دینا اور مطمئن کرنا آپ کا فرض بنتا ہے۔ رانا ثناء اللہ صاحب کا سوال تھا کہ ہزاروں کی تعداد میں بلکہ 900 اور کچھ میڈیکل سٹور بنتے ہیں، جو seal ہوئے ان کو جرمانہ ہوا۔ ان کا ضمنی سوال یہ تھا کہ کیا ابھی تک وہ میڈیکل سٹور seal ہیں یا deseal کر دیئے گئے ہیں۔ اگر deseal کر دیئے گئے ہیں تو کتنے deseal کئے گئے ہیں؛ تھوڑی بہت کمی بیشی تو ہو سکتی ہے۔ میرے خیال میں اس کے علاوہ کوئی اور ضمنی سوال آ ہی نہیں سکتا تھا۔ دوسرے سوال میں 160 اور کچھ ہیں کہ ان کے بارے میں یہ ہے کہ وہ seal کئے گئے اور ان کو جرمانہ ہوا۔ ابھی وہ deseal ہوئے ہیں یا نہیں؟ اگر deseal ہوئے ہیں تو کتنے ہوئے ہیں؟ محکمے کو اس کا جواب دینا چاہیے تھا۔ بہر حال شکریہ، مہربانی۔ اب اگلا سوال ۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب والا! جب ضمنی سوالات کے متعلق chair کی observation آ چکی ہے اور جواب نہیں آیا تو پھر یہ سوال pend ہونا چاہیے ورنہ تو پھر اس ساری exercise کا کوئی فائدہ نہیں ہوا۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔

وزیر صحت، ٹھیک ہے جی، facts and figures کے بارے میں pend کر دیں۔

راجہ ریاض احمد، جناب والا! میں اپنی جگہ سے بول سکتا ہوں؟

جناب سپیکر، نہیں، تشریف رکھیں۔ آپ کی مہربانی ہے کہ اتنی سردی میں تشریف لے آئے ہیں۔

وزیر تعلیم، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! راجہ ریاض صاحب کو پھرنے کی بڑی عادت ہے۔ انھوں نے ابھی اس سیٹ سے جو باتیں فرمائی ہیں یا تو ان کو کارروائی سے حذف کر دیا جائے یا

آپ شامل کرنے کی اجازت دے دیں کیونکہ وہ اب اپنی اصلی سیٹ پر چلے گئے ہیں۔
جناب سپیکر، کوئی بات نہیں ہے۔ راجہ صاحب! اپنے بھائی ہیں اتنا تو ان کا privilege بنتا ہے۔ اگلا سوال 184 میاں سعود حسن ڈار کا ہے۔ وہ تشریف نہیں رکھتے۔ سوال نمبر 185 بھی میاں سعود حسن ڈار صاحب کا ہے لیکن وہ تشریف نہیں رکھتے۔ اگلا سوال رانا آفتاب احمد خان!
رانا آفتاب احمد خان، سوال نمبر 189۔
جناب سپیکر، اسے پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

صوبہ میں میڈیکل کالجوں میں اوپن میرٹ کی تفصیل

*189۔ رانا آفتاب احمد خان، کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) صوبے بھر کے میڈیکل کالجوں میں اوپن میرٹ کے نظام کے نفاذ سے پہلے لڑکوں اور لڑکیوں کی کیا تعداد ہوتی تھی اور یہ تعداد اوپن میرٹ کے بعد کیا رہی ہے؟

(ب) محکمہ ہذا نے میڈیکل کالجوں میں طالبات کی بڑھتی ہوئی تعداد کے پیش نظر اور طالبات کی مخصوص نشستوں کے لئے کیا اقدامات کئے ہیں۔ ان کی تفصیلات ایوان کی میز پر رکھی جائیں؟

وزیر صحت،

(الف) اوپن میرٹ کے نظام سے پہلے صوبے کے میڈیکل کالجوں میں (ماسوائے فاطمہ جناح میڈیکل کالج برائے خواتین تعداد طالبات 176 فی سیشن) لڑکیوں کی تعداد ہر سیشن میں طلباء کی کل تعداد کے دس فیصد تک ہوتی تھی۔ اوپن میرٹ کے بعد لڑکیوں کی تعداد کل طلباء (1621) کی سالانہ داخلہ جات کے پچاس فیصد سے متجاوز ہے۔

(ب) طالبات کی مخصوص نشستیں صرف فاطمہ جناح میڈیکل کالج میں رکھی گئی ہیں۔ جو کہ صرف طالبات کے لئے مخصوص ہیں۔ باقی کالجوں میں عدالت عالیہ کے فیصلہ کے مطابق یہ تخصیص ختم کر دی گئی ہے لہذا کسی مزید اقدام کی ضرورت نہ ہے۔

جناب سپیکر، اس میں کوئی ضمنی سوال ہے؟
رانا آفتاب احمد خان، جناب! وزیر موصوف کو پڑھنے دیں ان کی ٹریننگ ہو جائے گی۔
جناب سپیکر، آپ نے پہلے اس کا جواب پڑھنا ہے؟

رانا آفتاب احمد خان ، جناب سپیکر! آپ وزراء اور ممبران کے لئے ایک ریفریشر کورس کرا دیں۔

جناب سپیکر ، شکریہ۔

رانا ثناء اللہ خان ،پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ وزیرصحت اعلیٰ کوالیفائیڈ آدمی ہیں۔ یہ غالباً ڈاکٹر ہیں اور bone marrow سپیشلسٹ ہیں۔ یہ بھی مجھے بتایا گیا ہے کہ ان کے مقابلے کا ان کی تعلیم کا کوئی ڈاکٹر پاکستان میں نہیں ہے ۔ جناب سپیکر! یہ بڑا قومی ضیاع ہے اور ان کے ساتھ بھی ظلم ہے ۔ آپ نے ان کو کس جھنجھٹ میں پھنسا دیا ہے ۔ان کو کوئی فنڈز دے کر دیں اور یہ یہاں پر کوئی ہسپتال بنائیں ۔ ان کو کس مصیبت میں آپ نے ڈال دیا ہے؟

جناب سپیکر ، شکریہ۔ وزیر صحت!

وزیرصحت ، جناب سپیکر! اس میں ، میں صرف یہ عرض کروں گا کہ یہی وہ نظام ہے جس کو بدلنے کے لئے میں آیا تھا کہ ہم personal attack سے اجتناب کریں اور جو اسمبلی کا اصل کام ہے اس کو کیا جائے ۔

رانا آفتاب احمد خان ، جناب والا! یہ بڑی اہم بات ہے کہ یہ بڑی خوشی کی بات ہے کہ ہماری بچیاں اتنی قابل ہیں کہ وہ پچاس فیصد سے تجاوز کر گئی ہیں اور ہو سکتا ہے کہ کل کو وہ سو فیصد سیٹیں بھی لے لیں۔ یہ بات میں اس لئے کر رہا ہوں۔ کہ اب جو نظام ہے اس میں آپ نے دیکھا ہے کہ special seats for women بھی آ گئی ہیں ۔ تو جنرل الیکشن میں بھی ساری خواتین منتخب ہو سکتی ہیں۔ 00.1 فیصد یہ امکان ہے کہ ہاؤس میں مخصوص نشستیں بھی ان کی ہوں گی اور سو فیصد براہ راست بھی لے سکتی ہیں۔ کیا اگر کوئی ایسی صورت حال ہوئی تو ہماری کوئی ایسی پالیسی ہے کہ ہم لڑکوں کے لئے مخصوص نشستیں رکھ سکیں؟

جناب سپیکر ، وزیر صحت!

وزیرصحت ، جناب والا! اس سال کے داخلے 162 ریزرو سیٹیں ہیں اور اس میں معذور لوگوں کے لئے 12 سیٹیں ہیں ۔ فاٹا کے لئے 7 سیٹیں ہیں جو کہ تمام میڈیکل کالجوں میں ایک ایک

بانٹی جاتی ہیں۔ آزاد جموں کشمیر ' ناردرن ایریاز کے لئے 28 سیٹیں ہیں ۔ غیر ملکی طلباء ٹیکنیکل اسسٹنٹس پروگرام کے تحت 72 سیٹیں ہیں۔ غیر ملکی سیٹس سیلف فنانس سکیم کی بنیاد پر جو ہر میڈیکل کالج میں چار چار ہیں اس کے لئے 28 سیٹیں ہیں ۔ 15 reciprocal seats ہیں۔ ٹوٹل ریزرو سیٹس 162 ہیں ہمارے پاس اس سال 1621 طالب علموں کو داخلہ دیا گیا ہے جس میں سے 162 ریزرو سیٹیں تھیں۔ یہ جو trend ہے کہ پہلے لڑکیاں دس فیصد ہوتی تھیں اور اب پچاس فیصد ہیں۔ جب میں میڈیکل کالج میں تھا تو واقعی لڑکیوں کی تعداد دس فیصد کے قریب ہی تھی اور اب یہ بڑھ کر پچاس فیصد تک ہو گئی ہے۔ لیکن آپ دیکھیں کہ یہ سوشل سیٹ اپ میں وہ گروپ ہے جو لوگ پڑھے لکھے ہیں۔ دیہاتوں میں ہمارا کلچر ابھی بھی بہت پیچھے ہے اور ریزرو سیٹوں کا concept میڈیکل کالجوں میں اس لئے کامیاب ہوا اور نتیجہ 50 فیصد تک آیا۔ یہ وہ گروپ آف سوشل کلاس ہے جس میں تعلیم کو فروغ دیا جاتا ہے' well off ہوتے ہیں۔ اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ یہ مزید اوپر 70/60 فیصد تک چلا جائے۔ لیکن مجھے اپنے male students پر بھی پورا یقین ہے کہ وہ سکور بہتر سے بہتر حاصل کرتے رہیں گے اور یہ بیلنس 50 فیصد کے قریب ہی رہے گا۔ ہو سکتا ہے کہ یہ تناسب 40 اور 60 کا ہو جائے۔ لیکن اس سے تجاوز نہیں ہو گا۔

رانا آفتاب احمد خان ، جناب والا! امید کی جا سکتی ہے کہ اگر ساری سیٹیں ہماری بچیاں لے جاتی ہیں تو پھر یہ لڑکوں کے لئے کیا کریں گے ؟

جناب سپیکر، وزیر صحت!

وزیرصحت ، جناب والا! ہم تو trends دیکھ رہے ہیں ۔ 1999 سے ایسا ہے' سپریم کورٹ کی رولنگ بھی اس مسئلے پر آئی تھی۔ اب اس مسئلے کو تین سال ہو چکے ہیں۔ 50 trend فیصد پر ہی جا کر رکا ہوا ہے۔ اگر یہ تجاوز کر جاتا ہے اور 90/80 فیصد تک چلا جاتا ہے ۔ تو پھر ہم اپنی پالیسی کو review کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر ، شکریہ۔

بابو نفیس احمد انصاری ، جناب والا! پرائیویٹ میڈیکل کالج بھی یہی پالیسی اپنائیں گے یا

وہ اپنی پالیسی آپ بنائیں گے؟

وزیر صحت : جناب والا! پرائیویٹ کالجز جو پی ایم ڈی سی سے منظور شدہ ہیں ان کی اپنی پالیسیاں ہیں کہ کتنی وہ reciprocal seats رکھتے ہیں۔ باقی میرٹ تو ان کا بھی open ہے۔

جناب سپیکر : شکریہ۔

ڈاکٹر مظفر علی شیخ : جناب والا! میرا بھی ایک ضمنی سوال ہے کہ جو پرائیویٹ میڈیکل کالجز کھل رہے ہیں یا کھل گئے ہیں کیا ان کی بنیاد بھی فنانس کمپنیوں کی طرح ہو گی؟ کیونکہ حکومت کی چھتری کے نیچے پہلے فنانس کمپنیاں کھل گئی تھیں اور لوگوں کا لاکھوں کروڑوں بلکہ اربوں روپیہ لے کر وہ بیٹھ گئیں اور ان لوگوں کا کچھ بھی نہیں بنا۔ اب یہ پرائیویٹ میڈیکل کالجز کھلے ہیں۔ وہاں پر بھی طالب علم داخلہ لے رہے ہیں اور لاکھوں روپیہ بھی ان کو دے رہے ہیں' بعد میں ہو سکتا ہے کہ آج نہیں تو کل کوئی بھی آنے والی گورنمنٹ کہہ دے کہ یہ سب غیر قانونی کالجز تھے اور وہاں پر جو لڑکے پڑھ رہے ہیں ان کی کیا fate ہو گی؟

جناب سپیکر : وزیر صحت!

وزیر صحت : جو قانون ہے وہ پاکستان میڈیکل اینڈ ڈینٹل کونسل میڈیکل کالجز کی رجسٹریشن کرتی ہے۔ ہم عوام کو اور اپنے طالب علموں کو encourage کرتے ہیں کہ جب وہ داخلے کے لئے apply کریں تو وہ بڑی احتیاط کے ساتھ یہ دیکھیں کہ جو کالج یا میڈیکل سکول ہے وہ رجسٹرڈ ہے یا نہیں ہے؟ جو سکول رجسٹرڈ ہے' وہ خواہ پبلک سیکٹر میں ہے یا پرائیویٹ سیکٹر میں ہے' ان کے طالب علموں کو فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ لیکن جو سکول رجسٹرڈ نہیں ہیں ان میں جو بچے داخل ہوتے ہیں یہ ان کے والدین کی یا ان بچوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس چیز کا اچھی طرح احساس کریں کہ جو چیز رجسٹرڈ ہی نہیں ہے اس کا معیار تعلیم' اس کا سٹینڈرڈ آف ایجوکیشن یا health education جو اس قابل ہی نہیں ہے کہ اس میں داخلہ لیا جائے۔ اسی لئے ہم نے اس کو رجسٹرڈ ہی نہیں کیا۔ یہ ایک بڑا خطرناک trend ہے۔ ہم لوگوں کو اپنے ذاتی فیصلے کرنے سے روک نہیں سکتے کہ وہ کہاں اپنے بچوں کو بھیجنا چاہتے ہیں۔ لیکن ہم اتنا ضرور بتاتے ہیں کہ پی ایم ڈی سی کے جو رجسٹرڈ پرائیویٹ میڈیکل کالجز ہیں وہاں پر جو بچے

تعلیم حاصل کر رہے ہیں They are at par with the students جو کنگ ایڈورڈ سے یا علامہ اقبال میڈیکل کالج سے نکل رہے ہیں ۔ والدین کی اور طالب علموں کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ اس چیز کی تحقیق کریں کہ آیا یہ کالج، سکول رجسٹرڈ ہے یا نہیں ؟

جناب سپیکر، شکریہ۔

جناب ارشد محمود بگو ، پوائنٹ آف آرڈر ۔ میں وزیر صحت سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ کیا اس وقت کوئی ایسا میڈیکل کالج بھی ہے جو رجسٹرڈ نہیں ہے؟ اگر وہ رجسٹرڈ نہیں ہے تو حکومت نے اس کے خلاف کیا کارروائی کی ہے؟

وزیرصحت ، حکومت رجسٹرڈ میڈیکل کالج کی activity monitor کرتی ہے۔ ہم نے کچھ سکول ڈی رجسٹرڈ کئے ہیں جو پرائیویٹ سیکٹر میں mushroom قسم کے سکول اور کالجز تھے۔ حکومت اس چیز کے خلاف ہے کہ غیر رجسٹرڈ سکول اور کالجز پنجاب میں یا پاکستان میں پھیلیں اور mushroom ہوں۔ پنجاب میڈیکل اینڈ ڈینٹل کونسل کا واضح طور پر ایک سسٹم ہے۔ جس کے تحت وہ فیصلہ کرتی ہے کہ یہ سکول یا کالج اس level پر اترتا ہے یا نہیں ؛ مجھے یقین ہے کہ غیر رجسٹرڈ سکول بھی ہوں گے اور غیر رجسٹرڈ ہومیو پیتھک کالجز بھی ہیں، حکمت کے بھی سکول ہیں۔ حکومت کو جب اس چیز کا علم ہوتا ہے تو ان کے خلاف کارروائی کرتی ہے۔ ان کو بند کیا جاتا ہے۔ seal کیا جاتا ہے۔ ہم نے دو کالجز ایک ملتان میں اور ایک فیصل آباد میں اسی مسئلے پر بند کئے ہیں۔ کیوں کہ وہ criteria meet نہیں کرتے تھے۔ ہمیں جونہی اطلاع ملتی ہے ہم انہیں بند کروا دیتے ہیں۔

جناب ارشد محمود بگو، جناب والا! انہوں نے اس کا کچھ اور جواب دیا ہے۔ میرا سوال تو بڑا واضح تھا۔ وزیر صحت نے خود اسے الجھا دیا ہے۔ میرا سوال تو صرف یہ تھا کہ کیا کوئی میڈیکل کالج ایسا بھی ہے جو رجسٹرڈ نہیں ہے اور اگر کوئی ان کے علم میں ہے تو انہوں نے اس کے خلاف کیا کارروائی کی ہے؟

وزیر صحت، میں نے پہلے بھی بتایا ہے کہ ایک فیصل آباد میں تھا اور ایک ملتان میں۔ ہم نے دونوں کو بند کر دیا ہے۔

رانا آفتاب احمد خان، جناب سپیکر! وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ ہمارے پاس رجسٹرڈ میڈیکل

کالجز ہیں۔ کیا ان کالجز کے لئے ان کے پاس کوئی ریگولیٹری باڈی ہے جو میرٹ اور فیسوں کا تعین کرتی ہے؟

وزیر صحت، پاکستان میڈیکل اینڈ ڈینٹل کونسل اس باڈی کا نام ہے۔

رانا آفتاب احمد خان، جناب سپیکر! یہ غلط کہہ رہے ہیں۔ یہ نئے نئے آئے ہیں۔ ان کے علم میں یہ بات نہیں ہے۔ ریگولیٹری باڈی اور ہوتی ہے۔ میرا خیال ہے ان کے سیکرٹری صاحب ابھی انہیں اس قابل نہیں سمجھتے کہ انہیں بریفنگ دے دیں کہ خود سزاوار ہوئے ہیں۔ وہ ان کے سیکرٹری ہیں۔

ڈاکٹر مظفر علی شیخ، جناب سپیکر! یہ بہت اہم ضمنی سوال ہے۔ ہمیں دیکھنا پڑے گا کہ مستقبل میں ان کے ساتھ کیا ہوگا؟ یہ معاملہ براہ راست عوام سے متعلقہ ہے۔ میں اس سلسلے میں ضمنی سوال کرنا چاہ رہا تھا کہ کیا وزیر صاحب فرمائیں گے کہ اس وقت پنجاب میں کتنے میڈیکل کالجز چل رہے ہیں اور یہ کون کون سے ایئر میں پہنچ گئے ہیں؛ کیونکہ میڈیکل سائنس یا میڈیکل ایجوکیشن That is a very dedicated subject اور ان میں میڈیکل سٹوڈنٹس کو پڑھانے کے لئے پری کلینیکل سائیڈ پر اور کلینیکل سائیڈ پر جو requirements ہونی چاہئیں انہیں یہ کالجز پوری کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر، جی، منسٹر ہیلتھ!

وزیر صحت، جناب سپیکر! میں پھر request کروں گا کہ اس طرح کے facts and figures اس سوال کا حصہ نہیں تھے لیکن ہماری پالیسی بڑی واضح ہے کہ یہ والدین کی discretion ہے کہ وہ جہاں اپنے بچوں کو داخل کروا رہے ہیں، خواہ وہ سکول ہو، میڈیکل کالج ہو یا یونیورسٹی ہو، وہ اس چیز کا تعین کریں کہ یہ رجسٹرڈ ہیں یا نہیں ہیں؟ اگر وہ اپنی مرضی سے اپنے بچوں کو کسی غیر رجسٹرڈ سکول یا کالج میں داخل کرواتے ہیں تو حکومت ہر والدین کو نہیں روک سکتی۔ البتہ انہیں اس چیز کا احساس ہونا چاہیے کہ یہ ان کی اپنی ذمہ داری ہے کہ اگر وہ کسی غیر رجسٹرڈ ادارے میں جاتے ہیں تو گورنمنٹ کسی طور پر اس ڈگری کو قبول نہیں کر سکتی۔

ڈاکٹر مظفر علی شیخ، جناب والا! میرا سوال یہ تھا کہ اس وقت پنجاب میں کتنے پرائیویٹ کالجز ہیں جو کام کر رہے ہیں جو PMDC کے ساتھ affiliated ہیں اور کیا ان کے پاس وہ بنیادی سہولیات ہیں جو میڈیکل سٹوڈنٹس کو کلینیکل اور پری کلینیکل سائیڈز پر درکار ہوتی ہیں اور ان پرائیویٹ کالجز کے ساتھ کون کون سے ہسپتال attach ہیں؟

وزیر صحت، پنجاب میں کل آٹھ پرائیویٹ میڈیکل کالجز ہیں جن میں سے چار رجسٹرڈ ہیں۔ میں دوبارہ اس چیز پر زور دوں گا کہ جس ادارے کو گورنمنٹ رجسٹرڈ مانتی ہی نہیں ہے اس کا ڈیٹا اکٹھا کرنا حکومت کی ذمہ داری نہیں ہے۔ ہم غیر رجسٹرڈ اداروں کے خلاف ہیں اور ہمارے نزدیک اس ادارے کو بند کر دینا چاہیے۔

جناب ارشد محمود بگو، جناب سپیکر! میری درخواست ہے کہ یہ وہ سوالات نہیں ہیں کہ ہم ان میں سے ایسے ہی گزر جائیں اور یہ اچھی پریکٹس بھی نہیں ہے۔ یہ سوالات پوری قوم کی صحت کے متعلق ہو رہے ہیں۔ میرے محترم ڈاکٹر صاحب! اس طرح جواب دے رہے ہیں جیسے سوال چنا' جواب گندم۔ یہ سوال کا وہ جواب دیں جو وہ مانگ رہے ہیں۔ اگر انہیں نہیں پتا تو یہ کہہ دیں کہ میں تیاری کر کے اگلی دفعہ جواب دے دوں گا۔

جناب سپیکر، نہیں' وزیر صحت صاحب نے اس سوال کا جواب جا دیا ہے۔ اگلا سوال محترمہ صبا صادق صاحبہ کا ہے۔ تشریف نہیں رکھتیں؟

رانا ثناء اللہ خان، سوال نمبر 263 (محترمہ صبا صادق کے ایماء پر معزز ممبر نے دریافت کیا)

جناب سپیکر، سوال نمبر 263 پڑھا ہوا تصور کر لیا جائے۔

مینٹل ہسپتال میں لیڈی ڈاکٹرز اور لیڈی پیرا میڈیکل سٹاف

*263-محترمہ صبا صادق، کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) مینٹل ہسپتال لاہور میں اس وقت کتنی خواتین مریض کتنے عرصہ سے داخل ہیں اور ان کے علاج کے لئے کتنی لیڈی ڈاکٹرز کام کر رہی ہیں۔

(ب) اس وقت مینٹل ہسپتال میں مرد اور خواتین ڈاکٹرز کے علاوہ پیرا میڈیکل سٹاف میں مرد اور خواتین کی تعداد کتنی ہے۔

(ج) کیا حکومت اس ہسپتال میں خواتین مریضوں کے لئے صرف خواتین ڈاکٹرز اور دیگر سٹاف بھرتی کرنے کو تیار ہے' اگر ہاں تو کب تک' اگر نہیں' تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر صحت۔

(الف) آج مورخہ 14-1-03 کو پنجاب انسٹی ٹیوٹ آف مینٹل ہیلتھ لاہور میں داخل خواتین مریضوں کی کل تعداد 232 (دو سو بتیس) ہے جن میں سے 78(اٹھتر) خواتین مریض

03 (تین) سال سے زیادہ عرصہ سے داخل اور مقیم ہیں اور 133 (ایک سو تینتیس) خواتین مریض 03 (تین) سال سے کم عرصہ سے داخل اور مقیم ہیں۔ روزانہ تقریباً 02 خواتین مریض ہسپتال میں داخل ہوتی ہیں اور 02 ہی خواتین مریض ڈسچارج ہوتی ہیں۔ خواتین مریضوں کے علاج اور دیگر فرائض کے لئے 22 (بائیس) خواتین ڈاکٹرز مریضوں کے علاج اور دیگر فرائض کے لئے تعینات ہیں۔ خواتین نرسز کی تعداد 169 (ایک سو انہتر) اور مرد نرسز کی تعداد 09 (نو) ہے۔

(ب) اس کے علاوہ مرد پیرا میڈیکل و متفرق سٹاف کی تعداد 353 (تین سو ترپن) ہے۔ جب کہ خواتین پیرا میڈیکل متفرق سٹاف کی تعداد 109 (ایک سو نو) ہے۔

(ج) پنجاب انسٹی ٹیوٹ آف مینٹل ہیلتھ میں ضرورت کے مطابق خواتین مریضوں کے لئے خواتین ڈاکٹرز اور خواتین پیرا میڈیکل سٹاف و متفرق سٹاف موجود ہے۔

جناب سپیکر، ضمنی سوال؟

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ سوال کے جواب کے جز (الف) میں یہ کہا گیا ہے کہ 232 خواتین مینٹل ہسپتال میں داخل ہیں۔ جن میں سے 133 کے متعلق یہ بتایا گیا ہے کہ وہ تین سال سے کم عرصہ سے وہاں پر ہیں۔ لیکن 78 کے متعلق صرف یہ کہہ دیا گیا ہے کہ وہ تین سال سے زائد عرصہ سے ہیں جب کہ ہماری information یہ ہے کہ خواتین مریض وہاں پر بہت لمبے عرصے سے ہیں اور ان کا کوئی proper treatment بھی نہیں ہو رہا تو میں وزیر موصوف سے پوچھنا یہ چاہوں گا کہ "78 خواتین تین سال سے زائد عرصہ سے " کیا مراد ہے؟

وزیر صحت، جب ہم تین سال سے زائد کی بات کرتے ہیں تو اس کی average تین سے پانچ سال ہے۔ بہت سارے ایسے مریض بھی وہاں ہوتے ہیں جن کا مرض ایسی نوعیت کا ہوتا ہے کہ ان کے لواحقین انہیں داخل کرا کر چھوڑ جاتے ہیں تو ہسپتال مجبور ہو جاتا ہے کہ ان کی کیئر کرتا رہے لیکن اگر آپ specifically ایک ایک مریض کا پوچھیں تو آپ کو وہ information دی جا سکتی ہے۔ تو average تین تا پانچ سال ہے۔

رانا ثناء اللہ خان، وزیر موصوف نے یہ فرمایا ہے کہ لواحقین اپنے مریضوں کو چھوڑ کر چلے جاتے ہیں اور اس کے بعد ہمیں مجبوراً ہسپتال میں کیئر کرنی پڑتی ہے۔ میں وزیر موصوف کی اطلاع کے لئے یہ عرض کروں گا کہ اگر مریض علاج کے بعد ٹھیک ہو جائے تو اس کے لئے دارالامان ہیں اور بہت ساری این جی اوز نے گھر بنائے ہوئے ہیں جن میں ایسی بے سہارا عورتوں کی نگہداشت ہو سکتی ہے لیکن ایک صحیح مریض کو ہسپتال میں اور وہ بھی مینٹل ہسپتال میں رکھنا

درست بات نہیں ہے۔ یہ فرمائیں ان 78 خواتین میں سے کتنی خواتین علاج کے بعد ٹھیک ہو چکی ہیں لیکن ورثاء کے نہ ہونے کی وجہ سے یہ ان کی کیئر کرنے پر مجبور ہیں۔

وزیر صحت، اس میں' میں تھوڑی سی میڈیکل اور ٹیکنیکل رائے دوں گا۔ مینٹل بیماریاں جسمانی بیماریوں سے بہت مختلف ہیں۔ جسمانی بیماری ہوئی کہ آپ کو اپنڈکس کا problem ہوا۔ آپ ہسپتال گئے۔ سرجن نے آپریشن کیا' آپ ٹھیک ہو گئے۔ mental diseases, chronic diseases کے کھاتے میں آتی ہیں۔ اس میں ڈیپریشن ہے' acute mental illnesses ہیں بندہ acute سے chronic stage میں جا سکتا ہے لیکن 90% کیسز میں ٹھیک ہوتا ہی نہیں ہے۔ جب ایک فیملی ممبر ایک مریض کو مینٹل ہسپتال میں لاتا ہے۔ اس کا ہم علاج کرتے ہیں۔ فیملی کو involve کرتے ہیں۔ وہ ٹھیک بھی ہو جاتا ہے تو اگر اسی وقت فیملی اسے چھوڑ کر چلی جاتی ہے تو social and psychological pressure اتنا ہوتا ہے کہ بہت سارے مریض acute سے chronic میں چلے جاتے ہیں وہ دوبارہ acute depression میں آتے ہیں۔ میں اس چیز پر زور دے رہا ہوں کہ Mental diseases are very different from physical diseases۔ اس میں ٹھیک ہو جانے کا لفظ ہم صرف دس فی صد کیسز میں استعمال کرتے ہیں۔ 90% کیسز میں وہ بیماری بیک گراؤنڈ میں چلتی رہتی ہے اور جونہی مریض کو فیملی abandon کرتی ہے تو اس کا social milieu change ہوتا ہے تو بہت سارے مریض بیماری کی acute حالت میں چلے جاتے ہیں تو اس کو تھوڑا سا differentiate کرنا پڑے گا۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! ایک تو میں وزیر موصوف سے یہ ضمنی سوال کروں گا کہ آیا وہ اس بات کے لیے تیار ہیں کہ مینٹل ہسپتال کی انتظامیہ کو ہدایت کریں کہ وہ ایسی NGO's یا دارالامان سے رابطہ رکھیں کہ جو مریض نوے یا پچانوے فی صد ٹھیک ہو جاتا ہے تو اس کے بعد اسے بہتر ماحول دینے کے لیے ہسپتال سے باہر' اگر گھر نہیں تو کسی اور جگہ منتقل کیا جا سکے۔ اس کے ساتھ ہی میرا متعلقہ ضمنی سوال ہے کہ انھوں نے اسی جواب میں یہ فرمایا ہے کہ دو خواتین مریض روزانہ داخل ہوتی ہیں اور دو ہی ڈسچارج کر دی جاتی ہیں۔ یہ بیلنس کس طرح maintain کرتے ہیں؟

جناب سپیکر، جی' وزیر صحت!

وزیر صحت، ہسپتال میں گیارہ سو بستر ہیں۔ یہ پنجاب میں واحد Institute of Mental

Healthہے۔ اس لیے ہماری کوشش ہوتی ہے کہ اس capacity کو برقرار رکھا جائے۔ بجائے اس کے کہ مریضوں کو برآمدے میں یا دوسری جگہوں پر رکھیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بڑی خوش آئند بات ہے کہ ہسپتال انتظامیہ اس بیلنس کو maintain کیے ہوئے ہے۔

جہاں تک آپ کا دوسرا سوال تھا کہ NGO's کو اس سلسلے میں استعمال کیا جائے۔ ہماری مدد جہاں پر NGO's کریں گی ہم ان کو encourage کریں گے کہ ایسے لوگوں کو جو chronic illness میں ہوں اگر وہ اپنے گھر میں جا سکیں یا NGO's کے توسط سے ہسپتال چھوڑ سکیں تو ہم اسے سراہیں گے۔

جناب سپیکر، شکریہ۔ جی، راجہ صاحب!

راجہ ریاض احمد، جناب سپیکر! آپ کی توجہ چاہوں گا کہ کس طرح سیکرٹری صاحبان ہمارے بے چارے وزراء کو خراب کر رہے ہیں۔ اس وقت مینٹل ہسپتال میں مرد اور خواتین ڈاکٹرز کے علاوہ پیرا میڈیکل سٹاف میں مرد اور خواتین کی تعداد کتنی ہے؟ clear cut تعداد پوچھی گئی ہے۔ آگے لطیفہ دیکھیں کہ پنجاب انسٹی ٹیوٹ آف مینٹل ہیلتھ میں ضرورت کے مطابق خواتین مریضوں کے لیے خواتین ڈاکٹر اور خواتین پیرا میڈیکل سٹاف موجود ہے۔

جناب سپیکر، آپ نے سوال جز(ب) پڑھا ہے اور جواب جز(ج) کا پڑھ رہے ہیں۔

وزیر تعلیم، جناب سپیکر! ان سے غلطی ہو گئی ہے، کہیں ان کو وہاں داخل نہ کرانا پڑ جائے۔

راجہ ریاض احمد، فکر نہ کریں۔ اس وقت تو آپ بھاگ گئے تھے اور آج آپ کو باتیں بنانا آ گئی ہیں۔

جز(ب) اس وقت مینٹل ہسپتال میں مرد اور خواتین ڈاکٹرز کے علاوہ پیرا میڈیکل سٹاف میں مرد اور خواتین کی تعداد کتنی ہے؟ اب یہاں پر آپ پھنسے ہیں۔ اس بات کا جواب لائیں۔ اس بات سے آپ جان نہیں چھڑا سکتے۔ وزیر تعلیم صاحب! آج بول رہے ہیں۔ اس وقت تو ان سے بات ہی نہیں بن پا رہی تھی۔ اب ذرا جز(ب) کا جواب تو دیں۔

جناب سپیکر: جز (الف) میں (الف) اور (ب) کا جواب اکٹھا دے دیا گیا ہے۔ وزیر صحت اس کی وضاحت کر دیں۔

وزیر صحت: جناب سپیکر! (ب) کا جواب (الف) میں مکمل طور پر شامل ہے۔ یعنی ہم نے صاف طور پر بتا دیا ہے کہ اس وقت 49 مرد ڈاکٹرز اور 22 خواتین ڈاکٹرز ہیں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ میری گزارش یہ ہے کہ جز(ب) کا جواب بھی جز(ب) میں ہی آنا چاہیے تھا۔ آئندہ احتیاط کریں۔

اگلا سوال جناب بلال یاسین صاحب کا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: سوال نمبر 269 (معزز ممبر نے جناب بلال یاسین کے ایما پر دریافت کیا)

جناب سپیکر: اسے پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

جوبلی ٹاؤن کے علاقہ میں سرکاری ہسپتال کا قیام

*269۔ جناب بلال یاسین: کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ٹھوکر نیاز بیگ سے لے کر جوبلی ٹاؤن تک سرکاری طور پر جدید سہولتوں سے آراستہ کوئی ہسپتال نہ ہے؟

(ب) کیا حکومت جوبلی ٹاؤن اور ایونیو۔ 1 اسکیم کے سنگم پر معیاری ہسپتال کے قیام کے لئے تیار ہے۔ اگر "ہاں" تو کب تک؟ اگر "نہیں" تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر صحت:

(الف) جوبلی ٹاؤن کے قریب بیس بستروں پر مشتمل رورل ہیلتھ سنٹر چوہنگ چوبیس گھنٹے کے لئے کام کر رہا ہے۔

(ب) جوبلی ٹاؤن کے مغرب میں رورل ہیلتھ سنٹر چوہنگ اور جنوب مغرب میں بنیادی مرکز صحت مراکہ عوام کو صحت کی سہولتیں بہم پہنچا رہا ہے اور اسی طرح جوبلی ٹاؤن کے مشرق میں بنیادی مرکز صحت علی رضا آباد بھی کام کر رہا ہے اور اس وقت حکومت اس علاقہ میں مزید کوئی ہسپتال بنانے کا ارادہ نہ رکھتی ہے۔

جناب سپیکر: جی، ضمنی سوال۔

رانا ثناء اللہ خان : جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ سوال کے جواب جز (الف) میں انھوں نے کہا ہے کہ جوبلی ٹاؤن کے قریب بیس بستروں پر مشتمل رورل ہیلتھ سنٹر چوہنگ چوبیس گھنٹے کے لیے کام کر رہا ہے۔ جب کہ سوال یہ تھا کہ کیا جوبلی ٹاؤن میں سرکاری طور پر جدید سہولتوں سے آراستہ کوئی ہسپتال ہے یا نہیں ہے؟

انھوں نے ایک رورل سنٹر کا حوالہ دے دیا ہے کہ وہ اس کے قریب ہے۔ یہ جوبلی ٹاؤن سے اس رورل ہیلتھ سنٹر چوہنگ کا کتنا فاصلہ ہے؟

وزیر صحت: جز (الف) کے جواب میں ہم نے بتایا ہے کہ رورل ہیلتھ سنٹر چوہنگ جو کہ اس سے مغرب میں ہے اور اس کے بعد جنوب مغرب میں مراکہ بنیادی مرکز صحت ہے۔ اس کے علاوہ بنیادی مرکز صحت علی رضا آباد میں کام کر رہا ہے اور صرف تین یا چار کلومیٹر دور ٹھوکر نیاز بیگ سے مشرق کی طرف تیرہ سو بستروں کا جناح ہسپتال ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ سوال کا جواب بڑا واضح ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔

رانا ثناء اللہ خان : ویسے تو جوبلی ٹاؤن کے شمال مشرق میں لاہور بھی ہے۔ بات تو یہ ہے کہ جس ہیلتھ سنٹر کو یہ کہہ رہے ہیں کہ وہ جوبلی ٹاؤن کے رہائشیوں کو صحت کی سہولتیں دینے کے لیے موجود ہے۔ اس کا اس ٹاؤن سے فاصلہ کتنا ہے؟

جناب سپیکر: رانا صاحب پوچھ رہے ہیں کہ کتنا فاصلہ بنتا ہے؟

وزیر صحت: یہ میرے محکمے سے متعلقہ سوال نہیں ہے۔ اس کا جواب لوکل پٹواری دے سکتا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان :جناب سپیکر! جواب میں تھوڑی سی تبدیلی کروا دیں کہ لوکل پٹواری کے بجائے وہ وزیر مال کا کہہ دیں۔ ہم ان سے یہ جواب لے لیں گے۔

بابو نفیس احمد انصاری: میرے فاضل رکن نے سوال یہ پوچھا تھا کہ کیا سرکاری طور پر جدید سہولتوں سے آراستہ کوئی ہسپتال ہے؟ انھوں نے فرمایا کہ رورل ہیلتھ سنٹر۔ بات یہ ہے کہ اس رورل ہیلتھ سنٹر میں جدید سہولتیں ہیں یا نہیں ہیں؟

جناب سپیکر، جی، وزیر صحت!

وزیر صحت، رورل ہیلتھ سنٹر میں ضروریات کے مطابق سہولتیں ہیں۔ وہ سب کچھ ہے جو رورل ہیلتھ سنٹر میں ہونا چاہیے یا BHU میں ہونا چاہیے۔ ہاں! اس میں IT facilities نہیں ہیں۔ لیکن میں نے دوسری information خود ہی شامل کی تھی کہ جناح ہسپتال تیرہ سو بستروں کا ہسپتال ہے۔ جس میں ہر طرح کے آلات اور سہولیات بھی میسر ہیں۔

جناب سپیکر، شکریہ۔

شیخ امجد عزیز، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! اس سلسلے میں گزارش یہ ہے کہ سوال یہ تھا کہ جوبلی ٹاؤن میں بتایا جائے۔ جوبلی ٹاؤن دس ہزار کنال سے زیادہ ایشیاء کی سب سے بڑی سوسائٹی ہے۔ اس کے ڈویلپمنٹ ورک کے لئے لوگوں سے پیسے وصول کیے گئے ہیں۔ ان پیسوں میں ہیلتھ کے لیے بھی ڈویلپمنٹ ورک کے چارجز وصول کیے جاتے ہیں۔ ٹھوکر نیاز بیگ سے لے کر بحریہ ٹاؤن تک یہ کہتے ہیں کہ بیس بستروں پر مشتمل چوہنگ کا ہسپتال ہے۔ اگلا سوال میرا بھی آئے گا۔ میں کل وہاں پر گیا تھا۔ اس کی حالت اتنی ناگفتہ بہ ہے کہ وہاں پر ایک سرنج تک دستیاب نہیں ہے۔ میں نے خود وہاں جا کر دیکھا ہے۔ اس پر یہ کہتے ہیں کہ وہ دن رات بڑی محنت کر رہے ہیں۔ جبکہ ازمیر ٹاؤن، ای ایم ای سوسائٹی، گرین فورٹس جہاں پر پانچ پانچ کنال پر بڑے فارم مشتمل ہیں۔ اس کے علاوہ سوئی گیس سوسائٹی اور پتا نہیں کتنی لاتعداد سوسائٹیاں اس روڈ پر واقع ہیں۔ ان سب کی ضروریات کے لیے جہاں سے ڈویلپمنٹ چارجز وصول کیے جاچکے ہیں اس جگہ پر ان سوسائٹیوں کے اندر ہسپتال کا قیام ضروری ہے۔ ہم سب یہ پوچھ رہے ہیں کہ جوبلی ٹاؤن میں، بحریہ ٹاؤن میں، ازمیر ٹاؤن میں اور اس روڈ پر موجود سوسائٹیوں سے جو ڈویلپمنٹ چارجز وصول کیے گئے ہیں اس سے کوئی ہسپتال قائم ہوگا یا نہیں؟

محترمہ شاہینہ اسد، پوائنٹ آف آرڈر۔ میں یہ بات کرنا چاہوں گی کیونکہ میں بھی اسی علاقے سے تعلق رکھتی ہوں، میں نے مراکز کی بات کی ہے۔ مراکز ہیلتھ یونٹ میں نے خود

جا کر دیکھا ہے۔ وہاں پر ایم بی بی ایس ڈاکٹرز ہیں۔ وہاں پیرا میڈیکل سٹاف بھی موجود ہے۔ وہاں دوائیاں بھی موجود ہیں۔ اس کے علاوہ ایمرجنسی میں جو سہولتیں میسر ہوتی ہیں وہ بھی تمام موجود ہیں۔

دوسری بات ' ای ایم ای کی ہاؤسنگ سوسائٹی آپ بات کرتے ہیں تو ای ایم ای ہاؤسنگ سوسائٹی میں میری رہائش ہے۔ وہاں اختر سعید ٹرسٹ کا ایک ہسپتال چل رہا ہے وہ بہت جدید ہسپتال ہے۔ وہاں ایمبولینس کی سہولت بھی موجود ہے۔ کیونکہ آپ کو معلومات نہیں ہیں اس وجہ سے آپ یہ سوال کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ پلیز! تشریف رکھیں۔ میری ایک منٹ بات سن لیں۔ میں آپ کو موقع دوں گا۔ جی شیخ صاحب!

شیخ امجد عزیز: جناب سپیکر! دو ایم بی بی ایس ڈاکٹر' ایک لیڈی ڈاکٹر اور ایک بی ڈی ایس یہ بہت ضروری ہیں جو کہ وہاں ڈینٹل ہسپتال میں نہیں ہیں۔ اس کے بعد پیرا میڈیکل سٹاف ہے۔ میری بہن نے جو کہا میں ان سے یہی پوچھتا ہوں کہ کیا یہ سارا سٹاف وہاں پر موجود ہے؟ جناب! میں نے بیس بستر والے سٹاف کی بات کی تھی---

جناب سپیکر: جی۔ تشریف رکھیں۔ میری ایک منٹ بات سن لیں پھر میں آپ کو موقع دوں گا۔ میری معزز اراکین سے درخواست ہے کہ آج آپ نے محکمہ صحت پر بحث بھی کرنی ہے۔ آپ ضمنی سوال پر debate نہ کریں۔ جو خواتین و حضرات محکمہ صحت کے بارے میں بات کرنا چاہتے ہیں وہ کھل کر بات کر سکتے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ تقریباً پانچ منٹ بقایا رہ گئے ہیں اور ابھی سوال کافی ہیں۔ براہ مہربانی ایک یا دو ضمنی سوال کر کے اگلے سوال پر بات کریں۔ اگلا سوال ڈاکٹر سامیہ امجد۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر، سوال 270۔ (ڈاکٹر سامیہ امجد کے ایماء پر معزز ممبر نے دریافت کیا)

BHU اور RHC میں ڈاکٹرز کی تعیناتی کے لئے پالیسی

*270۔ ڈاکٹر سامیہ امجد، کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ڈاکٹر صاحبان کو پوسٹ گریجویشن کے حصول کے لئے House Job کرنا پڑتا ہے اور کسی Recognised میڈیکل کالج کے ساتھ Requirement پوری کرنی ہوتی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ بیشتر ڈاکٹر صاحبان BHU یا RHC میں Job کے لئے جانے سے اجتناب کرتے ہیں۔ جس کی وجہ سے حکومت کو تاحال نئے ڈاکٹر صاحبان کے لیے RHC اور BHU میں لے جانے میں دشواری کا سامنا ہے؟

(ج) اگر جز (الف) اور (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ہر نئے ڈاکٹر (گریجویٹ / فائنل ایئر) کے لئے تین ماہ کی لازمی تربیت BHU یا RHC کی پالیسی بنانے کو تیار ہے؟ اگر ہاں تو کب تک؟ اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں؟

وزیر صحت،

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) دیہات میں شہری سہولیات کی کمیابی کے باعث متعدد ڈاکٹر صاحبان دیہاتی اور دور افتادہ علاقوں میں واقع بنیادی اور دیہی مراکز صحت میں کام کرنے سے ہچکچاتے ہیں۔ تاہم حکومت پنجاب کے حالیہ فیصلہ کے باعث جس میں دور دراز علاقوں میں واقع مراکز میں مخصوص تعیناتی کے لئے بارہ (12) ہزار روپے ماہوار کے پانچ (5) سالہ کنٹریکٹ پر مشتمل پر کشش پیکج کے نتیجے میں صورت حال کافی بہتر ہو گئی ہے اور ضلعی کمیٹیاں خالی پوسٹوں پر باقاعدہ تعیناتی کر رہی ہیں۔ مزید برآں اختیارات (مالی و انتظامی) کی صوبائی سے ضلعی و زیریں سطح پر منتقلی سے اور بجٹ کی براہ راست ضلعی حکومتوں کی تخصیص سے ان مراکز کی مقامی سطح پر ملکیت (Ownership) اور حالات کار میں مزید بہتری کی توقع ہے۔ ان حالات میں نئے فارغ التحصیل ڈاکٹروں کی دیہاتی علاقوں میں لازمی تربیت و تعیناتی جیسے آخری اقدام کی ضرورت درپیش نہیں آئے گی۔ تاہم میڈیکل کالجوں میں دوران تربیت کمیونٹی میڈیسن کے مضمون کی تعلیم کے دوران طلباء و طالبات کی فیلڈ میں متعدد visit کروائی جاتی ہیں تاکہ وہ مقامی حالات و صورت حال سے آگاہ رہیں۔

(ج) مندرجہ بالا جواب جز (ب) ملاحظہ فرمائیں۔

جناب سپیکر، ضمنی سوال کریں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر، میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ایک عرصے سے محکمہ صحت کے اندر ڈاکٹرز کی

employment کے لئے contractual سسٹم اختیار کیا گیا ہے۔ سوال کے اندر بھی اسی کا حوالہ دیا گیا ہے کہ contract کے اوپر یہ سلسلہ شروع ہے۔ اس طرح job کے حوالے سے insecurity پیدا ہوتی ہے اس کے نتیجے میں کوئی بھی آدمی صحیح طریقے سے serve نہیں کرتا۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ contract سسٹم کو کب پبلک سروس کمیشن کے through کریں گے؟

جناب سپیکر، شکریہ۔ جی، ہیلتھ منسٹر!

وزیر صحت، اس میں میں یہ عرض کروں گا کہ یہ ایک debatable issue ہے کہ کیا extent of employments سے performance کا relationship ہے۔ یعنی ایک شخص کو کہہ دیا جائے کہ آپ کی نوکری بیس سال تک guaranteed ہے اور دوسرے کو کہا جائے کہ آپ کی چار سال یا پانچ سال تک guaranteed ہے تو ان کی performance پر کیا effect ہو گا؟ پہلے پوسٹیں پبلک سروس کمیشن کے through دی جاتی تھیں اور پبلک کا response یہ تھا کہ ڈاکٹرز یا ہسپتال میں کام کرنے والا سٹاف inefficient ہے، وہ discipline قائم نہیں رکھتے، ٹائم پر نہیں آتے۔ تو اسی چیز کو بدلنے کے لئے contract basis شروع کیا گیا ہے جس کے تحت پانچ سال کا contract پیش کیا جاتا ہے۔ یعنی کہ اگر ایک شخص کی performance اچھی ہے تو اسے پھر پانچ سال کا contract پیش کیا جاتا ہے۔ مجموعی طور پر میں اس کا جواب یہ دوں گا کہ آپ دنیا کے کسی بھی set up میں چلے جائیں۔ آپ کو بہتر سسٹم ملے گا۔ یہاں پر دونوں سسٹم چلائے جائیں۔ میں نہیں جانتا کہ کسی سسٹم میں سو فیصد satisfaction ہے۔ لیکن میں یہ عرض کر دوں کہ پچھلے دنوں ڈاکٹرز اور ٹیچرز کی strike سے متعلق debate شروع ہوئی تھی۔ ایک کمیشن بٹھایا ہوا ہے اور وہ اس چیز کو بھی دیکھے گا کہ کیا یہ contractual basis of employment ہمیں جاری کرنا ہے یا نہیں؟ ان کی recommendation کا ہم انتظار کر رہے ہیں۔ But we are open to both the ideas۔ پبلک سروس کمیشن کا سسٹم آزمایا گیا تھا اور عوام اس سے dissatisfied تھے۔ حکومت نے alternate سوچ کر قدم اٹھایا ہے کہ ہم ایک میعاد متعین کر دیں اور performance کو میعاد کے ساتھ منسلک کر دیں تو شاید performance

بہتر ہو جائے۔

جناب سپیکر، شکریہ۔ اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

وزیر تعلیم، پوائنٹ آف آرڈر۔

وزیر صحت، جناب سپیکر! اگر آپ اجازت دیں تو بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے جائیں؟

جناب سپیکر، بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیے گیے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات
(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

حویلی لکھا میں گورنمنٹ ہسپتال کی تعمیر

*52۔دیوان اخلاق احمد، کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا حویلی لکھا سٹی، ضلع اوکاڑہ میں گورنمنٹ سول ہسپتال کی منظوری ہوئی تھی۔ جس کی عمارت آٹھ سال سے نامکمل پڑی ہے۔

(ب) اس نامکمل عمارت کی تکمیل کب تک مکمل ہونا تھی۔ مقررہ مدت سے متعلق واضح کیا جائے اور اس پر کتنی لاگت آ چکی ہے۔ مزید کتنے فنڈز درکار ہیں۔

(ج) اگر جز (الف) اور (ب) کا جواب "ہاں" میں ہے تو متعلقہ محکمہ کب تک عمارت مکمل کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔ اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر صحت،

(الف) حکومت پنجاب نے مالی سال 1995-96 میں دیہی مراکز صحت حویلی لکھا کو اپ گریڈ کر کے تحصیل ہسپتال کے منصوبے کی منظوری 13.510 ملین کے تخمینہ پر جاری کی۔ قیمتوں میں اضافہ کی وجہ سے 1999 میں تجدیدی منصوبہ برائے تعمیر ہسپتال 15 144 ملین کی لاگت سے منظور ہوا۔ اس منصوبے پر کام مالی سال 1995-96، ہی میں کر دیا گیا۔

(ب) یہ عمارت 4 سال میں مکمل ہونا تھی۔ قیمتوں میں اضافہ کی وجہ سے منصوبہ کی تجدید کی گئی۔ اب ہسپتال کی تعمیر کا کام تقریباً مکمل ہو چکا ہے۔ معمولی finishing اور کچھ واجبات کی ادائیگی باقی ہے۔ اس مقصد کے لئے ضلعی حکومت نے رواں مالی سال میں 1.608 ملین کی رقم فراہم کر دی ہے۔ محکمہ تعمیرات کی رپورٹ کے مطابق مزید فنڈز درکار نہ ہیں۔ اس منصوبہ پر اب تک 15.761 ملین روپیہ خرچ ہو چکا ہے۔

(ج) محکمہ تعمیرات کی رپورٹ کے مطابق حویلی لکھا ہسپتال کی عمارت موجودہ مالی سال کے اختتام تک انشاء اللہ مکمل ہو جائے گی۔ مطلوبہ فنڈز مہیا کر دیے گئے ہیں۔

لیڈی ہیلتھ وزیٹرز کے لئے ہوسٹل

*89۔بیگم ریحانہ جمیل، کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) سال 1999 تا اکتوبر 2002ء تک لیڈی ہیلتھ وزیٹر کے ہوسٹلوں کی تعداد کیا ہے؟

(ب) ہر ہوسٹل میں رہائش پذیر لیڈی ہیلتھ وزیٹر کی تعداد کیا ہے؟

(ج) لیڈی ہیلتھ وزیٹر کے ہوسٹلز میں کیا کیا سہولتیں ہیں۔ بیان فرمائیں۔ اگر نہیں تو وجہ بیان فرمائیں؟

وزیر صحت۔

(الف) عرصہ مذکور میں لیڈی ہیلتھ وزیٹرز کے ہوسٹلز جو کہ پبلک ہیلتھ نرسنگ سکولوں کے ماتحت ہیں کی تعداد گیارہ ہے اور وہ مندرجہ ذیل شہروں میں ہیں۔

1۔ لاہور 2۔ اوکاڑہ 3۔ ساہیوال 4۔ ملتان 5۔ بہاول پور 6۔ بہاول نگر 7۔ چکوال 8۔ سیالکوٹ 9۔ جھنگ 10۔ اٹک، 11 ڈیرہ غازی خان

(ب) ہر ہوسٹل میں رہائش پذیر لیڈی ہیلتھ وزیٹر (طالبات) کی تعداد درج ذیل ہے۔

1۔	لاہور	108	2۔	اوکاڑہ	50
3۔	ملتان	50	4۔	بہاول پور	50
4۔	بہاول نگر	50	6۔	چکوال	50
7۔	سیالکوٹ	50	8۔	ڈی۔جی۔خان	50
9۔	جھنگ	50	10۔	اٹک	50
11۔	ساہیوال	50			

(ج) ان ہوسٹلز میں طالبات (لیڈی ہیلتھ وزیٹرز) کی ضروریات کے پیش نظر تمام سہولیات مہیا کی گئی ہیں۔ مثلاً آراستہ رہائش، کھانا پکانے اور Serve کرنے کا عملہ، ٹریننگ کے لئے لانے لیجانے کے لئے گاڑی، کامن روم برائے (Indoor games) لائبریری اور نماز ادائیگی کی جگہ وغیرہ

سرکاری ہسپتالوں کے لئے ادویات کی خرید

*90۔بیگم ریحانہ جمیل: کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) سال 1999 تا اکتوبر 2002 تک سروسز ہسپتال، میو ہسپتال، گنگا رام اور گلاب دیوی ہسپتال لاہور میں کتنی لاگت کی سرکاری ادویات فراہم کی گئیں۔

(ب) یہ ادویات کن کن فرموں سے خرید کی گئی ہیں۔ ان کمپنیوں کے نام بیان فرمائیں۔

(ج) کیا ہر دوائی خریدنے سے پہلے اخبار میں اشتہار دیا گیا تھا۔ اگر دیا گیا تو اخبار کا نام اور تاریخ بتائی جائے اور جن جن فرموں نے ٹینڈروں میں حصہ لیا ان کے نام اور کم از کم ٹینڈر جمع کروانے والی فرموں کے نام بیان فرمائیں؟

وزیر صحت:

(الف) 1999 تا اکتوبر 2002 تک سروسز ہسپتال، میو ہسپتال اور گنگا رام ہسپتال میں ادویات کی خریداری کی لاگت کی تفصیلات Annextures (الف)(ب) اور (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں***۔ مزید برآں گلاب دیوی ہسپتال خود مختار ادارہ ہے اور NGO کے تحت کام کر رہا ہے۔

(ب) ان کی تفصیلات ایوان کی میز پر رکھے گئے Annextures میں ملاحظہ فرمائیں ***۔

(ج) اخبارات میں اشتہارات کی تفصیلات اور فرموں کے نام کی ساری تفصیلات اوپر ایوان کی میز پر رکھے گئے Annextures میں ملاحظہ فرمائیں ***۔

گوجرانوالہ اور سیالکوٹ کے ہسپتالوں میں سٹاف کی پوزیشن

*166۔مسز شہلا راٹھور: کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

* تفصیلات اسمبلی لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں۔

(الف) گوجرانوالہ ڈویژنل ہسپتال میں ڈاکٹرز' نرسیں' کمپوڈرز اور دیگر کتنا عملہ ہے اور کب سے تعینات ہے نیز اس ہسپتال میں کتنے بستروں کا بندوبست ہے اور کون کونسے شعبے کام کر رہے ہیں؟

(ب) کیا ضلع HQ ہسپتال سیالکوٹ میں CT Scan کی سہولت دستیاب ہے۔ اگر نہیں تو کب سہولت مہیا کی جائے گی؟

(ج) تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال ڈسکہ اور پسرور میں تعینات عملہ کے نام' ایڈریس و مکمل کوائف' ان کی تعیناتی کب اور کتنے عرصہ سے ایک ہی جگہ پر ہے اس عملہ کی تفصیل بیان کی جائے جو سرکاری ملازمت کے دوران پرائیویٹ کلینک بھی کر رہے ہیں؟

وزیر صحت :

(الف) گوجرانوالہ میں تعینات ڈاکٹر نرسنگ ٹیوٹر اور دیگر عملہ کی لسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے ***۔

ٹوٹل 188

یہ ہسپتال 412 بستروں پر مشتمل ہے۔

اس میں مندرجہ ذیل شعبے کام کر رہے ہیں۔

1۔ انٹی نار کاٹک	2۔ آئی ڈیپارٹمنٹ	3۔ دل وارڈ
4۔ ایمرجنسی بلاک	5۔ لیبارٹری	6۔ ایکسرے' الٹرا ساؤنڈ
7۔ سرجیکل بلاک	8۔ گائنی یونٹ	9۔ میڈیکل یونٹ
10۔ ٹی۔بی یونٹ	11۔ ای۔این۔ٹی	12۔ یورالوجی
13۔ چلڈرن یونٹ	14۔ آرتھوپیڈک یونٹ	15۔ نرسنگ سکول

(ب) سیالکوٹ کے ضلعی ہسپتال میں سی۔ٹی سکین کرنے کی سہولت فی الحال میسر نہ ہے۔ سہولت کی دستیابی کا مناسب جواب P&D محکمہ صحت گورنمنٹ پنجاب دے سکتی ہے۔

(ج) مفصل تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے ***

پوسٹ مارٹم کے لئے لیڈی ڈاکٹر کی تعیناتی

*184۔**میاں سعود حسن ڈار** : کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

---

* تفصیل اسمبلی لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں۔

(الف) سول ہسپتال گوجرانوالہ میں اس وقت کتنی لیڈی ڈاکٹرز تعینات ہیں۔ ان کے نام اور اس جگہ عرصہ تعیناتی کی تفصیل فراہم کی جائے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ سول ہسپتال گوجرانوالہ میں عورت کی نعش کا پوسٹ مارٹم کرنے کے لئے اس وقت کوئی لیڈی ڈاکٹر نہیں ہے اور عورتوں کی Dead Body کا پوسٹ مارٹم بھی مرد ڈاکٹر کرتے ہیں۔

(ج) اگر (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس مسئلہ کے حل کے لئے اقدامات کر رہی ہے اور کب تک لیڈی ڈاکٹر اس ہسپتال میں تعینات کر دی جائے گی؟

وزیر صحت،

(الف) سول ہسپتال گوجرانوالہ میں اس وقت دو لیڈی ڈاکٹرز مستقل طور پر کام کر رہی ہیں اور ان کے نام درج ذیل ہیں۔

1۔ ڈاکٹر روحی یاسمین 2۔ ڈاکٹر شازیہ بھٹی

یہ دونوں لیڈی ڈاکٹرز ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر میں کام کر رہی ہیں۔

(ب) سول ہسپتال گوجرانوالہ میں عورت کی نعش کا پوسٹ مارٹم لیڈی ڈاکٹرز ہی کرتی ہیں اور جو دن رات موجود رہتی ہیں۔

(ج) محکمہ صحت سول ہسپتال گوجرانوالہ کی باقی ماندہ لیڈی ڈاکٹرز کی خالی اسامیاں پُر کرنے کی پوری کوشش کر رہا ہے۔

سول ہسپتال گوجرانوالہ میں ڈاکٹرز کی تعداد

*185۔میاں سعود حسن ڈار، کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) اس وقت سول ہسپتال گوجرانوالہ میں کتنے ڈاکٹر تعینات ہیں۔ ان کے نام، عہدہ، گریڈ اور اس ہسپتال میں عرصہ تعیناتی کی تفصیل فراہم کی جائے۔

(ب) اس وقت کتنے ڈاکٹر عرصہ تین سال سے زائد اس ہسپتال میں تعینات ہیں اور اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(ج) اس ہسپتال میں تعینات کتنے ڈاکٹروں کو Non-Practising الاؤنس دیا جا رہا ہے۔ مگر اس کے باوجود انہوں نے پرائیویٹ کلینک قائم کر رکھے ہیں۔ کیا حکومت ایسے ڈاکٹروں کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر "ہاں" تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر صحت:

(الف) اس وقت ہسپتال ہذا میں کام کرنے والے ڈاکٹروں کی لسٹ مع موجودہ عہدہ، گریڈ اور عرصہ تعیناتی کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے ***۔ لسٹ ہذا کے مطابق کل ڈاکٹر جو اس ہسپتال میں کام کر رہے ہیں ان کی تعداد 74 ہے۔

(ب) Annexture(A) میں اس سوال کا جواب موجود ہے اور اس میں تاریخ تعیناتی دی گئی ہے اور تین سال سے زائد کی تعیناتی یا کم تعیناتی کے اختیارات گورنمنٹ آف پنجاب کے پاس ہیں۔

(ج) نان پریکٹس الاؤنس حاصل کرنے والے ڈاکٹروں کی لسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے ***۔

چلڈرن کمپلیکس ملتان کی تعمیر

*275۔ **مس زیب النساء قریشی:** کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ملتان کے عوام کے دیرینہ مطالبوں پر گزشتہ کم و بیش پندرہ سال سے چلڈرن کمپلیکس کی تعمیر کا خواب دکھایا جا رہا ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ جنوبی پنجاب کے اضلاع کے ساتھ ساتھ بلوچستان اور سندھ کے بعض سرحدی علاقوں کے بچے بھی صحت کے مسائل کے حوالے سے اس کمپلیکس سے استفادہ کر سکیں گے۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ گورنر پنجاب نے گزشتہ دنوں اس منصوبے کو ملتان کے مضافات میں منتقل کرنے کا عندیہ دیا ہے جو عملی طور پر اس منصوبے کو ناکارہ کرنے کے مترادف ہے؟

(د) کیا وزیراعلیٰ اس منصوبے کو اس کی موجودہ جگہ پر بلاتاخیر جلد سے جلد اپنی ذاتی نگرانی میں شروع کروانے اور اس میں تمام بنیادی و جدید طبی سہولتوں کے لئے مشینری وغیرہ و اعلیٰ ماہرین ڈاکٹروں کو تعینات کروانے کو تیار ہیں، اگر "ہاں" تو کب تک، اگر "نہیں" تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

---

* تفصیل اسمبلی لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں۔

وزیر صحت:

(الف) ملتان کے عوام کو خواب نہیں بلکہ ان کے دیرینہ مطالبے پر حکومت پنجاب نے عملی طور پر 1999میں ایک سکیم 19.868 ملین کی منظور کی' جس کی تکمیل کے بعد 65 بستروں کا ہسپتال فنکشنل ہو چکا ہے۔روزانہ 100 سے 150مریض OPD اور 10 سے 15 مریض INDOOR میں داخل کئے جا رہے ہیں۔

(ب) جی "ہاں " یہ درست ہے۔

(ج) نہیں!یہ درست نہیں ہے۔

(د) چلڈرن ہسپتال کا منصوبہ اپنی موجودہ جگہ پر تکمیل پذیر ہے۔ 10ملین کے آلات گزشتہ مالی سال میں خریدے گئے ہیں اور پی اینڈ ڈی ڈیپارٹمنٹ نے اگلے مالی سال 2003-04 میں 19.900ملین برائے خرید جدید آلات مختص کرنے کی منظوری دے دی ہے۔ جہاں تک ماہرین کا تعلق ہے۔ حکومت پنجاب محکمہ خزانہ کے دو پروفیسر' دو ایسوسی ایٹ پروفیسر' دو اسسٹنٹ پروفیسر' دوسینئر رجسٹرار' چار آر۔ایم۔او' چار رجسٹرار اور آٹھ ہاؤس آفیسرز کی پوسٹیں منظور کر دی ہیں۔ پروفیسرز اور ایسوسی ایٹ پروفیسرز کے علاوہ تمام پوسٹیں پر ہیں۔ تاہم آٹھ کی بجائے تین ہاؤس آفیسرز کام کر رہے ہیں۔

پنجاب میں دس سالوں میں بننے والے ہیلتھ سنٹر کی تفصیل

*276۔چوہدری مشتاق احمد، کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔
پچھلے دس سالوں میں پنجاب بھر میں کتنے رورل ہیلتھ سنٹر یا ڈسپنسریاں بنی ہیں اور کتنی ڈسپنسریاں یا رورل ہیلتھ سنٹرز میں سٹاف اور ادویات مہیا کی گئی ہیں؟

وزیر صحت:

پچھلے دس سالوں میں پنجاب بھر میں 35 بلڈنگ رورل ہیلتھ سینٹرز کو مکمل کیا گیا ہے اور ان سب میں سٹاف اور ادویات مہیا کی گئی ہیں۔

میڈیکل کالجز میں TEACHERS' SONS کا کوٹہ

*278۔جناب علی حسن رضا قاضی، کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔
(الف) کیا حکومت پنجاب نے میڈیکل کالجز میں داخلے کے سلسلے میں ڈاکٹرز' نرسز'

Teachers' Sons کا کوٹہ ختم کر دیا تھا۔

(ب) کیا 2000 سے 2002 کے دوران کسی داخلہ سیشن کے لئے یہ کوٹہ دوبارہ بحال کیا گیا تھا؛

(ج) اگر جز "ب" کا جواب ہاں میں ہے تو ان امیدواران کی فہرست مع نام' ولدیت ایوان میں پیش کی جائے جن لوگوں کو داخلہ دیا گیا۔

وزیر صحت،

(الف) سال 99-1998 کے سیشن میں کوٹہ سیٹیں عدالت عالیہ لاہور میں چیلنج کی گئی تھیں۔ عدالت عالیہ لاہور نے کوٹہ سیٹیں بشمول ڈاکٹر چلڈرن سیٹیں ختم کر دیں البتہ میڈیکل کالجز کے اساتذہ کے بچوں کے لئے نشستیں بحال رکھیں جن کو حکومت پنجاب نے سال 2000-1999 کے داخلے کے وقت منسوخ کر دیا اور ان نشستوں کو میرٹ کی نشستوں میں شامل کر دیا نیز یہ کہ نرسز کی سیٹیں کبھی بھی نہ تھیں۔

(ب) سال 2000 سے 2002 کے دوران ڈاکٹروں کا کوئی کوٹہ نہ تھا البتہ 2001 میں عدالت عظمیٰ کے ایک حکم امتناعی کے ذریعے ڈاکٹروں کے بچوں کے لئے کوٹہ کی بنیاد پر داخلہ دیا گیا نیز یہ کہ ڈاکٹروں کی سیٹوں میں صرف ٹیچرز چلڈرن کا کوئی کوٹہ الگ سے نہ تھا بلکہ پرانے طریقہ کار کے مطابق ڈاکٹروں کے بچوں کے لئے مخصوص نشستوں کی مزید تقسیم درج ذیل تھی۔

1۔ میڈیکل کالجز	میڈیکل انسٹیٹیوٹس اور ان سے ملحقہ ہسپتال میں کام کرنے والے ڈاکٹر صاحبان
2۔ حکومت پنجاب	حکومت پنجاب کی ملازمت کرنے والے ڈاکٹر صاحبان
3۔ پرائیویٹ پریکٹس	پرائیویٹ پریکٹس کرنے والے ڈاکٹر صاحبان
4۔ لوکل باڈیز	سوشل سیکورٹی وفاقی حکومت کے زیر اثر کام کرنے والے ڈاکٹر صاحبان

عدالت عظمیٰ نے بعد میں یہ حکم صادر کیا کہ جن بچوں کا داخلہ ہو چکا ہے۔ ان کو پڑھنے دیں البتہ مخصوص نشستوں کو بحال نہ کیا۔

(ج) جن ڈاکٹرز صاحبان کے بچوں کو مخصوص نشستوں پر عدالت عظمیٰ کے حکم امتناعی کے مطابق داخلہ دیا گیا ان کی فہرست لف ہذا ہے۔

عدالت عظمیٰ کے عبوری حکم کے تحت جن ڈاکٹرز صاحبان کے بچوں کو سال

2001-2002 میں داخلہ دیا گیا ان کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام	ولدیت
1۔	فہیم احمد علانی	سعید احمد علانی
2۔	حسن اکبر خان	جاوید اکبر خان
3۔	عائیہ نوید	نوید اقبال
4۔	مریم لطیف	محمد لطیف
5۔	عابرہ عمر	عمر رشید
6۔	عائشہ مظہر خان	محمد مظہر خان
7۔	سونیہ شفیق	محمد شفیق
8۔	عمیرہ امجد	محمد امجد حمید
9۔	سید محمد رضا	سید شاہد عباس
10۔	محمد	محمد اکرم
11۔	عائشہ عارف	سید عارف احمد
12۔	سدرہ شاہد	نسیم شاہد
13۔	طیبہ مہوش	ڈاکٹر غلام دستگیر
14۔	احمد فرحان ظفر	ظفر اقبال
15۔	حمزہ ارشد چٹھہ	ارشد اقبال احمد چٹھہ
16۔	محمد ثاقب ظفر	محمد ظفر اقبال
17۔	سعدیہ فردوس	محمد ارشد
18۔	عاصمہ انور	محمد انور تھنڈہ
19۔	منیبہ فیاض	فیاض احمد رانجھا

اضافی انکریمنٹس کی ریکوری

*297۔چودھری عبدالغفور خاں: کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مڈوائفری الاؤنس ہر سٹاف نرس کے Appointment لیٹر میں دو اضافی انکریمنٹس کے طور پر شامل کیا گیا تھا۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ بھر میں تمام ہسپتالوں میں سٹاف نرسز کو مڈوائفری الاؤنس (انکریمنٹ) مبلغ -/500 روپے دی جاتی رہی ہے۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ یہ مڈوائفری الاؤنس مئی 2002، کو بغیر کسی نوٹیفکیشن کے ختم کر دیا گیا اور ساتھ ہی ہر سٹاف نرس کی تنخواہ میں سے -/2400 روپے کی ریکوری

بغیر کسی نوٹس کے شروع کر دی گئی۔

(د) اگر جز بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مڈوائفری الاؤنس جو غیر قانونی طور پر کاٹا جا رہا ہے بحال کرنے اور غیر قانونی طور پر کی گئی ریکوری واپس کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؛ اگر ہاں تو کب تک؛ اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر صحت:

(الف) یہ درست ہے کہ دو انکریمنٹس مڈوائفری الاؤنس تقرری لیٹرز چارج نرسز میں شامل کیا گیا تھا۔

(ب) یہ درست نہیں ہے بلکہ مذکورہ بالا انکریمنٹس رائج الوقت شرح کے مطابق 1987 میں -/64 روپے 1991 میں -/119روپے 1994 میں -/164روپے اور 2001 میں -/240 روپے فی انکریمنٹ کے حساب سے دی جاتی رہی ہے۔

(ج) یہ درست نہیں ہے بلکہ فنانس ڈیپارٹمنٹ کے لیٹر نمبر FD-PR-12-3/97(P) مورخہ 09-10-99 کے مطابق انکریمنٹس مورخہ 21-01-86 سے بند کر دی گئیں اور محکمہ صحت پنجاب کے لیٹر نمبر SO(N C)2-1/92(S)P مورخہ 05-09-02 عدالتی حکم مورخہ 22-5-02 سے سابقہ ادائیگی کی ریکوری نہ کرنے کا حکم ہے۔ نیز اگر کسی جگہ ریکوری کی گئی ہے۔ جلد از جلد واپس کر دی جائے گی۔

(د) چارج نرس کی تقرری کے لئے مڈوائفری کا ڈپلومہ سروسز رولز1986 میں شامل ہے اور مورخہ 21-01-86 سے چارج نرسز مڈوائفری الاؤنس کی حق دار نہیں ہیں جو بند کر دیا گیا ہے اور بحال نہیں کیا جا سکتا کیونکہ چارج نرس کی تقرری کے لئے مطلوبہ مڈوائفری قابلیت کا ہونا لازمی ہے۔ البتہ اگر کسی جگہ ریکوری کی گئی ہے تو وہ جلد ازجلد واپس کر دی جائے گی۔

ایل-پی کے ذریعے ادویات کی فراهمی

*342-**شیخ امجد عزیز:** کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سابقہ دور میں ایم-پی-ایز کو ایل-پی کے ذریعے ادویات سروسز ہسپتال کی معرفت فراہم کی جاتی تھیں۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اب یہ سہولت ایم-پی-ایز کو نہیں دی گئی ہے۔ اگر ایسا ہے تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(ج) کیا حکومت موجودہ ایم۔پی۔ایز کو یہ سہولت فراہم کرنے کو تیار ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر صحت:

(الف) درست ہے۔

(ب) درست نہ ہے۔ یہ سہولت ممبران اسمبلی کو بدستور فراہم کی جا رہی ہے اور حکومت نے مزید ایک کروڑ روپیہ سروسز ہسپتال کو مہیا کرنے کا انتظام کر دیا ہے۔

(ج) حکومت یہ سہولت ایم۔پی۔ایز کو فراہم کرنے پر نہ صرف تیار ہے بلکہ پابند ہے۔

ہاؤسنگ سکیموں کے لئے سرکاری ہسپتال کا قیام

*346۔**شیخ امجد عزیز:** کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ٹھوکر نیاز بیگ تا بحریہ ٹاؤن لاہور تمام علاقے میں جدید سہولتوں سے مرصع ہاؤسنگ سکیمیں بن چکی ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس علاقے میں ایک جدید اور تمام سہولتوں سے آراستہ سرکاری ہسپتال کا قیام اشد ضروری ہے؟

(ج) کیا حکومت اس علاقے میں فوری طور پر ایک بڑے ہسپتال کے قیام کے لئے تیار ہے؟ اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر صحت:

(الف) ہاں! یہ درست ہے کہ ٹھوکر نیاز بیگ کے علاقے میں ہاؤسنگ سکیمیں بن رہی ہیں لیکن یہ امر دفتر ہذا کے متعلق نہ ہے۔

(ب) اس علاقے میں رورل ہیلتھ سنٹر چوہنگ جو کہ بیس بستروں پر مشتمل ہے اور چوبیس گھنٹے عوام کو طبی سہولتیں بہم پہنچا رہا ہے۔ اس لئے مزید ہسپتال کی ضرورت نہ ہے۔

(ج) ۔ایضاً۔

خواتین سٹاف نرسز کے ڈیوٹی ٹائم

*356۔**چودھری عبدالغفور خاں:** کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سر گنگارام ہسپتال میں وومن سٹاف نرسز کی نائٹ ڈیوٹی ہر تیسرے ماہ ہوتی ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ قانونی طور پر 12 گھنٹے کی ڈیوٹی نہ ہے اور لاہور کے میو ہسپتال، سروسز ہسپتال، جنرل ہسپتال، لیڈی ایچیسن، لیڈی ولنگڈن ہسپتال میں بھی ڈیوٹی ہر تیسرے ماہ رات کی کرنی پڑتی ہے۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ نرسز میں اتنی لمبی ڈیوٹی کرنے پر سخت بے چینی اور اضطراب پایا جاتا ہے کیونکہ شادی شدہ سٹاف نرسز کو اپنے شیرخوار بچے گھر پر چھوڑ کر یہ ڈیوٹی کرنا پڑتی ہے۔

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت سٹاف نرسز کی ڈیوٹی مردوں کی طرح آٹھ گھنٹے کرنے اور صوبے کے تمام ہسپتالوں میں ڈیوٹی ٹائم ایک طرح کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک؟ اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر صحت:

(الف) درست ہے سر گنگارام ہسپتال میں وومن سٹاف نرسز کی نائٹ ڈیوٹی ہر تیسرے ماہ ہوتی ہے لیکن رات کی ڈیوٹی ہونے پر ان کو ایک دن کا ریسٹ دیا جاتا ہے۔

(ب) قانون کے مطابق 12 گھنٹے کی ڈیوٹی نہ ہے لیکن سٹاف نرسز 12 گھنٹے کی ڈیوٹی سے مطمئن ہیں۔ کیونکہ انہیں رات کو ڈیوٹی پر آنا اور واپس جانا مشکل ہے۔ مزید برآں میو ہسپتال، سروسز ہسپتال، لیڈی ایچی سن ہسپتال، لیڈی ولنگڈن ہسپتال میں رات کی ڈیوٹی ہر تیسرے ماہ بعد کرنا پڑتی ہے۔ ماسوائے جنرل ہسپتال کے جہاں پر مہینے میں ایک ہفتہ نائٹ ڈیوٹی کرنا پڑتی ہے۔

(ج) سٹاف نرسز رات کی 12 گھنٹے کی ڈیوٹی سے مطمئن ہیں۔ ان کے لئے رات 12 بجے گھر سے ڈیوٹی پر آنا اور ڈیوٹی سے فارغ ہو کر گھر جانا انتہائی مشکل ہے۔

(د) جی نہیں۔ کیونکہ خواتین نرسز کے لئے رات 12 بجے گھر سے ڈیوٹی پر آنا اور ڈیوٹی سے فارغ ہو کر گھر جانا انتہائی مشکل ہے۔

لاہور کے ہسپتالوں میں خواتین کے لئے لیڈی سٹاف

*367۔**مسز شاہینہ اسد:** کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) لاہور شہر کے ہسپتالوں میں روزانہ کتنی خواتین علاج کے لئے داخل ہوتی ہیں۔

(ب) کیا ان کے لئے علیحدہ فنڈز مختص کئے گئے ہیں؟ اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(ج) ان ہسپتالوں میں خواتین مریضوں کے لئے کتنی لیڈی ڈاکٹر اور پیرا میڈیکل سٹاف کام

کر رہا ہے اور یہ روزانہ علاج کے لئے آنے والی خواتین کے لئے کافی ہے اگر نہیں تو اس میں اضافہ کے لئے حکومت کیا اقدامات کر رہی ہے؟

وزیر صحت:

(الف) لاہور شہر کے ہسپتالوں میں روزانہ 689 خواتین علاج کے لئے داخل ہوتی ہیں۔

(ب) ان کے لئے علیحدہ فنڈز مختص نہیں کئے گئے ہیں۔ تاہم لیڈی ولنگڈن ہسپتال میں 80 لاکھ روپے سالانہ اور گنگارام ہسپتال میں بجٹ کا 80 فیصد حصہ خواتین کے لئے مختص ہے۔ تفصیلات ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں ***۔

(ج) ان ہسپتالوں میں خواتین مریضوں کے لئے 844 لیڈی ڈاکٹر اور 2559 پیرا میڈیکل سٹاف کام کر رہا ہے۔ اور یہ روزانہ علاج کے لئے آنے والی خواتین کے لئے کافی ہے۔

نوٹ: تفصیلات ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں ***۔

FEMALE PATIENTS ATTENDING HOSPITALS DAILY IN LAHORE

HOSPITALS	Women Admitted	Funds	Female Staff	
			Doctors	Para-medics
Jinnah Hospital	161	No. Segregation	168	523
Lady Willington	60	80,00,000/-	74	320
Punjab Institute of Cardiology	8	No. Segregation	Not Specified	
Sir Ganga Ram Hospital	70	No. Segregation	262	324
Services Hospital, LHR	170	No Segregation	122	479
Lahore General Hospital, LHR	44	No. Segregation	16	5
Mayo Hospital, LHR	92	No. Segregation	161	813
Other Hospitals Under E..D.O, LHR	84	No. Segregation	41	95
	689		844	2,559

سول ہسپتال حویلی لکھا کے مسائل

*392- جناب بلال یاسین، کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سول ہسپتال حویلی لکھا (اوکاڑہ) میں سٹاف کی کمی ہے، ڈاکٹرز اور ڈسپنسرز اپنے اپنے پرائیویٹ کلینک چلاتے ہیں اور ڈسپنسرز ہسپتال کی دوائیاں اپنے اپنے کلینک پر استعمال کرتے ہیں۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ ہسپتال کے ڈسپنسرز ہسپتال میں باقاعدگی سے نہیں

* تفصیلات اسمبلی لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں۔

آتے اور اگر آئیں تو وقت سے پہلے چھٹی کر جاتے ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ حکومت پنجاب نے تمام ڈسپنسرز حضرات کو پرائیویٹ کلینک کرنے کی اجازت دے رکھی ہے۔ کیا متعلقہ انتظامیہ نے مذکورہ ہسپتال میں اپنی معائنہ ٹیم بھجوائی ہے اور کتنے عرصہ بعد؟ کیا انتظامیہ حویلی لکھا میں غیر قانونی طور پر پرائیویٹ کلینک چلانے والے ڈسپنسرز حضرات کے خلاف کارروائی کا ارادہ رکھتی ہے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ ایمرجنسی کی صورت میں ہسپتال میں سیکنڈ شفٹ نہ ہے اور ہسپتال میں ایکسرے /لیبارٹری و دیگر ضروری سہولیات میسر نہ ہیں۔

(ہ) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت پنجاب ان مسائل کو حل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے' اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر صحت:

(الف) دیہی مرکز صحت حویلی لکھا میں سٹاف پورا ہے۔ ڈاکٹر کی تعیناتی کے لئے ڈسٹرکٹ کوآرڈینیشن آفیسر اوکاڑہ کو لکھا گیا ہے۔ نیز ڈاکٹرز کی بھرتی کے لئے اخبار میں اشتہار دیا جا چکا ہے۔ مورخہ 29 جنوری 2003ء کو انٹرویو ہونے ہیں۔ ڈسپنسرز اپنی ڈیوٹی ٹھیک طور پر سر انجام دے رہے ہیں اور ہسپتال کی ادویات کا پرائیویٹ استعمال ممکن نہ ہے۔

(ب) تمام عملہ باقاعدگی سے ہسپتال میں ڈیوٹی کرتا ہے۔

(ج) متعلقہ نہ ہے۔ ڈرگ انسپکٹر اوکاڑہ اپنے ٹور پروگرام کے مطابق اور اچانک بھی معائنہ / چھاپے مار کر غیر قانونی کلینک کرنے والے حضرات کے خلاف مناسب کارروائی عمل میں لاتے رہتے ہیں۔

(د) ہسپتال میں ڈاکٹر کی رہائش ہے نیز ڈاکٹر اور عملہ ڈیوٹی روسٹر کے مطابق ایمرجنسی کے لئے ڈیوٹی پر موجود رہتا ہے۔ ایکسرے و لیبارٹری معمول کے مطابق کام کر رہے ہیں۔ درج ذیل اعداد و شمار سے ہسپتال کی بہتر کارکردگی ظاہر ہے۔

	سال	آؤٹ ڈور	ان ڈور
1-	2002	51442	1134
2	2003	548	10

3- نیز جنرل و آئی سرجری بھی ہو رہی ہے۔

(ہ) تمام مسائل وسائل کے اندر رہتے ہوئے حل کئے جاتے ہیں۔ ہسپتال کی کارکردگی تسلی بخش ہے۔

میڈیکو لیگل سرٹیفکیٹ کی Re-examining

*474(A)۔ملک محمد اقبال چنڑ: کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) یکم جنوری 2002 سے آج تک کتنے میڈیکولیگل سرٹیفکیٹ Re-examine کرنے کے لئے میاں منشی ہسپتال، لاہور کو Refer ہوئے۔ ان کے نمبر اور یہ سرٹیفکیٹ کس کس ڈاکٹر کی طرف سے جاری کردہ تھے۔

(ب) اس ہسپتال نے کتنے میڈیکولیگل سرٹیفکیٹ دوبارہ Examine کرنے کے بعد واپس ارسال کر دیئے ہیں۔ کتنے کیسز ابھی Pending ہیں اور کتنے عرصہ سے Pending ہیں؟

(ج) ایک سرٹیفکیٹ کو دوبارہ Examine کرنے کی مدت کتنی ہے، اور کتنے سرٹیفکیٹ مقررہ مدت میں دوبارہ Examine ہوئے اور کتنے مقررہ مدت میں Re-examine نہ ہو سکے اور اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(د) کیا حکومت Pending سرٹیفکیٹ کو دوبارہ Examine کر کے ان کو جلد از جلد واپس Refer کرنے والی اتھارٹی کو ارسال کروانے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر صحت:

(الف) میڈیکو لیگل سرٹیفکیٹس کا Re- examine میاں منشی ہسپتال میں 7۔نومبر 2002 سے شروع ہوا۔ اس سے پہلے تمام میڈیکو لیگل کیسز Re- examine کے لئے سرجن میڈیکو لیگل پنجاب کے پاس جاتے تھے جس کی تفصیل سرجن میڈیکو لیگل پنجاب کے دفتر سے حاصل کی جاسکتی ہے۔ 7۔نومبر 2002 سے جو سات سرٹیفکیٹ Re-examine کے لئے آئے۔ ان کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

نمبر شمار	ایم ایل سی نمبر	Re-Examine کرنے والے ڈاکٹر کا نام
1۔	66505	ڈاکٹر عرفان، سی ایم او، سروسز ہسپتال لاہور۔ (Case decided)
2۔	182-183/2002	ڈاکٹر مظہر مصطفیٰ سی ایم او، میاں منشی ہسپتال، لاہور۔

3۔	GR-77,9806-52	ڈاکٹر سید ضیاء الدین' ایس ایم او' سرجن میڈیکو لیگل' پنجاب' لاہور۔ (Case decided)
4۔	GR-61 7778/AB	ڈاکٹر عبیداللہ' میڈیکل آفیسر' سرجن میڈیکو لیگل' پنجاب' لاہور۔
5۔	2787	ڈاکٹر محمد ظفر' سی ایم او' میو ہسپتال' لاہور۔
6۔	4668	ڈاکٹر محمد ظفر' سی ایم او' میو ہسپتال' لاہور۔
7۔	4581	ڈاکٹر محمد ظفر' سی ایم او' میو ہسپتال' لاہور۔

(ب) اس ہسپتال میں دو کیسز میڈیکو لیگل سرٹیفکیٹ Re-examine ہونے کے بعد متعلقہ اتھارٹی کو بھیج دیئے گئے ہیں۔ اس وقت پانچ کیسز زیر غور ہیں جن کی تفصیل لف ہذا ہے۔

(ج) ایک سرٹیفکیٹ کو Re-examine کرنے کی کوئی بھی مدت متعین نہیں ہے چونکہ Re-examine کیسز میں Standing Medical Board کے علاوہ کئی دوسرے ماہر اداروں اور سپیشلسٹ ڈاکٹرز کی Expert Opinion لینا پڑتی ہیں اس لئے حتمی نتیجہ جاری کرنے سے پہلے ان رپورٹوں کا انتظار کرنا پڑتا ہے۔

(د) اس وقت Standing Medical Board کے پاس Re-examination کے لئے پانچ کیسز Pending ہیں جن کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

* دو کیسز میں مضروب ابھی تک پیش نہیں ہوئے۔ بورڈ کی بارہا طلبی کے باوجود وہ معائنہ کے لئے Standing Medical Board کے رو برو پیش نہیں ہوئے۔
* ایک کیس میں Director Forensic Science Laboratory کی رپورٹ کا انتظار ہے۔

* ایک کیس کی درخواست نا مکمل ہے۔ اس کیس میں متعلقہ عدالت سے مکمل کاغذات بھیجنے کی درخواست کی گئی ہے۔
* ایک کیس میں متعلقہ ڈاکٹر سے میڈیکو لیگل ریکارڈ منگوایا گیا ہے۔ جو تا حال موصول نہ ہوا ہے۔ جونہی مندرجہ بالا Requirements پوری ہو جائیں گی بورڈ اپنی حتمی رائے بلا تاخیر جاری کر دے گا۔

سیالکوٹ کے ہسپتال اور صحت کے دیگر مراکز کی تفصیل

*476۔جناب ارشد محمود بگو : کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) ضلع سیالکوٹ میں کتنے ہسپتال' R.H.C اور B. H. U ہیں ان کے نام اور جگہ کی تفصیل فراہم کی جائے۔

(ب) 1999 سے آج تک ان ہسپتالوں اور ہیلتھ سنٹروں کو فراہم کردہ گرانٹ اور ادویات کی تفصیل مع مالیت فراہم کی جائے۔

(ج) کیا فراہم کردہ گرانٹ اور ادویات ان کی ضروریات کے مطابق تھیں' نیز کیا حکومت آئندہ سالوں کے دوران ان کی ضروریات کے مطابق گرانٹ اور ادویات فراہم کرنے کو تیار ہے' اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر صحت:

ضلع سیالکوٹ میں مندرجہ ذیل ہسپتال دیہی اور بنیادی مراکز صحت ہیں

1۔ علامہ اقبال میموریل ہسپتال سیالکوٹ
2۔ سردار بیگم ہسپتال سیالکوٹ
3۔ سول ہسپتال ڈسکہ
4۔ تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال پسرور
5۔ دیہی مراکز صحت 86
6۔ بنیادی مراکز صحت 86

1999 سے 2001 تک ضلعی نظام نہ تھا۔ ڈویژن میں طبی ادارہ جات ڈائریکٹر ہیلتھ سروسز گوجرانوالہ کے زیر انتظام تھے لہذا اس عرصہ کی تفصیل بھی ڈائریکٹر ہیلتھ گوجرانوالہ کے متعلقہ ہے۔ تاہم جولائی 2002 تا حال تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

سال	گرانٹ	مہیا کردہ ادویات کی مالیت
2001-02	4,65,35,510	2,34,78,588
2002-03	3,77,88.500	کارروائی خرید ادویات زیر عمل ہے۔

فراہم کردہ ادویات ان کی ضرورت کے مطابق تھیں اور حکومت آئندہ سال ادویات مہیا کرنے کو تیار ہے جس کے لئے گرانٹ مہیا کر دی گئی ہے۔ کارروائی خرید ادویات زیر عمل ہے۔

غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

وکٹوریہ ہسپتال بہاول پور میں THALASAEMIA کے وارڈ کا اجراء

8۔ڈاکٹر سید وسیم اختر، کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ بہاول وکٹوریہ ہسپتال بہاول پور میں بچوں کی ایک خطرناک بیماری Thalasaemia کے لئے وارڈ بنایا جا چکا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ حکومت پنجاب نے ابھی تک وارڈ کو چلانے کے لئے باضابطہ عملہ فراہم نہ کیا ہے اور ہسپتال کی درخواست عملہ کے لئے رد کر دی ہے کہ ہسپتال خود مختار ہے اور اپنے وسائل سے عملہ فراہم کرے؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ بہاول پور کا علاقہ غرباء کا علاقہ ہے وہاں اتنے وسائل نہ ہیں۔ حکومت کب تک اس وارڈ کے لئے عملہ فراہم کرے گی؟

وزیر صحت،

(الف) حکومت پنجاب محکمہ صحت نے بچوں کی خطرناک بیماری Thalasemia کے علاج کے لئے ضروری آلات کی خرید کے سلسلے میں گزشتہ مالی سال 2001-02 میں 58 لاکھ روپے بہاول وکٹوریہ ہسپتال بہاولپور کو فراہم کئے۔ اس کے علاوہ ہسپتال انتظامیہ نے اپنے طور پر Thalasemia وارڈ کے لئے جگہ بھی مختص کر دی ہے۔

(ب) محکمہ صحت نے تھلسیمیا وارڈ سے متعلقہ عملہ کی منظوری کے لئے محکمہ خزانہ کو درخواست کی جس کے جواب میں محکمہ خزانہ نے صوبائی سطح پر وسائل میں کمی کے باعث معاملہ

بورڈ آف گورنرز کے سامنے پیش کرنے کے لئے کہا تاکہ بورڈ آف گورنرز اپنے دستیاب وسائل کے اندر رہتے ہوئے پنجاب میڈیکل اینڈ ہیلتھ انسٹی ٹیوشن قوانین 2002 میں دیئے گئے اختیارات کا استعمال کرتے ہوئے ضروری عملہ کی منظوری دے۔
اب چیئرمین بورڈ آف گورنرز نے سفارش کی ہے کہ ضروری عملہ کی فراہمی کے لئے محکمہ خزانہ کو دوبارہ لکھا جائے کیونکہ ادارہ کے پاس اس سلسلے میں ضروری مالی وسائل نہ ہیں۔

(ج) حکومت پنجاب محکمہ صحت اپنے مختلف ہسپتالوں کو ان کی ضروریات اور بستروں کی تعداد کو مدنظر رکھ کر مالی وسائل فراہم کرتی ہے۔ قائداعظم میڈیکل کالج بہاول وکٹوریہ ہسپتال کو دوران سال 03-2002 میں فراہم کردہ بجٹ کی تفصیل کچھ یوں ہے۔

(i) ابتدائی تخمینہ برائے سال 03-2002 انیس کروڑ اناسی لاکھ اکسٹھ ہزار روپے (Rs 19,79,61,000/-)

(ii) اضافی گرانٹ (جو کہ مالی سال 03-2002 میں فراہم کی گئی۔

(الف) 2 کروڑ روپے برائے خریداری ادویات (غریب مریضوں کے لئے)

(ب) 5 لاکھ روپے (بورڈ آف گورنرز کے دفاتر کے لئے)

اس کے علاوہ ترقیاتی کاموں کی مد میں بھی درج ذیل سکیموں کے لئے فنڈ مختص کئے گئے ہیں۔ جو کہ ضروری کارروائی کے بعد جاری کر دیئے جائیں گے۔
مزید برآں ہسپتال کی درخواست پر محکمہ خزانہ کو وارڈ کے عملہ کی منظوری کے لئے سفارش کی گئی لیکن محکمہ خزانہ نے معاملہ بورڈ آف گورنرز کے سامنے پیش کرنے کے لئے کہا جس کے لئے ہسپتال کی انتظامیہ کو مطلع کر دیا گیا ہے۔ جوں ہی بورڈ آف گورنرز کی سفارشات موصول ہوں گی۔ ان سفارشات کی روشنی میں ضروری کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔

خودمختار ہسپتالوں اور میڈیکل کالجز کی تفصیل

9۔ڈاکٹر سید وسیم اختر، کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔
(الف) صوبہ میں کتنے بڑے ہسپتالوں کو خود مختاری دی گئی ہے؟
(ب) ان تمام ہسپتالوں اور میڈیکل کالجز کے پرنسپل ایگزیکٹو آفیسران کو کتنی تنخواہ اور مراعات ماہوار دی جا رہی ہیں۔

(ج) خودمختاری سے قبل حکومت ان ہسپتالوں کو کتنے وسائل فراہم کرتی تھی اور ان ہسپتالوں نے اپنے طور پر کتنے وسائل پیدا کئے ۔ ہر ہسپتال کی علیحدہ علیحدہ تفصیل مہیا کی جائے؟

وزیر صحت:

(الف) اب تک صوبہ کے گیارہ میڈیکل اینڈ ہیلتھ انسٹی ٹیوشنز کو پنجاب میڈیکل اینڈ ہیلتھ انسٹی ٹیوشن آرڈیننس 2002 کے تحت خود مختاری دی گئی ہے۔ جن کی تفصیل یہ ہے۔

1۔ کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج اور ملحقہ ہسپتال (میوہسپتال'لیڈی ولنگڈن ہسپتال' لیڈی ایچیسن ہسپتال۔)
2۔ علامہ اقبال میڈیکل کالج اور ملحقہ جناح ہسپتال' لاہور
3۔ فاطمہ جناح میڈیکل کالج اور ملحقہ گنگارام ہسپتال' لاہور
4۔ پوسٹ گریجویٹ میڈیکل انسٹی ٹیوٹ آف کارڈیالوجی' لاہور
5۔ لاہور جنرل ہسپتال' لاہور
6۔ پنجاب انسٹی ٹیوٹ آف کارڈیالوجی' لاہور
7۔ راولپنڈی میڈیکل کالج اور اس سے ملحقہ ہسپتال (ہولی فیملی ہسپتال' ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال' راولپنڈی جنرل ہسپتال)
8۔ پنجاب میڈیکل کالج فیصل آباد اور ملحقہ ہسپتال (الائیڈ ہسپتال ۔ ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال فیصل آباد)
9۔ نشتر میڈیکل کالج ملتان اور ملحقہ نشتر ہسپتال ملتان۔
10۔ قائداعظم میڈیکل کالج بہاولپور اور ملحقہ بہاول و کٹوریہ ہسپتال بہاول پور۔
11۔ شیخ زید ہسپتال رحیم یار خان۔

(ب) خود مختار ہسپتالوں کے بورڈ آف گورنرز کو یہ اختیارات حاصل ہیں کہ وہ پرنسپل ایگزیکٹو آفیسر کی تنخواہ اس کی تعلیمی استعداد قابلیت اور تجربہ کو مدنظر رکھ کر مقرر کرے۔ اس طرح ہر خود مختار ادارے کے پرنسپل ایگزیکٹو آفیسر کی تنخواہ اس کی قابلیت تجربہ اور تعلیمی استعداد کے لحاظ سے مختلف ہے۔

مثلاً پرنسپل / ایگزیکٹو آفیسر قائداعظم میڈیکل کالج / بی۔وی۔ہسپتال بہاولپور کو ماہانہ 75000/- روپے گاڑی اور گھریلو سرکاری ٹیلی فون کی سہولت فراہم کی گئی ہے جب کہ کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج اور ملحقہ ہسپتالوں اور فاطمہ جناح میڈیکل کالج اور ملحقہ گنگارام ہسپتال کے پرنسپل / ایگزیکٹو آفیسران کی تنخواہ اور مراعات کا فیصلہ ہونا ابھی باقی ہے۔ تاہم تفصیل "A" ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے ***۔

(ج) حکومت کی طرف سے فراہم کردہ وسائل کی تفصیل "B" جو کہ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے***۔ یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ خودمختار ہسپتالوں / میڈیکل کالجز کو حکومت کی طرف سے فراہم کردہ بجٹ میں کمی کی بجائے۔ اس میں اضافہ کیا گیا۔اسی طرح ہسپتالوں نے اپنے طور پر جو وسائل پیدا کئے اس کی تفصیل "C" ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے ***۔

وکٹوریہ ہسپتال بہاول پور میں عملہ کی تعیناتی

10۔ڈاکٹر سید وسیم اختر، کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ وکٹوریہ ہسپتال بہاول پور میں بچوں کی سرجری کا وارڈ تعمیر ہو چکا ہے۔ اگر ایسا ہے تو اس کی تعمیر کو کتنا عرصہ گزر چکا ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ ہسپتال کے پاس اپنے وسائل سے عملہ رکھنے کی گنجائش نہ ہے اگر ایسا ہے تو حکومت کب عملہ فراہم کرے گی تاکہ تعمیر شدہ عمارت میں باضابطہ کام کا آغاز ہو سکے؟

وزیر صحت،

(الف) بچوں کی سرجری کا وارڈ بی وی ہسپتال کی تعمیر جون 1996ء میں مکمل ہوئی۔ 400 بستر کی تعمیر کی سکیم کے نام سے مختلف وارڈز کے 200 بستروں کی تعمیر عمل میں لائی گئی۔ جس میں بچوں کے پچاس بستروں پر مشتمل سرجری کے وارڈ کی تعمیر پر کل لاگت 58 لاکھ 5 ہزار 5 سو روپے آئی۔

(ب) یہ درست ہے کہ نئے عملے کی منظوری کے لئے ہسپتال کے پاس وسائل کی کمی ہے۔

---

* A, B & C کی تفصیل اسمبلی لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں۔

محکمہ خزانہ کی ہدایت پر ہسپتال انتظامیہ کو معاملہ بورڈ آف گورنر کے سامنے منظوری کے لئے پیش کرنے کے لئے کہا گیا ہے۔ بورڈ آف گورنر کی منظوری کے بعد مزید کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔

وزیر تعلیم ، جناب سپیکر! اب چونکہ وقفہ سوالات ختم ہو گیا ہے اور باقی سوالات کے جوابات وزیر صحت نے ایوان کی میز پر رکھ دیئے ہیں۔ میری ایک گزارش ہے کہ مینٹل ہسپتال کے بارے میں راجہ ریاض صاحب وغیرہ کو بڑی تشویش تھی تو اگر راجہ ریاض صاحب کی سربراہی میں اپوزیشن کی ایک کمیٹی بنا دی جائے تا کہ وہ مینٹل ہسپتال میں جا کر ہو آئیں۔

جناب سپیکر، شکریہ۔

راجہ ریاض احمد ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی۔

راجہ ریاض احمد ، جناب سپیکر! میں ان کا معائنہ کرانا چاہتا ہوں کہ یہ دماغی طور پر ٹھیک بھی ہیں یا نہیں؟

مسئلہ استحقاق

جناب سپیکر، اب ہم تحاریک استحقاق take up کرتے ہیں۔ تحریک استحقاق نمبر 9 مہر اشتیاق احمد صاحب کی ہے۔ کل آپ نے پڑھ دی تھی اس کا جواب لاء منسٹر دیں گے۔

وزیر قانون، جناب! کل میں نے گزارش کی تھی کہ concerned official کو بلایا جائے گا وہ صبح 9 بجے سے میرے چیمبر میں موجود ہیں۔ میں معزز رکن سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ میرے چیمبر میں تشریف لے آئیں۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔ آپ منسٹر صاحب کے چیمبر میں اجلاس کے بعد تشریف لے جائیے گا۔ متعلقہ آدمی بھی بلائے ہوئے ہیں۔ آپ ادھر بیٹھ کر تفصیل کے ساتھ بات کر لیں۔

رانا آفتاب احمد خان، جناب سپیکر! اگر فاضل رکن اس پر کہتے ہیں کہ میں نے short statement بھی دی ہے تو اس پر آپ فیصلہ کریں اور لاء منسٹر جواب دیں۔

جناب سپیکر، اسے pend کر لیتے ہیں۔ اگر آپ مطمئن نہ ہوئے تو پھر take up کرلیں گے۔
تحریک استحقاق نمبر 9 pend کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک استحقاق نمبر 11 جناب محمد قمر حیات کاٹھیا صاحب کی ہے۔ وہ تشریف نہیں رکھتے لہذا یہ dispose of کی جاتی ہے۔

راجہ ریاض احمد: جناب سپیکر! میں موجودہ حکومت کو اور وزراء صاحبان کو خاص طور پر ہمارے نئے آنے والے وزیر قانون راجہ بشارت کو مبارکباد پیش کرنا چاہتا ہوں۔ کل ڈپٹی سپیکر صاحب نے کہہ دیا تھا کہ لوٹا پارلیمانی لفظ ہے۔ اس لئے آپ مجھے روک نہیں سکتے تو میں' اپوزیشن لیڈر اور رانا آفتاب صاحب دیکھ رہے ہیں کہ آج ہمارے ایک ساتھی شیب اعوان صاحب بھی ہمیں چھوڑ کے اُدھر بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں اس پر تمام دوستوں کو مبارک باد پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر، شکریہ' آپ کی مہربانی۔ میری معزز اراکین سے درخواست ہے کہ اپنے موبائل فون بند رکھیں۔

ڈاکٹر اسد معظم، کل ڈپٹی سپیکر صاحب نے فرمایا کہ جو مرد حضرات اپنی پارٹی affiliation تبدیل کر جائیں تو ان کو لوٹا کہا جاتا ہے۔ ہماری طرف سے ایک خاتون بھی چلی گئی ہیں ان کو کیا کہا جائے؟ میں چاہتا ہوں کہ آپ بتا دیں۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر، اب ہم تحاریک التوائے کار take up کرتے ہیں۔ تحریک التوائے کار نمبر 8 سید احسان اللہ وقاص صاحب کی ہے۔ وہ تشریف نہیں رکھتے ہیں۔ لہذا اسے dispose of کرتے ہیں۔
نمبر 9 بھی سید احسان اللہ وقاص صاحب کی ہے۔
ایک معزز رکن، وہ تھوڑی دیر تک آجاتے ہیں۔
جناب سپیکر، سید احسان اللہ وقاص صاحب کی تحریک التوائے کار نمبر 9 pend کی جاتی ہے۔
تحریک التوائے کار نمبر 19 جناب ارشد محمود بگو صاحب کی ہے۔

رائے ونڈ روڈ اور ملتان روڈ لنک پر ماحولیاتی آلودگی کے انسداد کے لئے اقدامات

جناب ارشد محمود بگو : جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ڈیفنس روڈ کا جو حصہ رائے ونڈ روڈ اور ملتان روڈ کو ملاتا ہے اس کے ساتھ کافی سرکاری اور پرائیویٹ ہاؤسنگ سکیمیں تکمیل کے مختلف مراحل میں ہیں۔ اس علاقے میں ڈسکون انجینئرنگ کمپنی کا یونٹ لوہے کی پلیٹیں بناتے وقت جو گرد و غبار خارج کرتا ہے اس سے ارد گرد کے لوگ اور فصلیں انتہائی متاثر ہو رہی ہیں کیونکہ مذکورہ گردوغبار میں ایسبسٹاس جیسی انتہائی خطرناک آئٹم کے اجزاء شامل ہوتے ہیں جس سے دور دور تک لوگ متاثر ہوتے ہیں اور اس سے کینسر تک کا احتمال ہے۔ اس کے علاوہ اسی علاقہ میں دو اور فیکٹریاں جو مرغیوں کی خوراک تیار کرتی ہیں ان سے انتہائی گندی بدبو خارج ہوتی ہے جس سے گرد و نواح کے لوگوں کا رہنا دشوار ہو گیا ہے۔ یہ علاقہ چونکہ مختلف ہاؤسنگ سکیموں کا سنگم بن چکا ہے۔ لہذا مذکورہ فیکٹریوں کے خلاف سخت کارروائی اور اس کے انسداد کے اقدامات کئے جائیں۔ نیز باقی علاقے کا سروے کر کے ہرقسم کی ماحولیاتی آلودگی کا انسداد کیا جانا انتہائی ضروری ہے۔ استدعا ہے کہ اس مسئلے کو فوری طور پر زیر بحث لایا جائے

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون : شکریہ، جناب سپیکر! جناب ارشد محمود بگو ممبر صوبائی اسمبلی نے اس تحریک التواء میں ڈیفنس روڈ پر واقع ڈسکون انجینئرنگ لمیٹڈ اور مرغیوں کی خوراک تیار کرنے والی دو عدد فیکٹریوں سے پیدا ہونے والی آلودگی کا ذکر کیا ہے۔ محکمہ اس موضوع پر دیوان اخلاق احمد ممبر صوبائی اسمبلی پی پی 193 کی طرف سے مورخہ 11 دسمبر 2002 کو---

رانا آفتاب احمد خان : پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! یہ جو ان کی تحریک التوائے کار ہے یہ ماحولیات کے متعلق ہے۔ کیا یہ بہتر نہیں کہ اس کا جواب وزیر ماحولیات دیں؟

جناب سپیکر: اس کا جواب لاء منسٹر بھی دے سکتے ہیں۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! بالکل لاء منسٹر اس کا جواب دے سکتے ہیں مگر میں متعلقہ وزیر کی بات کر رہا ہوں۔ اگر ہر چیز کا جواب انہوں نے دینا ہے تو پھر وزیر ماحولیات کی ضرورت نہیں ہے۔ جس کا محکمہ ہے اس کو جواب دینا چاہئے۔ لاءمنسٹر صاحب ہر مرض کا علاج تو نہیں ہیں۔ آپ ماحولیات کے وزیر کو کہیں کہ وہ اس کا جواب دیں۔

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون۔

وزیر قانون: جناب سپیکر! متعلقہ وزیر موجود نہیں ہیں تو آپ کے حکم کے مطابق اس کا جواب میں دے رہا ہوں۔ لیکن جیسے رانا آفتاب صاحب نے فرمایا ہے اگر وہ حکم دیں گے تو وزیر ماحولیات بھی کسی وقت اس پر اپنی statement دے دیں گے۔

جناب سپیکر! جناب ارشد محمود بگو ممبر صوبائی اسمبلی نے اس تحریک التواء میں ڈیفنس روڈ پر واقع ڈسکون انجینئرنگ لمیٹڈ اور مرغیوں کی خوراک تیار کرنے والی دو عدد فیکٹریوں سے پیدا ہونے والی آلودگی کا مسئلہ اٹھایا ہے۔ محکمہ اس موضوع پر دیوان اخلاق احمد ممبر صوبائی اسمبلی پی پی 193 کی طرف سے مورخہ11 دسمبر 2002 کو پیش کی جانے والی تحریک التواء اور علاقے کے مکینوں کی طرف سے موصول ہونے والی شکایات کے نتیجے میں مذکورہ بالا اور علاقہ میں موجود مزید دوسری پولٹری فیڈ فیکٹریوں کا سروے مکمل کرنے کے بعد ان کے خلاف پنجاب لوکل گورنمنٹ آرڈیننس 2001 کے تحت کارروائی کا آغاز کر چکا ہے۔ محکمہ ان کی ذاتی شنوائی کے بعد ان کے خلاف آلودگی پر قابو پانے کے لیے حکم نامہ جاری کرے گا۔

جناب سپیکر! میں گزارش کرنا چاہتا ہوں اور میں معزز رکن کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے ایک اہم مسئلے کی طرف حکومت کی توجہ مبذول کروائی ہے اور جیسا کہ میں نے گزارش کی ہے کہ اس سلسلے میں حکومت پہلے سے کارروائی کر رہی ہے اور میں معزز رکن کو یقین دلاتا ہوں کہ جیسے ہی وہ کارروائی مکمل ہو گی انشاء اللہ تعالیٰ اس کارروائی کی رپورٹ اس ایوان میں پیش کر دی جائے گی۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی بگو صاحب! کیا آپ اسے press نہیں کرتے؟

جناب ارشد محمود بگو، جناب والا! محترم راجہ صاحب یہ فرما دیں کہ کب تک اس کارروائی کی رپورٹ پیش کر دیں گے۔ اگر مجھے یہ یقین دہانی کرا دیں تو میں اس کو press نہیں کرتا۔

جناب سپیکر، جی، وزیر قانون!

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں اس کو time limit تو نہیں کرتا لیکن میری یہ کوشش ہوگی کہ اس سلسلے میں جو اب تک کارروائی ہو چکی ہے اور کب تک کارروائی مکمل ہو جائے گی میں شاید کل ہی معزز رکن کی خدمت میں عرض کر دوں گا۔

جناب سپیکر، محرک اس کو press نہیں کرتے۔ اس لئے یہ dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 27 محترمہ شہلا راٹھور صاحبہ کی ہے۔

محترمہ شہلا راٹھور، جناب والا! اس کو pend کر لیں۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! آپ نے اس کو Monday تک pend کر دیا تھا۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے اس کو Monday تک pend کیا جاتا ہے۔ تحریک التوائے کار نمبر 31 شیخ امجد عزیز کی ہے۔ جی، شیخ امجد عزیز!

اراکین اسمبلی کے لئے ترقیاتی فنڈز کی بلا امتیاز تخصیص

شیخ امجد عزیز، میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ وزیراعلیٰ پنجاب نے اپنے پنجاب اسمبلی سے پہلے خطاب میں یہ فرمایا تھا کہ تمام اراکین اسمبلی کو ترقیاتی فنڈ بلا امتیاز دیا جائے گا۔ مگر مورخہ 17۔دسمبر 2002 روزنامہ "نوائے وقت" کی خبر کے مطابق وزیراعلیٰ پنجاب چودھری پرویز الٰہی کی طرف سے اراکین قومی و صوبائی اسمبلی کو ایک کروڑ روپے کی ترقیاتی گرانٹ کو وزیر اعلیٰ کے اعلان کے چند دنوں بعد ہی صرف سرکاری ارکان تک محدود کر دیا گیا ہے۔ پنجاب حکومت کے ذرائع کے مطابق محکمہ خزانہ اور پی اینڈ ڈی کو اس سلسلے میں ہدایات جاری کر دی گئی ہیں کہ سکیم کے تحت اپوزیشن اراکین کو فنڈز جاری

نہ کئے جائیں ۔ ذرائع کے مطابق ارکان اسمبلی کے لیے اس ترقیاتی فنڈز پر عمل درآمد کے لئے وزیراعلیٰ کی ہدایت پر ضلعی حکومتوں کی بجائے نیا سسٹم وضع کیا جا رہا ہے جس کی تفصیلات آج طے کی جائیں گی۔ اس سسٹم کے تحت وزیراعلیٰ کا یہ فنڈ ہر ضلع کے سرکاری اراکین قومی و صوبائی اسمبلی کے حساب سے ڈسٹرکٹ کوآرڈی نیشن افسروں کو جاری کر دیا جائے گا۔ اس کے بعد وہ متعلقہ اراکین کی سکیموں کے لئے رقوم جاری کریں گے۔

حکومت کے مذکورہ بالا فیصلے اور وزیراعلیٰ پنجاب کے اس بیان پر اپوزیشن اراکین اور ان کے حلقے کے لوگوں میں اضطراب پایا جا رہا ہے جس کی وجہ سے امن و امان خراب ہو سکتا ہے ۔ لہذا مہربانی کر کے میری اس تحریک التوائے کار پر اسمبلی کی کارروائی روک کر فوری بحث کی جائے ۔

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون، جناب سپیکر! معزز رکن نے اپنی تحریک التوائے کار کے ذریعے جس اہم مسئلے کی طرف معزز ایوان کی توجہ مبذول کروائی ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہ ایک مفروضے کی بنیاد پر ہے۔ معزز رکن نے ایک اخباری تراشے کو اپنی تحریک التوائے کار کی بنیاد بنایا ہے ۔ جبکہ اصل صورتحال یہ ہے کہ ممبران صوبائی اسمبلی کو ترقیاتی فنڈز جاری نہیں کئے جا رہے بلکہ صوبے میں ترقیاتی سکیموں کو تیز کرنے اور صوبے کے عوام کو ریلیف دینے کے لئے، صوبے کے عوام کے مسائل کو کم کرنے کے لئے، صوبے کی سطح پر تعمیر پنجاب پروگرام شروع کیا جا رہا ہے ۔ تعمیر پنجاب پروگرام constituency based نہیں ہے بلکہ اس کا تعلق پورے ضلع کے ساتھ ہے ۔ ضلع کی سطح پر جناب وزیراعلیٰ صاحب کی یہ کوشش ہے ۔ ابھی ہم اس سلسلے میں کام کر رہے ہیں۔ ابھی اس معاملہ پر حتمی فیصلہ نہیں ہوا کہ ضلع کی سطح پر Development Committees بنیں۔ وہ اپنے ضلع کی ترجیحات کو سامنے لائیں اور پھر ان ترجیحات کے مطابق development کے فنڈز ضلع کی بنیاد پر جاری کئے جائیں گے۔ یہ پروگرام constituency based نہیں ہے اور نہ ہی کسی ممبر کو یہ فنڈز جاری کئے گئے ہیں۔ میں معزز رکن کی اطلاع کے لئے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ تعمیر پنجاب کی جو تفصیلات آئیں گی ان کو ہم

ہاؤس میں پیش کریں گے ۔ لیکن اب تک یہ فنڈز کسی کو جاری نہیں کئے گئے اور نہ ہی ایم پی ایز کے ساتھ ان فنڈز کا تعلق ہے بلکہ یہ constituency based/ district based ایک ترقیاتی پرو گرام ہے جس کو ہم نے تعمیر پنجاب پرو گرام کا نام دیا ہے ۔ اس پر ابھی کام شروع ہی ہوا ہے۔ اس پروگرام کے تحت فی الحال یہ فنڈز کسی کو جاری نہیں کئے گئے ۔

جناب سپیکر: جی، شیخ صاحب!

شیخ امجد عزیز: جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ جس طرح میرے محترم بزرگ نے فرمایا کہ پنجاب میں تعمیر نو پروگرام شروع کیا جا رہا ہے اور اس میں constituency wise یا ایم پی اے وائز فنڈ نہیں ہو گا۔ میری اس میں گزارش یہ ہے کہ حکومتی ارکان کے تمام لوگوں سے جو متعلقہ لوگ ہیں انہوں نے رابطہ کئے ہیں۔ ان میں ہمارے بھی دوست ہیں، وہ ہمیں جانتے ہیں اور وہ ان سے سکیمیں مانگ رہے ہیں۔ میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ لاہور کے لئے سوا ارب روپے کا پیکج آ رہا ہے ۔ لاہور میں زیادہ تر اکثریت اپوزیشن کے لوگوں کی ہے۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ جس طرح یہ ضلع wise کرنا چاہتے ہیں، کریں، خواہ constituency wise نہ کریں۔ لیکن یہ جو ایک coordination team بنا رہے ہیں اس میں ہماری نمائندگی کو بھی ضرور شامل کریں۔ اس میں ہمارے نمائندے موجود ہونے چاہئیں تاکہ priority fix کرتے وقت ہم بھی اپنی ترجیحات بتائیں۔ یہ نہیں کہ حکومت کے لوگ خود ہی اپنے اپنے حلقوں کے لئے priority fix کر لیں۔ priorities کے لئے ہم ان کے ہی پرو گرام کے مطابق عمل کرنے کو تیار ہیں لیکن ہماری نمائندگی اس میں ضروری ہے کیونکہ ہمارے نمائندے یہاں منتخب ہو کر آئے ہیں۔ پورے لاہور نے ہمیں اعتماد کا ووٹ دیا ہے ۔ لہذا پورے لاہور کے لئے ہم بتائیں گے کہ priorities کیا ہیں اور کیا نہیں ہیں۔ زیادہ بہتر فیصلہ ہم کر سکتے ہیں۔

جناب احد ملک: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب احد ملک: وزیرموصوف کہہ رہے ہیں کہ ابھی ترقیاتی کاموں کے لئے کوئی بات نہیں ہوئی۔ جن علاقوں میں الیکشن ہونے۔ وہاں دو دو کروڑ، پانچ پانچ کروڑ کے میٹریل کیسے پھینکے گئے اور کس نے پھینکے

ہیں؟

جناب سپیکر : جی' عباسی صاحب !

جناب احد ملک : جناب سپیکر ! پہلے میری بات کا جواب تو آ جانے دیں۔

جناب سپیکر : وزیر قانون صاحب بھی سن رہے ہیں۔ میں نے بھی سن لیا ہے ۔ وزیر قانون صاحب جواب دیں گے لیکن پہلے عباسی صاحب کو بات کر لینے دیں۔

جناب احد ملک : اچھا اور بات کر کے پھر جواب دیں گے۔ جناب! پہلے میری بات کا جواب ہو گا تو پھر ان کی بات آئے ۔ I have put the question first to the Law Minister. Let him first consider my question.

جناب سپیکر : جہاں تک پوائنٹ آف آرڈر کا تعلق ہے تو آپ کا پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔ میری طرف سے تو جواب آ گیا۔ رہی وزیر قانون کی بات تو وہ اکٹھا جواب دیں گے ۔

جناب احد ملک : اس لئے نہیں بنتا کیونکہ اس سے الیکشن میں دھاندلی واضح ہو جائے گی ۔

جناب سپیکر: آپ کا پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔ آپ تشریف رکھیں ۔ جی' عباسی صاحب! آپ فرمائیں کیا کہنا چاہتے ہیں؟

جناب احد ملک : جناب سپیکر! پہلے وزیر قانون صاحب میری بات کا جواب دیں پھر عباسی صاحب بات کریں۔

جناب سپیکر: ملک صاحب! میں عرض کر رہا ہوں کہ آپ کا پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔لہذا آپ تشریف رکھیں۔ جی' عباسی صاحب !

راجہ محمد شفقت خان عباسی : جناب سپیکر ! میں وزیر قانون کا ممنون ہوں کہ انھوں نے کل goodwill gesture کے تحت کہا کہ اپوزیشن کے اراکین جو بھی مناسب اور مثبت بات علاقے اور پنجاب کے عوام کی بہتری کے لئے کریں گے ہم اس کو دیکھیں گے۔ انھی خیالات کا اظہار وزیراعلیٰ صاحب نے اپنی پہلی تقریر میں اور اعتماد کا ووٹ لینے کے بعد بھی کیا تھا۔ انھوں نے فرمایا تھا کہ پچاس پچاس لاکھ روپے کی سکیمیں ہم تمام اراکین اسمبلی کو بلا تخصیص دیں

گے ۔ ایک تو میں اس بات کی وضاحت چاہتا ہوں کہ آیا یہ بات صحیح ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ ڈیرا پروگرام کے تحت 73 خوش قسمت ایم پی اے حضرات ایسے ہیں جن کی سکیمیں منظور کرتے ہوئے انھیں 56 لاکھ روپے کے فنڈز دیئے گئے۔ میں بھی ایک بدقسمت ایم پی اے ہوں۔ میرا حلقہ پی پی ۔ 1 'مری کوٹلی ستیاں جو کہ راجہ بشارت صاحب کا اپنا حلقہ بھی رہا ہے ۔ میری چار سکیمیں ہیں جو کہ وہاں پنڈی سے تو آئی تھیں لیکن پی اینڈ ڈی میں جا کر رہ گئیں۔ وہ 73 خوش قسمت ایم پی اے جن کا تعلق almost پاکستان مسلم لیگ(ق) سے تھا ان کی سکیمیں منظور کرتے ہوئے 56 لاکھ روپے کی منظوری دی گئی۔ اس بات میں وضاحت چاہوں گا کہ آئین پاکستان کے تحت بھی اگر کسی نے ووٹ کسی دوسری جماعت کو دیا ہو تو انھیں ترقیاتی کاموں سے محروم نہیں رکھا جا سکتا۔ میرے حلقے میں تو مسلم لیگ (ق) تھی ہی نہیں ' اس حلقے کے لوگوں کا نقصان نہیں ہونا چاہئے ۔ سیاسی بنیاد پر discrimination نہیں ہونی چاہئے ۔یہ ڈیرا پراجیکٹ کے حوالے سے کس معیار اور criteria کے تحت ان 73 ایم پی ایز کو 56 لاکھ کے منصوبے دیئے گئے ہیں؟

جناب **محمد قمر حیات کاٹھیا**: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں ایک عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہم غریبوں کے نمائندے بن کر یہاں آتے ہیں۔ ایسے غریب لوگ بھی ہیں جن کے پاس پرچی لینے کے لئے دو روپے نہیں ہوتے۔ خصوصاً میں اپنی تحصیل کی بات کرتا ہوں ۔ وہاں ایسے ایم ایس بیٹھے ہیں جو غریبوں کو مفت ادویات نہیں دیتے بلکہ بیچ دیتے ہیں۔ ہم اور آپ حضرات کو اگر چھینک تک آجائے تو آپ ڈاکٹروں کا بورڈ بٹھا دیتے ہیں لیکن غریبوں کا کوئی پرسان حال نہیں ہے۔ میں وزیر صحت اور سیکرٹری صحت کی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ میری تحصیل میں جو ایم ایس بیٹھا ہے اس کے خلاف تقریباً ایک سو انکوائریاں ہو چکی ہیں۔ بے شک میں حکومتی بنچز سے تعلق رکھتا ہوں لیکن جو بات غلط ہو گی اسے میں غلط ہی کہوں گا۔ کل میں نے وزیر صحت کو اس ایم ایس کی شکایت کی۔ جب میں ضلع میں ضلعی حکومت کا حصہ تھا' یونین ناظم تھا تو اس کے خلاف میں نے ثبوتوں کے ساتھ درخواست دی تھی ۔ اس کی تقریباً سو انکوائریاں ہو چکی ہیں لیکن جب انکوائری لگتی ہے تو وہ کہتا ہے کہ سیکرٹریٹ میں میرے ایسے بندے بیٹھے ہیں جو

میرا کچھ نہیں بگڑنے دیتے۔ کل وزیرصحت کو میں نے اس کے بارے میں درخواست دی کہ اسے تبدیل کر دیا جائے۔ ٹھیک دو گھنٹے بعد مجھے اس ایم ایس کا ٹیلیفون آ گیا کہ تم نے وزیر صاحب کو میرے تبادلے کی درخواست کیوں دی ہے؛ میں نے درخواست تو وزیر صاحب کو دی لیکن رپورٹ اس کے پاس پہنچ گئی کہ تمھارے علاقے کا ایم پی اے تمھارا تبادلہ کروانا چاہتا ہے۔ جناب والا ' یہ کیا ہو رہا ہے۔ ایسا نہیں ہونا چاہئے ۔ میں وزیر صاحب کے علم میں لانا چاہتا ہوں کہ انھوں نے درخواست کو سیکرٹریٹ بھیجا تھا۔ سیکرٹریٹ میں اس کے کون سے آدمی بیٹھے ہیں جو اس سے حصہ لیتے ہیں اور اس جیسے کرپٹ آدمی کی پشت پناہی کرتے ہیں؛

جناب سپیکر: شکریہ۔ پلیز! تشریف رکھیں ۔ میں معزز رکن کے گوش گزار کرنا چاہتا ہوں کہ یہ پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑے ہوئے تھے ان کا یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔ اگر معزز رکن زیر بحث تحریک التوائے کار کے متعلق کوئی بات کرتے تو ٹھیک تھا۔ تحریک التوائے کار تو فنڈز کے بارے میں ہے جبکہ ممبر موصوف محکمہ صحت کے بارے میں بات کر رہے ہیں۔ خدارا! زیر بحث موضوع کو ذہن میں رکھا کریں۔ جب محکمہ صحت کے بارے میں سوالات پر بات ہو رہی تھی تو اس وقت آپ ہاؤس میں تشریف فرما نہیں تھے۔ ابھی محکمہ صحت کے بارے میں بحث ہونی ہے اس وقت آپ کو اپنی بات کرنے کا پورا پورا موقع مل جائے گا۔ پوائنٹ آف آرڈر اٹھانے سے پہلے یہ ضرور دیکھ لیجیے گا کہ آیا یہ کسی زیر بحث موضوع کے بارے میں ہے بھی یا نہیں؟ اسی طرح تحریک التوائے کار تو ترقیاتی فنڈز کے سلسلے میں ہے جبکہ آپ نے محکمہ صحت کے بارے میں بات شروع کر دی۔ جس کا اس سے کوئی واسطہ نہیں بنتا۔ شکریہ 'مہربانی ۔

جناب سمیع اللہ خان جناب سپیکر! شیخ صاحب کی تحریک التوائے کار پر انھوں نے جو جواب دیا ہے میں اس سلسلے میں گزارش کرنا چاہوں گا کہ یہ مسئلہ کسی گلی 'نالی یا پچاس لاکھ روپے کا نہیں ہے' یہ رویئے کا مسئلہ ہے۔ جناب والا! باہر بہت ساری بحثیں ہو رہی ہیں کہ اس ہاؤس کی عمر کیا ہوگی؛ تو وزیر صاحب ' آپ اور حکومتی بنچز کا اپوزیشن کے ساتھ رویہ طے کرے گا کہ اس ہاؤس کی عمر کتنی ہوگی؛ اگر آپ نے اسی طرح technically knock out کرنے ' point secure کرنے کی روایت یہاں برقرار رکھی اور اس ہاؤس میں اپوزیشن کو ساتھ

لے کر نہ چلے میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اس ہاؤس کے باہر بہت ساری ایسی moves ہو رہی ہیں کہ اس جمہوریت کو کسی طرح سے لپیٹ دیا جائے۔ پچھلے دو چار دن میں ایسی moves آپ کے علم میں بھی آ چکی ہوں گی۔ تو میری صرف گزارش یہ ہے کہ اگر اس ہاؤس کی عمر کو لمبا کرنا ہے تو جو ترقیاتی فنڈز آپ حکومتی ارکان کو دے رہے ہیں، وہ اپوزیشن ارا کین کو بھی دیتے جائیں تاکہ اس ہاؤس کی عمر کو لمبا کیا جا سکے۔ ورنہ اس کی کوئی گارنٹی نہیں ہے کہ یہ ہاؤس کتنا عرصہ چلے گا؟ بہت شکریہ۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں اپنے معزز بھائیوں کو یقین دلانا چاہتا ہوں۔ میں نے پہلے بھی کوئی ابہام والی بات نہیں کی تھی۔ میں نے technically بھی بات نہیں کی تھی حالانکہ technically بات کی جاتی تو یہ تحریک التوائے کار نہیں بنتی بلکہ یہ ایک hypothetical question ہے۔ فنڈز دے دیئے جائیں گے، ہمیں ignore کیا جائے گا۔ یہ ساری باتیں مستقبل کے حوالے سے ہیں، hypothetical question ہے۔ یہ تحریک بنتی نہیں تھی لیکن میں نے technically بات نہیں کی۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر، آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔

وزیر قانون، میں نے صرف یہ گزارش کی ہے اور ہاؤس کو assurance دی ہے کہ اس وقت تک کسی بھی ضلع میں تعمیر پنجاب پرو گرام کے تحت فنڈز نہیں دیئے گئے۔ ایم پی ایز کو تو فنڈز دینے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ میں نے تو پہلے کہا ہے کہ یہ district based programme ہو گا۔ اس لئے ایم پی ایز کو فنڈز دینے کا سوال پیدا نہیں ہوتا۔

جناب سمیع اللہ خان، جناب والا!

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔ ان کو سنیں۔

وزیر قانون ، جناب والا! شیخ صاحب کی تحریک التوائے کار ہے انہوں نے ابھی یہ فرمایا کہ ایم پی ایز سے سکیمیں لی جا رہی ہیں۔ اگر کوئی ایم پی اے اپنے طور پر حلقے کی ڈویلپمنٹ کے لئے پروگرام یا تجاویز کو اکٹھا کر رہا ہے تو وہ ایک علیحدہ issue ہے لیکن حکومت کی طرف سے فی الحال کسی ڈی سی او اور نہ کسی افسر کو یہ کہا گیا ہے کہ آپ ایم پی ایز سے سکیمیں لیں۔ یہ بات حقیقت ہے اور میں on the floor of the House یہ کہہ رہا ہوں اور مجھے اپنی ذمہ داری کا احساس ہے۔ جناب والا! میں تیسری بات یہ کرنا چاہتا ہوں کہ ابھی میرے بھائی نے کہا کہ

حکومت کا رویہ اس بات کا تعین کرے گا کہ اس اسمبلی کی کتنی عمر ہے؟ میں سمجھتا ہوں کہ یہاں بیٹھے ہوئے ہر ممبر کی یہ خواہش اور کوشش ہے کہ یہ اسمبلی اپنی عمر پوری کرے اور ہمیں اپنا tenure پورا کرنا چاہئے۔ میں اپنے تمام بھائیوں کو یہ یقین دلاتا ہوں کہ ابھی سے ہمیں اس بات کا تعین نہیں کر لینا چاہئے کہ کل کیا ہونے والا ہے؟ جب ہم بار بار اس بات کا اعادہ کر رہے ہیں کہ ہم نے آپ کو ساتھ لے کر چلنا ہے تو آپ تھوڑا صبر کیجیے۔ وقت آنے دیجیے۔ اس پروگرام کو سامنے آنے دیجیے۔ اگر آپ اس پروگرام میں ignore ہوں۔ آپ کے حلقے ignore ہوں۔ آپ کے حلقے میں ڈویلپمنٹ کی activities نہ ہوں تو پھر آپ ہم سے بات کریں۔ انشاء اللہ تعالیٰ ہم آپ کی بات سنیں گے اور آپ کے point of view کو weightage بھی دیں گے۔

میرے بزرگ ملک احمد صاحب نے ایک بات کی ہے میں اس کا بھی جواب دینا چاہتا ہوں۔ ملک صاحب! یہاں تعمیر پنجاب پروگرام کی بات ہو رہی ہے لیکن آپ ایک حلقے کی بات کر رہے ہیں کہ فلاں جگہ یہ ہوا۔ میرے بھائی نے یہ تحریک التوائے کار پیش کی ہے کہ کیا ایم پی ایز کو فنڈز دیئے جا رہے ہیں؟ میں نے اس کا categorically جواب دیا ہے کہ نہ دیئے گئے ہیں نہ دیئے جا رہے ہیں۔ فی الحال اس قسم کی کوئی بات نہیں ہے لیکن جہاں تک کسی خاص حلقے کا تعلق ہے تو یہ وزیراعلیٰ صاحب کا prerogative ہے۔ اگر وہ کل کسی جگہ دورے پر جاتے ہیں۔ جس طرح شیخ صاحب نے کہا کہ لاہور کی ڈویلپمنٹ کے لئے ڈیڑھ ارب روپے کا پروگرام دیا جا رہا ہے۔ یہ وزیراعلیٰ صاحب کا prerogative ہے لیکن ساتھ ہی ان کی یہ تجویز ہے کہ اس پروگرام کی تفصیلات طے کرنے کے لئے سکیمیں finalize کرنے کے لئے، منتخب لوگوں کو ساتھ شامل کیا جائے۔ یہ ایک احسن تجویز ہے، اچھی تجویز ہے۔ اس پر عمل کرنا چاہئے۔ اس لئے اگر کہیں ڈویلپمنٹ ہو چکی ہے تو میں اس کی بات نہیں کرنا چاہتا وہ وقت گزر چکا ہے۔ آئندہ کے لئے آپ کا جو بھی ڈویلپمنٹ پروگرام ہو گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ منتخب نمائندوں کو ساتھ لے کر چلیں گے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: بہت مہربانی۔ جی، شیخ امجد عزیز صاحب! جن کی تحریک التوائے کار ہے وہ بات کریں۔ میں نے شیخ صاحب کو فلور دیا ہے۔ جی، شیخ صاحب فرمائیں! لاء منسٹر صاحب نے بڑی تفصیل کے ساتھ بتا دیا ہے کہ نہ ابھی تک کسی ایم پی اے کو فنڈز ریلیز کئے گئے ہیں اور نہ ہی ریلیز کئے جانے کا ارادہ ہے اور انہوں نے کہا ہے کہ آپ کی تجویز بڑی اچھی ہے کہ جب یہ سٹیج آئے گی تو اس وقت معزز اراکین کو بھی consult کیا جائے گا تو کیا پھر آپ press

نہیں کرتے؛ (قطع کلامیاں) آرڈر پلیز ۔ آرڈر پلیز۔ آپ تشریف رکھیں ۔ محترمہ! آپ تشریف رکھیں ۔ ملک صاحب! آپ بھی تشریف رکھیں۔ ڈاکٹر صاحب! آپ بھی تشریف رکھیں۔ کیانی صاحب! آپ بھی تشریف رکھیں ۔ پلیز مجھے بات کرنے دیں۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں قائد حزب اختلاف کی توجہ مبذول کروانا چاہوں گا ۔ رانا صاحب! میں آپ کی بھی توجہ چاہتا ہوں۔ اس وقت یہاں پر جو اسمبلی کا ماحول ہے اس کے متعلق میں جناب قاسم ضیاء کی توجہ مبذول کروانا چاہتا ہوں اور ان کے توسط سے آپ کی خدمت میں بھی یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ایک انتہائی اچھے ماحول میں اسمبلی چل رہی ہے۔ کوئی کسی سے personal نہیں ہے ۔ اب جو کل ہوا ہم صرف اس بات پر اخبارات کی زینت بنے کہ "اسمبلی میں ہنگامہ" کس بات کا ہنگامہ تھا کہ بیک وقت ایک سے زیادہ معزز رکن کھڑے ہو جاتے ہیں اور بات کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ میری جناب سے استدعا ہے' قائد حزب اختلاف بھی بیٹھے ہوئے ہیں کہ جس بھائی کا' جس معزز رکن کا' متعلقہ پوائنٹ آف آرڈر ہو اس کو بات کرنے کی اجازت دی جائے۔ اپوزیشن والے بھی سنیں' حکومتی بنچز بھی سنیں اور تسلی سے اس کی بات کا جواب دیا جائے۔ جب ایک سے زیادہ لوگ کھڑے ہو جاتے ہیں تو پھر یہ بات ہمارے لئے جگ ہنسائی کا باعث بنتی ہے۔ اس لئے میری یہ گزارش ہے کہ اب شیخ امجد عزیز صاحب کا ایک مسئلہ ہے۔ ان کو کھل کر اس پر بات کرنے دی جائے۔ ہم مکمل طور پر تعاون کرنے کے لئے تیار ہیں۔ ان کی بات سننے کے لئے تیار ہیں۔ ان کی تسلی کرانا ہمارا فرض بنتا ہے لیکن خدا کے لئے ہمیں ایک ایسا رویہ اپنانا چاہئے کہ اگر ہم تھوڑا سا برداشت کا مادہ پیدا کرلیں تو میں سمجھتا ہوں کہ کم از کم ہم جگ ہنسائی کا باعث نہیں بنیں گے اور اس کے لئے میں قاسم ضیاء صاحب سے بھی عرض کر رہا ہوں کہ اپنے ممبران سے جن کا پوائنٹ آف آرڈر ہے' ان کا نکتہ اعتراض ہے' ان کی تحریک التوائے کار ہے' تحریک استحقاق ہے' اپنے دوست ان کو موقع دیں وہ کھل کر بات کریں۔ اسی طرح میں حکومتی بنچز سے بھی درخواست کروں گا کہ جن کا پوائنٹ ہو وہ کھل کر بات کریں تاکہ ایک تو متعلقہ ممبر کو بات کرنے کا موقع مل جائے گا۔ دوسرا ہمیں ان کو بات سمجھانے میں دقت نہیں ہوگی۔ شکریہ۔

جناب سپیکر، شکریہ۔

رانا ثناء اللہ خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی' رانا صاحب !

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ محترم راجہ بشارت صاحب وزیر قانون نے جو یہ فرمایا ہے کہ ہم اخبارات کی زینت بن گئے' یہ ہنگامہ ہوا' سارے دوست اٹھ کر بات کرنے لگے ۔ میں آپ کی وساطت سے ان کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ یہ اسمبلی ہے۔ یہاں پر اختلاف ' احتجاج یہ ساری چیزیں جمہوریت کی زینت ہیں۔ یہ اس ہاؤس کا لازمی حصہ ہیں۔ یہ کوئی جی ایچ کیو کا حصہ نہیں ہے۔ یہ اسمبلی ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ ۔ تشریف رکھیں۔

رانا ثناء اللہ خان: یہ کوئی آرمی یونٹ کی میٹنگ نہیں ہے کہ یہاں پر کوئی اختلاف نہ کرے یا احتجاج نہ کرے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔

رانا ثناء اللہ خان: میں سمجھتا ہوں کہ ان کا یہ موقف غلط ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ میاں صاحب! پلیز تشریف رکھیں۔ کیانی صاحب! پلیز ایک منٹ۔ محترمہ آپ تشریف رکھیں۔ میں آپ کو موقع دیتا ہوں۔ شیخ صاحب! آپ کیا بات کرنا چاہ رہے ہیں؟ پلیز! آپ تشریف رکھیں ۔ میں رانا ثناء اللہ صاحب کی خدمت میں عرض کرنا چاہوں گا کہ آپ تو ماشاء اللہ بڑے پرانے پارلیمنٹیرین ہیں۔ اس میں کسی کو کوئی اعتراض نہیں ہے۔ نہ لاء منسٹر صاحب کو اس پر اعتراض ہوگا اور نہ کسی معزز رکن کو اعتراض ہوگا کہ ہر دوست جو اس ایوان میں بیٹھا ہے اس کو بات کرنے کا پورا حق ہے لیکن بات کرنے کا طریقہ رولز آف پروسیجر میں طے ہے۔ اسی ایوان نے طریقہ کار طے کیا ہے کہ کس طریقہ کار کے مطابق اس ایوان کو چلانا ہے۔ اگر کوئی معزز رکن بات کر رہا ہو تو دوسرا کوئی معزز رکن پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہے تو جب وہ پوائنٹ آف آرڈر پر اٹھتا ہے تو تقریر کرنے والا رکن اپنی سیٹ پر بیٹھ جاتا ہے۔ ادھر آپ نے دیکھا کہ ایک وقت میں دس دس' پندرہ پندرہ معزز رکن پوائنٹ آف آرڈر پر اٹھتے ہیں اور قطعاً ان کا پوائنٹ آف آرڈر relevant نہیں ہوتا۔ سرے سے پوائنٹ آف آرڈر نام کی کوئی چیز ہی نہیں ہوتی لیکن چونکہ ابھی کچھ دوست نئے آئے ہیں۔ آہستہ آہستہ جوں جوں بیٹھیں گے' سیکھیں گے اور کچھ ہم بھی ان سے سیکھیں گے۔ تو میری یہ گزارش ہے کہ اگر تو کوئی رولز کے مطابق اس ایوان میں بات کرے تو بالکل ان کو سنا جائے گا۔ جتنا جس ممبر کا جی چاہے' بات کرے۔ پچھلے دنوں اخباروں میں آیا کہ حکومت بھاگ گئی ' پوائنٹ آف آرڈر raise کر دیا' یہ کر دیا' وہ کر دیا۔ تو اس دن بھی میں نے گزارش کی تھی کہ جب تک میں اس سیٹ

پر بیٹھا ہوں گورنمنٹ کے بھاگنے والی بات نہیں۔ میں نے 10 بجے پہلا اجلاس اس لئے call کیا تھا کہ دوستوں نے دور دراز علاقوں سے آنا ہوتا ہے اور مقصد یہ تھا کہ 10 بجے تک سارے دوست ایوان کے اندر پہنچ جائیں گے۔ اس کے بعد پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑے ہو کر معزز رکن نے کورم کی نشاندہی کی ۔ لیکن میں نے اسی دن آپ سے گزارش کی تھی کہ پہلا اجلاس اپوزیشن نے requisite کیا تھا ۔ ان کے کہنے پر اجلاس بلایا گیا تھا اور میں نے قاسم ضیاء صاحب اپوزیشن لیڈر کو یہ گزارش کی تھی کہ جب آپ چاہیں گے، میں گورنمنٹ سے بھی مشورہ کرکے آپ کی مرضی کے مطابق جب آپ کہیں گے اجلاس طلب کرلیں گے۔ گورنمنٹ بھی چاہتی ہے کہ زیادہ سے زیادہ اجلاس ہونے چاہییں اور اپوزیشن کی خواہش چار پانچ روز کی تھی لیکن گورنمنٹ نے سات آٹھ روز کے لئے کہا کہ جی نہیں، سات آٹھ روز کے لئے کرلیں تو مقصد یہ ہے کہ افہام و تفہیم کے ساتھ اور اتنے دن اجلاس چلے گا کہ میرے خیال میں کسی دوست کو گلہ نہیں رہے گا کہ مجھے بولنے کا موقع نہیں دیا گیا۔ آخر اس اجلاس میں بھی کچھ دوست محسوس کریں گے کہ ہمیں موقع نہیں ملا۔ 24 تاریخ کو سینٹ کا الیکشن ہے۔ اس کے ساتھ دو تین دن اور ملا کر بھی اجلاس بلایا جا سکتا ہے۔ سارے دوست تسلی رکھیں۔ ہر ایک کو موقع ملے گا۔ میری صرف گزارش یہ ہے کہ یہ تحریک التوائے کار جو move ہوئی ہے، جو اس کا محرک ہے، پہلے بات کرنے کا حق تو اس کا بنتا ہے۔ جب عام بحث ہو رہی ہو گی اس پر اگر آپ بولنا چاہیں گے تو اس میں سب کو موقع دیا جائے گا۔ پہلے میں شیخ امجد عزیز صاحب کو floor دیتا ہوں۔

شیخ امجد عزیز :جناب سپیکر! اگر راجہ بشارت صاحب اس بات کی یقین دہانی کروا دیں کہ وہ ہمارے حلقہ جات کو نظر انداز نہیں کریں گے اور ضلع وار جو بھی ترقیاتی پروگرام ہوں گے ان میں اپوزیشن کو پوری نمائندگی دی جائے گی۔ ضلع کی ڈویلپمنٹ کے لئے جو کمیٹی بنے گی، اس میں اپوزیشن کو نمائندگی کا پورا پورا حق ملے گا لیکن وہ floor پر یہ یقین دہانی کروائیں۔

جناب سپیکر : وزیر قانون!

وزیر قانون :جناب سپیکر! میں پہلے بھی گزارش کر چکا ہوں اور دوبارہ پھر میں اسی اس بات کا اعادہ کرتا ہوں کہ یہ پروگرام ضلع کی بنیاد پر ہے۔ اس پروگرام میں کسی حلقے کو نظر انداز نہیں کیا جائے گا۔

دوسری بات یہ ہے کہ جہاں تک ڈسٹرکٹ ڈویلپمنٹ کمیٹی کا تعلق ہے۔ ابھی تک اس کی constitution کی کوئی proposal تک نہیں ہے۔ ہمارے حکومتی ارکان اس بات کے گواہ ہیں۔ جس دن پارلیمانی پارٹی کا اجلاس ہوا تھا اس دن چیف منسٹر صاحب نے تعمیر پنجاب پروگرام announce کیا ہے کہ ہم ضلع کی سطح پر یہ پروگرام شروع کرنا چاہتے ہیں۔ اس پروگرام کی تفصیلات ابھی طے ہونی ہیں جو کہ محکمہ بلدیات نے کرنی ہیں۔ چونکہ پارلیمانی پارٹی کی میٹنگ کے بعد فوراً ہی اجلاس شروع ہو گیا۔ اس سلسلے میں ایک میٹنگ بھی نہیں ہوئی، شیخ امجد عزیز صاحب کی تجویز پر آپ کو یاد ہوگا جس کا ریکارڈ شاہد ہے کہ میں نے یہ کہا تھا کہ یہ ایک اچھی تجویز ہے، انشاء اللہ اس پر غور کیا جائے گا۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ شیخ صاحب! اس کے بعد آپ اسے press نہیں کرتے؟

شیخ امجد عزیز: وزیر موصوف کی یقین دہانی کے بعد میں اسے press نہیں کرتا۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ یہ تحریک التواء dispose of ہوئی۔ اب تحریک التواء کا وقت ختم ہوتا ہے۔ رانا آفتاب احمد خان!

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! ابھی ہمارے وزیر قانون صاحب نے یہاں پر کہا تھا کہ وزیر Environment جو ہیں اس کا جواب دیں گے۔ اتفاق سے وزیر موصوف ملے ہیں اور ان کی لاعلمی دیکھیں کہ وہ فرما رہے ہیں کہ مجھے تو پتا ہی نہیں ہے کہ میرے محکمے کے متعلق کوئی تحریک التوائے کار ہے۔ مجھے کہہ رہے تھے کہ میں نے خود پوچھا تھا اور انہوں نے بتایا تھا کہ آپ کے محکمے سے متعلق نہیں ہے۔ یہ وزراء کی لاعلمی ہے۔ دوسرا یہ ہے کہ آج پھر وہی بات ہوئی ہے کہ کل ہوم سیکرٹری نے آپ کی بات نہیں مانی تھی۔ آپ وزیر صحت صاحب ذرا غور فرمائیں کہ آج ان کے سیکرٹری صحت بھی تشریف نہیں لائے ہیں۔ آخر ہم نے اپنی بحث کس کو سنانی ہے؟ آپ اس بات کی یقین دہانی کروائیں کہ آپ کے سیکرٹری ٹو دی گورنمنٹ جو کہ اپنے محکمے کے ایڈمنسٹریٹو ہیڈز ہوتے ہیں۔ یہاں پر ان کی موجودگی بہت ضروری ہے۔ اس میں ہم آپ کی بات بڑے ٹھنڈے دل سے سن لیتے ہیں یا تو آپ اپنے سیکرٹریز صاحبان کو پابند کریں اور ان کو یہاں پر لے کر آئیں۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ اب آپ فرمائیں!

محترمہ ثمینہ نوید: جناب والا! میری یہ گزارش ہے کہ سپیکر نہ گورنمنٹ کے ساتھ ہے نہ اپوزیشن کے ساتھ۔ جب ایک male ممبر بات کرے تو اس کے بعد female ممبر کو ٹائم دیں۔ یعنی آپ سب کو ٹائم دیں۔

جناب سپیکر: محترمہ! شکریہ۔

محترمہ نگہت پروین میر: جناب سپیکر! میری بات شیخ امجد عزیز صاحب کی تحریک سے related ہے۔ میں نے بھی یہ تحریک پیش کی تھی لیکن آپ نے اپنے چیمبر میں اسے kill کر دیا۔ میرا تعلق ضلع جہلم سے ہے۔ ضلع جہلم کے ہمارے جو ایم پی ایز ہیں ان کو ہمارے ڈی سی او صاحب نے 3 اور 15 تاریخ کو وہاں پر میٹنگ کے لئے بلایا اور ان سے ترقیاتی سکیمیں مانگیں۔ میرے پاس اس کے ثبوت بھی موجود ہیں۔ تسنیم ناصر صاحب اور میرے فاضل رکن مظہر حسین صاحب بھی یہاں پر موجود ہیں۔ میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ یہ سکیمیں کس پروگرام کے تحت تھیں؟ کیا ترقیاتی فنڈز کے متعلق تھیں یا تعمیر پاکستان سے متعلق تھیں؟ ہم بھی اتنے ہی ممبر ہیں۔ ہمارے بھی حقوق ہیں۔ ہمارے بھی اتنے ہی حقوق ہیں ہماری جماعت کا دوسرا جو male ممبر تھا۔ ایم پی اے شیخ تنویر صاحب اس کو بھی invite نہیں کیا گیا۔ مجھے اس کا جواب چاہئے۔

جناب سپیکر: جناب ریاض شاہد صاحب!

جناب محمد ریاض شاہد: جناب سپیکر! میں ایک چھوٹی سی بات عرض کرنا چاہتا تھا----

آوازیں: جواب آنے دیں۔

جناب سپیکر: انہیں بات کر لینے دیں۔

جناب محمد ریاض شاہد: جناب سپیکر! آپ کی بڑی مہربانی ہے کہ آپ نے مجھے بات کرنے کا موقع فراہم کیا ہے۔ میں وزیر قانون راجہ بشارت جو بڑے میٹھے میٹھے اور دھیمے دھیمے لہجے میں ہاؤس میں بات کرتے ہیں اور وہ کڑوی گولیوں کو میٹھا بنا کر، coated کر کے ہمیں

دے دیتے ہیں۔ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ راجہ صاحب نمک حلال' تو یہ وزیر حلال ہیں' اکیلے وزیر سب کے جواب دیتے ہیں۔ تو میں آپ سے اتنی بات کہتا ہوں کہ

اس شخص کے ہاتھوں کا ہنر یاد رہے گا
جو حبس کے موسم میں ہوا بانٹ رہا تھا

جناب سپیکر، وزیر قانون صاحب!

سید احسان اللہ وقاص، جناب والا! میری بھی ایک تحریک تھی وہ take up نہیں ہوئی۔

جناب سپیکر، آپ تشریف فرما نہیں تھے۔ وہ میں نے dispose of کر دی ہے اور ایک آپ کی pend ہو گئی ہے۔ ایک سوموار کو آ جائے گی۔

وزیر قانون، جناب والا! معزز رکن جن کا تعلق جہلم سے ہے انہوں نے ایک پوائنٹ پر یہ نشاندہی کی ہے کہ ڈی سی او جہلم نے کچھ تجاویز مانگی ہیں' تو میں یہ عرض کرنا چاہ رہا تھا کہ یہاں پہلے بھی بات ہوئی ہے۔ یہ تجاویز اسے ڈی پی کے لئے نہیں مانگی گئیں۔ یہ ایک ڈیرا پرو گرام ہے جو کہ چند ایک اضلاع کے لئے ہے۔ جن کا متاثرہ علاقہ declare کیا گیا تھا اور ان اضلاع کے لئے یہ پرو گرام تھا۔ اس کے لئے یہ سکیمیں مانگی نہیں گئی تھیں بلکہ ہمارے جہلم سے معزز رکن موجود ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ انہوں نے اپنے طور پر یہ سکیمیں دی تھیں۔

محترمہ نگہت پروین میر، میرے پاس اس کا ثبوت ہے' کاغذ ہیں ---

وزیر قانون، میں جو گزارش کر رہا ہوں' پہلے آپ وہ تو سن لیں۔

جناب سپیکر، محترمہ! آپ پہلے ان کی بات تو سن لیں۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! ہمارے معزز رکن نے یہ کہا ہے کہ یہ سکیمیں انہوں نے اپنے طور پر دی ہیں۔ میں اتفاق کرتا ہوں کہ اگر ہماری معزز رکن کو میٹنگ میں نہیں بلایا گیا یا ان سے تجویز نہیں لی گئی تو اس پرو گرام کا جہاں تک تعلق ہے۔ یہ پرو گرام ان علاقوں میں صرف پینے کا پانی فراہم کرنے کے لئے ہے جہاں پر یہ تکلیف ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ میں نے پہلے بھی کہا ہے کہ کسی بھی علاقے کو ignore نہیں کیا جائے گا۔ میں اپنی بہن سے گزارش کرتا ہوں کہ وہ سکیمیں دیں جس طرح ان کی سکیمیں include ہوں گی اسی طرح آپ کی تجاویز بھی

include ہوں گی۔

محترمہ نگہت پروین میر: یہ تجاویز کس کو دیں؟

وزیر قانون: یہ تجاویز مجھے دیں۔ میں یہی تو آپ سے کہہ رہا ہوں لیکن اگر آپ اپنے طور پر بیٹھ کر کریں گے تو پھر میں کیا کر سکتا ہوں؟ آپ یہ تجاویز مجھے دیں۔

جناب سپیکر! میں گزارش یہ کر رہا تھا کہ انہوں نے بھی تجویزیں دی ہیں۔ ان کی تجویزیں بھی جائیں گی۔ نہ یہ سکیمیں approve ہوئی ہیں اور نہ ابھی تک کوئی اور سکیمیں approve ہوئی ہیں لیکن جو criteria ان کی سکیموں کے لئے رکھا جائے گا وہی criteria ان کی سکیموں کے لئے بھی رکھا جائے گا۔ آپ تجویزیں دیں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی' راجہ صاحب!

راجہ ریاض احمد: جناب سپیکر! میں آج صبح آپ کی موجودگی میں اس سیٹ پر غلطی سے بیٹھ گیا تھا تو میرے ایک بھائی نے نشان دہی کی لیکن اب آپ کے سامنے دو ہمارے فاضل ممبران وزراء کی سیٹوں پر بیٹھے ہوئے ہیں اور یہ پیپلز پارٹی چھوڑ کر گئے ہیں۔ کیا ان کا یہ رویہ مناسب ہے کہ ایک معزز رکن پیچھے لیڈیز سیٹوں پر بیٹھے ہوئے ہیں؟ میں انہیں تین دنوں سے دیکھ رہا ہوں۔ (قہقہے)

(اس مرحلے پہ جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب ڈپٹی سپیکر: ابھی ابھی سپیکر صاحب مجھے بتا گئے ہیں کہ adjournment motions ختم ہو گئی ہیں۔

مجالس خصوصی کی رپورٹوں کا ایوان میں پیش کیا جانا

سردار حسن اختر موکل: جناب سپیکر! میں مجلس خصوصی کی رپورٹس lay کرنے کے لئے آپ کی اجازت چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی' موکل صاحب!

سردار حسن اختر موکل: میں مسودہ قانون (ترمیم) ملازمت سے برطرفی خصوصی اختیارات پنجاب مصدرہ 2003 مسودہ قانون نمبر 1 بابت 2003 کے بارے میں مجلس خصوصی نمبر 1 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رپورٹ پیش ہوئی۔

سردار حسن اختر موکل: میں مسودہ قانون (پہلی ترمیم) بنک آف پنجاب مصدرہ 2003 مسودہ

قانون نمبر 2 بابت 2003 کے بارے میں مجلس خصوصی نمبر 2 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔
جناب ڈپٹی سپیکر، رپورٹ پیش ہوئی۔
سردار حسن اختر موکل، میں مسودہ قانون (ترمیم) ادارہ محتسب پنجاب مصدرہ 2003 مسودہ قانون نمبر 5 بابت 2003 کے بارے میں مجلس خصوصی نمبر 1 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔
جناب ڈپٹی سپیکر، رپورٹ پیش ہوئی۔
سردار حسن اختر موکل، میں مسودہ قانون (پہلی ترمیم) لوکل گورنمنٹ پنجاب مصدرہ 2003 مسودہ قانون نمبر 3 بابت 2003 کے بارے میں مجلس خصوصی نمبر 1 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔
جناب ڈپٹی سپیکر، رپورٹ پیش ہوئی۔

مجلس خصوصی نمبر 1 کی رپورٹیں
ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

سردار حسن اختر موکل، جناب! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ۔

"مسودہ قانون (ترمیم) تمباکو نوشی نو عمر افراد پنجاب مصدرہ 2003 مسودہ قانون نمبر 1 بابت 2003 کے بارے میں مجلس خصوصی نمبر 1 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 3۔فروری 2003 تک توسیع کر دی جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ۔

"مسودہ قانون (ترمیم) تمباکو نوشی نو عمر افراد پنجاب مصدرہ 2003 مسودہ قانون نمبر 1 بابت 2003 کے بارے میں مجلس خصوصی نمبر 1 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 3۔فروری 2003 تک توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

سردار حسن اختر موکل، میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ۔

"مسودہ قانون (امتناع ظاہری نمود و نمائش اور بے جا مصارف) تقریبات

شادی پنجاب مصدرہ 2003ء مسودہ قانون نمبر 6 کے بارے میں مجلس
خصوصی نمبر 1 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 3۔
فروری 2003 تک توسیع کر دی جائے۔ "

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:۔

"مسودہ قانون (امتناع ظاہری نمود و نمائش اور بے جا مصارف) تقریبات شادی پنجاب مصدرہ 2003 مسودہ قانون نمبر 6 کے بارے میں مجلس خصوصی نمبر 1 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 3۔فروری 2003 تک توسیع کر دی جائے۔ "

(تحریک منظور ہوئی)

راجہ ریاض احمد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی' فرمائیے!

راجہ ریاض احمد: جناب سپیکر! کل یہاں پر ہمارے وزیر قانون صاحب نے فرمایا تھا اور اس وقت آپ بھی یہاں پر موجود تھے کہ "اجلاس ہو رہا ہے اس لئے کمیٹی کی میٹنگ نہیں ہو سکتی"۔ ہمیں کمیٹی کی میٹنگ میں نہیں بلایا گیا ہے ہم تو یہاں اجلاس میں تھے۔ میں چاہوں گا کہ ایک دفعہ دوبارہ ٹائم دیا جائے اور ہم اپوزیشن ممبران کو موقع دیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: راجہ ریاض صاحب! میٹنگ کل تھی اور اس میں تین اپوزیشن ارکان میں راجہ محمد شفقت خان عباسی' شیخ امجد عزیز صاحب اور سید احسان اللہ وقاص صاحب بھی تھے۔

راجہ ریاض احمد: جناب سپیکر! میٹنگ کے ٹائم کے دوران اجلاس ہو رہا تھا۔ میں یہ نہیں کہتا کہ مجھے اطلاع نہیں ملی۔ مجھے اطلاع تھی لیکن یہاں پر راجہ بشارت صاحب نے پوائنٹ اٹھایا تھا کہ میٹنگ ہونی ہے لیکن چونکہ اجلاس ہو رہا تھا اس لئے ہم اس میٹنگ میں نہیں گئے۔ ہمیں اطلاع نہیں دی گئی کہ اس کا ٹائم تبدیل کر دیا گیا ہے یا یہ میٹنگ اتنے بجے ہو گی۔ اس بارے میں' میں گزارش کر رہا ہوں کہ مجھے اس سلسلے میں کوئی اطلاع نہیں دی گئی۔ اس پر میں آپ کی رولنگ چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی' راجہ صاحب!

وزیر قانون: جناب والا! میٹنگ کا ٹائم وہی تھا۔ میں جناب کے نوٹس میں یہ بات لایا تھا کہ لاء منسٹر اس کمیٹی کے ex-officio member ہوتے ہیں تو میں نے اس میٹنگ میں جانا تھا لیکن

چونکہ جناب نے اجلاس کا وقت بڑھا دیا تھا۔ اس لئے میں نہیں جا سکا۔ اس کمیٹی کے کنوینر سردار حسن اختر موکل صاحب نے میٹنگ کی ہے اور اسی ٹائم پر کی ہے جو میٹنگ کے لئے ٹائم دیا گیا تھا۔

سردار حسن اختر موکل، جناب سپیکر! میں اس سلسلے میں عرض کروں گا کہ میرے معزز دوست جو فرما رہے ہیں' جتنے ممبرز اس کمیٹی میں رکھے گئے تھے' اس میں سوائے راجہ صاحب کے سارے حاضر تھے۔ ex-officio member لاء منسٹر صاحب وہ وہاں پر نہیں تھے لیکن باقی کے تمام معزز ممبر' چاہے وہ اپوزیشن سے تعلق رکھتے تھے یا ٹریژری بنچز سے تعلق رکھتے تھے' وہ سب موجود تھے۔ کورم پورا تھا۔ اگر ایک معزز ممبر اپنی کسی مجبوری کی وجہ سے وہاں نہیں آ سکے تو دیکھنا یہ ہے کہ کیا وہاں پر کورم کم تھا؟ دوسرے آ گئے تھے۔ اگر یہ دلچسپی رکھتے تو یہ ضرور تشریف لاتے۔ ان کی غالباً دلچسپی نہیں تھی۔ ہر بات میں بلاوجہ تاخیر اچھی بات نہیں ہے۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' رانا صاحب! فرمائیے۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ under the rules جب House in Session ہو تو کیا کسی کمیٹی کی میٹنگ ہو سکتی ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، اصل بات یہ ہے کہ جس وقت یہ میٹنگ مقرر کی گئی تھی اس وقت یہ اندازہ تھا کہ House will be adjourned at 3:00 p. m. اس لئے اس کے بعد کا وقت مقرر کیا گیا تھا لیکن چونکہ آپ سب صاحبان نے اصرار کیا کہ وقت بڑھایا جائے تو میٹنگ already fix تھی۔ وہاں جو معزز ممبران پہنچ گئے انھوں نے میٹنگ میں حصہ لیا۔ اگر ایک معزز ممبر نہیں جا سکے تو اس پر کمیٹی کی میٹنگ کو روکا تو نہیں جا سکتا میٹنگ تو already fix تھی۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! شاید میں اپنی بات واضح نہیں کر سکا۔ میرا پوائنٹ یہ نہیں کہ ٹائم کب فکس ہوا یا کب نہیں ہوا۔ میرا پوائنٹ یہ ہے کہ کیا جب ہاؤس in session ہو تو under the rules کسی کمیٹی کی میٹنگ ہو سکتی ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، ہم اس کو pend کرتے ہیں۔ میں بعد میں اس پر رولنگ دوں گا۔

رانا تجمل حسین، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں انتہائی اہم بات کرنا چاہتا ہوں۔آپ کی اور اس معزز ایوان کی توجہ چاہتا ہوں کہ میں یہاں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ وقت ہے ہم سب کے مل بیٹھنے کا' ایک اہم ترین مقصد اور سب سے ضروری بات یہ ہے کہ ہم نے اپنے عوام اور اپنی قوم کو خوشیاں کس طرح بانٹنی ہیں؛ اس سے ضروری میری نظر میں اور کوئی مقصد نہیں ہے کہ ہم اپنے عوام کے مرجھائے ہوئے چہروں پر خوشیوں کی لہر دیکھ سکیں۔ میں اس floor کی وساطت سے ایک اہم ترین بات جس سے میری قوم کو' پاکستانی قوم کو' پنجاب کے عوام کو اور بالخصوص جن کا میں نمائندہ ہوں' اہل لاہور کے چہروں پر خوشی کی رونق آ جائے گی کہ میاں شہباز شریف صاحب فروری کے آخری ہفتے میں لاہور تشریف لا رہے ہیں۔ میں اپنے عوام کی طرف سے ' اپنے لوگوں کی طرف سے اپنے قائد کو یہ پیغام دینا چاہتا ہوں خوش آمدید شہباز شریف' خوش آمدید شہباز شریف' خوش آمدید شہباز شریف۔۔۔(شور وغل)

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ بیٹھیے۔ آپ بیٹھیے۔ Keep the House in order. شور مچانے کا کوئی مقصد نہیں ہے۔ اگر انھوں نے ایک statement دے دی ہے تو اس میں شور مچانا ضروری نہیں۔ بات ختم ہو گئی ہے۔ (قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر، No cross talk ۔ آپ تشریف رکھیے۔جی' لودھی صاحب!

وزیر زراعت، جناب سپیکر! میں آپ کا ممنون ہوں کہ آپ کے آنے سے پیشتر رانا ثناء اللہ صاحب نے یہ کہا تھا کہ یہ اسمبلی جمہوریت کا گھر ہے۔ ہمیں اس کو بڑا سنبھل کر چلانا چاہیے۔ میں آپ سے گزارش کروں گا کہ ہمارے دوست نے جو پوائنٹ آف آرڈر پر تقریر کی ہے۔ اول تو ان کا پوائنٹ آف آرڈر بنتا نہیں ہے۔ اگر یہی جمہوریت ہے تو پھر رانا صاحب کے لیے سوچنے کا مقام ہے۔ میرے دوست نے شہباز شریف صاحب کی بات کی ہے۔ میں انھیں یہ گزارش کروں گا کہ شہباز شریف صاحب ہوں یا کوئی اور ہو۔ کسی نے ان کو یہ نہیں کہا تھا کہ وہ باہر چلے جائیں۔ وہ خود اپنی مرضی سے گئے ہیں۔ ہماری ایک سیاسی جماعت ہے۔ ہمیں کسی کے آنے یا کسی کے جانے سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ ہماری خواہش ہے کہ جس طرح ہم میدان میں سیاست کر رہے ہیں۔ وہ

بھی آئیں اور یہاں پر آ کر سیاست کریں۔

شیخ اعجاز احمد۔ پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ اگر آپ کا پوائنٹ آف آرڈر اس موضوع پر ہے تو یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔ میری گزارش ہے کہ ہم نے ہاؤس کو چلانا ہے۔ آپ لوگ منتخب ہو کر آئے ہیں۔ چاہے آپ شہباز شریف صاحب کے ٹکٹ پر آئے ہیں۔ آپ آ گئے ہیں اور عوام کی نمائندگی کر رہے ہیں۔ آپ اس بحث میں کیوں پڑتے ہیں کہ کوئی باہر ہے اور کوئی اندر ہے؟ آپ اس پر ٹائم ضائع نہ کریں۔ اصل موضوع کی طرف آئیں۔

شیخ اعجاز احمد۔ جناب سپیکر! اگر وہ اس ہاؤس میں وضاحت مانگ سکتے ہیں یا میدان میں رہنے کی بات کر سکتے ہیں تو ہم کیوں نہیں کر سکتے؟ یہ لوٹے بن کر میدان میں آئے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ اعجاز صاحب No loose talk please ۔ آپ بیٹھیے!

راجہ ریاض احمد۔ جناب سپیکر! انتہائی قابل احترام سابق ڈپٹی سپیکر جناب حسن اختر موکل کا میں بہت احترام کرتا ہوں لیکن مجھے انتہائی دکھ ہے کہ انھوں نے ابھی یہ ریمارکس دیے تھے کہ میٹنگ ٹھیک کی گئی ہے۔ قانون کے تحت کی گئی ہے۔ رولز کے تحت کی گئی ہے اور یہ جو فاضل ممبر ہیں یہ ہاؤس کا وقت ضائع کرتے ہیں۔

جناب سپیکر! میں نے جو پوائنٹ اٹھایا تھا اس پوائنٹ کو آپ نے pend کیا ہے۔ میرا پوائنٹ صحیح تھا اور جناب حسن اختر موکل میرے بڑے بھائی ہیں۔ میں ان کا بہت احترام کرتا ہوں۔ میری ان سے گزارش ہوگی کہ وہ اپنے وہ الفاظ واپس لیں کیونکہ میرا پوائنٹ صحیح سمجھا گیا ہے۔ انھوں نے جو بات کی اور میٹنگ کی ہے وہ قانون اور رولز کے منافی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ ابھی اس پر میں نے رولنگ نہیں دی کہ وہ صحیح ہے یا نہیں؟ اس پر فیصلہ ہونا ہے۔

سردار حسن اختر موکل۔ جناب سپیکر! معزز ممبر نے میرا نام لیا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ انھیں وضاحت کر دوں۔ میں ان سے عرض کروں گا کہ وہ ہاؤس میں توجہ سے بات سنا

کریں۔ میں نے یہ نہیں کہا تھا کہ "یہ وقت ضائع نہ کریں"۔ میں نے کہا تھا کہ "وقت ضائع کرنے کی ضرورت نہیں ہے"۔ جہاں تک انھوں نے بات کی ہے اور آپ سے پوائنٹ آف آرڈر پر انھوں نے رولنگ مانگی ہے۔ آپ ان کو رولنگ دے دیں۔ وہ رولز آف بزنس پڑھ بھی لیں۔ کوئی irregularity نہیں ہوئی۔ اگر وہ رولز آف بزنس پڑھ لیں گے تو ان کی تسلی ہو جائے گی۔ میں نے صرف اتنا کہا تھا کہ تمام معزز ممبرز آ گئے تھے۔ یہ تشریف نہیں لائے۔ اس میں اگر ہم ان کا انتظار کرتے تو پھر وقت ضائع ہوتا۔ جو چیز ہاؤس میں آنی تھی، آج آ گئی ہے ورنہ یہ بہت بعد میں آتی۔ رانا ثناء اللہ صاحب میرے محترم بھائی ہیں، انہوں نے چونکہ رولنگ مانگی ہے۔ جب آپ ان کو رولنگ دے دیں گے تو ان کی تسلی ہو جائے گی۔ میں نے یہ قطعاً نہیں کہا کہ راجہ ریاض صاحب نے وقت ضائع کیا۔ میں پھر یہ دہراتا ہوں کہ میں نے یہ بات کہی تھی کہ وقت ضائع نہیں کرنا چاہئے جو کام آج ہو سکتا ہے اس کو کل پر کیوں چھوڑیں؟

صحت پر عام بحث

جناب ڈپٹی سپیکر، جی، اب ہم صحت پر عام بحث کا آغاز کرتے ہیں۔

وزیر صحت، جناب سپیکر! ہم آج بہت ہی سنجیدہ مسئلے پر discussion کریں گے۔ اس مسئلے کا تعلق پنجاب کے ہر شہری سے ہے۔ دو چیزیں ہوتی ہیں جو قوموں کا مستقبل determine کرتی ہیں۔ ایک ایجوکیشن کا سٹینڈرڈ دوسرا health care کا سٹینڈرڈ۔ تو آج کی discussion ہیلتھ سے متعلق ہے۔ میرا فرض ہو گا کہ آپ کے سامنے ان چیزوں کو دو steps میں پیش کروں۔ پہلے میں آپ کو پنجاب کے موجودہ سٹینڈرڈ آف ہیلتھ کے متعلق بتاؤں گا اور اس کے بعد میں آپ کی خدمت میں اپنا vision پیش کروں گا۔ میری both benches سے گزارش ہو گی کہ اس پر بڑی سنجیدگی سے اپنے points of view پیش کریں اور مقصد یہ ہو گا کہ ہم پنجاب کی صحت کو، جو موجودہ status میں ہے، جس سے بیشتر لوگ مطمئن نہیں ہیں اسے بہتر بنایا جائے۔

جناب والا! سب سے پہلے میں آپ کو بتاتا ہوں کہ ہم اس وقت کہاں پر ہیں؟ اس وقت صورتحال یہ ہے کہ پنجاب کے عوام کو صحت کی بنیادی سہولتیں اس معیار پر میسر نہیں ہیں جن پر ہونی چاہئیں۔ ہمارے پاس بہت سارے ادارے ہیں اور بہت سارے اداروں کی کارکردگی سے عوام مطمئن نہیں ہیں۔ اس وقت پنجاب میں 109 ٹیچنگ کے ادارے ہیں جن میں نرسنگ کالجز' میڈیکل کالجز' پوسٹ گریجویٹ کالجز' ڈینٹل' پیرا میڈیکل سکولز اور کالج آف پیرامیڈ کس شامل ہیں۔ ہمارے پاس ٹوٹل 3969 ہیلتھ کیئر کی سہولتیں ہیں۔ جن کا tier سسٹم صوبائی سطح سے شروع ہوتا ہے۔ ضلع اور تحصیل میں جاتا ہے جو BHUs اور RHCs کی صورت میں ہے۔ اس وقت ہمارے پاس 17 ٹیچنگ ہسپتال ہیں جو مختلف میڈیکل کالجز کے ساتھ affiliated ہیں۔ ہمارے پاس 34 ضلعی ہیڈ کوارٹر ہسپتال ہیں۔ 65 تحصیل ہیڈکوارٹرز ہسپتال ہیں' 201 رورل ہیلتھ سنٹرز ہیں' 2489 بنیادی صحت کے مراکز ہیں۔ یہ سہولتیں tier سسٹم کے ذریعے مہیا کی جا رہی ہیں۔ پچھلی حکومتوں نے یہاں پر ایک infrasturcture بنایا جس کا مقصد یہ تھا کہ ہیلتھ کی delivery دوردراز علاقوں تک پہنچ جائے۔ ہمارے محکمے میں تقریباً ایک لاکھ تیس ہزار ملازمین ہیں جن میں ٹیچنگ کیڈر' جنرل کیڈر' سپیشلسٹ کیڈر' نرسز اور پیرا میڈیکل سٹاف شامل ہے۔ عوام کو جو شکایات ہوتی ہیں ان میں سے پرائمری تین چار شکایات کچھ یوں ہیں کہ ہم ہسپتال جاتے ہیں تو ڈاکٹر موجود نہیں ہوتا۔ ہمیں ادویات نہیں ملتیں۔ ڈاکٹر اگر ہوتے ہیں تو جونیئر ہوتے ہیں' سینئر پروفیسر موجود نہیں ہوتے۔ جناب والا! یہ ہمارا current state of affairs vis-a-vis health ہے۔ ہمارا محکمہ under my ministry یہ چاہتا ہے کہ جیسے لاہور کو لے لیجیے کہ لاہور شہر میں ہمارے پاس اس وقت تین میڈیکل کالجز ہیں۔ یونیورسٹی آف ہیلتھ سائنسز کا قیام بھی ہے۔ تو اس کا ایک معیار ہے۔ اس کو ہم United States' انگلینڈ یا مغربی ممالک سے compare کرتے ہیں۔ لیکن اس معیار سے بھی نیچے ہمارا رورل ایریا ہے جس کا معیار لاہور کے ہیلتھ ٹیچنگ اداروں سے بھی کم ہے۔ میرا vision یہ ہے کہ بجائے اس کے کہ ہم شہروں کے معیار کو یورپ کے معیار کے مطابق لے کر آئیں۔ ہم Rural Areas کے معیار کو کم از کم شہروں کے level پر لے کر آئیں اور اس کے بعد جب یہ معیار برابر ہو جائے تو ہم اوپر کی طرف

چلیں۔ اس کے لئے اگر آپ health care کو ایک سرکل سمجھیں تو ہم نے ہمیشہ periphery کی طرف غور کیا ہے اور اس وقت ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم سرکل کے سنٹر، دیہی علاقے کے غریب شہری کی ضروریات کو اپنا focus point بنائیں، اور اس کی ضروریات کا تعین کر کے ہم وہ تمام سہولتیں اس تک پہنچائیں اور پھر وہاں سے ہم specialization یا high equipment یا high treatments کی طرف جائیں۔ جو vision میں پیش کر رہا ہوں وہ کوئی انٹرنیشنل یورپ، امریکہ یا کسی ترقی یافتہ vision کی کاپی نہیں ہے۔ ہمارے نزدیک ہماری ضروریات، ہماری ترجیحات ان ممالک سے مختلف ہونی چاہئیں۔ ہمارے وسائل ان ممالک سے مختلف ہیں۔ ہمارے شہریوں کی ضروریات، ان کی necessities ان ممالک کے شہریوں سے مختلف ہیں۔ جن چیزوں کو وہ necessities کہتے ہیں۔ وہ ہمارے غریب آدمی کے لئے luxuries ہیں۔ For the first time this ministry is going to focus on the centre of the circle. ہم جو سنٹر اس غریب، کمزور شہری کے لئے بنا رہے ہیں ہم اس سنٹر سے step by step باہر کی طرف بڑھیں گے۔ ہماری گورنمنٹ ہر شہری کو Standard of Health کی delivery کی گارنٹی دینے کے لئے تمام وہ recommendations جو پنجاب کے public interest میں ہوں گی ان recommendations کی قدر کرے گی اور جو recommendations جس میں پنجاب کے شہری کا نقصان ہو گا ان کو reject کرے گی۔ ہم اس open mind کے ساتھ آگے بڑھنا چاہتے ہیں۔ کیا ایک سال بعد جب یہ عوام کسی موضوع پر پھر discuss کرتے ہیں اور health care دوبارہ discuss ہوتی ہے تو پھر ہمارا اور اس گورنمنٹ کا focus اور test یہی ہو گا کہ جس سٹینڈرڈ پر آج ہم کھڑے ہیں ایک سال بعد ہم کس سٹینڈرڈ اور کس status پر کھڑے ہوں گے؛ میں محسوس کرتا ہوں کہ اس چیز کا ذمہ دار اور جوابدہ میں خود ہوں گا۔

جناب والا! ہم اپنے ڈاکٹرز کو جو کہ health care delivery system میں ایک central role play کرتے ہیں ہم ان کو encourage کریں گے۔ ان کی خواہشات اور ضروریات کو پورا کرنے کی کوشش کریں گے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہم میڈیکل ethics اور morality کو enforce کریں گے۔ As a doctor your first responsibility is the

well being of your patient and nothing else میں۔ پچھلے اڑھائی تین ہفتے سے اتنا سیمینارز میں گیا ہوں' وہاں پر اس موضوع پر بے شمار گروپس سے بات چیت کی ہے اور میں نے بار بار ڈاکٹرز کو یقین دہانی کرائی ہے کہ آپ کے ساتھی کی حیثیت سے میں آپ کی dignity کو بہت اہمیت دیتا ہوں۔ لیکن میری پرائمری ڈیوٹی پنجاب کا غریب اور بے کس شہری ہے اور اس کی ضروریات ہیں۔ آپ کی dignity میرے لئے بہت اہم ہے لیکن ان کی health care میرے لئے اولین ہے اور یہی وہ vision ہو گا جس کے تحت انشاء اللہ تعالیٰ یہ محکمہ چلے گا۔ اب میں آپ کی اجازت سے discussion کے لئے floor کو open کرتا ہوں۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جناب قاسم ضیاء صاحب!

جناب قاسم ضیاء، شکریہ' جناب سپیکر! سب سے پہلے میں قائد ایوان کو دلی مبارک باد دیتا ہوں کہ انہوں نے ایک پڑھے لکھے شخص اور ایک ڈاکٹر کو صحت کا قلم دان سونپا ہے۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ ان کی قابلیت ان کی اپنی فیلڈ میں تو ہے' اس کو بروئے کار لاتے ہوئے اسمبلی کے سوال جواب کے وقفہ کے حوالے سے بھی وہ کوشش کریں کہ وہ ہمارے دوستوں اور اپنے دوستوں کو مطمئن کر سکیں۔ اس کے علاوہ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک ایسا صحت کا معاملہ ہے کہ صرف ان کی یہ قابلیت عوام کے زخموں پر ریلیف نہیں رکھ سکتی۔ مرہم نہیں رکھ سکتی۔ ہم بچپن سے سنتے' آئے ہیں کہ تندرستی ہزار نعمت ہے۔ Health is better than wealth لیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہ محاورے شاید من حیث القوم ہمارے اس اہم ترین شعبہ میں بے حسی ہے۔

جناب سپیکر! جیسا کہ ابھی وزیرصحت نے فرمایا کہ ہم بہت کچھ vision رکھتے ہیں اور جس طرح کی انہوں نے باتیں کیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ اس کا اعتراف کرتے ہیں کہ آج تک ہم نے بے حسی کی مد میں اس شعبے کو دیکھا ہے۔ میں ان سے یہ کہنا چاہوں گا کہ مہذب ملکوں میں تھانہ کچہری اور ہسپتال عافیت کے نشان ہوتے ہیں۔ لیکن بد قسمتی سے ہمارے ملک میں لوگ یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کسی کو تھانہ' کچہری اور سرکاری ہسپتال کی شکل نہ دکھلائے۔ تھانہ

اور کچہری تو سمجھ آتا ہے کیونکہ تیسری دنیا کا یہی مقدر ہے۔ لیکن ہسپتال کا تعلق کچہری کے ساتھ بریکٹ ہوتا میں سمجھتا ہوں کہ ان تمام لوگوں کے ماتھے پر جس میں ہم سب شامل ہیں ایک کلنک کا ٹیکہ ہے۔ جو یہ سمجھتے ہیں کہ ہم عوام کی خدمت اور سیاست کو عبادت سمجھتے ہیں۔ جناب سپیکر! میرے فاضل دوست نے ڈاکٹروں کے ethics اور morality کی بات کی ہے۔ لیکن میں پوچھنا چاہوں گا کہ ہم نے عوام کو جسمانی صحت تو کیا دینی تھی۔ ہم نے تو انہیں بلکہ ہم نے انہیں معتبر ترین انٹرنیشنل اداروں کی رپورٹوں کے مطابق عوام کو جذباتی، روحانی اور نفسیاتی طور پر مریض بنا دیا ہے۔ یہاں تک کہ یو این او کے ایک ذیلی ادارے کی رپورٹ کے مطابق میرے قابل صد احترام وزیر صاحب تشریف فرما ہیں' یو این او کی رپورٹ کے مطابق پاکستانی عوام حکومتی کرتوتوں کی وجہ سے چڑچڑے' جھگیلے' جلد باز' بے صبرے اور اعصابی مریض بن چکے ہیں۔ یہاں ethics اور morality کی بات کرتے ہیں۔ اچھے علاج معالجے کی بجائے ہم نے عوام کو مختلف امراض میں مبتلا کر دیا ہے۔ عوام کو ان امراض کے تحفے دیئے ہیں۔ میں آپ کی اور ایوان کی توجہ اس جانب دلانا چاہوں گا کہ جہاں راتوں رات کنگز پارٹیاں بنیں' فلور کراسنگ کی آنکھ مچولی کھیلی جائے، ضمیر فروشی کو ضمیر کی آواز کہا جائے ' NAB عالم غیب کی طرح نمودار ہو' اور تو اور خود سربراہ مملکت اپنی زبان سے اپنے معاشرے کو ناقص قرار دے تو پھر اس کے ساتھ ساتھ اچنبھے کی بات دیکھئے کہ ملزموں اور مجرموں میں منصب اس طرح بانٹے جائیں کہ جیسے اندھا اندھوں میں ریوڑیاں بانٹتا ہے۔ اور جہاں عوام کے مقبول ترین لیڈروں کے لئے اس ملک کی سرزمین تنگ کر دی جائے تو ظاہر ہے کہ پورا معاشرہ abnormal ہوگا۔ اس معاشرے کا مقدر ہی یہ ہوگا کہ جسمانی امراض کے ساتھ ساتھ جذباتی، نفسیاتی، روحانی اور اس طرح کے مزید مہلک مرض ہم پر من حیث القوم کی حیثیت سے لاگو ہوں گے۔

جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ اس بات کی طرف بھی دلانا چاہتا ہوں کہ جب ایک ملک میں غیرآئینی صدر مملکت اور حکومتی جماعت کے patron chief نے پاکستانی سوسائٹی کو خود imperfect سوسائٹی قرار دیا۔ لیکن انہوں نے یہ نہیں جتایا کہ imperfect سوسائٹی ہونے کے اسباب کیا ہوتے ہیں؟ اس کے عوامل کیا ہوتے ہیں؟ اورکسی سوسائٹی کو ناقص اور imperfect

کہنے کے لیے وہ کیا وجوہات ہوتی ہیں؟ کون سی باتیں' حرکات اور افعال ہوتے ہیں جو کسی سوسائٹی کو برباد کرتے ہیں؟ شاعر مشرق نے تو کہا تھا۔

"خاص ہے ترکیب میں قوم رسول ہاشمی "

جناب سپیکر! میں پوچھتا ہوں کہ یہ ترکیب کس نے تبدیل کی؟ خود غرضی' منافقت' جھوٹ' ہوس اقتدار اور دھاندلی جیسی حرکتیں کس سوسائٹی کو imperfect یا مریض نہیں بناتیں؟ اس سوسائٹی میں' میری سوسائٹی میں ' آپ کی سوسائٹی میں ' قائد ایوان کی سوسائٹی میں اگر یہ imperfection ہے تو اس کا ذمہ دار کون ہے؟ میں اس ایوان سے اور آپ سے پوچھتا ہوں کہ کیا آپ اس گناہ کبیرہ میں' کیا قائد ایوان اس گناہ کبیرہ میں اور کیا میرے وہ معزز ارکان اس گناہ کبیرہ میں جنہوں نے ان تمام باتوں میں شمولیت اختیار کی' چاہے کنگز پارٹیاں بنیں ' چاہے وفاداریاں تبدیل ہوئیں' کیا وہ لوگ اس قوم کو ان امراض میں مبتلا کرنے کے لئے اس جرم عظیم میں شامل نہیں ہیں؟

جناب سپیکر! یہ بڑے سوچنے کی بات ہے۔ میرے بھائی وزیر صاحب نے vision کی بات کی میں کہوں گا کہ یہاں بورڈ آف گورنرز بنا کر آپ نے غریب کو علاج کرانے سے دور کیا جہاں اس کو پہلے دو یا دس روپے کی پرچی ملتی تھی۔ اب اس کو 60 روپے کی پرچی ہسپتالوں میں ملتی ہے۔ ہسپتالوں کی مہنگی مشینوں کو جان بوجھ کر خراب کر دیا جاتا ہے۔ نہ ہسپتالوں میں پینے کا پانی مہیا کیا جاتا ہے ۔وہاں پر یہ مشینیں جان بوجھ کر خراب کی جاتی ہیں کہ لوگوں کو پرائیویٹ لیبارٹریز کی طرف دیکھنا پڑے جو کہ بہت زیادہ مہنگی ہوتی ہیں۔ میں اس ایوان میں یہ کہنا چاہوں گا' ہم نے پہلے بھی کہا ہے اور آج بھی کہتے ہیں کہ ہم آپ کے vision کی قدر کرتے ہیں۔

جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے وزیر صحت سے کہنا چاہوں گا کہ آپ اس vision کو عملی جامہ پہنانے کی بات کریں لیکن خدا را! یہ ضرور سوچیں کہ من حیث القوم جو تحفے ہم نے اس قوم کو دیئے ہیں' جس میں آپ سب شامل ہیں اور جو ہمیں ذہنی مریض بنا دیا گیا ہے' ہماری قوم کو ذہنی مریض بنا دیا گیا ہے' اس کے لئے بھی ہمیں علاج کی ضرورت ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں دوائیوں سے زیادہ وہ ماحول پیدا کرنے کی ضرورت ہے' ہمیں اس ملک کے آئین اور قانون کی بالادستی کی بات کرنے کی ضرورت ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جب ذہن سوچنے

کے لئے بہتر ہوں گے تو جسمانی صحت بھی بہتر ہو گی ۔ بہت بہت شکریہ ' مہربانی ۔

کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' فرمائیں!

کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ، جناب سپیکر! اپوزیشن بنچز سے جو انہوں نے بات کی ہے نہایت قابل غور ہے ۔ صحت کا دو major components پر انحصار ہے ۔ ایک ذہنی اور ایک جسمانی تو جو بات وزیر صحت نے بھی کہی' انہوں نے بھی کہی ۔ ہمارے ملک میں جو ذہنی امراض ہیں وہ زیادہ تر دیکھا گیا ہے کہ وہ لوگ جنہوں نے پرانے دور میں لوٹ مار کی ہے' جنہوں نے پیسے کی دوڑ لگائی ہے اور اس ملک کو چوس لیا ہے اس حد تک کہ ابھی یہ جو پرچی کی بات کر رہے ہیں کہ 2 روپے کی بجائے 60 روپے کی ہو گئی ہے ۔ یہ پیسہ کدھر سے آئے گا' یہ پیسہ کھا پی کر ہم باہر لے گئے ۔ ہم جنرل پرویز مشرف کی بات کرتے ہیں ۔ صدر کی' آئین کی' پتا نہیں کون کون سے قانون کی باتیں کرتے ہیں ۔ جب یہ قوم ذہنی مرض میں مبتلا تھی۔ جب یہ لوگ دعائیں مانگتے تھے کہ اے خدا ! یہاں پر جمہوریت کی شکل میں جو ایک مارشل لاء لگا ہوا ہے اس سے ہماری جان چھڑا۔ اس سے اللہ تعالیٰ ہمیں نجات دے۔ لوٹ مار سے ہمیں بچا۔ اس وقت اگر by chance ایک آدمی آ گیا' اس نے آپ کو یہ حالات دے دیئے ہیں کہ آپ جمہوریت کو چلائیں تو خدارا! اس بندے کے متعلق یہ بات مت کریں جس نے ہمیں یہاں تک پہنچنے کے لئے حالات فراہم کئے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر : This is for me to decide.' آپ پلیز بیٹھیں ۔

LT. COL (Retd.) SHUJA KHANZADA: Please let me complete what I want to say.

جناب ڈپٹی سپیکر : فرمائیں!

کرنل(ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ جناب سپیکر ! ہم یہاں غریب آدمی کے لئے بیٹھے ہیں ۔ میں وزیر صحت کو قریبی طور پر جانتا ہوں ۔ He is America's top doctor with three FRCSs He has come back recently. He has given to you his mandate, his

اور آپ گھوم پھر کر، ادھر آ جاتے ہیں کہ جی vision. He wants to serve the poor.
صدر نے یہ کر دیا، وہ کر دیا۔ .Let him work for the poor people

MR DEPUTY SPEAKER: I would suggest let's come to the main discussion. Now I call upon Dr. Farzana to take the floor. No cross talks please.

جناب ڈپٹی سپیکر: دیکھیں آج جمعہ ہے، وقت بہت کم ہے۔ لوگوں نے نماز کے لئے جانا ہے۔ ہم نے آج ایک بجے اجلاس adjourn کر دینا ہے۔

محترمہ صغیرہ اسلام: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بی بی! آپ بیٹھیں۔ میں ابھی آپ کو floor دوں گا۔ بی بی ایک منٹ بیٹھیں۔ میں آپ کو وقت دوں گا۔ پہلے ڈاکٹر فرزانہ کو بات کر لینے دیں۔

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب سپیکر! شکریہ۔ وزیر اعلیٰ صاحب نے جتنی تیزی اور نیک نیتی کے ساتھ طبی سہولتوں کی فراہمی کے لئے جو package دیا ہے اور انھوں نے بورڈ آف گورنر کے بارے میں جو کمیشن قائم کیا ہے اس کی میں بھی ممبر ہوں۔ جسٹس مجدد مرزا، وزیر صحت، ڈاکٹر لطیف ملک، سیکرٹری قانون اور میں نے ایک مہینہ تک personally stake holders کو سننے کے علاوہ مختلف جگہوں پر visits کئے۔ ہم نے جتنا وقت دیا ہے آپ اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔ ہم رات اڑھائی بجے تک کام کرتے رہے ہیں۔ میں صرف یہ گوش گزار کرنا چاہوں گی کہ آپ صرف مخالفت برائے مخالفت نہ کریں۔ آپ ہماری بات سننے کا حوصلہ بھی رکھیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: آرڈر پلیز۔ آپ سب بیٹھیں۔ وقت تھوڑا ہے۔ انھیں بات کرنے دیں۔

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: کیا آپ نے صرف لڑنا ہی ہے؟ آپ عوام کے ریلیف کی بات تو سنیں۔ آپ نے ہمیں جو ایک کام ذمے لگایا تھا ہم نے اسے کس طرح نبھایا ہے۔ ہم اور آپ نے اکٹھے مل کر عوام کو ریلیف دینا ہے نہ کہ لڑنا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بی بی! آپ چیئر کو مخاطب کریں۔ آپ میری وساطت سے بات کریں۔

براہ راست بات نہ کریں۔

ڈاکٹر فرزانہ نذیر : جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے معزز ممبران کے گوش گزار یہ کرنا چاہتی ہوں کہ اس کمیشن نے صبح سے لے کر رات اڑھائی بجے تک غیر جانب دار ہو کر کام کیا ہے تاکہ عوام کو زیادہ سے زیادہ ریلیف دی جا سکے۔ ہم نے stake holders کے علاوہ تمام ڈاکٹرز، جونیئر ڈاکٹرز، سینئر ڈاکٹرز اور عوام کو سنا۔ ہم نے ذاتی طور پر وہاں پر جا کر physically visit کئے۔ ہم نے پریس کو بھی نہیں بتایا نہ ہی میڈیا کو مطلع کیا۔ مجدد مرزا صاحب، میں اور پوری کمیٹی نے surprise visit کئے۔ سب سے پہلے میو ہسپتال میں، میں خود مریض بنی، کسی کو معلوم نہیں تھا کہ میں کون ہوں۔ پھر ہم نے وہاں ڈسپنسری کا دورہ کیا کہ وہاں پر مریضوں کو ڈاکٹر کیسے examine کرتا ہے تاکہ ہم وزیر اعلیٰ صاحب کو صحیح صحیح صورت حال بتا سکیں۔ جب ہم ڈسپنسری میں گئے تو وہاں پر ادویات کا فقدان تھا۔۔۔(قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر : آپ پلیز! انھیں بات کرنے دیں، صحت کے بارے میں بات ہو رہی ہے۔ آپ کو بھی موقع ملے گا۔ آپ پلیز! تشریف رکھیں۔ آپ کو موقع دیا جائے گا۔

ڈاکٹر فرزانہ نذیر : آپ پلیز! میری بات سنیں تو سہی، میں آپ کو بتا رہی ہوں کہ یہ سارے مسائل کیسے پیدا کئے گئے۔ یہ تمام پالیسیاں سابقہ حکومت کی ہیں۔ سابقہ حکومت نے ہی یہ autonomy دی تھی۔ سابقہ حکومت نے ہی بورڈ آف گورنر کے قیام کی منظوری دی تھی۔ اب اس سسٹم کو صحیح کرنے کے لئے، ایک کینسر کے مرض کا علاج کرنے کے لئے radiation دینے کے لئے کچھ تو وقت درکار ہو گا۔

محترمہ صغیرہ اسلام : کیا یہ پوائنٹ آف آرڈر ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر : وہ پوائنٹ آف آرڈر پر نہیں بلکہ صحت پر عام بحث کر رہی ہیں۔

ڈاکٹر فرزانہ نذیر : محترمہ! آپ لڑنے کی بجائے ہماری بات سنیئے۔ جناب سپیکر! پورا مسلم لیگ ڈاکٹرز ونگ اور وزیر صحت گنگا رام ہسپتال میں رات دس بجے تشریف لائے۔ رات اڑھائی بجے تک ایک ایک مریض کے پاس bed to bed ہم گئے۔ عوام سے ان کی ترجیحات پوچھیں۔ پہلے لوگوں کو تمام ادویات مل رہی تھیں۔ پہلے کوئی پرچی سسٹم نہیں تھا۔ جب شہباز شریف صاحب

تشریف لائے تو یہ autonomy انھوں نے ہی create کی۔ اب ہم اس کو صحیح کرنے کے لئے سفارشات دے رہے ہیں۔۔۔

محترمہ صغیرہ اسلام: جناب والا! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیے!

محترمہ صغیرہ اسلام: فاضل ممبر جو بول رہی ہیں۔ کیا انھوں نے اپنے ماتھے پہ لگایا تھا کہ یہ ایم پی اے ہیں؟ اگر یہ کسی اپنے ذاتی کام یا دوائی لینے کے لئے گئی تھیں تو اس بات کو اسمبلی میں بتانے کی ضرورت نہیں ہے۔

محترمہ انبساط خان: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! یہ بغیر اجازت لئے بولتی چلی جا رہی ہیں۔ انھیں منع کریں۔

محترمہ صغیرہ اسلام: جناب والا! انھیں کہیں کہ بیٹھ جائیں۔ میری بات میں مداخلت نہ کریں۔ کسی کو صغیرہ اسلام کے ساتھ بات کرنے کا حق نہیں ہے۔ (قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ پلیز تشریف رکھیں۔ آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔

محترمہ فرزانہ راجہ: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں نے کل بھی عرض کیا تھا کہ جو آپ کے پاس ممبران کے ناموں کی فہرست موجود ہوتی ہے۔ اس کے مطابق call کیا کریں۔ اس طرح تو ہر کوئی بات کرنے کی کوشش کرے گا۔ میری گزارش ہے کہ آپ فہرست کے مطابق لوگوں کے نام پکاریں اور جس کا آپ نام پکاریں وہی اٹھ کر بات کرے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں نے تو اسی لسٹ کے مطابق ڈاکٹر فرزانہ کو floor دیا تھا۔ اگر آپ کسی کو بات کرنے دیں تو پھر بحث ختم ہو سکتی ہے۔

محترمہ انبساط خان: جناب! میں نکتۂ ذاتی وضاحت پر بات کرنا چاہتی ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ابھی آپ بیٹھیں۔ میں آپ کو وقت دیتا ہوں۔

محترمہ قدسیہ لودھی: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میری درخواست ہے کہ یہ صحت سے متعلق بڑا اہم issue زیر بحث ہے۔ براہ کرم اس کا وقت extend کیا جائے۔ جمعہ کی نماز کے بعد

بھی اجلاس جاری رکھا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : بی بی ! جمعہ کی نماز تک وقت ہے ۔ اس کے بعد سب نے گھروں کو جانا ہے۔ آپ نے جمعہ کی نماز تک جتنا بولنا ہے' بول لیں۔

محترمہ انبساط خان : جناب والا ! میں نکتۂ ذاتی وضاحت پر بات کرنا چاہتی ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر : جی' فرمائیے!

محترمہ انبساط خان : جناب! آپ کے گوش گزار کرنا چاہتی ہوں کہ آج صبح سے اس floor پر اپوزیشن کو ان لوگوں کی تکلیف ہے جو ان کو چھوڑ کر حکومتی بنچز پر چلے گئے۔ ان کے لیڈر ' اپوزیشن لیڈر بات کر کے ہاؤس چھوڑ کر چلے جاتے ہیں ' اس وقت وہ اس ہاؤس میں موجود نہیں ہیں۔ میں نے یہ سوچا تھا کہ Assembly Hall would be an august gathering. It would be a gathering of graduate people.

جناب ڈپٹی سپیکر : آپ پلیز! بیٹھیں۔

محترمہ انبساط خان : جناب! مجھے بولنے کا موقع دیا جائے۔ میں نکتۂ ذاتی وضاحت پر ہوں۔

(قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر : آرڈر پلیز ۔ آرڈر پلیز ۔ آپ سب براہ کرم تشریف رکھیں۔مہربانی کر کے ہاؤس کے تقدس کا خیال رکھیں۔

MS EMBESAT KHAN: It is point of personal explanation I want to explain I would explain I have to explain Sir, I have to explain. You have to control these people

MR DEPUTY SPEAKER: Bibi, please sit down.

MS EMBESAT KHAN: Sir, I would not sit

جناب ڈپٹی سپیکر ، پلیز آپ بیٹھیں۔ پلیز آپ بیٹھیں ۔ This is no way. This is no way. Decorum of the House is to be maintained. Every member of the House has a right to speak. This is no way to hear somebody else.

محترمہ انبساط خان، Sir, my Personal explanation آج صبح سے اپوزیشن بنچز ہم سے کچھ ناراض نظر آ رہے ہیں۔ آپ کی تشریف آوری سے پہلے اپوزیشن کے ایک ممبر نے مجھ پر ذاتی تنقید کی اور اس معزز ہاؤس میں عورتوں کی 33 فیصد تعداد ہونے کے باوجود اور اپنے بنچز میں بھی عورتوں کے ہونے کے باوجود جن بنچز کے لئے میں نے 1992 میں restoration of women seats کے لئے کام کیا On the platform of Pakistan People's Party. جس کی وجہ سے یہ سب آج یہاں موجود ہیں۔ یہ میرے بڑے معزز رکن ہیں restoration of women seats کی definition پوچھیں گے تو I don't think کہ دس سے زیادہ کو آتی ہو گی۔

I have been loyal to Ms Bhutto and because they were not loyal to Ms Bhutto therefore, I left them. Today, these people talk personal because they are politically not able to run this august House in a political manner. They believe in personal politics, they believe in leg-pulling, they believe in all that can pull this country down. They believe in all these things that can stop progress of Pakistan. These people what they are doing now, I am used to it. What they are doing now is their usual behaviour in the Party, outside the Party and everywhere. Thank you.

MR DEPUTY SPEAKER: Thank you. Now I 'll read the list of the honourable speakers who will take the floor.

جنھوں نے میرے پاس چٹیں بھیجی ہیں۔ مسز شہلا راٹھور، ڈاکٹر نادیہ عزیز، ڈاکٹر اسد معظم، ڈاکٹر ایم افضل، اعجاز سمرا، جاوید گجر، جہانزیب گل، ڈاکٹر انجم امجد، مس فرزانہ راجہ، محترمہ زینت خان، مسز پروین مسعود بھٹی، ڈاکٹر سید وسیم اختر، چودھری محمد شفیق، ملک اصغر علی قیصر، راجہ شگفتہ عباسی، راجہ طارق کیانی، ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی، میاں محمد لطیف عاقل، مس مصباح کوکب، شیخ اعجاز احمد، ڈاکٹر مظفر علی شیخ، رانا شکیل الرحمن، سید احسان اللہ وقاص، چودھری جاوید احمد، جناب ارشد محمود بگو، مسز شگفتہ انور، مسز گل ہما، انجینئر جاوید اکبر، محترمہ قدسیہ لودھی، محترمہ خالدہ منصور، محترمہ صبا صادق، مسز عابدہ جاوید، محترمہ شہناز سلیم، مسٹر طاہر خان علیزئی اور محترمہ زیب النساء قریشی۔

جناب ارشد محمود بگو، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی! فرمائیے!

جناب ارشد محمود بگو، جناب والا! چونکہ فاضل ممبران کے نام زیادہ آگئے ہیں اس لئے آپ ہر ایک کے لئے ٹائم متعین کر دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میں بالکل آپ سے متفق ہوں۔ ایک تو یہ کہ پوائنٹ آف آرڈر پر کوئی بحث نہیں ہو گی۔ دوسری بات یہ ہے کہ ایک ممبر پانچ منٹ لے تاکہ سب کو موقع مل سکے ۔ میں نے سب کے نام بتا دیئے ہیں I would request to honourable Members to be seated and let everyone have a time to speak

ملک اصغر علی قیصر، جناب والا! سب سے پہلے میں نے اپنا نام بھیجا تھا لیکن مجھے وقت نہیں دیا گیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جو چٹیں آئی ہیں اسی حساب سے بلایا جا رہا ہے۔ دیکھیں اب آپ کا نام آ گیا۔ آپ کو ٹائم ملے گا۔ سب ممبرز ہیں' سب کو ٹائم ملے گا۔ آپ آرام سے بیٹھیں گے تو سب کو ٹائم ملے گا۔

جناب جہانزیب راؤ، جناب والا! آپ ان کا رویہ دیکھیں ۔ ہم یہ نہیں دیکھ رہے کہ ملک کے لئے بہتر کیا ہے؟ ہم تو یہ دیکھ رہے ہیں کہ اقتدار میں کون ہے اور اختلاف میں کون ہے۔ ہم تو اپنے ذاتی اختلافات میں لگے ہوئے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اب میں محترمہ شہلا راٹھور کو floor دینا چاہتا ہوں۔ ان کے بعد نادیہ عزیز ہیں۔

محترمہ شہلا راٹھور، جناب والا! میں آپ کی ممنون ہوں کہ آپ نے مجھے بات کرنے کا موقع دیا۔ یہ بہت ہی اہم issue ہے۔ مجھے سب سے زیادہ یہ خوشی ہے کہ ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب نے اس کو اپنی top priorities میں رکھا ہوا ہے۔ ویسے تو پاکستان میں مسائل کی کمی نہیں۔ اس کے باوجود انھوں نے صحت ' ایجوکیشن ' لاء اینڈ آرڈر اور زراعت کو top priorties میں رکھا ہوا ہے۔ جس طرح منسٹر صاحب نے restructuring کی اتنی اچھی پلاننگ بتائی ہے۔ اگر ایسے issue کے بارے میں ہمارے سابقہ منسٹر بھی ایسی restructuring کے بارے میں سوچتے تو میرا خیال ہے کہ ابھی ہمیں ہیلتھ کے مسئلے پر اتنی پریشانی نہ ہوتی۔ چونکہ میں جانتی ہوں کہ ہم

سب کے لئے بڑا محدود وقت ہے۔

MR DEPUTY SPEAKER: No mobile phones please. Kindly put off your mobile phones.

محترمہ شہلا راٹھور: میں منسٹر صاحب کی توجہ اس طرف مبذول کرانا چاہوں گی کہ پہلے سے جو ہمارے ہسپتال وغیرہ کام کر رہے ہیں ان میں اینٹی کرپشن کی ایک علیحدہ سے کمیٹی بنا دی جائے تاکہ وہاں پر جو غلط یا mismanagement ہوتی ہے اسے point out کرے اور اس کے خلاف ایکشن لیا جائے۔ جیسے چلڈرن ہسپتال کا ایک پراجیکٹ ہے۔ یہ پراجیکٹ تقریباً ایک ارب سے زیادہ مالیت کا ہے جس کا ابھی تک پہلا فیز بھی مکمل نہیں ہوا۔ جس میں صرف ایمرجنسی کے علاوہ ایک اور وارڈ ہے جو ابھی مکمل ہوا ہے جب کہ اس کے مختص شدہ فنڈز میں سے 80 فی صد استعمال ہو چکے ہیں۔ تو میں چاہوں گی کہ وہاں کے جو پراجیکٹ ڈائریکٹر ہیں ان کے بارے میں investigate کیا جائے۔ ایک تو وہ NAB زدہ ہیں اور ان کے خلاف کئی کیسز بھی بنے ہوئے تھے اور He is simply DCH person. ان کو جس عہدے پر ترقی دے دی گئی ہے میں نہیں سمجھتی کہ اس پر انھیں promote کیا جائے۔

جناب والا! اس کے علاوہ جیسے انھوں نے بتایا ہے کہ ایکشن لینے کے لئے بہت سارے پروگرام ترتیب دے رہے ہیں۔ چونکہ میرا تعلق سیالکوٹ سے ہے اس لئے میں چاہوں گی کہ سیالکوٹ کے حوالے سے، سیالکوٹ اتنا زیادہ ہمارا ایکسپورٹنگ قسم کا شہر ہے، بہت بڑا شہر ہے لیکن مجھے افسوس ہے کہ وہاں پر C T Scan تک کی سہولت میسر نہیں ہے۔ میں ان سے یہ بھی درخواست کروں گی کہ وہاں اتنی زیادہ عوام ہے اور اتنا زیادہ فنڈ بھی آپ دے رہے ہیں اور وہاں کے لوگ ہمارے ملک کی تعمیر و ترقی میں اتنا زیادہ حصہ لیتے ہیں۔ وہاں پر CT Scan کا نہ ہونا نہایت miserable بات ہے۔

جناب والا! میں یہ سمجھتی ہوں کہ ہمارے جو میڈیکل سٹورز ہیں وہ ناجائز، غیر معیاری اور غیر رجسٹرڈ شدہ سٹور ہیں۔ یہ ایک بہت بڑا issue ہے کیونکہ وہاں پر nonqualified اور unrequired قسم کے میڈیکل سٹور ہیں۔ وہاں پر ڈرگز کا بزنس ہوتا ہے۔ نشہ آور اشیاء وہاں پر کھلے بندوں بکتی ہیں۔ میں ان سے پرزور گزارش کروں گی کہ اس پر فوری طور پر ایکشن لیں۔ میں اس بارے میں ان سے بہت زیادہ امید رکھتی ہوں اور ان کی قابلیت اور صلاحیتوں پر بھی ہمیں بہت زیادہ ناز ہے۔ وہ اس معاملے میں پوری طرح دلچسپی لے رہے ہیں اور مجھے امید

ہے کہ وہ اپنے اس ٹارگٹ پر پورا اتریں گے۔ میں یہ اعلان بھی کروں گی کہ خواتین فنڈز میں سے مجھے جو فنڈز ملیں گے میں ان تمام کو اپنے علاقے کی میڈیکل کی سہولیات دینے کے لئے مختص کروں گی۔ اس کے علاوہ میں سروسز ہسپتال کے حوالے سے بھی عرض کروں گی کہ ریڈیالوجی کے شعبے کی دو اہم ایکسرے کی مشینیں ہیں جو کہ چند ہزار روپے میں مرمت ہو سکتی ہیں لیکن وہ بالکل under ground کی گئی ہیں جس سے مریضوں کو سہولیات مہیا کرنے میں مشکلات کا سامنا ہے اور وہاں کی جو الٹرا ساؤنڈ مشینیں ہیں وہ دو دفعہ سیلاب کی نذر ہو چکی ہیں لیکن اس کے باوجود وہی استعمال کی جاتی ہیں کیونکہ ان کا ریڈیالوجی ڈیپارٹمنٹ ہی basement میں بنا ہوا ہے اور وہاں دو دفعہ سیلاب بھی آ چکا ہے لیکن ابھی تک وہی مشینیں استعمال کی جا رہی ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بی بی! وقت ختم ہو چکا ہے۔ اب میں فلور ڈاکٹر نادیہ عزیز کو دیتا ہوں۔

ڈاکٹر نادیہ عزیز: جناب سپیکر! میں آپ کی ممنون ہوں کہ آپ نے مجھے وقت دیا۔ میری گزارشات وزیر صحت سے ہیں جو خود بھی ڈاکٹر ہیں۔ ان سے میرا سب سے اہم سوال میڈیکل کالجز میں انٹری ٹیسٹ سے متعلق ہے جو تقریباً 1998 سے لیا جا رہا ہے۔ ایف ایس سی کا امتحان دو حصوں میں لیا جاتا ہے۔ پارٹ ون اور پارٹ ٹو اور جو انٹری ٹیسٹ ہے وہ تقریباً بورڈ کے امتحان سے آٹھ سے نو ماہ بعد لیا جاتا ہے۔ میرا ان سے سوال ہے کہ ڈاکٹر صاحب! آپ خود بھی ڈاکٹر ہیں اور اس بات کو بہت اچھی طرح سمجھ سکتے ہیں کہ آٹھ نو ماہ تک اسی سلیبس کو یاد رکھنا اور بہت اچھے طریقے سے یاد رکھنا مشکل ہے۔ اس وجہ سے بورڈ کے امتحان میں جو بچے زیادہ نمبر لیتے ہیں ان کی اکثریت انٹری ٹیسٹ میں رہ جاتی ہے اور وہ میڈیکل کالج میں داخلے سے محروم ہو جاتے ہیں۔ میرے خیال میں کسی بھی طالب علم کو بار بار امتحانی مراحل سے گزارنا اچھی بات نہیں ہے۔ ان کے لئے ایک بورڈ کا امتحان ہی کافی ہے۔ انٹری ٹیسٹ مجھے نہیں معلوم کہ کس وجہ سے رکھا گیا؟ شاید چور راستے جانے کے لئے یا سفارشوں کے لئے تاکہ اس طرح میڈیکل کالجز میں ان کے بچے داخلہ لے سکیں۔ ایک اور مسئلہ جو میں آپ کے سامنے عرض کرنا چاہتی ہوں وہ ہے ڈرگز کی misuse جو آج کل مارکیٹ میں ایک ہی دوائی کی بہت

ساری کمپنیوں کی ادویات ہیں۔ ایک ہی سالٹ کی ہزاروں میڈیسنز ہیں۔ آپ بہت بہتر جانتے ہیں کہ ایک دوائی میں سوڈیم یا پوٹاشیم ڈیڑھ روپے سے لے کر پھر سات اور آٹھ روپے تک ملتی ہیں۔ سیفوٹیکزائن سوڈیم 110 روپے سے لے کر 310 روپے تک ملتا ہے۔ کیوں نہ ایک ڈرگ ایکٹ بنایا جائے تاکہ ہمارے عوام کو' ہمارے پنجاب کے رہنے والوں کو ریلیف مل سکے۔ ان کو ایک ہی پروڈکٹ ملے جس کی ایک ہی خوردہ قیمت ہو تاکہ غریب عوام کو ریلیف ملے' نہ کہ ڈاکٹرز کو ریلیف ملے جو کہ میڈیکل کمپنیوں سے کمیشن لے کر مہنگی دوائیاں غریب عوام کو لکھ کر دیتے ہیں۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ اب میں ڈاکٹر سید وسیم اختر کو Floor دیتا ہوں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: بسم اللہ الرحمن الرحیم ٥ شکریہ' جناب سپیکر! پانچ سات منٹ کے اندر میں محکمہ صحت کے حوالے سے بات کروں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پانچ منٹ سے زیادہ نہیں ---

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! مسائل اور معاملات کے اوپر بات کرنا تقریباً ناممکن ہے بہرحال میں مختصراً اشاروں کے اندر اپنے وزیر موصوف کی خدمت میں یہ چند باتیں عرض کرنے کی کوشش کروں گا۔ یہ بھی خوش آئند ہے کہ وزیراعلیٰ صاحب بھی یہاں پر تشریف رکھتے ہیں۔ سب سے پہلی بات میں بورڈ آف گورنرز کے حوالے سے کرنا چاہتا ہوں۔ پہلی بات تو ہمیں یہ سمجھنی چاہئے کہ تعلیم اور صحت کے جو شعبے ہیں' یہ سوشل سیکٹرز ہیں۔ گورنمنٹ نے اگر کمائی کرنی ہے تو اس کے علاوہ حکومت کے بہت سارے محکمے ہیں اور بہت سارے ذرائع ہیں جن کے ذریعے کمائی ہو سکتی ہے۔ لیکن ان سیکٹرز کے اندر حکومت کو صرف اور صرف خرچ کرنا چاہئے۔ لیکن بورڈ آف گورنرز جو بنائے گئے ہیں اور ان کے ذمے ٹاسک یہ ہے کہ وہ اپنے اخراجات کے ذرائع خود تلاش کریں اور ہر سال ان کی جو سالانہ گرانٹ ہوتی ہے اس کے اندر بتدریج کمی بھی کی جاتی رہی ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ اس وقت جو صورت حال ہے جن انسٹی ٹیوشنز کے اندر بورڈ آف گورنرز بنائے گئے ہیں' اس میں پہلے کسی غریب کا بلڈ ٹیسٹ یا پیشاب ٹیسٹ ' ای سی جی یا ایکسرے مفت ہو جاتا تھا۔ اب اس کے لئے اس کو پیسے

دینے پڑتے ہیں۔ اب ہسپتال کے اندر غریبوں کے لئے سرنج بھی فراہم کرنا تقریباً ناممکن ہو گیا ہے۔ اس میں جب ہم رابطہ کرتے ہیں تو کہا جاتا ہے کہ زکوٰۃ فنڈز سے ان کی امداد ہو سکتی ہے اور ہسپتال کو ہم نے زکوٰۃ فنڈ فراہم کیا ہے۔ لیکن جو غربت کی کیفیت ہمارے ملک کے اندر ہے اتنی تھوڑی سی رقم جو کہ ہسپتالوں کو فراہم کی جاتی ہے اس کی مدد سے بڑی تعداد کے اندر جو غرباء آتے ہیں ان کو میڈیسن فراہم نہیں کی جا سکتیں۔ دوسرا اس میں ساتھ ساتھ یہ ہوتا ہے کہ اسی زکوٰۃ فنڈ سے زور آور لوگ تو دوائیاں لے جاتے ہیں اور غریب اس سے بھی محروم رہ جاتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ سلسلہ بھی شروع ہے۔ مثلاً بہاولپور کے اندر وکٹوریہ ہسپتال ہے' قائد اعظم میڈیکل کالج ہے۔ 1300 سے زیادہ اس کے اندر بستروں کی تعداد ہے لیکن پنجاب کے دوسرے ہسپتالوں کے مقابلے میں جو سالانہ بجٹ وکٹوریہ ہسپتال کو فراہم کیا جاتا ہے وہ کم ہے۔ یہ جو ناانصافی ہے' تفاوت ہے اس کو بھی دور کیا جانا چاہئے۔ پھر بہاولپور کے اندر بچوں کی سرجری سے متعلق ایک ہسپتال کئی سالوں سے بالکل تیار کھڑا ہوا ہے جو کہ وکٹوریہ ہسپتال کے ساتھ ہے۔ لیکن اس کے لئے کوئی عملہ ابھی تک فراہم نہیں کیا گیا۔ پھر اسی طرح تھلیسیمیا ایک بچوں کی بیماری ہے۔ بڑی تگ و دو کے بعد وہاں پر ایک وارڈ کی فراہمی کے آرڈر ہائی کورٹ نے دیئے اور کچھ فنڈز بھی فراہم کیا گیا اور اس کے نتیجے میں وہاں پر کچھ equipment بھی آیا ہے۔ لیکن اب لطیفہ یہ ہے کہ یہ سامان ایک پروفیسر کے دفتر کے اندر dump پڑا ہے۔ جب محکمہ صحت سے بات کی جاتی ہے تو وہ کہتے ہیں کہ اپنے وسائل سے ڈاکٹرز اور نرسیں بھرتی کریں۔ بہاولپور کو تو یہ جواب دیا جاتا ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ الائیڈ ہسپتال فیصل آباد' سروسز اور جناح ہسپتال لاہور میں ہیں ان کو نئی پوسٹیں بھی دی جاتی رہی ہیں۔ اس تفاوت کو بھی ختم ہونا چاہئے اور ایک عرصے سے ہم جو جنوبی پنجاب سے تعلق رکھتے ہیں وہ محرومیوں کا شکار ہیں۔ اس لئے جنوبی پنجاب کی دیواروں پر یہ نعرے بھی دیکھنے میں آتے ہیں کہ "اساں قیدی اج تک لہور دے" تو یہ جو کیفیت ہے جس کے نتیجے کے اندر علیحدگی کی تحریکیں جنم لیتی ہیں۔ اس لئے میری یہ گزارش ہے کہ اس تفاوت اور ناانصافی کو دور ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر! میں اس کے ساتھ ساتھ ادویات کی کوالٹی کے حوالے سے بھی بات کرنا چاہتا ہوں۔ میں سمجھتا ہوں کہ پوری دنیا کے اندر شاید پاکستان وہ واحد ملک ہے کہ جس کے اندر سب سے زیادہ ادویات بنانے والی کمپنیاں رجسٹرڈ ہیں۔ ایک کمپنی پیسے لگا کر رجسٹرڈ ہو جاتی ہے۔ اپنی دوائیوں کو رجسٹرڈ کروا لیتی ہے اور اس کے بعد جو عملی پوزیشن ہوتی ہے اس کو با ضابطہ کرنے کا کوئی طریقہ کار نہیں ہوتا کہ کس قسم کی دوائی غریبوں کو فراہم کی جا رہی ہے۔ اس میں ڈرگ ٹیسٹنگ لیبارٹریز بہت کم ہیں۔ میں یہ تجویز پیش کرتا ہوں کہ تقریباً ہر ڈویژنل ہیڈ کوارٹر کے اندر جہاں میڈیکل کالجز موجود ہیں' بائیو کیمسٹری ڈیپارٹمنٹ کے اندر لیبارٹریز بھی موجود ہیں' پیتھالوجی ڈیپارٹمنٹ موجود ہیں۔ تھوڑی سی کوشش کے ساتھ ڈرگ ٹیسٹنگ لیبارٹریز یہاں پر بن سکتی ہیں تاکہ جہاں جہاں بھی کوئی ایسی شکایت پیدا ہو تو یہ ڈرگز وہاں پر ٹیسٹ کروا کر اس کا کوئی نتیجہ نکالا جا سکے۔ بہرصورت حال یہ ہے کہ ایک دوائی جو پاکستان کے اندر کوئی انٹرنیشنل کمپنی فراہم کرتی ہے۔ مثلاً میں ایک مثال دیتا ہوں Dicloran SR-100 ایک دوائی ہے۔ یہ پاکستان کے اندر آٹھ یا ساڑھے آٹھ روپے کی ہے۔ یہی کمپنی ہندوستان اور ایران کے اندر اسی قسم کی کوالٹی کی گولی دو روپے کے اندر فراہم کرتی ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ ایران سے اور ہندوستان سے bulk quantities کے اندر اس قسم کی ادویات پاکستان کے اندر سمگل ہوتی ہیں اور وہ مارکیٹ کے اندر موجود ہیں۔ جس سے گورنمنٹ کا بھی نقصان ہے اور عوام کا بھی نقصان ہے۔

جناب سپیکر! اس کے ساتھ ساتھ میں یہ بات بھی کرنا چاہتا ہوں کہ میڈیکل کالجز کے اندر پنجاب میں 1528 نشستیں تھیں' اب کم کر کے 392 کر دی گئی ہیں۔ بہاول پور ایک underdeveloped district ہے' سپریم کورٹ نے underdeveloped districts کے حوالے سے کہا ہے کہ ان اضلاع کی مخصوص نشستوں کو سات سال کے لئے بحال کیا جاتا ہے۔ لیکن اس کے اوپر ابھی تک کوئی عمل درآمد نہیں ہوا۔ اسی طرح بہاول پور ضلع کی چھ سیٹیں اسی ضمن میں آتی ہیں وہ بھی بحال نہیں کی گئیں۔ اسی طرح سیلف فنانس کا ایک نیا سلسلہ شروع ہوا ہے اس میں 90 سیٹیں رکھی گئی ہیں۔ اس کی دو لاکھ روپے سالانہ فیس رکھی گئی ہے۔ یہ بھی بڑی زیادتی ہے کہ اس کوٹے کے اندر جو غریب لوگ آ سکتے ہیں وہ اتنی زیادہ فیس

کی وجہ سے نہیں آ سکتے۔

جناب سپیکر! میں اس کے ساتھ ساتھ یہ بات بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ سول سیکرٹریٹ میں دور دراز سے ڈاکٹر صاحبان یہاں پر آتے ہیں اور کئی کئی دن یہاں پر لگاتے ہیں لیکن ان کے مسائل کے حل کے لئے کوئی شنوائی نہیں ہوتی۔ جناب منسٹر صاحب باہر سے تشریف لائے ہیں، انہیں معلوم ہے کہ باہر کیا سسٹم ہے۔ یہاں آ کر ان ڈاکٹر صاحبان کے وقت کا بہت زیادہ ضیاع ہوتا ہے۔ اس کے لئے کوئی منصوبہ بندی کی جائے۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، بیگم زینت خان!

بیگم زینت خان، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٥ جناب سپیکر! میں آپ کی انتہائی ممنون ہوں۔ میں نے سپیکر صاحب سے بھی ٹائم مانگا تھا کیوں کہ آج صبح سے اسمبلی میں جو کچھ ہو رہا ہے یہ تو صدر صاحب نے کہا ہے کہ صرف گریجویٹ آئیں لیکن میرے خیال میں یہ تعلیم بھی بہت کم ہے۔ میں عرض کروں گی کہ ٹریننگ دی جائے کیونکہ وقت کا بہت ضیاع ہوتا ہے۔ یہاں ہم مسائل کے حل کے لئے آئے ہیں۔

جناب سپیکر! میں عرض کروں گی کہ میرا تعلق ڈیرہ غازی خان سے ہے۔ اگر آپ اس خطہ زمین کو دیکھیں تو آپ کے سامنے ڈیرہ غازی خان نہیں بلکہ میں تو کہوں گی کہ آپ کو ایک مسائلستان نظر آئے گا۔ میں انتہائی مختصر وقت لے کر burning issues پر بات کرنا چاہ رہی ہوں۔ گو کہ ہم ڈیرہ غازی خان والے بڑے خوش قسمت ہیں کہ ہمیں وہاں پر بڑے بڑے عہدے ملے لیکن اگر آپ وہاں پر مسائل کا جائزہ لیں تو آپ کو پتا چلے گا کہ ہم کتنی پریشانیوں میں گھرے ہوئے ہیں۔ ڈیرہ غازی خان میں گندے پانی کی وجہ سے کالا یرقان اور گردے کی بیماریاں بہت زیادہ پھیل رہی ہیں۔ جناب سپیکر! آپ نے خود بھی اپنا علاقہ دیکھا ہوگا کہ وہاں پر یہ مسائل کتنے زیادہ ہیں۔ ڈیرہ غازی خان ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹرز ہسپتال کی مناسبت سے میں بتاؤں گی کہ یہ واحد ہسپتال ہے جہاں پاکستان کے چاروں صوبوں کی سرحدیں ملتی ہیں۔ کشمور سے لے کر وہوہ، پھر پنجاب میں ملتان تک، بلوچستان کے رکھنی تک کے مریض، سرحد اور سندھ، ان چاروں صوبوں کے مریض اس ہسپتال کو touch کرتے ہیں۔ میں جناب وزیر اعلیٰ اور وزیر صحت کی توجہ اس طرف مبذول کراؤں گی کہ اس ہسپتال میں نہ تو dialysis centre ہے، نہ برن یونٹ ہے، نہ ہی وہاں امراض قلب کے علاج کا کوئی مناسب انتظام ہے اور

نہ ہی وہاں کوئی ای این ٹی سپیشلسٹ ہے۔ پہلے وہاں ایک ای این ٹی سپیشلسٹ تھا جسے پروموشن دے کر راجن پور بھیج دیا گیا ہے۔ ہم نے پرائیویٹ طور پر چار بستروں کا ایک ہسپتال بنایا ہے جسے اپنی مدد آپ کے تحت چلایا جا رہا ہے۔ انتہائی افسوس کی بات ہے کہ وہاں پر پیرا میڈیکل سٹاف کو بھی مخیر حضرات تنخواہیں دیتے ہیں۔ اس کے لئے میں صرف یہ عرض کروں گی کہ مسائل تو بہت زیادہ ہیں لیکن اس وقت اگر dilaysis centre کے لئے صرف 15 لاکھ روپے کی رقم گورنمنٹ آف پنجاب کی طرف سے مہیا کر دی جائے تو وہاں زیر علاج مریضوں کو 15 سو روپے علاج پر روزانہ خرچ کرنا پڑتا ہے اگر مطلوبہ رقم مہیا کر دی جائے تو ان کا فری علاج ہو سکے گا۔ میں وزیرصحت سے یہ درخواست کروں گی کہ آپ یہ بھی بتائیے گا کہ آپ نے اس کے لئے کیا اقدامات کئے ہیں اور آئندہ کیا کریں گے؟ برن یونٹ کی بھی انتہائی ضرورت ہے کیونکہ اس کے لئے نشتر ہسپتال ملتان جانا پڑتا ہے۔ وہاں جانے تک اکثر مریض دم توڑ چکے ہوتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ امراض قلب اور ای این ٹی سپیشلسٹ کا بھی انتظام انتہائی ضروری ہے۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جناب فضل حسین سمرا صاحب!

مہر فضل حسین سمرا، جناب سپیکر! ہمارے وزیر صحت نے صحت پالیسی کے بارے میں بڑے عزم کا اظہار کیا ہے۔ میں ایک اہم مسئلے کی طرف ان کی توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ سب سے تکلیف دہ مسئلہ یہ ہے کہ نادار مریضوں کے لئے بڑی بیماری، جیسے بائی پاس آپریشن یا گردوں کے علاج کے لئے کوئی امداد نہیں ہے۔میرا تعلق جنوبی پنجاب کے ایک ضلع سے ہے اور اس قسم کے مریضوں کو اپنے علاج کے لئے تخت لاہور میں آنا پڑتا ہے۔ کتنی بد قسمتی اور دکھ کی بات ہے کہ جنوبی پنجاب کے ایک اکلوتے اور بڑے نشتر ہسپتال میں بھی اس اکیسویں صدی میں انجیو گرافی کی سہولت میسر نہیں ہے۔ میں آپ کی وساطت سے وزیر موصوف سے یہ گزارش کروں گا کہ ہمارے دور دراز علاقوں کے نادار مریضوں کے بڑے علاج کے لئے کوئی سادہ سا طریقہ کار دیں۔ میری یہ تجویز ہے کہ ایسے مریضوں کے علاج کے لئے ہر ضلع میں ایک مخصوص فنڈ مہیا کیا جائے۔ ان الفاظ کے ساتھ میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اعجاز سملہ نہیں ہیں تو بیگم زیب النساء قریشی!

محترمہ زیب النساء قریشی، نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

جناب سپیکر! میرا تعلق ملتان سے ہے اور ملتان گونا گوں مسائل کا شکار ہے۔ لیکن

آج میں صحت کے بارے میں تھوڑی سی بات کرنا چاہتی ہوں۔ ایک تو وہاں پر خواتین کے لئے کوئی زچہ بچہ سنٹر نہیں ہے۔ پہلے فاطمہ جناح سنٹر تھا اب وہ تقریباً ختم ہو گیا ہے۔ میں یہ چاہوں گی کہ اس کو دوبارہ شروع کیا جائے تاکہ خواتین کو وہ سہولت مل سکے۔

جناب والا! دوسری بات میں چلڈرن کمپلیکس کے بارے میں کروں گی۔ اس کا اصل منصوبہ تقریباً ایک ہزار بستروں کا ہسپتال تھا جس میں تمام جدید سہولتیں بشمول بچوں کے دل کی جراحی اور ایم آر آئی اور ہر شعبے کے لئے ماہر ڈاکٹروں کی تقرری شامل تھی۔ یہ منصوبہ کسی وسیع و عریض قطعہ اراضی پر تعمیر ہونا تھا جو کہ ملتان اور دوسرے نزدیکی شہروں کی تقریباً آئندہ پچیس سال کی ضروریات پوری کرتا لیکن یہ منصوبہ لاہور منتقل کر دیا گیا اور مکمل بھی کر لیا گیا۔ ملتان کے لئے یہ منصوبہ سول ہسپتال ملتان کی ایک چھوٹی سی عمارت میں شروع کر دیا گیا جو اصل میں سول ہسپتال کا حصہ تھا۔ یہ اصل چلڈرن کمپلیکس کا عشر عشیر بھی نہیں ہے اور ملتان اور اس کے نزدیکی شہروں کی طبی سہولیات کے لئے انتہائی ناکافی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ منصوبہ بھی بنا کہ سول ہسپتال جو کہ شہر کے مرکز میں واقع ہے نیز شہر کی آبادی کی طبی ضروریات پوری کرتا ہے اس کو کسی اور جگہ منتقل کر دیا جائے گا۔ میں جناب کی توجہ اس بات کی طرف دلانا چاہتی ہوں کہ چلڈرن کمپلیکس کو اس کی شایان شان جگہ پر تعمیر کیا جائے جو کہ ملتان اور دوسرے شہروں کی ضروریات کے لیے کافی ہو۔

سردار پرویز حسن نکئی، پوائنٹ آف آرڈر۔معزز خاتون رکن اسمبلی ایوان میں تقریر پڑھ رہی ہیں جب کہ قانون میں اس کی اجازت نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، بی بی! آپ notes دیکھ سکتی ہیں' لکھی ہوئی تقریر پڑھ نہیں سکتیں۔ آپ کا پوائنٹ آف آرڈر ٹھیک ہے۔

محترمہ زیب النساء قریشی، اب چلڈرن کمپلیکس سول ہسپتال کی عمارت میں بنایا گیا ہے جو کہ صرف 65 بستروں کا ہسپتال ہے۔ یہ پورے ملتان کی ضروریات کو پورا نہیں کرسکتا۔ میں یہ چاہوں گی کہ کسی وسیع و عریض جگہ پر چلڈرن کمپلیکس جیسا کہ یہاں منظور ہوا تھا جو لاہور میں فیروزپور روڈ پرے آیا گیا ہے' ویسا ہی ہسپتال ہمیں چاہیے۔ جب تک وہ ہسپتال بن نہ جائے اس ہسپتال کو چلتا رہنا چاہیے تاکہ اس سے کچھ نہ کچھ ضروریات پوری ہو سکیں۔ آپ ازراہ مہربانی میری اس گزارش پر توجہ کریں اور ہمیں ایک ایسا ہسپتال بنا

کر دیں۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اگلے مقرر ڈاکٹر اسد معظم صاحب!

ڈاکٹر اسد معظم ، بسم اللہ الرحمن الرحیم o جناب سپیکر! میں سب سے پہلے ہیلتھ منسٹر صاحب کو کہوں گا اور خاص طور پر اپنی ڈاکٹرز کمیونٹی کو مبارک باد دوں گا کہ ہم میں سے ایک قابل ڈاکٹر کو اٹھا کر اس post پر بٹھا دیا گیا۔ اس کے ساتھ ہی میں انھیں یاد دلانا چاہوں گا کہ جب میں میڈیکل کالج میں پہلے دن گیا تھا تو ایک سبق پڑھایا گیا تھا کہ

With your efforts if you save one life; this means you have saved mankind تو

جناب وزیر موصوف آپ پر خاصی ذمہ داریاں ہیں اور ہم امید کرتے ہیں کہ آپ ڈاکٹرز کمیونٹی کو شرمندہ نہیں ہونے دیں گے۔

اس کے بعد میں سب سے پہلے فیصل آباد کے حوالے سے بات کروں گا۔ کیونکہ میرا حلقہ فیصل آباد پی پی 67 ہے۔ فیصل آباد میں الائیڈ ہسپتال جو کہ ٹیچنگ ہسپتال ہے وہاں پر بورڈ آف گورنرز بنائے گئے ہیں۔ میں بورڈ آف گورنرز کے نام لینا چاہوں گا۔ جناب سپیکر! آپ کے توسط سے کہنا چاہوں گا کہ ان میں جو پہلے ہیں ان کا نام محمد حنیف گلوں ہے۔ یہ صنعت کار ہیں اور انڈر میٹرک ہیں۔ ایک انڈر میٹرک آدمی کو آپ ٹیچنگ ہسپتال جہاں سے گریجویشن پانچ چھ سال میں گریجویشن کرتے ہیں' اس کو بورڈ آف گورنرز کا ممبر بنا دیتے ہیں۔ مجھے بتائیے کہ آیا وہ کسی ڈاکٹر یا کسی پوسٹ گریجویٹ سے جو کہ آپ ہی کی طرح پوسٹ گریجویٹ ہو کیا بات کریں گے؟ دوسرے نمبر پر محمد لطیف' پھر ایک صنعت کار ۔ یہی موصوف اگر آپ سیفٹی کمیشن میں چلے جائیں وہاں بھی ہیں۔ گورنمنٹ کالج فیصل آباد میں چلے جائیں یہی صاحب آپ کو نظر آئیں گے۔ ان کے بعد میاں جاوید اقبال ستارہ گروپ آف انڈسٹری کے ہیں۔ ان کے بعد شیخ مختار احمد ہیں میرے خیال میں یہ just گریجویٹ ہیں اور میاں محمود اکبر ایڈووکیٹ ہیں۔ مجھے یہ بات بتائیں کہ بورڈ آف گورنرز بناتے وقت کیا گورنر صاحب کو یا جو بھی گورننگ اتھارٹی تھی انھیں فیصل آباد سے کوئی پڑھا لکھا آدمی نہیں ملا کوئی ایسا ڈاکٹر نہیں ملا جو کہ واقعتاً اس اہلیت کا حامل تھا

کہ اس کو بورڈ آف گورنرز کا ممبر بنایا جائے؟ جب آپ نے بورڈ آف گورنر بنائے تو آپ نے ایک چیف ایگزیکٹو بھی appoint کیا۔ چیف ایگزیکٹو ایک ریٹائرڈ جنرل ہے۔ Who is getting hundred and twenty thousand rupees per month اور چار کنال کا گھر ہے، دو گاڑیاں ہیں، پورا سیکرٹریٹ ہے۔ and that secretariat is causing loss of hundreds and thousands of rupees to the Government. Government is paying them. میں جناب سپیکر! آپ کے توسط سے ان کے سٹاف کا بتاؤں گا۔ ان کے پرنسپل سٹاف آفیسر میاں کمال الدین He is getting 40 thousands rupees اور پھر کرنل سعید سکیورٹی آفیسر He is getting 30 thousand rupees اور اکاؤنٹس آفیسر He is getting 40 thousand rupees.

جناب سپیکر! مجھے وہ ڈاکٹرز یاد ہیں کہ جن کو اب تک ہمارا محکمہ صحت اور حکومت پنجاب job نہیں دے پایا کہ اس کے لیے محکمہ صحت کے پاس فنانسز نہیں ہیں۔ میرا آپ سے سوال ہے کہ آیا پنجاب گورنمنٹ کے پاس political bribe دینے کے لیے پیسے ہیں اور ان لوگوں کو دینے کے لیے پیسے نہیں جو پہلے ایف ایس سی کرتے ہیں اور پھر پانچ سے چھ سال میڈیکل کالج میں پڑھتے ہیں۔ اس کے بعد ہاؤس جاب کے بعد وہ کہیں میڈیکل آفیسر لگنے کے قابل ہوتے ہیں۔ ان کو دینے کے لیے آپ کے پاس کوئی پیسے نہیں ہیں۔ ان کو اگر آپ appoint بھی کرتے ہیں تو ایڈہاک کی بنیاد پر کرتے ہیں اور ان جنرل صاحب، کو آپ ریٹائرمنٹ کے بعد اٹھاتے ہیں اور اٹھا کر، چیف ایگزیکٹو، ٹیچنگ ہسپتال کا لگا دیتے ہیں اور ساتھ بورڈ آف گورنرز بھی بنا دیتے ہیں۔ اس سے جو حالات پیدا ہو رہے ہیں۔ ان حالات میں، میں فیصل آباد کی مثال دوں گا کہ فیصل آباد میں ایک کارڈیالوجسٹ تھے۔ ان کا نام ڈاکٹر افتخار رسول تھا۔ فیصل آباد کے جو دوست یہاں بیٹھے ہیں ان کا نام جانتے ہوں گے۔ وہ چھ سال تک ایڈہاک پر یہاں کام کرتے رہے۔ میں ہمیشہ ان کے ساتھ ایکسٹینشن کے لیے سیکرٹریٹ کے چکر لگاتا رہا آخر رزلٹ کیا نکلا کہ چھ سال بعد وہ پاکستان چھوڑ کر چلے گئے اور آج وہ مانچسٹر میں کنسلٹنٹ ہیں۔ جو انگلینڈ میں کنسلٹنٹ ہو سکتا ہے اس کی قابلیت سے آپ بھی واقف

ہوں گے اور میں بھی واقف ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

پاکستان کی بد قسمتی دیکھیے۔ فیصل آباد کے چالیس لاکھ عوام کی بد قسمتی دیکھیے کہ ان کو ایک بھی کنسلٹنٹ جو کہ سپیشلائزڈ ہو' میسر نہیں۔ اب ان کے پاس ایک اور ڈاکٹر صاحب آئے ہیں۔ میں دعا کرتا ہوں کہ کاش وہ فیصل آباد میں ہی رہ جائیں۔

اس کے بعد میں گزارش کرنا چاہوں گا کہ آپ نے Basic Health Units کی بات کی۔ میں نے Basic Health Units کو اور Rural Health Centre کو بھی خود visit کیا ہے۔ آپ درست فرماتے ہیں کہ وہاں پر دوائیاں نہیں' وہاں پر بعض اوقات ڈاکٹرز بھی نہیں ملتے۔ ڈاکٹرز پر ہم compromise کر سکتے ہیں لیکن دوائیوں پر نہیں۔ میں آپ سے درخواست کروں گا کہ آپ ممبران صوبائی اسمبلی کو اتھارٹی دیں کہ وہ Basic Health Units جہاں پر قائم ہیں اس علاقے کے کچھ مخیر حضرات کو اکٹھا کر کے ان سے درخواست کریں اور ان Basic Health Units کی Governing Body بنائیں۔ وہ Governing Body اس کے لئے فنڈز اکٹھے کرے تاکہ وہاں کے غریب عوام کو ریلیف مل سکے اور مفت دوائیاں بھی مل سکیں۔ یہ میری وزیر موصوف کے لئے بہت مخلصانہ تجویز ہے اور میں سپیکر موصوف کے توسط سے آپ سے درخواست کروں گا کہ اس پر واقعتاً غور کیا جائے۔ at least فیصل آباد اور پورے پنجاب کے جو ممبران صوبائی اسمبلی ہیں ان کو اجازت دی جائے کہ وہ اپنے اپنے Basic Health Units اور وہ ڈسپنسریاں جو یونین کونسل میں قائم ہیں ان کو چلا سکیں۔ وہاں کے مقامی لوگوں کی مدد سے اگر آپ کے پاس فنڈز نہیں ہیں تو ہم دس تو نہیں دو کو تو دوائی فراہم کر سکیں۔ شاید اس طرح انسانیت کی خدمت ہو جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ ایک منٹ میں wind up کریں۔

ڈاکٹر اسد معظم: اس کے بعد میں وزیر موصوف کے نوٹس میں ایک اور اہم پوائنٹ لانا چاہوں گا۔ ہم ڈاکٹر اس بات کے گواہ ہیں کہ میڈیکل کمپنیوں کے نمائندے جب ہمارے پاس آتے ہیں تو ان کے پاس بڑے خوبصورت بروشرز ہوتے ہیں۔ ان بروشرز کے ساتھ ڈاکٹروں کے لیے بہت سے incentives ہوتے ہیں۔ کبھی کسی سپیشلسٹ کے لیے امریکہ کا visit ہوتا ہے۔ کبھی کسی سپیشلسٹ کے لیے سنگاپور میں فری کانفرنس attend کرنے کا ٹکٹ ہوتا ہے۔ اس کے بعد یہاں تک بھی مثالیں ہیں کہ میڈیکل کمپنیز نے ڈاکٹرز کو

شادی، ولیمے کے کھانے تک دعوتیں دی ہیں۔ اگر آپ کے پاس اس چیز کے ثبوت نہیں ہیں تو میں مہیا کر سکتا ہوں۔ میں آپ سے یہ درخواست کروں گا جیسے کہ میرے ایک دوست نے پہلے کہا کہ ایک دوائی پاکستان میں آٹھ روپے کی ہے تو انڈیا اور ایران میں دو روپے کی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہاں پر دوائیاں trade name سے بکتی ہیں۔ اگر انگلینڈ میں دوائیاں Generic Name سے بک سکتی ہیں تو پاکستان میں کیوں نہیں بک سکتیں؟ آپ دیکھ لیجیے کہ جب سیپٹران بکتی ہے تو اس میں بھی کوٹرائی میکسزول ہے اور اس کی قیمت آٹھ روپے ہے اور وہی دوائی جب کوٹرائی میکسزول کے Generic Name سے آپ مارکیٹ میں خریدیں تو اس کی قیمت ایک روپیہ ہے تو یہ سات روپے کہاں جا رہے ہیں؟ میں معذرت کے ساتھ کہوں گا کہ جتنی بھی میڈیسن کمپنیاں ہیں They are owned by Jews اور سارے کا سارا پیسہ یہاں سے نکل کر اسرائیل چلا جاتا ہے، امریکہ چلا جاتا ہے اور وہاں سے وہ پیسہ صیہونی جارحیت کی شکل میں، دوبارہ گولیوں کی شکل میں ڈھل کر مسلمانوں کے سینوں میں اتار دیا جاتا ہے۔ میں آپ سے درخواست کروں گا کہ۔۔۔

MR DEPUTY SPEAKER: Sheikh Ijaz Sahib to take the floor now.

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میرا ایک پوائنٹ آف آرڈر ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔ فرمائیے!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! جو بحث آج شروع ہے سب سے سیر حاصل بحث صرف ڈاکٹرز حضرات ہی کر سکتے ہیں۔ میری درخواست ہے کہ ان کو دو یا پانچ منٹ اور دئیے جائیں۔ ہم تو مختصر بات کریں گے۔ یہ ٹیکنیکل باتیں ہیں جو ہم نہیں کر سکیں گے، صرف یہی کر سکتے ہیں۔ ان کو بات کرنے دیجیے۔

ڈاکٹر اسد معظم: اور اس کی شکل میں بوسنیا کے حادثات جہاں پر پانچ لاکھ مسلمانوں کو slaughter کیا گیا۔ یہ سب واقعات اسی وجہ سے ہیں کہ ان کمپنیز کے لئے ہم فنڈز generate کرتے ہیں اور وہ اس کو ہم پر ہی استعمال کر دیتے ہیں۔ میں آپ سے درخواست کروں گا کہ اگر وزیر موصوف جو کہ ڈاکٹر بھی ہیں اگر کسی کمپنیز کے ساتھ ان کی understanding نہیں تو

ان کو at least پنجاب میں Generic Name سے دوائیاں بیچنے کا بل منظور کرنا چاہئے اور move کرنا چاہئے تا کہ وہ بل اسمبلی میں آئے اور بھاری اکثریت کے ساتھ منظور ہو سکے۔ اس کے بعد میں آپ کی توجہ دلانا چاہوں گا کہ جب ہم لوگ طالب علم تھے تو کسی بھی ایک گورنمنٹ ہسپتال سے ہمیں local purchase کے ذریعے دوائیاں ملا کرتی تھیں' جن میں ان نادار مریضوں کا بھی حق ہوا کرتا تھا جن کا کوئی علاج نہیں کرتا تھا۔ آج کے اس دور میں جب گورنمنٹ نے subsidies ختم کیں' جب گورنمنٹ نے رعایات ختم کیں تو ساتھ ہی جو مفت دوائیاں دی جاتی تھیں اور مفت علاج ہوا کرتا تھا تو اس کو بھی ختم کر دیا گیا۔ میں آپ سے درخواست کروں گا کہ اس کے لئے تھوڑا بہت فنڈ ضرور مختص کیا جائے تاکہ ان نادار مریضوں کو جنہیں کہ ضلعی ہسپتال یا تحصیل ہسپتال سے دوائیاں میسر آتی تھیں وہ دوبارہ میسر آ سکیں۔ اس کے ساتھ ہی میں آپ سے بہت ہی عاجزانہ طریقے سے درخواست کروں گا کہ جناب! یہ جو ذمہ داری آپ کو سونپی گئی ہے اس پر دن اور رات کوشش کر کے ہمارے صوبے کے ہیلتھ سٹینڈرڈ کو raise کیجئے اور فیصل آباد جیسے شہر کو جو پاکستان کے گزٹ کے مطابق 65 فیصد ٹیکسٹائل ایکسپورٹ فیصل آباد سے ہیں جو کہ پاکستان کے لئے most of the foreign currency generating شہر ہے وہاں پر آج تک MRI کی کوئی سہولت موجود نہ ہے۔ وہاں پر CT scan بھی ایک ہے اور وہ سو میں سے 90 دن خراب ہی رہتا ہے۔ اس کے علاوہ کسی ہسپتال میں نہ کوئی بائی پاس کی سہولت موجود ہے اور نہ انجیو گرافی اور نہ ہی انجیو پلاسٹی کی سہولت ہے۔ جناب! اس کے لئے کچھ نہ کچھ کیا جائے۔ بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ شیخ اعجاز صاحب!

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! میں آپ کا بڑا ممنون ہوں' چونکہ صحت کے بارے میں یہ سلسلہ چل رہا ہے۔ تعلیم' صحت اور امن عامہ یہ وہ تین بنیادی ڈیمو کریسی کے pillars ہیں جن کے بغیر میں سمجھتا ہوں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ اگر ڈیمو کریسی کی بجائے آپ صحت پر بات کریں تو زیادہ بہتر ہو گا۔ آج کا دن صحت کے لئے رکھیں' ڈیمو کریسی پر کافی بات ہو چکی ہے۔ پھر

جھگڑے شروع ہو جائیں گے۔ اس لئے بہتر ہے کہ صحت پر ہی بات ہو۔

سید ناظم حسین شاہ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی۔ فرمائیے!

سید ناظم حسین شاہ، میری گزارش یہ ہے کہ اگر ملک کی صحت ٹھیک ہوگی تو ملک کے عوام کی صحت بھی ٹھیک ہو گی۔ ڈیمو کریسی کے اوپر جب ہم بات کرتے ہیں تو ہمارا مقصد ہی صحت ہوتا ہے۔ Its a very relevant term اس کو آپ صرف جسمانی صحت تک محدود نہ کریں۔ کسی ملک میں اس وقت تک صحت برقرار نہیں ہو سکتی جب تک وہاں پر ڈیمو کریٹک ادارے نہ ہوں۔

جناب والا! میں صرف ایک منٹ آپ کا لوں گا۔ دیکھیں کہ ڈیمو کریسی کی struggle کہاں سے شروع ہوئی ہے جب 1215ء میں Magna Carta was presented to King George۔ اس وقت نعرہ کیا تھا کہ No taxation without consultation and no conviction without giving a right of explanation. تو King George نے یہ مطالبات نہیں مانے تھے۔ اس لئے آج بھی ہم جو struggle کر رہے ہیں اور ہمارا مقصد بھی یہی ہے کہ ڈیمو کریسی کا مقصد صرف لفاظی نہیں ہوتا اس میں صرف یہ ہوتا ہے کہ It is the deed which matters and not the words اب کسی ملک کی صحت اس وقت تک صحیح نہیں ہو سکتی جب تک وہاں پر حقوق کا صحیح طریقے سے تحفظ نہ ہو۔ آپ دیکھیں کہ اللہ نے بھی دو حقوق رکھے ہیں۔ ایک حقوق العباد اور دوسرا حقوق اللہ۔ لیکن حقوق العباد پر زیادہ زور دیا گیا ہے۔ اس لئے جب لوگوں کے حقوق سلب ہو رہے ہوں تو پھر نہ اس ملک کی صحت ٹھیک ہو گی اور نہ اس ملک کے عوام کی صحت ٹھیک ہوگی۔ اس لئے ہماری صحت کو یہاں تک محدود نہ کریں۔ بہت بہت شکریہ۔

MR DEPUTY SPEAKER: Thank you very much, Shah Sahib

شیخ اعجاز احمد، جناب والا! اب چونکہ میرے سینئر ساتھی نے پوائنٹ آف آرڈر پر بات کر دی ہے تو میں اپنے اس ایجنڈے کی طرف آتا ہوں کہ پنجاب بھر میں میڈیکل کالجوں کا جو تحریری امتحان برائے سال 03-2002 تھا اس میں امیدواروں کی تعداد 9000 تھی اور جو امیدوار پاس ہوئے

ان کی تعداد 2000 ہے۔ وزیر موصوف پہلے بھی یہاں پر وضاحت کر چکے ہیں کہ پنجاب بھر میں جتنے میڈیکل کالجز موجود ہیں۔ ان میں 1621 پنجاب کی ٹوٹل seats ہیں جن پر ابھی تک بھرتی کی گئی ہے۔ میری آپ کی وساطت سے وزیرموصوف سے یہ گزارش ہے کہ جو باقی لوگ رہ گئے ہیں ان کا کیا قصور ہے کہ ان کو ابھی تک داخلہ نہیں دیا گیا؟ اس پر ان کا جو موقف ہے وہ فلور آف دی ہاؤس پر آنا چاہئے۔ چونکہ کل لاء اینڈ آرڈر پر بحث ہوئی تھی اور اس میں یہی کہا گیا تھا کہ "مختلف وہ عوامل ہیں جو ایک بندے کو لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال خراب کرنے پر آمادہ کرتے ہیں"۔ صرف 1621 امیدواروں کو admission ملا ہے' پنجاب بھر میں جو seats reserved ہیں۔ ہمارے وزیر موصوف اسمبلی فلور پر ضرور واضح کریں تاکہ جو ہمارے بچے اور بچیاں رہ گئی ہیں ان کو آپ کی وساطت سے یہ پتا چل سکے کہ 1621 امیدواروں کا داخلہ ہوا ہے باقی کا کیوں نہیں ہوا؟

جناب سپیکر! جیسے میرے بھائی نے کہا کہ فیصل آباد شہر سے 65 فیصد زرمبادلہ اکٹھا ہوتا ہے اور سینکڑوں لوگ ایکسپورٹ یونٹس اور ملوں میں کام کر رہے ہیں۔ ایک تاجروں کا شہر ہے اور پاکستان کا تیسرا اور پنجاب کا دوسرا بڑا شہر ہے۔ لیکن کتنے افسوس کی بات ہے کہ وہاں پر کوئی بھی ڈینٹل کالج نہیں ہے۔ یہ میں جناب کی وساطت سے وزیر موصوف کے نوٹس میں فیصل آباد کے عوام کی طرف سے یہ بات لانا چاہتا ہوں اور حکومتی بنچوں سے یہ سوال بھی کرتا ہوں کہ کیا وہ مستقبل قریب میں ڈینٹل کالج دینے کا ارادہ رکھتے ہیں اور اگر ارادہ رکھتے ہیں تو اس کے لئے فنڈز مختص کر دیئے گئے ہیں اور کب تک ہمیں یہ خوشخبری ملے گی کہ وہاں پر بھی ڈینٹل کالج کا قیام وجود میں آجائے گا؟

جناب سپیکر! صحت عامہ کے بارے میں یہ جو سیشن چل رہا ہے اس میں جو ہمارے گورنمنٹ کے ہسپتال ہیں ان کی حالت ناگفتہ بہ ہے اور جیسے میرے بھائی نے یہاں پر اپنی گفتگو کے دوران کہا کہ بورڈ آف گورنرز جو بنائے گئے ہیں وہ بالکل ریوڑیاں بانٹنے کے مترادف ہیں۔ کسمپرسی کے عالم میں غریب عوام مر رہے ہیں۔ وہاں پر جو لیفٹیننٹ جنرل ہیں' میں حیران ہوں کہ ان کا جو زندہ ہوتا ہے وہ لاکھ کا ہوتا ہے اور جو مر جاتا ہے وہ سوا لاکھ کا ہوتا ہے۔ یہ جب in order ہوتے ہیں تو یہ حکومتوں کو kidnap کر لیتے ہیں۔ شب خون مار لیتے ہیں اور جب یہ

ریٹائرڈ ہو جاتے ہیں تو اداروں پر حاوی ہو جاتے ہیں۔وہاں پر جو ریٹائرڈ صاحب لگائے گئے ہیں چیف ایگزیکٹو اوران کی جو پوری ٹیم ہے' جو وہاں پر چیف ایگزیکٹو کے نیچے کام کر رہی ہے۔بورڈ آف گورنرز میں سرمایہ دار کام کر رہے ہیں' عوام کا سرمایہ حکومت ان کی تجوریاں بھرنے کے لئے لگا رہی ہے۔ اگر وہی فنڈز ہسپتالوں کو دیئے جائیں اور بورڈ آف گورنرز کا خاتمہ کیا جائے۔ جیسا کہ ٹریژری بنچز پر سے میرے بھائی نے کہا کہ dialysis کے لئے کوئی ایسا سسٹم موجود نہیں ہے۔ میاں نواز شریف کے دور میں کڈنی سنٹرز قائم کئے گئے تھے جہاں پر غریب لوگوں کا مفت علاج کیا جاتا تھا۔ میری گزارش ہے کہ اس بات کو اس prejudice طریقہ کار سے نہ دیکھا جائے کہ اگر ہم نے میاں نواز شریف صاحب کی کسی پالیسی کو جاری رکھا تو شاید ٹریژری بنچز کے لئے وہ کسی توہین کا باعث نہ بن جائے 'ہر گز نہیں۔ ہم نے صوبہ کے لئے کام کرنا ہے ۔ ملکی مفاد کے لئے کام کرنا ہے ۔ جو کڈنی سنٹرز بند کر دیئے گئے ہیں۔ میری گزارش ہے کہ وہ کڈنی سنٹرز دوبارہ کھولے جائیں۔

رانا محمد قاسم نون: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی فرمائیے!

رانا محمد قاسم نون: جناب سپیکر! یہاں پر ہیلتھ کی بات ہو رہی ہے۔ لوگوں کو تو ملیریا بخار ہوتا ہے' میرے فاضل ممبر کو شاید کوئی فوبیریا ہو گیا ہے۔ میری درخواست ہے کہ ایوان میں بدمزگی پیدا نہ کریں۔ صحت کی بات کریں اور اپنی صحت کی بات کریں۔

شیخ اعجاز احمد: جناب والا! میں یہاں پر facts and figures کے ساتھ بات کر رہا ہوں کہ پیسے جن کی تجوریوں میں جا رہے ہیں ان سے زیادہ غریب کا وہ بچہ deserve کرتا ہے جو دوائی نہ ہونے کے باعث ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مر جاتا ہے اور اس غریب کی ماں پھر یہ کہتی ہے کہ:

میرا بچہ جانتا ہے میرے گھر کا مسئلہ
ضد نہیں کرتا غبارہ دیکھنے کے بعد

وہ بچے جو گھروں میں بغیر تعلیم کے ' بغیر صحت کے مر رہے ہیں۔ شہر کی تو جو حالت ابتر ہے وہ سہی ہی مگر آپ ذرا گاؤں کی طرف نکلیں وہاں پر لوگوں کو صحت عامہ کی بنیادی سہولتیں میسر

نہیں ہیں۔ میری گزارش یہ ہے کہ کڈنی سنٹرز پر جو مفت علاج ہوتا تھا اس کو دوبارہ بحال کیا جائے۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ یہاں پر جو ہماری مائیں، بہنیں منتخب ہو کر آئی ہیں ان کے بھی بڑے مسائل ہیں، خواتین کے سیکٹرز کے بھی بڑے مسائل ہیں۔ ہر ضلع کی سطح پر ہیلتھ کمیٹیاں بنائی جائیں یہ ساری گفتگو اس وقت تک فضول ہوگی جب تک ہمارے پاس کوئی ایسا پیرومیٹر نہ ہو جس کے ذریعے ہم ہسپتالوں کی اور ڈاکٹروں کی کارکردگی کو ناپ سکیں۔ میں آپ کی وساطت سے جناب وزیر موصوف کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہمیں ایک ایسا فول پروف سسٹم بنانا چاہئے کہ جب ہم اپنے حلقہ میں جائیں، اپنے شہروں میں جائیں تو جو لوگ ہماری طرف نظریں لگا کر بیٹھے ہیں وہاں پر ہیلتھ کمیٹی قائم ہو۔ چونکہ یہ صوبائی معاملہ ہے یہ کوئی مرکزی معاملہ نہیں ہے۔ہم لوگ صوبے کی سطح پر منتخب ممبر ہیں۔ ان سب ممبرز کے اوپر جن میں ٹریژری بنچز کی خواتین کی، اپوزیشن بنچز کی نمائندگی ہو تاکہ یہ چیک کر سکیں کہ وہاں پر کتنی مشینیں ہیں اور کیا معاملات ہیں؟

چودھری جاوید احمد ، جناب والا! کیا ہمیں بھی اسی طرح سے unlimited وقت ملے گا؟

جناب ڈپٹی سپیکر، سب کو پانچ پانچ منٹ دے رہے ہیں ۔

چودھری جاوید احمد ، جناب والا! پانچ پانچ منٹ نہیں ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی سب کو وقت مل رہا ہے ۔ جی شیخ صاحب! آپ فرمائیں۔

شیخ اعجاز احمد، جناب والا! میں نے کوئی irrelevant بات نہیں کی ۔ صوبے کی بہتری کے لئے یہاں پر باتیں ہو رہی ہیں۔ میں گزارش کر رہا تھا کہ اگر کسی ہسپتال میں violation ہوتی ہے، اگر کوئی ایڈیشنل ایم ایس (پرچیز) یا ایم ایس (پرچیز) دو روپے کی گولی کو آٹھ روپے کی لکھ کر اس کا بل بنا کر اپنے گھروں کو عالیشان بنا رہا ہے تو میری گزارش یہ ہے کہ چونکہ ہیلتھ پر بحث ہو رہی ہے اس محکمہ کے اندر یہ جو خباثتیں ہیں ان کو چیک کرنے کے لئے ہیلتھ کمیٹیاں بنائی جائیں جو ان کو چیک کریں ۔ ہسپتالوں کو وزٹ کریں اور ڈاکٹرز اور اسسٹنٹ پروفیسر صاحبان جن کا رویہ ہسپتالوں میں غیر انسانی ہوتا ہے اور مریض جب آتا ہے تو وہ موجود نہیں

ہوتے صرف ان کا عملہ موجود ہوتا ہے ان کو ٹھیک کرنے کی بجائے ذہنی طور پر اور جسمانی طور پر بیمار کر کے ان کو گھروں میں پہنچایا جاتا ہے اور ان کو یہ سبق دیا جاتا ہے کہ آپ سرکاری ہسپتال میں کیوں آ گئے ہیں؟ آپ ہمارے کلینک پر آئیں۔ پرائیویٹ کلینکس میں ان کی جیبیں ٹٹولی جاتی ہیں۔ ان سے پیسے بٹورے جاتے ہیں۔ اگر ہم نے اس میں بہتری کرنی ہے تو ہمیں یہ چاہئے کہ اس طرف توجہ دیں۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: سید عبد العلیم شاہ صاحب!

سید عبد العلیم شاہ: شکریہ' جناب سپیکر! میرے بہت سارے دوست ہیلتھ کے معاملہ میں کافی ساری باتیں کر چکے ہیں اور آج جبکہ نماز جمعہ کا وقت بھی ہونے والا ہے میں جناب صوبائی وزیر صحت صاحب سے چند گزارشات کروں گا کہ ہیلتھ کے معاملہ میں جتنا بھی کام کیا جائے انتہائی کم ہے جس طرح میں نے تعلیم کے معاملہ میں چند گزارشات پیش کی تھیں اسی حوالے سے چند گزارشات میں ہیلتھ کے بارے میں بھی پیش کروں گا کیونکہ میرا تعلق ایک پسماندہ علاقہ سے ہے اور جنوبی پنجاب سے ہے جہاں پر آج تک صحت کے معاملہ میں کسی قسم کی کوئی توجہ نہیں دی گئی۔ سب سے بڑی بدقسمتی کی بات یہ ہے کہ وہاں پر گورنرز اور اس اسمبلی کے سینئر منسٹرز رہے ہیں اور 1945 میں ڈیرہ غازی خان کے ڈی ایچ کیو ہسپتال کو اپ گریڈ کیا گیا تھا اور ابھی تک وہاں پر 250 بستر موجود ہیں لیکن ان کو 161 بستروں کے لیے facilitate کیا جاتا ہے۔ جناب وزیر صحت صاحب! ڈی جی خان وہ علاقہ ہے جہاں پر بلوچستان' صوبہ سرحد' اور سندھ کے غریب لوگ آ کر علاج کرواتے ہیں۔ اس لئے میری آپ سے گزارش یہ ہے کہ اس سلسلہ میں کچھ اقدامات کریں۔ دوسری بات یہ کہ جہاں ہم ہیلتھ کے لئے اپنی پالیسیاں بنا رہے ہیں وہاں پر پوری دنیا میں ایسی پالیسیاں ہیں جہاں پر ہر آدمی کی health care کے لئے ایک انشورنس پالیسی ہوتی ہے جہاں پر بلا تفریق ہر آدمی کو ہیلتھ کے بارے میں facilitate کیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ میں گزارش کروں گا کہ ہمارے ملک میں زکوٰۃ فنڈ کی تقسیم بڑے عجیب و غریب انداز میں کی جاتی ہے اور ہسپتالوں میں سوشل ویلفیئر کی طرف سے سوشل ویلفیئر ڈیپارٹمنٹ کے جو لوگ بیٹھے ہوئے ہیں ان کو وہاں پر جو پیسہ دیا جاتا ہے وہ انتہائی قلیل ہے اس کو کسی اور منصوبہ

میں لگانے کی بجائے' اس کو کسی اور جگہ استعمال کرنے کی بجائے میری تجویز یہ ہے کہ زکوٰۃ فنڈ کا جتنا اربوں روپیہ ہے اگر ہم اس کو محکمہ صحت کے لیے استعمال کریں تو بہت سارے غریبوں کا اس میں فائدہ ہو سکتا ہے اور ان کو ہم طبی سہولیات فراہم کر سکتے ہیں۔ طبی سہولیات کے بارے میں سب سے اہم بات یہ ہے کہ ڈاکٹرز کا اپنی ڈیوٹی پر موجود ہونا۔ جتنے بھی ڈاکٹرز ہیں انہوں نے ہسپتالوں کو صرف اپنے لئے مریضوں کی ایک منڈی بنایا ہوا ہے کہ جہاں پر ڈاکٹرز مریضوں کو اکٹھا کرتے ہیں اور پھر ان کو یہ کہا جاتا ہے کہ آپ ہمارے پرائیویٹ کلینکس پر آئیں اور وہاں بیٹھ کر ہم سے علاج کروائیں۔ اس بات کی سختی سے پابندی کی جائے کہ کوئی بھی سرکاری ڈاکٹر اپنی سرکاری رہائش گاہ کے اندر جہاں پر انہوں نے اپنے ڈمی ہسپتال بنائے ہوئے ہیں' جہاں پر تمام متعلقہ آلات بھی ہیں۔اس سرکاری رہائش گاہ کو ڈاکٹر کسی ہسپتال کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔ جب ایک ہسپتال کے اندر دوسرا ہسپتال کھلا ہوا ہو گا تو ہسپتال کی مشینری کیسے کام کرے گی؟ پھر ہم کس طرح لوگوں کو طبی سہولیات مہیا کر سکتے ہیں؟ اس طرح ہسپتالوں میں جو آلات موجود ہیں وہ خود ہی خراب ہوں گے اور علاج ہسپتال میں ہونے کی بجائے ڈاکٹرز گھروں میں کر رہے ہیں۔ اس لئے مہربانی فرما کر وزیر صحت اس بارے میں سختی سے نوٹس لیں کہ جن ہسپتالوں میں ڈاکٹرز کی رہائش ہے وہاں پر ان کو پریکٹس کرنے کی اجازت نہیں ہونی چاہئے۔

جناب سپیکر! میری تیسری گزارش یہ ہے کہ انشورنس پالیسی جس طرح سوشل سکیورٹی کارڈز تمام ملازمین کو دیئے جاتے ہیں اسی طرح سوشل سکیورٹی کی طرز پر صحت کی انشورنس پالیسی دی جائے جس میں اس فرد کے کچھ پیسے deduct کئے جائیں اور کچھ پیسے اس کو حکومت دے ۔ اس کااندراج ہر آدمی کے آئی ڈی کارڈ میں کیا جائے۔ جس طرح امریکہ میں ہے کہ وہاں پر آپ کا ہیلتھ کارڈ ' آپ کا ڈرائیونگ لائسنس ' آپ کا شناختی کارڈ ایک ہی چیز میں موجود ہے۔ آپ اس چیز کو دکھا کر کریڈٹ کے طور پر بھی اپنا علاج کروا سکتے ہیں اور اگر آپ کے پاس پیسے نہیں ہیں تو ڈاکٹر آپ کو اس کی treatment دینے کا پابند بھی ہے اور اس کو facilitate بھی کیا جاتا ہے۔ میں آپ کی توجہ چاہوں گا کہ میرے دوست نے بورڈ آف گورنرز

کی بات کی ہے ۔ میں وزیر صحت سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ ہسپتالوں میں جو بورڈ آف گورنرز بنائے جا رہے ہیں وہ کس capacity میں بنائے جا رہے ہیں؟ وہاں کے ڈاکٹر اپنی مرضی سے اپنی پسند کی تقرریاں کر رہے ہیں۔ وہاں ہسپتالوں کے اندر ایک عجیب و غریب قسم کی لابی بن گئی ہے۔ ہر ہسپتال کے چیف ایگزیکٹو نے اپنی پسند کے لوگوں کو اکٹھا کر کے اس ہسپتال پر اپنی اجارہ داری قائم کر رکھی ہے۔ ان ہسپتالوں میں بغیر کسی میرٹ کے کام کیا جا رہا ہے۔ میں اس حوالے سے نشتر ہسپتال کی مثال دوں گا جو کہ ملتان میں جنوبی پنجاب کا سب سے بڑا ہسپتال ہے۔ وہاں کے چیف ایگزیکٹو نے جتنی بھی بھرتیاں کی ہیں ان کو کہیں بھی مشتہر نہیں کیا گیا۔ وہاں پر کسی قسم کے میرٹ کا خیال نہیں رکھا گیا۔ وزیر صحت صاحب کسی دن وہاں پر جا کر مریضوں کی صورتحال ذرا دیکھیں ۔ اس موقع پر میں ایک بڑے خوبصورت واقعہ کو ایوان میں ضرور بیان کروں گا۔ وزیرصحت نے بغیر بتائے سروسز ہسپتال اور دو تین دوسرے ہسپتالوں میں visit کئے' بغیر بتائے ایک عام مریض کی حیثیت سے ان ہسپتالوں میں گئے۔ وہاں پر انھوں نے خود ملاحظہ کیا کہ ان ہسپتالوں کی صورتحال کیا ہے۔ یہ خود بھی ڈاکٹر ہیں؛ میں سمجھتا ہوں کہ انھیں بخوبی اندازہ ہو گیا ہو گا کہ اس وقت ہمارے ملک میں 'صوبے میں ہیلتھ کی سروسز کیسے چل رہی ہیں؟ معزز سپیکر صاحب کی وساطت سے ہماری ڈاکٹر صاحب سے یہی گزارش ہے کہ آپ اس سلسلے میں ایک جامع پالیسی بنائیں۔ جنوبی پنجاب کے علاقوں پر خصوصاً توجہ دیں۔ جتنا حق لاہور' فیصل آباد اور اسلام آباد میں رہنے والے لوگوں کا ہے اتنا ہی حق جنوبی پنجاب میں بسنے والے ان غریبوں کا بھی ہے جن کو میڈیکل کی کوئی سہولت سرے سے میسر ہی نہیں ہے۔ یہاں بڑے شہروں میں dialysis machines تو ہیں ' ایف سی پی ایس ڈاکٹرز موجود ہیں ' سرجنز ہیں ۔ وہاں پر تو کوئی سرجن یا ایف سی پی ایس جانے کے لئے تیار ہی نہیں ہوتا۔ آخر ان لوگوں کا کیا قصور ہے؟ آپ اس قسم کی پالیسیاں بنائیں جن سے ڈیرہ غازی خان ' راجن پور ' جام پور ' بہاولپور جیسےعلاقے کے لوگوں کو بھی یہ ساری سہولیات میسر ہو سکیں۔ ان علاقوں کا کوئی پرسان حال نہیں ہے۔

جناب محمد وارث کلو. جناب سپیکر ! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی فرمائیے !

جناب محمد وارث کلو: جناب سپیکر ! میں کافی دیر سے تقریریں سن رہا ہوں اور جس چیز نے مجھے hit کیا ہے وہ ایک لفظ ہے جو بار بار ہمارے معزز ارکان بول رہے ہیں ۔ "جنوبی پنجاب سے تخت لاہور ' ہم قیدی تخت لاہور کے " تو میں یہ سوچ رہا ہوں کہ یہ جو ideology promote ہو رہی ہے۔ I think so کہ وہ لوگ جو intriguer ہیں' وہ لوگ ہمارے اندر یہ rift پیدا کرنے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ میں اپنے بہاولپور ' ملتان ' ڈیرہ غازی خان ڈویژن کے دوستوں کو یہ بتانا چاہوں گا کہ براہ مہربانی ' خدا کے لئے پہلے ہی ہمارے ساتھ بہت کچھ ہو چکا۔ اس قسم کی sense of deprivation مت پیدا کریں۔ میں ان کو مثال دوں گا یہ جو ضلعوں کا نام لے لے کر بتا رہے ہیں۔ میں بھی ان کو بتانا چاہوں گا کہ آپ خوشاب ' میانوالی ' بھکر ' جھنگ ' چکوال یا اٹک آئیں تو آپ کو اس سے بھی زیادہ بری صورت حال نظر آئے گی کہ وہاں کوئی بھی سہولت نہیں ہے۔ 10 اکتوبر کو پولیس کے ایک اے ایس آئی کا صرف بلڈ پریشر ہائی ہوا لیکن تحصیل ہیڈ کوارٹر میں کوئی علاج موجود نہیں تھا' وہاں کوئی ڈاکٹر موجود نہیں تھا اور وہ فوت ہو گیا۔ تو یہ جو ایک sense develop ہوا ہے اور یہ نظریے promote ہو رہے ہیں' ہمارے level پر یہ نہیں ہونا چاہئے۔ شکریہ!

صاحبزادہ مزمل الرشید عباسی : جناب سپیکر ! یہ جو بات بار بار promote ہو رہی ہے میرے معزز ممبر نے کبھی اس بارے میں سوچا ہے کہ یہ بات کیوں promote ہو رہی ہے ؟ کس وجہ سے promote ہو رہی ہے ' کس وجہ سے ہم لوگ اسمبلی میں آ کر یہ بات کرتے ہیں؟ ہمارے rights deprive ہوتے ہیں۔ ہمارے حقوق ہمیں نہیں ملے ۔ ہمیں پانی کا پورا کوٹہ نہیں دیا جا رہا۔ وہاں تعلیم کی سہولتیں نہیں ہیں۔ میڈیکل کی سہولتیں نہیں ہیں۔ جب یہ ساری چیزیں وہاں نہیں ہوں گی تو پھر ایسی ہی باتیں ہوں گی۔(قطع کلامیاں)

MR DEPUTY SPEAKER: No cross talks please. Let's come to the actual issue. آپ اپنی تقریر کو مختصر کریں۔ جمعہ کا وقت ہو چکا ہے۔ ابھی وزیر صحت صاحب نے wind up speech بھی کرنی ہے۔

سید عبدالعلیم شاہ : میں اپنے فاضل رکن کی اس بات سے اتفاق کرتا ہوں۔ میرا بات کرنے کا یہ مطلب نہیں تھا۔ میں کوئی difference پیدا نہیں کرنا چاہتا تھا۔ ہر ممبر کا یہ حق ہے کہ وہ جس حلقے سے منتخب ہو کر آتا ہے وہ اس کے بارے میں بات کرے۔ میں وہیں کی بات کروں گا جہاں کے لوگوں نے مجھے منتخب کیا ہے۔ جہاں تک حقائق کا تعلق ہے آپ جا کر دیکھیں، چاہے وہ جھنگ ہے، ڈیرہ غازی خان ہے، اٹک ہے، جام پور یا لیہ ہے۔ میں نے پورے جنوبی پنجاب کی صحت کی سہولتوں کے حوالے سے بات کی ہے اور یہ بات صحیح ہے، اس میں کوئی غلط بات نہیں ہے ۔ صحت کی سہولتوں پر تو پورے صوبے اور ملک کا حق ہے۔ لیکن جہاں پر زیادہ ضرورت ہے میں نے اس بابت درخواست کی ہے کہ ان علاقوں کو آپ زیادہ promote کریں۔ اب ہمارے پاس کوئی میڈیکل کالج نہیں ہے۔ ہمارے پاس کوئی یونیورسٹی نہیں ہے ۔ ہم وزیر صحت صاحب سے یہ گزارش کریں گے کہ مہربانی کر کے صحت کی پالیسی کو اس قسم کا بنائیں کہ جو پورے صوبے کے لئے، سب لوگوں کے لئے یکساں انداز میں بہتر ہو ۔ شکریہ ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ملک جلال دین ڈھکو !

ملک جلال دین ڈھکو : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ محکمہ صحت پر آج بحث ہو رہی ہے اور یہ بڑی اہم بحث ہے۔ یہ صرف علاقائی بحث نہیں ہونی چاہئے۔ پورے ملک یا پورے صوبہ پنجاب کے حوالے سے بات ہونی چاہئے۔ چونکہ میرا تعلق بھی backward area، دیہاتی علاقے سے ہے لہذا جو کچھ دیہاتوں میں ہو رہا ہے میں اس حوالے سے بات کروں گا۔ دیہاتوں میں RHC اور BHU تو بن چکے ہیں لیکن وہاں پر عملے کا فقدان ہے۔ کئی ہسپتالوں میں عملہ نہیں ہے۔ اگر کہیں عملہ موجود ہے بھی تو وہ چونکہ وہاں پر مستقل رہائش پذیر نہ ہے اس لئے بروقت مریضوں کو میسر نہیں آتا۔ ہسپتالوں کے یہ ملازمین نہ تو وقت پر آتے ہیں اور نہ ہی مریضوں کی اچھی طرح دیکھ بھال کرتے ہیں۔ اس ضمن میں، میں یہ گزارش کروں گا کہ ہسپتالوں کے اندر ملازمین کی رہائش کے لئے کوارٹرز اور ڈاکٹر صاحبان کی رہائش گاہ کے لئے کوٹھیاں بن چکی ہیں ۔ لہذا اس بات کو یقینی بنایا جائے کہ ڈاکٹر حضرات چوبیس گھنٹے وہاں پر موجود رہیں اور دیہاتی ہسپتالوں میں کم از کم RHC اور BHU میں ڈاکٹر موجود رہیں۔

جناب سپیکر! میں دوسری تجویز یہ دوں گا کہ وہاں ان ہسپتالوں میں جو ادویات آتی ہیں وہ اتنی کم مقدار میں ہوتی ہیں کہ ان غریبوں ' ناداروں کو یہ ادویات میسر ہی نہیں آتیں۔ اول تو ڈاکٹر حضرات عملے کے ساتھ مل کر ان میں سے بیشتر ادویات فروخت کر دیتے ہیں اور جو بچ جاتی ہیں وہ یہاں کی آبادی کے لئے ناکافی ہوتی ہیں۔ لہذا ان دیہاتی ہسپتالوں میں ادویات بڑھائی جائیں اور پھر ان کی چیکنگ کے لئے وہاں پر کمیٹیاں بنائی جائیں۔ ان کمیٹیوں میں مقامی سطح کے لوگ مقرر کئے جائیں جو روزانہ وہاں جا کر ان ڈاکٹروں کو چیک کریں کہ واقعی ادویات غرباء کو مل رہی ہیں؟ تقسیم ہو رہی ہیں؟ اس بات کو یقینی بنایا جائے۔ دوسرا ڈاکٹر حضرات کے لئے وہاں پر رہائش کاہیں میسر ہیں لہذا ڈاکٹر حضرات RHC اور BHU میں مستقل رہائش لازماً رکھیں۔

اس کے علاوہ میں یہ گزارش کروں گا کہ ضلعی ہیڈکوارٹرز پر بعض لوگ معمولی روز مرہ کے چیک اپ کے لئے بھی لاہور دوڑتے ہیں ' ملتان جاتے ہیں۔ میں یہ عرض کروں گا کہ ہر ضلعی ہیڈ کوارٹر میں C T scan وغیرہ کا بندوبست کیا جائے تاکہ لوگ مقامی طور پر ہی اپنا چیک اپ کروا سکیں۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سردار فتح محمد خان بزدار!۔۔۔ انشاء اللہ ہم 1 15 پر اجلاس ملتوی کریں گے۔

سردار فتح محمد خان بزدار: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم O جناب سپیکر! آج محکمہ صحت پر بحث ہو رہی ہے۔ ہمارا علاقہ پنجاب بھر میں سب سے زیادہ پسماندہ اور دور افتادہ ہے۔ اس علاقہ میں Tribal area بھی شامل ہے۔ بچاد ایریا بھی شامل ہے اور نہری ایریا بھی شامل ہے۔ آج میں قبائلی اور بچاد ایریا کے متعلق صحت کے بارے میں بات کروں گا۔ قبائلی علاقہ میں بالکل سڑکیں نہیں ہیں۔ نہ بجلی ہے اور نہ ہی پانی کا کوئی انتظام ہے۔ ایک دو جگہ آر ایچ سی بنائے گئے ہیں لیکن وہاں پر نہ کوئی عملہ جاتا ہے' نہ کوئی ڈاکٹر جاتا ہے اور نہ ہی کوئی وہاں پر رہتا ہے۔ خصوصاً remote areas میں تو ڈاکٹر کا کوئی تصور ہی نہیں ہے کیونکہ وہاں communication کا فقدان ہے۔ کسی کا وہاں جانے کے لئے جی نہیں چاہتا۔ آج کل حالات یہ ہیں کہ پیسے کی دوڑ ہے اور ڈاکٹر وہاں جاتے ہیں جہاں انہیں پیسہ ملتا ہے۔ وہ خدمت کرنا نہیں جانتے۔ میں آپ کو ایک مثال بتاؤں کہ تقریباً آج سے پچاس سال پہلے' ہماری پیدائش سے بھی پہلے کی بات ہے کہ اس علاقے میں عمر حیات ملک ایک ڈاکٹر آیا تھا وہ تونسہ سے بذریعہ گھوڑا اور اونٹ بارتھی پہنچا۔ اس نے وہاں پر 18 سال لوگوں کی خدمت کی جہاں دیکھتا کہ مریض ہے وہاں خود بخود دوائی لے کر

پہنچ جاتا اور ان کا علاج کرتا لیکن افسوس یہ ہے کہ آج کے حالات کے مطابق زیادہ سے زیادہ لوگ وہاں جاتے ہیں جہاں پر انہیں پیسہ ملتا ہے۔ میری وزیر صحت اور حکومت پنجاب سے درخواست ہے کہ اس علاقے پر توجہ دیں۔ اپنے آدمی بھیجیں اور وہاں کے لوگوں کے علاج معالجے کے لئے کوئی بندوبست کریں۔ قبائلی علاقہ میں کوئی مرکزی جگہ بنائیں اور دور دراز علاقوں میں چھوٹی موٹی ڈسپنسریاں ہوں ان میں کم از کم ایک ڈسپنسر ضرور موجود ہونا چاہئے جو علاقے میں جا کر لوگوں کی خبرگیری کرے ' ان کا علاج معالجہ کرے اور اگر کوئی زیادہ بیمار ہو تو اسے ہسپتال میں لائے۔

جناب والا! دوسری بات کمیونیکیشن کی ہے۔ ہمارے علاقے میں کوئی ایمبولینس نہیں ہے۔ ہم نے بار بار گورنمنٹ سے کہا ہے کہ ہمیں ایمبولینس دیں کیونکہ وہ کچھ علاقوں میں تو جا سکتی ہے۔ کوئی بیمار ہوتا ہے یا کسی کو کوئی زخم ہوتا ہے تو پہلے تو اسے چار پائی پر اٹھا کر لے آتے ہیں پھر کوئی گاڑی وغیرہ دیکھتے ہیں پھر وہ راستے میں ہی مر جاتا ہے' اگر کوئی بچ جاتا ہے تو اسے ڈیرہ غازی خان یا ملتان پہنچا دیا جاتا ہے۔ صحت کا مسئلہ ہر جگہ ہے لیکن ہمارے علاقے میں سب سے زیادہ ہے۔ میں وزیرصحت سے درخواست کروں گا کہ آپ ہمارے علاقے کا visit کریں اور حالات دیکھیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ سب سے زیادہ یہ علاقہ آپ کی توجہ کا مستحق ہے۔

جناب والا! میں عرض کروں کہ عورتوں کے بارے میں زچہ بچہ مراکز کا تو کوئی تصور ہی نہیں ہے کہ زچہ بچہ مرکز کیا ہوتا ہے؟ مہربانی فرما کر دور دراز علاقوں میں زچہ بچہ کے مراکز قائم کریں۔ کم از کم اس علاقے کی جو دائی زچہ بچہ میں کام کرتی ہے ان کو ٹریننگ دے کر وہاں تعینات کیا جائے تاکہ وہ تھوڑا بہت اس مسئلے کو حل کر سکیں۔ میری آخری گزارش ہے کہ آپ اس علاقے کی طرف توجہ دیں تب ہی یہ مسئلہ حل ہو سکتا ہے۔ مہربانی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اگلے سپیکر میاں محمد لطیف صاحب!

میاں محمد لطیف پنوار راجپوت: جناب سپیکر! میں آپ کا ممنون ہوں کہ آپ نے مجھے اس موضوع پر بات کرنے کا موقع دیا۔ اس ملک میں رہنے والے ہر شہری کا health facility حق ہے' چاہے اس کا تعلق کسی بڑے شہر سے ہو یا remote area سے ہو۔ لیکن اس وقت یہ ہو رہا ہے کہ بڑے شہروں میں رہنے والے لوگوں کو تو ہر قسم کی facilities available ہیں وہاں پر آپ کو الٹرا ساؤنڈ مشین مل جائے گی' سی ٹی سکین کی facilities بھی مل جائیں گی' ایکسرے

facilities بھی مل جائیں گی لیکن اس کے برعکس چھوٹے شہروں کے اندر' remote areas کے اندر حتیٰ کہ تحصیل ہیڈ کوارٹر کے اندر بھی یہ حال ہے کہ وہاں پر لوگوں کو ضروری ادویات بھی میسر نہیں ہیں حتیٰ کہ وہاں کا مریض تو ایک ڈسپرین کی گولی تک نہیں لے سکتا۔ سارے کے سارے equipment بڑے شہروں کے اندر ہی accumulate کئے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ یہاں پر سب معزز اراکین اس بات کا مطالبہ کر رہے ہیں کہ یہ کرنا چاہئے اور وہ کرنا چاہئے لیکن سب سے بنیادی چیز یہ ہے کہ ہمیں ڈاکٹرز کے بارے بھی سوچنا ہے کہ ایک ڈاکٹر جو یہ سب کچھ کر رہا ہے اس کا اپنا status کیا ہے؛ یہاں پر ڈاکٹرز کو جو facilities دی گئی ہیں مثلاً اگر ایک ڈاکٹر جس نے ایف آر سی ایس یا ایم آر سی پی پارٹ ۔I بھی کیا ہوتا ہے لیکن ان کو سات آٹھ ہزار روپے تنخواہ دی جاتی ہے۔ اگر ایک ڈاکٹر کے گھر کے اتنے مسائل ہیں' وہ اپنے بچوں کی فیس نہیں دے سکتا' گھر میں جو مہمان آتے ہیں ان کو اچھی طرح entertain نہیں کر سکتا تو آپ اس ڈاکٹر سے کیا امید کرتے ہیں کہ وہ ہسپتال میں جا کر چوبیس گھنٹے ڈیوٹی بھی دے' پوری پوری رات ایمرجنسی میں بھی ڈیوٹی دے' دن کو بھی آٹھ گھنٹے تک ڈیوٹی دے پھر آپ کہتے ہیں کہ صحیح علاج کرے یہ ہرگز ممکن نہیں ہے۔ جناب والا! میں وزیر صحت سے درخواست کروں گا کہ آپ سب سے پہلے ڈاکٹرز کے لئے پیکج بنائیں ان کو اچھی facilities ملنی چاہئیں۔ اگر وہ اپنے گھر سے خوشحال ہوگا اسے ہر طرح سے تسلی ہوگی تو وہ آپ کو صحیح treatment دے گا۔ اگر ایک بندہ خود mentally torture feel کر رہا ہے اسے آپ آپریشن تھیٹر میں بھیج دیتے ہیں کہ جا کر ایک بندے کا آپریشن کرے تو پھر آپ اس سے اسی طریقے کا آپریشن expect کر سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ میری ایک اور تجویز ہے کہ چھوٹے چھوٹے رورل اور remote areas میں اور چھوٹے شہروں میں جو ہسپتال ہیں وہاں پر جو ڈاکٹر بھی آتا ہے وہ پانچ پانچ' چھ چھ سال تک وہیں رہتا ہے حتیٰ کہ دو تین مہینے کے لئے formalities پوری کرنے کے لئے کہیں دوسری جگہ بھیج دیا جاتا ہے اور پھر وہ وہیں واپس آ جاتا ہے۔ اس طریقے سے simple MBBS ڈاکٹرز نے پرائیویٹ ہسپتال بنائے ہوئے ہیں اور ان پرائیویٹ ہسپتالوں میں وہ ہر قسم کی سروسز دیتے ہیں۔

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی ، جناب والا! چونکہ صحت کا موضوع جاری ہے اور بہت ہی important issues discuss ہو رہے ہیں لیکن وزیر موصوف درخواستوں پر دستخط کر رہے ہیں۔ میری درخواست ہے کہ آپ انہیں کہیں کہ اس issue کی طرف توجہ فرمائیں اور دیکھیں کہ ممبران پارلیمنٹ کیا کر رہے ہیں؛ درخواستوں والوں کو اور ٹائم دے دیں۔

MR DEPUTY SPEAKER: Honourable Member has pointed out. Please go ahead.

میاں محمد لطیف ہنوار راجپوت، جناب والا! میں بات کر رہا تھا کہ چھوٹے شہروں کے ہسپتالوں میں جو ڈاکٹر کام کر رہے ہیں انھوں نے اپنے پرائیویٹ ہسپتال بنائے ہوئے ہیں' وہاں پر آپ کو وہی ایک ہی ڈاکٹر سرجری کی facilities دے رہا ہے Even he is not specialist in surgery. وہی کارڈیالوجسٹ بھی بنا ہوا ہے' ہیتھالوجسٹ بھی بنا ہوا ہے بلکہ سب کچھ وہ کر رہا ہے۔ میں جناب کی وساطت سے وزیر صاحب سے درخواست کروں گا کہ اس طرح کے پرائیویٹ ہسپتالوں میں ڈاکٹروں کو specify کیا جائے کہ جو ڈاکٹر ہسپتال بنا رہا ہے پہلے اس کی منظوری لی جائے اور پھر یہ بھی بتایا جائے کہ وہ ڈاکٹر وہاں پر کس قسم کی facilities دے سکتا ہے؟ .I know myself کہ simple MBBS کو کچھ بھی پتا نہیں ہوتا وہ تو صرف اور صرف نزلہ اور بخار وغیرہ کو جانتا ہے۔ جب تک اس نے کسی سبجیکٹ میں سپیشلائزیشن نہیں کی ہوتی تو وہ ان چیزوں کے بارے میں deeply نہیں جانتا لیکن وہ ڈاکٹر ہے اور وہاں پر ہر قسم کی facilities دے رہا ہے اور اس طرح سے انسانی جانوں سے کھیلا جا رہا ہے۔ یہ ایک بہت ہی گھناؤنا جرم ہے۔ اس پر check رکھنا چاہئے۔

جناب والا! میں جو دوسری چیز discuss کروں گا وہ بہت ہی اہم ہے women health facilities ہیں چونکہ ہمارے ملک کے اندر 50 فی صد خواتین کی آبادی ہے۔ اکثر یہ دیکھا گیا کہ ہسپتالوں کے اندر women health facilities نہ ہونے کے برابر ہیں تو اس جانب بھی توجہ دی جائے۔۔۔

MR DEPUTY SPEAKER: I think it is the time of "Juma prayer", so the House is adjourned till 2.30 p m

(اس مرحلے پر ہاؤس کی کارروائی نماز جمعہ کے لئے 2.30 تک ملتوی کر دی گئی)

(نماز جمعہ کے وقفہ کے بعد جناب ڈپٹی سپیکر 2 بج کر 40 منٹ پر
کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی!

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی: جناب سپیکر! میں آپ کا شکرگزار ہوں کہ آپ نے مجھے ہیلتھ پالیسی کے اہم موضوع پر بات کرنے کا موقع دیا۔ سب سے پہلے میں پنجاب کے چیف منسٹر صاحب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں اور اپنے ہیلتھ منسٹر کو بھی مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ دونوں نے ایک اچھا فیصلہ کیا کہ ہیلتھ کے سلسلے میں انھوں نے ایک ایسے شخص کو منتخب کیا جو خود اس معاملے سے آشنا تھے۔ میں ان سے امید کرتا ہوں کہ وہ اپنی وزارت کے معاملات کو بہتر چلانے میں یقیناً اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لائیں گے۔ اس سلسلے میں جہاں تک ہو سکا کیونکہ میں بھی پیشے کے لحاظ سے ایک ڈاکٹر ہوں۔ ہمارا تعاون ان کے ہر اچھے کام میں اور اچھی پالیسی میں انھیں حاصل رہے گا۔ جناب والا! میں اپنی بات کا آغاز ایک سرائیکی شعر سے کرتا ہوں کہ،

لنگڑے لنگڑے ہوئے ہوئے کن وچ طعنہ ماری ویندے ہن
ستے شیروں ہن تا جاگو باندر جھوک اجاڑی ویندے ہن

جناب والا! میری اس بات سے مراد یہ ہے کہ میں اصل پوائنٹ کی طرف آتا ہوں کہ مجھے یہ سمجھ نہیں آتا کیونکہ میں پہلی دفعہ یہاں آیا ہوں۔ میرے قابل احترام سینئرز بھی یہاں بیٹھے ہیں۔ ہم نے صوبہ پنجاب کے تمام محکموں کے تمام معاملات کے حل کے لیے سی ایس پی افسر کو ہی بااختیار اور مجاز کیوں بنا رکھا ہے؟ وہ سی ایس پی افسر جو ڈی ایم جی کلاس سے آتا ہے۔ اس کے ہاتھ میں ڈنڈا ہوتا ہے۔ جس نے ایڈمنسٹریشن deal کرنی ہوتی ہے۔ ڈاکٹروں کے معاملات کو deal کرنے کے لیے بھی ہم اسی کو کہتے ہیں۔ جتنے محکمے ہیں ان کے معاملات کو چلانے کے لیے ہم 'non technical administration' لوگوں کو لا کر بٹھا دیتے ہیں۔ میری ہیلتھ سے متعلق ایک تجویز یہ ہے اور میں درخواست کروں گا کہ یہ ایک sensitive issue ہے' sensitive کام ہے۔ یہ پڑھے لکھے لوگوں کا ایک شعبہ ہے۔ ڈاکٹرز نے اس کو چلانا ہوتا ہے۔ جنھیں cream of

the nation کہا جاتا ہے۔ ان کو کنٹرول کرنے کے لیے آپ گریڈ 20 کے افسر کو جس کا تھانیداری سٹائل ہوتا ہے' ایڈمنسٹریٹو سٹائل ہوتا ہے' جو پہلے ڈی سی رہا ہوتا ہے' کہیں ایڈیشنل سیکرٹری رہا ہوتا ہے' کہیں کوئی اور عہدے پر رہا ہوتا ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ آپ کوشش کریں کہ ہر محکمے کو چلانے کے لیے جو سیکرٹری level کے آدمی ہیں وہ ٹیکنیکل آدمی ہونے چاہئیں۔ ایک ڈاکٹر ہونا چاہیے جس کو ان معاملات کا تجربہ ہونا چاہیے تاکہ وہ اپنے معاملات کو بہتر طریقے سے چلا سکے۔ ان CSP's کے متعلق بھی میری سرائیکی میں ایک بڑا اچھا شعر ہے ۔ آپ کی وساطت سے منسٹر صاحب اور باقی منسٹرز صاحبان جو یہاں تشریف فرما ہیں۔ ان سے کہوں گا کہ۔۔۔

اعتبار نہ کر ایہناں سوہنیاں تے
ایہہ اج کجھ ہوندے ہن کل کجھ ہوندے ہن
ایہہ منہ زور مزاج دے مالک ہن
گھڑی کجھ ہوندے ہن پل کجھ ہوندے ہن
ایہناں حسن دے بھریاں بوتلاں دے
گل کجھ ہوندے ہن تل کجھ ہوندے ہن

اس لیے آپ نے جو پالیسی اب بنانی ہے۔ جمہوریت بحال ہو چکی ہے۔ میرے پڑھے لکھے تعلیم یافتہ ڈاکٹر اس کے انچارج ہیں تو آپ اپنی ساری ہیلتھ کی پالیسیوں کو اپنی سمجھ اور سوجھ بوجھ کے مطابق بنائیں اور چلائیں۔ ان پر اعتبار نہ کریں۔ یہ تو کہیں گے سیکشن افسر کو کہ سمری put up کرو' ڈپٹی سیکرٹری دستخط کرے گا' ایڈیشنل سیکرٹری دستخط کرے گا اور سیکرٹری نے approval دی اور آگے بھیج دیا۔ ایسا نہ کریں۔ آپ گوای خاندے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اختیار دیا ہے اس میں آپ اپنی ذہانت اور عقل کو ضرور استعمال کریں۔

جناب سپیکر! میرا تعلق ملتان شہر سے ہے۔ دو تین چھوٹے چھوٹے مسائل ہیں۔ میں وقت کا بھی خیال رکھوں گا اور لمبی بات نہیں کروں گا۔ آج کل ملتان میں ایک sensitive issue چلڈرن کمپلیکس کا چل رہا ہے۔ 1991-92 میں یہاں کے کچھ

حکمرانوں نے ملتان پر مہربانی کی اور شفقت فرمائی۔ یہ بھی ذہن میں رکھیں کہ ایک سو سال کے دوران ملتان شہر میں دو ہسپتال بنے ہیں۔ اتنا بڑا شہر ہے کہ سو سال پہلے ایک سول ہسپتال بنا تھا اور پچاس سال پہلے نشتر ہسپتال بنا تھا۔ اس کے بعد آج تک ملتان کے لیے کسی قسم کا اور کوئی سول ہسپتال یا کوئی اور ادارہ نہیں بن سکا۔ میں جب اپنے پیارے لاہور میں آتا ہوں تو یہ کہا کرتا ہوں کہ یہاں اتنے مریض نہیں ہیں جتنے ہسپتال ہیں اور میرے ملتان میں جتنے مریض ہیں ان کے لیے ہسپتال نام کی کوئی چیز نہیں ہے۔ بہرحال آپ یہ دیکھیں کہ سو سالوں میں دو ہسپتال بنے ہیں اور پچھلی نصف صدی سے وہاں کوئی ہسپتال نہیں بنایا گیا۔ چلڈرن کمپلیکس کا منصوبہ 92-1991 کے حکمرانوں نے وہاں کے لیے دیا۔ آپ کو پتا ہے کہ ہمارا مسئلہ کچھ اور ہوتا ہے لیکن پھر وہ وہاں پہنچے اور انھوں نے ایک قلم سے اسے ٹرانسفر کیا اور وہ چلڈرن کمپلیکس آج سے بارہ سال پہلے propose کیا ہوا لاہور shift ہو گیا۔ اب ایک چلڈرن کمپلیکس کا منصوبہ کچھ عرصہ پہلے بنایا گیا ہے۔ جس کے لیے کچھ فنڈ بھی مختص کیا گیا ہے۔ میں آپ سے صرف یہ استدعا کروں گا کہ آپ ذرا مہربانی کریں اور اس چلڈرن کمپلیکس کا منصوبہ جو شروع کیا گیا ہے وہ بہت اچھا اور تعمیری پراجیکٹ ہے' اس کی بہت ضرورت ہے۔ اس کی تکمیل' بڑھانے میں اور کامیاب کرنے میں اپنے اثر و رسوخ کو استعمال کریں۔

کارڈیالوجی سنٹر کا بھی ملتان میں سنگ بنیاد رکھے ہوئے ایک سال سے زائد کا عرصہ ہو گیا ہے۔ ایک کمشنر ہاؤس تھا۔ ہم نے بھی بڑی تبدیلی محسوس کی کہ کمشنر ہاؤس کو خالی کروا کے وہاں موجودہ گورنر صاحب تشریف لے گئے۔ انھوں نے کارڈیالوجی سنٹر کا سنگ بنیاد رکھا۔ ایک سال ہو گیا ہے' پتھر لگا ہے لیکن وہاں نہ کوئی مشینری ہے' نہ کوئی ڈاکٹر ہے اور نہ اس سلسلے میں ایک سال سے کوئی پیش رفت ہو رہی ہے۔ میں آپ سے یہ استدعا کروں گا کہ اس کارڈیالوجی سنٹر جس پر بڑی خوبصورت سی پلیٹ ایک سال قبل کی لگی ہوئی ہے اس کو بھی مکمل کروانے میں اگر آپ کوشش کریں گے تو یہ ملتان کے شہریوں پر آپ کا احسان ہو گا۔ کاش کا ایک چھوٹا سا ہسپتال جو تیس' چالیس یا

پچاس بستروں پر مشتمل تھا جو تقریباً پچھلے بیس سالوں سے کام نہیں کر رہا اس کو آپ کی حکومت نے یا پہلی حکومت نے ختم کرنے کا منصوبہ بنایا ہے' میں بھی یہی چاہتا ہوں چونکہ وہ کام نہیں کر رہا۔ اس لیے آپ اسے ضرور ختم کریں۔ ملتان میں گائنی کے لیے ایک علیحدہ یونٹ بنائیں کیونکہ زچہ بچہ کے بہت زیادہ مسائل ہوتے ہیں تو اس کے لیے بھی سرکاری دو یا تین چار جگہیں ملتان میں available ہیں اگر آپ مجھے بھی حکم کریں گے تو ہم آپ کو point out کر دیں گے۔ لہذا ان سرکاری جگہوں پر ایک گائنی کا یونٹ بنا دیں تو اس کے لیے اگر ہمارے شہر کی طرف سے یا ہماری ضلعی حکومت کی طرف سے چونکہ ضلعی ناظم اعلیٰ ہمارے اپنے گروپ ہی کے ہیں ان سے بھی کوئی تعاون درکار ہو گا تو اس سلسلے میں آپ سے تعاون کریں گے۔ میں چاہتا ہوں کہ گائنی کا شعبہ بھی وہاں علیحدہ سے کام کرے۔

آخر میں دو باتیں یہ ہیں کہ جنہوں نے بورڈ آف گورنرز کا منصوبہ بنایا تھا۔ اس کے پس منظر میں کچھ اچھے نتائج بھی آئے ہیں۔ میں مخالفت برائے مخالفت میں یکسر اس کو condemn نہیں کرتا لیکن موجودہ صورتحال میں' جب سسٹم میں تبدیلی آ چکی ہے' جمہوری ادارے بن چکے ہیں تو میں بھی یہ چاہوں گا کہ ریٹائرڈ جرنیلوں یا ریٹائرڈ افسروں یا من پسند افراد کو بورڈ آف گورنرز میں نوازنے کی بجائے اگر آپ نے اس سلسلے کو شروع بھی رکھنا ہے تو پھر ایسا کریں کہ اب آپ کے منتخب نمائندے بھی آ چکے ہیں آپ ان پر مشتمل یا دیگر جو سماجی تنظیموں کے لوگ ہیں ان قابل اور باصلاحیت لوگوں پر بورڈ آف گورنرز بنائیں' ان میں تبدیلیاں لائیں تاکہ مثبت طریقے کے ساتھ اس کام کو آگے بڑھا سکیں۔

میں مختصر کروں گا۔ آخری بات یہ ہے کہ ہمارے پاکستان میڈیکل ایسوسی ایشن ڈاکٹرز کے بہت مسائل ہیں' کئی دنوں سے ڈاکٹرز یہاں سڑکوں پر پھرتے رہے' احتجاج کرتے رہے' لاٹھیاں کھاتے رہے' suspend ہوتے رہے۔ اب ہماری خوش قسمتی ہے کہ اس صوبے کے وزیر صحت بھی ماشاء اللہ خود ایک ڈاکٹر ہیں۔ ویسے تو ہر محکمے میں یہ ہونا چاہیے کہ جن لوگوں کے مسائل ہیں انہی لوگوں کو اپنے ساتھ شریک کر کے ان مسئلوں کو حل کرنے کی پالیسی بنائی جائے۔ یعنی جیسے پی ایم اے کا ایک فورم موجود ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ پی ایم اے کے

نمائندوں کو بااختیار کر کے ہیلتھ منسٹری کی سطح پر باہمی کوآرڈینیشن ہو اور ان کے ساتھ گفت و شنید کے ساتھ معاملات کو اور پالیسیوں کو آگے بڑھایا جائے۔ اس سے یہ ہو گا کہ ایک دوسرے کے ساتھ تعاون بھی رہے گا اور بعد میں بدمزگی یا احتجاج یا اس قسم کی چیزیں بھی سامنے نہیں آئیں گی۔ میں سپیکر صاحب کی وساطت سے وزیر صحت سے یہ کہنا چاہوں گا کہ آپ چونکہ ڈاکٹر ہیں اور میری اپنی بھی یہ خواہش ہے کہ یہاں ہم بلالحاظ پارٹی جتنے بھی ڈاکٹرز یا لیڈی ڈاکٹر اس ہاؤس میں موجود ہیں۔ آپ ذاتی حیثیت میں ان لوگوں کو اکٹھا کریں۔ آپ کے پاس ایک فورم available ہو جائے گا۔ ان کی مشاورت کے ساتھ پی ایم اے کے لوگوں کو بلا کر ان کے باہمی کوآرڈینیشن کے ساتھ آپ کے ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کے معاملات بہتر طریقے سے چلائے جا سکتے ہیں۔

آخری میری ایک گزارش ہے کہ ہمارے ہاں یہاں ایک بڑا مسئلہ ہے کہ دیہاتوں میں ڈاکٹر نہیں جاتے۔ میں خود ایران گیا تھا وہاں پر انہوں نے پالیسی یہ بنائی ہوئی ہے کہ وہاں پر جو ڈاکٹر دیہاتوں میں جاتے ہیں ان کی تنخواہ بیس ہزار روپے ہوتی ہے اور جو شہروں میں آنا چاہتے ہیں ان کی تنخواہ 5 ہزار روپے ہوتی ہے۔ وہاں آج سے پچاس سال پہلے جو ڈاکٹرز دیہاتوں میں گئے ہیں ان میں سے کوئی بھی واپس نہیں آیا۔ یہاں ہمارے پاس مصیبت یہ ہے کہ وہ big city allowance کے چکر میں ہیں۔ الٹا بڑے شہروں میں آؤ تو تنخواہ زیادہ ہو جاتی ہے۔ میں یہ چاہوں گا کہ جو لوگ دیہاتوں میں جا کر کام کرنا چاہتے ہیں آپ انہیں دو گنا یا تین گنا تنخواہ زیادہ دیں پھر آپ انشاء اللہ تعالیٰ دیکھیں گے کہ دیہاتوں کے پسماندہ علاقوں کے مسائل حل ہو جائیں گے۔ بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب جناب جاوید گجر صاحب!

جناب جاوید حسن گجر: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے کچھ ایسے نکات کو discuss کروں گا جو صبح سے میں انتظار کر رہا تھا کہ شاید ڈاکٹر صاحبان ان کے متعلق ذکر کریں۔ ان میں سر دست مریضوں کے حوالے سے جو مسائل نظر آ رہے ہیں، میں اپنے علاقہ کی بات نہیں کروں گا بلکہ پورے پنجاب یا قومی سطح پر جو مشکلات پیش آ رہی ہیں وہ میں آپ کی وساطت سے ڈاکٹر طاہر صاحب کے گوش گزار کروں گا کہ ڈرگ انسپکٹرز اور sampling کے

سلسلے کو تھوڑا سا purify کرنے کی ضرورت ہے کہ جب وہ sample لیتے ہیں تو پھر وہ سفارش کے لیے ڈرگ انسپکٹر کو ڈھونڈتے ہیں۔ میں نے اپنے علاقے میں دیکھا ہے کہ دو تین بندوں نے کچھ غلط چیزیں رکھی ہوئی تھیں اور اس کا انہوں نے sample لیا۔ میں نے بہرحال ڈرگ انسپکٹر سے کہا کہ میری کوئی سفارش نہیں ہے جو بھی چالان ہوتا ہے اس کو کریں۔ میری یہ گزارش ہے کہ آپ اس کو تھوڑا سا آگے بڑھائیں کہ اگر کسی میڈیکل سٹور کا تین دفعہ چالان ہوتا ہے یا اس کی sampling ہوتی ہے تو اس کے بعد اس کا لائسنس منسوخ ہونا چاہیے۔ یہ بہت ضروری ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ جو لوگ میڈیکل سٹورز کو چلا رہے ہیں خواہ وہ پروپرائٹرز ہیں، خواہ وہ سیلز مین ہیں۔ میں تھوڑا سا regarding business اس فیلڈ سے related بھی ہوں۔ آپ دیکھیں گے کہ 40 فیصد میڈیکل سٹورز ایسے ہیں جنہوں نے دوسرے لوگوں سے لائسنس purchase کیے ہوئے ہیں۔ براہ مہربانی اس کو بھی آپ دیکھیں کہ جو بندہ میڈیکل سٹورز پر بیٹھا ہوا ہے آیا وہ فارمیسی کا بندہ ہے یا نہیں ہے۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ فارمیسی کے میڈیکل سٹور جو لائسنس ہولڈر ہیں، ڈپلومہ ہولڈر ہیں، جو recommendations وہ وہاں پہ دیتے ہیں وہ بھی according to پیتھالوجسٹ ہوتے ہیں۔ میڈیکل سپیشلسٹ جو recommend کرتا ہے ان کی recommendation ان کے برابر ہوتی ہے۔ صرف اس لیے کہ وہ بی فارمیسی کے گریجویٹ ہوتے ہیں۔

تیسرا یہ ہے کہ ہمارے قومی سطح پر جو مسائل آ رہے ہیں۔ same sorts کی دوائیاں مارکیٹ میں different کمپنیز کی different قیمتوں میں available ہیں۔ ہر ایک کمپنی نے bulk میں منگوا کر اس کو آگے repack کرنے میں جس خوبصورتی سے اس کی labelling کر دی ہے یا جس نے زیادہ لڑکے رکھ لیے ہیں ان کا نام چل جاتا ہے۔ آپ امریکہ سے پڑھنے کے بعد بڑے عرصے کے بعد آئے ہوں گے۔

دوسری بات یہ ہے کہ بڑی کمپنیز نے جو مینوفیکچررز، مارکیٹرز یا ڈسٹری بیوٹرز ہیں۔ particularly ملٹی نیشنل کمپنیز ہمارے جنرل پریکٹشنرز کو یا سپیشلسٹ ڈاکٹرز کو ایسے incentives دیتے ہیں کہ ہمارے رحیم یار خان میں آج سے پانچ سال پہلے جب میں نے یہ

business شروع کیا تھا کہ ایک ملٹی نیشنل کمپنی تھی اس کا مارکیٹ میں ڈیڑھ لاکھ کا سٹاک پڑا ہوا تھا اور اس کی expiry date صرف ایک مہینے کی رہ گئی تھی اگر ٹائم اوپر گزر جاتا تو اس کا ڈیڑھ لاکھ ختم ہو جانا تھا۔ اس نے ایک سپیشلسٹ کو جا کر incentive دیا اور دو دن میں سارے کا سارا سٹاک ختم کروا دیا۔ ڈیپارٹمنٹ کے سیکرٹری صاحبان بھی اگر بیٹھے ہوں تو اس کو پلیز note کریں کہ اس طرح سے جو ڈاکٹرز کو incentives دیتے ہیں اس کا بھی چیک ہونا چاہیے۔ تیسرا یہ ہے کہ جو لیڈی ڈاکٹرز مختلف جگہوں پر بیٹھی ہوئی ہیں۔ mostly ان میں سے 80 فیصد لیڈی ڈاکٹرز ایسی ہیں کہ جن کو probe چلانی نہیں آتی۔ وہ تائیوان یا چائنا کے یونٹس رکھ کر الٹرا ساؤنڈ کر رہی ہیں۔ باہر الٹرا ساؤنڈ سپیشلسٹ کا بورڈ لگایا ہوا ہے لیکن ان کو probe چلانی نہیں آتی۔ یہ میرا تجربہ ہے اور مزے کی بات یہ ہے کہ جس کو چلانی آتی ہے سوائے pregnancy چیک کرنے کے بعد اس کو پتا ہی نہیں ہے کہ کیا کرنا ہے؟ لہذا ان لیڈی ڈاکٹرز کو یا ڈاکٹرز حضرات کو بھی چیک کریں جو الٹراساؤنڈ کا claim کر رہے ہیں۔ جیسے اب لاہور میں بھی کر رہے ہیں اور ملتان میں بھی ایک ڈاکٹر مظہر کروا رہے ہیں۔ ان سے ڈپلومہ لیں تاکہ وہ سپیشلائز ہو جائیں۔

اس کے بعد مختلف کمپنیز کی price variations کو بھی چیک کریں۔ پہلے بھی ہمارے دوستوں نے' ڈاکٹر نادیہ عزیز اور ڈاکٹر اسد معظم بھی بات کر رہے تھے کہ price چیک بہت ضروری ہے۔ انڈیا میں دیکھ لیں اور یہاں پر دیکھ لیں کہ کتنا comparison ہے۔ ہماری قیمتیں لوئر طبقے کے حوالے سے بہت زیادہ ہیں جو اس کی پہنچ میں نہیں ہیں اور ایسے ایسے لوگ ہیں جو کسی کے در پر کھٹکھٹاتے ہیں کہ ہمیں کچھ ایڈ دیں تاکہ ہم اپنی دوائیاں خرید سکیں۔ لہذا اس چیز کو بھی آپ مدنظر رکھیں۔ اس کے بعد جو صحت کے Rural Health Centre یا Basic Health Units ہیں آیا وہ اپنے اپنے دیہاتوں میں کام کر رہے ہیں؟ اگر آپ باہر دیہاتوں میں جا کر دیکھیں تو وہاں پر Basic Health Units ہیں لیکن وہاں پر ڈاکٹرز نہیں ہیں۔ اگر بلڈنگز ہیں تو ڈاکٹرز نہیں ہیں۔ وہاں پر جو farmers, land lords ہیں انہوں نے اس بلڈنگ کو اپنے قبضہ میں کیا ہوا ہے اور اپنا ڈیرا بنایا ہوا ہے۔ اس طرح کی مثالیں بہت ساری

ہیں۔ لہذا آپ Basic Health Units کو بھی چیک کریں اور آپ نے وہاں پر جو ڈاکٹرز تعینات کیے ہوئے ہیں ان کو چیک کریں کہ وہ وہاں پر موجود ہیں بھی کہ نہیں۔ اس کے علاوہ مزید میرے دوستوں نے یہاں پر بیان کر دیا ہے ۔ میں شکرگزار ہوں کہ آپ نے مجھے وقت دیا اور میرا خیال ہے کہ آپ ان نکات کو دیکھیں گے اور ان کو note کریں گے ۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ملک اصغر علی قیصر!

ملک اصغر علی قیصر: شکریہ' جناب سپیکر! یہاں پر بہت سی باتیں ہسپتالوں اور مریضوں کی تکالیف کے متعلق ہو چکی ہیں۔ لیکن میں معزز وزیر کی توجہ چاہوں گا کہ میں ان کی خدمت میں کچھ باتیں to the point کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر! صحت کا شعبہ کسی بھی ملک کے لیے ' کسی بھی انسان کے لیے بڑی اہمیت کا حامل ہوتا ہے اور ان کی اس بات سے بھی اتفاق کرتا ہوں کہ پہلے سے جو سہولتیں موجود ہیں ان میں تو بہتری لانی چاہیے لیکن جہاں پر کچھ بھی نہیں ہے وہاں بھی وہ کچھ کرنا چاہتے ہیں۔ اگر ان کے جذبے سچے ہیں تو ہم یقین دلاتے ہیں کہ ہمارے تعاون ان کے ساتھ ہر صورت میں شامل حال رہے گا۔ لیکن جو موجودہ صورتحال ہے کہ جو ہمارے Basic Health Units ہیں دیہی علاقے جو کہ پاکستان کی 83 فیصد آبادی ہے ان کی حالت زار اتنی خراب ہے کہ وہاں پر ڈی ایچ او یا اس level کا کوئی افسر visit کرنے کے لیے نہیں جاتا۔ اگر کوئی افسر جاتا بھی ہے تو وہ اپنے دفتروں میں بیٹھ کر ڈی اے ' ڈی اے بنا دیتا ہے کہ آج میں نے فلاں BHU کا visit کیا' آج میں نے RHU وزٹ کیا لیکن اکثر دیکھا گیا ہے کہ جن ڈاکٹرز کی تعیناتی ان علاقوں میں ہے آپ یقین کریں کہ وہ ایک ایک ماہ ادھر نہیں جاتے۔ایک ایک ماہ کے بعد جا کر بیٹھ کر حاضری لگا دیتے ہیں یا تنخواہ لینے آجاتے ہیں اور وہ اپنی پرائیویٹ پریکٹس کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر! سب سے اہم بات گائنی کی problems ہیں' خواتین جو کہ پاکستان کی شہری ہیں حکومت کا فرض بنتا ہے کہ وہ ان کو سہولتیں فراہم کرے جو کسی بھی اچھے شہر میں رہنے والے انسان کو دی جا سکتی ہیں لیکن بد قسمتی دیکھیں کہ وہ LHV ان علاقوں میں تعینات کی جاتی ہیں جن میں سے کسی نے پندرہ سال پہلے کورس کیا ہوتا ہے' کسی نے بیس

سال پہلے کورس کیا ہوتا ہے ۔ جدید ادویات سے وہ ناواقف ہوتی ہیں۔وہ نہیں جانتیں کہ کون سی دوا مارکیٹ میں زیادہ effective ہے اور مارکیٹ میں مہیاہے وہ اپنے ہی انداز سے وہاں پر علاج معالجہ کرتی ہیں جس سے زچہ اور بچہ دونوں کی اموات واقع ہوتی ہیں۔ میری معزز وزیرصحت سے یہ تجویز ہے کہ اگر وہ وہاں پر کوئی گائنی سپیشلسٹ کی تقرری نہیں کر سکتے تو کم از کم ہر تین ماہ بعد ان LHV's کو ایک ریفریشرکورس کروایا جائے اور ان کو اس بات کا پابند کیا جائے کہ وہ اپنے اپنے علاقوں میں جا کر ڈیوٹیاں دیں ۔جب وہ ریفریشرکورس کریں گی تو ان کو جدید طریقوں سے زیادہ واقفیت ہوگی اور پھر LHV's سے ہمارے لوگ زیادہ مستفید ہوسکیں گے ۔ ورنہ وہی ہوتا رہے گا کہ باتوں میں ہم زمین اور آسمان ملاتے رہیں گے ۔ دوران حمل ماؤں کی موت واقع ہوتی رہے گی اور بچوں کی اموات بھی ہوتی رہیں گی۔ آپ کو اس کے لیے انقلابی پروگرام کی ضرورت ہے تاکہ 51 فیصد جو ہماری خواتین کی آبادی ہے ان کی صحت کو بچانے کے لیے یہ ضروری ہے کہ اگر ہمارے پاس ڈاکٹر available نہیں ہیں تو ہم اپنے سٹاف کو up to date کریں۔

جناب سپیکر! ہمارے شہر فیصل آباد میں الائیڈ ہسپتال جو کہ جاپان کی مدد سے بنایا گیا تھا۔ اس وقت اس ہسپتال میں جدید ترین مشینری اور آلات پر مشتمل جاپان نے عطیہ دیا تھا لیکن نہایت افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ وہاں پر صرف ایک ریڈیو گرافر کی اسامی ہے جو چوتھے یا پانچویں سکیل کا بندہ ہے جو ریڈیو ٹیک کو درست نہیں کر سکتا اور اس کو اتنی ہیوی مشینری کے لیے رکھا ہوا ہے ۔ اس کا نتیجہ آخر کار یہ ہوا کہ وہ مشینری جس میں چھوٹے چھوٹے نقائص ہیں سٹوروں کی زینت بنی ہوئی ہے نہ کہ وہ عوام کے استعمال میں ہے ۔ میری یہ گزارش ہے کہ اس ہسپتال کے لیے کسی ماہر ٹیکنیشن کا تقرر عمل میں لایا جائے تاکہ جو مشینری خراب پڑی ہے وہ ٹھیک ہو اور اس سے لوگ استفادہ کر سکیں۔

جناب سپیکر! حکومت نے فیملی ہیلتھ ورکرز کی ایک سکیم شروع کی تھی ان کو گاڑیاں فراہم کی گئی تھیں کہ آپ گھر گھر ، گاؤں گاؤں جا کر لوگوں کو گائیڈ کریں لیکن ان گاڑیوں کا حشر بھی وہی ہو رہا ہے۔ وہ گاڑیاں دفاتر کے لوگ استعمال کرتے ہیں۔ آپ کبھی ان کا رجسٹر چیک کر کے دیکھیں، اس میں انہوں نے جو visit ڈالے ہوئے ہیں ان کا آپ وہاں موقع پر جا

کر ان لوگوں سے پوچھیں کہ آیا اس تاریخ کو اس موقع پر اس وقت پر سٹاف آیا تھا۔ اس نے یہاں کس کس علاقے میں جا کر خواتین کو گائیڈ کیا؟ انہوں نے ہیلتھ کے لیے آپ کو کیا provide کیا اور انہوں نے آپ کو کیا ہدایات دیں؟ تو یقیناً اس میں بہت سے ایسے علاقے ہوں گے جہاں پر ان لوگوں نے visit کیا ہی نہیں ہوگا لیکن رجسٹروں اور لاگ بکوں میں پٹرولنگ اور ٹی اے' ڈی اے وغیرہ کا اندراج ہوگا۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ DHO صاحبان نے کرپشن کا ایک نیا راستہ نکال لیا ہے کہ وہ فوڈ انسپکٹروں کی طرح جا کر لوگوں کو بلیک میل کرتے ہیں۔ ہوٹلوں میں یا کنفیکشنری (گولیاں' ٹافیاں' بسکٹ) بنانے والوں کو تنگ کرتے ہیں۔ حالانکہ لوکل گورنمنٹ آرڈیننس کے مطابق وہ TMA کی ذمہ داری ہے اور اس میں باقاعدہ فوڈ انسپکٹرز ہیں ۔ لیکن DHO صاحبان جاتے ہیں اور جو ان کو منتھلی نہیں دیتا ان کا چالان کر کے sample بھیج دیتے ہیں اور جو ان سے وہیں پر مک مکا کر لیتے ہیں ان کے خلاف کوئی کارروائی نہیں ہوتی اور جو مک مکا نہیں کرتا اس کے خلاف پرچہ درج کرا دیتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ بیٹھیں' آپ کا وقت ختم ہو گیا ہے ۔ اب کسی اور کو موقع ملنا چاہیے۔

ملک اصغر علی قیصر، جناب سپیکر! صرف ایک منٹ مجھے اور چاہیے' میں ختم کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر! یہ جو ڈاکٹر صاحبان سی ایس ایس کا امتحان دیتے ہیں میری درخواست ہے کہ ان پر پابندی لگائی جائے کہ ڈاکٹر صاحبان سی ایس ایس کا امتحان نہ دے سکیں۔ ان پر حکومت کا لاکھوں روپیہ ضائع ہوتا ہے جو ہمارے ٹیکس سے جاتا ہے اور ان کو سہولیات فراہم کی جاتی ہیں۔ اگر ان لوگوں نے سی ایس ایس میں آنا ہے تو پھر ڈاکٹر بننے کی ضرورت نہیں ہے۔ کسی اور اہل لوگوں کے لئے جگہ چھوڑنی چاہیے اور اگر آنا ہی ہے تو ہیلتھ منسٹری کی جو سیٹیں ہیں میں سمجھتا ہوں کہ وہاں پر جو ڈاکٹر apply کرنا چاہتے ہیں وہ qualify کر کے صرف اسی منسٹری میں جائیں۔ اس لحاظ سے ہمارا talent ضائع بھی نہیں ہو گا اور نئے لوگوں کو مواقع بھی ملیں گے ۔ شکریہ۔

سید احسان اللہ وقاص، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میرے بھائی نے جو بات ارشاد فرمائی ہے کہ ڈاکٹرز کے سی ایس ایس کرنے پر پابندی لگانی چاہیے۔ مجھے ان کی بات سے سو فیصد اتفاق ہے۔ سیاست کے متعلق ان کا کیا خیال ہے؟ کیونکہ اس طرح بھی talent ضائع ہو جاتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اب اگلی مقرر محترمہ پروین مسعود بھٹی صاحبہ ہیں۔

محترمہ پروین مسعود بھٹی، جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے وزیر صاحب کی توجہ دلانا چاہوں گی کہ میرا تعلق بہاولپور سے ہے۔ ابھی یہاں پر میرے بھائی نے کہا ہے کہ ان کے علاقے میں سو سال میں دو ہسپتال بنے ہیں۔ ہمارے بہاولپور میں سو سال سے ایک ہی ہسپتال ہے۔ جس کا نام BV ہسپتال ہے جہاں پر احمد پور شرقیہ' حاصل پور ' یزمان کا لوڈ ہوتا ہے۔ وہاں پر جب ان تحصیلوں کے لوگ آتے ہیں تو آپ یقین کریں کہ ان کی اس ہسپتال تک آتے آتے ہی راستے میں کئی اموات ہو جاتی ہیں تو وہاں پر کسی اور ہسپتال کا انتظام کیا جائے۔ اتنی بڑی آبادی کے لیے ایک ہسپتال ناکافی ہے۔ جو ایک ہسپتال ہے اس کے سامنے مین روڈ ہے اور اس سڑک کے پار میڈیکل سٹورز ہیں۔ جب کسی بیمار کے لواحقین ہسپتال سے پریشانی کی حالت میں میڈیکل سٹورز سے دوائیاں لینے جاتے ہیں چونکہ وہ ضرورت مند ہوتے ہیں اور پریشانی کی حالت میں ہوتے ہیں ' ان کو پتا نہیں چلتا کہ وہ کتنی تیزی سے بھاگ رہے ہیں اور وہ ٹریفک کا خیال بھی نہیں رکھتے ۔ اس بنا پر وہاں پر آئے دن حادثات رونما ہوتے رہتے ہیں اور آئے دن وہاں پر اموات واقع ہوتی رہتی ہیں۔ وہاں پر ایکسیڈنٹ کی وجہ سے زخمی تو تقریباً ہر روز ہی کوئی نہ کوئی ہو جاتا ہے۔ تو میری گزارش ہے کہ وہاں پر ہسپتال کے سامنے over head bridge بنانا نہایت ہی اہم اور ضروری ہے۔ اس کے علاوہ وہاں پر ایک میڈیکل کالج ہے ۔ اس میڈیکل کالج میں صرف بہاولپور کے بچے نہیں ہوتے بلکہ وہاں پورے پنجاب سے بچے آتے ہیں۔ چونکہ وہاں پر ایک ہی ہسپتال ہے اور اس کی حالت یہ ہے کہ Angiography کی کوئی مشین نہیں ہے ' cardiology کا کوئی سنٹر نہیں ہے۔ تو ان کے بغیر میڈیکل کے طالب علم کس طریقے سے یہ سب چیزیں پڑھ یا سیکھ سکتے ہیں ؛ ہسپتال میں صفائی کا بھی کوئی بہتر انتظام نہیں ہے۔ جس دن کسی نے وہاں پر visit کرنا ہوتا ہے اس دن جلدی جلدی صفائی کر لی جاتی ہے۔ گائنی وارڈ اور

لیبر روم میں صفائی کا بہت زیادہ خیال رکھنا چاہیے۔ چونکہ وہاں پر عملہ بہت کم ہے۔ ایک عرصہ سے سن رہے ہیں کہ بھرتی پر پابندی لگی ہوئی ہے اس لیے یہاں پر ہم کوئی کسی قسم کا عملہ بھرتی نہیں کر سکتے۔ یہ انسانی جانوں کا مسئلہ ہے۔ بہت اہم معاملہ ہے۔ کسی بھی ملک کے لیے صحت یا تعلیم بہت اہم ہوتی ہے۔ اگر بھرتی پر پابندی ہے تو یہ نہیں ہونا چاہیے کہ ہسپتال میں بھی عملہ بھرتی نہ کریں۔ کم از کم کلاس چہار کے ملازمین جو ہسپتال کی ضرورت ہوں ان پر پابندی نہیں ہونی چاہیے۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ میں ایک اور اہم مسئلہ عرض کروں گی کہ بعض اوقات ڈاکٹر صاحب کی بیوی تو دیہات میں ہوتی ہے اور وہ خود شہر میں ہوتے ہیں جس کی وجہ سے وہ اکثر چھٹیوں پر رہتے ہیں۔ ہر روز یہی سننے میں آتا ہے کہ ڈاکٹر صاحب چھٹی پر ہیں۔ اس کی بیوی گاؤں میں ہے۔ انھوں نے بچوں کے ساتھ کہیں پر جانا تھا۔ یہ مسئلہ ہر شہر کا ہے۔اس بات کو یقینی بنایا جائے کہ میاں بیوی ایک ہی جگہ پر اکٹھے رہیں تاکہ ان کے مسائل کم ہو سکیں۔ علاوہ ازیں شہر کے جو ڈاکٹر صاحبان ہوتے ہیں انہیں زیادہ تنخواہیں ملتی ہیں جبکہ دیہات میں کام کرنے والے ڈاکٹر صاحبان کی تنخواہ کم ہوتی ہے۔ میں دیہات کی بات اس لیے کرتی ہوں کیونکہ ہمارے دیہاتوں میں ایسے مسائل بہت زیادہ ہیں۔ چھوٹے دیہاتوں میں کوئی ایسا یونٹ نہیں ہوتا جس میں ساری سہولتیں مہیا ہو سکیں۔

جناب سپیکر! ایک اہم اور ضروری بات گوش گزار کرنی چاہوں گی کہ زکوٰۃ و عشر کے جو فارم غریبوں کے لیے دیئے جاتے ہیں۔ ہسپتال میں جب ضرورت پڑے تو تحصیلوں سے آنے والے غریبوں کو کہا جاتا ہے کہ آپ پہلے اپنے علاقے کے چیئرمین زکوٰۃ و عشر کمیٹی سے یہ فارم تصدیق کروا کر لائیں پھر آپ کو اس مد میں سے ادویات دی جائیں گی۔ اب مریض تو مر رہا ہے، اس کی جان خطرے میں ہے وہ اس حالت میں کیسے جا کر وہاں چیئرمین سے تصدیق کروا کر لائیں گے؟ براہ کرم اس طریق کار کو ذرا آسان بنایا جائے تاکہ ان لوگوں کو میڈیکل کی سہولتیں آسانی سے میسر آ سکیں۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈاکٹر انجم امجد صاحبہ!

ڈاکٹر انجم امجد : جناب سپیکر ! میں آپ کی بہت ممنون ہوں کہ آپ نے مجھے بولنے کا موقع دیا ۔ یہاں پر میں بڑی دیر سے بورڈ آف گورنرز پر بحث سن رہی ہوں۔ یقیناً یہ ایک بہت بڑا ایشیو ہے' اس بارے میں بحث بھی جائز ہے لیکن وزیر صحت صاحب نے شروع میں ہی بتا دیا تھا کہ اس بابت غور کیا جا رہا ہے ۔ اس سے بھی زیادہ اہم معاملات ہیں اور صحت کے حوالے سے تو بے شمار ایسے معاملات ہیں جن پر ہم بحث کر سکتے ہیں۔ ہم یہاں عام لوگوں کی نمائندگی کرنے آئے ہیں۔ ان میں سے ایک بڑا اہم معاملہ یہ ہے کہ پچاس سال سے میڈیکل کالجز کا سلیبس revise نہیں ہوا ۔ جو سلیبس پچاس سال پہلے تھا وہی چل رہا ہے۔ جو لوگ ڈاکٹر بن کر نکلتے ہیں انھیں بعد میں up to date ہونے کے لیے بہت محنت کرنی پڑتی ہے۔ جب وہ باہر اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے جاتے ہیں تو انھیں بہت سی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ کیونکہ یہاں پر نہ تو جدید آلات موجود ہیں' نہ ہی کمپیوٹرز میسر ہیں۔ یہ سب چیزیں ہمیں وراثت میں ملی ہیں۔ ہمیں ان میں تبدیلی لانا ہو گی تاکہ ہمارے ڈاکٹرز up to date ہو سکیں۔

جناب سپیکر! دوسرا اہم مسئلہ زچگی کے دوران عورتوں کی اموات کا ہے۔ اس کی شرح اس طرح سے ہے کہ ایک لاکھ عورتیں زچگی کے مراحل سے گزر رہی ہیں تو ان میں سے چھ سو عورتوں کی اموات واقع ہو جاتی ہے۔ یہ ایک دردناک پہلو ہے۔ اس کے علاوہ ہمارے ہاں بچوں کی شرح پیدائش بہت زیادہ ہے ۔ even compared to those countries which are not developed. اور یہ ہمارے لیے ایک بہت ہی شرمناک مقام ہے ۔ اس کا حل یہ ہے کہ لیڈی ہیلتھ وزیٹرز اور para medics کو proper تربیت دی جائے تاکہ وہ ان حاملہ خواتین پر توجہ دے سکیں۔ نہ صرف pre-natal بلکہ post natal care بھی ان کو ملے تاکہ ہماری یہ خواتین مرنے سے بچ جائیں۔ چونکہ ایک عورت کی موت سے پورا خاندان تباہ ہو جاتا ہے ۔ اس لیے اس جانب توجہ اشد ضروری ہے۔

جناب سپیکر! دوسرا اہم isuue منشیات کا ہے۔ منشیات بے شک ایک وفاقی issue ہے لیکن اس سے پیدا ہونے والے مسائل ہمارے اپنے ہیں ۔ اگر کوئی پکڑا جاتا ہے تو تین مہینے بعد پھر اسے رہا کر دیا جاتا ہے ۔ ہمارے ہسپتالوں میں نہ تو کوئی rehabilitation

centers ہیں اور نہ ہی detoxifying centers ہیں۔ اگر کہیں ہیں بھی تو وہ operative نہیں ہیں۔ 11۔ستمبر کے بعد افغانستان سے منشیات ہمارے ملک میں آنی کافی حد تک رُک گئی ہیں لیکن پھر بھی ہمارا منشیات کا growth rate 7 فیصد ہے اور تقریباً 50 ملین لوگ منشیات کا شکار ہیں۔ اس کے علاوہ جو بڑی بیماریاں ہیں، جس طرح ایڈز ہیپاٹائٹس وغیرہ وہ انہی لوگوں کو ہوتی ہیں اور یہ ہمارے ملک میں بہت زیادہ پھیل رہی ہیں ۔ اس لیے اس طرف خاص توجہ دی جائے اور جو لوگ منشیات کی سمگلنگ میں ملوث ہیں ان کی روک تھام کی جائے دوسرا جو لوگ منشیات استعمال کر رہے ہیں ان کو detoxify کیا جائے اور ان کی proper treatment کی جائے۔

جناب سپیکر، اس کے علاوہ میں یہ کہنا چاہوں گی کہ ہم نے ایجوکیشن کے لئے نئے پرائیویٹ میڈیکل کالجز تو کھول دیئے ہیں لیکن اس سے ایک مسئلہ یہ پیدا ہوا ہے کہ جو طالب علم گورنمنٹ کالجز، ہسپتالوں سے پڑھ کر آتے ہیں انہیں ہی ہم نوکریاں مہیا نہیں کر پاتے۔ ہمارے بہت سے ایسے ڈاکٹرز ہیں جو jobless ہیں۔ اب جو پرائیویٹ میڈیکل کالجز سے پڑھ کر نکلیں گے ان کے لیے کوئی قانون سازی کی گئی ہے کہ انھیں ہم کہاں adjust کریں گے۔ وہ سب امراء کے بچے ہیں۔ یہ وہ بچے ہیں جو فیسیں دے سکتے ہیں۔ پچھلے پچاس سال سے ہمارے ملک کے جیسے حالات چلے آ رہے ہیں اس کے مطابق تو انہی امراء کے بچوں کو ترجیح دی جائے گی۔ میں یہ گزارش کروں گی کہ ایسی قانون سازی ہونی چاہیے کہ جو حکومتی کالجز، ہسپتالوں میں سے ڈاکٹرز بن کر نکلتے ہیں انھیں انہی حکومتی ہسپتالوں میں adjust کیا جائے اور پھر specialization کی facilities میں ان کو ترجیح دی جائے ۔ میں یہ نہیں کہتی کہ جو پرائیویٹ کالجز سے ڈاکٹر بن کر نکلتے ہیں وہ نالائق ہیں یا وہ اس قابل نہیں ہیں یقیناً وہ بھی لائق ہوتے ہیں لیکن وہ امراء کے بچے ہوتے ہیں اگر انہیں پہلے adjust کر لیا جائے گا تو جو لوگ میرٹ پر آ رہے ہیں ان کی adjustment پھر کہاں ہو گی؟ یہ مسئلہ اس حکومت کا پیدا کردہ نہیں ہے یہ مسئلہ پچھلی حکومت کا پیدا کردہ ہے۔ انھوں نے پرائیویٹ میڈیکل کالجز کھولنے کی اجازت دی ہے لیکن ان ڈاکٹرز کی adjustment کا کہیں بھی کوئی انتظام نہیں

کیا گیا۔ اس طرح ہمارے جو لوگ ڈاکٹرز بن کر نکلیں گے ان میں سے کچھ تو باہر چلے جائیں گے اور باقی jobless پھریں گے۔

جناب سپیکر! اسی طرح ہماری para medics کی ٹریننگ بہت کم ہے۔ بہت سے ایسے مسائل ہیں جو کہ para medics کی ٹریننگ اور لیڈی ہیلتھ وزیٹرز کی ٹریننگ سے حل ہو سکتے ہیں۔ اگر دور دراز کے علاقوں میں ہمارے ڈاکٹر حضرات نہیں جا سکتے یا میسر نہیں تو پیرا میڈیکل ٹریننگ اور ایل ایچ وی ٹریننگ کو up-grade کیا جانے تاکہ ان علاقوں میں جہاں ڈاکٹرز میسر نہیں ہیں یہ لوگ وہاں پر کام کر سکیں۔

جناب سپیکر! ہمارے ملک میں جعلی ادویات کے مسئلے کو حل کرنا بھی اشد ضروری ہے۔ غیر معیاری اور adultrated ادویات ملتی ہیں جس کی وجہ سے بہت سے لوگوں کی اموات واقع ہوتی ہیں۔ اسی طرح ہسپتالوں کی بھی grading کی جائے کہ کون سا ہسپتال کون سی سرجری کر سکتا ہے۔ بڑے بڑے ہسپتالوں میں تو ٹھیک ہے کہ وہاں پر بائی پاس سرجری بھی ہو، کڈنی کی سرجری بھی ہو، renal centres بھی ہوں لیکن میں نے یہ دیکھا ہے کہ چھوٹے چھوٹے ہسپتالوں میں بھی بائی پاس سرجری ہو رہی ہے۔ جس کی وجہ سے بہت سے لوگوں کی اموات ہوتی ہیں۔ وہاں پر untalented لوگ ہوتے ہیں، وہ خود ڈاکٹرز بھی نہیں ہوتے، ان کی کوئی خاص ٹریننگ بھی نہیں ہوتی۔ وہ یہ procedure perform کر رہے ہیں جو کہ بہت سے لوگوں کی موت کا باعث بنتے ہیں۔ ابھی پچھلے دنوں ریواز گارڈن کے ایک ہسپتال میں ایک بچے کی موت ہوئی اس لیے کہ وہاں جس آدمی نے anesthesia دیا وہ proper trained نہیں تھا۔ ہمارے ہسپتالوں میں مشینری بھی دقیا نوسی ہے، پرانی ہے۔ ابھی پچھلے دنوں ملتان کے اندر چار بچوں کی موت اس لیے واقع ہو گئی کہ وہاں anesthesia کی گیس اور آکسیجن گیس mix ہو گئی اور چار بچے مر گئے۔ یہ آج کا issue نہیں ہے، یہ بہت پرانے issues ہیں، انہیں resolve کرنا پڑے گا، انہیں solve کرنا پڑے گا۔ ہمیں چاہیے کہ اپنے ہسپتالوں کو up grade کریں تاکہ کم از کم بنیادی سہولتیں وہاں پر میسر ہو سکیں۔ ہم غریبوں کو بنیادی سہولتیں تو مہیا نہیں کر پا رہے اور پھر ڈاکٹرز سے یہ کہا جا رہا ہے کہ آپ اپنے

پرائیویٹ مریضوں کو سرکاری ہسپتالوں میں لے کر آئیں۔ جب وہ اپنے پرائیویٹ مریضوں کو ان ہسپتالوں میں لے کر جائیں گے تو ان کی موت واقع کریں گے۔ کوئی بھی پرائیویٹ مریض ان ہسپتالوں میں جانا پسند نہیں کرے گا جہاں پر بنیادی سہولتیں بھی میسر نہ ہوں۔ پہلے ہم ہسپتالوں کو up grade کریں۔ پھر وہاں private wings form کریں۔ امید ہے کہ ڈاکٹر صاحب انشاء اللہ ان مسائل کو redress کر رہے ہیں اور یہ resolve ہو بھی جائیں گے۔ یہ مسائل اس حکومت کے نہیں ہیں۔ شکریہ۔

MR DEPUTY SPEAKER: These are very important issues. Minister for Health to take the note of the speech. Next Speaker is Miss Qudisa Lodhi!

محترمہ قدسیہ لودھی: شکریہ، جناب سپیکر! میں سب سے پہلے ورلڈ ہیلتھ آرگنائزیشن کی رپورٹ کی طرف توجہ دلانا چاہوں گی World Health Organization released that 94 per cent injections in Pakistan are administered through reused equipment.

میں وزیرصحت سے درخواست کروں گی کہ ان کو ضائع کرنے کا کوئی بندوبست کیا جائے تاکہ یہ reused injection معاشرے میں جو بیماریاں پھیلا رہے ہیں ان کا سدباب کیا جا سکے۔

These unsafe injections are creating 62 per cent of hepatitis B cases, 84 per cent of Hepatitis C cases and 3 per cent HIV cases. میں اس میں یہ بتاتی چلوں کہ transmission of hepatitis C virus is through the unsafe injection

ایک اندازے کے مطابق پاکستان میں چار فی صد شہری ہیپاٹائٹس سی کے cases ہیں اور hepatitis C is cause of inflammation of liver کہ خدانخواستہ جب کسی میں یہ وائرس ہوتا ہے یا اس میں develop کرتا ہے تو بہت لمبے عرصے بعد may be after a decade or two جا کر symptoms ظاہر ہوتے ہیں اور symptoms ظاہر ہونے کے بعد وائرس باڈی میں اتنی تیزی سے آ چکا ہوتا ہے کہ لیور کینسر ہو جاتا ہے جس سے انسانی جان بچانا مشکل ہو جاتی ہے اور اس بیماری کا کوئی خاص علاج بھی نہیں ہے اور اس سے متعلق دوائیاں بھی بہت زیادہ مہنگی ہیں۔ اس لیے اس کا سیدھا سدباب یہ ہے کہ ایسے انجکشن reuse نہ ہوں۔ ہیلتھ منسٹری میں یہ رپورٹس ہیں کہ ہمارے بہت سے علاقوں میں یہ انجکشن reuse ہو رہے ہیں تو ان

کا سدباب کیا جائے۔

جناب والا! میں لیڈی ہیلتھ ورکرز کے کردار کے حوالے سے بھی بات کروں گی کہ remote areas اور دیہاتوں میں لیڈی ہیلتھ ورکرز کے کردار کو موثر بنایا جائے بلکہ یونیسف کا ادارہ بھی بچوں کی تربیت کے متعلق ہماری لیڈی ہیلتھ ور کرز سے مل کر کام کر رہا ہے تو اس سلسلے میں لیڈی ہیلتھ ور کرز کی انٹرنیشنل آرگنائزیشن بھی کام کرنے کے لیے آ گئی ہے تو ان کو زیادہ privileges دیئے جائیں اور ان کے کردار کو بڑھایا جائے۔

جناب والا! میں تیسری بات passive smoking کے متعلق کرنا چاہوں گی کہ حکومت پنجاب کی طرف سے ایک بہت اچھا قانون آئے گا کہ اٹھارہ سال سے کم عمر بچوں کو سگریٹ نہ بیچا جائے۔ لیکن میں آپ کے توسط سے وزیر صحت کو یہ تجویز دینا چاہوں گی کہ passive smoking میں University of Athens, Greece نے جو حالیہ رپورٹ شائع کی ہے۔ اس میں انھوں نے شائع کیا ہے کہ ایک آدمی جو کسی smoker کے ساتھ یا اس دھوئیں میں تیس منٹ بھی گزار لیتا ہے تو اس میں diseases develop ہونے کے chances بہت زیادہ ہیں۔ اس study نے prove کیا ہے کہ ہر پانچ ہارٹ اٹیک کا شکار ہونے والے لوگوں میں ایک آدمی ایسا ہے جو passive smoking کا شکار ہوتا ہے' جو کہ دھوئیں سے diseases کو پکڑ رہا ہے۔ ہمارے ملک میں جو ٹوبیکو مینوفیکچررز اور جو سگریٹ کی انڈسٹریز ہیں ان کا یورپ اور امریکہ due to less consumption, due to strict legislation there ان کا وہاں کاروبار بند ہو گیا ہے اس لیے اب انھوں نے اپنا رخ تھرڈ ورلڈ کی طرف کر لیا ہے اور اس وقت ان کی سب سے بڑی مارکیٹ subcontinent ہے وہ یہاں پر اس قسم کے adventures ایڈورٹائزمنٹ کے emphasis کیے ہوتے ہیں کہ وہ سگریٹ پیتے ہی کے ٹو پر چڑھ گیا۔ اس سے لوگوں اور خصوصی طور پر young blood میں ایک جذبہ ابھرتا ہے اور young blood is always adventurous اس لئے اس طرف بھی قانون سازی ہونی چاہیے اور سگریٹ بالکل ban کیے جائیں جو کہ یورپ اور امریکہ میں ہو چکے ہیں اس لیے ان مضر اثرات والی کمپنیز نے اب ادھر رخ کر لیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ' بی بی۔

محترمہ قدسیہ لودھی، جناب والا! میرے صرف دو تین پوائنٹس ہیں۔ ایک صنعتی آلودگی سے متعلق ہے کہ وزیر صحت کوئی ایسا بندوبست کریں جہاں پر industrial waste آتا ہے اس کے ارد گرد جو لوگ رہتے ہیں وہ اس کا بہت زیادہ شکار ہوتے ہیں۔ میں آخر میں یہ کہنا چاہوں

گی کہ ماشاء اللہ نیویارک میں جو بہترین ڈاکٹرز ہیں وہ پاکستانی ہیں۔ ذرا اس طرف بھی توجہ کی جائے کہ ہمارے جو fresh doctors نکلیں ان کو وظیفے پر چین بھیجیں چونکہ آج کل وہاں پر HIV وائرس ایڈز پر بہت زیادہ ریسرچ جاری ہے۔ اس کے علاوہ چین 500 ملین ڈالر کی سالانہ ہربل ادویات ایکسپورٹ کر رہا ہے۔ 1987ء سے دو ہزار سے زیادہ مغربی ممالک کے سٹوڈنٹس Traditional Chinese Medical Academies میں تربیت پا کر اب بہت اچھے پریکٹیشنرز ہیں۔ اس لیے ہمارے ہاں جو بڑے اچھے سٹوڈنٹس میڈیکل کالجز سے فارغ التحصیل ہیں آپ ان کو چین بھی بھیجیں۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اگلی سپیکر مسز فرزانہ راجہ۔۔۔ تشریف نہیں رکھتیں۔ اگلی سپیکر مسز شاہینہ اسد!

محترمہ شاہینہ اسد: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ میں آپ کے توسط سے چند باتیں کہنا چاہوں گی۔ میری بہنوں اور دوسرے معزز اراکین نے بہت سی تجاویز دی ہیں۔ چند ایک تجاویز میری بھی ہیں۔ میں ایک عورت ہونے کے ناتے دیکھتی ہوں کہ جو اعداد و شمار ہماری نظر سے گزرتے ہیں ہم پچھلے عشرے سے دیکھتے ہیں کہ ایک سال میں پاکستان میں چھ لاکھ عورتیں زچگی کی تکلیف کے دوران فوت ہو جاتی ہیں۔ 96ء میں اسی طرح کی ایک ریسرچ کی گئی جس میں بتایا گیا کہ 7 لاکھ عورتیں اس سلسلے میں ختم ہو جاتی ہیں۔ میں اس بارے میں ایک تجویز دینا چاہتی ہوں کہ ہمارے ہمسایہ ممالک میں کچھ ایسے تجربات کیے گئے ہیں کہ Basic Health Units کے ساتھ دیہاتی علاقوں میں ان خواتین کے لیے ایک ایسا یونٹ بنا دیا گیا جسے بروقت طبی امداد پہنچانے کے لیے میٹرنٹی ہومز کا نام دیا گیا ہے۔ کچھ عرصہ پہلے ہی ان عورتوں کو ان ہومز میں داخل کر دیا جاتا ہے تاکہ ان کی قیمتی جان کو بچایا جا سکے۔ میں چھوٹی سی گزارش کروں گی کہ اگر تھوڑا سا فنڈ اس پر بھی لگایا جائے تو ہماری خواتین کی قیمتی جانیں بچ سکتی ہیں۔ بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ اگلے سپیکر چودھری محمد شفیق۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ اگلے سپیکر راجہ شفقت عباسی!

راجہ محمد شفقت خان عباسی: جناب والا! اس موضوع پر بہت باتیں ہو چکی ہیں۔ میں اپنے حلقہ پی پی 1 سے شروع کرتا ہوں کہ وزیر صاحب کو بھی پتا ہے کہ کوٹلی ستیاں پورے پنجاب میں سب سے زیادہ پسماندہ علاقہ ہے جہاں آج بھی تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال نہیں ہے۔ جہاں جو Basic Health Units بنے ہیں ان میں آج تک ڈسپنسر تک بھی نہیں ہیں۔ اس حوالے سے

ضرورت اس بات کی ہے کہ جس طرح آئین پاکستان کا آرٹیکل 37 اور 38 یہ کہتا ہے کہ آپ کے جو most backward areas ہیں وہاں بالخصوص ایجوکیشن اور صحت کے حوالے سے خصوصی priority دیں گے۔ اس لیے میں آج آپ کے توسط سے حکومت اور وزیر صاحب سے درخواست کروں گا کہ وہ اس معاملے کو دیکھیں کہ وہاں پر کم از کم ایک تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال ضرور ہونا چاہیے۔ اس کے علاوہ یہ بات بہت پریشان کن ہے کہ ہمارے ڈاکٹرز جو انتہائی پڑھے لکھے لوگ ہیں وہ یہاں سے بھاگنے کے چکر میں ہیں اور باہر یورپ اور امریکہ جانے کے لیے تیار ہیں تو کوئی ایسی پالیسی بنائی جانے کہ وہ لوگ یہاں آسودگی کے ساتھ کام کر سکیں۔ بورڈ آف گورنرز کی بعض باتیں اچھی بھی ہیں لیکن جو بے چینی پیدا ہوئی ہے یہ یقیناً حکومت کے لیے ایک مشکل کام ہے اس لیے کہ پوری دنیا میں صحت کو پرائیویٹائز کرنے کے لیے یہ معاملات چل رہے ہیں یقیناً اس میں گورنمنٹ کی بھی کچھ limitations ہوں گی کہ شاید ورلڈ بنک قرضہ دینے کے لیے شرط لگا رہا ہو یا ورلڈ ٹریڈ آرگنائزیشن اپنے مفادات کو دیکھتے ہوئے شرط لگا رہا ہو کیونکہ پوری دنیا میں یہ معاملات چل رہے ہیں۔ لیکن ہم سمجھتے ہیں کہ جیسے ہمارے فیصل آباد والے ڈاکٹر صاحب نے بتایا کہ بورڈ آف گورنرز میں پرنسپل ایگزیکٹو آفیسرز اور deputamians کی بڑی بھاری تنخواہیں رکھی گئی ہیں۔ ان پر 78 ملین خرچ آ رہا ہے جو کہ میں سمجھتا ہوں کہ بہت زیادہ ہے۔ جو اخراجات ان کے pay structure پر لگ رہے ہیں ان سے 500 بستر کا ہسپتال چل سکتا ہے اس لیے اس پر نظر ثانی کی ضرورت ہے۔ یقیناً کمیشن بیٹھا ہوا ہے' وہ اس پر غور کرے گا تاکہ ڈاکٹروں میں پائی جانے والی جو بے چینی ہے وہ بھی ختم ہو سکے۔ اس حوالے سے جو پانچ قسم کے ٹیکے ہر شہری اور ہر بچے کو لگائے جاتے ہیں۔ اسی طرح ہیپاٹائٹس کا جو مرض ہے اور ہیپاٹائٹس بی جو ہے 'جو گندے پانی کی وجہ سے یا کسی بھی وجہ سے ہوتا ہے' ہیپاٹائٹس کے ٹیکے چونکہ بہت مہنگے ہیں بارہ سو یا تیرہ سو کے قریب اس پر کاسٹ آتی ہے۔ عام شہری afford نہیں کر سکتا۔ اگر ہیلتھ منسٹری مناسب سمجھے تو اس کو بھی پانچ ٹیکوں کے ساتھ compulsory کرے اور یہ چھٹا ٹیکہ بھی سب لوگوں کے لیے لازمی ہو جائے۔ اگر یہ سب کے لیے ممکن نہیں ہے تو نئے بچے جو پیدا ہوتے ہیں کم از کم ان کو حکومت پنجاب یہ سہولت مہیا کرے۔

اسی طرح پرائیویٹ میڈیکل کالجز کے متعلق میں عرض کروں گا کہ یہ جو mushroom growth کالجز یا یونیورسٹیز ہیں ان کی ضرورت نہیں ہے۔ پی ایم ڈی سی کی

جو requirements ہیں جو ان کا معیار ہے اس کے تحت ان کو مطمئن کرتے ہوئے ان سے معاملات طے کئے جائیں۔ اسی طرح ماڈرن یونیورسٹی کے حوالے سے جو سلسلہ چل رہا ہے اس سلسلے میں بھی لوگ پریشان ہیں۔ اسی طرح ملازمین کے متعلق بھی کچھ دوستوں نے بات کی ہے تو میں یہ گزارش کروں گا کہ پبلک سروس کمیشن کے ذریعے جو تقرریاں ہوتی تھیں وہ بہتر ہیں۔ بورڈ آف گورنرز کے حوالے سے جو کنٹریکٹ کی بنیاد پر تقرریاں ہوتی ہیں اس سے ڈاکٹروں میں بے چینی پائی جاتی ہے اور وہ اس طرح اپنی خدمات بہتر طریقے سے سرانجام نہیں دے سکیں گے۔

دوسری بات میں پرائیویٹ پریکٹس کے حوالے سے عرض کروں گا کہ یقیناً یہ ایک اچھی بات ہو گی اگر ڈاکٹر حضرات کو پابند کیا جائے کہ وہ اپنے ہسپتالوں کے اندر ہی پرائیویٹ پریکٹس کر سکیں۔ یہ ایک اچھا آئیڈیا ہے کہ ہسپتال کے اندر ہی پرائیویٹ پریکٹس کو چلایا جائے۔

اس کے علاوہ میرے حلقے مری اور کوٹلی میں ہم نے دیکھا ہے کہ اگر سانپ کاٹ جائے یا باؤلا کتا کاٹ جائے تو اس کی دوائی اکثر اوقات نہیں ملا کرتی۔ وہاں پہاڑی علاقہ ہونے کی وجہ سے یا گھاس زیادہ ہونے کی وجہ سے سانپ زیادہ ہوتے ہیں۔ اس لیے میری یہ گزارش ہے کہ وہاں پر ادویات کا بندوبست کیا جائے۔

تیسری بات جو میڈم نے burn victim کے حوالے سے کی تھی۔ اتنا ٹائم نہیں ہوتا کہ جب کسی کو آگ لگ جاتی ہے اور عام طور پر عورتوں کے حوالے سے یہ کیس ہوتے ہیں اور میرے سامنے جو واقعات ہوئے ہیں، ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال پنڈی میں آنا پڑتا ہے۔ اگر ممکن ہو سکے تو burn unit تحصیل ہیڈ کوارٹرز کے اندر قائم کئے جائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ عباسی صاحب۔ اب میں فلور جناب کیانی صاحب کو دیتا ہوں۔

راجہ محمد طارق کیانی: شکریہ جناب سپیکر! میں صرف چند منٹ کے لیے اپنے وزیر موصوف کی توجہ کا طالب ہوں گا۔

جناب سپیکر! سب سے پہلے میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ریاست جو ہوتی ہے یہ

کوئی مافوق الفطرت phenomenon نہیں۔ یہ انسانوں کی صدیوں بلکہ ہزاروں سالوں کی اجتماعی دانش کے بعد معرض وجود میں آئی۔ اس کے ساتھ ہی یہ سوال اٹھتا ہے کہ وہ ضروریات اور وہ اسباب کیا تھے کہ جس کی بناء پر انسانوں کو ایک باقاعدہ ریاست کے اندر مقید ہو کر رہنے پر مجبور کیا گیا۔ اس پر تمام پولیٹیکل سائنسٹ متفق ہیں اور ہماری اسلامی پولیٹیکل فلاسفی بھی اس پر متفق ہے کہ دفاع، انصاف، تعلیم اور صحت یہ چیزیں اتنی ضروری تھیں کہ ان کی بنیاد پر ریاستوں کو معرض وجود میں لانے کے لیے اس وقت کی ضروریات نے ہمیں مجبور کیا نیا جو phenomenon develop ہو رہا ہے اس لیے میں اپنے تمام فاضل اراکین سے یہ ضرور گزارش کروں گا کہ اسی سال ورلڈ ہیلتھ آرگنائزیشن کے ریٹائر ہونے والے ڈائریکٹر جنرل نے ایک کتاب لکھی ہے جس میں ان conspiracies اور intrigues کے بارے میں بات کی کہ جہاں پر صحت، انصاف اور تعلیم کے اداروں کو Imperialist Block Third World Countries کے خلاف کس طرح استعمال کر رہے ہیں۔ کتاب کا نام ہے Scientific Imperialism and Third World. یہ کتاب پڑھنے کے قابل ہے اور اس کتاب میں conspiracy اور intrigue پر سے پردہ اٹھایا گیا ہے کہ کمزور ریاستوں کے جو محکمہ جات ہیں بالخصوص تعلیم، انصاف اور صحت کے، ان کو پرائیویٹائز کر دیا جائے تاکہ کمزور ریاستوں کے لوگوں کا ریاست کی اس بنیادی ضرورت پر جو اعتماد ہے، جو یقین ہے، جو ضرورت ہے، وہ کمزور ہو جائے، وہ اضمحلال کا شکار ہو جائے اور لوگوں کا اپنی موجود ریاستوں پر جو ایمان ہے وہ کمزور ہو جائے اور Imperialism کے راستے میں جو ریاستیں رکاوٹ بن رہی ہیں وہ نہ بن سکیں۔

دوسری بات جس کا میرے ایک دوست نے ذکر کیا ہے، وہ ڈاکٹر تھے میرا بھی اس پر کچھ تھوڑا سا مطالعہ ہے کہ جینرک نام کے اوپر ہندوستان، بنگلہ دیش، ایران اور چائنا کے اندر اگر ہم اپنی ٹریڈ مارکس ادویات کا مطلعہ کریں تو اس کی قیمتیں تین، چار، پانچ سو فی صد زیادہ ہیں۔ اس میں امریکہ، آئی ایم ایف اور ورلڈ بنک نے پابندی لگائی ہوئی ہے کہ فارماسیوٹیکل کمپنیوں کی جو بھی رجسٹریشن Third World Countries کے اندر ہو گی وہ ٹریڈ ناموں پر ہو گی۔ لیکن ابھی حال ہی میں امریکہ اور کینیڈا نے میکسیکو، ایک چھوٹے سے ملک کی ڈیمانڈ پر

اپنی اس بنیاد کو تبدیل کر کے وہاں پربے شمار فارماسیوٹیکل کمپنیوں کو ٹریڈ کی بجائے جینرک ناموں پر تبدیل کرنے کے لیے مجبور کیا ۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ امریکہ' کینیڈا اورمیکسیکو کے اندر تین سو فیصد ادویات کی قیمت there and then decline ہوئی ہے۔ میں اس لحاظ سے حکومت سے یہ گزارش کروں گا کہ وہ اس سسٹم کو آہستہ آہستہ فارماسیوٹیکل کمپنیوں سے مذاکرات کے ذریعے' manipulation کے ذریعے' گزارشات کے ذریعے ان کو کم ازکم بنگلہ دیش' ہندوستان اور ایران کی سطح پر لایا جائے اور وہی فارماسیوٹیکل کمپنیاں ہیں same کمپنیاں ہیں' same ادارے جو ہیں ان کی average قیمت کے اوپر ہماری ادویات کو لانے کے لیے یہ بنیادی اور بڑی پرمغز کوشش کرنی چاہیے۔

تیسری بات بورڈ آف گورنرز کے حوالے سے میں کرنا چاہوں گا کہ بورڈ آف گورنرز کا مقرر ہو جانا شاید کچھ حد تک مستحسن عمل ہے لیکن بنیادی بات وہی ہے اور بد قسمتی سے ہمارے مسلح افواج کے قابل احترام ریٹائرڈ ہونے والے افسروں کو وہاں پر چیف ایگزیکٹو بنا دیا گیا ہے اور اس کی وجہ سے چونکہ وہ لوگ جنگ و جدل اور دفاع کے لیے تیار ہوتے ہیں۔ پولیٹیکل اور ہیلتھ کی جو ایڈمنسٹریشن ہے یہ بنیادی طور پر fundamentally یہ different philosophy ہے جس کا نقد نتیجہ کیا نکل رہا ہے کہ وہاں پر ہمارے جو بھی میڈیکل سپرنٹنڈنٹ ہیں' میں پنڈی کی مثال دے سکتا ہوں کہ اس وقت کم از کم تین یا چار پروفیسر حضرات کی بلا وجہ ٹرانسفر کی وجہ سے ان کے کیس ہماری اعلیٰ عدالتوں کے اندر جنہیں stay order کی شکل میں جنہیں temporary Injuction کہتے ہیں وہ پڑے ہوتے ہیں۔ اب ایک طرف تو ان کی internal confrontation سے نقصان ہو رہا ہے اور دوسری طرف اعلیٰ عدالتیں جن کا کام عوام کو انصاف مہیا کرنا ہے وہ دو طاقتور گروہوں کے درمیان پھنس کر رہ گئی ہیں۔ اس وجہ سے میری یہ گزارش ہے کہ بورڈ آف گورنرز اور بالخصوص جو چیف ایگزیکٹو مقرر ہیں یہ کوشش کی جائے کہ ہمارے سول بیوروکریٹس جو بڑے روشن خیال پرمغز اور میڈیکل سے تعلق رکھنے والے لوگوں کو زیادہ سے زیادہ انتظامی اختیارات دیے جائیں اور exceptional cases میں مسلح افواج کے لوگوں کو بھی اگر ایسا ہو سکتا ہے تو بے شک

انتظامی اختیارات دیے جائیں۔

آخری بات آئی ایم ایف کا ایجنڈا ہے کہ اداروں کو آپ profitable بنائیں۔ اس کو پولیٹیکل سائنس میں ہم prostitution of institutions کہتے ہیں اور یہ ایک پولیٹیکل سائنس کا طے شدہ اصول ہے کہ ریاست کے بنیادی اداروں کو اگر آپ source of income بنا دیں گے تو masses کا source of income کو، ریاست کے اندر بسنے والے لوگوں کو فائدہ نہیں ہوگا بلکہ اس سے حاصل کردہ آمدنیوں سے سوسائٹی کی وہی parasite class مستفید ہوتی ہے جو ان اداروں کے اوپر براجمان ہوتی ہے، وہ تمام کا تمام پیسہ ان اداروں سے کمایا ہوا پیسہ خواہ ان کا تعلق عدل کے ادارے سے ہو، صحت سے ہو یا تعلیم سے ہو، وہ ایک خاص سرکل کے ذریعے جس کو ہم vicious circle یاشیطانی سرکل کہتے ہیں وہ انہی پر خرچ ہو جاتا ہے۔ اس وجہ سے میں یہ چاہوں گا کہ پاکستان اسلام اور جمہوریت کے نام پر لیا گیا ملک ہے اس وجہ سے ہمارے institutions کو prostitution کی مد سے نکال کر ویلفیئر، فلاح و بہبود اور عوام کی خدمت اور عوام کو سہولت دینے کے عمل پر عمل کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ اگلی سپیکر مس صباح ہیں---تشریف نہیں رکھتیں--- سید احسان اللہ وقاص صاحب!

سید احسان اللہ وقاص: اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم o محترم جناب سپیکر! میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے تقریر کرنے کا موقع عنایت فرمایا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: براہ مہربانی اپنے موبائل فون بند رکھیں۔

سید احسان اللہ وقاص: کبھی ہمارے ہسپتال معیاری ہسپتال تھے۔ یہاں مریضوں کو کھانا ملتا تھا، ادویات ملتی تھیں، بستر فراہم ہوتے تھے لیکن اس وقت ہسپتالوں کی حالت یہ ہے کہ سب سے پہلے یہاں پر کھانا بند کیا گیا اور اس کے بعد بستروں کے چارجز عائد کر دیے گئے اور اب ادویات بھی ناپید ہو چکی ہیں ۔ مجھے اس بات کی سمجھ نہیں آتی ہے۔ یہ جو خود مختاری کا ایک ڈھونگ رچایا گیا ہے اور جس نے بھی رچایا ہے میں اس میں نہیں جانا چاہتا، جو بھی اس کے

ذمہ دار ہیں میں ان سے یہ سوال پوچھنا چاہتا ہوں کہ آخر اس کا عوام کو کیا فائدہ ہوا ہے؟ کیا عام لوگوں کو دوائی ملنی شروع ہوگئی ہے؟ عام آدمی کو وہاں سے میڈیکل کیئر ملنا شروع ہو گیا ہے؟ عام آدمی کو اس سسٹم کے نتیجے میں کیا فائدہ ہوا ہے؟ اس کے ذریعے سے صرف یہ کیا گیا ہے کہ پرنسپل ایگزیکٹو آفیسر پہلے 25/25 ہزار روپے تنخواہ لیتے تھے' اب ڈیڑھ ڈیڑھ لاکھ اور دو دو لاکھ روپے تنخواہ انہیں ملنا شروع ہو گئی ہے۔ ہمیں اس کا بھی کوئی پتا نہیں ہے کہ پی ای او کی تقرری کا کیا معیار ہے؛ کس بنیاد پر کسی کو مقرر کیا جاتا ہے؟ میں اس میں مثال دینا چاہتا ہوں کہ فاطمہ جناح میڈیکل کالج کی پروفیسر شاہینہ منظور جونیئر ترین ہے لیکن اسے وہاں پی ای او بنایا گیا ہے۔ علامہ اقبال میڈیکل کالج کے بھی ایک جونیئر پروفیسر کو پی ای او بنایا گیا ہے۔ اگر یہ ہسپتال محض ڈاکٹروں کو فائدہ پہنچانے کے لیے ہیں' ڈاکٹروں کو اچھی تنخواہیں مہیا کرنے کے لیے ہیں تو میں اپنے معزز ڈاکٹرز ممبران اسمبلی سے بھی معذرت چاہوں گا اور معزز ڈاکٹر صاحبان سے بھی معذرت چاہوں گا کہ ہسپتال قائم کرنے کا بنیادی مقصد غریب اور عام آدمی کو ادویات کی فراہمی ہے اور انہیں علاج کی سہولیات میسر کرنا ہے لیکن انہیں کوئی سہولت فراہم کرنے کی بجائے ڈاکٹروں کو oblige کیا جا رہا ہے۔ اب اس وقت صورت حال یہ ہے کہ پورے شہر میں اتنی پراپرٹی کی دکانیں نہیں ہیں جتنی سپیشلسٹ ڈاکٹروں کی دکانیں بنی ہوئی ہیں۔ چونکہ انہیں کوئی پوچھنے والا نہیں ہے لہذا وہ بلا سوچے سمجھے دوسو' تین سو پانچ سو' سات سو حتیٰ کہ ایک ایک ہزار روپے فیس وصول کر رہے ہیں۔ آخر یہاں کے عام آدمی نے کیا گناہ کیا ہے کہ ان ڈاکٹروں کو کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔ میں سب سے پہلا یہ مطالبہ کرتا ہوں کہ تمام سپیشلسٹ ڈاکٹروں کی اپنے اپنے گھروں اور کلینکس میں پرائیویٹ پریکٹس پر پابندی عائد ہونی چاہیے۔ دنیا کے تمام مہذب ملکوں کی طرح یہاں بھی اس چیز کو رواج دیا جائے کہ اگر کسی نے پرائیویٹ پریکٹس کرنی ہے تو وہ ہسپتال کے اندر کرے۔ ہسپتال کے اندر انہیں جگہ فراہم کی جائے اور ان کی فیسیں مقرر کی جائیں۔ میں وزیر صحت سے یہ درخواست کروں گا کہ وہ ڈاکٹر ہونے کی حیثیت سے صرف اپنی کمیونٹی کا خیال نہ کریں بلکہ عام آدمی کا خیال کریں اور تمام سپیشلسٹ ڈاکٹروں کے کیڈر مقرر کر کے ایک تو انہیں پابند کیا جائے کہ وہ صرف ہسپتال

کے اندر پریکٹس کریں اور دوسرا ان کی فیس کی ایک مد مقرر کی جائے۔

جناب سپیکر! میں یہ بھی مطالبہ کرتا ہوں کہ بورڈ آف گورنرز میں عوامی نمائندگی بھی ہونی چاہیے۔ ممبران اسمبلی کو بھی رکھا جائے اور دیگر منتخب نمائندوں کو بھی اس میں جگہ دی جانی چاہیے اور انہیں بھی نگرانی کرنے کا موقع دیا جانا چاہیے۔ میں یہ بھی درخواست کرنا چاہتا ہوں کہ یہ کتنی بدقسمتی کی بات ہے کہ لاہور شہر میں ایک ایسا ہسپتال موجود ہے اور کئی اور بھی موجود ہیں جہاں پر کڈنیز فروخت کی جاتی ہیں۔ کڈنی سنٹرز بنے ہوئے ہیں اور ان کی رجسٹریشن کا کوئی اصول یا ضابطہ نہیں ہے۔ وہ مریض سے 15 ہزار ڈالر وصول کرتے ہیں اور انہیں کڈنی لگا کر دیتے ہیں اور یہ سارے مریض باہر کے ملکوں سے آتے ہیں۔ میں یہ درخواست کرتا ہوں کہ اس کے بارے میں چیکنگ کا بھی اہتمام کیا جائے کہ اس طرح انسانی اعضاء کی خرید و فروخت ہمارے لیے ایک شرمناک بات ہوگی۔

جناب سپیکر! میں یہ بھی گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ میں جس علاقے ٹاؤن شپ، گرین ٹاؤن سے منتخب ہوا ہوں اس کی آبادی 5 لاکھ ہے اور اس میں کوئی بھی ہسپتال موجود نہیں ہے۔ وہاں پر کوئی ہسپتال بنایا جائے اور آخری گزارش کرنا چاہتا ہوں اور مجھ سے پہلے بھی متعدد لوگوں نے اس بارے میں ذکر کیا ہے کہ یرقان کی بیماری ایک خطرناک وبا کی شکل میں پورے ملک میں پھیل رہی ہے۔ حکومت نے ایک اچھا اقدام کیا تھا کہ چھوٹے بچوں کے لیے پولیو ویکسینیشن فراہم کی تھی۔ ہیپاٹائٹس اے بی کی ویکسینیشن بھی رعائتی نرخوں پر حکومت فراہم کرے۔ یہ بہت مہنگی ہے تقریباً 350 روپے کی ہے۔ خصوصی مہم میں حکومت 200 روپے کی فراہم کرتی ہے۔ یہ انجیکشن ایک فرد نے کم از کم تین لگانا ہوتے ہیں۔ پورے ملک میں ایک مہم کے ذریعے اسے مکمل کیا جائے۔ بہت بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈاکٹر مظفر علی شیخ!

ڈاکٹر مظفر علی شیخ: جناب سپیکر! آپ کا بہت شکریہ کہ آج آپ نے مجھے اس معزز ایوان سے چند الفاظ کہنے کا موقع دیا۔ سب سے پہلے تو میں چوہدری پرویز الٰہی صاحب، وزیراعلیٰ پنجاب کا انتہائی ممنون ہوں کہ انہوں نے وزارت صحت کے لیے اس آدمی کا انتخاب کیا جو نہ صرف ڈاکٹر

ہے بلکہ ایک قابل آدمی ہے۔ وہ آدمی امریکہ سے واپس آیا ہے۔ وہاں پر لاکھوں ڈالر سالانہ کما بھی رہا تھا' اب بھی کما سکتا ہے لیکن صرف اپنے ملک کے لیے واپس آیا ہے۔ میں جانتا ہوں وہ آدمی اپنے ملک کے لیے سروسز دینے کے لیے واپس آیا ہے۔ اپنے اس پیشے کو چھوڑا ہے لیکن اس کے بدلے میں ہمارے ایک معزز رکن اسمبلی نے یہ فرمایا کہ انہیں پیسے دے دیے جائیں کہ یہ اپنا ہسپتال بنائیں اور اس پر کام کریں تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس طرح کے لوگوں کی حوصلہ افزائی ہونی چاہیے' حوصلہ شکنی نہیں ہونی چاہیے۔

جناب سپیکر! اس وقت پنجاب میں جو ہیلتھ سسٹم کام کر رہا ہے اس پر بحث کے لیے مقررین کی ایک لمبی لسٹ اس چیز کی غمازی کر رہی ہے کہ ہیلتھ سسٹم کے مسائل بہت بڑے مسائل ہیں جس کے متعلق لوگ بات کرنا چاہ رہے تھے۔ میں ہیلتھ سسٹم کی بات یہاں سے شروع کرتا ہوں کہ ہمارے ہیلتھ سسٹم میں تین بنیادی یونٹس ہیں۔ ایک پرائمری' دوسرا سیکنڈری اور تیسرا tertiary unit پرائمری بیسک ہیلتھ یونٹ آر ایچ سی سے تعلق رکھتا ہے جب کہ سیکنڈری یونٹ ڈی ایچ کیو' ٹی ایچ کیو سے متعلق ہے اور tertiary unit بڑے شہروں میں ٹیچنگ ہسپتال ہیں۔

جناب سپیکر! میں گورنمنٹ کے فراہم کردہ 2002 کے اعداد و شمار جو کہ میرے ضلع حافظ آباد سے تعلق رکھتے ہیں۔ بیان کرتا ہوں کہ ڈی ایچ کیو ہسپتال حافظ آباد میں سالانہ 1,13,690 مریض دیکھے گئے۔ ان کی ٹوٹل بجٹ ایلوکیشن 1,16,47,000 روپے تھی۔ اس میں ساری تنخواہیں بھی شامل ہیں۔ ایک مریض پر 102 روپے 44 پیسے سالانہ خرچ کیا جا رہا تھا۔ دوائیوں کے لیے ٹوٹل ایلوکیشن 20,00,000 تھی۔ یہ سوچنے کی بات ہے کہ فی مریض 17.59 روپے سالانہ مل رہا ہے اور فی مریض 1.50 روپے ماہانہ بنتا ہے۔

جناب سپیکر! میں نے ایک آر ایچ سی منتخب کیا تو وہاں پر 44,905 مریض سالانہ دیکھے گئے۔ ٹوٹل ایلوکیشن آف بجٹ 94,431روپے تھے اور ایک مریض پر 66.68 روپے سالانہ خرچ ہو رہے تھے جب کہ میڈیسن کے سلسلے میں ایک مریض پر سالانہ 12.78 روپے خرچ ہو رہے تھے جو کہ ماہانہ صرف ایک روپیہ بنتا ہے۔

جناب سپیکر! میں نے ایک بی ایچ یو لیا تھا۔ وہاں پر سالانہ 18,321 مریض دیکھے گئے۔ ٹوٹل ایلوکیشن آف سالانہ بجٹ 7,48,607 روپے تھی۔ انتظامی سلسلہ پر بھی ایک مریض پر 40.85 روپے خرچ ہو رہے تھے جب کہ میڈیسن کے سلسلے میں اس پر 50 پیسے ماہانہ خرچ ہو رہے تھے۔ یہ تو مریضوں کے لیے ہماری ایلوکیشن آف بجٹ تھی۔

جناب سپیکر! میں نے کینیڈا، آسٹریلیا، ملائشیا اور یورپ میں ہیپاٹائٹس سی کے اوپر ریسرچ پیپرز پیش کیے ہوئے ہیں and I was awarded for the best papers in Australia last year (نعرہ ہائے تحسین) میں نے ہیپا ٹائٹس پر کام کیا ہوا ہے۔ آپ براہ مہربانی مجھے تھوڑا سا وقت عنایت کر دیجیے گا۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ جاری رکھیں۔ آپ ڈاکٹر ہیں آپ کو ٹائم لینا چاہیے۔

ڈاکٹر مظفر علی شیخ، بہت بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! جیسے میں نے ابھی بجٹ کے متعلق بتایا ہے۔ کیا ہمارا ہیلتھ سسٹم غریب لوگوں کی ضروریات پوری کر رہا ہے؟ یقیناً نہیں کر رہا۔ اس میں، میں یہ عرض کرتا چلوں کہ چھوٹے شہر ہوں یا بڑے شہر ہوں سب کے مرض ایک جیسے ہیں، ضرورتیں سب کی ایک جیسی ہیں، سہولتیں سب کو ایک جیسی ملنی چاہئیں۔ ہمارے ضلع میں 31 بی ایچ یو ہیں تو وہاں صرف 5 بی ایچ یو میں ڈاکٹر کام کر رہے ہیں، بقایا 26 خالی پڑے ہوئے ہیں۔ اس کی کیا وجہ ہے کہ وہاں ڈاکٹر کیوں نہیں جاتے۔ ہمیں ان اسباب پر غور کرنا ہے۔

جناب سپیکر! یہ بات ایک منٹ میں کرنے والی نہیں ہے۔ اس کے لیے انتہائی مخصوص اور علیحدہ ٹائم ہونا چاہیے کہ What are the factors behind? کہ لوگ وہاں پر کیوں نہیں جاتے؟ اس پر پورا کام ہونا چاہیے۔ نمبر دو جو ڈاکٹر وہاں جاتے ہیں، کیا واقعی ان کے لیے وہاں رہائش کا بندوبست ہے؟ ان کو وہ incentives پورے مل رہے ہیں جو دیئے جا رہے ہیں؟ ایک پٹواری ان کو چیک کر رہا ہے۔ وہاں پر کونسلر ان کو چیک کر رہا ہے۔ وہاں کا زمیندار اس پر رعب ڈال رہا ہے۔ اس کے بچوں کے لیے سہولتیں نہیں ہیں۔ وہ بھی کسی گھر سے تعلق رکھتا ہے۔ ڈاکٹروں کی سہولتوں کے متعلق بھی دیکھیں۔ ہیلتھ سسٹم میں تین ہی تو بنیادی چیزیں ہیں۔ ایک health care provider ہے، دوسرا

مریض ہے اور تیسری وہ سہولیات ہیں جو ان دونوں کو ملتی ہیں۔ چوتھے کسی بندے کا دخل ہی نہیں ہوتا۔ آپ ان کے سارے اسباب پر بھی غور کیجیے۔ صرف ہیلتھ سسٹم میں ابھی تک ہمارے سارے دوستوں نے جو بات کی ہے وہ صحت کی سہولیات فراہم کرنے کی بات کی ہے۔ لیکن اس سلسلے میں' میں یہ عرض کروں گا کہ اب پوری دنیا میں مریض کو دوائی کے ساتھ اس کی prevention کے متعلق بھی بات کی جاتی ہے۔ جیسا کہ ہمارے ہاں یہ تجربہ کامیاب ہو چکا ہے کہ بچوں میں ہم نے حفاظتی ٹیکے لگانے' پندرہ بیس سال پہلے یہ کورس شروع کیا۔ آج وہ ان بیماریوں سے بہت حد تک محفوظ ہیں۔ ہم مریض کا بیماری شروع ہونے کے بعد کیوں سوچتے ہیں؛ اس کی prevention کا کیوں نہیں سوچتے؛ تو Prevention is most important. ویسے بھی کہتے ہیں کہ علاج سے پرہیز بہتر ہے۔ اس سلسلہ میں' میں عرض کروں گا کہ prevention ہمیں infectious diseases کے متعلق چاہئیں۔ اب میں infectious diseases کے تھوڑے سے اعداد و شمار پیش کروں گا کہ پاکستان میں جو tuberculosis ہے وہ ایک سے دو فی صد ہے۔ HIV ایڈز 003. فی صد ابھی تک معلوم ہوئی ہے۔ لیکن ہیپاٹائٹس کے متعلق میری ایک بہن نے فرمایا تھا کہ ہیپاٹائٹس (C) چار فی صد ہے۔ میں آپ کو اپنی تین ریسرچ دے دیتا ہوں۔ 1993 میں آغا خان یونیورسٹی کے توسط سے ایک سٹڈی ہوئی تھی جو کہ پاکستان کی پہلی comprehensive سٹڈی تھی۔ جس کے امریکہ میں نمونے بھیجے گئے تھے۔ کیونکہ اس وقت پاکستان میں اس ٹیسٹ کا انتظام نہیں تھا۔ یہ آپ نوٹ کر سکتے ہیں۔ وہاں 506 آدمیوں کے نمونے اے'بی'سی'ڈی اور ای ہیپاٹائٹس کے لیے بھیجے گئے تھے۔ وہاں سے جو آکسفورڈ یونیورسٹی کی رپورٹ مرتب ہو کر آئی تھی۔ اس کے مطابق دو طرح کی سٹڈی کی گئی تھی ایک کیس کنٹرول سٹڈی تھی اور ایک randomize study تھی۔ جو کیس کنٹرول سٹڈی تھی اس میں ہیپاٹائٹس (سی) 7 4 فی صد تھی اور جو randomize study تھی وہ 20 8 فی صد میرے علاقے میں آئی تھی اور جو ہیپاٹائٹس (بی) کی study تھی وہ 4.5 فی صد اس وقت 1993 میں آئی تھی۔ میں نے

2002 میں اپنی ایک کیمپ سٹڈی کی تھی جو کہ میں نے آسٹریلیا میں پیش کی تھی۔ وہ گوجرانوالہ کے علاقے سے تعلق رکھتی تھی اور اس میں جو ہیپاٹائٹس سی کی کیمپ سٹڈی کی randomize ratio تھی وہ 30.8 فی صد تھی۔ This is very notable thing ایک اور جو سٹڈی 1999 کی تھی اس میں 26 فیصد ہیپاٹائٹس (سی) کی کیمپ study کی ratio تھی۔ اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ tuberculosis one to two per cent ہیپاٹائٹس (سی) اگر authentic study لگا لیں تو کم از کم 8 فیصد پوری آبادی کی بنتی ہے۔ کیا یہ ایک ایسا معاملہ نہیں ہے کہ جس پر بات کی جائے؟ یہ ایک علیحدہ issue ہے۔ اس کے مقابلے میں سہولتیں کیا دی جا رہی ہیں۔ جیسا کہ میرے بھائی احسان اللہ وقاص صاحب نے فرمایا کہ ہیپاٹائٹس (بی) کا واقعی ساڑھے تین سو روپے کا انجکشن مل رہا ہے۔ مختلف کمپنیاں بنا رہی ہیں۔ اب یہ تھوڑا سستا ہے۔ تین انجکشن کا کورس ملتا ہے لیکن گورنمنٹ کی طرف سے عام آبادی کو ابھی تک وہ مہیا نہیں کیا گیا۔ بچوں کے ای پی آئی پروگرام میں کچھ اضلاع میں وہ شروع کیا گیا ہے اب وہاں پر لگنا شروع ہو گیا ہے۔ یہ بھی میں سمجھتا ہوں کہ اس گئے گزرے زمانے میں جو ہمارے بجٹ کا حال ہے اور جو allocations ہوتی ہیں' اس میں اگر یہ ای پی آئی پروگرام میں شامل کر لیا گیا ہے تو یہ بھی ایک نعمت ہے۔ میں Worthy Minister صاحب سے یہ توقع کرتا ہوں کہ جس طرح وہ vigorous ہیں اور جس طرح energetic طریقے سے وہ ادھر آئے ہیں اور کام کرنا چاہتے ہیں تو ہیپاٹائٹس (سی) کے معاملے کو وہ انتہائی ذمہ داری کے ساتھ آگے بڑھائیں گے۔ اس سلسلہ میں میری ایک تجویز تھی کہ ایسے علاقے جہاں پر اس کا epidemic پھیلا ہوا ہے۔ وہاں پر اس کے سنٹرز بنائے جائیں۔ ہیپاٹائٹس(سی) کے متعلق بھائی احسان اللہ وقاص نے بات کی تھی۔ واقعی اس کی ابھی تک ویکسینیشن نہیں آئی ہے اس کی لاگت میں آپ کو بتا دیتا ہوں۔ امریکہ میں ایک pegulator interferon injection ہوتا ہے۔ اس کے ساتھ ایک میڈیسن اور دی جاتی ہے۔ اس کی امریکہ میں ایک لاکھ پچاس ہزار روپیہ ایک ٹیکے کی قیمت ہے جو کہ ہفتے میں ایک لگتا ہے۔ چھ ماہ میں لگنے ہوتے ہیں۔ آپ وہاں کا پھوڑیں'

وہاں تو انھیں ہیلتھ انشورنس ملتی ہے۔ پاکستان میں وہ 15690 روپے کا ایک انجیکشن آتا ہے اور ہفتے میں ایک دن لگنا ہوتا ہے۔ اس کی چھ ماہ کی cost تقریباً چھ لاکھ روپیہ بنتی ہے۔

جناب سپیکر! میں یہ عرض کروں گا کہ غریب آدمی کہاں پر جائے۔ کیا وہ یہ انجیکشن لگوا سکتے ہیں؟ اس کے مقابلے میں جو عام انجیکشن ہیں وہ بھی کم از کم 80 ہزار روپیہ سے لے کر ایک لاکھ 20 ہزار روپیہ تک عام interferon injection ہیں اور اس کا رزلٹ کوئی نہیں ہے۔ میں مریض deal کر رہا ہوں۔ میں اٹھارہ سال سے رورل ہیلتھ ایریا میں پریکٹس کر رہا ہوں۔ میں ان کی مشکلات دیکھ رہا ہوں کہ جہاں پر ایک باپ کا اکلوتا بچہ ہوتا ہے۔ جس نے کل اس کا سہارا بننا ہے۔ وہ صرف 200 روپے کا انجیکشن نہ ہونے کی بنا پر مر رہا ہے۔ ان کی بیگمات صرف ہیلتھ کیئر نہ ہونے کی وجہ سے مر رہی ہیں۔ اس کے مقابلے میں یہاں پر اتنے اتنے بڑے نوے نوے کروڑ روپے کا ایک پرائیویٹ ہسپتال کھلا ہوا ہے۔ یہ میں صرف لاہور سے ستر میل دور کی بات کر رہا ہوں۔ یہاں پر میرے معزز اراکین اسمبلی نے ریموٹ ایریا کی باتیں کی ہیں۔ میں تو صرف لاہور کے ساتھ ستر میل دور کی بات کر رہا ہوں وہاں سہولتوں کا یہ حال ہے۔

جناب سپیکر! ہمیں اس سارے نظام کو review کرنا ہے۔ یہ نظام اس لیے بنائے جاتے ہیں کہ لوگوں کو relief ملے۔ یہ لوگوں سے لینے کے لیے نہیں ہیں۔ میں آسٹریلیا کی مثال دیتا ہوں۔ وہاں پر پوسٹ گریجویشن کے لیے پہلے ان کو مفت تعلیم مل رہی تھی۔ یونیورسٹی نے یہ لاگو کر دیا کہ اب جو سٹوڈنٹ آئیں گے وہ loan لے کر پڑھیں گے تو انھوں نے احتجاج کیا' دھرنا دیا اور معاملہ عدالت تک پہنچا اور جج صاحب نے صرف اس لیے یہ معاملہ dispose of کر دیا اور پرانی روٹین پر لے آئے کہ ضروری نہیں کہ ہر جگہ پر گورنمنٹ کمانے کا سوچے' کچھ جگہیں ایسی ہوتی ہیں کہ جہاں پر investment اس لیے کی جاتی ہے تاکہ جو بعد میں social evils آتی ہیں' ان پر جو رقم لگتی ہے اس کو بچایا جائے۔ کیا ہم نے کبھی ان معاملات پر غور کیا ہے؟ اب ہم نے

ہسپتالوں کو بھی اپنی کمائی کا ذریعہ بنا لیا ہوا ہے۔ بورڈ آف گورنرز کے لیے جتنا کچھ کہا گیا ہے۔ یہ بہت کم کہا گیا ہے۔ ہسپتال فلاحی مملکت کا ایک حصہ ہوتے ہیں۔ یہاں پر خرچ کیا جانا چاہیے۔ ہم ٹیکسیشن کے ذریعے لے رہے ہیں' انکم ٹیکس ہے اور دوسرے ٹیکسیشن کے معاملات ہیں۔ جہاں سے ہم لوگوں سے لے رہے ہیں اور خرچ کہاں پر کرنا ہے؟ ہم نے انہی جگہوں پر خرچ کرنا ہے۔ تعلیم پر خرچ کرنا ہے جہاں پر ہم نے اپنے شہریوں کو بنیادی طور پر اپ گریڈ کرنا ہے۔ ان کو بنیادی سہولتیں دینے کے لیے صحت کے معاملات پر خرچ کرنا ہے۔ یہ ہمارے ایسے معاملات ہیں جہاں پر ہمیں گھاٹا بھی پڑے تو ہمیں قبول کرنا ہے۔ اس کے لیے لیجسلیشن ہم نے کرنی ہے۔

جناب سپیکر! میں یہ عرض کروں گا کہ میرے حافظ آباد میں ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال ہے۔ وہ ہے تو secondary level کا لیکن میں بڑی ذمہ داری سے یہ بیان دے رہا ہوں کہ وہاں پر سہولتیں کیا ہیں کہ دس لاکھ کی آبادی کا ضلع ہے تو سارے کیس ریفر ہوتے ہیں۔ جہاں ایک سرجن' ایک گائناکالوجسٹ اور ایک Paediatrician ہے۔ There is no Pathalogist, there is no Radiologist, there is no Cardiologist. کارڈیالوجی ایک اہم برانچ ہے۔ کیونکہ میں ڈاکٹر ہوں اور میں سارے شعبوں کو سمجھتا ہوں کہ کسی بھی ایمرجنسی میں سب سے بڑی میڈیکل ایمرجنسی ہارٹ کی ایمرجنسی ہوتی ہے۔ This can take only one to three minutes to dispose of a person from the world اس کے لیے There is no expert person۔ یہ میرے DHQ کی بات نہیں' سارے DHQ's میں مجھے لگتا ہے کہ ایسا ہی ہوگا۔ ہمیں ہیلتھ سسٹم کو اس طرح develop کرنا ہے کہ کوئی آدمی میڈیکل کیئر نہ ملنے کی وجہ سے نہ مرے۔ جو untimely demises ہیں۔ جو آدمی مرا ہوتا ہے اپنی پشتوں کو پتا نہیں کتنا پیچھے ڈال جاتا ہے۔

MR DEPUTY SPEAKER: Thank you very much. It is very informative speech and I think it must have been noted by the Minister for Health

ڈاکٹر مظفر علی شیخ: Sir, just a minute I am going to wind up. میں عرض کرتا ہوں

اور اس سلسلہ میں بات کروں گا کہ ایک اور issue تھا کہ ہمارے چھوٹے level پر جو ڈاکٹر حضرات ہسپتالوں میں یا پرائیویٹ پریکٹس کرتے ہیں وہ G Ps ہوتے ہیں۔ اگر کسی نے چھ ماہ پیڈیاٹر کس میں job کی ہے تو وہ کارڈیالوجی کا مریض دیکھنا شروع ہو جاتا ہے۔ میں معزز منسٹر سے یہ عرض کروں گا کہ ان G Ps کی جو کہ eighty per cent پاپولیشن کو cover کر رہے ہیں، ٹریننگ کا مناسب بندوبست ہو۔ فیلڈ میں جانے سے پہلے ان کو "know how" کا پتا ہونا چاہیے کہ میں نے کارڈک مریض کیسے سنبھالنا ہے؟ oncology کیسے دیکھنی ہے، سرجری کیسے دیکھنی ہے، paed کیسے دیکھنی ہیں، ENT and eye کیسے دیکھنی ہے؟ پھر اس کو اجازت دی جائے کہ چھوٹے ایریا میں جا کر پریکٹس کر سکے۔ and I am so grateful to you for allocating me some moments. Thank you very much

MR DEPUTY SPEAKER: Thank you doctor Sahib! thank you very much for your informative speech and I would suggest that you should have a special meeting with Minister for Health in this regard Now I would call upon Miss Embesat to take the floor

MS EMBESAT KHAN: Thank you, Mr. Speaker for giving me time once again First of all I would like to thank the government, the present government for the restoration of women seats in the parliament It has given us, the women, a chance to bring our issues to the floor of the parliament I believe that the issues that are of national interest should be brought to this floor only and should be highlighted As far as health related problems are concerned and since I am not a doctor nor a gynaecologist, but as a social worker I opened " MCH" Centres in and around Lahore MCH Centres are the Mother-Child Health Care Centres.. The Centres help women in various areas. Over here people have spoken

about many areas that are close to Lahore and also away from Lahore The areas of poor peoples I mean I belong to area which is quite close to Lahore and my constituency is in Lahore. Shahdara is my constituency Since my birth I faced many problems by living in that locality And I have seen people facing a lot of other problems as far as health care is concerned, because we have Ravi River flowing right across and our areas get flooded and submerged in water now and then and leave us with lot of pollution and lot of diseases. I have never seen a medical camp established there since my birth. Doctor Sahib has just mentioned that Cardiovascular disease is very dangerous My father had a heart attack in 1983 It was very difficult for us to reach Mayo Hospital or Services Hospital As far as that place is concerned, we touch G T Road All those accidents that happen right from Muridke Road, Kamoke to Gujranwala, all that we have to face The honourable minister is here and I don't know what to do as far as health sector is concerned, but I would like to suggest that there are NGOs working in this community. They work with the help of the communities The political governments always deny the role of NGOs in our society There are many NGOs working in my area as well as working for providing some relief to the people in those areas in Lahore and around Lahore Mr Speaker! I would like to make a request that the NGOs should be given importance in the health sector. And if the government works in collaboration with the donor agencies and the European Union. WHO. JAIKA and NURAID, I think we can resolve

some problems definitely

For the immediate relief of the poor people of Shahdara, I would like to request you to kindly advise this democratic government to allow us to deal in a democratic procedure so far as health is cocnerned One of the most major issues of our area relates to Ambulances Sir, I would now like to speak in Urdu because it is too long in English to conclude in so short a time I should now speak in Urdu.

جناب محمد عظیم گھمن: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی فرمائیے۔

جناب محمد عظیم گھمن: جناب سپیکر! میں یہ وضاحت چاہوں گا کہ کیا کوئی بھی اس معزز ایوان کا رکن اپنی قومی زبان اردو کے علاوہ کسی اور زبان میں تقریر کر سکتا ہے۔ میرے علم کے مطابق نہیں کر سکتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بات کر سکتا ہے۔

محترمہ انبساط خان: جناب! اردو میں بات ہو گی تو زیادہ بہتر ہو گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لیکن آپ مختصر کیجیے گا کیونکہ ٹائم کم ہے۔

محترمہ انبساط خان: بالکل مختصر اور صرف 2 منٹ لوں گی۔

MR DEPUTY SPEAKER: Not two minutes. Just one minute.

محترمہ انبساط خان: میرے علاقے میں کوئی ہسپتال نہیں ہے اگر ہمارے علاقے میں کوئی accident ہو جائے، کسی قسم کا کوئی واقعہ ہو جائے، عورتوں کو زچگی کے لیے ہسپتال جانا پڑے تو کوئی ایمبولینس موجود نہیں ہے جو انہیں لیڈی ولنگڈن، میو ہسپتال یا سروسز ہسپتال تک پہنچائے اور جتنی دیر میں وہ وہیکل کا انتظام کرتے ہیں اور ان ہسپتالوں میں پہنچتے ہیں اتنی دیر میں اس آدمی کی موت واقع ہو جاتی ہے۔ میں آپ سے درخواست کرنا چاہوں گی کہ کوئی ایمرجنسی یونٹس کی سہولت فراہم کریں۔ Because I would hardly advise you on that.

جناب ڈپٹی سپیکر: اگر آپ اردو میں بات کر رہی ہیں تو پھر اردو میں ہی کہیے۔

محترمہ انبساط خان: جب ان جگہوں پر accident ہوں تو فوری طور پر کوئی ایمبولینس موجود ہو اور وہ ہسپتالوں میں آ جا سکیں جب تک کہ ہسپتال نہیں بنتے۔ I thank you once again for the patience that all of you have showed.

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، آنریبل منسٹر!

وزیر قانون: اکثریتی ممبران کی یہ رائے تھی کہ پیر کا اجلاس شام کو ہونا چاہیے۔ میں نے جناب سپیکر کی خدمت میں یہ گزارش کی تھی کہ براہ مہربانی پیر کا اجلاس شام کو رکھا جائے۔ لیکن ابھی جو سرکلر ممبران کو دیا جا رہا ہے اس میں صبح کا ٹائم ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پیر کا اجلاس انشاء اللہ سہ پہر تین بجے ہو گا۔

وزیر قانون: لیکن یہاں پر صبح کا ٹائم سرکولیٹ کیا جا رہا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس کو درست کر دیا جائے۔ اگلے سپیکر جناب چودھری جاوید احمد صاحب۔ تشریف نہیں رکھتے۔۔۔ محترم ملک شکیل الرحمٰن صاحب۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔۔۔ جناب ارشد محمود بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! کیونکہ مجھ سے پہلے فاضل ممبر محترمہ انبساط خان نے انگریزی میں بڑی خوبصورت گفتگو کی ہے۔ ان پر میں شعر کا صرف پہلا مصرع بیان کروں گا دوسرا نہیں کروں گا کہ،

بہت شور سنتے تھے پہلو میں دل کا

اور اگلا مصرعہ میں اپنے بھائی رانا ثناء اللہ صاحب سے کہوں گا کہ وہ جب اپنی تقریر شروع کریں تو اس وقت کہہ دیں۔

جناب سپیکر! میں سب سے پہلے ہیلتھ منسٹر صاحب کو مبارک باد دیتا ہوں اور میں سمجھتا ہوں کہ گورنمنٹ کو بھی مبارک باد نہ دینا کنجوسی بھی ہے اور کسی حد تک یہ ٹھیک بھی نہیں لگتا۔ بڑے عرصے کے بعد محکمہ صحت کے لیے ایسا ہوا ہے کہ ایک ڈاکٹر کو اس وزارت کا قلمدان سونپا گیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہمارے لیے اور اس صوبے کے لیے بڑی خوش آئند

بات ہے۔ انہوں نے بڑی حقیقت پسندی سے اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ پنجاب میں صحت کی بنیادی سہولتیں اس طریقے سے یا اس انداز میں نہیں مل رہیں جس طرح ملنی چاہییں۔ اگر کوئی شخص پہلے کوئی راستہ یا منزل متعین کرے تو اس کی طرف جانے پر اس کو آسانی میسر آ جاتی ہے۔ ان کے سامنے منزل ہے اور انہوں نے اس کا تعین بھی کر لیا ہے۔ اس سلسلہ میں بہت سی انقلابی تبدیلیاں لانے کی ضرورت ہے۔ سب سے ضروری بات یہ ہے کہ صحت کے متعلق جو معلومات ہیں ان کو بہترین لٹریچر اور ٹی وی کے ذریعے لوگوں میں عام کرنے کی ضرورت ہے۔ ایک محترمہ نے یہاں پر فرمایا تھا کہ سگریٹ جو کہ یورپ اور امریکہ میں ban ہو چکا ہے اور سگریٹ بنانے والی کمپنیوں کو جان بوجھ کر تیسری دنیا کی طرف بھیج دیا گیا ہے کہ جاؤ ان غریب ملکوں کے عوام کی صحت کو برباد کرو اور اس ملک کے سرمائے کو بھی برباد کرو۔ یہاں پر ہمارا ٹی وی یہ کردار ادا کر رہا ہے کہ ایک خوبصورت سمارٹ نوجوان دکھایا جاتا ہے جو "کے ٹو" پر چڑھتا ہے اور "کے ٹو" کی چوٹی پر چڑھ کر وہ کش لگاتا ہے اور کہتا ہے کہ مزہ آ گیا ہے۔ دیکھنے والا یہی سمجھتا ہے کہ اس نے سگریٹ نہیں شاید بادام یا طاقت والی کوئی گولی کھائی ہے جس کی وجہ سے یہ اوپر چڑھ گیا ہے اور آخر میں معذرت کے ساتھ یہ لکھ دیا جاتا ہے کہ سگریٹ نوشی صحت کے لیے مضر ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس سلسلے میں حکومت پنجاب اور مرکزی وزارت اطلاعات ان کو advise بھی کر سکتے ہیں۔ اس سلسلے میں اس کی حوصلہ شکنی کرنے کی ضرورت ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ کی یہ صحیح نشان دہی ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ ہیپاٹائٹس کے علاج سے زیادہ لوگوں میں آگاہی کی ضرورت ہے کہ لوگوں کو اس کے متعلق آگاہ کیا جائے کہ یہ کیسے ہوتا ہے اور اس سے کیسے بچا جا سکتا ہے۔ ان تدابیر کو ٹی وی کے ذریعے اور اشتہارات کے ذریعے لوگوں تک پہنچانے کی ضرورت ہے۔ اس سلسلہ میں میری دوسری تجویز یہ ہے کہ ہمارے ملک میں ایک بڑی قباحت جو کہ کسی ملک میں نہیں ہے صرف ہمارے ملک میں ہے کہ آپ کسی allopath ڈاکٹر کے پاس چلے جائیں اور اسے کہیں کہ میں یونانی حکیم ،ہمدرد کے حکیم سعید صاحب بہت

بڑے تھے ' ان کے سیکنڈ میں کو دکھا کر آیا ہوں تو ڈاکٹر صاحب یہ کہیں گے کہ اس یونانی علاج نے اس سسٹم کا بیڑہ غرق کر دیا ہے اور حکیموں نے صحت کو برباد کر کے رکھ دیا ہے۔ میں اپنے محترم ڈاکٹر صاحب سے کہوں گا کہ اس سلسلہ میں coordination ہونی چاہئے۔ چاہتا ہیں آپ دیکھ لیں ۔ یہاں پر میری ایک بہن نے China کی مثال بھی دی ہے کہ China میں ہر قسم کے طریقہ علاج کو آزمایا جا رہا ہے ۔ ہمیں بھی اسی طرح چاہیے کہ ہومیو پیتھک ' یونانی اور آکوپنکچر جو کہ China کا طریقہ علاج ہے اس کے درمیان حکومت کو coordination کرنی چاہیے۔ میں یہ کہنے میں قباحت نہیں سمجھتا کہ سب سے زیادہ advanceطریقہ علاج allopathy کا ہے کیونکہ اس پر ریسرچ ہو رہی ہے لیکن اگر یہ سارے طریقہ علاج جو دنیا میں آزمائے جا رہے ہیں اور یہ طریقہ علاج کامیاب بھی ہے اگر ان طریقوں کو ہم بھی اپنے ملک میں آزمائیں تو میں سمجھتا ہوں کہ کافی حد تک ہم اپنی ان مشکلات کو دور کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے سب سے اہم مسئلہ کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ پورے پنجاب میں صرف ایک پنجاب انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی ہے جہاں پر دل کے متعلق بہترین سہولیات دی جاتی ہیں۔ لیکن اس انسٹیٹیوٹ کا بھی یہ حال ہے کہ اس کا ایمبولینس سسٹم بہت ہی ناقص ہے بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ ایمبولینس نہ ہونے کے برابر ہے کہ اگر کسی مریض کو ایئرپورٹ یا کسی اور جگہ سے لانا پڑ جائے تو اس سلسلے میں پنجاب انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی کے پاس دل کے مریضوں کو ہسپتال تک لانے کے لیے ایمبولینس کا کوئی مناسب بندوبست نہیں ہے ۔

جناب سپیکر! سب سے اہم مسئلہ Burn Units کا ہے ۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ آج سے تین سال پہلے ایک ویگن نارنگ منڈی سے سواریوں کو لے کر جا رہی تھی جب وہ مریدکے کے قریب پہنچی تو آگے سڑک پر ڈرم میں تار کول پگھلائی جا رہی تھی اور وہ full boiled تھی وہ اس ویگن کے ساتھ ٹکرائی اور ویگن میں سوار جو بیس پچیس لوگ تھے وہ تار کول سے جل گئے۔ اس وقت اتنی ہولناک صورتحال پیدا ہوئی کہ سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ ان لوگوں کو کس ہسپتال میں منتقل کیا جائے اور کون سے یونٹ میں ان کو پہنچایا جائے؟ پورے

پنجاب میں صرف سی ایم ایچ کھاریاں میں یہ سہولت اس انداز میں دی جاتی ہے کہ پورے پنجاب میں اس طرح کی یہ سہولت کسی اور جگہ نہیں دی جاتی۔ میں وزیر صاحب سے درخواست کروں گا کہ یہ عام سا مسئلہ ہے۔ یہ سہولت ہر ضلع کے ہسپتال میں ہونی چاہیے تاکہ لوگوں کو اس معاملہ میں بھی کوئی پریشانی نہ ہو۔

جناب سپیکر! ایک اور بڑا اہم مسئلہ ہے جس کو ایک ہفتہ پہلے "دی نیوز" اور "نوائے وقت" نے نمایاں اور بڑی سرخی کے ساتھ شائع کیا تھا کہ سپریم کورٹ میں محترم جسٹس سیال صاحب نے ایک رولنگ دی تھی کہ کسی عورت کا پوسٹ مارٹم مرد ڈاکٹر نہیں کر سکتا۔ اس کا پوسٹمارٹم لیڈی ڈاکٹر ہی کر سکتی ہے۔ اس چیز کا نتیجہ یہ ہوا کہ آج سے دس دن پہلے منڈی بہاؤالدین میں تین سال کی بچی کا قتل ہو گیا اور تین دن تک اس کی لاش مختلف ضلعوں منڈی بہاؤ الدین ،شیخوپورہ اور سیالکوٹ میں گھومتی رہی لیکن کوئی لیڈی ڈاکٹر میسر نہ آئی۔ تین دن کے بعد لیڈی ڈاکٹر میسر آئی اور بچی کا پوسٹ مارٹم ہوا۔ میں وزیرصحت سے یہ درخواست کروں گا کہ اس مسئلہ کو قانونی طریقہ سے حل کریں یا تو یہ شق ختم کر دی جائے کیونکہ ڈاکٹر مسیحا ہوتا ہے جب ڈاکٹر کے پاس کوئی عورت یا مرد آتا ہے تو وہ اس کی بہن ہے ،اس کی ماں ہے اور اس کا بھائی ہےاور کچھ نہیں ہوتا۔ اس شق کو ختم کرانے کے لیے سپریم کورٹ میں اپیل بھی ہو سکتی ہے یا جو بھی طریقہ کار حکومت اختیار کرنا چاہتی ہے اس سلسلہ میں اختیار کرنا چاہیے۔

جناب سپیکر! میری اگلی تجویز یہ ہے کہ یہاں پر حکومت کی ایک لیبارٹری ہے جس کا نام" انمول" ہے ۔ وہاں پر بہت تجربہ کار پیتھالوجسٹ ،ڈاکٹرز اور ٹیکنیشنز ہیں اور ان کا نظام بھی بہت اچھا ہے لیکن بد قسمتی یہ ہے کہ وہاں پر صرف کینسر کے مریض جاتے ہیں اور وہاں پر سب سے کم فیس 2400 روپے ہے جو ایک غریب آدمی نہیں دے سکتا۔ میں وزیرصحت سے درخواست کروں گا کہ اس معاملہ پر بھی توجہ دیں کیونکہ جو آدمی 2400 روپے نہیں دے سکتا اس کا مطلب ہے کہ اس کے نصیب میں موت لکھی ہے اس نے مرنا ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ انسانیت کی سب سے زیادہ توہین ہے ۔

جناب سپیکر ! کچھ اور بھی باتیں تھیں۔ میں ان باتوں کو مختصر کر کے یہ کہنا چاہتا ہوں

کہ 1986 میں' میں لندن گیا اس وقت وہاں کی وزیر اعظم مارگریٹ تھیچر تھیں۔ کیونکہ میں ایک پولیٹیکل ورکر تھا اس لیے مجھے شوق تھا کہ میں House of Commons کو دیکھوں کہ وہاں پر کیسے discussion ہوتی ہے ۔ ہمارے صحافی حضرات اخبارات میں لکھتے ہیں اور صبح راجہ صاحب نے بھی اس کا ذکر کیا ہے کہ یہ مچھلی منڈی بن گئی ہے ۔ ہم برطانیہ کو Great Britain کہتے ہیں اور اس کا نظام ہم اپنائے ہوئے ہیں۔ اس اسمبلی میں' میں نے اس سے بھی بدتر صورتحال دیکھی۔ میں نے وہاں کے اراکین کو desk بجاتے دیکھا اور hooting کرتے دیکھا۔ جس طرح رانا صاحب نے فرمایا تھا کہ یہ سب اس ہاؤس کا حصہ ہے ۔ یہ چھوٹی چھوٹی باتیں' یہ اٹھنا' یہ بیٹھنا' اس کو ذاتی حیثیت میں نہیں لینا چاہیے تو میں اپنے بھائیوں سے یہ درخواست کروں گا کہ اس اسمبلی میں ہم نے اپنے لیے یا اپنی ذات کے لیے نہیں بلکہ اپنے لوگوں کے حقوق کے لیے discuss کرنا ہے ۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر، محترمہ شگفتہ انور!

محترمہ شگفتہ انور : شکریہ' جناب سپیکر! سب سے پہلے تو میں اپنے بھائی ارشد بگو صاحب کی تائید کروں گی کہ انہوں نے بڑی اچھی بات کی ۔وہ خواتین کے پوسٹمارٹم کی بات کر رہے تھے تو میں اس بات کی وضاحت کر دوں کہ وہ مسئلہ سپریم کورٹ تک گیا تھا۔ وہاں سے اس کا فیصلہ ہوا تھا۔ اب مزید کسی عدالت میں یہ نہیں لے جایا جا سکتا البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ یہ ایوان اس مسئلہ پر قانون سازی کرے۔

جناب ارشد محمود بگو: میں بھی وکیل ہوں۔ اس پر فل بنچ کے سامنے نظر ثانی ہو سکتی ہے ۔

محترمہ شگفتہ انور : جی ہاں! ہو سکتی ہو گی ۔ جیسا کہ میرے بھائی نے ذکر کیا کہ اس بچی کی لاش تین دن تک ایک شہر سے دوسرے شہر تک لے جاتے رہے۔ واقعی یہ بہت سنجیدہ مسئلہ ہے۔ دوسرا جس لیڈی ڈاکٹر کو وہاں پر پوسٹ مارٹم کے لیے تعینات کیا جاتا ہے اسے پارٹیاں pressurise کرتی ہیں اور بعض اوقات ان کی رپورٹس بھی reliable نہیں ہوتیں۔ اس بات سے تنگ آ کر وہ اپنی تبدیلی کروا لیتی ہیں یا پھر چھٹی پر چلی جاتی ہیں۔ اگر ایک زندہ خاتون کو ایک مرد ڈاکٹر دیکھ سکتا ہے تو پھر ایک deadbody کو ایک مرد ڈاکٹر کیوں examine نہیں

کر سکتا؛ لہٰذا اس issue کو resolve کرنے کی بہت ضرورت ہے۔

جناب والا! میرا دوسرا پوائنٹ یہ ہے کہ ہمارے ہاں جگہ جگہ پرائیوٹ لیبارٹریز کھل گئی ہیں۔ ایک جگہ سے اگر ہم Widal کا ٹیسٹ کرواتے ہیں تو وہ 70 روپے وصول کرتے ہیں، یہی ٹیسٹ اگر کسی دوسری لیبارٹری سے کروائیں تو وہ 170 روپے چارج کرتے ہیں، اس سے اگلی لیبارٹری میں چلے جائیں تو وہ 500 روپے وصول کرتے ہیں۔ پہلی لیبارٹری والا ایک ہفتے کا وقت دے گا، دوسرا چار دن کا، تیسرا چھ دن کا وقت دے گا۔ اتنی دیر میں پتا چلتا ہے کہ پہلے جو آپ کو نمونیہ تھا اب وہ نمونیہ نہیں رہا، کچھ اور ہو گیا ہوا ہے۔ اگر پہلے وہ typhoid تھا۔ جس کو typhoid کی صورت میں ہی cure کیا جانا تھا تو اب وہ باقاعدہ کچھ اور ہو چکا ہے۔ اتنے اتنے دن کے بعد رپورٹس ملتی ہیں تو میری اس بابت تجویز یہ ہے کہ تمام بڑے حکومتی ہسپتالوں کے اندر ہی یہ سب ٹیسٹ کیے جائیں ان سب کے نرخ بھی مقرر کر دیئے جائیں۔ تمام قسم کے ٹیسٹوں کے لیے پورے صوبے میں ایک ہی نرخ ہوں اور یہ سارے ٹیسٹ ہسپتالوں کے اندر ہی کیے جائیں، اور ان کے لیے وقت بھی کم سے کم رکھا جائے۔ یہ نہ ہو کہ اگر ایک بیماری کا ٹیسٹ ہونا ہے تو اس کی رپورٹ آتے آتے دو بیماریاں اس کے ساتھ مزید بڑھ جائیں۔ ان ٹیسٹوں کے نرخ کی فہرستوں کو ہسپتالوں کے باہر آویزاں بھی کیا جائے ۔ پھر ان نرخوں کو یونین کونسل کے ناظم، ڈی سی او، یا کوئی دوسرا ذمہ دار آدمی باقاعدگی سے چیک بھی کرے۔

جناب سپیکر! ابھی یہاں پر smoking کے حوالے سے بات ہو رہی تھی۔ جیسا کہ میرے بھائی نے بات کی کہ smoking پر taxation ہونی چاہیے، میں کہتی ہوں کہ اس پر ڈبل taxation ہونی چاہیے۔ ایک فیکٹری کی سطح پر اور دوسری دکان کی سطح پر ٹیکس لگنا چاہیے۔ اگر ایک سگریٹ کی ڈبی بیچنے پر منافع کی شرح ایک روپیہ بنتی ہے تو straightaway اس سے پچاس پیسے ٹیکس کی صورت میں لے لینے چاہییں تاکہ اس سارے بزنس کو discourage کیا جا سکے۔ دوسرا وہ گاڑیاں جو سڑکوں پر ہمیں دھواں چھوڑتی ہوئی نظر آتی ہیں اور directly or indirectly ہماری صحت پر اثر انداز ہوتی ہیں ان کا جب چالان کیا جائے یا انھیں جب جرمانہ کیا

جائے تو دو سو روپے کی بجائے چار سو روپے کیا جانا چاہیے اور اس میں سے دو سو روپے سیدھے سیدھے محکمہ صحت کو جانے چاہئیں۔

جناب سپیکر ! میں وزیر صحت کی ایک تیسری بات کی جانب بھی توجہ دلانا چاہوں گی کہ ہمارے ہاں جو medico-legal trainee ڈاکٹر ہوتے ہیں انھیں stipend نہیں دیا جاتا ۔ اس کے ساتھ ساتھ جو سی ایم اوز ہوتے ہیں انھیں بھی stipend نہیں دیا جاتا۔ وہ بیچارے اپنی جیب سے سارے اخراجات برداشت کر رہے ہوتے ہیں۔ یہ کوئی مناسب بات ہے کہ وہ ڈبل ڈیوٹی بھی دیں اور جیب سے پیسے بھی خرچ کریں۔ ان کے لیے ضروری اقدامات کیے جائیں۔ ان کو اضافی stipend دیا جائے۔ اگر ہم اپنے لیے سہولتیں مانگتے ہیں تو انھیں بھی سہولتیں بہم پہنچائیں جنھوں نے ہمیں یہ سہولتیں مہیا کرنی ہیں۔

جناب والا ! میرا تعلق گوجرانوالہ سے ہے ۔ گوجرنوالہ میں اس وقت کوئی ایسا اچھا ہسپتال نہیں جسے میں یہاں فخر کے ساتھ بیان کر سکوں۔ جیسا پورے صوبے کا حال ہے ویسا ہی میرے شہر کا ہے۔ وہاں پر ایک ڈسٹرکٹ ہسپتال کے علاوہ صرف ایک اچھا ہسپتال ، فیصل ہسپتال ہے جو کہ سعودی حکومت کے تعاون سے بنا تھا ۔ وہ operative تو ہے لیکن شاید کاغذوں کی حد تک ہی operative ہے۔ وہاں پر یورالوجی ڈیپارٹمنٹ نہیں ہے' کوئی برن یونٹ نہیں ہے' کوئی نیوروسرجن نہیں ہے' کوئی ہارٹ سپیشلسٹ نہیں ہے۔ یہاں تک کہ کوئی بچوں کا ماہر ڈاکٹر تک میسر نہیں ہے۔ ایمرجنسی کا یہ حال ہے کہ وہاں پر صرف نرسیں پھر رہی ہوتی ہیں جو سوائے بدتمیزی کرنے کے اور کچھ نہیں کرتیں۔ کوئی سینئر ڈاکٹر وہاں پر موجود نہیں ہوتا۔ کبھی کبھار کوئی جونیئر ڈاکٹر آ بھی جائے تو وہ صرف ڈانٹ ڈپٹ کے چلا جاتا ہے۔ ایمرجنسی ایک ایسی جگہ ہے جہاں پر ہر وقت کسی سینئر ڈاکٹر کی موجودگی expect کی جاتی ہے۔ کیونکہ ایمرجنسی جگہ ہی ایسی ہے۔ وہاں کوئی ہارٹ کا مریض جا سکتا ہے ' کوئی serious casualty ہو سکتی ہے۔ ان سب چیزوں کو کوئی سینئر ڈاکٹر ہی deal کر سکتا ہے۔ یہ سب کچھ کسی جونیئر ڈاکٹر یا سٹاف کے رحم و کرم پر چھوڑنا بڑا ظلم ہے۔ لوگ تو بطور شہری اپنے ٹیکس اور دوسری ذمہ داریاں باقاعدگی سے ادا کر رہے ہوتے ہیں لیکن جب وہ ان ہسپتالوں میں جاتے

ہیں تو وہاں رُل جاتے ہیں۔ میں نے گوجرانوالہ میں کافی حضرات سے ان مسائل کے سلسلے میں بات چیت کی ہے۔ این جی اوز اور چیمبر آف کامرس اس بابت ہر ممکن حد تک تعاون کرنے کو تیار ہیں بشرطیکہ حکومت کوئی ایسا ہسپتال بنانے کا اعلان کرے۔ اس سلسلے میں اقدامات کیے جائیں، کوئی feasibility وغیرہ بنائی جائے۔ وہاں کی تمام این جی اوز، چیمبر آف کامرس اور شہر کے دوسرے معززین ہر ممکن تعاون کرنے کے لیے تیار ہیں۔

جناب والا! میں صرف ایک پوائنٹ مزید عرض کرنا چاہوں گی۔ پچھلے ہفتے سندھ میں حکومتی سطح پر ایک بڑا اچھا قدم اٹھایا گیا۔ انھوں نے تمام میڈیکل سٹورز کو منع کر دیا ہے کہ باقاعدہ ڈاکٹری نسخے کے بغیر کسی کو بھی ادویات نہ بیچی جائیں۔ یہی قدم پنجاب میں بھی اٹھایا جانا چاہیے۔ علاوہ ازیں quackery کو بھی ban کیا جائے۔ ڈاکٹر صاحب کے پاس گئے ہیں، ان سے دوائی لی ہے۔ اگر ان سے پوچھا جائے کہ ڈاکٹر صاحب! آپ کا تعارف کیا ہے؟ تو وہ بتاتے ہیں کہ میرے دادا جان بھی ڈاکٹر تھے، میرے والد صاحب بھی ڈاکٹر تھے، میرے تایا جی بھی ڈاکٹر تھے، لہٰذا میں بھی ڈاکٹر ہوں۔ حضور! اس طرح کے ڈاکٹروں کا بھی کوئی سدباب کیا جائے۔ جناب والا! پنجاب میں ٹی بی دوبارہ سے واپس آ رہی ہے، اس کی elimination کے لیے بھی پنجاب کے پانچ اضلاع میں model areas قائم کر دیے گئے ہیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ اب تشریف رکھیں۔ آپ نے کافی وقت لے لیا ہے۔ محترمہ شہناز سلیم صاحبہ!

محترمہ شہناز سلیم: جناب سپیکر! شکریہ کہ آپ نے مجھے بولنے کا موقع دیا۔ میں آپ کی وساطت سے وزیر صحت کی توجہ ایک مسئلہ کی طرف دلانا چاہوں گی۔ ہمارا ضلع ڈیرہ غازی خان جنوبی پنجاب کا حصہ ہے جو کہ چاروں صوبوں کا junction بھی ہے۔ اس ڈویژن کے دیہی اور قبائلی علاقوں میں کزن میرج کا رواج عام ہے۔ یہ شادیاں نسل در نسل ہوتی چلی آ رہی ہیں جس کے نتیجے میں موروثی طور پر abnormal بچے پیدا ہوتے ہیں۔ یہ موروثی بیماریاں ایک نسل سے چلی آ رہی ہیں۔ ان موروثی بیماریوں کے علاج اور ریسرچ کے لیے ایک ہسپتال اور لیبارٹری کی اشد ضرورت ہے۔ تاکہ human genetics کے حوالے سے اس لیبارٹری میں کام ہو سکے۔ ایسے ہسپتال کی

موجودگی سے دیہی علاقوں کے موروثی امراض کے علاج کے علاوہ لوگوں میں شعور بھی بیدار ہو سکے گا۔ انھیں معلوم ہو سکے گا کہ اس کزن میرج سے کتنے مسائل جنم لیتے ہیں۔ بعض مخصوص بیماریاں تو اس حد تک ہیں کہ یہ ان خاندانوں کی پہچان بن چکی ہیں۔ تقریباً 75 فیصد کزن میرج ڈیرہ غازی خان ضلع میں ہوتی ہیں اور دس فیصد پورے پاکستان میں جبکہ ایک فی صد پوری دنیا میں کزن میرج ہوتی ہیں۔ میں وزیرصحت سے گزارش کروں گی کہ ان بیماریوں کے تدارک کے لیے ڈیرہ غازی خان میں کوئی ہیلتھ سنٹر ضرور بنایا جائے۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر : شکریہ۔ مس ظل ہما۔ تشریف نہیں رکھتیں۔۔۔ انجینئر جاوید اکبر صاحب!

انجینئر جاوید اکبر ڈھلوں : بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم۔ میں وزیر صحت کی توجہ ایک بڑے اہم issue کی طرف مبذول کروانا چاہتا ہوں۔ دیہی اور backward area میں ہومیوپیتھک بڑا عام طریقہ علاج ہے۔ آپ کو جگہ جگہ پر ہومیوپیتھک کالجز کے بورڈز بھی نظر آئیں گے۔ کیا حکومت کے پاس ان کی رجسٹریشن کا کوئی طریقہ کار یا ریکارڈ موجود ہے؟ کیا اس کو scrutinize کیا جاتا ہے کہ کون ہومیو پیتھک کالج بنا سکتا ہے کون نہیں؟ ان کالجز میں ہزاروں طالب علم تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ ان کا کیا مقام ہے؟ آیا انھیں ملازمت یا legal practice کے سلسلے میں حکومت کی طرف سے کوئی ایسا تحفظ حاصل ہے یا نہیں؟ براہ کرم اس جانب غور فرمایا جائے۔ علاوہ ازیں میں non-qualified practitioners کے بارے میں بات کروں گا کہ صرف دیہی علاقوں میں نہیں بلکہ دور دراز کے شہری علاقوں میں بھی ہر میڈیکل سٹور والا اپنے آپ کو practice کرنے کا حق دار سمجھتا ہے اور ہر میڈیکل سٹور پر باقاعدہ طور پر دوائی دی جاتی ہے۔ لوگوں کو دیکھا جاتا ہے اور وہ serious مریضوں اور serious امراض کا علاج بھی کرتے ہیں۔ ایک تو اس پر بھی توجہ دینی چاہیے کہ جو میڈیکل سٹور بنے ہوئے ہیں اور جن کے پاس میڈیکل سٹور کا لائسنس ہے انھیں اس چیز سے سختی سے روکا جائے کہ وہاں پر غیر قانونی پریکٹس نہیں ہونی چاہیے۔ اس سے پہلے فارماسیوٹیکل کمپنیوں کے بارے میں بات ہو رہی تھی تو میں اس سلسلے میں یہ کہوں گا کہ فارماسیوٹیکل کمپنیاں اپنی مارکیٹنگ پر کروڑوں روپے خرچ کر رہی ہیں بلکہ یہاں پر سرکاری ہسپتالوں میں جو بھی سپیشلسٹ ڈاکٹر ہیں ان کو بیرون ممالک visit کروائے جاتے ہیں ان کی families کو visit کروایا جاتا ہے' نہ صرف یہ بلکہ ان کے جو پرائیویٹ کلینکس ہیں ان کو renovate کیا جاتا ہے۔ تو اس طرح کی جو پریکٹس ہے آیا گورنمنٹ اس سلسلے میں بھی کوئی check لگا رہی ہے کہ جہاں پر اس طرح پیسہ صرف کیا جائے گا تو آیا وہ ڈاکٹر ان کمپنیوں کو

obligeنہیں کریں گے؟ ان کی prescription میں انہی کی ادویات آئیں گی چاہے وہ سرکاری ہسپتال میں ہوں یا پرائیویٹ کلینکس میں ہوں۔ بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اگلی سپیکر! مسز خالدہ منصور!

محترمہ خالدہ منصور: جناب والا! آج صبح وزیر صحت نے جن خیالات کا اظہار کیا یقیناً وہ ہمارے لیے حوصلہ افزاء تھے اور ہم چاہتے ہیں کہ ہمارے عوام اور خصوصاً پنجاب میں لوگوں کو صحت کے بارے میں صحیح بنیادی سہولتیں ملیں۔ اس لیے حکومت وقت کے اہم فرائض میں جو بنیادی سہولتیں ہیں ان میں صحت ایک اہم چیز ہے۔ بہت سی باتیں کی جا چکی ہیں میں ان کو repeat نہیں کروں گی لیکن میں وزیرصحت کی توجہ اس طرف ضرور دلانا چاہتی ہوں کہ اس وقت ہمیں یہ دیکھنے کی ضرورت ہے کہ وہ کیا چیزیں ہیں' وہ کیا محرکات ہیں' وہ کیا وجوہات ہیں جن کی وجہ سے عوام کی صحت گر رہی ہے اور میں خصوصاً غریب عوام کا ذکر کروں گی کہ وہ بہت سی ایسی بیماریوں کا شکار ہو رہے ہیں۔ میرے ذہن کے مطابق ہمارے دیہی علاقوں میں اور خصوصاً شہر کی کچی آبادیوں میں ایسے نان کوالیفائیڈ لوگ پریکٹس کر رہے ہیں جو ڈسپنسر ڈاکٹر بنے ہوئے ہیں اور دائیاں بھی ایسی پریکٹس کر رہی ہیں اور لوگوں کو ایسی ادویات دے رہے ہیں خصوصاً بچوں اور خواتین کو ایسی ادویات دے رہے ہیں کہ ان کی صحت بہتر ہونے کی بجائے وہ بہت سے مسائل کا شکار ہو رہے ہیں۔ ایسے لوگوں کو چیک کرنا ہمارا فرض ہے۔ ہمارے معاشرے میں صحت کو خراب کرنے میں نشہ آور چیزیں اہم کردار ادا کر رہی ہیں جو کہ ہمارے شہروں میں سرعام بک رہی ہیں۔ ان کوکنٹرول کرنا بہت ضروری ہے۔ میں تیسری اہم چیز کا ذکر کرنا چاہوں گی کہ ہمارا ملک ایک پسماندہ ملک ہے ہمیں کوشش یہ کرنی ہے کہ اس وقت جو سہولتیں موجود ہیں پہلے ان کو بہتر کیا جائے اس کے بعد ہم سوچیں کہ ہمیں کون کون سے ہسپتال بنانے چاہئیں کیونکہ جو بنیادی چیزیں ہیں جو پہلے سے ملک میں موجود ہیں ان کو بہتر کرنا بہت ضروری ہے۔ سول ہسپتالوں کے متعلق عام شکایت یہ ہے کہ جو ادویات ان ہسپتالوں کو فراہم کی جاتی ہیں وہ مریضوں کو نہیں دی جاتیں بلکہ باہر مارکیٹ میں فروخت ہو جاتی ہیں اور لوگ ان سے مستفید نہیں ہو سکتے۔ وزیرصحت نے اپنی تقریر میں 201 بیسک ہیلتھ یونٹس کا ذکر کیا۔ تو میں ان سے گزارش کروں گی کہ میرے ضلع میں بیسک ہیلتھ یونٹس کی عمارتیں ہیں لیکن وہاں اس طرح کی کوئی بھی سہولت نہیں ہے کہ ہماری غریب عورت اس سے فائدہ اٹھا سکے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ان بیسک ہیلتھ یونٹس کو functional کیا جائے۔ وہاں تمام سہولیات مہیا کی جائیں تاکہ ہمارے لوگ ان سے فائدہ اٹھا سکیں۔ میں اسی کے ساتھ اپنے شہر فیصل آباد کے حوالے سے ایک

بہت ہی اہم چیز ان کے نوٹس میں لانا چاہوں گی کہ فیصل آباد شہر ایک اہم شہر ہے جو کہ انڈسٹریل سٹی ہے اور پنجاب کا دوسرا بڑا شہر ہے۔ وہاں 70 فی صد خواتین کی مالی حالت ایسی نہیں ہے کہ وہ پرائیویٹ ہسپتال میں جا سکیں یا ایسے مہنگے ہسپتال سے فائدہ حاصل کریں۔ ان کی ضرورت صرف یہ ہے کہ وہ ہیلتھ سنٹرز سے فائدہ اٹھائیں لیکن میونسپل کارپوریشن کے تحت جو پہلے 35 ہیلتھ سنٹر چل رہے تھے ان میں آدھے ہیلتھ سنٹرز کی عمارتیں میونسپل کارپوریشن کی ملکیت تھیں اور کچھ کرائے پر چل رہے تھے۔ وہ تمام کے تمام سنٹرز بند کر دیئے گئے ہیں اور فیصل آباد کی غریب عورت وہ سہولتیں حاصل کرنے سے قاصر ہے اور ان ایل ایچ ویز کو ڈسپنسری میں بٹھا دیا گیا ہے جہاں پر وہ کچھ کام نہیں کر رہیں ان کے پاس وہاں کوئی مریض نہیں جاتا کیونکہ ہماری عورت دوران حمل ایسی جگہوں پر جانے سے احتراز کرتی ہے جہاں پر مردوں کا داخلہ زیادہ ہو۔ اس لیے میری گزارش ہے کہ میونسپل کارپوریشن کے ان ہیلتھ سنٹرز کی عمارتیں خالی پڑی ہوئی ہیں اور مجھے یہ خطرہ ہے کہ ان جگہوں اور عمارتوں پر قبضہ کر لیا جائے گا۔ جب وہاں سٹاف بھی ہے، عمارتیں بھی ہیں تو پھر کیا وجہ ہے کہ وہاں سنٹرز بند کر دیئے گئے ہیں؟ وہ ہیلتھ سنٹرز جن کی عمارتیں یا جن کا کرایہ کارپوریشن نہیں دے سکتی تو این جی اوز کو آگے لائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ، محترمہ!

محترمہ خالدہ منصور، ان این جی اوز کو وہ سنٹر دیں تو وہ یہ سنٹر چلائیں گی۔ میں ایک اور اہم مسئلے کی طرف آپ کی توجہ دلانا چاہتی ہوں کہ فیصل آباد میں آج سے چار سال پہلے ایک میٹرنٹی ہسپتال شروع کیا گیا۔ آپ اس بات کو ذہن میں رکھیں کہ فیصل آباد ایک لیبر کلاس شہر ہے جہاں پر غریب آبادی بہت زیادہ ہے اور ہمیں ایسے میٹرنٹی ہسپتالوں کی ضرورت ہے۔ فیصل آباد میں صرف ایک سول ہسپتال اور الائیڈ ہسپتال ہے۔ کارپوریشن نے وہ میٹرنٹی ہسپتال شروع کیا وہاں اتنا خرچہ کیا گیا، وہاں فرنیچر آیا، وہاں instruments آئے لیکن وہ میٹرنٹی ہسپتال بند کر دیا گیا ہے جو کہ بڑی اہم سڑک کے اوپر واقع ہے۔ اب سنا یہ جا رہا ہے کہ اس جگہ پر بھی قبضہ کر لیا جائے گا۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ، اب میں محترمہ صبا صادق سے گزارش کروں گا کہ وہ خطاب کریں۔۔۔ تشریف نہیں رکھتی۔ مسز عابدہ جاوید صاحبہ!

محترمہ عابدہ جاوید، شکریہ، جناب سپیکر! ڈرین ستو کتلہ پیکو روڈ سے شروع ہو کر قادری چوک، ٹاؤن شپ تک گنجان آباد علاقے سے گزرتا ہے۔ بنیادی طور پر یہ نالہ بارش کے پانی کا نالہ تھا

یعنی strong water channel قانونی طور پر کسی برساتی نالے کو گندے نالے میں تبدیل کرنے کے لیے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، محترمہ! آپ پڑھ نہیں سکتیں، consult کر سکتی ہیں۔

محترمہ عابدہ جاوید: میں اس لیے دیکھ رہی ہوں کہ میں اپنے پوائنٹس نہ بھول جاؤں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ کاغذ نیچے رکھ لیں۔ consult کریں،لیکن پڑھ نہیں سکتیں۔

محترمہ عابدہ جاوید، ٹھیک ہے' جناب والا! میں اس لیے بتانا چاہ رہی تھی کہ میں اپنے پوائنٹس سے ہٹ نہ جاؤں۔ میں کہہ رہی تھی کہ کسی برساتی نالے کو گندے نالے میں تبدیل کرنے کے لیے یا اس کی نوعیت تبدیل کرنے کے لیے کسی نمائندہ فورم، کونسل یا اسمبلی ممبر کی منظوری ضروری ہوتی ہے۔ اس نالے کے سلسلے میں ایسی کوئی منظوری نہ تھی اس لیے عدالت عالیہ میں پٹیشن 1504 کے تحت 1991 میں خواجہ عبد السمیع ایڈووکیٹ نے عبد الوحید بنام ڈائریکٹر جنرل دائر کی تھی۔ جس کا آخری نتیجہ مورخہ 3-9-91 کو بر آمد ہوا۔ میں اس لیے consult کر رہی ہوں کہ میں تاریخ غلط نہ بیان کر دوں۔ ہائی کورٹ نے تسلیم کیا کہ اس نالے میں گندے پانی یا صحت انسانی کو نقصان پہنچانے والا کوئی مواد نہیں پھینکا جائے گا جس کی نقل میرے پاس موجود ہے۔ یہ فیصلہ سپریم کورٹ میں چیلنج نہیں ہوا اس لیے فائنل ہو چکا ہے۔ نالے کے ارد گرد رہنے والے لوگوں کے لیے بہت سی مشکلات ہیں' وہاں بہت سے امراض ہیں' مثلاً سانس' گردوں اور مختلف موذی امراض کا لوگ شکار ہوتے ہیں۔ ادویات کے پیسے نہ ہونے کی وجہ سے غریبوں کے بچے فوت ہو جاتے ہیں۔ انسانوں کے علاوہ گھروں میں موجود الیکٹرک کی اشیاء ڈیپ فریزر بھی خراب رہتے ہیں ۔ انسانی صحت کے لیے یہ بہت خطرناک ہے۔ اس لیے یہاں سے جو نالہ گزرتا ہے اس کے فوری حل کے لیے اس کے دونوں اطراف زیادہ سے زیادہ پودے لگائے جائیں۔ ان کو گورنمنٹ ٹھیکے پر دے اور دونوں طرف ترسریاں لگائی جائیں۔سب سے اہم مسئلہ یہ ہے کہ یہاں پر سخت تعفن ہے جس کی وجہ سے بو علاقے میں پھیلتی ہے۔ یہاں پر بچیوں کا جو گرلز سکول ہے' صادق چوک پر واقع ہے' مستقبل کی جو مائیں ہیں وہ ہماری بچیاں ہیں۔ اس کے سامنے کوڑے کے ڈھیر لگے ہوتے ہیں' کنٹینرز پڑے ہوتے ہیں۔ میں آپ کی توجہ اس طرف بھی مبذول کرانا چاہتی ہوں کہ یہاں سے فوری طور پر یہ کنٹینرز اٹھائے جائیں۔

کیونکہ نالے کی دوسری سائیڈ پر across the nalla وہاں پر مسجد ہے۔ دیکھیں وہاں پر آنے والے کتنی بدبو محسوس کرتے ہیں تو اس کے حل کے لیے بھی آپ کوئی فوری طور پر اقدامات کریں۔ اس کے علاوہ جو اہم مسئلہ ہے وہ یہ ہے کہ ٹاؤن شپ جو صادق چوک کے باہر گندگی کے ڈھیر ہیں اور وہاں پر ایک ہسپتال ہے جس کا نام ہے رحمت ہسپتال' اس کو سرکاری ہسپتال بنا دیا جائے کیونکہ یہاں پر کوئی سرکاری ہسپتال نہیں ہے۔ جناح ہسپتال میں غریب لوگوں کے لیے سہولتیں میسر نہیں ہیں۔ یہاں کے جو لوگ مائیں' بہنیں بچیاں ہیں' وہ غریب لوگ جب جناح ہسپتال میں جاتے ہیں تو وہاں پر ان غریب لوگوں کے لیے فنڈز نہیں ہوتے۔ فنڈز کی بہت کمی ہے۔ میں اپنے وزیر موصوف سے یہ کہتی ہوں کہ پانچ لاکھ کی آبادی' بہت زیادہ ہے اور وہاں پر کوئی ہسپتال بھی نہیں ہے۔ ابھی میرے بھائی سید احسان اللہ وقاص بھی اسی مسئلے پر بات کر کے گئے ہیں ۔ اس کے لیے جناح ہسپتال کو زیادہ سے زیادہ فنڈز فراہم کیے جائیں۔ میں یہ سب اس لیے بھی جانتی ہوں کہ میں ویلفیئر کمیٹی کی بھی ممبر ہوں ۔ وہاں پر جو غریب لوگ جاتے ہیں ان کو بہت مشکلات ہیں' ان کو یہ کہہ کر بھیج دیا جاتا ہے کہ ہمارے پاس کوئی فنڈز نہیں ہیں ۔ براہ مہربانی اس کی طرف خاص توجہ دی جائے۔ بہت شکریہ ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، شکریہ۔ مسٹر طاہر خان ملیزئی--- تشریف نہیں رکھتے۔ جناب محمد وارث کلو!

جناب محمد وارث کلو ، شکریہ جناب سپیکر ! مجھے سمجھ نہیں آ رہی' کل سے کوشش کر رہا ہوں' آخر میں باری آتی ہے سمجھ نہیں آ رہی کیا problem ہے ۔ چٹ تو میں نے آج بھی بہت جلدی جلدی دے دی تھی۔ جناب کافی سیر حاصل بحث ہو گئی ہے۔ محکمہ صحت کے وزیر بھی تشریف رکھتے ہیں۔ انہوں نے اپنے عزائم بہت اچھے بیان کیے ہیں۔ میری دو تین معروضات ہیں۔ میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ احساس محرومی کسی بھی ریاست کے لیے زہر قاتل ہوتا ہے اور جب یہ احساس محرومی عوام میں پھیل جائے تو وہ پھر ریاست کے لیے خطرہ بن جاتا ہے۔ پہلے بھی میں نے پوائنٹ آف آرڈر پر اٹھ کر اپنے ان دوستوں کو بتانا چاہا جنہوں نے جنوبی پنجاب کے حوالے سے بات کی' حالانکہ بات جنوبی پنجاب کی یا شمالی پنجاب کی نہیں ہے ۔ بات ہے اربن اور رورل آبادی کی۔ سوشل جسٹس کے مطابق ریاست کے جو وسائل ہیں ان کی

تقسیم رورل اور اربن دونوں کو مد نظر رکھتے ہوئے مساوی طور پر ہونی چاہیے۔ لیکن میں یہ دکھ کے ساتھ اظہار کروں گا کہ آج تک ہماری اس ریاست میں شہری اور دیہاتی سطح پر وسائل کی تقسیم مساویانہ طور پر نہیں کی گئی۔ اس کا net result یہ ہے کہ آج کوئی جنوبی پنجاب کے حوالے سے بات کرتا ہے کوئی دیہاتیوں کے حوالے سے بات کرتا ہے۔ میں اپنے بارے میں تھوڑا سا بتاؤں گا کہ میں ضلع خوشاب کی ایک پسماندہ ترین تحصیل نور پور تھل سے تعلق رکھتا ہوں۔ وہاں کا رہنے والا ہوں اور وہاں سے منتخب ہو کر آیا ہوں۔ الیکشن کے دوران ایک آدمی نے بلکہ میرے ہی رشتہ دار نے دوسرے کزن کو گولی مار دی اور وہ ہسپتال جو کہ تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال ہے، اس شخص کو bleeding ہو رہی تھی لیکن وہاں پر خون کی کراس میچنگ کے لیے لیبارٹری ہی نہیں تھی، وہاں ڈاکٹر بھی میسر نہیں تھا اور ہمیں اسے وہاں سے rushly ستر کلو میٹر دور جوہر آباد شفٹ کرنا پڑا اور جوہر آباد کی بھی یہ پوزیشن ہے کہ دو تین ڈاکٹر ہیں۔ نہ دوائیں ملتی ہیں اور نہ ڈاکٹر موجود ہوتے ہیں۔ سپیشلسٹ کا تو ہم سوچ ہی نہیں سکتے کہ وہاں پر ہمیں سپیشلسٹ بھی ملیں گے۔ میری صرف یہ استدعا ہے کہ اس دفعہ ڈاکٹر صاحب جو ہیں جتنا بھی محکمہ صحت کے لیے بجٹ مختص ہو اس کی تقسیم وہ آبادی کو مد نظر رکھتے ہوئے کریں بلکہ میں یہ اپنے شہری دوستوں سے معذرت کے ساتھ کہوں گا کہ ہمیں اب کچھ اضافی حصہ ملنا چاہیے۔ اسی ضمن میں، میں استدعا کروں گا کہ ہمارے نور پور تھل کا جو تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال ہے اور ضلع خوشاب کا جو ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال ہے اس کو fully equip کیا جائے اور وہاں پر باقاعدہ طور پر ڈاکٹرز تعینات کیے جائیں۔ وہاں پر ادویات بھی باقاعدگی سے مہیا کی جائیں کیونکہ وہاں پر کچھ بھی نہیں ملتا۔ ہسپتال بالکل خالی پڑے ہیں۔ کسی بھی وقت وزیر صحت جا کر چیک کر لیں۔ کوئی چیز بھی available نہیں ہے۔ اب میں جناب سپیکر! آپ کی وساطت سے ایک اور استدعا کروں گا کہ سرگودھا ڈویژن میں، اپنے ڈویژن کے علاوہ جھنگ کے کچھ ایریاز، منڈی بہاؤالدین کا ایریا، چکوال کا ایریا ہے اور ان کو مرکزی حیثیت حاصل ہے وہاں کافی عرصہ سے سرگودھا ڈویژن کا یہ مطالبہ چلا آ رہا ہے کہ وہاں ہمیں میڈیکل کالج دیا جائے۔ ملتان میں بھی میڈیکل کالج ہے۔ بہاولپور میں بھی ہے۔ لاہور میں بھی کافی سارے ہیں۔ اس میں

آپ کا ایک بہت بڑا مسئلہ بھی حل ہو جائے گا کیونکہ سرگودھا ڈویژن کافی دیہاتی علاقوں پر مشتمل ہے۔ وہاں کے طالب علم یہاں پر compete نہیں کر سکتے۔ وہاں سے ڈاکٹرز کی تعداد اگر آپ calculate کریں تو نہ ہونے کے برابر ہے۔ اگر سرگودھا ڈویژن میں میڈیکل کالج قائم ہو گیا تو وہ ڈاکٹرز جو اس علاقے کے رہنے والے ہوں گے وہ بخیر و خوبی اسی علاقے میں سروس کرنا پسند فرمائیں گے کیونکہ یہاں کے شہروں کے جو ڈاکٹرز ہیں ان کے لیے دیہاتوں میں جانا inconvenient ہو جاتا ہے کہ وہ دور دراز علاقوں میں جائیں اور وہاں پر جا کر پریکٹس کریں۔ میں انہی الفاظ کے ساتھ اپنی بات ختم کرتا ہوں اور ڈاکٹر صاحب نے میرے یہ دو مطالبات نوٹ کر لیے ہوں گے۔ امید ہے کہ یہ مہربانی کریں گے۔ شکریہ جناب سپیکر!

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ، محترمہ ثمینہ نوید!

محترمہ ثمینہ نوید، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٥ جناب سپیکر! میں آپ کی بہت بہت ممنون ہوں کہ آپ نے مجھے بات کرنے کا موقع فراہم کیا۔ میں اپنے محترم بھائی ہیلتھ منسٹر صاحب کو بھی مبارک باد دینا چاہوں گی کہ ہمیں بڑی خوشی ہوئی ہے کہ اپنے محکمے سے related ایک شخص کا تقرر کیا گیا ہے اور میرا خیال ہے کہ موصوف بہتر طور پر ہمارے مسائل بھی سمجھ سکتے ہیں اور انہیں solve بھی کر سکتے ہیں۔ میرا نام ثمینہ نوید ہے اور W 339 بہاولنگر سے میرا تعلق ہے جو کہ ایک پسماندہ علاقہ ہے اور آپ وہاں کی صورت حال دیکھیں کہ وہاں پر صرف اور صرف ایک سول ہسپتال ہے اور وہاں پر ڈاکٹرز کی صورت حال بھی یہ ہے کہ اول تو وہ ٹائم پر آتے نہیں اور اگر آتے ہیں تو پھر ٹائم سے پہلے چھٹی کر کے گھروں کو چلے جاتے ہیں اور پھر وہ اپنی پرائیویٹ پریکٹس کرتے ہیں۔ پرائیویٹ پریکٹس میں وہ اتنی فیس لیتے ہیں کہ عام آدمی اس کو afford نہیں کر سکتا۔ آپ دیکھیں کہ ہماری آبادی کی اکثریت جب ہسپتال میں آتی ہے تو وہ دو روپے کی پرچی بھی نہیں خرید سکتے بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ وہ دو روپے afford نہیں کر سکتے کہ وہ پرچی ہی لے لیں۔ مجھے یہ بتائیں کہ جب ڈاکٹرز پرائیویٹ پریکٹس میں ہزاروں کے حساب سے پیسے لیں گے تو کیا کریں گے؛ پھر تو ظاہر ہے کہ ان کے سامنے موت کے علاوہ تو کچھ نہیں۔ اس چیز کو دیکھا جائے اور ڈاکٹر کو bound کیا جائے کہ وہ پرائیویٹ پریکٹس سے پرہیز کریں۔ اس کے علاوہ آپ یہ دیکھیں کہ ہمارے ملک کی جو آبادی ہے اس میں چالیس فیصد لوگ ایسے ہیں جو کہ اس حق سے بھی محروم ہیں کہ انہیں

میڈیکل ایڈ نہیں ملتی۔ طبی حقوق نہیں ملتے تو اب دیکھیں کہ ہم کہتے ہیں کہ ہمارا علاقہ غریب ہے' وہاں پر غربت ہے۔ غربت اس چیز کو نہیں کہتے کہ ان کے پاس پیسے نہیں ہیں' ان کے پاس پہننے کے لیے اچھے کپڑے نہیں ہیں۔ ان کے پاس اچھے مکان نہیں ہیں غربت سے مراد یہ ہے کہ ان کو بنیادی حقوق تعلیم کے حوالے سے' صحت کے حوالے سے' انصاف کے حوالے سے یا پھر امن و امان کے حوالے سے facilities available نہیں ہیں اور عوامی اکثریت اس صورت حال سے خاصی متاثر ہے۔ شہید بھٹو صاحب کے دور میں بہت سارے ایسے basic centers قائم کیے گئے کہ وہاں پر لوگوں کو ڈاکٹر مہیا ہو سکیں اور دوائیاں بھی مل سکیں۔ ان basic centers کو یا تو ختم کر دیا گیا ہے یا وہاں پر بلڈنگ ہی نہیں ہے اور اگر بلڈنگ ہے تو سٹاف نہیں ہے' سٹاف ہے تو وہاں پر میڈیسن نہیں ہیں۔ آپ دیکھیں کہ یہ گورنمنٹ کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے شہریوں کو مفت علاج کی سہولتیں دے۔

جناب سپیکر! ہمارے ہاں صورت حال یہ ہے کہ آپ بے روزگاری کے حوالے سے دیکھ لیں کہ ہمارے لوگ ہزاروں کے حساب سے afford نہیں کر سکتے۔ بہت سارے شہروں میں جو لیبارٹریز بنائی گئی ہیں ان کی فیس اتنی زیادہ ہے کہ وہاں عام آدمی اپنا خون یا پیشاب ٹیسٹ نہیں کروا سکتا۔ میرا دوسرا پوائنٹ یہ ہے کہ میرے بہت سارے محترم ممبران نے بھی بورڈ آف گورنرز کے حوالے سے پوائنٹ آؤٹ کیا ہے۔ اس سلسلے میں بہت سارے لوگوں نے احتجاج بھی کیا ہے۔ آپ دیکھیں کہ اس بورڈ آف گورنرز میں جو لوگ بطور چیف ایگزیکٹو آ رہے ہیں تو وہ پہلے ہی اپنی term پوری کر چکے ہیں۔ اگر آپ انہی کو بار بار سامنے لائیں گے تو نئی نسل کو آگے آنے کا موقع نہیں ملے گا اور آپ کے علم میں ہے کہ بے روزگاری تو پہلے ہی بہت زیادہ ہے میری یہ گزارش ہے کہ اس چیز کو روکا جائے اور نئے لوگوں کو سامنے آنے کا موقع دیا جائے۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ' ڈاکٹر فرزانہ نذیر!

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب سپیکر! شکریہ کہ آپ دوبارہ وقت دے رہے ہیں۔ میں سب سے اہم purification of water issue کی طرف آپ کی توجہ دلانا چاہ رہی ہوں۔ پورے ملک میں کوئی ایسا سسٹم متعارف کرایا جائے جس میں purification and filteration of water ہو سکے۔ گندے پانی کی وجہ سے بہت سے سٹونز بنتے ہیں جو کڈنیز کو نقصان دیتے ہیں اور وہ فیل ہو جاتے ہیں۔

جناب سپیکر! دوسری چیز یہ ہے کہ گنگا رام ہسپتال میں یورالوجسٹ تو دستیاب ہے

لیکن یورالوجی وارڈ نہیں ہے۔ اس کی طرف توجہ دی جائے کہ فوری طور پر علیحدہ یورالوجی وارڈ بنایا جائے اور وہ fully equipped ہو جس میں لتھروٹرپٹر جو کہ سٹونز کو ریز کے ذریعے نکالتے ہیں اور اس طریقہ علاج سے خون کا نقصان نہیں ہوتا اسے بھی وہاں پر مہیا کیا جائے۔

جناب سپیکر! تیسرا ایک اہم issue یہ ہے کہ بدوملہی ضلع نارووال میں واقع ہے۔ وہاں کے ہسپتال میں equipments کی بہت کمی ہے اور اگر کوئی serious patient آجاتا ہے تو اسے نارنگ یا ساتھ والے کسی اور ہسپتال میں refer کرنا پڑتا ہے۔ لہٰذا وہاں ایک ایمبولنس کی سہولت بھی فراہم کی جائے۔ میری معزز وزیر صاحب سے گزارش ہے کہ ٹیچنگ ہسپتالوں کی موبائل ٹیمیں بنائی جائیں جو کہ چھوٹے چھوٹے ہسپتالوں کا وزٹ کریں اور کیسوں کے بارے میں decide کریں اور ان کیسوں کو ٹیچنگ ہاسپٹلز میں refer کیا جائے۔ میں maternities کے حوالے سے بتا رہی ہوں کہ ہم نے اس قسم کے جو مختلف کیسز کرنے ہوتے ہیں۔ ان کیسز کے بارے میں ہم وقت سے پہلے فیصلہ کر لیتے ہیں کہ انہیں کس وقت کرنا ہے۔ اس لیے آپ موبائل ٹیموں کو بھجوائیں تاکہ پبلک کو زیادہ سے زیادہ ریلیف ملے۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ محترمہ۔ راؤ جہاں زیب صاحب!

جناب جہاں زیب راؤ: جناب ڈپٹی سپیکر! بڑی مفید باتیں ہوئیں اور سنیں۔ امید ہے کہ ممبرز کی طرف سے دی گئی تجاویز پر منسٹر صاحب کوئی نہ کوئی موثر ایکشن ضرور لیں گے۔ میں آپ کی وساطت سے منسٹر صاحب کی توجہ ایک نہایت اہم issue کی طرف دلانا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ جعلی دوائیاں میڈیکل سٹورز پر sale ہو رہی ہیں، یہ ایک ایسا کرائم ہے جو میں سمجھتا ہوں کہ کسی ڈاکے یا کسی قتل سے بھی بڑھ کر زیادہ گھناؤنا ہے۔ اس کے بارے میں قانون تو موجود ہے لیکن اتنا سخت نہیں ہے کہ جس میڈیکل سٹور سے جعلی میڈیسن پکڑی جاتی ہے اس کا چالان ہو جاتا ہے لیکن وہ کچھ پیسے دے کر چھوٹ جاتا ہے اور پھر وہ سلسلہ دوبارہ جاری ہو جاتا ہے۔ معیاری دوائیوں کے لیے لوگوں کو زیادہ suffer کرنا پڑتا ہے۔ اس سلسلے میں میری گزارش ہے کہ جو میڈیکل سٹورز اس دھندے میں ملوث پائے جاتے ہیں ان کے فوراً لائسنس کینسل کیے جائیں اور انہیں سخت اور کڑی سزا ملنی چاہیے تاکہ وہ لوگوں کی جانوں سے نہ کھیل سکیں۔

جناب سپیکر! یہاں بیسک ہیلتھ یونٹ کی بات ہو رہی تھی۔ میرا تعلق شرقپور سے ہے۔ ہمارے حلقے میں بیسک ہیلتھ یونٹس بنائے گئے ہیں۔ لیکن انہیں بناتے ہوئے یہ نہیں دیکھا گیا کہ آبادی کہاں زیادہ ہے اور کہاں ان کی ضرورت زیادہ ہے؟ مذکورہ یونٹس ایسی جگہ پر بنائے گئے ہیں کہ جہاں نہ کوئی مقامی لوگ جاتے ہیں اور نہ وہاں کوئی جا سکتا ہے اور نہ ہی وہاں پر کوئی

آبادی ہے لہٰذا وہ صرف ڈیروں کی شکل اختیار کر گئے ہیں۔ اس سلسلے میں میری یہ تجویز ہے کہ آئندہ ان بیسک ہیلتھ یونٹس کو بناتے وقت آبادی کو ضرور مدنظر رکھیں تاکہ لوگوں کو سہولت ہو بجائے اس کے کہ پرائیویٹ لوگ ان یونٹس کو ڈیرے کے طور پر اپنے پرائیویٹ استعمال میں لائیں۔

جناب سپیکر! ہمارے علاقے کا اہم مسئلہ یہ ہے کہ وہاں پر industrial waste خان پور نہر کے ذریعے ہماری زمینوں کو بھی خراب کر رہا ہے اور لوگوں کی صحت بھی تباہ کر رہا ہے۔ اس کے بارے میں ہم نے متعدد بار اپنے ڈی سی او صاحب سے گزارش کی ہے۔ میں پہلے ناظم تھا اور یہی بات میں نے ڈسٹرکٹ اسمبلی میں بھی اٹھائی تھی کہ لوگوں میں ہیپاٹائٹس پھیل رہا ہے۔ لائیو سٹاک کا نقصان ہو رہا ہے اور اس کے علاوہ جلدی بیماریاں پھیل رہی ہیں۔ وہ صنعت کار اتنے طاقتور ہیں کہ اس پر ابھی تک کوئی عمل درآمد نہیں ہو سکا۔ میری یہ گزارش ہے کہ آپ ذاتی دلچسپی لے کر اس معاملے کو دیکھیں کہ کیمیکل ویسٹ نہروں میں کیوں پھینکا جاتا ہے اور اثرات کتنے برے ہیں؟

جناب سپیکر! بیسک ہیلتھ یونٹس میں سٹاف کی حاضری پوری نہیں ہوتی ہے۔ وہاں سے لوگ تنخواہیں تو ضرور لے رہے ہیں لیکن کام نہیں کر رہے ہیں۔ اس کے لیے میں آخر میں وزیر صاحب سے گزارش کروں گا کہ ڈسٹرکٹ ہیلتھ آفیسر صاحب وہاں سے میڈیسن خریدتے ہیں جہاں سے انہیں زیادہ کمیشن ملتا ہے۔ آپ اس کی بھی نگرانی کریں کہ بہتر میڈیسن آئے، بجائے اس کے کہ جہاں سے انہیں زیادہ کمیشن ملتا ہے اور وہاں سے وہ میڈیسن خریدی جا رہی ہیں۔ ایک ڈسٹرکٹ میں کروڑوں روپے کی میڈیسن خریدی جاتی ہیں لیکن ایک تو وہ جس quantity میں خریدی جاتی ہیں اس quantity میں وہ ان بیسک ہیلتھ یونٹس میں نہیں پہنچتی ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ وہ بہتر میڈیسن کے پیسے لیتے ہیں لیکن اس معیار کی میڈیسن خریدتے نہیں ہیں۔ بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ ریاض اصغر چودھری صاحب!

جناب ریاض اصغر چودھری: جناب سپیکر! میرا تعلق تحصیل پھالیہ منڈی بہاؤالدین سے ہے۔

I want to get the attention of the Health Minister with respect to the setting up of the new hospital. Hospital was approved a few years ago in Tehsil PhaLia and it is being set up a few kilometers away from the main city.

جناب والا! وہاں دو اڑھائی کروڑ روپے کا بڑا ہسپتال بن گیا ہے لیکن وہاں مریض نہیں پہنچ پاتا۔ میں نے حال ہی میں اس ہسپتال کے دورے کے دوران جب ریکارڈ چیک کیا تو وہ اڑھائی کروڑ روپے کا نیا ہسپتال بنا ہے۔ پرانا ہسپتال دو کمرے کا تھا۔ اس نئے ہسپتال میں average out door 70 patient دیکھے جاتے ہیں اور شہر کے اندر دو کمرے والے ہسپتال میں اور جہاں صرف دو ڈاکٹر تھے ادھر average 220 patients دیکھے جاتے تھے۔ اب اس ہسپتال کا انچارج ایم ایس ہے۔

That MS reports to a DHO, a DHO reports to an EDO Health, an EDO Health reports to a DCO, a DCO then reports to a Nazim and eventually he starts reporting to the Secretariat in Punjab

جناب سپیکر! کبھی کسی شخص نے یہ نہیں سوچا کہ ایک اڑھائی کروڑ کا ہسپتال، 7 ڈاکٹر، اتنا paraphernalia اور 220 آؤٹ ڈور مریضوں سے ہم 70 پر چلے گئے ہیں۔ یہ صرف ہسپتال کی دوری کی وجہ سے ہوا ہے۔ میں نے common sense استعمال کیا I started a shuttle service at my own expense the next day اور وہ آج تین مہینے سے چل رہی ہے۔ That makes three trips in an hour and the patients' strength that is seen in the hospital یہاں has gone from 70 to 250 Our district governments are incompetent. سسٹم اوپر تک وہ چیز پہنچاتا نہیں ہے۔ یہ چیزیں وہ دیکھ نہیں سکتے اور ایک عام آدمی فیصلہ کر کے ان چیزوں پر زیادہ بہتر عمل کر سکتا ہے۔ اس میں کہنے کا مقصد یہ ہے کہ جب یہ ہسپتال بنائے جائیں تو کم از کم ان کی بنیادی پلاننگ میں یہ چیز دیکھی جائے کہ ان کو شہر سے اتنا دور نہ لے جایا جائے کہ مریض نے جتنا دوائی پر خرچ کرنا ہے اس سے زیادہ خرچ اس کا ٹرانسپورٹیشن پر ہو جائے اور پھر اس ہسپتال میں دیکھا جائے تو نہ equipments ہیں نہ ادھر ٹیلیفون ہے

So there are so many things that are lacking and I would want the Health Ministry to ensure check lists in the Hospitals. تو ہر ہسپتال میں checking ہونی چاہیے۔ جس کے مطابق اگر نیا بننا ہے تو اس کو بھی اس check list کے اوپر یا اس طرح کے علاقے کے لیے approve ہونا چاہیے اور پاس کرنا چاہیے۔ اور جب ہسپتال بن جائے تو اس کی کارکردگی اور اس کی آپریشنل بہتری کے لیے بھی ایک سسٹم ہونا

چاہیے تاکہ اگر وہ اس پر پورا نہیں اترتے تو ادھر remedial measures فوری طور پر لینے چاہئیں۔ یہ نہیں کہ کوئی باہر سے بندہ جو ہسپتال انتظامیہ سے منسلک نہیں ہے وہ آ کر بہتری کے لیے رائے دے اور اس پر عملدرآمد کریں۔ یہ بہت اہم ہے۔ It is so important 2 5 crore rupees is not a small money which is being spent on the establishment of a new facility but nobody is ever taking care as to how can this facility be best operated.

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ چودھری صاحب۔ ماہا راجہ ترین۔

محترمہ ماہا راجہ ترین: جناب سپیکر! شکریہ کہ آپ نے مجھے وقت دیا۔ میرا تعلق چونکہ ضلع چکوال سے ہے۔ اس لیے ہیلتھ کیئر کے لیے میری کچھ تجاویز چکوال ضلع کے حوالے سے ہیں۔ Then I come to the provincial level۔ میں آپ کے توسط سے سب سے پہلے تو ہیلتھ منسٹر صاحب کو بتانا چاہوں گی کہ چکوال کا جو health scenario ہے۔ وہ نہایت پسماندہ ہے۔ وہاں نہ تحصیل ہیڈ کوارٹر سطح پر کوئی proper equipment available ہے۔ اگر جہاں اور جس سطح پر equipment ہے تو وہ بھی نہایت ہی پرانا ہے اور چلایا نہیں جا سکتا۔ یہی حال ہمارے ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال کا ہے۔ وہاں صحت کی مناسب سہولت نہیں ہے اور نہ لیب کی مناسب سہولت ہے۔ میں چیف منسٹر صاحب کی بہت شکرگزار ہوں اور شکریہ ادا کرنا چاہتی ہوں کہ انھوں نے حال ہی میں "ذیرا" کے نام سے drought relief fund ہمارے ڈسٹرکٹ کو دیا۔ میری ہیلتھ منسٹر صاحب سے یہ گزارش ہو گی کہ ہیلتھ سیکٹر کے حوالے سے بھی وہاں بہت سی سہولیات کی ضرورت ہے۔ ذرا وہاں پر بھی نظر کرم کریں اور ہیلتھ سیکٹر کو بھی سہولیات کے لیے فنڈز مہیا کریں۔

ایک سب سے اہم صوبائی سطح کا مسئلہ ہے۔ میں اس کو بھی بتانا چاہوں گی کہ ہارٹ کے حوالے سے پورے پنجاب میں پنجاب انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی لاہور میں ہے۔ اس کے equipments کی حالت یہ ہے کہ حال ہی میں ہمارے وزیر دفاع کو غلطی سے وہاں داخل ہونا پڑ گیا۔ کیونکہ وہ بیمار ہو گئے تھے۔ میں ان کو دیکھنے کے لیے گئی تو

بال سہولیات کا یہ فقدان ہے کہ جو بلڈ پریشر لینے کے لیے آلہ تھا وہی خراب تھا اور آپ یقین نہیں کریں گے کہ دو دن سے وزیر دفاع صاحب کا اسی بلڈ پریشر کے آلے سے ہی معائنہ کیا جا رہا تھا۔ جب تک کہ ایک ڈاکٹر وہاں تشریف لائے اور انھوں نے کہا کہ یہ آلہ خراب ہے۔ اس لحاظ سے اور اس حوالے سے میں یہ درخواست کرنا چاہوں گی کہ کم از کم آلات جدید ہونے چاہئیں اگر جدید نہیں بھی ہیں تو چالو حالت میں ہونے چاہئیں۔

دوسری بات یہ کہ ایف آر سی پی جو جنرل فزیشنز ہمارے اچھے ہسپتالوں میں تعینات ہیں اور حالت یہ ہے کہ جہاں پر specialized and certified specialist ہونے چاہئیں وہاں پر GPs کام کر رہے ہیں جو لاکھوں لوگوں کی ہیلتھ کے ساتھ کھلواڑ کر رہے ہیں۔ میری ہیلتھ منسٹر صاحب سے یہ درخواست ہو گی کہ خاص طور پر بورڈ certified oncology Doctors میں available ہوں۔ ڈاکٹر صاحب کو خود بھی پتا ہے کیونکہ غالباً یہ شاہ فیصل ہسپتال میں بھی رہ چکے ہیں۔ وہاں بھی ان کو پتا ہے کہ وہ بھی ایک highly equipped ہسپتال ہے۔ وہاں پر بھی بورڈ certified Doctors رکھنے کی پروویژن ہے تو پھر پنجاب کے دل لاہور میں کیوں نہیں اور کیوں ہیلتھ سیکٹر کو نظرانداز کیا جا رہا ہے؟

MR DEPUTY SPEAKER: Madam! Thank you. Before the Minister winds up I will call upon the last speaker Ch. Mushtaq Ahmad.

جناب مشتاق احمد ایڈووکیٹ: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں وزیر صحت صاحب کو مبارکباد دیتا ہوں کہ انھوں نے یہ قلمدان سنبھالا اور اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی بتاتا ہوں کہ میں نے ایک سوال نمبر 276 دیا تھا کہ "پچھلے دس سالوں میں پنجاب بھر میں کتنے رورل ہیلتھ سنٹر یا ڈسپنسریاں بنیں اور کتنی ڈسپنسریاں رورل ہیلتھ سنٹر میں سٹاف اور ادویات مہیا کی گئیں؟" انھوں نے جواب دیا ہے کہ "پچھلے دس سالوں میں پنجاب بھر میں 35 رورل ہیلتھ سنٹرز کو مکمل کیا گیا ہے اور ان سب میں سٹاف اور ادویات مہیا کی گئیں"

جناب سپیکر! پاکستان کا جو بہت بڑا مسئلہ ہے وہ آبادی کا دیہی علاقوں سے شہری علاقوں میں منتقل ہونا ہے۔ اسی سے زیادہ جرائم ہوتے ہیں۔ اسی سے زیادہ ڈاکے پڑ

رہے ہیں اور چوریاں بڑھ رہی ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر یہ جواب صحیح ہے تو اس میں ہمارے محکمہ صحت کا بہت بڑا ہاتھ ہے۔ اگر لوگوں کو دیہات میں علاج مہیا نہ کیا جائے۔ پنجاب میں میرے خیال میں 35 ڈسٹرکٹ ہیں اور 35 ہی رورل ہیلتھ سنٹرز بنے ہیں۔ گویا کہ دس سالوں میں ایک ضلع میں صرف ایک سنٹر بنایا گیا ہے۔ کیا یہ دس کروڑ عوام کے لیے کافی ہیں؟ پنجاب کے دیہاتی علاقوں میں تقریباً دس کروڑ عوام بستے ہیں اور دس کروڑ عوام کے لیے ہر ضلعے میں دس سالوں میں ایک رورل ہیلتھ سنٹر جواب کے مطابق بنایا گیا ہے جو کہ میرے خیال میں غلط ہے۔ کیونکہ اس سے زیادہ ڈسپنسریاں یا رورل ہیلتھ سنٹرز تو صرف پیپلز پارٹی نے ہی اپنے دور حکومت میں بنا دی تھیں۔ اس لیے میں جناب ہیلتھ منسٹر صاحب سے گزارش کروں گا کہ وہ اپنا جواب دوبارہ چیک کریں۔

جناب سپیکر! میں مریدکے سے تعلق رکھتا ہوں۔ یہاں مریدکے کا ذکر بار بار ایکسیڈنٹ اور جرائم کے لحاظ سے کیا گیا ہے۔ اگر اخبار پڑھیں تو روزانہ آپ کو مریدکے کے حوالے سے چوریاں، ڈکیتیاں، قتل و غارت اور حادثات کے حوالے سے بہت سی خبریں ملیں گی۔ میں خود تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال گیا۔ وہاں ایم ایس سے ملا ہوں تو انھوں نے بتایا کہ جو اتنا ضروری ہسپتال ہے اور جی ٹی روڈ پر واقع ہے روز ایکسیڈنٹ ہو رہے ہیں لیکن کوئی جنرل سرجن بھی نہیں ہے۔ جنرل سرجن کی غیر موجودگی میں، میں نہیں سمجھتا کہ جی ٹی روڈ پر واقع ایک ہسپتال کیسے چل سکتا ہے؟ تو میں ہیلتھ منسٹر صاحب سے گزارش کروں گا کہ وہاں جنرل سرجن دیں۔ ڈینٹل ٹیکنیشن بھی نہیں ہیں، ریڈیو گرافرز نہیں ہیں۔ جن کی آسامیاں خالی پڑی ہیں۔ ریڈیو گرافر کی دو آسامیاں ہیں۔ ڈینٹل ٹیکنیشن کی ایک آسامی خالی ہے۔ ایمبولینس ہے تو ڈرائیور نہیں ہے، ڈرائیورز کی دو آسامیاں خالی پڑی ہیں۔ مجھے خود ایم ایس صاحب نے بتایا کہ میں اپنا دروازہ بند کر کے اپنی ٹیبل خود صاف کرتا ہوں۔ کوئی peon نہیں ہے کہ ایم ایس صاحب کی ٹیبل صاف کر سکے اس کے علاوہ لیڈی ڈاکٹر نہیں ہے۔ جناب والا! میں نہیں سمجھتا کہ اتنے بڑے شہر میں جس کی آبادی لاکھوں میں ہے اور وہاں لیڈی ڈاکٹر نہیں ہے۔ وہاں پر لیڈی ڈاکٹرز مہیا کی جائیں۔ mid wife کی اسامیاں

ہیں' لیبارٹری اسسٹنٹ نہیں ہے۔ اتنی اسامیاں خالی پڑی ہیں اور لوگ بے روزگار ہیں۔ نہ لوگوں کو روزگار مہیا کیا جا رہا ہے اور نہ ہسپتال کی ضروریات پوری کی جا رہی ہیں۔ اس حوالے سے میں جناب وزیرصحت سے یہ گزارش کروں گا کہ خالی اسامیوں کو فوراً fill کیا جائے اور لوگوں کا کچھ خیال کیا جائے۔ آپ دس کروڑ عوام کے لیے کتنے ہیلتھ سنٹر بنا رہے ہیں؛ برائے مہربانی ان کی تعداد بڑھائی جائے اور ان کے لیے زیادہ فنڈز مہیا کیے جائیں۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ چودھری صاحب۔

چودھری طالب حسین، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! آپ کا شکریہ۔ میں ایک دیہاتی علاقے کا نمائندہ ہوں۔ یہ لاہور کا سرحدی علاقہ ہے' اتنے بڑے شہر کے قریب رہ کر بھی ہم صحت کی سہولیات سے محروم ہیں۔ جو حکومت فائدہ دیتی ہے ہم اچھے طریقے سے فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔ کیونکہ میرے حلقے کے لوگ زیادہ تر ان پڑھ ہیں وہ صحت کو اتنی اہمیت بھی نہیں دیتے۔ وہ نہیں جانتے کہ صحت نام کی بھی ہماری کوئی بنیادی ضرورت ہے۔ میری تجویز ہے کہ میرے علاقے میں جو رورل ہیلتھ سنٹر بنا ہوا ہے وہاں پر ہفتہ وار کوئی سپیشلسٹ یا کنسلٹنٹ بھیج دیا جائے تاکہ ہم ان کی رائے سے مستفید ہو کر اچھا علاج کرا سکیں اور اس رورل ہیلتھ سنٹر میں بسا اوقات psychiatrist کی بھی بڑی ضرورت ہے کیونکہ دیہات میں مختلف ذہنی بیماریوں والے لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ عاملوں اور کاملوں سے ہی ٹھیک ہو سکتا ہے تو اس لیے اگر psychiatrist وہاں موجود ہو اور دیہاتیوں کو انفرمیشن ملے کہ یہ ایک بیماری ہے اور کوئی آسیب نہیں ہے تو یقیناً ہم دیہاتی بھی اس صحت مند معاشرے میں صحت مند رہ سکتے ہیں۔

جناب والا! اگر دیہاتوں میں موبائل ڈسپنسریاں بھیجی جائیں جو ان کو inform بھی کریں کہ آپ کے رورل ہیلتھ سنٹر میں یہ سہولیات میسر ہیں اور آپ ان کے پاس جائیں تو یقیناً آپ کی صحت بہتر ہو سکتی ہے۔ جیسا ٹائفس دیہات میں عام ہے لیکن دیہاتی لوگ اس کا علاج نہیں کراتے۔ وہ کہتے ہیں کہ گلے میں دھاگہ باندھ لیں' دم کرا لیں یا کسی حکیم سے دوائی لے لیں پندرہ دن بعد ٹھیک ہو جائے گا تو اس کی awareness دینا بہت ضروری ہے۔ کیونکہ یہ ایک بہت خطرناک مرض ہے۔ میری وزیرصحت سے گزارش ہے کہ دیہات میں دو بیڈ رورل

ہیلتھ سنٹر بند ہو جاتے ہیں اگر شام کو بھی دو گھنٹے ڈاکٹر صاحبان وہاں مریضوں کو چیک کر لیں تو جو دیہاتوں میں عطائی ڈاکٹر بنے ہوئے ہیں اور اپنا کلینک کھولے ہوئے ہیں وہ بند ہو جائیں گے اور لوگوں کا رجحان ہیلتھ سنٹر کی طرف ہو جائے گا اس طرح وہ زیادہ فائدہ اٹھا سکیں گے۔ جناب سپیکر! آپ کا بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے موقع دیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جناب پیٹرک جیکب!

جناب پیٹرک جیکب، جناب سپیکر! میرا نام پیٹرک جیکب گل ہے۔ میں آج ایک خاص بات کرنا چاہ رہا تھا چونکہ ہیلتھ منسٹر صاحب بھی بیٹھے ہوئے ہیں۔ ہمارے لیے ایک بہت بڑا مسئلہ ہے کہ پسی ہوئی قوم کو uplift کرنے کے لیے sometime سپوٹو تھراپیز دی جاتی ہیں۔ تو میں particularly پروفیشنل ایجوکیشنز میں recently جو میڈیکل کے داخلے ہوئے ہیں ان کے لیے میں اپنے معزز وزیرصحت سے درخواست کرنا چاہ رہا تھا کہ وہ ہمیں داخلے میں کم از کم تین فیصد کوٹہ دیں کیونکہ اس سے یہ ہوگا کہ جتنے بھی ہمارے دیہاتوں کے یا دوسرے طالب علم ہیں ان کو بھی میڈیکل کالج میں جانے کا ایک موقع ملے گا۔ اس کے علاوہ میں پروفیشنل ایجوکیشنز کے لیے particularly ہیلتھ کے reference سے بات کرنا چاہ رہا تھا۔ دوسرا میرا pharmaceutical سے بھی تجربہ رہا ہے۔ اکثر یہ دیکھا گیا ہے کہ pharmaceutical کمپنیوں میں بہت زیادہ bargaining چل رہی ہے تو criteria for the selection of medicine ڈاکٹرز کے لیے اتنی اہمیت نہیں رکھتے جتنی pharmaceutical کمپنیاں different shapes میں ان کو provide کرتی ہیں۔ جو کمپنیز ڈاکٹرز کو مہنگی دوائیاں بطور تحفہ دیتی ہیں ان پر پابندی ہونی چاہیے۔

دوسرا یہ ہے کہ میں دیہات میں بھی رہتا ہوں تو وہاں پر کوئی میڈیکل کی سہولت نہیں ہے۔ خاص طور پر وارث پورہ میں کوئی سہولت نہیں ہے۔ میرا اپنا بہت بڑا گاؤں تحصیل سمندری میں ہے اس میں ابھی تک کوئی ڈسپنسری یا ہیلتھ سنٹر نہیں بنا تو میں دو تین پوائنٹ ان کے علم میں لانا چاہ رہا تھا اور خاص طور پر کوٹے کے reference سے ان سے بات کرنا چاہ رہا ہوں۔ کیونکہ last time یہ ہوا ہے کہ شیڈول کاسٹ نے تین فیصد کوٹہ recommend کیا ہوا

ہے۔ جب کہ minorities میں پنجاب میں سب سے بڑی اقلیت کرسچین کی ہے ان کے پاس کوٹہ نہیں ہے۔ اس پوائنٹ آف ویو سے میں انہیں یہ کہوں گا کہ کوئی نہ کوئی اپنا decision ضرور لیں اور ہمیں سپورٹ کریں۔ شکریہ۔

MR DEPUTY SPEAKER: Before I ask the Honourable Minister to wind up, I would like to give a decision over the ruling which was pending about a point of order raised by Raja Riaz Ahmed this morning. He said that the Special Committee meeting held yesterday at 3 30 p.m. was not valid in view of the fact the Assembly was at that time in session. Under rule 157(1) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997, a committee may not meet while the Assembly is sitting except with the approval of the Speaker Since the Speaker had already approved it, so my ruling is that it was valid This was a point raised by Raja Riaz Ahmed this morning.

رانا ثناء اللہ خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! ایک تو میں اس بات کی correction چاہوں گا کہ یہ پوائنٹ میں نے raise کیا تھا' آپ بے شک ریکارڈ سے ملاحظہ فرما لیں۔ دوسری جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ یہ پوائنٹ raise ہی اس بنیاد پہ ہوا تھا کہ جناب سپیکر نے اس سپیشل کمیٹی کی میٹنگ کو approve نہیں کیا ہوا تھا۔ جب یہ پوائنٹ raise ہوا تو جواب میں لاء منسٹر صاحب نے یہ فرمایا تھا کہ چونکہ ہمارا خیال تھا کہ سیشن تین بجے تک چلے گا اس لیے ہم نے ساڑھے تین بجے کا ٹائم رکھا تھا۔ چونکہ ہاؤس extend ہو گیا تھا اس لیے ہم نے سپیشل کمیٹی کے ٹائم کو تبدیل نہیں کیا۔ اس حساب سے انہوں نے ٹائم رکھا تھا۔ سپیکر کی approval کا جو معاملہ ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ information آپ کو جس طرح سے بھی فراہم کی گئی ہے یہ غلط ہے اور میں سمجھتا

ہوں کہ اس غلط information پہ آپ سے رولنگ حاصل کی گئی ہے۔

وزیر قانون، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی۔

وزیر قانون، میں نے یہ بات نہیں کی تھی کہ ہم نے تین بجے کا ٹائم رکھا ہے۔ یہ جناب کی observation تھی۔ ساڑھے تین بجے کا ٹائم اس لیے رکھا تھا کہ اجلاس نے تین بجے ختم ہو جانا تھا۔

MR DEPUTY SPEAKER: Rana Sahib! I think the permission was given at 3 30 p.m yesterday when the time was extended and I think that was the right thing done by the Speaker and when the Speaker has given his permission for a Special Committee and the majority of the Members have already joined that meeting, I think it is valid

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! مجھے اس بات سے انکار نہیں اور نہ ہی مجھے اعتراض ہے۔ میں جانتا ہوں کہ رولز کے مطابق سپیکر کی discretion ہے کہ وہ کسی بھی معاملے کے لیے رول کو exempt کر سکتے ہیں لیکن میرا پوائنٹ تو یہ تھا کہ آیا جب ہاؤس in session ہو تو اس وقت سپیشل کمیٹی کی میٹنگ ہو سکتی ہے؟ آپ نے اس کا جواب دیا تھا کہ سپیکر صاحب نے prior approval دے دی تھی اس حد تک تو ٹھیک ہے جو کہ ہمارے علم میں نہیں تھا۔ لیکن یہ پوائنٹ تو ابھی تک تشنہ رہ گیا کہ جب ہاؤس in session ہو تو کیا سپیشل کمیٹی meet کر سکتی ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، میں یہی عرض کر رہا تھا کہ جب سپیکر صاحب کی طرف سے اجازت ملی تو یہ کمیٹی بیٹھی ہے اس میں تمام معزز ممبران نے حصہ لیا ہے۔

They were probably in the knowledge of that and meeting was held accordingly A Committee does not meet while the Assembly is sitting except with the approval of the Speaker. That means the Speaker has

already given his approval. It is valid. If a Committee is sitting while the Assembly is also sitting, the Chairman of the Committee shall, if a division is being called in the Assembly, suspend the proceeding of the Committee for such time as will, in his opinion, enable the Members to vote in the division But in this case, nobody suspended the proceeding, and nobody went to vote in a division. It was prerogative of the Chairman of the Committee then.

جناب ارشد محمود بگو، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی۔

جناب ارشد محمود بگو، جناب والا! یہ نہیں ہے کہ یہ رولز کو تبدیل نہیں کر سکتے۔ یہ تبدیل کر سکتے ہیں۔ یہ بات تو رانا صاحب کہہ نہیں رہے ہیں۔ ان کے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ اگر تین بجے کا وقت تھا تو جناب وزیر صاحب نے کل یہ درخواست کی تھی کہ ساڑھے تین بجے ہماری میٹنگ ہے۔ اس وقت چونکہ ہاؤس in Order تھا اور ہاؤس کا وقت بار بار extend ہوتا رہا اس لیے یہ ساری صورتحال پیدا ہوئی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، لیکن اس رول کے تحت اگر سپیکر صاحب نے prior approval دے دی ہے۔ تو I think it is valid.

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! تو پھر میں اس بات پر افسوس کا اظہار کروں گا کہ سپیکر کی طرف سے prior approval اس میٹنگ کے لیے تھی لیکن صبح یہ پوائنٹ raise ہوا تو اس وقت یہ بات نہ چیئر کے نوٹس میں تھی اور نہ ہی وزیر قانون کے نوٹس میں تھی ورنہ اسی وقت یہ معاملہ ختم ہو جاتا۔

وزیر قانون، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی، فرمائیں۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! رانا صاحب بار بار وزیر قانون کی بات کرتے ہیں۔ جناب سپیکر! میں

گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں کہ یہ بات مجھ سے متعلق نہیں ہے۔ کل جب ہاؤس چل رہا تھا تو اس وقت میں نے یہ گزارش کی تھی کہ وقت کو مزید نہ بڑھایا جائے کیونکہ ہماری میٹنگ بھی ہے۔ میں اس وقت چیئر کے نوٹس میں یہ بات لے آیا تھا کہ ساڑھے تین بجے میٹنگ کا وقت ہے اور مزید وقت نہ بڑھایا جائے۔ لیکن جناب نے وقت بڑھایا اور وقت بڑھتے بڑھتے وہ وقت تقریباً پونے چھ بجے تک چلا گیا۔ لیکن جیسا کہ جناب نے ابھی رولنگ دی ہے کہ سپیکر صاحب کا یہ اختیار ہے کہ وہ رولز کو suspend کر کے میٹنگ کے لیے approval دے سکتے ہیں۔ approval was already there اور آپ نے رولنگ بھی دے دی ہے تو پھر اس میں کوئی ابہام نہیں رہتا لیکن رانا صاحب بار بار یہ کہتے ہیں کہ وزیر قانون صاحب کو پتا ہی نہیں تھا۔ جناب سپیکر! مجھے پتہ تھا کہ میٹنگ ساڑھے تین بجے ہے اور میں نے وقت پر اس بات کی نشاندہی بھی کر دی تھی کہ ساڑھے تین بجے میٹنگ ہے لہٰذا میں نے اپنا فرض ادا کیا۔ میں نے ہاؤس کو بھی مطلع کیا اور جناب سپیکر کو بھی مطلع کیا کہ ساڑھے تین بجے میٹنگ کا وقت ہے لیکن چیئر نے وقت کو بڑھایا اور ساتھ کمیٹی کی approval بھی تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: point of order dispose of کیا جاتا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! کل جب time extend ہوا اس وقت سپیکر صاحب نے اجازت دے دی۔ rules relax کر دیئے، انہوں نے میٹنگ کر لی یہ کل کی بات ہے۔ لیکن آج صبح جب ہاؤس میں، میں نے یہ پوائنٹ raise کیا تو اس وقت کل کی دی ہوئی permission کے متعلق وزیر قانون صاحب لاعلم تھے۔ جب صبح یہ پوائنٹ raise ہوا تو انہوں نے یہ نہیں کہا کہ جناب ہم نے permission لے لی تھی۔ اس وقت تو یہ معاملہ pending ہوا کہ جناب یہ دیکھیں گے کہ اس میں کیا جواب ہو سکتا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! اس کی وضاحت پہلے ہی ہو چکی ہے۔ کیونکہ وزیر قانون صاحب نے یہ فرمایا ہے کہ ان کے علم میں یہ بات تھی اور یہ پوزیشن سیکرٹریٹ کے علم میں تھی اور انہوں نے اس سلسلے صبح یہ بات پینڈنگ کی تھی تاکہ معلوم کر سکیں کہ کس حد تک یہ permission دی گئی ہے۔ جب سپیکر صاحب سے معلوم کیا گیا اور انہوں نے فرمایا کہ میں

نے اجازت دی ہے تو under rules ان کی اجازت سے وہ کمیٹی بیٹھی ہے۔

اس سے پہلے کہ میں معزز وزیر صحت کو بات کرنے کا موقع دوں میں ان سے ایک گزارش اپنے علاقہ کے بارے میں ضرور کروں گا کہ ابھی حال ہی میں جو میڈیکل کالجوں میں داخلے ہوئے ہیں پہلے region wise basis پر میڈیکل کے نتائج سامنے آتے تھے اور region wise basis پر لوگوں کو داخلہ دیا جاتا تھا اب یہ all Punjab basis پر ہو رہے ہیں حالانکہ ہمارا ضلع راجن پور اور ڈیرہ غازی خان ایک پسماندہ علاقہ ہے جس میں ایک tribal area ہے۔جس کی دو الگ سیٹیں مختص تھیں۔اس کے علاوہ راجن پور اور ڈیرہ غازی خان کو ایک پسماندہ علاقہ شمار کرتے ہوئے اس کی بھی چند سیٹیں تھیں۔ ایک پسماندہ علاقہ سے جہاں پر ٹاٹ سکول ہیں وہاں کے لوگوں کو اگر موقع نہ دیا جائے تو کم از کم جب آپ wind up کریں تو ان خیالات کا اظہار بھی کریں اور ان علاقوں کو بھی مدنظر رکھیں۔ یہ بات میں آپ کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں۔

Now, I call upon the Honourable Minister to take the floor

وزیر صحت، شکریہ' جناب سپیکر! آج جو ہمارا session ہوا ہے اس میں بہت سے points اٹھائے گئے ہیں ۔ میں نے ان کو نوٹ بھی کیا ہے تو چند چیزیں جو نمایاں ہیں۔

(اس مرحلے پر جناب سپیکر کرسئی صدارت پر متمکن ہوئے)

وہ یہ ہیں کہ مختلف علاقوں میں بہت سارے مسائل ایک جیسے ہیں۔ یقیناً ہمیں پنجاب کے health care standard کا احساس ہے۔میں نے شروع میں بھی کہا تھا کہ پنجاب کا health care standard بہتر نہیں ہے۔ لیکن ہم نے اس point سے health care facilities کے بہتر standard تک پہنچنا ہے۔یہ ایک ایسا مسئلہ ہے جس پر بہت سارے عوامل کو مدنظر رکھنا ہو گا۔ ہمیں یہ دیکھنا ہو گا کہ ہمارے پاس infrastructure کیا ہے اور within the budget limit realistic and practical planning کرنی ہو گی۔ aims تو بنائے جا سکتے ہیں کہ یہاں پر ہرشخص کو دوائی مفت دی جائے' ہرشخص کا آپریشن اسی دن ہو جائے لیکن میں آپ کو حقیقت بتاتا ہوں۔ میں انگلینڈ میں بھی رہا ہوں 'امریکہ میں بھی رہا ہوں اور سعودی عرب میں بھی رہا ہوں' تین مختلف سسٹمز ہیں ۔ امریکہ میں پرائیویٹ سسٹم ہے۔ کچھ چھوٹا سا طبقہ سوشل ہیلتھ

کیئر سسٹم سے تعلق رکھتا ہے مگر زیادہ تر پرائیویٹ سسٹم ہے۔انگلینڈ میں National Health System ہے۔ آپ یقین مانیں کہ جے ایف کے ایئر پورٹ پر اتریں اور کسی آدمی سے پوچھ لیں کہ یہاں پر سب سے بڑا مسئلہ کیا ہے وہ کہے گا کہ health care system بہت خراب ہے۔ دوائیاں بہت مہنگی ہیں اور علاج بہت مشکل ہے۔ یہی مسئلہ انگلینڈ میں ہے You go to England' لندن میں باہر جائیں جہاں National Health System ہے کسی سے بھی پوچھ لیں کہ سب سے بڑا مسئلہ کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ جناب دوائیاں بہت مہنگی ہیں۔ ایک بچے کے آپریشن کے لیے نو دس مہینے انتظار کیا جاتا ہے۔ گردہ کی پتھری کے آپریشن کے لیے waiting list میں دس بارہ مہینے کے بعد آپ کا نمبر آتا ہے یعنی یہ extreme systems ہیں۔ ایک National System ہے ایک public system ہے اور دونوں میں لوگ unsatisfied ہیں۔ میری تمام اراکین سے درخواست ہے کہ ہم practical aims بنائیں۔ ان دونوں systems کا امتزاج بنائیں۔ جس کے تحت ہم اپنی ضروریات کے مطابق ' اپنے resources کے مطابق' اپنی social considerations کے مطابق ایک ایسا system تجویز دیں جو ہماری public کے interest کے مطابق ہو گا۔ہم نے آتے ہی جو فیصلے کیے اور Chief Minister صاحب نے مجھے جو پہلی ہدایات دیں اور میں ان سے کلی اتفاق کرتا تھا وہ یہ تھا کہ ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ We will look into the interest of the common man and the common doctor میں اپنے تمام ارکان کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ امیر شخص کو ہر قسم کا علاج دستیاب ہے اور امیر ڈاکٹر کا status تو آپ لوگ جانتے ہیں۔ This Ministry, this administration will concentrate on this new terminology of common man and common doctor جناب والا ! یہ دو ایسے طبقات ہیں جن کو ریلیف دینا ہماری ذمہ داری ہے۔ I do agree that we are a free society and a free society means the freedom of private orginizations to make Hospitals and Colleges but rest assured that standard of quality shall be retained by the state اور ہم ان standards پر ان لوگوں کو پورا اتارنے کے لیے پوری پوری کوشش کریں گے۔صرف punitive actions ہی

نہیں لیے جائیں گے جو اچھے کام کریں گے، ان کو reward دیا جائے گا اور جہاں پر کوتاہیاں ہوں گی، غلطیاں ہوں گی ان کے خلاف سخت کارروائی کی جائے گی۔ کیونکہ یہ ایک بڑا سنجیدہ field ہے۔ میں بڑے کھلے ذہن سے سب کو approach کرتا ہوں کہ health care ایک ایسا field ہے۔ Unlike many other fields which touch everybody. کوئی شخص یہاں ایسا نہیں بیٹھا ہوا جو کہے کہ جی اس field سے میرا کوئی تعلق نہیں ہے۔ یہ معاشرے اور عوام کی ذمہ داری بھی ہے کہ priorities fix کریں۔ ہم بھی as Member of the Parliament for the public اپنی ترجیحات مقرر کریں کہ ہمیں کن کن چیزوں پر emphasis دینا ہے تو As an Oncologist, a cancer specialist I can give you tonnes of data to prove وہ جو پرانا axiom ہے کہ Prevention is better than cure. The fact is that 70% of diseases are preventable. اور ہم انشاء اللہ تعالیٰ ایک مہم شروع کریں گے اور اس مہم کا مقصد یہ ہو گا کہ جو بیماریاں ہم prevent کر سکتے ہیں ان کے لیے زیادہ سے زیادہ public health education introduce کی جائے۔

جناب والا! یہاں پر smoking cessation, second hand smoking کا ذکر کیا گیا میں ذاتی طور پر واقف ہوں کہ بہت سارے کینسر کے امراض second hand smoking سے متعلق ہیں۔ ہماری خواہش ہو گی کہ ہماری حکومت اور ہمارے فاضل ممبران اس پر ذاتی دلچسپی بھی لیں۔ ہم پہلے اپنے آپ کو خود مثال بنائیں اور پھر عوام سے توقع رکھیں۔ آج سے کوئی سات آٹھ مہینے پہلے ہمارے نیوز اخبار میں تین اشتہار پہلے صفحے پر چھپے تھے اور وہ تینوں اشتہار تمباکو کمپنی سے متعلق تھے۔ United States میں سگریٹ نوشی کے حوالے سے پبلک ٹیلیویژن پر کوئی اشتہار نہیں آ سکتا۔ United States میں جس کے معیار کو ہم مثال لیتے ہیں وہاں پر ایئر لائنز میں بہت دیر پہلے smoking کی ممانعت کر دی گئی تھی۔ امریکہ میں سگریٹ پینے اور نہ پینے والوں کے لیے ریسٹورنٹس میں علیحدہ سیکشن بنائے گئے ہیں۔ انھوں نے اور کچھ نہیں کیا تو کم از کم جو اس ملک میں social symbol ہے اس کو stigma بنا دیا ہے اور ان لوگوں کو marginalize کر دیا ہے جو سموکنگ کو promote کرتے ہیں، یا سگریٹ نوشی کرتے ہیں۔ یہ

ہمارے لیے ایک چیلنج ہے۔ جس پر پیسہ خرچ نہیں ہوتا۔ صرف commitment کی ضرورت ہے۔ میں نے تمام فاضل ارکان کے مشوروں کو نوٹ کیا ہے۔ میں ان سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ اپنا وقت نکال کر میرے دفتر کسی وقت تشریف لائیں۔ میرے دفتر کے باہر کوئی قاصد نہیں ہے۔ دروازے ہمیشہ کھلے ہوتے ہیں ۔ جناب والا ' ہم practical حکومت متعارف کروانا چاہتے ہیں۔ ایسی حکومت جو service oriented ہو ' جس کا مقصد خدمت ہو۔ میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ میرے پاس تشریف لائیں ' اپنے قیمتی مشوروں سے نوازیں ' جو ہماری کوتاہیاں ہیں ان کی نشاندہی کریں۔ وزیراعلیٰ صاحب نے کہا تھا کہ جس طرح امریکن سینٹ میں ہوتا ہے اسی طرح ہم کمیٹیوں کو strengthen کرنا چاہتے ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ پنجاب حکومت کو باقی صوبوں اور وفاقی حکومت کے لیے مثال بنائیں کہ کمیٹیوں کا کردار بہت زیادہ اہم ہے۔ صحت کے حوالے سے جتنے ایشوز ہوں گے ان کی بابت ہیلتھ کمیٹی جو سفارشات کرے گی فیصلے کرے گی ' وزارت صحت ان کو بہت اہمیت دے گی بلکہ کمیٹی کے ساتھ ہمارا مسلسل رابطہ رہے گا۔ تین ہفتوں کی وزارت میں ' میں ذاتی طور پر وفاقی وزیر صحت سے پانچ دفعہ مل چکا ہوں۔ اس کا مقصد یہی تھا کہ وفاقی حکومت اور صوبائی حکومت کا ایک interaction رہے کیونکہ یہاں پر بہت ساری باتیں ادویات سے متعلق کی گئیں۔ گو کہ Drug registration is the prerogative of the Federal Government لیکن ان کی کوالٹی کنٹرول میں صوبہ پنجاب کا ہاتھ ضرور ہے۔ تو انشاء اللہ تعالیٰ ہمارا وفاقی حکومت کے ساتھ اس سلسلے میں رابطہ رہے گا۔ جناب سپیکر ! پہلے سات دنوں میں جن جگہوں پر میں ذاتی طور پر گیا چونکہ ہم وزارت صحت کو ایک موبائل وزارت بنانا چاہتے ہیں اور ہم prove کر رہے ہیں کہ یہ موبائل وزارت ہے۔ I personally visited the drugs testing lab there. میں اس ایشو کے بارے میں اس حد تک کہوں گا کہ جو لوگ ادویات میں ملاوٹ کرتے ہیں یا ان کی adulteration کرتے ہیں ' This is not just a crime. I believe it's a sin and this must be stopped. I would also like to comment a little bit on Hepatitis. جناب والا! عوام اور بہت سارے پڑھے لکھے لوگوں کی نظروں میں mis-understanding, misnomer ہے کہ Hepatitis کا پانی سے تعلق ہے۔

Hepatitis-A کا پانی سے تعلق ہے "بی" اور "سی" کا پانی سے تعلق نہیں ہے۔ بی اور سی وہ Hepatitis ہیں جو more serious ہیں، جہاں پر خون کا exchange ہے اتنا ضروری ہے otherwise وہ پھیلتا ہی نہیں تو Hepatitis-B کے لیے ویکسین ہے۔ Expanded programme of immunization کے تحت ہم تمام بچوں کو، As far as children are concerned, we want to vaccinate them for Hepatitis-B لیکن Hepatitis-C کے خلاف ویکسین نہیں ہے یہاں پر prevention کا رول بہت اہمیت کا حامل ہے۔ اس میں بہت سارا ہاتھ سرنجوں، سوئیوں کا ہے۔ بہت سارا تعلق quackery سے ہے۔ آپ کسی دیہات میں چلے جائیں تو وہاں پر quack دندان ساز بھی بیٹھے ہوتے ہیں، quack ڈاکٹرز بھی ہیں جو ایک ہی سرنج کو، ایک ہی needle کو مختلف لوگوں پر استعمال کرتے ہیں۔ یہ مہم جو آج اسمبلی سے quackery کے خلاف اٹھی ہے انشاء اللہ تعالیٰ ہم اس کو strengthen کریں گے اور ہم اس بیماری کو preventive طریقے سے کنٹرول کرنے کی کوشش کریں گے۔ ہماری حکومت، یہ وزارت صحت انشاء اللہ تعالیٰ آپ کی تمام تجاویز، سفارشات کو نہ صرف سنے گی، ان پر غور کرے گی بلکہ انشاء اللہ تعالیٰ ان کو عملی جامہ پہنایا جائے گا۔ شکریہ۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر۔ شکریہ۔ آج کا اجلاس اختتام پذیر ہوا۔ اب اجلاس مورخہ 3۔ فروری بروز پیر بعد دوپہر تین بجے کے لیے ملتوی کیا جاتا ہے۔

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ 3-فروری 2003

1۔ سوالات(محکمہ داخلہ و جیل خانہ جات)

(1) نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(2) غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

2۔ توجہ دلاؤ نوٹس

3۔ سرکاری کارروائی

محکمہ ہاؤسنگ' اربن ڈویلپمنٹ اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ

پر عام بحث

صوبائی اسمبلی پنجاب

(چودھویں اسمبلی کا پانچواں اجلاس)

پیر' 3 - فروری' 2003

(یوم الاثنین' یکم ذوالحجہ' 1423ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز لاہور میں بعد دوپہر 3 بج کر 5 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ قاری نور محمد نے پیش کیا۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۝

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ﴿۳۰﴾ نَحْنُ اَوْلِيٰٓؤُكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَشْتَهِيْٓ اَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَدَّعُوْنَ ﴿۳۱﴾ نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِيْمٍ ﴿۳۲﴾

سورۃ حم السجدہ آیات 32 تا 34

جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے پھر وہ (اس پر) قائم رہے۔ ان پر فرشتے اتریں گے (اور کہیں گے) کہ نہ خوف کرو اور نہ غمناک ہو اور بہشت کی' جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے' خوشی مناؤ ۝ ہم دنیا کی زندگی میں بھی تمہارے دوست تھے اور آخرت میں بھی (تمہارے رفیق ہیں) اور وہاں جس(نعمت) کو تمہارا جی چاہے گا تم کو ملے گی اور جو چیز طلب کرو گے تمہارے لئے موجود ہوگی۝ (یہ) بخشنے والے مہربان کی طرف سے مہمانی ہے۝

وماعلینا الاالبلاغ۝

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب سپیکر، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○ اب ہم وقفۂ سوالات شروع کرتے ہیں۔ آج محکمہ داخلہ و جیل خانہ جات سے متعلقہ سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔ رانا آفتاب احمد خان صاحب!

رانا آفتاب احمد خان، سوال نمبر 5۔

پٹرول پمپوں کی الاٹمنٹ کی تفصیل

*5۔ رانا آفتاب احمد خان، کیا وزیراعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) محکمہ پولیس نے کن اضلاع میں کون کون سی کمپنی کے پٹرول پمپ اور کن تاریخوں میں کتنی اراضی پر اور کس مجاز اتھارٹی کے حکم / اجازت سے پٹرول پمپ قائم کئے؛

(ب) ان پٹرول پمپوں پر تعینات افراد کو کتنی تنخواہ پر اور کن تاریخوں میں ملازم رکھا گیا اور کس مجاز اتھارٹی کے حکم کے تحت ان کی تقرری کی گئی۔ ان ملازمین کے نام، پتا جات، عہدہ، تعلیم اور تاریخ تقرری کی تفصیل فراہم کی جائے۔

وزیر قانون،

(الف) محکمہ پولیس نے 22 پٹرول پمپ قائم کئے ہیں۔ جن کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے *۔

(ب) تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے *۔

جناب سپیکر، جی۔ ضمنی سوال۔

رانا آفتاب احمد خان، جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ وزیر موصوف نے جواب میں فرمایا ہے کہ اس کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ میں وزیر موصوف کی توجہ مبذول کراؤں گا کہ سوال یہ تھا کہ کس کے حکم پر پٹرول پمپ قائم ہوئے؛ کسی میں ڈسٹرکٹ

* تفصیلات اسمبلی لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں۔

مجسٹریٹ، آئی جی پی، ایس پی خانیوال، ایس پی خوشاب، ایس پی ملتان اور کسی میں ڈی آئی جی ویلفیئر کے حکم سے قائم ہوئے ہیں۔ حکومت پنجاب کے قوانین کے مطابق زمین حکومت پنجاب کی ملکیت ہوتی ہے اور خانہ مقبوضگی میں یہ لکھا ہوتا ہے کہ یہ اس کے قبضے میں ہے اور لیز والی specific purpose کے لئے دی جاتی ہے۔ میرا پہلا سوال ہے کہ کیا یہ افسران پٹرول پمپ منظور کرنے کے مجاز تھے؟ اگر نہیں تھے تو کیا جس مقصد کے لئے یہ زمین لی گئی تھی انہوں نے بورڈ آف ریونیو سے اس کی اجازت لی تھی کہ یہاں پر پٹرول پمپ لگانے ہیں، اگر نہیں لی گئی تو ان افسروں کے خلاف یہ کیا محکمانہ کارروائی کریں گے؟

جناب سپیکر، شکریہ۔ جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون، جناب سپیکر! سوال کے جز(الف) میں رانا آفتاب احمد صاحب نے فرمایا ہے کہ کیا مجاز اتھارٹی کی اجازت موجود ہے یا نہیں اور کیا مجاز اتھارٹی کے حکم سے یہ پٹرول پمپ قائم کئے گئے ہیں یا نہیں؟ اگر آپ اجازت دیں تو میں تفصیل پڑھ دیتا ہوں کہ کس کس مجاز اتھارٹی نے کس کس پٹرول پمپ کی اجازت دی ہے؟

رانا آفتاب احمد خان، پڑھ دیں۔

جناب سپیکر، جی، پڑھ دیں۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! سی سی پی او لاہور کے پٹرول پمپ کی مجاز اتھارٹی ایس ایس پی لاہور ہیں۔ گوجرانوالہ رینج اور رحیم یار خان کے آئی جی پی پنجاب ہیں۔

رانا آفتاب احمد خان، جناب سپیکر! وہ میں نے پہلے پڑھ دیئے ہیں۔ میرا ضمنی سوال یہ تھا کہ آپ یہ بتائیں کہ کیا ایس ایس پی، اے آئی جی، آئی جی پی یا ڈی آئی جی ویلفیئر پٹرول پمپ کی اجازت دینے کی مجاز اتھارٹی ہے؟ یہ زمین جس مقصد کے لئے لی گئی تھی کیا بورڈ آف ریونیو کی اجازت کے بغیر پٹرول پمپ قائم کر سکتے ہیں؟

جناب سپیکر، جی، لاء منسٹر!

وزیر قانون، جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ جو پٹرول پمپ قائم ہوئے ہیں وہ محکمہ پولیس کی زمین تھی۔ اس میں آئی جی صاحب کی اجازت موجود ہے۔ میں پڑھنے لگا تھا لیکن رانا

صاحب نے فرمایا کہ میں نے پڑھ لیا ہے۔ میں رانا صاحب کی اطلاع کے لئے عرض کرتا ہوں کہ پہلے سے ایک طریقہ کار رائج تھا کہ زمین کی ملکیت حکومت پنجاب کی ہوتی تھی۔ جس ڈیپارٹمنٹ کے زیرقبضہ ہوتی تھی اس کا قبضہ نیچے درج ہوتا تھا۔ اس وقت جو ریکارڈ ہمارے پاس موجود ہے۔ اس ریکارڈ کے مطابق جہاں پر زمین پولیس کے قبضہ میں تھی وہاں پر آئی جی پی صاحب نے اجازت نامہ دیا جس کی میرے پاس نقل موجود ہے۔ اس کے علاوہ اگر کہیں پر کسی اور محکمہ کی زمین تھی تو محکمہ پولیس کے جواب کے مطابق وہاں پر ضابطے کی کارروائی مکمل کرنے کے بعد پٹرول پمپ قائم کئے گئے ہیں۔ شکریہ۔

جناب سپیکر، شکریہ جی!

رانا آفتاب احمد خاں، جناب سپیکر! وزیر موصوف میرا سوال پھر گول کر گئے ہیں۔ یہ بورڈ آف ریونیو کی ملکیت ہے۔ پولیس کی ملکیت نہیں ہے۔ مجھے کوئی document دکھا دیں کہ جہاں پر لکھا ہو کہ اس زمین کی مالک پولیس ہے۔ اس زمین کا مالک بورڈ آف ریونیو ہے۔ بورڈ آف ریونیو سے اجازت لینا mandatory ہے۔ لیز میں اب لکھا جاتا ہے کہ This is for a specific purpose. اگر پولیس کی ٹریننگ کے لئے لی گئی ہے تو کیا اس زمین کی lease date کو تبدیل کر سکتے ہیں؟ IGP and S P. are not competent authorities to issue any permission for the installation of a petrol pump اس کی اجازت صرف بورڈ آف ریونیو کے ذریعے ہوگی۔ یہ زمین محکمہ پولیس کی ملکیت ہی نہیں ہے۔ جس مقصد کے لئے انہوں نے زمین لی ہے تو کیا انہوں نے پٹرول پمپ لگانے کی اجازت لی ہے؟ میں غلط بیانی تو نہیں کروں گا۔ انہوں نے درست facts نہیں دیئے ہیں۔ کیونکہ آج کل پولیس راج ہے۔ پولیس کو تو کسی کی اجازت لینے کی ضرورت نہیں ہے۔ مگر میں قانون کی بات کر رہا ہوں کہ قانون کے مطابق آپ بورڈ آف ریونیو کی لیز والی زمین کو بغیر اجازت کے نہیں لے سکتے۔ صرف یہی ضمنی جواب دے دیں کہ پنجاب میں پٹرول پمپوں پر پولیس کی کوئی ملکیت ہے یا نہیں؟

جناب سپیکر، جی، لاء منسٹر!

وزیر قانون، جناب سپیکر! اگر آپ حکم دیں تو میں سوال پڑھ دیتا ہوں۔

جناب سپیکر۔ جی، فرمائیں!

وزیر قانون: جناب سپیکر! سوال یہ ہے کہ محکمہ پولیس نے کن اضلاع میں کون کون سی کمپنی کے پٹرول پمپ اور کن تاریخوں میں کتنی اراضی پر اور کس مجاز اتھارٹی کے حکم / اجازت سے پٹرول پمپ قائم کئے؟ اگر میرے محترم بھائی نے یہ سوال کیا ہوتا کہ زمین کس کی ملکیت ہے تو وہ ریکارڈ بھی میں لے آتا۔ مجاز اتھارٹی سے مراد یہ ہے کہ پٹرول پمپ کس کی اجازت سے قائم کیا گیا ہے؟ سارا ریکارڈ میرے پاس موجود ہے اور میں ایک ایک کر کے پڑھنا بھی چاہتا تھا۔ اگر یہ fresh سوال کریں کہ یہ جس زمین پر قائم کئے گئے ہیں وہ کس کی ملکیت ہے؟ تو ان کی معلومات کے لئے یہ بھی میں ایوان کو فراہم کرنے کے لئے تیار ہوں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! یہ اتنا بتا دیں کہ کیا آپ بورڈ آف ریونیو کی زمین پر پٹرول پمپ قائم کر سکتے ہیں؟ یہ تو بڑا simple سوال ہے۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! یہ فرما رہے ہیں کہ جو زمین پولیس ڈیپارٹمنٹ کی ملکیت تھی اس پر انہوں نے پٹرول پمپ بنائے ہیں۔ ان کی ملکیت تھی یا ان کا قبضہ تھا؟ جیسا کہ مختلف محکمہ جات مثلاً محکمہ جنگلات یا کوآپریٹو کو حکومت پنجاب نے زمینیں دی ہوئی ہیں اسی طرح محکمہ پولیس کی زمینیں بھی ان کی ملکیت ہیں۔ ان کا جواب یہ ہے کہ جو ان کی ملکیت تھی ان پر ہی پٹرول پمپ install کئے گئے ہیں۔

رانا آفتاب احمد خان: میں دوبارہ پھر اس پر زور دیتا ہوں کہ یہ پٹرول پمپ بغیر اجازت کے sanction ہوئے ہیں۔ اس دن وزیر موصوف نے فرمایا تھا کہ ہمیں ایک کروڑ 43 لاکھ روپیہ دینا مشکل تھا۔ لیکن 22 پٹرول پمپوں کی ویلفیئر کی آمدن میں سے کروڑہا روپیہ جو پولیس افسران کھاتے ہیں وہ تو بتاتے نہیں ہیں۔ میں ان کو بتا رہا ہوں کہ ان کے پاس بہت پیسے ہیں۔ ایس پی، ڈی سی، ڈی آئی جی یا آئی جی کی جیب میں جانے کی بجائے پولیس ملازمین پر لگ جائیں تو زیادہ بہتر ہے۔

میرا دوسرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کون کون سے ملازم تعینات کئے گئے ہیں؟ Police

charter of duty کے مطابق جو پولیس بھرتی ہوتی ہے کیا ایک کانسٹیبل کو اس کی ڈیوٹی کے علاوہ پٹرول پمپ پر پٹرول ڈالنے کے لئے کھڑا کر سکتے ہیں؟ کیا آپ ان سے سیلز مین والا کام لے سکتے ہیں؟

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی' لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون: جناب سپیکر! رانا صاحب کا سوال درست ہے کہ پولیس ملازمین سے charter of duty جو ان کا defined ہے اس کے علاوہ ڈیوٹی نہیں لی جا سکتی۔ لیکن میں اس معزز ایوان کی اطلاع کے لئے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اسی بات کے پیش نظر اب مرحلہ وار ان تمام پٹرول پمپوں سے پولیس ملازمین کو ہٹایا جا رہا ہے اور تقریباً 13 پٹرول پمپوں میں سے 11 سے پولیس ملازمین ہٹا لئے گئے ہیں۔ دو پر مزید رہ گئے ہیں۔ آج اس ایوان میں حاضر ہونے سے پہلے میں نے حکومت کی طرف سے آئی جی صاحب کو واضح طور پر ہدایات بھیجی ہیں کہ بقایا بھی تمام ملازمین پٹرول پمپوں سے فوری طور پر withdraw کئے جائیں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔

راجہ ریاض احمد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی' راجہ صاحب!

راجہ ریاض احمد: جناب سپیکر! تھانہ کوتوالی فیصل آباد کی جگہ پر شیل کمپنی سے معاہدہ کر کے پٹرول پمپ لگایا گیا ہے۔ میں وزیر موصوف سے پوچھوں گا کہ وہ ہاؤس کو بتا دیں کہ کیا معاہدہ ہوا ہے اور اس سے آج تک کتنی آمدن ہوئی ہے؟

جناب سپیکر: جی' لاء منسٹر صاحب!

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! آئی جی پی کو ہدایت نہ کیا کریں بلکہ درخواست کیا کریں کیونکہ وہ ہدایت سے برا مناتے ہیں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔

وزیر قانون: جناب سپیکر! شیل کمپنی کو زمین دی گئی ہے اور معاہدہ کیا گیا ہے۔ اس وقت

میرے پاس معاہدے کی نقل موجود نہیں ہے۔ specific سوال ہوتا تو ہم معاہدہ کی نقل بھی دکھاتے لیکن میں اتنا عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہم نے 125 x 110 کنال کا رقبہ ان کو دیا ہے۔ اگر وہ معاہدے کی نقل چاہتے ہیں تو وہ اس وقت موجود نہیں ہے۔ میں اس ایوان کو بعد میں فراہم کر سکتا ہوں۔

رانا آفتاب احمد خان، جناب سپیکر! وہ تو ہم نے پوچھا ہوا ہے۔ براہ مہربانی یہ ہمیں آمدن کا بتا دیں کہ اس کی آمدن کیا ہے؟

جناب سپیکر، جی' لاءمنسٹر صاحب! یہ آمدن کے متعلق فرما رہے ہیں۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! سوال کا جز (ب) ہے کہ "ان پٹرول پمپوں پر تعینات افراد کو کتنی تنخواہ پر اور کن تاریخوں میں ملازم رکھا گیا اور کس مجاز اتھارٹی کے حکم کے تحت ان کی تقرری کی گئی؛ ان ملازمین کے نام' پتا جات' عہدہ' تعلیم اور تاریخ تقرری کی تفصیل فراہم کی جائے۔" اگر آمدن کی بات ہوتی تو وہ بھی ہم ایوان کی میز پر رکھ دیتے۔

جناب سپیکر، شکریہ۔ اگلا ضمنی سوال کر لیں۔ کیونکہ اس سوال میں آمدن کا تو پوچھا ہی نہیں گیا۔

راجہ ریاض احمد، جناب سپیکر! میں آمدن کا نہیں پوچھ رہا ہوں۔ میں نے عرض کی ہے کہ جو معاہدہ شیل کمپنی کے ساتھ کیا گیا ہے' وہاں پر جب معاہدہ ہوا تھا تو بہت شور تھا کہ اعلیٰ افسران نے کروڑوں روپے لے کر کمپنی کے ساتھ معاہدہ کیا ہے جس سے محکمہ پولیس کو نقصان پہنچا ہے۔ محکمہ پولیس کو کروڑوں روپے کا نقصان پہنچا کر شیل کمپنی کو فائدہ دیا گیا ہے۔ شیل کمپنی اس سے ہمارے صوبے کا اربوں روپیہ کما رہی ہے۔ ہم نے پولیس کو موٹریں لے کر دینی ہیں' وائرلس سسٹم لے کر دینے ہیں۔ ہمارے محکمہ پولیس کا یہ جو نقصان ہو رہا ہے اگر اس کا انچارج مجھے بنا دیا جائے تو ایک پیسے کا بھی نقصان ہو جائے تو مجھے پکڑ لیں۔ وہ نقصان ہمیں جتایا جائے اور وہ معاہدہ ہمیں بتایا جائے۔

جناب سپیکر، وزیر موصوف فرما رہے ہیں کہ معاہدہ تو یقیناً ہوا ہو گا اسی لئے پٹرول پمپ لگایا گیا ہے لیکن اس وقت ان کے پاس اس معاہدہ کی کاپی موجود نہیں ہے۔

راجہ ریاض احمد، جناب والا! کل ہاؤس میں پیش کر دیں۔

جناب سپیکر: آپ چیمبر میں تشریف لے آئیں۔

راجہ ریاض احمد: جناب سپیکر! آپ یہاں پر چیمبر کا رواج نہ ڈالیں۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! جواب آنے کے بعد ہم ان سے یہ درخواست کریں گے کہ عام بحث کے لئے اس میں وقت حاصل کریں۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! جو آپ نے جواب پوچھا ہے وہ تو آ گیا ہے ----جی اگلا سوال

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! میں وزیر صاحب سے درخواست کروں گا کہ سوال نمبر 7 پڑھ دیں تاکہ سارا ہاؤس بھی اس کو سن لے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

صوبے میں بم دھماکوں کی تفصیل

*7۔رانا آفتاب احمد خان: کیا وزیراعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) یکم جنوری 1999 سے لے کر 25 نومبر 2002 تک صوبے کے کن کن اضلاع / شہروں میں کہاں کہاں اور کتنے بم دھماکوں کے واقعات ہوئے، ان میں کتنے افراد ہلاک ہوئے اور کتنی املاک کو نقصان پہنچا؟

(ب) متذکرہ واقعات میں سے کتنے واقعات کا سراغ لگایا جا سکا ہے۔ کتنے گرفتار ہوئے ہیں اور کتنے واقعات کا تاحال سراغ نہ لگایا جا سکا ہے۔ نیز اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر قانون:

(الف) یکم جنوری 1999 سے لے کر 25 نومبر 2002 تک صوبے میں 69 بم دھماکے ہوئے۔ ان دھماکوں میں 97 افراد ہلاک ہوئے۔ جن شہروں میں بم دھماکے ہوئے ان کی تفصیل درج ذیل ہے۔

سال	اضلاع / شہر جن میں بم دھماکے ہوئے
1999	لاہور، راولپنڈی، سیالکوٹ، ڈی جی خان، لودھراں، شیخوپورہ اور جہلم
2000	لاہور، قصور، اوکاڑہ، شیخوپورہ، گوجرانوالہ، سیالکوٹ، راولپنڈی، فیصل آباد اور بہاولنگر

2001 لاہور' شیخوپورہ' گوجرانوالہ' سیالکوٹ' گجرات' راولپنڈی' ساہیوال اور بہاولنگر

2002 بھکر' پاکپتن' ساہیوال' راولپنڈی اور اٹک

جن املاک کو نقصان پہنچا ان کی تفصیل درج ذیل ہے۔

بھوبتیاں پل' سکول کی بلڈنگ' ٹیلی فون لائنز' سائیکلز' الیکٹرک پول' ٹرانسفارمر' ریلوے لائنز' ویگن' کار' رکشا' سکوٹر' موٹر سائیکلز و مکانوں کے شیشے اور ہینڈی کرافٹ وغیرہ

(ب) متذکرہ واقعات میں سے 13 دھماکوں کا سراغ لگایا جا چکا ہے۔ ان میں 20 ملزمان کوگرفتار کیا جا چکا ہے۔ 49 واقعات کا تاحال سراغ نہ ملا ہے۔ تاہم ان کی سراغ رسائی کی ہر ممکن کوشش کی جا رہی ہے۔

رانا آفتاب احمد خاں، جناب سپیکر! اگر وزیر موصوف اس پر غور کریں کہ یہ کتنا اہم معاملہ ہے کہ 69 بم دھماکوں کے بعد' یہ تو پہلی جماعت کا بچہ بھی جا سکتا ہے' 49 ایسے دھماکے ہوئے ہیں جن کا ابھی تک کوئی سراغ نہیں ملا۔ روایتی طور پر یہ کہہ دیا گیا ہے کہ ہرممکن کوشش کر رہے ہیں۔ جن افسروں کو ان پر depute کیا گیا تھا ان 49 مقدمات پر ان کی کیا پیش رفت ہے؟ اگر کوئی پیش رفت نہیں ہوئی تو ان افسروں کے خلاف کیا کارروائی کی جا رہی ہے؟

جناب سپیکر، جی' وزیر قانون!

وزیر قانون، جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ ابھی تک جو کیسز untraceable ہیں' اس سلسلہ میں' میں اپنے معزز بھائی کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ انہیں بھی پتا ہے اور جناب کے نوٹس میں بھی یہ ہے کہ ان بم دھماکوں کی background کیا ہوتی ہے۔ sabotage activities دشمنی کے واقعات نہیں ہیں بلکہ sabotage واقعات ہوتے ہیں۔ ان میں غیر ملکی ہاتھ بھی ملوث ہوتے ہیں بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ اکثر کیس ایسے ہیں کہ جن میں غیر ملکی ہاتھ ملوث ہوتے ہیں۔ ان کی نشاندہی کسی صورت ہو نہیں سکتی لیکن اس کے باوجود میں سمجھتا ہوں کہ یہ پولیس کی اچھی کار کردگی ہے کہ پولیس نے اتنے cases trace کئے ہیں۔ پھر جس طرح میرے بھائی نے فرمایا ہے کہ اگر یہ cases trace نہیں ہوئے ہیں تو ان پولیس افسران کے خلاف کیا کارروائی ہوئی ہے؟ میں سمجھتا ہوں کہ اس کا اس وقت تک کسی کو ذمہ دار نہیں ٹھہرایا جا سکتا جب تک کہ کسی کی ذمہ داری کا تعین نہ ہو' تو اس وقت تک کارروائی نہیں کی جا سکتی۔

رانا آفتاب احمد خان، جناب سپیکر! وزیر موصوف نے بڑے آرام سے بیان فرما دیا ہے کہ ان کی بڑی قابلیت ہے کہ انہوں نے 13 کیس trace کر لئے ہیں۔ مگر ان کا حال یہ ہے کہ ایک ہی آدمی پر 13 مقدمات ڈال دیئے جاتے ہیں۔میں اس معزز ایوان میں حلفاً کہتا ہوں کہ یہاں پر جتنے ممبران بیٹھے ہیں' جس طرح یہاں کی ایجنسیاں آپ کو monitor کرتی ہیں تو کیا یہ ایجنسیاں دہشت گردوں یا جو اس ملک کے دشمن ہیں ان کو monitor نہیں کرسکتی ہیں۔ آپ کہیں کہ ہم کوشش کر رہے ہیں۔ ہم اصل ملزمان کو تلاش کر رہے ہیں' مگر اپنی نا اہلی اور ہوم سیکرٹری کی حکم عدولی کو نہ چھپائیں۔ آج بھی ہوم سیکرٹری صاحب تشریف نہیں لائے۔ یہ محکمہ داخلہ کے سوالات ہیں ۔ آپ اپنی بے بسی کا کیوں اظہار کرتے ہیں' یہ آپ کی نااہلی ہے کہ آپ 49 cases کو trace نہیں کر سکے ہیں اور آپ ہمیں کہہ رہے ہیں کہ sabotage ہے۔

جناب سپیکر، شکریہ رانا صاحب ۔ جی' وزیر قانون!

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں صرف اتنی گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ میرے بھائی نے یہ فرمایا ہے کہ صرف ایک ہی آدمی پر مقدمہ ڈال دیا جاتا ہے۔ میرے پاس فہرست موجود ہے کہ اس وقت تک جو ہم نے ملزمان گرفتار کئے ہیں' یہ لاہور میں بھی گرفتار ہوئے ہیں' سیالکوٹ میں بھی' جہلم میں بھی ہوئے ہیں' قصور میں ہوئے ہیں اور بھکر میں بھی گرفتار ہوئے ہیں۔ اس لئے یہ تاثر غلط ہے کہ کسی ایک آدمی کو پکڑ کر اس پر مقدمہ ڈال دیا جاتا ہے۔ میں آپ کے توسط سے اس معزز ایوان کو یہ یقین دلانا چاہتا ہوں کہ ایسے cases کو trace کرنا کوئی آسان بات نہیں ہوتی اور میں آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ اب تک جو واقعات ہوئے ہیں۔ ان cases کو جن لوگوں نے trace کیا ہے ہمیں ان کی حوصلہ افزائی کرنی چاہئے کیونکہ ایک blind case کو trace کرنا انہی کا کام ہے۔ باقی جو cases ابھی تک trace نہیں ہوئے' ہم ان کو trace کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ میں آپ کے توسط سے اپنے بھائی کو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ اس سلسلے میں کوئی کوتاہی نہیں برتی جائے گی۔ شکریہ

جناب سمیع اللہ خان، جناب والا! کیا وزیر موصوف یہ فرمائیں گے جیسا کہ انہوں نے فرمایا ہے کہ ان دھماکوں میں غیر ملکی ہاتھ ہوتا ہے ۔یہ جو 20 ملزمان گرفتار کئے جا چکے ہیں ان میں سے کتنے

غیر ملکی ہیں؟

وزیر قانون، جناب سپیکر! ان میں غیر ملکی نہیں ہیں' اگر یہ کہیں تو میں فہرست پڑھ دیتا ہوں۔

جناب سپیکر، انہوں نے غیر ملکی ہاتھ کہا ہے ۔ غیر ملکی خود تو آ کر نہیں کرتے۔

راجہ ریاض احمد، جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے کہ یہ جو 20 آدمی گرفتار ہوئے ہیں ان میں سے کِن کِن کو سزا ہوئی ہے؟ کتنی کتنی سزا ہوئی ہے اور کون کون بری ہوئے ہیں؟ وزیر صاحب اس کی تفصیل بتا دیں۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! ان کے خلاف مقدمات زیر سماعت ہیں---

جناب سپیکر : جی' مقدمات زیر سماعت ہیں ۔ شکریہ

جناب ارشد محمود بگو : جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر : جی' ارشد محمود بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو : میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ وزیر قانون راجہ بشارت صاحب فرما رہے ہیں کہ پولیس ان ملزمان کی سراغ رسانی کی ہر ممکن کوشش کر رہی ہے۔ اس ملک میں بیسیوں ایجنسیاں ہیں' جن پر کثیر زرمبادلہ خرچ ہوتا ہے۔ انھیں چاہئے کہ ان cases کے بارے میں معلومات حاصل کریں۔ ساری ذمہ داری پولیس پر نہ ڈال دی جائے۔ وزیر موصوف یہ فرمائیں کہ آیا ان ایجنسیوں نے اس سلسلے میں کوئی ریکارڈ اکٹھا کیا ہے یا نہیں؟ واضح جواب آنا چاہئے' مہمل سا جواب نہیں آنا چاہئے۔ یہ مسئلہ تفصیل طلب ہے۔ دھماکے ہو رہے ہیں' پچھلے دنوں میرے ایک دوست جس کا تعلق اقلیت سے ہے انھوں نے براہ راست ایک گروپ' پارٹی پر یہ الزام لگا دیا تھا کہ انھوں نے یہ کیا ہے ۔ اگر حقائق قوم کے سامنے آ جائیں' صوبے کے سامنے آ جائیں تو پھر عوام کے ذہن اس بارے میں صاف ہو جائیں گے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر : اس سوال پر کافی زیادہ ضمنی سوال ہو چکے ہیں ۔ اب اس پر debate تو نہیں ہو سکتی۔

ڈاکٹر اسد معظم : پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر : جی، ڈاکٹر صاحب !

ڈاکٹر اسد معظم : جناب سپیکر ! میں آپ کی وساطت سے بات کرنا چاہتا ہوں کہ پچھلے چار سال میں انگلینڈ، UK میں آئرش لبریشن آرمی نے 14 بم دھماکے کئے ہیں۔ ان 14 میں سے 13 دھماکوں میں ملزمان within premises پکڑے گئے ہیں اور ایک دھماکے کے حوالے سے انھوں نے تین آدمی ساؤتھ امریکہ سے حال ہی میں پکڑے ہیں۔ آپ نے بھی ملاحظہ کیا ہو گا۔ میرے خیال میں اس کی واحد وجہ یہ ہے کہ ان کے ہوم سیکرٹری صاحب ان کے ہوم منسٹر کے بلانے پر جاتے ہیں اور باہر بیٹھ کر انتظار کرتے ہیں جبکہ یہاں پر سسٹم بالکل الٹ ہے۔ یہاں پورا ہاؤس بیٹھا ہے اور ہوم سیکرٹری صاحب تشریف نہیں لائے۔

جناب سپیکر : شکریہ۔ تشریف رکھیں۔

شیخ امجد عزیز : پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! دو سال پہلے 5۔ستمبر کو مجھے گرفتار کیا گیا۔ پہلے مجھے تھانہ سرور روڈ اور پھر تھانہ باٹا پور لے جایا گیا۔ وہاں سے پھر مجھے ایک گاؤں کے جانوروں کے ہسپتال میں شفٹ کر کے وہاں پر چھ دن تک رکھا گیا۔ چھ دن تک پولیس مسلسل مجھے یہ دھمکیاں دیتی رہی کہ تمھیں دھرم پورہ بم دھماکے میں ملوث کر دیا جائے گا۔ انھوں نے جن 13 لوگوں کو گرفتار کیا ہے کیا یہ مجھ جیسے ہی ہیں یا واقعی یہ مجرم ہیں؟ براہ کرم مجھ جیسے معصوم لوگوں پر بم دھماکے مت ڈالیں۔

وزیر قانون : جناب سپیکر ! میں اپنے بھائی کو یقین دلاتا ہوں کہ اگر ان پر جھوٹا مقدمہ نہیں ڈالا گیا تو اسی طرح کسی اور پر بھی نہیں ڈالا جائے گا۔

شیخ اعجاز احمد : جناب سپیکر ! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر : میرا خیال ہے شیخ صاحب ! کافی ہو گیا ہے۔ پلیز تشریف رکھیں۔

شیخ اعجاز احمد : جناب سپیکر ! میں پوائنٹ آف آرڈر پر ہوں۔

جناب سپیکر : جی، کیا پوائنٹ آف آرڈر ہے؟

شیخ اعجاز احمد : جناب والا ! وزیر موصوف نے ابھی میرے ایک معزز ساتھی کے سوال پر یہ

جواب دیا ہے کہ اگر آپ پر جھوٹا مقدمہ نہیں ڈالا گیا تو کسی اور پر بھی نہیں ڈالا جائے گا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ کسی شریف شہری کو چھ دن کے لئے اٹھا کر کسی تھانے یا ٹارچر سیل میں رکھا جائے اور اس کے بعد اس پر مقدمہ نہ درج کیا جائے۔ یہ کیا ہے' ذرا اس کی وضاحت فرما دیں؟ دوسری اہم بات یہ ہے کہ کیا انھوں نے ریلوے سٹیشنوں' ایئر پورٹوں یا دیگر پبلک مقامات پر دھماکوں کو روکنے کے لئے کوئی فول پروف انتظامات کئے ہیں؟ اگر وزیر قانون صاحب کی نظر میں کوئی ایسے انتظامات ہیں یا محکمہ داخلہ کوئی ایسے انتظامات کر رہا ہے تو وہ ہاؤس کے سامنے لائے جائیں تاکہ ہمیں بھی معلوم ہو سکے کہ ہماری اور دیگر لوگوں کی جان و مال کے تحفظ کے لئے کیا کیا اقدامات کئے جا رہے ہیں؟

جناب سپیکر: شیخ صاحب! جہاں تک حکومت کے انتظامات کا آپ نے پوچھا ہے تو یقیناً حکومت نے انتظامات کئے ہیں۔ آپ ذرا جواب کو پڑھیں' 2000 میں تقریباً 9 شہروں میں دھماکے ہوئے ہیں۔ 2001 میں بھی تقریباً آٹھ نو دھماکے ہوئے ہیں جبکہ 2002 میں صرف پانچ شہروں میں دھماکے ہوئے ہیں۔ مقصد یہ ہے کہ اس قسم کے واقعات سے بم دھماکوں میں کمی واقع ہوئی ہے تو یقیناً کوئی انتظامات کئے گئے ہیں۔ اسی لئے کمی واقع ہوئی ہے۔ اگر حکومت کوئی اچھا کام کرتی ہے تو اسے appreciate بھی کرنا چاہئے۔ مثبت حد تک تنقید بھی ہونی چاہئے جس کے اچھے اثرات مرتب ہوتے ہیں اور حکومت اگر کوئی اچھا اقدام کرتی ہے تو اسے appreciate بھی کرنا چاہئے۔ اگر آپ پچھلے سالوں کا ریکارڈ دیکھیں تو دھماکوں میں پہلے کی نسبت کمی واقع ہوئی ہے۔

شیخ اعجاز احمد: جناب والا! میں نے سوال کیا ہے کہ ایسے کیا اقدامات کئے جا رہے ہیں؟ ہاؤس میں اس کا جواب آنا چاہئے۔ لوگوں کو معلوم ہو سکے کہ حکومت ایسے کیا اقدامات اٹھا رہی ہے جن سے لوگوں کی جان و مال کا تحفظ یقینی ہو سکے گا۔

وزیر قانون: جناب سپیکر! میں ضرور جانا پسند کروں گا لیکن اس وقت وقفہ سوالات ہے۔ جو relevant ضمنی سوال کیا جائے گا مجھے اس کا جواب دینا ہے۔ اگر میرے بھائی پوری تفصیل چاہتے ہیں تو آپ اس کو pend کر دیں۔ میں اس بابت statement دے دیتا ہوں کہ دھماکوں پر کنٹرول یا امن و امان کو بہتر بنانے کے لئے' اور اس قسم کی activities کنٹرول کرنے

کے لئے حکومت کی طرف سے کیا اقدامات کئے جا رہے ہیں۔ مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب سپیکر : شیخ صاحب! اس پر کافی وقت لگے گا۔ اس طرح تو ایک ہی سوال پر سارا وقت ختم ہو جائے گا۔ ابھی آگے اور بھی سوال ہیں۔ اگلا سوال عبدالرشید بھٹی صاحب کا ہے۔ تشریف نہیں رکھتے۔۔۔

جناب جہانزیب امتیاز گل: جناب سپیکر، ابھی آپ justify کر رہے تھے کہ دھماکوں کی تعداد کم ہوئی ہے۔ میرا سوال یہ ہے کہ کیا ہم دھماکوں کے واقعات کی تعداد سے اندازہ ہوتا ہے یا جتنا یہ دھماکے damage کریں اس سے اندازہ ہوتا ہے؟ آپ کے پاس کوئی اندازہ ہے کہ 1999 میں جو دھماکے ہوئے تھے انھوں نے کتنا damage کیا اور جو واقعات 2002 میں ہوئے انھوں نے کتنا damage کیا؟ ہم دھماکوں کی تعداد میں تو کمی ہوئی ہے لیکن یہ بھی ممکن ہے کہ جو ایک میں دھماکہ ہوا ہے وہاں پر پانچ ہزار آدمی مر گئے ہوں۔ (آوازیں، اللہ نہ کرے) What is the justification? آپ justify کر رہے ہیں کہ Number is decreasing, going down, declining لیکن میرا خیال ہے کہ دھماکوں کے نقصان کی بات ہونی چاہئے کہ ان سے کتنا نقصان ہوا ہے۔ اس بابت وزیر قانون صاحب کیا کہیں گے؟

وزیر قانون : جناب سپیکر! ویسے تو آپ نے اگلے سوال کے لئے کہہ دیا تھا لیکن میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ آپ کی observation بالکل درست تھی کہ دھماکوں کی تعداد میں کمی واقع ہوئی ہے۔ میرے بھائی کا کہنا یہ ہے کہ جو دھماکے ہوئے ہیں ان کا impact کیا تھا، اس سے نقصان کتنا ہوا ہے، آیا نقصان میں کمی ہوئی ہے یا نہیں؟ میں سمجھتا ہوں کہ یہ تو کسی کے بس کی بات نہیں ہے۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ان سے محفوظ رکھے۔ بجائے اس کے کہ ہم impact کی بات کریں، یہ بات کریں کہ یہ چھوٹا دھماکہ تھا یا بڑا تھا، ہمارے نزدیک چھوٹے یا بڑے کی بات نہیں ہے۔ ہم مکمل طور پر اس ملک کو اس لعنت سے چھٹکارا دلانا چاہتے ہیں۔

جناب سپیکر : عبدالرشید بھٹی صاحب کا سوال ہے۔

جناب جہانزیب امتیاز گل : جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر : گل صاحب! کافی بات ہو چکی ہے۔ اب اس پر debate تو نہیں ہو سکتی۔

جناب جہانزیب امتیاز گل : جناب سپیکر ! جو بھی impact ہے لیکن ہمارے پاس کوئی بھی جواز نہیں کہ ہم ان کو justify کریں۔ اگر دھماکوں کی تعداد میں کمی واقع ہوئی ہے تو اس کو سپیکر صاحب ! آپ کس طرح justify کر رہے ہیں؟ This is what I want to say.

جناب سپیکر : آپ اس بارے میں fresh سوال دے دیں تو اس کا تفصیل کے ساتھ جواب آ جائے گا۔

سید احسان اللہ وقاص : جناب سپیکر ! میرا بھی ایک سوال ہے۔

جناب سپیکر : پہلے عبدالرشید بھٹی صاحب کا سوال ہے۔ آپ کا سوال بعد میں ہے۔

سید احسان اللہ وقاص، جناب سپیکر ! میں دھماکوں کے بارے میں ضمنی سوال پوچھنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر : آپ تشریف رکھیں۔ اگلا سوال آپ ہی کا ہے اس پر ضمنی سوال کر لیجیے گا۔ عبدالرشید بھٹی صاحب تشریف نہیں رکھتے۔ اگلا سوال سید احسان اللہ وقاص صاحب کا ہے۔

سید احسان اللہ وقاص : سوال نمبر 24، جناب والا ! اسے پڑھا ہوا تصور کر لیں۔

جناب سپیکر، جواب پڑھا گیا تصور کیا جاتا ہے۔

جیلوں میں بند قیدیوں سے متعلق تفصیلات

*24۔**سید احسان اللہ وقاص**، کیا وزیراعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) پنجاب کی جیلوں میں بند قیدیوں اور حوالاتیوں کے لئے راشن کی کتنی مقدار مقرر ہے اور راشن میں کیا فراہم کیا جاتا ہے؟

(ب) کیا پنجاب کی جیلوں میں کام کرنے والے افراد مثلاً قالین بننے والے افراد کو کوئی معاوضہ دیا جاتا ہے۔ اگر دیا جاتا ہے تو کتنا اور کیا یہ معاوضہ موجودہ مارکیٹ ریٹ کے مطابق ہے؟

(ج) عموماً سزائے موت کے کتنے قیدیوں کو ایک کمرہ میں بند کیا جاتا ہے؟

(د) جیل کے تمام قیدیوں کے لئے میڈیکل کی کیا سہولتیں فراہم کی جاتی ہیں؟

وزیر قانون:

(الف) پنجاب کی جیلوں میں اس وقت تقریباً 49,321 اسیران مقید ہیں۔ جس میں قیدی 10859' حوالاتی 33220 اور سزائے موت کے 5262 اسیران شامل ہیں۔ ان اسیران کے راشن کی مقدار پاکستان Prisons Rules 1978 کے رول 468 تا 507 میں تفصیلاً درج ہے۔ جس کا خلاصہ حسب ذیل ہے۔۔

نمبر شمار	نام اشیاء خورد و نوش	سکیل فی یوم فی قیدی	سکیل فی یوم فی حوالاتی	سکیل بی کلاس اسیران
1۔	آٹا گندم	582 گرام	464 گرام	583 گرام
2۔	آٹا گندم برائے ناشتہ	58 گرام	58 گرام	-
3۔	مونگ' ماش' مسور اور دال چنا	72 گرام	72 گرام	113 گرام
4۔	نمک	14 گرام	14 گرام	15 گرام
5۔	چاول (ہفتے میں ایک بار)	233 گرام	233 گرام	-
6۔	گھی	18 گرام	18 گرام	29 گرام
7۔	سرخ مرچ	2.32 گرام	2.32 گرام	-
8۔	ہلدی	1.16 گرام	1.16 گرام	15 گرام
9۔	چائے پتی	2.32 گرام	2.32 گرام	7 گرام
10۔	چینی	15 گرام	15 گرام	58 گرام
11۔	سوختہ لکڑی	467 گرام	467 گرام	1.886 گرام
12۔	دودھ	58 گرام	58 گرام	233 گرام پینے کے لئے 117 گرام چائے کے لئے
13۔	بڑا گوشت	58 گرام	58 گرام	-
14۔	پیاز	2.32 گرام	2.32 گرام	15 گرام
15۔	مصالحہ جات	3.48 گرام	3.48 گرام	15 گرام
16۔	چھوٹا گوشت	-	-	175 گرام
17۔	سبزی	58 گرام	58 گرام	117 گرام
18۔	آلو	-	-	117 گرام

(ب) اس ضمن میں وضاحت کی جاتی ہے کہ فی الحال کسی جیل میں کوئی بھی پرائیویٹ فرم قالین بافی کا کام نہیں کر رہی ہے۔ ماسوائے ڈسٹرکٹ جیل سیالکوٹ جہاں صرف فٹ بال سلائی کا ٹھیکہ ایک لوکل فرم (میسرز فیاض انٹر پرائز سیالکوٹ) نے مبلغ -/24 روپے

فی قیدی فی یوم اخباری اشتہار کے بعد حاصل کیا تھا۔ جس میں مبلغ -/14روپے حکومت پنجاب کے خزانے میں جمع کئے جاتے ہیں کہ جس میں مقید اسیران غیر ہنرمند ہوتے ہیں اور انہیں ٹریننگ کے بعد کام پر لگایا جاتا ہے اس لئے مارکیٹ ریٹ کے معاوضے سے مطابقت نہ ہے۔ مزید برآں Pakistan Prisons Rules1978 کے رول 810 کے مطابق ٹریننگ کا مقصد اصلاح اسیران ہے۔ تا کہ وہ رہائی کے بعد اپنی روزی کماسکیں۔

(ج) Pakistan Prisons Rules 1978 کے رول 633 کے مطابق ایک سیل میں ایک سزائے موت کے اسیرکو بند کرنا ہوتا ہے۔ لیکن پنجاب کی تمام جیلوں میں اس وقت 812 سیل ہیں۔ جب کہ سزائے موت کے اسیران کی تعداد 5262ہے۔ اس لئے ایک سیل میں گنجائش سےزائد سزائے موت اسیران کو مقید کرنا پڑ رہا ہے۔جس کی تفصیل ضمیمہ (الف) پر درج ہے۔

علاوہ ازیں حکومت پنجاب نے مالی سال 2002-2003 میں مبلغ -/27.500 ملین کی رقم مختص کی ہے جس سے 11جیلوں میں اضافی 32سزائے موت سیل فی جیل کی تعمیر شروع کی گئی ہے اور دوسرے مرحلے میں باقی جیلوں میں 32سیل فی جیل کا اضافہ کرنے کی منظوری دے دی گئی ہے۔

(د) پنجاب کی 30 جیلوں میں اس وقت 49321 اسیران قید ہیں۔ جن کے لئے حکومت پنجاب نے مندرجہ ذیل سہولیات مہیا کی ہوئی ہیں۔

نمبر شمار	کل تعداد میڈیکل عملہ	کیفیت
1۔	40میڈیکل آفیسرز	بڑی جیلوں میں 2اور چھوٹی جیلوں میں ایک میڈیکل آفیسر تعینات ہوتا ہے۔
2۔	49ڈسپنسرز	بڑی جیلوں میں 2/3 اور چھوٹی جیلوں میں ایک ڈسپنسر تعینات ہوتا ہے۔
3۔	60نرسنگ اردلی	ہر جیل میں 2نرسنگ اردلی موجود ہیں۔
4۔	14 ٹیکنیشن	صرف بڑی جیلوں میں ٹیکنیشن تعینات ہیں۔

مزید براں ضلعی ہیڈ کوارٹرز ہسپتالوں سے ہفتہ وار سرجن اور specialistاسیران کو چیک اپ اور پیچیدہ علاج و معالجہ کی سہولت مہیا کرنے کے لئے بلائے جاتے ہیں۔ مزید برآں حکومت نے رواں مالی سال میں ایک کروڑ چھ لاکھ روپے کی رقم برائے اخراجات ہسپتال مہیا کی ہے ۔ جس سے اسیران کے علاج معالجہ کے لئے ادویات وغیرہ اورسپیشل خوراک جو کہ میڈیکل آفیسر کی ہدایت پر مہیا کی جاتی ہے ۔ پنجاب کی جیلوں

میں ہیٹ سٹروک رومز بنائے ہوئے ہیں۔ مندرجہ ذیل جیلوں میں ایکس رے پلانٹ کلینیکل لیب اور ڈینٹل چیئرز مہیا کی گئی ہیں مزید برآں ای سی جی ٹیسٹ کے لئے پنجاب کی تمام جیلوں میں ECG مشینیں موجود ہیں۔

نمبر شمار	نام جیل	ایکسرے پلانٹ	سہولت کلینکل لیب	ڈینٹل چیئرز
1۔	سنٹرل جیل لاہور	موجود ہے	موجود ہے	موجود ہے۔
2۔	سنٹرل جیل لاہور	موجود ہے	موجود ہے	_
3۔	سنٹرل جیل راولپنڈی	موجود ہے	موجود ہے۔	موجود ہے۔
4۔	سنٹرل جیل ملتان	موجود ہے۔	موجود ہے۔	_
5۔	سنٹرل جیل میانوالی	موجود ہے	_	_
6۔	ڈسٹرکٹ جیل گجرات	موجود ہے	_	_
7۔	سنٹرل جیل گوجرانوالہ	_	موجود ہے۔	_
8۔	ڈسٹرکٹ جیل لاہور	_	_	موجود ہے

جناب سپیکر : کوئی ضمنی سوال ؟

سید احسان اللہ وقاص : جناب سپیکر ! اس سوال کے متعلق میرے دو تین ضمنی سوال ہیں ۔ آپ جواب میں ملاحظہ فرمائیں یہاں بتایا گیا ہے کہ فی حوالاتی گندم کا آٹا 582 گرام ہے جبکہ اسیران کے لئے 464 گرام ہے ۔ جو اسیران ہوتے ہیں انھیں مشقت کرنا پڑتی ہے۔ وہ کچھ کام کرتے ہیں جبکہ حوالاتی کو کوئی کام نہیں کرنا پڑتا۔ ان کے لئے خوراک کم کیوں رکھی گئی ہے ؟ مجھے دوسرا سوال یہ پوچھنا ہے آپ صفحہ نمبر 4 پر ملاحظہ فرمائیں کہ یہ کھانا پکانے کے لئے جو پیاز رکھا گیا ہے وہ ایک قیدی کے لئے 2.32 گرام ہے۔ یہ میری بہنیں جو چھوٹے چھوٹے جھمکے پہنتی ہیں وہ بھی دو گرام کے ہوتے ہیں۔ یہ جو 2.32 گرام پیاز رکھا گیا ہے اس میں پیاز کا ایک چھلکا آتا ہے۔ اگر 25 قیدیوں کا شمار کیا جائے تو ان کے لئے جو کھانا پکتا ہے اس میں دو پیاز ہوتے ہیں۔ اس سے آپ اندازہ لگائیں کہ ہماری جیلوں میں جو قیدیوں کو کھانا دیا جاتا ہے وہ کس معیار کا ہوتا ہے؟

جناب سپیکر، آپ کا ضمنی سوال کیا ہوا؟ آپ ضمنی سوال کریں، آپ تو تقریر کر رہے ہیں۔

سید احسان اللہ وقاص، میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ انھوں نے جو جیلوں میں کھانے کا معیار رکھا ہوا ہے۔ جیلوں میں انسان بند ہیں۔ کیا ان کو بہتر کھانا دینے کا کوئی پروگرام یا ارادہ رکھتے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون: جناب والا! ہم نے جو اعداد و شمار دیئے ہیں یہ وہ ہیں جن کی جیل رول کے مطابق اجازت ہے۔ معزز رکن نے پہلی بات یہ کی کہ قیدی اور حوالاتی میں فرق کیوں ہے؟ پھر انھوں نے خود ہی تھوڑی سی وضاحت فرمائی کہ قیدی سے مشقت لی جاتی ہے اور حوالاتی سے مشقت نہیں لی جاتی اس لئے اسے تھوڑی سی زیادہ خوراک مہیا کی جاتی ہے۔

سید احسان اللہ وقاص: اس کو تو کم رکھا ہے۔

جناب سپیکر: پلیز! پہلے لاء منسٹر صاحب کو سن لیں۔

وزیر قانون: قیدی کو کم نہیں رکھا۔ حوالاتی کو کم ہے اور قیدی کو زیادہ ہے۔

سید احسان اللہ وقاص: حوالاتی 582 اور اسیران 464 گرام ہے۔ اسیران قیدی ہیں۔

وزیر قانون: جناب والا! اگر آپ کہیں تو میں سارا پڑھ دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، پڑھیں۔

وزیر قانون: جناب والا! جو میں جناب کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا تھا۔۔۔

سید احسان اللہ وقاص: آپ نے جواب میں خود لکھا ہوا ہے کہ یہ برٹش دور کے نہیں ہیں بلکہ Pakistan Prisons Rules 1978 کے تحت ان چیزوں کی مقدار مقرر کی گئی ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، وزیر قانون!

وزیر قانون: جناب سپیکر! یہ درست ہے کہ مقدار 1978 میں مقرر کی گئی تھی۔ میں یہ گزارش کرنا چاہتا تھا کہ اس میں اس وقت اگر figures دیکھیں تو ہمارے صوبے میں قیدیوں کی تعداد کم ہے اور حوالاتیوں کی تعداد زیادہ ہے۔ حوالاتی کو ایک اور advantage حاصل ہے کہ اسے گھر سے کھانا منگوانے کی بھی اجازت ہوتی ہے۔ اس کی ہر پندرہ دن کے بعد تاریخ بھی ہوتی ہے۔ وہ کچہری آتا ہے اور واپسی پر اپنا سامان لے کر چلا جاتا ہے۔ شاید میرے دوست ایک مد کو صحیح پڑھ نہیں رہے۔ میں اس کی وضاحت کر دوں گا۔۔۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر۔۔۔۔

وزیر قانون: جناب والا! اگر آپ اجازت دیں تو میں اپنی بات مکمل کر لوں۔

جناب سپیکر۔ جی، پہلے لاء منسٹر صاحب کو سن لیں۔

وزیر قانون، میری گزارش یہ ہے کہ قیدیوں کے لئے تھوڑا سا بہتر رکھا گیا ہے۔ مجموعی طور پر میں سمجھتا ہوں کہ اگر اس سکیل کو دیکھا جائے تو جیل سے باہر کی زندگی کے ساتھ اس کا موازنہ نہیں کیا جا سکتا لیکن میں ذاتی طور پر بھی اس بات کو محسوس کرتا ہوں کہ اس میں بہتری کی گنجائش موجود ہے۔ ہمیں اسے بہتر کرنا چاہئے۔ جیسے معزز رکن نے فرمایا۔ آج سے تقریباً 30 سال پہلے اسے revise کیا گیا تھا۔ ابھی ہماری حکومت کو برسر اقتدار آئے 60 دن ہوئے ہیں۔ ابھی وزیر اعلیٰ صاحب نے جیلوں کی بہتری کے لئے اقدامات کئے ہیں۔ وہ الگ brief میرے پاس موجود ہے لیکن میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ اس شعبے کی طرف بھی توجہ دی جائے گی اور خاص طور پر قیدیوں کے کھانے پینے کے معاملے کو improve کرنے کی کوشش کی جائے گی۔

جناب سپیکر، شکریہ۔

رانا آفتاب احمد خان، جناب والا! اگر وزیر صاحب جواب کا جز (ج) پڑھیں تو اس میں ہے کہ پاکستان جیل رولز 1978 کے رول 633 کے مطابق ایک cell میں سزائے موت کے ایک اسیر کو بند کرنا ہوتا ہے۔ یہ mandatory ہو گیا لیکن اس وقت پنجاب کی تمام جیلوں میں 812 cell ہیں جب کہ سزائے موت کے اسیران کی تعداد 5262 ہے۔ اس لئے ایک cell میں گنجائش سے زیادہ سزائے موت کے قیدی رکھے گئے ہیں۔ جناب والا! آپ خود فرماتے ہیں کہ جرم سے نفرت ہے، انسان سے نہیں۔ ابھی میں نے پرسوں ایک جیل visit کی ہے تو میں نے وہاں دیکھا کہ ایک ایک cell میں نو نو آدمی ہیں۔ وہ cell 10 x 10 کا ہوتا ہے۔ یا تو عدالتیں ان کا فیصلہ کر دیں۔ تو میں یہ ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں کہ وزیر موصوف اور ان کا محکمہ اس کے لئے کیا اصلاحات کرنا چاہتا ہے؟ دوسرا یہ ہے کہ یہ جو 1978 کا جیل رُول پڑھ رہے ہیں یہ غالباً 1878 ہے، 1978 نہیں ہے۔ دوبارہ دیکھ لیں کہ یہ کہیں غلطی سے تو ٹائپ نہیں ہو گیا؟

جناب سپیکر، شکریہ۔ جی، وزیر قانون!

وزیر قانون، جناب والا! یہ observation بالکل درست ہے کہ اس وقت صوبے میں گنجائش سے زیادہ قیدیوں کو جیل میں رکھا جا رہا ہے اور اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ ہمارے پاس جگہ کی کمی ہے۔ دوسرے جز میں میرے بھائی نے پوچھا ہے کہ اس کے لئے حکومت کیا اقدامات کر رہی ہے؟ تو قیدیوں اور حوالاتیوں کے لئے ہم نے death cells اور barracks بنانے کے لئے

500 420 ملین روپے کی منظوری دی ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ اس پر کام شروع ہے۔ اس وقت جیل میں جو existing سہولتیں ہیں ان کو بہتر بنانے کے لئے پورے پنجاب کی جیلوں میں ٹائلٹ اور فلش سسٹم لگانے کے لئے حکومت نے 90 ملین روپے کی منظوری دی ہے۔ ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹرز پر نئی جیلوں کی تعمیرات کے لئے 1395 ملین روپے کی منظوری دی گئی ہے۔ death cells جس کا بالخصوص یہ کہا گیا ہے کہ وہاں پر گنجائش سے زیادہ قیدیوں کو رکھا جا رہا ہے یہ بالکل درست ہے لیکن میں پھر دوبارہ دہرانا چاہوں گا کہ جگہ کی کمی کے باعث ایسا کیا جا رہا ہے۔ اس سلسلے میں حکومت نے سنٹرل جیل لاہور، گوجرانوالہ، ساہیوال، قصور، شیخوپورہ، راولپنڈی، اٹک، منڈی بہاؤالدین، سرگودھا، رحیم یار خان اور ملتان میں فرسٹ فیز کے تحت ایکسٹینشن کی ہے۔ سیکنڈ فیز کے تحت لاہور، سیالکوٹ، جہلم، ڈیرہ غازی خان، شاہ پور اور فیصل آباد میں کام شروع ہے اور تھرڈ فیز میں سب جیل چکوال، سنٹرل جیل میانوالی، ڈسٹرکٹ جیل راجن پور، وومن جیل ملتان، نیو سنٹرل جیل ملتان، نیو سنٹرل جیل بہاول پور، ڈسٹرکٹ جیل مظفر گڑھ اور اسی طرح باقی فہرست بھی میرے پاس موجود ہے، وہاں پر ہم نئی کنسٹرکشن کر رہے ہیں اور ہماری یہ کوشش ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اس بات کی توفیق دے کہ ہم یہ سہولیات جلد سے جلد فراہم کر سکیں۔ اس کے علاوہ اس کمی کو دور کرنے کے لئے میں یہاں پر یہ بھی عرض کرنا چاہوں گا کہ 21542 ایسے قیدیوں کو رہا کیا گیا ہے جو معمولی نوعیت کے مقدمات میں ملوث تھے۔ کوئی جرمانے کی وجہ سے اندر تھا یا کسی کی ایک دو یا تین ماہ سزا بقایا رہتی تھی تو اسے معافی دے کر رہا کیا گیا۔ اسی طرح اس سلسلے میں ہماری کچھ این جی اوز اور کچھ صاحب حیثیت لوگوں نے بھی مدد کی ہے۔ میں یہاں پر صرف دو کا ذکر کرنا چاہوں گا کہ 85 لاکھ روپیہ قریشی فاؤنڈیشن اور 15 لاکھ روپیہ پراچہ ٹیکسٹائل ملز نے غریب لوگوں کے جرمانے کی صورت میں ادا کر کے ان قیدیوں کو باہر لائے ہیں۔ ان ساری باتوں میں ہماری یہ کوشش ہے کہ جیلوں پر کم بوجھ ہو۔ اسی لئے نئی کنسٹرکشن بھی کر رہے ہیں۔ سہولیات کی فراہمی بھی کر رہے ہیں اور جو لوگ petty جرائم میں ہیں، این جی اوز کے ذریعے ان کی مدد کر کے ان کے جرمانے ادا کر کے انھیں باہر نکالنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ شکریہ

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، عباسی صاحب!

جناب احد ملک: جناب والا! نماز کا وقت ہو گیا ہے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ جی، عباسی صاحب!

راجہ محمد شفقت خان عباسی: جناب والا! آئین جو سب سے مقدس چیز ہے۔ آئین کا آرٹیکل 3 کہتا ہے کہ There shall be no exploitation of any kind

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔

راجہ محمد شفقت خان عباسی: آئین پاکستان exploitation کی ممانعت کرتا ہے۔ اس کا آرٹیکل 11 کہتا ہے کہ کسی بھی قسم کی forced labour is not permissible وہ قیدی جو قید بامشقت گزارتے ہیں قالین سازی کے حوالے سے یا جو جیلوں میں باقی کام کرتے ہیں ان کو کوئی معاوضہ نہیں دیا جاتا۔ اسلام بھی اس بات کی اجازت نہیں دیتا۔ کیا وزیر صاحب بتائیں گے کہ اس بابت جیل رولز میں آج کے حالات کے مطابق تبدیلی لانے کی کوئی تجویز ان کے زیر غور ہے؟ کیونکہ ہم تو انگریزوں کے زمانے کا جیل ریفارمز مینول لے کر چل رہے ہیں۔ حکومت قید بامشقت والے قیدیوں کو بھی معاوضہ دینے کا کوئی پروگرام رکھتی ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون: جناب سپیکر! میں نے جواب کے جز (ب) میں گزارش کی تھی۔ اس میں پہلے تو یہ پوچھا گیا تھا کہ کیا قالین سازی کا کام لیا جاتا ہے یا نہیں؟ تو ہم نے کہا تھا کہ ہم نے باقاعدہ اخبار میں اشتہار دے کر صرف ایک فرم کو سیالکوٹ میں ٹھیکہ دیا تھا۔ وہ جو معاوضہ دیتے ہیں وہ قیدیوں کو دیا جاتا ہے۔ جن قیدیوں کو معاوضہ نہیں دیا جاتا اور ان سے مشقت لی جاتی ہے اور ان کو رولز کے مطابق مشقت کے عوض سزا میں معافی دی جاتی ہے۔ اس سلسلے میں مزید وضاحت کی جاتی ہے کہ جیل میں اسیران غیر ہنرمند ہوتے ہیں اور انہیں ٹریننگ کے بعد کام پر لگایا جاتا ہے اس لئے مارکیٹ ریٹ کے حساب سے ہم انہیں معاوضہ نہیں دے سکتے۔ مزید برآں Pakistan Prisons Rules 1978 کے رول 810 کے مطابق ٹریننگ کا مقصد اصلاح اسیران ہے تاکہ رہائی کے بعد وہ با عزت روزی کما سکیں۔ میں عباسی صاحب کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ رولز کے مطابق ہی ان سے مشقت لی جاتی ہے اور مشقت سے ہماری یہ مراد نہیں کہ انہیں زبردستی کسی کام پر لگایا جاتا ہے بلکہ raw hand قیدیوں کو ٹریننگ دی جاتی ہے تاکہ وہ ٹریننگ حاصل کر کے کسی کام میں ہنرمند ہو جائیں اور جب جیل سے باہر آئیں تو باعزت روزگار کما سکیں۔ اس نظریے کے تحت انہیں کام پر لگایا جاتا ہے۔ لیکن ہمیں جس طرح سے وسائل میسر ہوں گے تو جیل ریفارمز کے تحت بہت ساری سہولتیں فراہم کی جا سکتی ہیں۔ بہت سی بہتری لائی جا سکتی ہے اور مشقت کے اس سلسلے کو بھی صرف قالین سازی تک محدود نہیں بلکہ زیادہ بہتر

طریقے سے اور شعبوں تک وسیع کیا جا سکتا ہے۔ وہاں پر الیکٹریشنز، کارپنیٹر اور دیگر سارے کام سکھائے جاتے ہیں۔ جو قیدی یہ کام سیکھتا ہے اسے سزا میں چھوٹ دی جاتی ہے۔

راجہ محمد شفقت خان عباسی، جناب سپیکر! میں یہ کہتا ہوں کہ اگر کوئی رولز قیدی سے مشقت لینے کے بعد اسے معاوضہ دینے سے منع کرتے ہیں تو Are not those contrary to Article 3 and 11 of the Constitution? آرٹیکل 3 یہ کہتا ہے۔

> **"3-Elimination of exploitation:** The State shall ensure the elimination of all forms of exploitation and the gradual fulfilment of the fundamental principle , from each according to his ability to each according to his work."

کیا یہ exploitation نہیں ہے؟ اور دوسرا آرٹیکل 11 forced labour سے deal کرتا ہے کیونکہ جب عدالت سزا دیتی ہے تو یہ نہیں کہا کرتی کہ معاوضہ نہ دیا جائے۔ میرا سوال یہ تھا کہ ایک تو exploitation میں آئے گا اور all forms of forced labour' آرٹیکل 11 کی زد میں آئے گا۔ تو کیا حکومت کوئی پروگرام رکھتی ہے کہ جو رولز آئین کے خلاف بنیں انہیں modify کر کے اور جیل مینول کو آج کے حالات اور واقعات کے مطابق لایا جائے؟

جناب سپیکر، عباسی صاحب! رولز کے مطابق قیدی سے مشقت لی جا سکتی ہے۔

راجہ محمد شفقت خان عباسی، میں آئین کی بات کر رہا ہوں۔ جب عدالت قید بامشقت کی سزا دے گی تو عدالت کی طرف سے یہ آرڈر نہیں ہو گا کہ آپ اسے معاوضہ نہ دیں۔ رولز آئین کے مطابق ہی بنائے جاتے ہیں۔ آئین میں یہ کہا گیا ہے کہ exploitation نہیں ہو گی۔ ہم سمجھتے ہیں کہ اگر قیدی کسی بھی جرم کی وجہ سے سزا پاتا ہے تو اگر اس سے کوئی لیبر لی جاتی ہے تو اس کا یہ حق ہے کہ اسے معاوضہ دیا جائے۔

جناب سپیکر، کس رول کے تحت معاوضہ دیا جائے؟

راجہ محمد شفقت خان عباسی، جناب سپیکر! رول نہیں بلکہ آئین پاکستان یہ بات کہتا ہے کہ۔۔۔

جناب سپیکر، رولز آپ نے ہی بنائے ہیں۔

راجہ محمد شفقت خان عباسی، Preamble میں لکھا گیا ہے اور یہ بات کبھی نہیں آئے گی کہ آپ کسی سے بھی معاوضہ کے بغیر کام کرائیں۔ جس طرح کسی زمانے میں سٹیٹ زمین

acquire کر لیا کرتی تھی تو اس معاملے میں بھی میں چاہوں گا کہ آئین پاکستان اور ہمارے رولز کے تحت اسلامی نظریاتی کونسل کی پچھلے تین سال میں جو رپورٹس آئی ہیں وہ بھی ساری اس سے relate کرتی ہیں کہ انہوں نے بھی کچھ گزارشات کی ہیں کہ صوبائی حکومت کے حوالے سے جو قوانین relate کرتے ہیں ان کے بارے میں انہوں نے کہا ہے کہ یہ یہ رولز غیر اسلامی ہیں تو کیا اسلامی نظریاتی کونسل کی جو رپورٹ پیش ہو چکی ہے اور وہ رپورٹ پیش ہونے کے چھ مہینے کے اندر اندر اسمبلی میں لائی ہوتی ہے اورجب وہ اسمبلی میں آئے گی تو اس حوالے سے پھر بات ہوگی؟

وزیر قانون، جناب سپیکر! Prisons Rules کوئی آئین سے متصادم رولز نہیں ہیں۔ بنیادی حقوق کا آئین کے تحت تحفظ کیا گیا ہے اور اسی کو مدنظر رکھتے ہوئے سارے قوانین بنائے جاتے ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ نہ یہ آج کے قوانین ہیں۔ میں اپنے بھائی کی اطلاع کے لئے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ قیدیوں سے جو مشقت لی جاتی ہے یہ کوئی جیل کی اتھارٹی نہیں لیتی بلکہ اگر کسی قیدی کو سزا ہوتی ہے تو باقاعدہ عدالت اپنے فیصلے میں لکھتی ہے کہ قید بامشقت۔ اب عدالت مشقت کو تو define کرتی نہیں اور نہ ہی عدالت نے اپنے فیصلے میں یہ لکھا ہوتا ہے کہ اس قیدی سے جو مشقت لی جائے گی اس کے عوض اسے معاوضہ دیا جائے گا۔ یہ کہیں قانون میں درج نہیں ہے اور میرے بھائی وکیل بھی ہیں۔ لیکن جس طرف یہ اشارہ کر رہے ہیں کہ اسلامی نظریاتی کونسل کی رپورٹ میں ہے، کہیں اس بات کا ذکر کیا گیا ہے، observation دی گئی ہے تو ہم bound ہیں کہ اسلامی نظریاتی کونسل کی observations کے مطابق اپنے قوانین کو ڈھالیں تو میں سمجھتا ہوں کہ اس قسم کی جو اصلاحی بات ہے وہ کی جائے گی۔ لیکن فی الحال جو بھی مشقت وہاں پر لی جاتی ہے وہ قواعد اور ضوابط کے مطابق لی جاتی ہے۔

راجہ ریاض احمد، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی، فرمائیں! کیا پوائنٹ آف آرڈر ہے؟

راجہ ریاض احمد، جناب سپیکر! آپ دیکھیں ہمارے ساتھ کیا کیا مذاق ہو رہے ہیں۔ یہ ظلم دیکھیں کہ جز (د) میں لکھا گیا ہے کہ پنجاب کی 30 جیلوں میں اس وقت4921 اسیران قید ہیں۔ جز (الف) میں لکھا ہوا ہے کہ پنجاب کی جیلوں میں 49,321 اسیران قید ہیں۔ اس کی وضاحت کر دیں۔

وزیر قانون، میں اپنے بھائی کو آج کی گنتی کے مطابق موجودہ تعداد بتا دیتا ہوں۔

راجہ ریاض احمد، جناب والا! آپ ہمیشہ بڑی خوب صورتی سے بات کو بدلتے ہیں۔ میں نے عرض

کی ہے کہ جز (الف) میں 49,321 لکھا ہوا ہے اور جز (د) میں آپ کہہ رہے ہیں کہ صرف 4921 ہیں۔ میں نے اس کی وضاحت پوچھی ہے۔ آپ کو سمجھ آتی نہیں ہے۔

وزیر قانون: یہ misprinting ہے اصل تعداد 49,321 ہےاور میں آج کی گنتی کے مطابق تعداد دے رہا ہوں۔

راجہ ریاض احمد: میں یہ پوچھ رہا ہوں کہ یہ misprinting جان بوجھ کر کی جاتی ہے یا ہمیں غلط figures بتانے کے لئے کی جاتی ہے۔ یہ اس کے پیچھے کوئی اتنی بڑی سازش ہے جو اس صوبے کو نقصان پہنچا سکتی ہے۔

جناب سپیکر: راجہ صاحب! misprinting سہواً ہو جاتی ہے۔ شکریہ۔ جی' احسان اللہ وقاص صاحب!

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! figures کے مطابق ہماری جیلوں میں تقریباً 50,000 حوالاتی اور قیدی ہیں۔ ان کے لئے سالانہ میڈیکل الاؤنس 1,06,00,000 کی رقم رکھی گئی ہے۔ یہ 2 روپے فی قیدی / حوالاتی سالانہ خرچ بنتا ہے۔ آپ اس سے اندازہ لگائیں کہ وہاں جیلوں کے اندر قیدیوں اور حوالاتیوں کو صحت کی سہولتیں دینے کا کیا حال ہے؟ یہ پیسے بھی افسران کی جیبوں میں چلے جاتے ہیں اور وہاں قیدیوں کو کوئی چیز نہیں ملتی۔ میں دس سال سے جیلوں میں خدمت خلق کا کام کر رہا ہوں۔ میں اپنے ذاتی علم کی بنیاد پر کہتا ہوں کہ وہاں قیدیوں کو کبھی کوئی چیز نہیں ملتی۔ علاج کے لئے فی قیدی 2 روپے رکھا گیا ہے۔ کیا یہ شرم ناک بات نہیں ہے؟ اس کے بارے میں محترم وزیر کیا وضاحت فرمائیں گے؟

جناب سپیکر: جی' وزیر قانون!

وزیر قانون: جناب سپیکر! جو figures میرے محترم بھائی نے بتائے ہیں وہ بالکل درست ہیں۔ لیکن میری گزارش ہوگی کہ وہ 49754 پر تقسیم نہ کریں۔ کیونکہ پھر بات وہیں پر آ جاتی ہے۔ اس میں under trial prisoners بھی ہیں' convicted prisoners بھی ہیں۔ ہم اصل دس ہزار کی بات کریں کہ ہماری زیادہ توجہ ان قیدیوں پر ہوتی ہے جو جیل سے باہر نہیں جا سکتے۔ ان کو ہم نے جیل ہی میں سہولتیں فراہم کرنی ہوتی ہیں جو under trial ہیں' کبھی ان کی ضمانت ہو جاتی ہے' ان کا آنا جانا لگا رہتا ہے۔ وہ مستقل جیل میں نہیں ہوتے۔ کسی کی دو مہینے کے بعد ضمانت ہو جاتی ہے۔ کسی کی چھ مہینے کے بعد ہو جاتی ہے اور یہ سلسلہ چلتا رہتا ہے۔ ہماری زیادہ توجہ 10700 قیدیوں پر ہے۔ لیکن اسی سے

ان کا علاج نہیں کیا جاتا۔ آپ کے نوٹس میں یہ بات ہے کہ اگر کوئی قیدی' چاہے condemned prisoner ہو یا حوالاتی بھی ہو تو اس کی طبیعت زیادہ خراب ہو اور اگر اس کا جیل کے ہسپتال میں علاج ممکن نہ ہو تو اس کو ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال میں بھی علاج کی سہولتیں فراہم کی جاتی ہیں۔ اس لیے ان کو صرف اور صرف اسی رقم تک محدود کر دینا میں سمجھتا ہوں کہ مناسب نہیں ہے۔ بلکہ ضرورت پڑے تو انھیں ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر سے بھی طبی امداد دی جاتی ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی: جناب سپیکر! باقی لوگ تو اندازوں کی یا سنی سنائی باتیں کرتے ہوں گے۔ مجھے الحمدللہ یہ اعزاز ہے کہ میں تین مرتبہ خود جیل ہو آیا ہوں اور اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے جب بھی گیا ہوں لوگوں کے حقوق کی خاطر گیا ہوں' کبھی کریمینل کیس میں نہیں گیا۔ میں خود ایم بی بی ایس ڈاکٹر بھی ہوں۔ میں خود جیل میں جانے کے بعد بیمار ہو گیا تھا۔ جب ملتان کی جیل میں اپنے ڈاکٹر صاحب سے ملنے کے لیے گیا تو انھوں نے مجھے کہا کہ دوائی لکھ کر باہر سے آپ کو منگوا دیتے ہیں۔ اندر تو ہمارے پاس دوائی کی بہت کمی ہے۔ دوسری بات میں ڈسٹرکٹ جیل ملتان کا ذکر کروں گا۔ اس میں انھوں نے باقی جیلوں کے نام تو لکھے ہیں۔ وہ تقریباً سو سال پرانی جیل ہے لیکن اس میں نہ ایکسرے پلانٹ ہے' نہ ای سی جی کی مشین ہے' نہ اس میں لیب ہے اور نہ ہی اس میں اس قسم کی کوئی سہوت ہے۔ تیسری بات انھوں نے خوراک کے بارے میں کی ہے کہ پیاز اتنا ہوتا ہے اور گوشت اتنا ہوتا ہے۔ میں نے خود جیل کی روٹی کھائی ہے اور کافی دنوں تک کھائی ہے۔ میں اپنے تجربے کی بنیاد پر بتا سکتا ہوں کہ وہاں پیاز زیادہ ہوتا ہے اور گوشت کی مقدار کم ہوتی ہے۔ یہ صحیح کر لیں۔ وہ غلطی ہو گئی ہے۔ اس کے بعد ایک شعر عرض ہے کہ ذرا ماحول کو خوشگوار بھی بنانا چاہیے۔ بڑی خشک باتیں ہو رہی ہیں۔ وہ یہ ہے کہ جن اہلکاران و افسران کو ہمارے منسٹر صاحبان بلاتے ہیں اور وہ تشریف نہیں لاتے تو ان کی خدمت میں یہ شعر عرض ہے کہ۔

سے دید سجن دی یاری توں ایویں سمجھ ہووی تاں ٹھیک اسے
تے سے دید کڈھائی دکھ سکھ وچ نہ تھیسیا بول شریکے

لفظ کچھ اور تھا میں نے تبدیل کیا ہے کہ:

لیہ پال کے شاکر کھیر پلا بے دید ۔کولوں تاں ٹھیک اسے

آخری بات یہ ہے کہ چونکہ آج انفارمیشن کا محکمہ بھی ہمارے موصوف راجہ صاحب کے پاس ہی ہے اور میں خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ یہ بڑے تدبر اورتحمل سے جواب دیتے ہیں اور ان کا رویہ بڑا اچھا ہے ورنہ اگر ہمارے معزز لودھی صاحب کے پاس یہ اختیار ہوتا تو۔۔۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ تشریف رکھیں۔

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی: آخری عرض یہ ہے کہ چونکہ انفارمیشن کا محکمہ ان کے پاس ہے تو میں روز یہاں پر کھڑا ہو کر تقریر کرتا ہوں اور پوائنٹ آف آرڈر کی بات بھی کرتا ہوں اور ملتان کے حقوق کی بات بھی کرتا ہوں اور شعر بھی سناتا ہوں لیکن انھوں نے شاید پریس والوں پرسنسر لگا رکھا ہے کہ ملتان کے ڈاکٹر جاوید صدیقی کی آپ نے کوئی خبر یا نام نہیں لکھنا اور نہ حقوق کی بات کرنی ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ احسان اللہ وقاص صاحب! کیا آپ نے اپنے سوال کا جواب سن لیا ہے؟ آپ کا سوال یہ تھا کہ پیاز کی مقدار جو قیدیوں کو ملتی ہے وہ نہ ہونے کے برابر ہے اور معزز رکن نے فرمایا ہے کہ پیاز وافر مقدار میں وہاں ملتا ہے۔

سید احسان اللہ وقاص: یہ کسی جعلی جیل میں گئے ہوں گے۔ اصلی جیل میں نہیں گئے۔ یہ کسی دو نمبر جیل میں چلے گئے ہیں۔ (قہقہہ) میں اس سلسلے میں یقین دہانی چاہتا ہوں۔

راجہ محمد طارق کیانی: میرا ضمنی سوال ہے کہ میں نے پرسوں اڈیالہ جیل کا visit کیا اور قیدیوں سے ملا تو سب سے major source of complaint or corruption کا جو وہاں سے وہ میں وزیر موصوف تک پہنچا کر ان سے داد رسی کی گزارش کروں گا۔ Criminal Procedure Code کے اندر ایک پروویژن 242(b) ہے۔ اس میں سپریم کورٹ نے متعدد بار ہمارے جیل حکام کو پابند کیا ہوا ہے کہ جو under trial period ہوتا ہے جس کو ہم حوالات کا period کہتے

ہیں۔ automatically by virtue of this provision of law وہ conviction کی سزا کے اندر داخل ہو جاتا ہے۔ مگر حقیقت میں ہمارے جیل حکام بالخصوص سپرنٹنڈنٹ یا ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ یہ کرتے ہیں کہ وہ قیدیوں سے رشوت لے کر under trial period بدقسمتی سے پاکستان میں بڑا لمبا ہوتا ہے وہ اس کو اس وقت تک نہیں ڈالتے جب تک ان کو رشوت نہ دی جائے۔ میں وزیر موصوف سے گزارش کروں گا کہ وہ انسپکٹر جنرل جیل خانہ جات کو سختی سے ہدایت کریں کہ تمام قیدیوں کا جن کو قانون کے تحت under trial period ان کی conviction بھی جاتی ہے' اس میں ڈالا جائے۔ دوسری بات اسی کے ساتھ ضمنی گزارش ہے کہ جیل کے اندر قانون کے تحت جس کو ہم مشقت کا ریلیف کہتے ہیں۔ مشقت سے پیسہ دینا مطلوب نہیں ہے۔ مشقت کے against ہمارے قانون کی روح یہ ہے کہ ایک ماہ کی مشقت کے against سات دن کے کوارٹرز ملتے ہیں۔ کوارٹر کا مطلب یہ ہے کہ اگر 23 دن مشقت کی جائے تو سات دن اس کی سزا ایک مہینے کے برابر تصور کی جاتی ہے۔ یہاں پر ہماری جیل کے اندر عام پریکٹس ہے کہ ہمارے وہ کوارٹر جس کو ہم جیل کے قوانین کے مطابق remissions کہتے ہیں۔ وہ بھی ظلم اور رشوت کا سبب بنا ہوا ہے۔ میں خصوصی طور پر اپنے وزیر موصوف سے کہوں گا کہ جن کو کوارٹر جیل کی زبان میں کہتے ہیں تو جو جو قیدی مشقت کرتے ہیں ان کو بلا تفریق ان کی قید کی substantive imprisonment ہوتی ہے۔ اس کے اندر داخل کر کے ان کی قید کو تصور کیا جائے۔ بہت' بہت شکریہ۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون: جناب سپیکر! سب سے پہلا سوال میرے بھائی کا یہ تھا کہ حوالات کا پیریڈ بھی قید میں شامل کیا جائے۔ اس سلسلے میں' میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ اس بات کا فیصلہ کورٹ کرتی ہے کہ کون سے پیریڈ کو سزا میں شامل کرنا ہے یا نہیں۔ یہ جیل اتھارٹیز کے اختیار میں نہیں ہے۔

دوسری بات میرے بھائی نے یہ کی ہے کہ جو remission ہے وہ صوابدیدی ہے۔ سپرنٹنڈنٹ جیل سے لے کر وزیراعلیٰ پنجاب تک ہر سطح پر remission دینے کا اختیار ہے۔ اگر سپرنٹنڈنٹ ایک مہینے کی remission دے سکتا ہے۔ اس کے بعد آئی جی جیل خانہ جات جب دورے پر جاتے ہیں تو وہ remission دیتے ہیں۔ ہوم سیکرٹری remission دے سکتے ہیں۔ چیف منسٹر صاحب دے سکتے ہیں۔ گورنر صاحب دے سکتے ہیں۔ ہر سطح پر remission دی جاتی ہے لیکن جہاں تک ہم visitors کی remission دینے کا تعلق ہے تو وہ بلاتفریق'

بلا تخصیص یا بلا امتیاز ہر ایک کو دیتے ہیں۔ لیکن جو remission سپرنٹنڈنٹ جیل نے دینی ہوتی ہے اس نے اس کو تھوڑا conduct of prisoners سے link کیا ہوتا ہے۔ جس طرح کا اس کا ماحول ہوتا ہے یا جس طرح کا قیدی کا رویہ جیل میں ہوتا ہے اس کے مطابق وہ remission دیتے ہیں۔ میں اپنے بھائی سے اتفاق کرتا ہوں کہ جب ایک صوابدیدی اختیار اگر کوئی استعمال کرتا ہے تو اس میں کئی کوتاہیاں بھی ہوتی ہیں لیکن ہم اس سلسلے کو بہتر بنانے کی کوشش کریں گے اور جو بات انھوں نے مشقت کے عوض remission کے بارے میں کی ہے، میں معزز بھائی کو بھی اور اس معزز ایوان کو بھی اس بات پر یقین دلاتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ جیل حکام کو پابند کیا جائے گا کہ وہ قواعد و ضوابط کے مطابق چلیں۔

جناب سپیکر: محمد ریاض شاہد صاحب!

جناب محمد ریاض شاہد: جناب سپیکر! ہاؤس میں جو اعداد و شمار قیدیوں اور حوالاتیوں کے آئے ہیں ان سے پتا چلتا ہے کہ بہت زیادہ تعداد قیدیوں اور حوالاتیوں کی ہے۔ اس میں کچھ قابل ضمانت کیس اور کچھ ناقابل ضمانت کیس ہوتے ہیں۔ جو سنگین نوعیت کے ہیں ان کی ضمانت چاہے نہ ہو لیکن جو کم سنگین ہیں ان کی ضمانت ہو جانی چاہیے۔ اس سے رش کم ہوگا۔ کہیں ایسا تو نہیں ہے کہ آپ سمجھتے ہوں کہ پچھلی حکومتیں کہتی تھیں کہ ہم جیلوں کا جال بچھا رہے ہیں۔ اس کی بجائے میری تجویز یہ ہے کہ پنجاب اسمبلی میں قانون سازی کی جائے اور اس میں یہ تعین کیا جائے کہ کیسے کیسوں کی ضمانتیں جلد ہو جانی چاہئیں؛ آخری بات یہ ہے کہ تقریر ہم اس وقت کریں گے جب آپ تقریر کا وقت دیں گے۔

جناب سپیکر: آپ نے شعر کہنا ہے۔

جناب محمد ریاض شاہد: میں نے شعر کہنا ہے۔

رفتہ رفتہ یہی زنداں میں بدل جاتے ہیں
اب کسی شہر کی بنیاد نہ ڈالی جائے

جناب سپیکر: جی، احمد ملک صاحب!

جناب احمد ملک: میری گزارش یہ ہے کہ فاضل منسٹر نے یہ کہا کہ عدالت کا فیصلہ ہوتا ہے۔ یہ quote کیا جائے، کہ کس آرڈر میں لکھا ہے؟ It has never been announced in any judgement, never! They have never referred the matter whether the under trial prisoner's period should be counted or not. He should explain

whether it has ever been mentioned in the order, if any, quote the instance.

جناب سپیکر: شکریہ۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میں اس میں یقین دہانی چاہتا ہوں---

جناب احمد ملک: جناب والا! احسان اللہ وقاص صاحب سے میری درخواست ہے کہ پہلے میری بات ختم ہو لینے دیں۔ پہلے لاء منسٹر صاحب اس بات کی وضاحت کر دیں کہ کیا قانون میں یا آرڈر میں کسی جج نے کبھی لکھا ہے کہ فلاں فلاں وقت آپ نے as an under trial prisoner گزارا ہے وہ count کیا گیا ہے یا نہیں؟ اس کا جواب دے دیں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔

وزیر قانون: 282 کا benefit ہوتا ہے۔

جناب احمد ملک: لوگ کہتے ہیں کہ عدالت لکھتی ہے۔ benefit تو automatically ہوتا ہے لیکن دیتے نہیں ہیں۔

جناب سپیکر: شکریہ' ملک صاحب! آرڈر پلیز! آرڈر پلیز! ملک صاحب! آپ پہلے سن لیں۔ جی' لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون: جناب سپیکر! میں نے categorically یہاں کہا تھا کہ عدالت اپنے فیصلے میں باقاعدہ یہ لکھتی ہے کہ under trial period اس میں شامل کرنا ہے یا نہیں؟ اور وہ 382(b) کے تحت شامل کرتی ہے۔ 382(b) کے تحت باقاعدہ عدالت کا prerogative ہوتا ہے۔

جناب سپیکر: جی' شکریہ۔ ملک صاحب! انہوں نے فرمایا ہے کہ عدالت کے فیصلے میں لکھ دیا جاتا ہے۔ سید احسان اللہ وقاص صاحب کا سوال ہے اس پر ان کو بات کرنے دیں۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب والا! اس پر کافی بات ہوئی ہے اور محترم وزیر صاحب نے بھی دیکھا ہے کہ جیلوں کے اندر کھانوں کے حوالے سے کیا حالات ہیں؟ اور جس طرح میرے بھائیوں نے قیدیوں کی طرف توجہ دلائی ہے۔ میں معزز وزیر سے یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ وہ اس کے لئے ہاؤس کی کمیٹی بنائیں۔ جو British دور میں بنی تھیں یا بعد میں بنی ہیں ان سب کو

revise کر کے آج کے حالات کے مطابق جیل کا manual بنایا جائے تاکہ وہاں کے لوگوں کو انسان سمجھا جائے۔ ان کی اصلاح کا طریقہ کار بھی یہی ہے کہ آپ ان کو انسان سمجھیں اور ان کو انسانوں والی سہولیات دیں۔ میں معزز وزیر سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ اس کے لئے ہاؤس کی کمیٹی بنائی جائے اور اس میں اراکین کو شامل کیا جائے۔ جیلوں کی اصلاحات کا کام جو کئی سالوں سے پینڈنگ پڑا ہوا ہے مہربانی کر کے اس پر کچھ نظرثانی کریں۔

جناب سپیکر، شکریہ' جی!

وزیر قانون، جناب سپیکر! میرے بھائی کی بڑی مستحسن تجویز ہے کہ یہ سب کچھ کرنے کے لئے ہمیں کوئی کمیٹی تشکیل دینی چاہئے اور ریفارمز لانی چاہئیں۔ اس سے میں ان سے اتفاق کرتا ہوں اور ان کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ ابھی چند دنوں میں ہماری ہاؤس کمیٹیز بننی ہیں۔ میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ ہاؤس کمیٹی کو باقاعدہ یہ business دیں کہ وہ جیل ریفارمز کے لئے اپنی تجاویز دیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ حکومت اس پر غور کرے گی۔

جناب سمیع اللہ خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی' آپ فرمائیں۔

جناب سمیع اللہ خان، جناب سپیکر! آپ کے حوالے سے آج روزنامہ "انقلاب" میں کافی بڑی خبر آئی ہے کہ ہمارے ملک کی ایک اداکارہ کا اپنے بھائی سے آپس کا کوئی جھگڑا ہے اور آپ نے ایس ایس پی فیصل آباد کو ٹیلیفون کر کے ان کو چھڑوایا ہے۔ اخبار میں جو تاثر ہے کہ فلمی اداکاروں کے آپس کے جھگڑے میں آپ نے interference کی ہے۔ میں یہ چاہوں گا کہ آپ اس کی کچھ وضاحت کر دیں تاکہ وہ تاثر دور ہو سکے کہ آپ نے ٹیلیفون کر کے اداکارہ نرگس کے بھائی کو ایس ایس پی سے چھڑوایا ہے۔ مہربانی۔

جناب ارشد محمود بگو، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، ایک منٹ مجھے جواب دینے دیں۔ پلیز! آپ تشریف رکھیں۔ پہلے تو میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ آپ سپیکر کے conduct کو چیلنج نہیں کر سکتے۔ اگر آپ نے بات پوچھ ہی لی ہے تو میں یہ وضاحت کر دوں کہ اخباروں میں کئی قسم کی خبریں آتی ہیں۔ بلکہ کل کے اخبار میں

یہ بھی خبر لگی ہوئی تھی کہ سیکرٹری اسمبلی اور سپیکر پنجاب اسمبلی کا آپس میں کوئی اختیارات کا بھی جھگڑا چل رہا ہے۔ آج میں نے پڑھا ہے کہ سیکرٹری اسمبلی نے تو تردید کر دی ہے لیکن جس بات کا سرے سے کوئی وجود ہی نہیں ہے تو میں نے مناسب ہی نہیں سمجھا کہ اس خبر کی تردید کروں کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ اختیارات صرف رب العزت کے پاس ہیں۔ یہ بندے کے بس کی بات نہیں ہے۔ بہر حال میں نے پچھلے 23 سالہ سیاسی دور میں اختیارات کے حوالے سے کسی سے لڑائی نہیں کی۔ آپ کے سوال کے حوالے سے میں عرض کروں گا کہ نہ صرف ایس پی فیصل آباد بلکہ پورے پنجاب کے اندر جتنے بھی ایس پی یا ڈی آئی جی صاحبان ہیں' کسی کو اللہ کے فضل سے کوئی بھی غیر قانونی کام نہیں کہا۔ اخبار والوں کو تو آپ جانتے ہی ہیں کہ وہ آپ کے' میرے اور وزیراعلیٰ کے بارے میں بھی لکھ سکتے ہیں۔ بہر حال اس خبر میں کوئی صداقت نہیں ہے۔ شکریہ۔

RANA AFTAB AHMAD KHAN:- Point of clarification.

جناب سپیکر، جی' فرمائیں!

رانا آفتاب احمد خان، جناب سپیکر! بڑی مہربانی۔ حکومت وقت کو کہا جاتا ہے کہ ان کا راج ہے۔ راج اور حکومت کا مطلب ایک ہی ہوتا ہے۔ ماشاء اللہ ہمارے شہر کو بہت اعلیٰ نمائندگی ملی ہے۔ آپ سپیکر ہیں' میرے بڑے بھائی ظہیرالدین صاحب وزیر ہیں' بھائی شفیق صاحب بھی وزیر ہیں۔ ایک شعر ہے کہ۔

رہزنی' چوری چکاری روز کا معمول ہے
ہو گئے ہیں امن کے ٹکڑے ہمارے شہر میں
وارداتیں ہو رہی ہیں رات دن چاروں طرف
ڈاکوؤں کا راج ہے جیسے ہمارے شہر میں

راج تو آپ کا ہے اور انہوں نے کس طرف اشارہ کیا ہے؟

جناب سپیکر، شکریہ۔ اب وقفۂ سوالات ختم ہوتا ہے۔

وزیر قانون، جناب سپیکر میں بقیہ سوالات کے جواب ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات
(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

رائے ونڈ چوہنگ اور مانگا منڈی تھانوں میں مقدمات کی تفصیل

*21-جناب عبدالرشید بھٹی، کیا وزیراعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) تھانہ رائے ونڈ سٹی، چوہنگ اور مانگا منڈی میں یکم جنوری 2001 سے آج تک کتنے مقدمات اور کن کن دفعات کے تحت درج کئے گئے ہیں؛

(ب) ان میں سے کتنے مقدمات کے آج تک فیصلے ہوئے ہیں اور کتنے مقدمات ابھی تک فائلوں میں پڑے ہیں۔ اور جو مقدمات ابھی فائلوں میں یا زیر تفتیش ہیں۔ ان کے فیصلے کب تک متوقع ہیں؛

(ج) کتنے مقدمات میں ملزمان مفرور ہیں ان مقدمات کے نمبر اور مفرور ملزمان کے نام کیا ہیں؟

وزیر قانون:

(الف) یکم جنوری 2001 سے 19-12-2002 تک تھانہ رائے ونڈ سٹی، چوہنگ اور مانگا منڈی میں جتنے مقدمات جن دفعات کے تحت درج ہوئے ہیں ان کی تفصیل ضمیمہ "الف" ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے *۔

(ب) جن مقدمات کے فیصد جات ہوئے اور جو ابھی زیر سماعت یا زیر تفتیش ہیں۔ ان کی تفصیل ضمیمہ "الف" ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے *۔ جہاں تک زیر سماعت مقدمات کے فیصلوں کا تعلق ہے۔ یہ متعلقہ عدالتوں کے دائرہ اختیار میں ہے۔ تاہم زیر تفتیش مقدمات کو یکسو کرنے کی ہرممکن کوشش کی جا رہی ہے اور ضابطہ کی کارروائی مکمل ہونے پر یہ مقدمات بھی عدالتوں میں پیش کر دیئے جائیں گے۔

(ج) جن مقدمات میں ملزمان مفرور ہیں۔ ان مقدمات کی تفصیل اور مفرور ملزمان کے نام ضمیمہ "ب" کی صورت میں ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں *۔

---

* تفصیلات اسمبلی لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں۔

لاہور پولیس کی کارکردگی اور پولیس اسٹیشنز کی تعمیر

*95۔سید احسان اللہ وقاص، کیا وزیراعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) ضلع لاہور میں پولیس کی نفری کیا ہے۔ کتنے پولیس اسٹیشن باقاعدہ منصوبہ سے تعمیر شدہ عمارات میں قائم کئے گئے ہیں اور کیا ہر پولیس اسٹیشن پر گاڑی مہیا کی گئی ہے۔

(ب) کیا پنجاب پولیس میں بھی شفٹ سسٹم پر کام کرنے کا کوئی پروگرام ہے؟

(ج) لاہور میں فیصل ٹاؤن تھانہ ایک فلیٹ میں قائم کیا گیا ہے کیا اس پولیس اسٹیشن کے لئے کوئی مناسب بلڈنگ تعمیر کرنے کا منصوبہ زیر غور ہے؟

وزیر قانون:

(الف) ضلع لاہور کی کل منظور شدہ نفری حسب ذیل ہے۔

ڈی۔آئی۔جی	1
ایس۔ایس۔پی صاحبان	2
ایس۔پی	13
اے۔ایس۔پی / ڈی۔ایس۔پی صاحبان	63
انسپکٹرز	163
انسپکٹرز (لیگل)	75
سب انسپکٹر	696
اسسٹنٹ سب انسپکٹر	1215
ہیڈ کانسٹیبل	1495
کانسٹیبل	12468

ضلع لاہور میں اس وقت کل 74 تھانہ جات ہیں۔ جن میں سے 45 تھانہ جات باقاعدہ منصوبہ سے پرانی اور نئی تعمیر شدہ عمارات میں قائم ہیں۔ ماسوائے تھانہ موچی گیٹ اور لوہاری گیٹ تمام تھانہ جات کے پاس گاڑیاں موجود ہیں۔ تھانہ موچی گیٹ اور لوہاری گیٹ کو گاڑی اس لئے مہیا نہیں کی گئی کہ ان کے علاقہ میں چھوٹی چھوٹی گلیاں ہیں جن میں گاڑی نہ جاسکتی ہے تاہم ہر تھانہ کو دو موٹر سائیکل مہیا کی گئی ہیں۔

(ب) شفٹ سسٹم زیر غور ہے اور جیسے ہی مطلوبہ تعداد میں نفری مہیا کی گئی تو شفٹ سسٹم پر عمل در آمد شروع ہو جائے گا۔

(ج) تھانہ فیصل ٹاؤن اس وقت ایک چھوٹے سے فلیٹ میں کرایہ پر کام کر رہا ہے۔ اس کے لئے کوئی سرکاری جگہ نہ ہے تاہم ڈائریکٹر جنرل ایل ڈی اے کو زمین کی الاٹمنٹ کے لئے تحریک کیا ہوا ہے۔

ضلع سیالکوٹ میں تھانے، ان کی عمارات اور پولیس مقابلے

*152۔**محترمہ شہلا راٹھور:** کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) اس وقت ضلع سیالکوٹ میں کتنے تھانے ہیں ان کی عمارات کی حالت کیسی ہے۔ کیا ان میں ملازمین اور حوالاتی قیدیوں کے لئے بنیادی سہولتیں ہیں؟

(ب) ضلع سیالکوٹ میں اس وقت کتنے تھانے اور پولیس چوکیاں کرائے کی عمارتوں میں کام کر رہے ہیں۔ ان کرائے کی عمارتوں کی حالت کیسی ہے اور کس کس جگہ واقع ہیں اور حکومت کب ان جگہوں پر محکمانہ عمارتیں تعمیر کرے گی؟

(ج) ضلع سیالکوٹ کے کتنے ملازمین محکمانہ امور سرانجام دیتے ہوئے شہید یا معذور ہوئے، ان کے نام اور تعیناتی کی مکمل تفصیل بیان کی جائے نیز ان کے لواحقین کو حکومت اور محکمہ نے اب تک کیا انعامات دیئے ہیں؟

وزیر قانون:

(الف) ضلع سیالکوٹ میں کل 26 تھانے ہیں۔ تھانہ کوتوالی، سول لائن، نیکا پورہ، رنگپورہ، حاجی پورہ کی حالت شکستہ ہے۔ جب کہ دیگر تھانوں کی حالت صحیح ہے۔ تھانہ ہائے کوتوالی، کینٹ پھوکلیاں، سٹی، ڈسکہ، صدر، ڈسکہ سمبڑیال میں ملازمین کے لئے سہولت موجود ہے۔ البتہ تمام تھانوں میں حوالات کی سہولت موجود ہے۔

(ب) ضلع سیالکوٹ میں کل 26 تھانے اور 3چوکیاں ہیں۔ تھانہ ہائے صدر سیالکوٹ، اگوکی، کوٹلی لوہاراں، کوٹلی سید امیر، موترہ، بیگووالہ، پسرور سٹی، سبز پیر، بڈیانہ، قلعہ کالر والہ اور مراد پور کی عمارتیں کرائے پر لی گئی ہیں اور ان عمارتوں کی حالت مناسب ہے۔ تھانہ صدر سیالکوٹ، پسرور، چوک ڈیفنس روڈ سیالکوٹ تھانہ اگوکی، وزیر آباد، سیالکوٹ، تھانہ مراد پور کی عمارت سلائم چوک ہیڈ مرالہ روڈ سیالکوٹ تھانہ کوٹلی لوہاراں کی عمارت، ہیڈ مرالہ روڈ سیالکوٹ تھانہ کوٹلی سید امیر کی عمارت سید پور روڈ سیالکوٹ کی عمارت سید پور روڈ سیالکوٹ، تھانہ موترہ گھوئینکی روڈ سیالکوٹ، تھانہ بیگووالہ وزیر آباد روڈ سیالکوٹ، تھانہ سٹی

پسرور کچہری روڈ پسرور' تھانہ بڈیانہ چونڈہ روڈ حیدری چوک بڈیانہ' تھانہ سبز پسر معراج کے روڈ سبز پیر' تھانہ قلعہ کالر والہ نارووال لاہور روڈ' سیالکوٹ اور قیاس دھرم کوٹ چوک دھرم کوٹ امن آباد سیالکوٹ پر واقع ہے۔ سیالکوٹ پولیس نے تھانہ ہاسٹے ستراہ ' کوٹلی لوہاراں 'ھیڈ مرالہ ' بمبانوالہ اور اگوکی کی سرکاری عمارات تعمیر کرنے کے لئے حکومت کو تحرک کیا ہے۔ جونہی حکومت نے اس سلسلہ میں فنڈز مہیا کئے' عمارتیں تعمیر کی جائیں گی۔

(ج) ضلع سیالکوٹ میں 37 ملازمین محکمانہ امور سر انجام دیتے ہوئے شہید ہوئے۔ جن کے نام علیحدہ فہرست میں ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں *۔

سیالکوٹ پولیس کے درج ذیل ملازمین جو محکمانہ امور سرانجام دیتے ہوئے معذور ہوئے۔

1۔ محمد بشیر 774/C معذوری کی وجہ سے محکمہ سے مورخہ 27-2-87 سے ریٹائر ہو چکا ہے اور ہر ماہ مبلغ -/1200 روپیہ بطور گزارہ الاؤنس دیا جاتا ہے۔

2۔ غفور خان 692/C معذوری کی وجہ سے محکمہ سے مورخہ 9-12-01 سے ریٹائر ہو چکا ہے اور ہر ماہ مبلغ -/1200 روپیہ ماہانہ بطور گزارہ الاؤنس دیا جاتا ہے۔

صوبہ میں مرد اور خواتین قیدیوں کی جیلیں

*153۔محترمہ شہلا راٹھور: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) صوبہ پنجاب میں کل کتنی جیلیں ہیں۔ ان کی تعمیر کب ہوئی اور لاگت تعمیر کیا تھی۔ ان عمارات کی موجودہ پوزیشن کیسی ہیں۔ قیدیوں کے لئے ان میں بنیادی سہولتیں کیسی ہیں اور ہر ایک کا کل کتنا رقبہ ہے اور ہر کاشت یا ٹھیکہ کی موجودہ پوزیشن کیا ہے؛

(ب) خواتین کے لئے ان جیلوں میں کتنی گنجائش ہے۔ اس وقت کتنی خواتین ان جیلوں میں قید ہیں اور کتنی خواتین معمولی مقدمات پر سزا کاٹ رہی ہیں اور کتنی عدم ادائیگی جرمانہ کی بناء پر سزا کاٹ رہی ہیں؛

(ج) ضلع سیالکوٹ میں اس وقت کتنی خواتین جیل میں قید ہیں۔ ان کو کن کن مقدمات کی

---

* تفصیلات اسمبلی لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں۔

بناء پر سزا ہوئی نیز خواتین کی نگہداشت کے کیا اقدامات کئے گئے ہیں۔ کیا خواتین قیدیوں کی اصلاح ان بنیادوں پر کی جا رہی ہے کہ وہ رہائی کے بعد معاشرے میں باعزت زندگی گزار سکیں؟

وزیر قانون:

(الف) اس وقت صوبہ بھر میں 30 جیلیں فنکشنل ہیں۔ جب کہ ڈسٹرکٹ جیل ٹوبہ ٹیک سنگھ اور وہاڑی تکمیل کے مراحل میں ہیں۔ مزید برآں بھکر اور لیہ کے اضلاع میں جیلوں کی تعمیر کے منصوبوں پر کام ہو رہا ہے۔ موجودہ 30 جیلوں میں 9 جیلیں انیسویں صدی میں تعمیر ہوئیں اور 11 جیلیں آزادی سے قبل تعمیر ہوئیں۔ جب کہ 10 جیلیں پاکستان بننے کے بعد تعمیر ہوئیں۔ ان جیلوں کی تکمیل کے سال اور لاگت کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے *۔ چند جیلیں انتہائی پرانی ہیں جیسا کہ تعمیراتی سالوں سے ظاہر ہے لیکن اس کے باوجود حکومت ہر سال ان کی مرمت اور تزئین کا کام کرواتی رہتی ہے۔ جس کی وجہ سے ایک صدی سے زیادہ عرصہ گزرنے کے باوجود یہ جیلیں قائم ہیں۔ گجرات اور سیالکوٹ جیلوں کی عمارات کی حالت تسلی بخش نہ ہے۔ اس سلسلے میں ڈسٹرکٹ سیالکوٹ کی جیل کی تعمیر نو کا منصوبہ زیر غور ہے۔ مناسب اور متبادل جگہ کے ملنے پر مزید کارروائی کی جائے گی۔ اسیران جیل خانہ جات کو پاکستان Prisons Rules 1978 کے مطابق سہولیات فراہم کی جا رہی ہیں جس میں گرمیوں میں ٹھنڈے پانی کے کولر، نہانے کے لئے غسل خانے بھی شامل ہیں۔ تین وقت کا کھانا بمطابق سکیل فراہم کیا جاتا ہے۔ مزید براں مذہبی، دینی اور پیشہ ورانہ تربیت بھی اپنی مدد آپ کے تحت فراہم کی جاتی ہے۔ جب کہ زنانہ جیل ملتان میں پنجاب ووکیشنل ٹریننگ کونسل کے تعاون سے خواتین اسیران کو ایمبرائیڈری، ڈریس ڈیزائننگ، لٹریسی پروگرام اور سکن کیئر بیوٹیشن کی ٹریننگ فراہم کی جاتی ہے۔ تاکہ رہائی کے بعد وہ مفید شہری بن سکیں۔ جہاں تک کل رقبہ جیل خانہ جات پنجاب بشمول زرعی رقبہ کا تعلق ہے۔ اس کی تفصیل حسب ذیل ہے۔ جس میں اب تک یعنی یکم جولائی 2002 تا 31 دسمبر 2002 تک کوئی زرعی رقبہ ٹھیکے پر نہ دیا گیا ہے۔ بلکہ اسیران جیل خانہ جات پنجاب جن کی موجودہ

---

* تفصیلات اسمبلی لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں۔

تعداد تقریباً 50,000 کے لگ بھگ ہے کو سبزی جیل باغیچہ سے فراہم کی جاتی ہے۔ جس سے حکومت کو کروڑوں روپے کی بچت ہوتی ہے۔ چند جیلوں میں چارہ کی فروختگی سے ہونے والی آمدن کی تفصیل بھی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے*۔ جو کہ یکم جولائی 2002 سے 31 دسمبر 2002 تک سرکاری خزانہ میں جمع کروائی گئی ہے۔ مزید براں گندم اور دالوں کی پیداوار کو لوکل جیل سے استعمال کیا جاتا ہے؟

(ب) اس وقت پنجاب کی جیلوں میں 1021 خواتین مقید ہیں جب کہ مقررہ گنجائش 534 خواتین اسیران کے لئے ہے۔ کوئی خاتون اسیر معمولی نوعیت کے مقدمہ میں سزا نہیں کاٹ رہی ہے۔ بہر حال 3 قیدی خواتین زنانہ جیل ملتان میں عدم ادائیگی جرمانہ مبلغ -/55000 روپے کی وجہ سے قید کاٹ رہی ہیں۔ جن کی تفصیل بھی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے*۔ پنجاب کی جیلوں میں خواتین اسیران کی تعداد اور مقررہ گنجائش کی تفصیل بھی ایوان کی میز پر رکھ دی گی ہے *۔ مقررہ گنجائش کے اضافے کے لئے فیڈرل گورنمنٹ، سنٹرل جیل لاہور اور راولپنڈی میں ایک ایک بیرک اضافے کے لئے منصوبہ زیر عمل ہے۔ مزید براں فیصل آباد ضلع میں ایک خواتین کی علیحدہ جیل کا منصوبہ بھی فیڈرل گورنمنٹ کے زیر عمل ہے۔ فنڈز مختص ہونے پر منصوبوں پر عمل در آمد شروع ہو جائے گا۔

(ج) ڈسٹرکٹ جیل سیالکوٹ میں اس وقت 23 خواتین اسیران مقید ہیں اور ان کے مقدمات کی تفصیل ضمیمہ "الف" ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے *۔ خواتین اسیران کی نگہداشت کے لئے انہیں علیحدہ بیرک میں رکھا جاتا ہے۔ جس کی نگرانی 4 خواتین وارڈرز کرتی ہیں اور جیل کے قوانین کے مطابق انہیں خوراک اور دیگر سہولیات فراہم کی جاتی ہیں۔ دیگر سہولیات میں مذہبی تعلیم جس کے لئے علیحدہ لیڈی ٹیچر انہیں جس میں کلمہ کلاس، ناظرہ قرآن اور دیگر مذہبی تعلیم فراہم کی جاتی ہے تاکہ بعد از رہائی وہ معاشرے کی مفید شہری بن سکیں۔ علاوہ ازیں اپنی مدد آپ کے تحت ڈسٹرکٹ جیل سیالکوٹ میں خواتین اسیران کے لئے علیحدہ نئی بیرک جس میں دستکاری سکول بھی ہوگا، کی تعمیر تکمیلی مراحل میں ہے اس کی تکمیل کے بعد لوکل N.G.O اور نیک دل

* تفصیلات اسمبلی لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں۔

حضرات کے تعاون سے دستکاری سکول قائم کیا جائے گا۔ تاکہ اسیر خواتین فنی مہارت حاصل کرسکیں اور بعد از رہائی باعزت زندگی بسر کرسکیں۔

لاھور میں جرائم کی صورتحال

*162۔جناب سمیع اللہ خان: کیا وزیراعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ رواں سال کے پہلے چھ ماہ کے دوران جرائم کی تعداد میں یک دم اضافہ ہو گیا ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ اس عرصہ میں لاہور میں ڈکیتی اور چوری کی 438 اور قتل کی 212 وارداتیں ہوئی ہیں۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ سٹی ڈویژن میں چوری' ڈکیتی کی 86 وارداتیں رجسٹر ہوئیں جب کہ اس سے دو گنی تعداد کی رپورٹ درج نہ کی گئی۔

(د) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ قتل کی وارداتوں میں تھانہ شاہدرہ کا پانچواں نمبر ہے اور اس کی بنیادی وجہ تھانہ شاہدرہ ٹاؤن اور تھانہ جی۔ٹی روڈ شاہدرہ کے افسران کا علاقہ میں گشت نہ کرنا اور متعلقہ دفاتر میں ہی بیٹھ کر جرائم کنٹرول کرنے کی حکمت عملی کا نتیجہ ہے؟

(ر) اگر جز بالا ہائے درست ہیں تو لاہور پولیس کے سربراہ نے متعلقہ تھانوں کے افسران کے خلاف کیا کارروائی کی ہے؛ نیز یہ بھی بتایا جائے کہ پچھلے چھ ماہ کے دوران انویسٹی گیشن سنٹر شاھدرہ نے قتل' ڈکیتی اور چوری کی کتنی وارداتوں کی تفتیش مکمل کی ہے اور کتنے کیس زیر تفتیش ہیں اور کب سے زیر تفتیش ہیں۔ تفصیل مہیا کی جائے؟

وزیر قانون:

(الف) بروئے ریکارڈ ضلع لاہور میں سال رواں کے پہلے 6 ماہ کے دوران جرائم کے مختلف ہیڈز میں مجموعی طور پر 19122 مقدمات درج ہوئے جب کہ اس کے مقابلہ میں گزشتہ سال 17330 مقدمات درج ہوئے جس کے مطابق 1792 مقدمات کی زیادتی پائی گئی ہے لیکن یہ زیادتی جرائم بر خلاف اشخاص اور پراپرٹی میں نہیں بلکہ لوکل اینڈ سپیشل لاء (کارروائی پولیس) میں پائی گئی ہے جب کہ عرصہ زیر بحث میں جرائم برخلاف اشخاص کے مختلف ہیڈز میں 2291 کے مقابلہ میں 1785 اور اسی طرح جرائم برخلاف پراپرٹی میں

4549 کے مقابلہ میں امسال 4133 مقدمات درج ہوئے جس کے مطابق جرائم بر خلاف اشخاص اور پراپرٹی میں بالترتیب 506 اور 416 مقدمات کی قابل ذکر کمی پائی گئی ہے۔

(ب) ضلع لاہور میں سال رواں کے پہلے چھ ماہ میں ڈکیتی اور چوری میں 438 نہیں بلکہ گزشتہ سال کے اسی عرصہ میں 498 کے مقابلہ میں 514 مقدمات درج ہوئے اور قتل 212 نہیں بلکہ عرصہ زیر بحث میں 248 مقدمات درج ہوئے جس کے مطابق چوری اور ڈکیتی میں 16 مقدمات کی کمی پائی گئی ہے۔ البتہ قتل میں 3 مقدمات کا اضافہ پایا گیا لیکن یہ اضافہ دیرینہ دشمنی کا نہیں بلکہ یہ اضافہ استعال طبع کے تحت درج ہونے والے مقدمات سے ہوا ہے۔

(ج) ریکارڈ کے مطابق سٹی ڈویژن میں ڈکیتی، راہزنی اور چوری کی 86 وارداتیں نہیں بلکہ 527 وارداتیں ہوئیں اور متذکرہ اشخاص کے رابطہ کرنے پر مقامی پولیس نے زیر دفعہ 154 ض ف 527 مقدمات درج کئے جو اس بات کی واضح دلیل ہے کہ جرم قابل دست اندازی پولیس کے متعلق متعلقہ تھانہ میں اطلاع موصول ہوئی ہو تو اس کا مقدمہ درج کیا جاتا ہے دو گنی تعداد وقوعہ جات کی رپورٹ درج نہ کرنے میں صداقت نہ ہے۔

(د) مطابق ریکارڈ عرصہ زیر بحث ضلع لاہور قتل کے مقدمات میں تھانہ مانگا منڈی میں 11، باغبانپورہ 11، فیکٹری ایریا 11، سٹی رائے ونڈ 9، جنوبی چھاؤنی 8، نوانکوٹ 7، شاہدرہ ٹاؤن 7، اور شاہدرہ میں بھی 7 مقدمات درج ہونے پائے گئے ہیں۔ اس طرح تھانہ شاہدرہ پانچویں نمبر پر نہیں رہا بلکہ کافی پیچھے ہے۔ پولیس افسران کا دفتر میں بیٹھ کر کنٹرول کرنا درست نہیں۔ بلکہ پورے سرکل میں مجاہد سکواڈ 2، ٹائیگر سکواڈ 2، موٹر سائیکل سکواڈ 2 اور دونوں تھانوں کی گاڑیاں بھی ہر وقت گشت پر ہوتی ہیں بلکہ دیگر پولیس افسران بھی سفید پارچات میں پرائیویٹ موٹر سائیکلوں پر گشت کرتے رہتے ہیں۔

(ر) کیپیٹل سٹی پولیس چیف لاہور کی جانب سے جرائم کی روک تھام کے لئے مختلف اوقات میں ہدایات دی جاتی رہتی ہیں جن سے جرائم میں نمایاں کمی رونما ہوئی ہے۔ پچھلے چھ ماہ میں انویسٹی گیشن سنٹر شاہدرہ میں قتل کے 29 جن میں 11 چالان، 5 عدم پتا، 3 خارج اور 10 زیر تفتیش ہیں زیر تفتیش مقدمات میں عرصہ 4 ماہ سے زائد، تین ماہ سے زائد 2، دو ماہ سے زائد 2، ایک ماہ سے زائد 1 اور ایک ماہ سے کم 4 مقدمات ہیں۔ ڈکیتی / راہزنی کے 68 مقدمات جن میں 13 چالان 5 عدم پتا 50 زیر تفتیش ہیں زیر تفتیش مقدمات میں چار ماہ سے زائد 4، تین ماہ سے زائد 11، دو ماہ سے زائد 12، ایک ماہ سے زائد

16' ایک ماہ سے کم 7 اس طرح چوری کے 33 مقدمات جن میں 86 چالان' 91 عدم پتا' 7 خارج اور 147 زیرتفتیش ہیں۔ جن میں چار ماہ سے زائد 10' تین ماہ سے زائد 14' دو ماہ سے زائد 29' ایک ماہ سے زائد 45 اور ایک ماہ سے زائد 29' ایک ماہ سے زائد 45 اور ایک ماہ سے کم 49 مقدمات زیر تفتیش چلے آرہے ہیں۔

نئے پولیس نظام کی خامیاں

*172-**رانا تجمل حسین**، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ پولیس کے نئے نظام کی وجہ سے عوام کو سخت دشواریاں پیش آ رہی ہیں۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے مذکورہ نظام میں انوسٹی گیشن سیل اور انصاف کے متعلقہ دیگر ادارے دور دور واقع ہیں جس سے عوام الناس سخت پریشانیوں میں مبتلا ہیں۔

(ج) اگر جز "الف" اور "ب" کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس نظام کو فوری طور پر ختم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر "ہاں" تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر قانون:

(الف) سوال ہذا کے مندرجات حقیقت کے منافی ہیں جس کے مطابق لاہور شہر کے لوگوں کو انصاف مہیا کرنے کے اصول و ضوابط کی نفی ہوتی ہے۔ نئے پولیس آرڈیننس 2002ء کے مطابق پورے ملک میں شعبہ تفتیش کو شعبہ واچ اینڈ وارڈ سے الگ کرنا ہے۔ لہذا اس آرڈیننس کے مطابق لاہور میں یہ نظام نافذ کیا گیا ہے اس نظام کی اہم بات یہ ہے کہ دونوں شعبے اپنی اپنی متعلقہ ڈیوٹی نہایت یکسوئی سے سرانجام دے رہے ہیں اور عوام کو دونوں شعبوں کے آفیسران دفاتر اور تفتیشی سنٹر پولیس میں حاضر ملتے ہیں جس سے لاہور کے شہری اپنے مسائل کے بارے میں زبانی اور تحریری ان کے نوٹس میں لاتے ہیں جن پر فوری طور پر عمل درآمد کرتے ہوئے ان کو ہر ممکن انصاف مہیا کیا جاتا ہے۔

(ب) ہر سرکل میں ایک انوسٹی گیشن سنٹر واقع ہے جس کا انچارج اور محرر لاہور کے شہریوں کی راہنمائی کے لئے ہر وقت سنٹر پولیس میں موجود ہوتا ہے۔ جن سے شہری اپنی

تفتیش ہائے مقدمات کے بارے میں بلا جھجک بات چیت کرتے ہیں۔ اب تفتیشی آفیسر صرف تفتیش ہی کرتا ہے اور شہریوں کیساتھ خوش گفتار و خوش خلقی عزت و احترام کے ساتھ پیش آتا ہے۔ اس نظام کی بدولت پراپرٹی کیسوں میں سزا کا ریٹ بہتر ہوا۔ جہاں تک الزامات بابت لوگوں کا رشوت دینا' ذلیل و رسوا ہونا اور رشوت کے ریٹ بڑھانے کا تعلق ہے' بالکل غلط ہے۔ بے معنی اور حقیقت کے برعکس بات ہے۔ شعبہ تفتیش کا واچ اینڈ وارڈ سے الگ ہونے کے بعد لاہور کے شہری جو اپنی تفتیش کے بارے میں آتے ہیں۔ کبھی بھی کسی نے نئے نظام کے بارے میں ناپسندیدگی یا انصاف میں رکاوٹ کے بارے میں شکایت نہ کی ہے۔ کیونکہ نئے سسٹم سے قبل محکمہ پولیس کے افسران اور تفتیشی عملہ کو تفتیش کے علاوہ لاء اینڈ آرڈر ڈیوٹیاں بھی کرنا پڑتی تھیں۔ جس کی وجہ سے مقدمات کی تفتیش بروقت مکمل نہ ہونے پر جہاں مجرم سزا نہ ملنے کی وجہ سے بچ جاتے تھے۔ وہاں مدعی مقدمات کو بروقت اور فوری انصاف مہیا نہیں ہوتا تھا۔ نئے سسٹم کی وجہ سے تفتیشی افسران تفتیش ہائے مقدمات بروقت اور اپنے فرائض دلجمعی سے سرانجام دے رہے ہیں۔

(ج) حکومت نے اس نئے نظام کو جاری رکھنے کے لئے ایک کمیٹی تشکیل دی ہے۔ جس کی رپورٹ کی روشنی میں حکومتی سطح پر فیصلہ ہو گا۔

ڈی۔ایس۔پی حضرات کی ملازمت سے برطرفی

*182۔میاں سعود حسن ڈار، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) یکم جنوری 2001 سے آج تک کتنے ڈی۔ایس۔پی حضرات کو ملازمت سے برطرف / برخاست کیا گیا ہے۔ ان کے نام اور ملازمت سے برخاست کرنے کی وجوہات کیا ہیں؟

(ب) کیا ان ڈی۔ایس۔پی حضرات کو ملازمت سے برخاست کرنے سے قبل کوئی انکوائری کمیٹی تشکیل دی گئی تھی' اگر ہاں تو برخاست کردہ کتنے ڈی۔ایس۔پی حضرات کو ان انکوائری کمیٹی نے ملازمت سے برخاست کرنے کی سفارش کی تھی اور کتنے ڈی۔ایس۔پی حضرات کو بغیر وجہ کے نکالا گیا ہے؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ حال ہی میں 29 ڈی۔ایس۔پی حضرات کو ملازمت سے بلاوجہ برخاست کر دیا گیا ہے۔ جب کہ ان میں سے اکثریت ایماندار اور اچھے ریکارڈ کے حامل

D.S.P تھے۔ اگر ایسا ہے تو کیا حکومت اچھے ریکارڈ والے اور ایماندار ڈی۔ایس۔پی حضرات کو ملازمت پر بحال کرنے کو تیار ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر قانون:

(الف) یکم جنوری 2001 سے آج تک 38 ڈی۔ایس۔پی حضرات کو ملازمت سے برطرف / برخاست/جبری ریٹائرڈ/ ریٹائرڈ کیا گیا۔ جن کے نام، وجوہات ضمیمہ "الف" پر لف ہے۔

(ب) مجاز اتھارٹی ہوم سیکرٹری پنجاب/ آئی۔جی پنجاب نے قواعد و ضوابط کو مدنظر رکھتے ہوئے مذکورہ بالا ڈی ایس پی صاحبان کو ملازمت سے برخاست /برطرف /ریٹائرڈ / جبری ریٹائر کیا۔

(ج) مجاز اتھارٹی ہوم سیکرٹری پنجاب نے (29) ڈی۔ایس۔پی حضرات کو قواعد و ضوابط کے مطابق برطرف / برخاست / ریٹائرڈ / جبری ریٹائر کیا۔ 7 ڈی۔ایس۔پی حضرات جو کہ ضمیمہ "الف" کے سیریل نمبر 8,6,5,3,1 اور 36 پر ہیں نے Appellate Authority کے پاس اپیلیں کیں اور مجاز اتھارٹی نے انہیں ملازمت پر بحال کر دیا ہے۔ جب کہ باقی ماندہ ریٹائرڈ /برخاست /برطرف /جبری ریٹائرڈ ڈی ایس پی حضرات نے اپیلیٹ اتھارٹی کو اپیلیں کی ہوئی ہیں جن پر مناسب کارروائی مجاز اتھارٹی نے کرنی ہے۔

نام ڈی ایس پی	وجوہات
1۔ غلام فرید ڈھلو ڈی۔ایس۔پی/ایس۔ڈی۔پی۔او مظفر گڑھ	اس کے سرکل تھانہ صدر مظفر گڑھ میں تین ملزمان پر پولیس حوالات میں تشدد کیا گیا۔ ڈی۔ایس۔پی کو غفلت کا ذمہ دار قرار دیا گیا۔ محکمہ کارروائی ای اینڈ ڈی رولز 1999 کے مطابق کی گئی۔ کیپٹن احمد لطیف ایس۔پی کو انکوائری آفیسر مقرر کیا گیا۔ انکوائری میں ڈی۔ایس۔پی کو گنہگار ٹھہرایا گیا۔ اتھارٹی نے ڈی۔ایس۔پی کو بعد از انکوائری ذاتی شنوائی کا موقع فراہم کیا اور ڈی۔ایس۔پی کو ملازمت سے جبری ریٹائر کرنے کا حکم صادر فرمایا۔

2۔ ارشاد اختر گلاب، ڈی۔ایس۔پی جڑانوالہ، ضلع فیصل آباد۔	اس کے علاقے میں بس ڈکیتی ہوئی لیکن معلوم ہونے کے باوجود فوراً کارروائی نہ کی گئی جس کی وجہ سے ڈی ایس پی کے خلاف محکمانہ کارروائی ای اینڈ رولز 1999 کے مطابق کی گئی محمد سلیم بھٹی ایس پی سرگودھا کو انکوائری آفیسر مقرر کیا گیا جس نے ڈی ایس پی کو گنہگار ٹھہرایا۔ اتھارٹی کے پاس شنوائی کا موقع فراہم کیا گیا۔ ڈی ایس پی کو جبری ریٹائر کرنے کا حکم صادر کیا گیا۔
3۔ نصیب انور، ڈی۔ایس۔پی تلہ گنگ ضلع چکوال	ڈی آئی جی راولپنڈی نے شکایت کی کہ اس ڈی۔ایس۔پی نے ایک کیس ایف۔آئی۔آر 129/02 پولیس اسٹیشن صدر تلہ گنگ میں غلط تفتیش کی ہے اور اس میں معیار کے مطابق کام کرنے کی صلاحیت نہیں ہے۔ اس لئے ڈی ایس پی کے خلاف محکمانہ کارروائی ای اینڈ رولز 1999 کے مطابق کی گئی۔ ایس پی رینج کرائمز راولپنڈی سکندر حیات کو انکوائری آفیسر مقرر کیا گیا۔ جس نے ڈی۔ایس۔پی کو گنہگار ٹھہرایا۔ اتھارٹی کے پاس شنوائی کا موقع فراہم کیا گیا اور ڈی۔ایس۔پی کو جبری ریٹائر کرنے کا حکم صادر فرمایا۔
4۔ اکرام اللہ خان نیازی	اس نے کیس ایف آئی آر 207/2000 تھانہ سٹی میں انسپکٹر کے حق میں فیصلہ دیا۔ جب کہ وہ گنہگار تھا اور غلط رپورٹ کی۔ ڈی ایس پی کے خلاف محکمانہ کارروائی ای اینڈ رولز 1999ء کے مطابق کی گئی۔ ایس۔پی اوکاڑہ طارق مسعود یٰسین کو انکوائری آفیسر مقرر کیا گیا۔ جس نے ڈی۔ایس۔پی کو گنہگار ٹھہرایا۔ اتھارٹی کے پاس شنوائی کا موقع فراہم کیا گیا اور ڈی۔ایس۔پی کو جبری ریٹائر کرنے کا حکم صادر فرمایا۔

5- محمد امیر بیگ' ڈی۔ایس۔پی صدر رحیم یار خان	-ایضاً-
6- عبداللطیف' ڈی۔ایس۔پی' لیگل بھکر	ڈی۔ایس۔پی پر الزام تھا کہ لوگوں کو غلط قانونی مشورے دیا کرتا تھا اور ان سے رشوت لیتا تھا اور بری شہرت رکھتا تھا۔ ڈی۔ایس۔پی کے خلاف محکمانہ کارروائی ای اینڈ ڈی رولز1999 کے مطابق کی گئی۔ ڈپٹی ڈائریکٹر آر اینڈ ڈی ریاض نعیم کو انکوائری آفیسرمقرر کیا گیا۔ جس نے ڈی۔ایس۔پی کو گنہگار ٹھہرایا۔ اتھارٹی کے پاس شنوائی کا موقع فراہم کیا گیا اور ڈی ایس پی کو جبری ریٹائر کرنے کا حکم صادر فرمایا۔
7- شیخ محمد اسلم' ڈی۔ایس۔پی پولیس لائن' لاہور	اس نے نااہلی کا ثبوت دیتے ہوئے ایک کیس میں پی ہیڈ کوارٹر لاہور کو رشوت دینے کی کوشش کی۔ ڈی۔ایس۔پی کے خلاف محکمانہ کارروائی ای اینڈ رولز 1999 کے مطابق کی گئی۔ ایس پی شیخوپورہ سید محمد عابد قادری کو انکوائری آفیسرمقرر کیا گیا۔ جس نے ڈی۔ایس۔پی کو گنہگار ٹھہرایا۔ اتھارٹی کے پاس شنوائی کا موقع فراہم کیا گیا اور ڈی ایس پی کو جبری ریٹائر کرنے کا حکم صادر فرمایا۔
8- ظہیر بابر باجوہ' ڈی۔ایس۔پی	ڈی۔آئی۔جی لاہور اور ایس۔ایس۔پی لاہور نے پولیس اسٹیشن ڈیفنس لاہور کی انسپکشن کی تو ڈی۔ایس۔پی کی بے شمار کوتاہیاں سامنے آئیں اور ڈی۔ایس۔پی کو اپنے عہدے کے مطابق نااہل قرار دیا۔ مرزا شکیل احمد ایس۔پی کینٹ کو انکوائری آفیسرمقرر کیا گیا۔ جنہوں نے ڈی۔ایس۔پی کو گنہگار ٹھہرایا۔ اتھارٹی کے پاس شنوائی کاموقع فراہم کیا گیا اور ڈی۔ایس۔پی کو جبری ریٹائر کیا گیا۔

9۔ عصمت اللہ نیازی' ڈی۔ایس۔پی	بطور ڈی۔ایس۔پی نااہل ثابت ہوا۔ رشوت لینا بری شہرت رکھنا اور ایک اور کیس میں اس عہدے سے تنزلی پائی اور انسپکٹر ہو گیا بعد میں اپیل کی اور دوبارہ اس عہدے پر فائز ہو گیا۔ اتھارٹی ہوم سیکرٹری کے پاس شنوائی ہوئی لیکن تسلی بخش جواب نہ دے سکا۔ اس لئے اتھارٹی نے سول ایکٹ 1974 کے مطابق ریٹائر کر دیا۔
10۔ پرویز ترین' ڈی۔ایس۔پی	ڈی۔ایس۔پی کو بری شہرت رکھنے اپنے عہدے کے مطابق نااہل ثابت ہونا' راشی قرار پانا بد اخلاقی اور دفتری مصروفیات میں کوتاہی برتنے کے الزامات کے تحت شوکاز نوٹس مجاز اتھارٹی نے جاری کیا۔ ہوم سیکرٹری پنجاب کے پاس شنوائی ہوئی۔ جواب تسلی بخش نہ ہونے کی صورت میں اتھارٹی نے سول ایکٹ 1974 کے مطابق ریٹائر کر دیا۔
11۔ رائے ضمیر الحق' ڈی۔ایس۔پی	۔ایضاً۔
12۔ ملک طاہر محمود' ڈی۔ایس۔پی	۔ایضاً۔
13۔ راؤ سلیم اختر' ڈی۔ایس۔پی	۔ایضاً۔
14۔ راجہ محمد بنارس' ڈی۔ایس۔پی	۔ایضاً۔
15۔ ملک نصیر احمد اعوان' ڈی۔ایس۔پی	۔ایضاً۔
16۔ شیخ ضیاء الحق' ڈی۔ایس۔پی	۔ایضاً۔
17۔ رانا قمر علی' ڈی۔ایس۔پی	۔ایضاً۔
18۔ جاوید مختار' ڈی۔ایس۔پی	۔ایضاً۔
19۔ محمد بشیر' ڈی۔ایس۔پی	۔ایضاً۔
20۔ محمد حسین ملک' ڈی۔ایس۔پی	۔ایضاً۔
21۔ رائے مقصود' ڈی۔ایس۔پی	۔ایضاً۔
22۔ محمد یونس بھٹی' ڈی۔ایس۔پی	۔ایضاً۔
23۔ عبدالجمیل' ڈی۔ایس۔پی	۔ایضاً۔

24	ضیاء اللہ خان نیازی' ڈی۔ایس۔پی	۔ایضاً۔
25	نصیر احمد علوی' ڈی۔ایس۔پی	۔ایضاً۔
26	اصغر علی چیمہ' ڈی۔ایس۔پی	۔ایضاً۔
27	جمیل اختر غوری ڈی۔ایس۔پی	ڈی ایس پی کو بری شہرت رکھنے اپنے عہدے کے مطابق نااہل ثابت ہونا۔ راشی قرار پانا' بد اخلاقی اور دفتری مصروفیات میں کوتاہی برتنے کے الزامات کے تحت شوکاز نوٹس مجاز اتھارٹی نے جاری کیا۔ ہوم سیکرٹری پنجاب کے پاس شنوائی ہوئی۔ جواب تسلی بخش نہ ہونے کی صورت میں اتھارٹی نے سول ایکٹ 1974 کے مطابق ریٹائر کردیا۔
28	امان اللہ خان نیازی' ڈی۔ایس۔پی	۔ایضاً۔
29	رحمت اللہ وڑائچ' ڈی۔ایس۔پی	۔ایضاً۔
30	چوہدری عبداللطیف' ڈی۔ایس۔پی	۔ایضاً۔
31	محمد شریف' ڈی۔ایس۔پی	۔ایضاً۔
32	محمد رفیق آغا' ڈی۔ایس۔پی	۔ایضاً۔
33	طارق حنیف جوئیہ' ڈی۔ایس۔پی	۔ایضاً۔
34	آصف ظفر چیمہ' ڈی۔ایس۔پی	نااہل' بد اخلاق ہونے کی صورت میں اتھارٹی نے شوکاز نوٹس جاری کیا۔ ہوم سیکرٹری پنجاب کے پاس ذاتی شنوائی بھی ہوئی۔ جواب تسلی بخش نہ ہونے کی صورت میں رولز آر۔ایس۔او 2000 کا استعمال کرتے ہوئے ڈی۔ایس۔پی کو جبری ریٹائر کر دیا۔
35	نعمت علی گوراہیہ' ڈی۔ایس۔پی	۔ایضاً۔
36	منظر نسیم چودھری' ڈی۔ایس۔پی	۔ایضاً۔
37	غلام حسین نیازی' ڈی۔ایس۔پی	۔ایضاً۔
38	نزاکت علی' ڈی۔ایس۔پی	۔ایضاً۔

ٹریفک پولیس کا دائرہ اختیار

*330۔**شیخ امجد عزیز**: کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ٹریفک پولیس کا کوئی بھی انسپکٹر لاہور کے کسی بھی ایریا میں چالان کرنے کا اختیار رکھتا ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اگر ٹریفک سگنل بند ہوں' چل نہ رہے ہوں تو کیا ٹریفک پولیس چالان کر سکتی ہے۔ (یعنی سگنل پر ٹریفک پولیس کا اہلکار بھی تعینات نہ ہو تو کیا یہ سگنل کی خلاف ورزی ہو گی)۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ انور نامی ٹریفک انسپکٹر' محمد سلیم(حوالدار) اور حوالدار ڈرائیور لاہور کینٹ کو ڈی۔آئی۔جی ٹریفک لاہور نے خصوصی اختیارات دے رکھے ہیں کہ لاہور میں کسی بھی جگہ کسی بھی گاڑی' موٹر سائیکل کا چالان کر سکتے ہیں۔

(د) انور نامی ٹریفک انسپکٹر و محمد سلیم(حوالدار) اور حوالدار ڈرائیور کس حیثیت سے کب بھرتی ہوئے۔ اب تک کہاں کہاں کس کس حیثیت سے فرائض سرانجام دے چکے ہیں اور ان کی تعلیمی قابلیت کیا ہے نیز لاہور میں کتنے عرصہ سے ڈیوٹی سرانجام دے رہے ہیں۔

(ہ) آج تک مذکورہ بالا آفیسر و اہلکاران کے خلاف کتنی انکوائریاں کس کس بناء پر ہوئیں اورکتنی انکوائریوں میں اہلکاران کو Guilty ہونے کی بناء پر کیا کیا سزا دی گئی ہے۔ کیا یہ بھی درست ہے کہ ٹریفک اہلکاران کو ہر روز جائز و ناجائز مخصوص تعداد میں چالان کرنا ضروری ہیں۔ کیا حکومت کی طرف سے ٹریفک پولیس کو اس طرح کی کوئی ہدایات دی گئی ہیں؟

وزیر قانون'

(الف) زیر دفعہ 116A موٹر وہیکل آرڈیننس کوئی بھی باوردی پولیس افسر جو عہدہ میں ہیڈ کانسٹیبل سے کم نہ ہو موٹر وہیکل آرڈیننس کی روسے یہ باور کرے کہ کوئی شخص ٹریفک قوانین کی خلاف ورزی کا جرم سرزد کر رہا ہے۔ کسی بھی گاڑی کا چالان کر سکتا ہے۔ جیسا کہ شیڈول نمبر MVO12 میں تحریر ہے شیڈول 12 بابت خلاف ورزیاں اور جرمانے نیز زیر دفعہ MVO113 باوردی پولیس افسر بغیر کسی وارنٹ کے ایسے

شخص کو جس کی بابت ہی گمان ہو کہ اس نے زیر دفعہ 100.99 یا 104 جرم سرزد کیا ہو گرفتار کر سکتا ہے۔

(ب) اگر کسی سگنل پر ٹریفک پولیس کا اہلکار تعینات نہ ہو ٹریفک سگنل بند ہوں تو یہ سگنل کی خلاف ورزی نہ ہو گی کیونکہ اگر سگنل بند (خراب) اور ٹریفک پولیس اہلکار بھی تعینات نہ ہو تو ٹریفک پولیس سگنل کی خلاف ورزی کا چالان کیسے کر سکتی ہے چونکہ وہاں تو ٹریفک پولیس کا اہلکار موجود ہی نہیں ہے۔

(ج) یہ بات ہرگز درست نہ ہے کہ انور انسپکٹر ٹریفک محمد سلیم اور حوالدار ڈرائیور کو جناب ڈی آئی جی ٹریفک پنجاب نے خصوصی اختیارات دے رکھے ہیں۔ دوران ڈیوٹی کسی بھی جگہ ٹریفک قوانین کی خلاف ورزی پر چالان کیا جا سکتا ہے۔ زیر دفعہ 116A موٹر وہیکل آرڈیننس کوئی بھی باوردی پولیس افسر جو عہدہ میں ہیڈ کانسٹیبل سے کم نہ ہو موٹر وہیکل آرڈیننس کی رو سے یہ باور کرے کہ کوئی شخص ٹریفک قوانین کی خلاف ورزی کا جرم سرزد کر رہا ہے۔ کسی بھی گاڑی کا چالان کر سکتا ہے۔ جیسا کہ شیڈول نمبر MVO12 میں تحریر ہے کہ شیڈول 12 بابت خلاف ورزیاں اور جرمانے نیز زیر دفعہ MVO113 باوردی پولیس افسر بغیر کسی وارنٹ کے ایسے شخص کو جس کی بابت یہ گمان ہو کہ اس نے زیر دفعہ 100.99 تا 104 جرم سرزد کیا ہو، گرفتار کر سکتا ہے۔

(د) محمد انور انسپکٹر ٹریفک و محمد سلیم 2066/C مظہر اقبال 1539/HVC کے کوائف ذیل ہیں۔

محمد انور، انسپکٹر ٹریفک

تاریخ بھرتی	07-04-1990 بطور انسپکٹر
تعلیم	B A., LL B
آمد ٹریفک لاہور	04-02-2000
پوسٹنگ چارٹ سپیشل سکواڈ سٹی	11-02-2000
کوٹ لکھپت سیکٹر	02-08-2000
مال I	22-01-2001
رائے ونڈ روڈ	14-02-2001
میکلوڈ روڈ	02-06-2001
مال II	19-06-2001

انارکلی	03-10-2001
کینٹ	01-03-2002
صدر سکواڈ	11-03-2002
ٹاؤن شپ	11-06-2002
سپیشل سکواڈ کینٹ	25-09-2002
ایڈوانس کورس سہالہ	04-01-2003

محمد سلیم 2066/C

تاریخ بھرتی	26-08-1976
تعلیم	میٹرک
آمد ٹریفک لاہور	06-11-1986
دفتر ٹریفک	21-10-1994
نواں کوٹ	03-10-1997
پراسیکیوشن	04-02-1998
نائب محرر اکبری	02-06-1998
نائب محرر کوتوالی	01-10-1998
نائب محرر لوئرمال	09-10-1998
نائب محرر مزنگ	06-01-1999
اچھرہ	09-02-1999
کوتوالی	01-03-1999
ہمراہ ADIG/T	20-05-2000
سکواڈ سٹی	31-08-2001
سکواڈ صدر	02-03-2002
نیاز بیگ	02-03-2002
مال II	13-05-2002
سکواڈ کینٹ	16-09-2002
سکواڈ ماڈل ٹاؤن	11-01-2003

مظہر اقبال 1539/HC ڈرائیور

تاریخ بھرتی	18-12-1990
تعلیم	میٹرک
آمد ٹریفک لاہور	11-10-2001
ٹریفک لائن ایم ٹی	11-10-2001
بطور ڈرائیور سکواڈ کینٹ	11-10-2001

(ہ) مذکورہ بالا افسر و اہلکاران کے خلاف کسی قسم کی کوئی انکوائری نہ ہوئی ہے اور نہ ہی کسی انکوائری میں سزا دی گئی ہے۔ علاوہ ازیں یہ بات بھی درست نہ ہے کہ ٹریفک اہلکاران کو ہر روز جائز و ناجائز مخصوص تعداد میں چالان کرنا ضروری ہیں۔ حکومت کی طرف سے کسی بھی ٹریفک اہلکار کو ٹارگٹ نہ دیا گیا ہے کہ وہ مخصوص تعداد میں چالان کرے۔ بلکہ جرم کی نوعیت کو مدنظر رکھتے ہوئے جائز چالان کرنے کی ہدایت کی گئی ہے۔ اگر کوئی اہلکار کسی کا ناجائز چالان کرتا ہے تو شکایت کی صورت میں قصور وار ثابت ہونے پر حسب ضابطہ کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے۔ رب جلیل سے دعا ہے کہ ہماری قوم (جس میں ہم سب شامل ہیں) میں ٹریفک قوانین کو سمجھنے اور عمل کرنے کا شعور پیدا ہو جائے کہ کوئی شخص ٹریفک قوانین کی خلاف ورزی نہ کرے اور ٹریفک پولیس کو جائز چالان کرنے کی بھی ضرورت محسوس نہ ہو۔

سیالکوٹ میں اغواء برائے تاوان

*335۔ جناب ارشد محمود بگو: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ 25 نومبر 2002 کو محمد لطیف نامی شخص سیالکوٹ سے اغواء ہوا اور اغواء کرنے والے افراد نے 80 لاکھ روپے مغوی کے ورثاء سے وصول کر کے اسے چھوڑا؛

(ب) اگر یہ درست ہے تو کیا اغواء کرنے والے ملزمان گرفتار ہوئے ہیں؛

(ج) کیا یہ درست ہے کہ سیالکوٹ کے ایک بڑے ایکسپورٹر شیخ اسلام 12 دسمبر 2002 کو اغواء ہوئے؛ کیا مغوی برآمد ہوا اور اغواء کرنے والے ملزمان گرفتار ہوئے، اگر نہیں تو اس

کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر قانون:

(الف) یہ درست ہے کہ 25 نومبر 2002 کو بوقت 5 بجے شام محمد لطیف سکنہ ماڈل ٹاؤن سیالکوٹ کو ان کے ڈیرہ واقع دیہہ گھو اروڑہ علاقہ تھانہ صدر سیالکوٹ سے 3 نامعلوم مسلح افراد نے اغواء کیا۔ اس سنگین وقوعہ کی اطلاع پاکر انسپکٹر S.H.O تھانہ صدر نے برموقع پہنچ کر وارثان مدعی سے رابطہ کیا۔ مگر مدعی کے وارثان کارروائی بذریعہ پولیس کرانے سے گریز کرتے رہے۔ وقوعہ سنگین ہونے کی وجہ سے اپنے طور پر پولیس تھانہ صدر سیالکوٹ نے مقدمہ نمبر 545 مورخہ 28-11-2002 بجرم 365-A ت۔پ تھانہ صدر سیالکوٹ برخلاف نامعلوم ملزمان درج رجسٹر کر کے تفتیش شروع کی۔ محمد لطیف مغوی کی بازیابی از چنگل ملزمان وارثان مذکور نے مبلغ 80 لاکھ ادا کرنے کے بارے میں پولیس کو اصلیت ظاہر کرنے سے گریزاں ہیں اور پردہ میں تمام کارروائی کی ہے۔

(ب) اغواء کی بابت وقوعہ صحیح ہے رقم دے کر مغوی کو رہا کروانے کی بابت اوپر بیان کیا جا چکا ہے۔ البتہ مقامی پولیس نے ولی خان وغیرہ 23 سابقہ ریکارڈ یافتہ اشخاص کو شامل تفتیش کیا ہے۔ ان اشخاص کو محمد لطیف مغوی کو دکھایا گیا ہے۔ مغوی نے ان میں سے کسی کو شناخت نہ کیا ہے۔ تاہم مقدمہ تفتیش جاری ہے۔

(ج) ایکسپورٹر شیخ اسلام کے اغواء کی بابت ضلع سیالکوٹ کی حدود میں وقوعہ سرزد نہ ہوا ہے۔ نہ ہی کسی تھانہ کی پولیس کو کوئی ایسی اطلاع موصول ہوئی ہے اور نہ ہی کوئی مقدمہ درج ہوا ہے۔

حویلی لکھا اوکاڑہ میں منشیات کا دھندہ

*358۔**جناب بلال یاسین**، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ (حویلی لکھا) اوکاڑہ میں منشیات کا دھندہ عروج پر ہے اور پولیس اس لعنت کو ختم کرنے کے لئے کوئی اقدامات نہیں کر رہی، جس کی وجہ سے چھوٹے بڑے خاص طور پر بچے منشیات کے عادی بن رہے ہیں۔ بلکہ وہ تباہ و برباد ہو رہے ہیں۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ منشیات فروخت کرنے والوں کے اڈوں پر متعلقہ محکمہ پولیس والے کسی قسم کی کارروائی نہیں کرتے (حویلی لکھا) پولیس والے ان منشیات فروشوں

سے ڈرتے ہیں یا ان کی سربراہی کرتے ہیں۔

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس موذی لعنت سے حویلی لکھا (اوکاڑہ) کے شہریوں خاص کر بچوں کو چھٹکارا دلا سکتی ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر قانون:

(الف) سال 2002 میں حویلی لکھا میں منشیات کے متعلقہ 174 مقدمات درج رجسٹر ہوئے۔ جن میں ملزمان کو گرفتار کر کے جیل بھجوایا گیا۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ حویلی لکھا پولیس نے اس لعنت کو ختم کرنے کے لئے کوئی کسر نہ اٹھا چھوڑی ہے۔

(ب) اگر پولیس حویلی لکھا منشیات فروشوں سے ڈرتی یا منشیات فروشوں کی سربراہی کرتی تو منشیات فروشوں کے خلاف تھانہ حویلی لکھا میں 174 مقدمات درج رجسٹر نہ ہوتے۔ پولیس حویلی لکھا منشیات فروشوں کی ہر مقام پر حوصلہ شکنی کرتی ہے۔

(ج) حویلی لکھا پولیس منشیات فروشوں کے خلاف سخت سے سخت کارروائیاں کر رہی ہے۔ جہاں کہیں بھی منشیات فروش منشیات کی سرگرمیوں میں ملوث پائے جاتے ہیں۔ ان کے خلاف مقدمات درج کرکے ان کو جیل بھجوایا جاتا ہے اور عدالت ہائے سے سخت سے سخت سزائیں دلوائی جاتی ہیں۔ حویلی لکھا پولیس نوجوان نسل کو منشیات جیسی لعنت سے بچانے کی ہر ممکن کوشش کر رہی ہے۔ حویلی لکھا کے مشہور منشیات فروش مقبول شاہ' غفور شاہ اور ظہور شاہ وغیرہ کے خلاف قانونی کارروائی کر کے متعدد مقدمات متعلق منشیات درج رجسٹر کئے۔ مسمی غفور شاہ اب بھی مقدمہ نمبر 764 مورخہ 28-11-2002 بجرم 3/4 امتناع منشیات تھانہ حویلی لکھا میں جیل میں ہے جب کہ ایک اور مشہور منشیات فروش محمد یار ولد محمد دین قوم قصاب سکنہ حویلی لکھا کے خلاف بھی حویلی لکھا پولیس نے متعدد مقدمات درج رجسٹر کئے۔ اب محمد یار مذکورہ مقدمہ نمبر 7/2003 مورخہ 05-01-2003 بجرم 3/4 امتناع منشیات میں جیل میں ہے۔ مذکورہ بالا منشیات فروشوں کے خلاف پولیس حویلی لکھا کے پاس کافی ریکارڈ موجود ہے۔ ان کے علاوہ بھی جو کوئی بھی شخص منشیات کے دھندہ میں ملوث پایا جاتا ہے۔ اس کے خلاف فوری حسب ضابطہ قانونی کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے۔ جہاں تک پولیس حویلی لکھا کا منشیات فروشوں کی سرپرستی کرنے کا تعلق ہے تو یہ بات درست نہ ہے۔ حویلی لکھا پولیس کے سال 2002 کے منشیات فروشوں کے خلاف درج کئے گئے مقدمات سے عیاں

ہے کہ حویلی لکھا پولیس کسی بھی مقام پر منشیات فروشوں کی سرپرستی نہ کرتی ہے۔

ویگن اسٹینڈ اوکاڑہ میں پولیس کا رویہ

*359۔جناب بلال یاسین، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حویلی لکھا(اوکاڑہ) پولیس والے ویگن اسٹینڈ اڈے پر جب چاہے ویگنیں پکڑ کرلے جاتے ہیں اور وجہ بھی نہیں بتاتے؛

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ جب پولیس والوں سے پوچھا جائے کہ ویگنیں پکڑنے کی وجوہات کیا ہیں تو اسٹینڈ پر ملازموں کو مار مار کر ادھ موا کر دیتے ہیں اور کہتے ہیں تمہیں ایسا سوال کرنے کی جرات کیسے ہوئی۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ محمد احمد اڈہ منیجر ویگن اسٹینڈ کو حویلی لکھا پولیس والوں نے مار مار کر بے ہوش کر دیا۔

(د) کیا اوکاڑہ انتظامیہ نے حویلی لکھا پولیس والوں کو بغیر وجہ بتائے حویلی لکھا کے شریف شہریوں کو مار پیٹ کرنے کی اجازت دے رکھی ہے' کیا حویلی لکھا پولیس والوں کے لئے کوئی قانون نہیں ہے۔

(ہ) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت (حویلی لکھا) اوکاڑہ کے شہریوں کو پولیس کے غیرقانونی ہتھکنڈوں سے بچانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر قانون ؛

(الف) ریفرنڈم و الیکشن ہائے وغیرہ کی ڈیوٹی کے لئے ویگنوں کو تھانہ میں لے جایا گیا ہے کیونکہ اس بارے میں افسران بالا نے بھی حکم دیا تھا۔ ویگن مالکان کو باقاعدہ بتایا گیا کہ آپ کو الیکشن یا ریفرنڈم کی ڈیوٹی کے لئے لے جایا جا رہا ہے اور انہیں اس ڈیوٹی کا معاوضہ بھی دیا گیا ہے۔

(ب) آج تک کوئی ایسا وقوعہ نہ ہوا کہ حویلی لکھا پولیس والے ویگنوں کو بلا وجہ پکڑ کر تھانہ لے گئے ہوں یا کسی سٹینڈ کے ملازم کو یا ویگنوں کے مالکان کو مارا پیٹا یا بدتمیزی کی ہو۔ اگر اس قسم کا کوئی وقوعہ ہوا ہو تو فوراً متعلقہ ذمہ دار پولیس اہلکار کے خلاف قانونی کاروائی عمل میں لائی جاتی۔

(ج) مورخہ 08-1-2002 کو ایک ویگن سٹینڈ سے باہر سڑک کے درمیان میں کھڑی تھی۔ جس کے ڈرائیور کو محمد جاوید اے۔ایس۔آئی پولیس چوکی حویلی لکھانے ویگن کو سڑک کے درمیان سے ہٹانے کے لئے کہا تو اس نے جاوید' اے۔ایس۔آئی کے ساتھ بدتمیزی کی۔ غلیظ گالیاں نکالیں۔ اسی دوران محمد احمد ولد شان قوم ترکھان سکنہ حویلی لکھا' محمد قاسم ولد غلام محمد' محمد یسٰین' محمد عاشق وغیرہ ملازمین ویگن اسٹینڈ حویلی لکھا بھی موقع پر آ گئے اور محمد جاوید ASI کے گلوگیر ہو گئے۔ اس کی وردی پھاڑ دی اور اسے مارا پیٹا۔ جس پر مذکورہ بالا ملزمان ویگن اسٹینڈ حویلی لکھا کے خلاف مقدمہ نمبر 792 مورخہ 08-12-2002 بجرم 353/186/148/149 ت۔پ تھانہ حویلی لکھا درج رجسٹر ہوا۔ جس کی تفتیش محمد یونس بٹ DSP انوسٹی گیشن اوکاڑہ کر رہے ہیں۔ اس کے برعکس جہاں تک حویلی لکھا پولیس کا محمد احمد اڈا مینجر کو مارنے پیٹنے کا تعلق ہے تو یہ بات درست نہ ہے۔

(د) اوکاڑہ انتظامیہ کی طرف سے حویلی لکھا کے شریف شہریوں کو تنگ کرنے یا مارنے پیٹنے کی کوئی ہدایت نہ ہے اور نہ ہی حویلی لکھا پولیس نے کسی شریف شہری کو مارا پیٹا ہے۔ بلکہ حویلی لکھا پولیس قانون کے عین مطابق کام کر رہی ہے۔

(ہ) حویلی لکھا پولیس شریف شہریوں کے خلاف کوئی بھی ایسے غیر قانونی ہتھکنڈوں کا استعمال نہ کر رہی ہے۔ جس سے شریف شہریوں کو کسی بھی قسم کی تکلیف یا پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑے۔ حویلی لکھا پولیس تمام شریف شہریوں' اسٹینڈ کے ملازمین' ویگن مالکان کے ساتھ ہر معاملہ میں بھرپور تعاون کر رہی ہے۔ اور ہر موقع پر ان کی مکمل امداد کرتی ہے۔ حویلی لکھا پولیس اپنی ڈیوٹی کو سرانجام دینے کے لئے پوری جانفشانی سے کام کر رہی ہے۔ حویلی لکھا پولیس پر لگائے گئے مندرجہ بالا الزامات درست نہ ہیں۔

پولیس انسپکٹر سے منشیات کی برآمدگی

*363-**شیخ امجد عزیز**، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ نذر انیس سب انسپکٹر پولیس سے دس کروڑ کی ہیروئن ایس۔پی (سی۔آئی۔اے) نے پکڑی تھی۔ اگر ایسا ہے تو اس کی ایف۔آئی۔آر کس تھانہ میں درج ہوئی اس کی نقل فراہم کی جائے۔

(ب) اس مقدمہ کی تفتیش کن کن پولیس ملازمین نے کی تھی' ان کی انکوائری رپورٹس کی نقول فراہم کی جائیں۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ دس کروڑ کی ہیروئن اور منشیات کا کاروبار کرنے والا یہ انٹرنیشنل سمگلر اب سرِ عام پھر رہا ہے۔

(د) اگر ایسا ہے تو اس کی سرپرستی کرنے والے محکمہ پولیس کے ملازمین کے خلاف حکومت کیا کارروائی سرانجام دے رہی ہے؟

وزیر قانون:

(الف) نذر انیس سب انسپکٹر پولیس سے 10 کروڑ کی ہیروئن پکڑی گئی نہ کسی تھانہ میں FIR اس ضمن میں درج ہوئی ہے۔

(ب) اس سلسلہ میں کسی پولیس افسر نے تفتیش کی نہ انکوائری۔

(ج) اس کے متعلق جز (الف) میں وضاحت ہو چکی ہے۔

(د) کوئی ایسا گروپ نہ ہے اور نہ ہی محکمہ پولیس کا کوئی ملازم ان کی سرپرستی کر رہا ہے۔

1997 سے 2002 تک لاہور میں پولیس کی بھرتی

*427۔**بیگم ریحانہ جمیل،** کیا وزیراعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ

سال 1997 تا اکتوبر 2002 تک محکمہ پولیس لاہور میں کتنے افراد بھرتی ہوئے۔ بھرتی ہونے والے افراد کا میرٹ' نام' پتا' عہدہ اور تعلیم بیان فرمائیں۔ کیا بھرتی سے پہلے بھرتی پر پابندی ختم ہو چکی تھی اگر ختم ہو چکی تھی تو تاریخ' سال اور اخبار کا نام بیان فرمائیں۔ اگر نہیں تو اس کی وجہ بیان فرمائیں؟

وزیر قانون:

سال 1997 تا اکتوبر 2002 تک محکمہ پولیس لاہور میں 4325 کانسٹیبلان بھرتی ہوئے۔ کانسٹیبلان کم از کم معیار تعلیم میٹرک اور ڈرائیور کانسٹیبلان کی معیار تعلیم مڈل رکھی گئی تھی۔ تمام بھرتی شدہ افراد کا تعلق لاہور سے ہے اور ان تمام افراد کی بھرتی بمطابق اجراء پالیسی حکومت پنجاب ہوئی ہے۔ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے *

* تفصیلات اسمبلی لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں۔

غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جیلوں میں ہنگاموں کی تفصیل

1۔رانا آفتاب احمد خان، کیا وزیراعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) صوبے میں یکم جنوری 1999 سے لے کر تاحال کن کن جیلوں میں ہنگامے ہوئے۔ ان میں کتنے قیدی، حوالاتی اور اہل کار زخمی ہوئے۔ اور کتنی املاک کا نقصان ہوا۔

(ب) متذکرہ عرصے کے دوران ہنگاموں کی وجہ سے کن کن کے خلاف کیا کیا تادیبی کارروائی ہوئی اور اس وقت کس کس کے خلاف تادیبی کارروائی زیر التواء ہے۔

وزیر قانون،

(الف) صوبہ پنجاب میں یکم جنوری 1999ء سے تاحال مندرجہ ذیل جیلوں میں ہنگامے ہوئے۔ مزید براں زخمی قیدیوں کی تعداد اور کوائف نقصان املاک حسب ذیل تھا۔

نمبر شمار	نام جیل	تاریخ ہنگامہ	قیدی و حوالاتی زخمیوں کی تعداد	نقصان املاک
1۔	سنٹرل جیل ساہیوال	11-4-1999	28	قیدیوں نے لوہار خانہ، پانی کی سپلائی لائن ہتھکڑیوں، ٹمٹس کو نقصان پہنچایا۔ مزید برآں تالے توڑے اور دیواروں کو نقصان پہنچایا۔ اندرونی دیواروں اور بیرکس کو نقصان پہنچایا۔ اس کے علاوہ پھانسی گھاٹ اور فرنیچر کو آگ لگا کر نقصان پہنچایا۔ جس سے مبلغ اسی ہزار روپے کا نقصان ہوا۔
2۔	ڈسٹرکٹ جیل فیصل آباد	04-06-2001	11	قیدیوں نے چکر آفس اور سٹور جہاں پرانے کمبل رکھے ہوئے تھے۔ نقصان پہنچایا۔ مزید براں جیل ہسپتال اور ادویات کے سٹور کو نقصان پہنچایا۔ بہرحال اپنی مدد آپ کے تحت عمارات کے نقصان کو درست کر لیا گیا۔

3۔	سنٹرل جیل ساہیوال	13-08-2001	95	چکر بلڈنگ کی توڑ پھوڑ، فرنیچر کی توڑ پھوڑ، دیواروں، دروازوں اور آہنی سلاخوں کی توڑ پھوڑ، بجلی کی تنصیبات اور پانی کی سپلائی لائن کی توڑ پھوڑ مبلغ ایک لاکھ روپے کا نقصان پہنچا۔
4۔	ڈسٹرکٹ جیل رحیم یار خان	17-05-2002	21	قیدیوں نے 40 بیرکوں کی دیوار کو توڑا جس میں نقصان کا تخمینہ تقریباً 40 ہزار روپے تھا۔
5۔	سنٹرل جیل ساہیوال	14-11-2002	39	قیدیوں نے پھانسی گھاٹ کو نقصان پہنچایا مزید برآں چکر بلڈنگ، فرنیچر، دیواریں اور سزائے موت سیل کی آہنی سلاخوں کو نقصان پہنچایا اور جیل فیکٹری کی تنصیبات کو جلایا اور سینٹری سسٹم کو تباہ کیا۔ نقصان کا تخمینہ ایک لاکھ پانچ ہزار روپے تھا۔

(ب) مذکورہ عرصے کے دوران ہنگاموں کی وجہ سے مندرجہ ذیل اہلکاران و آفیسران کے خلاف تادیبی کارروائی کی گئی اور ہو رہی ہے۔

نمبر شمار	نام اہلکار / آفیسر	تاریخ ہنگامہ	عہدہ	تادیبی کارروائی کی تفصیل
	سنٹرل جیل ساہیوال	11-4-1999		
1۔	رائے محمد عارف		ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ جیل	ایک سال کی ترقی بند
2۔	رانا محمد طفیل		۔ایضاً	سزائے ملامت (سرزنش Censure)
3۔	مہر محمد اشرف		اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ جیل	دو سال کی ترقی بند
4۔	محمد افضل جاوید		۔ایضاً	سزائے ملامت (سرزنش Censure)
5۔	محمد سلیم گل		۔ایضاً	دو سال کی ترقی بند

6۔ ملک اعجاز الحق		۔ایضاً۔	ایک سال کی ترقی بند
7۔ ذوالفقار علی		ہیڈ وارڈر	تنزلی بطور وارڈر
8۔ اسد اللہ		ایس۔جی وارڈر	تین سال کی ترقی بند

ڈسٹرکٹ جیل 04-06-2001
فیصل آباد

1۔ رانا منور خاں	ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ جیل	تنخواہ کے سب سے نچلے درجے میں تنزلی۔
2۔ ظفر احمد کیفی	اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ جیل	جبری ریٹائرمنٹ
3۔ رانا ریاض احمد	۔ایضاً۔	تنخواہ کے نچلے درجے میں تنزلی
4۔ علی احمد چوہدر	ہیڈ وارڈر	جبری ریٹائرمنٹ
5۔ محمد صدیق	ایس۔جی۔ وارڈر	جبری ریٹائرمنٹ

سنٹرل جیل 13-08-2001
ساہیوال

1۔ توقیر حسین شاہ	وارڈر	نوکری سے برخاست
2۔ محمد طفیل	وارڈر	جبری ریٹائرمنٹ
3۔ عبدالرزاق	ہیڈ وارڈر	جبری ریٹائرمنٹ
4۔ محمد منشاء	اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ	جیل سزائے ملامت (سرزنش Censure)

ڈسٹرکٹ جیل 17-05-2002
رحیم یار خان

انکوائری مکمل ہونے کے بعد متعلقہ اہلکاران کے خلاف کارروائی ہو رہی ہے۔

سنٹرل جیل 14-11-2002
ساہیوال

انکوائری مکمل ہونے کے بعد متعلقہ اہلکاران کے خلاف کارروائی ہو رہی ہے۔

جناب سپیکر: میرا خیال ہے اور ملک احمد صاحب نے بھی پوائنٹ آؤٹ کیا تھا کہ نماز کا وقت ہوا چاہتا ہے۔ لہٰذا 20 منٹ کے لئے ہاؤس ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اس مرحلے پر نماز عصر کے لئے اجلاس 20 منٹ کے لئے ملتوی کر دیا گیا)

(نماز عصر کے وقفہ کے بعد جناب سپیکر 4 بج کر 43 منٹ پر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

توجہ دلاؤ نوٹس

جناب سپیکر، اب ہم Call Attention Notice take up کرتے ہیں۔

رانا آفتاب احمد خان، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ یہاں پر last session میں ایک بہت ہی important question raise ہوا تھا۔ وہ question یہ تھا کہ Whether a Committee can meet when the Assembly is in session. اگر آپ ایک سیکنڈ رولز آف پروسیجر کی book سے لیں تو بہتر ہو گا۔ راجہ صاحب! ذرا آپ بھی دیکھ لیں۔

جناب سپیکر، جی، رانا صاحب!

RANA AFTAB AHMAD KHAN: In last session a very important question was raised, whether a Committee can meet when the Assembly is in session. The Rules of Procedure say that:-

> "**157. Sittings of Committees while the Assembly is sitting** (1) A Committee may not meet while the Assembly is sitting except with the approval of the Speaker."

جناب سپیکر! اگر آپ نے approval دی ہوتی تو آپ نے اسی وقت اس کو in order declare کر دینا تھا۔ اب یا تو اسمبلی سیکرٹریٹ نے اس کو گول مول رکھا کیونکہ آپ کی approval کے بغیر جو میٹنگ ہوئی اس کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ That is irrelevant اور اس پر جو کام ہوا ہے That is wrong and irregular. کیونکہ اگر آپ نے approval دی ہوتی تو آپ نے اسی وقت کہہ دینا تھا کہ This was under rule 157 کیونکہ آپ جیسے straight آدمی نے فوراً کہہ دینا تھا کہ یہ میری approval سے ہوا ہے۔ اب چونکہ یہ آپ کی approval کے بغیر ہوئی، اس لئے وہ آرڈیننس withdraw کر کے یہ کمیٹی دوبارہ meet کرے تاکہ اس پر بات ہو سکے۔

جناب سپیکر، شکریہ۔ رانا صاحب! میری آپ سے گزارش ہے کہ ماشاء اللہ آپ بڑے پرانے پارلیمنٹیرین ہیں اور اس بات کو سمجھتے ہیں کہ سپیکر کی رولنگ پر discussion نہیں ہو سکتی۔ لیکن آپ کی یہ بات درست ہے کہ جس نے اجازت دی ہوئی ہو اگر اسے question put کیا جائے تو اسے کہہ دینا چاہیے تھا کہ اس رول کے تحت سپیکر کو powers ہیں۔ میں نے یہ اجازت

دی ہوئی ہے۔ چونکہ اس وقت ڈپٹی سپیکر صاحب اجلاس کی صدارت کر رہے تھے۔ میں اپنے چیمبر میں بیٹھا ہوا تھا اور میں نے یہ اجازت دی تھی۔ لیکن اس وقت ڈپٹی سپیکر صاحب کے نوٹس میں یہ بات نہیں تھی اس لئے انھوں نے رولنگ pending کر لی اور میں ابھی وہ رولنگ دے چکا ہوں اور پہلے اجازت بھی میں نے ہی دی تھی۔

رانا آفتاب احمد خان، جناب سپیکر! آپ بالکل بجا فرماتے ہیں۔ آپ نے اجازت دی ہو گی۔ سیکرٹری اسمبلی یہاں تشریف فرما تھے انھوں نے خود وہ pend کروائی تھی کیونکہ All the relevant documents are routed through the Secretary Assembly. میں آپ کی رولنگ چیلنج نہیں کر سکتا As a law abiding citizen and a student of law, life to me is a regular process of learning, I learn every day. مجھے یہ شک تھا۔ اگر سیکرٹری صاحب کے علم میں تھا تو یہ خود بتا دیتے اور نہ pend کرواتے۔ There was something lacking somewhere. مگر آپ نے رولنگ دے دی ہے تو I don't challenge that

جناب سپیکر، جی میں نے اجازت دی تھی۔ شکریہ۔

راجہ ریاض احمد، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، ابھی یہ دیکھ لیں۔ میں نے یہ کہہ دیا ہے کہ ہم Call Attention Notice take up کر رہے ہیں اور اس کے لئے صرف پندرہ منٹ ہیں۔ جب سے میں نے announce کر دیا ہے وہ ٹائم شروع ہو گیا ہے۔ اب اسے شروع ہوئے تین منٹ ہو چکے ہیں۔

راجہ ریاض احمد، جناب والا! مجھے اجازت دیں۔

جناب سپیکر، جی فرمائیں!

راجہ ریاض احمد، جناب سپیکر! میں اپنے بھائی راجہ بشارت صاحب سے گزارش کروں گا کہ میں جو بات کرنے لگا ہوں اگر وہ مناسب سمجھیں تو اس کے بعد وہ اس کا جواب دیں۔ ابھی میرے بھائی رانا آفتاب صاحب نے فیصل آباد کے امن و امان کے حوالے سے بات کی تھی اور میں بھی بات کرنا چاہتا تھا لیکن آپ نے نماز کے لئے وقفہ کر دیا۔ بات یہ ہے کہ ہم اس ہاؤس میں اپنے شہر، ضلع اور اس کے بعد پنجاب کا دفاع کرنے کے لئے آئے ہیں۔ میں آپ کے توسط سے راجہ بشارت صاحب، وزیر بلدیات سے گزارش کروں گا کہ امن و امان پر تو رانا صاحب نے بات کی ہے۔ میرے شہر ضلع فیصل آباد کو ضلع ناظم چودھری زاہد نذیر اور ٹی ایم اے کے ناظم ممتاز چیمہ جس

طرح لوٹ رہے ہیں' میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر میں اس پر بات نہ کروں تو میں اپنے شہر اور ضلع کے عوام کے حقوق کی ترجمانی نہیں کروں گا۔

جناب سپیکر: راجہ صاحب---

راجہ ریاض احمد: جناب والا! میں آپ کے آگے ہاتھ جوڑتا ہوں کہ مجھے اس پر بات کرنے دیں۔

جناب سپیکر: راجہ صاحب! آپ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہ رہے ہیں؟

راجہ ریاض احمد: جی۔

جناب سپیکر: تو یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔

راجہ ریاض احمد: پوائنٹ آف آرڈر بنتا ہے یا نہیں' میری بات ضرور سن لیں۔

جناب سپیکر: آپ ایسا کریں---

راجہ ریاض احمد: جناب سپیکر! میں اس ضلع کی بات کر رہا ہوں جس نے آپ کو عزت دی ہے' جس نے آپ کو اس سیٹ پر پہنچایا ہے۔ مجھے یہاں کھڑے ہو کر بات کرنے کی جرأت دی ہے۔

جناب سپیکر: جب بلدیات پر بحث ہو گی تو اس وقت آپ کو سنیں گے۔

راجہ ریاض احمد: جناب والا! ایک تو آپ سنتے نہیں۔ میری گزارش تو سن لیجیے۔ میری صرف یہ گزارش ہے کہ---

چودھری خالد محمود ایڈووکیٹ: جناب والا! معزز ممبر سے کہا جائے کہ وہ بیٹھ جائیں۔

ملک اصغر علی قیصر: جناب والا! کیا آپ نے اپنی powers ان کو delegate کر دی ہیں؟

راجہ ریاض احمد: آپ بیٹھ جائیں۔ مجھے بات کرنے دیں۔

جناب سپیکر: راجہ صاحب! آپ مجھ سے مخاطب ہو کر بات کریں۔

راجہ ریاض احمد: جناب سپیکر! مجھے بات کرنے دی جائے۔ میں جو بات کرنا چاہ رہا ہوں ابھی آپ نے پوری سنی نہیں تھی تو کہہ دیا کہ---

جناب سپیکر: راجہ صاحب! میری گزارش یہ ہے کہ ہم نے Call Attention Notice take up کیا ہوا ہے اور اس کا ٹوٹل پندرہ منٹ ٹائم ہے۔ بڑے important issue پر بات ہوئی ہے۔

راجہ ریاض احمد: جناب والا! کیا اس کے بعد مجھے ٹائم دے دیں گے؟

جناب سپیکر: جب بلدیات کا محکمہ زیر بحث آئے گا تو اس وقت آپ کو ٹائم دیا جائے گا۔

راجہ ریاض احمد، جناب والا! ایک طریقہ کر لیتے ہیں۔ میری گزارش ہے کہ میں ضد نہیں کرتا۔ آپ بھائی بھی ہیں سپیکر بھی ہیں۔

جناب سپیکر، جی، فرمائیں!

راجہ ریاض احمد، آپ میرے ساتھ وعدہ کرلیں کہ جس دن وزیر اعلیٰ صاحب یہاں ہاؤس کے اندر تشریف لائیں آپ ان کے سامنے مجھے یہ بات کرنے کا موقع دے دیں تو میں سمجھوں گا کہ میں نے اپنا فرض ادا کر دیا ہے۔

جناب سپیکر، اگر بلدیات کا محکمہ زیر بحث ہوا تو آپ کو ضرور ٹائم دیا جائے گا۔ چودھری خالد محمود صاحب!

چودھری خالد محمود ایڈووکیٹ، جناب سپیکر! مجھے ایس ایس پی فیصل آباد اور وزیر قانون صاحب نے مطمئن کر دیا ہے۔ لہٰذا میں اپنے توجہ دلاؤ نوٹس کو stress نہیں کرنا چاہتا۔

جناب سپیکر، شکریہ۔ پہلے توجہ دلاؤ نوٹس کو محرک press نہیں کرتے اس لئے یہ dispose of ہوا۔ دوسرا توجہ دلاؤ نوٹس ارشد محمود بگو صاحب کا ہے۔

جام پور میں چار بہنوں کا اغواء اور صدر اہل سنت و الجماعت کا قتل

جناب ارشد محمود بگو، جناب سپیکر! میں جام پور کی چار بہنوں کے اغواء اور صدر اہل سنت والجماعت کے قتل کے متعلق یہ توجہ دلاؤ نوٹس پیش کرنا چاہتا ہوں۔ میں یہ پڑھ دیتا ہوں۔

(الف) کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

کیا یہ درست ہے کہ جام پور ضلع راجن پور سے وکٹوریہ ہسپتال بہاول پور کے میڈیکل آفیسر کی چار بہنوں کو چند روز قبل ان کی غیر موجودگی میں علاقہ کے ایک وڈیرے نے ورغلاء کر اغواء کر لیا۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان کو اغواء کرنے میں علاقائی سردار کے علاوہ اس علاقے کی پولیس بھی ان ملزمان کی سر پرستی کر رہی ہے۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ ان خواتین کو عوامی دباؤ پر برآمد کر کے پھر دوبارہ ایک علاقائی سردار کے ڈیرے پر رکھا ہوا ہے۔

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ چند روز قبل صدر اہل سنت والجماعت ضلع راجن پور کو بھی پولیس کی موجودگی میں عدالت کے احاطہ میں قتل کر دیا گیا۔ اگر ایسا ہے تو پولیس کی اس ناکامی پر حکومت کیا ایکشن لے رہی ہے؟

جناب سپیکر: جی' لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون: شکریہ' جناب سپیکر! مجھے جواب پڑھنے کی اجازت ہے؟

جناب سپیکر: جی پڑھ لیں۔

وزیر قانون: یہ درست نہ ہے بلکہ اس بارے میں ڈاکٹر صاحب کے والد حافظ غلام حسن بھٹہ نے پولیس تھانہ جام پور کو بیان دیا کہ مورخہ 03-08-2002 کو میں صبح گھر سے دکان پر چلا گیا۔ شام کو گھر واپس آیا تو میری گھر والی مساۃ بہار مائی نے مجھے بتایا کہ ہماری لڑکی عابدہ بعمر 19 سال غیر شادی شدہ اپنی چھوٹی بہن ارم کو ہمراہ لے کراپنے ایف اے کے رزلٹ کا پتا کرنے ڈگری کالج جام پور جانے کا کہہ کر چلی گئی ہے اس کے بعد اڑھائی بجے دن مساۃ راشدہ دختر م بعمر سترہ' اٹھارہ سال شادی شدہ اپنی بہن اسمن بعمر 12 سالہ کو ہمراہ لے کر گھر سے اپنے خاوند طاہر کے پاس چلی گئی اور جلد واپس آنے کو کہا۔ مگر چاروں واپس نہ آئی ہیں۔ معلوم ہوا ہے کہ چاروں Hiace پر بیٹھ کر ڈیرہ غازی خان چلی گئیں۔ مساۃ عابدہ دختر م جو طارق ولد خیر محمد ذات ڈھڈی جام پور کے پی سی او پر کبھی کبھار فون کرنے جایا کرتی تھی۔ اس سے رابطہ کیا تو اس نے بتایا کہ عابدہ واقعی ٹیلی فون پر مختلف نمبروں پر مردوں سے گفتگو کرتی تھی۔ طارق ہمارے گھر کے اردگرد پھرتا رہتا تھا جس کے بہلانے یا ترغیب پر بے راہ روی کا شکار ہو کر اپنی چھوٹی بہن ارم اور مساۃ راشدہ اپنی چھوٹی بہن اسمن کو لے کر از خود چلی گئیں۔ مساۃ راشدہ دو سال قبل بھی اپنے گھر سے چلی گئی تھی جس کو معززین نے واپس کروایا تھا' آج تک اپنے رشتہ داروں سے پتا کرتا رہا جس کا کوئی پتا نہ چلا۔ برائے رپورٹ حاضر ہوا ہوں۔ کارروائی کی جائے۔

یہ اس درخواست کے مندرجات ہیں جو اس کے والد نے دیئے۔ دوران تفتیش محمد طارق کے علاوہ بلال احمد ولد احمد بخش سکنہ کوٹ مٹھن خان پور' محمد خان ولد اللہ ڈوایا قوم ڈھانڈلہ سکنہ داجل' پیر بخش ولد رانجھا قوم ڈھانڈلہ' عبدالستار ولد عزیز محمد قوم دستی سکنہ بلند مارکیٹ اسلام آباد G10-I کو گرفتار کر کے شامل تفتیش کیا گیا۔ ڈی ایس پی ہیڈ کوارٹر ولایت حسین نے تفتیش کے بعد رپورٹ مرتب کی کہ عابدہ وغیرہ چاروں بہنیں اپنی مرضی سے اپنے والد اور بھائی کے

روپے سے تنگ آ کر چلی گئی ہیں۔ کسی نے اغوا نہ کیا ہے۔ ملزم بے گناہ پائے گئے۔ عابدہ اور راشدہ نے اپنی چھوٹی بہنوں کو ایک مدرسہ العدا چک شہزاد میں پڑھنے کے لئے چھوڑ دیا اور خود نوکری کی تلاش میں رہیں اور مختلف جگہوں پر پرائیویٹ ملازمت کرتی رہیں۔ جب ان لڑکیوں کے بارے میں اخبار "اوصاف" کو علم ہوا تو انہوں نے ان کے والد کو فون کر کے راولپنڈی بلایا اور لڑکیاں سپرد کر دیں۔

انکوائری میں یہ عیاں ہوا کہ لڑکیاں اپنی مرضی سے گئی تھیں۔ ملزمان ملوث نہ ہیں۔ ریمانڈ کے دوران ملزمان بے گناہ پائے گئے۔ ڈسچارج رپورٹ عدالت میں پیش کی گئی۔ عدالت نے چالان پیش کرنے پر حکم دیا کہ پولیس کی ڈسچارج رپورٹ تسلیم نہیں کی جاتی اور حکم دیا کہ ملزمان کا چالان کیا جائے۔ عدالت کے حکم کے مطابق چالان مکمل کر کے عدالت میں پیش کر دیا گیا ہے اور اس میں کسی مقامی سردار کی سرپرستی نہیں ہے۔

جناب سپیکر! میں نے یہ رپورٹ پڑھ کر آپ کی خدمت میں پیش کر دی ہے۔ یہاں تھوڑی سی میں وضاحت کرنا چاہوں گا کہ اس وقت یہ معاملہ subjudice ہے لیکن اس کے باوجود جو جواب تھا وہ میں نے دے دیا ہے۔ ملزمان گرفتار ہو چکے ہیں، چالان مکمل کر کے عدالت میں پیش کیا جا چکا ہے اور اب اس میں مزید کسی تفتیش کی بھی ضرورت نہیں۔

جناب ارشد محمود بگو: گزارش یہ ہے کہ فاضل وزیر موصوف نے وہ لکھی کہانی پڑھ دی ہے جو کہ روایتی انداز میں تھانوں میں لکھی جاتی ہے کہ گھر سے وہ خود گئیں وہاں سے جلوس نکلے، وہاں پر لوگوں نے باہر نکل کر واویلا کیا اور اس کے بعد عوامی دباؤ پر انہوں نے یہ ساری کارروائی لکھی۔ میرا تو سوال ہی یہ ہے کہ کسی بڑے کے پریشر کی بناء پر ان لڑکیوں کو واپس لایا گیا۔ اس کے ڈیرے پر رکھا گیا اور دوبارہ انہی لوگوں کو دے دیا گیا جو انہیں اغوا کر کے لے گئے تھے۔ میرے محترم وزیر قانون یہ فرمائیں کہ ڈاکٹر صاحب نے جو پہلی ایف آئی آر درج کرائی تھی کیا وہ ان کے پاس ہے؟ یہ تو ان کا دوسرا بیان ہے جو یہ فرما رہے ہیں کہ "ہماری لڑکی پی سی او پر جاتی تھی۔" انہوں نے پولیس کو جو پہلی ایف آئی آر درج کرائی جس میں انہوں نے کہا کہ میری چار بہنوں کو اغوا کیا گیا ہے۔

وزیر قانون: جناب سپیکر! یہ ساری فائل آج میں نے خود ملاحظہ کی تھی۔ ایف آئی آر ابھی میں لے لیتا ہوں۔ میں نے گزارش کی ہے کہ یہ وہ findings ہیں جو پولیس نے تفتیش کو مکمل کرنے کے بعد عدالت میں پیش کی ہیں۔ میں نے گزارش کی ہے کہ عدالت نے پولیس کے موقف سے اتفاق نہیں کیا۔ عدالت نے حکم دیا کہ تمام ملزمان کا چالان کیا جائے۔ تمام ملزمان

چالان ہو چکے ہیں۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ مغوی بچیوں کے والد نے جو رپورٹ کی تھی اور اس رپورٹ میں جن لوگوں کو اس نے نامزد کیا تھا وہ تمام گرفتار ہو چکے ہیں اور چالان عدالت میں پیش ہو چکا ہے۔

جناب سپیکر، لاء منسٹر صاحب نے بڑی وضاحت کے ساتھ فرمایا ہے۔ آپ چاہتے ہیں کہ پہلی ایف آئی آر اگر ان کے پاس ہے تو پڑھ دیں۔ انہوں نے on the floor of the House یہ commit کیا ہے کہ عدالت نے حکم دیا کہ تمام ملزمان چالان کر دیئے جائیں۔ ایف آئی آر کے مطابق تمام ملزمان چالان کئے گئے اور چونکہ یہ معاملہ اب عدالت میں ہے لہٰذا اس پر اس ایوان میں مزید بحث نہیں ہونی چاہیے۔

جناب ارشد محمود بگو، جناب سپیکر! میں نے تو وزیر موصوف سے بڑا آسان سوال کیا تھا کہ وہ پہلی ایف آئی آر پیش کر دیں۔ جب کوئی آدمی پہلی ایف آئی آر درج کرواتا ہے تو وہی ایف آئی آر اصل حقائق پر مبنی ہوتی ہے۔ جب پولیس اپنے دباؤ سے دوسرا بیان کرواتی ہے تو وہ بیان اصل ایف آئی آر والے بیان سے مختلف ہوتا ہے۔ ظاہر ہے میں اسے press کرنے کی پوزیشن میں بھی نہیں ہوں اور نہ ہی میں اسے پریس کر سکتا ہوں۔ میں تو صرف اسے highlight کر رہا تھا کہ حکومت اس کی طرف توجہ دے کہ ان لوگوں کو کڑی سزا دینی چاہیے جو معصوم بچیوں کو اغوا کر کے لے جاتے ہیں اور ان کے ساتھ وہ سلوک کرتے ہیں جس پر انسانیت چیخ اٹھتی ہے۔ میں اسے press نہیں کرتا۔

جناب سپیکر، شکریہ۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں چھوٹی سی وضاحت کرنا چاہوں گا کیونکہ معاملہ ویسے ہی نمٹ چکا ہے اور محرک اس کو press بھی نہیں کرنا چاہتے۔ میں ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں لیکن میں وضاحت یہ کرنا چاہتا ہوں کہ ایک ایف آئی آر پہلے سامنے آئی' اس پر پولیس کا اپنا ایک موقف تھا۔ میں یہ کہہ رہا ہوں کہ پولیس کے موقف سے عدالت نے اتفاق نہیں کیا اور عدالت نے اصل ملزمان کو چالان کرنے کے متعلق کہا' جو چالان ہو چکے ہیں۔

جناب ارشد محمود بگو، اس میں تو آپ پولیس کی story سے اتفاق کر رہے ہیں۔ اللہ بھلا کرے اس جج کا کہ جس نے اس سے اتفاق نہیں کیا۔

جناب سپیکر، یہ اتفاق نہیں کر رہے۔ انھوں نے تو پہلے والی story پڑھ کر سنائی ہے

لیکن بعد میں جو عدالت نے فیصلہ دیا۔ اس کے مطابق اصل ملزمان چالان ہوئے۔ اب Call Attention Notice کا وقت ختم ہوتا ہے۔ جی' اصغر گجر صاحب!

چودھری اصغر علی گجر، شکریہ۔ جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ ایک بڑے اہم مسئلے کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔ مسئلہ یہ ہے کہ آج کل اخباروں میں بہت زور دار طریقے سے مضامین لکھے جا رہے ہیں۔ پرسوں کے اخبار میں غالباً یہ تھا کہ "ایک بچے کا دھاتی تار سے گلا کٹ گیا اور وہ جاں بحق ہوگیا"۔ آج کے اخبار میں ہے کہ "دو نوجوان لڑکوں کے دھاتی تار سے گلے کٹ گئے اور وہ اپنی زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھے"۔ میں آپ سے یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ لاہور کے اندر ہندوؤں کا تہوار جو بسنت کے نام سے منایا جاتا ہے۔ مجھے صد افسوس ہے کہ حکومت وقت اس کو سرکاری طور پر منا رہی ہے اور حکومت اپنے خزانے سے اس پر پیسا لگا کر منا رہی ہے۔ اس سے کیا ہوگا کہ بسنت کے اندر حوا کی بیٹیاں ناچیں گی اور امت محمدی کے نوجوان اوباش طریقے سے ان کا پیچھا کریں گے اور پوری دنیا پریشان ہوگی اور شرفاء کے گھر شراب خانے بنیں گے اور بجلی کٹے گی' سرکٹ اڑیں گے اور پھر کیا ہوگا کہ ایک انتشار ہوگا اور ہر جگہ افراتفری ہوگی اور لوگ ہمارا مذاق اڑائیں گے آپ دیکھیں کہ اس وقت دنیا کی سب سے بڑی سپرطاقت جو امریکہ ہے اس نے ہمیں ذلیل کرنے کے لئے تمام تر قوت لگا رکھی ہے۔ وہ افغانستان میں تباہی کر رہا ہے۔ فلسطین میں تباہی ہو رہی ہے۔۔۔

مسئلہ استحقاق

جناب سپیکر، چودھری صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ Call Attention Notice کا وقت ختم ہوتا ہے۔ اب ہم تحاریک استحقاق take up کرتے ہیں۔ تحریک استحقاق مہر اشتیاق احمد صاحب کی ہے۔

مہر اشتیاق احمد، جناب سپیکر! میرا معاملہ طے ہو گیا ہے۔ میں نے اسے معاف کر دیا ہے۔ اب میں اپنی اس تحریک استحقاق کو press نہیں کرتا۔

جناب سپیکر، محرک press نہیں کرتے۔ اس لیے یہ تحریک dispose of ہوئی۔ اگلی تحریک استحقاق ڈاکٹر اسد معظم صاحب کی طرف سے ہے۔

ایس ایچ او مدینہ ٹاؤن فیصل آباد کا رکن اسمبلی سے رقم کا تقاضا اور بدتمیزی

ڈاکٹر اسد معظم، میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ایس۔ایچ۔او مدینہ ٹاؤن' بلال چیمہ نے مجھے ٹیلیفون کیا اور مبلغ دس ہزار روپے کا تقاضا کیا۔ اس نے یہ تقاضا میرے بھائی شہزاد معظم سے بار بار کیا۔ میری طرف سے انکار پر اس نے ٹیلیفون پر کہا کہ میں جانتا ہوں کہ میرے رشتہ دار تو حکومتی عہدوں پر فائز ہیں اور تم ایک ایم پی اے ہوتے ہوئے میرے احکامات کی تعمیل نہیں کر رہے ہو۔ ایک ایم پی اے کی اوقات ہی کیا ہے؟ میں نے تمھیں کہا تھا کہ مجھے دس ہزار چاہییں جو تم نے مجھے نہیں دیئے۔ تم بتاؤ کہ تمھیں فیصل آباد میں رہنا ہے یا نہیں؟ میں تمھیں کسی بھی کیس میں بند کر دوں گا۔ اس واقعہ کے بعد میں کسی کام سے تھانے گیا تو اس دن بھی اس نے میرے ساتھ بدتمیزی کی اور کہا کہ تم ایک معمولی ایم پی اے ہو۔ تمھاری اوقات کیا ہے؟ ایس۔ایس۔پی فیصل آباد اور وزیر اعلیٰ میرے رشتہ دار ہیں۔ مجھے کوئی بھی نہیں ہلا سکتا ہے۔ نکل جاؤ یہاں سے۔ متذکرہ ایس۔ایچ۔او کے ناروا سلوک اور غلط رویہ سے نہ صرف میرا بلکہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہٰذا میری اس

تحریک کو باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔
جناب سپیکر، کیا آپ شارٹ سٹیٹمنٹ دینا چاہیں گے؟

DR. ASAD MUAZZAM: Yes Sir, for this breach of privilege, I will request you to send this privilege motion to the Privilege Committee.

جناب سپیکر: شکریہ۔ لاء منسٹر!

وزیر قانون، جناب سپیکر! مجھے اس کی ابھی کاپی موصول ہوئی ہے۔ اس کا جواب ابھی موصول نہیں ہوا۔ کل تو نہیں، اگر اس کو 6 تاریخ کے لیے pend کر لیں تو مہربانی ہوگی۔

رانا آفتاب احمد خان، جناب سپیکر! یہ بڑا اہم مسئلہ ہے۔ حکومتی بنچوں کو ضمنی سوال بھی پوچھنے کی اجازت نہیں۔ مگر اس ایوان کے ہر رکن کے You are custodian of the House. For breach of the privilege you have to take a very serious notice of it کوئی ممبر اپنی تذلیل نہیں چاہتا۔ آپ دیکھیں کہ ڈاکٹر اسد نے جس طرح یہ تحریک استحقاق پیش کی ہے۔ میرا خیال ہے کہ لاء منسٹر صاحب اگر تھوڑا سا بھی احساس کرتے اور یہ refer کرنے کا کہتے تاکہ وہاں پتا چل جائے 6 تاریخ کی بات نہیں ہے۔ یہ ایوان کا معاملہ ہے۔ آپ ایک ایس۔ایچ۔او نہ دیکھیں۔ اس تحریک استحقاق کو براہ مہربانی کمیٹی کو refer کریں۔

جناب سپیکر، تشریف رکھیں۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں نے اس کے merit پر بالکل بات نہیں کی ہے۔ لیکن یقین کیجیے کہ میں یہاں بیٹھے ہوئے یہ سوچ رہا تھا کہ اگر اس ایس۔ایچ۔او نے یہ حرکت کی ہے تو میں یقینی طور پر کہہ سکتا ہوں کہ اس کا دماغی توازن درست نہیں ہے۔

رانا آفتاب احمد خان، ایک ممبر کا استحقاق ہے۔ کیا آپ کا خیال ہے کہ معزز رکن جھوٹ بول رہا ہے؟

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔ پلیز! تشریف رکھیں۔

وزیر قانون، میرے بھائی بہت جذباتی ہو جاتے ہیں۔ لیکن قانون، قاعدے کے مطابق مجھے بات کرنے کی اجازت دیں اور میری بات سننے کے بعد پھر کوئی اور بات کریں۔

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز! آرڈر پلیز!

وزیر قانون: رانا صاحب! آپ میری طرف توجہ مبذول کریں۔ جناب سپیکر! کیا میں نے کہا ہے کہ معزز رکن جھوٹ بول رہے ہیں؟ میری صرف اتنی گزارش ہے کہ میں آپ کے موقف کی تائید کر رہا تھا کہ اگر اس تھانیدار نے یہ حرکت کی ہے تو اس کا دماغ درست نہیں ہے۔ اس کا موقف آنے دیں۔ اس کے بعد اگر میں نے اپنے بھائی کے موقف سے انحراف کیا یا ان کا ساتھ نہ دیا تو پھر آپ میرے ساتھ بات کریں۔ لیکن کم از کم کسی کو ہمیں سننے تو دیں۔

ملک اصغر علی قیصر: جناب سپیکر! سیشن جج نے آرڈر دیا تھا کہ کیس رجسٹر کیا جائے۔ لیکن چونکہ وہ کہتا ہے کہ ایس۔ایس۔پی میرے ہاتھ کا بندہ ہے۔ اس لیے اس کے خلاف direction کے باوجود کیس رجسٹر نہ ہو سکا۔ اگر پولیس کی وردی میں چھپی ان کالی بھیڑوں اور درندوں کو یہاں پر بلا کر سزا نہ دی گئی تو ان کے حوصلے اتنے بڑھیں گے کہ اگر وہ آج ہم کو للکار رہے ہیں تو کل کو گورنمنٹ کے ایم پی ایز کو بھی للکاریں گے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، کیانی صاحب!

گروپ کیپٹن (ریٹائرڈ) مشتاق احمد کیانی: بہت بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! شروع دن سے ہی دیکھا جا رہا ہے کہ ہمارے اس طرف کے دوستوں کو جونہی ٹی وی کیمرہ نظر آتا ہے تو وہ کھڑے ہو جاتے ہیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز! آرڈر پلیز! گروپ کیپٹن (ریٹائرڈ) مشتاق احمد کیانی!

گروپ کیپٹن (ریٹائرڈ) مشتاق احمد کیانی: میں سنجیدہ بات کر رہا ہوں۔ We are grown up people اب ہمیں ان چیزوں سے اوپر آنا چاہیے۔ اخباروں میں خبریں دینے کے لیے ہم دوڑتے ہیں۔ میں نے الیکشن کے دنوں میں دیکھا ہے کہ ہمارے بھائیوں نے کیا کیا حرکتیں کی ہیں۔ تو خدارا! اب دس بندوں کے وہاں کھڑے ہونے کا کیا مقصد تھا۔ لاء منسٹر صاحب بات کر رہے ہیں ان کو بات کرنے دیں۔ Let us mature up in life

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، راجہ صاحب!

راجہ ریاض احمد: جناب سپیکر! میں آپ کا انتہائی ممنون ہوں کہ آپ نے مجھ پر شفقت کی اور موقع دیا۔ میرے بھائی ابھی جو فرما رہے ہیں کہ ٹی وی یا کیمرہ چلتا ہے تو یہ کھڑے ہو جاتے

ہیں۔ میں انہیں بتانا چاہتا ہوں کہ ہم ان ٹی وی' کیمروں اور جبروں کے محتاج نہیں ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ ہمارا ضمیر ابھی زندہ ہے اور زندہ ضمیر کے تحت ہی ہم اپنے حلقے کے عوام کے حقوق کی ترجمانی کر رہے ہیں۔ اب میں اپنے بھائی راجہ بشارت صاحب کو ایک مثال دیتا ہوں کہ 1993 والے ہاؤس میں جب ہم ممبر تھے اور چودھری شیر صاحب جو ماشاء اللہ آج وزیر ہیں اس وقت ہمارے ساتھ تھے۔ ان کی موجودگی میں' میں نے ایک تحریک دی تھی اور اس وقت وزیر قانون چودھری فاروق صاحب تھے۔ انہوں نے کہا کہ ہم نے اس کا جواب نہیں لینا۔ ہمارا معزز ممبر اس ہاؤس میں یہ بات کر رہا ہے۔ اگر اس بندے نے اتنی جرأت کی ہے تو ہم اس کا جواب نہیں لیتے اور اس تحریک کو منظور کرتے ہوئے استحقاق کمیٹی کے سپرد کرتے ہیں۔ میں ان سے گزارش کروں گا کہ بڑے پن کا مظاہرہ کریں۔ ایک ایس ایچ او کو جو جرأت ہوئی ہے ہم انشاء اللہ ان کے ساتھ مل کر اس کو سبق سکھائیں گے۔ ہمارے بھائی اس ہاؤس میں on oath کہہ رہے ہیں۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحب! 5۔فروری کو چونکہ چھٹی ہے تو اسے 6 تک کے لئے pend کر دیا جائے؟

وزیر قانون: جناب سپیکر! صبح کے لئے رکھ دیں۔

ڈاکٹر اسد معظم: جی۔ جناب سپیکر! میں آپ کا اور وزیر موصوف کا انتہائی شکرگزار ہوں اور امید کرتا ہوں کہ انشاء اللہ اس پر جلد از جلد عمل کیا جائے گا۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحب! آپ نے تھانہ مدینہ ٹاؤن کا ذکر کیا ہے۔ آپ یہ فرمائیں کہ یہ چوکی ہے یا تھانہ؟

ڈاکٹر اسد معظم: بلال چیمہ بندے کا نام ہے۔

جناب سپیکر: جی نہیں۔ آپ نے تھانہ مدینہ ٹاؤن کا ذکر کیا ہے لیکن تھانہ مدینہ ٹاؤن فیصل آباد میں نہیں ہے۔

ڈاکٹر اسد معظم: جناب! تھانہ پیپلز کالونی ہے۔

جناب سپیکر: لیکن جو لکھا ہے وہ تھانہ مدینہ ٹاؤن لکھا ہوا ہے۔

ڈاکٹر اسد معظم، وہ ایس ایچ او مدینہ ٹاؤن لکھا ہوا ہے۔

رانا آفتاب احمد خان، جناب سپیکر! جب یہ تحریک فیصل آباد جائے گی تو وہاں پر ایک ہی بلال چیمہ ہے اور ایک ہی پیپلز کالونی ہے۔ اس کو ڈھونڈنا کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ ہو سکتا ہے کہ آپ اس کے لئے تھوڑا soft corner رکھتے ہوں۔

جناب سپیکر، نہیں! میں soft corner کی بات نہیں کر رہا کیونکہ میں بھی فیصل آباد کا رہنے والا ہوں۔ میرے علم کے مطابق فیصل آباد کے اندر کوئی مدینہ ٹاؤن پولیس اسٹیشن نہیں ہے۔ البتہ پولیس چوکی ہے لیکن تھانہ نہیں ہے۔ یہ کل تک کے لئے pend کی جاتی ہے۔ تحریک استحقاق نمبر 13 شیخ امجد عزیز صاحب کی ہے۔

چیئرمین بورڈ آف انٹرمیڈیٹ اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن، لاھور کا رکن اسمبلی کے ساتھ توھین آمیز سلوک

شیخ امجد عزیز، میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ میں مورخہ 10۔دسمبر 2002 کو تقریباً دو بجے دن اپنے رزلٹ کی تصدیق کے لئے ڈاکٹر شفقت، چیئرمین، لاہور بورڈ آف انٹرمیڈیٹ اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن کو ملنے کے لئے ان کے دفتر میں حاضر ہوا۔ تقریباً آدھ گھنٹہ انتظار کروانے کے بعد آفیسر موصوف نے مجھے اندر بلایا۔ میں نے ان سے نہایت ادب سے اپنا مسئلہ بیان کیا کہ میرا رزلٹ کا مسئلہ ہے اور میرے مخالف امیدوار خواہ مخواہ مجھے تنگ کرنے کے لئے آپ کو درخواست دے رہے ہیں۔ افسر موصوف نے مجھ سے نہایت ترش لہجے میں بات کی اور کہا کہ آپ بہت فراڈئیے لوگ ہیں۔ جعلی سندیں رکھتے ہیں۔ غلط تصاویر لگوا کر امتحان دیتے ہیں۔ آپ نے بھی دیگر ایم۔پی۔اے اور سیاستدانوں کی طرح ایسا ہی کیا ہوا ہے۔ میں پرائم منسٹر کا کلاس فیلو ہوں۔ میرے کئی عزیز و اقارب اہم عہدوں پر تعینات ہیں۔ میں تم جیسے غلط کام کرنے والوں اور فراڈ کرنے والوں سے نمٹنا جانتا ہوں۔ اس طرح آفیسر موصوف نے نہ صرف میرا بلکہ اس پورے ایوان کا استحقاق مجروح کیا ہے۔ لہذا میری

گزارش ہے کہ میری اس تحریک کو کمیٹی متعلقہ کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، شارٹ سٹیٹمنٹ دینا چاہیں گے؟

شیخ امجد عزیز: جی۔ جناب سپیکر! وہ میرے استاد ہیں۔ میں نے ان کے پاس دو بجے حاضری دی۔ آپ یقین کیجیے۔ ان کے پاس ان کے سیکرٹری، ان کے لیگل ایڈوائزر اور تین چار لوگ بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ میں نے انہیں بارہا درخواست کی کہ جناب! جو رزلٹ آپ کسی اور کا کہہ رہے ہیں وہ بہت غلط ہے۔ وہ شیخ امجد عزیز میں نہیں ہوں، وہ کوئی اور گوجرانوالہ کا رہائشی ہے۔ اس کی date of birth اور ہے، اس کی سند اور میٹرک کے نمبر مختلف ہیں لیکن چونکہ موصوف نے ہمایوں اختر کے بھائی ہارون اختر سے دس لاکھ روپیہ رشوت لی ہوئی تھی۔اس کے جواب میں انہوں نے مجھے اتنا زیادہ humiliate کیا کہ میں روتے روتے ہی رہ گیا اور پھر اس کے بعد مذکورہ بورڈ نے ٹیکنیکل بورڈ سے میرا رزلٹ کینسل کروایا۔ اس کے لئے میں عرض کر دوں کہ انہوں نے اتنا جلدی میں کروایا اور جس سیشن کا انہوں نے وہاں پر رول نمبر لکھا۔ جب میں گزٹ چیک کرنے کے لئے گیا تو وہ رول نمبر کسی کو الاٹ بھی نہیں ہوا تھا۔ یعنی کہ رشوت لے کر اتنی بڑی زیادتی کی ہے۔ رشوت لے کر وہ مجھ جیسے لوگوں کو اس طرح humiliate کرتے ہیں تو پھر عام لوگوں کا کیا حال ہوگا؟

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون: جناب سپیکر! اس کا جواب ابھی تک موصول نہیں ہوا۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! اس کا جواب ابھی تک موصول نہیں ہوا۔

شیخ امجد عزیز: میں یہ عرض کر دوں کہ آج سے تین مہینے پہلے جب سے یہ اسمبلی بنی ہے اس وقت سے میں نے یہ تحریک دی ہوئی ہے اور اگر آج تین مہینے کے بعد بھی جواب موصول نہیں ہوا تو پھر کیا کہا جا سکتا ہے؟

جناب سپیکر: آپ مزید دو دن انتظار فرمالیں۔ چھ تاریخ تک کے لئے pend کر دیں؟

شیخ امجد عزیز: جناب! ایجوکیشن منسٹر صاحب آ گئے ہیں۔

جناب سپیکر: جی' ایجوکیشن منسٹر!

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! میں نے یہ ساری تحریک استحقاق سنی ہے۔ اس کے لئے میری درخواست ہو گی کہ آپ مجھے تھوڑا سا ٹائم دے دیں اور شیخ صاحب نے جو بات کہی ہے کہ میں دفتر میں گیا ہوں اور انہوں نے مجھے صحیح طرح سے deal نہیں کیا۔ ہم تو چاہتے ہیں کہ تمام معزز ممبران کی عزت کا ہمیں خیال رکھنا چاہیے۔ جناب! اگر آپ تھوڑا سا وقت دیں تو انشاء اللہ میں آپ کو ساری انکوائری کر کے جواب دے دوں گا۔

جناب سپیکر: تو کل تک کے لئے pend کر دیں یا بعد میں رکھ لیں۔ 5۔فروری کو چھٹی ہے تو 6 تک کے لئے pend کر دیتے ہیں؟

وزیر تعلیم: تو پھر یہ 6 تک کے لئے pend کر دیں۔ ان کے جو بھی معاملات ہیں میں ان کا جواب دے دوں گا۔

جناب سپیکر: تو پھر یہ 6 تاریخ کے لئے pend کی جاتی ہے۔

رانا مشہود احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی' فرمائیں!

رانا مشہود احمد خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ جس طرح میرے بھائی شیخ امجد عزیز صاحب نے یہ تحریک استحقاق پیش کی ہے۔ ہمایوں اختر اور ہارون اختر دونوں بھائی ہیں۔ یہ ریکارڈ کی بات ہے کہ جب ایم این اے کا الیکشن ہوا تھا تو اکرم ذکی صاحب سیٹ جیتے تھے اور دو دن بعد رزلٹ تبدیل کیا گیا۔ اخباروں میں اور ٹی وی پر اکرم ذکی صاحب کی جیت کی خبر آئی تھی اور اس کے بعد رزلٹ تبدیل کر کے ہمایوں اختر کو جتوایا گیا۔ اس کے بارے میں پورے لاہور میں مشہور ہے کہ ان کی جیت کے لئے دو کروڑ روپیہ دیا گیا تھا۔ بات یہ ہے کہ اس معاملے میں الیکشن رولز بڑے clear ہیں۔ جب ایم پی اے کے لئے اپنے کاغذات داخل کرائے گئے تھے تو اس وقت سکروٹنی کا ٹائم تھا تو وہاں پر کوئی اعتراض شیخ امجد عزیز کے اوپر اس طرح کا نہیں لگایا گیا۔ اب

پھر پیسے کے زور پر انہوں نے ایک جعلی ہتھکنڈا کھڑا کیا ہوا ہے۔ میں وزیرتعلیم سے request بھی کروں گا اور ان سے میں یہ کہوں گا کہ اس معاملے میں ذاتی دلچسپی لیں۔ کیونکہ جو کچھ بھی ہو رہا ہے ان دونوں بھائیوں کے پیسے کے زور پر ہو رہا ہے اور اظہارِ مذمت بھی کرتے ہیں۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: اگلی تحریک شیخ امجد عزیز صاحب کی ہے۔ چونکہ آپ ایک ہی تحریک take up کر سکتے تھے تو وہ ہوگئی ہے۔ اب ہم تحریک التوائے کار take up کرتے ہیں۔ پہلی سید احسان اللہ وقاص صاحب کی ہے۔ یہ move ہو چکی ہے اور اس کا جواب آنا تھا۔ جی' لاء منسٹر صاحب!

بکرے کے گوشت کی قیمت میں اضافہ

----(بحث جاری)

وزیر قانون: نمبر 9 ہے؟

جناب سپیکر: جی' 9 نمبر ہے۔

وزیر قانون: شکریہ۔ جناب سپیکر! یہ درست ہے کہ پنجاب کے تقریباً بڑے شہروں میں چھوٹے گوشت کے نرخ بڑھ چکے ہیں۔ اس ضمن میں تحریر ہے کہ بحوالہ نوٹیفکیشن نمبر SOF-16191 مورخہ 14-11-2001 منجانب گورنمنٹ آف پنجاب فوڈ ڈیپارٹمنٹ Section 4 of the Punjab Food Stuff Control Act, 1958 کے تحت قیمتیں مقرر کرنے کے اختیارات ڈسٹرکٹ کوآرڈینیشن آفیسر کو تفویض کئے گئے ہیں اور زیر سیکشن 623 ایکٹ درج بالا کے تحت قیمتیں مقرر کی جاتی ہیں۔ اس ضمن میں رمضان المبارک میں جناب ڈی سی او صاحب نے بذریعہ حکم نمبری HE-616243 مورخہ 3-10-2002 اوپن مارکیٹ اور رمضان بازار میں 120 روپے فی کلو چھوٹے گوشت کی قیمت مقرر کی تھی۔ جب کہ قیمتوں پر عمل درآمد صرف چیکنگ اور موقع پر جرمانے اور گرفتاریوں کے ذریعے ہی ممکن ہے۔ یہ مہنگائی آڑھتی حضرات اور دکانداروں کی ملی بھگت کا نتیجہ

ہے۔ ضلعی حکومت کے افسران کو مجسٹریٹ کے اختیارات دوبارہ تفویض کر دیئے جانے کی تجویز زیرغور ہے۔ جیسے ہی افسران کو مجسٹریٹ کے اختیارات دیئے جائیں گے تو اس مصنوعی مہنگائی پر یقیناً قابو پا لیا جائے گا۔ یہاں پر میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ آپ بھی اور یہ معزز ایوان بھی اس بات سے آگاہ ہے کہ devolution of powers کے بعد ایگزیکٹو مجسٹریٹ کے اختیارات ضلع کی سطح پر کسی کے پاس موجود نہیں ہیں ۔ رمضان المبارک کے دوران عارضی arrangements کے طور پر ہائیکورٹ نے یہ اختیارات چند ایک افسران کو تجویز کئے تھے۔رمضان المبارک کے دوران ان افسران نے وہ اختیارات استعمال کرتے ہوئے اس بات کی کوشش کی کہ قیمتوں میں توازن برقرار رکھا جائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اب ایسی صورتحال جس کا ہم سب کو مل کر تدارک کرنا چاہیے کہ ضلع کی سطح پر ایگزیکٹو اتھارٹی کسی کے پاس نہیں ہے۔ ہمارے مجسٹریٹوں کے پاس کوئی اختیارات نہیں ہیں۔ ابھی پرسوں میری ملاقات لاہور ہائیکورٹ کے ایک جج سے ہوئی تو میں نے ان کی خدمت میں یہ مسئلہ جو حکومت پنجاب کو اس وقت درپیش ہے بتایا۔ انہوں نے مہربانی فرماتے ہوئے اس بات سے اتفاق کیا ہے کہ جس طرح رمضان المبارک کے دوران انہوں نے خصوصی طور پر EDO(Rs) کو ایگزیکٹو مجسٹریٹوں کے اختیارات تفویض کئے تھے وہ کرنے پر رضامند ہوئے ہیں۔اس سلسلے میں اس اجلاس کے فوراً بعد انشاء اللہ تعالیٰ پہلے لاء ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے تجویز وزیراعلیٰ صاحب کو بھیجیں گے ۔ وزیراعلیٰ صاحب کو میں نے اعتماد میں لے لیا ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ وہ سمری چیف جسٹس صاحب کو بھیج دی جائے گی اور ریونیو افسر کو ایگزیکٹو کے اختیارات دلوائے جائیں گے تاکہ یہ جو قیمتوں کا سلسلہ ہے ' adulteration کا مسئلہ ہے ' encroachment کا سلسلہ ہے' بے شمار کام ایسے ہیں کہ جو ایگزیکٹو مجسٹریٹ کے اختیارات کے بغیر نہیں کئے جا سکتے۔ یہ دقت سسٹم کی تبدیلی کی وجہ سے سامنے آئی ہے اور میں محرک کی بات سے اتفاق کرتا ہوں کہ check and balance نہ ہونے کی وجہ سے قیمتوں میں تبدیلی واقع ہوئی ہے۔قیمتیں اوپر گئی ہیں لیکن ان کو کنٹرول کرنے اور ان کو چیک کرنے کے لئے ہمیں مجسٹریٹوں کو اختیارات دینے پڑیں گے۔حکومت اپنی ذمہ داری سے غافل نہیں ہے۔ ویسے بھی میں معزز رکن کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب والا! تحریک التوائے کار کا مطلب یہی ہوتا ہے کہ حکومت کی توجہ ایک خاص مسئلے کی جانب مبذول کرائی جائے۔ انہوں نے حکومت کی توجہ مبذول کرائی۔ حکومت already اس مسئلہ سے آگاہ تھی اور انشاء اللہ تعالیٰ ہم مزید جلد ہی اس میں پیش رفت بھی کریں گے اور اگر اختیارات ان افسران کو مل جاتے ہیں تو انشاء اللہ تعالیٰ ان کو بہتر طور پر استعمال کرتے ہوئے قیمتوں پر check رکھا جائے گا۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: جی، احسان اللہ وقاص صاحب!

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میں وزیر موصوف کا بے حد شکر گزار ہوں کہ انہوں نے میری اس تحریک التواء کے نتیجے میں اہم اقدامات کرنے کا اعلان فرمایا ہے۔ ہمارے اوپر ضلعی حکومتوں کا جو عذاب مسلط کیا گیا ہے یہ اسی کا ایک شاخسانہ ہے کہ جس کے ذریعے سے ہر شہر میں مہنگائی آسمان سے باتیں کر رہی ہے اور میں نے جو اس میں ذکر کیا ہے کہ نہ چھوٹا گوشت بلکہ مرغی کا گوشت بھی نہیں ملتا۔ بڑے گوشت کی قیمتیں بھی بہت بڑھ گئی ہیں۔ میں اس کے لئے درخواست کروں گا کہ پہلے اضلاع میں ضلعی پرائس کنٹرول کمیٹیاں ہوا کرتی تھیں جو اس چیز کو check and balance کرتی تھیں۔ مجھے خدشہ یہ ہے کہ اب یہ پرائس کنٹرول کمیٹیاں موجود نہیں ہیں۔ میں یہ درخواست کروں گا کہ یہ معزز ایوان بھی موجود ہے۔ منتخب نمائندے بھی موجود ہیں۔ ان کو شامل کر کے پرائس کنٹرول کمیٹیاں بھی بنائی جائیں۔ جن کے ذریعے سے شہروں میں قیمتوں کو کنٹرول کیا جا سکے ورنہ یہ مہنگائی عام آدمی کی کمر توڑ کر رکھ دے گی۔ بہت بہت شکریہ۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، ارشد محمود بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! انہوں نے گوشت کے حوالے سے پرائس کنٹرول کمیٹی کی بات کی ہے۔ غالباً یہاں لاہور میں تو چھوٹا گوشت 140 روپے اور 150 روپے فی کلو بک رہا ہے لیکن سیالکوٹ میں یہ 160 روپے بک رہا ہے۔ اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ چھوٹا گوشت مشرق وسطیٰ کے ملکوں میں ایکسپورٹ ہو رہا ہے اور دو تین لوگ ایکسپورٹ کر رہے ہیں۔ میں نے ایک قصائی سے پوچھا کہ کیا وجہ ہے کہ اتنا مہنگا تم گوشت بیچ رہے ہو؟ اس نے کہا کہ ہمیں جانور ملتے

ہی نہیں ہیں۔ میں جناب راجہ بشارت صاحب سے کہوں گا کہ گویہ مرکز کا مسئلہ ہے' اس سلسلے میں بات کی جائے۔ اگر ہمارے پاس کوئی چیز ایک کلو ہے اور ہم استعمال دو کلو کرتے ہیں۔ اگر ہم ایک کلو میں سے آدھا کلو باہر بھجوا دیں گے تو ہم کیا کھائیں گے۔ میری یہ درخواست ہے کہ مہنگائی کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ گوشت مڈل ایسٹ' یو اے ای' سعودی عرب کے ملکوں میں ایکسپورٹ ہو رہا ہے۔

جناب سپیکر: وزیر صاحب نے یہ بات سن لی ہے اور بڑی تفصیل سے اس کا جواب بھی دے دیا ہے۔

شیخ امجد عزیز: جناب! میری بھی اسی سلسلے میں گزارش ہے۔

جناب سپیکر: جی' شیخ صاحب!

شیخ امجد عزیز: جناب سپیکر! اس سلسلے میں میری گزارش ہے کہ ہمارے قصاب بھائیوں نے چھوٹے گوشت کے سلسلے میں ایک نئی تکنیک دریافت کی ہے۔ شاید یہ تکنیک ابھی تک ہمارے دوستوں کے علم میں نہیں ہے۔ وہ یہ ہے کہ جب یہ لوگ جانور ذبح کرتے ہیں تو ایک مخصوص شریان دریافت کی گئی ہے جس کے اندر وہ پانی لگا دیتے ہیں۔ پانی کے پریشر سے جو بکرا چالیس کلو کا ہے وہ 80 کلو کا ہو جاتا ہے اور ابھی تک یہ بات ہمارے اکابرین کے علم میں نہیں آئی۔ اگر منسٹر صاحب صبح جا کر ذبح خانہ میں غور سے دیکھیں تو ان کو پتا لگے گا کہ جو قیمت بڑھ رہی ہے اور جو اچھا گوشت ہے وہ بھی مضر صحت گوشت بن جاتا ہے۔وہاں پر ڈاکٹروں کو یا کسی enforcement agency کو موجود ہونا چاہیے' جو اس پانی لگنے کے عمل کو روکے اور اس معاملہ کو غور سے دیکھے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ یہ تحریک سید احسان اللہ وقاص صاحب کی طرف سے پیش کی گئی تھی۔ وہ press نہیں کرتے اس لئے یہ dispose of کی جاتی ہے۔ تحریک نمبر 27 محترمہ شہلا راٹھور صاحبہ کی ہے۔ یہ پہلے پڑھی ہوئی ہے اور اس کا جواب وزیر قانون کی طرف سے آنا تھا۔ جی' وزیر قانون!

دیہاتوں میں لاغر اور بیمار جانوروں کے گوشت کی فروخت

---(بحث جاری)

وزیر قانون، شکریہ۔ جناب سپیکر! تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن کی فراہم کردہ اطلاع کے مطابق تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن سیالکوٹ کے متعلقہ عملہ نے دیہاتی علاقوں لنگڑیلی اور ڈلووالی، بھرت بھوت، گوہد پور اور اگوکی، عدالت گڑھ میں حفظان صحت کے قوانین کی خلاف ورزی پر 51 قصابوں کے چالان مرتب کر کے عدالت جوڈیشل مجسٹریٹ سیالکوٹ دائر کر رکھے ہیں۔ اس سلسلے میں متعلقہ عملے کو مزید ہدایت جاری کی گئی ہے کہ وہ خاص کر دیہاتی علاقے میں گوشت فروخت کرنے والی دکانوں کا اچانک معائنہ کریں اور کسی بھی بے ضابطگی پر متعلقہ گوشت فروش کے خلاف قانونی کارروائی عمل میں لائیں اس تحریک التوائے کار کا جواب بھی جو تحریک اس سے پہلے زیر بحث تھی اس سے ملتا جلتا ہے۔ یہاں پر بھی ہمیں اس سٹاف کی کمی ہے جو check and balance کر سکے۔ لیکن میں محترمہ کو یقین دلاتا ہوں کہ جس طرح میں نے پہلے گزارش کی ہے اس کمی کو دور کرنے کے لیے اور جو قانونی خلاء ہے اس کو دور کرنے کے لیے کوشش کی جا رہی ہے۔ جیسے ہی وہ دور ہو گا انشاء اللہ تعالیٰ اس سلسلے میں بھی جو صورتحال ہے وہ بہتر ہو جائے گی۔

جناب سپیکر، جی محترمہ!--- کیونکہ محرک اس کو press نہیں کرتیں اس لئے یہ تحریک بھی dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 33 بیگم ریحانہ جمیل کی ہے--- وہ تشریف نہیں رکھتیں لہٰذا dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 35 چودھری عبدالغفور خان صاحب کی ہے۔

پانی کی کمی کے باعث پنجاب کی فصلوں کو نقصان کا خدشہ

چودھری عبدالغفور خان، میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "نوائے وقت" مورخہ 30۔دسمبر 2002 کی خبر کے مطابق "پنجاب صوبہ کو کم پانی جاری کرنے کا فیصلہ" جس کی وجہ سے گندم کی فصل کو شدید نقصان پہنچنے کا خدشہ ہے۔

اس طرح جو پانی بچے گا وہ کسی اور صوبہ کو دیا جائے گا۔ اس بات کا اعلان محکمہ زراعت نے ایک ہینڈ آؤٹ میں کیا ہے۔ حکومت کے اس فیصلے سے پنجاب میں گندم کی فصل کو بارشوں کے نہ ہونے کی وجہ سے شدید نقصان ہو رہا ہے اور مزید نقصان ہونے کا خدشہ پیدا ہو گیا ہے جبکہ اب کاشتکاروں کو ٹیوب ویلوں پر انحصار کرنا پڑے گا جس کی وجہ سے صوبہ کے کاشتکاروں میں بالعموم اور عوام میں بالخصوص شدید اضطراب پیدا ہو گیا ہے۔ لہٰذا مہربانی فرما کر میری تحریک التوائے کار پر اسمبلی میں فوراً بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: آپ اس پر short statement دینا چاہیں گے؟

چودھری عبدالغفور خان: جناب سپیکر! پانی کا مسئلہ ہمارے پنجاب کا اہم مسئلہ ہے۔ زراعت پاکستان کے لئے ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ پنجاب کے اندر پہلے ہی پانی کم ہے۔ پچھلی حکومت میں بھی یہ معاملہ چلتا رہا کہ ہماری tails پر پانی نہیں پہنچ پاتا۔ اب اگر ہم نے اپنے حصے کا پانی کسی دوسرے صوبے کو دے دیا تو پھر پنجاب میں ایک بڑا مسئلہ پیدا ہو جائے گا۔ یہ ایک انتہائی اہم معاملہ ہے۔ لہٰذا اس پر خصوصی توجہ دی جائے۔ میں آپ سے درخواست کروں گا کہ اس بابت وزیر زراعت بتائیں کہ آیا یہ خبر درست ہے اور انھوں نے اس بارے میں کوئی کارروائی کی ہے؟

جناب سپیکر: چودھری صاحب! یہ زراعت سے متعلقہ نہیں ہے' آبپاشی سے متعلقہ ہے۔ اس لئے وزیر آبپاشی جواب دیں گے۔ جی وزیر آبپاشی!

وزیر آبپاشی و قوت برقی، جناب سپیکر! یہ تحریک التوائے کار روزنامہ "نوائے وقت" کی مورخہ 30۔ دسمبر 2002 کی خبر کے ضمن میں ہے جو کہ اپنے متن کے مطابق حقیقت پر مبنی نہیں ہے۔ صوبہ پنجاب کے نہری پانی کا کوٹہ سندھ طاس معاہدے کی روشنی میں Indus River System Authority مقرر کرتی ہے۔ اصل صورت حال یہ ہے کہ فصل ربیع 3-2002 کے دوران پنجاب کا اوسط حصہ 19.75 ملین ایکڑ فٹ کے بجائے 13.06 ملین ایکڑ فٹ پانی ملا جو کہ ضرورت سے 34 فی صد کم ہے۔ یہ مقرر کردہ حصہ پنجاب کی نہروں میں استعمال ہو گا اور پنجاب کے حصے کا ایک قطرہ بھی سندھ کو نہ دیا جائے گا۔

چودھری عبدالغفور خان : بہت شکریہ ' مہربانی۔ میں ان کے جواب سے بالکل مطمئن ہوں۔ جناب سپیکر ! ویسے بھی ہم یہی چاہتے ہیں کہ :-

یارب میری ارضِ پاک پر اترے وہ فصلِ گل
جسے اندیشۂ زوال نہ ہو
یہاں جو پھول کھلے وہ کھلا رہے برسوں
یہاں سے خزاں کو گزرنے کی بھی مجال نہ ہو
یہاں جو سبزہ اُگے وہ سبز رہے صدیوں
ایسا سبز کہ جس کی کوئی مثال نہ ہو
یا رب میرے کسی بھی ہم وطن کے لئے
حیات جرم نہ ہو ' زندگی وبال نہ ہو

(نعرہ ہائے تحسین)

وزیر زراعت : جناب سپیکر! میں آپ کی اجازت سے بات کرنا چاہتا ہوں۔ چودھری غفور صاحب کی تحریک التوائے کار کا جواب تو آ گیا ہے لیکن میں ہاؤس کی اطلاع کے لئے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ قطعاً غلط ہے کہ محکمہ زراعت نے کوئی hand-out جاری کیا ہے۔ Indus River System Authority کے تحت اس دفعہ پنجاب کو 34 فیصد کم پانی ملا ہے۔ یہ پانی کسی دوسرے صوبے کو نہیں دیا جا رہا۔ دوسری بات یہ ہے کہ یہ جو کمی واقع ہوئی ہے اسے ہم اس طرح پورا کریں گے کہ ہم گندم کی فصل کو بھی نقصان نہیں پہنچنے دیں گے۔ اس کو channelize کرنے کے لئے ہم نے اعلان کیا ہے کہ پہلا پانی 25 دن کے بعد لگایا جائے' دوسرا پانی ڈیڑھ ماہ بعد لگایا جائے اور تیسرا پانی مارچ میں ایک ماہ بعد لگایا جائے۔ اس سے اتنی ہی پیداوار ہو گی جتنی demand ہے۔

جناب سپیکر : چونکہ محرک press نہیں کرتے اس لئے یہ تحریک dispose of ہوئی۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 37 شیخ امجد عزیز صاحب کی ہے۔

حلقہ پی پی 156 لاہور کی آبادیوں کے لئے قبرستان کی عدم موجودگی

شیخ امجد عزیز : جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ پی پی۔ 156 لاہور کی آبادیاں فتح آباد، خان کالونی، حسنین آباد، قاسم پورہ، گل بہار کالونی اور مدینہ کالونی جن کی ٹوٹل آبادی 75 ہزار نفوس پر مشتمل ہے۔ ان علاقوں میں قبرستان نہیں ہے جبکہ ان علاقوں سے ملحقہ جدید اور حکومت کی زیر نگرانی بننے والی ماڈرن آبادیاں جو کوڑیوں کے بھاؤ امیروں میں حکومت کی زمین تقسیم کی جا رہی ہے اور کی گئی ہے جبکہ ان میں ہزاروں ایکڑ رقبہ جو معمولی رقم کے عوض لیز پر دیا گیا ہے حکومت کا پڑا ہوا ہے۔ اس رقبے میں کچھ رقبہ قبرستان کے لئے مختص کر دیا جائے۔ جس سے اس علاقے کے ہزاروں لوگوں کا یہ مسئلہ حل ہو سکتا ہے مگر حکومت وقت بغیر کسی وجہ کے ان علاقوں کے لوگوں کو پریشانی میں مبتلا کر رہی ہے جس سے لوگوں میں حکومت کے خلاف شدید نفرت پیدا ہو رہی ہے۔ لہذا میرے اس مسئلہ پر ایوان میں فوراً بحث کی جائے۔

وزیر قانون : جناب سپیکر! سٹی ضلعی گورنمنٹ لاہور کی فراہم کردہ اطلاع کے مطابق مذکورہ آبادیاں بغیر کسی منصوبہ بندی کے خود بنائی گئی ہیں۔ جس کی وجہ سے ان آبادیوں میں قبرستان کے لئے جگہ مختص نہیں کی گئی اور نہ ہی ان آبادیوں میں اس وقت فالتو جگہ ہے جو قبرستان کے لئے فراہم کی جا سکے۔ تاہم کوشش کی جائے گی کہ جلد از جلد مذکورہ آبادیوں کے لئے قبرستان کے لئے نزدیک ترین جگہ فراہم کی جائے۔ صوبائی حکومت اس ضمن میں متعلقہ مقامی حکومت کو ضرور ہدایات جاری کرے گی۔

جناب سپیکر! میری اس سلسلے میں گزارش ہے کہ میرے فاضل بھائی بھی اس بات سے بخوبی آگاہ ہیں کہ یہ پرائیویٹ سوسائٹیاں شہروں کے نزدیک بنتی ہیں۔ جب ان سوسائٹیوں کا آغاز ہوتا ہے تو وہ وہاں پر ایک بورڈ لگا دیتے ہیں کہ یہاں سڑکیں اتنی بنیں گی، بجلی ہو گی، پانی ہو گا، سوئی گیس بھی ہو گی، ٹیلیفون بھی ہو گا، قبرستان بھی ہو گا، پارک بھی ہو گا، مسجد

بھی ہو گی۔ یہ ساری سہولتیں وہ پہلے دن فراہم کر دیتے ہیں اور سادہ لوح لوگ یہ سہولتیں پڑھ کر ان پر یقین کرتے ہوئے پلاٹ خرید لیتے ہیں۔

جناب سپیکر! اب اس میں دو طرح سے حکومت کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ ایک تو ہماری جو لوکل گورنمنٹ اتھارٹیز ہیں ہم ان کو سختی کے ساتھ یہ ہدایات کر رہے ہیں کہ مشروم گروتھ ہاؤسنگ سوسائٹیز کی بات ہو رہی ہے اس کو روکا جائے اور جب تک یہ یقین نہ کر لیا جائے کہ وہ جن سہولتوں کے لئے عوام کے ساتھ commit کر رہے ہیں وہ پوری نہیں کریں گے اس وقت تک ان کو این او سی جاری مت کریں۔ دوسرا ہم یہ بھی کر رہے ہیں کہ جو سوسائٹیاں این او سی کے بغیر قائم ہوئی ہیں ان کے خلاف بھی کارروائی کر رہے ہیں کہ آپ نے عوام کے ساتھ جو وعدے کئے تھے انھیں پورا کریں۔ جس مسئلے کی طرف میرے بھائی نے نشاندہی کی ہے اب یہ ایک بات ہو چکی ہے۔ یہ آبادیاں وجود میں آ چکی ہیں۔ اب ان کو سہولیات فراہم کرنا حکومت کی ذمہ داری ہے۔ بلدیاتی اداروں کی ذمہ داری ہے۔ میں نے اپنے جواب میں یہی بات عرض کی ہے کہ ہم انشاء اللہ تعالیٰ اس مقامی متعلقہ بلدیاتی ادارے کو یہ ہدایت کریں گے کہ وہاں پر قبرستان کی سہولت فراہم کی جائے۔ اس کے لئے جگہ مختص کی جائے اور اگر اس کے لئے کوئی وسائل کی کمی ہوئی تو میں اپنے بھائی کو یقین دلاتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ وہ بھی پوری کرنے کی کوشش کریں گے ۔ چونکہ بلدیات کا قلمدان بھی میرے پاس ہے میں اپنے بھائی کے ساتھ مشورہ کر کے مالی وسائل کا کوئی معاملہ در پیش ہوا تو اس کو بھی دور کرنے کی کوشش کروں گا۔ شکریہ۔

شیخ امجد عزیز: جناب والا! وہاں پر حکومت پنجاب کے پاس نزول لینڈ موجود ہے۔ جیسے میرے بزرگ نے کہا ہے کہ ہمیں اس بات پر یقین ہے۔ اگر یہ کسی خاص وقت کا تعین کر دیں کہ اگلے دو تین یا چار ماہ میں ہماری میٹنگ ہو جائے تو میں اس کو press نہیں کروں گا۔ اس کے لئے جگہ کی فراہمی کو یقینی میں بناؤں گا۔ میں ان کو سارے کاغذات لا کر دوں گا کہ یہ جگہ خالی ہے' یہ جگہ خالی ہے اور یہ قبرستان کے لئے جگہ مختص کر دیں تو میں ان کا بہت ممنون ہوں گا۔ جناب سپیکر، شکریہ۔

سید احسان اللہ وقاص، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میرے معزز وزیر نے جو بات ارشاد فرمائی ہے کہ یہ جو آبادیاں Mushroom growth کی طرح بنی ہیں اس کی وجہ سے قبرستانوں کے اور دیگر بہت سارے مسائل پیدا ہوتے ہیں۔ یہ بالکل درست بات ہے۔ میں اس میں یہ بات add کرنا چاہتا ہوں کہ زرعی زمین، شہری زمین یا گھر کے لئے رجسٹری کی اس وقت تک اجازت نہ دی جائے جب تک وہاں پر proper development نہ ہوئی ہو۔ اس کو روکنے کا یہی ایک راستہ ہے۔ ہمارے ٹاؤن کی اتھارٹیز کا ان میں بالکل کوئی کردار نہیں ہے۔ لوگ ایک ایکڑ زمین لیتے ہیں پھر اس میں لائنیں کھینچتے ہیں، گھر الاٹ کر دیتے ہیں اور بعد میں لوگ ذلیل ہوتے رہتے ہیں۔ وہ تو بیچ کر چلے جاتے ہیں۔ ان کا کیا کریں گے؟ اس لئے میں وزیر محترم سے یہ گزارش کروں گا کہ وہ اس پر پابندی لگائیں کہ اس وقت تک زرعی زمین کی رجسٹری مکانوں کے لئے نہیں ہو سکتی جب تک وہاں پر proper facilities مہیا نہ کر دی گئی ہوں۔

جناب سپیکر، شکریہ۔ جی، وزیر قانون! وہ کہتے ہیں کہ یقین دہانی کرا دیں کہ کتنی دیر تک یہ مسئلہ حل ہو گا؟

وزیر قانون، جناب والا! میں گزارش کرتا ہوں کہ موجودہ اجلاس کے بعد میں دفتر جانا شروع کروں گا۔ امجد عزیز صاحب تشریف لائیں۔ میں اور یہ مل کر متعلقہ حکام سے رابطہ کریں گے اور اس مسئلے کو حل کرنے کی کوشش کریں گے۔

جناب سپیکر، شیخ صاحب! اب آپ اسے press نہیں کرتے؟

شیخ امجد عزیز، ٹھیک ہے۔ میں اسے press نہیں کرتا۔

جناب سپیکر، چونکہ محرک press نہیں کرتے اس لئے یہ تحریک dispose of ہوئی۔ اب چونکہ تحاریک التوائے کار کا وقت بھی ختم ہوا چاہتا ہے اور نماز کا وقت بھی ہے تو 20 منٹ کے لئے ہاؤس ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اس مرحلے پر نماز مغرب کے لئے اجلاس 20 منٹ کے لئے ملتوی کر دیا گیا)

(نماز مغرب کے وقفہ کے بعد جناب سپیکر 6 بج کر 8 منٹ پر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

محکمہ ہاؤسنگ، اربن ڈویلپمنٹ اینڈ پبلک ہیلتھ انجینیرنگ پر عام بحث

جناب سپیکر، آج محکمہ ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ پر عام بحث ہو گی۔ اب میں منسٹر ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ کو دعوت خطاب دیتا ہوں۔

وزیر ہاؤسنگ، اربن ڈویلپمنٹ اینڈ پبلک ہیلتھ انجینیرنگ، بسم اللہ الرحمن الرحیم ○ جناب سپیکر! میں آپ کی اجازت سے اس معزز ایوان کے لیے policy statement پڑھنا چاہوں گا۔ ویسے تو یہ معزز ایوان اس محکمہ کی کار کردگی سے بخوبی واقف ہے۔ But I would like to point out two things جس میں اس محکمہ کی کیا کارکردگی ہے اور اس کی کیا پالیسیاں ہیں؟ ویسے تو عوام الناس کو رہائش کے لئے گھر مہیا کرنا، پینے کا صاف پانی بہم پہنچانا اور افزائش صحت کے اصولوں کے مطابق نکاسیٔ آب کا بندوبست محکمہ ہاؤسنگ، اربن ڈویلپمنٹ اینڈ پبلک ہیلتھ انجینیرنگ کا کام ہے۔ چنانچہ اس کا کام عوام کو بنیادی سہولیات پہنچانے سے شروع ہو کر بلند سے بلند تر معیار زندگی مہیا کرنے پر محیط ہے۔

محکمے کے دو شعبے ہیں، ایک کا کام بنیادی تعمیری سہولتیں مہیا کر کے عوام کے لئے رہائشی سکیمیں تیار کرنا ہے اور دوسرے کا کام پینے کا صاف پانی اور نکاسیٔ آب کا بندوبست کرنا ہے۔ یہ دونوں کام حکومت پنجاب براہ راست سر انجام بھی دیتی ہے اور میونسپل اداروں کی ذمہ داری میں بھی شامل ہے۔ ان مقاصد کے حصول کے لئے بڑے شہر لاہور، فیصل آباد، راولپنڈی، گوجرانوالہ اور ملتان میں ترقیاتی ادارے قائم کئے ہوئے ہیں۔ یقیناً یہ بات آپ کے علم میں ہے کہ مذکورہ مقاصد کے حصول کے لئے کثیر سرمایہ درکار ہے۔ اگرچہ بنیادی سہولتیں دینا حکومت کی لازمی ذمہ داری ہے۔ یہاں میں معزز ممبران کی information کے لئے بتانا ضروری سمجھوں گا کہ وسائل کی کمی کی وجہ سے اب تک یہ محکمے 50 فیصد یعنی کہ نصف آبادی کو بھی یہ سہولتیں مہیا نہیں کر سکے۔ میں یہ بات آپ کے گوش گزار کرنا بہت ضروری سمجھتا ہوں کہ ہم شہری علاقوں میں صرف 50 فیصد آبادی اور دیہی علاقوں میں 27 فیصد آبادی کو اب تک پینے کے لئے پانی مہیا کر سکے ہیں۔ جب کہ نکاسی آب کی سہولت شہری علاقے میں 50 فیصد اور دیہی علاقے میں 36 فیصد ہے۔ رہائشی سکیموں کی حالت بھی بہت ابتر ہے۔ اب تک عوام میں محکمہ صرف تقریباً اڑھائی

لاکھ پلاٹ distribute کر سکا ہے۔ تاہم اب حکومت پاکستان نے ہاؤسنگ کو ایک انڈسٹری کے طور پر قبول کر لیا ہے اور مالی وسائل بذریعہ قرضہ دینے کا فیصلہ کیا ہے۔ مجھے پوری امید ہے کہ اس سیکٹر میں activity بڑھے گی۔ یہ بات ہمارے مشاہدے میں آئی ہے کہ دیہی علاقوں میں بنائی گئی فراہمیٔ آب اور نکاسیٔ آب وہ سکیمیں ہیں جن کی پلاننگ و تعمیر میں عوام کو شامل نہ کیا گیا تھا زیادہ کارآمد ثابت نہ ہوئیں۔ ہمارے تجربے اور تجزیے کے مطابق مذکورہ بالا دیہی سکیمیں اس وقت تک کامیابی سے نہیں چلائی جا سکتیں جب تک کہ سکیموں کی تعمیر و ترقی میں دیہی عوام نہ صرف مکمل طور پر شامل ہوں بلکہ ان کو چلانے اور برقرار رکھنے کی انتظامی و مالی ذمہ داری بھی سنبھالیں۔ اس تجربے کو پیش نظر رکھتے ہوئے ایک پالیسی وضع کی گئی ہے جس میں عوام کی شمولیت کو سکیم کی تعمیر سے لے کر چلاتے رہنے تک لازمی قرار دے دیا گیا ہے۔ چنانچہ دیہی علاقوں میں پہلے سے تعمیر شدہ واٹر سپلائی اور سیوریج کی سکیمیں مکمل طور پر دیہی کمیٹیاں بنا کر عوام کے حوالے کر دی گئی ہیں۔ اس پالیسی کے ملے جلے نتائج برآمد ہوئے ہیں۔ کچھ علاقوں میں یہ پالیسی بڑی کامیاب رہی جب کہ دیگر مقامات میں دیہی کمیٹیاں یہ سکیمیں نہ چلا سکیں۔

حال ہی میں ADP میں مالی تعاون سے مکمل ہونے والے پنجاب رورل واٹر سپلائی اینڈ سینیٹیشن پراجیکٹ میں عوامی شمولیت کا دائرہ کار بڑھا دیا گیا ہے اور سکیم کو شروع کرنے سے پہلے عوامی کمیٹیاں بنائی گئی ہیں جو نہ صرف سکیم کی منصوبہ بندی بلکہ اس کی تعمیر اور اس کے بعد انتظامی و مالی معاملات کی ذمہ داری بھی لیں گی۔ اس پراجیکٹ سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ عوام کی رضاکارانہ شمولیت سے تین سو سے زائد سکیمیں تیار کی گئی ہیں جو مکمل کامیابی سے چلائی جا رہی ہیں۔ اس پراجیکٹ کو اس خوبی کی وجہ سے ایشیائی ترقیاتی بینک نے سال 2002 میں بہترین پراجیکٹ قرار دے کر انعام دیا ہے۔ بینک مذکورہ پراجیکٹ کی کامیابی کے بعد حال ہی میں پراجیکٹ کی توسیع کے لئے رضامند ہو گیا ہے جس میں حکومت پنجاب کو سات سو پچاس سکیمیں تیار کرنے کے لئے پچاس ملین ڈالر قرضے کے اجراء کی منظوری دی ہے۔ حکومت کی پہلی ترجیح یہ ہے کہ پینے کا پانی ایسے علاقوں میں دیا جائے جہاں پانی کا حصول بہت مشکل ہے۔ چنانچہ یہ سکیمیں 26 اضلاع اور 54 ایسی تحصیلوں کے دیہی علاقوں میں بنائی جا رہی ہیں جو بارانی ہیں یا

جہاں پینے کا پانی feasible نہیں ہے اور میرے خیال میں کڑوا ہونے کی وجہ سے قابل استعمال نہیں ہے۔

اگرچہ میرا محکمہ پیشہ ور انجینئرز پر مشتمل ہے جنہوں نے اپنی پوری لگن سے کام کیا۔ تاہم مجھے اعتراف ہے کہ محکمہ کی کارکردگی مثالی نہ رہی ہے۔ محکمہ کی ناقص کارکردگی کی ایک وجہ یہ ہے کہ جس میں کسی حد تک بدعنوانی اور بدنظمی بھی تھی۔ نئے نظام میں' اس کو ٹھیک کرنے کے لئے محکمہ کا انتظام و انصرام عوامی نچلی سطح تک ٹرانسفر کر دیا گیا ہے۔ میں معزز ممبران کے سامنے یہ بات واضح کر دوں کہ اب اس محکمے کے زیر انتظام تمام معاملات مکمل طور پر TMA کے حوالے کر دیئے گئے ہیں تاکہ سکیموں کی نشاندہی' منصوبہ بندی اور تعمیر ہو کر مکمل طور پر کامیابی سے چلانے میں عوام کی نچلی سطح تک شمولیت کو یقینی بنایا جا سکے۔ اس تبدیلی سے کئی خامیاں دور ہو جانے کی توقع ہے۔ مگر نئے انتظامی ڈھانچے میں غیر متوازن حالات بھی پیدا ہوئے ہیں۔ مثلاً میرا محکمہ اب ان بنیادی سہولتوں کا انتظام و انصرام کرنے سے قاصر ہے۔ TMA اور حکومت کے مابین براہ راست واسطہ موجود نہ ہے۔ اب ہر قسم کی رقوم بھی TMA کو براہ راست دی جاتی ہیں اور میرے محکمے کا عملہ بھی ان کے زیر انصرام ہے۔ اس غیرمتوازن صورت حال کی تصحیح اور محکمہ کو زیادہ فعال بنانے کے لئے میں متعلقہ محکموں کے ساتھ باہمی مشوروں میں مصروف ہوں۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ صوبائی سطح کے تمام ادارے خواہ وہ محکمہ جات ہوں یا لوکل گورنمنٹ ہو۔۔۔

راجہ ریاض احمد، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی' راجہ صاحب!

راجہ ریاض احمد، جناب سپیکر! میرے وزیر موصوف سارا پڑھ کر بول رہے ہیں۔

وزیر ہاؤسنگ' اربن ڈویلپمنٹ اینڈ پبلک ہیلتھ انجینئر نگ، میں نے پہلے اجازت لی ہے۔

جناب سپیکر، وہ points پڑھ رہے ہیں۔ شاہ صاحب! آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

وزیر ہاؤسنگ' اربن ڈویلپمنٹ اینڈ پبلک ہیلتھ انجینئر نگ، میں اور میرا محکمہ اس ذمہ داری کو آپ کی تسلی کے مطابق نبھانے کا عزم رکھتے ہیں اور اس میں درپیش مذکورہ رکاوٹوں کو دور کرنے کے لئے کوشاں ہیں۔ 30 جنوری 2003 کو میرے ایک فاضل رکن نے میری توجہ ایک

issue پر مبذول کروائی تھی۔ وہ فرما رہے تھے کہ آپ نے یہاں پر کسی بھی کم آمدنی والے سرکاری ملازمین کے لئے کوئی سکیم شروع نہیں کی اور ان کو facilitate نہیں کیا۔ میں ایک اعلان کرنے کے لئے بہت فخر محسوس کر رہا ہوں کہ ہمارا محکمہ حکومت پنجاب تین سے پانچ مرلے کی سکیم، جو کہ صرف اور صرف سرکاری ملازمین کے لئے ہوگی، کا بہت جلد اعلان کر رہا ہے بلکہ مارچ میں اس پر کام شروع کر دے گا۔ میں یہاں پر یہ بھی بتانا ضروری سمجھوں گا کہ اس کو ہم نے کس طرح شروع کرنا ہے؟ اس میں ہم اڑھائی ہزار پلاٹ لے رہے ہیں جو کہ جوبلی ٹاؤن اور ایل ڈی اے ایونیو نمبر 1 ہے اس کے درمیان میں یہ واقع ہیں۔ لہٰذا اب اس ہاؤس میں کوئی ابہام نہیں رہنا چاہیے کہ ہم نے ان کو نمائندگی نہیں دی یا کسی بھی سکیم میں ان کا حصہ نہیں رکھا۔ اس میں no profit no loss کی بنیاد پر ہم یہ سکیم شروع کرنے لگے ہیں۔

رانا مشہود احمد خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی، فرمائیں!

رانا مشہود احمد خان، جناب سپیکر! میں منسٹر صاحب سے پوچھنا چاہوں گا کہ پانچ مرلے کی سکیمیں شروع ہو رہی ہیں تو پچھلا دور حکومت جو میاں نواز شریف صاحب اور میاں شہباز شریف صاحب کا تھا اس کے دوران سرکاری ملازمین کے لئے فلیٹس کی ایک سکیم آئی تھی جس کے تحت فلیٹس بن بھی چکے ہیں اور حکومت کی کثیر رقم لگی ہوئی ہے جن کو بند کر کے رکھا گیا ہے۔ ان کے بارے میں وزیر موصوف کیا فرمائیں گے کہ ان کا کیا مستقبل ہے؟

جناب سپیکر، جی، شکریہ۔

وزیر ہاؤسنگ، اربن ڈویلپمنٹ اینڈ پبلک ہیلتھ انجینیئرنگ، جناب والا! میں یہاں پر بتانا ضروری سمجھوں گا کہ وہ مرکزی حکومت سے متعلقہ تھے اور یہ بتانا بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ اس کی ابھی بھی صحیح پلاننگ نہیں ہوئی اور نہ ہی اس کی صحیح طرح ڈسٹری بیوشن ہوئی ہے۔ آج وہ لوگ حکومت سے کہتے ہیں کہ وہ بلڈنگ آپ لے لیں کیونکہ وہ ان کے لئے لینا بہت مشکل ہے۔ وہ ہم لے کر distribute نہیں کر سکتے کیونکہ ہم بھی یا ہمارا محکمہ یہ afford نہیں کر سکتا کہ اس کو لے کر اور پھر آگے distribute کرے۔

رانا مشہود احمد خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر. آپ بیٹھیں ۔ جب آپ کی باری آئے تو اس وقت آپ تفصیل سے بات کر سکتے ہیں۔

وزیر ہاؤسنگ ' اربن ڈویلپمنٹ اینڈ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ، جناب سپیکر! میں اس ہاؤس کو یہ بات بھی بتانا چاہوں گا کہ ایل ڈی اے نے کمرشلائز پالیسی پر نظر ثانی کرتے ہوئے اسے سستا اور آسان بنا دیا ہے۔ میں نے دوسرے ترقیاتی اداروں کو بھی ہدایت کی ہے کہ وہ بھی اسی طرح سکیمیں بنائیں۔ یہاں پر میں معزز ممبران کو دعوت دوں گا کہ وہ میرے محکمہ کی کارکردگی کا جائزہ لیں' نظام کی خامیاں اور تساہل دور کرنے کا بہترین طریقہ' ان کی نشاندہی اور ان پر بحث و تنقید ہے۔ میں اس ایوان کو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ آپ کی تنقید اور راہنمائی کو انتہائی مثبت انداز سے لیا جائے گا۔ میں نے پہلے بھی 30۔ جنوری کو اس معزز ایوان کے سامنے یہ بات کی تھی کہ This is one House and I consider every one of you alike. اور آج بھی میں اس بات کو آگے بڑھاتا ہوا یہ کہوں گا کہ جب ہم سب اس ہاؤس کے ممبر ہیں ۔ ہم سب کا ایک right ہے۔ہم سب اگر اپنے مقاصد اور جو اپنے مشن لے کر اس ہاؤس میں آئے ہیں تو I am nobody to say that there is any opposition over here اس لئے آپ اس کو واضح رکھیں کہ It would be my honour کہ اگر آپ مجھ پر یا میرے محکمے پر تنقید کریں مگر وہ تنقید صحیح ہونی چاہیئے تو یہ میرے لئے فخر کی بات ہو گی کہ وہ میرے محکمہ پر تنقید کریں کیونکہ اس محکمہ کو بہتر بنانے کا یہی ایک طریقہ ہے I am no one who can judge جو بتا سکے کہ آپ کے حلقہ میں کیا مشکلات ہیں؛ اپنے حلقہ کی مشکلات صرف آپ ہی بتا سکتے ہیں That are you whose responsibility is and not mine. جب تک آپ مجھے نہیں بتائیں گے میرے خیال میں ہم اس وقت تک کوئی مثبت نتائج نہیں نکال سکیں گے اور وہ مشکلات وہیں کی وہیں رہیں گی۔اس لئے میں معزز ہاؤس کے سامنے یہ درخواست بھی کرنا چاہتا ہوں کہ جس طرح میرے فاضل ممبر نے ابھی پچھلے دنوں ہی یہ بات کی۔ یہاں میں نے سکیم announce کی۔ ہمارے ایک فاضل رکن کا ایک سکیم مدینہ کالونی کے بارے میں مسئلہ تھا۔ میں یہاں پر فخر سے یہ بات کرنا چاہتا ہوں کہ وہ کام شروع ہو چکا ہے اور میں فاضل رکن سے کہوں

So this is the way we can get hold of the گا کہ وہ جا کر اس کی نشاندہی کریں۔ problems and there is no other way اس لئے میں یہ کہنا چاہوں گا کہ ہمیں زیادہ تر وقت اس بات پر لگانا چاہئے کہ جس پر ہم کچھ کر سکیں۔ نہ کہ ہمیں وقت ضائع کرنا چاہئے۔ This is the exact time, this is the right moment for all of us to prove like one House and we will make a difference انشاء اللہ تعالیٰ ۔ And now I would like to give this floor, with your permission Sir, for open discussion on my department Thanks.

سردار حسن اختر موکل، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی فرمائیں۔

مجلس خصوصی نمبر 1 کی رپورٹیں
ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

سردار حسن اختر موکل، جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں،

"کہ مسودہ قانون (ترمیم) نو عمر افراد کی تمباکو نوشی مصدرہ 2003 مسودہ قانون نمبر 4 بابت 2003 کے بارہ میں مجلس خصوصی نمبر 1 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 15۔ فروری 2003 تک توسیع کر دی جائے۔"

جناب سپیکر، یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ۔

"مسودہ قانون (ترمیم) نو عمر افراد کی تمبا کو نوشی مصدرہ 2003 مسودہ قانون نمبر 4 بابت 2003 کے بارہ میں مجلس خصوصی نمبر 1 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 15۔ فروری 2003 تک توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

سردار حسن اختر موکل، جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ

"مسودہ قانون شادی کی تقریبات میں ظاہری نمود و نمائش اور بے جا مصارف پر پابندی پنجاب مصدرہ 2003 مسودہ قانون نمبر 6 بابت 2003 کے بارہ میں مجلس خصوصی نمبر 1 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 15۔ فروری 2003 تک توسیع کر دی جائے۔"

جناب سپیکر، یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ

"مسودہ قانون شادی کی تقریبات میں ظاہری نمود و نمائش اور بے جا مصارف پر پابندی پنجاب مصدرہ 2003 مسودہ قانون نمبر 6 بابت 2003 کے بارہ میں مجلس خصوصی نمبر 1 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 15 فروری 2003 تک توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب سپیکر، آج چونکہ اپوزیشن لیڈر ایوان میں موجود نہیں ہیں، رخصت پر ہیں تو اپوزیشن کی طرف سے میں رانا ثناء اللہ خان صاحب کو دعوت دیتا ہوں۔

رانا ثناء اللہ خان، شکریہ، جناب سپیکر! وزیر ہاؤسنگ نے جن خیالات اور جذبات کا اظہار کیا ہے میں ان کا خیر مقدم کرتا ہوں لیکن میں ان کی اس بات سے اتفاق نہیں کرتا کہ This is the way، یہی طریقہ ہے کہ ہم اس ڈیپارٹمنٹ کی خامیوں اور غلطیوں کو دور کریں اور ہم اپنی direction کو ٹھیک کریں۔ میں وزیر موصوف سے معذرت کے ساتھ یہ عرض کروں گا کہ آپ کے پاس کوئی ڈیپارٹمنٹ نہیں ہے۔ آپ کسی ڈیپارٹمنٹ کے منسٹر نہیں ہیں تو جب ڈیپارٹمنٹ نہیں ہے تو پھر directions کون سی اور اس میں اصلاح کس بات کی؟ جناب سپیکر! پچھلے دنوں ہاؤس کی جو کارروائی چلی ہے اس میں جب محکموں کے جواب دینے کے لیے منسٹر صاحبان نے جو اپنی سی کوشش کی ہے ان جوابات کو آپ مدنظر رکھ لیں پھر اس کے بعد لوکل گورنمنٹ آرڈیننس کو ہم سب نے اور کم ازکم کسی حد تک میں نے پڑھا ہوا ہے اب اس کے بعد جب ان

منسٹر صاحبان کے سامنے discussion open کرنے کے لئے کہا جاتا ہے۔ تو مجھے وہ محاورہ یاد آتا ہے کہ [*************************************] (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: رانا صاحب کے یہ الفاظ میں کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! آپ میری بات کو مکمل ہونے دیں۔ اس کے بعد اگر یہ غلط ہے تو پھر آپ اس کو کارروائی سے حذف کر دیں۔

جناب سپیکر: آپ غیر پارلیمانی الفاظ استعمال نہ کریں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! کیا یہ محاورہ غیر پارلیمانی ہے؟

جناب سپیکر: آپ بات کریں۔ محاورے کو چھوڑیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! یہ محاورہ ہر کتاب میں موجود ہے' ہر جگہ پر لکھا ہوا ہے۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! محاورے تو بہت ہیں اس طرح تو ادھر سے بھی محاورے آنے شروع ہو جائیں گے۔ یہ بات ٹھیک نہیں ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! یہ محاورہ ہر جگہ پر موجود ہے۔ اگر یہ اتنا غیر پارلیمانی ہے تو یہ اسمبلی قانون بنا کر اس محاورے کو خارج کروا دے۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! یہ محاورہ اسمبلی میں استعمال ہونے کے لئے نہیں بنا ہے۔ یہ محاورہ کسی اور جگہ استعمال ہو سکتا ہے۔ آپ ایوان کے باہر استعمال کرلیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! آپ مجھے صرف دو منٹ دیں---

جناب سپیکر: دو منٹ کی بات نہیں ہے۔ میں آپ کو زیادہ وقت دوں گا مگر محاوروں سے بالا تر ہو کر--- (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز' آرڈر پلیز۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ میں نے جو بات کی ہے اس پر

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

میرے ساتھی ممبران کو اعتراض ہوا ہے۔ میں ایک منٹ میں اس کی وضاحت کر دیتا ہوں۔ کوئی بھی معاملہ ہو، اس معاملہ پر جب آپ کسی ایسے بندے کے سامنے بات کریں، جس کا اس معاملے سے کوئی تعلق نہ ہو جس کا اس معاملے پر کوئی اختیار نہ ہو تو [*******************

***]

جناب سپیکر: آپ یہ بات ایوان سے باہر کر لیں۔ یہ الفاظ میں کارروائی سے حذف کر چکا ہوں۔ آپ اگلی بات کریں۔ شکریہ

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میری یہ گزارش تھی۔ باقی آپ دیکھیں کہ عملی زندگی میں آپ نے کسی کو کسی جگہ پر پوری دنیا میں نہیں دیکھا ہے کہ [*********************] یہ کسی آدمی کے سامنے، ایسے آدمی کے سامنے بات کرنا ہے جس کا اس معاملہ سے کوئی تعلق ہی نہ ہو، جس کو اس معاملہ پر کوئی دسترس ہی نہ ہو۔

جناب سپیکر: آپ اگلی بات شروع کریں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میں یہ عرض کروں گا کہ ان کا جو ڈیپارٹمنٹ ہے، جو یہ فرما رہے ہیں کہ---

جناب محمد وارث کلو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! معزز رکن پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

جناب محمد وارث کلو: جناب والا! آئین کی کلاز 62 اور 63 کسی ممبر کے conduct کے حوالے سے ہیں۔ میں یہ وضاحت چاہوں گا کہ جو رویہ رانا ثناء اللہ صاحب کا ہے، شروع دن سے جس طرح یہ behave کر رہے ہیں کیا یہ ان کلاز کی زد میں نہیں آتے؟

جناب سپیکر: میں نے ان کے الفاظ کارروائی سے حذف کر دیئے ہیں۔

جناب سمیع اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! رانا صاحب اس ایوان میں بطور

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

اپوزیشن لیڈر بحث کا آغاز کر رہے ہیں۔ میرے خیال میں ہمیں اچھی روایت قائم کرنی چاہئے۔ اگر قائد حزب اختلاف یہاں صحیح طریقے سے بات نہیں کر پائے گا تو پھر قائد ایوان بھی اس ایوان میں بات نہیں کر پائے گا۔ اس لئے ہمیں چاہئے کہ رانا صاحب کی بات کو توجہ سے سنیں۔ سپیکر صاحب کا حق ہے کہ وہ جو مناسب سمجھیں کارروائی سے حذف کر دیں لیکن میری گزارش ہے کہ ممبران مداخلت نہ کریں۔

گروپ کیپٹن (ریٹائرڈ) مشتاق احمد کیانی : پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر : جی، کیانی صاحب!

گروپ کیپٹن (ریٹائرڈ) مشتاق احمد کیانی : جناب سپیکر! میں بہت ممنون ہوں کہ آپ نے مجھے بولنے کا موقع دیا۔ میرے دوست اس بات کو نوٹ کرلیں کہ کون کس کی عزت نہیں کرتا۔ ہم تو ان کے سب معزز لیڈروں کی عزت کرتے ہیں۔ جب بھی یہ بولتے ہیں تو ہم بڑے سکون سے سنتے ہیں۔ ان کو شاید کوئی غلط فہمی ہو گئی ہے۔ میرے دوست رانا ثناء اللہ صاحب اتنی لمبی تمہید باندھ دیتے ہیں کہ وہ پٹڑی سے اُتر جاتے ہیں، محاورے خواہ مخواہ سنائے جاتے ہیں۔ آپ کام کی بات کریں تو بے شک آپ دس گھنٹے بولیں ہم سنیں گے۔ ہم آپ کی عزت کرتے ہیں۔ ہمیں دھمکیاں نہ دیں۔

جناب سپیکر : شکریہ، تشریف رکھیں۔ میری تمام معزز اراکین اسمبلی سے درخواست ہے کہ اس وقت ساڑھے چھ کا وقت ہوا چاہتا ہے، آٹھ بجے تک یہ اجلاس جاری رہے گا۔ اجلاس کا وقت پانچ گھنٹے روزانہ ہوتا ہے لیکن ہم تین تین گھنٹے تک اجلاس کا وقت بڑھاتے رہے ہیں۔ چونکہ کل صبح دس بجے پھر اجلاس ہو گا اس لئے آج وقت نہیں بڑھایا جائے گا۔ آپ بےشک ڈیڑھ گھنٹہ بھینس پر بات کر لیں یا پھر متعلقہ محکمہ کے بارے میں to the point بات کر لیں۔ جی رانا ثناء اللہ صاحب!

رانا ثناء اللہ خان : جناب سپیکر، میرے ایک فاضل دوست، غالباً کیانی صاحب نے فرمایا ہے کہ میں جب بھی بات کرتا ہوں تو یہ ان پر مشکل وقت ہوتا ہے۔ میں ان کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ۔

اے شمع جس طرح تجھ پر یہ رات بھاری ہے
ہم نے تمام عمر اسی طرح گزاری ہے

جناب سپیکر! میرے فاضل دوست اگر سمجھتے ہیں کہ یہ مشکل وقت ہے تو تھوڑا سا دانتوں میں زبان دے لیں۔ پانچ منٹ کے لئے میری بات سن لیں تو پھر اس کے بعد سب کے سب میری بات کے قائل ہو جائیں گے۔ وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ ان کا محکمہ ہاؤسنگ، اربن ڈویلپمنٹ اینڈ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ہے۔ ان کے محکمے کے تین heads ہیں۔ اب آپ دیکھیں کہ محکمہ ہاؤسنگ نے محکمہ rehabilitation کو succeed کیا ہے۔ اس کا کام after partition دو، چار، پانچ سالوں میں ختم ہو گیا تھا۔ اس کے بعد اس نے پچاس کی دہائی میں بڑے شہروں کے لئے کچھ نئی سکیمیں بنائیں۔ میری اطلاع کے مطابق 1954 میں فیصل آباد میں دو سکیمیں بنی تھیں، سمن آباد اور غلام محمد آباد جو کہ چھوٹے پلاٹوں پر مشتمل تھیں، یہ سکیمیں بے گھر لوگوں کے لئے بنی تھیں۔ 1954 کے بعد محکمہ ہاؤسنگ نے فیصل آباد شہر میں کوئی اور سکیم نہیں بنائی۔ اس کے بعد بڑے شہروں میں ترقیاتی ادارے بنا دیئے گئے۔ اس طرح ہاؤسنگ کو اربن ڈویلپمنٹ ونگ نے succeed کر لیا۔ اس کے بعد تمام بڑے شہروں میں یہ ترقیاتی ادارے کام کر رہے ہیں۔ فیصل آباد میں FDA، لاہور میں LDA، گوجرانوالہ میں GDA، اسی طرح ملتان میں MDA ہے۔ اب ان بڑے شہروں میں یہ اتھارٹیز ترقیاتی کام کرواتی ہیں۔ واسا، کالونیز بنانا یا اس طرح کے دوسرے سب معاملات کو اب ان ترقیاتی اداروں نے حل کرنا یا deal کرنا ہوتا ہے۔ اب وزیر موصوف مجھے فرمائیں کہ کیا ان ترقیاتی اتھارٹیز کا اختیار ان کے پاس ہے؟ ان کے محکمہ کے پاس ان اتھارٹیز سے متعلقہ کون سا اختیار ہے؟ یہ سب اتھارٹیز TMA اور ضلعی حکومت کو ٹرانسفر ہو چکی ہیں۔ وزیر موصوف نے اپنی تقریر میں خود فرمایا ہے کہ اربن ڈویلپمنٹ ونگ مکمل طور پر TMA کو ٹرانسفر ہو چکا ہے اور TMA کے اوپر میرا کوئی اختیار نہیں ہے۔ آپ کو بھی پتا ہے، سارے ہاؤس کو پتا ہے کہ یہاں سے جو بھی directives بنا کر بھیجے جاتے ہیں، یہاں تک کہ وزیر اعلیٰ کے directives بھی ضلعی حکومت، ضلعی ناظم کے پاس پڑے ہیں اور ان پر آج تک کوئی عمل درآمد نہیں ہوا۔ اب جبکہ یہ پورا ونگ ہاؤسنگ اور اربن ڈویلپمنٹ TMA کو

منتقل ہو چکا ہے' ان کے پاس کوئی اختیار نہیں' ان کے پاس کوئی دسترس نہیں' یہ کسی کی ACR نہیں لکھ سکتے' ان کے سیکرٹری کسی کی ACR نہیں لکھ سکتے تو پھر ان کے سامنے بات کرنے کا کیا فائدہ ہو گا؟ اگر آپ نے محکمہ ہاؤسنگ' اربن ڈویلپمنٹ اینڈ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ پر بحث کروانی ہے تو پھر TMA کے سربراہ کو آپ بلوا کر اوپر گیلری میں بٹھائیں۔ پھر ہم ان مسائل پر بات کریں جو ہمارے حلقوں میں درپیش ہیں۔ ہم ان مسائل پر بات کریں جو ہمارے شہروں میں ہیں۔ جب یہ کسی پر دسترس ہی نہیں رکھتے تو ان کے آگے بات کرنا اس محاورے سے علیحدہ کیسے ہو سکتا ہے؟ آپ مجھے پھر بتا دیں کہ یہاں اور کون سا محاورہ fit ہو سکتا ہے؟

جناب سپیکر! آپ کو یاد ہو گا' آپ خود اس ہاؤس کے ممبر بڑی دیر سے چلے آرہے ہیں کہ یہ جو اربن ڈویلپمنٹ اتھارٹیز ہیں' تمام شہری حلقوں کے ممبران صوبائی اسمبلی ان کے ممبر ہوتے تھے اور وزیر ہاؤسنگ اس اتھارٹی کا چیئرمین ہوتا تھا۔ میں اس ہاؤس کے Floor پر پوری ذمہ داری سے یہ بات کہہ رہا ہوں کہ وزیر موصوف کسی بھی اربن ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے چیئرمین نہیں ہیں۔ تمام اربن ڈویلپمنٹ اتھارٹیز کے چیئرمین TMA کے سربراہ' وہاں کے تحصیل ناظم یا ضلعی ناظم ہیں۔ جب یہ چیئرمین ہی نہیں تو پھر ہم ان کے سامنے کون سی بین بجائیں؟ پہلے یہ ہوتا تھا کہ وزیر ہاؤسنگ یہاں پر بیٹھتے تھے۔یہاں پر بحث ہوتی تھی' تمام ممبران اپنے points نوٹ کرواتے تھے۔ وزیر ہاؤسنگ متعلقہ اتھارٹی کے بطور چیئرمین جب اس کی میٹنگ کی صدارت کرتے تھے تو وہاں پر وہ ان سب points کے بارے میں بات کرتے تھے' کوئی حل نکالتے تھے۔ اب یہ تو کسی اتھارٹی کے چیئرمین ہی نہیں ہیں۔

جناب سپیکر! اب آپ پبلک ہیلتھ پر آجائیں۔ کیا پبلک ہیلتھ کی کوئی سکیم صوبہ پنجاب میں اس وقت in progress ہے؟ پبلک ہیلتھ کو تو آپ نے ویسے ہی ختم کر دیا ہے۔پبلک ہیلتھ کے متعلقہ کئی سو کروڑ کی سکیمیں تھیں۔ گاؤں کو پانی فراہم کرنا' سڑکیں بنانا یا اس قسم کی دوسری بنیادی ضرورتوں کے حوالے سے کئی سو کروڑ روپے کی سکیم پنجاب میں in progress تھیں۔ جب اس ونگ کو devolve کر کے انہوں نے TMA یا ضلعی حکومت کے پاس بھیجا ہے تو ان میں سے کوئی بھی سکیم اس وقت نہیں چل رہی ۔ میرے سارے معزز

ممبران تشریف فرما ہیں، میری اس بات کی تردید کریں، کوئی اٹھ کر بتائے کہ اس کے حلقے میں پبلک ہیلتھ کی کوئی سکیم چل رہی ہے۔ یہ سب سکیمیں انھوں نے اٹھا کر ایک طرف رکھ دی ہیں۔ تو اب ہاؤسنگ ان کے پاس نہیں، اربن ڈویلپمنٹ ونگ ان کے پاس نہیں اور پبلک ہیلتھ بھی ان کے پاس نہیں تو پھر میں وہی [******] ثابت ہی کروں گا۔ [*********] 1 اب میں وہ لفظ استعمال نہیں کرتا۔ وزیر ہاؤسنگ ہونا ہی نہیں چاہئے۔ وزیر تعلیم بھی نہیں ہونا چاہئے۔ یہ وزیر تعلیم صاحب جو یہاں پر بیٹھے ہیں یہ وہاں پر ایک کلرک سے لے کر Executive Officer (Education) تک کسی کے بارے میں کوئی اختیار نہیں رکھتے۔ یہ بتائیں کہ انھوں نے کسی کی ACR لکھی ہے؟ یہ بتائیں کہ یہ کسی کی تبدیلی کر سکتے ہیں؟ یہ بتائیں کہ چپڑاسی سے لے کر پرنسپل تک کوئی ان کو جواب دہ ہے؟ پھر کس بات کے یہ وزیر تعلیم ہیں؟

جناب سپیکر: آج صرف ہاؤسنگ تک رہیں۔باقی باتیں بعد میں کر لیں گے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! اگر میں یہ کہتا کہ گیلانی صاحب کے سامنے بات کرنا[******] 1 تو پھر میں یہ نہ کہتا۔ جناب والا! میں نے وزیر ایکسائز، لوکل گورنمنٹ اور سب کی بات کی ہے کہ ان سب کے سامنے یہ بات ایسے ہی ہے۔ ان کو انھوں نے دیا کیا ہے؟ ان کے پاس کوئی اختیار نہیں ہے۔ کسی معاملے میں ان کی کوئی دسترس نہیں ہے [**************] 2

چودھری جاوید احمد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی فرمائیں۔

چودھری جاوید احمد: جناب والا! میں آپ کی وساطت سے نہایت ہی ادب و احترام سے اپنے بھائی رانا ثناء اللہ صاحب کو عرض کروں گا جو آج قائد حزب اختلاف کے طور پر اپنی رائے کا اظہار فرما رہے تھے۔ انھوں نے جو یہ غیر پارلیمانی الفاظ استعمال کئے ہیں انہیں ایسے الفاظ استعمال نہیں کرنے چاہئیں۔ قوم کے لئے یا ہمارے لئے ایسی باتیں نہیں ہونی چاہئیں۔ اس کے خلاف ہم بھی ہیں انہیں بھی ہونا چاہیے۔ آئیے ہم مل کر پنجاب کو چلائیں۔ اس کو لے کر آگے بڑھیں نہ کہ ابھی تک اپنی سوئی وہیں اٹکائے رکھیں [***************] 2

*1 بحکم جناب سپیکر صفحہ نمبر 644 اور 645' الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

*2 بحکم خصوصی جناب سپیکر زیر قاعدہ 221' مورخہ 29۔مارچ 2003' الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی' محترمہ!

ڈاکٹر سامیہ امجد، جناب سپیکر! یہ بات قطعاً درست نہیں۔ پبلک ہیلتھ ڈویلپمنٹ پروگرام کے بارے میں جو کہا گیا ہے کہ 'They are not to be carried out' میں لوکل گورنمنٹ کا ایک حصہ رہی ہوں اور اس چیز کی گواہی دیتی ہوں کہ یہ چیزیں وہاں جاری و ساری ہیں۔ پینے کا پانی' سیوریج' immunization کے پروگرام ابھی بھی جاری و ساری ہیں۔ میں کئی دنوں سے اپوزیشن کے بنچز کے لئے ایک چھوٹی سی بات' چار لفظوں میں ایک فلسفہ بیان کرنے کے لئے انتظار کر رہی تھی کہ میرے عزیزو! میری بات کو توجہ سے سننے والو۔

حیات دکھ ہے ممات دکھ ہے
جدائی تو خیر آپ دکھ ہے
ملنے والے جدائی کی رات میں مل رہے ہیں
یہ ہونا دکھ ہے نہ ہونا دکھ ہے
تمام دکھ ہے دوام دکھ ہے

اگر آپ اس طرف بیٹھ کر بہت دکھی ہیں تو ہم اس طرف بیٹھ کر بھی اپنے عوام کے لئے بہت دکھی ہیں۔ میں اس ضمن میں یہ ضرور کہوں گی کہ ایوان کے اس طرف سے جو نشاندہیاں کی جا رہی ہیں' اس حکومت کو تو دو ماہ ہوئے ہیں' ادھر کی نشاندہیاں تو پچاس سال کی وہ غلطیاں ہیں کہ جن سے ہماری ہتھیلیاں اس قدر زخمی ہیں کہ ان پر سرسوں نہیں جمنے لگا۔ پہلے ان چیزوں کو consider کیجئے اور اس ایوان کا وقت مت ضائع کیجئے۔

جناب سپیکر، شکریہ۔ تشریف رکھیں۔ جی' رانا صاحب!

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! میری بہن نے بہت سارے دکھوں کا نام لیا ہے لیکن انہیں چاہیے تھا کہ وہ یہ بھی کہتیں کہ پرویز مشرف بھی دکھ ہے۔

جناب سپیکر، رانا صاحب! آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

رانا ثناء اللہ خان، ان کا ہم سے بچھڑ کر جانا بھی دکھ ہے۔ جو پیپلز پارٹی کے ہمارے دوست بچھڑ کر گئے وہ بھی دکھ ہے۔ میں پورے وثوق سے ایک بات آپ سے کہنا چاہتا ہوں اور اب یہ بات ہر آدمی کو صاف نظر آ رہی ہے کہ جو ہم میں سے علیحدہ ہو کر گئے ہیں وہ ہمارا حصہ تھے اور جو

ان سے علیحدہ ہو کر گئے ہیں وہ ان کا حصہ تھے۔ جناب سپیکر! ان کا حال [***********]

جناب سپیکر: رانا صاحب! آپ to the point بات کریں۔

رانا ثناء اللہ خان: ابھی بات میرے منہ میں ہے اور آپ کہہ رہے ہیں کہ to the point نہیں ہے۔

جناب سپیکر: یہ بات ٹھیک ہے۔ پلیز آپ ہاؤسنگ پر بات کریں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! آپ کو کیسے پتا کہ میں کون سی بات کرنے والا ہوں۔

جناب سپیکر: مجھے پتا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: چلو' ٹھیک ہے۔ میں بات نہیں کرتا' آپ بتا دیں۔

جناب سپیکر: آپ ہاؤسنگ پر بات کر رہے ہیں؟

رانا ثناء اللہ خان: جی' میں ہاؤسنگ پر بات کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر: فرمائیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! بات تو میرے منہ میں ہے۔ یہ جو دکھ اور دوسری ساری باتیں ہو رہی ہیں۔ [*************************]

جناب سپیکر: میں یہ الفاظ کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔

ملک اصغر علی قیصر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی' ملک صاحب!

ملک اصغر علی قیصر: جناب والا! رانا صاحب کی بات پر میں پنجابی کا شعر عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی' آپ بھی کر لیں۔

ملک اصغر علی قیصر: [**********************]

جناب سپیکر: شکریہ۔ میں یہ الفاظ بھی کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔ جی' رانا صاحب! میرے خیال میں کافی بات ہو گئی ہے۔ آپ نے بیس منٹ بات کر لی ہے۔ اب تشریف رکھیں۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! میں صرف پانچ منٹ میں conclude کر لوں گا۔

جناب سپیکر: ذرا دو منٹ میں wind up کریں۔

رانا ثناء اللہ خان: جی، میں دو تین منٹ میں wind up کر لوں گا۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! یہ آپ کے بھی علم میں ہے کہ ان سب نے بیان حلفی دیئے ہیں کہ ہمیں پرویز مشرف نے زبردستی جتوایا، زبردستی وزیر بنوایا اور زبردستی کامیاب کروایا۔ اب میں اپنی بات کو wind up کرتے ہوئے یہی عرض کرنے والا ہوں کہ محکمہ ہاؤسنگ میں وزیر صاحب ہیں، سیکرٹری صاحب ہیں اور بھی لوگ ہیں جو تنخواہیں وغیرہ لے رہے ہیں۔ ان کے پاس کوئی اختیار نہیں ہے۔ ان کے پاس کوئی دسترس نہیں ہے اور ان کے سامنے بات کرنا وہی بات ہے جو میں نے عرض کی تھی۔ میں ایک لطیفے پر اپنی بات ختم کرنے جا رہا ہوں۔ اس کے بعد بات نہیں کروں گا کوئی پٹھان صاحب تھے، ان کا کوئی کاروبار نہیں تھا۔ اسے بھوک نے ستایا تو وہ مانگنے کے لئے چلے۔ جب وہ ایک گھر، وزیر صاحب کا دفتر یا کسی کا دفتر تھا، کے پاس گئے تو وہ بھی ایسے ہی تہی دامن تھے جیسے ہمارے یہ بھائی ہیں۔ تو پٹھان نے کہا کہ بھائی صاحب روٹی دو، اس نے کہا کہ روٹی تو نہیں ہے معاف کرو۔ اس نے کہا کوئی کپڑا وغیرہ دے دو۔۔۔

جناب محمد عبد اللہ وینس: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، عبد اللہ وینس صاحب!

جناب محمد عبد اللہ وینس: جناب سپیکر! شکریہ کہ آپ نے مجھے ٹائم دیا۔ میں ان کی خدمت میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ انھوں نے کافی باتیں کی ہیں جو ہم بڑے تحمل سے سن رہے ہیں۔ انھوں نے یہ بھی کہا کہ آج اپوزیشن لیڈر بات کر رہے ہیں، ہمیں ان کی باتیں سننی چاہئیں، کل کو آپ کے لیڈر نے بھی بات کرنی ہے۔ میں یہ بات کہنے میں بڑا فخر محسوس کر رہا ہوں کہ ہمارے لیڈر ایسے نازیبا الفاظ استعمال نہیں کرتے۔ دوسری بات یہ ہے کہ اگر لطیفے سنانے ہیں تو الحمرا والے پیسے بھی دیتے ہیں اور لطیفے بھی سنتے ہیں۔ ہم یہاں لطیفے سننے نہیں آئے۔ لہٰذا خدا کے لئے جو کارروائی آج کے ایجنڈے میں شامل ہے اسے آگے بڑھایا جائے۔ ہمارا اور اس معزز ایوان کا قیمتی وقت ضائع نہ کیا جائے کیونکہ ہم غریب عوام کے ووٹوں سے یہاں پہنچے ہیں، ان کے لئے کچھ کرنے کے لئے یہاں پہنچے ہیں، ایک دوسرے پر تنقید کرنے کے لئے نہیں پہنچے۔ اس کے بارے میں بات کی جائے۔ ہم لطیفے نہیں سنیں گے اور نہ لطیفے سننے کے لئے اس ہاؤس میں

آتے ہیں۔ بہت مہربانی۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی' رانا صاحب! wind up کریں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! میں wind up کر رہا ہوں۔ میں نے ایک ٹیکنیکل بات کی ہے۔ میں نے reason کے ساتھ as a protest اس بحث میں تنقید کی ہے اور میرا ایک اپنا موقف ہے۔ تو وہ خان صاحب فقیر کہنے لگے کہ بھائی روٹی دو....

جناب سپیکر: میرا خیال ہے چھوڑیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! اس کے بغیر میری بات conclude نہیں ہو گی۔

جناب سپیکر: ٹائم ہو گیا ہے۔ آپ نے 25 منٹ بات کی ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: آپ اس ہاؤس کو in order کریں میں within two minutes بات مکمل کرتا ہوں۔ اگر انھوں نے آج نہ سنا تو پھر میں نے کسی اور دن ان کو سنا دینا ہے۔ اب سنے بغیر ان کا گزارہ نہیں ہو گا۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ جی' وزیر قانون!

وزیر قانون: جناب سپیکر! میں صرف اتنی گزارش کرنا چاہتا تھا اور میں نے آج سے دو دن پہلے بھی کہا تھا کہ جب ہم اس ہاؤس میں آئے ہیں تو ہم پر بہت بڑی ذمہ داری ہے اور بلا شبہ میں نے یہاں کہا تھا اور اس بات پر چند دوستوں کو اعتراض بھی ہوا تھا کہ ہاؤس کے اندر ہمارے conduct کو پورا صوبہ دیکھ رہا ہے اور ہمیں اس کے مطابق چلنا چاہیے جو بات اس ہاؤس کے لئے عزت کا باعث بنے۔ میں نے اس دن یہ گزارش کی تھی۔ جناب سپیکر! جب رانا ثناء اللہ صاحب بات کرنے کے لئے اٹھے تو میں سیکرٹری صاحب کے پاس گیا تھا اور میں نے پوچھا تھا کہ رانا ثناء اللہ صاحب چونکہ قائم مقام لیڈر آف دی اپوزیشن ہیں تو کیا اس میں کوئی امر مانع ہے کہ وہ سیٹ پر آ کر نہیں بیٹھتے جہاں لیڈر آف دی اپوزیشن بیٹھتے تھے۔ میری دلی طور پر خواہش یہ تھی کہ ہم آج انہیں وہ عزت اور احترام دیتے جو کہ ایک لیڈر آف دی اپوزیشن کے شایان شان ہے۔ میں نے اس لئے اپنی اس خواہش کا اظہار کیا تھا کہ انہیں وہاں پر بیٹھنا چاہیے۔ اس بات سے میرا مقصد یہ تھا کہ جب رانا ثنا اللہ صاحب وہاں پر بیٹھیں گے تو شاید ان کا ہر عمل اس بات کا آئینہ دار ہو گا جو لیڈر آف دی اپوزیشن کا ہونا چاہیے۔ میں نے اس لئے کہا تھا کہ رانا صاحب کو وہاں بیٹھنا چاہیے۔

جناب سپیکر! گزارش صرف اتنی ہے کہ یہ انہوں نے کچھ باتیں لوکل گورنمنٹ کے حوالے سے کیں' یہ انہیں پتا ہے کہ اس وقت لوکل گورنمنٹ آرڈیننس 2002ء کے تحت تمام

بلدیاتی ادارے لوکل گورنمنٹ کے ماتحت ہیں۔ انہوں نے کہا کہ منسٹر لوکل گورنمنٹ کے پاس بھی کچھ نہیں۔ میں اس بحث میں نہیں پڑنا چاہتا لیکن صرف یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ہماری مائیں بہنیں یہاں پر بیٹھی ہیں اور میرے بھائی نے جیسے ابھی بات کی' اگر ہم ذومعنی قسم کی بات کریں گے تو یقین کیجیے خدا کی قسم میں ان کی طرف دیکھتا ہوں تو مجھے شرم آتی ہے۔ اس لئے ہمیں اپنا conduct ایسا کرنا چاہیے کہ جس سے کم از کم اس ہاؤس کا تقدس بڑھے اور ان کے سامنے ہماری نظریں نہ جھکیں۔ شکریہ۔

رانا مشہود احمد خان، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی' آپ فرمائیں۔

رانا مشہود احمد خان: جناب سپیکر! ہاؤس میں ہمارے ٹریژری بنچز بھائیوں نے جو باتیں کی ہیں اس سے پتا یہ لگتا ہے کہ یہ بڑے حساس مزاج ہیں اور ان کی طبیعت بڑی نازک ہے اور اگر کوئی بات ان کے خلاف ہو تو وہ انہیں بڑی گراں گزرتی ہے۔ میرے محترم راجہ صاحب نے بھی فرمایا کہ رانا صاحب کی باتیں انہیں بڑی ناگوار گزری ہیں' بری لگی ہیں۔ اس طرف بیٹھے دوستوں کا ضمیر اگر اتنا ہی زندہ ہوتا تو یہ انتخابات سے پہلے اپنے ضمیر کا سودا نہ کرتے' اپنی وفاداریاں نہ بدلتے۔ انہیں یہ باتیں سننا پڑیں گی کیونکہ یہ اپنے ضمیر کا سودا کرکے یہاں پہنچے ہیں۔

جناب سپیکر، شکریہ' تشریف رکھیں۔ رانا صاحب! پلیز آپ دو منٹ میں wind up کریں۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! میں بات کو دو منٹ کیا ایک منٹ میں conclude کرنے والا ہوں۔ بات کو تو یہ خود بڑھاتے ہیں۔ میری کی ہوئی بات کو ذومعنی بھی یہی بناتے ہیں۔ یہ آپ نے بھی نوٹ کیا ہوگا۔ [*****************************]

جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے راجہ صاحب کی خدمت میں بھی یہ براہ راست پیش کر رہا ہوں۔ راجہ صاحب! وہ جو خان صاحب تھے وہ جب مانگنے کے لئے گئے تو انہوں نے کہا کہ روٹی دو' وہ کہنے لگے کہ روٹی نہیں ہے۔ (قہقہے)

جناب محمد عبداللہ وینس، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی' محمد عبداللہ وینس صاحب!

---

* بحکم خصوصی جناب سپیکر زیر قاعدہ 221' مورخہ 29۔مارچ 2003' الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب محمد عبداللہ وینس، جناب سپیکر! میں انتہائی ادب کے ساتھ آپ کے توسط سے لیڈر آف اپوزیشن سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ رانا ثناء اللہ صاحب آپ کے توسط سے مجھے یہ جواب دیں کہ آیا انہوں نے الیکشن میں اپنے ووٹروں کے ساتھ منشور میں یہ وعدہ کیا تھا کہ ہاؤس میں جا کر لطیفے یا شعر سناؤں گا۔ مجھے اس کا جواب چاہیے۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! یہ میرے معزز رکن ہیں اس لئے اب کیسے ہو سکتا ہے کہ میں ان کی بات کو نظر انداز کر دوں۔ میں نے اپنے علاقے میں اپنے ووٹر کے ساتھ وعدہ کیا تھا کہ جو لوگ اس وقت غیر جمہوری قوتوں کا ساتھ دے رہے ہیں میں ان کے ضمیر کو جگاؤں گا اور میں یہی کوشش کر رہا ہوں۔ مجھے آپ کا ضمیر جگانے کے لئے کوئی گانا بھی گانا پڑے تو وہ بھی میں گانے کو تیار ہوں لیکن آپ کا ضمیر میں انشاء اللہ تعالیٰ ہر قیمت پر جگاؤں گا۔ آپ کا ضمیر مردہ نہیں رہنے دیا جائے گا۔ (قہقہے)

جناب سپیکر، جی' مخدوم صاحب!

وزیر تحفظ ماحولیات، [***********************************](قطع کلامیاں)

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! میں تو بات ختم کرنا چاہتا ہوں' آپ ہاؤس in order کریں۔

جناب سپیکر، رانا صاحب! آپ ان باتوں کو ابھی چھوڑیں' پٹھان والی بات کریں۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! انہیں تو کوئی خطرہ ہے ناں کہ پتا نہیں انہوں نے کیا بات کر دینی ہے۔ حالانکہ کوئی ایسی بات نہیں ہے۔

جناب سپیکر! خان صاحب نے ان سے پوچھا کہ کوئی روٹی دو' انہوں نے کہا کہ روٹی نہیں ہے۔ اس نے کہا اگر آپ کے پاس روٹی نہیں ہے تو کوئی کپڑا وغیرہ دے دیں انہوں نے کہا کہ کپڑا بھی نہیں ہے۔ اس نے کہا بھئی کوئی پیسہ دے دیں' اس نے کہا پیسے بھی نہیں ہیں۔ اس نے کہا کوئی پرانا جوتا دے دو اس نے کہا وہ بھی نہیں ہے۔ اس نے کہا جو تمہارے پاس ہے وہ دے دو۔ وہ کہنے لگا میرے پاس کچھ بھی نہیں ہے۔ وہ پٹھان آگے بڑھا اور اسے گریبان سے پکڑ لیا اور کہا کہ اگر تمہارے پاس کچھ بھی نہیں ہے تو تم ادھر بیٹھے کیا کر رہے ہو' چلو میرے ساتھ' دونوں مل کر مانگتے ہیں۔ (قہقہے) جناب سپیکر! ان کا حال یہ ہونا ہے ہم انہیں گریبان سے تو نہیں' بازو سے پکڑیں گے کہ ادھر بیٹھے کیا کر رہے ہو۔ آؤ ہمارے ساتھ

* بحکم خصوصی جناب سپیکر زیر قاعدہ 221' مورخہ 29۔مارچ 2003' الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

آ کر بیٹھو۔

جناب سپیکر، شکریہ۔ آپ تشریف رکھیں۔ ریاض شاہد صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

جناب محمد ریاض شاہد، جناب سپیکر! بڑی مہربانی آپ نے کافی دیر کے بعد وقت دیا۔ میں یہ کہنا چاہتا تھا کہ جیسے وزیر موصوف نے کہا ہے کہ سرکاری ملازمین کے لئے مکانات یا پلاٹ دیئے جا رہے ہیں تو پورے پاکستان اور ہمارے صوبے میں صورت حال یہ ہے کہ غریب لوگ جن کی اکثریت ہے جنہوں نے ووٹ دیئے ہیں' جن کے پھٹے پرانے کپڑے ہیں' جن کے پریشان بال ہیں' جن کے پاس یوٹیلٹی بل دینے کے لئے پیسے نہیں ہیں۔ جنہیں سر چھپانے کے لئے کوئی مکان نہیں ہے ان کے لئے کون سکیمیں بنائے گا؟

جناب سپیکر، وہ جب wind up کریں گے تو آپ کو بتائیں گے۔ مسز زینت خان!

بیگم زینت خان، جناب سپیکر! آپ کا شکریہ آپ نے مجھے ٹائم دیا۔ جس طرح ہمارے اپوزیشن کے معزز ارکان ایوان کا وقت ضائع کر رہے ہیں' میں اس طرح سے آپ کا وقت ضائع نہیں کروں گی۔ اگر یہ اپنے علاقے کے لوگوں سے وعدے کر کے آئے ہیں کہ ہم نے اسمبلی میں جا کر لطیفے سنانے ہیں اور مسخرہ پن دکھانا ہے تو میرے خیال میں اس کے لئے تو ریگل چوک بھی کافی تھا۔ اگر انہیں یہاں پر اپنا احساس نہیں ہے تو جیسے رانا صاحب اس کا کورس بھی کرتے ہیں انہیں بہنوں کا احترام ہے تو میں یہ کہوں گی کہ ان کی یہی بہنیں ان کے گھر میں بھی ہیں۔ میں یہاں صرف ایک انتہائی اہم مسئلے کی طرف توجہ دلانا چاہتی ہوں۔ جیسے وزارت داخلہ اور پولیس پر بھی بات ہو رہی تھی۔ ایسا نہیں ہو گا کہ ہم یہاں صرف عوام کے مسائل لے کر آئیں۔ مختلف محکمہ جات کے لوگ بھی ہمارے صرف عوام سے تعلق رکھتے ہیں' وہ کوئی الگ قوم یا کوئی الگ چیز نہیں ہوتی کہ ہم یہاں آ کر تنقید ہی کیا کریں۔

جناب سپیکر! ہمیں ایک انتہائی اہم مسئلہ درپیش ہے کہ محکمہ پولیس ایک ایسا محکمہ ہے کہ جب ہم گھروں میں سکون کی نیند سو رہے ہوتے ہیں--- (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر، محترمہ ہاؤسنگ پر بات کریں۔ آج محکمہ ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ ہے۔

بیگم زینت خان، چلیں' میں ہاؤسنگ پر بات کر لیتی ہوں۔ اس میں عوامی بات ہو رہی ہے۔ میں ڈیرہ غازی خان کے حساب سے بات کروں گی کہ وہاں پر عرصہ دراز سے ہاؤسنگ

کمیٹیاں اور ہاؤسنگ سوسائٹیاں بنائی گئی تھیں ان کو تقریباً تیس سے چالیس سال ہو گئے ہیں جب ایسٹ پاکستان علیحدہ بھی نہیں ہوا تھا اس وقت سے ایک ہاؤسنگ کالونی وہاں پر ہے۔ جس کو بہاری کالونی کہا جاتا ہے۔ میں اس طرف توجہ دلاؤں گی کہ وہاں پر سیوریج سسٹم یا جو کوارٹر ہیں وہ اس قدر خستہ حالت میں ہیں کہ وہاں کے رہنے والے لوگ یوں بیٹھے ہیں جیسے کہ ٹاٹ بچھا کر مزار پر بیٹھا جاتا ہے۔ میں منسٹر صاحب کی توجہ اس طرف دلاؤں گی کہ وہ ڈیرہ غازی خان کا دورہ بھی کریں اور ان سوسائٹیوں میں آ کر دیکھیں۔

راجہ ریاض احمد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: راجہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔ ان کا پوائنٹ آف آرڈر سن لیں۔ پھر آپ کو ٹائم دیں گے۔

راجہ ریاض احمد: جناب سپیکر! محترمہ نے ابھی فرمایا ہے کہ اپوزیشن والے ہاؤس کا وقت ضائع کرتے ہیں۔ مجھے انتہائی افسوس ہے کہ ہم پر یہ الزام لگایا جا رہا ہے کہ ہم وقت ضائع کرتے ہیں۔ اصل میں بات یہ ہے کہ سچی بات کی تکلیف بڑی ہوتی ہے۔ اب ہم پر الزام یہ ہے کہ ہم وقت ضائع کرتے ہیں۔ یہ میری بات ذرا غور سے سنیں اصل میں آج ہاؤسنگ کا محکمہ رکھ کر اور اس پر جو بحث کرانے کا طریقہ طے کیا گیا ہے، جو ایک محکمہ ہی نہیں ہے اس پر بحث کرا رہے ہیں، وقت کون ضائع کر رہا ہے؛ اور آپ کہہ رہے ہیں کہ ہم وقت ضائع کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: تشریف رکھیں۔

جناب محمد آجاسم شریف: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! آپ کے توسط سے بات کرتا ہوں کہ آپ بار بار اپوزیشن کو کہتے ہیں کہ بڑے تحمل سے بات کرنی چاہیے۔ میری درخواست یہ ہے کہ جو ممبر درمیان میں اٹھ کھڑے ہوتے ہیں۔ انھیں بھی یہ سبق دیں کہ وہ ہماری بات تسلی سے سنیں اور اس پر غور کریں۔ یہ تو وہ بات ہوگئی کہ چور کی ڈاڑھی میں تنکا۔ انھیں چاہیے کہ آرام سے سنیں، یہ کہتے ہیں کہ وقت ضائع ہوتا ہے۔ زیادہ وقت تو یہ خود ضائع کرتے ہیں۔ اگر آرام سے بات سن لیں گے تو دس منٹ کی بات تین منٹ میں ہو

جائے گی۔

جناب سپیکر: شکریہ۔

جناب نجف عباس سیال: جناب سپیکر! ایک چٹھی کے حوالے سے میں بات کرنا چاہتا ہوں اور میرے اپوزیشن کے دوست اور ساتھیوں کو اور حکومتی بنچوں والوں کو بھی کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔ ایک چٹھی 7 جنوری کو مقصود احمد ملک' ڈپٹی سیکرٹری کی طرف سے جاری ہوئی ہے کہ:

I am directed to state that Section 8 of the Provincial Assembly of the Punjab (Salaries, Allowances and Privileges of the Members) Act 1974 reads as under:-

> "**Medical Facilities:-** A Member shall be entitled for himself, spouce, minor children and unmarried daughters residing with him or wholly dependent on the Member to free indoor as well as out door medical facilities of the standard admissible to a Class-I Officer of the Government."

2 As such the parents of the Members of Provincial Assembly of the Punjab are not covered for free medical treatment under Section 8 ibid.

جناب والا! میرا نکتہ یہ ہے کہ افواج پاکستان میں بھی' کلاس I آفیسرز میں بھی اور ڈاکٹرز کے والدین کو میڈیکل سہولیات ملتی ہیں۔ میں خاص طور پر ایک بیوہ کی بات کرتا ہوں کہ والدہ اگر بیوہ ہے اور وہ مکمل طور پر اپنے بیٹے کی dependent ہے اور اس کی اولاد تو میڈیکل سہولیات سے استفادہ کرے لیکن ممبر کی والدہ جس کے بطن سے وہ پیدا ہوا ہے وہ اس سے محروم رہ جائے یہ سراسر زیادتی ہے۔ میں وزیر قانون صاحب سے اور وزیر صحت سے بھی وضاحت چاہوں گا کہ اس میں والدین کو شامل کیا جائے۔ کیونکہ یہ کلاس I آفیسر میں بھی

شامل ہیں' افواج پاکستان میں بھی شامل ہیں' گورنمنٹ آفیسر کے والدین جو ان کے dependent ہیں وہ بھی شامل ہیں۔

جناب سپیکر، شکریہ۔ مہربانی۔ لاء منسٹر صاحب! آپ کچھ کہنا چاہیں گے؟

وزیر قانون ، جناب سپیکر! اجلاس کے دوران جب تحاریک التوائے کار اور تحاریک استحقاق چل رہی تھیں تو اس وقت بھی معزز رکن نے یہ چٹھی مجھے دکھائی تھی۔ میں نے ان سے درخواست کی تھی کہ یہ آپ مجھے دے دیں تو میں پڑھ کر اورمتعلقہ رولز دیکھ کر بات کروں گا۔ لیکن انھوں نے مجھے وہ چٹھی نہیں دی۔

جناب سپیکر! جہاں تک میری اطلاع ہے کہ رولز میں کوئی تبدیلی نہیں کی گئی ہے۔ رولز وہی سابقہ چل رہے ہیں۔ صرف کسی ایک خاص کیس میں اس کی وضاحت کی ہے۔ اس سلسلے میں' میں دیکھ لیتا ہوں۔ متعلقہ رولز دیکھنے کے بعد میں جناب کی خدمت میں پیش کروں گا۔

جناب سپیکر، شیخ اعجاز صاحب!

شیخ اعجاز احمد، شکریہ ۔ جناب سپیکر! جیسے ہمارے فاضل دوست نے اس طرف توجہ دلائی ہے۔ یہاں پر practice یہی ہونی چاہیے کیونکہ رولز انسانوں کی بہتری کے لیے بنتے ہیں۔ یہ کوئی آسمانی صحیفہ نہیں ہوتے جن کو بدلا نہیں جا سکتا۔ یہ ہاؤس اسی لیے بنا ہے کہ ہم یہاں پر آئیں اور ایسی مثبت discussion کریں ۔ پھر اگر ہم رولز کو بدلنے کے بعد کوئی بہتری کی طرف مائل ہو جائیں تو میں سمجھتا ہوں کہ پورے پنجاب کے لیے' ہم سب کے لیے اور ہمارے ملک پاکستان کے لیے یہ خوش قسمتی ہو گی۔ میں اپنے اس دوست کی تجویز کی تائید کرتا ہوں۔ اس کے لیے رولز میں نرمی ہونی چاہیے اور جو استحقاق ہم کو حاصل ہے وہ ہمارے والدین کو بھی ہونا چاہیے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر، محترمہ صغیرہ اسلام صاحبہ!

محترمہ صغیرہ اسلام ، جناب سپیکر! میں آپ کی ممنون ہوں کہ پہلی دفعہ آپ نے مجھے بولنے کا موقع دیا ہے جب کہ آج اجلاس کا چوتھا دن ہے۔ سب سے پہلے میں آپ کی توجہ

ضلع شیخوپورہ کی ایک بیوہ کالونی کی طرف دلانا چاہتی ہوں کہ ایک کالونی بیوہ عورتوں کے لیے بنائی گئی تھی۔ جہاں پر انتہائی غریب عورتیں اور غریب لوگ رہتے ہیں۔ اس کی حالت اس حد تک خراب ہے کہ وہ بیوہ کالونی کم لگتی ہے اور جانوروں اور مویشیوں کی رہائش گاہ زیادہ لگتی ہے۔ اس کی اس قدر بُری حالت ہے کہ نہ وہاں کوئی سیوریج کا انتظام ہے۔ اکثر مکانوں کی چھتیں گری ہوئی ہیں اور نہ ہی وہاں بجلی کا انتظام ہے۔ وہ لوگ انتہائی بری حالت میں وہاں رہتے ہیں۔ میں حکومت سے درخواست کروں گی کہ اس کالونی کی حالت کو بہتر بنایا جائے۔

جناب والا! یہاں لاہور میں ماڈل ٹاؤن ایکسٹنشن سکیم بنی تھی۔ یہ سکیم تو کافی اچھی تھی لیکن محکمے کی خوردبرد نے اس کو اس حد تک خراب کر دیا کہ جو سکیم بننی تھی اس سکیم سے بالکل مختلف بنی اور جب وہ بن گئی تو ہزاروں کی تعداد میں وہاں کی الاٹمنٹ فائلیں محکمے کے لوگوں نے ملی بھگت سے ضائع کر دیں۔ میں حکومت سے یہ درخواست کروں گی کہ جن جن لوگوں نے وہ فلیٹس خریدے تھے یا جن کے وہ ملکیت تھے ان کو ان کے مالکانہ حقوق دیئے جائیں۔

جناب والا! یہاں پر ایک اور جوڈیشل کالونی ہے۔ ویسے تو وہ ججز کے نام پر بنائی گئی ہے۔ یہاں پر سیوریج کا انتظام نہیں ہے اور پانی تمام سڑکوں کے اوپر پھیلا ہوا ہے۔ جس کی وجہ سے تمام سڑکیں ٹوٹ گئی ہیں۔ میں حکومت سے یہ درخواست کروں گی کہ بجائے اس کے کہ بڑی بڑی سڑکیں جہاں سے منسٹروں نے صرف گزرنا ہو ان کی تعمیر کی بجائے ان سڑکوں کے اوپر' ان جگہوں پر توجہ دی جائے جہاں پر عوام رہتے ہیں اور جہاں سے عوام گزرتے ہیں۔ منسٹروں کے گزرنے والی سڑکیں تو یقینی بات ہے کہ بن جاتی ہیں۔ اس کالونی میں ایک تو قبرستان نہیں ہے۔ اگر کوئی آدمی مر جاتا ہے تو اس کو بہت دور لے جانا پڑتا ہے۔ میری حکومت سے درخواست ہے کہ جو کالونی ججز کے نام پر بنائی گئی ہے' یقینی بات ہے کہ مرنا تو سب نے ہی ہے تو وہاں پر اس کالونی میں قبرستان تعمیر کروایا جائے کیونکہ امیر لوگ تو قبروں کے لئے جگہ خرید لیتے ہیں لیکن غریب آدمی کے

لئے تو قبر کی جگہ حاصل کرنا بھی بہت مشکل ہو جاتا ہے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر، شکریہ۔ ثمینہ نوید صاحبہ!

محترمہ ثمینہ نوید، محترم سپیکر صاحب! میں آپ کی وساطت سے جیل خانہ جات کے موضوع پر بات کرنا چاہ رہی تھی لیکن اب وہ موضوع نہیں رہا۔ اس کے علاوہ آپ یہ دیکھیں کہ ہمارے پاکستان کا موجودہ مسئلہ پتنگ بازی کا ہے اور بسنت کا اہتمام کیا جا رہا ہے جس میں کروڑوں اور اربوں روپیہ خرچ ہو گا۔ مجھے یہ بتائیں کہ اس کا کیا فائدہ ہے؟ بلکہ آج کے اخبار میں بھی پتنگ بازی کی وجہ سے جو لوگ فوت ہوئے ہیں ان کے متعلق خبر آئی ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ اس کا تعلق صرف پنجاب سے ہی نہیں بلکہ پورے پاکستان سے ہے اور جتنے بھی ممبرز بیٹھے ہیں وہ سب اس بات کو جانتے ہیں۔ مجھے یہ بتائیں کہ 8/7 اور 9 تاریخ کو بسنت کا جو فنکشن منایا جا رہا ہے اس کے لئے رولز تب بنیں گے جب ہزاروں لوگ مر جائیں گے۔ تب آپ قانون سازی کریں گے؟ گورنمنٹ کو تو پہلے پابندی لگانی چاہیے۔ براہ مہربانی ضروری ہے کہ اس فنکشن سے متعلق قانون سازی کی جائے تاکہ اس کو ختم کیا جا سکے اور اس پر پابندی لگائی جائے۔

جناب سپیکر، جی، شکریہ۔ پروین مسعود بھٹی صاحبہ!

محترمہ پروین مسعود بھٹی، جناب سپیکر! آپ کا شکریہ۔ میں بہاولپور کے حوالے سے آپ کی توجہ دلاؤں گی کہ منسٹر ہاؤسنگ اس وقت بیٹھے ہیں۔ ان کے پاس اس قسم کا کوئی ایسا اختیار نہ ہے صرف عہدہ ہے۔ لیکن چونکہ ہمیں کہا گیا ہے کہ آپ اپنی بات اس ہاؤس میں کریں۔ منسٹر صاحب! میں آپ کی توجہ دلاؤں گی کہ بہاولپور میں شاہدرہ بستی کو قائم ہوئے 40 سال ہو گئے ہیں لیکن آج تک وہاں نہ سیوریج ہے بلکہ کئی علاقوں میں سوئی گیس بھی نہیں ہے۔ اس کے بعد قائداعظم کالونی کو بھی تقریباً 40/30 سال بنے ہوئے ہو گئے ہیں لیکن بڑی معذرت کے ساتھ یہ کہوں گی کہ الیکشن کے دوران ناظم صاحب نے وہاں پر بہت سارے پائپ ڈلوا دیئے کہ یہاں پر سیوریج سسٹم شروع ہو رہا ہے تاکہ ان کو ووٹ مل جائیں لیکن جب ان کا امیدوار وہاں سے ہار گیا اور ہماری مسلم لیگ (ن) کا امیدوار وہاں سے جیتا تو آج تک وہاں پر سیوریج سسٹم نہیں چل سکا۔ اس کے علاوہ وہاں پر کھڈوں کی وجہ سے غریب بچے آئے دن گرتے رہتے ہیں۔ میں ایسی بات

نہیں کر رہی کہ جس کا کوئی solid proof نہیں ہے بلکہ ایک دو بچوں کی موت بھی واقع ہو چکی ہے۔ یہ بڑا sensitive issue ہے اور خدا کے لئے وہاں پر توجہ کریں اور سیوریج کا کام شروع کریں۔ یہ نہیں کہ پرائمری ایجوکیشن کی طرح ہم نے میٹرک تک تعلیم مفت کر دی ہے، محلے سکولوں کی حالت زار تو سب کے سامنے ہے۔ اسی طرح اسلامی کالونی میں بھی یہی حال ہے۔ اس کے سامنے آرمی کالونی ہے۔ ان دونوں کا موازنہ کریں تو ایسے لگتا ہے کہ وہ قبرستان ہے اور آرمی کالونی ایک شہری آبادی ہے۔ خدا کے لئے اس احساس محرومی کو ختم کریں۔ آخر میں، میں یہ کہوں گی کہ بار بار یہی کہا جا رہا ہے کہ اپوزیشن والے ہمیں تنگ کرتے ہیں ہم تو وفاداریاں نبھانے والوں میں سے ہیں۔ آخر میں صرف ایک شعر عرض کروں گی کہ۔

وفاداری بشرط استواری اصل ایماں ہے
مرے بت خانہ میں تو کعبے میں گاڑو برہمن کو

بہت بہت شکریہ۔

جناب سپیکر: محترمہ قدسیہ لودھی صاحبہ!

محترمہ قدسیہ لودھی: بہت بہت شکریہ، جناب سپیکر! آپ نے مجھے وقت دیا۔ کچھ اہم issues ہیں جو میں آپ کے توسط سے وزیر ہاؤسنگ اینڈ اربن ڈویلپمنٹ تک پہنچانا چاہوں گی۔ پہلا point یہ ہے کہ انہوں نے پنجاب یونیورسٹی رائے ونڈ روڈ پر ٹھوکر نیاز بیگ سے اڑھائی کلومیٹر کے فاصلے پر ایک ہاؤسنگ سکیم شروع کی ہے۔ وہ ہاؤسنگ سکیم پنجاب یونیورسٹی اپنے اساتذہ کے لئے develop کر رہی ہے۔ یونیورسٹی کے اساتذہ کو اس معاملے میں کچھ شکایات ہیں کہ ان سے ڈویلپمنٹ چارجز اور پلاٹ کے چارجز مارکیٹ پرائس پر مانگے جا رہے ہیں اور انہیں سہولیات نہیں دی جا رہیں جبکہ انہوں نے اپنی پوری زندگی پنجاب یونیورسٹی میں گزار دی ہے۔ اس کے علاوہ میں آپ کے توسط سے محترم وزیر صاحب کو یہ بھی بتاتی چلوں کہ یونیورسٹی میں دو ہزار کنال زمین 319 ملین روپوں میں پنجاب کوآپریٹو بورڈ فار لیکوڈیشن سے خریدی گئی اور اس ٹاؤن کو دو حصوں میں، یونیورسٹی ٹاؤن 1 اور یونیورسٹی ٹاؤن 2 میں تقسیم کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر! دوسرا پوائنٹ بحریہ ٹاؤن سے متعلق ہے۔ بحریہ ٹاؤن کا پاکستان نیوی

سے کوئی تعلق نہیں۔ ان کے owners نے بحریہ کا نام استعمال کیا لیکن اس سے لوگوں کو ایک wrong concept ملتا ہے کہ جیسے یہ آرمڈ فورسز یا نیوی کی کوئی سکیم ہے اور وہاں پر لوگوں کو کہا جا رہا ہے' اخبارات اور ٹی وی میں اس کے اشتہار دیئے جا رہے ہیں کہ انتہائی کم قیمت پر آپ کو رہائشی پلاٹس ملیں گے۔ جب کہ اس سکیم کے لئے جو زمین انہوں نے لی ہے وہ اتنی دور ہے کہ وہاں پر کم از کم حکومت کو ڈویلپمنٹ کرتے ہوئے دس سے پندرہ سال لگ سکتے ہیں جس کی وجہ سے لوگ شکوک و شبہات کا شکار ہیں۔

جناب سپیکر! روزانہ آٹھ سے دس شکایات واٹر اینڈ سینیٹیشن ایجنسی آف ڈویلپمنٹ اتھارٹی کو موصول ہو رہی ہیں کہ لاہور میں پینے کا صاف پانی میسر نہیں ہے۔ سیوریج سسٹم اور پینے والے پانی کا پائپ leak ہو کر آپس میں پانی mix ہو رہا ہے جس کی وجہ سے بیماریوں والا پانی گھروں تک پہنچ رہا ہے اور لاہور میں بیماریاں پھیل رہی ہیں۔ میں جاتی چلوں کہ واٹر سپلائی سسٹم اقبال پارک میں 28 کنوؤں سے establish ہوا تھا اور walled city میں پانی والے تالاب کی تعمیر 1872 میں ہوئی۔ یہاں پر میں یہ بھی جاتی چلوں کہ cast iron pipes were used for water supply in 1967 when the Lahore Improvement Trust, Water Wing took over the water supply system from the Lahore Municipal Committee.

جناب والا! آخر میں صرف دو پوائنٹس میں عرض کروں گی۔ ڈیرہ غازی خان جو پہاڑوں کے سلسلہ کوہ سلیمان اور دریائے سندھ کی ویسٹ' ایسٹ slope پر واقع ہے۔ وہاں کے لوگوں کو یہ شکایت ہے کہ ان کا sanitation system بہت خراب ہے اور وہاں پر بھی واٹر پائپ اور سیوریج سسٹم کا آپس میں ملنا بہت بڑا مسئلہ ہے۔ آخر میں آپ کے توسط سے ایک تجویز کے طور پر وزیر صاحب سے درخواست کرتی ہوں کہ جاپان کے شہر ہیروشیما کے عجائب گھر میں دو ماڈل رکھے گئے ہیں۔ ایک وہ ماڈل ہے جو ایٹم بم گرنے سے پہلے کا نقشہ پیش کرتا ہے' ایک گنجان آباد شہر ہے' بڑی بڑی عمارتیں ہیں۔ ایک وہ ماڈل ہے جو ایٹم بم گرنے کے بعد کا نقشہ پیش کرتا ہے اور بالکل صاف میدان اور کچھ عمارتوں کے کھنڈر ہیں۔ وہاں ڈرینج اور سیوریج نظام مکمل طور پر تباہ ہو گیا تھا لیکن آج اس شہر کی اربن ڈویلپمنٹ اینڈ پبلک ہیلتھ انجینیئرنگ کا نظام قابل دید ہے

اس لئے میں یہ درخواست کرتی ہوں کہ ہیرو شیا شہر کا scientific لحاظ سے مطالعہ کر کے metal pipes اور ڈرینج کے نظام کی leakage کا بندوبست کیا جائے اور اسے اپنایا جائے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر، شکریہ۔ ڈاکٹر انجم امجد صاحبہ!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتیں۔ رانا آفتاب احمد خان صاحب!

رانا آفتاب احمد خان، شکریہ۔ جناب سپیکر! میں آپ کا بڑا ممنون ہوں۔ سب سے پہلے میں وزیر صاحب کو مبارک باد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے آج ایک چیز ensure کی کہ کم از کم ان کے محکمہ کے سیکرٹری اور افسران یہاں پر موجود ہیں۔ میں نے اندازہ لگایا تھا کہ یہ ضرور پی سی ایس ہوں گے۔ کیونکہ ڈی ایم جی والے یا سی ایس پی ایسی مخلوق ہیں جو 21 جون کی گرمی میں black coffee پیتے ہیں اور ساتھ سگار پی رہے ہوتے ہیں اور ان کو اس معزز ایوان کا احترام بھی نہیں ہوتا۔ میں بات شروع کرتا ہوں کہ رانا ثنااللہ صاحب نے بھی ایک بات کی کہ ہمارے کچھ لوگ ہمیں چھوڑ کر حکومتی بنچز کی طرف چلے گئے ان کے لئے صرف اتنا شعر ہے کہ۔

کہ نہیں کہ گریزاں ہیں چند پیمانے
نگاہ یار سلامت ہزار مے خانے

ان لوگوں کے جانے سے سیاسی جماعتوں کو فرق نہیں پڑتا مگر عوام میں رسوائی ہوتی ہے۔ عوام ان کا احتساب کرے گی۔۔۔

جناب سپیکر، رانا صاحب! آپ to the point بات کریں۔

رانا آفتاب احمد خان، میں سب سے پہلے وزیر ہاؤسنگ کو بتاؤں گا کہ ان کا محکمہ 1954ء میں rehabilitation کا محکمہ بنا جس کے ذمہ یہ کام تھا کہ تقسیم کے بعد جو لوگ یہاں پر آئے ہیں ان کو ترقی یافتہ علاقوں میں گھر دیئے جائیں اور ان کو بنیادی سہولتیں دی جائیں ۔ مگر بدقسمتی سے اس محکمہ کی ناقص کارکردگی کی وجہ سے انہوں نے کمرشلائزیشن میں گڑبڑ کی۔ ایک کنال کے پلاٹ میں انہوں نے دو مرلہ میں کمرشلائزیشن کرنی تھی مگر ان سے یہ نہ ہو سکا۔ اگر ایک پلاٹ میں تین حصہ دار تھے تو اس کی ڈویژن نہ ہو سکی اور اس کے بعد سیل اور پرچیز میں ان کے قوانین نہ ہونے کی وجہ سے اس محکمہ کو کروڑوں روپے کا نقصان ہوا۔ اس کے بعد اس کا second

phase آتا ہے۔ یہ جب develop ہوئی تو فیصل آباد میں پیپلز کالونی، جناح کالونی، سمن آباد اور ڈی ٹائپ یہ کالونیاں الاٹ بھی ہو گئیں اور وہ develop بھی ہو گئیں مگر آج تک ان لوگوں کو مالکانہ حقوق نہیں ملے، ان کی رجسٹریاں نہیں ہوسکیں۔ ہائی کورٹ کی طرف سے کوئی نہ کوئی advice آجاتی ہے اور اس طرح لوگ پریشان ہوتے ہیں۔

اس کے بعد next phase میں ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ ڈیپارٹمنٹ بنتا ہے۔ اس ڈیپارٹمنٹ بننے کے بعد 1970 کی دہائی میں low income colonies بنتی ہیں جو کہ شہید بھٹو کے دور میں بنیں اور فیصل آباد میں آپ نے دیکھا ہو گا کہ جو فلیٹس بنے تھے وہ ابھی تک آباد ہیں۔ مگر اس کے بعد سیکنڈ فیز میں انہوں نے ایک اور development کی کہ low income سکیم ساڑھے تین مرلہ کی جائے۔ فیصل آباد میں 238/RB اور ماموں کانجن وغیرہ میں انہوں نے development کیں۔ وہاں پر development تو نہ ہو سکی مگر کروڑوں روپے کی بجلی کی تاریں چوری ہو گئیں اور تار چوری کے مقدمات درج ہوئے مگر وہ افسران ابھی تک وہیں پر تعینات ہیں۔ آپ اپنے محکمہ کی نااہلی دیکھیں کہ جب ڈائریکٹر جنرل ہاؤسنگ کی پوسٹ خالی ہوتی ہے تو وہی افسر چار سال کے لئے وہیں پر officiating لگ جاتا ہے۔اس کے بعد وہی افسر نو سال کے لیے ایڈیشنل چارج پر لگ جاتا ہے اس طرح تیرہ تیرہ سال تک وہ لوگ ایک ہی جگہ پر تعینات رہتے ہیں اور وزیر صاحب آپ کا ابھی تک جواب نہیں آیا،سوال پینڈنگ ہے۔ اس افسر کے خلاف محکمانہ کارروائی ابھی تک زیر التواء ہے آپ نے اس کا جواب غلط دیا ہے۔ آپ اس کو دوبارہ چیک کر لیں۔

جناب والا! اس کے بعد اگلا فیز آتا ہے کہ 1976ء میں Cities Development Act بنا جس کے تحت مختلف ترقیاتی ادارے وجود میں آئے مثلاً LDA,FDA,MDA,GDA وغیرہ۔ ان اداروں کا بنیادی مقصد یہ تھا کہ to develop and beautify the city ۔ یہاں پر سارے ممبران بیٹھے ہیں آپ ان اداروں میں over staffing, wrong management کی وجہ سے ناقص کارکردگی دیکھیں۔ جیسا کہ ہم اس زمانے میں کالج پڑھتے تھے تو امریکہ سے ایک لڑکا آیا اس نے کہا کہ میرا انٹرویو ہے مجھے یہاں پر رکھوا دیں۔ میں نے اس سے کہا کہ آپ کی کوالیفکیشن

کیا ہے؟ اس نے کہا کہ I have done my Master's in Traffic Engineering تو ہم ایک دوست کے پاس گئے کہ یہ لڑکا بڑا ایکسپرٹ ہے۔ اس کو اتھارٹی میں رکھ لیں کیونکہ آپ کے ٹریفک کے بڑے مسائل ہیں۔ اس نے کہا کہ ٹریفک بھی کوئی مسئلہ ہے۔ یہاں پر ایک سپاہی اس کو کنٹرول کر سکتا ہے۔ مگر Now you are realizing even till today you don't have any traffic engineering officers جو آپ کے ٹریفک کے ماسٹر پلان بنا سکیں۔ ان اتھارٹیز کا یہ ایک بنیادی کام تھا کہ آپ نے ایک ماسٹر پلان بنانا ہے جس میں develop کرنا ہے، beautify کرنا ہے۔ اس میں sanitation ہے، اس میں development ہے۔ مگر اس کا نتیجہ کیا ہوا کہ جس آدمی کے پاس دو ایکڑ زمین تھی اس نے اپنی ایک کالونی بنا لی۔ اس نے ایک اشتہار دیا کہ یہاں پر سوئی گیس ہوگی، سیوریج ہوگا، فلاں ہوگا، فلاں ہوگا مگر کسی کو یہ چیزیں provide نہ ہو سکیں۔ اور آپ کے محکمے کی ملی بھگت سے وہ ساری کالونیاں regularize ہو گئیں اور وہ لوگ اس وقت بنیادی سہولتوں سے بھی ناآشنا ہیں۔یہ ادارے ان کو بنیادی سہولیات فراہم نہیں کر سکے۔ آپ اس چیز کا نوٹس لیں کہ جن افسران نے ابھی تک ان کالونیوں میں بنیادی سہولتیں فراہم نہیں کیں ان کے خلاف آپ کارروائی کریں۔

آپ نے یہاں پر خود فرمایا ہے کہ آپ صرف 27 فیصد دیہی آبادی کو پینے کا پانی دے سکے ہیں۔ یہ بہت بڑی بد قسمتی ہے ۔میں سمجھتا ہوں کہ اس ہاؤس میں زیادہ تر اکثریت دیہاتی علاقہ سےتعلق رکھتی ہے۔ آپ دیکھیں کہ زمیندار اور کسان جو اس ملک کی ریڑھ کی ہڈی ہے، جو محنت کر کے دانہ اگاتا ہے اس کے لئے پینے کا پانی نہیں۔ آپ کے شہر والا تو ہر آدمی mineral water پر لگ گیا ہے کیونکہ وہ afford کر سکتا ہے۔ آپ اس بات کو ترجیحی بنیادوں پر دیکھیں۔ میں نے وزیر P&D سے عرض کیا تھا کہ utilization of your ADP which is very important آپ ایک سکیم شروع کر دیتے ہیں، جو سکیم دو کروڑ کی ہوتی ہے، آپ اس کے لئے تین لاکھ allocate کر دیتے ہیں۔ آپ دیکھیں کہ اس کا tenure کتنی دیر میں مکمل ہو گا۔بیشتر گاؤں میں اس وقت آپ کی سکیمیں suspended ہیں۔ کہیں پائپ پڑے ہوئے ہیں تو کوئی موٹر کی خرابی کی وجہ سے بند ہے۔ براہ مہربانی آپ اس کا ایک سروے کروائیں اور All the

water supply schemes in the Province, in the rural areas اس سے آپ کو پتا چل سکے گا کہ ان پر کتنے پیسے لگے ہوئے ہیں اور یہ کیوں unoperated ہیں۔

جناب سپیکر! ابھی جیسے رانا ثناءاللہ خان صاحب نے فرمایا ہے کہ devolution plan بہت اہم ہے ۔ on the floor of the House I can say with authority that in the coming days آپ دیکھیں گے کہ حکومت کو یہ سب سے بڑا مسئلہ درپیش ہو گا کہ There will be a direct clash between the Legislature and the District Government کیونکہ آپ کوئی بھی حکم نامہ جاری کریں گے تو اس پر عملدر آمد نہیں ہو گا۔ رانا ثناء اللہ خان صاحب بالکل ٹھیک کہہ رہے تھے کہ آپ کی اتھارٹی under the devolution plan جتنی بھی سکیمیں ہیں ان کی development committees وہیں پر ہیں۔ آپ صرف فنڈ بھیج سکتے ہیں' identification اور سب کچھ ان کے پاس ہو گا۔ آپ براہ کرم مہربانی فرما کر پہلے رولز آف بزنس میں یہ دیکھیں کہ آپ کے اختیارات کیا ہیں؛ میرے خیال میں آپ تو ایک overseer کا تبادلہ بھی نہیں کر سکتے ہیں۔ یہاں پر میں وزیر صحت کی بات کروں گا کہ انہوں نے ڈسٹرکٹ ناظم فیصل آباد کو یہ کہا ہے کہ ان دو افسروں کا تبادلہ کر دیں۔تو مجھے EDO بتا رہا تھا کہ ناظم نے کہا کہ اس کاغذ کو پھینک دو۔ اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ آپ نے اب دیکھنا ہے کہ آپ یا تو اس ہاؤس میں ڈویلپمنٹ کی بات بالکل بند کر دیں Once for all. We just have to go for legislation which is the primary duty of this House آپ کا بنیادی کام legislation ہے یا پھر legislation کو کرنا ہے یا پھر آپ میں سے ایک نے رہنا ہے۔ one is to survive. I tell you either the District Government is going to survive or we are going to survive. Otherwise آپ دیکھیں گے کہ جس ایم پی اے کا بھائی تحصیل ناظم ہو گا اس کا کام تو بڑا اچھا چلے گا مگر جس کا بھائی نہیں ہو گا اس کا کام نہیں چلے گا۔ آپ براہ مہربانی یہ غور کریں کہ Housing & Physical Planning Department میں آپ پہلے اس کی ایک study کروالیں کہ وزیر کیا کر سکتا ہے؟ on the floor of the House یہ assurance دیں کہ یہ ہمارا اختیار ہے' ہم کر سکتے ہیں۔ ہم سکیموں کی نشاندہی کر سکتے ہیں مگر

I tell you, with due apology, that you are ineffective Don't feel it میرا مقصد کسی کی تضحیک کرنا نہیں ہے۔ مگر یہ کاروں اور جھنڈوں پر نہ رہیں' آپ اتنے بے بس ہیں' کہ آپ GOR میں اپنے earmarked house خالی نہیں کروا سکتے ہیں۔ وہاں پر بارہ earmarked house ہیں ان میں سے سات میں مختلف محکمے بیٹھے ہیں۔ ایک وزیر اپنا گھر خالی نہیں کروا سکتا اور وہاں پر وہ لوگ قابض ہیں جو تین تین سال کی غیر ملکی رخصت پر گئے ہیں۔ آپ اپنی کابینہ میں بیٹھیں اور ٹھنڈے دل سے discuss کریں اور Rules of Business پڑھیں۔ Rules of Business can be amended by the cabinet. You don't have to come to the House آپ اس کابینہ کے rules کو amend کریں جو کہ effective,energetic and to the point ہوں ورنہ میں اس ایوان میں حلفاً کہہ رہا ہوں کہ آپ کا ضلعی حکومتوں سے تصادم ہو گا۔ ہمارا کام بالکل یہی ہے کہ جو بات کی ہے کہ "آمدند نشستند گفتند برخاستند" to the point جائیں۔ اپنی کابینہ میں وزیراعلیٰ صاحب کو یہ کہیں کہ یہ ہو رہا ہے' جیسے آپ ان کے خلاف عدم اعتماد کی بات کر رہے ہیں آپ amendment لا رہے ہیں۔ رولز کے مطابق try to have the efficiency and effectiveness of this House شکریہ۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جناب چودھری خالد محمود!

چودھری خالد محمود ایڈووکیٹ: شکریہ' جناب سپیکر! رانا صاحب نے بات کی تھی کہ یہ جو محکمہ جات ہیں یہ منسٹر کے متعلقہ نہیں ہیں۔ لیکن ان کے ہی اپنے بھائی رانا آفتاب صاحب نے اپنی بے شمار تجاویز وزیر صاحب کو دی ہیں اور بہت سارے مسائل کی نشاندہی کی ہے جو اسی وزارت سے متعلقہ ہیں تو انہوں نے indirectly اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ وہ وزیر بھی ہیں اور وہ بااختیار بھی ہیں۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! میں کہنا چاہتا ہوں ان کو پتا نہیں ہے کہ لوگوں کو کتنی مشکلات کا سامنا ہے کیونکہ یہ ضلع ناظم کے بڑے چہیتے ہیں۔ میرے خیال میں ان کو ضلعی ناظم کے لفظ سے بڑی تکلیف ہوتی ہے۔ میں نے یہ کہا ہے کہ تجاویز دینے میں ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن کیا یہ کام آپ کے متعلقہ ہیں؟

چودھری خالد محمود ایڈووکیٹ ۔ جناب سپیکر ! میں آج اس floor کی وساطت سے اپنے صوبائی وزیر صاحب کو ایک بات بتانا چاہتا ہوں کہ میرا حلقہ سمندری سٹی اور اس سے ملحقہ دیہات پر مشتمل ہے۔ میرے شہر میں کسی ایک شخص کو بھی پینے کا پانی میسر نہیں ہے۔ اس شہر کی آبادی تقریباً 70 ہزار ہے لیکن کسی ایک شخص کو بھی پینے کا پانی میسر نہیں ہے جس کی وجہ سے اس وقت پوری دنیا میں سب سے زیادہ hepatitis کے مریض سمندری شہر میں ہیں۔ میں یہ بات وزیر صحت کے علم میں بھی لایا ہوں کہ سمندری کے شہری hepatitis کے لئے اپنا ٹیسٹ دینے سے گریز کر رہے ہیں کیونکہ جس کو چیک کرتے ہیں وہ hepatitis کا مریض نکلتا ہے۔ میں اس ہاؤس کی وساطت سے وزیر صحت صاحب سے گزارش کروں گا کہ جب وہ اپنی تقریر wind up کریں تو سمندری شہر کی بالخصوص واٹر سپلائی سکیم کی منظوری دے دیں۔

رانا ثناء اللہ خان صاحب بار بار ضمیر کے حوالے سے بات کر رہے تھے تو جناب رانا صاحب! 1988 تک آپ کا ضمیر جاگ رہا تھا اور آپ پیپلز پارٹی کے بڑے گرویدہ تھے، محترمہ بے نظیر بھٹو کے شیدائی تھے۔ اس کے بعد آپ کا پھر ضمیر جاگا اور آپ پاکستان مسلم لیگ نواز گروپ میں چلے گئے، نواز شریف آپ کے ہیرو بن گئے۔ میں اس ہاؤس میں وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ اگلی دفعہ تک آپ کا ضمیر پھر جاگے گا اور آپ پھر ہمارے ساتھ ہوں گے۔

رانا ثناء اللہ خان ۔ جناب سپیکر ! میں نکتہ ذاتی وضاحت پر بات کرنا چاہتا ہوں۔ میرے بھائی نے ابھی 1988 کی بات کی ہے۔ میں نے اس سے قبل بھی ایک دن اس بات کو ہاؤس کے floor پر clear کیا تھا کہ میں نے 1990 کا الیکشن پیپلز پارٹی کے ٹکٹ پر لڑا تھا اور اللہ کے فضل سے میں نے اپنا اپوزیشن کا رول 1993 تک ادا کیا۔ جب پیپلز پارٹی میں جیلیں تھیں، نظربندیاں تھیں تو میں اس وقت اللہ کے فضل سے پیپلز پارٹی کا کارکن تھا۔ جب پیپلز پارٹی سے میرا اختلاف ہوا، جب میں نے پیپلز پارٹی چھوڑی تو اس وقت محترمہ بے نظیر بھٹو وزیراعظم تھیں اور فاروق لغاری صاحب صدر تھے۔ ہم اپوزیشن میں میاں نواز شریف کے ساتھ رہے۔ اس کے بعد اقتدار میں ان کے ساتھ رہے اور اب اللہ کے فضل سے پھر اپوزیشن میں ہیں۔ یہ تو اس بات کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔ ہم تو ٹارچر سیلوں سے بھی گزرے ہیں۔ ہمارے اوپر غداری کے مقدمے

بھی بنے ہیں لیکن اس کے باوجود ہم اپنی قیادت کے ' اپنے قائد کے اور اپنی جماعت کے ساتھ ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ ساتھ رہیں گے۔ رہی بات ضمیر جاگنے والی' تو بات یہ ہے کہ ضمیر اس کا مردہ ہوتا ہے جو اپنی جماعت کو ' اپنی قیادت کو مصیبت میں چھوڑ کر بھاگتا ہے۔ ضمیر ان کا مردہ ہوتا ہے جو مصیبت کے وقت چھوڑ کر بھاگتے ہیں۔ یہ اس بات کو clarify کرلیں کہ مشکل میں کون لوگ تھے جن کا 12 ۔ اکتوبر تک میاں نواز شریف لیڈر تھا' جن کی جماعت پاکستان مسلم لیگ (ن) تھی اور وہ کون لوگ ہیں جن کو 13 ۔ اکتوبر کو یاد آیا کہ میاں نواز شریف ہمارا لیڈر نہیں ہے اور مسلم لیگ ہماری جماعت نہیں ہے؟ میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ جو آدمی مشکل وقت میں اپنی قیادت کو چھوڑے' اپنی جماعت کو چھوڑے [***********]

جناب سپیکر: رانا صاحب کے یہ الفاظ میں کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔ رانا صاحب! یہ بحث بڑی لمبی چھڑ جائے گی۔ اس دن بھی آپ نے بات کی تھی۔ 12 ۔ اکتوبر کی آپ بات کرتے ہیں اور 13۔ اکتوبر کی بات کرتے ہیں کہ کن لوگوں نے وفاداریاں تبدیل کیں۔ لیکن یہ آپ نہیں بتا سکے کہ 13 ۔ اکتوبر کو وفاداریاں تبدیل کرنے والے کون لوگ تھے؟ (قطع کلامیاں)

رانا ثناء اللہ خان : جناب سپیکر! ہم تو بتانے کے لئے تیار ہیں---

جناب سپیکر، رانا صاحب! پلیز تشریف رکھیں۔ میری بات سن لیں ۔ میں آپ کو بھی سنوں گا۔ آپ 13۔اکتوبر کی بات کرتے ہیں۔ 13۔ اکتوبر کے بعد کتنی دیر مسلم لیگی معزز ارکان ثابت قدم رہے اور جب قیادت بیرون ملک چلی گئی تو اس وقت بھی آپ کو پتا ہے کہ کون لوگ تھے جن کے مشورے سے ہمارے قائدین ملک سے باہر گئے تھے؟ میں اس بحث میں نہیں پڑنا چاہتا---

رانا ثناء اللہ خان، ہم اس بارے میں بات کرنے کے لئے تیار ہیں۔

جناب سپیکر، آپ پہلے میری تفصیل سے بات تو سن لیں۔ میں اس بحث میں نہیں پڑنا چاہتا لیکن میں اس ہاؤس کے floor پر یہ وضاحت کر دینا چاہتا ہوں۔ آپ بار بار یہ بات کر رہے ہیں کہ

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

13۔ اکتوبر کو کون گیا؟ 14۔ اکتوبر کو کون گیا؟ رانا صاحب! جس دن چودھری پرویز الہیٰ کے گھر پاکستان مسلم لیگ پارلیمانی گروپ کی میٹنگ ہو رہی تھی۔ اس دن آپ نے فوجی حوالے سے کوئی بات کی تھی اور اسی دن رانا نذیر احمد نے 'وہ ابھی زندہ ہیں اعلان کیا تھا کہ میں کراچی میں میاں نواز شریف کی ملاقات کے لئے گیا تھا وہاں پر میاں نواز شریف نے کہا تھا کہ اب تو لوگ گالیاں دیتے ہیں کہ پنجابی بے غیرت کدھر گئے ہیں؟ سندھ سے لوگ آ رہے ہیں' بلوچستان سے آ رہے ہیں لیکن پنجاب سے میری ملاقات کرنے کو کوئی نہیں آ رہا۔ اس نے اعلان کیا اور بحیثیت جنرل سیکرٹری مسلم لیگ اس نے کہا کہ میاں صاحب کی ملاقات کے لئے جائیں۔ میں بھی اس میٹنگ میں موجود تھا۔ پورے پارلیمانی گروپ نے ان کے یہ الفاظ سنے لیکن دوسرے دن ادھر ملاقات کے لئے کتنے لوگ گئے تھے؟ ان کی ملاقات کے لئے ایک میں گیا تھا' ایک ذوالفقار خان کھوسہ صاحب گئے تھے' فیصل آباد سے میاں فاروق صاحب تھے ' گوجرانوالہ سے چودھری اقبال صاحب اور قصور سے رانا اقبال صاحب تھے۔ یعنی یہ بات سننے کے باوجود ادھر ملاقات کے لئے صرف پانچ لوگ گئے تھے۔ میں خود ان کی پیشیوں میں جاتا رہا ہوں۔ میں نے دیکھا ہے کہ جو دوست آج باتیں کرتے ہیں۔ جب تین چار ماہ گزر گئے اور انھیں یہ یقین ہو گیا کہ اب ادھر کچھ نہیں ہونے والا تو پھر انھوں نے ان کی پیشی پر جانا شروع کیا۔ آپ آج جو loyalty کی بات کرتے ہیں۔ جن لوگوں نے چھ ماہ ان کا ساتھ دیا اور ان کے بیرون ملک جانے کے بعد جب علیحدہ grouping شروع ہوئی تو اس وقت انھوں نے سوچا کہ ہمیں بھی اپنی عقل سوچ کے مطابق کوئی قدم اٹھانا چاہیے۔ یہ group اس وقت بنا جب کھوسہ صاحب نے مسلم لیگ (ن) کے حوالے سے پہلی میٹنگ کال کی اور اس میں چودھری پرویز الہیٰ صاحب کو نہ بلوایا گیا۔ بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت جو بھی معزز ارکان مسلم لیگ میں تھے وہ آج بھی مسلم لیگ میں ہیں۔ انھوں نے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے پارٹی نہیں چھوڑی۔ (نعرہ ہائے تحسین) تو اس کو اگر آپ مزید طول دینا چاہتے ہیں تو ایک دن کے لئے اس پر debate رکھ لیتے ہیں۔ ایک پورا دن اس پر بحث کر لیتے ہیں جس میں یہ ثابت ہو سکے کہ کن لوگوں نے پارٹی سے غداری کی' کن لوگوں نے پارٹی چھوڑی؟ آپ بار بار بات کرتے ہیں کہ میں اس وقت پیپلز پارٹی سے نکلا جب الیکشن ہو چکے تھے'

اسمبلی dissolve ہو چکی تھی میں آپ سے یہ عرض کروں گا کہ یہ لوگ جو ثابت قدم رہے' آج بھی مسلم لیگ میں ہیں۔ انھوں نے بھی ساتھ اس وقت چھوڑا جب اسمبلی suspend ہو چکی تھی۔ اسمبلی کے ہوتے ہوئے کسی دوست نے کوئی وفاداری تبدیل نہیں کی۔(قطع کلامیاں' شور)

معزز ممبران حزب اختلاف، اس پر بحث کے لئے ایک دن مقرر ہونا چاہیے۔

جناب سپیکر : جی بہتر ہے۔ ایک دن رکھ لیں گے۔

شیخ اعجاز احمد : پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر ! ہم آپ کے چیلنج کو قبول کرتے ہیں۔ اس پر ایک دن کے لئے بحث رکھیں۔ ہم سب اللہ کے فضل و کرم سے بتا دیں گے کہ کس نے اپنا ضمیر بیچا؟ کس نے وفاداریاں تبدیل کیں؟ آپ ایک دن مقرر کریں۔ ابھی اس کا اعلان کریں۔ اب چونکہ آپ نے بات چھیڑ دی ہے تو اس پر بات تفصیل سے ہونی چاہیے۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب ! بات تو آپ کی طرف سے چھیڑی گئی ہے۔ بار بار تو اس حوالے سے آپ ہی بات کرتے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ ایک دن کے لئے اس پر بحث رکھ لیں تاکہ سب کچھ clear ہو جائے کہ کن لوگوں نے وفاداریاں تبدیل کیں؟

شیخ اعجاز احمد : جناب والا ! ہم اس ہاؤس کے سامنے آپ کا چیلنج قبول کرتے ہیں ۔ آپ اس پر بحث رکھیں ۔ ہم اللہ کے فضل و کرم سے ثابت کریں گے کہ کن بندوں نے اپنے ضمیر بیچے' کن بندوں نے وفاداریاں تبدیل کیں اور کون سے بندے اس ہاؤس میں بیٹھے ہوئے چودھری صاحبان کے pay-roll پر ہیں اور ہم یہ بھی ثابت کریں گے کہ---

جناب سپیکر : جی' ٹھیک ہے ' ابھی آپ تشریف رکھیں۔

چودھری سمیع اللہ خان : پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب محمد عظیم گھمن : پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: آپ سب تشریف رکھیں ۔ میں وزیر قانون صاحب کو floor دیتا ہوں۔ آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔

ملک اصغر علی قیصر: جناب والا! آپ کارروائی آگے چلائیں۔

جناب سپیکر: میں نے لاء منسٹر صاحب کو فلور دیا ہے اور وہ بات کر رہے ہیں۔ پلیز تشریف رکھیں!

وزیر قانون: جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ معزز رکن نے ایک بات کی۔ رانا صاحب نے اس کا جواب دیا۔ چونکہ انھوں نے رانا صاحب کا نام لیا ہے اس لئے انھوں نے نکتہ وضاحت پر clarify کر دیا۔ اس کے بعد جناب کی طرف سے ایک observation آئی۔ میرا خیال ہے کہ اس بحث کو ختم کرنا چاہیے اس لئے کہ آپ نے ایک observation دے دی۔ یہاں پر صرف(ن) اور (ق) کے لوگ نہیں بیٹھے ہوئے یہاں پر باقی جماعتوں کے لوگ بھی بیٹھے ہوئے ہیں۔ اگر ہم نے یہاں پر سیاسی لحاظ سے جماعتوں کا سلسلہ discuss کرنا ہے تو یہ مناسب فورم نہیں ہے۔ ہمارے یہ بھی بھائی ہیں اور جو اُدھر بیٹھے ہوئے ہیں جن کا تعلق (ن) سے ہے وہ بھی ہمارے بھائی ہیں۔ میں جماعتی لحاظ سے بات کر رہا ہوں۔ اگر ہم نے مسلم لیگ کے حوالے سے بات کرنی ہے تو ہم کسی اور فورم سے بات کرلیں گے۔ آپ سے میری استدعا ہوگی کہ جس موضوع پر بحث ہو رہی ہے اس کو آگے چلایا جائے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ راجہ ریاض احمد صاحب!(قطع کلامیاں) جی' رانا ثناء اللہ صاحب!

وزیر قانون: جناب والا! یہ issue ختم ہو چکا ہے۔ آپ کی observation آ چکی ہے۔ اب کوئی اور کام کریں۔

جناب سپیکر: جی' رانا صاحب کو موقع دیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میں آپ کا ممنون ہوں کہ ایک تو آپ نے میری بات کو partially admit کیا [*****************] لیکن آپ نے اس میں تھوڑا سا differentiate کیا کہ فلاں وقت کرنے والوں میں ہے اور فلاں وقت کرنے والوں میں نہیں ہے۔ میں آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ آپ نے on Chair یہ commitment دی ہے کہ ہم اس پر بحث کے لئے ایک دن رکھ لیتے ہیں۔ آپ آج وہ دن مقرر کر دیں۔ میں اس بات پر آپ کو appreciate کرتا ہوں۔اس ملک کا سب سے بڑا مسئلہ یہی مفاد پرستی ہے' یہی ابن الوقتی ہے۔ خدا کی قسم آپ اس مسئلے پر جو دن مقرر کریں گے اس سے زیادہ کار آمد کوئی اور وقت نہیں ہوگا۔ [*******************************]

---

* بحکم خصوصی جناب سپیکر زیر قاعدہ 221' مورخہ 29۔مارچ 2003' الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ آپ تشریف رکھیں۔

وزیر قانون: جناب سپیکر! یہ بات ختم ہو چکی ہے۔ میں نے گزارش کی ہے کہ اب اس بات پر مزید وقت ضائع نہ کیا جائے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔

وزیر قانون: رانا صاحب نے کہا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ ہم آپس میں بھائی ہیں۔ ایک وقت ضرور مقرر کریں گے اور بات کرلیں گے لیکن اس طرح سے وقت ضائع نہ کیا جائے اور اصل مسئلے کی طرف آئیں۔

جناب سپیکر: جناب ارشد خان لودھی صاحب!

وزیر زراعت: جناب والا! راجہ صاحب نے بڑی اچھی بات کی ہے کہ ایک دوسرے کا احترام ہونا چاہیے لیکن ہمارے قابل احترام دوست رانا صاحب چاہتے ہیں کہ حقیقت سامنے آئے تو آپ نے کہا ہے اور یہ بھی کہہ رہے ہیں اور میں ان کو on the floor of the House چیلنج کرتا ہوں۔ میں ان کو یہ یاد کروا رہا ہوں کہ جب انھوں نے 6 ستمبر کو آدھے لوگوں کو نہیں بلایا تھا تو یہ اس وفد میں شامل تھے جو ہمارے پاس آ کر منتیں کرتے تھے کہ میاں نواز شریف اور بیگم صاحبہ نے غلطی کی ہے۔ یہ کس ضمیر کی بات کر رہے ہیں؟ کس کی بات کر رہے ہیں؟ میں صرف یہ کہتا ہوں کہ ہم تو مسلم لیگ میں ہیں۔ ہم تو مسلم لیگ کے ادنیٰ کارکن ہیں۔ یہ کونسی پارٹی سے تعلق رکھتے ہیں؟ یہ تو پیپلز پارٹی سے مل چکے ہیں۔ ان کا تو الحاق پیپلز پارٹی سے ہے۔ پیپلز پارٹی سے آئے تھے اور پیپلز پارٹی میں واپس جا چکے ہیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: پلیز! تشریف رکھیں۔ میں نے لودھی صاحب کو floor دیا ہوا ہے۔ پلیز! ان کو بات کرنے دیں۔ پلیز! آپ اپنی باری پر بات کریں۔ آپ اپنی باری پر بات کیجئے گا۔

وزیر زراعت: جناب والا! میں ان کو یاد کروا رہا ہوں کہ یہ 20 نومبر 2000 کو ایگزیکٹو کمیٹی کے ممبر نہیں تھے۔ میں سنٹرل کمیٹی کا ممبر تھا۔

راجہ ریاض احمد: [*****************]

وزیر زراعت: ٹھہر جائیں۔ جی ٹھہر جائیں۔ آپ کا تعلق نہیں ہے۔ [**********] آج

---

* بحکم جناب سپیکر صفحہ نمبر 675' الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

مسلم لیگ قائم ہے اور انشاء اللہ قائم رہے گی۔ آپ تاریخ اور وقت کا تعین کریں۔ ان کو کہیں آئیں اور ہمارے ساتھ debate کریں۔

جناب سپیکر، شکریہ۔ جی، راجہ ریاض احمد۔ (قطع کلامیاں) میں نے راجہ ریاض احمد صاحب کو floor دیا ہے اور میں غیر پارلیمانی الفاظ کو کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔

جناب فیاض الحسن چوہان، جناب سپیکر! جب سے یہ اسمبلی شروع ہوئی ہے اس وقت سے لے کر آج تک ہم تلاوت قرآن پاک سے لے کر آخر تک (ن) اور (ق) کی کہانیاں سنتے ہیں۔ آپس میں ایک دوسرے پر الزامات لگائے جاتے ہیں۔ ہم متحدہ مجلس عمل سے تعلق رکھتے ہیں' میں یہ سمجھتا ہوں کہ راجہ بشارت صاحب نے بڑی زبردست بات کی کہ یہاں صرف (ن) اور (ق) کی دو پارٹیاں نہیں بیٹھیں۔ یہاں پر پیپلز پارٹی بھی بیٹھی ہے۔ یہاں پر ایم ایم اے بھی بیٹھی ہے۔ اگر آپ لوگوں نے آپس میں یہ بحث و مباحثہ کرنا ہے تو ریگل چوک یا کسی دوسرے کی محلہ میں جا کر یہ مقابلہ بازی کریں۔ ہم یہاں پر آپ کی پارٹیوں کی بحث سننے کے لئے نہیں آئے۔ ہم یہاں پر پنجاب کے عوام کی خدمت کرنے کے لئے اور مسائل حل کرنے کے حوالے سے discussion کرنے کے لئے آئے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر، شکریہ۔ جی' راجہ صاحب!

جناب سمیع اللہ خان، جناب والا! میرا نام سمیع اللہ خان ہے۔

جناب سپیکر، جی' میں آپ کو جانتا ہوں لیکن میں نے راجہ صاحب کو فلور دیا ہے۔

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی، جناب والا! فیصل آباد کے بعد ملتان کو بھی یاد رکھیں۔

جناب سپیکر، اچھا جی۔

جناب سمیع اللہ خان، جناب والا! آج یہاں پر جو مسلم لیگ (ن) اور (ق) کے حوالے سے بہت لمبی بات ہوئی ہے اور دونوں اطراف سے یہ consensus بنا ہے کہ اس ہاؤس میں اس بحث کے لئے ایک دن رکھ لیا جائے۔ میرے خیال میں بظاہر تو ایسے ہی لگتا ہے کہ جیسے یہ بحث مسلم لیگ (ق) اور (ن) کی ہے لیکن درحقیقت یہ جو بحث ہوئی ہے یہ اس ملک میں فلور کراسنگ اور لوٹا کریسی کے حوالے سے ہے۔ میں پیپلز پارٹی کی طرف سے یہ کہتا ہوں کہ بے شک یہ issue مسلم لیگ کے حوالے سے ہاؤس میں آ جائے۔ لیکن یہ issue اتنا important ہے اور بنیادی طور پر یہ تجویز آپ کی طرف سے آئی ہے کہ اس کے لئے ایک دن رکھ لیا جائے۔ میں پیپلز پارٹی کی طرف سے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ چاہے اس کو مسلم لیگ کے angle سے رکھ لیں' چونکہ

بنیادی طور پر یہ وفاداریاں بدلنے کی بحث ہے تو میں آپ کی راجہ بشارت صاحب اور رانا ثناء اللہ صاحب کی تجویز کو second کرتا ہوں کہ بالکل اس کے لئے ایک دن رکھا جائے اور وہ دن decide کرکے اس بحث کو آگے لایا جائے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ تشریف رکھیں۔ جی ملک صاحب!

ملک محمد احمد خان ایڈووکیٹ: Thank you very much for giving me the floor of the House. جناب والا! میری صرف اتنی گزارش ہے کہ اس بات میں کوئی ابہام نہیں کہ ہماری پارلیمانی اور سیاسی جماعتوں کی تاریخ فلور کراسنگ سے اٹی پڑی ہے۔ جب(ن) کی بات کرتے ہیں تو بنیادی طور پر دیکھیں کہ یہ مکافات عمل ہے۔ محمد خان جونیجو کو وزارت عظمیٰ سے انہوں نے جس طریقے سے اتارا' کیا وہ انہیں بھول گیا ہے؟ جب کسی پارٹی کے ساتھ الائنس کرتے ہیں تو ڈسٹرکٹ پریذیڈنٹ کو بھی اس بات پر اعتماد میں نہیں لیتے کہ تحریک استقلال کے کسی آدمی کو کسی ضلع کے اندر جا کر بغیر مشاورت کے ٹکٹ دے دیتے ہیں' وہ سیاسی جماعت نہیں تھی۔ رانا ثناء اللہ صاحب اور رانا آفتاب صاحب جس راج کے متعلق بات کر گئے اس بات کو وہاں پر curtail کریں۔ میری ان سے یہ درخواست ہے کہ Kindly try to understand what we are saying here ہم یہاں چاہتے تھے کہ اس بات کا کریڈٹ ہو۔ کس بات کا؟ جو 12۔اکتوبر کا فیصلہ ہے۔ کون سا مسلم لیگی چاہتا تھا کہ یہ فیصلہ ہو؟ تمام لوگ پارلیمنٹ کے اندر موجود تھے۔ 12۔اکتوبر کے فیصلے کو کون سے مسلم لیگی نے second کیا اس وقت حالات کیا تھے؟ اس وقت کے حالات اس بات کی عکاسی کرتے تھے کہ ہم نے ایسا بھی دیکھا کہ آپ کے اور رانا صاحب کے شہر فیصل آباد میں ایک وزیراعظم جاتا ہے اور ایک سرکاری ملازم کو ہتھکڑیاں لگوا دیتا ہے۔ کیا وہ قانون کی پاسداری تھی؟

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ راجہ صاحب!

رانا ثناء اللہ خان: میں اب کسی بات کا جواب اس لئے نہیں دینا چاہتا کیونکہ اب ہاؤس میں consensus ہے۔ آپ بحث کے لئے ٹائم رکھیں۔ خدا کی قسم اگر لوٹے خود اپنے آپ کو لوٹا لوٹا نہ پکارنے لگیں گے تو پھر آپ بات کریں۔ جب ان کے کرتوت ان کے سامنے رکھیں گے تو یہ لوگ خود گریبان پھاڑ کر باہر کو بھاگیں گے۔ آپ بحث کے لئے ٹائم اور دن مقرر کریں۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ جی' راجہ صاحب!

راجہ ریاض احمد: جناب سپیکر! میں آپ کا انتہائی شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا اور

مجھے پوری امید ہے کہ میں اس بحث میں نہیں پڑنا چاہتا کہ آپ ماشاء اللہ جو بھی بات کہتے ہیں اس پر عمل کرتے ہیں۔ آپ نے کہا ہے کہ اس بحث کا ٹائم رکھیں گے تو آپ ضرور رکھیں گے۔ آپ نے مجھے دعوت دی ہے کہ [*************************]

جناب محمد وارث کلو، جناب سپیکر! میں نے آزاد ممبر کے طور پر الیکشن جیتا تھا اور یہاں بڑی امیدیں لے کر آیا تھا کہ اسمبلی کے اندر جا کر بہت کچھ سیکھوں گا۔ یہ اپوزیشن والے میرے بھائی اپنی تاریخ بھول گئے ہیں کہ جب یہ جمہوری رویوں کی بات کرتے ہیں تو میں یہاں اس پورے ہاؤس کو یہ یاد کراؤں گا کہ یہ جو پیپلز پارٹی کی بات کرتے ہیں' یہ اپنے لیڈر کو شہید بھٹو کہتے ہیں۔ کیا وہ جمہوری حکومت کی پیداوار تھے؟ [*******************************]

جناب سپیکر، شکریہ' جی' راجہ صاحب!

راجہ ریاض احمد، جناب سپیکر! میں اپنے بھائی سے گزارش کروں گا کہ انہوں نے بہت ساری باتیں کی ہیں اور انہوں نے کہا ہے کہ ہاؤس کے دوست مجھے تجاویز دیں۔ میں اس چیز سے اختلاف کرتا ہوں اور میں ذاتی طور پر یہ جانتا اور سمجھتا ہوں کہ فیصل آباد شہر میں ایف ڈی اے اور واسا ایک سفید ہاتھی تھا جس نے اس صوبے کے بجٹ کو اس طرح لوٹا کہ پاکستان میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ اب وہ محکمہ ایف ڈی اے اور واسا ضلعی حکومت اور ٹی ایم اے کے پاس چلا گیا۔ ضلعی ناظم زاہد نذیر اور ٹی ایم اے کے ناظم ممتاز چیمہ کے پاس چلا گیا جنہوں نے کرپشن اور بے ایمانی کے ریکارڈ قائم کر دیئے ہیں۔ میں کوئی تجویز دینے سے پہلے یہ کہوں گا کہ ایف ڈی اے کے ممبران فیصل آباد شہر کے ایم پی ایز ہوتے تھے' اتھارٹی کے ممبر ہوتے تھے؟ اب میں وزیر صاحب کو چیلنج کرتا ہوں اگر کہیں تو میں دو تین کام انہیں لکھاتا ہوں یہ کر کے دکھا دیں تو ہم مان لیں گے کہ ان کے پاس اختیار ہے۔ میں انہیں چیلنج کرتا ہوں کہ یہ ممبران اسمبلی فیصل آباد شہر کو ایف ڈی اے اتھارٹی کا ممبر بنا دیں تو ہم سمجھیں گے کہ ہم نے شاید غلط بات کی ہے۔ لیکن یہ انہیں ممبر نہیں بنا سکتے۔ ان کے پاس کوئی اختیار نہیں۔ یہ جو میرے بھائی بول رہے تھے کہ آپ کام بتا دیں۔ ہمیں کام کرانے کا شوق نہیں کیونکہ ہم بے ضمیر نہیں ہیں' ہم لوٹے نہیں ہیں اور ہمارا ضمیر زندہ ہے۔ ہم عوام کی خدمت کے لئے سیاست کرتے ہیں۔

---

* بحکم خصوصی جناب سپیکر زیر قاعدہ 221' مورخہ 29۔مارچ 2003' الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب سپیکر، راجہ صاحب! ایک منٹ پلیز۔ منسٹر ہاؤسنگ! آپ کتنی دیر میں اپنی تقریر wind up کریں گے۔

وزیر ہاؤسنگ، اربن ڈویلپمنٹ اینڈ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ: 10 منٹ میں wind up کر دوں گا۔

جناب سپیکر، ہاؤس 15 منٹ کے لئے extend کیا جاتا ہے۔ جی، راجہ صاحب!

راجہ ریاض احمد، جناب سپیکر! میں نے پہلے بھی عرض کی تھی کہ اس محکمے کے لئے کوئی تجویز دینا میں مناسب نہیں سمجھتا لیکن اگر میرے بھائی راجہ بشارت صاحب میری بات توجہ سے سنیں گے تو مجھے انتہائی خوشی ہوگی۔ ایف ڈی اے اور واسا ایسے ڈاکوؤں اور چوروں کے ہاتھ میں چلا گیا ہے جنہیں آپ اچھی طرح جانتے ہیں آپ سپیکر والی کرسی پر بیٹھ کر صرف اتنی بات کہہ دیں کہ واسا اور ایف ڈی اے ڈاکوؤں اور چوروں کے ہاتھ میں نہیں گیا تو میں اپنی تقریر ختم کر کے بیٹھ جاؤں گا۔ واسا ٹی ایم اے کے پاس چلا گیا ہے۔ ٹی ایم اے پہلے خود اپنے کام پورے نہیں کر رہی۔ انتہائی دکھ کی بات ہے کہ جس شہر سے میرا اور آپ کا تعلق ہے اگر اس شہر میں ظلم ہو رہا ہو تو میرا دل خون کے آنسو روتا ہے۔ پچھلے دنوں ایک آدمی سائیکل سمیت دھند میں واسا کے نالے میں گرا اور اس کی موت واقع ہو گئی لیکن افسوس اور دکھ کی بات ہے کہ اس کی لاش کو نکالنے کے لیے نہ واسا، نہ ٹی ایم اے، نہ کسی محکمے نے کوئی دلچسپی لی۔ اس کی لاش کو وہاں کے غریب لوگوں نے باہر نکالا اور اس کو اس کے ورثاء کے حوالے کیا۔ جناب کہاں تک سنیں گے اور کہاں تک ہم آپ کو سنائیں گے۔

میرے بھائی جو وزیر صاحب ہیں۔ میں صرف ان کے ساتھ افسوس اور دکھ کا اظہار کر سکتا ہوں کہ ان سے لے کر جو محکمے ضلع ناظمین--- میں یہاں پر راجہ بشارت صاحب کو چیلنج کے ساتھ کہتا ہوں کہ ضلعی حکومت فیصل آباد اور ٹی ایم اے کا یہ سپیشل آڈٹ کروا لیں اور مجھے یہاں پر یقین دہانی کروا دیں۔ اگر پورے پنجاب میں سب سے زیادہ ریکارڈ کرپشن ٹی ایم اے اور ضلعی حکومت فیصل آباد میں نہ ہوئی ہو تو جناب میں یہاں پر حلف دے کر کہتا ہوں کہ میں استعفیٰ دے دوں گا۔

سید احسان اللہ وقاص، لاہور کا بھی یہی حال ہے۔

چوہدری اعجاز احمد سماں، پوائنٹ آف آرڈر۔ میری تحصیل وزیر آباد top پر ہے جو انھوں نے کہا ہے۔

راجہ ریاض احمد : میں راجہ بشارت صاحب سے گزارش کروں گا کہ اگر پورے پنجاب میں کسی ایک تحصیل کو آپ ٹی ایم اے یا ضلعی حکومت کا آڈٹ کرا لیں اس سے کوئی آسمان نیچے نہیں گر پڑنا۔ آپ کی اس میں نیک نامی ہوگی' آپ کی اس میں عزت ہوگی کہ پچاس لاکھ کی آبادی والا شہر جہاں پر دن دیہاڑے ٹی ایم اے اور ضلعی حکومت میں ڈکیتیاں ہو رہی ہیں۔ سو لہ سو لہ فی صد دن دیہاڑے کمیشن لیا جا رہا ہے۔

چودھری اعجاز احمد سماں، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! انھوں نے فیصل آباد کا آڈٹ کرانے کا کہا ہے۔ وہاں پچاس لاکھ کی آبادی ہے۔ وہاں کی بجائے میری تحصیل وزیر آباد کی ایک لاکھ آبادی ہے اس کا trial کے طور پر آڈٹ کروایا جائے۔

چودھری صبغت اللہ ایڈووکیٹ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! یہ میاں نواز شریف کے دستر خوان کے ریزہ چیں اور پیپلز پارٹی کے محروم طبقات جنھوں نے جس انداز میں پھبتیاں کسی ہیں' گند پھینکا ہے اور اپنی mentality کا اظہار کرتے ہوئے اسے گٹر mentality ثابت کیا ہے۔ یہ جو کچھ کیا گیا ہے یہ ہاؤس کے وقار کے سراسر منافی ہے۔ ان کا ماضی کسی سے ڈھکا چھپا نہیں ہے۔ میں ایک مذہبی گھرانے سے تعلق رکھتا ہوں۔ محفل سماع کے دوران جب وجد طاری ہوتا ہے تو پھر اس وقت یہ صورتحال ہوتی ہے کہ نماز معکوس پر لٹکایا جاتا ہے۔ یہ درمشرف پر نماز معکوس ادا کرنے والے لوگ اور گھوم گھوم کر اب یہ احساس محرومی کا شکار ہیں اور ان کو یہ بات سمجھ نہیں آ رہی۔

عالی جاہ! ہم نے ان کی ہر بات پورے خلوص اور محبت سے سنی ہے۔ اب انھیں بھی رواداری کا اظہار کرنا چاہئے اور کم ازکم ہمیں تو سننا چاہیے۔ ہماری بات تو سننی چاہئے۔ ان کا جتنا موقف ہے سارے کا سارا نقش بر آب ہے۔ یہ جھوٹ کا پلندہ ہے اور ان کا ماضی انتہائی گھناؤنا ہے۔ ان کا مستقبل بالکل تاریک ہے۔ انھیں ہماری بات سننی پڑے گی۔ یہ ان کا احساس محرومی ہے۔

جناب سپیکر، تشریف رکھیں۔ پلیز تشریف رکھیں۔ جی' راجہ صاحب! آپ بات کریں۔

راجہ ریاض احمد، جناب سپیکر! آپ کی مہربانی ہے اور میں آپ کا ممنون ہوں کہ آپ نے

میرے جس بھائی کو پوائنٹ آف آرڈر پر موقع دیا تھا اگر ہم بول رہے ہوتے تو آپ نے کہنا تھا کہ بیٹھ جائیں' بیٹھ جائیں۔

جناب سپیکر، آپ کو بھی سنتا رہا ہوں اور بہت سنا ہے۔

راجہ ریاض احمد ، جناب سپیکر! میرے بھائی نے یہ جو کہا ہے کہ ان کا ماضی بڑا گھناؤنا ہے۔ ان کو کس طرح پتا چل گیا ہے۔ یہ اس کی ذرا وضاحت کریں۔

جناب سپیکر! میں بات کر رہا تھا کہ میں اصل میں یہ چاہتا ہوں کہ to the point بات کروں۔ میں راجہ بشارت صاحب تک اپنے شہر اور ضلع کی بات پہنچانا چاہتا ہوں۔ کیونکہ وہ وزیر بلدیات ہیں اور آج جس محکمے پر بحث ہو رہی ہے۔ یہ محکمہ کافی حد تک ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ سے نکل کر بلدیات کے تحت آ چکا ہے۔

جناب سپیکر! میں پھر اپنی تقریر ختم کرنے سے پہلے اس شہر اور ضلعے کے حوالے سے بات کر کے آپ سے اجازت چاہوں گا۔ جس شہر اور ضلع نے آپ کو' مجھے اور ہم سب دوستوں کو عزت دی کہ ہم یہاں پر بیٹھ کر اس شہر اور ضلع میں ہونے والی چوریوں اور ڈکیتیوں اور خاص طور پر ضلعی حکومت اور ٹی ایم اے میں جو کرپشن ہو رہی ہے اس پر آواز بلند کر سکیں۔ آخر میں' میں راجہ بشارت صاحب سے امید کرتا ہوں کہ وہ یہ یقین دہانی کرائیں گے کہ اس میں ہماری کوئی بےعزتی نہیں اور نہ کوئی آسمان زمین پر گر پڑے گا۔ اگر ضلعی حکومت فیصل آباد کا یا ٹی ایم اے کا آپ آڈٹ کروا لیں یا آپ ڈی سی او صاحب کو بلا کر ان سے پوچھ لیں یا آپ سپیکر صاحب سے پوچھ لیں کہ وہاں پر کیا ہو رہا ہے!

جناب سپیکر، شکریہ۔

راجہ ریاض احمد، جناب سپیکر! میں نے ابھی بات کرنی ہے۔ وزیر بلدیات کو میں نے کافی سارے نام بتائے ہیں ایک دو نام اور بھی بتانا فرض سمجھتا ہوں کہ ہمارے محترم چودھری شفیق صاحب' میرے بھائی چودھری ظہیر صاحب یہاں موجود ہیں۔ آپ ان سے خدا کو حاضر ناظر کر کے پوچھ لیں کہ ہمارے شہر کے ساتھ کیا ظلم ہو رہا ہے۔ Thank you very

much. (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔ آرڈر پلیز۔ تشریف رکھیں۔ پہلے میں کچھ کہوں گا۔ میں سب کو سنوں گا۔ تشریف رکھیں۔ میری اس معزز ایوان سے گزارش ہے کہ نہ صرف یہ ایوان بلکہ پریس والے بھی اس چیز کے گواہ ہیں جب سے یہ اجلاس شروع ہوا ہے۔ تقریباً تین بجے تک اجلاس کا ٹائم ہوتا تھا لیکن ہم نے چھ چھ بجے تک اس ایوان کو چلایا۔ مقصد یہ تھا کہ اگر معزز ارکان اسمبلی کوئی مثبت بات کرنا چاہتے ہیں' کوئی حکومت کی اصلاح کرنا چاہتے ہیں' کوئی مثبت قسم کی تجویز دینا چاہتے ہیں تو حکومت بھی چاہتی تھی کہ معزز ارکان اسمبلی کو سنا جائے اور میں بھی یہ چاہتا تھا کہ معزز اراکین اسمبلی کو سننا چاہیے۔ لیکن جو ادھر کارروائی ہوئی۔ رانا صاحب نے آج سے دو دن پہلے بھی وہی بات کی' آج پھر اس بات کو دہرایا اور بھی اس قسم کی باتیں اس ایوان کے اندر کی گئیں کہ کوئی بھی ماں بہن بیٹی والا آدمی اپنی بہنوں کی موجودگی میں' ماؤں کی موجودگی میں اور اپنی بیٹیوں کی موجودگی میں یہ بات نہیں کر سکتا۔ کیا آپ یہ تصور کر سکتے ہیں کہ اس قسم کی باتیں جو ہم اس ایوان میں کر رہے ہیں' انسان اپنے گھر میں اپنی ماں' بہن یا بیٹی کے ہوتے ہوئے یہ بات کر سکتا ہے؟ (شیم۔شیم)

میں مسلمان ہونے کے ناتے یہ بات کر رہا ہوں کہ میرا یہ ایمان ہے کہ مسجدوں کے علاوہ جتنی بھی اس ملک کے اندر دینی درسگاہیں ہیں اس کے بعد اگر کوئی ایوان' جس کی ہمیں عزت کرنی چاہیے تو وہ ہمارا یہ معزز ایوان ہے۔ لیکن جس قسم کی گفتگو ادھر ہو رہی ہے وہ بھی آپ کے سامنے ہے۔ ہم تو آپ کو سننا چاہتے ہیں۔ آپ نے یہ بھی نوٹ کیا ہوگا بلکہ مجھے حکومتی پارٹی کے بنچز سے کئی دوست گلہ کرتے ہیں کہ آپ اپوزیشن کو زیادہ ٹائم دیتے ہیں۔ آج ہی آپ اندازہ لگا لیجئے گا کہ کتنے اپوزیشن کے مقررین نے بات کی ہے اور حکومتی پارٹی کے کتنے مقررین نے بات کی ہے لیکن خدارا! اگر آپ to the point' مثبت اور حکومت کی بہتر اصلاح کے لئے کوئی proposal دیں تو رات دس بجے تک بھی اگر بیٹھنا پڑے تو ہم انشاء اللہ آپ کی بات سنیں گے۔ میری یہ گزارش ہوگی کہ اس ایوان کے اندر جتنی بھی پارٹیاں ہیں ہر پارٹی کا لیڈر اپنے اپنے

مقررین کی لسٹ فراہم کرے گا اور میں حکومتی پارٹی سے بھی گزارش کروں گا کہ لاءمنسٹر صاحب بھی ایک لسٹ دیں گے۔ اگر ایک مقرر "اپوزیشن" سے بولے گا تو دوسرا مقرر حکومتی پارٹی کی طرف سے بولے گا اس ایوان کی یہ سابقہ روایت رہی ہے کہ جب ٹائم extend کیا جاتا تھا تو اس وقت حکومت کی طرف سے بڑا اہم business ہوتا تھا یا پھر بجٹ کا اجلاس ہوا کرتا تھا۔ اس کے علاوہ routine work میں اجلاس extend نہیں کیا جاتا رہا۔ ٹائم چونکہ میں نے 15 منٹ extend کیا تھا۔ ابھی منسٹر ہاؤسنگ نے wind up بھی کرنا ہے۔ میں اجلاس کے وقت کو مزید 15 منٹ کے لئے extend کرتا ہوں۔ میری آپ سے التماس ہے کہ خدارا! صحیح اور مثبت قسم کی تنقید کریں جس سے حکومتی پارٹی کی اصلاح ہو سکے نہ کہ تنقید برائے تنقید۔ جی' رانا ثناء اللہ صاحب!

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! شکریہ۔ آپ نے جن خیالات کا اظہار کیا ہے میں ان سے اتفاق کرتا ہوں اور ہمارا مقصد یہی ہے کہ ہم یہاں پر مثبت بات کریں۔ لیکن مجھے اس بات پر افسوس ہے کہ آپ نے اس بات کو زیادہ محسوس کیا ہے۔ جتنی باتیں بھی یہاں پر ہوئی ہیں میں ان الفاظ کو دوبارہ دہرانا نہیں چاہتا لیکن ان میں کوئی لفظ بھی ایسا نہیں تھا کہ جسے آپ غیر پارلیمانی یا جس کے متعلق آپ کہیں کہ یہ بات یہاں بیٹھ کر نہیں ہوسکتی؛ میں آپ کو اس بات کی دعوت دیتا ہوں کہ آپ اپنے چیمبر میں میٹنگ کر لیں ساتھ راجہ صاحب بھی بیٹھ جائیں۔ دو دن کی ریکارڈنگ کو سامنے رکھ لیں۔ ایک ایک لفظ آپ مجھے بتا دیں کہ یہ غیر پارلیمانی ہے۔ کوئی ثبوت دے دیں تو میں آپ کی بات کو تسلیم کروں گا۔ جناب سپیکر! میرا اپنا موقف ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ ایسے موقع پر اگر کوئی غیر پارلیمانی الفاظ بولے تو اس میں فرق ہو سکتا ہے۔ میں کسی پر یہ بات مسلط نہیں کرتا۔ میں تو اپنی سمجھ کے مطابق اور اپنے تئیں بات کرتا ہوں۔اب میرے بھائی نے پوائنٹ آف آرڈر پر کافی لمبی تقریر کی ہے کہ جناب میاں نواز شریف کا ماضی یہ تھا' وہ تھا۔ میں انہیں appreciate کرتا ہوں' میں نے ان کی بات کا جواب نہیں دیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ انہوں نے جو کہا ہے وہ بالکل صحیح کہا ہے۔ نواز شریف صاحب کا حال ہم ہیں اور نواز شریف کا ماضی ارشد لودھی صاحب بیٹھے ہیں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، منسٹر ہاؤسنگ!

جناب ارشد محمود بگو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: ٹائم صرف 15 منٹ رہ گیا ہے۔ پلیز ارشد محمود صاحب کو بات کرنے دیں۔ دو منٹ میں اپنی بات ختم کریں۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! مجھے بڑا افسوس ہے کہ ہم اس ایوان میں لوگوں کے حقوق کے لئے قانون سازی کرنے کے لئے آتے ہیں۔ لیکن کچھ دیر پہلے اس ہاؤس کا جو ماحول بنا ہے وہ انتہائی افسوس ناک ہے۔ میں پرانی کارروائی کی کتابیں دیکھ رہا تھا تو مجھے علامہ رحمت اللہ ارشد جو بہت اچھے پارلیمنٹیرین تھے انہوں نے ایک واقعہ اسمبلی میں پیش کیا کہ ایک ہندو writer لکھتا ہے کہ جب یہ پاکستان بنا تو اس وقت 50 ہزار مسلمان خواتین کو سکھ اٹھا کر لے گئے اور دس لاکھ کے قریب مسلمانوں کو ذبح کیا گیا جن میں بچے بھی تھے۔ جناب سپیکر! اس پاکستان کو خون خرابے سے ہم نے حاصل کیا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ اس خون کو دیکھ کر اور ان لوٹتی ہوئی عزتوں کو دیکھ کر ایک ہندو شاعرہ بھی چیخ اٹھی اور اس نے کہا کہ۔

اج آکھاں وارث شاہ نوں کتے قبراں وچوں بول
تے اج کتاب عشق دا کوئی نواں ورقہ کھول
اک روئی سی دھی پنجاب دی توں لکھ لکھ مارے وین
اج لکھاں دھیاں روندیاں تینوں وارث شاہ نوں کہن
اٹھ درد منداں دے دردیا اج ویکھ اپنا پنجاب
اج بیلے لاشاں وچھیاں تے لہو دی بھری چناب

جناب سپیکر! ہم نے تو یہ ملک اس طرح سے حاصل کیا ہے۔ یہ فیصلہ کہ کون لوٹا ہے، کون "ن" کا اور کون "ق" کا ہے یہ فیصلہ ہم نہیں کر سکتے، جناب سپیکر! یہ فیصلہ تاریخ کو کرنے دیں۔ تاریخ دان اس کا فیصلہ کرے گا کہ کون غدار تھا، کون بھاگا تھا اور کون لوٹا تھا!

جناب سپیکر! اسمبلی کی کارروائی کو آج پانچواں روز ہے اور ہم نے اس پر بڑی سیر حاصل بحث کر لی ہے۔ یہ بڑا اہم موضوع تھا اور ہم نے بڑی اہم تجاویز دینی تھیں لیکن مجھے افسوس ہے

کہ ٹائم کی قلت کی وجہ سے ہم وہ تجاویز نہیں دے سکتے۔ جناب سپیکر! جب ایسٹ پاکستان کا سانحہ ہوا تو اس وقت ہمارے نوابزادہ نصر اللہ خان صاحب نے ایک شعر پڑھا کہ۔

شاخِ گل پر زمزموں کی دھن تراشتے رہے
اور آشیاں پر بجلیوں کا کارواں گزر گیا

جناب سپیکر: شکریہ۔ اب شاہ صاحب وائنڈ اپ کریں گے۔

جناب فیض اللہ کموکا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب فیض اللہ کموکا: جناب سپیکر! آپ نے بڑی کوشش کے بعد مجھے فلور دیا ہے۔ دو تین باتیں فیصل آباد شہر کے حوالے سے بڑی اہم ہیں---

جناب سپیکر: یہ پوائنٹ آف آرڈر تو نہیں بنتا۔ کموکا صاحب! پوائنٹ آف آرڈر پر تقریر نہیں ہو سکتی۔

جناب فیض اللہ کموکا: جناب والا! میں محکمہ کے متعلق بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: اب محکمے کے متعلق بات نہیں ہو سکتی کیونکہ میں نے منسٹر صاحب کو فلور دے دیا ہے۔

جناب فیض اللہ کموکا: میں صرف دو منٹ بات کروں گا۔

جناب سپیکر: جی، دو منٹ بات کر لیں۔

جناب فیض اللہ کموکا: جناب والا! فیصل آباد میں واٹر سپلائی کا ایک بہت اہم مسئلہ ہے۔ حکومت جاپان نے پاکستان کو فیصل آباد کی واٹر سپلائی کے سلسلے میں تین ارب روپے کی ایک گرانٹ دی ہے اس وقت کچھ سیاسی وجوہات کی بناء پر چنیوٹ کے کچھ معزز ممبران اس بات پر stress کر رہے ہیں کہ دریائے چناب کے کنارے ٹیوب ویل نصب نہ کیا جائے کیونکہ پانی کا لیول 100 فٹ نیچے چلا جائے گا۔ فیصل آباد میں اس وقت ٹی ایم اے competent اتھارٹی ہے، وہاں کے ناظم اتنے competent نہیں ہیں کہ اس مسئلے کو حل کر سکیں تو میں وزیر موصوف

سے درخواست کروں گا کہ kindly وہ اس مسئلے کو حل کروائیں۔

جناب سپیکر، شکریہ۔

سید احسان اللہ وقاص، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، احسان اللہ وقاص صاحب! آپ نے آج اس ایوان کا کافی وقت لیا ہے۔ پلیز! تشریف رکھیں۔

مخدوم سید محمد مختار حسین، جناب سپیکر! میں امید رکھتا ہوں کہ آپ نے جو دن مقرر کرنے کا وعدہ فرمایاہے اس پر کامیاب ہوں گے۔۔۔

جناب سپیکر، پلیز! آپ تشریف رکھیں۔

مخدوم سید محمد مختار حسین، جناب والا! میں محکمے کے متعلق بات کرنا چاہتا ہوں؟

جناب سپیکر، جی،فرمائیں!

مخدوم سید محمد مختار حسین، گزارش یہ ہے کہ میرے حلقہ میں 20 گاؤں ہیں جن کا brackish water ہے۔ میں آپ کے توسط سے منسٹر صاحب کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں کہ 1999-2000 میں گورنمنٹ نے 20 دیہاتوں کو واٹر سپلائی کے لئے شورکوٹ کے قریب دریائے چناب پر ٹیوب ویل نصب کر کے پانی بھیجا لیکن چھ ماہ کے بعد وہاں دو اڑھائی سو کیسز ہیضہ کے ہونے کی وجہ سے اس پانی کو جب test کیا گیا تو جو ٹیوب ویل وہاں پر لگائے گئے تھے وہ بھی brackish water تھا۔ جس کی وجہ سے محکمہ نے 19 سکیمیں بند کر دیں اور ایک سکیم چل رہی ہے تو براہ مہربانی وہ ساری سکیمیں چلائی جائیں۔

جناب سپیکر، جی،وزیر ہاؤسنگ!

سید احسان اللہ وقاص،پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، اب وقت نہیں ہے اس لئے میں نے فلور وزیر ہاؤسنگ کو دے دیا ہے۔

سید احسان اللہ وقاص، جناب والا! میری بات سن لیں۔

جناب سپیکر، آپ وقت تو دیکھیں کیا ہوا ہے۔ آپ کل بات کر لیں۔

وزیر ہاؤسنگ' اربن ڈویلپمنٹ اینڈ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ : یہ میرے فاضل دوست مجھے اپنا مسئلہ لکھ کر دے دیں میں اسے حل کرنے کی کوشش کروں گا۔

جناب سپیکر: احسان اللہ وقاص صاحب! وزیر موصوف یہ فرما رہے ہیں کہ آپ انہیں لکھ کر دے دیجیے وہ اس کو دیکھ لیں گے۔

وزیر ہاؤسنگ' اربن ڈویلپمنٹ اینڈ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ : جناب سپیکر! میں اس معزز ایوان اور معزز اراکین کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے آج کی بحث میں بھرپور حصہ لیا اور کافی باتیں انہوں نے کیں۔ میں چاہوں گا کہ میں ان تمام باتوں کے جوابات دوں مگر چونکہ آپ نے مجھ پر پابندی وقت لگا دی ہے کہ میں دس پندرہ منٹ سے زیادہ نہیں بول سکتا۔ یہاں پر میرے فاضل معزز ممبر جو کہ فیصل آباد سے تعلق رکھتے ہیں نے ایک شبہ ظاہر کیا ہے کہ میں وزیر تو ہوں مگر بااختیار نہیں۔ میں یہ بھی بات کروں گا کہ میرے ایک فاضل ممبر نے فیصل آباد کی بات کی ہے واٹر سپلائی کے لئے جاپان نے فیصل آباد کے لئے تین ارب کا فنڈ دیا تھا۔ اس کے لئے تحصیل اور ضلع نے اپنی نااہلی ظاہر کی اور وہ فنڈ واپس جانے لگا۔ میں یہ بتاؤں گا کہ یہی وہ بے بس اور بے اختیار وزیر ہے جس نے وہ فنڈ واپس جانے سے روکا ہے بلکہ آپ کو پانی سپلائی کیا ہے ۔ تین ہفتوں میں اس بے بس وزیر کی یہی کارکردگی ہے جس سے آپ بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ یہاں کے سارے وزیر صاحبان بااختیار ہیں اور ان کے پاس اپنے محکمے کے اوپر پورا اختیار ہے۔ میں نے یہاں بات کی تھی کہ مجھ پر اور میرے محکمہ پر تنقید کرکے مثبت نتائج نکالے جائیں۔ میری یہ گزارش ان کو یا تو سمجھ نہیں آئی یا میں ان کو سمجھانے میں قاصر رہا۔ میں معزز ایوان کو یہ بتانا چاہوں گا کہ جب میں آپ کو کہہ رہا ہوں کہ آپ مجھ پر اور میرے محکمہ پر تنقید کریں تو آپ کو کیا اعتراض ہے آپ کو تو کام سے غرض ہونی چاہئے نہ کہ اس بات سے کہ میرے پاس اختیار ہے کہ نہیں ۔ میں اپنی پوری کوشش سے یہ ثابت کر کے دکھاؤں گا کہ یہاں کے سارے وزراء بااختیار ہیں اور ان کا محکمہ کے اوپر پورا عبور ہے ۔ میں معزز ایوان کے سامنے ایک اور بات کرنا چاہوں گا کہ شاید یہ ابھی میری performance سے اندازہ نہیں لگا سکے کہ انہوں نے ابھی 30 جنوری کو میرے محکمہ کے دو سوال کئے اور ان کا جواب اور اس کا حل میں نے آج

بتا دیا ہے۔ میں احسان اللہ وقاص صاحب کے سوال کے حوالے سے بتاؤں گا کہ مدینہ کالونی میں کام شروع ہو گیا ہے۔وہاں پر کس تحصیل ایڈمنسٹریشن اور کس ڈسٹرکٹ ایڈمنسٹریشن نے رکاوٹ پیدا کی۔ کیا وہ اس کام کو روک سکے' ہرگز نہیں۔ میں یہ بھی گزارش کروں گا کہ انھوں نے ایک بہت اچھا پوائنٹ raise کیا کہ جناب low income housing scheme نہیں بنی۔میں نے آج آپ کو بتایا ہے اور اس بات کی یقین دہانی بھی کراتا ہوں کہ یہ سارے اقدامات جو میں نے آپ کو بتائے ہیں وہ منسٹر کے اختیار میں ہیں اور یہ منسٹر ہی کرتا ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ میں یہ کرکے دکھاؤں گا۔

جناب والا! میں یہاں پر کچھ سوالات کے جوابات دینا چاہوں گا کہ کچھ ایسی باتیں جو میرے فاضل ممبران نے گزارشات کی ہیں۔ ایک تو میں رانا ثناء اللہ خان صاحب کو بتانا چاہوں گا کہ rehabilitation کے بعد محکمہ ہاؤسنگ کا کام ختم ہو گیا ہے ۔ اس ضمن میں' میں نے ابھی بات کی کہ محکمہ ہاؤسنگ بے گھر عوام کو گھر مہیا کرتا ہے جو جاری ہے اس محکمہ نے پنجاب میں اب تک 97 ہاؤسنگ سکیمیں مکمل کرکے عوام میں اڑھائی لاکھ پلاٹ تقسیم کئے ہیں۔ میں یہ بھی بتاؤں گا کہ LDA AVENUE آپ کے ہاؤس کا ممبر ' آپ کے ہاؤس کا وزیر ہی launch کر رہا ہے ۔ یہ کوئی تحصیل یا ڈسٹرکٹ launch نہیں کر رہا ۔اور ابھی میں نے announce کیا ہے کہ لوکل گورنمنٹ کے ساتھ ہماری جو misunderstandings ہیں یہ صرف اور صرف misunderstandings ہی ہیں۔ جب ہم اس کو understand کر جائیں گے تو ہمارے ذہن میں جو کافی ابہام موجود ہیں وہ دور ہو جائیں گے۔ ابھی تک تو TMA's کو بھی پتا نہیں ہے کہ ان کے کیا اختیارات ہیں اور ابھی تک یہاں پر جو محکمے والے بندے ہیں ان کو بھی پتا نہیں ہے کہ ان کے پاس کیا ہے۔ It is just the passing of time انشاء اللہ تعالیٰ within no time اس بات کو ہم آپ ہی کے سامنے لے کر آنے والے ہیں۔ اور ہم آپ کو بتائیں گے کہ حکومت نے devolution plan کے تحت ایسے ہی نہیں یہ سارا محکمہ اٹھا کر دے دیا ہے ۔ There must be a reason, there must be a way out. There must be a reason of setting a way here. انھوں نے کوئی نہ کوئی کام تو ہمارے لئے رکھا ہو گا اور وہ

کام ان کو monitor کرنا ہے ہم بااختیار اس لئے ہیں کہ ہم ان سارے کاموں کو monitor کریں گے اور جو monitor کرتا ہے، جو یہاں پر آ کر جواب دیتا ہے وہ اتھارٹی ہوتا ہے وہی بااختیار ہوتا ہے۔

جناب سپیکر: اجلاس کا وقت مزید دس منٹ کے لئے بڑھایا جاتا ہے۔

ملک اصغر علی قیصر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

ملک اصغر علی قیصر: جناب والا! محکمہ ہاؤسنگ کے اندر 1995 سے سات ہزار درخواستیں جو کہ رجسٹریوں کے لئے دی گئی تھیں وہ سیکرٹری ہاؤسنگ کے دفتر میں کسی ردی کی ٹوکری میں پڑی ہوئی ہیں اور سیکرٹری ہاؤسنگ ابھی تک ان درخواستوں پر کوئی فیصلہ نہیں کر سکے اور یہ معاملہ آٹھ سال گزرنے کے باوجود ابھی تک pending پڑا ہوا ہے۔ وزیر صاحب اگر اس بارے میں جواب دے دیں تو ان کی مہربانی ہو گی۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، وزیر صاحب!

وزیر ہاؤسنگ، اربن ڈویلپمنٹ اینڈ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ: میں جو بات کرنا چاہوں گا اس سوال کا جواب بھی میں آپ کو دے دوں گا۔ سب سے پہلے تو میں اپنی ایک فاضل رکن پروین مسعود کو جنہوں نے شاہدرہ بستی بہاولپور اور بہاولپور کے سیوریج سسٹم کے بارے میں بات کی ہے۔ میں بتانا چاہوں گا کہ ان سکیموں کا محکمہ ہاؤسنگ سے کوئی تعلق نہیں ہے اور ایسی سکیمیں مقامی سطح پر بنائی گئی ہیں البتہ وہاں پر بنیادی سہولتیں فراہم کرنے کا میں وعدہ کرتا ہوں کہ میں پوری کوشش کروں گا کہ وہاں پر بنیادی سہولتیں فراہم کر سکوں۔

محترمہ عابدہ جاوید: جناب سپیکر! میں ---

جناب سپیکر: محترمہ! آپ ان کو بات کرنے دیں۔

وزیر ہاؤسنگ، اربن ڈویلپمنٹ اینڈ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ: جناب سپیکر! میں اپنی ایک بہن جنہوں نے پنجاب یونیورسٹی کے اساتذہ کے لئے سکیم کی بات کی ہے پھر یہی بات کروں گا

کہ اس سے پنجاب گورنمنٹ یا میرے محکمہ کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ یہ یونیورسٹی کی سطح پر سکیم بنائی گئی ہے اس سے ہمارا کوئی تعلق نہیں ہے۔

جناب سپیکر! میں یہ بھی بتانا چاہوں گا کہ جو باتیں یہاں ہاؤس میں کی گئیں میں سمجھتا ہوں کہ میں ان کا جواب دوں۔ بحریہ ٹاؤن کے متعلق یہاں پر بات کی گئی ہے۔ جناب والا! اس سکیم کا بھی ہاؤسنگ کے ساتھ کوئی تعلق نہ ہے یہ ایک پرائیویٹ سکیم ہے اور نہ ہی اس کا کوئی تعلق TMA یا ڈسٹرکٹ کے ساتھ ہے یہ ان کی اپنی بنائی ہوئی سکیم ہے۔ ہم اس میں مداخلت نہیں کر سکتے۔جہاں تک اس میں ملازمین کے لئے خاص رعایت کا تعلق ہے تو یہ بھی ہم سے غیر متعلقہ بات ہے۔

یہاں پر میری ایک بہن نے لاہور اور بہاولپور میں پینے کے پانی اور ڈرینج کے نظام کی بات کی کہ گندا پانی صاف پانی میں مل رہا ہے۔ میں انہیں یقین دلاتا ہوں کہ ہیروشیما اور ناگاساکی والے جو نظام ہیں اس بارے میں' میں یہ بتاؤں گا کہ I have gone through the Japanese, Malaysian and Singapore models and I will definitely go further to implement those things in my Department. یہ میری اپنی ایک سوچ ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ میں اس کو پورا کروں گا۔(نعرہ ہائے تحسین) میں ایک اور بات کروں گا کہ میں WASA کو ٹاسک دوں گا اور انشاء اللہ تعالیٰ بہت جلد اس کا حل آپ کے سامنے پیش کروں گا۔ This is not the last session. انشاء اللہ بہت سے اجلاس آئیں گے اور ہم اس بارے میں discussion کرتے رہیں گے' آپ اس کام کے بارے میں مجھ سے پوچھ بھی سکتے ہیں۔

رانا آفتاب صاحب نے میرے محکمے سے متعلق کچھ مسائل کی طرف نشاندہی کی ہے۔ میں انھیں یقین دلاتا ہوں کہ میں ان سے مل کر اس محکمے کی کمزوریوں اور کوتاہیوں کو دور کرنے کی پوری کوشش کروں گا۔ چونکہ رانا صاحب اس ہاؤس میں میرے والد صاحب کے ساتھی بھی رہے ہیں لہذا میں ان کا بڑا احترام کرتا ہوں۔ میں یہ بھی سمجھوں گا کہ وہ میرے بزرگ ہیں۔ میں ان کے بیٹے کی طرح ہوں۔ مجھے وہ وزیر نہیں بلکہ اپنا بیٹا سمجھیں۔ میں انشاء اللہ تعالیٰ ان کی طرف سے نشاندہی کی گئی ساری باتوں پر عمل درآمد کروانے کی کوشش کروں گا۔

راجہ ریاض صاحب نے کہا ہے کہ ترقیاتی اتھارٹیز میں ایم پی ایز کو شامل کیا جائے۔ ہم اس تجویز کا مثبت جائزہ لیں گے اور مجھے امید ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ ہم اس تجویز کو منظور کروا لیں گے۔

جناب سپیکر! میں معزز اراکین کی ایک اور بات سے اتفاق کرتا ہوں کہ ایف ڈی اے اور واسا کا خصوصی آڈٹ کروایا جانا چاہیے۔ جناب والا! میں آخر میں یہی کہوں گا کہ میرے سارے فاضل ارکان نے مجھے اس محکمے کے بارے میں بڑے اچھے اچھے مشورے بھی دیئے ہیں۔ میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں اور پھر اس بات کو دہرانا ضرور چاہوں گا کہ اس ہاؤس کو پورا حق حاصل ہے کہ وہ میری اور میرے محکمے کی کارکردگی پر نکتہ چینی کریں لیکن ساتھ ہی ساتھ مجھے مسائل کا مثبت حل بھی بتائیں۔ میں اس بات سے اتفاق کرتا ہوں کہ Nobody is perfect over here in this world and perfection is hard to attain But I am among you all who are proceeding further to complete the missions We have come over here with the manifestoes we have committed with our constituencies Insha Allah Ta'la, with all of you and with your consent, we will complete it. Thank you very much

جناب سپیکر: آج کے اجلاس کی کارروائی مکمل ہوئی۔ ہاؤس صبح 10 بجے تک کے لئے adjourn کیا جاتا ہے۔

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ 4-فروری 2003

1- **سوالات** (محکمہ آبپاشی و قوت برقی اور محکمہ مواصلات و تعمیرات)

i) نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

ii) غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

2- **غیر سرکاری ارکان کی کارروائی**(مفاد عامہ سے متعلق قراردادیں)

(1) چودھری جاوید احمد، یہ ایوان وفاقی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ ضلع پاکپتن کے شہروں پاکپتن اور عارف والا کو سوئی گیس کی فوری فراہمی یقینی بنائے جس سے اس پسماندہ ضلع کے لیے بھی ترقی و خوشحالی کا سفر شروع ہو سکے۔

(2) میاں محمد اصغر، اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبائی حکومت فوری طور پر بہادر نگر فارم ضلع اوکاڑہ میں بنیادی مرکز صحت (B.H.U) قائم کرے کیونکہ بہادر نگر فارم ایشیا کا سب سے بڑا فارم ہے۔ جہاں آبادی بھی زیادہ ہے جو بنیادی صحت کی سہولت سے ابھی تک محروم ہے۔

(3) ڈاکٹر سامیہ امجد: اس ایوان کی رائے ہے کہ پنجاب بھر میں آوارہ کتے مارنے کی بھر پور Stray Dogs Campaign چلائی جائے اور اس سلسلے میں حکومت اپنے تمام وسائل بروئے کار لائے تاکہ لوگوں کی جان و مال کا بھرپور طریقے سے تحفظ کیا جا سکے۔

(4) محترمہ شہلا راٹھور، یہ ایوان چودھری پرویز الٰہی وزیراعلیٰ پنجاب کو خراج تحسین پیش کرتا ہے جنہوں نے اپنی مدبرانہ صلاحیتوں' سیاسی بصیرت' مسلسل جدوجہد اور محنت سے گفت و شنید کے ذریعے حقیقی معنوں میں جمہوریت کی بحالی کا اہم کارنامہ سر انجام دیا اور یہ کہ زراعت کی ترقی کے لیے انقلابی اقدامات کا آغاز کیا اور زمینداروں کے لیے حصول قرضہ برائے بیج ' کھاد ' زرعی ادویات اور زرعی مشینری پر شرح سود میں نمایاں کمی کا اعلان کرکے کاشتکار طبقہ کے دل جیت لیے ہیں۔

(5) سید احسان اللہ وقاص، اس ایوان کی رائے ہے کہ پورے صوبہ میں پانچ مرلہ زمین تک بنے ہوئے جتنے رہائشی گھر اور فلیٹ موجود ہیں ' انہیں پراپرٹی ٹیکس سے مستثنیٰ قرار دے دیا جائے۔

صوبائی اسمبلی پنجاب

(چودھویں اسمبلی کا پانچواں اجلاس)

منگل' 4- فروری 2003

(یوم الثلاثہ' 2-ذوالحجہ' 1423ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز' لاہور میں صبح 10 بج کر 10 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ قاری نور محمد نے پیش کیا۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ○

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا

بِهٖ شَيْـًٔا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَ

الْمَسٰكِيْنِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ

بِالْجَنْۢبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا

يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرَا ۝ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ وَيَاْمُرُوْنَ

النَّاسَ بِالْبُخْلِ وَيَكْتُمُوْنَ مَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۭ وَ

اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ۝

سورۃ النساء آیات 36-37۔ پارہ 5

اور خدا ہی کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ بناؤ اور ماں باپ اور قرابت والوں اور یتیموں اور محتاجوں اور رشتہ دار ہمسایوں اور اجنبی ہمسایوں اور رفقائے پہلو(یعنی پاس بیٹھنے والوں) اور مسافروں اور جو لوگ تمہارے قبضے میں ہوں سب کے ساتھ احسان کرو کہ خدا احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے اور تکبر کرنے والے بڑائی مارنے والے کو دوست نہیں رکھتا○ جو خود بھی بخل کریں اور لوگوں کو بھی بخل سکھائیں اور جو (مال) خدا نے ان کو اپنے فضل سے عطا فرمایا ہے اسے چھپا چھپا کے رکھیں اور ہم نے ناشکروں کے لئے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے○

وماعلینا الاالبلاغ○

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب سپیکر، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ہ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ آج کے محکمہ جات، محکمہ آبپاشی و قوت برقی اور محکمہ مواصلات و تعمیرات ہیں۔ ان کے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔

جناب ارشد محمود بگو، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی، ارشد محمود صاحب!

جناب ارشد محمود بگو، جناب سپیکر! حکومت 5۔فروری کو کل کشمیریوں کے ساتھ اظہار یکجہتی کا دن منا رہی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ کل ہمارا اجلاس نہیں ہے اس لئے میری درخواست ہے کہ آج اسمبلی میں کشمیریوں کے ساتھ اظہار یکجہتی کے لئے ان کے حق میں قرارداد پاس کی جائے۔

جناب سپیکر، وہ قرارداد آ رہی ہے۔ شکریہ۔ سید احسان اللہ وقاص!

سید احسان اللہ وقاص، سوال نمبر 33۔

ارسا کی جانب سے صوبہ پنجاب کے پانی کا کوٹہ

*33۔**سید احسان اللہ وقاص،** کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔۔

(الف) وفاقی حکومت کے ادارے "ارسا" نے پنجاب میں زرعی مقاصد کیلئے پانی کا کتنا کوٹہ مقرر کیا ہے؟

(ب) سال 2001 تا 2002 میں کتنے کیوسک پانی زراعت کیلئے صوبہ پنجاب کو فراہم کیا گیا اور اگر صوبے کے طے شدہ کوٹہ سے کم پانی فراہم کیا گیا ہے تو اس کی کیا وجہ ہے؟

(ج) حکومت پنجاب نے کیا بندوبست اور حفاظتی انتظامات کئے ہیں جس سے پنجاب کے مقررہ اور طے شدہ کوٹے کا مکمل پانی فراہم ہو سکے؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی:

(الف) وفاقی حکومت نے 1991 کے معاہدے کے مطابق پنجاب کے لئے درج ذیل کوٹہ مقرر کیا ہے۔

خریف	37.07 ملین ایکڑ فٹ	(18.54 ملین کیوسک)
ربیع	18.75 ملین ایکڑ فٹ	(9.38 ملین کیوسک)

(ب) سال 2001 تا 2002 میں پنجاب کو درج ذیل مقدار میں پانی دیا گیا۔

خریف	13.723 ملین کیوسک
ربیع	4.946 ملین کیوسک

تین چار سالوں سے بارشیں کم ہونے کی وجہ سے ڈیموں میں پانی کی کمی ہوئی اور اس بناء پر طے شدہ کوٹہ سے پانی کم ملا۔

(ج) (I) ممبر پنجاب ارسا اس معاملے میں محکمہ اریگیشن کے سیکرٹری کے مشورے سے 1991 کے پانی کے معاہدے کے مطابق پنجاب کے مفادات کا تحفظ کرتے ہیں۔

(II) محکمہ انہار حکومت پنجاب صوبے بھر کی نہروں میں دستیاب پانی پر نگاہ اور حساب رکھتا ہے تاکہ صوبہ پنجاب کے لئے ارسا کے کوٹے کے مطابق پانی کی فراہمی کو یقینی بنایا جا سکے۔

جناب سپیکر: جی' ضمنی سوال' سید احسان اللہ وقاص!

سید احسان اللہ وقاص: میں ضمنی سوال یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ جواب میں یہ فرمایا گیا ہے کہ خریف کی فصل میں 37.07 ملین ایکڑ فٹ پانی 1991 میں پنجاب کا کوٹہ مقرر کیا گیا تھا لیکن جو خریف کی فصل میں پچھلے سال پنجاب کو پانی فراہم کیا گیا وہ 13.723 ملین کیوسک تھا۔ یہ جو 24 ملین کیوسک کی کمی واقع ہوئی ہے' کیا دوسرے صوبوں کو بھی پانی کی کمی اسی ratio سے کی گئی تھی؟

جناب سپیکر: وزیر آبپاشی!

وزیر آبپاشی و قوت برقی ، جناب سپیکر! جیسا کہ فاضل رکن نے پوائنٹ اٹھایا ہے کہ پانی میں کمی کی گئی ہے۔ یہ واقعی صحیح ہے کہ جس طرح پنجاب میں کمی کی گئی اسی طرح دوسرے صوبوں کو اسی نسبت سے پانی دیا گیا تھا۔ اس کا فیصلہ ارسا کرتی ہے۔ پچھلے سال 50 فی صد کمی تھی اور اس سال کم ہو کر 34 فی صد کمی رہ گئی ہے۔ یہ پنجاب میں ہے اور اسی طرح دوسرے صوبوں میں بھی کمی ہوئی ہے۔

جناب محمد اقبال رئیس، نہروں میں پانی کم دیا گیا ہے۔ کیا کاشت کاروں پر جو آبیانہ لگایا گیا ہے اس میں بھی کمی کی گئی ہے یا حکومت کا ایسا کوئی ارادہ نہیں ہے؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی ، اس میں ایسا ہے کہ آبیانے میں کمی فی الحال نہیں کی گئی لیکن میں نے عہدہ سنبھالنے کے بعد پہلی میٹنگ میں یہ فیصلہ کیا تھا کہ جہاں جہاں پر لوگوں کو پانی نہیں مل رہا ان کو آبیانہ نہیں لگنا چاہئے۔ اس پر ہم نے ایک کمیٹی تشکیل دی ہے جو کہ high level کمیٹی ہے۔ ہم نے اس کمیٹی کو کہا ہے کہ پورا جائزہ لے کر ایک ماہ کے اندر اندر جہاں جہاں لوگوں کے مسائل ہیں ان کے بارے میں رپورٹ دے۔ اگر میرے فاضل رکن کا بھی مسئلہ ہے تو ان کو بھی لے کر انشاء اللہ تعالیٰ ہم فیصلہ کر لیں گے۔

جناب سپیکر، شکریہ۔ جی، اصغر علی گجر صاحب!

چودھری اصغر علی گجر، میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا وزیر آبپاشی یہ بتائیں گے کہ پنجاب کے اندر پانی کا کوٹہ فی ایکڑ 3.18 کیوسک رکھا گیا ہے اور آبیانہ بھی پنجاب کے اندر 3.18 کیوسک کے حساب سے زمینداروں سے لیا جا رہا ہے اب جب کہ پانی آدھا بھی نہیں مل رہا تو اس کے متعلق کیا خیال ہے کہ 3.18 کیوسک سے کم پانی ہونے کے باوجود حکومت پنجاب زمینداروں کے آبیانے میں اسی ratio سے کمی

کرنے کا کوئی ارادہ رکھتی ہے یا نہیں؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی، جناب سپیکر! میں نے ابھی اسی کا جواب دیا ہے۔ میں نے بتایا ہے کہ ہم نے اس سلسلے میں ایک high level کمیٹی تشکیل دی ہے۔ جس نے ایک ماہ کے اندر اندر پورا سروے کر کے فیصلہ کرنا ہے۔ ہم انشاء اللہ تعالیٰ اس میں فاضل رکن کو بھی طلب کریں گے اور اگر ان کے پاس بھی کوئی اچھے مشورے ہوئے تو ان کو سامنے رکھا جائے گا۔

سید احسان اللہ وقاص، جناب سپیکر! پچھلے سال اخبارات نے اس وقت کے وزراء اور حکومت کی طرف سے یہ بیان دیا تھا کہ پنجاب نے اپنے حصے کے پانی سے کم پانی لیا ہے اور سندھ کو ہم نے ایک برادرانہ جذبے کے تحت زیادہ پانی دیا ہے۔ جب کہ وزیر موصوف یہ فرما رہے ہیں کہ جو ہمارا کوٹہ بنتا تھا اتنا ہی لیا ہے۔ میں کم از کم آئندہ کے لیے یہ یقین دہانی چاہتا ہوں کہ جو بھی کوٹہ ہو' ظاہر ہے کہ جو کچھ پورے ملک کے بھائیوں کو مل رہا ہے اسے آپس میں برابر کا تقسیم کر کے استعمال کرنا چاہئے۔ ہر ایک کو برابر کا حصہ ملنا چاہئے۔براہ مہربانی آئندہ کے لیے مجھے وزیر موصوف یقین دہانی کروائیں کہ یہ اس چیز کا اہتمام کریں گے کہ محکمہ آب پاشی کے سیکرٹری ارسا میں ہماری نمائندگی کرتے ہوئے یا جو بھی پنجاب کے ارسا کے اندر ہمارے ممبر ہیں وہ پنجاب کے کوٹے کا پورا تحفظ کریں گے۔

وزیر آبپاشی و قوت برقی، جیسا کہ میں نے پہلے ہی بتایا ہے کہ جتنی بھی کمی ہوتی ہے وہ شیئر کے حساب سے اس کو بانٹا جاتا ہے۔ دوسرے صوبوں پر بھی اتنی ہی کمی کا شیئر ڈالا جاتا ہے۔ اس کا فیصلہ ارسا کرتا ہے اور وہاں پر سیکرٹری آب پاشی اور ایک مستقل ممبر پنجاب کا ہر صوبے کے ممبران کی طرح موجود ہوتے ہیں۔ جب بھی اس کا سیزن شروع ہوتا ہے اس سے پہلے اس کی ایک ٹیکنیکل کمیٹی میٹنگ کرتی

ہے اور ٹیکنیکل وجوہات پر روشنی ڈالی جاتی ہے اور اس کے بعد پانی کی تقسیم کے لیے ربیع اور خریف کے سیزن شروع ہونے سے پہلے سیکرٹری آب پاشی پنجاب وہاں جاتے ہیں اور اپنے پنجاب کے مکمل حق کے لیے بات کرتے ہیں۔ میں انشاء اللہ تعالیٰ یہ یقین دلاتا ہوں کہ ہم آئندہ بھی اپنے موقف پر قائم رہیں گے۔

جناب سپیکر، شکریہ۔ چودھری اصغر علی گجر!

چودھری اصغر علی گجر، جناب سپیکر! میرا سوال بڑا اہم ہے۔ ہم یہ جانتے ہیں کہ ایوان کے اندر سب سے زیادہ نمائندگان زمینداروں کے ہوتے ہیں اور زمینداروں ہی کی بات نہیں ہوتی بلکہ زمینداروں کا گلا کاٹا جاتا ہے۔ میں نے جو سوال کیا تھا اس کا بڑا واضح جواب آنا چاہیے کہ 3.18 کیوسک پانی جب صوبہ پنجاب کو ملتا تھا تو اس وقت نہریں باقاعدگی سے چلتی تھیں۔ اب نہروں میں وارہ بندی ہو گئی ہے اور آبیانہ جس شرح سے لگایا گیا تھا وہ 3.18 کیوسک کے حساب سے فی ایکڑ لگایا گیا تھا۔ ڈیزل کی قیمتیں آسمانوں سے باتیں کر رہی ہیں۔ آخر زمینداروں کو ہم نے ریلیف دینا ہے۔ ان کو ہم نے فائدہ دینا ہے۔ ان پر ڈکیتی نہیں کرنی۔ اب محکمہ آبپاشی حکومت پنجاب یہ بتائے کہ جو پانی ہم نے ان کا کاٹ لیا ہے۔ آبیانہ تو اسی کا لینا ہے تو اسی حساب سے آبیانے کی بھی کٹوتی کریں کہ زمینداروں سے اسی حساب سے آبیانہ کم لیں۔ اس کا کوئی یقینی جواب ایوان کے اندر آنا چاہیے۔

جناب سپیکر، چودھری صاحب! وزیر صاحب نے ابھی فرمایا ہے کہ اس پر انہوں نے ایک کمیٹی تشکیل دی ہے اور وہ سوچ بچار کر رہے ہیں بلکہ وزیر موصوف نے تو یہاں تک کہہ دیا ہے کہ آپ کو بھی اس سلسلے میں consult کیا جائے گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس سے زیادہ یقین دہانی اور کیا ہو سکتی ہے؟

چودھری اصغر علی گجر، یہ بات نہیں کہی۔ جن علاقوں کو پانی نہیں ملا ان کے متعلق

کمیٹی میں سوچا جا رہا ہے۔ جب یہ میری بات کا جواب دیں گے تو اس کے لیے انھیں بہت سوچ بچار سے کام لینا پڑے گا۔ جب یہ میری بات کا جواب دیں گے تو انقلاب آئے گا۔

جناب سپیکر: اس سلسلہ میں آپ سے بھی consult کیا جائے گا۔ یہ بات انھوں نے کہی ہے۔ آپ کے معاملے کے بارے میں انھوں نے consult کرنا ہے۔

چودھری اصغر علی گجر: میرے بھائی نے سوال کیا تھا۔انھوں نے کہا ہے کہ جن علاقوں کو پانی نہیں ملا۔ اگر میرے سوال کے جواب میں کہنا چاہتے ہیں تو ابھی کہہ دیں کہ 3.18 کیوسک سے کم پانی پر آبیانہ 3.18 کیوسک فی ایکڑ ہزاروں ایکڑ کو لگا ہوا ہے۔ اب وہ بتائیں کہ ہمیں جو پانی کم دیا جا رہا ہے اس ratio سے یہ آبیانہ کم کرنا چاہتے ہیں؟ اس کے لئے کمیٹی بنانا چاہتے ہیں یا اس کے لئے کوئی کام کرنا چاہتے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر اریگیشن!

وزیر آبپاشی و قوت برقی: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں نے پہلے بھی کہا ہے لیکن میں ان کی تجویز کے لئے فاضل رکن سے گزارش کروں گا کہ جب سیشن ختم ہوتا ہے تو اس کی میٹنگ کرنی ہوتی ہے۔ میں نے حال ہی میں ایک کمیٹی بنائی ہے۔ ایک ماہ بعد اس کی رپورٹ آنی ہے لیکن ان کی خواہش کے مطابق پہلے ان کو بلا لیتے ہیں اور اس معاملے کو انشاء اللہ حل کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: ان سے مشورہ کر لیں۔ شکریہ۔ جی، رانا صاحب!

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! چودھری اصغر صاحب کا بڑا سادہ سوال تھا کہ اگر آپ کوئی چیز ایک کلو گرام purchase کرتے ہیں اور اس کے بدلے آدھا کلو گرام دی جاتی ہے تو پھر پوری چیز کے پیسے کیسے لے لیں گے؟ یہ تو اسی طرح ہے کہ جس طرح امریکہ نے آپ سے F 16 کے پیسے لے لئے ہیں اور اب جہاز بھی نہیں دے رہے اور پیسے بھی

واپس نہیں کر رہے ہیں۔ جناب والا! جتنا پانی آپ کو دیا جاتا ہے، کیا یہ اس شرح سے آبیانہ کم کریں گے؟ جتنا پانی یہ دے رہے ہیں کیا اسی کے ہی پیسے لیں گے؟

جناب سپیکر: وہ فرما رہے ہیں کہ اس پر سوچ بچار کریں گے اور آپ سے بھی مشورہ کریں گے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب والا! یہ سوال بڑا اہم ہے۔ یہ زمینداروں کے بیٹے ہیں اور ان کو زمینداروں والی بات کرنی چاہئے۔ ایک چیز آپ provide ہی نہیں کر رہے اور الٹا اس کے پیسے لے رہے ہیں۔

جناب سپیکر: انہوں نے کہہ دیا ہے کہ اس پر وہ سوچ بچار کریں گے۔ اگلا سوال سید احسان اللہ وقاص صاحب کا ہے۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! سوال نمبر 37۔ اسے پڑھا ہوا تصور کر لیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، اسے پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

حافظ آباد قلعہ دیدار سنگھ روڈ کی مرمت

*37۔ سید احسان اللہ وقاص: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) حافظ آباد، قلعہ دیدار سنگھ، گوجرانوالہ روڈ آخری مرتبہ کب بنائی گئی اور اس پر کتنا خرچ آیا؛

(ب) کیا یہ درست ہے کہ اس اہم سڑک کا بیشتر حصہ بری طرح ٹوٹ پھوٹ چکا ہے۔ اس کی کب مرمت ہو گی اور اسکی مرمت پر کتنے خرچے کا اندازہ ہے؟

(ج) کیا مستقبل میں اس بات کا امکان ہے کہ اس سڑک کو مناسب معیار کی کارپٹ روڈ کے طور پر ترقی دی جائے گی؟

وزیر مواصلات و تعمیرات:

(الف) 1978 میں اس سڑک کی اصلاح و کشادگی کی گئی تھی۔ جس پر 8.805 ملین روپے لاگت آئی تھی۔

(ب) یہ درست ہے کہ یہ سڑک بڑی اچھی حالت میں نہیں ہے جس کے لئے محکمہ بروقت کوشاں ہے اسی وجہ سے یہ سڑک اس قابل ہے کہ اس پر روزانہ تقریباً 5800 گاڑیاں گزرسکیں۔ بہرحال اس سڑک کی اصلاح و کشادگی کی ضرورت ہے۔ اس سڑک کی اصلاح کے لئے کلومیٹر 4 سے کلومیٹر 18 تک 57.511 ملین روپے کی لاگت سے ایک منصوبہ بنایا گیا ہے جس کے تحت گوجرانوالہ بائی پاس کے نزدیک 4 کلومیٹر اور قلعہ دیدار سنگھ کے پاس 3.20 کلومیٹر سڑک پہلے ہی مکمل کی جا چکی ہے۔ بقیہ 6.55 کلومیٹر سڑک پر کام جلد ہی شروع کر دیا جائے گا۔ یہ سال رواں کی جاری سکیم ہے جس کے لئے حکومت نے 7 ملین روپے مختص کئے ہیں۔ اسی طرح قلعہ دیدار سنگھ، حافظ آباد تا موٹروے سڑک کے مختلف حصوں کی بحالی کے لئے (27 کلومیٹر) 19.30 ملین روپے کی لاگت سے ایک سکیم پر کام ہو رہا ہے۔ جس کے تحت 4.80 ملین روپے خرچ کر کے 12 کلومیٹر سڑک (مختلف حصوں) میں پہلے ہی تعمیر کی جا چکی ہے۔ اس سال اس سکیم کے تحت 2.50 ملین روپے موصول ہونے تھے جس میں سے 1.30 ملین روپے خرچ ہو چکے ہیں اور مختلف حصوں میں کام جاری ہے۔ مزید وسائل کی دستیابی پر یہ کام مکمل کر لیا جائے گا۔

(ج) فی الحال اس سڑک کی carpeting کا کوئی منصوبہ زیر غور نہ ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میرا پہلا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ سڑک بڑی اہم ہے جو گوجرانوالہ کو سرگودھا تک ملانے کے لئے پنڈی بھٹیاں تک جاتی ہے جو کہ ہمارا ایک اہم قصبہ ہے اور حافظ آباد جو چاول کی فراہمی کے لحاظ سے ایشیاء کی بہت بڑی مارکیٹ شمار ہوتی ہے۔ مجھے وہاں سے گزرنے کا اتفاق ہوا تو سڑک اتنی خراب ہے کہ بندہ آدھے گھنٹے کا سفر دو گھنٹے میں طے کرتا ہے۔ جواب میں یہ لکھا ہے کہ یہ درست ہے کہ یہ سڑک بڑی اچھی حالت میں نہیں ہے جس کے لئے محکمہ بروقت کوشاں ہے۔ اسی وجہ سے یہ سڑک اس قابل ہے کہ اس پر روزانہ تقریباً 5800 گاڑیاں گزرسکیں۔ ایک طرف admit کیا جا رہا ہے کہ یہ سڑک اچھی حالت میں نہیں ہے اور دوسری طرف کہا جا رہا ہے کہ یہ سڑک اس

قابل ہے کہ اس پر روزانہ 5800 گاڑیاں گزر سکیں۔ ان کا اس جواب سے کیا مراد ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر مواصلات و تعمیرات!

وزیر مواصلات و تعمیرات: شکریہ۔ جناب سپیکر! ان کا جز (ب) کے بارے میں ضمنی سوال ہے۔ سوال یہ ہے کہ کیا یہ درست ہے کہ اس سڑک کا بیشتر حصہ بری طرح ٹوٹ پھوٹ چکا ہے۔ اس کی کب مرمت ہو گی اور اس کی مرمت پر کتنے خرچے کا اندازہ ہے؟ انہوں نے اپنے سوال میں جو چیز نہیں بھی پوچھی تھی ہم نے ان کے حضور additionally گزارش بھی کر دی ہے۔ ان کی بات بجا ہے۔ کوئی چیز چھپائی نہیں گئی ہے۔ یہ سڑک 1978 میں بنی تھی اور اس وقت سے لے کر اب تک اس پر maintenance and repair کا کوئی کام نہیں ہوا تھا۔ اب اس پر maintenance and repair بھی ہو رہی ہے۔ بجائے اس کے کہ یہ اپنے اس ضمنی سوال کے بعد پوچھتے، ہم نے اس کی تفصیل پہلے ہی دے دی ہے۔ جو گاڑیاں وہاں سے گزرتی ہیں سڑک کی حالت درست نہ ہونے کی وجہ سے اس کو admit کیا ہے۔ ان کی بڑی نوازش ہے کہ انہوں نے اس سڑک کی نشاندہی فرمائی ہے جو کہ بہت بُری حالت میں تھی۔ لیکن اس حکومت کے معرض وجود میں آتے ہی ہم اس پر خصوصی توجہ دے رہے ہیں۔ انشاء اللہ اس پر کام شروع ہو چکا ہے۔ جن کلومیٹر کے حصہ جات میں کام ہو رہا ہے اس کی تفصیل بھی میں نے لکھ کر دے دی ہے۔ اگر جناب اجازت دیں تو میں پڑھ دیتا ہوں۔ ہم انشاء اللہ تعالیٰ آپ کی تجاویز کے مطابق expedite بھی کروائیں گے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: جی، احسان اللہ وقاص صاحب!

سید احسان اللہ وقاص: جناب والا! لاہور میں ایل ڈی اے نے یہ طے کیا ہے کہ آئندہ جتنی بھی سڑکیں بنیں گی وہ ساری کی ساری کارپٹ ہی بنیں گی۔ کیونکہ دوسری سڑکوں کی عمر بہت کم ہوتی ہے اور proper کارپٹ سڑکوں کی عمر تقریباً 15 سال تک شمار کی جاتی

ہے۔ کیا اس طرح کا کوئی فیصلہ محکمہ مواصلات و تعمیرات نے بھی طے کیا ہے کہ آئندہ جو بھی نئی سڑکیں بنائیں وہ proper کارپٹ سڑکیں ہی بنائی جائیں۔

جناب سپیکر: جی' شکریہ۔ منسٹر مواصلات و تعمیرات!

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! ایل ڈی اے نے اپنے بجٹ کے مطابق فیصلہ کیا ہے۔ ہمارے پاس اتنے وسائل نہیں ہیں کہ ہم کارپٹ سڑک بنائیں' ہمارے پاس ایسے بجٹ نہیں ہیں۔ البتہ اپنے صوبے میں کچھ سڑکیں ایسی ہیں جن کو ہم carpet کر رہے ہیں لیکن وہ foreign financed, Asian Development Bank کی طرف سے ہیں۔ finances کے حساب سے ہم خرچ کرتے ہیں۔ گو یہ سڑک اس چیز کی متقاضی ہے کہ اس کو بھی carpet level پر لایا جائے۔ میں اپنے معزز ممبر جناب احسان اللہ وقاص صاحب کا بڑا ممنون ہوں کہ انھوں نے اس علاقے کے لوگوں کے مسائل کی نمائندگی کرتے ہوئے اس کی نشاندہی کی ہے۔ فی الحال اس کو carpet کرنے کا کوئی پروگرام نہیں ہے۔ اس وقت اس سڑک کی repair سے لے کر completion تک کا اندازاً خرچ تقریباً 35 ملین روپے کا ہے۔ اس میں سے ہمیں اب تک 9.5 ملین روپے وصول ہو چکے ہیں اور اس پر کام ہو رہا ہے۔ چونکہ اب اسے ڈی پی present ہو چکا ہے۔ میں ان کی تجویز کو آگے بڑھاتے ہوئے مناسب سمجھتا ہوں کہ واقعی اس سڑک کو کارپٹ ہونا چاہئے اور انشاء اللہ تعالیٰ اس پہلی maintenance and repair کی completion کے بعد اس کو کارپٹ کرنے کی ضرور کوشش کی جائے گی۔

چودھری اصغر علی گجر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی' اصغر علی گجر صاحب!

چودھری اصغر علی گجر: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ پنجاب کے اندر سڑکوں کی تعمیر کا معیار انتہائی ناقص ہے۔ سڑکیں ایک طرف بنتی جاتی ہیں اور دوسری طرف

سے اکھڑنا شروع ہو جاتی ہیں۔ اس کے معیار کو چیک کرنے کے لئے محکمہ کے پاس کیا طریقہ احتساب ہے؟ گر ہے تو آج تک کسی انجینئر یا ایکسئین جو سڑکیں بناتے ہیں اور اس کے ذمہ دار ہیں، کو اس احتساب کے ذریعے سے کوئی سزا ملی ہے؟ اگلے دن میں نے اخبار میں پڑھا تھا کہ چائنا میں جب ایک سڑک کا معیار غلط نکلا تو انہوں نے اس کے انجینئر اور ٹھیکیدار کو اسی سڑک پر لٹا کر ان کے اوپر بلڈوزر چلا دیا۔ میں یہ پوچھتا ہوں کہ آپ کا کیا طریقہ احتساب ہے؟

جناب سپیکر: شکریہ۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! میرے محترم بھائی چودھری اصغر صاحب نے جو سوال ارشاد فرمایا ہے اس کے جواب میں گزارش کروں گا کہ ان کے معیار کو چیک کرنے کے لئے ہمارا ایک طریقہ کار ہے لیکن اب تک اس پر خاطرخواہ عمل نہیں ہو رہا، یہ میں admit کرتا ہوں۔ اب میں نے یہاں پر آرڈرز پاس کئے ہیں اور اپنے طور پر committees بھی بنائی ہیں اور محکمے کے جو اہل آفیسرز ہیں ان میں ایکسئین اور ایک ایس ای بھی شامل ہے۔ ایس ای کو اس لئے شامل کیا ہے کہ ایس ای کی approve کی ہوئی disbursement of account کو ایکسئین چیک نہیں کر سکتا۔ جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے گزارش کروں گا کہ جتنی سڑکیں پہلے بھی بن چکی ہیں، اب میں ان کی چیکنگ کر رہا ہوں اور جیسے ہی اس کی رپورٹس سامنے آئیں گی، جن کو سزائیں دی جائیں گی ان کے نام لسٹ میں شامل کر کے چودھری اصغر صاحب کی خدمت میں پیش کر دوں گا۔ میں جناب کی وساطت سے یہ عرض کروں گا کہ یہ سوال علیحدہ بنتا ہے، لیکن چونکہ میرے محکمے سے متعلق ہے اور میں جواب دینے کی پوزیشن میں ہوں اس لئے اس کا جواب دے رہا ہوں۔ چائنا میں بہت اچھے کام بھی ہو رہے ہیں لیکن سزائیں صرف قانون کے مطابق دی جاتی ہیں۔ ہمارے ہاں ابھی تک کسی جاندار کو بلڈوزر کے نیچے لانے کا قانون

موجود نہیں ہے اس لئے ہم ایسا نہیں کر سکے اور آئندہ بھی نہیں کر پائیں گے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، شیخ صاحب!

شیخ اعجاز احمد: جناب والا! چونکہ محکمہ مواصلات کے سلسلے میں وقفہ سوالات چل رہا ہے تو آپ کے توسط سے میرے بھائی وزیر صاحب سے گزارش یہ ہے کہ پاکستان کی 52 سالہ history میں میاں شہباز شریف صاحب کا دور تعمیرات کے سلسلے میں، میں سمجھتا ہوں کہ سنہری حروف میں لکھے جانے کے قابل ہے۔ کیونکہ NLC کے حوالے سے سڑکوں پر کام ہوا ہے ۔ ماضی میں ہمیشہ یہ ہوتا رہا ہے کہ سڑکیں متعلقہ ادارے develop کرتے رہے ہیں اور پورا سو فیصد بجٹ ضلع کونسل ، کارپوریشن یا ماڈل کمیٹیوں یا ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے پاس ہوا کرتا تھا۔ میاں شہباز شریف نے تاریخ میں 60 فیصد بجٹ NLC کو دے دیا اور باقی 40 فیصد بجٹ کو یہ سارے لوگ بھی مل کر کھانے کی کوشش کریں تو اس میں سے وہ زیادہ سے زیادہ بیس فیصد کھا سکیں گے۔ ساٹھ فیصد تو پہلے ہی محفوظ ہاتھوں میں جا چکا تھا۔ اس طرح یہ بات ریکارڈ میں ہے اور میں facts and figures کے ساتھ بات کر رہا ہوں کہ سابقہ دور حکومت میں پہلی مرتبہ 80 فیصد بجٹ سڑکوں پر لگا اور وہ نظر بھی آ رہا ہے جس پر NLC نے باقاعدہ حکومت وقت کو اس بات کی یقین دہانی کرائی کہ جناب یہ روڈ دس سال کے لئے اور یہ پانچ سال کے لئے ہے اور ان سڑکوں کے جو کنارے تھے ان میں سیوریج سسٹم کا نظام وضع کیا گیا۔ میری گزارش یہ ہے کہ اگر سابقہ دور حکومت میں بہترین سڑکیں بن سکتی تھیں اور history کو break کیا جا سکتا تھا تو وزیر موصوف بھی جواب دے سکیں گے کہ کیا ان کے پیش نظر بھی کوئی ایسا منصوبہ ہے جس میں NLC کے ذریعے معیاری کام کرانے کی کوشش کی جا رہی ہو؟

جناب سپیکر: جی، وزیر مواصلات و تعمیرات!

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! میرے فاضل دوست کی اس تقریر میں بہت

سے ضمنی سوالات ہیں۔ کیا یہ ارشاد فرما دیں گے کہ میاں شہباز شریف کے اقدامات سے لے کر اب تک پانچ چھ سوال بنتے ہیں ان میں سے میں ان کے کون سے سوال کا جواب پہلے دوں؟ میرا مقصد آپ کو ناراض کرنا نہیں ہے۔ لیکن میں اپنی سہولت کے لئے یہ کہہ رہا ہوں تاکہ مجھے جواب دینا آسان ہو۔ ان کی مدح سرائی کے ساتھ ---

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر!---

جناب سپیکر: شیخ صاحب پلیز! آپ بیٹھیں۔ میں آپ کو موقع دوں گا۔ ایک تو ان کا سوال جو میں سمجھ سکا ہوں وہ یہ ہے کہ میاں شہباز شریف کے دور حکومت سے پہلے جتنی بھی حکومتیں اس صوبے میں آئیں میاں شہباز شریف کی کارکردگی ان سے بہتر تھی۔ میرے خیال میں اس سے تو کسی کو اختلاف نہیں ہونا چاہئے کہ ان سے پہلے جو حکومتیں آئیں ان سے ان کی کارکردگی بہتر تھی۔ میرا خیال ہے کہ منسٹر صاحب بھی اس سے اتفاق کریں گے۔ شیخ صاحب! آپ کا سوال یہی ہے ناں ---

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! اگر آپ اجازت دیں تو میں کچھ عرض کروں۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

شیخ اعجاز احمد: جناب والا! میں نے یہ کہا تھا کہ پاکستان کی تاریخ پر اگر آپ نظر ڈالیں تو تعمیرات کے سلسلے میں ، constructive steps کے سلسلے میں ، bold steps کے سلسلے میں اور عوام کے بہترین مفاد کے سلسلے میں جتنا کام میاں نواز شریف کے وزارت اعلیٰ کے دور میں اور اس کے بعد میاں شہباز شریف کے دور حکومت میں ہوا ہے وہ remarkable ہے۔ آپ یقین کریں کہ اداروں میں جو اصلاحات ہوئیں ان میں یہ ایک بہترین پہلو تھا کہ اس دور حکومت میں بہترین سڑکیں بنائی گئیں اور لاہور کو آپ دیکھ لیں جو کہ صوبائی دارالحکومت ہے ، جیل روڈ کو دیکھ لیں، فیصل آباد کو دیکھ لیں ، جہاں پر وزیر مواصلات رہتے ہیں۔

جناب سپیکر: میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کیونکہ اس وقت میں وزیر مواصلات و تعمیرات تھا۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! آپ تشریف رکھیں ۔ آپ کو بھی موقع دوں گا پہلے وزیر صاحب کو جواب دینے دیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! میرے فاضل دوست ، میرے محترم بھائی شیخ صاحب کے سڑکوں کے حوالے سے سوال کے متعلق میں یہ کہنا چاہوں گا کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ لاہور کے اندر کام ہوا اور لاہور کے اندر ہی کام ہوا ہے۔ فیصل آباد میں بھی چند سڑکیں بنی ہیں۔ ہم نے سڑکوں کا معیار ، ان کی investment اور disbursement account اور جو ریٹ دیئے جاتے ہیں ان سے بھی اندازہ لگانا ہوتا ہے۔ پچھلی حکومتوں کی جن سڑکوں سے تقابل کیا جا رہا ہے آپ ان کے rates لے لیں اور میاں شہباز شریف صاحب کے وقت میں جو سڑکیں بنیں ان کے rates لے لیں۔ اگر ان کے rates ایک جیسے ہیں اور وہ اس معیار کی سڑکیں بنی ہیں تو یقیناً پہلی حکومتوں سے زیادہ اچھا کام ہوا ہے لیکن اگر ان کے rates سے کم از کم چار گنا زیادہ rates ہوئے ہیں جس سے ایک سڑک کی چار سڑکیں بن سکتی تھیں تو پھر میں آپ کی صوابدید اور ایوان کی صوابدید پہ چھوڑتا ہوں۔ تو پھر وہ کیا development تھی جبکہ اتنے اتنے rates پہ چار چار سڑکیں بن سکتی تھیں؟

رانا آفتاب احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

رانا آفتاب احمد خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! میرے بھائی چودھری ظہیرالدین صاحب نے

فرمایا ہے کہ انہوں نے فیصلہ کیا ہے کہ جتنی بھی سڑکیں بنی ہیں پہلے یا بعد میں ان کی یہ چیکنگ کریں گے اور اس پر سزا بھی دیں گے۔میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ بیشتر سڑکیں جو فوج نے بنائی ہیں یعنی NLC یا FWO نے بنائی ہیں؛ کیا یہ فوج کی بنائی ہوئی سڑکیں سویلین چیک کر سکتے ہیں؛ کیا جنہوں نے ان کو یہاں پر پہنچایا ہے یہ ان کا احتساب کر سکتے ہیں؟

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی' وزیر صاحب!

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! اگر میرے پہلے ضمنی سوال کا جواب مکمل سمجھا جائے تو میں دوسرے سوال کا جواب دوں۔

جناب سپیکر: جی' مکمل ہے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! راؤ آفتاب احمد خان صاحب نے ایک بڑے valid پوائنٹ کی طرف اشارہ فرمایا ہے لیکن میں ان کی خدمت میں گزارش کرتا چلوں کہ یہ پنجاب کی سڑکیں ہیں۔ ان کی executing agency NLC ہے' یہ آرمی کی نہیں ہے' یہ Semi Army ہے۔ اس کی تمام تعمیرات کو چیک کرنے کا ہم اختیار رکھتے ہیں۔ ان کو چیک کریں گے اگر اس میں کوئی سقم نظر آیا تو اس کے ذمہ دار لوگوں کو سزا بھی دی جائے گی۔

چودھری اعجاز احمد سماں: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی' فرمائیں!

چودھری اعجاز احمد سماں: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے وزیر مواصلات سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ جہاں سے آبادی شروع ہوتی ہے وہیں سے سڑک ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے۔ جیسا کہ اگر آپ گوجرانوالہ سے حافظ آباد جائیں تو راستہ میں جتنے بھی دیہات یا قصبات

آتے ہیں وہاں سے جو سڑکیں ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہیں اس کے سدباب اور اس کے بچاؤ کا کوئی طریقہ یہ اپنے ذہن میں رکھتے ہیں؟ یا ان کا کوئی پروگرام ہے کہ ان کے جو ماتحت ہیں یہ ان سے پوچھیں تاکہ آئندہ اس کا سدباب ہوسکے۔ میں نے وزیر آباد پل پلکھو جی ٹی روڈ پر جو بند ہے اس کے متعلق سوال کیا تھا جس کا ابھی تک جواب نہیں آیا۔ میں نے تحریک التواء بھی دی تھی کہ پانچ سو سال میں پہلی دفعہ جی ٹی روڈ بند ہے اور پندرہ مہینے سے بند ہے جس کا کوئی سدباب نہیں کیا گیا۔

جناب سپیکر: آپ کون سے پوائنٹ کی نشاندہی کر رہے ہیں؟ کس جگہ جی ٹی روڈ بند ہے؟

چودھری اعجاز احمد سماں: جناب سپیکر! میں جی ٹی روڈ پر پل پلکھو کی بات کر رہا ہوں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! میرے فاضل دوست میری سہولت کے لئے اپنے سوال کو دہرا دیں۔

جناب سپیکر: معزز رکن یہ فرما رہے ہیں کہ جی ٹی روڈ پل پلکھو پر کافی دیر سے سڑک بند ہے اور ابھی تک بند ہے۔ اس کے بارے میں محکمہ نے کیا سدباب کیا ہے؟ دوسرا ان کا ضمنی سوال یہ ہے کہ جس آبادی سے، ٹاؤن سے، گاؤں سے سڑک گزرتی ہے وہ ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو جاتی ہے کیا محکمہ اس کے بارے میں کوئی سوچ بچار کر رہا ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب والا! یہ ایک تو fresh question ہے۔ جی ٹی روڈ کے بارے میں ان کا سوال غیر متعلقہ ہے لیکن اس کے باوجود میں گزارش کرتا ہوں۔ انہوں نے تین چیزیں فرمائی ہیں۔ ایک تو انہوں نے کہا ہے کہ میرے سوال کا ابھی تک جواب نہیں آیا اور دوسری بات جو آپ نے ارشاد فرمائی ہے کہ وہاں پر سڑک ٹوٹی ہوئی ہے۔ میں آج ہی اپنے محکمہ کے لوگوں کو کہتا ہوں وہ میرے بھائی کی شکایت کو دور کرنے کے لیے وہاں پر جائیں گے بلکہ اگر آپ مناسب سمجھیں تو وہاں کا ایکسیئن آپ سے contact کرے گا۔ آپ کو ساتھ لے جا کر وہاں پر احکامات جاری کرے گا۔ میں ان کی

دوسری بات کا جواب دینا بھی مناسب سمجھتا ہوں۔ انہوں نے کہا ہے کہ میں نے سوال کیا ہے اور اس کا جواب ابھی تک نہیں آیا۔ ان کے سوالات دیر سے پہنچے ہیں اس لئے جواب نہیں دیا جا سکا اور پنجاب میں یہ ہے کہ "نہ راگ ای مکیا اے تے نہ ساز ای ٹٹیا اے" ابھی تو اسمبلی چلے گی۔ آپ کے سوالات کے جوابات آئیں گے اور آپ کو پورے جوابات دیئے جائیں گے۔

جناب ظہور احمد خان ڈاہا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب ظہور احمد خان ڈاہا: میں وزیر موصوف سے یہ درخواست کروں گا کہ ماضی میں میاں شہباز شریف نے جو بہادری کی مثالیں قائم کی ہیں، براہ مہربانی وہ یہ نہ دہرائیں کیونکہ انہوں نے سب سے بڑا کارنامہ جو کیا تھا وہ یہ تھا کہ سارے پنجاب کی میونسپل کمیٹیوں اور ضلع کونسلوں میں اس وقت جتنے فنڈز تھے وہ سارے فنڈز منگوا کر لاہور پر لگوا دیئے تھے اور شہر غریباں، جیسے خانیوال ہے وہ اپنے فنڈز کے مصرف سے محروم ہو گئے۔

جناب سپیکر: شکریہ، تشریف رکھیں۔ جی، رانا ثناء اللہ صاحب!

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میرے فاضل دوست نے ابھی یہاں پر بیان دیا ہے کہ میاں شہباز شریف صاحب نے پنجاب کی میونسپل کمیٹیوں اور ضلع کونسلوں سے سارے فنڈز منگوا کر لاہور میں لگا دیئے۔ میں ان کی اطلاع کے لئے عرض کروں گا کہ یہ بالکل غلط ہے۔ ان کو کسی نے غلط اطلاع دی ہے۔ لاہور اور فیصل آباد میں جتنے بھی فنڈز لگائے گئے وہ حکومت کی املاک کو باقاعدہ فروخت کر کے generate کئے گئے۔ کسی دوسرے ضلع سے فنڈز لا کر نہ تو لاہور میں لگے اور نہ ہی فیصل آباد میں لگائے گئے۔

میاں محمد اصغر: جناب سپیکر! یہاں پر لاہور کی چمکتی ہوئی سڑکوں کی مثالیں دی جا رہی ہیں اور فیصل آباد کی سڑکوں کا تذکرہ کیا جا رہا ہے۔ میں معزز ایوان سے یہ گزارش کرنا

چاہوں گا کہ میاں شہباز شریف صاحب کے وقت کھیت سے منڈی تک کتنی سڑکیں بنائی گئی ہیں؟ چونکہ یہاں پاکستان کی زیادہ آبادی دیہی علاقوں پر مشتمل ہے لہذا کھیت سے منڈی تک رسائی کے لئے سڑکیں بننا زیادہ ضروری تھیں یا کہ شہروں کی چمک دمک زیادہ بنانے کی ضرورت تھی؟ اس کا جواب دیا جائے۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! آپ نے یہ سوال وزیر مواصلات و تعمیرات سے کیا ہے یا کہ رانا صاحب سے کیا ہے؟

میاں محمد اصغر: جناب والا! میں نے وزیر مواصلات سے سوال کیا ہے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر مواصلات و تعمیرات!

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! میں اپنے فاضل دوست کے ضمنی سوال کے جواب میں یہ عرض کروں گا کہ چونکہ میرے بھائی کھیت سے منڈی تک سڑکوں کی تفصیل اور comparison چاہتے ہیں۔ لہذا اس کے لئے یہ نیا سوال دیں۔ میں انشاء اللہ تعالیٰ اس کا تفصیل سے جواب ان کی اور ایوان کی خدمت میں پیش کر دوں گا تاکہ تقابل ایوان کے سامنے آسکے کہ down trodden لوگوں کے لئے زیادہ کام کیا گیا یا پھر پہلے سے کھاتے پیتے لوگوں کے لئے زیادہ کام کیا گیا؟ براہ کرم آپ اس کے لئے نیا سوال کر دیجئے گا۔

چودھری جاوید احمد: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے وزیر مواصلات سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ سڑکوں کے حوالے سے لاہور اور فیصل آباد کا ذکر ہو رہا ہے۔ ان کے معیار کو جانچنے کے لئے اور جو سڑکیں آج کل ضلعی حکومتیں بنا رہی ہیں ان کے معیار کو جانچنے کے لئے کیا یہ اختیار رکھتے ہیں؟ کیا اس بارے میں وزیر صاحب کوئی کارروائی کر سکیں گے؟ دوسرا میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ ضلع پاکپتن میں پچھلے ڈیڑھ دو سال میں جو سڑکیں بنی ہیں وہ کن ترجیحات کی بنیاد پر بنائی گئی ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! میں پہلے بھی رانا آفتاب احمد صاحب کے ضمنی

سوال پر گزارش کر چکا ہوں کہ صوبے میں جتنی بھی سڑکیں بنی ہیں وہ ہمارے بجٹ سے بنی ہیں۔ اس کی executing agency خواہ کوئی بھی ہو ' انجینئرز چاہے کسی بھی محکمے سے ہوں' ہم ان کو چیک کرنے کا مکمل اختیار رکھتے ہیں۔ آپ نشان دہی فرمائیے' ہم انشاء اللہ ضرور چیک کریں گے۔ ہم ایک بین الاقوامی معیار کی لیبارٹری قائم کر رہے ہیں ' وہاں سے چیک کروائیں گے۔ اگر وہ اپنے معیار پر پوری نہ اتریں تو اس کے ذمہ دار لوگوں کو انشاء اللہ تعالیٰ سزائیں دی جائیں گی اور یہ سب کچھ اس ہاؤس کے بھی علم میں لایا جائے گا۔

رانا آفتاب احمد خان ، جناب سپیکر ! میرا ضمنی سوال ہے کہ کیا یہ supervisory body کو سزا دیں گے یا ٹھیکے داروں کو سزا دیں گے ؟

وزیر مواصلات و تعمیرات، جناب والا ' جو شخص اس غلط تعمیر کا ذمہ دار ہو گا' خواہ وہ کوئی بھی ہو ' کسی بھی عہدے سے تعلق رکھتا ہو' اسے سزا دی جائے گی اور اپنے محکمے کے قواعد کے مطابق سزا دی جائے گی۔

رانا آفتاب احمد خان ، جناب سپیکر ! supervisory body پاک فوج تھی اور executing agency ٹھیکے دار تھے۔ کیا یہ پاک فوج کو سزا دے سکیں گے؟

چودھری جاوید احمد ، جناب سپیکر ! میرے ضمنی سوال کا ابھی تک مکمل جواب نہیں آیا۔ وزیر صاحب جواب دے رہے تھے۔ میں نے یہ پوچھا تھا کہ ضلع پاکپتن کی سڑکیں کن ترجیحات کی بنیاد پر بنائی گئی ہیں ؟

وزیر مواصلات و تعمیرات، جناب سپیکر ! یہ سوال تو گوجرانوالہ اور حافظ آباد کی سڑک کے بارے میں ہے جبکہ اس پر میرے دوست دوسرے علاقوں کے بارے میں ضمنی سوال کر رہے ہیں۔ ترجیح ان کی ہوتی ہے جنھوں نے سوال کیا ہوتا ہے۔ انھوں نے تو اپنے تمام ضمنی سوالات پوچھ لئے ہیں ۔ اب یہ تمام کے تمام نئے سوالات بنتے ہیں۔ میں تو

ابھی روایت ڈالنے کے لئے جواب دے رہا ہوں۔ پاکپتن کی سڑکوں کے بارے میں معزز دوست نے ابھی پوچھا ہے تو ہمارے محکمہ مواصلات و تعمیرات کی اپنی specifications ہیں، بجٹ کے اندر رہتے ہوئے specifications کے مطابق ہم کام کر رہے ہیں۔ آپ نشان دہی فرمائیں۔ اگر اس میں کہیں پر malpractices involve ہوں گی تو اس پر ایکشن لیا جائے گا بلکہ آپ نشان دہی کریں میں آپ ہی کی سربراہی میں اس کی inspection کراؤں گا اور آپ کی تسلی کے مطابق سارا کام کیا جائے گا۔

چودھری جاوید احمد : جناب سپیکر! شاید وزیر صاحب میری بات کو سمجھ نہیں سکے۔ میں نے یہ پوچھا ہے کہ ان سڑکوں کو بنانے میں کون سی ترجیحات تھیں؟ پچھلے دو سال کے عرصے میں میرے حلقہ پی پی۔ 228 میں کتنی سڑکیں بنائی گئی ہیں؟

جناب سپیکر : چودھری جاوید صاحب ترجیحات کے بارے میں پوچھ رہے ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات جناب والا! ہمارے آنے سے پہلے تو لوکل گورنمنٹ کی ترجیحات تھیں۔ اب ہم ترجیحات مرتب کریں گے۔ جو سڑکیں اب شروع ہوں گی ان کی ترجیحات وہاں مقامی آبادی کے نمائندوں کے مشورے سے مقرر کی جائیں گی۔

جناب سپیکر : اس پر کافی ضمنی سوال ہو چکے ہیں۔ اگلا سوال شیخ امجد عزیز صاحب کا ہے۔

شیخ امجد عزیز : جناب سپیکر! سوال نمبر 62۔ اسے پڑھا ہوا تصور کر لیا جائے۔

جناب سپیکر : جی، اسے پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

بی۔ایس لنک کینال کی نئی آؤٹ فال کے متاثرین کو معاوضہ کی ادائیگی

*62۔شیخ امجد عزیز : کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ بی۔ایس لنک کینال اوکاڑہ کی نئی آؤٹ فال جس کی لمبائی 0.82 میل ہے تعمیر کی گئی ہے۔ جس کے لئے نجی مالکان سے زمین حاصل کی گئی ہے۔ جس کی قیمت کا تخمینہ تقریباً 35 لاکھ 26 ہزار روپے لگایا گیا تھا جس کا تقریباً نصف حصہ محکمہ مال کو فراہم کر دیا گیا تھا۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ تقریباً 5 سال سے زائد عرصہ پہلے مذکورہ آؤٹ فال کی تعمیر مکمل ہو چکی ہے۔ لیکن مالکان زمین ابھی تک اپنی زمین کے معاوضہ سے محروم ہیں؛ اگر جواب "ہاں" میں ہے تو اس کا ذمہ دار کون ہے اور اس کے خلاف کیا کارروائی عمل میں لائی گئی ہے؛ اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(ج) کیا مذکورہ منصوبے کے لئے فنڈز مختص کرتے وقت زمین کی مالیت، منصوبے میں شامل تھی اگر جواب "ہاں" میں ہے تو اس مقصد کے لئے کتنے فنڈز کن کن سالوں میں حاصل کئے گئے اور ڈپٹی کمشنر اوکاڑہ نے بقیہ رقم کے حصول کے لئے محکمہ انہار سے رجوع کیا تھا؛ اگر جواب "ہاں" میں ہے تو کتنی مرتبہ اور اس کی تفصیل کیا ہے؛ نیز اتنی یاددہانیوں کے باوجود فنڈز محکمہ مال کو مہیا نہ کرنے کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی :

(الف) درست ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ بی ایس لنک آؤٹ فال کی تعمیر تقریباً پانچ سال پہلے مکمل ہو چکی ہے۔ 17 لاکھ روپے ادائیگی کی جا چکی ہے۔ بقایا 18 لاکھ 26 ہزار بھی اب EDO(R) اوکاڑہ کو بغرض ادائیگی معاوضہ مالکان اراضی ادا کر دیئے گئے ہیں۔

(ج) منصوبہ کی کل مالیت میں 35 لاکھ روپے کی رقم بطور قیمت زمین شامل تھی اس مقصد کے لئے 98-1997ء میں 17 لاکھ روپے ڈپٹی کمشنر اوکاڑہ کو بذریعہ چیک ادائیگی کی گئی۔ بقایا 18 لاکھ 26 ہزار بھی اب EDO(R) اوکاڑہ کو بغرض ادائیگی معاوضہ مالکان اراضی ادا کر دیئے گئے ہیں۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

شیخ امجد عزیز: جناب سپیکر! یہاں پھر وہی معاملہ ہے کہ میں نے جواب "A" کے بارے

میں پوچھا ہے اور محکمے نے جواب "Z" کے بارے میں دیا ہے۔

جناب سپیکر : ابھی تک تو آپ نے کوئی ضمنی سوال کیا ہی نہیں ، آپ ضمنی سوال کریں۔

شیخ امجد عزیز : جناب سپیکر ! جواب کے جز (ب) میں کہا گیا ہے کہ "بی ایس لنک آؤٹ فال اوکاڑہ تقریباً پانچ سال پہلے مکمل ہو چکی ہے۔ 17 لاکھ روپے کی ادائیگی کی جا چکی ہے۔ بقایا 18 لاکھ 26 ہزار اب EDO(R) اوکاڑہ کو بغرض ادائیگی معاوضہ مالکان اراضی ادا کر دیئے گئے ہیں "۔ میرے پاس 27 لوگوں کی فہرست ہے جو انھوں نے اگلے سوال کے جواب میں فراہم کی ہے۔ میرے پاس اس وقت 15 لوگوں کے حلف نامے اسٹامپ پیپرز پر بھی موجود ہیں۔ ان 27 لوگوں میں سے کسی ایک شخص کو بھی ایک روپے کی ادائیگی نہیں کی گئی۔ جناب سپیکر ! میں یہ اسٹامپ پیپرز آپ کے حوالے کرتا ہوں۔

(اس مرحلے پر معزز ممبر نے کاغذات جناب سپیکر اور
وزیر آبپاشی و قوت برقی کے حوالے کئے)

جناب سپیکر میں نے 15 لوگوں کے حلف نامے چیئر کے حوالے کر دیئے ہیں۔ ان میں سے کسی شخص کو ایک روپے کی ادائیگی نہیں کی گئی۔ اسی طرح جواب کے جز (ج) میں لکھتے ہیں کہ "منصوبہ کی کل مالیت میں 35 لاکھ روپے کی رقم بطور قیمت زمین شامل تھی۔ اس مقصد کے لئے 98-1997ء میں 17 لاکھ روپے ڈپٹی کمشنر اوکاڑہ کو بذریعہ چیک ادائیگی کی گئی۔ بقایا 18 لاکھ 26 ہزار بھی اب EDO(R) اوکاڑہ کو بغرض ادائیگی معاوضہ مالکان اراضی ادا کر دیئے گئے ہیں " یہ پھر وہی پہلے والا گول مول جواب ہے۔

جناب سپیکر ! وہاں پر اصل معاملہ یہ ہے کہ دو نہریں ایک ساتھ بہہ رہی ہیں۔ ایک پکی اور ایک کچی نہر ہے۔ جہاں پر آؤٹ فال بنتا تھا وہ جگہ گر گئی ہے۔ اس سے اگلے سوال کے جواب میں بتایا گیا ہے کہ اس منصوبے کو 13 کروڑ روپے کی لاگت سے مکمل کیا گیا۔ یہ کل فاصلہ 11.80 کلومیٹر بنتا ہے۔ اس میں 35 لاکھ روپیہ صرف ان کاشتکاروں کا تھا جن

کی زمین لے کر ایک نئی نہر بنائی گئی۔ یہ عجیب مذاق ہے کہ جو پکی نہر آ رہی ہے وہ اسی طرح ہے جو درمیان میں ٹوٹی تھی اگر ہم اس کو وہیں پر تعمیر کر دیتے تو بہت کم پیسے لگتے لیکن اس کو اس طرح نہیں کیا گیا بلکہ اسے 0.82 کلو میٹر دور سے لا کر ایک نئی نہر بنائی گئی۔ اب درمیان والی پکی نہر خشک ہے لیکن ادھر والی نہر بہہ رہی ہے۔ بہر حال اس سے ہٹ کر میری یہ گزارش ہے کہ 13 کروڑ روپے کے منصوبے میں کمیشنیں بھی کھا لی گئیں، منافع بھی لے لیا گیا لیکن جو زمین کے مالکان تھے ان کو آج کے دن تک ایک روپے کی ادائیگی نہیں کی گئی۔ اگر اس سلسلے میں ان کاشتکاروں کا کوئی قصور نہیں ہے تو ان کی اس وقت کی رقم کے حساب سے آج تک جو یہ لکھتے ہیں کہ 35 لاکھ روپیہ ادا کر دیا گیا اس رقم پہ مارک اپ کے ساتھ ان کو ادائیگی ہونی چاہئے۔ جناب والا! وہاں پر دو باتیں طے ہوئی تھیں یا زمین کے بدلے زمین لے لی جائے یا زمین کے بدلے پیسے لے لئے جائیں۔ وہاں پر عطا محمد زمیندار نے زمین کے بدلے زمین لے لی۔ اس کو اس کے بدلے میں وہ زمین اسی وقت الاٹ ہو گئی۔ وہ اس وقت سے اس کو enjoy کر رہا ہے۔ اس نے جائز بات کی۔ مگر ان 27 لوگوں نے کہا کہ ہمیں پیسے دے دیئے جائیں۔ اوسط بیچ کے حساب سے فی ایکڑ کی رقم کا تعین ہوا لیکن اس منصوبے کی تکمیل کے پانچ سال بعد بھی آج تک ان لوگوں کو ایک روپے کی بھی ادائیگی نہیں ہوئی۔ میری گزارش ہے کہ اس بارے میں وزیر صاحب فرمائیں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، وزیر آبپاشی!

وزیر آبپاشی و قوت برقی: جناب سپیکر! میں فاضل رکن کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انھوں نے ضمنی سوال کے ذریعے ان کاشتکار بھائیوں کی مدد کی ہے۔ چونکہ میرا تعلق بھی زمیندار گھرانے سے ہے اور میں کاشتکار ہوں تو اس ناطے سے جب ان کے سوال کا جواب آیا تو اس وقت یہ قلم دان میرے پاس نہیں تھا۔ جب میں نے یہ قلم دان سنبھالا اور میں اس کی تیاری کر رہا تھا تو اس وقت مجھے پتا چلا کہ چونکہ آؤٹ فال تعمیر ہوا تھا اور پانچ سال پہلے یہ منصوبہ مکمل ہوا تھا۔ 1997-98 میں ان لوگوں کو 17 لاکھ روپے کی ادائیگی کی گئی تھی اور ان کی بقایا رقم ادا نہیں کی جا رہی تھی تو میں نے اسی وقت اس پر احکامات جاری کئے اور یکم فروری کو یعنی آج سے دو دن پہلے ہم نے یہ چیک جاری کر دیا ہے۔ میں نے اس کے جواب میں یہاں لکھ بھی دیا ہے کہ یہ چیک EDO(R) اوکاڑہ کو چلا گیا ہے۔

چیک کی کاپی میرے پاس ہے۔ اگر فاضل رکن چاہیں تو دیکھ سکتے ہیں۔
جناب سپیکر، شکریہ۔
وزیر آب پاشی و قوت برقی، چونکہ میرا فرض بنتا تھا کہ ان غریب کاشتکاروں کو جو بے چارے پانچ سال سے ترس رہے تھے۔ ان کو پیسے ملیں۔ ہم نے یہ چیک جاری کیا ہے۔ اب EDO(R) او کاڑہ سے رابطہ کر کے وصولی کر لیں۔ چونکہ ان 27 آدمیوں نے کہا تھا کہ ہمیں پیسہ دیا جائے۔ انھوں نے زمین کے بدلے میں زمین نہیں لی تھی۔ اگر یہ پھر بھی کہتے ہیں کہ انہیں پیسے نہیں ملے تو اس کے لئے میں پھر بھی حاضر ہوں اور یہ میرے پاس آئیں۔ ہم نے یکم فروری کو چیک جاری کیا ہے اور ظاہر ہے دو تین دن بعد ان کو پیسے ملیں گے۔
جناب سپیکر، شکریہ، مہربانی۔
شیخ امجد عزیز، جناب سپیکر! میری یہی گزارش ہے کہ ان کے جواب میں یہ بات موجود ہے کہ آج سے پانچ سال پہلے 17 لاکھ روپے ادا کر دیئے گئے ہیں۔ اگر آج سے پانچ سال پہلے دیئے گئے 17 لاکھ روپے ان کاشتکاروں کو آج تک نہیں ملے تو یکم فروری کو جاری ہونے والے چیک کے پیسے ان کاشتکاروں کو کب اور کتنے عرصے بعد ملیں گے؟ پانچ سال پہلے کی ادائیگی آج تک مکمل نہیں ہوئی۔ کسی کو ایک پائی نہیں دی گئی اور آج جو 18 لاکھ روپے دیئے گئے ہیں کیا یہ بھی دس سال بعد ملیں گے؟ جب کہ ان لوگوں نے ہائی کورٹ، وفاقی محتسب اور نہ جانے کون کون سے دروازے کھٹکھٹائے ہیں لیکن اس بات سے ہٹ کر میرا ایک اور ضمنی سوال ہے کہ وزیر موصوف فرما دیں کہ اس آؤٹ فال کی تعمیر کے وقت منسٹر کی ذات کیا تھی؟ ایکسین کی ذات کیا تھی؟ اور اس ٹھیکیدار کی ذات کیا تھی؟ اس کے بعد تمام معاملات آپ پر واضح ہو جائیں گے۔ یہ تینوں لوگ کیا کرتے رہے اور اس آؤٹ فال میں کیا ہوا ہے؟ اگر 13 کروڑ روپے کے منصوبے میں 35 لاکھ روپیہ جو کاشتکاروں کا جائز حق تھا وہ پانچ سال تک ادا نہیں کیا گیا اور سب لوگ لوٹ کر کھا گئے ہیں تو یہ ہم سب کے لئے لمحہ فکریہ ہے۔ اس بات کے لئے سوچئے۔
جناب سپیکر، شکریہ۔
رانا مشہود احمد خان، جناب والا! میں ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔
جناب سپیکر، جی، فرمائیں!

رانا مشہود احمد خان: وزیر صاحب نے جواب میں فرمایا ہے کہ یہ پیسے جو پانچ سال سے بلاک تھے، اب انھوں نے ایک بڑی اچھی اور خوبصورت بات کی کہ وہ خود بھی کاشتکار ہیں اس لئے وہ ان کے مفادات کا خیال کریں گے تو میری یہ رائے ہے کہ پانچ سال میں جو زمین کی value بڑھی ہے کیونکہ وہ لوگ پانچ سال سے اس چیز کو برداشت کر رہے ہیں تو ان کو اس value کے حساب سے پیسے ادا کئے جانے چاہئیں۔ بہت شکریہ۔

جناب سپیکر: مہربانی۔ جی اگلا سوال بھی امجد عزیز صاحب کا ہے۔ شیخ امجد عزیز!

شیخ امجد عزیز: سوال نمبر 63۔

جناب سپیکر: اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

آؤٹ فال بی۔ایس لنک امیر تیجے کا ٹوٹنے کی تفصیل

***63۔شیخ امجد عزیز:** کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) آؤٹ فال بی۔ایس لنک امیر تیجے کا سال 2002ء کے دوران کب ٹوٹی تھی اور اس کی مرمت پر کتنا خرچہ آیا اور اس میں کتنے زمینداروں کا رقبہ حاصل کیا گیا، ان کے ناموں کی تفصیل کیا ہے؟

(ب) کیا تمام زمینداروں کو معاوضہ کی ادائیگی ہو چکی ہے۔ اگر ہاں تو کب؛ اور اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں اور حکومت کب تک ان کو معاوضہ کی ادائیگی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی:

(الف) آؤٹ فال بی۔ایس لنک کینال او کاڑہ امیر تیجے کا سال 97-1996 کے دوران ٹوٹی۔ اس کی مرمت پر 13 کروڑ روپے خرچ ہوئے۔ 27 زمینداروں کا رقبہ حاصل کیا گیا جن کے نام اور تفصیل لف (A) ہے۔

(ب) محکمہ نہر نے بذریعہ چیک نمبر 9240317/902404 مورخہ 18-6-98 مبلغ 17 لاکھ روپے ڈپٹی کمشنر او کاڑہ کو ادائیگی کی ہے۔ بقایا رقم بھی اب EDO(R) او کاڑہ کو بغرض ادائیگی معاوضہ مالکانہ اراضی ادا کر دی گئی ہے۔

تفصیل رقبہ زیر آمدہ آؤٹ فال بی ایس لنک امیر تیجے کا درج ذیل ہے:۔

نمبر شمار	نام مالک زمیندار	رقبہ زیر آمدہ مرلہ	کنال
1	مسماۃ ولایت بی بی	_	4
2	مسماۃ جلال بی بی	_	4
3	سکندر	_	8
4	حسن	16	14
5	فیض احمد	1	7
6	ریاض احمد	8	16
7	مسماۃ شاہ نواز بیگم	2	14
8	محمد یعقوب	2	8
9	فتح محمد	14	7
10	یٰسین	_	14
11	معراج دین	_	4
12	خدایار	16	4
13	ذوالفقار	9	5
14	مسماۃ شریفاں	8	2
15	محمد شہباز	10	17
16	رجب علی	18	17
17	جہانگیر	13	17
18	محمد امیر	_	20
19	خان محمد	1	2
20	محمد سرور	8	23
21	نور جمال	14	3

22۔	منظور احمد	12	14
23۔	محمد نواز	4	1
24۔	محمد خان	4	11
25۔	حسن محمد	6	20
26۔	عبدالغنی	12	0
27۔	سردار خان	2	3

جناب سپیکر: جی، شیخ صاحب!

شیخ امجد عزیز: جناب والا! میں نے ابھی گزارش کی تھی کہ اس وقت کے وزیر، ایکسیئن اور ٹھیکیدار تینوں کی کاسٹ اور ان کا رشتہ بیان کیا جائے۔ جیسے رانا مشہود صاحب نے کہا کہ زمین کی value کے ساتھ اس کی ادائیگی کی جائے۔ میری گزارش ہے کہ اس کے لئے اسمبلی کے floor پر assurance دی جائے کہ ان کو یہ رقم کب تک ادا کر دی جائے گی؟

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔

وزیر آبپاشی و قوت برقی: جناب سپیکر! یہ سوال نمبر 63 بھی پہلے سوال نمبر 62 کی کاپی ہے۔ بالکل وہی سوال ہے۔ میں نے پہلے بتا دیا ہے کہ ہم نے چیک یکم فروری کو جاری کیا ہے۔ ظاہر ہے کہ چیک جاری ہوا ہے اور وہ وہاں کے ایس ڈی او کے دستخطوں سے جاری ہو کر EDO(R) کو چلا گیا ہے۔ اب یہ ذمہ داری ہمارے پاس نہیں رہی بلکہ اب یہ ذمہ داری EDO(R) کی ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ وہ جلد ان کو دے دیں گے۔ اصل میں انھوں نے سوال یہ کیا تھا کہ آؤٹ فال بی ایس لنک کینال او کاڑہ سال 2002 میں کب ٹوٹی؟ اصل میں یہ آؤٹ فال 2002 میں نہیں ٹوٹی بلکہ یہ مسئلہ 1996-97 کا تھا۔ ان کا سوال اور تھا لیکن ہم نے ان کو صحیح جواب دے دیا ہے تا کہ ان کا مسئلہ حل ہو سکے۔ میں ان کو یہ بتا دوں کہ 2002 میں بی ایس لنک کینال کا ایسا کوئی مسئلہ نہیں تھا تاہم اس میں تھوڑے سے cracks ضرور آئے تھے جنہیں ہم نے تین دن کے اندر دور کیا تھا اور پندرہ یوم کے اندر ان لوگوں کو بھی ادائیگی کر دی تھی۔

جناب سپیکر: شکریہ۔

شیخ امجد عزیز: جناب والا! میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ پانچ سال پہلے جو 17 لاکھ روپے ادا کر دیئے گئے تھے وہ آج تک ان لوگوں کو نہیں ملے۔ وزیر صاحب اس طرف غور ہی نہیں کر رہے۔ یہ یقین دہانی کرائی جائے کہ وہ پیسے بمعہ مارک اپ ان کو کب تک مل جائیں گے؟ اور اب جو انھوں نے یکم فروری کو چیک جاری کیا ہے اس کے بارے میں بھی یقین دہانی کرائیں کہ ان لوگوں کو بمعہ مارک اپ کب تک ادائیگی ہو جائے گی؟ میں یہ گزارش کر رہا ہوں کہ اس بات کا جواب دیں۔

جناب سپیکر: شکریہ، تشریف رکھیں۔ وزیر صاحب! ممبر موصوف کا کہنا یہ ہے کہ آپ نے تو چیک جاری کر دیا، آج سے دو دن پہلے کیا یا تین دن پہلے کیا اور آپ توقع بھی یہ کر رہے ہیں کہ دو چار روز میں اس کی ادائیگی ہو جائے گی۔ ان کا کہنا یہ ہے کہ 17 لاکھ روپے جو آج سے چھ مہینے سال یا دو سال پہلے کاغذوں میں ادا کر دیئے گئے یا چیک دے دیا گیا لیکن ابھی تک زمینداروں کو اس کی ادائیگی نہیں ہوئی تو جو چیک آپ نے ابھی دیا ہے یہ کب تک کیش ہو جائے گا اور کب تک اس کی ادائیگی ہو جائے گی اور سابقہ جو 17 لاکھ روپیہ ہے اس کے بارے میں آپ وضاحت کریں گے کہ اس کی ادائیگی کب تک ہو جائے گی؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی: جناب سپیکر! سابقہ 17 لاکھ روپے ادا ہو چکے ہیں اور ان کو مل چکے ہیں۔یہ ان کی بات نہیں کر رہے۔

شیخ امجد عزیز: جناب والا! انھوں نے حلف نامے ساتھ دیئے ہیں کہ 17 لاکھ روپے میں سے بھی آج تک کسی کاشتکار کو ایک روپیہ بھی ادا نہیں کیا گیا۔

جناب سپیکر: وہ کہتے ہیں کہ نہیں ملے۔

وزیر آبپاشی و قوت برقی: جناب والا! ہم نے یہ چیک 18-6-1998 کو اس وقت کے ڈپٹی کمشنر کو جاری کر دیا تھا۔ اب اس کی ذمہ داری ہم پر نہیں ہے۔ اگر وہاں کے محکمہ مال یا متعلقہ ڈپٹی کمشنر نے ادائیگی نہیں کی تو میں اس کی انکوائری کرواتا ہوں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے، انکوائری کروا لیں۔ معزز رکن آپ کے چیمبر میں آپ سے مل لیں گے۔

چودھری محمد شفیق انور: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ بار بار یہ کہا جا رہا ہے کہ ڈپٹی کمشنر

صاحب نے 17 لاکھ روپے کی ادائیگی کر دی ہے' اب ہماری ذمہ داری نہیں ہے۔ میں وزیر موصوف سے یہ پوچھتا ہوں کہ اس وقت وزیر آپ ہیں۔ یہ اب آپ کی ذمہ داری ہے کہ اگر کوئی پچھلے بقایا جات رہتے ہیں یا اس قسم کا زمینداروں کا استحصال ہو رہا ہے تو یہ آپ کی ذمہ داری ہے کہ آپ ان مسائل کو حل کریں۔ اب آپ نے اس بات کا جواب دینا ہے نہ کہ سابق ڈپٹی کمشنر نے کہ اب میں اس مسئلے کو اس طریقے سے حل کروں گا۔ اگر ڈپٹی کمشنر ختم ہو گئے ہیں تو اس وقت آبپاشی کا ڈیپارٹمنٹ بھی آپ کے پاس ہے یا تو ہمیں یہ بتا دیں کہ جس طریقے سے پہلے ہو رہا تھا کہ اب منسٹر صاحب بے بس نہیں ہیں بلکہ وہ بااختیار ہیں۔ جیسے رضا صاحب نے کہا تھا کہ ہم کس طریقے سے بااختیار ہیں۔ یہ ان غریب زمینداروں کا مسئلہ ہے جن کی ادائیگی ہونی باقی ہے۔ آپ براہ مہربانی اس مسئلے کو حل کرنے کی کوشش کریں۔

جناب سپیکر، شکریہ۔ منسٹر صاحب نے فرمایا ہے کہ میں اس معاملے کو inquire کروا کر محرک کو مطمئن کروں گا۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری، جناب سپیکر! میں وزیر آبپاشی اور وزیر تعمیرات دونوں سے ایک question کرنا چاہوں گی کہ بہت باتیں ہو چکیں کہ یہ ہو گیا' وہ نہیں ہوا' یہ کیسے ہو گیا؛ میں آپ کی توجہ اس طرف دلانا چاہتی ہوں کہ جن ٹھیکے داروں نے نواز شریف صاحب کے دور میں کام کئے تھے انہیں ابھی تک ادائیگیاں نہیں ہوئیں۔ اگر نواز شریف صاحب اس ملک سے باہر چلے گئے ہیں تو جن ٹھیکے داروں نے جائز کام کئے ہیں ان کی جو ادائیگیاں باقی ہیں ان کے بارے میں وزیر صاحب کیا ارشاد فرمائیں گے؟

جناب سپیکر، شکریہ۔ جی' وزیر آبپاشی!

وزیر آبپاشی و قوت برقی، جناب سپیکر! محترمہ نے سوال سڑکوں کے بارے میں کیا ہے یا اریگیشن کے بارے میں کیا ہے؟ یہ واضح کر دیں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری، جناب سپیکر! میں نے وزیر مواصلات سے بھی بات کی ہے اور وزیر آبپاشی دونوں سے یہ بات پوچھی ہے۔

جناب سپیکر، محترمہ! کیا آپ کسی ٹھیکے دار کا نام بتا سکتی ہیں جس نے نواز شریف دور میں کام کیا ہو اور ابھی تک اسے ادائیگی نہ ہوئی ہو۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری، جناب سپیکر! ایک ٹھیکے دار ہو تو میں اس کا نام بتاؤں۔ اگر

آپ کو لسٹ چاہئے تو میں وہ بھی آپ کے حوالے سے وزیر صاحب تک پہنچا دوں گی لیکن میں نے جو لسٹ انہیں پہنچائی ہے اس کی وزیر صاحب یقین دہانی کرا دیں کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ میں محنت کر کے لسٹ تیار کر کے انہیں دوں لیکن ادائیگیوں کا کچھ بھی نہ ہو۔

جناب سپیکر، اگلا سوال بیگم ریحانہ جمیل صاحبہ کا ہے۔۔۔ بی بی! سوال کا نمبر بولیں۔

بیگم ریحانہ جمیل، سوال نمبر 77۔

جناب سپیکر، کیا اسے پڑھا ہوا تصور کر لیا جائے؟

بیگم ریحانہ جمیل، جناب سپیکر! اگر پڑھنے میں کوئی دشواری نہیں تو پڑھ دیا جائے۔ (قہقہے)

جناب سپیکر، پڑھ لیں جی۔

محکمہ آبپاشی کے ریٹائرڈ ملازمین کی تفصیل

*77۔بیگم ریحانہ جمیل، کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) سال 1999 تا اکتوبر 2002 میں کتنے ملازمین محکمہ آبپاشی و قوت برقی سے ریٹائرڈ ہوئے۔ ریٹائرڈ ہونے والے ملازمین کے نام، عہدہ اور ان کی موجودہ رہائش بیان فرمائیں۔

(ب) ریٹائرڈ ہونے والے کون کون سے ملازمین کی نرینہ اولاد محکمہ ہذا میں ملازم ہے۔ ان کے عہدے اور نام موجودہ تعیناتی بیان فرمائیں۔ کیا جو افراد بھرتی ہوئے ان کا اخبار میں اشتہار شائع ہوا، اس اخبار کا نام اور تاریخ بیان کریں؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی،

(الف) محکمہ آبپاشی و قوت برقی پنجاب میں سال 1999 تا اکتوبر 2002 تک کل 3825 ملازمین ریٹائر ہوئے ہیں۔

(ب) محکمہ آبپاشی و قوت برقی پنجاب میں سال 1999 تا اکتوبر 2002 تک ریٹائرڈ ملازمین کی نرینہ اولاد جو کہ محکمہ میں ملازم ہوئی ہے ان کی تعداد 430 ہے۔ جس کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے *۔

---

* تفصیل اسمبلی لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں۔

بیگم ریحانہ جمیل، جناب سپیکر! میں نے ان ملازمین کے نام' عہدہ اور ان کی موجودہ رہائش کے بارے میں پوچھا ہے جو کہ نہیں بتائی گئی۔ ریٹائرڈ لوگ محکمہ ہذا کی عمارتوں میں بغیر کرائے کے رہائش پذیر ہیں ان کے بارے میں تفصیل نہیں بتائی گئی۔ یہ تو کھلے عام گھپلا ہے۔ جواب نا مکمل ہے' اسے مکمل کریں۔

جناب سپیکر، جی' وزیر آبپاشی!

وزیر آبپاشی و قوت برقی، جناب سپیکر! یہ تفصیل میرے پاس پڑی ہوئی ہے کیونکہ 3825 ملازمین ہیں جن کے بارے میں انہوں نے پوچھا ہے کہ ان کے نام' عہدہ اور ان کی موجودہ رہائش بیان کریں۔ اب چونکہ وہ ریٹائر ہو چکے ہیں اور 3825 ملازموں کی موجودہ رہائش بیان کرنا نا ممکن ہے لیکن اس کے باوجود پوری فائل میرے پاس موجود ہے۔ اگر بیگم صاحبہ فائل دیکھنا چاہتی ہیں تو ابھی میرے پاس آ کر دیکھ سکتی ہیں اور اگر آپ چاہیں تو میں اس لمبی چوڑی فہرست کو ایوان میں پیش کر دیتا ہوں۔

رانا آفتاب احمد خان، جناب سپیکر! اگر کسی سوال کے جواب کی تفصیل لمبی چوڑی ہو تو وہ ایوان کی میز پر رکھ دیتے ہیں اور فاضل ممبر اسے دیکھ سکتا ہے۔ ان سے کہیں کہ جب یہ floor پر statement دیں تو He should know the rules also

جناب سپیکر، جی' محترمہ!

بیگم ریحانہ جمیل، جناب سپیکر! میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ جو ریٹائرڈ ملازمین بغیر کرائے کے محکمے کی عمارات میں رہائش پذیر ہیں ان کے بارے میں وزیر صاحب کیا کہتے ہیں؟

جناب سپیکر، محترمہ کا سوال یہ ہے کہ ریٹائرڈ ملازمین جو محکمہ انہار کی عمارتوں میں بغیر کرائے کے رہ رہے ہیں ان کے بارے میں وزیر صاحب کا کیا خیال ہے؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی، جناب سپیکر! غیر قانونی طور پر تو کوئی بھی نہیں رہ رہا۔ اگر کوئی ان کے نوٹس میں ہے تو میرے علم میں لائیں' میں اس پر ایکشن لوں گا کیونکہ جو ملازمین ریٹائر ہوئے تھے ان کے 430 بچوں کو بھرتی کر لیا گیا۔ ان کے ریٹائر ہونے کے بعد ان 430 ملازمین کے بچوں کو بھرتی کرنے کے بعد وہ گھر ان کے نام ٹرانسفر ہو چکے ہیں اور وہ لوگ ان میں رہ رہے ہیں۔

بیگم ریحانہ جمیل، جناب سپیکر! میرے پاس اس کا ثبوت موجود ہے۔ اگر آپ کی اجازت

ہو تو میں آئندہ وہ پیش کروں اور اگر وہ صحیح ثابت ہو گیا تو پھر میں اس پر تحریک استحقاق پیش کروں گی۔
جناب سپیکر، آپ ان لوگوں کے نام بتائیں جو غیر قانونی طور پر رہ رہے ہیں۔
بیگم ریحانہ جمیل، جناب والا! مجھے ٹائم دیا جائے میں پوری لسٹ مہیا کر دوں گی۔
جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔ آپ ان کے چیمبر میں لسٹ بھجوا دیں۔
بیگم ریحانہ جمیل، جناب والا! جز (ب) کا جواب بھی نا مکمل ہے۔ اس میں اخبار کے اشتہار کا ذکر ہی نہیں کیا گیا۔ کیا یہ اخبار میں دیا گیا تھا؟
جناب سپیکر، جی' وزیر آبپاشی!
وزیر آبپاشی و قوت برقی، جناب سپیکر! جب محکمے کے ملازم ریٹائر ہوتے ہیں اور ان کے بچوں کو بھرتی کیا جاتا ہے تو اس کے لئے اخبار میں اشتہار دینا ضروری نہیں ہوتا۔
بیگم ریحانہ جمیل، جناب سپیکر! میں آپ سے یہ گزارش کرنا چاہتی ہوں کہ ریٹائرڈ ملازمین کی نرینہ اولاد بھرتی کرنے پر ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔ اچھی بات ہے کہ آپ نے بے روزگار نوجوانوں کو روزگار مہیا کیا۔ جو ملازمین محکمہ آب پاشی میں بھرتی ہو چکے ہیں کیا ہمیشہ ان کی اولادیں ہی اس محکمے میں بھرتی ہوتی رہیں گی۔ نسل در نسل یہی سلسلہ جاری رہے گا یا پڑھے لکھے دیگر نوجوانوں کو بھی موقع دیا جائے گا کہ وہ خدمت کریں۔
وزیر آبپاشی و قوت برقی، جناب سپیکر! یہ پہلے سے بھرتی ہو چکے ہیں۔ اب ہم اس پالیسی کو review کر رہے ہیں کہ آئندہ صرف ان ملازمین کے بچوں کو بھرتی کیا جائے جو دوران سروس کسی بھی وجہ سے وفات پا جائیں۔ اس کے علاوہ ہم ایسا نہیں کریں گے۔
جناب سپیکر، اگلا سوال بھی بیگم ریحانہ جمیل صاحبہ کا ہے۔
ڈاکٹر اسد معظم، جناب سپیکر۔۔۔
جناب سپیکر، جی' فرمائیں!
ڈاکٹر اسد معظم، جناب سپیکر! آپ کی اجازت سے ایک proposal ہے۔ میں آپ کے توسط سے منسٹر آبپاشی سے بات کر رہا ہوں۔ ہمارے ہاں جنگلات میں خاص طور پر بہت تیزی سے کمی آ رہی ہے۔۔
جناب سعید اکبر خان، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! Question Hour میں صرف

وہی questions discuss ہو سکتے ہیں جو زیر بحث ہوں۔ یہ ایک گھنٹے کا limited time ہوتا ہے اور بڑا important ہوتا ہے۔ جب یہ ٹائم ختم ہو جائے تو اس کے بعد میرے بھائی جو proposal دینا چاہیں' وہ دیں۔

جناب سپیکر، شکریہ۔ جی ڈاکٹر صاحب! فرمائیں اور ذرا مختصر کریں۔

ڈاکٹر اسد معظم، جناب سپیکر! جنگلات میں بہت تیزی سے کمی آ رہی ہے۔ آپ نے نوٹ کیا ہو گا کہ اس وجہ سے پچھلے کئی سالوں سے بارشوں میں کمی ہوتی چلی جا رہی ہے اور اس وجہ سے خاص طور پر بارانی علاقوں میں ہماری crops کی growth پر بہت adverse effect آ رہا ہے۔ میں گزارش کروں گا کہ جب آپ موٹر وے پر راولپنڈی کی طرف سفر کرتے ہیں تو آپ کو بہت سا ایسا علاقہ نظر آتا ہے جو پانی کی کمی کا شکار ہے۔ وہاں پر کچھ ایسے درخت لگائے جا سکتے ہیں مثلاً جہاں کلر اور سیم ہے وہاں پر اگر سفیدے کے درخت لگائیں تو اس سے بارشوں میں کمی کا جو مسئلہ پیدا ہو رہا ہے اس میں کمی واقع ہو سکتی ہے۔

جناب سپیکر! اس چیز سے متعلقہ ایک اور بات ہے۔ جب گوروں نے نہریں بنائی تھیں تو انہوں نے ساتھ ساتھ ڈرینز کا بھی بندوبست کیا تھا تاکہ seepage کو نالے میں ڈال دیا جائے اور وہ نالہ بھی نہر کے ساتھ ساتھ چلے۔ اب یہ ہو رہا ہے کہ نہروں سے ہونے والی seepage وہاں کے کسانوں کے لئے مسائل پیدا کر رہی ہے اور وہاں سیم اور تھور میں اضافہ ہو رہا ہے۔ وزیر موصوف سے میری گزارش یہ ہے کہ وہ اس ڈرینج کے نالوں پر خصوصی توجہ دیں۔

جناب سپیکر، شکریہ۔ جی' بیگم ریحانہ جمیل صاحبہ!

بیگم ریحانہ جمیل، سوال نمبر 78۔

جناب سپیکر، اسے پڑھا ہوا تصور کر لیا جائے؟

بیگم ریحانہ جمیل، نہیں جی' اسے پڑھا جائے۔

مغل پورہ ورکشاپ کے ملازمین اور کام کی تفصیل

*78۔بیگم ریحانہ جمیل: کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) جنوری سال 1999 سے 10۔اکتوبر 2002 تک محکمہ آبپاشی و قوت برقی نے مغل پورہ لاہور ورکشاپ میں کون کون سے کام سرانجام دیئے؟

(ب) مغل پورہ لاہور اریگیشن ملازمین کی تعداد' نام' عہدہ اور ان کی بھرتی کی تاریخ' بھرتی کا میرٹ' اخبار اشتہار بھرتی' اخبار کا نام اور تاریخ بیان فرمائیں۔ نہیں تو وجہ بیان فرمائیں؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی،

(الف) مغل پورہ لاہور ورکشاپ میں1999 سے 10۔اکتوبر 2002 تک 15 ورکس مکمل کئے گئے۔ ان کی تفصیل "اے" ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے *۔

(ب) ورکشاپ ہذا میں اس وقت 427ملازمین کام کر رہے ہیں۔ ان کے نام' عہدہ' تاریخ بھرتی کی تفصیل کی فہرست "بی" بھی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے *۔ یہ تمام ملازمین عرصہ دراز سے بطور ورک چارج کام کر رہے تھے۔ جن میں کچھ افراد نے لیبر کورٹ / ہائی کورٹ میں کیس دائر کئے اور ہائی کورٹ کے فیصلے کی روشنی اور CBA یونین کے ڈیمانڈ نوٹس / سٹرائیک نوٹس پر لیبر ڈیپارٹمنٹ کی رو سے ان کی ورک چارج ملازمت ریگولر کی گئی۔ نئی بھرتی نہ تھی اس لئے اخبار میں اشتہار نہ دیا گیا۔ سلیکشن کمیٹی کی سفارش پر مستقل کر دیا گیا۔

بیگم ریحانہ جمیل، جناب والا! لیبرکورٹ اور ہائی کورٹ میں کچھ افراد نے رٹ کی۔ کیا آپ یہ بتانا پسند فرمائیں گے کہ کتنے افراد تھے؟ 400 تھے' 420 یا 426 تھے؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی، میں اس کی پوری تفصیل دے دیتا ہوں۔ 427 کل آدمی ہیں جن کو ہم نے regular کیا ہے۔ ہائی کورٹ میں 29 بندوں کی رٹ تھی۔ اس کے بعد پھر ہائی کورٹ میں دوبارہ جسٹس قیوم صاحب کی عدالت میں فیصلہ ہوا اور وہاں پر 9 آدمیوں کو regular کیا گیا۔ اس کے بعد کچھ لوگ سپریم کورٹ میں گئے اور سپریم کورٹ نے 2 آدمیوں کا فیصلہ کیا اور لیبر کورٹ اور سٹرائیک نوٹس کے

---

* تفصیل اسمبلی لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں۔

دوران 1993 میں 300 آدمیوں کو regular کیا گیا۔ باقی CBA کے حوالے سے 87 کو regular کیا گیا اور یہ کل تعداد 427 بنتی ہے۔

بیگم ریحانہ جمیل: جناب سپیکر! یہ لسٹ جمع کرنے سے 427 نہیں بنتے۔ میں آپ سے یہ پوچھنا چاہوں گی کہ 427 میں سے جتنی لسٹ آپ نے بتا دی وہ تفریق کر دیں۔ باقی جو لوگ بچے کیا وہ رشوت کی بنا پر یا سفارش کی بناء پر لئے گئے ہیں؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی: اگر آپ 29' 9' 2' 300' 87 سب کو جمع کریں تو 427 ہی بنتے ہیں۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ کو جمع کرنے میں کوئی غلطی لگ رہی ہو گی۔جی' رانا ثناء اللہ خان۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے اور میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ یہ لوگ جو کہ ورک چارج تھے۔ ان میں سے کوئی ہائی کورٹ میں گیا' کوئی سپریم کورٹ تک گیا اور پیسے خرچ کئے۔ کیا وجہ ہے کہ ان غریب لوگوں کو اتنی لمبی litigation میں جانے کے بعد انھوں نے regular کیا ہے؟ ان کو محکمے نے خود کیوں regular نہیں کیا جب کہ ان کے پاس ان کی job موجود تھی اور ان کے کام کرنے کے لیے کام موجود تھا اور اسامیاں موجود تھیں؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی: جناب سپیکر! اس میں ایسا ہے کہ جو ورک چارج ملازمین ہوتے ہیں وہ regular نہیں کئے جا سکتے۔ اب چونکہ وہ لوگ عدالتوں میں چلے گئے اور عدالتوں کے فیصلے کی روشنی میں ایسا کرنا پڑا۔ عدالتی فیصلوں کی وجہ سے ہم نے ان کو regular کیا۔ ہم ایسی مثال نہیں بنانا چاہتے کہ لاتعداد ورک چارج ملازمین پہلے بھرتی کر لیے جائیں اور بعد میں ان کو regular کیا جائے۔ یہ ان لوگوں کے ساتھ حق تلفی ہے جو اس انتظار میں ہوتے ہیں کہ اخبار میں اشتہار آئے گا اور وہاں

باقاعدہ طریق کار کے تحت ان کو بھرتی کیا جائے گا۔ لہٰذا ایسی مثالوں پر ہم غور نہیں کریں گے۔ ہم تو یہی چاہیں گے کہ باقاعدہ قواعد و ضوابط کے تحت بھرتی ہونی چاہیے۔ جناب سپیکر، شکریہ۔

رانا ثناء اللہ خان، وزیر موصوف کے اس جواب سے یوں لگتا ہے کہ یہ جو بدعت ہے یعنی ورک چارج بھرتی کرنے کی یہ غلط ہے اور procedure سے ہٹ کر ہے۔ کیا ان کے محکمے کا اسے ختم کرنے کا اور جتنی jobs ان کے پاس ہوں، اتنے ملازم thorough procedure adopt کر کے بھرتی کرنے کا ارادہ ہے؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی، جناب سپیکر! جو ورک چارج ہوتے ہیں۔ جب ایک نیا کام شروع ہوتا ہے تو اس کام کے لیے جو رقم ہوتی ہے۔ اس میں contingency کے حوالے سے ان کو اس کام کی نوعیت پر بھرتی کیا جاتا ہے۔ جب وہ کام ختم ہو جاتا ہے تو اس کے بعد خود بخود ان کی appointments ختم ہو جاتی ہیں۔ اس طرح کی روایات پڑ گئی ہیں کہ یہ لوگ پھر عدالتوں میں جا کر اپنے آپ کو regular کروا لیتے ہیں لیکن یہ غلط روایت ہے۔ ہم یہ کوشش کر رہے ہیں کہ ان کو پابند کریں کہ جب تک کام ہو رہا ہے اس وقت تک ہی وہ کام پر رہیں۔ جب اس کی contingency ختم ہو جاتی ہے تو وہ وہاں پر نہیں رہ سکتے۔

راجہ محمد شفقت خان عباسی، جناب سپیکر! جناب منسٹر صاحب نے کہا ہے کہ 427 لوگوں کو ہائی کورٹ، لیبر کورٹ یا سپریم کورٹ کے آرڈر سے regular کیا گیا ہے۔ جب کہ ان کا حق نہیں ہوتا جو ورک چارج ملازمین ہوتے ہیں۔ میں پوچھنا چاہوں گا کہ کیا محکمہ نے consulting statement دیتے ہوئے سارے کے سارے معاملات مقدمات سے ہارے یا contest بھی کیا؟ آپ نے ٹھیک کہا ہے کہ regular کرنے کا ان کو کوئی قانونی حق نہیں ملا کرتا۔

وزیر آبپاشی و قوت برقی، محکمے نے ہر جگہ پر fight کی۔ عدالت کا فیصلہ اٹل اور آخری ہوتا ہے۔ اس پر عمل در آمد کرنا پڑتا ہے۔

جناب سپیکر، اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

وزیر آبپاشی و قوت برقی، جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر، بقیہ سوالوں کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات
(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

نہروں اور راجباھوں کی لمبائی اور پانی کا کوٹہ

*187۔رانا آفتاب احمد خاں، کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) صوبے بھر میں کل کتنی نہریں اور راجباہ ہیں۔ ان کی لمبائی کتنی کتنی ہے؟ ان میں سے کتنے کیوسک پانی کا کوٹہ مقرر ہے؟

(ب) نہروں اور راجباہوں میں خشک سالی اور کم پانی دستیاب ہونے کی وجہ سے سال 2000، 2001 اور رواں سال کے دوران کتنے کتنے کیوسک پانی چھوڑا گیا اور وہ مقرر کردہ کوٹہ سے کتنے کیوسک کم تھا۔ علاوہ ازیں کوٹہ میں کمی کا فیصلہ کس مجاز اتھارٹی نے کس فارمولا کے تحت کیا؟ تمام تفصیلات الگ الگ نہر، راجباہ کے منظور شدہ پانی کے بہاؤ (کیوسک) اور عملی طور پر جتنے جتنے کیوسک پانی چھوڑا گیا، کی تفصیلات عرصہ متذکرہ بالا کے حساب سے الگ الگ سال کے لحاظ سے ایوان کی میز پر رکھی جائیں۔

وزیر آبپاشی و قوت برقی،

(الف) صوبے بھر میں کل 24 کینال سسٹم ہیں جن کی لمبائی 23184 میل ہے۔ وفاقی حکومت نے 1991ء کے پانی کے معاہدے کے مطابق پنجاب کے لئے درج

ذیل کوٹہ مقرر کیا ہے۔

خریف	37.07 ملین ایکڑ فٹ	18.55 ملین کیوسک
ربیع	18.87 ملین ایکڑ فٹ	9.435 ملین کیوسک

(ب) پنجاب کی بڑی نہروں (مین کینالز) میں خریف اور ربیع سیزن میں سال 01-2000ء تا 03-2002ء میں درج ذیل مقدار میں پانی چھوڑا گیا اور یہ تقسیم 1991ء کے پانی کے معاہدے پیرا نمبر 2 کے مطابق ہے۔ تقسیم پانی کی مجاز اتھارٹی ارسا ہے۔

سال	فصل خریف			فصل ربیع		
	دستیابی	کوٹہ	کمی فیصد	دستیابی	کوٹہ	کمی فیصد
00-01	31.45	37.07	15.20	11.36	18.87	39.80
01-02	27.23	37.07	26.54	9.81	18.87	48.01
02-03	32.12	37.07	13.40			

محکمہ مواصلات میں تنظیم نو کے تحت ملازمین کا اخراج

*228۔جناب قاسم ضیاء، کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ مواصلات و تعمیرات کی 1999ء کے بعد تنظیم نو کی گئی ہے۔

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو محکمہ ہذا سے کتنے ملازمین فاضل قرار دیئے گئے، ان افسران اور ملازمین کی تفصیل بیان کی جائے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات:

(الف) یہ درست ہے کہ 1999 کے بعد محکمہ مواصلات و تعمیرات کی تنظیم نو کی گئی ہے۔

(ب) محکمہ کی تنظیم نو کے بعد 154 ملازمین فاضل قرار دیئے گئے۔ ان ملازمین کو سرپلس پول میں بھیجا جا رہا ہے۔ تاہم ان کو تنخواہیں ملتی رہیں گی، ان ملازمین کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے *۔

* تفصیل اسمبلی لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں۔

چنیوٹ پنڈی بھٹیاں روڈ کی تعمیر نو

*279۔جناب علی حسن رضا قاضی، کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا چنیوٹ پنڈی بھٹیاں روڈ کی تعمیر نو کا کوئی منصوبہ under process ہے؟

(ب) اگر مندرجہ بالا جز کا جواب "ہاں" میں ہے تو کب تک سڑک کی تعمیر نو شروع ہو جائے گی اور اس کے لئے کتنا فنڈ مختص کیا گیا ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات ،

(الف) جی ہاں! چنیوٹ پنڈی بھٹیاں روڈ کی تعمیر نو ایشیائی ترقیاتی بنک کے تعاون سے پنجاب روڈ سیکٹر ڈویلپمنٹ پراجیکٹ میں شامل ہے۔

(ب) سڑک کی تعمیر کا آغاز ستمبر 2003 تک متوقع ہے۔ اس کے لئے تقریباً پانچ کروڑ روپے مختص کئے گئے ہیں۔

چک نمبر 140/A۔الف شمالی لیاقت پور میں موگہ نمبر 159000/R، 163000/R عباسیہ کا ناجائز چلانا

*283۔چودھری محمود احمد، کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) چک نمبر 140/A الف شمالی لیاقت پور میں موگہ نمبر 159000/R، 163000/R عباسیہ کینال میں ناجائز موگہ جات عرصہ سے چل رہے ہیں۔

(ب) کیا یہ موگہ جات محکمہ کی منظوری سے چل رہے ہیں؟ اگر ناجائز ہیں تو کتنے عرصہ سے چل رہے ہیں، اگر ناجائز ہیں تو ان پر کتنا تاوان عائد کیا ہے، تاوان کا فصل وار گوشوارہ بتایا جائے؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی،

(الف) درست ہے۔

(ب) مذکورہ موگہ جات وزیراعلیٰ پنجاب لیٹر نمبری SO(Dev)aa-123/90/6305 مورخہ 14/10/90 اور سیکرٹری اریگیشن نمبری SO9(ROV)18-7/78 مورخہ 4/02/91

صرف فصل خریف 1991 کے لئے لگائے گئے تھے جو میعاد ختم ہونے پر بوجہ حکم امتناعی عدالت دیوانی نہ ہٹائے جا سکے اور مقدمات مختلف ناموں سے زیر سماعت رہے۔ اب بھی جیون بنام صوبہ پنجاب عدالت جناب محبوب احمد سول جج درجہ اول رحیم یار خان میں زیر سماعت ہے۔ مذکورہ موگہ جات عرصہ بارہ سال سے چل رہے ہیں اور اب تک 61,113,350 روپے تاوان عائد کیا گیا۔ تاوان کا فصل وار گوشوارہ ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے *۔

ملبہ اٹھانے کی ذمہ داری

*336۔چودھری عبدالغفور خان، کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت لاہور میں واقع سرکاری رہائش گاہوں (وحدت کالونی) لاہور کی مرمت بذریعہ ٹھیکیدار کرواتی ہے؛

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ دوران مرمت جو ملبہ نکلتا ہے اس کو اٹھانے کی ذمہ داری ٹھیکیدار اور محکمہ کی ہوتی ہے؛

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ یہ ملبہ نہ تو ٹھیکیدار اٹھاتا ہے اور نہ ہی محکمہ بلکہ ان کوارٹروں کے الاٹی اپنی جیب سے پیسے دے کر اٹھواتے ہیں؛

(د) درج بالا صورت حال کے تدارک کے لئے حکومت کیا اقدامات اٹھا رہی ہے، تفصیل فراہم کی جائے؛

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ مرمت کی دیکھ بھال کرنے والا اوورسیئر ٹھیکیدار سے اپنا کمیشن وصول کر کے مرمت کی مناسب دیکھ بھال نہیں کرتا، جس کی وجہ سے یہ سب کچھ ہو رہا ہے۔ اگر ایسا ہے تو اس کے خلاف حکومت کیا کارروائی کرنے کو تیار ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؛

وزیر مواصلات و تعمیرات،

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے۔

---

* تفصیل اسمبلی لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں۔

(ب) جی ہاں! یہ درست ہے ٹھیکیدار کنٹریکٹ ایگریمنٹ کی کلاز 44 کے مطابق ملبہ اٹھانے کا پابند ہے۔

(ج) یہ درست نہیں ہے جونہی کسی کوارٹر کی مرمت کا کام مکمل ہو جاتا ہے تو ملبہ اٹھانے کا ٹھیکیدار پابند ہے۔

(د) کام کی تسلی بخش تکمیل کا باقاعدہ سرٹیفکیٹ رہائشی سے ٹھیکیدار حاصل کرتا ہے۔ اس کے بعد اس کو ادائیگی کی جاتی ہے۔ رہائشی سرٹیفکیٹ جاری کرنے سے پہلے ملبہ اٹھوانے کی تسلی کر لیتا ہے۔ بصورت دیگر اس کی جمع شدہ سکیورٹی سے رقم کاٹ کر ملبہ اٹھوا دیا جاتا ہے۔

(ہ) یہ درست نہیں۔ سب انجینئر موقع پر ٹھیکیدار سے پہلے سے منظور شدہ اسٹیمیٹ میں درج شدہ Specifications کے مطابق کام کروانے کی نگرانی کرتا ہے۔

چوبرجی گارڈن اسٹیٹ اور پونچھ ہاؤس کوارٹرز کی مرمت کے اخراجات

*393۔ جناب بلال یاسین، کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) یکم جنوری 1999 سے آج تک چوبرجی گارڈنز اسٹیٹ اور پونچھ ہاؤس کوارٹرز لاہور کی مرمت کے لئے حکومت نے سالانہ کتنے فنڈ فراہم کئے؛

(ب) ان سالوں کے دوران جن کوارٹروں کی مرمت کی گئی ہے، ان کے نمبرز، الاٹی کا نام، عہدہ، گریڈ اور محکمہ کی تفصیل فراہم کی جائے اور ہر کوارٹر پر جو رقم خرچ کی گئی اس کی تفصیل فراہم کی جائے۔

(ج) اگر ان کوارٹروں کی مرمت سے قبل ان کے ٹینڈر اخبار میں دیئے گئے تو اخبار کا نام مع تاریخ نیز ان ٹینڈروں میں حصہ لینے والے ٹھیکیداروں کے نام اور تخمینہ کی تفصیل فراہم کی جائے۔

(د) کیا حکومت نے ان کوارٹروں کی مرمت کے لئے کوئی پالیسی بنائی ہے تو اس کی تفصیل فراہم کی جائے۔

(ہ) ان سالوں کے دوران کتنے کوارٹر ایسے ہیں جن کی مرمت ہر سال کی گئی ہے، ان کے نمبر اور ان کے الاٹی کا نام، عہدہ، گریڈ، محکمہ اور مرمت پر خرچ کردہ رقم کی تفصیل فراہم کی جائے؛

وزیر مواصلات و تعمیرات:

(الف) حکومت نے چوبرجی گارڈن اسٹیٹ اور پونچھ ہاؤس کوارٹروں کی مرمت کے لئے مندرجہ ذیل فنڈز مہیا کئے ہیں۔

سال	چوبرجی	پونچھ ہاؤس
1999-2000	7.752(M)	5.242(M)
2000-01	4.253(M)	3.723(M)
2001-02	2.859(M)	2.913(M)

(ب) ان کوارٹروں کی الاٹمنٹ محکمہ سروسز جنرل ایڈمنسٹریشن کی ذمہ داری ہے۔ لہٰذا ان کوارٹروں کے رہائشی حضرات کے نام، عہدہ، محکمہ اور گریڈ کی تفصیلات محکمہ بلڈنگز کے پاس نہ ہیں۔

مزید برآں اب تک جن مختلف کوارٹروں کی خصوصی مرمت کی گئی ہے۔ ان کی تفصیل مع خرچ شدہ رقم کی تفصیل بمطابق جز (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے *۔

(ج) حکومت کی پالیسی کے مطابق کوارٹروں کی مرمت کے ٹینڈر اخبار میں دیئے گئے۔ ان کی مکمل تفصیل بمطابق جز (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے *۔

(د) ان کوارٹروں کی موجودہ حالت کے پیش نظر ان کا باقاعدہ معائنہ کیا جاتا ہے اور ایسی عمارات یا کوارٹرز جن کی کارآمد زندگی ختم ہو چکی ہوتی ہے، ان کو پالیسی کے مطابق گرا دیا جاتا ہے تاکہ کسی بھی ناگہانی حادثہ کا سدباب ہو سکے۔ ایسی عمارات یا کوارٹر جن کی خصوصی مرمت سے ان کی کارآمد زندگی بڑھائی جا سکتی ہے ان کوارٹروں کی حالت کے پیش نظر estimate بنائے جاتے ہیں تاکہ ان کی کارآمد زندگی کو بڑھایا جا سکے۔

مندرجہ بالا پالیسی کو مدنظر رکھتے ہوئے حکومت نے چوبرجی گارڈن اور پونچھ ہاؤس میں ایک سکیم بنائی ہے۔ جس میں ان کوارٹروں کی خستہ حالت، چھتوں کی تبدیلی، واٹر سپلائی کے لئے نئی لائنیں اور سیوریج سسٹم کی بہتری کے علاوہ باتھ

---

* تفصیل اسمبلی لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں۔

رومز کے نئے دروازے وغیرہ لگائے جا رہے ہیں۔ تاکہ ان کالونیز کی مجموعی حالت کو بہتر بنا کر ان کی کارآمد زندگی کو بڑھایا جا سکے۔ اس سکیم پر مرحلہ وار کام ہو رہا ہے اور امید ہے کہ یہ سکیم ایک سال میں مکمل ہو جائے گی۔

(ہ) ان کوارٹروں کی سالانہ دیکھ بھال کا کام ہر سال فنڈز کی فراہمی کو مدنظر رکھتے ہوئے کیا جاتا ہے۔ البتہ کچھ کوارٹرز جو کہ بہت خستہ حالت میں ہوتے ہیں۔ ان کے لئے خصوصی مرمت کے estimate بنائے جاتے ہیں جن کی منظوری مجاز اتھارٹی دیتی ہے اور فنڈز فراہم کرتی ہے۔ جس کے بعد تمام قاعدے اور قانون کو مدنظر رکھتے ہوئے ان کی مرمت کروائی جاتی ہے۔ یہ درست ہے کہ بعض کوارٹروں میں ہر سال کام کروانا پڑتا ہے کیونکہ ایسے کوارٹر جن کا فرش' باتھ' پلستر اور دروازے وغیرہ زیادہ خراب ہوتے ہیں ان کے کام فنڈز کی کمی کے باعث ایک سال میں ہی ختم نہیں ہو سکتے لہذا ان کے کام دوسرے سال بھی کروانے پڑتے ہیں۔ ایسے کوارٹروں کے نمبروں کی تفصیل بمطابق جز(ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے *۔

چوبرجی گارڈن اسٹیٹ اور پونچھ ہاؤس
کوارٹروں کی چھتوں کی تبدیلی

*394۔ **جناب بلال یاسین**، کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) سال 1999ء سے آج تک چوبرجی گارڈنز اسٹیٹ اور پونچھ ہاؤس کوارٹرز لاہور کے کتنے کوارٹروں کی چھتیں تبدیل کی گئیں۔ ان کوارٹروں کے نمبر' ان کے الاٹیوں کے نام' عہدہ' گریڈ محکمہ اور ہر کوارٹر کی چھت کی مرمت کی مد میں خرچ کردہ رقم کی تفصیل فراہم کی جائے۔

(ب) کیا اس سلسلہ میں اخبارات میں ٹینڈر مشتہر ہوئے ہیں تو ان اخباروں کے نام مع تاریخ اور ٹینڈروں میں حصہ لینے والے ٹھیکیداروں کے نام اور ٹینڈر کی رقم کی تفصیل بھی فراہم کی جائے۔

---

* تفصیل اسمبلی لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں۔

(ج) اس وقت کتنے الاٹیوں نے چھتیں تبدیل کروانے کے لئے درخواستیں جمع کروائی ہوئی ہیں۔ ان کے نام، عہدہ، گریڈ اور محکمہ کی تفصیل الگ فراہم کی جائے۔

(د) کیا حکومت نے ان کوارٹروں کی خستہ حالت کے پیش نظر کوئی پالیسی تیار کی ہے اگر ہاں تو اس کی تفصیل فراہم کی جائے۔ اگر کوئی پالیسی نہیں بنائی گئی تھی تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات:

(الف) سال 1999 سے آج تک چوبرجی گارڈن اسٹیٹ لاہور میں 137 کوارٹروں اور پونچھ ہاؤس کالونی میں 59 کوارٹروں کی چھتیں تبدیل کی جا چکی ہیں۔ ان کوارٹروں کے مکینوں کے نام، عہدہ، گریڈ اور محکمہ کی تفصیل محکمہ ہذا کے پاس نہ ہے۔ ان کی الاٹمنٹ محکمہ سروسز جنرل ایڈمنسٹریشن کے ذمہ ہے۔ اب تک تبدیل کی گئی چھتوں کی مرمت اور تبدیلی پر اٹھنے والے اخراجات کی تفصیل بمطابق جز (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے *۔

(ب) حکومت کی پالیسی کے مطابق چھتوں کی تبدیلی کی سکیم کے ٹینڈر اخبار میں دیئے گئے۔ ان کی مکمل تفصیل بمطابق جز (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے *۔

(ج) اس وقت تک کسی بھی الاٹی نے چھتیں تبدیل کروانے کے لئے درخواست جمع نہیں کروائی۔ کیونکہ کوئی بھی الاٹی آسانی سے چھتیں تبدیل کروانے کے لئے رضامند نہ ہے۔ فیلڈ سٹاف گھر گھر جا کر لوگوں کو چھتیں تبدیل کرانے کے لئے قائل کرتا ہے۔ اب تک جن الاٹیز نے چھتیں تبدیل کروانے کے لئے رضامندی ظاہر کی ہے۔ اس کی تفصیل بمطابق جز (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے *۔ ان کوارٹروں کی الاٹمنٹ محکمہ سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن کی ذمہ داری ہے۔ لہذا ان کوارٹروں کے رہائشی حضرات کا نام، عہدہ، محکمہ اور گریڈ کی تفصیلات محکمہ بلڈنگز کے پاس نہ ہے۔

* تفصیل اسمبلی لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں۔

(د) ان کوارٹروں کی موجودہ خستہ حالی کے پیش نظر ان کا باقاعدہ معائنہ کیا جاتا ہے اور ایسی عمارات یا کوارٹر جن کی کارآمد زندگی ختم ہو چکی ہوتی ہے ان کو پالیسی کے مطابق گرا دیا جاتا ہے تاکہ کسی بھی ناگہانی حادثہ کا سدباب ہو سکے جس کا ایک منظور شدہ طریقہ کار ہے اور ایسی عمارات یا کوارٹر جن کی خصوصی مرمت یعنی چھتوں کی تبدیلی، دروازوں کی تبدیلی اور فرش وغیرہ کی مرمت سے ان کی کارآمد زندگی بڑھائی جا سکتی ہے ان کی خصوصی مرمت کے estimate بنائے جاتے ہیں تاکہ ان کی کارآمد زندگی کو بڑھایا جا سکے۔ مندرجہ بالا پالیسی کو مدنظر رکھتے ہوئے حکومت نے چوبرجی گارڈن اور پونچھ ہاؤس میں ایک سکیم بنائی ہے۔ جس میں ان کوارٹروں کی خستہ حالت، چھتوں کی تبدیلی، واٹر سپلائی کے لئے نئی لائنیں اور سیوریج سسٹم کی بہتری کے علاوہ باتھ رومز کے نئے دروازے وغیرہ لگائے جا رہے ہیں تاکہ ان کالونیز کی مجموعی حالت کو بہتر بنا کر ان کی کارآمد زندگی کو بڑھایا جا سکے۔ اس سکیم پر مرحلہ وار کام ہو رہا ہے اور امید ہے کہ یہ سکیم ایک سال میں مکمل ہو جائے گی۔

لاہور قصور سڑک کی تعمیر

*396۔سید مظفر حسن کاظمی: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور قصور روڈ کو دو رویہ کرنے کا منصوبہ منظور کیا گیا تھا اور اس کے فنڈ بھی جاری کر دیئے گئے تھے؛

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ لاہور قصور روڈ کے منصوبے پر ابھی تک کام شروع نہیں کیا گیا۔ اس کی کیا وجوہات ہیں۔ کیا تاخیر کرنے والے افسران کے خلاف محکمہ کوئی کارروائی کرنا چاہتا ہے تو اس کی تفصیل بتائی جائے اگر نہیں، تو اس کی وجوہات کیا ہیں؛

وزیر مواصلات و تعمیرات:

(الف) لاہور قصور روڈ کو دو رویہ کرنے کے لئے سرکاری وسائل سے نہ ہی کوئی منصوبہ بنایا گیا ہے اور نہ ہی اس کے لئے فنڈز مختص کئے گئے ہیں۔ پرائیویٹ سرمایہ کاری کے نظریہ کے تحت یہ کام میسرز میگا انفراسٹرکچر کو دیا گیا ہے۔ جس پر یہ فرم تقریباً 2 ارب روپے کی سرمایہ کاری کرے گی اور اپنے اخراجات مقررکردہ

حال ٹیکس کے ذریعے وصول کرے گی۔

(ب) یہ درست ہے کہ لاہور قصور روڈ کے منصوبے پر ابھی کام شروع نہیں کیا گیا چونکہ حکومت اس منصوبہ پر کوئی سرمایہ کاری نہیں کر رہی ہے۔ لہٰذا میسرز میگا انفراسٹرکچر اس منصوبے کے اخراجات کے لئے بینکوں سے قرضہ حاصل کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔ جونہی بینکوں نے منظوری دے دی اس پر کام شروع کر دیا جائے گا۔ چونکہ اس معاملے میں تاخیر کا کوئی افسر ذمہ دار نہ ہے۔ لہٰذا محکمانہ کارروائی کی ضرورت نہ ہے۔

ضلع جھنگ کے لئے جھنگ برانچ کا منظور شدہ پانی

*416۔سید حسن مرتضیٰ، کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) جھنگ برانچ نہر سے ضلع جھنگ کا کتنا پانی منظور شدہ ہے اور اس وقت اس نہر سے کتنا پانی جھنگ کے علاقہ کو دیا جا رہا ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ جھنگ کے حصہ کا پانی منظور شدہ کیوسک سے کم کر دیا گیا ہے۔ اگر ایسا ہے تو یہ پانی کس کس ضلع کو دیا گیا ہے اور اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ جھنگ کے منظور شدہ پانی کی دیگر ضلع میں تقسیم کی وجہ سے اس ضلع کے کاشتکار شدید مشکلات سے دو چار ہیں؟

(د) کیا حکومت ضلع جھنگ کا منظور شدہ پانی اس نہر سے اس کو سپلائی کرنے کو تیار ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟ نیز اس سے زراعت پر جو منفی اثرات پڑتے ہیں اس کا ذمہ دار کون ہے اس کے خلاف حکومت کارروائی کرنے اور اس نقصان کے ازالہ کے لئے تیار ہے، اگر نہیں تو وجوہات کیا ہیں؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی:

(الف) جھنگ برانچ سے ضلع جھنگ کا پانی 1132.00 کیوسک منظور شدہ ہے اور اس وقت ضلع جھنگ کو اس کے حصہ کے مطابق پانی دیا جا رہا ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے۔ ضلع جھنگ کو اس کے حصے کے مطابق پانی دیا جا رہا ہے۔

(ج) یہ درست نہ ہے۔ ضلع جھنگ کے حصے کا پانی کسی دیگر ضلع میں تقسیم نہیں کیا گیا ہے۔

(د) حکومت ضلع جھنگ کو دستیاب شدہ پانی کے مطابق سپلائی پہلے ہی دے رہی ہے۔ ملک کئی سالوں سے پانی کی شدید کمی کا شکار ہے۔ دریا اور جھیلیں خشک ہو رہی ہیں۔ بارشیں نہ ہونے کی وجہ سے زراعت پر کسی حد تک منفی اثرات مرتب ہوئے ہیں تاہم محکمہ دستیاب وسائل کو نہایت منصفانہ طور پر تقسیم کر رہا ہے۔ چونکہ پانی کی مجموعی کمی ایک قدرتی امر ہے۔ اس لئے کسی کو اس کا ذمہ دار نہیں ٹھہرایا جا سکتا اور نہ ہی اس کمی سے ہونے والے نقصانات کا ازالہ حکومت کی بساط میں ہے۔

وحدت کالونی کوارٹرز کی چھتوں کی تبدیلی

*456۔جناب قاسم ضیاء، کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ وحدت کالونی کوارٹرز لاہور کی چھتیں تبدیل کی جا رہی ہیں۔ یہ کام محکمہ کی کون سی ڈویژن کے سپرد کیا گیا ہے؛

(ب) چھتیں تبدیل کرنے کے لئے کتنی رقم مختص کی گئی ہے' ٹھیکیداروں کے نام مع ریٹ کیا ہیں اور کونسی فرم کی سلیب اور گارڈر منظور کئے گئے ہیں؛

(ج) جن کوارٹروں کی چھتیں تبدیل کی جا چکی ہیں ان کے نمبر کیا ہیں؛

(د) کیا یہ درست ہے کہ اس سے پہلے بھی کچھ کوارٹروں کی چھتیں تبدیل کی گئی تھیں۔ اگر ہاں تو ان کی تعداد مع نمبر کیا ہیں؛

وزیر مواصلات و تعمیرات:

(الف) یہ درست ہے۔ یہ کام پراونشل ورکس ڈویژن نمبر 4 کے سپرد کیا گیا ہے۔

(ب) چھتیں تبدیل کرنے کے لئے 62.174 ملین کی محکمانہ منظوری ہوئی ہے۔ سالانہ مختص شدہ رقم مع خرچہ حسب ذیل ہے۔

سال	مختص شدہ رقم	خرچہ
سال برائے 2000-2001	2.00 ملین	2.00 ملین
سال برائے 2001-2002	18.00 ملین	18.00 ملین
سال برائے 2002-2003	17.00 ملین	4.651 ملین (6 ماہ)

یہ کام دو ٹھیکیداروں کو الاٹ کیا گیا ہے۔
نمبر 1۔ پرو گریسو کنسٹرکشن کمپنی لاہور۔ ریٹ سلیب مع گارڈر سائز 8 فٹ زائد -/46 روپے فی مربع فٹ اور 8 فٹ تک -/38 روپے فی مربع فٹ
نمبر 2۔ افتخار اینڈ کمپنی لاہور ۔ایضاً۔

سلیب اور گارڈر محکمہ کی منظور شدہ فرموں سے لئے جاتے ہیں اور اس کام میں اظہار لمیٹڈ اور راوی بلڈرز کی چھتیں ڈالی جا رہی ہیں۔

(ج) اب تک 327 کوارٹروں کی چھتیں تبدیل کی جا چکی ہیں۔ ان کی تفصیل (الف) حسب ذیل ہے۔

(د) یہ درست نہ ہے۔

(الف)

وحدت کالونی کوارٹروں کی چھتوں کی تبدیلی کی فہرست

پراونشل ورکس ڈویژن نمبر 4 لاہور — پراونشل ورکس سب ڈویژن نمبر 14

نمبر شمار	بلاک نمبر	کوارٹر نمبر	تعداد
1۔	ای	49,21,13,4,2	5
2۔	ایف	55,52,37,20,13,4,2	7
3۔	جی	2	1
4۔	ایچ	36,35,33,32,31,30,29,24,22,21,14,12,5,4 68,67,66,64,62,60,59,57,54,63,48,44,43,40,39,38 90,84,78,77,76,75	36
5۔	آئی	29,26,22,20,18,17,16,15,13,11,10,9,7,6,5,4,3,1 62,61,60,53,52,49,47,44,43,42,39,32,31,30 95,90,86,85,84,83,80,77,71,70, 69,65,63	45
6۔	او	26,25,24,22,19,18,15,14,13,12,11,8,5,4,3,2,1, 31,30,29,28,27	22
7۔	پی	22,21,20,19,18,17,14,9,4,3,2,1	12
8۔	کیو	24,23,22,21,20,19,18,17,16,14,12,11,10,9,8,7,5,2	18
9۔	آر	21,20,19,18,17,16,14,12,11,10,9,8,7,6,5	15
		کل تعداد	161

وحدت کالونی کوارٹروں کی چھتوں
کی تبدیلی کی فہرست

پراونشل ورکس ڈویژن نمبر 4 لاہور

پراونشل ورکس سب ڈویژن نمبر 13

نمبر شمار	بلاک نمبر	کوارٹر نمبر	تعداد
1۔	اے	57,56,37,30,29,20	6
2۔	بی	29,24,23,20,19,10,8,7,4	9
3۔	سی	26,22,17	3
4۔	ڈی	40.35,26	3
5۔	جے	26,25,23,22,21,20,19,18,17,16,8,7,6,5,4,3,2,1,	34
		58.57,56,44,43,42,39,38,37,36,31,30,29,28,27	
6۔	کے	33,28,27,26,25.24,23,22,21,20,9,8,6,5,4,3,2,	24
		68,66,61,60,55,54,37	
7۔	ایل	26,21,20,19.15,14,13,12,11,10,9.8,7,6,5,2.1	23
		48,38,37,36,30,27	
8۔	ایم	23,22,21,19,18,17,16,14,13,12,11,10,9,8,7,6,2,1	52
		47,46,45,40,39,38,36,35,34,32,31,29,28,27,26,25,24	
		75,74,72,68,67,61,60,59,58,57,54,53,52,51,50,49,48	
9۔	این	34,24,18,10,8,7,6,5,4,3,2,1	12
		ٹوٹل	166
		کل تعداد 161+166	327

چک نمبر 5/61 شیخوپورہ میں کھالوں کی تعمیر و مرمت

*470۔چودھری عبدالغفور خان: کیا وزیر آبپاشی وقوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ چک نمبر 5/61 تحصیل ننکانہ ضلع شیخوپورہ میں کھال جگہ جگہ سے ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہیں جس کی وجہ سے وہاں سے گزرنا بھی مشکل ہے؟

(ب) اگر جز بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت کھال بنانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی:

(الف) کھال ہائے وغیرہ کی دیکھ بھال / مرمت کرنا اور اس کو ٹوٹ پھوٹ سے بچانا متعلقہ علاقہ کے زمینداران / کاشتکاران کی ذمہ داری ہے۔

(ب) کھال ہائے کی پختہ تعمیر / مرمت محکمہ اصلاح آبپاشی کے ذمہ ہے۔ لہٰذا مذکورہ سوال کا جواب متعلقہ محکمہ ہی بہتر دے سکتا ہے۔

منڈی بہاؤالدین کی سیلاب سے متاثرہ سڑک کی تعمیر و مرمت

*610۔میجر (ریٹائرڈ) احسان الٰہی چودھری: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع منڈی بہاؤالدین سے ملک وال روڈ براستہ آہلہ، ہریا 1992 کے سیلاب کے دوران ٹوٹ پھوٹ گئی تھی؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ بالا سڑک کی ابھی تک تعمیر و مرمت نہیں کی گئی؟

(ج) اگر مذکورہ بالا جز کا جواب ہاں میں ہے تو کیا حکومت سڑک مذکورہ کی تعمیر و مرمت کا ارادہ رکھتی ہے یا نہیں؟ اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات:

(الف) یہ درست ہے کہ یہ سڑک 1992 کے سیلاب سے متاثر ہوئی تھی اور اس کے کلومیٹر نمبر 2 اور 3 ٹوٹ پھوٹ گئے تھے۔

(ب) یہ درست نہ ہے۔ اس سڑک کے متاثرہ حصوں کی مرمت 94-1993 میں Restoration of flood damages پروگرام کے تحت کر دی گئی تھی۔

(ج) مذکورہ بالا مرمت کے باوجود اس سڑک کی تعمیر و کشادگی کی ضرورت ہے' یہ سڑک اس سال کے ترقیاتی پروگرام میں شامل ہے' ابتدائی کارروائی یعنی سروے اور estimate کی تیاری کے بعد اس سال کے آخر تک اس پر کام شروع ہونے کی توقع ہے۔ اسے ایشیائی ترقیاتی بینک کا مالی تعاون حاصل ہے۔

غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

نہروں میں پانی کی فراہمی

4۔رانا آفتاب احمد خان، کیا وزیرآبپاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) مالی سال 2000-1999 سے لے کر رواں مالی سال کے دوران نہروں کی مرمت' extension, improvement اور موگہ جات پر کتنے اخراجات آئے؟

(ب) متذکرہ عرصے کے دوران صوبے کی نہروں میں کتنے کتنے کیوسک پانی فراہم کیا گیا۔ تفصیل ربیع اور خریف کے حساب سے فراہم کی جائے؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی،

(الف) 2000-1999 سے لیکر دسمبر 2002 تک کے اخراجات کی تفصیل درج ذیل ہے۔

سال	اخراجات (ملین روپے)
1999-2000	336.717
2000-2001	396.500
2001-2002	433.901
2002-2003	194.000
	(Upto December 2002)

(ب) پنجاب کی نہروں میں خریف 1999 سے 10 دسمبر 2002 درج ذیل مقدار میں پانی فراہم کیا گیا۔

سال	(ملین کیوسک) خریف	(ملین کیوسک) ربیع
1999-2000	18.382	8.258
2000-2001	15.876	5.727
2001-2002	13.723	4.946
2002-10.12.2002	16.194	3.665

رانا مشہود احمد خان، جناب سپیکر! میں وزیر مواصلات سے ایک وضاحت چاہوں گا کہ سگیاں پل کے اوپر جو toll ٹیکس لیاجاتا تھاوہ 31 دسمبر تک پانچ روپے تھا اب انھوں نے دس روپے کر دیا ہے۔ اس کا نہ تو کوئی نوٹیفکیشن ہے اور نہ کچھ اور ہے۔ وہاں پر اگر لڑائی کی جائے تو پانچ روپے لے لیتے ہیں،نہیں تو ہر ایک سے دس روپے مانگتے ہیں۔ میں ان سے یہ وضاحت چاہوں گا کہ وہاں پر toll ٹیکس پانچ روپے ہے یا دس روپے ہے اور کیا اس کا کوئی نوٹیفکیشن ہوا ہے؟

جناب سپیکر، سگیاں پل پہلے پنجاب گورنمنٹ کی تحویل میں تھا اب یہ نیشنل ہائی وے کے پاس چلا گیا ہے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات ، میرے فاضل دوست رانا صاحب نے وضاحت کے لیے کہا ہے تو میں گزارش کروں گا کہ نوٹیفکیشن کے مطابق چارجز نہیں لیے جا رہے تو میں آج ہی اس کا نوٹس لیتا ہوں اور انشاء اللہ کل میں آپ کو اس کی رپورٹ دوں گا۔

چودھری اعجاز احمد سماں، جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے وزیر مواصلات سے یہ وضاحت چاہوں گا کہ چنیوٹ سے جھنگ جانے کے لیے پہلے چنیوٹ میں toll ٹیکس دینا پڑتا ہے۔ اسی گاڑی سے شیر آباد کے قریب وہی ٹھیکیدار دوبارہ toll

ٹیکس لیتے ہیں۔ میرے خیال کے مطابق وہ قانوناً ایک ہی پوسٹ پر ٹیکس لے سکتے ہیں۔ یہ محکمانہ ملی بھگت ہے۔ اس پر یہ وضاحت فرما دیں کہ کیا ٹیکس ایک جگہ لینا چاہیے یا دونوں جگہ پر؟

جناب سپیکر، شکریہ۔ جی، منسٹر صاحب! (شور و غل) ابھی التوائے کار کا وقت نہیں ہے---

جناب سمیع اللہ خان، جناب سپیکر! آپ نے یہ معاملہ reject کر دیا ہے کہ یہ فیڈرل گورنمنٹ کے پاس ہے۔ رانا صاحب نے جو مسئلہ پیش کیا ہے کہ اوور چارجنگ ہو رہی ہے۔ تو جواب یہ آیا ہے کہ یہ فیڈرل گورنمنٹ کا مسئلہ ہے۔ اس کی وضاحت فرما دیں کہ اس ایوان میں پھر کیا ہو رہا ہے؟

جناب سپیکر، یہ بتائیں کہ یہ مسئلہ فیڈرل گورنمنٹ کا ہے یا پنجاب گورنمنٹ کا ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات، جناب والا! سگیاں پل اس وقت پنجاب گورنمنٹ کے چارج میں ہے اور اس کے بارے میں رانا صاحب نے جو ارشاد فرمایا ہے، اگر اس کا نوٹیفکیشن ہے اور اوور چارجنگ کی جا رہی ہے تو اس کا میں آج ہی نوٹس لے کر ساری تفصیل جناب کی وساطت سے یہاں پر معزز ایوان میں پیش کر دوں گا۔

جناب سپیکر، جی، شعیب کریم صاحب!

چودھری شعیب کریم، شکریہ، جناب سپیکر! آپ نے مجھے موقع دیا۔ مجھے امید ہے کہ آپ میری بات توجہ سے سنیں گے۔ میلسی سدھنائی لنک کینال، 1965-66 میں سندھ طاس معاہدہ کے تحت، اس کا پہلے source ہیڈ اسلام تھا۔ جب ستلج کو بند کیا گیا تو بعد میں اس کو میلسی سدھنائی پر شفٹ کر دیا گیا۔ اب صورتحال یہ ہے کہ بہاول کینال کا حصہ چار ہزار کیوسک ہے۔ 1965-66 میں زیر کاشت رقبہ 2 لاکھ 80 ہزار ایکڑ تھا۔ اس کے بعد 1965 سے لے کر اب تک 40 ہزار ایکڑ آرمی کو الاٹ کیا گیا۔ 80 ہزار ایکڑ

رقبہ چولستان میں الاٹ کیا گیا اور صورتحال یہ ہے کہ ہماری موجودہ ضرورت 5,832 کیوسک بنتی ہے۔۔۔

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی، منسٹر مواصلات و تعمیرات!

وزیر مواصلات و تعمیرات، شکریہ۔ جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ وقفہ سوالات ختم ہونے کے بعد جب دوبارہ سوالات raise ہوتے ہیں تو اس سے ہاؤس in order نہیں رہتا جبکہ ہمارے معزز ممبران کا یہ استحقاق ہے کہ ان کے ذہن میں جو بھی باتیں ہیں وہ سوال کے ذریعے پوچھ سکتے ہیں۔ وقفہ سوالات کے بعد اپنی وضاحت کرنے سے دوسرے ممبروں کے وقت میں فرق پڑتا ہے۔ آپ بتائیں کہ کیا یہ مناسب ہے کہ وقفہ سوالات کے بعد سوالات کئے جائیں؟

مسئلہ استحقاق

ایس ایچ او مدینہ ٹاؤن فیصل آباد کا رکن اسمبلی سے رقم کا تقاضا اور بدتمیزی ۔۔۔(بحث جاری)

جناب سپیکر، میں نے ان سے گزارش کر دی ہے۔ اب ہم تحاریک استحقاق لیتے ہیں۔ تحریک استحقاق نمبر 12 ڈاکٹر اسد معظم صاحب کی ہے جو پہلے پڑھی جا چکی ہے۔ اب اس کا جواب آنا ہے۔ جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون، شکریہ۔ جناب سپیکر! کل معزز رکن نے بلال منصور چیمہ سب انسپکٹر کے رویے کے خلاف ایک تحریک استحقاق پیش کی تھی۔ چونکہ کل میرے پاس اس کا جواب نہیں تھا جس کے لئے میں نے آپ سے گزارش کی تھی کہ اس کو آج کے لئے pend کر دیا جائے اور آپ نے مہربانی فرما کر اس کو pend کر دیا تھا۔ کل رات ڈی آئی جی فیصل آباد اور ایس ایس پی فیصل آباد سے اس مسئلے پر میں نے بات کی ہے اور آج صبح میں نے متعلقہ افسر بلال چیمہ کو اپنے چیمبر میں بلایا بھی تھا۔ میری خواہش تھی کہ کم از کم اس ایوان میں حاضر ہونے سے پہلے میں معزز رکن کی متعلقہ آدمی سے بالمشافہ بات کروا دیتا اور کم از کم ہم اس کو اپنی پوزیشن clarify کرنے کا موقع دیتے۔ اس سلسلے میں معزز رکن سے میری بات ہوئی اور انہوں نے میرے اس موقف سے اتفاق نہیں کیا اور فرمایا کہ وہ اپنی تحریک استحقاق کو press کریں گے۔ تو اس سلسلے میں میں نے کل مہلت بھی اس لئے لی تھی کہ میں اس قسم کا تاثر نہ اس معزز ایوان میں اور نہ اس معزز ایوان کے باہر قطعی طور پر نہیں دینا چاہتا تھا کہ ہم کسی ملازم کے خلاف unheard کارروائی کر رہے ہیں۔ میں نے اس کا موقف سنا ہے۔ قطع نظر اس کے کہ میں اس کے موقف سے اتفاق کرتا ہوں یا نہیں۔ میں یہاں اس معزز ایوان میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ اس کا موقف تھا کہ اس نے اس سارے واقعہ سے deny کیا ہے۔ دوسرے نمبر پر راؤ سردار علی ایس پی انویسٹی گیشن کو میں نے اس معاملے کی انکوائری کے لئے لگایا ہے۔ انہوں نے مجھے انکوائری رپورٹ دینی ہے۔ یہ وہ حقائق ہیں جو کل اس معزز ایوان میں تحریک استحقاق اٹھائے جانے کے بعد اس وقت سامنے آئے ہیں۔ لیکن کل میرے بھائی اس بات پر اعتراض کر رہے تھے کہ میں اس کو ایک دن کے لئے pend کیوں کروا رہا ہوں؟ میں نے پہلے بھی justify کیا ہے کہ میں unheard بات نہیں کرنا چاہتا۔ لیکن اس معزز ایوان میں جب میں حلف لینے کے بعد آیا تھا تو میں نے اس بات کا اعادہ کیا تھا کہ اس ہاؤس میں

بیٹھے ہوئے ہر رکن کا استحقاق ہماری نظر میں برابر ہے اور اس کو قائم رکھنا میری ذمہ داری میں شامل ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین) آج بھی میں اس معزز ایوان میں اپنی اسی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ میں میرٹ پر نہیں جانا چاہتا۔ اگر میرے بھائی اس بات پر اپنا مؤقف قائم رکھتے ہیں اور اسے استحقاق کمیٹی میں بھیجنا چاہتے ہیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ یہ تحریک استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دی جائے۔ چونکہ کمیٹی تاحال form نہیں ہوئی۔ جناب نے ابھی سپیشل کمیٹی بنائی ہے۔ لیکن میں اپنے معزز رکن کو اس بات کا یقین دلاتا ہوں کہ پہلے دن سے حکومت کا یہ مؤقف رہا ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ ہمیشہ رہے گا کہ ہم نے آپ کے استحقاق کو قائم رکھنا ہے اور آپ کے استحقاق سے زیادہ ہمیں کوئی چیز عزیز نہیں ہے۔ شکریہ۔ (نعرہ ہائے تحسین)

ڈاکٹر اسد معظم، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی' ڈاکٹر صاحب!

ڈاکٹر اسد معظم، جناب سپیکر! میں آپ کا اور وزیر موصوف کا بہت ہی شکر گزار ہوں کہ آپ نے بروقت کارروائی کی مگر میں آپ کی اطلاع کے لئے ایک اور بات عرض کرنا چاہوں گا کہ تقریباً آٹھ دس روز پہلے جب میں نے یہ کہا کہ میں اس کو تحریک استحقاق کی شکل میں اسمبلی میں لے کر جاؤں گا تو میرے ڈیرے سے نکلنے والے دو ورکروں کو بلال چیمہ نے نہر سے اٹھایا۔۔۔

جناب سپیکر، ڈاکٹر صاحب! اب اس بات کو ختم کریں۔ یہ تحریک استحقاق سپیشل کمیٹی کے سپرد کی جاتی ہے اور سپیشل کمیٹی already تشکیل دی جا چکی ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جی' راجہ صاحب!

راجہ ریاض احمد، جناب سپیکر! میں لاء منسٹر صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے ممبر کا جو استحقاق مجروح ہوا ہے ان کی تحریک کو کمیٹی کے سپرد کیا ہے اور میں یہ امید کرتا

ہوں کہ وہ آئندہ بھی انشاء اللہ تعالیٰ پورے معزز ممبران کے استحقاق کی حفاظت کریں گے۔ میں نے کل ایک کمیٹی کے بارے میں لاء منسٹر صاحب اور وزیر بلدیات سے گزارش کی تھی، میں چاہوں گا کہ اگر وہ مہربانی کریں تو اس بارے میں بھی کمیٹی announce کر دیں یا فیصل آباد ضلع کونسل اور TMA کو وزیراعلیٰ انسپکشن کمیٹی کے حوالے کر دیں اور اس بارے میں وزیراعلیٰ انسپکشن کمیٹی سے انکوائری کروالیں تو ان کی مہربانی ہو گی۔

جناب سپیکر، جی، شکریہ! انہوں نے سن لیا ہے۔

چودھری اعجاز احمد سماں، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی!

چودھری اعجاز احمد سماں، جناب والا! میری گزارش یہ ہے کہ پہلے میری تحصیل وزیر آباد کو یہ شرف بخشا جائے اور اس کی تحقیق کرائی جائے۔

جناب سپیکر، شکریہ۔

جناب ارشد محمود بگو، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی، فرمائیں!

جناب ارشد محمود بگو، جناب سپیکر! آپ نے فرمایا ہے کہ اس تحریک کو سپیشل کمیٹی کے سپرد کر دیا ہے جب کہ وزیر موصوف نے یہ فرمایا ہے کہ کمیٹی ابھی بنی نہیں ہے۔

جناب سپیکر، میں کہہ رہا ہوں کہ میں نے سپیشل کمیٹی تشکیل دی ہے۔ ہاؤس نے ہی اس کو approve کیا تھا اور یہ اسی کے ہی سپرد کی ہے۔

جناب ارشد محمود بگو، ٹھیک ہے جناب۔

جناب سپیکر، پہلے ہم نے جو سپیشل کمیٹی بنائی ہے یہ اسی کے سپرد کر رہا ہوں اور میری کمیٹی سے گزارش ہو گی کہ وہ ایک ماہ کے اندر اندر اس کی رپورٹ دے۔ جی، شیخ امجد

عزیز صاحب! تحریک استحقاق نمبر 14۔

چیئرمین پنجاب ٹیکنیکل بورڈ کا رکن اسمبلی سے ملنے سے انکار

شیخ امجد عزیز: میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ مورخہ 10 دسمبر 2002 کو تقریباً 11 بجے دن انجینئر کرنل انور علی پرویز چیئرمین' پنجاب ٹیکنیکل بورڈ سے اپنے رزلٹ کی تصدیق کی بابت ملنے کے لئے ان کے آفس گیا۔ میں نے اپنا وزیٹنگ کارڈ بھجوایا تو آفیسر موصوف نے یہ بہانہ کر کے مجھے ملنے سے انکار کر دیا کہ میں ایک نہایت اہم میٹنگ میں مصروف ہوں۔ حالانکہ اسی دوران متعدد لوگوں نے آفیسر موصوف سے ملاقاتیں کیں جبکہ وہ اکیلے اپنے دفتر میں بیٹھے ہوئے تھے' اس بات کی تصدیق ان کے عملہ اور بورڈ کے دیگر افسران نے بھی کی تھی۔

جناب والا! چیئرمین کے اس رویہ سے نہ صرف میرا بلکہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہٰذا میری استدعا ہے کہ میری تحریک استحقاق کو کمیٹی برائے استحقاقات یا کسی خصوصی کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! آپ اس پر short statement دینا چاہیں گے؟

شیخ امجد عزیز: جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ میں مورخہ 10 دسمبر 2002 کو 11 بجے دن چیئرمین پنجاب ٹیکنیکل بورڈ سے ملنے گیا۔ میں نے ان کو اپنا وزیٹنگ کارڈ بھجوایا۔ انہوں نے کہا کہ میں میٹنگ میں مصروف ہوں میں نہیں مل سکتا۔ اس کے بعد میں تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ تک ان کے دفتر کے باہر بیٹھا رہا۔ ڈیڑھ گھنٹہ مسلسل انتظار کے باوجود وہ اس دوران کئی دفعہ اکیلے بھی بیٹھے رہے اور کئی دفعہ مختلف لوگوں نے ان سے ملاقات بھی کی۔لیکن انہوں نے مجھے شرف باریابی نہیں بخشا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ممبر صوبائی اسمبلی کا استحقاق

مجروح ہوا ہے اور میری آپ سے گزارش ہے کہ اس کو کمیٹی کے سپرد کر کے ایسے لوگوں کو بلا کر ان کو بتایا جائے کہ ممبران اسمبلی کا استحقاق کیا ہے؟

جناب سپیکر: شکریہ۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! میری استدعا ہے کہ چونکہ یہ وزیر تعلیم سے متعلقہ ہے اور اپنے بھائی کو ریلیف دینے کے لئے یہاں وزیر صاحب کا ہونا ضروری ہے۔ لہذا اسے تھوڑی دیر کے لیے pend فرمالیں اور بعد میں اس کو take up کر لیجئے گا۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! چونکہ وزیر صاحب تشریف نہیں رکھتے۔ کیا اسے بھی 6 تاریخ تک pend کر لیا جائے؟

شیخ امجد عزیز: جناب والا! اسے کل تک pend کر لیں۔

جناب سپیکر: کل چھٹی ہے۔

شیخ امجد عزیز: جناب والا! کیا 6 تاریخ کو میری دونوں تحاریک take up ہو جائیں گی؟

جناب سپیکر: کیا 7 تاریخ تک pend کر لیں؟

شیخ امجد عزیز: ٹھیک ہے۔ اسے 7 تاریخ تک pend کر لیں۔

جناب سپیکر: اس کو 7 تاریخ تک pend کیا جاتا ہے۔

سید احسان اللہ وقاص: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب والا! گزارش یہ ہے کہ آپ کی اس مہربانی پر میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ ہمارے معزز ممبران کے جو مسائل ہوتے ہیں کہ جہاں استحقاق مجروح

ہوتا ہے وہاں آپ ان تحاریک استحقاق کو پیش کرنے کی نظر عنایت کر دیتے ہیں۔ ہم سب یہاں پر صوبائی اسمبلی کے ممبران ہیں اور آئین کے تحت ہمارا یہ حق ہے کہ ہم صدر پاکستان کے انتخاب کے لئے ووٹ ڈالیں۔ میں نے یہ تحریک استحقاق پیش کی تھی کہ ایک ایسا شخص صدر پاکستان کہلاتا ہے جس کو میں نے ووٹ نہیں دیا۔ اس ہاؤس میں سے کسی آدمی نے ووٹ نہیں دیا اور اس سے ہمارا استحقاق مجروح ہوا ہے ۔آپ نے اس تحریک کو مسترد کر دیا ہے ۔ یہ ایک اہم مسئلہ ہے۔ ایک انسپکٹر کے سامنے ہمارا استحقاق مجروح ہوتا ہے تو آپ اسے take up کر لیتے ہیں ۔ بورڈ کے چیئرمین کے سامنے استحقاق مجروح ہوتا ہے تو آپ اسے take up کر لیتے ہیں۔

جناب سپیکر: براہ مہربانی آپ تشریف رکھیں۔ تحریک التوائے کار نمبر 42 محترمہ شہلا راٹھور صاحبہ کی ہے۔ جی' شہلا راٹھور صاحبہ!

رانا ثناء اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر ۔

جناب سپیکر: جی' فرمائیں ۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ آج جب وقفہ سوالات میں اس صوبے کی تعمیر و ترقی کے حوالہ سے بات ہو رہی تھی تو ان کا بار بار ذکر آیا۔ میں آپ کی توجہ اس جانب مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ میاں محمد شہباز شریف جو اس ایوان کے قائد بھی رہے 'لیڈر آف دی اپوزیشن بھی رہے انہوں نے اس صوبے کے لئے گراں قدر خدمات سرانجام دیں آج ان کا آپریشن ہے انہوں نے خود بھی اپیل کی ہے اور میں آپ کی توجہ اس جانب مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ ان کی صحت و سلامتی کے لئے دعا کی جائے۔

آوازیں: جناب والا! دعا کروا دیں۔

جناب سپیکر: میاں شہباز شریف صاحب کی صحت کے لئے دعا کی جائے۔

رانا ثناء اللہ خان، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اے اللہ تعالیٰ میاں شہباز شریف کو صحت کاملہ اورعمر دراز عطا فرما اور انہیں اس وطن میں واپس آنا نصیب فرما اور آ کر اپنا بھرپورکردار ادا کرنا نصیب فرما۔ (آمین)

جناب سپیکر، جی' محترمہ!

صاحبزادہ مزمل الرشید عباسی، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی' فرمائیں۔

صاحبزادہ مزمل الرشید عباسی، جناب والا! رانا صاحب میرے نہایت ہی قابل احترام سینئر ممبر ہیں۔ لیکن میں ان سے التجا کروں گا کہ براہ مہربانی یہ طریقہ نہ اپنائیں۔ ایسی دعائیں داتا صاحب کی نگری میں جا کر کریں۔ اسمبلی میں ایسی دعائیں نہیں ہوتیں۔

جناب سپیکر، کوئی بات نہیں ۔ دعا کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

رانا مشہود احمد خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی' فرمائیں۔

رانا مشہود احمد خان ، جناب والا! مجھے اپنے معزز بھائی کی بات پر بہت افسوس ہوا ہے۔ آج ہم اسمبلی کے ہاؤس میں یہ بات کہہ رہے ہیں کہ آج سے پہلے جو اس اسمبلی میں بیٹھتے رہے یا جو اس اسمبلی کو lead کرتے رہے ہم ان کے لئے دعائیں نہ کریں۔

جناب محمد وارث کلو، ان کا مقصد یہ تھا کہ رانا صاحب اس دعا کا بھی تمسخر اڑا رہے ہیں' خلوص دل سے دعا کرنی چاہئے اور ہم سب دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں صحت کاملہ عطا فرمائے۔

راجہ ریاض احمد، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی' راجہ صاحب!

راجہ ریاض احمد، جناب سپیکر! میں آپ کا ممنون ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا۔ بات یہ ہے کہ اس معزز ہاؤس میں حضرت قائد اعظم صاحب کی تصویر لگی ہوئی ہے۔ میں ان کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ ان کی وجہ سے ہمیں آزادی ملی اور ان کی محنتوں اور کوششوں سے آج یہاں اسمبلی موجود ہے اور ہم اس میں بیٹھے صوبہ پنجاب کے عوام کے حقوق کی بات کر رہے ہیں۔ لیکن ایک انتہائی اہم بات ہے کہ اس صوبے اور اس ملک کو آزادی حضرت قائد اعظم نے دلوائی اور اس صوبے اور اس ملک کی آزادی کا جو محافظ بنا ہے، جس نے ایٹم بم دیکر اپنی جان کی قربانی دی ہے۔ اس ملک کو ایٹم بم دیا ہے۔ میری گزارش ہے کہ اس عظیم شخصیت جناب ذوالفقار علی بھٹو کی تصویر بھی اس ہال میں لگائی جائے۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر، اب ہم تحاریک التوائے کار کو take up کرتے ہیں۔ محترمہ شہلا راٹھور کی تحریک التوائے کار نمبر 42 ہے۔جی، محترمہ شہلا راٹھور!

جی ٹی روڈ گوجرانوالہ تا لاھور سست رفتار اور پھیلاؤ والی گاڑیوں کی آمدورفت سے نظام ٹریفک میں تعطل

محترمہ شہلا راٹھور، جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ آئے دن جی ٹی روڈ گوجرانوالہ سے لاہور تک ٹریفک کا نظام سست رفتار، بیل گاڑیوں اور ٹریکٹر ٹرالی جو ٹوٹی پھوٹی ہوتی ہیں اور ان کا پھیلاؤ اس قدر زیادہ ہوتا

ہے کہ وہ تقریباً ساری سڑک پر چل رہے ہوتے ہیں۔ ان کی وجہ سے راستہ بند ہو جاتا ہے اکثر مقامات پر پلوں کے درمیان یہ سست رفتار اور پھیلاؤ والی توڑی پہنچانے والی گاڑیاں پھنس جاتی ہیں اور دوسری عام ٹریفک کا سارا نظام درہم برہم ہو جاتا ہے حتیٰ کہ گزرنے والی ایمبولینس کو بھی راستہ نہ ملتا ہے جس سے سخت ذہنی پریشانی ہوتی ہے اور مریضوں اور ان کے لواحقین کے لئے سخت پریشانی بن جاتی ہے ۔ ٹریفک بند ہونے سے بعض اوقات ڈکیتی کی واردات بھی گاڑیوں میں ہو جاتی ہے جس سے عوام میں سخت بے چینی ' اضطراب اور خوف پایا جاتا ہے۔ لہذا اس اہم مسئلہ کے حل کے لئے کارروائی کو معطل کر کے اسے زیر بحث لایا جائے۔

جناب سپیکر: جی' وزیر قانون!

وزیر قانون: شکریہ۔ جناب سپیکر! محترمہ نے جس مسئلہ کی طرف توجہ مبذول کروائی ہے۔ یہ واقعتاً ایک درپیش مسئلہ ہے۔ اس سلسلہ میں میری ایک گزارش ہے کہ صرف گزشتہ ماہ دسمبر 2002 میں جی ٹی روڈ پر 551 ٹریکٹر ٹرالیوں کو ٹکٹ جاری کئے گئے۔ 122 ٹریکٹر ٹرالیاں بند کی گئیں۔ 117 ڈرائیور گرفتار کئے گئے۔ اس کے علاوہ ٹریفک پولیس کو ہم نے خصوصی طور پر ہدایت کی ہے کہ وہ ٹریکٹر جو کہ رکاوٹ کا باعث بنتے ہیں' وہ گاڑیاں جو ٹریفک میں رکاوٹ کا باعث بنتی ہیں ان کے خلاف موثر طور پر کارروائی کی جائے لیکن اس کے ساتھ ہی میں یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ٹریکٹر ٹرالی اور اس پر سامان خاص طور پر زرعی اجناس کی آمدورفت ہے۔ اس سلسلے میں اگر زیادہ سختی کی جائے تو پھر بھی ہمارے دیہی علاقے کے لوگ معترض ہوتے ہیں۔ اس لئے میری اپنی محترم رکن اسمبلی سے گزارش ہے کہ حکومت already اس مسئلے پر کام کر رہی ہے اور ابھی کل ہی جناب وزیراعلیٰ نے صوبے میں ٹریفک پولیس کے نظام کو فعال بنانے کے لئے ایک جامع پالیسی ترتیب دی ہے۔ محترمہ نے جو معاملہ اٹھایا ہے اس لحاظ سے تو اہمیت کا حامل ضرور

ہے کہ ٹریفک پولیس کو اس مسئلے پر توجہ دینی چاہئے۔ اس کو بہتر کرنے کے لئے اقدامات کرنے چاہئیں۔ اس سلسلے میں ہم پہلے ہی اقدامات کر رہے ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ انھیں مزید بہتر بھی بنائیں گے لیکن جیسا کہ میں نے پہلے گزارش کی ہے کہ ہمیں اس کے ساتھ ساتھ تھوڑا سا یہ بھی خیال رکھنا پڑتا ہے کہ ہماری دیہی آبادی' جن کے پاس ٹرانسپورٹ کا ذریعہ ہی ٹریکٹر اور ٹرالیاں ہیں' انھیں بھی کسی قسم کی تکلیف نہ ہو تو انشاء اللہ تعالیٰ ان دونوں چیزوں میں توازن رکھتے ہوئے ہم اس صورت حال کو مزید بہتر بنانے کی کوشش کریں گے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: محترمہ! کافی تفصیل کے ساتھ جواب آ گیا ہے۔ کیا اب آپ مطمئن ہیں؟

محترمہ شہلا راٹھور: جناب سپیکر! میں سمجھتی ہوں کہ اگر ایسی ٹریفک کے لئے timing specify کر دیئے جائیں تو It will be more convenient otherwise I am satisfied

جناب سپیکر: وہ کہہ رہی ہیں کہ ایسی ٹریفک کے لئے کوئی timing fix کر دیئے جائیں۔

وزیر قانون: جناب والا! میں نے گزارش کی ہے کہ صوبے میں ٹریفک کے نظام کو بہتر بنانے کے لئے کل ہی وزیر اعلیٰ پنجاب نے ایک بریفنگ لی ہے۔ یقیناً جو اب ہم ضلعی پولیس کو task دے رہے ہیں وہ اپنے اپنے اضلاع میں اس صورت حال کو بہتر بنانے کے لئے ہی دے رہے ہیں۔ بہرحال محترمہ کے ضلعے میں ہم خاص طور پر ٹریفک کے انچارج کو کہیں گے کہ وہ اپنے ضلعے میں صورتحال کو بہتر بنانے کے لئے خصوصی اقدامات کریں۔

جناب سپیکر: محترمہ! تو کیا اب آپ press نہیں کرتیں؟

محترمہ شہلا راٹھور: جی ہاں! میں press نہیں کرتی۔

جناب سپیکر: چونکہ محرک press نہیں کرتیں۔ اس لئے یہ تحریک dispose of ہوئی۔

اگلی تحریک التوائے کار نمبر 43 ہے۔۔۔

رانا آفتاب احمد خان : پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر : جی' رانا صاحب !

رانا آفتاب احمد خان : جناب سپیکر ! میں ایک بہت ہی اہم مسئلہ کی طرف آپ اور وزیر قانون کی توجہ دلوانا چاہوں گا کہ پاکستان کے اہم اخبارات میں سے " نوائے وقت " نے آج 4 ۔ فروری کے اخبار میں ایک ایسی خبر شائع کی ہے۔ جس سے آپ بھی پریشان ہو جائیں گے اور شاید حکومتی بنچز بھی پریشان ہوں گے۔ اس میں لکھا ہے کہ :

> "(ق) لیگ کے لیڈر کا بلدیہ ڈنگہ کی قیمتی اراضی پر قبضہ' ملازمین کو زخمی کر دیا۔ تحصیل کھاریاں کے بلدیہ ملازمین کی ہڑتال۔ سابق ایم پی اے کے بھائی میاں امجد محمود اور موجودہ رکن کے چچا مسلح ساتھیوں کے ہمراہ camping ground کی آٹھ کروڑ روپے مالیت اراضی پر زبردستی جا بیٹھے۔ بلدیہ ملازمین نے مزاحمت کی تو انھیں زد و کوب کیا گیا۔ ہڑتال سے تحصیل کھاریاں' بلدیہ لالہ موسیٰ اور ڈنگہ میں صفائی سٹریٹ' واٹر سپلائی بند ہو گئی۔ ملازمین نے سڑکوں پر دھرنا دیا۔ قابضین کے خلاف پلے کارڈز اور بینرز لہرائے۔ ناجائز قبضہ نہیں کیا گیا۔ پہلے ہی سے ہمارے پاس تھا "۔

جناب سپیکر ! بات یہ ہے کہ (ق) سے عام طور پر قائد اعظم مطلب لیا جاتا ہے۔ مگر اس اخبار کی خبر سے ایسے لگتا ہے کہ [***********] یہ فوری اہمیت کا حامل مسئلہ ہے۔ آپ براہ کرم rules suspend کر کے اس معاملے پر عام بحث کریں۔

* بحکم جناب سپیکر صفحہ نمبر 759 الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب سپیکر : میں یہ الفاظ کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔ جی، وزیر قانون!

وزیر قانون : جناب سپیکر ! میں اپنے بھائی رانا آفتاب صاحب کا بڑا احترام کرتا ہوں۔ میرے ذہن میں ان کے بارے میں ایک بڑا اچھا تاثر تھا کہ میرے بھائی بڑے سینئر پارلیمنٹیرین ہیں۔ میں عرض یہ کرنا چاہتا ہوں کہ اگر میرے بھائی کو ان لوگوں کا اتنا ہی احساس ہے تو یہ تحریک لے کر آتے ، آپ سے درخواست کرتے کہ رولز کو معطل کر کے تحریک کو take up کیا جائے۔ میں اس کا جواب دیتا لیکن یہ کوئی طریقہ کار نہیں ہے کہ تحاریک التوائے کار چل رہی ہیں اور یہ ایک اخباری خبر کو اٹھا کر لے آئے ہیں کہ جی اس پر بات کریں۔ اگر آپ لانا چاہتے ہیں تو تحریک لائیں۔ ہم اس کا جواب دیں گے۔

جناب محمد وارث کلو : جناب سپیکر ! میں نے تحریک التوائے کار دی ہوئی ہے ابھی شاید اس کی باری نہ آسکے۔ اگر آج کے بعد اس کی باری آئے گی تو اس کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ میں ایک فوری مسئلہ پر تحریک التواء پیش کرنا چاہتا ہوں کہ محکمہ پولیس نے 70 اسامیاں ڈرائیوروں کی اور 70 اسامیاں وائرلیس آپریٹروں کی مشتہر کی ہیں۔ اس سلسلے میں تقریباً 25 ہزار لڑکے یہاں لاہور میں آچکے ہیں جبکہ اضلاع میں جو درخواستیں پڑی ہیں وہ ابھی ادھر نہیں پہنچیں۔لوگ ہوٹلوں میں دربدر کی ٹھو کریں کھا رہے ہیں۔ ہر لڑکے کے ساتھ ان کے لواحقین بھی ہیں۔ تو میں توجہ دلانا چاہوں گا کہ اگر کوئی بھی پالیسی بناتے وقت لوگوں کی سہولت کو مدنظر رکھا جائے تو میرے خیال میں اس قسم کی صورت حال پیدا نہ ہو۔ میری آپ کی وساطت سے وزیر قانون صاحب سے عرض ہے کہ اس کو ملتوی کر دیں۔ یہ 31 ۔ جنوری سے 8 ۔فروری تک کا procedure ہے ۔ اسے ملتوی کر کے اپنی اپنی range میں کروایا جائے یا ضلع وار کروایا جائے۔

جناب سپیکر : شکریہ ۔ تشریف رکھیں۔ وزیر قانون صاحب نے آپ کی بات سن لی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 43 ہے۔

سیالکوٹ کے آڑھتیوں اور ڈیلروں

کی ناپ تول میں بددیانتی

محترمہ شہلا راٹھور، جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ضلع سیالکوٹ کے علاقہ منڈی مسرانوالی، قلعہ کالر والا، پسرور وغیرہ کے کسان جب اپنی اجناس غلہ منڈی میں فروخت کے لئے لے جاتے ہیں تو ان علاقوں کے آڑھتی اور ڈیلرز ناپ تول میں بے ایمانی کرتے ہیں اور کسانوں کو بلاوجہ پریشان کرتے ہیں۔ ان میں سے چند آڑھتی غنڈہ گردی کرتے ہوئے کسانوں سے زبردستی زیادہ تول لے لیتے ہیں۔ ایک مرتبہ ان کی آڑھتوں پر گیا ہوا مال واپس نہیں لے جانے دیتے۔ جس سے کسانوں کے درمیان جھگڑا پیدا ہو جاتا ہے۔ یہ مسئلہ فوری طور پر اسمبلی کی دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ لہذا استدعا ہے کہ اسمبلی کی کارروائی معطل کر کے اسے زیر بحث لایا جائے۔

جناب سپیکر۔ جی، وزیر قانون صاحب!

وزیر قانون۔ جناب سپیکر! یہ موجودہ تحریک التواء ایک عمومی شکایت ہے۔ مسرانوالی، قلعہ کالر والا مارکیٹ کمیٹی پسرور کی notified حدود میں واقع ہے۔ جہاں تک منڈیوں میں ناپ تول کے نظام کا تعلق ہے۔ لیبر ڈیپارٹمنٹ کے ملازمین اس کو چیک کرتے ہیں۔ مزید برآں سیکرٹری مارکیٹ کمیٹی پسرور کو ہدایت کی گئی ہے کہ اگر کوئی شکایت ملے تو لیبر ڈیپارٹمنٹ سے مل کر اس کا ازالہ کیا جائے۔ اس نوٹس کی کاپی لیبر ڈیپارٹمنٹ کو بھی بھیج دی گئی ہے۔ مزید برآں اس سلسلے میں محکمہ نظامت زراعت، تجارت و معاشیات لاہور اور محکمہ زراعت سول سیکرٹریٹ میں ابھی تک کوئی ہمیں شکایت موصول نہیں ہوئی اور اگر شکایت واضح کی جائے تو اس پر مارکیٹ کمیٹی قانون کے مطابق کارروائی عمل میں

لائے گی۔

جناب سپیکر ! ابھی اس تحریک کے حوالے سے میری وزیر لیبر سے بھی بات ہوئی ہے۔ وزیر زراعت بھی یہاں پر موجود ہیں۔ مارکیٹ کمیٹیاں وزارت زراعت کے ماتحت آتی ہیں۔ ہاؤس میں جو بات ہوئی ہے اس سے ان کو بھی آگاہی حاصل ہوئی ہے۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اگر اس قسم کی کوئی شکایت موقع پر پائی گئی تو ذمہ دار لوگوں کے خلاف ضروری کارروائی کی جائے گی۔ محکمہ لیبر بھی کارروائی کرے گا۔ محکمہ زراعت بھی کارروائی کرے گا لیکن اس کے علاوہ اگر کوئی specific واقعہ محترمہ ہمارے نوٹس میں لائیں گی تو انشاء اللہ تعالیٰ اس پر بھی کارروائی کی جائے گی۔ بہت بہت شکریہ۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ شہلا راٹھور: جناب سپیکر ! ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب نے زراعت کو ایک priority دے رکھی ہے لیکن اس کا ایک کسان کو تب ہی فائدہ ہو گا جب اس کا return اچھا ملے گا۔ جب وہ اپنی اجناس کپاس، چاول، گنا وغیرہ لے کر جاتے ہیں تو وہاں انھیں یہ ساری مشکلات درپیش آتی ہیں۔ اگر کسی کسان نے قرضہ لے کر کوئی فصل اگائی ہے اور وہاں اسے return اچھا نہیں ملا تو وہ اپنے اخراجات اور یہ قرضہ کہاں سے پورا کرے گا۔ آڑھتیوں کے پاس ایک تھیلا 60 کلو کے لئے ہوتا ہے لیکن جب وہ تول کرتے ہیں تو وہ اس میں 65 کلو گرام تک بھر لیتے ہیں۔ میں کہوں گی کہ اس کے لئے کمپیوٹرائزڈ کنڈے لگائے جائیں تاکہ ناپ تول میں کوئی بے ایمانی نہ ہو سکے۔ جب کوئی آڑھتی ناپ تول میں خرابی کرتا ہے تو اس کی آڑھت کو seal کیا جائے۔ وہاں پر ایسے کئی واقعات ہو چکے ہیں اور جس کی وجہ سے کئی مرتبہ کسانوں نے سڑکوں کو بلاک کر کے، اپنی ٹرالیاں سڑکوں پر کھڑی کر کے احتجاج کیا ہے۔ میرے خیال میں یہ سب باتیں on record ہیں۔ میں نے جو مثبت حل بتائے ہیں ان پر عمل کیا جائے۔ ان کی قیمتوں کو regularize کیا جائے، تول

کرنے والے آڑھتیوں کا کمیشن بھی fix کیا جائے۔ کوئی پانچ فیصد لیتا ہے، کوئی تین فیصد لیتا ہے۔ "تھندا" "مار لینا کہتے ہیں اور یہ اس کی ایک خاص term ہے جس کی وجہ سے کسانوں کو بہت زیادہ پریشانی ہے۔ میں تجویز کروں گی کہ وہاں پر الیکٹرانک کنڈے لگائے جائیں، دوسرا ایسی آڑھتوں کو seal کیا جائے جو اس طرح کی کرپشن میں ملوث ہیں۔

Otherwise I am satisfied

جناب سپیکر: جی، وزیر زراعت!

وزیر زراعت: جناب سپیکر! ٹیکنیکلی اور قانونی طور پر تو یہ تحریک التوائے کار لیبر ڈیپارٹمنٹ سے متعلقہ ہے لیکن میں نے بھی اس کا نوٹس لیا ہے۔ میں اپنی بہن کو یہ یقین دلاتا ہوں کہ وزیر لیبر یہاں پر تشریف فرما ہیں۔ بنیادی طور پر دیہات میں 75 فی صد کسانوں کی آبادی ہے۔ ہم ان کے تمام حقوق کا تحفظ کرنے کے لئے تیار ہیں۔ میں نے اپنی مارکیٹ کمیٹی کو warn کیا ہے کہ اگر یہاں پر کوئی ایسا incident ہوا ہے یا آئندہ ہو گا تو آپ کو اس کے نتائج بھگتنے پڑیں گے۔ تو میں یقین دلاتا ہوں کہ چاہے وہ ناپ تول کی بات ہو، چاہے وہ مارکیٹ کمیٹی کی بات ہو، چاہے وہ منڈی کے آڑھتیوں کی بات ہو، ہم ensure کریں گے کہ اپنے کسان بھائیوں کو ہر قسم کی سہولیات زندگی مہیا کر سکیں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔

چودھری ممتاز علی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیے!

چودھری ممتاز علی: شکریہ۔ جناب سپیکر! ہماری معزز ممبر شہلا راٹھور صاحبہ نے یہ کہا کہ ڈیلر اور آڑھتی حضرات تول میں کمی بیشی کرتے ہیں۔ میں ان کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ میرا تعلق بھی اسی تحصیل سے ہے اور میں بھی ایک رائس ملز اونر ہوں۔ جو انھوں نے بیگ کے وزن کی بات کی وہ 65 kg ہوتا ہے۔ حکومت نے سپر باسمتی کا ریٹ 450 یا 430 مقرر کیا ہوا تھا لیکن اوپن مارکیٹ میں رائس ڈیلروں نے 550 روپے تک خریدا۔ انہیں گورنمنٹ نے مجبور نہیں کیا بلکہ یہ اوپن مارکیٹ کی وجہ سے تھا۔ جو لودھی صاحب بتا رہے ہیں کہ وہاں پر مارکیٹ کمیٹیاں مکمل طور پر با اختیار ہیں۔ اگر انہیں کسی ڈیلر یا کسی آڑھتی سے شکایت

ہے تو پلیز! کیا یہ ان کا نام بتا سکتی ہیں؟ شکریہ۔
جناب سپیکر، محرک تحریک کو press نہیں کرتیں اس لئے یہ تحریک التوائے کار dispose of ہوئی۔
چودھری اصغر علی گجر، جناب والا! یہ بات کسی ذاتی آڑھتی کی نہیں اور یہ معاملہ صرف چاولوں تک ہی نہیں ہے۔ زمینداروں کو ہر فصل پر یہ مشکلات پیش آتی ہیں اور یہ بات حکومت کے دیکھنے کی ہے کہ جب بھی فصل کا سیزن آتا ہے اس وقت گورنمنٹ نے اس فصل کے جو ریٹ مقرر کئے ہوتے ہیں یہ آڑھتی ان سے کم ریٹ پر مال خریدتے ہیں۔ کپاس ہے' چاول ہے' گندم ہے' گنا ہے' تمام چیزیں جو زمیندار فراہم کرتا ہے وہ مناسب قیمت پر نہیں خریدی جاتیں۔ جب اس کا سیزن آتا ہے تو کم قیمت پر خریدا جاتا ہے۔ یہ زمینداروں کے لئے مسئلہ ہے' اس کا حل سوچنا چاہئے۔ شکریہ۔
چودھری ممتاز علی، جناب والا! معزز ممبر نے بات کی کہ حکومت جو ریٹ مقرر کرتی ہے آڑھتی یا ڈیلر اس ریٹ سے کم خریدتے ہیں۔ یہ اوپن مارکیٹ کی بات ہے کہ جب رائس ایکسپورٹ نہیں ہو گا تو کوئی ڈیلر پاگل تو نہیں کہ اسے زیادہ ریٹ پر خریدے۔ میں نے ابھی بتایا کہ گورنمنٹ کی طرف سے peddy کا ریٹ 430 یا 450 تھا۔ یہ پہلا موقع تھا کہ زمیندار کی peddy کی فصل 550 روپے تک فروخت ہوئی۔ ان کی فی ایکڑ پیداوار -/25,000 سے -/30,000 روپے نکلی۔ ڈیلروں اور آڑھتیوں کو نہ تو حکومت نے مجبور کیا اور نہ ہی کسی مارکیٹ کمیٹی نے مجبور کیا۔ ہمارے ہاں جو ایکسپورٹ آئٹم ہیں مثلاً کپاس اور چاول وغیرہ' حکومت کو چاہئے کہ ان کی ایکسپورٹ کے سلسلے میں تعاون کرے۔ شکریہ۔
جناب سپیکر، شکریہ۔ جی' شیخ صاحب!
شیخ اعجاز احمد، جناب والا! میں اس معزز ایوان کی توجہ ایک انتہائی اہم واقعہ کی طرف دلانا چاہتا ہوں کہ وزیراعلیٰ پنجاب اور اس ایوان نے کیبنٹ کے ذریعے جو شادی بیاہ آرڈیننس جاری کیا۔۔۔
جناب سپیکر، شیخ صاحب! relevant بات کریں۔ تحریک التوائے کار سے شادی بیاہ کا کیا تعلق ہے؟ پلیز آپ تشریف رکھیں' میں اجازت نہیں دوں گا۔

شیخ اعجاز احمد ، جناب والا! میں آپ کو بتاتا ہوں۔ بڑی اہم بات ہے۔
جناب سپیکر، میں اجازت نہیں دوں گا۔ آپ relevant بات کریں۔
شیخ اعجاز احمد، جناب والا! میں گورنمنٹ کو appreciate کرنا چاہتا ہوں۔
جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔ جب بل آئے گا' اس پر بحث ہو گی تو آپ کو موقع دیا جائے گا۔ آپ تشریف رکھیں۔
شیخ اعجاز احمد، جناب والا! اس بل کی خلاف ورزی کی گئی ہے۔
جناب سپیکر، تشریف رکھیں۔ تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہوتا ہے۔ اب ہم قراردادیں take up کرتے ہیں۔ شیخ صاحب! پلیز آپ تشریف رکھیں ۔ جب وہ بل آئے گا تو آپ کو موقع دیا جائے گا۔ اس وقت بات کر لینا۔ جی' راجہ صاحب!
راجہ ریاض احمد، جناب والا! آپ اس بات پر رولنگ دیں کہ کیا ہاؤس کے اندر کوئی ممبر یا سٹاف کا ممبر کوئی چیز کھا پی سکتا ہے؟
جناب سپیکر، میں سن نہیں سکا؟
راجہ ریاض احمد، اس ہاؤس کے اندر کوئی معزز ممبر یا سٹاف کا کوئی ممبر کوئی چیز کھا پی سکتا ہے یا نہیں؟
جناب سپیکر، کھاتا ہوا کوئی نظر نہیں آ رہا۔
راجہ ریاض احمد، جناب! آپ رولنگ دیں پھر میں آپ کو دکھاتا ہوں۔
جناب سپیکر، رولنگ بعد میں دے دوں گا لیکن کوئی نظر نہیں آ رہا۔
راجہ ریاض احمد، جناب والا! بہت ساری معزز خواتین چیونگم کھا رہی ہیں۔
ڈاکٹر انجم امجد، جناب والا! میں اپنے معزز بھائی سے درخواست کروں گی کہ خواتین پر نظر رکھنے کی بجائے ایوان میں جو تحریکیں پیش ہو رہی ہیں ان کے متعلق سوچیں اور سنیں۔ ایوان میں جو بحث ہو رہی ہے اسے غور سے سنیں۔ ترقیاتی منصوبے پیش کریں بجائے یہ کہ خواتین پر نظریں رکھیں۔(قطع کلامیاں)

قراردادیں

قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد انضباط کار 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قواعد 32,27 اور 115 کی معطلی

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ پلیز تشریف رکھیں۔ آپ کو موقع دیا جائے گا۔ جناب محمد بشارت راجہ وزیر قانون و پارلیمانی امور اور شیخ امجد عزیز نے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت 32,27 اور 115 کو معطل کر کے یوم یکجہتی کشمیر کی بابت قرارداد پیش کرنے کی اجازت طلب کی ہے۔ محرک اپنی تحریک پیش کریں۔

وزیر قانون: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

> "قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب مصدرہ 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 32,27 اور 115 معطل کر کے یوم یکجہتی کشمیر کی بابت قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے "۔

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

> "قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب مصدرہ 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 32,27 اور 115 معطل کر کے یوم یکجہتی کشمیر کی بابت قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے "۔

جناب سپیکر: کیا ہاؤس اجازت دیتا ہے؟

(تحریک منظور ہوئی)

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

یوم یکجہتی کشمیر پر قرارداد

وزیر قانون: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

> "صوبہ پنجاب کے عوام کا یہ نمائندہ ایوان مقبوضہ کشمیر کے مظلوم عوام کے حق خودارادیت کی بھرپور حمایت کرتا ہے اور ان کی جدوجہد آزادی کی سیاسی، اخلاقی اور سفارتی سطح پر بھرپور مدد کرنے کا اعادہ کرتا

ہے۔ یہ ایوان اس امر کا بھی پرزور مطالبہ کرتا ہے کہ مقبوضہ کشمیر میں نہتے کشمیریوں کا بہیمانہ قتل عام اور ان پر ڈھائے جانے والے ظلم و ستم کا سلسلہ فی الفور بند کیا جائے۔ یہ ایوان اقوام متحدہ کی قراردادوں کی روشنی میں مقبوضہ کشمیر میں استصواب رائے کرانے کا مطالبہ کرتا ہے اور عالمی برادری سے مسئلہ کشمیر کے پرامن حل کے لئے بھارت پر دباؤ ڈالنے اور اسے مذاکرات پر آمادہ کرنے کی پر زور اپیل بھی کرتا ہے۔ یہ حقیقت عالمی برادری پر عیاں ہے کہ کشمیر کی آزادی ایک ایسی مسلمہ حقیقت ہے جس کی سچائی سے کوئی بھی انکار نہیں کر سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ 10 لاکھ بھارتی فوج بھی کشمیریوں کے حق خود ارادیت کے جذبہ کو متزلزل نہیں کر سکی اور کشمیری قوم کا بچہ بچہ ظالم قابضوں کے سامنے سینہ سپر ہے۔ اس موقع پر ہم اپنے اس موقف کا اعادہ کرتے ہیں کہ ہم قائد ایوان کی قیادت اور اپوزیشن کی معاونت سے کشمیریوں کی حق خودارادیت اور آزادی کی جدوجہد میں ہمیشہ ان کے ساتھ رہیں گے"۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"صوبہ پنجاب کے عوام کا یہ نمائندہ ایوان مقبوضہ کشمیر کے مظلوم عوام کے حق خودارادیت کی بھرپور حمایت کرتا ہے اور ان کی جدوجہد آزادی کی سیاسی، اخلاقی اور سفارتی سطح پر بھرپور مدد کرنے کا اعادہ کرتا ہے۔ یہ ایوان اس امر کا بھی پرزور مطالبہ کرتا ہے کہ مقبوضہ کشمیر میں نہتے کشمیریوں کا بہیمانہ قتل عام اور ان پر ڈھائے جانے والے ظلم و ستم کا سلسلہ فی الفور بند کیا جائے۔ یہ ایوان اقوام متحدہ کی قراردادوں کی روشنی میں مقبوضہ کشمیر میں استصواب رائے کرانے کا مطالبہ کرتا ہے اور عالمی برادری سے مسئلہ کشمیر کے پرامن حل کے لئے بھارت پر دباؤ ڈالنے اور اسے مذاکرات پر آمادہ کرنے کی پر زور اپیل بھی کرتا ہے۔ یہ حقیقت عالمی برادری پر عیاں ہے کہ کشمیر کی آزادی ایک ایسی مسلمہ حقیقت ہے جس کی سچائی سے کوئی بھی انکار نہیں کر سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ 10 لاکھ بھارتی فوج بھی کشمیریوں کے

حق خودارادیت کے جذبہ کو متزلزل نہیں کر سکی اور کشمیری قوم کا بچہ
بچہ ظالم قابضوں کے سامنے سینہ سپر ہے۔ اس موقع پر ہم اپنے اس
موقف کا اعادہ کرتے ہیں کہ ہم قائد ایوان کی قیادت اور اپوزیشن کی
معاونت سے کشمیریوں کی حق خودارادیت اور آزادی کی جدوجہد میں
ہمیشہ ان کے ساتھ رہیں گے "۔ (نعرہ ہائے تحسین)

سید احسان اللہ وقاص، جناب سپیکر! مقبوضہ کشمیر میں جو مجاہدین جہاد کر رہے ہیں ہم ان کی جدوجہد کو بھی سلام پیش کرتے ہیں اور وہاں جو شہید ہوئے ہیں ان کے درجات کی بلندی کے لئے بھی دعا کرتے ہیں۔

جناب سپیکر، احسان اللہ صاحب! مفہوم تو وہی بنتا ہے۔

سید احسان اللہ وقاص، اس میں مجاہدین کی جدوجہد کا بالکل کوئی ذکر نہیں ہے۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! یہ قرارداد ایک consensus کے ساتھ لائی گئی ہے اور اس میں ترمیم کرنے کا بھی اپنا ایک طریقہ کار ہے۔ اس طرح کھڑے ہو کر اس میں ترمیم نہیں کرائی جا سکتی۔ اب میری گزارش یہ ہوگی کہ میرے ساتھ co-mover امجد صاحب ہیں۔ انہیں موقع دیا جائے کہ وہ اپنے خیالات کا اظہار کریں اور اس کے بعد اگر ایوان میں کوئی معزز رکن بات کرنا چاہتا ہے تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔

جناب سپیکر، جی، شیخ صاحب!

شیخ امجد عزیز، جناب سپیکر! آج جو بات میں کشمیری بھائیوں سے اظہار یکجہتی کے لئے کہنا چاہتا ہوں۔ یہ پنجاب اسمبلی کے ہر ممبر اور پنجاب میں بسنے والے ہر شخص کے دل سے نکلنے والی اس دعا کے الفاظ ہیں، جس میں پنجاب میں رہنے والا ہر شخص یہ کہتا ہے کہ کشمیری بھائیو! تم ہمارے ہو، پاکستان تمہارا ہے۔ میں کشمیری بھائیوں کی تاریخ ساز جدوجہد آزادی اور ناقابل تسخیر جذبہ حریت کو سلام پیش کرتے ہوئے انڈین پرائم منسٹر اٹل بہاری واجپائی کو یہ کہنا چاہتا ہوں کہ۔

رات کو آفتاب مت دیکھو
جنگلوں میں گلاب مت دیکھو
اپنی آنکھیں بھی ضائع کر لو گے
فتح کشمیر کے خواب مت دیکھو

جناب سپیکر! یہ ٹھیک بات ہے کہ پاکستان کشمیر کا پر امن مستقل حل چاہتا ہے لیکن ہمارے حکمرانوں کو اس بات کو بھی سنجیدگی سے سوچنا پڑے گا کہ ہندو بنیا ہمارے ملکی حالات کی وجہ سے ہماری شرافت کو شرافت کم اور بزدلی زیادہ سمجھ رہا ہے اور امریکہ جس کے ہم فرنٹ لائن اتحادی ہیں۔ وہ بھی ہمیشہ کی طرح اس دفعہ بھی کشمیر پر منافقانہ رویہ رکھے ہوئے ہے اور پاکستان کو اسلام کا مضبوط قلعہ سمجھتے ہوئے اس کو تباہی کی طرف دھکیل رہا ہے۔ یہ لمحہ فکریہ ہے اور کسی نے بہت خوب کہا ہے کہ۔

جو کچھ آج تک ہوا صریح گواہی ہے
صورت حال حقیقت سے آگاہی ہے
امریکہ کی تابع داری ٹھیک نہیں
اس جھانسے کے پیچھے بڑی تباہی ہے

جناب سپیکر! میں کشمیری بھائیوں سے اظہار یک جہتی کرتے ہوئے اس عزم کو دہرانا چاہتا ہوں کہ کشمیر پاکستان کی شہ رگ ہے اور مکار بنئے کو کہنا چاہتا ہوں کہ ہمارے صبر کو نہ آزماؤ کیونکہ صبر کا پیمانہ لبریز ہوتے ہی پاکستان کا بچہ بچہ بہ زبان شاعر یہ نعرہ لگاتے ہوئے گھر سے کشمیر کی طرف پورے عزم اور حوصلے سے بڑھے گا کہ۔

یہ بات عیاں ہے دنیا پر
ہم پھول بھی ہیں تلوار بھی ہیں
یا بزم جہاں مہکائیں گے
یا خوں میں' نہا کر دم لیں گے

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میرا ہر کشمیری بھائی اپنے اسلاف اور شہداء کی یہ بات ہنستے ہوئے دہرا کر شہید ہونے پر فخر محسوس کرتا ہے کہ،

ہمارے نام سے ہوں گی روایتیں زندہ
ہمارے حصے میں پرچم وفا کے آئے ہیں

کشمیری پاکستان سے محبت اور وفا کا کیا ہوا وعدہ پورے عزم اور ہمت سے نبھا رہے ہیں اور انشاء اللہ ہر وہ پاکستانی جو خود کو پاکستانی کہلانے پر فخر محسوس کرتا ہے اپنے خون کا آخری قطرہ بھی کشمیر کے ذرے ذرے پر قربان کرنے کے لئے تیار ہے۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ آپ فرمائیں۔

جناب محمد وقاص، اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم ○ والصلوۃ والسلام علی سید الانبیاء والمرسلین ○ قرآن پاک کی ایک آیت ہے۔

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○
وَمَا لَکُمْ
لَا تُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَالْمُسْتَضْعَفِیْنَ مِنَ الرِّجَالِ
وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ الَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا
مِنْ ھٰذِہِ الْقَرْیَۃِ الظَّالِمِ اَھْلُھَا ۚ وَاجْعَلْ لَّنَا مِنْ
لَّدُنْکَ وَلِیًّا ۚ وَّاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْکَ نَصِیْرًا ○

ترجمہ: "اور تمہیں کیا ہوا کہ نہیں لڑتے اللہ کی راہ میں اور کمزور مردوں اور عورتوں اور بچوں کے واسطے جو یہ دعا کر رہے ہیں کہ اے ہمارے رب! ہمیں اس بستی سے نکال جس کے لوگ ظالم ہیں اور ہمیں اپنے پاس سے کوئی حامی دے دے' اور ہمیں اپنے پاس سے کوئی مددگار دے دے "۔

میرے سامنے یہ ایک رپورٹ ہے جس میں جنوری 1990 سے لے کر 31۔ دسمبر 2002 تک کشمیر میں جو مظالم ہوئے ان کی ایک brief سی statistics ہے۔ میں ایوان کے سامنے یہ رکھنا چاہتا ہوں تاکہ لوگوں کو پتا چلے کہ وہ ہمارے کشمیری بھائی اور بہنیں کس عذاب سے گزر رہے ہیں۔ ان 12 سالوں میں شہید ہونے والے بے گناہ مردوں' عورتوں اور بچوں کی تعداد 85,375 ہے۔ دوران حراست پکڑے جانے والے اور مارے جانے والے ہمارے مجاہد بھائیوں کی تعداد 6,103 ہے۔ شہداء کے یتیم بچوں کی تعداد 1,500 ہے۔ شہداء کی بیوگان کی تعداد 21,000 ہے۔ شہید ہونے والے مسلمان قائدین کی تعداد 912 ہے۔ زندہ جلائے جانے والے طلباء کی تعداد 692 ہے۔ زخمی ہونے والے مردوں' عورتوں' بچوں اور بوڑھوں کی تعداد 92,000 ہے۔ اس وقت جیلوں میں قید مردوں' عورتوں اور بچوں کی تعداد 11,000 ہے۔ تفتیشی اور ٹارچر سیلوں میں تشدد سے ناکارہ اور معذور ہونے والے نوجوانوں کی تعداد 10,000 ہے۔ اس کے علاوہ ایسی مسلمان بہنیں جنہیں بے آبرو کیا گیا ان کی تعداد 8,000 ہے۔ ایسی مسجدیں جن کو جلایا گیا وہ 835 ہیں اور ایسے گھر جن کو نذر آتش کیا گیا وہ ایک لاکھ سے اوپر ہیں۔ کیا اب بھی ہم صرف قراردادوں پر رہیں گے یا کوئی عملی اقدام کریں گے اور ان کو بچانے کے لیے کوئی کام کریں گے؟ ساری تفصیل کے بعد ہماری یہ قراردادیں بے معنی ہو جاتی ہیں کہ ہمارے جسموں میں خون دوڑ

رہا ہو اور ہمارے دھڑوں پر سر قائم ہوں اور ہماری نوجوان بہنوں کو وہاں پر بے آبرو کیا جائے اور ہم قراردادیں پیش کریں تو یہ شرم کا مقام ہے۔

جناب سپیکر، شکریہ۔ میرے خیال میں اس قرارداد کو کسی نے oppose نہیں کیا۔ تو میں پڑھتا ہوں۔ یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:۔

"صوبہ پنجاب کے عوام کا یہ نمائندہ ایوان مقبوضہ کشمیر کے مظلوم عوام کے حق خودارادیت کی بھرپور حمایت کرتا ہے اور ان کی جدوجہد آزادی کی سیاسی، اخلاقی اور سفارتی سطح پر بھرپور مدد کرنے کا اعادہ کرتا ہے۔ یہ ایوان اس امر کا بھی پرزور مطالبہ کرتا ہے کہ مقبوضہ کشمیر میں نہتے کشمیریوں کا بہیمانہ قتل عام اور ڈھائے جانے والے ظلم و ستم کا سلسلہ فی الفور بند کیا جائے۔ یہ ایوان اقوام متحدہ کی قراردادوں کی روشنی میں مقبوضہ کشمیر میں استصواب رائے کرانے کا مطالبہ کرتا ہے اور عالمی برادری سے مسئلہ کشمیر کے پرامن حل کے لیے بھارت پر دباؤ ڈالنے اور اسے مذاکرات پر آمادہ کرنے کی پرزور اپیل کرتا ہے۔ یہ حقیقت عالمی برادری پر عیاں ہے کہ کشمیر کی آزادی ایک ایسی مسلمہ حقیقت ہے جس کی سچائی سے کوئی بھی انکار نہیں کر سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ دس لاکھ بھارتی فوج بھی کشمیریوں کے حق خودارادیت کے جذبے کو متزلزل نہیں کر سکی اور کشمیری قوم کا بچہ بچہ ظالم قابضوں کے سامنے سینہ سپر ہے۔ اس موقع پر ہم اپنے اس موقف کا اعادہ کرتے ہیں کہ ہم قائد ایوان کی قیادت میں اپوزیشن کی معاونت سے کشمیریوں کی حق خودارادیت اور آزادی کی جدوجہد میں ہمیشہ ان کے ساتھ رہیں گے "۔

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

(نعرہ ہائے تحسین)

محترمہ صبا صادق، جناب سپیکر! میں آپ کی ممنون ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا ہے۔ میں ایک انتہائی اہم بات کی طرف توجہ دلاؤں گی کہ یہاں پر ہمارے قائد محترم جناب محمد علی جناح کا پورٹریٹ آویزاں ہے۔ میں چاہوں گی کہ آج اس ایوان میں

بے شمار ہماری خواتین بہنیں موجود ہیں۔ کیا ہی اچھا ہو کہ محترمہ فاطمہ جناح کا پورٹریٹ بھی سامنے لگا دیا جائے تاکہ ان بہنوں کو پتا چل سکے کہ محترمہ فاطمہ جناح نے کس طرح سے اپنے بھائی کے شانہ بشانہ چل کر یہ سرزمین حاصل کی۔ آج ہم ان کی وساطت سے اس ایوان میں پہنچی ہیں کہ جس طرح وہ مردوں کے شانہ بشانہ چلیں، مقابلہ کیا اور اس ظلم و جبر کے وقت کو انھوں نے ہم بہنوں کے لیے آسان کیا تاکہ یہ، یہ نہ سمجھیں کہ یہ اپوزیشن کے بھائی جو شفقت بھری نگاہوں سے اپنی بہنوں کو دیکھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ آپ آئیں اور سیدھی جگہ پر بیٹھیں جیسے محترمہ بے نظیر بھٹو نے، جیسے محترمہ کلثوم نواز نے ان کی ڈکٹیٹر شپ کے دور کا جس طرح مردانہ وار مقابلہ کیا، میں سمجھتی ہوں کہ ان کو ٹریننگ کی ضرورت ہے۔ ان کو محترمہ فاطمہ جناح کا کریکٹر پڑھنے کی ضرورت ہے تاکہ ان کو پتا چلے کہ سیاست میں، ایوان میں تمام مرد اور عورتیں سب برابر ہیں۔ تمام ایم پی اے ہیں اور ان میں کوئی فرق نہیں ہے۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔ محترمہ تشریف رکھیں۔ شیخ صاحب! تشریف رکھیں۔ اب قرارداد نمبر 1 چودھری جاوید احمد صاحب کی ہے۔

غیر سرکاری ارکان کی کارروائی
(مفاد عامہ سے متعلق قراردادیں)

پاک پتن اور عارف والا کو سوئی گیس کی فراہمی

چودھری جاوید احمد: جناب سپیکر! میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے موقع فراہم کیا اور میری تحریک پر یہ قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی۔ میں اس حوالے سے یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ میرا تعلق وسطی پنجاب کے ضلع پاک پتن سے ہے اور میرا حلقہ

پی پی 228 ہے۔ اس حوالے سے میں یہ قرارداد پیش کرنا چاہتا ہوں کہ۔

"یہ ایوان وفاقی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ ضلع پاک پتن کے شہروں' پاک پتن اور عارف والا کو سوئی گیس کی فوری فراہمی یقینی بنائے۔ جس سے اس پسماندہ ضلع کے لیے بھی ترقی و خوشحالی کا سفر شروع ہو سکے "۔

جناب سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ۔

"یہ ایوان وفاقی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ ضلع پاک پتن کے شہروں' پاک پتن اور عارف والا کو سوئی گیس کی فوری فراہمی یقینی بنائے۔ جس سے اس پسماندہ ضلع کے لیے بھی ترقی و خوشحالی کا سفر شروع ہو سکے "۔

صاحبزادہ مزمل الرشید عباسی: جناب سپیکر! کیا میں اس میں ایک ترمیم دے سکتا ہوں؟

جناب سپیکر: کیا آپ اسے oppose کرتے ہیں؟

صاحبزادہ مزمل الرشید عباسی: جناب والا! آپ کی اجازت سے میں حمایت کرتے ہوئے ایک لفظ شامل کرنا چاہوں گا۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ میں آپ کو بتاتا ہوں۔ آپ کو پہلے ترمیم کا نوٹس دینا چاہیے تھا۔ پھر آپ اس میں ترمیم لا سکتے تھے۔ کیونکہ اب کسی معزز رکن کی طرف سے کوئی نوٹس ہمیں نہیں ملا۔ لہذا یہ تحریک oppose نہیں ہوئی۔ اس لیے میں یہ پڑھتا ہوں۔ یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ۔

"یہ ایوان وفاقی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ ضلع پاک پتن کے شہروں' پاک پتن اور عارف والا کو سوئی گیس کی فوری فراہمی یقینی بنائے۔ جس سے اس پسماندہ ضلع کے لیے بھی ترقی و خوشحالی کا سفر شروع ہو سکے "۔

(قرارداد منظور ہوئی)

جناب سپیکر: دوسری قرارداد میاں محمد اصغر صاحب کی ہے۔ میاں صاحب قرارداد پڑھیں۔

بہادر نگر فارم ضلع اوکاڑہ میں بنیادی مرکز صحت کا قیام

میاں محمد اصغر، جناب سپیکر! میں آپ کا بے حد ممنون ہوں کہ آپ نے ایوان میں مجھے اپنی قرارداد پیش کرنے کا حکم صادر فرمایا ہے۔

"اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبائی حکومت فوری طور پر بہادرنگر فارم ضلع اوکاڑہ میں بنیادی مرکز صحت (B H U) قائم کرے کیونکہ بہادر نگر فارم ایشیا کا سب سے بڑا فارم ہے جہاں آبادی بھی زیادہ ہے جو بنیادی صحت کی سہولت سے ابھی تک محروم ہے "۔

جناب سپیکر، شکریہ۔ یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ،۔

"اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبائی حکومت فوری طور پر بہادرنگر فارم ضلع اوکاڑہ میں بنیادی مرکز صحت (B H.U) قائم کرے کیونکہ بہادر نگر فارم ایشیا کا سب سے بڑا فارم ہے جہاں آبادی بھی زیادہ ہے جو بنیادی صحت کی سہولت سے ابھی تک محروم ہے "۔

چونکہ قرارداد کو oppose نہیں کیا گیا۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! منسٹر صاحب oppose کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر، جی، فرمائیں۔

وزیر صحت، جناب سپیکر! محکمہ صحت کی ایک پالیسی ہے۔۔۔

جناب سپیکر، منسٹر صاحب! آپ پلیز، تشریف رکھیں۔ پہلے محرک کو بات کر لینے دیں۔ آپ کو بعد میں موقع دیا جائے گا۔ میاں صاحب! آپ مزید کچھ کہنا چاہیں گے؟

میاں محمد اصغر ، جناب والا! میری ایک گزارش ہے کہ اگر ہیلتھ منسٹر صاحب اپنا criteria پہلے بیان فرما دیتے تو میں بعد میں اس پر بات کرتا۔ وہ اپنے criteria میں یہ بیان فرمائیں گے کہ یونین کونسل میں صرف ایک Basic Health Unit بنتا ہے۔ اگر یہی criteria ہے تو میرے گاؤں میں بھی ایک Basic Health Unit ہے اور ایک کلومیٹر پر اکبر چک ہے جس کا موضع بھی علیحدہ ہے اور یونین کونسل بھی علیحدہ ہے۔ یونین کونسل علیحدہ ہونے کی

وجہ سے وہاں پر بھی Basic Health Unit بنا ہوا ہے۔ میرا پوائنٹ یہ تھا کہ بہادر نگر فارم ایشیاء کا سب سے بڑا کیٹل فارم ہے اور اس کے گردونواح کی آبادیاں تقریباً تیس ہزار نفوس پر محیط ہیں۔ میں یہ گزارش کرتا ہوں کہ بہادر نگر فارم کے اردگرد جو Basic Health Unit یا رورل ہیلتھ سنٹر بنے ہوئے ہیں وہ تقریباً 12 کلومیٹر کے فاصلے پر بنے ہوئے ہیں اور وہاں سے کوئی ٹرانسپورٹ کا انتظام بھی نہیں ہے۔ اس criteria میں رہ کر اگر یہ بات کرنا چاہتے ہیں تو پھر میں مستفید نہ ہو سکوں گا۔ لیکن جہاں تک ان لوگوں کی مجبوری اور صحت عامہ کا سوال ہے تو میں آپ کی وساطت سے ہیلتھ منسٹر صاحب سے یہ گزارش کروں گا کہ براہ کرم آپ میری اس بات پر ضرور غور فرمائیں اور اس قرارداد کو پاس ہونے دیں تاکہ وہ لوگ اس سے مستفید ہو سکیں۔ کیونکہ بہادر نگر فارم میں افزائش نسل کا کام ہوتا ہے اور راوی نیلی بھینس اور ساہیوال کی گائے جو کہ all world میں ریکارڈ پیش کر رہی ہے۔ براہ کرم ان کی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے آپ وہاں Basic Health Unit تعمیر کروائیں اور ان کو اس بنیادی سہولت سے محروم نہ رکھیں۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر ہیلتھ!

وزیر صحت: جناب سپیکر! آپ کا شکریہ کہ آپ نے مجھے موقع دیا۔ ہمارے محکمہ صحت کی بڑی سیدھی سادھی پالیسی ہے اور اس پالیسی کے پیچھے کچھ reasons ہیں۔ ہماری پالیسی یہ ہے کہ پنجاب کی ہر یونین کونسل میں جس کی اوسطاً آبادی بیس سے پچیس ہزار نفوس پر مشتمل ہو ایک BHU قائم ہوتا ہے۔ میری تو دلی خواہش ہو گی کہ ہر گاؤں میں ایک ڈاکٹر تعینات کیا جائے۔ لیکن ہم نے اپنے بجٹ کو بھی دیکھنا ہوتا ہے۔ BHU کے قیام کی بنیاد پاپولیشن ہوتی ہے۔ اس کی بنیاد کسی ایشیا یا دنیا کا سب سے بڑا فارم ہونا نہیں ہے بلکہ اس کی بنیاد پاپولیشن ہوتی ہے۔ یہ بنیاد ہم نے اس لئے رکھی ہے کیونکہ اس علاقے کی ضروریات کے مطابق یہ سب سے بڑا indicator ہے۔ BHU میں ایک ڈاکٹر اور تقریباً آٹھ فرد کا عملہ ہوتا ہے۔ اس BHU کے لئے تقریباً سات لاکھ کی ادویات مختص کی جاتی ہیں۔ بہادرنگر فارم GD 37 میں ہے اور اس سے ملحق یونین کونسل GD 24 ہے۔ GD 24 کا چک

اس علاقے کا سب سے بڑا چک ہے اور وہیں پر BHU بنایا گیا ہے جس کو GD 24 BHU کہتے ہیں۔ اس یونین کونسل کی آبادی تقریباً 23 ہزار 8 سو 77 ہے جو کہ بیس سے پچیس ہزار کی اوسط میں آتی ہے۔ بہادرنگر فارم کے اندر already ایک ڈسپنسری اور ایک Maternal and Child Health Centre موجود ہے اور صرف ڈسپنسری کی حد تک ہم اڑھائی لاکھ کی ادویات ان کو مہیا کرتے ہیں۔ ایم سی ایچ سی کا بجٹ اس سے علیحدہ ہے۔ اس کے علاوہ بہادرنگر فارم کے اندر اس ڈسپنسری میں ہفتے میں دو دفعہ ایک ڈاکٹر رورل ہیلتھ سنٹر گوگیرہ سے مریضوں کا معائنہ کرنے کے لئے آتا ہے۔ ہمارے نزدیک ان تمام سہولیات کے تحت وہاں پر BHU بنانا نہ effective ہے اور نہ ہماری پالیسی کے مطابق ہے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر، جی' میاں صاحب!

میاں محمد اصغر ، جناب والا! میں بڑی معذرت کے ساتھ ہیلتھ منسٹر صاحب سے تھوڑی سی گزارشات پیش کروں گا۔ انہوں نے پاپولیشن کی بات کی ہے تو میں insist کرتا ہوں اور میں آپ کو پڑھ کر سنا دیتا ہوں کہ اگر ان آبادیوں کی ratio پچیس ہزار آبادی سے کم ہو تو میں اپنے اس معاملہ کو withdraw کر لوں گا۔ بہادرنگر فارم ایک امپلائز اور آفیسرز کالونی ہے۔ اس کے علاوہ بہادرنگر' چک بہادر شاہ' موضع دادوآنہ' موضع کمبر' تاری وٹواں چک نمبر 36 اے جی' موضع فتوانہ چک نمبر 38 جی ڈی اور چک نمبر 25 جی ڈی' ان کا آپس میں انٹرلنک ہونے کا سفر زیادہ سے زیادہ چار کلومیٹر بنتا ہے۔ یہ صرف کیٹل فارم نہیں ہے بلکہ یہاں پر آبادی بھی بہت زیادہ ہے۔ میں گزارش کر رہا ہوں کہ براہ کرم اپنے criteria میں نظر ثانی فرما کر ہمیں BHU ضرور الاٹ کیا جائے۔

جناب سپیکر، شکریہ۔

چودھری اصغر علی گجر، جناب سپیکر! میں وزیر موصوف کی بات پر ایک بات کرنا چاہتا ہوں کہ یہ بات درست ہے کہ گورنمنٹ کی پالیسی کے تحت ہر یونین کونسل میں ایک BHU قائم کر دیا گیا ہے لیکن اس میں اس بات کا خیال نہیں رکھا گیا کہ اس یونین کونسل کی

آبادی اس BHU کے چاروں طرف کس حد تک پھیلی ہوئی ہے؟ ایک یونین کونسل کا ہیڈ کوارٹر یہاں پر ہے اور دوسری یونین کونسل کا ہیڈ کوارٹر بھی اسی سے ملحقہ ہے یعنی بہت ہی کم فاصلے پر ہے۔ یعنی BHU دونوں یونین کونسلوں کے ہیڈ کوارٹر میں بن گئے ہیں۔ اس لئے عوام ان کی سہولتوں سے محروم رہ گئے ہیں۔ BHU یقیناً ان یونین کونسلوں میں قائم ہو گئے ہیں۔ جس یونین کونسل کے ہیڈ کوارٹر پر BHU بنا ہے وہ ایک طرف ہے اور پوری آبادی ایک طرف ہے' ان کا خیال نہیں رکھا گیا۔ اس لئے اس criteria کو تبدیل کر کے ان لوگوں کا خیال رکھا جائے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی' ڈاکٹر صاحب!

ڈاکٹر مظفر علی شیخ: میں جناب کی توجہ اس امر کی طرف مبذول کرواؤں گا کہ یہ بنیادی مرکز صحت 1980 کی دہائی کے ابتدائی دنوں میں بنے تھے اور اس وقت پاکستان کی آبادی دس' گیارہ کروڑ کے قریب تھی جو کہ آج کل تقریباً چودہ کروڑ ہو چکی ہے۔ اس وقت یہ طریقہ کار تھا کہ جہاں پر 2500 آبادی ہو گی وہاں پر بنیادی مرکز صحت بنے گا۔ یہ اس وقت کی آبادی کے لحاظ سے تھا۔ دوسری بات یہ ہے کہ ہر ضلع کونسل میں جتنی اس میں یونین کونسلیں تھیں اسی کے حساب سے بنیادی مراکز صحت بنے تھے تو آج devolution plan کے تحت ہر ضلع میں وہاں کے معروضی حالات کے مطابق یونین کونسلوں کی تعداد بھی زیادہ ہو گئی ہے۔ کیا میں یہ تجویز دے سکتا ہوں کہ ایک تو آبادی میں اضافے کو مدنظر رکھتے ہوئے اور دوسرا یونین کونسلوں کی تعداد میں اضافہ کے باعث پہلی پالیسی پر نظرثانی کر کے موجودہ صورتحال کے پیش نظر بنیادی مراکز صحت allocate کئے جائیں؟

جناب سپیکر: شکریہ۔

وزیر صحت: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی' فرمائیں۔

وزیر صحت: جناب سپیکر! ڈاکٹر صاحب اور میاں محمد اصغر صاحب نے بالکل درست فرمایا ہے۔

جب BHU کا infrastructure متعارف کروایا گیا تو population کو بنیاد بنایا گیا لیکن density of population کا خیال نہیں رکھا گیا اس کی وجہ سے بہت سارے BHU پاپولیشن کے سنٹر میں نہیں ہیں۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اب ہم بہت ساری جگہوں پر جو نئے BHU بنا رہے ہیں ان میں صرف پاپولیشن کو بنیاد نہیں بنائیں گے بلکہ density of population کا خیال بھی رکھا جائے گا اور بہادر نگر کے معاملہ پر بھی غور کیا جائے گا اور آبادی کے تناسب کے مطابق ہم اس پر عمل کریں گے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔

وزیر قانون: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں۔

وزیر قانون: جناب سپیکر! میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ معزز رکن نے ایک طرف ایک علاقہ میں صحت کی بنیادی سہولتیں فراہم کرنے کے لئے ایک قرارداد پیش کی ہے۔ منسٹر صاحب نے اس کو اس لئے oppose کیا تھا کہ وہ اس پر اپنے محکمہ کا نقطہ نظر بتانا چاہتے تھے۔ اب چونکہ محرک کی بات بھی سامنے آ گئی ہے اور منسٹر صاحب کی بات بھی سامنے آ گئی ہے اور ویسے بھی میں معزز رکن کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ ان کی اپنی حکومت ہے ۔ اس ایوان میں بیٹھے ہوئے ہر ممبر کی حکومت ہے ان کو پورا حق پہنچتا ہے کہ وہ اپنے علاقے کے مسائل کو اجاگر کریں متعلقہ محکمہ جات کے نوٹس میں لائیں انہوں نے ایک پوائنٹ اٹھایا اور منسٹر صاحب نے اس کا جواب دیا۔ اس لئے میں معزز رکن کی خدمت میں عرض کروں گا کہ بجائے اس کے کہ وہ اس کو ایک قرارداد کی شکل میں لائیں۔ معزز رکن اپنا نقطہ نظر بیان کر چکے ہیں اور منسٹر صاحب اس کو نوٹ کر چکے ہیں۔ میں آپ کو یقین دہانی کراتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ اس مسئلہ کو priority میں دیکھا جائے گا اور ان کے علاقے میں صحت کی سہولتیں فراہم کی جائیں گی۔ اس لئے میری درخواست ہے کہ اس قرارداد کو آپ as such نہ لیں۔ منسٹر صاحب کی یقین دہانی ہے اور میری یقین دہانی ہے کہ

انشاء اللہ تعالیٰ آپ کے مسائل کو حل کیا جائے گا۔ شکریہ۔

جناب سپیکر، شکریہ۔

میاں محمد اصغر، جناب سپیکر! میں آپ کا بے حد ممنون ہوں۔ یہ سونے پر سہاگہ ہے کہ دو وزیر صاحبان وعدہ فرما رہے ہیں اور مجھے امید ہو گئی ہے کہ یہ بنیادی مرکز صحت ضرور بن جائے گا۔ شکریہ۔

جناب سپیکر، شکریہ۔ اب میں ہاؤس کی رائے لینا چاہوں گا کہ ہاؤس withdraw کی اجازت دیتا ہے۔

معزز ایوان، اجازت ہے۔

جناب سپیکر، کیونکہ محرک اس کو press نہیں کرتے اس لئے قرار داد dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی قرار داد ڈاکٹر سامیہ امجد صاحبہ کی ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد، جناب عالی! یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ گنیز بک آف ورلڈ ریکارڈز میں یہ چیز لکھی گئی ہے کہ rabies ایک ایسا مرض ہے کہ جس کا کوئی علاج نہیں۔ اور 100% mortality ہے۔ اس کے علاوہ یہ اس سے بھی۔۔۔

جناب سپیکر، محترمہ آپ قرار داد پڑھیں، statement نہ دیں۔

آوارہ کتوں کو مارنے کی مہم

ڈاکٹر سامیہ امجد، قرار داد یہ ہے کہ۔

"اس ایوان کی رائے ہے کہ پنجاب بھر میں آوارہ کتوں کو مارنے کی بھرپور Stray Dogs Campaign چلائی جائے اور اس سلسلے میں حکومت اپنے تمام تر وسائل بروئے کار لائے تاکہ لوگوں کی جان و مال کا بھرپور طریقے سے تحفظ کیا جا سکے"۔

جناب سپیکر، تشریف رکھیں۔ یہ قرار داد پیش کی گئی ہے کہ۔

" اس ایوان کی رائے ہے کہ پنجاب بھر میں آوارہ کتوں کو مارنے کی بھرپور Stray Dogs Campaign چلائی جائے اور اس سلسلے میں حکومت اپنے تمام تر وسائل بروئے کار لائے تاکہ لوگوں کی جان و مال کا بھرپور طریقے سے تحفظ کیا جا سکے "۔

چودھری اعجاز احمد سماں، جناب والا! میں اسے oppose کرتا ہوں۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) شجاعت احمد خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی، فرمائیں۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) شجاعت احمد خان ، جناب والا! ڈاکٹر صاحبہ نے جو فرمایا ہے میری عرض یہ ہے کہ ان کتوں کو مارنے کی بجائے ان کی ایکسپورٹ کا سوچا جانا چاہئے کیونکہ بعض ممالک میں کتے کھائے بھی جاتے ہیں۔

جناب سپیکر، جی، ڈاکٹر صاحبہ! آپ فرمائیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد ، جناب والا! میں اس ایوان سے درخواست کروں گی کی یہ اس قدر سنگین health problem ہے کہ اس کو تمسخر اور مذاق میں نہ اڑایا جائے۔ سگ مسائل غریبوں کے مسائل ہیں۔ آج میں اس ایوان کو باور کرانا چاہتی ہوں کہ rabies یا hydrophobia یا باؤلا پن وہ مرض ہے کہ جس کا کوئی علاج نہیں اور Guinness Book of World Records کے مطابق اس کا 100% mortality rate ہے۔ پاکستان میں پچاس ہزار افراد سالانہ اس مرض سے اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں۔ میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ اس کی ایک بڑی وجہ یہ ہے کہ اس میں knowledge اور practice کی انتہائی کمی ہے۔ نہ صرف عوام میں بلکہ health givers میں بھی کمی ہے۔ جو لوگ صحت دے رہے ہیں اور جو لوگ اس ہیلتھ کو لے رہے ہیں یعنی عوام میں اس مرض کی سنگینی کو واضح نہیں کیا جاتا۔ جب سگ یا بہت سارے کتے ایک pack میں بھاگیں تو یہ سمجھ لینا چاہئے کہ یہ مسئلہ اور بھی سنگین ہے کیونکہ ان سگ کی یہ عادت ہوتی ہے کہ وہ اکیلے پر حملہ کرتے ہیں۔ اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ

گوشت کی منڈیوں، ہسپتال، سرجیکل اور کائنی یونٹس سے خون کی disposal مناسب نہیں ہے اور میری وزیر قانون سے یہ درخواست ہے کہ اس میں کوتاہی کرنے والوں کے لئے جرمانہ کرنے کے علاوہ مزید مثبت اقدامات کئے جائیں کیونکہ یہ خونخوار کتے ہوتے ہیں جو ایک pack یا ایک گروپ میں move کرتے ہیں۔اس کے علاوہ Health Minister اور اس ایوان کی وساطت سے میں anti-rabies vaccine اور anti-rabies serum کے بارے میں وضاحت کروں گی کہ ARS وہ serum ہے جو چوبیس گھنٹے کے اندر اگر متعلقہ آدمی کو لگ جائے تو اس کی جان بچ سکتی ہے۔ کیونکہ اس کی immunity تیز ہے۔لیکن بد قسمتی سے یہ عام مارکیٹ میں بھی دستیاب نہیں ہے اور یہ ایسی دوا ہے کہ جو بہت ساری جانوں کی محافظ ہے۔ anti-rabies vaccine، چودہ ٹیکہ کی فراہمی DHO میں مزید بڑھانے کی ضرورت ہے۔ میں پرزور اپیل کروں گی کہ اس چیز کی آگاہی کے لئے عوام اور health givers کے لئے ایک awareness ایجوکیشن پروگرام شروع کرایا جائے کہ باؤلے کتے کو فوری طور پر مارنا کسی طرح بھی مناسب نہیں ہے اور یہ کہ اتنی ویکسین اور اتنی مہنگی ویکسین ہر ایک کو نہیں لگنی چاہئے۔لیکن اس کا خوف و ہراس اتنا زیادہ ہے کہ اخباروں میں ہر روز متعدد خبریں لگتی ہیں اور ایک بہت ہی عجیب بات ہے کہ اس کی وجہ سے جتنی جانیں ضائع ہو رہی ہیں یہ بھی ان کے اعدادوشمار (50,000) درست نہیں۔ کیونکہ rural areas سے reporting ہی نہیں ہوتی۔ یہ ایک انتہائی اہم مسئلہ ہے اور میں چاہتی ہوں کہ نہ صرف ان سگ کو مروایا جائے بلکہ باقاعدہ ایک مہم یعنی Anti-rabies campaign in Punjab چلائی جائے جس سے عوام کو نہ صرف اپنی صحت کے تحفظ کے بارے میں بتایا جائے بلکہ ان کو اس کی تعلیم دی جائے تاکہ ان کی جانوں کی حفاظت ہو سکے۔ ایوان سے میری درخواست ہے کہ وہ اس قرارداد کو منظور کرے۔ شکریہ جناب سپیکر، شکریہ۔

چودھری اعجاز احمد سماں: جناب سپیکر! میں یہ چاہوں گا کہ آپ مجھے پنجابی میں تقریر کرنے کی اجازت دیں۔

جناب سپیکر، جی، فرمائیں !

چودھری اعجاز احمد سماں، جناب! ایہہ جیہڑی قرار داد اے ' ایس پنجاب وچ ایہو جیاں قراردواں پہلاں وی پیش ہویاں ۔ ایہہ اک مکمل سازش اے۔ ساڈی جیہڑی پنجاب دی پولیس اے، مشرقی پنجاب یا مغربی پنجاب اوہ دھرتی اک ای اے۔ ساڈے بندیاں دی نسل اک اے۔ جس ویلے تحریک پاکستان چل رہئی سی۔ سیالکوٹ جیل دے وچ اک بندہ قید سی' بعد وچوں اوہ بندہ پرتاب سنگھ کیرو دے ناں تے وزیراعلیٰ مشرقی پنجاب بن گیا۔ ساڈے پنجابی جیہڑے زمیندار اسمبلی وچ رہئے نیں یا جس طرح نواب کالا باغ ایس ایوان وچ رہیا اے۔ اوہ پنجاب دے ہر ایس ایچ او دا ناں زبانی دس سکدے سن۔ پرتاب سنگھ کیرو پنجاب دے سب ڈاکوواں دا ناں زبانی دس سکدے سن۔ ایسے طرح جس ویلے لیاقت علی خان نوں سویرے خفیہ ایجنسیاں نے آکھیا کہ جناب دی جان نوں بڑا خطرہ اے۔ پنڈی جلسہ نہ کرو۔ تُسی فوری کراچی چلے جاؤ۔ جناب عالیٰ ! بنگال ریگولیشن ایکٹ دی اوتھے خلاف ورزی کیتی گئی۔ VIPs دے ڈائس تے کرسیاں دے درمیان اِک خاص فاصلہ رکھیا جاندا سی۔ پہلے نمبر تے اوہنوں violate کیتا گیا۔ ڈائس تے کرسیاں دے درمیاں بڑا گھٹ فاصلہ رکھیا گیا۔ جتھوں لیاقت علی تے سید محمود نے گولی چلا دتی۔ ایہہ سید محمود اوہ بندہ سی جدے اُتے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے پابندی لائی ہوئی سی کہ اوہ ضلع چھڈن لئی پہلاں اجازت لئے گا۔ اوس دن اوہدی جیب وچ اک چٹ موجود سی کہ "جناب چند ضروری اشیاء کی خرید و فروخت کے لئے راولپنڈی جانا چاہتا ہوں" اوس توں بعد اوہنے گولی چلا دتی۔تے سیدمحمود دے پچھے سید اکبر تھانے دار سی' اوہنے اوہنوں گولی مار دتی' تے سید اکبر دے پچھے اک تیجا بندہ سی اوہنے اوہنوں گولی مار دتی تے سارا مدعا ای ختم ہو گیا۔۔۔

جناب سپیکر : قرار داد سے اس کا کیا تعلق ہے؟

چودھری اعجاز احمد سماں: جناب! ایہہ سب ریکارڈ دے اُتے موجود اے۔ جس ویلے پرتاب سنگھ کیرو جا رہیا سی' اوہ وزیراعلیٰ سن تے بغیر escort توں جا رہے سن ۔اوہناں نوں ایہہ

آکھیا گیا کہ تہاڈی گڈی خراب ہو گئی اے۔ اوہ کھلو گئے۔ چار بندے آئے۔ وزیر اعلیٰ نے اپنی گڈی وچوں مخاطب کرکے آکھیا۔ اوہ پچا توں ایں' تے اگوں اوہنے گولی مار دتی۔ اوہدے نال وزیراعلیٰ صاحب زخمی ہو گئے۔

جناب سپیکر : بڑی مہربانی۔ تشریف رکھیں ۔ ان سب باتوں کا اس قرار داد سے کیا تعلق ہے؟ (قطع کلامیاں) آرڈر پلیز ۔ آرڈر پلیز ۔ آپ پلیز تشریف رکھیں۔

ڈاکٹر سہیل ظفر چیمہ : میں اپنے محترم دوست جناب اعجاز سماں صاحب سے یہ عرض کروں گا کہ یہ ڈاکٹر سامیہ امجد نے جو مسئلہ پیش کیا ہے وہ ایک سیدھا سادھا صحت کے بارے میں مسئلہ ہے۔ اس کا کسی سیاسی معاملے سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ ہماری اسمبلی میں بیس بائیس ڈاکٹر بیٹھے ہوئے ہیں وہ اس کی شدت اور اس کی نوعیت کو سمجھتے ہیں کہ ایسی بیماری جس کا سو فیصد mortality rate ہو ' چاہے وہ تھوڑے پیمانے پر ہو' کیا وہ serious problem نہیں ہے؟ یہ ایک سیدھا سادھا مسئلہ پیش کیا گیا ہے جس کا حل ضرور نکالنا چاہئے۔ جس آدمی کی اس بیماری سے untimely demise ہو جاتی ہے اس کا گھر متاثر ہوتا ہے' وہ اس کی شدت کو زیادہ سمجھتا ہے۔

شیخ اعجاز احمد : جناب والا! کتا مارنے کی الگ وزارت بنائی جائے۔

جناب سپیکر : آپ تشریف رکھیں۔ اگر آپ قرار داد پر بات نہیں کرنا چاہتے تو تشریف رکھیں۔ وزیر قانون صاحب ! آپ کچھ کہنا چاہیں گے؟ شیخ صاحب آپ تشریف رکھیں ۔ میں وزیر قانون کو floor دیتا ہوں۔

وزیر قانون : جناب سپیکر ! محترمہ نے ایک قرار داد پیش کی ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے بھی medical point of view سے اس پر اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ اپوزیشن کی طرف سے اسے oppose کیا گیا اور مخالفت کرنے والے محترم رکن نے بھی اپنے خیالات کا اظہار کر دیا۔ لہذا اب میری درخواست ہوگی کہ آپ اس کو ہاؤس کے سامنے put کریں اور رائے لے لیں۔

جناب سپیکر: یہ قرار داد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ۔

"اس ایوان کی رائے ہے کہ پنجاب بھر میں آوارہ کتے مارنے کی بھر پور Stray Dogs Campaign چلائی جانے اور اس سلسلے میں حکومت اپنے تمام وسائل بروئے کار لائے تاکہ لوگوں کی جان و مال کا بھر پور طریقے سے تحفظ کیا جا سکے "۔

(قرار داد منظور ہوئی)

جناب سپیکر: اگلی قرار داد محترمہ شہلا راٹھور صاحبہ کی ہے ۔ آپ اپنی قرار داد پڑھیں۔

وزیراعلیٰ پنجاب چودھری پرویز الہیٰ کو جمہوریت کی بحالی پر خراج تحسین

محترمہ شہلا راٹھور: جناب سپیکر! میں یہ قرار داد پیش کرتی ہوں کہ۔

"یہ ایوان چودھری پرویزالہیٰ وزیر اعلیٰ پنجاب کو خراج تحسین پیش کرتا ہے جنہوں نے اپنی مدبرانہ صلاحیتوں' سیاسی بصیرت ، مسلسل جدوجہد اور محنت سے گفت و شنید کے ذریعے حقیقی معنوں میں جمہوریت کی بحالی کا اہم کارنامہ سر انجام دیا اور یہ کہ زراعت کی ترقی کے لئے انقلابی اقدامات کا آغاز کیا اور زمینداروں کے لئے حصول قرضہ برائے بیج ، کھاد' زرعی ادویات ' زرعی مشینری پر شرح سود میں نمایاں کمی کا اعلان کر کے کاشتکار طبقہ کے دل جیت لئے ہیں "۔

جناب سپیکر: یہ قرار داد پیش کی گئی ہے کہ۔

"یہ ایوان چودھری پرویز الہیٰ وزیر اعلیٰ پنجاب کو خراج تحسین پیش کرتا ہے جنہوں نے اپنی مدبرانہ صلاحیتوں' سیاسی بصیرت ۔ مسلسل جدوجہد اور محنت سے گفت و شنید کے ذریعے حقیقی معنوں میں

جمہوریت کی بحالی کا اہم کارنامہ سر انجام دیا اور یہ کہ زراعت کی ترقی کے لئے انقلابی اقدامات کا آغاز کیا اور زمینداروں کے لئے حصول قرضہ برائے بیج ' کھاد ' زرعی ادویات ' زرعی مشینری پر شرح سود میں نمایاں کمی کا اعلان کر کے کاشتکار طبقہ کے دل جیت لئے ہیں "۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! میں اس کی مخالفت کرتا ہوں۔

شیخ امجد عزیز: میں بھی اس کی مخالفت کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب کی طرف سے اسے oppose کیا گیا ہے ۔ اب میں محرک کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ اپنی قرار داد کے حق میں بات کریں۔

محترمہ شہلا راٹھور: جناب سپیکر! اس بات سے قطع نظر کہ حزب مخالف کے بنچوں پر بیٹھنے والے ہمارے بھائیوں اور بہنوں کے ذہنوں میں ایک prejudice ہے۔ اس میں کسی شک کی گنجائش نہیں ہے کہ وزیراعلیٰ چودھری پرویز الٰہی صاحب نے جو کوششیں جمہوریت کی بحالی کے لئے کی ہیں انھوں نے اپنی تمام تر صلاحیتوں کو بھرپور طریقے سے استعمال کیا ہے۔ یہ ان ہی کی صلاحیتوں کا ثبوت ہے کہ آج ہم اس ایوان میں موجود ہیں۔ ورنہ جس طرح ہمارے کچھ دوسرے رہنماؤں کا رویہ تھا اگر اسی طرح چودھری پرویز الٰہی صاحب بھی چلتے تو میں نہیں سمجھتی کہ ہم میں سے کسی کو بھی عوامی مسائل حل کرنے کا آج موقع ملتا۔ یہ بھی ہو سکتا تھا کہ ابھی ہمیں دس یا تیرہ سال تک مزید انتظار کرنا پڑتا۔ میں اپیل کرتی ہوں کہ prejudice ہونے کی بجائے میری اس قرارداد کو منظور کیا جائے۔

رانا ثناءاللّٰہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: رانا صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں ۔

رانا ثناءاللّٰہ خان: جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ میری بہن نے فرمایا ہے " اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ وزیراعلیٰ صاحب کی صلاحیتوں کی وجہ سے ہم سب آج اس ایوان میں موجود ہیں "۔ یہ ہم سب والی جو بات ہے یہ ان کی حد تک تو صحیح ہے لیکن اس میں

پورے ایوان کو شامل نہ کریں۔ میری یہی ان سے گزارش ہے۔ شکریہ۔

محترمہ شہلا راٹھور : جناب سپیکر! میرے بھائی نے ابھی پوائنٹ آف آرڈر پر جو کچھ فرمایا ہے اس بارے میں، میں عرض کروں گی کہ میرا وضاحت کا مطلب یہ ہے کہ انھیں ان کی کوششوں کی وجہ سے ہی موقع ملا کہ یہ الیکشن میں حصہ لے سکے۔ انہی کی مہربانیوں سے الیکشن کا موقع آیا اور رانا صاحب بھی الیکشن جیت کر یہاں ہاؤس میں پہنچے۔ میں سمجھتی ہوں کہ یقیناً اس میں چودھری صاحب کی کاوشوں کا عمل دخل ہے۔ میری قرار داد کی دوسری خاص بات یہ ہے کہ وزیراعلیٰ صاحب نے آتے ہی زراعت کو top priority دی ہے۔ اس میں بھی کسی شک کی گنجائش نہیں ہے کہ یہ ان کا بھرپور قدم ہے کیونکہ ہمارا ملک اور خصوصاً پنجاب زرعی صوبہ ہے اور اللہ تعالیٰ نے جو زمین کو وسعت دی ہے وہ زیادہ تر زراعت کے حوالے سے ہے۔ انھوں نے زمین کو سرسبز بنانے کے لئے یہ آسانیاں فراہم کی ہیں اور ہم ان سے مزید بھی ایسے اقدامات کی توقع رکھتے ہیں۔ کسانوں کو واقعی یہ مسائل تھے، انہیں سب سے زیادہ مسئلہ یہ ہوتا ہے کہ ان کے پاس پیسہ نہیں ہوتا کہ وہ کاشت کاری کر سکیں۔ اب وزیراعلیٰ صاحب نے کسانوں کے لئے کھاد، بیج، زرعی ادویات حتیٰ کہ زرعی مشینری تک کے لئے کم سود پر قرضے کی فراہمی کی ہے جو نہایت عمدہ قدم ہے۔ ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب کے لئے یہ کام کرنا کوئی آسان نہیں تھا۔ ان پر بہت سے بیرونی مالیاتی اداروں کا پریشر تھا اس کے باوجود ان کا یہ فیصلہ نہایت جرات مندانہ ہے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ شیخ امجد عزیز!

شیخ امجد عزیز: جناب والا! میری بہن شہلا راٹھور نے جو قرار داد پیش کی ہے، میں اس سلسلے میں ان سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ پنجاب چودھری پرویز الہیٰ اور چودھری شجاعت حسین نے اپنی مدبرانہ صلاحیتوں، سیاسی بصیرت، مسلسل جدوجہد اور گفت و شنید سے حقیقی معنوں میں جمہوریت کی بحالی کا ایسا کارنامہ سرانجام دیا ہے۔ فیڈرل میں چودھری شجاعت حسین صاحب نے پیپلز پارٹی کے تمام ارکان توڑ کر جمہوریت کا قتل کیا۔ یہاں پر اس مقدس ایوان میں پیپلز پارٹی کے ارکان اور مسلم لیگ کے ایک ممبر کو توڑ کر جمہوریت کا قتل کیا۔ کیا یہ ان کے کارنامے ہیں؟

گروپ کیپٹن (ریٹائرڈ) مشتاق احمد کیانی، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی' کیانی صاحب!

گروپ کیپٹن (ریٹائرڈ) مشتاق احمد کیانی، جناب والا! ہمارے لیڈر نے واقعی کارنامہ انجام دیا ہے۔ انھوں نے جس تحمل مزاجی اور بردباری سے سارے ڈائیلاگ کو hold کر کے گورنمنٹ بنائی ہے۔ یہ کوئی آسان کام نہیں ہے۔ ان کے لیڈر تو باہر بیٹھے ہوئے ہیں۔ وہ وہاں سے صرف ہدایات بھیجتے ہیں پھر انتظار ہوتا ہے لیکن ہمارے لیڈر نے ہر آدمی کے پاس فرداً فرداً جا کر باتیں کی ہیں۔ ان کو convince کیا ہے اور حکومت بنی ہے۔ زندگی میں پہلی دفعہ انہیں وزیراعظم پاکستان بننے کا موقع ملا لیکن انھوں نے کسی اور کو دے دیا۔ آج کے زمانے میں اس قسم کی sacrifice کون کرتا ہے؟ ان سے پوچھیں کہ ان کے لیڈروں نے اس ملک اور قوم کے لئے کیا sacrifices کی ہیں؟

جناب سپیکر، شکریہ۔

رانا مشہود احمد خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی' فرمائیں۔

رانا مشہود احمد خان، جناب سپیکر! جو قرار داد چل رہی ہے میں اس میں ایک وضاحت چاہوں گا۔ اس کے اندر یہ ہے کہ یہ ایوان چودھری پرویز الٰہیٰ وزیر اعلیٰ پنجاب کو خراج تحسین پیش کرتا ہے جنھوں نے اپنی مدبرانہ صلاحیتوں' سیاسی بصیرت' مسلسل جدو جہد اور محنت سے گفت و شنید کی۔ اب میں اس بات کی وضاحت چاہوں گا کیونکہ اسمبلیاں تو بعد میں بنی ہیں تو انھوں نے محنت سے گفت و شنید کس کے ساتھ کی تھی؟

جناب سپیکر، جی شکریہ۔ جی' شیخ صاحب!

شیخ امجد عزیز، جناب سپیکر! جس طرح میرے دوست کیانی صاحب نے کہا' میں واقعی چودھری پرویز الٰہیٰ صاحب اور چودھری شجاعت حسین صاحب کا کارنامہ سمجھتا ہوں ۔ میں صرف ایک شعر پڑھ کر ہی اپنی بات کو ختم کرتا ہوں:

ہم طالب شہرت ہیں ہمیں ننگ سے کیا مطلب
بدنام اگر ہوں گے تو کیا نام نہ ہوگا

جناب سپیکر، شکریہ۔ جی، سمیع اللہ صاحب!

جناب سمیع اللہ خان، جناب سپیکر! رول 116(4) میں قرارداد کے بارے میں یہ ہے کہ،

"116(4):- It shall be clearly and precisely expressed and shall raise substantially one definite issue."

اب قرار داد کا متن دیکھیں کہ اس کا ایک حصہ ہے "جمہوریت کی بحالی کا اہم کارنامہ انجام دیا"۔ دوسرا حصہ "زراعت کی ترقی"۔ میرے خیال میں، میں نے جو ریفرنس دیا ہے اس کے حوالے سے یہ قرار داد نہیں بنتی کیونکہ اس میں دو issues کو touch کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر، issue ایک ہی ہے ان کی کارکردگی کا۔ ان کی کارکردگی زراعت کے حوالے سے بھی، ان کی کار کردگی جمہوریت کے حوالے سے بھی۔ جی، شیخ صاحب! آپ فرمائیں۔

شیخ اعجاز احمد، جناب سپیکر! میں نے اس قرار داد کو اس لیے oppose کیا تھا اور میں یہ قرارداد بھی پڑھنا چاہتا ہوں کہ۔

"یہ ایوان چودھری پرویز الٰہی وزیراعلیٰ پنجاب کو خراج تحسین پیش کرتا ہے جنہوں نے اپنی مدبرانہ صلاحیتوں، سیاسی بصیرت، مسلسل جدوجہد اور محنت سے گفت و شنید کے ذریعے حقیقی معنوں میں جمہوریت کی بحالی کا کارنامہ سر انجام دیا ہے"۔

میں سمجھتا ہوں اور میں یہ تسلیم کرتا ہوں کہ واقعی چودھری پرویز الٰہی صاحب لائق خراج تحسین ہیں کہ [*************************************

***]

جناب سپیکر، یہ الفاظ کارروائی سے حذف کئے جائیں۔(قطع کلامیاں)۔۔۔

جناب سپیکر، میں نے وہ الفاظ کارروائی سے حذف کر دیئے ہیں۔ آرڈر پلیز! آرڈر پلیز!

شیخ اعجاز احمد، جناب والا! میں نے بات شروع کی ہے تو ان تمام صاحبان کو مرچیں لگ گئی ہیں۔ میری پوری بات تو سن لیں کیونکہ میں oppose کر رہا ہوں اور آئینی طور پر میرا یہ حق بنتا ہے۔

گروپ کیپٹن (ریٹائرڈ) مشتاق احمد کیانی، پوائنٹ آف آرڈر۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب سپیکر: جی، کیانی صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔ شیخ صاحب! آپ بعد میں بات کر لیں معزز رکن پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔ پہلے ان کی بات سن لیں پھر بعد میں آپ کو موقع دیا جائے گا۔ میں نے پوائنٹ آف آرڈر پر کیانی صاحب کو floor دیا ہوا ہے۔

گروپ کیپٹن (ریٹائرڈ) مشتاق احمد کیانی: میں آپ کا بہت ممنون ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا۔

جناب سپیکر: راجہ صاحب! آپ کو موقع دیا جائے گا۔

گروپ کیپٹن (ریٹائرڈ) مشتاق احمد کیانی: کوئی محلاتی سازش نہیں کی گئی۔ ہم بڑے open dialogue کرتے ہیں۔ اگر یہ شور کر سکتے ہیں تو میں ان سے زیادہ شور کر سکتا ہوں۔ ہم آپ کی عزت کرتے ہیں لیکن بھی سن لیں۔

جناب سپیکر: جی، کیانی صاحب!

گروپ کیپٹن (ریٹائرڈ) مشتاق احمد کیانی: جناب والا! انھوں نے ہمارے لیڈر کے متعلق جو الفاظ استعمال کئے ہیں۔ مرچیں ہمیں نہیں لگیں، مرچیں تو ان کو معمولی معمولی بات پر لگتی ہیں یہ باتیں کرنے والی نہیں ہوتیں۔ ماشاء اللہ ہمارے لیڈر نے اپنی قائدانہ صلاحیتوں سے لوگوں کو convince کیا ہے ہم اپنی مرضی سے آئے ہیں کسی کو زبردستی نہیں لایا گیا۔ جمہوریت کے لئے ان دونوں بھائیوں نے جو کام کیا ہے بخدا میں یہی بات کرتا ہوں کہ آج تک پاکستان میں کسی نے بھی ایسا حق سے کام نہیں کیا۔ ہر آدمی نے اپنی کرسی کے چکر میں کام کیا ہے لیکن ان دونوں نے تو اپنی کرسیاں sacrifice کی ہیں۔ ہمارے بھائی کوئی sacrifice کر سکتے ہیں؟ یہ تو عارضی کرسی پر بیٹھتے ہیں تو تب پتا نہیں ان کا کیا حال ہوتا ہے؟

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، راجہ صاحب!

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی: حضور کسی شریف آدمی کو ٹائم دے دیں۔

جناب سپیکر: آپ ان کو شریف نہیں سمجھتے؟ آپ تشریف رکھیں۔ (قطع کلامیاں) آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔ پلیز تشریف رکھیے گا۔ میری معزز رکن سے درخواست ہے کہ راجہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔ آپ تشریف رکھیں۔ جی، راجہ صاحب!

راجہ ریاض احمد: جناب سپیکر! میں آپ کا ممنون ہوں۔ سب سے پہلے تو میرا ایک برخوردار

ہے لیکن مجھے سمجھ نہیں آ رہی ہے مجھ سے اسے کیا شکایت ہے؟ اگر کوئی شکایت ہے تو وہ میں دور کر دیتا ہوں اور اسے کوئی تکلیف ہے تو وہ مجھے بتائے۔ میرا وہ برخوردار ہے۔ میں اس کی تکلیف دور کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں۔

جناب سپیکر! یہاں یہ جو قرارداد پیش کی گئی ہے اس میں یہ کہا گیا ہے کہ "چودھری پرویزالٰہی صاحب اور چودھری شجاعت حسین صاحب نے بڑا کارنامہ انجام دیا ہے اور انہوں نے اس ملک میں جمہوریت کو پٹڑی پر چڑھانے کے لئے ایک اہم رول ادا کیا ہے"۔ دکھ اور افسوس کی بات یہ ہے کہ ہم جب بھی کوئی سچی بات کرتے ہیں تو ہمارے حکومتی ممبران کو اتنی تکلیف ہوتی ہے کہ یہ سننے کی ہمت نہیں رکھتے۔ میں اس حوالے سے عرض کروں گا کہ اس میں ہمارا کوئی قصور یا ہماری کوئی غلطی نہیں ہے۔ [*************
***] (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: میں نے یہ الفاظ کارروائی سے حذف کر دئیے ہیں۔

سید عبدالعلیم شاہ: جناب سپیکر۔۔۔

جناب سپیکر: جی، شاہ صاحب!

سید عبدالعلیم شاہ: جناب سپیکر! میں آپ کا ممنون ہوں کہ آپ نے مجھے floor دیا۔ رانا صاحب نے اس ایوان میں جو گفتگو کی ہے میں سمجھتا ہوں کہ معزز رکن ہونے کی حیثیت سے ہم نے کبھی ان کی کسی بات کو ریسٹ میں چیلنج نہیں کیا کہ وہ سچے ہیں یا جھوٹے ہیں۔ کسی کو سچا یا جھوٹا قرار دینا کسی ایک انسان کے زمرے میں نہیں آتا۔ میں اپنے اپوزیشن کے رویے کو دیکھتے ہوئے صرف ایک چھوٹی سی مثال دوں گا کہ ایک بھیڑ کا بچہ پانی پی رہا تھا بھیڑیا وہاں پر آیا اور کہا کہ میں تمہیں کھاؤں گا تم پانی گندا کر رہے ہو تو اس بھیڑ کے بچے نے کہا کہ جناب! پانی تو آپ کی طرف سے آ رہا ہے میں تو گندا نہیں کر رہا۔ اس نے کہا کہ تمہاری ماں نے گندا کیا تھا میں تمہیں پھر بھی کھاؤں گا۔ یہی اپوزیشن کا رویہ ہے۔ تمام گند ان کی طرف سے آتا ہے اور کہتے ہیں کہ گند ہم ڈال رہے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

رانا تجمل حسین، جناب سپیکر! میں آپ کا انتہائی ممنون ہوں کہ آپ نے مجھے بات کرنے کی اجازت دی ہے۔ میں اپنے اس معزز ایوان کے ممبران اور بالخصوص اپنے بھائی جناب علیم شاہ صاحب سے یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ یہاں پر یہ صورت حال پیدا کی جا رہی ہے کہ کس کے سنہری کارنامے ہیں اور کتنے کارنامے ہیں؟ بات یہ ہے کہ جب سے پاکستان معرض وجود میں آیا ہے تو طالع آزماؤں نے اس قوم اور اس ملک کو تختہ مشق بنایا ہوا ہے۔ ہم عوامی نمائندوں کو، کسی لیڈر کو خوش کرنے کی بجائے اپنے عوام کو خوش کرنے کی بات کرنی چاہئے۔ ان کے چہروں کی رنگت دیکھتے ہوئے ان کی خوش حالی کی بات کرنی چاہئے۔ بجائے اس کے کہ ہم یہاں بیٹھ کر قائدین کے قصیدے گائیں۔ اللہ ان کی عمر دراز کرے مگر ہم سب دوستوں کو یہاں کوشش کرنی چاہئے کہ اپنے لوگوں اور اپنے عوام کے لئے خوشیاں تلاش کرنے کی بات کریں۔

جناب سپیکر! میں ان کی قرارداد پر شعر عرض کرنا چاہتا ہوں۔ اس وقت ہمارا پنجاب جو نقشہ پیش کر رہا ہے اور اس وقت پنجاب کی جو صورتحال ہے اس پر مجھے کہنا پڑ رہا ہے کہ۔

اج آکھاں وارث شاہ نوں کتے قبراں وچوں بول
اج کتاب عشق دا کوئی اگلا ورقہ پھول
اک روئی سی دھی پنجاب دی توں لکھ لکھ مارے دین
اج لکھاں دھیاں روندیاں تینوں وارث شاہ نوں کہن
اٹھ درد منداں دیا دردیا تے تک اپنا پنجاب
اج بیلے لاشاں وچھیاں تے لہو دی بھری چناب

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر، شیخ اعجاز صاحب۔ شیخ صاحب! مختصر کریں پلیز۔

شیخ اعجاز احمد، جناب سپیکر! میں مختصر کر رہا ہوں۔ میں نے تو ابھی بات شروع کی تھی جس سے اتنا شور و غل ڈل گیا حالانکہ یہ ایوان بنا ہی اس لئے ہے کہ یہاں پر بات کی جائے۔

جناب والا! یہ میرا آئینی حق ہے کہ میں نے اس قرارداد کو oppose کیا اور میں ابھی بات کر ہی رہا تھا اور مجھے یہ کہنا پڑ رہا ہے کہ انہوں نے خواہ مخواہ ماحول کو خراب کر دیا۔۔۔

وزیر تحفظ ماحولیات، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، مخدوم صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

وزیر تحفظ ماحولیات، جناب سپیکر! یہ سیاست کا حصہ ہے کہ لیڈر کسی بھی مسئلے پر اپنی اکثریت ثابت کرے۔ چودھری پرویز الہیٰ صاحب نے سیاست میں اپنی اکثریت ثابت کر دی ہے۔ پیٹریاٹ کے لوگ بھی شامل ہوئے ہیں' آزاد بھی شامل ہوئے ہیں۔ اگر آپ کو کوئی شک ہے تو ووٹنگ کرا لیتے ہیں۔

رانا آفتاب احمد خان، جناب سپیکر! ہمارے ایک فاضل رکن نے ابھی on the floor of the House ایک سٹیٹمنٹ دی ہے کہ جو بھی گند ہم سمجھتے ہیں وہ آپ کی طرف چلا جاتا ہے۔ ایک حدیث ہے کہ ہر کسی نے اپنی اصل کی طرف لوٹنا ہے۔ کیا گند' گند کی طرف جاتا ہے؟

میاں ماجد نواز، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی' میاں صاحب!

میاں ماجد نواز، جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے اس معزز ایوان کے سب اراکین سے انتہائی ادب اور انتہائی احترام کے ساتھ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ آپ براہ مہربانی یہ سلسلہ بند کیوں نہیں کرتے؟ ہمارے لئے میاں نواز شریف صاحب بھی محترم ہیں' بے نظیر بھی محترم ہیں۔ ہم اپنے ہی ملک کی مٹی کو خود خراب کہہ کہہ کر اور ہم ایک دوسرے پر کیچڑ اچھال اچھال کر گندا کر رہے ہیں اور دوسری قومیں ہماری طرف دیکھ رہی ہیں۔ ہم بحیثیت قوم کہاں کھڑے ہیں اس کی فکر کیوں نہیں کی جاتی؟ مجھے انتہائی دکھ اور افسوس سے یہ کہنا پڑتا ہے کہ ایک طرف ہم نے اس ایوان کو بھی گندا کیا ہوا ہے اور دوسرے ممالک کے لوگ یہ محسوس کر رہے ہیں کہ ہمارا بحیثیت قوم کہیں پر کوئی مقام نہیں ہے۔ ہم اپنی مٹی کو ہی گندا کہہ رہے ہیں اور ہمارے ملک کا ایک ایک بچہ جو غریب اور ننگا ہے وہ بھی ہمارے لئے اسی طرح قابل احترام ہے' یہ کیوں نہیں سوچا جاتا؟

جناب سپیکر، شکریہ۔ جی' رانا صاحب فرمائیں۔

رانا مشہود احمد خان، جناب سپیکر! میرے محترم دوست نے فرمایا ہے کہ ہم انہیں گندا کہتے ہیں' انہیں غلط کہتے ہیں تو میں آج اس ایوان میں یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ۔۔۔

سید عبدالعلیم شاہ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! رانا صاحب نے پانی کا ذکر کیا ہے۔

رانا مشہود احمد خان، جناب سپیکر! اگر یہ بات کاٹ رہے ہیں تو یہ بات بڑھائیں گے بھی۔

جناب سپیکر، شاہ صاحب! آپ انہیں بات کرنے دیں۔

رانا مشہود احمد خان، میں صرف اتنی عرض کروں گا کہ ہم یہاں پر صرف آئینہ دکھاتے ہیں کسی پر گند نہیں اچھالتے ہیں اور دوسری بات یہاں پر یہ ہوئی ہے کہ ہم یہاں عوام کی خدمت کے لئے اکٹھے ہوئے ہیں تو اگر ہم اس جذبے کے ساتھ یہاں پر آئے ہیں تو جب ہم لوگ اپنے جذبات اور اپنے نظریات کا سودا کر رہے تھے تو دنیا نے ہم پر تب بھی طعنہ زنی شروع کر دی تھی۔ ہمیں اس وقت غور کرنا چاہئے تھا۔

راجہ ریاض احمد، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! 1996 میں وزیراعلیٰ منظور وٹو کے خلاف تحریک عدم اعتماد ہوئی تو پاکستان پیپلز پارٹی نے پوری کوشش کی اور سٹیٹ گیسٹ ہاؤس میں صبح آٹھ بجے میں مخدوم صاحب کے ساتھ تھا۔ ہم مخدوم الطاف صاحب کو وزیر اعلیٰ بنانا چاہ رہے تھے۔ لیکن جونیجو لیگ کے ساتھ اتحاد کی وجہ سے بےنظیر بھٹو صاحبہ نے فیصلہ کیا کہ جناب محترم نکئی صاحب وزیر اعلیٰ ہوں گے تو سب لوگوں نے مان لیا۔ میں مخدوم الطاف صاحب کے ساتھ تھا۔ میں نے کہا کہ مخدوم صاحب اپنے تاثرات بتائیں۔ تو مخدوم الطاف صاحب نے مجھے کہا کہ راجہ صاحب سیاست میں اقتدار آنا جانا معمولی بات ہوتی ہے۔ میں ان کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ جس نے وزارت اعلیٰ چھوڑ دی لیکن اپنی پارٹی نہیں چھوڑی اور ایک ان کے بھائی ہیں جو مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے۔۔۔۔

جناب سپیکر، شکریہ۔

جناب محمد وارث کلو، جناب سپیکر! ساتواں آٹھواں اجلاس ہے۔ اس میں یہ لوگ مسلم لیگ نواز والے اور پیپلز پارٹی والے طعنہ زنی فرما رہے ہیں اور یہ اپنے گریبان میں نہیں جھانکتے۔ یہ خود آئینہ نہیں دیکھتے کہ یہ لوگ 1985 سے آئے۔ 1988 میں کہیں چھانگا مانگا کی کہانیاں' کہیں مری کی کہانیاں اور انھوں نے پوری قوم کو hurt کر دیا اور 1999 میں اس نوبت تک ان دونوں پارٹیوں نے پہنچا دیا کہ یہ ایک دوسرے کے ساتھ اسی طرح گتھم گتھا ہوتے تھے۔ جس طرح آج ہمارے خلاف ہو رہے ہیں۔ پوری قوم ان دونوں لیڈرشپ سے تنگ آ گئی تھی اور انھوں نے جا کر خود مارشل لاء لگوایا

اور خود قوم کو اس نوبت تک پہنچایا کہ یہ مارشل لاء لگ گیا اور اب میں یہ کہتا ہوں کہ۔

کجھ شہر دے لوک وی ظالم سن
کجھ سانوں مرن دا شوق وی سی

اب چودھری پرویزالہیٰ صاحب اور چودھری شجاعت حسین صاحب کی پوری محنت اور کاوش سے اگر جمہوریت شروع ہوئی ہے۔ جس کے ناتے یہ بھی آج اس ایوان میں بیٹھے ہیں تو خدارا non issues پر بات نہ کریں۔ یہ ان issues پر بات کریں کہ اس قوم کے لیے کوئی بھوک مٹانے کی بات کریں، کوئی سہولیات کی بات کریں۔ انھوں نے ایک اخبار میں لکھ دیا ہے کہ راجہ صاحب naughty boy ہیں تو یہ naughty boy کا کردار یہاں ادا کرنے نہ آئیں۔ یہاں سنجیدہ ہوں اور اسے ختم کریں۔ میں نے انھیں کل بھی تجویز دی تھی۔ اگر انھوں نے گالیاں ہی دینی ہیں تو ایک دفعہ یہاں آ کر ہمیں گالیاں دے لیں۔ شکریہ۔

میاں غلام حیدر باری: جناب سپیکر! راجہ صاحب نے کہا کہ مخدوم صاحب کو انھوں نے دو گھنٹے تک وزیراعلیٰ بنایا اور ان کا سیاسی قتل کیا۔ دو دن کے بعد وہ اسی سے غم زدہ ہو کر وفات پا گئے۔ یہ سیاسی قاتل ہیں۔ یہ اس سیاست کے قاتل ہیں جس کی بنیاد ذوالفقار علی بھٹو نے رکھی تھی۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ ارشد خان لودھی صاحب!

وزیر زراعت: جناب سپیکر! میں آپ کا ممنون ہوں کہ آپ نے دو منٹ مجھے دیئے ہیں۔ میرے دوست جب بھی بات کرتے ہیں، کل بھی میں نے گزارش کی تھی کہ اپنے آپ کو سنبھالنا چاہیے کیونکہ جب ان کو بیرون ملک سے ڈکٹیشن ملتی ہے تو ڈائریکٹ راجہ ریاض صاحب کے پاس آتی ہے۔ اسے وہ یہاں پر convey کرتے ہیں۔ قرارداد جو ہاؤس میں پیش ہوئی ہے، اس کے دو حصے ہیں۔ ایک تو یہ حصہ ہے کہ وزیراعلیٰ پنجاب کی کوششوں کو appreciate کیا گیا ہے جو انھوں نے جمہوریت کو بحال کرنے کے لیے ادا کی ہیں۔ دوسرا حصہ وہ ہے کہ انھوں نے جو 75 فی صد

لوگ کاشتکار ہیں ان کی سہولت کے لیے انقلابی اقدامات کیے ہیں' ان کو appreciate کیا گیا ہے۔ میں اپنے بھائیوں کی اجازت سے دوسرے حصے کو پہلے لیتا ہوں۔

جناب والا! میں نے کل بھی کہا تھا کہ اگر اللہ تعالیٰ بولنے کی طاقت دے تو پھر سننے کی طاقت بھی ہونی چاہیے۔ زراعت وہ شعبہ ہے جس کو ہماری حکومت ترجیحی بنیاد پر نمبرایک پر لے کر آئی ہے۔ یہ اس لیے لے کر آئی ہے کہ 75 فی صد آبادی اس سے منسلک ہے۔ ہماری جماعت وہ کام کرنا چاہتی ہے جو غریب عوام کی سہولیات زندگی میں اضافہ کر سکے۔

جناب والا! آپ نے یہ دیکھا کہ میری بہن نے اس کو highlight کرنے کی اچھی کوشش کی ہے کہ آپ نے پیداواری قرضے کو دیکھا کہ لوگ' سرمایہ دار' اس ملک کے امراء ہمیشہ قرضے لے کر چلے جاتے ہیں اور پھر write off کروا کر باہر بیٹھ کر سیاست کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ہم ایسی سیاست نہیں کرتے۔ ہم پیداواری قرضے کو گیارہ فیصد پر لے کر آئے ہیں۔ دوسرے کو ہم 9 فیصد پر لے کر آئے ہیں اور اس اکاؤنٹ کو ہم نے rolling declare کیا ہے۔ ایک آدمی جب بنک میں اپنا اکاؤنٹ کھلوائے گا تو یہ rolling account ہو گا۔ پھر یہ ختم نہیں ہو گا بلکہ ایک سال میں جب بھی کاشتکار اس رقم کو جمع کروا دے گا تو اس کا rolling account اسی وقت شروع ہو جائے گا۔ قرضہ اس کو دوبارہ مل جائے گا۔ جتنا قرضہ وہ استعمال کرے گا اس کا سود اسی رقم پر لگے گا۔ دو ارب روپیہ پنجاب بنک نے اس نیک کام کے لئے earmark کیا ہے اور میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اسی چیف منسٹر پنجاب کی کوششوں کے نتیجے میں دوسرے بنک بھی اس کو follow کرنے والے ہیں۔ ہم زمیندار اور کاشتکار طبقہ کو یقین دلاتے ہیں کہ چونکہ یہ حکومت لوگوں کے مسائل حل کرنے کے لئے آئی ہے ہم انشاء اللہ ان کے مسائل حل کر کے دکھائیں گے۔ زبانی کلامی بات نہیں کریں گے۔

(نعرہ ہائے تحسین)۔

جناب والا! ابھی آپ نے دیکھا کہ اس سے پہلے ساڑھے پانچ ایکڑ کے مالک کو زرعی

ٹیکس سے مستثنیٰ قرار دیا گیا تھا لیکن اسی چیف منسٹر پنجاب نے ساڑھے بارہ ایکڑ کے مالکان کو exempt کیا ہے اور پنجاب کے لوگوں کی خدمت کی ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی' رانا صاحب!

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! موجودہ وزیر زراعت جو policy statement دے رہے ہیں اس کے بعد کیا ہمیں discussion کی اجازت ہوگی؟ ورنہ جس دن ان کے محکمے کی discussion ہو اس دن یہ policy statement دیں۔ کوئی بھی منسٹر پوائنٹ آف آرڈر پر اپنے محکمے کی policy statement نہیں دے سکتا۔ میرے اس پوائنٹ آف آرڈر پر آپ اپنی رولنگ فرمائیں۔

جناب سپیکر: جی' تشریف رکھیں۔ لودھی صاحب! پلیز آپ مختصر کریں۔

وزیر زراعت: میں قرارداد کے حق میں بول رہا ہوں۔ یہ oppose کر رہے ہیں کہ چیف منسٹر پنجاب نے کچھ نہیں کیا۔ میں بتا رہا ہوں کہ اگر یہ باتیں ہوئی ہیں تو پھر انہیں اس بات پر گورنمنٹ کو appreciate کرنا چاہئے۔ اگر یہ باتیں نہیں ہوئیں تو پھر We are open دوسری بات یہ ہے کہ انہوں نے oppose کیا ہے کہ وزیراعلیٰ پنجاب چودھری پرویزالہٰی نے سیاسی طور پر کیا کیا ہے اور عوام کے لئے کیا کیا ہے؟ اب جب کہ ساڑھے بارہ ایکڑ کی بات کو بھی لوگوں نے سنا ہے اور 98 فیصد لوگ اس سے مستفید ہوئے ہیں۔

جناب والا! اب میں بحالی جمہوریت کی بات کروں گا۔ پولیٹیکل سائنس میں بحالی جمہوریت کے زمرے میں صرف دو الفاظ آتے ہیں۔ پہلے نمبر پر ڈائیلاگ اور دوسرے نمبر پر confrontation۔ آپ confrontation کو adopt کریں یا پھر ڈائیلاگ کو adopt کریں۔ چودھری شجاعت صاحب' چودھری پرویز الہٰی صاحب نے اور پاکستان مسلم لیگ (قائداعظم) گروپ نے ڈائیلاگ کا راستہ اختیار کیا ہے۔ ہم ڈائیلاگ کرنے کے بعد لوگوں کو ساتھ لے کر چلے ہیں،اپنی پارٹی کو re-organise کیا ہے۔ ہم نے کم سے کم period میں جمہوریت کو بحال کرنے کا راستہ ہموار کیا ہے۔ اس پر ہم چودھری شجاعت صاحب اور

چودھری پرویزالٰہیٰ صاحب کا دل کی گہرائیوں سے شکریہ ادا کرتے ہیں۔

رانا مشہود احمد خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی۔

رانا مشہود احمد خان، جناب سپیکر! یہاں پر چودھری پرویزالٰہی صاحب اور چودھری شجاعت صاحب کی بات ہو رہی ہے۔ اب ہمارے دوست ماضی اور تاریخ کو بڑی جلدی بھول جاتے ہیں۔ آج سے تین مہینے پہلے تک یہی ہمارے دوست میاں اظہر کے نعرے لگاتے پھرتے تھے۔ یہ اتنے طوطا چشم لوگ ہیں کہ تین مہینے پہلے میاں اظہر کی بات کرتے تھے اور آج چودھری شجاعت صاحب کی بات کرتے ہیں۔

وزیر زراعت، آپ کون سے نعروں کی بات کرتے ہیں؟ آپ سن لیں کہ پاکستان مسلم لیگ (ق) ایک نظریاتی جماعت ہے۔ ہم کسی آدمی کے ساتھ نہیں ہیں' صرف جماعت کے ساتھ ہیں۔ اصل میں مصیبت یہ ہے کہ ان کی پارٹی شخصی جماعت ہے۔ باہر بی بی کے حکم کا انتظار کرتے رہتے ہیں کہ کب کوئی حکم آئے؛ ہم تو نظریاتی بات کر رہے ہیں۔

جناب احمد ملک، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، شکریہ۔ میں ملک احمد صاحب کو floor دیتا ہوں۔ وہ پوائنٹ آف آرڈر پر بولنا چاہتے ہیں۔

جناب احمد ملک، یہ ایسے الفاظ اس لئے بولتے ہیں کہ ان کی یادداشت بہت کمزور ہے۔ یہ کل کی باتیں بھول جاتے ہیں۔ نظریاتی جماعتوں کو کہتے ہیں کہ یہ کوئی جماعت نہیں [******
***]

جناب سپیکر، میں ان کے یہ الفاظ کارروائی سے حذف کرتا ہوں اور ملک اصغر صاحب کو floor دیتا ہوں۔ جی' ملک صاحب!

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

ملک اصغر علی قیصر، جناب سپیکر! میں اس معزز ایوان کے سامنے اس بات کا اعادہ کرنا چاہوں گا کہ جیسے کل میرے ایک دوست نے کہا تھا کہ اس کا فیصلہ تاریخ کرے گی۔ ہمیں ایک دوسرے کے قائدین کی عزت کرنی چاہئے۔ یہ ایک معزز ایوان ہے جس میں ہر جماعت کے نمائندے ہیں اور پورے پنجاب کی نمائندگی ہے۔ یہ کوئی مغلیہ دربار نہیں ہے کہ جہاں پر قصیدے پڑھے جائیں۔ اگر انہوں نے اپنے قائد کے بارے میں قراردادیں پیش کرنی ہیں تو اپنی پارلیمانی پارٹیز میں کریں۔ اپنے مسلم لیگ ہاؤس میں کریں۔ اگر ہم نے قراردادیں پیش کرنی ہیں تو ہم اپنی پارلیمانی پارٹی میں کریں گے۔ ورنہ پھر ایک سلسلہ شروع ہو جائے گا اور مولانا فضل الرحمن صاحب کے بارے میں قرارداد آ جائے گی، محترمہ بے نظیر بھٹو صاحبہ کے بارے میں قرارداد آ جائے گی۔ اگر میری بہن اپنی اس قرارداد کو واپس لے لیں تو ہم انشاء اللہ وعدہ کرتے ہیں کہ آئندہ ہم ایک دوسرے کے قائدین کا احترام کریں گے۔

جناب سپیکر، جی، شکریہ۔ کیانی صاحب!

گروپ کیپٹن (ریٹائرڈ) مشتاق احمد کیانی، جناب سپیکر! میرے بھائی جنرل مشرف صاحب کا نام بھی درمیان میں لے آئے ہیں۔ جنرل صاحب ہمارے اس ملک کے صدر ہیں۔ ایک طرف آپ کہتے ہیں کہ ہمیں اپنے لیڈروں کی عزت کرنی چاہئے تو دوسری طرف ان کے خلاف باتیں کر رہے ہیں۔ اگر وہ ہمارے ملک کے صدر نہیں ہیں تو پھر آپ بھی کچھ نہیں ہیں۔ اس لئے جنرل مشرف صاحب کا نام آپ بار بار مت لیں۔ ان کو خالی مشرف، مشرف نہ کہیں۔ جن کو اللہ تعالیٰ عزت دیتا ہے اس کو عزت سے پکارا جاتا ہے۔ جیسے ہم سپیکر صاحب کو جناب سپیکر کہتے ہیں اور آپ جنرل مشرف صاحب کو مشرف کہہ رہے ہیں۔ (قطع کلامیاں) الحمد اللہ ہماری پارٹی کے قائد مرحوم چودھری ظہور الٰہی صاحب تھے۔ جمہوریت کے لئے ان کی خدمات کا سب کو علم ہے۔ ان کا لیڈر تحریک استقلال سے شروع ہوا اور جونیجو صاحب کو چھرا گھونپ کر آیا۔ ہماری زبان بھی بہت لمبی ہے۔ براہ مہربانی جنرل مشرف صاحب کو اس طرح مت پکاریں۔ وہ کوئی انڈین آرمی کے چیف نہیں ہیں۔ ہمارے پاکستان آرمی کے چیف ہیں

اور ہمارے صدر ہیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر، شکریہ کیانی صاحب!

معزز ممبران، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، پہلے آپ آپس میں فیصلہ کر لیں کہ بات کس نے کرنی ہے؟ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر، آپ دس پندرہ منٹ میں فیصلہ کر لیں کہ بات کس نے کرنی ہے؟

گروپ کیپٹن (ریٹائرڈ) مشتاق احمد کیانی، جناب والا! میں درخواست کروں گا کہ خدارا! آپ کا اپنا حق بنتا ہے کہ آپ ادھر قائد بنیں۔ یہ اپنے لیڈر کی بات نہیں سنتے۔ ایک کھڑا ہوتا ہے تو ساتھ دس کھڑے ہو جاتے ہیں۔ میں قائم مقام اپوزیشن لیڈر صاحب کی بہت عزت کرتا ہوں۔ ان کی یہ حالت ہے تو ہم کیا کہہ سکتے ہیں؛ ہمارا تو الحمدللہ ایک وزیر بھی کھڑا ہو جائے تو سب بیٹھ جاتے ہیں تو جس کو اللہ نے عزت دی ہے تو آپ اس کو کیوں نہیں مانتے؛ (قطع کلامیاں)۔۔۔

جناب سپیکر، آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔ محترمہ آپ تشریف رکھیں۔ آپ کو وقت دیا جائے گا۔ شیخ صاحب آپ بھی تشریف رکھیں۔ میری تمام اراکین اسمبلی سے گزارش ہے۔ اپوزیشن والے بھائیوں سے اور میرے جو بھائی ٹریژری بنچز پر بیٹھے ہوئے ہیں ان سے بھی میری گزارش ہے کہ اگر تو کوئی معزز رکن جس کا تعلق اپوزیشن سے ہے وہ جو وزیراعلیٰ پنجاب کے بارے میں یا وزیراعظم کے بارے میں یا حکومتی قیادت کے بارے میں کوئی ایسی بات کرتا ہے تو اس میں یہ حوصلہ ہونا چاہئے کہ وہ اپنی قیادت کے بارے میں بھی ایک بات کرے گا تو اسے دس سننی پڑیں گی۔ اسی طرح حکومتی بنچز پر بیٹھے ہوئے دوستوں سے بھی میری گزارش ہے کہ وہ بھی اگر نواز شریف یا بے نظیر کے بارے میں ایک بات کریں گے تو کم از کم تعداد کے لحاظ سے بھی دیکھا جائے تو ان کو بھی ایک دو باتیں سننی پڑیں گی۔ خدا کے لئے ایسی نوبت نہ آنے کہ دونوں پارٹیوں کی قیادت کہے کہ آپ یہ معاملات ہاؤس میں discuss نہ کیا کریں اور اگر ایسا رہا تو ایک نہ ایک دن یہ نوبت بھی آ جانے گی کہ وہ

لوگ بھی تنگ آ کر یہ بات کہہ دیں گے۔ کیونکہ یہ تو ہو نہیں سکتا کہ اگر آپ اپوزیشن کے بارے میں بات کریں تو ادھر سے کوئی جواب نہ آئے یا اپوزیشن حکومت کے بارے میں بات کرے تو ادھر سے جواب نہ آئے۔ میں آپ کے گوش گزار کرنا چاہتا ہوں کہ اس کے بغیر بھی سیاست ہو سکتی ہے بہتر ہے کہ ہم سیاسی پارٹیوں پر تنقید نہ کریں' ان کی قیادت پر تنقید نہ کریں۔ میں اپوزیشن کو چیلنج کرتا ہوں کہ 1988 سے لے کر آج تک مجھے اس ایوان میں بیٹھنے کا موقع ملا ہے' اگر میں نے کسی قیادت کے بارے میں خواہ وہ بے نظیر ہو' خواہ وہ نواز شریف ہو' خواہ جماعت اسلامی کی قیادت ہو' کے بارے میں آج تک ایک لفظ بھی کہا ہو تو آج ہی میں اپنی سیٹ سے مستعفی ہو جاؤں گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

میری دوسری گزارش مسلم لیگ (ن) والوں کے لئے ہے۔ میں ان کو بھی چیلنج کرتا ہوں کہ اگر میں نے اس وقت کی قیادت کو خوش کرنے کے لیے' خوشامد کے لئے پارلیمانی میٹنگ میں یا کسی اور جگہ ایک جملہ بھی کہا ہو تو پھر بھی میں resign کر دوں گا۔ میں یہ بات on the floor of the House کر رہا ہوں۔ میں ایسے سمجھ رہا ہوں کہ جیسے میں مسجد میں بیٹھ کر بات کر رہا ہوں۔ تو میری گزارش ہے کہ میرے جیسی background رکھنے والے کے' ایک ٹاٹ سکول میں پڑھنے والے کے مقدر میں اللہ تعالیٰ نے لکھا ہوا تھا تو موقع مل گیا ہے ورنہ سیاسی لوگوں کے عزائم یہ ہوتے ہیں کہ وہ بار بار ان ایوانوں میں آئیں۔ خدا را! آپ ایک دفعہ کسی دوسری قیادت کے بارے میں بات کرتے ہیں تو وہ دس دفعہ کرتا ہے۔ آپ نے اس میں سے کیا نکالنا ہے؟ آپ اخلاق کے دائرے میں رہ کر بات کریں آپ کو بڑی تفصیل کے ساتھ سنا جائے گا۔ آپ مثبت تنقید کریں۔

رانا صاحب نے صحت یابی کے لئے دعا کرائی اور ہم نے دعا کی۔ اللہ کرے کہ شہباز شریف بھی صحت یاب ہو اس ملک میں جتنے بیمار ہیں اللہ کی ذات ان کو صحت دے۔ اس کے علاوہ ایک معزز رکن نے کہا کہ ہم نواز شریف یا بے نظیر کسی بھی قیادت کے بارے میں کچھ نہیں کہنا چاہتے ۔ سب لوگ ان کی عزت کرتے ہیں۔ احترام کرتے ہیں۔ جو دوست اپوزیشن کی عزت کرتے ہیں اس لئے کہ ان کی بھی عزت کی جائے۔ ٹریژری بنچز پر بیٹھے

ہوئے میرے بھائی جو بے نظیر یا نواز شریف یا قاضی حسین احمد کی عزت کرتے ہیں وہ اس لئے کہ ان کی قیادت کی بھی عزت کی جائے۔ یہاں پر وہ بات نہ ہو کہ دو آدمی جھگڑ رہے تھے اور ایک آدمی پاس سے گزر رہا تھا تو ان دونوں میں سے ایک نے اس کو مخاطب کر کے کوئی بات کہی تو اس گزرنے والے آدمی نے جواب دیا کہ بھائی اپنی لڑائی آپ لڑیں۔ اسی طرح یہ نہ ہو کہ ادھر سے پیغام آئے یا حکومتی پارٹی کی قیادت کہے کہ اپنے جھگڑے ایوان سے باہر نپٹا کریں' ایوان کے اندر جھگڑا نہ کیا کریں۔ براہ مہربانی آپ اخلاق کے دائرے میں رہ کر بات کیا کریں۔ آپ کو سننے کے لئے بیٹھے ہیں' بلاوجہ اس ایوان کا وقت ضائع نہ کیا کریں۔

رانا ثناء اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی' رانا صاحب!

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میری یہ تجویز ہے کہ ایک تو آپ نے جو ارشاد فرمایا ہے اس سلسلہ میں' میں یہ گزارش کروں گا کہ آپ کے سیکرٹریٹ اور آپ کی طرف سے یہ معاملہ آیا ہے ۔ یہ قرارداد ٹریژری بنچز نے پیش کی ہے اور آپ کے سیکرٹریٹ کے توسط سے اس ایوان میں پہنچی ہے۔ آپ اس قرار داد کو under the rules روک سکتے تھے۔ یہ ایک ایسا متنازعہ مسئلہ ہے۔ جس بات کو یہ خراج تحسین پیش کرنا چاہتے ہیں ان کو یہ قرارداد دیتے وقت اور میں سمجھتا ہوں کہ آپ کے سیکرٹریٹ میں جس وقت اس کو دیکھا گیا' اس وقت بھی یہ بات ملحوظ خاطر رکھنی چاہئے تھی اور یہ جو آپ نے statement دی ہے اس حوالے سے میں سمجھتا ہوں کہ نقص وہاں پر ہے۔ اگر آپ نے اس بات کو ایوان میں لانا ہے تو ہم نے تو اپنا موقف پیش کرنا ہے کیونکہ ہمارے نقطۂ نظر کے مطابق جمہوریت حقیقی معنوں میں بحال نہیں ہوئی۔ جن صاحب کا انہوں نے اس قرارداد میں ذکر کیا ہے ہمارے نقطۂ نظر کے مطابق انہوں نے کوئی ایسا کارنامہ سرانجام نہیں دیا۔ اس لئے ہمارا نقطۂ نظر تو آئے گا۔ میں آپ کو یہ تجویز دیتا ہوں کہ اگر آپ نے اس سارے تنازعہ کو ختم کرنا ہے تو آپ ایسا کریں کہ یہاں پر یہ جو سارا کارنامہ چودھری پرویزالٰہی کے سر رکھ رہے ہیں

[**]

جناب سپیکر: رانا صاحب کے یہ الفاظ کارروائی سے حذف کئے جاتے ہیں۔۔۔ جی وزیر قانون!

(قطع کلامیاں) پلیز' آپ تشریف رکھیں۔ پلیز' آپ تشریف رکھیں۔ آرڈر پلیز' آرڈر پلیز۔

وزیر قانون: جناب سپیکر! ہم اس ہاؤس میں ایک چھوٹی سی بات کو بلاوجہ بڑھا چڑھا کر issue کھڑا کر لیتے ہیں حالانکہ اگر قرار داد کو دیکھا جائے تو اس میں کیا ہے؛ جناب چیف منسٹر کے متعلق کہا گیا ہے۔ ان کو مبارک باد دینے کے لئے کہا گیا ہے۔ کیا میرے بھائی اس حقیقت سے انکار کر سکتے ہیں کہ چودھری پرویز الٰہی صاحب اس ایوان کے منتخب وزیراعلیٰ نہیں ہیں؛ جب وہ وزیراعلیٰ منتخب ہوئے تو اسی ہاؤس میں تمام بھائیوں نے' قائد حزب اختلاف نے بھی اپوزیشن کی طرف سے اور دوسرے اپوزیشن کے ممبران اور ٹریژری بنچز کی طرف سے بھی ان کو مبارک بادیں دی گئیں۔ یہ کوئی نئی بات نہیں ہے۔ ان کو پہلے مبارک باد دی جا چکی ہے۔

جناب سپیکر! دوسری بات جو میں عرض کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ آج ہماری حکومت کو بنے ہوئے 60 دن ہوئے ہیں' اس دوران جو ہماری حکومت کی کارکردگی رہی ہے' وزیراعلیٰ کی کار کردگی رہی ہے' لودھی صاحب نے بڑی تفصیل کے ساتھ اس پر روشنی ڈالی ہے۔ میں صرف اتنا عرض کرنا چاہتا ہوں کہ کیا اس معزز ایوان کا کوئی رکن اس بات سے انکار کر سکتا ہے کہ زراعت کے شعبہ میں انہوں نے پنجاب میں غریب کسانوں کو ریلیف نہیں دیا' تعلیم کو مفت نہیں کیا؛ یہ سارے اقدامات جو میں گننا چاہوں تو بے شمار ہیں لیکن میں اس تفصیل میں نہیں جانا چاہتا انہوں نے اقدامات کئے۔ ایک بات جو اپوزیشن کو خاص طور پر مدنظر رکھنی چاہیئے کہ کیا گزشتہ دو اڑھائی ماہ کے دوران اس صوبے میں کوئی political victimization ہوئی ہے؛ ہمارے ایک بھائی کے خلاف ایک ایس ایچ او نے بات کی تھی تو میں حلفاً اس ایوان میں کہتا ہوں کہ بغیر کوئی comments لئے ہم نے اپنے

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

بھائیوں سے اتفاق کیا۔ اس لئے میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ victimization ہماری پالیسی نہیں ہے ۔ہم اپوزیشن کو بھی ساتھ لے کر چلنا چاہتے ہیں۔ مگر درخواست یہ ہے کہ اچھی بات کو اچھا کہیں اور بری بات کو برا کہیں۔

جناب سپیکر ! میں اپنے بھائی رانا ثناء اللہ خان جو کہ قائم مقام قائد حزب اختلاف ہیں کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ سیاست میں برداشت ہونی چاہئے' برداشت کا مادہ ہونا چاہئے۔ ابھی چند لمحے پہلے انھوں نے کسی قرار داد پر نہیں بلکہ ایک پوائنٹ آف آرڈر پر بات کی کہ میاں شہباز شریف صاحب کی صحت یابی کے لئے دعا کروائی جائے۔ میں پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑا ہو کر یہ کہہ سکتا تھا کہ آپ تحریک لائیں' قواعد اجازت نہیں دیتے لیکن ہم نے oppose نہیں کیا۔ سارا ہاؤس بلاتفریق' بلاامتیاز ان کی دعا میں شامل ہوا۔ it was a good gesture from our side. کہ انھوں نے ایک اچھی بات کہی' ہم نے اس سے اتفاق کیا۔ اب ہم اپنے قائد کو مبارک باد دینا چاہتے ہیں۔ ہماری محترمہ بہن نے ایک قرارداد پیش کی ہے وہ مبارک باد دینا چاہتی ہیں۔ جس طرح رانا ثناء اللہ خان صاحب نے ابھی کہا ہے کہ شاید یہ قرارداد آپ کے چیمبر میں جاتی یا وہ قرارداد دینے سے پہلے میرے ساتھ مشورہ کرتیں تو شاید میں انھیں اجازت ہی نہ دیتا کہ وہ یہ قرارداد پیش کریں۔ ہماری پارٹی بھی شاید اجازت نہ دیتی۔ چونکہ آج پرائیویٹ ممبرز ڈے ہے۔ ان کی ایک اپنی ذاتی سوچ ہے' ان کی اپنی ذاتی خواہش ہے' ان کا ایک اپنا ذہن ہے کہ وہ وزیراعلیٰ کو مبارک باد دینا چاہتی ہیں۔ اب جمہوریت کا تقاضا یہ ہے کہ جو بھائی 'جو معزز اراکین ان کا ساتھ دینا چاہتے ہیں' دیں' جو نہیں دینا چاہتے' نہ دیں لیکن اس کے لئے کوئی جمہوری طریقہ اختیار کرنا چاہئے۔ اب میری آپ سے گزارش ہوگی کہ اس پر بہت بات ہو چکی ہے۔ اگر رانا صاحب کے حوالے سے سارا دن بھی بات کرتے رہیں گے تو پھر بھی اس کا کوئی نتیجہ نہیں نکلے گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں علم ہے کہ گزشتہ دو' سوا دو مہینے کے دوران ہم نے پنجاب کے عوام کی کیا خدمت کی ہے۔موجودہ حکومت نے عوام کی فلاح و بہبود کے لئے کیا کیا ہے۔ ہم صرف اتنا چاہتے ہیں کہ اگر goodwill gesture کے تحت محترمہ قرار داد لے آئی

ہیں تو آپ اسے ہاؤس میں put کریں' جو اس کے حق میں ووٹ دینا چاہتے ہیں وہ دیں جو نہیں دینا چاہتے وہ نہ دیں۔میری صرف یہی استدعا ہو گی کہ آپ سوال put کریں اور اس پر رائے شماری کروائیں۔

رانا ثناء اللہ خان : جناب سپیکر ! راجہ بشارت صاحب نے جو کچھ فرمایا ہے میں سمجھتا ہوں کہ انھوں نے بہت اچھی باتیں کی ہیں۔ انھوں نے بالکل درست بات کی ہے۔

آوازیں : تو آپ اس پر عمل بھی کریں۔

رانا ثناء اللہ خان: میں عمل کی بات ہی کرنے والا ہوں۔میں آپ کی وساطت سے ان سے مخاطب ہو رہا ہوں۔ راجہ صاحب ! آپ کی اس قرار داد میں الفاظ "گفت و شنید کے ذریعے حقیقی معنوں میں جمہوریت کی بحالی " پر ہمیں اعتراض ہے۔اس پر ہمیں سخت reservation ہے۔ آپ اس کی جگہ پر " موجودہ حکومت کی بحالی " کر لیں۔ اگر آپ یہ تبدیلی کر لیتے ہیں تو پھر ہم اس کی مخالفت نہیں کریں گے۔ کیونکہ حقیقی معنوں میں جمہوریت ابھی بحال کہاں ہوئی ہے؟ جب ہم نے وزیر اعلیٰ بننے پر چودھری صاحب کو مبارک باد دی تھی تو اس وقت بھی ہم نے اپنی reservation کا اظہار کیا تھا۔

وزیر قانون: جناب سپیکر! رانا صاحب نے اس قرارداد کو نمٹانے کی بات کی ہے۔ میں ان کی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے یہ عرض کرتا ہوں۔ میں نے پہلے بھی اس بات کی وضاحت کی ہے کہ یہ حکومت کی قرار داد نہیں ہے۔ آج پرائیویٹ ممبرز ڈے ہے۔ ایک رکن کی طرف سے یہ قرار داد آئی ہے۔ چنانچہ حکومت اس میں ترمیم نہیں کرسکتی۔ یہ حکومت کی طرف سے نہیں بلکہ ایک پرائیویٹ ممبر کی طرف سے ہے۔ پرائیویٹ ممبر نے اپنے ذہن کے مطابق' اپنی سوچ کے مطابق' اپنے خیالات کے مطابق یہ قرار داد دی ہے۔اس لئے میرا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

جناب سپیکر : جی' شکریہ۔ شیخ صاحب ! آپ تشریف رکھیں۔ اس پر کافی بحث ہو چکی ہے۔ یہ قرار داد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ۔۔۔

رانا ثناء اللّٰہ خان : پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! حکومت نے کوئی سمجھوتہ کرنا ہے تو میں نے انھیں ایک طریق کار ' way out دیا ہے۔ اگر حکومت ایسا نہیں کرتی تو پھر آپ بحث ہونے دیں اور جو لوگ اس پر بات کرنا چاہتے ہیں انھیں اس پر بات کرنے کا موقع فراہم کریں۔

جناب سپیکر : رانا صاحب! اس پر کافی بحث ہو چکی ہے۔ ابھی ووٹنگ ہونی ہے۔ آپ کا یہ حق ہے کہ رائے شماری میں اس کے خلاف ووٹ دے دیں۔

رانا ثناء اللّٰہ خان : جناب سپیکر! حقیقی معنوں میں کہاں جمہوریت بحال ہوئی ہے؟ یہ تو جرنیلی جمہوریت ہے۔

جناب سپیکر : رانا صاحب! اب سارا دن اسی ایک قرار داد پر تو نہیں لگا دینا۔ میرے خیال کے مطابق تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ ہو چکا ہے کہ ہم صرف اسی قرار داد پر بات کر رہے ہیں۔

رانا ثناء اللّٰہ خان : جناب والا! یا تو آپ رولز کے مطابق اس پر بحث ہونے دیں یا پھر ان سے کہیں کہ وہ اسے withdraw کر لیں۔

جناب سپیکر : بحث تو کافی ہو چکی ہے۔

رانا ثناء اللّٰہ خان : کافی کا مسئلہ نہیں ہے۔ جن لوگوں نے بھی اس پر بات کرنی ہے انھیں اس کا موقع دیا جائے۔

میاں ماجد نواز : پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر : میاں صاحب! تشریف رکھیں۔

رانا آفتاب احمد خان پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! رانا صاحب نے بڑا valid point اٹھایا ہے۔ 3 بجے تک اجلاس ہونا ہے اور میرا خیال ہے کہ اس قرار داد کے بعد کوئی زیادہ بزنس بھی نہیں رہ جاتا۔

جناب سپیکر : آگے اور بھی قرار دادیں ہیں۔

رانا آفتاب احمد خان : صرف ایک اور قرار داد ہے۔ ہمارے پاس ابھی تک 75 منٹ ہیں۔

وزیر قانون، جناب سپیکر ! رانا صاحب نے قرارداد میں ترمیم کی بات کی ہے۔ میں نے ان کی خدمت میں یہ گزارش کی ہے کہ یہ ہماری قرارداد نہیں ہے۔ ہماری ایک رکن نے یہ قرارداد دی ہے اس لئے اس میں ترمیم کرنے کا صرف انہی کو اختیار ہے۔ رانا آفتاب صاحب نے کہا ہے کہ اس قرارداد کے بعد کوئی بزنس نہیں ہے۔ اس سے اگلی قرارداد آپ دیکھیں۔ وہ اس بابت ہے کہ " اس صوبے میں پانچ مرلے تک جتنے رہائشی گھر ہیں انہیں پراپرٹی ٹیکس سے مستثنیٰ کیا جائے "۔ یعنی آگے عوام کے ریلیف کی بات آ رہی ہے۔لہذا یہ عوام کی بہتری کے لئے بات کرنے دیں۔ محترمہ نے تو صرف مبارک باد کی قرارداد دی ہے۔ اس میں بحث طلب کون سا ایسا issue ہے؟ میرے اپوزیشن کے بھائی پہلے خود مبارک باد دے چکے ہیں۔ آپ کے قائد حزب اختلاف مبارک باد دے چکے ہیں۔ اس لئے اب سوال put کیا جائے۔ ایوان کی رائے لی جائے۔ چونکہ آگے عوامی اہمیت کی دوسری قراردادیں ہیں اور انھیں بھی take up ہونا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان : جناب والا! ہم نے چودھری صاحب کو وزیراعلیٰ بننے پر جب مبارک باد دی تھی تو ہم نے حقیقی معنوں میں جمہوریت کی بحالی کے متعلق اس وقت بھی اپنی reservations کا اظہار کیا تھا۔ میں نے تو انھیں کہا ہے کہ وہ دو لفظوں کی اس میں ترمیم کر لیں۔ ہم اسے oppose نہیں کریں گے۔

جناب سپیکر : آپ نے oppose تو کیا ہے ، بحث بھی ہوئی ہے۔ اب سارا دن اسی ایک قرارداد پر تو نہیں لگایا جا سکتا۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! اگر وہ اس میں ترمیم کر لیتے ہیں تو ہمارے باقی ساتھی اس پر بحث نہیں کریں گے۔ یہ ایسا کر لیں تو ہم ان کے ساتھ تعاون کرنے کے لئے تیار ہیں۔

جناب سپیکر، رائے شماری میں آپ اختلاف رکھ سکتے ہیں۔ اختلافی ووٹ دینے کا آپ کو حق حاصل ہے۔ لہذا اب رائے شماری ہونے دیں۔

رانا ثناء اللہ خان : اگر ترمیم نہیں کرتے تو پھر اس پر سب کو بات کرنے دیں۔

جناب سپیکر: آپ وقت بھی دیکھیں، کتنا وقت ہو چکا ہے، تقریباً پونے دو ہو چکے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: وقت کی کوئی بات نہیں، extend ہو جائے گا۔ 3 بجے تک تو ہاؤس کو چلنا ہے، ابھی بہت وقت ہے۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! ابھی ایک اور قرار داد ہے، پلیز اب رائے شماری ہونے دیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! آپ discussion کے بغیر رائے شماری کیسے کروائیں گے؟ رولز اس بات کی اجازت ہی نہیں دیتے۔

جناب سپیکر: چلیں، پہلے شیخ صاحب بات کر لیں۔ ان کے بعد اس پر رائے شماری کرائیں گے۔ جی، شیخ صاحب!

میاں ماجد نواز: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، میاں صاحب! آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟

میاں ماجد نواز: جناب سپیکر! آپ کی وساطت سے رانا صاحب سے صرف اتنی گزارش کرنا چاہوں گا کہ اس ملک میں بد قسمتی یہ ہے کہ جو کوئی آدمی بھی اچھا کام کرتا ہے تو ہم اس کو appreciate نہیں کرتے۔ اس طرح اس کے حوصلے پست ہوتے ہیں۔ اگر ہماری قوم کا یہی رویہ رہا تو آنے والا شخص، جس کو بھی اقتدار ملے گا وہ پہلے سوچے گا کہ اس قوم نے میرے ساتھ کیا کرنا ہے۔ اگر میں اچھا کام کرتا ہوں تو تب بھی appreciate نہیں کرتے اور کوئی غلطی ہو جاتی ہے تو اسے بڑھا چڑھا کر بیان کیا جاتا ہے۔ آپ براہ مہربانی اپنے رویے کو بہتر کریں۔ ہم تو آپ لوگوں کی قیادت کی بھی عزت کرتے ہیں۔ اگر اس ملک میں کوئی آدمی اچھا کام کرتا ہے اور اسے ہم appreciate نہیں کریں گے تو اس کا حوصلہ کس طرح بلند ہو گا؟ وہ کیسے مزید اچھے کام کرے گا؟

رانا مشہود احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میرے معزز دوست نے فرمایا ہے کہ ہمیں appreciate کرنا چاہئے۔ اس سے پہلے محترم وزیر قانون صاحب بڑے اچھے طریقے سے بتا رہے تھے کہ جب وزیر اعلیٰ صاحب منتخب ہوئے تو انھیں ہماری طرف سے مبارک باد

دی گئی تھی۔ مجھے ایک چیز کی سمجھ نہیں آ رہی کہ ایک طرف تو فرمایا جا رہا ہے کہ پرائیویٹ ممبر نے یہ قرارداد دی ہے دوسری طرف سے تمام حکومتی بنچز اس بات پر بضد ہیں کہ اس قرارداد کو منظور کیا جائے۔ میں صرف ایک بات کہتا ہوں کہ کیا آفت آ گئی ہے؟ دو مہینے میں کیا قیامت ٹوٹ پڑی ہے؟ کیا ان کو پتا چل گیا ہے کہ ان کی حکومت جانے والی ہے جو یہ اس پر فوری طور پر خراج تحسین لینا چاہتے ہیں؟ یہ کہتے ہیں کہ قوم نے کیا کرنا ہے؟ اگر قوم کے کہنے پر سیاسی قیادت چلتی تو آج ہماری جمہوریت کا یہ حال نہ ہوتا۔ ہم لوگوں کی بدقسمتی یہ ہے کہ ہم اپنی قوم کی طرف نہیں دیکھتے۔ ہم ہمیشہ ان طالع آزماؤں کی طرف دیکھتے ہیں جو قوم کی خواہشات کے برعکس یہاں پر فیصلے کرواتے ہیں۔ میری اس ایوان سے یہی عرض ہے کہ آج ان کو اتنی جلدی کیا ہے؟ اس بات کی ذرا وضاحت کریں۔

جناب سپیکر: جی، ملک صاحب!

ملک محمد احمد خان ایڈووکیٹ، جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے just want to clarify something regarding this resolution، رانا ثناء اللہ صاحب اور رانا مشہود صاحب specifically اور almost all the opposition benches اس بات پر stress کر رہے ہیں کہ حقیقی معنوں میں جمہوریت کہاں ہے؟ اس قرارداد کے اندر بات ایک ہے اور دو نکتوں میں وضاحت کی گئی ہے۔ جمہوریت کی بحالی اور جیسا ارشد لودھی صاحب نے بھی کہا کہ اس جمہوریت کی بحالی کے بعد کئے گئے اقدامات جنھوں نے ریلیف دیا، حقیقی جمہوریت دی۔ کیا محترم رانا صاحب یہ بتانا مناسب سمجھیں گے کہ انھوں نے جو الیکشن contest کیا، انھوں نے الیکشن کے لئے جو nomination form بھرا تھا اور انھوں نے جو حلف لیا ہے کیا وہ حقیقی جمہوریت کے تحت نہیں ہے؟ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میری دوسری گزارش ہے کہ یہ جو floor of the House ہے it is regulated under some constitutional provisions. اب یہاں پر ہمارے جو supreme judicial forums ہیں وہ ایک Judgement دیتے ہیں اور اس Judgement پر کوئی obiter dictum نہیں ہے۔ اس پر کوئی reservations نہیں ہیں۔ وہ ساری ایک Judgement کے اندر opinionate ہو کر آتی ہیں جس کے متعلق رانا ثناء اللہ صاحب بھی جانتے ہیں، رانا مشہود صاحب بھی جانتے ہیں اور غالباً رانا آفتاب صاحب تو اس چیز کے

سٹوڈنٹ بھی ہیں تو کیا سپریم کورٹ کی وہ Judgement اس جمہوریت کو حقیقی جمہوریت نہیں کہہ چکی؟ اس کے اندر کوئی ابہام موجود ہے؟ اب جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ وزیراعلیٰ چودھری پرویزالٰہی کے متعلق اس ایوان کے اندر قرارداد پاس نہیں کی جا سکتی تو گزارش یہ ہے کہ وہ اس ایوان کے وزیراعلیٰ ہیں۔ اس ایوان کے لیڈر ہیں۔ ہم نے ان کو منتخب کیا ہے۔ اسی ایوان کے اندر ان کا الیکشن ہوا ہے تو ان کے متعلق ہم قرارداد کو کسی پارلیمانی پارٹی کی میٹنگ کے اندر کیوں پیش کریں؟ بات وہ ہونی چاہئے کہ جس کے اندر اس چیز کو سمجھ لیں کہ ہم بھی اور ہمارے بھائی جو اپوزیشن بنچز پر ہیں۔ کل بھی اس بات کا تذکرہ کیا گیا آج بھی اس بات کا تذکرہ کر رہے ہیں کہ واقعتاً اس بات کا افسوس تھا کہ military take over ہوا اس چیز کو condemn کیا گیا۔ تمام پولیٹیکل پارٹیز کا ایک stance تھا and yes, this is very right as the students of Political Science we do understand کہ دو راستے ہوتے ہیں۔ ایک ڈائیلاگ کا اور ایک confront کرنے کا۔ یہاں confront کرنے والے تو ملک میں نہیں تھے تو کیا ڈائیلاگ کرنے والے بھی باہر بیٹھ جاتے؟ عقل اور سوچ کی بات کریں۔

جناب سپیکر! میں تیسری گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں کہ as far as کسی قرار داد کو پاس کرنے کا سوال ہے تو Let's see its merits اس قرار داد میں جو حقیقی جمہوریت لفظ کے متعلق اتنا واویلا کیا جا رہا ہے تو restoration of democracy میں ایسے ہوتا ہے؟ Don't we have all the Houses now? Don't we have schedule for the House left which has to be assembled by the 24th کیا ہمارے پاس جمہوریت کے لئے کوئی اور صحیفہ نازل ہو گا جو آ کر ہمیں یہ سمجھائے گا کہ جمہوریت کیا ہوتی ہے؟ (نعرہ ہائے تحسین) یہاں پر کون سے constitutional rights violate ہو رہے ہیں؟ آپ کے پاس تمام قسم کے فورم موجود ہیں۔ اگر آپ نے یہاں پر قرارداد کو oppose کرنا ہے تو it should be categorical بات سامنے آئے کہ اس حقیقی جمہوریت میں آپ کس چیز کی inclusion چاہتے ہیں؟ کیا نواز شریف اور محترمہ بے نظیر واپس آئیں تب حقیقی جمہوریت بحال ہو گی؟

جناب پرویز رفیق، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔ پوائنٹ آف آرڈر پر معزز رکن بات کر رہے ہیں۔ ان کے بعد آپ کو موقع دیا جائے گا۔

ملک محمد احمد خان ایڈووکیٹ، کیا حقیقی جمہوریت صرف اس چیز کا نام ہے کہ وہ لیڈران جن کے متعلق آج کل فوجداری مقدمات چل رہے ہیں وہ واپس آئیں تو حقیقی جمہوریت بحال ہو گی۔ شکریہ۔

جناب سپیکر، جی، شکریہ۔ جی پرویز صاحب! میں نے پرویز صاحب کو floor دیا ہے۔

جناب پرویز رفیق، جناب والا! میں آپ کا ممنون ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا۔ میرے فاضل دوست کہہ رہے تھے کہ حقیقی معنوں میں جمہوریت بحال ہوئی ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ اس قرار داد کے مطابق اس میں ایک بندے کا نام لکھا گیا ہے اور یہ one man show ہے۔ جمہوریت کسی بھی حوالے سے بحال ہوئی ہے، ہم سمجھتے ہیں کہ جمہوریت کی بحالی میں تمام معزز اراکین حتیٰ کہ جو باہر عوام بیٹھی ہوئی ہے ان کا کردار ہے اور حقیقی معنوں میں جمہوریت اس طرح نہیں ہوتی۔ میں اس کے متعلق ایک ہی شعر میں بات کروں گا۔

راتی اپنے ٹوٹے ہوندے ویکھے نیں
اپنے سکے کھوٹے ہوندے ویکھے نیں
بڑیاں بڑیاں پھنّاں والے یارو میں
غرضاں پچھے لوٹے ہوندے ویکھے نیں
(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر، شکریہ۔ جی، احسان اللہ وقاص صاحب!

محترمہ انبساط خان، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، میں نے احسان اللہ وقاص صاحب کو floor دیا ہے۔ ان کے بعد آپ کو موقع دیا جائے گا۔

سید احسان اللہ وقاص، جناب والا! معزز رکن اسمبلی نے فرمایا ہے کہ حقیقی جمہوریت کیا ہوتی ہے اور اسے کیا کہتے ہیں اور سارے forums بحال ہو چکے ہیں۔ میں اپنے معزز بھائی سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا حقیقی جمہوریت میں یہ ہوتا ہے [*************]

جناب سپیکر، شکریہ۔

سید احسان اللہ وقاص، [**************************************]

---

* بحکم جناب سپیکر صفحہ نمبر 810 الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب سپیکر، جی شکریہ۔ تشریف رکھیں۔

سید احسان اللہ وقاص، [**************************************]

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔ جی محترمہ آپ بات کریں۔

محترمہ انبساط خان، جناب سپیکر! بہت شکریہ۔

سید احسان اللہ وقاص، جناب سپیکر! مجھے بات کرنے دیں۔

جناب سپیکر، میں نے محترمہ کو floor دے دیا ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔ میں ان کے یہ الفاظ کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔

محترمہ انبساط خان، جناب سپیکر! بہت مہربانی کہ آپ نے مجھے ٹائم دیا۔ (نعرے بازی) میری یہ آواز ان نعروں سے دب نہیں پائے گی کیونکہ یہ جمہوریت کا floor ہے۔ یہ پاکستان پیپلز پارٹی کا جلسہ نہیں ہے کہ یہاں پہ نعرے لگا کر ایک سیاسی کارکن کو دبا دیا جائے۔ میری بات سننے کا جذبہ رکھیں۔ میں آپ پہ ذاتی تنقید نہیں کروں گی۔ مجھ سے مت ڈریں۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر، آرڈر پلیز۔

محترمہ انبساط خان، میں آپ کی باتیں اس ایوان کو نہیں جاؤں گی، مجھ سے مت ڈریں۔ میری بات سننے کا جذبہ رکھیں۔ میں restoration of women seats کے لئے 12 سال جدوجہد کر کے آج اس معزز ایوان میں منہ پر tape لگا کر چپ بیٹھنے کے لئے نہیں آئی۔ میں یہاں عورتوں کے مسائل، عورتوں کے حقوق اور بچوں کے حقوق کے بارے میں باتیں کرنے کے لئے آئی ہوں اور وہ issues جو پاکستان پیپلز پارٹی کے پلیٹ فارم پر اجاگر نہیں ہو سکتے کیونکہ ان کا یقین progress میں نہیں ہے۔ ان کا belief ڈیمو کریسی پر نہیں ہے۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر، آرڈر پلیز۔

محترمہ انبساط خان، یہ ڈکٹیٹر شپ جو انھوں نے پاکستان پیپلز پارٹی کے floor پر رکھی ہوئی ہے اور یہ ڈکٹیٹر شپ جس کی وجہ سے یہ ٹکٹ دیتے اور لیتے ہیں یہاں پر نہیں چلے گی۔

جناب سپیکر، شکریہ۔ جی، شیخ صاحب!

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

محترمہ انبساط خان، جناب سپیکر! مجھے بات کرنے کا موقع دیا جائے۔ چونکہ میں اس معزز ایوان کی رکن ہوں۔ میں آپ کو یہ بات کہنا چاہوں گی کہ ---(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر، آرڈر پلیز۔ آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ انبساط خان، جناب سپیکر! میں یہ بات کرنا چاہوں گی کہ یہ جو پاکستان پیپلز پارٹی کے پلیٹ فارم سے 13 عورتیں یہاں بیٹھی ہیں یہ میری approval سے ایم پی اے بنی ہیں۔

جناب سپیکر، شکریہ۔ جی' مخدوم صاحب! آرڈر پلیز۔

وزیر تحفظ ماحولیات، جناب والا! کچھ دنوں سے اس طرف سے لوٹے لوٹے کی آواز آرہی ہے۔ آپ مہربانی کریں اور پانی کا لوٹا بھجوا دیں۔ یہ بے چارے بہت تکلیف میں ہیں۔ ان کے کپڑے خراب ہو چکے ہیں۔ ان کو پانی کا لوٹا بھجوائیں۔

جناب سپیکر، شکریہ۔ جی' شیخ صاحب! شیخ صاحب دو منٹ میں wind up کریں۔

شیخ اعجاز احمد ، جناب والا! میں آپ کا بہت ممنون ہوں کہ مجھے دوبارہ floor دیا گیا۔ حکومتی بنچز پر جو معزز ممبران بیٹھے ہیں وہ سارے ہمارے بھائی ہیں۔ اگر دو منٹ کے لئے موقع دے دیں گے تو ساری تکلیفیں دور ہو جائیں گی۔ میں نے یہ قرارداد پڑھی تھی اس پر میں نے کہا تھا کہ اگر ان لفظوں کا اضافہ کر دیا جائے تو پھر ہمیں اس قرارداد پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ اس پر وہ شور شروع ہوگیا۔ حقیقی جمہوریت کو بحال کرنے کی جو باتیں یہاں پر کی گئی ہیں' یہ تحریری طور پر پرنٹ شدہ زندہ ثبوت میرے پاس ہے۔ یہ لیٹر محترم مہر فضل حسین سمرا صاحب کو آیا جو ہمارے بنچز پر آ گیا۔ اس لیٹر پر مسلم لیگ کا پرچم ہے اور مسلم لیگ ہاؤس پنجاب 33- آغا خان روڈ' لاہور اور اس کے نمبرز کندہ ہیں۔ یہ سارے لوگ دیکھ رہے ہیں۔ میں یہ گزارش کرتا ہوں کہ اگر حقیقی جمہوریت کی بات ہے تو میاں اظہر کا خون کس نے کیا؟ اگر حقیقی جمہوریت کی بات ہے تو آغا خان روڈ والے دفتر پر قبضہ کس نے کیا؟ اگر آپ اسے حقیقی جمہوریت سمجھتے ہیں اور اگر آپ سمجھتے ہیں کہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے صوبے میں یہ حقیقی جمہوریت متعارف کرائی ہے تو ہم اس لئے اس قرارداد کو oppose کر رہے ہیں |***

|***

* بحکم جناب سپیکر صفحہ نمبر 812' الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب سپیکر، میں ان کے یہ الفاظ کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔

شیخ اعجاز احمد، اس لئے میں اس قرارداد کو oppose کرتا ہوں اور اس قرارداد کو اس لئے بھی oppose کیا جانا چاہئے کیونکہ اس میں بحالی جمہوریت کا کوئی پہلو نہیں ہے۔ [****

***]

جناب سپیکر، میں یہ الفاظ کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔

شیخ اعجاز احمد، جمہوریت کی بحالی کی باتیں کرتے ہیں۔

جناب سپیکر، شکریہ۔ آپ تشریف رکھیں۔ یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ،

"یہ ایوان چودھری پرویزالٰہی وزیراعلیٰ پنجاب کو خراج تحسین پیش کرتا ہے جنھوں نے اپنی مدبرانہ صلاحیتوں، سیاسی بصیرت، مسلسل جدوجہد اور محنت سے گفت و شنید کے ذریعے حقیقی معنوں میں جمہوریت کی بحالی کا اہم کارنامہ سر انجام دیا اور یہ کہ زراعت کی ترقی کے لئے انقلابی اقدامات کا آغاز کیا اور زمینداروں کے حصول قرضہ جات برائے بیج، کھاد، زرعی ادویات، زرعی مشینری اور شرح سود میں نمایاں کمی کا اعلان کر کے کاشت کار طبقہ کے دل جیت لئے "۔

(قرارداد منظور ہوئی)

(مذکورہ بالا قرارداد پڑھے جانے کے دوران معزز ممبران حزب اختلاف ایوان سے واک آؤٹ کر گئے)

جناب سپیکر، اگلی قرارداد سید احسان اللہ وقاص صاحب کی ہے۔

پانچ مرلے تک کی رہائش پر پراپرٹی ٹیکس کی چھوٹ

سید احسان اللہ وقاص، شکریہ، جناب سپیکر! میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ۔

" اس ایوان کی رائے ہے کہ پورے صوبے میں 5 مرلہ زمین تک بنے ہوئے جتنے رہائشی گھر اور فلیٹس موجود ہیں انہیں پراپرٹی ٹیکس سے مستثنیٰ قرار دیا جائے۔ "

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ پورے صوبے میں 5 مرلہ زمین تک بنے ہوئے جتنے رہائشی گھر اور فلیٹس موجود ہیں انہیں پراپرٹی ٹیکس سے مستثنیٰ قرار دیا جائے"۔

MINISTER FOR EXCISE & TAXATION: I oppose it, sir

جناب سپیکر: وزیر صاحب oppose کرتے ہیں۔ جی' احسان اللہ وقاص صاحب!

سید احسان اللہ وقاص: جناب عالی! بہت' بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے قرارداد پیش کرنے کی اجازت عنایت فرمائی۔ گزارش یہ ہے کہ آج کی جتنی قراردادیں ہیں' اگر اسے صوبہ پنجاب کے حوالے سے دیکھا جائے تو یہ واحد میری قرارداد ہے---

جناب سپیکر: میں کیانی صاحب اور رانا ارشاد صاحب سے درخواست کروں گا کہ وہ اپوزیشن ممبران کو واپس لے آئیں۔

(کیانی صاحب اور رانا ارشاد صاحب معزز ممبران حزب اختلاف کو ایوان میں واپس لانے کے لئے باہر تشریف لے گئے)

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! آج 5 قراردادیں پیش کی گئی ہیں۔ میں دوسری قراردادوں پر کوئی تبصرہ نہیں کرنا چاہتا لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ میں نے جو قرارداد آپ کے سامنے پیش کی ہے یہ اہمیت کے حوالے سے ایک اہم قرارداد ہے۔ پورے صوبے میں لوگوں کو رہائشی سہولیات حاصل نہیں ہیں۔ لوگ بمشکل ایک چھوٹا سا گھر بناتے ہیں لیکن ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کے لوگ اپنے کھاڑے اور چھرے اٹھا کر لوگوں کے پیچھے پھرتے ہیں اور ان کے اوپر بھاری ٹیکس عائد کر دیئے جاتے ہیں۔ غریب لوگ جو چھوٹے چھوٹے گھروں میں رہ رہے ہوتے ہیں وہ ٹیکس لگنے کے بعد اسے کم کرانے کے لئے ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کے دفتروں کے چکر لگاتے رہتے ہیں۔

جناب سپیکر! صوبہ سرحد کی اسمبلی نے وہاں یہ قرارداد پاس کی اور متحدہ مجلس عمل کی حکومت نے اس قرارداد کو منظور کیا کہ جس کے مطابق پورے صوبے کے اندر 5 مرلے تک کے گھر اور فلیٹ پراپرٹی ٹیکس سے مستثنیٰ قرار دے دیئے گئے ہیں۔ اس لئے میں یہ درخواست کرتا ہوں کہ ہمارا یہ معزز ہاؤس بھی اس قرارداد کو منظور کرے۔ میں ٹریژری بنچز سے بھی یہ استدعا کرتا ہوں کہ ان کے حلقوں کے اندر بھی بے شمار لوگ اس مسئلے سے

دوچار ہیں۔ اس قرارداد کو کسی سیاست کا نشانہ بنانے کی بجائے اس کے merits and demerits کو دیکھا جائے اور میں یہ استدعا کرتا ہوں کہ اس قرارداد کو منظور کیا جائے اور 5 مرلے تک کے تمام گھر اور فلیٹ پراپرٹی ٹیکس سے مستثنیٰ قرار دیئے جائیں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ وزیر ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن!

وزیر آبکاری و محصولات: جناب سپیکر! سید احسان اللہ وقاص صاحب نے جن احساسات اور جذبات کا اظہار فرمایا ہے میں ان سے پوری طرح متفق ہوں اور ہماری حکومت کا بھی مدعا اور مقصد یہی ہے کہ عوام کو زیادہ سے زیادہ سہولتیں دی جائیں لیکن میں ان کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ اگر وہ پراپرٹی ٹیکس کو مزید گہرائی اور بغور پڑھ کر آتے تو انہیں زیادہ حقائق کا پتا ہوتا۔ میں آپ کے توسط سے ان کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے اپنی سٹیٹمنٹ میں کہا ہے کہ چھوٹے چھوٹے گھر اور غریب لوگ جو کہ چھوٹی کالونیوں میں رہتے ہیں' ایک مال روڈ کے 5 مرلہ کو یا مین بلیوارڈ کے 5 مرلہ کو ان غریب لوگوں کے گھروں سے موازنہ نہیں کیا جاسکتا جو کہ چھوٹی چھوٹی بستیوں میں رہتے ہیں۔ میں ان کی اطلاع کے لئے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ پراپرٹی ٹیکس annual rental value کے حساب سے لگایا جاتا ہے اور اس کے اندر جو پراپرٹی -/1800 روپے تک آتی ہے اسے معافی ہے۔ اس کے بعد بھی جو استثنا ہے وہ میں ایوان کو پڑھ کر سنا دیتا ہوں کہ،

> "صوبے کی تمام منظور شدہ کچی آبادیوں میں 5 مرلہ رہائشی مکانات بھی پراپرٹی ٹیکس سے مستثنیٰ ہیں۔ بیوہ' معذور شخص یا نابالغ کا ملکیتی مکان جس کی سالانہ تشخیص -/48,600 روپے ہو' پراپرٹی ٹیکس سے مستثنیٰ ہے۔ایک ذاتی رہائشی مکان ملکیتی ریٹائرڈ وفاقی یا صوبائی سرکاری ملازم جس کا رقبہ ایک کنال تک ہو پراپرٹی ٹیکس سے مستثنیٰ ہے۔ عمارت اور اراضی جو قطعی طور پر عبادات یا عوامی فلاح و بہبود کے لئے مختص ہو' پراپرٹی ٹیکس سے مستثنیٰ ہے "۔

میں فاضل ممبر صاحب کے اس درد اور سوز کی تعریف کرتے ہوئے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ لاہور کے اندر 70 ایسی آبادیاں ہیں جن پر ٹیکس نہیں ہے اور اس کی لسٹ میرے پاس موجود ہے۔ میں ان میں سے چند ایک کے نام لے دیتا ہوں تاکہ ہمارے ممبر کی تشفی ہو کہ ہماری حکومت غافل نہیں ہے اس میں سرفہرست آبادی مطلوبہ حلقے نمبر پر ہے۔ ہربنس پورہ' اور اسی طرح سے محمود بوٹی بند' مجاہد آباد' مسلم آباد' نصیر آباد' جیلی

روڈ کی کچی آبادی، شاہ جمال کی کچی آبادی، پکی ٹھٹھی، نیو شالیمار کالونی، بند روڈ اور ریواز گارڈن کے کلیش پر بھی ٹیکس معاف ہے۔ گزارش یہ ہے کہ پراپرٹی ٹیکس پراپرٹی پر لگتا ہے کہ اس کی سالانہ کرائے کی value کتنی ہے؟ اس حوالے سے میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ انھوں نے فرمایا ہے کہ ہمارے ایکسائز ڈیپارٹمنٹ کے اہلکار کلہاڑے اور چھرے لے کر عوام الناس کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں۔ میں اس ایوان کو بتانا چاہتا ہوں کہ اللہ کے فضل و کرم سے ان کلہاڑوں اور چھروں سے نجات حاصل ہو گئی ہے۔ ہم نے وہ کلہاڑے اور چھرے ان سے چھین لیے ہیں۔ کیونکہ انسپکٹر کی discretion ختم کر دی گئی ہے۔ میرے پاس اس وقت چارٹ موجود ہے۔ اب دو طرح کے مسائل ہیں۔ ایک ہمارے اہلکاروں کی خرابیاں ہیں اور دوسرا عوام الناس بھی ہیں۔ جب ان پر ٹیکس لگتا ہے تو وہ یہ پوچھنے کی جسارت نہیں کرتے کہ ہمیں کس فارمولے کے تحت ٹیکس لگ رہا ہے؟ ہم نے اس وقت پورے صوبے کے اندر تمام گھروں کو سات کیٹیگریز میں تقسیم کیا ہے۔ اس میں سے جو ایک کیٹیگری ہے اس کا کرایہ on the road چالیس پیسے فی مربع فٹ ہے۔ off the road تیس پیسے فی مربع فٹ ہے۔ اسی طرح سے سلسلہ چلتے ہوئے نیچے جب جاتے ہیں تو یہ دس پیسے تک آ جاتا ہے۔ لاہور کے اندر "ای" کیٹیگری سے نیچے کوئی کیٹیگری نہیں ہے اور "ای" کیٹیگری معاف ہے۔ میرا عرض کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ہم نے صوابدیدی اختیارات واپس لے لیے ہیں اور anomaly committee صوبائی سطح پر بنائی ہوئی ہے۔ جس میں سیکرٹری، ڈائریکٹر جنرل شامل تھے لیکن میں نے حلف اٹھانے کے بعد اس anomaly committee کا scope آگے بڑھا دیا اور اس میں اپنے آپ کو شامل کیا۔ اب میں فاضل ممبر کو یقین دلاتا ہوں کہ لاہور کے حوالے سے اگر کوئی مشکل ہو تو مہربانی کر کے وہ ہمارے علم میں لائیں۔ انشاء اللہ سات دن کے اندر اندر کوئی زیادتی جو ان کے نظریہ کے مطابق ہو اس کی ہم تلافی کریں گے اور اس کو برطرف کریں گے۔

اس کے علاوہ میں آپ کے توسط سے تمام معزز اراکین کو دعوت دیتا ہوں کہ آئیے آپ عوام کی مشکلات کو حل کرنے کے لیے ہمارا ساتھ دیں۔ میں ہر ممبر کو دعوت دیتا ہوں کہ اپنے حلقے میں وہ ایکسائز منسٹر ہے۔ یہ ٹیبلز بنی ہوئی ہیں۔ آپ جا کر ہمارے دفاتر کا معائنہ کریں۔ کسی پراپرٹی کو پکڑیں اور اس میں دیکھیں کہ کسی کو

زیادہ ٹیکس تو نہیں لگایا گیا۔ کیونکہ discretion کا element ختم ہو چکا ہے۔ اس میں جو چور ہو گا جو زیادتی کرے گا وہ یقیناً سزا کا حقدار ہو گا۔ لاہور کے حوالے سے میں فاضل ممبر کو یقین دلاتا ہوں کہ میں اور میرے محکمے کے سینئر افسر جو سیکرٹری اور ڈی جی ہیں۔ اس کا فوری طور پر جائزہ لے کر جہاں جہاں بھی یہ ضرورت محسوس کرتے ہیں۔ ہم مشترکہ طور پر visit کرنے کو تیار ہیں اور ان کی شکایات کا ازالہ کرنے کو تیار ہیں۔ لیکن یہ جو معافی ہے کہ خواہ مال روڈ پر گھر ہے، مین گلبرگ میں جو فلیٹ ہے۔ اس کی قیمت ستائیس یا چالیس لاکھ روپے تک چلی جاتی ہے۔ جو کہ عام غریب آدمی کا فلیٹ نہیں ہو سکتا۔ میری یہ گزارش ہے کہ یہ اپنی قرارداد پر زور نہ دیں۔ اس کے بعد میں ابھی اجلاس کے فوراً بعد جس آبادی میں جس جگہ یہ محسوس کرتے ہیں کہ مشکلات ہیں تو میں ان کے ساتھ جانے کو تیار ہوں۔ میں اپنے سیکرٹری اور ڈی جی کو ساتھ لے کر جاؤں گا تاکہ موقع کے اوپر اگر کسی اہلکار نے زیادتی کی ہے تو انشاء اللہ تعالیٰ وہ نوکری میں نہیں رہے گا۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، احسان اللہ وقاص!

سید احسان اللہ وقاص: میں معزز وزیر کا شکر گزار ہوں کہ انھوں نے کافی تفصیل سے اپنا نقطۂ نظر بیان فرمایا ہے۔ گزارش یہ ہے کہ جتنی exemptions انھوں نے بتائی ہیں۔ میں ذاتی طور پر اس سے آگاہ ہوں کہ کوئی exemption نہیں ملتی ہے۔ اس کے لیے جو طریقہ کار رکھے گئے ہیں۔ وہ اتنے مشکل ہیں کہ اس پر کوئی آدمی پورا نہیں اتر سکتا اور اس پر عملی طور پر عملدرآمد نہیں ہوتا۔ وزیر محترم نے لاہور کے حوالے سے زیادہ گفتگو کی ہے۔ میں نے قرارداد لاہور کے مکانات کے حوالے سے پیش نہیں کی۔ میں پورے صوبے کے لیے یہ چاہتا ہوں۔ اس کے ساتھ قرارداد میں یہ الفاظ واضح طور پر موجود ہیں کہ جتنے رہائشی گھر ہیں۔ مال روڈ اور مین بلیوارڈ گلبرگ پر پانچ مرلے کا رہائشی گھر کسی کا نہیں ہے۔ اس میں سے فلیٹ اگر یہ exempt کرنا چاہتے ہیں تو میں اس پر تیار ہوں کہ فلیٹ کے لفظ کو نکال دیا جائے لیکن کم از کم جو

پانچ مرلے کے گھر ہیں جو جہاں کہیں بھی واقع ہیں، دور دراز ہیں، اگر علاقے کی تفصیل چاہتے ہیں تو اس پر بھی میں تیار ہوں کہ جو بہت پوش علاقے ہیں۔ جہاں چھوٹے گھر بہت مہنگے ہوں گے، ان کو شامل نہ کریں لیکن یہ ریلیف میں ایک عام آدمی کو دینا چاہتا ہوں۔ اس کے لیے اس معزز ایوان کے سامنے میں نے یہ گزارش کی ہے۔ اس کے لیے میں چاہتا ہوں کہ ایک عام آدمی جو متوسط طبقے کا آدمی ہے جو بڑی مشکل سے پوری عمر کی نوکری کرنے کے بعد ایک گھر بناتا ہے اور اس کے بعد پراپرٹی ٹیکس والے آتے ہیں۔ اس کے بارے میں، میں عرض کرتا ہوں کہ ٹاؤن شپ اور گرین ٹاؤن میں ساڑھے چار مرلے کے گھر ہیں جن کو چھ، چھ ہزار، پانچ، پانچ ہزار اور ایک، ایک ہزار روپے تک ٹیکس آئے ہیں۔ میں خود کیس لے کر گیا ہوں۔ کئی لوگوں کو ریلیف ملا ہے لیکن ایکسائز کے انسپکٹر کا طریقہ کار مجھے ایک سینئر آفیسر جس کا نام میں نہیں بتاتا، نے کہا کہ شاہ صاحب ایک چیز پر میں قسم کھا سکتا ہوں کہ میرے اس علاقے کا ایک بھی افسر دیانت دار نہیں ہے۔ یہ الفاظ خود اس نے کہے اور وہ ان کے محکمے کا سینئر ترین آفیسر ہے۔ اب گزارش یہ ہے کہ جس محکمے کا یہ حال ہو کہ وہ جان بوجھ کر زیادہ ٹیکس لگاتے ہیں۔ بعد میں اگر کوئی پیچھے پیچھے پھرتا رہے اور کچھ نہ کچھ دے دلا کر جان چھڑا لیتا ہے۔ چلیں جو بڑے لوگ ہیں۔ جن کے بڑے گھر ہیں۔ وہ دیں گے یا نہیں دیں گے، وہ ان کو بھگتتے پھریں گے۔ لیکن پانچ مرلے کے گھر والوں کی خدا کے لیے ان سے جان چھڑوائیں۔ یہ اس کی تردید کر رہے ہیں کہ انھوں نے وہ کھاتے واپس لے لیے ہوئے ہیں۔ میں ان کو اس کی ضرور نشان دہی کرواؤں گا کہ کھاتے واپس نہیں ہوئے ہیں۔ وہ ان کے پاس موجود ہیں۔ ان کی جو "اے"، "بی"، "سی" کیٹیگریز جو ٹیکس لگانے کی ہیں۔ اس میں بہت سارے ایسے علاقے ہیں کہ جہاں پر "ڈی" کیٹیگری ہونی چاہیے۔ ٹاؤن شپ میں ساڑھے چار مرلے کے گھر ہیں، وہاں "بی" کیٹیگری رکھی ہوئی تھی۔ سارے علاقے کی "بی" کیٹیگری رکھی ہوئی تھی۔ کچھ علاقے کی "ڈی" کیٹیگری تھی۔ میں نے درخواست کی ہے کہ

اس کو بھی "ڈی" کیٹیگری میں لایا جائے۔ میں لاہور کے حوالے سے گزارش نہیں کر رہا۔ یہاں دیگر جتنے معزز ممبران ہیں ان کو بھی اس معاملے میں میری تائید کرنی چاہیے کہ ان کے سارے علاقے جیسے ملتان، گوجرانوالہ میں بھی اور ہر جگہ پر لوگوں کے پانچ مرلے کے چھوٹے جہاں پر بھی گھر ہیں، ان کو مستثنیٰ قرار دیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، ارشد محمود بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میں تو ابھی آیا ہوں۔ میں نے ایکسائز منسٹر کو دیکھ لیا تھا کہ یہ اس پر تقریر کر رہے ہیں۔ انھوں نے ابھی جو سسٹم لاگو کیا ہے، یہ مربع فٹ پر کیا ہے۔ پہلے ہوتا یہ تھا کہ یہ گھر کی valuation لگا لیتے تھے۔ اس کے مطابق ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن ٹیکس لگتا تھا انھوں نے ایک exemption بیواؤں کے لئے رکھی ہے کہ بیوہ خاتون کو ٹیکس معاف کر دیا جاتا ہے۔ لیکن میں انتہائی افسوس کے ساتھ اس کا ذکر یہاں پر کروں گا کہ جب کسی بیوہ کو ٹیکس جاتا ہے۔ میں دو دفعہ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کے دفتر گیا ہوں۔ انھوں نے کہا کہ یہ مکان اس کے خاوند کے نام تھا جو فوت ہو چکا ہے، اب یہ بیوہ ہے۔ پہلے اس کے بچے اس کو رجسٹری کر کے دیں پھر یہ بیوہ کے نام پر چڑھے گا اور اس کے بعد اس کو ٹیکس معاف کیا جائے گا، بچے چھوٹے چھوٹے ہوتے ہیں۔ اب جو طریقہ کار انھوں نے بنایا ہے۔ بیوہ کو یہ رعایت دے رہے ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ میرا گھر چھ کنال کا ہے۔ میرے باپ نے صدیوں کا وہ خریدا ہوا ہے اور میں اس میں سفیدی بھی نہیں کروا سکتا، میرا source ہی نہیں ہے کہ میں سفیدی کروا سکوں۔ لیکن مجھے مربع فٹ پر جو ٹیکس لگے گا، وہ مجھے ضرور ادا کرنا پڑے گا۔ چاہے وہ پچاس ہزار ہو یا ساٹھ ہزار ہو یا ایک لاکھ کے قریب ہو۔ کیونکہ چھ کنال کی کوٹھی میرے پاس ہے اور یہ مجھے ٹیکس "بی" کلاس میں لگائیں گے۔ "سی" اور "ڈی" میں نہیں لگائیں گے۔ میری اس میں یہ تجویز ہے کہ لوگ تو روٹی کھانے سے اوازار ہیں۔

جناب سپیکر! میرے پاس ایک عورت آئی، اس نے کہا کہ میری کریانے کی

دکان ہے اور میں خود چلاتی ہوں۔ اس کا خاوند فوت ہو چکا ہے' وہ صبح چھ بجے دکان کھولتی ہے اور رات کو گیارہ بجے بند کرتی ہے' وہ کماتی کیا ہے اور وہاں سے وہ لیتی کیا ہے؟ صرف روٹی۔ اس کے پاس کوئی زائد آمدن نہیں ہے جو اس دکان سے وہ حاصل کرتی ہو۔ وہ کہنے لگی کہ مجھے یہ ٹیکس لگا دیا گیا ہے کہ چھ ہزار کا ٹیکس دو' ورنہ یہ جرمانہ بھی ادا کرو' میں وزیر موصوف سے یہ کہوں گا کہ یہ ان کی پالیسی نہیں ہے۔ یہ پچھلی گورنمنٹ' گورنمنٹ تو ہے ہی نہیں تھی' یہ جو پچھلا دور گزرا ہے۔ اس میں جنرل پرویز مشرف صاحب نے قوم پر بڑا رحم کیا ہے کہ انھوں نے ٹیکس ڈنڈے کے زور پر ہم پر لگایا ہے۔ یہ بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے'میں اس میں وزیر موصوف سے یہ درخواست کروں گا اور موجودہ حکومت کے وزیراعلیٰ سے یہ درخواست کروں گا کہ خدارا! اس کا کچھ خیال کریں۔ جن کے پاس تین' تین مرلے کا مکان ہے وہ بھی ٹیکس دے رہے ہیں۔ جن کے پاس روٹی کھانے کو نہیں ہے وہ کیوں ٹیکس دیں؟ پنجاب میں majority غریب' متوسط طبقے کی ہے جو روٹی ہی بڑی مشکل سے کھاتے ہیں۔ جناب والا! اس پر کچھ نظر ثانی کریں۔ ایک کمیٹی بنائیں۔ میرے فاضل محترم دوست عوام سے کوئی رائے لیں' عام پبلک سے پوچھیں پھر اس کو کوئی فائنل شکل دیں۔ چونکہ ان کی یہ پالیسی ہی نہیں ہے اور نہ ہی انہوں نے ٹیکس لگائے ہیں۔ یہ تو مارشل لاء دور کے ٹیکس ہیں جس کو یہ improve کرنا چاہتے ہیں۔ غریب اور متوسط لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ اب یہ ایم این اے اور ایم پی اے بن گئے ہیں ہماری ہر مشکل کو حل کرنا ان کا فرض ہے۔ مہربانی کر کے اس کا کچھ خیال کریں اور غریبوں کی حالت زار پر نظر ثانی فرمائیں۔ جناب سپیکر! میں وزیر موصوف صاحب سے یہ درخواست کروں گا کہ یہ کوئی عزت' بے عزتی کا سوال نہیں ہے۔ وہ دیکھ لیں کہ پہلا سسٹم بہتر تھا یا جو اب سسٹم ہے وہ بہتر ہے؟ یہ مجھے figures بتا دیں کہ جب سے انہوں نے یہ سسٹم یا قانون رائج کیا ہے اب تک انہوں نے کتنی collection کی ہے اور سابقہ سسٹم کے تحت کتنی collection کی ہے۔ آپ اسی سے ہی یہ اندازہ لگا لیں گے کہ اس سسٹم میں لوگ ٹیکس نہیں دے سکتے اور نہ ہی دیں گے۔ جناب والا! میری تجویز ہے کہ اس پر کوئی

کمیٹی بنا دیں۔

چودھری تسنیم ناصر، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی۔

چودھری تسنیم ناصر، میری درخواست ہے کہ جتنا انہوں نے زور لگا کر کہا ہے کہ ٹیکس کو کم کیا جائے میں عرض کروں گا کہ all over the world جتنے بھی ترقی یافتہ ملک ہیں وہ اپنے مزدور سے لے کر industrialist تک، ٹیکس کاٹ کر ان کو تنخواہ دیتے ہیں۔ جس بندے کے پاس چھ کنال کی کوٹھی ہے تو اگر چھ کنال کی کوٹھی والا بندہ ٹیکس نہیں دے رہا تو کیا ایک سپاہی یا مزدور ٹیکس afford کر سکتا ہے؟ اگر ٹیکس نہیں دیں گے تو کیا اس ملک کا حشر جو پہلی حکومتیں کرتی آئی ہیں یہ بھی اسی طرح ہی کریں گے۔ میری تمام معزز ممبران سے درخواست ہے کہ براہ مہربانی اگر ہم پر ٹیکس لاگو ہوتا ہے تو ٹیکس کی چھوٹ نہ لی جائے بلکہ اس ملک کو دیا جائے۔ 1947 سے لے کر اب تک بیوروکریٹس، سیاسی، سرکاری ملازم حتیٰ کہ ہر بندہ اس ملک کو کاٹ، کاٹ کر کھا رہا ہے۔ براہ مہربانی اس ملک کو بچایا جائے۔ جس طرح میرے معزز ممبر فرما رہے تھے کہ ٹیکس نہیں ہونا چاہئے میرے خیال میں ٹیکس کی کٹوتی ضروری ہونی چاہئے۔ بہت مہربانی۔

جناب سپیکر، جی، بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو، میرے فاضل دوست نے میری بات کو شاید کسی اور انداز میں لے لیا ہے۔ میرا کہنے کا یہ مطلب نہیں تھا کہ ہمیں ٹیکس نہیں دینا چاہئے۔ جن پر ٹیکس لاگو ہوتا ہے ان کو تو ضرور دینا چاہئے۔ میں نے مثال دی تھی کہ اگر ایک آدمی کے پاس وراثتی چھ کنال کا گھر ہے اور وہ اس میں سفیدی تک نہیں کرا سکتا تو وہ پچاس ہزار یا ایک لاکھ ٹیکس کیسے ادا کر سکتا ہے؟ دوسرا میرے فاضل دوست نے یہ کہا ہے کہ ترقی یافتہ ملک ٹیکس دیتے ہیں۔ آپ یہ فرمائیں کہ جو لوگ ٹیکس دے رہے ہیں، آپ ان کو کیا سہولیات دے رہے ہیں؟ یورپ میں اگر کوئی آدمی ٹیکس دیتا ہے تو اس کو proper اسی طرح سہولت اور عزت

دی جاتی ہے۔ یہاں جس بندے سے ٹیکس لیا جاتا ہے ان کو بھی مارتے ہیں اور جن سے ٹیکس نہیں لیتے ان کو بھی مارتے ہیں۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ ہم سے ٹیکس نہ لیں' ہم تو دینے کے لئے تیار ہیں۔ میں کہہ رہا ہوں کہ جو غریب آدمی روٹی نہیں کھا سکتا' جو روٹی کمانے سے عاجز ہے اس کو ٹیکس کے سلسلے میں تھوڑا سا relief دیں۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: جی' منسٹر ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن!

وزیر آبکاری و محصولات: جناب سپیکر! سید احسان اللہ وقاص صاحب اور جناب ارشد صاحب جن باتوں کی نشاندہی فرما رہے ہیں میں ان سے مکمل اتفاق کرتا ہوں۔ لیکن اب میں مال روڈ کے متعلق کہہ رہا ہوں کہ جو سڑکیں مال روڈ پر آ رہی ہیں جیسے لارنس روڈ باغ جناح کے ساتھ ساتھ گزرتی ہے' جونہی آپ مال روڈ سے ہٹ کر اندر جاتے ہیں تو وہاں پر جگہ تقریباً ستر لاکھ روپے کنال ہے۔ اب اس جگہ کا کسی اور جگہ کے ساتھ یا مختلف کچی آبادیوں کے ساتھ موازنہ نہیں کیا جا سکتا۔ اسی طرح وہاں لینے والے لوگوں کا دوسری چھوٹی آبادیوں' مزدوروں' غریبوں اور محنت کشوں کے ساتھ یا وہ لوگ جو دیہات سے اٹھ کر شہروں میں آتے ہیں' ان کے ساتھ اس کا تقابل نہیں کیا جا سکتا۔

جہاں تک یہ printed tables ہیں اس میں ایک کیٹیگری ہے۔ مثال کے طور پر گلبرگ' ماڈل ٹاؤن اور شادمان کو ہم شامل کریں تو اس کا کرایہ 40 پیسے per square foot ہے اور جب ہم نیچے جاتے ہیں تو یہ دس پیسے تک آ جاتا ہے۔ چھ کنال کی کوٹھی کے اندر چھ کنال covered area نہیں ہوتا۔ اس کے اندر بمشکل ایک یا دو کنال covered area ہو گا۔ covered area کا ریٹ الگ اور دوسرے کا الگ ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر جہاں چالیس پیسے ریٹ ہے' وہیں پر ہمارے فارمولے کے مطابق open area کا ریٹ 30 پیسہ per yard ہے۔ میں نے شروع میں اپنے محترم بھائی احسان اللہ وقاص سے یہ کہہ کیا ہے کہ انہوں نے گہرائی میں جانے کی کوشش نہیں کی لیکن اس میں گہرائی میں جانے کی ضرورت ہے۔ میں نے جو پہلے معروضات پیش کی ہیں اس میں واضح طور پر کہا ہے کہ میرا ہر بھائی' ہر دوست جو اس ایوان کا رکن ہے وہ بذات خود وزیر ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن ہے۔ اس سلسلے

ہیں' میں نے محکمے کو ہدایات جاری کر دی ہیں کہ کوئی ٹیکس گزار ہمارے کسی بھی ٹیکس دفتر میں شکایت لے کر آنے گا تو سات دن کے اندر اندر اس کی شکایت رفع کی جائے گی۔

اگر کوئی عوامی نمائندہ ایم این اے یا ایم پی اے وہاں سے رجوع کرتا ہے تو وہ اس کو watch کر سکتا ہے۔ میں نے لاہور کی مثال اس لئے دی ہے تا کہ میرے بھائی احسان اللہ وقاص صاحب کو فیصل آباد کے گلی کوچوں یا ملتان کے گلی کوچوں کے حوالے سے شاید اتنی آگاہی نہ ہو' وہ لاہور کو بہتر طور پر سمجھ سکتے ہیں' اس لئے میں نے اس کی نقشہ کشی کی ہے۔

میں اپنی بات کو پھر دہراتا ہوں کہ کوئی قانون حتمی نہیں ہوتا۔ اس کے اندر تغیر و تبدل ہو سکتا ہے۔ اگر میرا کوئی بھی بھائی کسی کالونی' کسی ٹاؤن' لاہور' ملتان' فیصل آباد یا کسی بھی شہر کے گوشے پر یہ سمجھتا ہے کہ اس کی کیٹیگری ہائر سائیڈ پر ہے تو ہم مل کر discuss کر کے اس کو لوئر کیٹیگری کی طرف لے جا سکتے ہیں۔ "A" سے ہماری کیٹیگری شروع ہو رہی ہے اور "B","C","D" تک ہم جا رہے ہیں۔ اس کو لوئر بھی کر سکتے ہیں۔ لیکن اس کے لئے میں عرض کر رہا ہوں کہ میں نے ایک مہینے سے یہ چارج سنبھالا ہے اور آٹھ ڈویژنل اور ڈسٹرکٹ آفیسرز سے ملاقات بھی کر چکا ہوں اور چار districts کا ذاتی طور پر دورہ بھی کر چکا ہوں جس میں کانسٹیبل سے لے کر ای ڈی او تک ان کے ڈائر یکٹرز سے ملا ہوں۔ میں خود ان کے مسائل میں دلچسپی لے رہا ہوں اور ان کو حل کرنے کے سلسلے میں آپ کی مدد کا خواستگار ہوں۔ میری احسان اللہ وقاص صاحب سے یہ گزارش ہے کہ مہربانی فرما کر اس پر زور نہ دیں۔ وہ دس بارہ' پندرہ دن یا آج سے شروع کرنا چاہتے ہیں' لاہور کے اور ممبران کو بھی ساتھ ملانا چاہتے ہیں تو مجھے اس پر بھی کوئی اعتراض نہیں ہے۔ لیکن گزارش یہ ہے کہ ٹھنڈے دل کے ساتھ ہمیں ایک چیز کو adopt کرنا ہو گا کہ آیا ہم نے انسپکٹروں کو discretionary powers دینی ہیں یا ہم ایک مخصوص علاقے کا ریٹ مقرر کر کے اس میں کمی بیشی کر سکتے ہیں۔ یا ان انسپکٹروں کے جو صوابدیدی اختیارات واپس لئے ہیں آیا وہ واپس لینے چاہئیں؟ اگر وہ ان اختیارات کا غلط استعمال کر رہے ہیں تو میں اپنے

بھائی کو یقین دلاتا ہوں کہ وہ انسپکٹر' ای ڈی او یا جو کوئی بھی اس کا ذمہ دار ہو گا انشاء اللہ تعالیٰ وہ قرارواقعی سزا پائے گا۔ ہماری حکومت کسی بھی بددیانت افسر کی سرپرست نہیں ہے۔ ہر بددیانت' راشی یا جو بھی حرام خور ہو گا ہم اس کے گھر تک اس کا پیچھا کریں گے۔ میں اپنے بھائی کے ہر دکھ میں ان کے ساتھ ہوں۔ لیکن جو انہوں نے پریکٹیکل اقدامات اٹھائے ہیں اس میں ان کی رہنمائی کی ضرورت ہے۔ وہ مہربانی فرما کر میرے ساتھ آئیں میں کمیٹی بنانے کو تیار ہوں۔ انشاء اللہ تعالیٰ ہم لاہور سمیت باقی تمام شہروں اور قصبوں کے جتنے بھی مسائل ہیں ان کو حل کرنے کے لئے تیار ہیں۔ جناب والا! ہر ممبر اپنے حلقے میں اپنے آپ کو وزیر ایکسائز سمجھے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جناب ارشد محمود بگو!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! جب ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن والوں کے پاس جاتے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ پہلے مکان بیوہ کے نام رجسٹری کروائیں کہ کتنے بالغ ہیں اور کتنے نابالغ ہیں۔ پھر انہیں exemption ملے گی۔ اس پر جناب ڈاکٹر صاحب کچھ روشنی ڈالیں۔

وزیر آبکاری و محصولات: جناب سپیکر! اس پر میں بتانا چاہتا ہوں کہ اہلکار کی خرابیاں اپنی جگہ پر ہیں۔ میں ان کی پردہ پوشی نہیں کروں گا۔ ہر معاشرے' ہر سوسائٹی' ہر محکمے' ہر آرگنائزیشن کے اندر اچھے برے افراد ہوتے ہیں اور میں نے یقین دلایا ہے کہ میں کسی بددیانت کا ساتھی یا سرپرست نہیں ہوں۔ میرا کوئی عزیز کانسٹیبل سے لے کر ڈی جی اور سیکرٹری تک ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن ڈیپارٹمنٹ میں ملازم نہیں ہے۔ میری کسی بھی بددیانت کے ساتھ کوئی ہمدردی نہیں ہے اور یہی ہدایات ہمیں اپنے قائد جناب چودھری پرویزالٰہی صاحب سے ملی ہیں کہ جو لوگ بددیانت ہیں ان کی حوصلہ شکنی کی جائے اور جتنے ایماندار لوگ ہیں ان کو پروموشن دی جائے اور ان کی سرپرستی کی جائے۔ ہم ان کی اس پالیسی کو آگے بڑھا رہے ہیں۔ جہاں تک میں نے پڑھ کر سنایا ہے اگر آپ اس کو غور سے دیکھیں اور قانون کا مطالعہ کریں تو اس میں واضح طور پر لکھا ہوا ہے کہ بیوہ' معذور شخص یا نابالغ کا

ملکیتی مکان ' وہ مکان جس کے اندر نابالغ بچے رہ رہے ہیں اور بیوہ رہ رہی ہے اگر اس پراپرٹی کا کرایہ /48600 روپے سالانہ بنتا ہے تو اس پر ٹیکس نہیں لگ سکتا۔اب اس سے بڑھ کر اور کیا فراخ دلی ہو سکتی ہے ۔ لیکن اگر ایسا نابالغ جس کے منہ میں ماشاء اللہ سونے کا چمچ ہے اور اللہ تعالیٰ اس کے والد کو دے گئے ہیں لیکن پیچھے لاکھوں کروڑوں ہیں تو اس کو ٹیکس دینا چاہئے اور اس میں واضح طور پر لکھا ہے کہ اگر سالانہ تشخیص /48600 روپے سے زائد ہے تو پراپرٹی ٹیکس مذکورہ زائد رقم پر لاگو ہو گا۔تو میرے عرض کرنے کا مطلب یہ ہے کہ جو غریب آدمی ہوتا ہے وہ -/4000 روپے میں cover ہو جاتا ہے ۔ یتیم بچہ بھی cover ہو رہا ہے۔ جہاں تک مسائل ہیں کہ نہ جاننا' علم کا نہ ہونا اور اپنے حقوق کو نہ مانگنا ' میرے بھائی! آپ اس کو عمومی جہالت کہہ لیں' لاعلمی کہہ لیں جو بھی کہہ لیں۔ میں پاکستانی قوم کا فرد ہونے کے ناتے سے' عوامی نمائندہ ہونے کے ناتے سے ' میں وزیر بعد میں اس سے پہلے میں ایم پی اے ہوں اور اس سے بھی پہلے میں پاکستان کا شہری ہوں تو میرے دو کردار ہیں۔ میں دونوں کرداروں کو اپنانے کی کوشش کروں گا ۔ عوامی نمائندے کے طور پر عوامی مشکلات حل کی جائیں گی اور revenue collector کے طور پر زیادہ سے زیادہ ٹیکس خزانے میں لایا جائے' لیکن عدل و انصاف کے ساتھ لایا جائے۔ میں نے اپنے محکمے کو ہدایات جاری کی ہیں کہ We have to collect revenue but we have to extend relief , regard and respect اس لئے ہم respect کے ساتھ ' regard کے ساتھ ٹیکس اکٹھا بھی کریں گے اور ریلیف بھی دیں گے۔ آپ جس امر کی نشاندہی کریں گے سات دن کے اندر آپ کو جواب ملے گا۔ اگر ہمارا کوئی اہلکار جواب نہیں دے گا اور اس کے اوپر ایکشن نہیں لے گا اور قانون پر عمل نہیں کرے گا تو اس کے خلاف ہم قانونی کارروائی کریں گے جو کہ اس کی ملازمت سے برطاستگی تک ہو سکتی ہے ۔ میرے خیال میں اس سے زیادہ میں اپنے بھائیوں کو مزید یقین دہانی کیا کرا سکتا ہوں ۔ اگر کوئی اور یقین دہانی چاہئے تو اس یقین دہانی کے لئے بھی حاضر ہوں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی' احسان اللہ وقاص!

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میں شکر گزار ہوں کہ انہوں نے کافی تفصیلی وضاحت فرمائی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر آپ اجازت دیں تو میری اس قرار داد پر ایک کمیٹی بنا دی جائے جو تفصیلاً اس پر غوروخوض کرے اور اپنی سفارشات ہاؤس میں یا حکومت کو دے اور اس کے لئے ایک مدت متعین کر دی جائے۔ اگر میری اس رائے سے اتفاق کیا جائے تو میں اپنی قرار داد پر زور نہیں دیتا۔ اس کے لیے ایک کمیٹی بنا دی جائے۔ منسٹر صاحب اس کو chair کریں۔ اس میں کچھ فاضل ممبران کو شامل کیا جائے۔ اپوزیشن سے بھی لئے جائیں' ٹریژری بنچز سے بھی لئے جائیں اور کچھ افراد متعلقہ محکمے سے لئے جائیں۔ ہم اس تجویز پر تفصیلاً غوروخوض کریں۔ جناب صوبائی وزیراعلیٰ نے تعلیم کے حوالے سے ایک اہم اقدام کا اعلان کیا تھا کہ گورنمنٹ کے سکولوں میں تعلیم مفت ہو گی۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بھی ایک بہت بڑا اقدام ہو گا۔ لوگوں کو بہت بڑا ریلیف ملے گا۔ اس سے حکومت کی نیک نامی میں بہت زیادہ اضافہ ہو گا۔ اس لئے میں کہتا ہوں کہ یہاں پر اس قرارداد کو رائے شماری کے ذریعے reject کرنے کی بجائے اس پر غوروخوض کر کے ہم عوام کو جتنا بھی ریلیف دے سکتے ہیں' ہمیں وہ ریلیف دینا چاہئے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی' وزیر صاحب!

وزیر آبکاری و محصولات: جناب سپیکر! احسان اللہ وقاص صاحب کافی معاملات کو سمجھ چکے ہیں۔ انہوں نے کافی فاصلہ طے کر لیا ہے۔ میری گزارش ہے کہ آپ ہاؤس کی کمیٹی بنا رہے ہیں اور ٹیکس کے اندر جو تبدیلی ہے وہ اسمبلی نے لانی ہے اور اس تبدیلی کے زیادہ تر مواقع آئندہ بجٹ میں ہیں۔ میں اپنے بھائی سے وعدہ کرتا ہوں کہ آپ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کی جو بھی سٹینڈنگ کمیٹی بنائیں گے ہم سب سے پہلے اس معاملہ کو لیں گے اور وہ زیادہ موثر بھی ہو گی اس کے ذریعے سے ہم legislation کو آگے بڑھا سکیں گے اور اس وقت تک جتنی بھی تجاویز ہوں گی' ان پر غور کریں گے۔ میں نے اپنے ان ساتھیوں کو یہ کہا ہے کہ لاہور ' فیصل آباد ' راولپنڈی ' ساہیوال اور جہاں جہاں مشکلات ہیں فوری طور پر وہ

ہمارے علم میں لائیں تا کہ ہم ان مشکلات کو حل کرنا شروع کریں اور جہاں تک مستقل بنیادوں پر اس کے تدارک کی بات ہے تو میرا یہ وعدہ ہے کہ جو بھی سٹینڈ نگ کمیٹی آئی' اس میں پہلا ایشو property Tax ہوگا تا کہ غوروخوض کے بعد ہم ان تجاویز کو بجٹ میں شامل کر سکیں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ احسان اللہ وقاص صاحب' وزیر ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن آپ کو یقین دہانی کرا رہے ہیں کہ جو کمیٹی بنے گی اس میں یہ تمام معاملات طے کرلیں گے میرا خیال ہے کہ انہوں نے کافی حد تک یقین دہانی کرادی ہے۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب والا! گزارش یہ ہے کہ اس قرارداد کو آپ یا تو سٹینڈ نگ کمیٹی کو refer کر دیں یا سپیشل کمیٹی کو refer کر دیں۔ ایک صوبے میں یہ اقدام کیا گیا ہے جو کہ بڑا اچھا اقدام ہوا ہے۔ اس سے لوگوں کو بڑا ریلیف ملا ہے۔ اس حکومت کی نیک نامی میں اضافہ ہوا ہے۔ مجھے سمجھ نہیں آر ہی ہے۔ کہ ہماری موجودہ حکومت اپنی نیک نامی میں اضافہ کرنے کی خواہش کیوں نہیں رکھتی؟

جناب سپیکر: وزیر صاحب! آپ ہاؤس کی کمیٹی کے علاوہ کوئی محکمہ کمیٹی بنا لیں۔ اس کمیٹی میں معزز رکن کو بھی شامل کرلیں۔

وزیر آبکاری و محصولات: جناب والا! میں عرض کر رہا ہوں کہ کمیٹیاں دو طرح کی ہو سکتی ہیں یا تو میرے دوست bill کی شکل میں لے آتے تو آپ اسے سپیشل کمیٹی کو بھیج دیتے۔قرار داد پر ہاں یا ناں کی بجائے کیا ہو سکتا ہے۔انہوں نے بڑا اچھا پوائنٹ آؤٹ کیا ہے۔ میں ان کی قدر کر رہا ہوں اور ان کو ہر طرح یقین دلا رہا ہوں اور یہاں تک بھی کہا ہے کہ سٹینڈ نگ کمیٹی میں پہلا issue یہی ہوگا اور یہ بات on the floor of the House کہہ رہا ہوں۔ اس کے علاوہ کیا بات ہو سکتی ہے اور جہاں تک ان مسائل کو حل کرنے کی بات ہے تو آپ میرے ساتھ قدم ملائیں' میں آپ کے ساتھ ہوں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ مہربانی۔ جی' وقاص صاحب آپ اپنی قرار داد واپس لیتے ہیں؟

سید احسان اللہ وقاص، جناب والا! میں خاموش ہو جاتا ہوں۔

جناب سپیکر، نہیں خاموش تو نہیں ' آپ بڑے اچھے مقرر ہیں۔

سید احسان اللہ وقاص، جناب والا! ٹھیک ہے' میں ان کی اس یقین دہانی پر اپنی قرار داد واپس لیتا ہوں کہ سٹینڈنگ کمیٹی کے سب سے پہلے اجلاس کے ایجنڈے پر اس کو شامل کیا جائے گا۔

جناب سپیکر، کیا یہ ایوان محرک کو اپنی قرار داد واپس لینے کی اجازت دیتا ہے۔

معزز ایوان، اجازت ہے ۔

جناب سپیکر، محرک اپنی قرار داد واپس لیتے ہیں اس لئے یہ قرارداد disope of کی جاتی ہے۔

آج کے اجلاس کی کارروائی مکمل ہوئی۔ اجلاس 6۔فروری 2003 بعد دوپہر تین بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ 6۔فروری 2003

1۔ سوالات (محکمہ مقامی حکومت و دیہی ترقی)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

2۔ توجہ دلاؤ نوٹس

3۔ سرکاری کارروائی

(1) مسودہ قانون (ترمیم) ادارہ محتسب پنجاب مصدرہ 2003 (مسودہ قانون نمبر 5 بابت 2003)

(2) مسودہ قانون (ترمیم) ملازمت سے برطرفی (خصوصی اختیارات) پنجاب مصدرہ 2003 (مسودہ قانون نمبر 1 بابت 2003)

(3) مسودہ قانون (پہلی ترمیم) بنک آف پنجاب مصدرہ 2003 (مسودہ قانون نمبر 2 بابت 2003)

(4) مسودہ قانون (پہلی ترمیم) مقامی حکومت پنجاب مصدرہ 2003 (مسودہ قانون نمبر 3 بابت 2003)

صوبائی اسمبلی پنجاب

(چودھویں اسمبلی کا پانچواں اجلاس)

جمعرات'6۔ فروری 2003

(یوم الخمیس' 4۔ذوالحجہ' 1423ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز' لاہور میں سہ پہر 3 بج کر 13 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ قاری عبدالماجد نے پیش کیا۔

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِo

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o

اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ
وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ اِنَّ
رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِیْلِهٖ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِیْنَ (125)
وَاِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِهٖ وَلَئِنْ
صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَیْرٌ لِّلصّٰبِرِیْنَ (126) وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ اِلَّا بِاللّٰهِ
وَلَا تَحْزَنْ عَلَیْهِمْ وَلَا تَكُ فِیْ ضَیْقٍ مِّمَّا یَمْكُرُوْنَ (127)
اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِیْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ (128)

سورۃ النحل آیات 125 تا 128

اے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم ' اپنے رب کے راستے کی طرف دعوت دو حکمت اور عمدہ نصیحت کے ساتھ' اور لوگوں سے ایسے طریقہ پر مباحثہ کرو جو بہترین ہو' تمہارا رب ہی زیادہ بہتر جانتا ہے کہ کون اس کی راہ سے بھٹکا ہوا ہے اور کون راہ راست پر ہے۔ اور اگر تم لوگ بدلہ لو تو بس اسی قدر لو جس قدر تم پر زیادتی کی گئی ہو۔ لیکن اگر تم صبر کرو تو یقیناً یہ صبر کرنے والوں ہی کے حق میں بہتر ہے۔ اے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم ' صبر سے کام کئے جاؤ' اور تمہارا یہ صبر اللہ ہی کی توفیق سے ہے ان لوگوں کی حرکات پر رنج نہ کرو اور نہ ان کی چال بازیوں پر دل تنگ ہو۔ اللہ ان لوگوں کے ساتھ ہے جو تقویٰ سے کام لیتے ہیں اور احسان پر عمل کرتے ہیں o

وماعلینا الاالبلاغo

سمبڑیال سیالکوٹ ڈرائی پورٹ پر حادثے میں جاں بحق ہونے والوں کے لئے دعائے مغفرت

جناب سپیکر، بسم اللہ الرحمن الرحیم ہ وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ آج کا محکمہ مقامی حکومت و دیہی ترقی ہے۔ اس محکمے سے متعلقہ سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔ جی' عظیم گھمن صاحب!

جناب محمد عظیم گھمن، جناب سپیکر! میں آج اس ایوان کی توجہ اس طرف مبذول کرانا چاہوں گا کہ سمبڑیال سیالکوٹ ڈرائی پورٹ پر جو حادثہ وقوع پذیر ہوا ہے اس حادثے میں جو لوگ فوت ہوئے ہیں' ان کے لئے اظہار تعزیت کیا جائے اور فاتحہ خوانی کی جائے۔

جناب سپیکر، فاتحہ خوانی کر لیں۔

(اس مرحلے پر سمبڑیال ڈرائی پورٹ' سیالکوٹ میں کنٹینر پھٹنے سے جاں بحق ہونے والے افراد کے لئے فاتحہ خوانی کی گئی)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

رانا آفتاب احمد خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی' رانا صاحب!

رانا آفتاب احمد خان، جناب سپیکر! آج جیسے کہ آپ نے یہاں پر فرمایا ہے کہ لوکل گورنمنٹ کے سوالات ہیں۔ تو I have the honour کہ اسمبلی میں سب سے پہلا میرا سوال admit ہوا تھا۔ وہ سیکرٹری محکمہ مقامی حکومت و دیہی ترقی کے متعلق تھا۔ جب question admit ہو جاتا ہے تو رولز کے مطابق 8 دن کے اندر اندر اس کا جواب آنا ضروری ہوتا ہے۔ مگر افسوس یہ ہے کہ اس دن میرے محترم بھائی راجہ بشارت صاحب نے میری کافی توجہ قانون کی طرف دلائی تھی تو میں بھی ان کی توجہ دلاؤں گا کہ جواب آنا تو در کنار' آج کے بزنس میں وہ سوال ہی نہیں آیا۔ ان کا میرے پاس لیٹر ہے کہ جب سوال admit ہو گیا ہے اور اس کا جواب تو بعد کی بات ہے' وہ آج کی لسٹ میں بھی نہیں ہے۔ اس پر وہ بیان فرما دیں کہ یہ کون سے قانون کے تحت نہیں آیا ہے؟

جناب سپیکر، رانا صاحب! یہ سوال لوکل گورنمنٹ کو بھیجا گیا تھا۔ انھوں نے لکھا تھا کہ یہ ہمارے متعلقہ نہیں ہے' یہ فنانس ڈیپارٹمنٹ سے متعلقہ ہے لہذا پھر اسے فنانس ڈیپارٹمنٹ کو بھیجا گیا۔

رانا آفتاب احمد خان ،جناب سپیکر! اس کا یہ طریق کار نہیں ہے۔ سوال چلا گیا ہے۔ یہ کس نے کدھر بھیجا ہے' مجھے اس کی کوئی مشکل نہیں کہ کس نے کدھر بھیجا ہے۔ مگر مجھے لوکل گورنمنٹ کے متعلقہ ملا ہے۔ کیا آپ نے مجھے اس کی اطلاع دی ہے کہ یہ اس محکمے کے متعلقہ نہیں ہے اور یہ فنانس میں چلا گیا ہے۔

جناب سپیکر، رانا صاحب نے رولز کی بات کی ہے۔ اب اس کا رولز کے مطابق جواب دیں۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں یہی عرض کرنا چاہ رہا تھا۔ میرے بھائی اس کو mind نہ کریں۔ میں رولز کو دہراؤں گا نہیں۔ سوال اسمبلی سے کیا جاتا ہے۔ اسمبلی متعلقہ محکمے کو بھیجتی ہے۔ ہماری correspondence متعلقہ ممبر کے ساتھ نہیں بلکہ اسمبلی سیکرٹریٹ کے ساتھ ہوتی ہے۔ اگر ہمارے محکمے نے اسمبلی کو یہ لکھا ہے کہ ہمارے متعلقہ نہیں ہے تو ہم اسمبلی سیکرٹریٹ کو جوابدہ ہیں۔ اگر آپ اس پر رولنگ دیں گے یا حکم صادر فرمائیں گے کہ یہ سوال ہمارے متعلقہ ہے تو ہم اس کا جواب اکٹھا کر دیں گے۔ آپ کی بھی observation کے مطابق وہ ہمارے متعلقہ نہیں تھا۔ لیکن ان کا سوال ضائع نہیں ہوا' متعلقہ محکمے کو گیا ہے۔ اب یہ اسمبلی سیکرٹریٹ اور معزز رکن کے درمیان ہے۔

جناب سپیکر، شکریہ۔

رانا آفتاب احمد خان ،جناب سپیکر! وہ آپ کی طرف بھیج رہے ہیں کہ inefficiency of the Secretariat ہے۔ میں اسی طرف آپ کی توجہ دلا رہا ہوں۔

جناب سپیکر، رانا صاحب! جب فنانس ڈیپارٹمنٹ کی باری آئے گی تو اس کو لے لیا جائے گا۔ اگلا سوال جناب عبدالرشید بھٹی صاحب کا ہے۔۔۔ وہ تشریف نہیں رکھتے۔ اگلا

سوال بھی جناب عبدالرشید بھٹی صاحب کا ہے۔

ایک معزز خاتون ممبر، سوال نمبر 17۔ (معزز ممبر نے جناب عبدالرشید بھٹی کے ایماء پر دریافت کیا)۔

یونین کونسل رائے ونڈ کے ٹھیکوں کی تفصیل

*17۔جناب عبدالرشید بھٹی، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ٹاؤن کمیٹی رائے ونڈ اور موجودہ یونین کونسل رائے ونڈ کے رواں سال کے مختلف ٹھیکہ جات مثلاً اڈا فیس، چونگی فیس اور دیگر ٹھیکہ جات کن کن ٹھیکیداروں کو الاٹ کئے گئے ہیں؟

(ب) اور یہ ٹھیکہ جات کتنی کتنی مالیت میں کن کن ٹھیکیداروں کو الاٹ کئے گئے ہیں؟ ہر ٹھیکے کی تفصیل الگ الگ فراہم کی جائے۔

(ج) قانون کے تحت ہر ٹھیکیدار سے آج تک حکومت نے کتنی رقم وصول کرنی تھی اور کتنی رقم وصول کی گئی ہے؟

(د) کتنے ٹھیکیدار حکومت کے defaulter ہیں اور ان کے ذمہ واجب الوصول رقم کب تک وصول کی جائے گی۔ اگر نہیں، تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی:

(الف) یونین کونسل رائیونڈ کی فراہم کردہ اطلاع کے مطابق رواں مالی سال کے دوران کوئی ٹھیکہ نیلام نہ کیا ہے۔ البتہ ٹاؤن کمیٹی رائیونڈ نے اڈا جنرل بس سٹینڈ، واٹر ریٹ فیس، تانگہ اور رکشہ سٹینڈ فیس، مذبحہ خانہ فیس اور مستقل آب بالترتیب محمد اکمل ولد جمال خان، حاجی سجاد اختر ولد حاجی محمد عاشق، محمد عارف ولد محمد یوسف، طارق اعجاز ولد حاجی تاج دین اور شوکت علی ولد محمد اسماعیل کو دے رکھے ہیں۔

(ب) یہ ٹھیکہ جات بالترتیب -/4441500 روپے، -/1627500 روپے، -/1160250 روپے، -/341250 روپے اور -/53550 روپے میں نیلام کئے گئے ہیں۔

(ج) ان ٹھیکیداروں سے کل مطالبہ 31.12.2002 تک بالترتیب -/2191914 روپے' -/803196 روپے' -/572592 روپے' -/168408 روپے اور -/26430 روپے وصول کرنے تھے جن میں سے -/1892595 روپے' -/479000 روپے' -/339957 روپے' -/123328 روپے اور -/22025 روپے وصول کر لئے ہیں۔

(د) چیف آفیسر یونٹ ٹاؤن کمیٹی رائیونڈ کی فراہم کردہ اطلاع کے مطابق چونکہ ابھی ٹھیکہ چل رہا ہے اس لئے کوئی ٹھیکیدار باقاعدہ defaulter نہ ہوا ہے تاہم قسطوں کی تاخیر سے ادائیگی کی وجہ سے ٹھیکیداروں کے خلاف شرائط ٹھیکہ کے مطابق کارروائی کی جا رہی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال نہیں ہے۔ اب سید احسان اللہ وقاص صاحب کا سوال ہے۔

ضلعی حکومت کی جانب سے لاہور شہر کے لئے منظور شدہ ترقیاتی سکیموں کی تفصیلات

*36۔سید احسان اللہ وقاص: کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) ضلعی ناظم لاہور نے لاہور شہر کے تمام علاقوں کے لئے براہ راست کتنی سکیموں کی منظوری دی ہے۔ ان کے لئے مختص کئے گئے فنڈز کی تفصیل کیا ہے۔ یہ ترقیاتی سکیمیں کن کی سفارش پر منظور کی گئیں اور ان منظور شدہ ترقیاتی سکیموں میں سے کتنی سکیمیں مکمل ہوئیں' تفصیل درکار ہے؟

(ب) کیا ان تمام ترقیاتی سکیموں کیلئے قواعد و ضوابط کے مطابق ٹینڈر کال کئے گئے اور ترقیاتی سکیموں کے کام کے معیار کی چیکنگ کا کوئی نظام موجود رہا۔ کیا یہ ترقیاتی سکیمیں منظور کرتے وقت متعلقہ یونین کونسل کے ناظم سے مشورہ کیا گیا؟

(ج) کیا ان ترقیاتی سکیموں کی منظوری دیتے وقت اس بات کا خیال رکھا گیا کہ شہر لاہور کے تمام غیر ترقی یافتہ علاقوں میں انصاف کے مطابق یکساں فنڈز خرچ ہوں اور کسی علاقے سے ترجیحی سلوک اس لئے نہ کیا جائے کہ وہاں کا یونین کونسل ناظم ضلعی ناظم کے گروپ سے تعلق نہیں رکھتا؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی:

سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور سے موصول شدہ رپورٹ کے مطابق۔

(الف) لاہور شہر کے تمام علاقوں کے لئے سکیموں کی ابتدائی منظوری (ماسوائے گورنر کے جاری کئے گئے ڈائریکٹوز) کے سٹی ڈسٹرکٹ اسمبلی لاہور کے اجلاس خاص مورخہ 30-7-2002 میں منظور شدہ طریقہ کار کے مطابق دی جاتی ہے۔ بعد ازاں مجوزہ قواعد کے مطابق ڈسٹرکٹ ڈویلپمنٹ کمیٹی ان تمام سکیموں کا تفصیلی جائزہ لیتی ہے اور سکیموں کی انتظامی منظوری دیتی ہے۔ ایسی تمام سکیمیں جن کے لئے فنڈز مختص کئے گئے، ضلع لاہور کے منتخب نمائندگان کی تجاویز پر منظور کی گئیں۔ ان منظور شدہ ترقیاتی سکیموں میں سے بیشتر پر کام شروع ہو چکا ہے۔ سکیموں کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے *۔

(ب) جیسا کہ پہلے وضاحت کی گئی ہے تمام ترقیاتی سکیمیں منتخب نمائندگان کی تجاویز پر منظور کی گئیں اور مجوزہ قواعد کے مطابق ٹینڈر طلب کئے گئے۔ متعلقہ فیلڈ عملہ ان ترقیاتی کاموں کی نگرانی اور معیار کی چیکنگ کرتا رہتا ہے۔

(ج) ضلع لاہور کے شہری و دیہی علاقوں میں مختلف سیکٹرز کے لئے منتخب نمائندوں کی طرف سے ترقیاتی کاموں کی تجاویز موصول ہوتی رہتی ہیں۔ ان تمام موصول شدہ سکیموں کے لئے ایک خطیر رقم درکار ہے۔ محدود مالی وسائل کے پیش نظر جہاں ممکن ہوتا ہے ترقیاتی کاموں کے لئے فنڈز مختص کر دئیے جاتے ہیں۔ جونہی ترقیاتی فنڈز میں اضافہ ہوا باقی ماندہ تجاویز کو بھی جامہ پہنانے کے لئے ضروری کارروائی کی جائے گی۔

سید احسان اللہ وقاص: اس میں سوال یہ کیا گیا تھا کہ ضلعی ناظم لاہور نے لاہور شہر کے تمام علاقوں کے لیے براہ راست کتنی سکیموں کی منظوری دی ہے۔ یہ بڑا واضح اور دو ٹوک سوال تھا۔ اب آپ اس کا جواب ملاحظہ فرمائیں کہ۔

> "لاہور شہر کے تمام علاقوں کے لئے سکیموں کی ابتدائی منظوری (ماسوائے گورنر کے جاری کئے گئے ڈائریکٹوز) کے سٹی ڈسٹرکٹ اسمبلی

---

* تفصیل اسمبلی لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں۔

لاہور کے اجلاس خاص مورخہ 30-7-2002 میں منظور شدہ طریقہ کار
کے مطابق دی جاتی ہے "۔

یہ میرے سوال کا جواب نہیں ہے۔ میں نے تو بالکل سیدھا سوال کیا ہے کہ "ضلعی ناظم نے لاہور شہر کے تمام علاقوں کے لیے براہ راست کتنی سکیموں کی منظوری دی ہے "۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی، جناب سپیکر! ہم نے اس کا جواب دے دیا ہے۔ میں اس میں چھوٹی سی گزارش کرنا چاہتا تھا کہ اگر آپ سوال ملاحظہ فرمائیں تو وہ یہ ہے کہ "ضلعی ناظم لاہور نے شہر کے تمام علاقوں کے لیے براہ راست کتنی سکیموں کی منظوری دی"۔ یہ ایک آدھ کے متعلق ہو تو ٹھیک ہے۔ میں عرض یہ کرنا چاہتا تھا کہ اس طرح کا مبہم سوال بنتا ہی نہیں ہے لیکن اس کے باوجود ہم نے اس کا جواب دیا ہے اور یہ 804 سکیمیں ہیں۔ جن کی میرے پاس فہرست موجود ہے' جن کی منظوری دی گئی ہے۔

جناب سپیکر، شکریہ۔

سید احسان اللہ وقاص، جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ ضلعی ناظم نے براہ راست ان کی منظوری دی ہے ان کے لیے مختص فنڈز کی تفصیل کیا ہے؟ یہ ترقیاتی سکیمیں کن کی سفارش پر منظور کی گئیں؟ ان منظور شدہ ترقیاتی سکیموں میں سے کتنی مکمل ہوئی ہیں؟ تفصیل درکار ہے۔ کیا یہ تفصیل آپ کے پاس موجود ہے؟ کیا آپ مجھے فراہم کر دیں گے؟ کیا آپ یہ یقین دہانی کراتے ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی، میں آپ کو ابھی دے دیتا ہوں۔

سید احسان اللہ وقاص، جناب سپیکر! میرا دوسرا ضمنی سوال یہ ہے کہ میں نے جز (ب) میں پوچھا تھا کہ کیا "یہ ترقیاتی سکیمیں منظور کرتے وقت متعلقہ یونین کونسل کے ناظم سے مشورہ کیا گیا "؟ اس میں ہر علاقے کے ناظمین مقرر ہیں۔ لاہور میں ہو یہ رہا ہے کہ ضلعی ناظم صاحب اپنے پسندیدہ افراد کی دو دو کروڑ روپے کی سکیمیں منظور کر رہے ہیں اور جو ان کے ساتھ نہیں ہیں ان کے ساتھ' سوتیلی ماں بھی کچھ نہ کچھ کر دیتی ہو گی' یہ اس سے بھی بدترین سلوک کر رہے ہیں۔ اس کا جواب بھی آپ ملاحظہ فرما لیں کہ اس میں کیا جواب دیا گیا ہے۔ اس کی بھی مجھے وضاحت درکار ہے کہ

یہ کیا کیا جا رہا ہے؟

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب سپیکر! اس جز(ب) کا ہم نے جواب دیا ہے کہ "تمام ترقیاتی سکیمیں منتخب نمائندگان کی تجاویز پر منظور کی گئیں اور مجوزہ قواعد کے مطابق ٹینڈر طلب کئے گئے۔ متعلقہ فیلڈ عملہ ان ترقیاتی کاموں کی نگرانی اور معیار کی چیکنگ کرتا رہتا ہے"۔ میں یہاں پر عرض یہ کرنا چاہتا ہوں کہ معزز رکن نے اس امر کی نشان دہی کی ہے کہ بعض لوگوں کو نظر انداز کیا جا رہا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جن لوگوں کے متعلق ان کا اشارہ ہے کہ ان کو نظر انداز کیا گیا ہے ان کو ضلع میں ایک proper forum available ہے جہاں پر وہ اعتراض کر سکتے ہیں۔ جب یہ سکیمیں منظور کی جا رہی تھیں تو وہاں پر بھی وہ اپنا احتجاج ریکارڈ کروا سکتے تھے۔ اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ ان متعلقہ ممبران کے پاس پہلے ہی فورم موجود ہے۔ ADP کا باقاعدہ طریقہ کار ہے اور ضلع میں اسی کے مطابق کام ہو رہا ہے۔ اس لیے میں گزارش کروں گا کہ ممبران اس سے مطمئن رہیں۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: جی، رانا مشہود احمد خان!

رانا مشہود احمد خان: جناب والا! یہ جو سوال پیش کیا گیا ہے اس کی اس وجہ سے بھی اہمیت اور افادیت ہے کہ ضلعی ناظم جو فنڈز دے رہا ہے اس کی ذاتی مثال میرے پاس موجود ہے کہ میرے حلقے میں جب الیکشن کا آغاز ہوا تھا تو میرے مخالف جو (ق) لیگ کا امیدوار الیکشن لڑ رہا تھا۔ اس کو ضلعی ناظم صاحب کی طرف سے براہ راست گرانٹ آئی اور آج بھی علاقوں کی سڑکوں پر میرے مخالف الیکشن لڑنے والے، جن کی ضلعی نظام میں کوئی حیثیت نہیں ہے، کے نام کے بورڈ وہاں پر لگے ہوئے ہیں، افتتاحی تختیاں لگی ہوئی ہیں۔ ان کو بالکل ایک ایک بات بتانی چاہیے کہ وہ فنڈ جو اس کے پاس آتا ہے وہ گورنمنٹ آف پنجاب کی طرف سے آتا ہے۔ وہ فنڈ عوام کا ہے، وہ عوام پر نافذ ٹیکسوں سے ملا ہے۔ میرا یہ ضمنی سوال ہے کہ کس مد سے انھوں نے وہاں پر تختیاں دوسرے لوگوں کی لگوائی ہیں جن کا کوئی اختیار نہیں بنتا ہے؟

جناب سپیکر: منسٹر صاحب نے فرمایا ہے کہ ایک تو احسان اللہ وقاص صاحب کا جو سوال تھا کہ وہاں ہمارے جو نمائندے ہیں، یونین کونسل کے ناظم عوام کے نمائندے ہی ہوتے

ہیں۔ ایک بلدیاتی ادارہ کا ہیڈ ضلع کونسل کا ناظم ہوتا ہے اور یونین کونسل کے ناظمین اس کے ممبر ہوتے ہیں۔ اگر ان کی تجاویز کو نظرانداز کیا گیا ہے تو اس کے لئے proper فورم ہے۔ وہ وہاں اپنا سوال اٹھا سکتے ہیں کیونکہ خدانخواستہ کسی ایم پی اے کا تو استحقاق مجروح نہیں ہوا۔ یونین کونسل کے ناظمین اپنے استحقاق کا مسئلہ بلدیاتی ادارے میں اٹھا سکتے ہیں۔

جناب محمد آجاسم شریف، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی' آجاسم شریف صاحب!

جناب محمد آجاسم شریف، بڑی مہربانی۔ میرے حلقے میں یونین کونسل نمبر 73 ہے اور اس کے ناظم حاجی اجمل صاحب ہیں۔ ان سے کچھ نہیں پوچھا جا رہا کہ آپ ترقیاتی کام کیسے چلا رہے ہیں؛ جیسے ضلعی حکومت چاہتی ہے وہ خودبخود ہی کر لیتی ہے۔ یہاں تک کہ ان کے Sanitary Inspectors اور سیکرٹری وغیرہ تک ان سے چھین لئے گئے ہیں۔ ان کی جگہ کسی تیسرے آدمی کو بٹھا دیا گیا ہے۔ ان سے ترقیاتی کاموں کے بارے میں کچھ بھی نہیں پوچھا جا رہا۔ آپ مجھے بتائیں کہ وہ عوام کے مسائل کو کیسے حل کریں گے؛ وزیر صاحب اگر اس میں ایکشن لے سکتے ہیں تو بتائیں ورنہ پھر میں سمجھوں گا کہ وزیر صاحب کچھ بھی نہیں کر سکتے؛

جناب سپیکر، آپ کے حلقے کی یونین کونسل کے ناظم نے اپنی ضلع کونسل کے ایوان میں یہ مسئلہ اٹھایا ہے؛

جناب محمد آجاسم شریف، جناب والا! یہ مسئلہ بڑی دفعہ اٹھایا ہے مگر ان کی شنوائی نہیں ہوئی۔ چونکہ میرا حلقہ بھی وہی ہے تو کافی لوگوں کے ٹیلیفون آتے ہیں کہ ہمارا کوئی کام نہیں ہوتا۔ جب ضلع ناظم صاحب خود ہر چیز کو پکڑ کر بیٹھے ہوئے ہیں تو وہاں ہمارا یونین کونسل کا ناظم کیا کرے گا؛ وہ کوئی اجلاس بھی نہیں بلاتے۔ میں اس کا ثبوت بھی دے سکتا ہوں۔

جناب سپیکر، شکریہ۔ جی' وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی!

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی، جناب سپیکر! میں گزارش کرنا چاہوں گا کہ میں نے پہلے بھی یہ عرض کیا ہے کہ ان کے پاس ایک فورم موجود ہے جہاں پر وہ اپنی بات کر سکتے ہیں۔ جس طرح میرے معزز رکن نے اپنی یونین کونسل نمبر 73 کے ناظم اجمل

صاحب کے متعلق بات کی ہے کہ ان کو ignore کیا جا رہا ہے۔ میں آپ کے توسط سے معزز رکن کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اگر اجمل صاحب کو اپنی ADP کے متعلق کوئی شکایت ہے تو ان کے پاس دو فورم موجود ہیں۔ کیا انہوں نے اپنی یونین کونسل کے اجلاس میں کوئی ایسا resolution دیا ہے کہ جہاں انہوں نے اپنے ساتھ ہونے والے سلوک کی نشاندہی کی ہو یا ضلع کی سطح پر کوئی resolution دی ہے؟ معزز رکن مجھے بتائیں انشاء اللہ تعالیٰ ان کی grievances کو دور کرنے کی کوشش کی جائے گی۔

جناب سپیکر: جی' جناب محمد آجاسم شریف!

جناب محمد آجاسم شریف: جناب والا! جب سیشن بھی نہیں بلایا جاتا تو پھر بھینس کے آگے بین بجانے والی بات ہے۔ وہ ضلع ناظم کے پاس بار بار جا چکے ہیں مگر ضلع ناظم ان سے بات کرنا تو دور' اپنے کمرے میں بلانا بھی پسند نہیں کرتے۔ مجھے بتایا جائے کہ اس میں ان علاقے کے لوگوں کا کیا قصور ہے؟

جناب سپیکر: شکریہ۔ ارشد محمود بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میری محترم وزیر موصوف سے یہ درخواست ہے کہ اگر کسی ناظم کی حق تلفی ہوتی ہے اور ان کو فنڈز استعمال کرنے کی اجازت نہیں دی جاتی تو ان کا اپنا فورم موجود ہے جہاں پر وہ اسمبلی میں احتجاج ریکارڈ کروا سکتے ہیں۔ لیکن میں رانا مشہود صاحب کی بات کو تھوڑا سا آگے بڑھاتا ہوں کہ میرے حلقے سیالکوٹ میں جو لوگ الیکشن ہار گئے' ان سے سکیمیں منظور کروائی جا رہی ہیں اور ان سے افتتاح کروایا جا رہا ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ جو غیر نمائندہ لوگ ہیں' ان کا کیا استحقاق ہے؟ میں جناب وزیر موصوف سے یہ درخواست کروں گا کہ وہ اس پر وضاحت فرمائیں کہ اگر کسی علاقے میں کوئی غیر نمائندہ آدمی ترقیاتی کام کر رہا ہے تو کیا اس علاقے کا منتخب نمائندہ' چاہے وہ ایم پی اے یا ناظم ہے اس کا استحقاق مجروح نہیں ہوتا؟

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! کیا آپ جواب دیں گے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب سپیکر! اگر کہیں اس قسم کی بات ہو رہی ہے تو وہ میرے نوٹس میں لائیں' انشاء اللہ تعالیٰ اس کا ازالہ کیا جائے گا۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی' منسٹر صاحب!

وزیر سیاحت: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! سب سے پہلے محمد آجاسم شریف

صاحب نے ضلعی گورنمنٹ کے حوالے سے جو سوال کیا ہے میں اس کا جواب یہ دوں گا کہ میرے فاضل رکن کو پہلے ضلعی گورنمنٹ کے سسٹم کو پڑھ لینا چاہئے کہ اس کے تحت ناظمین کو کیا اختیارات حاصل ہیں؟ کیونکہ میں نے بھی ناظم کے عہدے سے resign کر کے الیکشن لڑا ہے اور صوبائی اسمبلی کا ممبر بنا ہوں۔ میں اپنے بھائی کو یہ وضاحت کر دوں کہ ناظمین کو پنجاب گورنمنٹ کی طرف سے ایک فنڈ آتا ہے جو کہ اس یونین کونسل نے اپنی یونین کونسل کے اندر لگانا ہوتا ہے۔ پچھلے سال تقریباً25 لاکھ روپے کا فنڈ تھا۔ یونین کونسل نے اپنا بجٹ خود بنانا ہوتا ہے۔ اسے نہ تو ڈسٹرکٹ ناظم پوچھ سکتا ہے اور نہ ہی ٹاؤن ناظم پوچھ سکتا ہے۔ صرف اس کے کونسلر حضرات ہی پوچھ سکتے ہیں کہ آپ نے یہ فنڈ کہاں لگائے ہیں اور سکیم کون سی ہے؟ دوسرے نمبر پر میرے بھائی نے بتایا ہے وہاں پر صفائی کا انتظام نہیں ہے۔ ڈسٹرکٹ ناظم صفائی نہیں کروا رہے تو میں ان سے وضاحت کرتا چلوں کہ sanitation کا سسٹم devolve ہو کر یونین کونسل کے سطح پر آ چکا ہے لہٰذا اب یونین کونسل اس کی ذمہ دار ہے کہ متعلقہ یونین کونسل کے اندر صفائی کا کام کروانے اور متعلقہ ناظم کی ذمہ داری ہے کہ انہوں نے کس طرح sanitation آفیسر سے کام کروانا ہے۔ جہاں تک فنڈ خرچ کرنے کا تعلق ہے تو میں یہ بات بتا دؤں کہ جو فنڈ پنجاب گورنمنٹ کی طرف سے آتا ہے وہ دو طرح سے چیک ہو سکتا ہے۔ کیونکہ ناظم سٹی گورنمنٹ کا ممبر ہوتا ہے اور نائب ناظم ٹاؤن کا ممبر ہوتا ہے، دونوں جگہوں پر چیک ہو سکتا ہے۔ کونسلر کے کہنے پر بھی ڈسٹرکٹ ناظم اس کی متعلقہ یونین کونسل میں کام کروا سکتا ہے۔ کونسلر حضرات نے بھی سٹی گورنمنٹ کو ووٹ دیئے ہیں۔ ان کا بھی حق ہے کہ وہ سکیم منظور کروا کر اپنے علاقے میں کام کروائیں۔

محترمہ نیر مرتضیٰ لون، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی، محترمہ! آپ فرمائیں!

محترمہ نیر مرتضیٰ لون، جناب سپیکر! میرے محترم وزیر موصوف نے یونین کونسل کے حوالے سے بات کی ہے۔ ناظمین کے پاس کسی قسم کا کوئی اختیار نہیں ہے، صرف دکھاوا ہے۔ مرد تو دور خواتین کو بھی بولنے کی اجازت نہیں کہ وہ بات کرسکیں۔ اس پر implement ہونا تو بڑی دور کی بات ہے۔ اگر میرے بھائی کہتے ہیں کہ صفائی کے لئے وہاں کام ہو رہے ہیں تو بالکل زیرو پوائنٹ ہے۔ یہ صرف باتوں تک محدود ہیں اور یہاں آ کر کارروائی دکھا دیتے ہیں۔ وہاں پر کوئی کام نہیں ہو رہا اور دکھاوے کے لئے خواتین کو

بٹھایا گیا ہے۔ ناظم کو فنڈز نہیں دئیے جاتے۔ ڈسٹرکٹ گورنمنٹ والوں کو سارے فنڈز دے دئیے جاتے ہیں اور وہ تحصیل میں کوئی کام نہیں کرتے۔ گندگی کی انتہا ہے۔ یہاں تک کہ مساجد بھی گندگی سے بھری ہوئی ہیں اور وہاں سے گزرا بھی نہیں جاتا۔ کاش! اس وقت آپ میرے ساتھ چلیں اور میں آپ کو دکھا دوں کہ مساجد کا کیا حال ہے؟ ہم مسلمان قوم ہیں۔ ہمیں اس بات کا خیال رکھنا چاہئے۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی' راجہ صاحب!

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی، جناب سپیکر! وقفۂ سوالات شروع ہو چکا ہے۔ میرے پاس بے شمار سوالات ہیں جو سارے ہی لوکل گورنمنٹ سے متعلقہ ہیں۔ میری اپنے بھائیوں سے یہ درخواست ہو گی کہ بجائے اس کے کہ وہ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کریں' ضمنی سوالات کریں۔ جتنے سوال بھی وہ پوچھیں گے میں ان کی تسلی کے مطابق ان کو جواب دوں گا۔

جناب سپیکر، جی' رانا مشہود صاحب!

رانا مشہود احمد خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی' فرمائیں!

رانا مشہود احمد خان، جناب والا! یہاں پر جو ماحول پیدا کر دیا گیا ہے میرے خیال میں اگر حکومتی بنچز ضلعی ناظم کو اس کی غلط کاریوں پر defend نہیں کریں گے تو ہم اس ہاؤس کو بڑے اچھے طریقے سے چلا سکتے ہیں۔ اگر آپ سوال کو ملاحظہ فرمائیں تو اس میں بڑا سادہ سا سوال ہے کہ ضلع ناظم نے لاہور شہر کے تمام علاقوں کے لئے براہ راست کتنی سکیموں کی منظوری دی ہے؟ ان کے لئے مختص کئے گئے فنڈز کی تفصیل کیا ہے؟ یہ ترقیاتی سکیمیں کن کی سفارش پر منظور کی گئیں۔ ان الفاظ پر حکومتی بنچز کو تکلیف ہو رہی ہے۔ ان کو چاہئے کہ اس کا جواب دیں اور دوسرا میں وزیر صاحب کے گوش گزار ایک بات کرنا چاہوں گا کہ تمام ہاؤس لوکل گورنمنٹ رولز اور لاز پڑھ کر آیا ہوا ہے۔ اراکین نہ صرف پڑھ کر آئے ہیں بلکہ اس سے زخم خوردہ بھی یہاں پر موجود ہیں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔

شیخ اعجاز احمد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! براہ مہربانی آپ تشریف رکھیں، میں آپ کو وقت دوں گا۔ میری معزز اراکین سے گزارش ہے کہ یہ تقریباً پہلا سوال ہے اور بیس پچیس منٹ آپ نے پوائنٹ آف آرڈر پر ہی لگا دیئے ہیں اور پھر دوسرے سوالات تو ایوان کی میز پر ہی رکھے جائیں گے۔ میری آپ سے گزارش یہ ہے کہ پوائنٹ آف آرڈر کم کیا کریں اور to the point جو ضمنی سوال بنتا ہے وہ کیا کریں۔ تاکہ دوسرے سوالات کے جوابات پر بھی بات ہو سکے۔ اب احسان اللہ وقاص صاحب، جن کا سوال ہے وہ کچھ کہنا چاہ رہے تھے۔ ابھی تفصیل منسٹر صاحب نے بتا دی ہے۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب والا! میرا ایک چھوٹا سا ضمنی سوال ہے۔ لاہور شہر میں جن یونین کونسلوں میں ضلع ناظم کے پسندیدہ ناظمین نہیں تھے انہوں نے وہاں پر کوآرڈینیٹرز مقرر کئے تھے۔ ان میں سے کتنے فنڈز انہوں نے کوآرڈینیٹرز کی recommendations پر مختص کئے ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب والا! ایسی کوئی بات نہ ہے۔ یہ بالکل درست نہ ہے۔ کوآرڈینیٹرز کو کوئی فنڈز نہیں دیئے گئے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ اگلا سوال نمبر 43 سید احسان اللہ وقاص صاحب کا ہے۔

سید احسان اللہ وقاص: سوال نمبر 43۔ جناب والا! اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ڈسٹرکٹ اسمبلی لاہور کے اجلاس

*43۔ سید احسان اللہ وقاص: کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ موجودہ ضلعی نظام کے قواعد و ضوابط کے مطابق ضلعی اسمبلی کا ہر ماہ ایک مرتبہ اجلاس ہونا لازمی ہے؛

(ب) لاہور میں ضلعی اسمبلی کے قیام کے بعد کتنے باقاعدہ ماہانہ اجلاس ہوئے ہیں اور اگر یہ ہر ماہ نہیں ہوئے تو محکمے نے کیا انضباطی کارروائی کی ہے؛

(ج) کیا یہ درست ہے کہ ضلعی ناظم کی طرف سے منظور کی جانے والی تمام ترقیاتی سکیموں کے لئے مختص کئے گئے فنڈز کی منظوری ضلعی اسمبلی سے حاصل کرنا ضروری ہے۔ اگر یہ درست ہے تو کیا ضلعی ناظم لاہور نے الیکشن مہم کے دوران اگست، ستمبر اور اکتوبر 2002 میں جو ترقیاتی سکیمیں منظور کیں، ان کی منظوری ضلعی اسمبلی سے حاصل کی؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی:

(الف) درست ہے۔

(ب) ضلع کونسل لاہور کا قیام مورخہ 15-8-2001 کو عمل میں آیا۔ مورخہ 15-8-2001 تاھنوز ضلع کونسل لاہور کے 13 اجلاس ہوئے۔

(ج) یہ درست ہے کہ تمام ترقیاتی سکیموں کے لئے مختص کئے گئے فنڈز کی منظوری ضلعی اسمبلی سے لینا ضروری ہے۔ سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور کی فراہم کردہ اطلاع کے مطابق ضلعی اسمبلی کے اجلاس سوئم مورخہ 30-7-2002 فیصلہ نمبر 6 کی روسے Block Allocation کے طور پر ملنے والی رقوم میں سکیمیں منظور کرنے کا اختیار ضلعی ناظم کو تفویض کیا گیا ہے۔ چنانچہ سال 2002-2003 میں شامل تمام سکیموں کے لئے مختص کئے گئے فنڈز کی منظوری ضلعی اسمبلی کے اجلاس نشست سوئم کے فیصلہ نمبر 6 کے تحت ضلعی ناظم نے دی ہے۔ تاہم نظر ثانی شدہ بجٹ 2002-2003 ضلعی اسمبلی کے آئندہ بجٹ اجلاس میں پیش کیا جائے گا اور اس کی منظوری ضلعی اسمبلی سے لی جائے گی۔

جناب سپیکر: جی، ضمنی سوال کریں۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب والا! میرا پہلا ضمنی سوال یہ ہے کہ میں نے سوال کے جز (الف) میں پوچھا تھا کہ "کیا ضلعی اسمبلی کا ہر ماہ ایک اجلاس ہونا لازمی ہے؟" اس کا جواب دیا گیا ہے کہ "درست ہے؟" جز(ب) میں یہ پوچھا گیا تھا کہ "لاہور میں ضلعی اسمبلی کے

قیام کے بعد کتنے باقاعدہ ماہانہ اجلاس ہوئے ہیں اور اگر یہ ہر ماہ نہیں ہوئے تو محکمہ نے کیا انضباطی کارروائی کی ہے"۔ اس کا جو جواب دیا گیا ہے وہ ایک مضحکہ خیز جواب ہے اور میں محترم وزیر صاحب سے درخواست کروں گا کہ وہ بہت اچھے جواب دیتے ہیں کم ازکم اس کو تو پڑھ لیتے۔ جواب آنے سے پہلے یہ پیش ہی نہیں کیا جانا چاہئے تھا کیونکہ اس میں یہ پوچھا گیا ہے کہ "کتنے ماہانہ اجلاس ہوتے ہیں"؟ اس میں انہوں نے وہ اجلاس بھی شامل کر دئیے ہیں جو کہ وزیراعلیٰ یا وزیراعظم کو خراج تحسین پیش کرنے کے لئے بلائے گئے تھے۔ اس طرح انہوں نے اپنے ماہانہ اجلاس پورے کئے۔ ماہانہ اجلاسوں کا جواب صحیح نہیں دیا گیا ہے۔ ہر مہینے وہاں پر اجلاس نہیں ہوتا بلکہ تین تین مہینے تک اجلاس نہیں ہوتے اور ضلع ناظم اپنی مرضی سے فنڈز خرچ کرتے ہیں۔ اس سلسلے میں میرا دو ٹوک سوال ہے کہ کیا ہر ماہ اجلاس ہوا ہے یا نہیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر صاحب!

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب سپیکر! معزز رکن نے پوچھا تھا کہ کتنے ماہانہ اجلاس ہوئے ہیں؟ یہی سوال ہم نے متعلقہ ادارے کو بھیجا تھا اور انہوں نے جو جواب دیا ہے وہ یہ ہے کہ ضلع کونسل لاہور کے 13 اجلاس ہوئے ہیں۔ So it is taken for granted. جو ہم نے ان سے پوچھا ہے انہوں اسی کا جواب دیا ہے۔ میں بھی معزز رکن کی خدمت میں عرض کر رہا ہوں کہ ان کے ہاتھ میں جواب موجود ہے۔ 13 کا ہمیں کہا گیا ہے اور میں بھی یہی بتا رہا ہوں کہ اب تک 13 اجلاس ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر: اس کا مطلب ہے ہر ماہ اجلاس ہوا ہے۔

سید احسان اللہ وقاص: یہ کہتے ہیں کہ ہر ماہ باقاعدگی سے اجلاس ہوا ہے۔ وزیر صاحب اب اس بات کی یقین دہانی on the floor of the House کرا دیں۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب سپیکر! میں عرض کر رہا ہوں کہ انہوں نے ماہانہ اجلاسوں کا پوچھا ہے۔ وہی سوال ہم نے محکمہ کو بھیجا ہے اور محکمہ نے اس کا جواب دیا ہے کہ ماہانہ اجلاس 13 ہوئے ہیں۔ میں یہ کہہ رہا ہوں کہ 15.8.2001 سے آج تک 13 اجلاس ہوئے ہیں۔

راجہ محمد طارق کیانی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

راجہ محمد طارق کیانی، جناب والا! یہ ضلعی ناظم کی بات ہوئی اور اجلاس ہونے یا نہ ہونے پر انضباطی کارروائی کی۔ بات میری ناقص قانون فہمی کے مطابق لوکل باڈیز گورنمنٹ ایکٹ 2002 کے متعلق ہے تو میں نے اس آرٹیکل میں کوئی ایسی شق نہیں پڑھی کہ ڈسٹرکٹ گورنمنٹ ہمارے لوکل باڈیز گورنمنٹ ایکٹ 2002 کو violate کر رہی ہے۔ کیونکہ ڈسٹرکٹ گورنمنٹ ایک باقاعدہ آئین کے تحت ادارہ مرتب ہوا ہے۔ میں اس سلسلے میں وزیر قانون سے پوچھوں گا کہ اگر اس ایکٹ میں violation ہو رہی ہے تو اس کے لئے ان کے پاس کوئی ایسا آرٹیکل یا کوئی انضباطی کارروائی موجود نہیں ہے۔ اگر کوئی آرٹیکل یا شق موجود ہے تو میں وزیر موصوف سے اس بات کی وضاحت چاہوں گا کہ وہ کون سی کلاز ہے کہ جس کے تحت ہم اپنی معروضات ان کے گوش گزار کر کے اپنی داد رسی کا حق لینا چاہتے ہیں؟

جناب سپیکر، جی، وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی!

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی، جناب سپیکر! یہ بات درست ہے کہ لوکل گورنمنٹ آرڈیننس میں یہ بات ضرور درج ہے کہ ہر ماہ ایک اجلاس ہوا کرے گا۔ لیکن اس کی خلاف ورزی کی صورت میں تادیبی کارروائی کی کوئی شق موجود نہیں ہے۔ میں جناب کے توسط سے معزز رکن سے یہ بات کہنا چاہوں گا کہ جیسا کہ اب ہم پنجاب اسمبلی میں موجود ہیں۔ ہمارے رولز آف پروسیجر میں یہ بات موجود ہے کہ 70 دن صوبائی اسمبلی کا اجلاس ہونا ہے لیکن اگر 70 دن اجلاس نہ ہو تو کیا، کیا جائے گا؟ آپ کے رولز آف پروسیجر میں بھی یہ بات درج نہیں ہے۔ اس لئے چونکہ یہ ادارے بھی آئین کے تحت بنے ہیں اور یہ اسمبلی بھی آئین کے تحت بنی ہے اور آئین کی جتنی بھی provisions ہیں جن کے تحت ان اداروں کو یہ کام کرنا لازم ہوتا ہے۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ جو ادارہ معرض وجود میں آتا ہے اور وہ جن مقاصد کے لیے قائم ہوتا ہے اسے اپنے مقاصد پورے کرنے چاہئیں۔ اس لئے یہ بات نہ تو رولز آف پروسیجر میں ہے اور نہ ہی لوکل گورنمنٹ آرڈیننس میں ہے۔

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی، فرمائیں!

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی، جناب سپیکر! میرا تعلق ملتان سے ہے۔

جناب سپیکر، آپ اپنا پورا نام بھی بتا دیں تا کہ پریس والوں کو پتا لگے۔

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی، جناب سپیکر! میرا نام ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی ہے۔ میں اپنی بات مختصر کروں گا۔ یہاں پر بلدیات کی بات ہو رہی ہے۔ جیسا کہ سب جانتے ہیں کہ ملتان ایک پسماندہ شہر ہے اور ملتان پچھلے پانچ مہینوں سے ضلعی ناظم کے بغیر کام کر رہا ہے۔ مختلف جگہوں پر جہاں پر ناظم نہیں ہیں وہاں پر نائب ناظم کو اختیارات دے دیئے گئے ہیں لیکن ملتان کے ساتھ شفقت یہ ہے کہ وہاں پر ناظم نہیں ہے اور اختیارات بھی نائب ناظم کو نہیں دیئے گئے اور ایک ڈی سی او کو ضلعی ناظم کا اختیار دے دیا گیا ہے۔ وزیر صاحب سے میرا سوال یہ ہے کہ کیا وہ یہ بتا سکتے ہیں کہ ہمارے جنوبی پنجاب کے اس شہر میں ایک افسر کو حاکم اعلیٰ بنا کر بٹھایا گیا ہے؟ ہماری مشکل کب تک حل ہو گی اور کب ہمارے نائب ناظم اعلیٰ کو اختیارات ملیں گے اور وہاں پر کب ضلعی ناظم کے انتخابات ہوں گے؟

جناب سپیکر، یہ آپ کا ضمنی سوال نہیں بنتا۔ اگلا سوال حاجی محمد اعجاز!

رانا مشہود احمد خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی، فرمائیں!

رانا مشہود احمد خان، جناب والا! یہ بڑی غلط بات ہے۔ میں ان کی تصحیح کرنا چاہتا ہوں۔ یہ فرما رہے ہیں کہ آج تک 13 اجلاس ہوئے ہیں لیکن 15.8.2001 سے آج تک ماہانہ اجلاس 19 بنتے ہیں مگر یہ 13 اجلاس بتا رہے ہیں۔ ان کو چاہئے کہ اپنا ریکارڈ درست کر کے اسمبلی میں آیا کریں۔ یہ جو on the floor of this House سٹیٹمنٹ دے رہے ہیں کہ 13 اجلاس ہوئے ہیں' یہ غلط ہے۔ دوسری بات جو میں عرض کرنا چاہوں گا وہ نہ صرف میرا ذاتی مسئلہ ہے بلکہ پورے ہاؤس کا مسئلہ ہے۔میں نے آج کمپٹرولر پنجاب اسمبلی کے پاس ایک فیکس بھیجی کہ مجھے مری میں پنجاب ہاؤس کی بکنگ چاہئے اور اس کا مجھے جواب آیا کہ ہمیں وزیراعلیٰ کی طرف سے ہدایات ہیں کہ صرف (ق) لیگ کے نمائندوں کو پنجاب ہاؤس مری میں رہنے کی اجازت مل سکتی ہے۔ آپ کو اس میں رہنے کی اجازت نہیں مل سکتی۔ مجھے اس بات کا جواب چاہئے۔

وزیر قانون : جناب سپیکر ! چونکہ رانا صاحب تھوڑے سے جذباتی ہو رہے ہیں۔ میں ان کی خدمت میں یہ گزارش کروں گا کہ انہیں جو لیٹر آیا ہے' جس میں (ق) لیگ کا ذکر کیا گیا ہے وہ اس کی کاپی مجھے دیں۔ میں اس کا ازالہ کرنے کے لئے تیار ہوں۔ غلط بیانی اور جذبات سے کام مت لیں۔ اس لیٹر میں اگر کسی ایسی discrimination کا ذکر ہے کہ

"آپ کا تعلق (ق) لیگ سے نہیں تو آپ کو کمرہ نہیں دیا جا سکتا ہے " تو میں اس کے خلاف کارروائی کرنے کے لئے تیار ہوں۔

جناب سپیکر : رانا مشہود صاحب ! آپ کے پاس کوئی ایسا لیٹر موجود ہے جس میں لکھا گیا ہے کہ صرف (ق) لیگ والوں کو کمرہ مل سکتا ہے ؟

رانا مشہود احمد خان : لیٹر تو نہیں ہے۔ میں نے بکنگ بھیجی ہے۔ راجہ صاحب مجھے ابھی بکنگ کروا دیں۔

وزیر قانون : جناب سپیکر ! میں بکنگ کی بات نہیں کر رہا۔ انھوں نے کہا ہے کہ discrimination (ق)لیگ کے حوالے سے ہو رہی ہے ۔ انھیں غلط بیانی سے کام نہیں لینا چاہئے۔

رانا مشہود احمد خان : جناب والا ! میں نے تو لیٹر کی بات ہی نہیں کی، میں نے تو کہا ہے کہ انھوں نے مجھے intimate کیا ہے۔ آپ بے شک ریکارڈنگ سن لیں۔ میں نے کہا ہے کہ کمپٹرولر نے مجھے intimate کیا ہے کہ آپ کو بکنگ نہیں مل سکتی۔

جناب سپیکر : ایسی کوئی بات نہیں ہے ' اس نے غلط کہا ہوگا۔ شکریہ' آپ تشریف رکھیں۔ حاجی محمد اعجاز صاحب!

حاجی محمد اعجاز ، سوال نمبر 55 ۔ جناب سپیکر ! جواب پڑھا ہوا تصور کر لیا جائے۔

جناب سپیکر، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کر لیا جائے۔

عالم ٹاؤن میں بنیادی سہولیات کی فراھمی

*55۔**حاجی محمد اعجاز**، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ عالم ٹاؤن داروغہ والا کی آبادی تقریباً 2000 ہزار نفوس پر مشتمل ہے؟

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ مذکورہ آبادی سوئی گیس' بجلی' پانی اور سیوریج جیسی سہولیات سے محروم ہے؟

(ج) کیا یہ حقیقت ہے کہ آبادی میں گندگی کے جابجا ڈھیروں کی وجہ سے مچھروں کی بہتات ہے۔ جس کی وجہ سے مکین مختلف بیماریوں میں مبتلا ہو چکے ہیں؛

(د) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ کارپوریشن کا عملہ صفائی مذکورہ آبادی میں نہیں آتا جس کی وجہ سے آلودگی بہت زیادہ ہے' رہائشی مہلک بیماریوں کا شکار ہو گئے ہیں؛

(ہ) اگر جز (الف)' (ب)' (ج)' (د) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت پنجاب مقامی آبادی میں مندرجہ بالا سہولت دینے کا ارادہ رکھتی ہے' تو کب تک' نہیں تو وجوہ بتائی جائیں؛

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی:

(الف) درست ہے۔

(ب) سوئی گیس اور بجلی مہیا کرنا سوئی گیس کارپوریشن اور واپڈا کی ذمہ داری ہے۔ تاہم سیوریج کی سہولت مہیا کرنا واسا کی ذمہ داری ہے۔ چونکہ عالم ٹاؤن ایک پرائیویٹ آبادی ہے جو کسی منصوبہ بندی کے بغیر تعمیر کی گئی ہے لہذا ان سہولتوں کو مہیا کرنے کے لئے سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور کو کہا گیا ہے کہ وہ وسائل کی دستیابی کو مدنظر رکھتے ہوئے جلد از جلد اس سہولت کے بندوبست کرنے کا اہتمام کریں۔

(ج) نکاسی آب کی عدم سہولت کی وجہ سے عالم ٹاؤن کا وسطی علاقہ ایک جوہڑ کی شکل اختیار کر چکا ہے جس کی وجہ سے مذکورہ مشکلات درپیش ہیں۔

(د) شالیمار ٹاؤن سے موصولہ اطلاع کے مطابق یہ درست نہیں ہے' عملہ کے لئے صرف جوہڑ والی جگہ کی صفائی کرنا ممکن نہیں۔

(ہ) حکومت پنجاب کی طرف سے سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ اور شالیمار ٹاؤن لاہور کو کہا گیا ہے کہ پالیسی اور دستیاب وسائل کو مدنظر رکھتے ہوئے اس علاقے میں مکمل صفائی اور نکاسی آب کی سہولت کی فراہمی کا بندوبست کیا جائے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

بریگیڈیئر (ریٹائرڈ) جاوید اکرم: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: بریگیڈیئر صاحب! پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

بریگیڈیئر (ریٹائرڈ) جاوید اکرم: جناب والا! ابھی رانا مشہود صاحب نے ایک الزام لگایا ہے کیا وہ اس بارے میں کوئی ثبوت ایوان میں پیش کرنا چاہیں گے؟

جناب سپیکر: نہیں، ان کے پاس کوئی تحریری ثبوت نہیں ہے۔

بریگیڈیئر (ریٹائرڈ) جاوید اکرم: جناب والا! کسی بھی ممبر کو ہاؤس کے floor پر بیان دینے سے پہلے اس بات تصدیق کر لینی چاہئے کیونکہ تقریر کرنے یا شور مچانے سے مسئلے حل نہیں ہوتے۔ انھوں نے قائد ایوان پر جو الزام لگایا ہے، اس ایوان کا جو تقدس مجروح کیا ہے میں آپ کی وساطت سے گزارش کروں گا کہ وہ اس کا ثبوت ایوان میں مہیا کریں یا پھر وہ اپنے الفاظ واپس لیں۔

جناب سپیکر: آپ نے ان کی بات سن لی ہو گی۔ ان کے پاس اس بارے میں کوئی تحریری ثبوت نہیں ہے۔

رانا مشہود احمد خان: جناب سپیکر! میں اس ہاؤس کے floor پر یہ بات حلفاً کہتا ہوں کہ میں نے فون کیا ہے اور فون پر انھوں نے مجھے پورا جواب دیا ہے۔ میں categorically, step by step وہ بات دہراتا ہوں۔ انھوں نے کہا ہے کہ (ق) لیگ کے علاوہ ہم کسی کو بکنگ نہیں دیتے۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: رانا صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔ جی، حاجی محمد اعجاز صاحب! کوئی ضمنی سوال؟

حاجی محمد اعجاز: جناب والا! وزیر موصوف اپنے جواب میں مان رہے ہیں۔ انھوں نے جواب کے جز(ب) میں لکھا ہے کہ "چونکہ عالم ٹاؤن ایک پرائیویٹ آبادی ہے جو کسی منصوبہ بندی کے بغیر تعمیر کی گئی ہے" تو میرا سوال یہ ہے کہ منصوبہ بندی کے بغیر یہ آبادی کیوں تعمیر ہونے دی گئی ہے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب سپیکر! اب ایک پرائیویٹ آبادی میں لوگ کہیں مکان بنانا چاہتے ہیں تو ہم انھیں مجبور نہیں کر سکتے کہ آپ مکان نہ بنائیں۔ اسی لئے جواب میں لکھا گیا ہے کہ یہ حکومت نے نہیں بنائی بلکہ پرائیویٹ آبادی ہے اور وہ بغیر کسی منصوبہ بندی کے بنی ہے۔ کسی private developer یا عام لوگوں نے مکان بنا لئے ہیں اور آبادی بن گئی ہے۔

حاجی محمد اعجاز: میں نے پوچھا ہے کہ اس کا ذمہ دار کون ہے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: ذمہ دار تو وہی ہیں جنھوں نے یہ آبادی بنائی ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! سوال کے جز (ج) میں پوچھا گیا ہے کہ " کیا یہ حقیقت ہے کہ آبادی میں گندگی کے جا بجا ڈھیروں کی وجہ سے مچھروں کی بہتات ہے۔

جس وجہ سے مکین مختلف بیماریوں میں مبتلا ہو چکے ہیں "؟ اب میں اس کا جواب آپ کو سنانا چاہتا ہوں۔ لکھتے ہیں کہ نکاسی آب کی عدم سہولت کی وجہ سے عالم ٹاؤن کا وسطی علاقہ ایک جوہڑ کی شکل اختیار کر چکا ہے جس کی وجہ سے مذکورہ مشکلات درپیش ہیں۔ میری وزیر موصوف سے یہ درخواست ہے کہ اسمبلی میں سوالات اس لئے دیئے جاتے ہیں کہ پنجاب کے مختلف علاقوں کو جو چھوٹی چھوٹی مشکلات درپیش ہیں وہ highlight ہوں اور محکمہ ان کی طرف توجہ دے۔ اگر درست جوابات دیئے جائیں اور ساتھ ہی متعلقہ محکمہ کو تنبیہہ بھی کر دی جائے تو میرا خیال ہے کہ کافی مسائل حل ہو جائیں گے۔ جواب میں کہا گیا ہے کہ جوہڑ کی وجہ سے وہاں پر مچھروں اور ان سے پیدا ہونی والی بیماری کا کوئی علاج نہیں ہو سکتا۔ میں وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی سے درخواست کروں گا کہ اس بابت کوئی واضح جواب آنا چاہئے تھا، کوئی ایکشن ہونا چاہئے تھا۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی : جناب سپیکر، ہم نے حقائق کو چھپانے کی کوشش نہیں کی ہے، جو حقیقت ہے وہی بیان کی گئی ہے۔ واقعی یہ مسئلہ وہاں پر موجود ہے۔ لیکن اگر اسی جواب کے جز(ہ) کو ملاحظہ فرمائیں تو وہاں درج ہے کہ "حکومت پنجاب کی طرف سے سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ اور شالیمار ٹاؤن لاہور کو کہا گیا ہے کہ پالیسی اور دستیاب وسائل کو مدنظر رکھتے ہوئے اس علاقے میں مکمل صفائی اور نکاسی آب کی سہولت کی فراہمی کا بندوبست کیا جائے۔ ہم تو پہلے ہی اس کا نوٹس لے چکے ہیں اور متعلقہ محکمے کو لکھ چکے ہیں۔

حاجی محمد اعجاز : جناب سپیکر! انہیں time frame دینا چاہئے تھا کہ کب تک وہاں یہ سہولت مہیا کر دی جائے گی؟ انھوں نے ایک open بات کی ہے۔ اب ہو سکتا ہے کہ اس میں وہ دس سال کا عرصہ لگا دیں۔

جناب سپیکر : انھوں نے حکم دے دیا ہے کہ ان سہولتوں کا بندوبست کیا جائے۔

حاجی محمد اعجاز : جناب سپیکر! یہ نہیں بتایا گیا کہ کب تک ان سہولتوں کا بندوبست کر دیں گے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی : جناب سپیکر! معزز رکن کی اطلاع کے لئے میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ devolution of powers کے بعد یہ ذمہ داری مقامی لوکل کونسلروں کی ہے۔ وہ آزاد اور خود مختار ادارے ہیں۔ ان کی اپنی کونسلیں ہیں، ان کے اپنے ممبران ہیں، ان کے اپنے وسائل ہیں۔ وہ اپنے ADP بناتے ہیں، وسائل کی

priorities انھوں نے خود fix کرنی ہوتی ہے۔ ہم نے ان کو کہا ہے لیکن ان کے ایماء پر میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ وہ اسے اپنے ADP میں شامل کریں۔ ہم انھیں directives جاری نہیں کرتے کیونکہ ہم نے ان اداروں کو یہ موقع دینا ہے کہ وہ آزادانہ طور پر کام کریں۔ ایک مسئلے کی نشاندہی کی گئی ہے۔ ہم نے ان کو لکھا ہے کہ آپ اس کو دیکھیں اور اپنے وسائل کو مدنظر رکھتے ہوئے اسے حل کریں۔ اب میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ کل سے وہاں پر کام شروع ہو جائے گا۔ کام حکومت نے نہیں کرنا بلکہ اسی بلدیاتی ادارے نے کرنا ہے۔

حاجی محمد اعجاز : جناب سپیکر ! یہ واضح جواب نہیں ہے۔ بالکل واضح جواب آنا چاہئے' ہاں یا ناں۔ اس گول مول جواب کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔

جناب سپیکر: انھوں نے واضح طور پر کہہ دیا ہے کہ ہم نے متعلقہ ادارے کو لکھ دیا ہے۔ اب وہ خود مختار ادارہ ہے۔ اس نے اپنے طور پر کام کرنا ہے۔ لہٰذا وزیر صاحب یہ تو نہیں بتا سکتے کہ یہ کتنے دن میں ہوگا؟ یہ وہی بتا سکیں گے۔ ان کو لکھ دیا گیا ہے' انشاء اللہ جلدی ہو جائے گا۔

حاجی محمد اعجاز : جناب سپیکر! وزیر موصوف مجھے اس بات کی یقین دہانی کرا دیں کہ اگر وہاں سے کوئی جواب نہیں آتا تو یہ دوبارہ انھیں یاد دہانی کروائیں گے اور اس کام کو کروائیں گے۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی : جناب سپیکر ! ہم ان کے جواب کا انتظار نہیں کریں گے۔ میں ابھی اجلاس کے بعد محکمے کو ہدایت کرتا ہوں اور انھیں دوبارہ تنبیہہ کرتا ہوں کہ اس مسئلے کا کوئی حل نکالیں۔

جناب سپیکر : وزیر صاحب انھیں دوبارہ کہنے کے لئے تیار ہیں۔

سید احسان اللہ وقاص : جناب سپیکر! رول 52 کے تحت سوال کا جواب آٹھ دن کے اندر اندر آ جانا چاہئے۔ میرا ایک غیر نشان زدہ سوال نمبر 14 جو آج کے ایجنڈے میں شامل ہے' یہ بھی وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی سے متعلقہ ہے۔ میں نے یہ سوال 3-12-2002 کو جمع کروایا تھا' 16-12-2002 کو انھوں نے متعلقہ محکمے کو بھیجا۔ دو مہینے گزر چکے ہیں لیکن ابھی تک اس کا جواب نہیں آیا۔ اس بابت مہربانی فرمائیں' بتایا جائے کہ کب تک اس کا جواب موصول ہو گا؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی : جناب سپیکر ! میں سوال دیکھ لیتا ہوں۔ اس کے بعد

محکمے سے جواب لے کر بتا دوں گا۔ off hand تو مجھے کچھ پتا نہیں کہ سوال کیا تھا یا نہیں کیا تھا؛ آج تو میں ان سوالوں کی تیاری کر کے آیا ہوں جن کے جوابات آج ایوان میں دینے تھے۔ اس کا جواب چونکہ ابھی تک نہیں آیا' میں سیکرٹریٹ سے اس کا جواب لے لیتا ہوں اور میں یقین دہانی کرواتا ہوں کہ اس کا جواب دیا جائے گا۔

جناب سپیکر : ٹھیک ہے' شکریہ۔ اگلا سوال شیخ امجد عزیز کا ہے۔

شیخ امجد عزیز : سوال نمبر 66۔ جناب سپیکر ! اسے پڑھا ہوا تصور کر لیا جائے۔

جناب سپیکر : جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

شالامار باغ اور مدینہ کالونی سے بھینسوں کا انخلاء

*66۔شیخ امجد عزیز : کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ شالا مار چوک سے مدینہ کالونی اور شیر چوک لاہور تک پختہ سڑک بنی ہوئی ہے اور ان آبادیوں تک آنے جانے کے لئے بطور سواری' تانگے چلتے ہیں؛

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ شالا مار باغ کے عقب مدینہ کالونی اور اس کے مضافات میں گوالوں نے بڑی تعداد میں بھینسیں رکھی ہوئی ہیں جو کہ خلاف قانون ہے؛

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ شالا مار باغ کے سامنے کارپوریشن کا دفتر ہے اور کارپوریشن کا عملہ ہی گوالوں کی پشت پناہی کرتا ہے؛

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ بھینسوں اور گھوڑوں کے فضلے سے مذکورہ آبادیوں کی گلیاں اور سڑکیں گندی رہتی ہیں جو مختلف بیماریاں پھیلانے کا سبب بنی ہوئی ہیں؛

(ہ) اگر جز (الف) تا جز (د) کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت کب تک تانگے کی جگہ متبادل ٹریفک چلانے اور بھینسوں کے انخلاء کا ارادہ رکھتی ہے' اگر نہیں تو کیوں؛

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی :

شالیمار ٹاؤن ایڈمنسٹریشن کی فراہم کردہ معلومات کے مطابق۔

(الف) اس حد تک درست ہے کہ چوک شالامار تا شیر چوک تک پختہ سڑک بنی ہوئی ہے اور تانگوں کے علاوہ موٹر رکشہ بھی بطور سواری چلتے ہیں۔

(ب) اس حد تک درست ہے کہ مدینہ کالونی اور مضافات میں کچھ گوالوں نے حویلیاں بنا رکھی ہیں جہاں پر انہوں نے بھینسیں پال رکھی ہیں۔ جن کے خلاف عملہ ڈی۔ ایم۔ اے ریڈ کر کے گرفت میں لیتا ہے اور جرمانہ عائد کیا جاتا ہے چونکہ آبادی بند کے قریب ہے، گوالے اپنی بھینسوں کو طلوع آفتاب سے قبل حدود کارپوریشن سے باہر لے جاتے ہیں اور غروب آفتاب کے بعد واپس آتے ہیں۔ اس لئے انخلاء ابھی تک مکمل نہ ہو سکا ہے۔ مزید برآں گوالے جرمانہ ادا کرنے کے بعد اپنے جانور واپس لے جاتے ہیں۔ تاہم اس علاقے میں بھینسیں رکھنا خلاف قانون ہے۔

(ج) یہ درست نہ ہے۔

(د) جانور گھوڑوں کے فضلہ وغیرہ کی صفائی عملہ سینیٹیشن باقاعدگی سے روزانہ کرتا ہے۔

(ہ) PLDO کے تحت یہ شعبہ ٹاؤن انتظامیہ کے فرائض میں شامل ہے۔ ٹاؤن انتظامیہ کو تانگوں کا کنٹرول حال ہی میں ملا ہے۔ لہٰذا بتدریج تانگوں کے لائسنسوں کی تعداد میں کمی کی جائے گی اور اہم علاقوں میں تانگوں کا چلنا ممنوع قرار دیا جائے گا۔ جہاں تک بھینسوں کا تعلق ہے۔ ان کے انخلاء کی کارروائی میں تیزی لائی جائے گی اور جلد مکمل انخلا کو یقینی بنایا جائے گا۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! کوئی ضمنی سوال؟

شیخ امجد عزیز: جناب والا! میرے سوال کے جز (ب) میں تھا کہ کیا "یہ بھی درست ہے کہ شالا مار باغ کے عقب مدینہ کالونی اور اس کے مضافات میں گوالوں نے بڑی تعداد میں بھینسیں رکھی ہوئی ہیں جو کہ خلاف قانون ہیں"؟ اس کے جواب میں انھوں نے کہا کہ اس حد تک درست ہے کہ مدینہ کالونی اور مضافات میں کچھ گوالوں نے بھینسیں رکھی ہوئی ہیں۔ میری گزارش ہے کہ ان کی کچھ تفصیل بتا دیں کہ کتنی ہیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی!

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب سپیکر! آج لوکل گورنمنٹ کے سوالات تھے، آج اس پر بحث نہیں تھی لیکن میں معزز ایوان کو یقین دلاتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ جلد ہی ہم لوکل گورنمنٹ پر بحث رکھیں گے تاکہ کم از کم ہم اختیارات کو differentiate کر سکیں اور اس بات پر پہنچ سکیں کہ ممبر پارلیمنٹ کے کیا اختیارات ہیں؟ کیا privileges

ہیں؟ ڈویلپمنٹ کے حوالے سے ہمارا دائرہ کار کہاں تک ہے؟ ان بلدیاتی اداروں کا کہاں تک ہے؟ جناب سپیکر! یہ جو سوال دیا گیا تھا یہ ایک عام سوال تھا کہ شالیمار چوک سے مدینہ کالونی تک سڑک خراب ہے۔ ہم نے رپورٹ لی کہ خراب ہے۔ انھوں نے بھینسوں کے متعلق پوچھا تھا کہ یہاں گندگی کیوں ہوتی ہے؟ اگر آپ اجازت دیں تو میں اس کا جواب پڑھ دیتا ہوں۔ "اس حد تک درست ہے کہ مدینہ کالونی اور مضافات میں کچھ گوالوں نے حویلیاں بنا رکھی ہیں جہاں پر انھوں نے بھینسیں پال رکھی ہیں جن کے خلاف عملہ ٹی ایم اے ریڈ کر کے گرفت میں لیتا ہے اور جرمانہ عائد کیا جاتا ہے۔ چونکہ آبادی بند کے قریب ہے، گوالے اپنی بھینسوں کو طلوع آفتاب سے قبل حدود کارپوریشن سے باہر لے جاتے ہیں اور غروب آفتاب کے بعد واپس لاتے ہیں۔ اس لئے انخلا ابھی تک مکمل نہ ہو سکا ہے۔ مزید برآں گوالے جرمانہ ادا کرنے کے بعد اپنے جانور واپس لے جاتے ہیں۔ تاہم اس علاقے میں بھینسیں رکھنا خلاف قانون ہے۔ جناب سپیکر! میں جنرل سٹیٹمنٹ دینا چاہتا ہوں کہ ہماری تقریباً تمام ٹی ایم ایز اس پالیسی پر عمل در آمد کر رہی ہیں کہ گوالوں کو شہر سے باہر منتقل کیا جائے۔۔۔

جناب سمیع اللہ خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، پلیز! پہلے بات مکمل ہونے دیں۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی، تو یہ مرحلہ وار ہو گا۔ اگر ان کو یکدم کر دیا جائے تو پھر بھی مسائل کھڑے ہوتے ہیں۔ ٹی ایم ایز کے خلاف شکایات آتی ہیں لیکن میں معزز رکن کو یقین دلاتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ شہروں سے بھینسوں کو باہر منتقل کرنے کا عمل مرحلہ وار مکمل کیا جائے گا۔ کیونکہ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ ان کی وجہ سے شہر میں گندگی پھیلتی ہے اور صفائی کا مسئلہ پیدا ہوتا ہے۔ اس لئے ہم نے اس کو مرحلہ وار مکمل کرنا ہے اور متعلقہ ٹی ایم ایز کو یہ ہدایت کی جا رہی ہے کہ اس پر مزید تیزی سے کام کریں۔ شکریہ۔

جناب سپیکر، شکریہ۔ شیخ صاحب! وزیر موصوف نے کافی تفصیل سے اس کا جواب دے دیا ہے۔

شیخ امجد عزیز، جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ وزیر صاحب نے بالکل درست کہا کہ ہمارے پنجاب اسمبلی کے ممبران کو اس بات کا خیال کرنا چاہئے اور ہمیں بالکل لوکل گورنمنٹ میں involve نہیں ہونا چاہئے۔ ان کی یہ بات ٹھیک ہے۔ لیکن جس مسئلے کی

طرف میں نے نشاندہی کی ہے اس کا بڑا گول مول سا جواب دیا گیا ہے۔ ہر سوال کا جواب بڑا گول مول سا آتا ہے۔ میں آپ سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میں نے کل وہاں پر سارا visit کیا ہے اور اس کی پوری نظم develop کروائی ہے۔ اگر وہاں پر پانچ سو گھر ہیں تو اڑھائی سو گھروں میں سو سو، ڈیڑھ ڈیڑھ سو بھینسیں بندھی ہوئی ہیں۔ اس کے باوجود وزیر صاحب کہتے ہیں کہ وہاں پر بہت کم لوگوں نے حویلیاں بنائی ہوئی ہیں۔ آگے جواب میں کہتے ہیں کہ لوگ طلوع آفتاب سے پہلے بھینسیں لے جاتے ہیں اور غروب آفتاب کے بعد لے آتے ہیں۔ میں جناب کی وساطت سے عرض کرتا ہوں کہ اگر وزیر صاحب کے پاس وقت نہیں ہے تو اپنا کوئی نمائندہ مقرر کر دیں اور دن میں جا کر دیکھیں کہ وہاں سے گزرنا محال ہے۔ ہر گھر کے باہر پانچ پانچ سو بھینسیں اور گھوڑے بندھے ہوئے ہیں۔ اتنا برا حال ہے کہ وہاں پر جینا حرام ہے۔ یہ پنجاب اسمبلی کے ممبر کا استحقاق ہے کہ اگر اتنے بڑے علاقے میں اتنی زیادہ گندگی ہے تو اس کی نشاندہی کرے۔ میں نے بہت چھوٹی بات کی نشاندہی نہیں کی۔ اگر وزیر صاحب خود موقع پر جا کر ایک visit فرما لیں تو یہ میرا وعدہ ہے کہ وہ یہاں آ کر on the floor of the House یہ کہیں گے کہ واقعی اس کی بہت زیادہ ضرورت ہے۔

جناب سپیکر، شکریہ۔

شیخ امجد عزیز: جناب والا! ہر بات کا جواب گول مول نہیں آنا چاہیے بلکہ اس کا کچھ نہ کچھ بہتر جواب آنا چاہئے۔

جناب سپیکر، شیخ صاحب! آپ کا سوال یہ تھا کہ وہاں گوالوں نے کتنی حویلیاں بنا رکھی ہیں؛ وزیر موصوف نے بڑی تفصیل کے ساتھ جواب دیا اور انھوں نے یہ یقین دہانی بھی کرا دی کہ جتنی بھی حویلیاں، تھوڑی، یا زیادہ، ہماری یہ کوشش ہے کہ جلد از جلد بھینسوں کو شہر سے باہر نکالا جائے۔ میرے خیال میں اس کے بعد مزید کوئی ضرورت نہیں ہے۔

شیخ امجد عزیز: جناب والا! وزیر موصوف اس بات کے لئے ٹائم کا تعین فرما دیں۔

جناب سپیکر، جلدی کوشش کریں گے۔

شیخ امجد عزیز: میں ہر دفعہ کہتا ہوں کہ ٹائم کا تعین فرما دیں تو میں ان کے ساتھ ہوں، press نہیں کرتا۔

جناب سپیکر، ان کا کہنا ہے کہ جلدی کوشش کریں گے۔

شیخ امجد عزیز: جناب والا! میرے ہر سوال کے جواب میں یہی ہو رہا ہے کہ جلدی کوشش کریں گے۔ یہ ٹائم کا تعین فرما دیں' میں اسے press نہیں کرتا اور بیٹھ جاتا ہوں۔

جناب سپیکر: وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی اندازاً کتنی دیر لگے گی؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب والا! یہ کونسی ایسی بات ہے۔ ہم معزز رکن کی تسلی کروائیں گے انھوں نے ایک مسئلے کی نشاندہی کی ہے۔ آپ جز (د) میں دیکھیں کہ انھوں نے یہ فرمایا تھا کہ "کیا یہ بھی درست ہے کہ بھینسوں اور گھوڑوں کے فضلے سے مذکورہ آبادیوں کی گلیاں اور سڑکیں گندی رہتی ہیں اور جو مختلف بیماریاں پھیلانے کا سبب بنی ہوئی ہیں"۔ ہم نے اس سے بھی اتفاق کیا ہے کہ گندگی رہتی ہے اور اس کی بھی صفائی کی کوشش کر رہے ہیں۔

شیخ امجد عزیز: جناب سپیکر!

جناب سپیکر: شیخ صاحب! پہلے منسٹر صاحب کو سن لیں۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: ہم نے اس کا جواب دیا ہے کہ جانوروں' گھوڑوں کے فضلہ وغیرہ کی صفائی عملہ sanitation باقاعدگی سے روزانہ کرتا ہے۔ ہم مزید ان کو کہہ رہے ہیں کہ اس عملے کو بڑھایا جائے لیکن جہاں تک بھینسوں کے انخلاء کا مسئلہ ہے۔ چونکہ مجھے پتا نہیں اگر میرے بھائی کا تعلق اسی حلقے سے ہے اور یہ اسی حلقے سے صوبائی اسمبلی کے ممبر ہیں' تو میں ان کی خدمت میں یہ گزارش کروں گا کہ ہمارا سٹاف ان کے ساتھ جانے کے لئے تیار ہے۔ ٹی ایم او ان کے ساتھ ہو گا اور انشاء اللہ تعالیٰ ان کی تسلی کے مطابق اس مہم کو کامیاب بنائیں گے۔ ہم آپ کو شامل کریں گے اور صفائی کروائیں گے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ شیخ صاحب! وہ آپ کے ساتھ سٹاف بھیجنے کو تیار ہیں۔

شیخ امجد عزیز: جناب والا! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ وزیر صاحب صرف اتنا بتا دیں کہ انخلاء کب تک ممکن ہے؟ جو مرضی ٹائم دیں۔ لیکن ٹائم ضرور دیں۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! آپ تاریخ مقرر کرنے پر زور نہ دیں۔ وہ تو فرما رہے ہیں کہ آپ تشریف لائیں۔ آپ کے ساتھ عملہ بھیج دیا جائے گا تاکہ شہر سے گوالوں کا انخلاء ہو سکے۔

رانا ثناء اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر۔ جی' رانا ثناء اللہ خان صاحب!

رانا ثناء اللہ خان۔ جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ یہ کیمرہ مین صاحب جو یہاں پر منسٹرز کی' منسٹر لاء کی اور آپ کی فلم بنا رہے ہیں اور کبھی یہاں پر ہماری بھی فلم بناتے ہیں۔ یہ ہماری صرف شارٹس لیتے ہیں' چلاتے وہ شارٹس ہیں جو آپ کے اور منسٹر صاحبان کے لیتے ہیں۔ اس کے بعد انھوں نے یہاں پر باقاعدہ کمرہ مختص کیا ہوا ہے' تو یہ پانچ سات ممبران کو گھیر کر وہاں لے جاتے ہیں۔ ان کا انٹرویو لیتے ہیں اور دس منٹ کے لئے یہ بالکل سنگل یعنی یکطرفہ version ٹیلی ویژن پر اناؤنس کرتے ہیں جس میں جو ممبرز انٹرویو دے رہے ہوتے ہیں ان سے باقاعدہ اپوزیشن کی تذلیل کروائی جاتی ہے اور ان کے کردار کے بارے میں غلط ریمارکس پاس کروائے جاتے ہیں۔ میں نے ٹیلی ویژن پر خود سنا ہے۔ میری آپ سے یہ گزارش ہے اور میں نے ایک دن پہلے بھی آپ سے یہ معاملہ take up کیا تھا کہ یا تو آپ دوسرے چینلز کو بھی اجازت دیں۔

بریگیڈیئر (ریٹائرڈ) جاوید اکرم۔ پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر۔ پلیز! بریگیڈیئر صاحب! تشریف رکھیں' ان کو بات کرنے دیں۔

رانا ثناء اللہ خان۔ آپ دوسرے چینلز کو بھی اجازت دیں تاکہ عوام الناس کو different version دیکھنے اور سننے کو ملے اور اگر یہ ممکن نہیں ہے تو پھر ان کو بھی بند کر دیں۔ ہم جو کارروائی کر رہے ہیں وہ اخبارات کے ذریعے لوگوں تک پہنچ رہی ہے۔

جناب سپیکر۔ جی' شکریہ۔ جی' بریگیڈیئر صاحب!

بریگیڈیئر (ریٹائرڈ) جاوید اکرم۔ جناب والا! میں ممبر موصوف کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ وہ معزز ممبران کے بارے میں جو زبان استعمال کر رہے ہیں کہ ان کو گھیر کر لے جاتے ہیں۔ یہ ممبر ہیں' گریجوایٹ ہیں اور لوگوں نے انہیں ووٹ دیئے ہیں۔ ان کو گھیر کر لے جانے والی بات درست نہیں ہے۔ دوسری بات جو یہ کر رہے ہیں کہ کیمرہ ادھر نہیں آتا بلکہ ادھر جاتا ہے۔ میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہم کیمرے کے لئے ادھر نہیں آئے۔ ہم تو عوام کے حقوق انہیں دلوانے آئے ہیں اور ہم عوام کی نمائندگی کرنے آئے ہیں۔ میں آپ کی وساطت سے اس طرف کے ممبران سے گزارش کروں گا کہ وہ اس خیال کو دل سے نکال دیں کہ ہم یہاں تصویریں بنوانے کے لئے آتے ہیں۔ ہم تو لوگوں کے حقوق اور قانون بنانے کی بات کریں گے اور انشاء اللہ کرتے رہیں گے۔

جناب سپیکر، شکریہ۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے اپنے معزز بھائی کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ انھوں نے میری اتنی سی بات پر اعتراض کر دیا کہ جی! انھوں نے جو کہا کہ وہ چار پانچ آدمیوں کو گھیر کر اس کمرے میں لے جاتے ہیں۔ حقیقت تو یہ ہے کہ یہ سب گھیر کے ادھر گئے ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر، جی، شکریہ۔ تشریف رکھیں۔

رانا آفتاب احمد خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، بریگیڈیئر صاحب! تشریف رکھیں۔ میرے خیال میں ابھی وقفہ سوالات کی بجائے وقفہ پوائنٹ آف آرڈر ہی بن گیا ہے۔ جی، رانا صاحب!

رانا آفتاب احمد خان، ہمارے فاضل وزیر قانون نے ابھی یہاں پر on the floor of the House یہ کہا ہے کہ ہم چاہتے ہیں کہ محکمہ مقامی حکومت و دیہی ترقی پر ایک تفصیلی بحث ہو۔ تو ان کی بڑی اچھی تجویز ہے تو on behalf of the Opposition ہم سب دوستوں کی یہ خواہش ہے کہ آپ کا اختیار ہے، تحاریک التوائے کار آ رہی ہیں، آپ ان پر رولز معطل کرکے آج کا دن محکمہ مقامی حکومت و دیہی ترقی پر بحث کے لئے رکھ لیں۔

جناب سپیکر، نہیں، اس کی بھی باری آ جائے گی۔ پھر کسی اور اجلاس میں لوکل گورنمنٹ کی باری آ جائے گی۔

جناب سمیع اللہ خان، جناب والا! میرا سوال شیخ امجد عزیز صاحب کے سوال سے متعلق ہے، بڑا relevant سوال ہے کہ گوالے اپنی بھینسوں کو طلوع آفتاب سے قبل حدود کارپوریشن سے باہر لے جاتے ہیں اور غروب آفتاب کے بعد واپس لے آتے ہیں۔ میں جناب وزیر موصوف کی خدمت میں عرض کروں گا کہ راوی کا جو پل ہے اور جو بند ہے۔ سمجھا یہ جاتا ہے کہ جب پورے لاہور کی بھینسیں پل سے پار چلی گئیں تو یہ کارپوریشن کی حدود سے باہر ہو گئیں۔ جناب سپیکر! میرا حلقہ چونکہ شاہدرہ ہے، وہ لاہور کارپوریشن یا سٹی گورنمنٹ کے اندر آتا ہے تو ہم بڑا عذاب سہہ رہے ہیں کہ جب آپ لاہور کو بھینسوں سے صاف کرتے ہیں تو وہ پوری بھینسیں شاہدرہ میں آ جاتی ہیں۔ تو سمجھا یہ جاتا ہے کہ

یہ لاہور سے باہر چلی گئی ہیں ۔ مہربانی فرما کر یہاں جو ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کے ذمہ داران یا آپ خود وزیر بلدیات ہیں ۔ جب یہ بھینسوں کے انخلاء کا معاملہ آئے تو یہ پھر شاہدرہ سے بھی کہیں باہر لے جایا جائے' چونکہ یہ سٹی گورنمنٹ کے اندر آتا ہے اور شاہدرہ کے ساتھ ایسا سلوک نہ کیا جائے کہ لاہور کو جب بھی صاف کرنا ہے یا جب کبھی دریا میں پانی آتا ہے' بند توڑنا ہے تو وہ بھی شاہدرہ سے توڑا جاتا ہے ۔ جناب! میرے اس مظلوم حلقے کے ساتھ سیلاب کے حوالے سے بھی یہی سلوک ہوتا ہے اور بھینسوں کے حوالے سے بھی یہی سلوک ہوتا ہے۔ اس لئے میری اسی ضمنی سوال کے حوالے سے request ہے کہ شاہدرہ کو بھی لاہور کا حصہ سمجھا جائے۔ بہت مہربانی ۔

جناب سپیکر : جی مہربانی' محترمہ! آپ فرمائیں ۔

محترمہ پروین مسعود بھٹی : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٥ جناب سپیکر! آپ کا بے حد شکریہ کہ آپ نے مجھے وقت دیا۔ میں آپ کی توجہ اور پورے ہاؤس کی توجہ ایک نہایت اہم مسئلے کی طرف دلانا چاہتی ہوں کہ کل 5۔فروری کا دن تھا اور اس دن کے لئے اجتماعی طور پر پاکستانی عوام نے جلوس بھی نکالے اور واک بھی کی۔ یہ "یوم یکجہتی کشمیر" تھا اور کشمیریوں کے لئے اظہار ہمدردی تھا۔ اس کے لئے میاں محمد نواز شریف نے 5۔فروری کی چھٹی بھی باقاعدہ ڈیکلیئر کی تھی اور اس کے بعد ہمارا خیال تھا کہ جب جنرل مشرف کی حکومت جائے گی اور جمہوری حکومت آئے گی' کیونکہ ان کی حکومت میں بسنت کو ایک عوامی اور ایک ایسا تہوار بنا دیا گیا تھا اور پوری قوم کو انہوں نے اس طرف لگا دیا اور یہ بھول گئے کہ یہ ہندوؤں کا تہوار ہے جن سے مسلمان اتنی نفرت کرتے ہیں اور کشمیری جو آج شہید ہو رہے ہیں کس کی وجہ سے ہو رہے ہیں؟ ہندوؤں کی وجہ سے ہو رہے ہیں---

جناب سپیکر : محترمہ! آپ تشریف رکھیں ۔

محترمہ پروین مسعود بھٹی : سپیکر صاحب! ایک منٹ' میری بات تو پوری سن لیں ۔

میں اپنی بات پوری کروں گی ۔ لیکن اس کے بعد جمہوری حکومت آئی اور اس پر ہمیں افسوس سے بھی زیادہ صد افسوس ہے کہ اب بھی وہی کچھ ہو رہا ہے جو جنرل مشرف نے شروع کیا تھا۔

جناب سپیکر ، محترمہ! آپ کا پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔ آپ تشریف رکھیں ۔

محترمہ پروین مسعود بھٹی ، ہم اس بات کی مذمت کرتے ہیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر ، اگلا سوال، بیگم ریحانہ جمیل صاحبہ ! (قطع کلامیاں) آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔ محترمہ! آپ تشریف رکھیں۔ بیگم ریحانہ جمیل صاحبہ ! آپ اپنا نمبر پکاریں ۔

بیگم ریحانہ جمیل، سوال نمبر 93 ۔ جناب سپیکر! اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کر لیا جائے۔

جناب سپیکر ، جی اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کر لیا جائے ۔

ضلع لاہور کی یونین کونسلیں اور سٹاف کی تفصیل

*93۔بیگم ریحانہ جمیل، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) ضلع لاہور میں کتنی یونین کونسلیں ہیں اور ہر یونین کونسل میں کتنے سیکرٹریز ہیں۔ ہر سیکرٹری کا گریڈ، نام، موجودہ تعیناتی بیان فرمائیں۔

(ب) ہر یونین کونسل میں کتنے قاصد ہیں۔ قاصدوں اور ہیلپروں کے نام اور موجودہ تعیناتی کی تفصیلات فراہم کی جائیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ،

(الف) ضلع لاہور میں یونین کونسلوں کی تعداد 150 ہے ۔ ہر یونین کونسل میں تعینات سیکرٹریز کی تعداد گریڈ نام اور موجودہ تعیناتی کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے *۔

---

* تفصیل اسمبلی لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں۔

(ب) ضلع لاہور کی کسی یونین کونسل میں کوئی بھی قاصد اور ہیلپر تعینات نہ ہے تاہم ہر یونین کونسل میں تعینات نائب قاصدوں کا نام اور موجودہ تعیناتی کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے *۔

جناب سپیکر: جی، ضمنی سوال۔

بیگم ریحانہ جمیل: جواب کی جو کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے اس میں ہر ناظم یونین کونسل کے پاس دو سے تین سیکرٹری اور دو سے ایک نائب قاصد ہیں۔ جن کا ذکر کیا گیا ہے۔ اس طرح ہر ناظم کے پاس چار سے پانچ ملازمین، سیکرٹری اور نائب قاصد موجود ہیں۔ ایک ایم پی اے کے حلقے میں پانچ سے آٹھ ناظم ہوتے ہیں۔ ہر ناظم کے پاس اگر سیکرٹری اور نائب قاصد کی صورت میں چار سے پانچ ملازم موجود ہیں، تو میری آپ سے گزارش ہے کہ ایم پی اے کے پاس ایک بھی ملازم نہیں ہے۔ کیا آپ کے پاس اتنے اختیارات نہیں کہ آپ پنجاب میں ہر ایم پی اے کو ایک قاصد اور سیکرٹری ہی دے دیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر بلدیات!

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب سپیکر! یہ ضمنی سوال تو نہیں ہے۔ یہ ایک تجویز جناب سے متعلقہ ہے، کیونکہ اگر آپ اس مسئلے کو گورنمنٹ کے ساتھ take up کر لیں تو ٹھیک ہو سکتا ہے۔ لیکن ضمنی سوال نہیں بنتا۔ انہوں نے پوچھا یہ تھا کہ ضلع لاہور میں کتنی یونین کونسلیں ہیں اور ان میں کتنا سٹاف ہے؟ میں نے اس کا جواب دے دیا ہے لیکن یہ کہنا کہ ایم پی ایز حضرات کو بھی سٹاف دیا جائے تو مجھے خوشی ہوگی اگر آپ اس معاملے کو take up کر لیں۔

جناب سپیکر: محترمہ! یہ آپ کا ضمنی سوال نہیں بنتا۔

---

* تفصیل اسمبلی لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں۔

بیگم ریحانہ جمیل ، جناب سپیکر! ایک سیکرٹری سے بھی تو کام چل سکتا ہے۔ پانچ' پانچ کی ان کو کیا ضرورت ہے ۔ اس طرح تو قومی خزانہ ضائع کیا جا رہا ہے۔

جناب سپیکر ، اس سلسلے میں آپ علیحدہ سوال دے دیں یہ ضمنی سوال نہیں بنتا۔ آپ تشریف رکھیں پلیز ۔ ڈاکٹر اسد اشرف صاحب!

ڈاکٹر اسد اشرف ، جناب والا! میں وزیر موصوف سے پوچھنا چاہوں گا کہ کیا یہ بات درست ہے کہ وفاق کی سطح پر این آر بی کے چیئرمین کی سربراہی میں لوکل باڈیز' فنانس کے صوبائی وزراء' فیڈرل سیکرٹری لوکل گورنمنٹ اور فیڈرل فنانس سیکرٹری پر مشتمل 11 رکنی کمیٹی بنا دی گئی ہے جو آج کے ماحول کے مطابق لوکل گورنمنٹ آرڈیننس کو update کرے گی؟ یہ سارا جنرل نقوی صاحب کا کیا دھرا ہے ۔ ایک ایسے صوبے میں جہاں حکومت اس پارٹی کی ہے' وزیراعلیٰ اس پارٹی کا ہے جس نے لوکل گورنمنٹ کے الیکشن میں حصہ نہیں لیا تھا اور اس کا بائیکاٹ کیا تھا اور آج یہ تمام مسائل بھی اسی آرڈیننس کے کئے دھرے ہیں ۔ میرا وزیر موصوف صاحب سے' یہ سوال ہے کہ کیا یہ بات درست ہے کہ این آر بی کے چیئرمین دانیال عزیز کی سربراہی میں کوئی ایسی کمیٹی بنی ہے جس کا اجلاس عنقریب پشاور میں ہونے والا ہے؟

جناب سپیکر ، جی' شکریہ۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی،جناب سپیکر! معزز رکن نے جس کمیٹی کی طرف نشاندہی کی ہے فی الحال اس کمیٹی کا مجھے علم نہیں ہے لیکن میں اس معزز ایوان کی اطلاع کے لئے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آج ہی وزیر اعلیٰ پنجاب نے وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی کی سربراہی میں ایک کمیٹی تشکیل دی ہے' جس میں اس صوبے کے کچھ افسران جو سابق چیف سیکرٹری کے عہدے کے ہیں' سیکرٹری فنانس' کچھ سیاست دان' اور بلدیاتی اداروں کے سربراہان شامل ہیں۔ پارلیمنٹرین اور لوکل گورنمنٹ کے نمائندگان کے درمیان devolution کے بعد viz-a-viz' ان سارے معاملات کو evaluate کرنے کے

لئے اور سفارشات مرتب کرنے کے لئے یہ کمیٹی آج ہی تشکیل دی گئی ہے۔ فیڈرل گورنمنٹ کا تو مجھے پتا نہیں لیکن یہ کمیٹی انشاء اللہ جلد ہی اپنا اجلاس کر کے اپنی سفارشات مرتب کرے گی۔ ہم پہلے بھی یہ عرض کر چکے ہیں اور میں نے پہلے بھی بارہا اس بات کا اعادہ کیا ہے کہ ہم اس سسٹم کو مزید بہتر بنانا چاہتے ہیں اور میں ہمیشہ یہ کہا کرتا ہوں کہ بہتری کی گنجائش ہمیشہ موجود ہوتی ہے۔ اس کمیٹی میں پارلیمنٹیرینز بھی موجود ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ ہم سب مل کر اس سسٹم کو مزید بہتر بنانے کی کوشش کریں گے۔

جناب سپیکر : شکریہ۔ اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی : جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر : بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

پروفیشنل ٹیکس کی وصولی

*16۔جناب عبدالرشید بھٹی : کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ موجودہ بلدیاتی نظام کے تحت پروفیشنل ٹیکس کی وصولی کا کام ٹاؤن ناظم کی بجائے یونین کونسل کے ناظمین کے سپرد کر دیا گیا ہے؟

(ب) اگر جز بالا کا جواب اثبات میں ہے تو لاہور کی کتنی یونین کونسلوں کے ناظمین کو اس ٹیکس کی وصولی کا اختیار دیا گیا ہے اور کتنے ٹاؤن ناظم حکومت کی پالیسی کے برخلاف یہ ٹیکس وصول کر رہے ہیں اور اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی:

(الف) درست نہ ہے۔ زیر قاعدہ 116 لوکل گورنمنٹ آرڈیننس مجریہ 2001ء کے تحت یونین ایڈمنسٹریشن تحصیل / ٹاؤن میونسپل ایڈمنسٹریشن اور ڈسٹرکٹ گورنمنٹ شیڈول دوئم میں دیئے گئے ٹیکس / فیس لاگو کرنے کی مجاز ہیں۔ پنجاب لوکل گورنمنٹ (لائسنس فیس پروفیشنل و ٹریڈ) رولز 2002 مورخہ 3-9-2002 کے تحت تینوں لوکل کونسلوں کو مختلف قسم کے پروفیشن / ٹریڈ کے لائسنس جاری کرنے کا اختیار دیا گیا ہے۔ اس قانون کی رو سے تینوں ادارے دیئے گئے پروفیشن پر ٹیکس عائد کرنے کے مجاز ہیں۔

(ب) جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے۔ تینوں ادارے دیئے گئے پروفیشن / ٹریڈ پر ٹیکس / فیس لاگو کرنے کے مجاز ہیں۔

مغل پورہ سے بی۔آر۔بی نہر کے دونوں طرف پلازوں اور شادی ہالوں کی تعمیر

*116۔**بیگم ریحانہ جمیل:** کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) مغل پورہ چوک نہر سے بی۔آر۔بی نہر تک شمال اور جنوب برلب نہر سال 1990 تا سال 2002 کتنے پلازے اور شادی ہال تعمیر ہوئے۔ ان پلازوں اور شادی ہالوں کے مالکان کے نام بیان فرمائیں؟

(ب) یہ بھی بیان فرمائیں کہ کس کس پلازہ / شادی ہال کا نقشہ سابقہ میٹروپولیٹن کارپوریشن یا ضلع کونسل لاہور سے کب اور کس تاریخ کو پاس ہوا۔ کس آفیسر نے نقشہ پاس کیا۔ کیا کیا فیس جمع ہوئی، تفصیل بیان فرمائیں، نہیں تو وجہ بیان فرمائیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی:

(الف) سوال ہذا ٹاؤن میونسپل ایڈمنسٹریشن شالیمار ٹاؤن سے متعلقہ ہے۔ لہذا تفصیل ٹاؤن سے حاصل کی گئی۔ جس کی روشنی میں جواب مندرجہ ذیل ہے۔

مغلپورہ چوک سے نہر بی۔آر۔بی تک شمال اور جنوب برلب نہر سال 1990 تا سال 2002 کوئی پلازہ تعمیر نہ ہوا۔ البتہ چار عدد شادی ہال تعمیر ہوئے۔مالکان کے نام یہ ہیں۔ الراد

شادی ہال (نام مالک شمیم بانو)، سٹی ویو شادی ہال (نام مالک نسیم اقبال)، گوہر شادی ہال (نام مالک محمد شریف) دیوان مشرق شادی ہال (نام مالک دیوان صاحب)

(ب) تفصیل درج ذیل ہے۔

1۔ المراد شادی ہال۔

یہ شادی ہال بغیر نقشہ منظور کروائے تعمیر ہوا تھا۔ ٹاؤن انتظامیہ شالیمار ٹاؤن نے بلڈنگ بائی لاز کی خلاف ورزی کرنے پر کارروائی کا آغاز کیا۔ جس کے جواب میں نقشہ بنام شمیم بانو نمبر 8، سی۔ایس۔ٹی 02/ داخل کرایا گیا اور مبلغ -/88000 روپے نقشہ فیس جمع کروائی گئی۔ نقشہ بائی لاز کے مطابق نہ ہونے کی وجہ سے مورخہ 12-10-2002 کو مسترد کر دیا گیا۔ اب معاملہ عدالت میں زیر سماعت ہے۔ آئندہ تاریخ پیشی 29-1-2003 ہے۔

2۔ سٹی ویو شادی ہال۔

اس بلڈنگ کا رہائشی نقشہ منظور کروایا گیا تھا۔ بعد ازاں بلڈنگ شادی ہال میں تبدیل کر لی گئی۔ جس کے خلاف کارروائی کی گئی۔ عدالت عالیہ کے احکامات کی روشنی میں جناب ڈی۔سی۔او صاحب نے اپیل برائے کمرشلائزیشن منظور کرتے ہوئے کیس کی کمپوزیشن کے احکامات صادر فرمائے۔ نقشہ نمبر 234 سی۔زیڈ 98/111 جمع ہے۔ مبلغ 51625 روپے فیس جمع کرائی گئی۔ علاوہ ازیں مبلغ -/177650 روپے کمرشلائزیشن کی مد میں جمع کرائے گئے ہیں۔

3۔ گوہر شادی ہال۔

اس بلڈنگ کے دو عدد رہائشی نقشہ جات منظور کروائے گئے ہیں۔ جس کے بعد بلڈنگ کو سکول میں تبدیل کر لیا گیا اور بعد ازاں شادی ہال میں تبدیل کر لیا گیا۔ یہ تعمیر تقریباً سات آٹھ سال پرانی ہے۔ ٹاؤن انتظامیہ، شالیمار ٹاؤن بلڈنگ بائی لاز کی خلاف ورزی پر کارروائی کا آغاز کر چکی ہے۔

4۔ دیوان مشرق ہال۔

اس تعمیر کا رہائشی نقشہ منظور کروایا گیا چار پانچ سال قبل تعمیر کو کمرشل میں

تبدیل کر دیا گیا۔ ٹاؤن انتظامیہ شالیمار ٹاؤن بلڈنگ بائی لاز کی خلاف ورزی پر کارروائی کا آغاز کر چکی ہے۔

منجانب ٹاؤن میونسپل آفیسر شالامار ٹاؤن

بجانب ڈسٹرکٹ آفیسر (SPDC)

سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور

نمبر 32/ ٹی۔ایم۔او /ایس۔ٹی تاریخ 03/1/18

Subject:- Starred Assembly Question No. 116, by Begum Rehana Jameel M.P.A

بحوالہ آپ کی چٹھی نمبری 7-dosp&c /03 مورخہ 9-1-03 اسمبلی سوال مندرجہ بالا کا جواب درج ذیل ہے۔

سوال مطلوبہ سے بی آر بی نہر کے دونوں طرف پلازوں اور شادی ہالوں کی تعمیر

1۔ المراد شادی ہال (نقشہ بنام شمیم بانو) BC/ST/02

یہ شادی ہال بغیر نقشہ منظور کرائے ٹاؤن بننے سے قبل تعمیر ہو چکا تھا۔ ٹاؤن انتظامیہ نے بلڈنگ بائی لاز کی خلاف ورزی کرنے پر کارروائی کا آغاز کیا۔ جس کے جواب میں نقشہ بنام شمیم بانو 8c/st/02 داخل کرایا گیا جو کہ بائی لاز کے مطابق نہ ہونے کی وجہ سے مورخہ 12-10-2002 کو Reject کر دیا گیا۔ اب معاملہ عدالت میں زیر سماعت ہے جس کی آئندہ تاریخ پیشی 29-1-03 ہے۔

2۔ سنی ویو شادی ہال (نقشہ بنام مسماۃ نسیم اقبال) 234C/2II/98

اس بلڈنگ کی تعمیر ٹاؤن کے وجود میں آنے سے قبل ہو چکی تھی۔ مالک نے قبل ازیں رہائشی نقشہ منظور کروایا۔ بعدازاں شادی ہال میں تعمیر تبدیل کر لی۔ عدالت کے احکامات کی روشنی میں DCO صاحب نے اپیل برائے کمرشلائزیشن منظور کرتے ہوئے کیس کو کمپاؤنڈ کرنے کے احکامات صادر فرمائے۔ اپیل کا فیصلہ اکتوبر 2002 میں ہوا۔

3۔ گوہر شادی ہال (نقشہ بنام محمد شریف /16C/2III/99

اس بلڈنگ کے دوعدد رہائشی نقشہ جات منظور کروائے گئے۔ جس کے بعد سکول کھولا گیا اور بعد ازاں شادی ہال میں تعمیر کو تبدیل کر دیا گیا۔ یہ تعمیر تقریباً

سات آٹھ سال پرانی ہے۔ اس وقت ٹاؤن کا وجود نہ تھا۔ ٹاؤن انتظامیہ بلڈنگ بائی لاز کی خلاف ورزی پر کارروائی کا آغاز کر چکی ہے۔

4۔ دیوان مشرق شادی ہال
اس تعمیر کا بھی گھریلو نقشہ منظور کروایا گیا۔ چار پانچ سال قبل تعمیر کو کمرشل میں تبدیل کر دیا گیا۔ ٹاؤن انتظامیہ بلڈنگ بائی لاز کی خلاف ورزی پر کارروائی کا آغاز کر چکی ہے۔

ضلع خانیوال کے ترقیاتی منصوبے

*143۔شیخ امجد عزیز، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) سال 1999 سے آج تک محکمہ مقامی حکومت و دیہی ترقی ضلع خانیوال میں کون کون سے ترقیاتی منصوبے مکمل ہوئے۔ ان منصوبوں کے نام، تخمینہ لاگت اور مدت تکمیل مع ٹھیکیدار کا نام کی تفصیل فراہم کی جائے۔

(ب) ان منصوبوں کی تعمیر کے لئے اشتہارات کن کن اخباروں میں اور کس کس تاریخ کو شائع ہوئے۔ اگر نہیں تو کیوں؟

(ج) ان منصوبوں کے ٹینڈروں میں کتنے ٹھیکیداروں نے حصہ لیا اور کتنی کتنی رقم کا ٹینڈر داخل کیا؟

(د) کتنے منصوبوں کے ٹینڈر سب سے کم بولی والے دینے ٹھیکیدار کو الاٹ کئے گئے اور کتنے منصوبوں کا کام سب سے کم بولی دینے والے ٹھیکیدار کو کن کن وجوہات کی بناء پر الاٹ نہیں کیا گیا؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی:

ضلعی حکومت خانیوال سے موصول شدہ اطلاع کے مطابق:۔

(الف) سال 1999 سے آج تک محکمہ مقامی حکومت و دیہی ترقی خانیوال کو ترقیاتی منصوبہ جات کی تعمیر کے لئے حکومت کی جانب سے کوئی فنڈز جاری نہ ہوئے ہیں اور نہ ہی کسی قسم کے ترقیاتی فنڈز موصول ہوئے ہیں۔

(ب) چونکہ ترقیاتی فنڈز ہی جاری نہ ہوئے ہیں۔ لہٰذا اشتہارات شائع کرانے کی ضرورت ہی پیش نہ آئی ہے۔

(ج) فنڈز موصول نہ ہونے کی بنا پر کوئی ٹینڈر جاری نہ کیا گیا ہے۔
(د) ٹینڈر جاری نہ کرنے کی بناء پر کسی ٹھیکیدار کو کوئی کام الاٹ نہ کیا گیا ہے۔

بارہ دری روڈ کی تعمیر

*164۔جناب سمیع اللہ خان، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔
(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ بارہ دری روڈ (فرخ آباد تا بیگم کوٹ) شاہدرہ ایک تاریخی سڑک ہے؟
(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ یہ سڑک مختلف مقامات پر جوہڑ کی شکل اختیار کر چکی ہے اور اس پر کوئی ٹریفک نہیں چل سکتی اور نیز یہ سڑک آخری مرتبہ کب تعمیر کی گئی؟
(ج) اگر جز ہائے بالا درست ہیں تو کیا سڑک کو بنانے کی منظوری دی جا چکی ہے، اگر منظوری ہو چکی ہے تو اس پر کام کب شروع ہو گا، اگر منظوری نہیں ہوئی تو اس کی وجوہات بیان کی جائیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی،

(الف) یہ درست ہے کہ بارہ دری روڈ شاہدرہ ایک تاریخی سڑک ہے۔
(ب) یہ درست ہے۔ کہ سڑک کے بیشتر حصوں میں گندگی ہے اور پانی کھڑا رہتا ہے۔ جس کی وجہ سے ٹریفک کا چلنا دشوار ہے۔ یہ سڑک آخری مرتبہ 1994-95ء میں محکمہ ایل۔ڈی۔اے نے تعمیر کی تھی۔
(ج) محدود ترقیاتی فنڈز کی وجہ سے سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کی ترجیحاتی پروگرام میں تاوقت اس سڑک کی تعمیر نو شامل نہ ہے۔ جونہی سٹی ڈسٹرکٹ اسمبلی سڑک کو تعمیر کرنے کی منظوری دیتی ہے، تعمیراتی کام ضروری کارروائی کے بعد شروع کر دیا جائے گا۔

فیصل آباد شہر میں بورڈ آویزاں کرنے کی فیس

*176۔رانا ثناء اللہ خان، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ تحصیل کونسل فیصل آباد شہر نے دکانوں (Shops) اور کاروباری مراکز پر بورڈ آویزاں کرنے کی فیس لاگو کر رکھی ہے اور اس فیس کی وصولی کا ٹھیکہ کسی پرائیویٹ فرم کو دے رکھا ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ تحصیل کونسل کے ملازمین مالی منفعت کے لالچ میں ٹھیکیدار کے آلہ کار بن کر غلط چالان اور زیادہ سے زیادہ جرمانے کرتے ہیں؟

(ج) گزشتہ دو سال کے عرصہ میں اس مد میں کتنے شہریوں اور دکانداروں کے چالان کئے گئے ہر ایک کا نام، پتا، نوعیت جرم چالان اور رقم چالان مکمل تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی:

تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن فیصل آباد سٹی سے موصول رپورٹ کے مطابق۔

(الف) درست ہے۔ تحصیل کونسل فیصل آباد سٹی نے رواں سال 03-2002ء کی مشتہری ٹیکس، مشتہری فیس کی وصولی کا ٹھیکہ لیز رولز 1990ء کے تحت مقررہ طریقہ کار کی مطابقت میں درج ذیل اشخاص / فرموں کو دیا گیا ہے۔

کیٹیگری	نام و پتا ٹھیکیدار	زر ٹھیکہ
A+B	ذوالفقار علی ولد فضل کریم مکان نمبر 791/42 گلی نمبر 21 بازار 2 رضا آباد تحصیل و ضلع فیصل آباد	-/9,250,000 روپے
C	منور حسین ولد شریف قوم بٹ مکان نمبر P-240 گلی نمبر 9 فتح آباد شرقی تحصیل و ضلع فیصل آباد	-/5,225,000 روپے

(ب) درست نہ ہے۔ پنجاب لوکل گورنمنٹ آرڈیننس کی دفعہ 141 سے منسلک شیڈول چہارم کے حصہ دوئم کے آئٹم نمبر 39 کے تحت لوکل کونسل کی جانب سے عائد کردہ ٹیکس وغیرہ کی ادائیگی نہ کرنا ایک قابل تعزیر جرم ہے اور اس کی سزا آرڈیننس کی دفعہ 145 کی ذیلی دفعہ (2) کے تحت 6 ماہ قید اور 5000 روپے جرمانہ تک ہے اور تحصیل کونسل کے عدالتی ریکارڈ کے مطابق مشتہری ٹیکس کی عدم ادائیگی کا کوئی چالان ابھی تک کسی میونسپل عدالت میں دائر نہ ہوا ہے۔

(ج) گزشتہ دو سال میں مشتہری ٹیکس ادا نہ کرنے پر منسلکہ فہرست کے مطابق 134 افراد کے چالان کئے گئے ہیں۔ تحصیل کونسل کی رپورٹ کے مطابق جہاں تک ان چالانوں پر جرمانہ کی وصولی کا تعلق ہے تو اس ضمن میں تحریر ہے کہ پنجاب لوکل گورنمنٹ آرڈیننس اور پیور فوڈ آرڈیننس کے تحت جو چالان سپیشل

مجسٹریٹوں کی عدالتوں میں دائر ہوتے ہیں۔ ان پر عائد کئے گئے جرمانوں کا علیحدہ علیحدہ حساب نہ رکھا جاتا ہے۔ بلکہ جرمانوں سے وصول ہونے والی رقم اکٹھی جمع کروائی جاتی ہے۔ اس لئے مذکورہ نوعیت کے چالانوں کے مجاز وصول شدہ جرمانے کی رقم علیحدہ بتانا ممکن نہ ہے۔ البتہ میونسپل کورٹس کے ذریعے گزشتہ دو سال کے دوران جرمانوں کی مجموعی رقم جو تحصیل کونسل کو وصول ہوئی اس کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

2001-2002	39,79,720/- روپے
2002-2003	12,13,002/- روپے
(جولائی تا دسمبر 2002)	

ضلعی حکومت اور تحصیل کونسل فیصل آباد کے ترقیاتی منصوبے

*177۔ **رانا ثناء اللہ خان**، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) ضلعی حکومت فیصل آباد اور تحصیل کونسل فیصل آباد نے فیصل آباد ضلع اور شہر میں مالی سال 2002-03 میں کون کون سے ترقیاتی منصوبوں برائے تعلیم، صحت اور صفائی پر عمل کرنے کی منصوبہ بندی کی ہوئی ہے اور ان پر کتنا، کتنا کام ہو چکا ہے۔

(ب) ضلع کونسل و تحصیل کونسل فیصل آباد کا ضلع و شہر کا مالی سال 2002-03ء کے لئے غیر ترقیاتی اخراجات کا تخمینہ کیا ہے۔ علیحدہ علیحدہ تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی،

1۔ ضلعی حکومت فیصل آباد کی موصولہ رپورٹ کے مطابق۔

(الف) ضلعی حکومت فیصل آباد نے سالانہ ترقیاتی پروگرام برائے مالی سال 2002-03 کے لئے شعبہ تعلیم، صحت اور صفائی کے لئے 181 ترقیاتی منصوبہ جات کے لئے 131.577 ملین روپے کی رقم مختص کی ہے۔ جس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	شعبہ	منصوبہ جات کی تعداد	رقم مختص کردہ (روپے ملین میں)
1.	تعلیم	171	122.937
2.	صحت	7	3 285

3۔ صفائی 3 5 355 -

(ب) ضلعی حکومت فیصل آباد نے موجودہ مالی سال میں غیر ترقیاتی اخراجات کے لئے 2125 285 ملین روپے کی رقم مختص کی ہے۔

II - تحصیل ایڈمنسٹریشن فیصل آباد سٹی کی موصولہ رپورٹ کے مطابق۔

(الف) تحصیل کونسل فیصل آباد سٹی نے جو سالانہ ترقیاتی پروگرام برائے مالی سال 2002-03 منظور کیا ہوا ہے۔ اس میں مذکورہ مقاصد کے لئے ترقیاتی منصوبہ جات اور ان کے لئے مخصوص ہونے والی رقم کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

نمبر شمار	مقصد / شعبہ	رقم مختص کردہ	ریمارکس
-1	تعلیم	NIL	تعلیم کا شعبہ ڈسٹرکٹ گورنمنٹ فیصل آباد کو منتقل ہو گیا ہے۔
-2	صحت	NIL	۔ایضاً۔
-3	صفائی	14.35,42,000/-	1۔برائے سیوریج / نالیاں
		10,00,000/-	2۔ کوڑا اسٹینڈ / ملبہ ڈپو
		55,00,000 -	3۔ برائے فراہمی سامان صفائی عملہ صفائی
	میزان	15,00,42,000/-	

آئٹم نمبر 3 کے جز 1,2 کے تحت منصوبہ جات پر کام جاری ہے اور اب تک ان منصوبوں پر تقریباً 20% کام ہو چکا ہے۔ جب کہ جز نمبر 3 کے تحت ذکر کئے گئے سامان صفائی کی خریداری کا معاملہ زیر کارروائی ہے۔

(ب) تحصیل کونسل / تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن فیصل آباد سٹی کے غیر ترقیاتی اخراجات کا تخمینہ برائے مالی سال 2002-03، حسب ذیل ہے۔

I۔ تنخواہ عملہ	34,30,16,000/- روپے
II سائر اخراجات (Contingencies)	8,56,00,000/- روپے
III۔ متفرق / لازمی اخراجات	2,50,10,000/- روپے

حلقہ 95 میں سڑکوں اور گلیوں کی تعمیر

*181-میاں سعود حسن ڈار، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) یکم جنوری 2001 سے آج تک پی۔پی 95 میں کتنی سڑکیں اور گلیاں پختہ کی گئی ہیں۔ ان کے نام، تخمینہ لاگت، مدت تکمیل، تاریخ آغاز اور تاریخ تکمیل کام اور ٹھیکیداروں کی تفصیل فراہم کی جائے۔ ان میں سے کتنے منصوبے مکمل ہو

چکے ہیں اور کتنے زیر تکمیل ہیں۔ نیز یہ منصوبے محکمہ کے کن کن افسران و اہلکاران کی زیر نگرانی ہوئے ہیں یا ہو رہے ہیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ ان میں سے اکثر سڑکیں اور گلیاں ناقص میٹریل کی وجہ سے اپنی مقررہ مدت سے پہلے ہی ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہیں؟

(ج) کیا حکومت ان ناقص منصوبہ جات کی تحقیقات کے لئے کوئی انکوائری کمیٹی بنانے اور ذمہ دار ٹھیکیدار اور محکمہ کے افسران و اہلکاران کے خلاف کارروائی کرنے کو تیار ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی:

(الف) ضلع حکومت گوجرانوالہ کی جانب سے دی گئی تفصیلات کے مطابق یکم جنوری 2001 سے لے کر تاحال ہائی وے ڈیپارٹمنٹ (ضلعی ونگ) کے زیر کنٹرول حلقہ پی۔پی 95 گوجرانوالہ میں 42 عدد منصوبہ جات زیر تکمیل ہیں/ مکمل ہو چکے ہیں۔ ان کی دیگر تفاصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں *۔

(ب) تمام کام طے شدہ Specification کے مطابق ہوا ہے۔ منصوبہ جات صحیح حالت میں ہیں۔

(ج) چونکہ ترقیاتی منصوبہ جات کی تعمیر کے سلسلے میں کوئی شکایت موصول نہیں ہوئی۔ لہٰذا انکوائری کمیٹی بنانے کی ضرورت نہ پڑی۔ اگر معزز ممبر صاحب کو کسی خامی یا کسی خاص آئٹم کے متعلق شکایت ہے تو متعلقہ ضلعی حکومت کے علم میں لائے تا کہ اس کو دور کیا جا سکے۔

ضلع فیصل آباد کے ترقیاتی منصوبے

*192۔ رانا آفتاب احمد خان: کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) مالی سال 2000-1999 سے لے کر رواں مالی سال تک ضلع فیصل آباد میں موجودہ صوبائی حلقہ جات کے حساب سے کون کون سے ترقیاتی منصوبہ جات کن کن علاقوں میں شروع کئے گئے؟

---

* تفصیل اسمبلی لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں۔

(ب) متذ کرہ عرصے کے دوران جو ترقیاتی منصوبہ جات مکمل ہونے اور جو جاری ہیں ان کی لاگت کتنی کتنی تھی اور وہ کن کن تاریخوں میں مکمل ہوئے اور کتنے تا حال زیر تکمیل ہیں۔ یہ منصوبے کس کس مجاز اتھارٹی کے حکم کے تحت شروع کئے گئے۔ تمام تفصیلات الگ الگ منصوبہ جات کے لحاظ سے ایوان کی میز پر رکھی جائیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی :

ضلعی حکومت فیصل آباد سے موصولہ اطلاع کے مطابق۔

(الف و ب) مالی سال 2000-1999 سے لے مالی سال 2001-2000 تک ضلع فیصل آباد میں مختلف محکمہ جات نے جو ترقیاتی منصوبے شروع کئے یا مکمل کئے ان کی تفصیل صوبائی حلقہ اور یونین کے حساب سے بمعہ لاگت کا تخمینہ، محل وقوع اور دیگر تفصیلات ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں *۔

موہلنوال ہاؤسنگ سکیم تک نہر کنارے سٹریٹ لائٹس

*218۔**محترمہ شاہینہ اسد**، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور شہر میں سے گزرنے والی نہر کے کنارے ون وے سڑکیں تعمیر کی گئی ہیں اور ٹھوکر نیاز بیگ سے جلو تک ان پر سٹریٹ لائٹس لگائی گئی ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ٹھوکر نیاز بیگ سے موہلنوال ہاؤسنگ سکیم تک نہر کے جنوبی کنارے پر سڑک تعمیر شدہ ہے لیکن اس پر سٹریٹ لائٹس نہیں لگائی گئی ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ سٹریٹ لائٹس کی عدم موجودگی کی وجہ سے لوگ اس سڑک پر رات کو سفر کرنے سے گریز کرتے ہیں؟

(د) کیا حکومت اس سڑک پر سٹریٹ لائٹس لگانے کو تیار ہے، اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

---

* تفصیل اسمبلی لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی:
سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور سے موصول شدہ اطلاع کے مطابق:۔
(الف) درست ہے۔
(ب) سڑک کی کشادگی TEPA لاہور کے ذمہ ہے۔ سڑک ہذا کی تکمیل مکمل ہونے پر جونہی مذکورہ سڑک ٹاؤن میونسپل ایڈمنسٹریشن اقبال ٹاؤن لاہور کے سپرد کی گئی تو ٹاؤن میونسپل ایڈمنسٹریشن اقبال ٹاؤن لاہور کی طرف سے سٹریٹ لائٹس کی تنصیب کا کام کروا دیا جائے گا۔
(ج) درست نہیں ہے۔
(د) سڑک پر سٹریٹ لائٹس کا کام مقامی حکومتوں کے ذمہ ہے۔ جونہی سڑک تکمیل کے بعد متعلقہ ٹاؤن میونسپل ایڈمنسٹریشن کے حوالے کی گئی تو متعلقہ ٹاؤن اس سڑک پر سٹریٹ لائٹس لگانے کی منصوبہ بندی کرے گا۔

سلاٹر ہاؤس کی شہر سے باہر منتقلی

*227۔مہر اشتیاق احمد: کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔
کیا حلقہ پی۔پی 150 میں واقع سلاٹر ہاؤس کو شہر سے باہر منتقل کرنے کا منصوبہ تھا؛ اگر تھا تو یہ منصوبہ کب تک پایہ تکمیل کو پہنچے گا؛ اگر نہیں تو کیا وجوہات ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی:
سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور کی فراہم کردہ اطلاع کے مطابق پی۔پی 150 میں واقع سلاٹر ہاؤس کو منتقل کرنے کا منصوبہ اقبال ٹاؤن لاہور نے بنا رکھا ہے اور اس مقصد کے لئے 7 کنال 17 مرلے زمین خریدی جا چکی ہے اور انشاء اللہ امید ہے کہ 2 سال کے عرصہ میں یہ پایہ تکمیل تک پہنچ جائے گا۔

ناظمین اور کونسلروں کو فنڈز کی فراہمی

*231۔جناب قاسم ضیاء: کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں

گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور کی یونین کونسلوں کے ناظمین اور کونسلروں کو جولائی تا نومبر 2002 میں ان کے علاقہ جات کی ترقی کے لئے ناظم لاہور کی طرف سے فنڈز دیئے گئے ہیں؛

(ب) اگر جز(الف) کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ مدت میں ناظمین اور کونسلروں کو کتنے کتنے فنڈز مہیا کئے گئے ہیں' تفصیل بیان کی جائے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی:

(الف) یہ درست ہے کہ لاہور کے یونین کونسلوں کے ناظمین اور کونسلروں کو جولائی تا نومبر 2002 میں ان کے علاقہ جات کی ترقی کے لئے ناظم لاہور کی طرف سے فنڈز کی منظوری کے لئے سالانہ ترقیاتی پروگرام کی تیاری کے وقت یونین کونسل کی مشاورت کی جاتی ہے۔ جس کی منظوری ضلع کونسل دیتی ہے۔ سپلیمنٹری گرانٹ کی منظوری کے لئے سٹی ڈسٹرکٹ اسمبلی لاہور کے اجلاس مورخہ 30-7-02 میں جناب ضلعی ناظم کو اختیار تفویض کیا گیا ہے۔ سپلیمنٹری گرانٹ کی تجاویز ناظموں کی مشاورت کے ساتھ کی جاتی ہے۔ جس کی منظوری ضلعی ترقیاتی کمیٹی کرتی ہے۔ جس میں ضلعی کوآرڈینیشن آفیسر بطور صدر شرکت کرتا ہے۔ جب کہ ممبران میں ای۔ڈی۔او فنانس اینڈ پلاننگ' ای۔ڈی۔او ورکس اینڈ سروسز اورمتعلقہ محکمہ کے ای۔ڈی۔اوز شامل ہیں۔ جبکہ ڈی۔او پلاننگ بطور سیکرٹری فرائض سرانجام دیتا ہے۔

(ب) منظور شدہ ترقیاتی سکیموں کی مختص شدہ فنڈز کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے *۔

پسماندہ علاقوں کے لئے اضافی فنڈز کی فراہمی

*232۔جناب قاسم ضیاء، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور کی یونین کونسلوں کی ترقی کے لئے ناظم لاہور کی

---

* تفصیل اسمبلی لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں۔

طرف سے فنڈز مہیا کئے جا رہے ہیں۔ اگر ہاں تو فنڈز جاری کرنے کا طریق کار کیا ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ لاہور کی بعض یونین کونسلوں کے علاقہ جات کو بہت پسماندہ ہونے کی بناء پر سپیشل فنڈز کی ضرورت ہے؟

(ج) اگر جز(ب) کا جواب اثبات میں ہے تو آیا حکومت ان علاقہ جات کے لئے سپیشل فنڈز جاری کرنے کے لئے تیار ہے۔ اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی :

(الف) سٹی ڈسٹرکٹ لاہور کی فراہم کردہ اطلاع کے مطابق درست ہے کہ لاہور شہر کی یونین کونسلوں کی ترقی کے لئے فنڈز جاری کئے جاتے ہیں۔ ترقیاتی فنڈز کی منظوری کے لئے سالانہ ترقیاتی پروگرام کی تیاری کے وقت یونین کونسل سے مشاورت کی جاتی ہے جس کی منظوری ضلع کونسل دیتی ہے۔ بعد ازاں یہ منصوبہ جات ضلعی ترقیاتی کمیٹی کو انتظامی منظوری کے لئے پیش کئے جاتے ہیں۔ جس میں ضلعی کوآرڈینیشن آفیسر بطور صدر شرکت کرتے ہیں۔ جب کہ ممبران میں ای۔ڈی۔او فنانس اینڈ ای۔ ڈی۔او ورکس اینڈ سروسز اور متعلقہ محکمہ کے ای۔ ڈی۔اوز شامل ہیں۔ جب کہ ڈی۔او پلاننگ بطور سیکرٹری فرائض سرانجام دیتا ہے۔ DDC سے منظوری کے بعد متعلقہ سکیم پر عملدرآمد کیا جاتا ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ لاہور کے چند علاقہ جات پسماندہ ہونے کی بناء پر سپیشل فنڈز کے حقدار ہیں۔

(ج) مقامی حکومتوں کے نئے نظام کے تحت صوبائی مالیاتی کمیشن کا قیام عمل میں لایا گیا ہے۔ جو مالی سال کے آغاز سے پہلے ہی صوبائی اور مقامی حکومت کو دیئے جانے والے مالی و سائل کی تقسیم کا ذمہ دار ہے۔موجودہ مالی سال کے لئے وسائل کی تقسیم کر دی گئی ہے اور متعلقہ ضلعی حکومت ان وسائل میں رہتے ہوئے اپنے علاقوں کے لئے فنڈز مختص کر سکتی ہے۔

ضلعی حکومت فیصل آباد کے تحت نیلامی

*252۔راجہ ریاض احمد، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

ضلعی حکومت فیصل آباد نے اپنے قیام سے لے کر آج تک کن کن چیزوں کو

نیلام کیا' ان کی نیلام کا کیا طریقہ کار اپنایا گیا اور اس نیلامی کی مد میں آنے والی رقم کو کہاں خرچ کیا گیا؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی :

بمطابق رپورٹ ضلعی حکومت فیصل آباد' ڈسٹرکٹ فیصل آباد میں مورخہ 14-08-2001 سے اب تک صرف ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر (کالجز) ڈسٹرکٹ کوآپریٹو آفیسر اور ڈسٹرکٹ آفیسر ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن نے اپنے دفاتر میں نیلامی کی ہے۔ تفصیل حسب ذیل ہے۔

محکمہ کا نام	چیزیں جو نیلام کی گئیں	طریقہ کار نیلامی	آمدن	خرچ
ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر (کالجز) فیصل آباد	ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر (کالجز) فیصل آباد نے مختلف کالجز کے فرنیچر درخت' سائکل' اسٹینڈ بس سیٹر پارٹس نیلام کئے۔	گورنمنٹ کی ہدایت کے مطابق	1,79,473/-	1,76,865/- گورنمنٹ کے خزانے میں جمع کروانے گئے۔ جب کہ 2,608/- روپے کالج کے فنڈ میں جمع کروانے گئے جو کہ وقتاً فوقتاً کالج کی ضروریات پر خرچ ہوں گے۔
ڈسٹرکٹ کوآپریٹو آفیسر فیصل آباد	ڈسٹرکٹ کوآپریٹو آفیسر فیصل آباد نے اپنے دفتر کی مختلف ناکارہ اشیاء کو نیلام کیا۔	گورنمنٹ کی ہدایات کے مطابق بذریعہ اخباری اشتہار	4,000/-	گورنمنٹ کے خزانے میں جمع کروائے گئے۔
ڈسٹرکٹ آفیسر ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن فیصل آباد	ڈسٹرکٹ آفیسر ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن فیصل آباد نے مالی سال 2001-2002 اور 2002-2003 مال ٹیکس ٹیکسی سٹینڈ' سائکل سٹینڈ زرعی رقبہ جات برائے عارضی کاشت' دکانات' ماہوار کرایہ داری کی بنیاد پر حامل درختاں دفتر ضلعی حکومت وہیکل ٹیکس ماسوائے موٹر سائکل کی نیلامی کی۔	گورنمنٹ کی ہدایات کے مطابق بذریعہ اخباری اشتہار (ڈی۔سی۔او فیصل آباد کی زیر نگرانی سب کمیٹی نے سفارشات ضلعی ناظم کو پیش کیں اور ضلعی ناظم نے حتمی منظوری دی۔	94,06,948/- (برائے سال 2001-2002) 71,46,450/- (برائے سال 2002-2003)	تمام موصول شدہ آمدن ضلعی حکومت کے فنڈ میں جمع کروا دی گئی جو کہ ضلع کے مختلف منصوبہ جات پر خرچ ہوتے یا خرچ ہوں گے۔

ضلعی حکومت کی طرف سے ترقیاتی فنڈز کی تقسیم

*253۔راجہ ریاض احمد، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

ضلعی حکومت فیصل آباد نے اپنے قیام سے لیکر آج تک فی یونین کونسل کتنے کتنے ترقیاتی فنڈز دیئے اور انہوں نے کہاں کہاں خرچ کئے۔ جن یونین کونسلوں کو فنڈز نہیں دیئے گئے ان کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ،

ضلعی حکومت فیصل آباد کی فراہم کردہ اطلاع کے مطابق۔

ضلعی حکومت فیصل آباد نے کسی یونین کونسل کو اب تک کسی ترقیاتی کام کے لئے فنڈ منتقل نہ کئے ہیں۔ ترقیاتی اخراجات اور سکیمیں ضلعی ناظم اور ضلع کونسل کی منظوری سے خرچ کئے جاتے ہیں۔ جس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

ضلعی حکومت نے ہر یونین کونسل کو مورخہ 1-7-2001 تا 31-10-2001 تک ہر ماہ -/35,000 روپے مہیا کئے تھے جو ہر یونین کونسل نے خودہی خرچ کئے تھے۔ وہ یہ رقوم ترقیاتی اور غیر ترقیاتی کاموں پر خرچ کرتے ہیں۔

اسی طرح ضلعی حکومت نے مورخہ 1-11-2001 تا 30-6-2002 تک فی یونین کونسل ہر ماہ -/45,260 روپے دیئے تھے۔ وہ یہ رقوم ترقیاتی اور غیر ترقیاتی کاموں پر خرچ کرتے ہیں۔ مورخہ 1-7-2002 سے اب تک ہر یونین کونسل کو ہر ماہ ضلعی حکومت نے -/60,000 روپے دیئے تھے۔ وہ یہ رقوم ترقیاتی اور غیر ترقیاتی کاموں پر خرچ کرتے ہیں۔

(الف)

سیریل نمبر	شعبہ جات	تعداد سکیمز	منظور شدہ لاگت (رقم ملین میں)
-1	دیہاتوں میں نکاسی و فراہمی آب	231	151 791
-2	سڑکوں کی تعمیر	95	124 321
-3	تعلیم	171	122 937
-4	شہری سہولیات (سڑکیں سیور اینڈ واٹر سپلائی وغیرہ)	262	198.424
-5	بجلی	79	32 810
-6	صحت	7	3 285
-7	پارکس	6	1 111
8	متفرق	15	28.566
	ٹوٹل	866	663 245

بند روڈ کی آبادیوں کے لئے ترقیاتی کام

*265۔جناب محمد آجاسم شریف، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ فضل کالونی بند روڈ لاہور اور اس سے ملحقہ آبادیوں کو بنیادی سہولتوں کی فراہمی کے لئے حکومت نے 12 کروڑ روپے کی منظوری دی؛

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ نصف سال گزرنے کے بعد بھی فضل کالونی اور ملحقہ آبادیوں کو کسی قسم کی بنیادی سہولیات مہیا نہیں کی گئیں؛

(ج) اگر جز بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ترقیاتی کام شروع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب، اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؛

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی،

سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کی فراہم کردہ اطلاع کے مطابق۔

(الف) یہ درست نہ ہے۔

(ب) محکمہ ورکس اینڈ سروسز، سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور نے فضل کالونی و ملحقہ آبادی میں ترقیاتی کام شروع کئے ہیں۔

(ج) سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور اپنے محدود مالی وسائل کے باوجود زیادہ سے زیادہ علاقوں میں ترقیاتی کام کرنے کے لئے کوشاں ہے۔ مزید فنڈز کے حصول کے بعد سٹی ڈسٹرکٹ اسمبلی کی طے کردہ ترجیحات کے مطابق ترقیاتی کام شروع کئے جائیں گے۔

تفصیل برائے ترقیاتی کام فضل کالونی و ملحقہ آبادی

کام	تخمینہ لاگت
1۔ سولنگ مدینہ سٹریٹ فضل کالونی	مبلغ -/100,000 روپے
2۔ سولنگ عوجہ سٹریٹ بلال سٹریٹ فضل کالونی	مبلغ -/96,000 روپے
3۔ سولنگ و سیوریج خالدہ سٹریٹ گلی نمبر 2 ابو بکر کالونی	مبلغ -/112,000 روپے

ایرانی صدر کی لاہور آمد پر شاہراہ قائداعظم پر اخراجات کی تفصیل

*295۔حاجی محمد اعجاز: کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ایرانی صدر جناب محمد خاتمی کے دورہ لاہور پر شاہراہ قائداعظم پر درختوں کو چونا لگایا گیا؛

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سڑک پر جابجا جنگلے لگائے گئے اور ان کو رنگ و روغن کیا گیا؛

(ج) ان پر کس قدر اخراجات ہوئے ہیں اور یہ فنڈ کس مد سے صرف کئے گئے؛

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی:

سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور کی موصولہ اطلاع کے مطابق۔

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) یہ درست ہے۔

(ج) حصہ (الف) کے حوالہ سے ابھی تک کوئی ادائیگی نہ کی گئی ہے۔ البتہ یہ ادائیگی جنرل آپریشن آف روڈز کی مد سے کی جائے گی۔ ادائیگی کا تخمینہ مبلغ -/28,000 روپے ہے۔

پی-پی 139 کی آبادیوں کے لئے سہولیات

*306۔جناب بلال یاسین: کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پی-پی 139 کی آبادیاں امین پارک، شفیق آباد، خالد پارک، گلشن ریاض، رفاہی آباد، مغل پارک اور بند روڈ سے دریا راوی تک کے درمیان واقع دیگر کچی آبادیوں میں بنیادی سہولیات مثلاً سیوریج، واٹر سپلائی، سوئی گیس، بجلی اور پختہ سڑکیں و گلیاں نہ ہیں؛

(ب) اگر جز بالا کا جواب اثبات میں ہے تو ڈسٹرکٹ گورنمنٹ درج بالا آبادیوں میں ان سہولیات کی فراہمی کے لئے فنڈز مختص کرنے اور یہ بنیادی سہولتیں فراہم کروانے کو تیار ہے، اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی:

سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور کی فراہم کردہ اطلاع کے مطابق۔

(الف) یہ تمام کچی آبادیاں بند روڈ کی دوسری طرف دریائے راوی کے بیڈ (Bed) میں واقع ہیں۔ ان آبادیوں میں سیوریج سسٹم موجود نہ ہے۔ بیشتر آبادیوں میں پختہ سڑکیں بھی موجود نہ ہیں۔ البتہ جزوی طور پر واٹر سپلائی کا سسٹم موجود ہے۔

(ب) یہ تمام کچی آبادیاں بغیر کسی منصوبہ بندی کے بے ہنگم طریقے سے بنی ہوئی ہیں۔ سڑکوں اور گلیوں کا لیول ایک جیسا نہیں ہے۔ ان آبادیوں میں واسا کے زیرانتظام بنیادی سہولتوں کی فراہمی کے لئے واسا نے 3.2ملین (Million) روپے کا ایک P.C.2 بنا کر سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کو بھیجا ہوا ہے۔ اس P.C.2 کی منظوری کے بعد راوی کے نئے پل سے بابو صابو تک پورے علاقے کا باقاعدہ سروے ہو کر مکمل سکیم ڈیزائن کروانے کے بعد عمل درآمد کیا جائے گا۔ سوئی گیس اور بجلی کی سپلائی ضلعی حکومت کے دائرہ کار میں نہ ہے۔

حلقہ 122 اور 123 کے ترقیاتی منصوبے

*334۔**جناب ارشد محمود بگو:** کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) حلقہ پی۔پی122 سیالکوٹ کے علاقہ میں 10ستمبر تا 10نومبر 2002ء میں کن کن ترقیاتی کاموں کے احکامات ضلع ناظم یا تحصیل ناظم نے جاری کئے ان میں سے کون سے کام مکمل ہوئے اور کتنے فنڈز خرچ ہوئے۔ کیا ان ترقیاتی کاموں کے لئے مختص کئے گئے فنڈز کی منظوری بالترتیب ضلع اسمبلی اور تحصیل کونسل سے ضابطہ کے مطابق حاصل کی گئی تھی؟

(ب) حلقہ پی۔پی 123 کے علاقہ میں بھی 10ستمبر تا 10نومبر 2002ء کیا ترقیاتی کام منظور ہوئے۔ کتنا بجٹ مختص ہوا اور ضلعی ناظم و تحصیل ناظم نے الگ الگ کتنی ترقیاتی سکیمیں منظور کیں اور کتنا عمل درآمد ہوا؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی:

تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن سیالکوٹ کی فراہم کردہ اطلاع کے مطابق۔

(الف) حلقہ پی-پی 122 سیالکوٹ میں 19 منصوبے شروع کئے۔ جن کی لاگت کا تخمینہ ایک کروڑ چوالیس لاکھ اور 35 ہزار روپے(1,44,35,000) بنتا ہے۔ ان منصوبوں کی منظوری متعلقہ کونسل کے اجلاس منعقدہ 4 ستمبر 2002ء اور 5 نومبر 2002 میں دی گئی۔ ان منصوبوں کی دیگر تفاصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ *

(ب) حلقہ پی-پی 123 سیالکوٹ میں 28 منصوبے شروع کئے۔ جن کی لاگت کا تخمینہ مبلغ دو کروڑ اکیاسی لاکھ چھ ہزار روپے (2,81,16,000) بنتا ہے۔ ان منصوبوں کی منظوری متعلقہ کونسل کے اجلاس منعقدہ 4۔ستمبر 2002 اور 5۔ نومبر 2002 میں دی گئی۔ ان منصوبوں کی دیگر تفاصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ *

لکھوڈیر اور متعلقہ آبادیوں میں سڑکوں کی تعمیر

*340۔ **رانا تجمل حسین،** کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لکھوڈیر پنڈ' شریف پورہ' پنڈ جھگیاں کے علاقے کی سڑکیں ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان خراب سڑکوں کی وجہ سے آئے دن حادثات رونما ہوتے ہیں اور قیمتی جانوں کا نقصان ہوتا ہے؟

(ج) کیا حکومت ان سڑکوں کو جلد از جلد بنوانے کا ارادہ رکھتی ہے' اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو وجہ بیان فرمائیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی،

سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور کی فراہم کردہ اطلاع کے مطابق۔

(الف) درست ہے تاہم متعلقہ ٹاؤن انتظامیہ اپنے وسائل کے مطابق ترقیاتی کام کروا رہی ہے۔

(ب) درست نہ ہے۔

(ج) صوبائی حکومت کی جانب سے پی۔ایف۔سی ایوارڈ کے تحت تمام مقامی حکومتوں

* تفصیلات اسمبلی لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں۔

کو موجودہ مالی سال کے لئے فنڈز مہیا کئے جا رہے ہیں جس کے مطابق متعلقہ مقامی حکومتیں اپنے بجٹ بنانے میں خود مختار ہیں۔ مطلوبہ وسائل مہیا ہونے پر متعلقہ ٹاؤن انتظامیہ مذکورہ سڑکوں پر اپنی ترجیحات کے مطابق کام شروع کروا دے گی۔

مسلم آباد مین بازار کی گلیوں اور سڑکوں کی تعمیر

*341۔**رانا تجمل حسین**، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مسلم آباد مین بازار' المدینہ کالونی اور اس کے ارد گرد کی گلیاں ٹوٹ پھوٹ چکی ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان آبادیوں کی مین روڈ اور سڑکیں ٹوٹ پھوٹ کی وجہ سے اہل علاقے کے لئے عذاب بن چکی ہیں اور ان سڑکوں اور گلیوں پر ٹریفک نہیں چل سکتی؟

(ج) کیا حکومت اس علاقے کی سڑکیں اور گلیاں ازسرنو تعمیر کروانے کو تیار ہے' اگر ہاں تو کب تک' اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی:

(الف) درست ہے۔ گلیوں کی حالت ناگفتہ بہ ہے۔

(ب) درست ہے۔ گلیوں اور سڑکوں کی حالت خراب ہونے کی وجہ سے اہل علاقہ کو پریشانی کا سامنا ہے۔

(ج) شالا مار ٹاؤن نے اپنے موجودہ سالانہ ترقیاتی پروگرام میں مسلم آباد کی سڑکوں اور گلیوں کی تعمیر کے لئے مبلغ پانچ لاکھ مختص کئے ہیں جس پر کام جاری ہے۔ مزید ترقیاتی کام فنڈز کی عدم دستیابی کی وجہ سے سرو س ممکن نہ ہے۔ اگر حکومت فنڈز مہیا کر دے تو اس علاقے کی سڑکوں اور گلیوں کی تعمیر و مرمت کے کام زیر عمل لائے جا سکتے ہیں۔ بصورت دیگر اگلے سال سالانہ ترقیاتی پروگرام تشکیل دیتے ہوئے فنڈز کی دستیابی کے مطابق شالامار ٹاؤن علاقے میں سڑکوں اور گلیوں کی تعمیر و مرمت کے لئے مزید فنڈز مہیا کرے گا۔

لاہور شہر میں چوراہوں پر گنے کے بیلنوں کے اجازت نامے

*410۔جناب محمد آجاسم شریف، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) لاہور شہر میں مختلف چوراہوں (مثلاً لبرٹی مارکیٹ چوک) میں گنے کے کتنے بیلنے لگے ہوئے ہیں۔ ان میں کتنے ناجائز اور کتنے منظور شدہ ہیں' ان کی تفصیل و نام' پتا فراہم کیا جائے؛

(ب) گنے کے بیلنے لگانے کی کونسی اتھارٹی منظوری دیتی ہے' ان کی ماہانہ فیس کیا ہے۔ 2000 سے 10۔اکتوبر 2002 تک کتنے بیلنے منظور کئے گئے' ان کی تفصیل بیان کی جائے؛

(ج) اس مد میں کتنی فیس اکٹھی ہوئی اور کونسے بنک میں جمع کروائی گئی بنک کا اکاؤنٹ نمبر کیا ہے۔ کیا فیس سینیٹری انسپکٹر جمع کرتا ہے یا کوئی اور اتھارٹی جمع کرتی ہے؛

(د) غیرمنظور شدہ گنے کے بیلنے لگوانے کا کون ذمہ دار ہے۔ کیا ان کے خلاف کوئی کارروائی کی گئی ہے' ان کی تفصیل بیان کی جائے' اگر نہیں کی گئی تو اس کا ذمہ دار کون ہے؛

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی :

بمطابق رپورٹ سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور درج ذیل ہے۔

(الف) سٹی ڈسٹرکٹ لاہور کے تمام ٹاؤن میں گنے کے جتنے بیلنے لگے ہوئے ہیں وہ سب غیر قانونی ہیں۔ان میں کوئی منظور شدہ نہ ہے۔

(ب) گنے کے بیلنے لگانے کی کوئی اتھارٹی منظوری نہ دیتی ہے اور نہ ہی اس سلسلے میں کوئی ماہانہ فیس لی جاتی ہے۔ 2000 سے 10 اکتوبر 2002 تک کسی بھی بیلنے لگانے کی اجازت نہ دی گئی ہے۔

(ج) جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا کہ نہ تو بیلنا جات لگانے کی منظوری دی جاتی ہے اور نہ ہی کوئی فیس لی جاتی ہے۔ رس بیلنے ناجائز تجاوزات کے زمرے میں آتے ہیں اور ان کو وقتاً فوقتاً گرفت کرکے داخل سٹور کر دیا جاتا ہے۔ مصالحت فیس (compromise fee) وصول کرکے واگزار کر دیا جاتا ہے۔

(د) چونکہ بیلنا جات غیر قانونی طور پر لگائے جاتے ہیں۔ لہذا ان کے خلاف گاہے بگاہے کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے۔ چونکہ بیلنا جات ناجائز تجاوزات کے زمرے میں آتے ہیں۔ ان کے خلاف کارروائی کی جاتی ہے اور گرفت کر کے داخل سٹور کئے جاتے ہیں ان کا کوئی ذمہ دار نہ ہے۔

میونسپل کمیٹی حویلی لکھا کے مسائل کا تدارک

*415۔جناب بلال یاسین، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حویلی لکھا اوکاڑہ میں پانی کی فراہمی کے لئے صرف ایک ٹینکی ہے جس کی وجہ سے شہر میں سرکاری پانی آدھی آبادی تک پہنچتا ہی نہیں اور ان کے بل وصول کئے جاتے ہیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ حکومت حویلی لکھا اوکاڑہ میں سرکاری پانی فراہم کرنے کے لئے نئے ٹیوب ویل لگا رہی ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ حویلی لکھا اوکاڑہ میں جگہ جگہ کوڑا کرکٹ پڑا رہتا ہے۔ صفائی کا عملہ باقاعدگی سے کام نہیں کر رہا ہے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ میونسپل کمیٹی حویلی لکھا اوکاڑہ میں سٹاف بھی کم ہے؟

(ہ) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت حویلی لکھا کے ان مسائل کو حل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے' اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ۔

تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن دیپال پور سے موصول رپورٹ کے مطابق۔۔

(الف) یہ درست نہ ہے۔ بلکہ حویلی لکھا میں پانی کی دو ٹینکیاں اور تین ڈائریکٹ واٹر پمپ پانی سپلائی کر رہے ہیں۔ جہاں تک پانی کی سپلائی کا تعلق ہے تو جن آبادیوں میں پائپ لائن بچھی ہوئی ہیں۔ ان کو پینے کا پانی مہیا ہو رہا ہے اور بل بھی انہیں صارفین سے حاصل کئے جاتے ہیں جنہوں نے واٹر کنکشن حاصل کئے ہوئے ہیں۔

(ب) یہ درست نہ ہے۔

(ج) یہ درست نہ ہے کہ حویلی لکھا اوکاڑہ میں جگہ جگہ کوڑا کرکٹ پڑا رہتا ہے اور صفائی کا عملہ باقاعدگی سے کام نہیں کر رہا ہے بلکہ حویلی لکھا کی گلیوں اور سڑکوں کی صفائی قابل ستائش ہے اور عملہ صفائی بھی تندہی سے کام سرانجام دیتا ہے۔

(د) میونسپل کمیٹی حویلی لکھا کے پاس 66 سینیٹری ورکر ہیں جو کہ فی الحال صفائی کے کام کے لئے کافی ہیں۔

(ہ) ہر سوال کے سامنے علیحدہ علیحدہ اس کا جواب تحریر کر دیا گیاہے۔

گورنمنٹ ایم-سی پرائمری سکول نبی پورہ II گلبرگ کی تفصیلات

*442۔چودھری عبدالغفور خاں، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ ایم۔سی پرائمری سکول نبی پورہ II گلبرگ III لاہور کی تعمیر کب ہوئی تھی؟

(ب) اس وقت سکول میں کتنے بچے زیر تعلیم ہیں ان کی تعداد کلاس وار فراہم کی جائے اور اس میں کتنے کمرے ہیں۔ کتنی کلاسیں کمرے میں بیٹھتی ہیں اور کتنی کلاسیں کھلے آسمان کے نیچے تعلیم حاصل کرتی ہیں؟

(ج) سکول میں تعینات ٹیچروں کی تعداد کتنی ہے کیا ٹیچروں کی تعداد بچوں اور کلاسوں کے مطابق پوری ہے' اگر کم ہے تو حکومت یہ کمی کب تک پوری کر رہی ہے؟

(د) کیا حکومت اس سکول میں مزید کمرے تعمیر کروانے کو تیار ہے' اگر ہاں تو کب تک' اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی،

ضلعی حکومت سے موصول شدہ اطلاع کے مطابق،

(الف) مدرسہ ہذا کی عمارت 1984 میں تعمیر کی گئی تھی۔

(ب) اس وقت 107 طلباء زیر تعلیم ہیں جب کہ کلاس وار تعداد حسب ذیل ہے۔

اول	دوم	سوم	چہارم	پنجم	پریپ
23	22	12	18	11	21

کلاس رومز کی تعداد تین ہے ان کمروں کے سامنے بڑا برآمدہ بھی موجود ہے جو کہ بطور کلاس رومز استعمال ہوتا ہے۔ تعداد کے لحاظ سے تمام بچے کمروں میں بیٹھتے ہیں۔

(ج) مدرسہ ھذا میں تعینات اساتذہ کی تعداد پانچ ہے اس طرح تعداد اساتذہ پوری ہے۔

(د) بچوں کی تعداد کے لحاظ سے کمروں کی تعداد پوری ہے۔ لہٰذا ابھی مزید تعمیر کی ضرورت نہ ہے۔

اے۔ون گلبرگ III کی سڑکیں اور گلیاں

*444۔ **چودھری عبدالغفور خاں،** کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) اے۔ون گلبرگIII لاہور میں کتنی سڑکیں اور گلیاں ہیں۔ ان کے نام کیا ہیں؟

(ب) 1999 سے آج تک اس علاقے میں کتنی سڑکیں اور گلیوں کی تعمیر و مرمت کتنی لاگت سے مکمل ہوئی ہے؟

(ج) اس وقت اس علاقے میں کتنی سڑکیں اور گلیاں ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہیں۔ ان کے نام کیا ہیں؟

(د) حکومت ان گلیوں اور سڑکوں کی تعمیر و مرمت کب تک کروانے کا ارادہ رکھتی ہے؛ اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی،

داتا گنج بخش ٹاؤن لاہور کی فراہم کردہ اطلاع کے مطابق۔

(الف) اے ون گلبرگ III لاہور میں تقریباً15 سڑکیں اورگلیاں ہیں۔ ان کے نام وغیرہ نہیں ہیں۔

(ب) داتا گنج بخش ٹاؤن 14 اگست 2001 کو قائم ہوا اور مندرجہ ذیل سڑکوں / گلیوں کی تعمیر اس عرصہ میں کی گئی۔

1۔ کارپیٹنگ سٹریٹ نمبر 288-A-1 گلبرگ لاہور۔ لاگت -/1,88,000 روپے

2۔ پی سی سی فلورنگ 26۔ایل۔ڈی۔اے۔ 'A-I' گلبرگ لاہور لاگت -/1,00,000

(ج) اس علاقہ میں تقریباً تمام سڑکیں اور گلیاں ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہیں۔ ان کی تعداد 13 عدد بنتی ہے۔

(د) داتا گنج بخش ٹاؤن فنڈز کی کمی کی وجہ سے فی الحال اس پوزیشن میں نہیں ہے کہ تمام ٹوٹی ہوئی گلیوں اور سڑکوں کی مرمت کروا سکے۔ جونہی فنڈز مہیا ہوئے ان سڑکوں اور گلیوں کی تعمیر و مرمت کر دی جائے گی۔

پُل پلکھو نالہ وزیر آباد کی مرمت

***459۔چودھری اعجاز احمد سماں**: کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پل پلکھو نالہ وزیر آباد پر سال 2002 سے اب تک مرمت کے لئے کچھ رقم خرچ کی گئی ہے۔ اگر ہاں تو کتنی؟

(ب) مذکورہ عرصے کے دوران پل کی Diversion پر کتنی رقم خرچ کی گئی؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ مرمت اور Diversion کے بعد بھی مذکورہ پل گزشتہ ایک سال سے قابل استعمال نہ ہے؟

(د) کیا یہ درست ہے کہ عوام الناس کو آنے جانے میں بہت دقت محسوس ہو رہی ہے اور انہیں بائی پاس کا راستہ اختیار کرنا پڑتا ہے اگر ہاں تو کیا گورنمنٹ عوام الناس کی مشکلات دور کرنے کے لئے متبادل انتظامات کرنے کے لئے تیار ہے اگر ہاں تو کب تک؟

(ہ) مذکورہ پل کی مرمت کا ٹھیکہ کس سال کتنی کتنی رقم میں اور کس فرم کو دیا گیا ہے؟ تفصیل فراہمی کی جائے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی:

ضلعی حکومت گوجرانوالہ کی رپورٹ کے مطابق،

(الف) پل پلکھو نالہ کی مرمت پر سال 2002 میں کوئی رقم خرچ نہ کی گئی ہے۔

(ب) مذکورہ عرصے کے دوران پل کی Diversion پر مبلغ دو لاکھ، چھبیس ہزار چھ سو ستائیس روپے -/2,26,627 خرچ کئے گئے۔

(ج) چونکہ پل کی مرمت پر اس دوران کوئی رقم خرچ نہ کی گئی ہے اس لئے وہ ابھی تک ناقابل استعمال ہے۔ البتہ Diversion جو کہ ماہ اپریل میں بنایا گیا تھا۔ جولائی 2002، تک استعمال ہوتا رہا ہے۔ بعدازاں نالہ میں طغیانی کے باعث

اس کو نقصان پہنچا۔ اس کو قابل استعمال بنانے کے لئے پاکستان ریلوے ڈیپارٹمنٹ کام شروع کرنے والا ہے۔

(د) ضلعی حکومت کو عوام الناس کی مشکلات کا احساس ہے اور ان مشکلات کے ازالے کے لئے ضلعی حکومت منڈی بہاؤالدین کی سفارش پر پاکستان ریلوے کو مذکورہ پل کی مرمت کے لئے پینسٹھ لاکھ اڑتیس ہزار روپے (65,38,000/-) کی ادائیگی کر دی گئی ہے اور مذکورہ محکمے نے موقع پر کام شروع کر دیا ہے۔

(ہ) مذکورہ پل کی مرمت کا کام پاکستان ریلوے کو دیا گیا ہے۔ اس سلسلے میں مذکورہ محکمے کو بذریعہ چیک نمبر D812955/D08130 مورخہ 13/08/2002 مبلغ 65,38,000/- روپے ادا کر دیئے گئے ہیں۔ مذکورہ محکمہ کام الاٹ کرنے، مکمل کرنے اور ادائیگی کرنے میں مکمل با اختیار ہو گا۔

قصبہ مانگٹ منڈی بہاؤالدین کی واٹر سپلائی سکیم

*464۔ جناب محمد عارف گوندل چمو آنہ: کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع منڈی بہاؤالدین کے قصبہ مانگٹ میں واٹر سپلائی سکیم منظور ہوئی تھی؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ٹیوب ویل تو لگا دیا گیا تھا لیکن واٹر سپلائی کے لئے پائپ نہ ڈالے گئے؟

(ج) اگر درج بالا اجزاء کا جواب ہاں میں ہے تو سکیم مکمل نہ کرنے کی وجہ بتائی جائے۔ نیز کیا حکومت سکیم کو مکمل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر "ہاں" تو کب تک اگر "نہیں" تو وجہ بیان کی جائے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی:

(الف) یہ درست ہے کہ قصبہ مانگٹ کے لئے سکیم کی انتظامی منظوری بیس لاکھ روپے منظور ہوئی تھی اور سکیم کی فنی منظوری اٹھارہ لاکھ چوالیس ہزار روپے تھی۔

(ب) درست نہ ہے۔ ٹیوب ویل لگایا گیا تھا اور پائپ بھی فنی منظوری کے مطابق بچھائے گئے تھے۔

(ج) سکیم فنی منظوری کے مطابق 1993 میں مکمل ہوئی اور 17-08-98 تک محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ چلاتا رہا بعد میں گورنمنٹ کی ہدایات کی روشنی میں مقامی کمیٹی کے سپرد کر دی گئی تھی۔ اب یہ مقامی کمیٹی کی ذمہ داری ہے کہ سکیم کو اچھے طریقہ پر چلانے اور اس کے اخراجات کو برداشت کرے۔

بصیر پور تا محمد نگر سڑک کی تعمیر و مرمت

*474۔ملک محمد اقبال چنڑ، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ بصیر پور تا محمد نگر براستہ کوٹ شیر خان روڈ ضلع اوکاڑہ کا ابتدائی 4 کلومیٹر عرصہ چھ سال سے بہت بری طرح ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ سال 1999 میں مذکورہ سڑک کا ٹھیکہ ہوا تھا اور ٹھیکیدار نے بجری، پتھر وغیرہ بھی مذکورہ سڑک پر پہنچا دیا تھا؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ 12 اکتوبر 1999ء کو اس سڑک کا کام روک دیا گیا تھا جو آج تک رُکا ہوا ہے اور بجری پتھر وغیرہ غائب ہو چکا ہے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ جب سے یہ سڑک بنائی گئی ہے اس کے بعد اس کی تعمیر و مرمت بالکل نہ کی گئی ہے جس کی وجہ سے لوگوں کو بہت مشکلات کا سامنا ہے؟

(ہ) اگر جز بالا پانے کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت کب تک، مذکورہ سڑک مرمت کرنے اور مذکورہ ٹھیکیدار کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی،

(الف) یہ درست ہے کہ سڑک کی موجودہ حالت مرمت طلب ہے۔ قبل ازیں سڑک مذکور محکمہ لوکل گورنمنٹ و دیہی ترقی (تحلیل شدہ) کے زیر انتظام تھی۔ ضلعی حکومت کی تشکیل کے بعد سڑک مذکورہ ضلعی حکومت کی تحویل میں ہے اور اس کی مرمت و بحالی کا تخمینہ مبلغ -/16,90,000 روپے ہے۔ ضلعی حکومت کے پاس فنڈز کی کمیابی کے باعث سڑک ہذا کی مرمت کا کام ابھی تک شروع نہیں کیا جاسکا۔

(ب) سڑک ہذا کا ٹھیکہ محکمہ مقامی حکومت و دیہی ترقی(تحلیل شدہ) نے 1991 میں نہ کہ 1999 میں دیا تھا۔

(ج) یہ درست نہ ہے۔

(د) یہ درست ہے کہ سڑک ہذا پر تاحال کوئی مرمت کا کام نہ ہوا ہے۔

(ہ) جیسا کہ ضمن (الف) مذکورہ بالا میں تحریر کیا گیا ہے کہ سڑک ہذا کی مرمت و بحالی کا تخمینہ مبلغ -/16,90,000 روپے مرتب کیا گیا ہے۔ مگر ضلعی حکومت کے پاس فنڈز کی کمیابی کی بنا پر سڑک مذکورہ کی مرمت و بحالی کا کام شروع نہ کیا جا سکا ہے۔ اس ضمن میں یہ وضاحت بھی ضروری ہوتی ہے کہ ضلعی حکومت کے محکمہ شاہرات کے پاس تین ہزار کلو میٹر لمبی سڑکات کا جال بچھا ہوا ہے۔ مگر فنڈز کی کمی کی بنا پر ضلعی حکومت تمام سڑکات کی بحالی اور مرمت کا کام یک مشت کرنے سے قاصر ہے۔ لہذا فنڈز کی دستیابی پر مقررہ ترجیح کے مطابق سڑکات کی بحالی اور مرمت کا کام سرانجام دیا جائے گا۔

چک 11/1-A-L اوکاڑہ میں سولنگ اور نالیوں کی تعمیر

*530۔رانا فاروق عمر خان کھرل، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) چک 11/1-A-L اختر آباد ' رینالہ خورد(اوکاڑہ) میں سولنگ اور نالیاں بچھانے کے لئے کتنی مالیت کا ٹھیکہ کن کن افراد کو دیا گیا ہے ان کے نام کیا ہیں؟

(ب) آج تک اس سکیم پر کتنا کام مکمل ہوا اور کتنا بقایا ہے اور آج تک کتنے فنڈ خرچ ہو چکے ہیں اور کتنے بقایا ہیں؟

(ج) اس سکیم میں سولنگ اور نالیاں بچھانے سے قبل حکومت نے اس چک کا سروے کروایا تھا تو اس سروے کے تحت کن کن گلیوں میں کتنے فٹ سولنگ اور نالیاں بچھانے کا منصوبہ بنایا گیا تھا۔ اس کی مکمل تفصیل فراہم کی جائے؟

(د) کیا کبھی موقع پر جا کر محکمے کے کسی افسر اور اہلکار نے کام کا معائنہ کیا تو کس کس تاریخ کو کیا اور کام میں کیا کیا نقائص کی نشاندہی کی گئی؟

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ موقع پر کام صرف بااثر افراد کے گھروں کے آگے کیا جا رہا ہے جب کہ باقی لوگوں کے گھروں کے آگے سولنگ اور نالیاں نہیں

نکھائی جا رہی ہیں؟

(و) کیا حکومت اس کے ذمہ داران اہلکاران اور ٹھیکیدار کے خلاف کارروائی کرنے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی :

ضلعی حکومت اوکاڑہ کی موصولہ رپورٹ کے مطابق۔

(الف) رورل ڈرینج سکیم چک نمبر 11/1-A-L ضلع اوکاڑہ میں مندرجہ ذیل افراد کو ٹھیکہ دیا گیا ہے۔

نمبر شمار	نام ٹھیکیدار	مالیت ٹھیکہ جات
1۔	علی بلڈرز	1,42,061
2۔	امجد علی	53,000/-
3۔	قسیم کنسٹرکشن کمپنی	25,50.300/-
4۔	مغل برادرز	13,00.000/-

(ب) رورل ڈرینج سکیم چک نمبر 11/1-AA-L ضلع اوکاڑہ میں کام اور ان پر ہوئے اخراجات کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام ٹھیکیدار	ٹلی	سولنگ مکعب فٹ	ہمپنگ مشینری	سیپٹک کیریئر	سیور پائپ	مکمل ڈسپوزل ورکس
1۔	علی بلڈرز	533	4976	—	—	—	—
2۔	امجد علی	—	2134	—	—	—	—
3۔	قسیم کنسٹرکشن کمپنی	3429	15985	—	—	696-9" فٹ 3761-12" فٹ	ایک جانب —
4۔	مغل برادرز	4189	4499	2 سیٹ	—	—	—
	کل کام جو ہو چکا ہے۔	8151 فٹ	27594	2 سیٹ		696-9" فٹ 3761-12" فٹ	ایک جانب —
	بقایا کام	2911 فٹ	22911	—	315 فٹ	700-9" فٹ	—

ڈسپوزل مکمل اور چالو یوزر کمیٹی کو ہینڈ اوور کر دیا گیا ہے جو کہ تسلی بخش حالت میں کام کر رہا ہے۔ اس سکیم پر مبلغ -/40,42,531 روپے خرچ ہوئے ہیں اور بقایا مبلغ -/7,87,469 روپے کا کام باقی ہے۔ سکیم پر کام جاری ہے۔

(ج) اس سکیم میں سولنگ اور نالیاں بنانے سے قبل اس چک کا سروے کروایا تھا۔ اس سروے کے تحت تقریباً تمام گلیوں میں نالیاں اور سولنگ لگانے کا منصوبہ بنایا تھا۔ اس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	ٹلی	سولنگ / مکعب فٹ	ہمپنگ مشینری	سیپٹک کیریئر	سیور پائپ	مکمل ڈسپوزل ورکس
1۔	19062 فٹ	50095	2 سیٹ	315 فٹ	1396-9" فٹ 3761-12" فٹ	ایک جانب —

(د) ہر دوسرے تیسرے روز یا حسب ضرورت کام کا معائنہ کیا جاتا ہے اور جو نقائص ہوں ان کو درست کروایا جاتا ہے۔

(ہ) یہ درست نہ ہے۔ کام بلا امتیاز T S estimate/plan کے مطابق کیا جا رہا ہے۔

(و) متعلقہ نہ ہے۔

توجہ دلاؤ نوٹس

جناب سپیکر: اب ہم توجہ دلاؤ نوٹس take up کرتے ہیں۔

جناب ارشد محمود بگو: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میں نے بھی اسی سلسلے میں پرسوں سمبڑیال میں جو واقعہ ہوا ہے اس کے متعلق Call Attention Notice داخل کرایا تھا۔ وہ اتنا اہم مسئلہ ہے' گو اس پر گورنمنٹ نے اپنی statements بھی دی ہیں لیکن چونکہ میرا تعلق بھی سیالکوٹ سے ہے' اس حوالے سے میں کچھ باتیں کرنا چاہتا تھا تو میری اس پر درخواست ہے کہ میں نے پرسوں جو Call Attention Notice دیا تھا' بلکہ میں پرسوں یہ Call Attention Notice دے کر گیا تھا' اس پر آج مجھے بھی موقع دیا جائے۔

جناب سپیکر: ہم دو Call Attention Notice ہی Take up کر سکتے تھے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! اس پر ہم نے adjournment motion دی ہوئی ہے کیونکہ جب adjournment motion کی باری آتی ہے تو You can suspend the rules. وہ بڑا اہم واقعہ ہے' اس پر پہلے discussion ہو جائے۔

جناب سپیکر: توجہ دلاؤ نوٹس۔ رانا آفتاب احمد خان صاحب!

فیصل آباد میں جمعہ کے خطبے کے دوران فائرنگ سے امام مسجد کا قتل اور کئی افراد کا زخمی ہونا

رانا آفتاب احمد خان: کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ 31 جنوری 2003ء کو علاقہ تھانہ نشاط آباد' فیصل آباد کی حدود میں واقع مسجد میں دوران خطبہ نماز جمعہ اندھا دھند فائرنگ کی گئی' جس سے امام مسجد عبدالرحمٰن اور محمد سعید ہلاک جب کہ کئی افراد زخمی ہوئے اور ملزمان

فائرنگ کرتے ہوئے موقع سے فرار ہو گئے؛

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ابتدائی اطلاعاتی رپورٹ میں نامزد ملزمان میں سے تاحال کوئی گرفتار نہیں کیا جا سکا ہے؛

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ متذکرہ مسجد میں امامت کے لئے تنازعہ چلا آ رہا تھا اور اس بات کا علم علاقہ پولیس کو بھی تھا' اس کے باوجود کوئی احتیاطی تدابیر اختیار نہ کی گئیں جس وجہ سے یہ واقعہ رونما ہوا؛

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ متذکرہ واقعہ کے بعد عام لوگوں میں عدم احساس تحفظ پایا جاتا ہے اور وہ اپنے آپ کو غیر محفوظ سمجھتے ہیں۔ سب سے بڑھ کر عبادت گاہوں میں سرعام فائرنگ اور ہلاکت جیسے واقعات عوام میں مزید بے چینی و اضطراب کا باعث ہیں؛

(ر) کیا یہ بھی درست ہے کہ حکومت نے یہ واضح ہدایت کی ہوئی ہے کہ نماز جمعہ اور دیگر مذہبی رسومات کے مواقع پر مساجد' امام بارگاہوں' دیگر مذہبی عبادت گاہوں اور درس گاہوں کو تخریبی کارروائیوں سے محفوظ رکھنے کے لئے پولیس خصوصی طور پر اقدامات عمل میں لائے مگر اس کے باوجود متذکرہ مسجد میں کوئی پولیس اہل کار حفاظتی ڈیوٹی پر تعینات نہ تھا۔

(ہ) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت متذکرہ واقعہ میں ملوث افراد کو گرفتار کر کے قرار واقعی سزا دینے کا ارادہ رکھتی ہے' اگر "ہاں" تو کب تک؛ اگر نہیں تو کیوں اور مزید برآں اس سلسلے میں جو کارروائی کی گئی ہے۔ اس سے ایوان کو آگاہ کیا جائے۔

جناب سپیکر، جی' وزیر قانون!

وزیر قانون، شکریہ' جناب سپیکر!

(الف) یہ درست ہے کہ مورخہ 31-1-2003 کو علاقہ تھانہ نشاط آباد' فیصل آباد کی حدود میں واقع مسجد میں دوران خطبہ نماز جمعہ ملزمان محمد ابراہیم مسلح رائفل 222 بور' عطاء الرحمٰن مسلح پستول 30 بور نے اندھا دھند فائرنگ کی جس کی وجہ سے عبدالحمید' عمران' امام مسجد عبدالرحمٰن اور محمد سعید شدید زخمی ہو گئے۔ عبدالرحمٰن اور محمد سعید موقع پر ہی جاں بحق ہو گئے اور ملزمان فائرنگ کرتے ہوئے موقع سے فرار ہو گئے۔

(ب) یہ درست ہے کہ نامزد ملزمان میں سے ابھی تک کوئی گرفتار نہ کیا جا سکا ہے تاہم ہر دو ملزمان کی گرفتاری کے لئے خصوصی ٹیمیں تشکیل دی گئی ہیں۔

(ج) یہ درست ہے کہ متذکرہ مسجد میں امامت کے لئے تنازعہ چلا آ رہا تھا لیکن اس بات کا علم مقامی پولیس کو نہ تھا کیونکہ ہر دو فریقین نے اس تنازعہ کے بارے میں مقامی پولیس کو کوئی درخواست نہ گزاری تھی تاہم ہر اہم مسجد میں جہاں دہشت گردی کا خطرہ ہو۔ جمعہ کے روز پولیس نفری تعینات کی جاتی ہے۔

(د) یہ غلط ہے کہ متذکرہ واقعہ کے بعد عام لوگوں میں عدم تحفظ کا احساس پایا جاتا ہے اور وہ اپنے آپ کو غیر محفوظ سمجھتے ہیں۔ دہشت گردی روکنے کے لئے ضلع ہذا میں ہر ممکن اقدامات کئے گئے ہیں۔

(ر) حکومت کی ہدایت کے مطابق نماز جمعہ اور دیگر مذہبی رسومات کے موقع پر مساجد، دیگر عبادت گاہوں اور درس گاہوں کو تخریبی کارروائیوں سے محفوظ رکھنے کے لئے خصوصی پولیس کی ڈیوٹی لگائی جاتی ہے لیکن نفری کی کمی کی وجہ سے ہر مسجد پر ڈیوٹی لگانا ناممکن ہے۔

(ہ) ملزمان محمد ابراہیم، عطاء الرحمٰن کی گرفتاری کے لئے خصوصی ٹیمیں تشکیل دی گئی ہیں اور ملزمان کی گرفتاری کے لئے ان کے ممکنہ ٹھکانوں پر raid کئے جا رہے ہیں۔ انشاء اللہ ملزمان کو جلد سے جلد گرفتار کر لیا جائے گا۔ گرفتار ہونے پر ملزمان کے خلاف خصوصی عدالت میں مقدمہ چلایا جائے گا اور ملزمان کو قرار واقعی سزا دلوانے کی ہر ممکن کوشش کی جائے گی۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔ پہلے تو میں یہاں پر یہ بات واضح کروں کہ Call Attention Notice is very important in the parliamentary practice. لیکن آپ دیکھیں کہ ہوم سیکرٹری، آئی جی یا چیف سیکرٹری، کوئی بھی یہاں پر بیٹھنا گوارا نہیں کرتے ہیں۔ یہ ان کی اتھارٹی ہے۔ اس کے جواب میں انہوں نے فرمایا ہے کہ اس تنازعہ کا مقامی پولیس کو علم نہیں تھا جبکہ انہیں علم تھا۔ یہ بتائیں کہ اس کے لئے انہوں نے کیا preventive measures adopt کئے تھے؟ دوسرا یہ ہے کہ under the law انسداد دہشت گردی کے مطابق 7 یوم کے اندر اندر چالان عدالت میں جانا لازمی ہے۔ 7 دن ہو گئے ہیں۔ کیا یہ چالان عدالت میں چلا گیا ہے؟ تیسری بات یہ ہے کہ جن کی وجہ سے یہ واقعہ ہوا ہے ان پر یہ کیا ایکشن لے رہے ہیں؟

جناب سپیکر۔ جی، وزیر قانون!

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں اپنی بات کو پھر دہرانا چاہوں گا کہ اس تھانے کے ریکارڈ میں دونوں جانب سے کوئی ایسی درخواست موجود نہیں ہے۔ یہ بات تسلیم شدہ ہے کہ وہاں پر مسجد میں امامت کے سلسلے میں جھگڑا چل رہا تھا اس کی بابت دونوں جانب سے تھانے میں کوئی درخواست نہیں تھی۔ معزز رکن نے دوسری بات یہ پوچھی ہے کہ کیا چالان دہشت گردی کی عدالت میں چلا گیا ہے؟ تو یہ ایک ضابطے کی کارروائی ہے کہ جب تک ملزمان گرفتار نہیں ہوتے اس وقت تک مکمل چالان عدالت میں کیسے جا سکتا ہے؟ رہی بات 7 دن کے period کی تو نامکمل چالان 7 دن کے اندر داخل کر دیا جاتا ہے لیکن مکمل چالان گرفتاری کے بعد عدالت میں پیش کیا جاتا ہے۔ تیسری بات میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس کیس کی انوسٹی گیشن کے لئے سردار علی ایس پی انوسٹی گیشن کو خصوصی طور پر depute کیا گیا ہے لیکن یہاں پر مسئلہ یہ ہے کہ یہ لوگ جنہوں نے فائرنگ کی ہے، اصل میں جو بندہ مرا ہے وہ بھی ان کا ہے۔ وہ امام مسجد ساتھ لائے تھے اور ان کا تعلق ضلع جہلم سے ہے۔ پہلے بھی جہلم میں ان کے گھروں پر raid کیا جا چکا ہے۔ سو ہم نے آج ڈی آئی جی گوجرانوالہ اور ڈی آئی جی فیصل آباد سے کہا ہے کہ وہ مل کر کوئی ایک ٹیم تشکیل دیں تاکہ ان کی گرفتاری اور تفتیش میں مزید بہتری لانے کے لئے بر وقت اقدامات ہو سکیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ ملزموں کو جلد گرفتار کر لیا جائے گا۔

رانا آفتاب احمد خان، جناب سپیکر! میرا سوال یہ تھا کہ کیا چالان 7 دن کے اندر داخل ہو گیا ہے یا نہیں؟

جناب سپیکر، وہ جا رہے ہیں کہ نامکمل چالان داخل کر دیا گیا ہے اور مکمل چالان گرفتاری پر داخل کیا جائے گا۔

رانا آفتاب احمد خان، نامکمل چالان داخل نہیں ہوا۔ میں نے ابھی call کیا ہے۔ یہ انہیں غلط بیان کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر، ان کے پاس جو جواب آیا اس کے مطابق وہ انہوں نے بیان کر دیا ہے۔

رانا آفتاب احمد خان، یہی تو میں کہہ رہا ہوں کہ جنہوں نے جواب دیا ہے وہ تو یہاں آنا پسند نہیں کرتے۔ اسی طرح کی تو لاء اینڈ آرڈر کی صورت حال ہے کہ آپ کے وزیر کی گاڑی چھین لی گئی ہے اور آپ کہہ رہے ہیں کہ لاء اینڈ آرڈر بڑا ٹھیک ہے۔ ہم بہتری کر

رہے ہیں۔

راجہ ریاض احمد، جناب سپیکر! ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر، جی' راجہ صاحب!

راجہ ریاض احمد، جناب سپیکر! وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ دو نامزد ملزم ہیں اور وہ ابھی تک گرفتار نہیں ہوئے۔ میری ان سے گزارش ہے کہ ذرا فرما دیں کہ ان ملزمان کے کتنے رشتہ دار انہوں نے پکڑے ہوئے ہیں؟

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں معزز رکن سے کہوں گا ذرا سوال دہرا دیں۔

جناب سپیکر، ان کا سوال یہ ہے کہ جو دو ملزمان ابھی تک پکڑے نہیں گئے۔ پولیس نے ان کے کتنے عزیز و اقارب کو گرفتار کیا ہوا ہے' یعنی حبس بے جا میں کتنے لوگ ہیں؟

وزیر قانون، جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ ہم نے تو ملزموں کو گرفتار کرنا ہے۔ ان کے گھر والوں کو تو گرفتار نہیں کرنا۔ جو ایف آئی آر میں نامزد ہیں' ایف آئی آر by name درج ہوئی ہے تو انہی کو گرفتار کرنا ہے جن کا نام ایف آئی آر میں درج ہے۔

جناب سپیکر، ایف آئی آر کے نامزد ملزموں کے علاوہ کسی کو نہیں پکڑا گیا۔

راجہ ریاض احمد، جناب سپیکر! وزیر موصوف میرے بھائی ہیں۔ میں نے ان سے پہلے بھی درخواست کی ہے کہ میری بات کو غور اور توجہ سے سن کر جواب دیں۔ آپ دیکھ رہے ہیں اور سمجھ رہے ہیں کہ موجودہ حکومت کے تمام ذمہ دار لوگ تو اسمبلی میں آنا اپنی بےعزتی سمجھتے ہیں۔ میں نے جو سوال کیا تھا وہ اب میں دوبارہ کر رہا ہوں۔ اس کے بعد یہ ہو گا کہ میں نے حلف پر بات لے آئی ہے اور وزیر موصوف کو شرمندگی ہو گی۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس کیس کے سلسلے میں اصل ملزم نہیں پکڑے گئے۔ ان کو پکڑنے کے لیے جب پولیس کوشش کرتی ہے تو ان کے رشتہ داروں' ان کے دوستوں اور ورثاء کو پکڑ کر رکھتی ہے۔ میں یہ پوچھ رہا ہوں کہ پولیس نے کتنے لوگ پکڑے ہوئے ہیں؟ میں نے بعد میں ان کے نام اور ولدیت بتا دینی ہے۔ پھر وزیر صاحب کو شرمندگی ہو گی۔ وہ مجھے ذرا صحیح طریقے سے بتا دیں۔

جناب سپیکر، وہ فرما رہے ہیں کہ کسی کا کوئی عزیز و اقارب نہیں پکڑا۔

راجہ ریاض احمد، جناب! ایک دفعہ ان سے پھر پوچھ لیں۔

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔ وزیر قانون!

وزیر قانون ، جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ معزز رکن جو اس طرح وثوق کے ساتھ بات کر رہے ہیں تو کیا یہ خود شامل تفتیش تو نہیں رہے؟ لیکن گزارش یہ ہے کہ میں on the floor of the House اپنے معزز بھائی کو یہ یقین دلاتا ہوں کہ ہم نے صرف ان لوگوں کو پکڑنا ہے۔ جن کا ایف آئی آر میں نام درج ہے۔ پھر بات ریکارڈ پر آ جائے گی تو ریکارڈ میں کوئی ایسی بات نہیں ہے۔ میں تو ریکارڈ کے حوالے سے بات کر سکتا ہوں جو میرے پاس رپورٹ آئی ہے کہ ہم نے اس کیس میں کسی کو باضابطہ گرفتار نہیں کیا۔

راجہ ریاض احمد، جناب سپیکر! کیونکہ بات اب وزیر صاحب نے چھیڑ ہی لی ہے تو میں ان کی خدمت میں عرض کروں گا کہ۔

کجھ انج وی راہواں او کھیاں سن
کجھ گلے وچ غم دا طوق وی سی
کجھ شہر دے لوگ وی ظالم سن
کجھ سانوں مرن دا شوق وی سی

جناب سپیکر! یہ جو وزیر صاحب نے مجھے دھمکی لگانے کی کوشش کی ہے۔

میں یہ سمجھتا ہوں کہ انھوں نے یہ جو کہا ہے کہ کہیں راجہ صاحب تو شامل تفتیش نہیں رہے؟ تو میں یہ وضاحت کر دینا چاہتا ہوں کہ آپ میں اتنی جرات نہیں کہ ہمیں دھمکیاں لگائیں۔ ہم آپ کے بڑے ضیاء الحق سے بھی نہیں ڈرے۔ انھوں نے مجھے دھمکی لگائی ہے۔ میں اس علاقے کا نمائندہ ہوں کہ جہاں سے میں اکیس ہزار ووٹوں کی برتری سے جیت کر آیا ہوں۔ یہ تو دوسرے علاقے سے جیت کر آئے ہیں۔ میں اکیس ہزار ووٹوں کی برتری سے اپنے علاقے سے جیت کر آیا ہوں۔

جناب سپیکر: تشریف رکھیں۔

راجہ ریاض احمد: جناب سپیکر! میں گجرات سے جیت کر نہیں آیا۔ میں اگر اپنے علاقے سے ہار جاتا تو کبھی کسی سے بھیک اور خیرات میں سیٹ نہ لیتا۔

جناب سپیکر! ملزم کا ایک بھتیجا ہے۔ اسے اس مقدمے میں پولیس نے حراست میں رکھا ہوا ہے۔ اس کا نام رمضان ہے' 7 چک اس کا گاؤں ہے۔ وہ اینٹوں کا کاروبار کرتا ہے۔ اگر وہ اس وقت پولیس کی حراست میں نہ ہو تو جناب یا وزیر موصوف استعفیٰ دیں یا میں استعفیٰ دوں گا۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ وزیر قانون!

وزیر قانون: جناب سپیکر! میں عرض یہ کرنا چاہتا ہوں کہ معزز رکن کی ہر بات کو issue بنانا عادت ہے لیکن میں نے ریکارڈ کے مطابق بات کی ہے۔ اب انھوں نے on record بات کی ہے کہ وہ ملزم گرفتار ہیں یا نہیں ہیں تو میں آپ کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آپ ریکارڈ منگوائیں' اگر وہ ملزم گرفتار ہیں۔۔۔(قطع کلامیاں)

راجہ ریاض احمد: میں کہہ رہا ہوں کہ گرفتار نہیں' حراست میں ہیں۔

جناب سپیکر: وزیر صاحب نے یہی فرمایا ہے کہ گرفتار نہیں ہیں لیکن رپورٹ سے ہی پتا چلے گا کہ گرفتار ہوئے ہیں یا نہیں ہوئے؟

راجہ ریاض احمد: کیا آپ کے پاس بیلف بھیجنے کا اختیار نہیں ہے؟

جناب سپیکر: جی' نہیں۔

راجہ ریاض احمد: میں عرض کرتا ہوں کہ میں پھر دوبارہ نام بتا رہا ہوں۔ میں یہ کہہ رہا ہوں کہ اس کو گرفتار نہیں کیا گیا۔ میں حلفاً کہتا ہوں کہ میں نے ڈی ایس پی سے بات کی۔ میں نے اس سے کہا کہ یہ ملزم کا بھتیجا ہے۔ واقعہ' بھائی والا میں ہوا ہے۔ بھتیجا 7 چک میں رہتا ہے۔ میں نے کہا کہ مہربانی کرو۔ اس کو چھوڑ دو کیونکہ اس کا اس کے ساتھ کوئی آپس میں تعلق نہیں۔ وہ دوسرے گاؤں میں رہتا ہے۔ یہ دوسرے گاؤں میں رہتا

ہے۔ ڈی ایس پی صاحب نے کہا کہ بڑا sensitive مسئلہ ہے۔ بڑا حساس معاملہ ہے۔ مذہبی مسئلہ ہے۔ میں مجبور ہوں۔ جب تک ملزم گرفتار نہیں ہوتے' میں معذرت چاہتا ہوں' نہیں چھوڑ سکتا۔ میں اس مسئلے کو ہاؤس میں نہیں لانا چاہتا تھا۔ رانا صاحب نے یہ Call Attention Notice دیا تھا۔ اس پر اب میں یہ پوچھ رہا ہوں کہ جس شخص کا میں نے نام لیا ہے کیا وہ پولیس کی حراست میں ہے یا نہیں؟ یہ بڑا مختصر سا سوال ہے اور وزیر موصوف اس کو کبھی لاہور لے جاتے ہیں اور کبھی ملتان لے جاتے ہیں۔

جناب سپیکر: Call Attention Notice کا وقت ختم ہو گیا ہے۔ اب تحاریک استحقاق لیتے ہیں۔

راجہ ریاض احمد: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میرے بھائی وزیر صاحب جس طرح جواب دیتے ہیں اس بارے میں ایک گزارش کروں گا کہ ایک آدمی شاہدرہ چوک میں کھڑا تھا۔ اس سے ایک آدمی نے آ کر پوچھا کہ جناب میں نے سرگودھا جانا ہے تو کس راستے سے جاؤں۔ اس نے کہا کہ بڑا آسان راستہ ہے۔ یہاں سے ساہیوال چلے جاؤ' ساہیوال سے ملتان چلے جانا' ملتان سے بھکر چلے جانا اور بھکر سے تم سرگودھا آ جانا۔ اس نے کہا کہ بھئی میں نے سنا ہے کہ کوئی شیخوپورہ' پنڈی بھٹیاں سے بھی مختصر راستہ جاتا ہے۔ وہ آگے سے جواب دینے لگے۔۔۔

مسئلہ استحقاق

جناب سپیکر: شکریہ۔ آپ تشریف رکھیں۔ تحریک استحقاق نمبر 13 شیخ امجد عزیز صاحب کی ہے۔ یہ پہلے پیش ہو چکی ہے۔ اس کا جواب آنا تھا۔ جی' وزیر قانون!

وزیر قانون: اس کا جواب وزیر تعلیم دیں گے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! تحاریک التوائے کار recent occurrence پر دی جاتی ہیں۔ یہ بہت پہلے سے ایوان میں جمع ہو جاتی ہیں۔ اس چیز کا بندوبست

ہونا چاہئے کہ جو بالکل recent occurrence کے معاملات ہوں' ان کو بھی ہاؤس میں پیش کیا جا سکے۔ ابھی کل ہی اس ہاؤس کے معزز رکن جناب وزیر بہبود آبادی سے گن پوائنٹ پر ان کی سرکاری گاڑی چھین لی گئی۔ ابھی کچھ عرصہ پہلے چودھری فاروق صاحب کا قتل ہو گیا۔ اب یہ واقعات ہیں۔ اس قسم کے واقعات محض اس لیے ہو رہے ہیں کہ ہمارے سسٹم کے اندر ڈکیتی چل پڑی ہے اور بار بار ہمارے جمہوری عمل کے اوپر ڈکیتی ہوتی ہے۔ جس کے نتیجے میں یہ ڈکیتیوں کا عمل چل پڑا ہے۔

جناب سپیکر، تشریف رکھیں۔ جی' وزیر تعلیم!

چیئرمین بورڈ آف انٹرمیڈیٹ اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن لاہور کا ایم پی اے کے ساتھ تضحیک آمیز سلوک۔۔(بحث جاری)

وزیر تعلیم ، جناب سپیکر! یہ تحریک استحقاق معزز رکن شیخ صاحب نے تین دن پہلے یہاں پر پڑھی تھی۔ دو دن کی میں نے آپ سے مہلت مانگی تھی۔ اس کے لیے شکریہ۔ اور اب جواب حاضر ہے۔

جناب سپیکر! میں یہ پڑھ کر تھوڑا سا جواب ان کو سنا دیتا ہوں۔ تحریک استحقاق نمبر 13 کے ضمن میں عرض ہے کہ 10 دسمبر 2002 بوقت 2 بجے چیئرمین لاہور بورڈ' ڈاکٹر شفقت حسین چودھری دفتر کی مختلف برانچوں کا معائنہ کر رہے تھے تاکہ سٹاف کی حاضری' کام اور میٹرک کے امتحانات سالانہ 2003 کے داخلہ فارم جمع کرنے کے انتظامات کا جائزہ لیا جا سکے۔ یہاں یہ بیان کرنا غیر اہم نہ ہوگا کہ جناب چیئرمین کے موثر کنٹرول کی وجہ سے ہزاروں امیدواران کے داخلہ فارم برائے امتحانات میٹرک سالانہ 2003 احسن طریقے سے دفتر میں جمع ہوئے اور کوئی ناخوشگوار واقعہ رونما نہیں ہوا اور نہ ہی اس ضمن میں کوئی شکایت موصول ہوئی۔ معائنے کے فوری بعد جناب چیئرمین نے شیخ امجد عزیز سے دفتری آداب کے مطابق ملاقات کی اور ان کی بات کو غور سے سنا اور ان کی درخواست پر جلدی کارروائی کرنے کا یقین

دلایا۔ جناب چیئرمین نے نہایت خوشگوار ماحول میں ان کو مختلف مثالوں سے اس فراڈ کے بارے میں بتایا جو اکثر طلباء دفتر کے ساتھ کرتے ہیں۔ مگر انھوں نے شیخ امجد عزیز یا کسی دوسرے ممبر اسمبلی کے حوالے سے کوئی ایسی بات نہیں کی جس سے ان کا یا کسی معزز ممبر اسمبلی کا استحقاق مجروح ہوتا ہو۔ یہ میں اس لئے پڑھ رہا ہوں کیونکہ میں نے اس کی بڑی تفصیل سے انکوائری کی ہے۔ چونکہ آپ ہاؤس کے کسٹوڈین ہیں اور ہماری بھی یہ ذمہ داری بنتی ہے کہ یہاں پر ہر ممبر کے استحقاق کی safety کی جائے۔ میں انہیں یقین دلاتا ہوں کہ ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ یا پنجاب گورنمنٹ کا کوئی بھی آفیسر یہ جرات نہیں کر سکتا کہ وہ کسی ممبر کا استحقاق مجروح کرے۔ میں انہیں یقین دلاتا ہوں کہ ان کے خلاف کسی قسم کی بات کسی بورڈ میں نہیں ہو رہی۔ اگر ان کے ذہن میں ایسی کوئی بات ہے تو اجلاس کے بعد میں ان سے مل لوں گا اور ان کے تمام خدشات کو دور کروا دوں گا۔ ان کی تحریک استحقاق نہیں بنتی۔ تو میں یہ گزارش کروں گا کہ وہ اس کو press نہ کریں اور اس کو dispose of کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی' شیخ صاحب!

شیخ امجد عزیز: جناب سپیکر! وزیر موصوف شاید اس چیئرمین کی زیادہ طرف داری کر رہے ہیں اور اپنے ایوان کا خیال نہیں رکھ رہے لیکن میں پھر یہ بات حلفاً کہتا ہوں کہ اس تحریک میں لکھا ہوا ایک ایک لفظ سچا ہے۔ میں نے اس میں اپنی طرف سے کوئی کہانی نہیں لکھی بلکہ میں نے کوشش کی ہے کہ ایسے لوگوں کا نام اس میں نہ لایا جائے جن کا نام اس نے مجھے دھمکانے کے لئے استعمال کیا۔ اس کے بعد میں یہ گزارش کروں گا کہ انہوں نے اس ریکارڈ کی بنیاد پر میرا رزلٹ منسوخ کروا دیا جو ریکارڈ انہوں نے ٹیکنیکل بورڈ میں بھجوایا۔ اس کا رول نمبر بھی کسی شخص کو الاٹ نہیں تھا۔ دوسرے نمبر پر جس کا ریکارڈ ان کے پاس تھا وہ کسی اور شخص کا تھا۔ جب میں نے وہ صفحہ پکڑ لیا تو انہوں نے وہ صفحہ مجھ سے چھینتے ہوئے صاف لفظوں میں کہا کہ "آپ سب فراڈئیے لوگ ہیں"۔ اس نے کہا کہ "جس طرح لوگ غلط تصویریں لگا کر امتحان دیتے ہیں تم نے بھی غلط تصویر لگا کر

امتحان دیا ہے"۔ جناب والا! میری درخواست 10 تاریخ کے ریکارڈ پر موجود ہے جو میں ان کو دے کر آیا کہ جناب! آپ نے میرے ساتھ زیادتی کی ہے۔ براہ مہربانی میرا ریکارڈ چیک کرایا جائے لیکن اس کے بعد بھی وہ باز نہیں آیا۔ اس نے میرے خلاف بڑے بڑے اخبارات میں خبریں لگوائیں اور کہا کہ شیخ امجد عزیز کا رزلٹ منسوخ کر دیا گیا ہے۔ میں نے ان کے دفتر میں ایک ماہ کے اندر تین درخواستیں دیں لیکن میری ان تینوں درخواستوں کے باوجود اس پر کوئی ایکشن نہیں لیا گیا اور وزیر صاحب فرما رہے ہیں کہ کوئی جرات نہیں کر سکتا۔ اس نے نہ صرف جرأت کی ہے بلکہ پورے ایوان کا استحقاق بڑے شدید اور سخت لہجے میں مجروح کیا ہے۔ میں ان سے بار بار گزارش کرتا رہا کہ آپ میرے استاد ہیں۔ میں آپ کا طالب علم ہوں۔ یہ میرا حق ہے کہ آپ میری اس بات کو سنیں لیکن انہوں نے میری کسی بھی بات کو سننے کی زحمت گوارا نہیں کی۔ کیونکہ انہوں نے میرے مخالف امیدوار سے 10 لاکھ روپے لئے ہوئے ہیں۔ میرے محترم وزیر صاحب کہہ رہے ہیں کہ ان کو بلا لیتے ہیں۔ میں ان کے سامنے یہ تمام باتیں ثابت کرنے کو تیار ہوں۔ میرے خیال میں جب وہ میرے سامنے ہوں گے تو انکار کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ میں ہاؤس کے سامنے، وزیر صاحب کے سامنے اور آپ سب کے سامنے حلفاً کہتا ہوں کہ اس تحریک میں لکھا ہوا ہر لفظ سچا ہے اور بالکل حقیقت پر مبنی ہے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر تعلیم!

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! میں نے سارے معاملے میں تحقیق کی ہے۔ انہی کا ایک ہم نام شخص جس نے میٹرک بورڈ کا امتحان دیا۔ اس کا سرٹیفکیٹ جعلی تھا جس کی بنا پر اس کا رزلٹ کارڈ منسوخ کر دیا گیا۔ شیخ صاحب کی سیاسی مخالفت کی وجہ سے ان کے مخالف نے ان پر جعلی ڈگری کے حوالے سے ایک کیس کیا ہوا ہے۔ لیکن میں یہاں پر اس ہاؤس میں فاضل رکن کو یقین دلاتا ہوں کہ بورڈ ان کے خلاف کسی قسم کی کوئی بھی غلط کارروائی نہیں کر رہا۔ بورڈ نے کورٹ یا forums میں جا کر یہ ضرور کہا ہے کہ شیخ عزیز صاحب جو ان کے ہم نام ہیں ان کا سرٹیفکیٹ جعلی ہے۔ ان کے بارے میں بورڈ نے بالکل کوئی

statement نہیں دی۔ لہٰذا میں ان سے یہ گزارش کروں گا کہ آپ اس تحریک استحقاق کو press نہ کریں۔ آپ کی عزت و احترام کو ہم قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ پھر بھی اگر ان کے ذہن میں کوئی قدحات ہیں تو پھر میں اپنے چیمبر میں ڈاکٹر صاحب کو بھی بلا لیتا ہوں اور ان کو بھی بلا لیتا ہوں۔ اگر آپ اجازت دیں تو ہم بیٹھ کر ان کی صلح صفائی کروا لیتے ہیں۔ وہاں پر اگر کوئی hot words exchange ہوئے ہیں تو اس کے لئے میں سمجھتا ہوں کہ وہ نہیں ہونے چاہئیں تھے۔ لیکن میں نے پھر بھی چیئرمین صاحب سے بار بار پوچھا ہے کہ آپ نے ہمارے معزز ممبر کے ساتھ کوئی ایسی بات تو نہیں کی جس سے ان کی دل آزاری ہوئی ہو؟ لیکن انہوں نے مجھے یہ یقین دہانی کرائی ہے کہ میں نے فاضل رکن سے کسی قسم کی نازیبا گفتگو بالکل نہیں کی۔ میں آپ سے گزارش کروں گا کہ اگر شیخ صاحب مجھے چیمبر میں مل لیں تو ان کی جو دل آزاری ہوئی ہے، میں کوشش کروں گا کہ وہ دور ہو جائے۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔

سردار حسن اختر موکل: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، حسن اختر موکل صاحب!

سردار حسن اختر موکل: جناب سپیکر! میں عرض کروں گا کہ اگر ایک معزز ممبر on the floor of the House بات کرتا ہے تو ہمیں ان کی بات کو honour کرنا چاہئے۔ یہ تو ایک رسم چل نکلی ہے۔ گورنمنٹ ملازمین اپنے آفس میں بیٹھ کر معزز ممبر ان کے متعلق جو ریمارکس پاس کرتے ہیں۔ حقیقت تو یہ ہے کہ ان کو repeat بھی نہیں کیا جا سکتا۔ اس floor پر جب ایک معزز ممبر بار بار یہ کہہ رہا ہے کہ انہوں نے یہ بات کی ہے تو وہ چیئرمین کوئی نبی یا پیغمبر نہیں ہے کہ اس کی بات کو زیادہ اہمیت دی جائے۔ میری یہ گزارش ہے کہ اگر اس معزز ادارے کے معزز ممبر کا استحقاق یا احترام بحال نہ کیا گیا تو ماضی میں بھی بہت کچھ ہوتا رہا ہے اور مستقبل میں بھی وہی ہوگا۔ میں آپ کی وساطت سے وزیر صاحب

سے یہ گزارش کروں گا کہ اس چیئرمین کو بھی بلالیں، معزز ممبر کو بھی ساتھ بٹھالیں۔ اگر یہ بات ثابت ہوتی ہے اور یقیناً یہ ثابت ہوگی تو پھر اس کے خلاف کارروائی ہونی چاہئے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، وزیر تعلیم!

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! میرے معزز ممبر نے یہاں بڑی خوبصورت بات کی ہے۔ میں on the floor of the House تمام ممبران کو یہ یقین دلانا چاہتا ہوں کہ میں بطور وزیر unnecessarily اپنے محکمے کا defence نہیں کر رہا بلکہ جو حقائق ہیں وہ بالکل اپنی جگہ درست ہیں۔ میں موکل صاحب کے جذبات کی بھی قدر کرتا ہوں۔ میں آخر میں پھر یہ گزارش کروں گا کہ اگر شیخ صاحب مناسب سمجھیں تو مجھے ایک موقع دیں اور میرے چیمبر میں تشریف لائیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ میں کوشش کروں گا کہ ان کی تسلی ہو جائے۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! میں گزارش کروں گا کہ آپ نے دو دفعہ فرمایا کہ میں اس بات کو حلفاً کہتا ہوں۔ ویسے ہی کہہ دینا کافی تھا۔ وزیر موصوف نے فرمایا کہ آپ چیمبر میں تشریف لے آئیں، چیئرمین کو بھی بلا لیا جائے گا۔ اگر آپ مطمئن نہیں ہوں گے تو اس کو دوبارہ take up کر لیں گے۔ میں یہ بھی یقین دلاتا ہوں کہ بعد میں اسے استحقاق کمیٹی کے بھی سپرد کر دیں گے۔ اب اسے pend کر دیں؟

شیخ امجد عزیز: جی، ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: محرک press نہیں کرتے اس لئے یہ تحریک استحقاق pend کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک استحقاق بھی شیخ امجد عزیز صاحب کی ہے، اس کا جواب کل آئے گا۔ لہذا اسے بھی اس کے ساتھ ہی pend کر لیتے ہیں۔ اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔ جی، رانا آفتاب احمد خان!

تحاریک التوائے کار

رانا آفتاب احمد خان، جناب سپیکر! سمبڑیال میں جو واقعہ ہوا ہے وہ نہایت ہی خطرناک ہے میں نے اس پر ضابطہ کے مطابق تحریک التوائے کار جمع کروائی ہے جس کا نمبر 117 ہے اور جو کہ کافی دور ہے۔ میری اس معزز ایوان سے درخواست ہو گی کہ یہ ایک اہم نوعیت کا معاملہ ہے لہٰذا اس کو out of turn لے لیا جائے۔ میں اس کو پڑھ دیتا ہوں تاکہ اس کے بعد ہم اس کے لئے کوئی وقت مقرر کر سکیں اور اس طرح لوگوں کو بھی پتا چل سکے کہ اسمبلی اس پر بات کر رہی ہے۔ اب میں آپ کی اجازت چاہوں گا۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ۔

"میری تحریک التوائے کار نمبر 117 بموضوع سمبڑیال ڈرائی پورٹ پر آتش گیر مادہ سے لدے کنٹینرز میں دھماکوں اور آگ کی وجہ سے ہونے والی اموات' کو out of turn لینے کی اجازت دی جائے "۔

جناب سپیکر، رانا آفتاب احمد خان ایم پی اے کی طرف سے یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ ۔

"میری تحریک التوائے کار نمبر 117 بموضوع سمبڑیال ڈرائی پورٹ پر آتش گیر مادہ سے لدے کنٹینرز میں دھماکوں اور آگ کی وجہ سے ہونے والی اموات' کو out of turn لینے کی اجازت دی جائے "۔

(تحریک منظور ہوئی)

سمبڑیال ڈرائی پورٹ پر آتش گیر مادے سے لدے کنٹینرز میں دھماکوں اور آگ کی وجہ سے ہونے والی اموات

رانا آفتاب احمد خان، میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔

مسئلہ یہ ہے کہ گزشتہ روز سمبڑیال ڈرائی پورٹ پر آتش گیر مادہ سے لدے کنٹینرز میں دھماکوں اور آگ کی وجہ سے تقریباً ڈیڑھ درجن افراد جاں بحق اور درجنوں شدید زخمی ہونے جب کہ کروڑوں روپے کی املاک بھی تباہ و برباد ہوئیں۔ اس واقعہ کی خبریں ملک کے تمام اخبارات میں اور دنیا بھر کے میڈیا میں بھی نمایاں شائع ہوئیں۔ صوبے میں آتش گیر مادے کی بظاہر خرید و فروخت پر پابندی عائد ہے۔ تاہم اتنی بڑی مقدار میں انتہائی حساس اور نقصان دہ آتش گیر مادہ کی سرعام کنٹینرز میں درآمد اور کاروبار کے واقعے سے عام لوگوں میں شدید اضطراب' بے چینی اور عدم تحفظ پایا جاتا ہے جو کہ پہلے ہی امن عامہ کی بدتر حالت ' ڈاکوؤں 'چوروں' راہزنوں اور قاتلوں کے راج اور آئے روز سنگین وارداتوں کی وجہ سے پریشان تھے' وہ مزید عدم تحفظ کا شکار ہو گئے ہیں اور ان میں شدید غم و غصہ پایا جاتا ہے۔ یہ واقعہ اس امر کی غمازی کرتا ہے کہ حکومت عملاً ناکام ہو چکی ہے اور حکومت کی مشینری کسی بھی جگہ کام کرتی نظر نہیں آ رہی۔ عوامی اہمیت عامہ کے اس اہم 'فوری نوعیت اور مخصوص مسئلہ کی اہمیت کے پیش نظر استدعا ہے کہ ایوان کی کارروائی روک کر اس تحریک پر بحث کی جائے اور اسے حسب ضابطہ قرار دے کر ایوان کی خصوصی کمیٹی کے سپرد کیا جائے جو ایوان میں اپنی رپورٹ پیش کرے۔

جناب سپیکر: جی' وزیر قانون صاحب!

وزیر قانون: جناب سپیکر! میں معزز رکن کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے معزز ایوان کی توجہ ایک ایسے مسئلے کی طرف مبذول کروائی ہے کہ جو حال ہی میں وقوع پذیر بھی ہوا ہے اور بلاشبہ یہ مسئلہ عوامی توجہ بھی چاہتا ہے۔ میں صرف اتنا عرض کرنا چاہوں گا کہ حکومت بھی اس مسئلے سے آنکھیں بند کر کے نہیں بیٹھی۔ جیسے ہی اس واقعہ کی اطلاع ملی تو وزیراعلیٰ پنجاب خود سمبڑیال تشریف لے گئے اور اس واقعہ میں جو افراد جاں بحق ہوئے ان کی مالی امداد کے لئے نہ صرف اعلان کیا بلکہ عملی طور پر اقدامات بھی کئے۔ اس کے علاوہ اس واقعہ میں جو زخمی ہوئے' جناب وزیر اعلیٰ نے ان کی عیادت بھی کی اور ان کے علاج معالجے کے لئے خصوصی طور پر ہدایات بھی جاری کیں۔

جناب سپیکر! میں تیسری بات یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ اس سلسلے میں وفاقی حکومت پہلے ہی انکوائری کے احکامات جاری کر چکی ہے اور کل جناب وزیراعلیٰ نے بھی مقامی انتظامیہ کو ہدایت کی ہے کہ فوری طور پر اس واقعے کی تحقیقات کر کے صوبائی حکومت کو اس کی رپورٹ پیش کی جائے۔ میں اس معزز ایوان اور بالخصوص معزز رکن کو اس بات کا یقین دلاتا ہوں کہ یہ بجا ہے کہ یہ سامان غیر قانونی طور پر import کیا گیا تھا اور جو لوگ اس import میں ملوث تھے خواہ وہ سرکاری اہلکار ہیں یا وہ importer ہیں' ان کے خلاف حکومت کارروائی کرے گی اور وزیراعلیٰ پنجاب نے خصوصی طور پر اس سلسلے میں احکامات جاری کر دیئے ہیں۔اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ حکومت پہلے ہی اس بات کا نوٹس لے چکی ہے اور میں مزید اس بات کا یقین دلاتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ جو لوگ بھی اس جرم میں ملوث پائے گئے خواہ وہ importers ہوں' خواہ وہ کسٹم کا عملہ ہو یا کوئی اور ہو' جو بھی اس جرم میں ملوث پایا گیا اس کے خلاف کارروائی کی جائے گی۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی' رانا صاحب آپ فرمائیں!

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! میں بڑا ممنون ہوں کہ وزیر صاحب نے بڑی تفصیل سے بات کی ہے ۔ مسئلہ یہ نہیں ہے کہ حکومت کیا کارروائی کر رہی ہے۔مسئلہ یہ ہے کہ پنجاب میں اتنا بڑا واقعہ رونما ہوا ہے۔ آپ اس پر discussion کے لئے وقت مقرر کریں' ان کو کیا قباحت ہے؟ اس پر بحث ہوگی اور ہم ان کو ان کی بہتری کے لئے کچھ تجاویز ہی دیں گے ۔ ہم نے ان کو ملزم تھوڑا پکڑ کر دے دیئے ہیں کہ انہوں نے یہ کیا ہے۔ آپ آج کا "نوائے وقت" اخبار دیکھ لیں۔ میں نے اس میں پڑھا ہے کہ پنجاب کے ایک بہت اہم افسر' ایک Appraiser اور ایک ایم پی اے کا بھائی اس کاروبار میں ملوث ہیں۔ اس طرح اس معزز ایوان کا تقدس مجروح ہو رہا ہے کہ جس افسر کی نشاندہی ہے' ہم اس کو بھی سامنے لائیں گے۔ اس لئے آپ قوانین کو معطل کر کے اس تحریک کو بحث کے لئے منظور کریں اور وقت مقرر کر دیں۔ اس میں تو کوئی حرج نہیں ہے۔ ہم یہ نہیں کہہ رہے کہ کارروائی نہیں ہو رہی۔ وزیراعلیٰ صاحب نے بہت اچھا کیا ہے کہ یہ وہاں گئے ہیں اور

زخمیوں کی تیارداری کی ہے۔ یہ مرکز کا معاملہ ہے اور وہ ڈرائی پورٹ چیک کریں گے۔ مگر اس مسئلے کو زیر بحث لانے میں کیا قباحت ہے؟ اس میں ان کو کیا مشکل درپیش ہے؟ کیا ایسا تو نہیں ہے کہ ان کو روک دیا گیا ہے؟

جناب سپیکر، رانا صاحب! ایسی بات نہیں ہے۔ وزیر صاحب نے فرمایا ہے کہ پہلے ہی اس کی انکوائری ہو رہی ہے۔ اس مسئلے پر مرکزی حکومت نے انکوائری کے احکامات جاری کر دیئے ہیں۔ اگر ہم بحث بھی کریں تو اس کا مقصد تو یہی ہے کہ انکوائری ہو اور صحیح ملزم منظر عام پر لائے جا سکیں اور ان کے چالان ہوں۔ وزیر صاحب اس بات کی یقین دہانی کرا رہے ہیں۔

جناب ارشد محمود بگو، جناب سپیکر! اس سلسلے میں میری گزارش ہے کہ یہ واقعہ 4۔ فروری کو دو بجے ہوا ہے اور افسوس ناک صورتحال یہ ہے کہ وزیراعلیٰ صاحب وہاں پر کل پہنچے ہیں۔ آئی جی صاحب 6 تاریخ کو وہاں پر پہنچے ہیں اور جو لوگ اس واقعے میں ملوث ہیں اس کا علم وہاں کی انتظامیہ کو بھی ہے، ڈرائی پورٹ کی انتظامیہ کو بھی علم ہے۔ یہ لاہور کی ایجنسی ہے اور تین لوگ ایسے ہیں جن کا پہلے ہی NAB میں مقدمہ چل رہا ہے کہ وہ ایسا مال import کرتے تھے۔ یہ کوئی عام سا دھماکہ نہیں ہے۔ یہ پاؤڈر وہ ہے جو صرف اور صرف میزائل میں استعمال ہوتا ہے۔ اب سوچنے والی بات یہ ہے کہ اتنی اہم بات اور اتنا اہم مسئلہ ہے۔ یہ بات صرف یہاں پر ہی نہیں بلکہ یہ ساری صورتحال بین الاقوامی سطح پر highlight ہو رہی ہے۔ میری وزیر صاحب سے یہ درخواست ہے کہ انہوں نے اب تک کوئی آدمی گرفتار بھی کیا ہے یا نہیں؟ یہ مرکز کا مسئلہ نہیں ہے، یہ امن و امان کا مسئلہ ہے اور پنجاب کا مسئلہ ہے۔ایف آئی آر انہوں نے درج کی ہے اور اس کی تفتیش بھی یہی کر رہے ہیں۔ مجھے صرف اتنا بتا دیں کہ انہوں نے اب تک کسی ملزم کو گرفتار کیا ہے؟

جناب سپیکر، جی، وزیر قانون!

وزیر قانون، جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ تحریک التوائے کار کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ حکومت کی توجہ دلائی جائے ۔ اس سلسلے میں' میں نے محرک کا شکریہ بھی ادا کیا تھا کہ انہوں نے حکومت کی توجہ دلائی ہے۔ انہوں نے اپنا فرض ادا کیا ہے لیکن ساتھ ہی میں نے یہ بھی گزارش کی تھی کہ حکومت بھی اپنے فرض سے غافل نہیں ہے اور اس سلسلے میں ہم پہلے سے کارروائی کر رہے ہیں۔ابھی میرے بھائی نے یہ کہا ہے کہ اس میں لاہور کا کوئی importer ہے یا سیالکوٹ کا importer ہے یا سمبڑیال کا ہے۔ میں عرض کر رہا ہوں کہ صوبائی حکومت بھی انکوائری کر رہی ہے۔ وفاقی حکومت نے بھی انکوائری کے احکامات جاری کئے ہیں ۔ اس واقعے میں جو لوگ بھی ملوث پائے گئے خواہ وہ جو بھی ہیں' ان ملزمان کے خلاف کارروائی کی جائے گی۔

رانا آفتاب احمد خان، جناب سپیکر! ہمارا یہ پوائنٹ نہیں ہے کہ ان کو گرفتار کیا جائے۔ اگر آپ اس کو discuss کرائیں گے تو ہم بھی آپ کو بڑی چیزیں دے سکتے ہیں۔ وہ valid بندے ہیں' اخباروں میں بھی آ رہا ہے۔ آپ کیوں اتنے زیادہ پریشان ہیں؟ اس کے لئے آپ وقت مقرر کریں۔ میں اس کو press کرتا ہوں کہ اس کو بحث کے لئے منظور کیا جائے۔

جناب سپیکر، رانا صاحب ! آپ جو کہنا چاہتے ہیں وہ بات حکومت کے نوٹس میں آ گئی ہے۔ وزیراعلیٰ وہاں پر خود تشریف لے گئے تھے ۔ وزیر محنت اور معزز اراکین اسمبلی بھی وہاں تشریف لے گئے تھے ۔ اس کی انکوائری صوبائی سطح پر بھی اور مرکزی سطح پر بھی ہو رہی ہے اور وزیر موصوف یہ یقین دہانی بھی کرا رہے ہیں کہ انکوائری میں جو لوگ بھی ملزم ثابت ہوں گے انشاء اللہ تعالیٰ ان کو سزا دی جائے گی۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! یہی بات ہے کہ اگر اتنی انکوائریاں ہو رہی ہیں۔ This is not an inquiry body. ہم اس کو یہاں پر زیر بحث لائیں گے۔ بحث میں کیا ہے؟

جناب سپیکر: بحث سے کیا نکلے گا؟

رانا آفتاب احمد خان: جناب والا! پھر تو کسی چیز کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اس اسمبلی کا بھی جواز نہیں ہے۔ اس کو بھی آپ نہ چلائیں کیونکہ کام تو چل رہا ہے۔ یہ کام تو ایک سیکشن آفیسر چلا لے گا۔ جب اسمبلی نہیں ہوتی تو ملک اس وقت بھی چلتا ہے۔ یہ جو رب کی زمین ہے یہ کہیں نہیں جاتی۔ یہاں آپ کی جگہ پر کوئی اور بیٹھ جائے گا۔ don't be so harsh. اس بارے میں ذرا ٹھنڈے دل سے سوچیں۔ میں نے بڑا اہم issue اٹھایا ہے۔ اس پر آپ بحث کروائیں۔ ہم نے امن عامہ پر بحث کی تو کیا اس سے امن و امان کی صورت حال بہتر ہو گئی ہے؟ آپ کے وزیر کی گاڑی چھین لی گئی ہے اور ابھی ایس ایس پی اصل واقعہ بتا رہا تھا جو کہ میں ہاؤس کے floor پر نہیں بتا سکتا۔ آپ بے شک ہاؤس کی رائے لے لیں کہ ہاؤس اس پر بحث کروانا چاہتا ہے یا نہیں؟ آپ اسے ہاؤس میں put کریں۔ مجھے معلوم ہو جائے گا کہ آپ لوگ اس بابت بحث کرنا چاہتے ہیں یا نہیں۔ اگر نہیں، تو میں ابھی پریس کانفرنس کروں گا اور بتاؤں گا کہ حکومتی نمائندے بات ہی نہیں کرنا چاہتے۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! آپ تو ماشاء اللہ پرانے پارلیمنٹیرین ہیں۔ تحریک التوائے کار پر رائے شماری نہیں ہوتی۔ لہٰذا آپ اسے press نہ کریں۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! آپ یہ دیکھیں کہ،

> If Members not less than one-sixth of the total membership of the Assembly so rise, the Speaker shall announce that leave is granted...

جناب سپیکر: وہ تو اس وقت ہو گا جب میں in order کروں گا۔ مقصد یہ ہے کہ آپ حکومت کے نوٹس میں یہ بات لے آئے ہیں۔

رانا آفتاب احمد خان : جناب سپیکر ! میں آپ کے فائدے کی بات کر رہا ہوں' آپ کا نام سنہری حروف میں لکھا جائے گا کہ آپ رولز کے مطابق چلتے ہیں۔

جناب سپیکر : رانا صاحب ! اس پر کافی بات ہو چکی ہے۔ کیا اب آپ اسے press نہیں کرتے؟

رانا آفتاب احمد خان : میں press کرتا ہوں۔

وزیر قانون: جناب سپیکر! معزز رکن کا میں نے شکریہ ادا کیا ہے کہ انھوں نے حکومت کی توجہ اس جانب دلائی۔ اسے out of turn لیا گیا۔ اگر ہم اس کو زیر بحث نہ لانا چاہتے تو out of turn لینے کی مخالفت کرتے لیکن ہم نے ایسا نہیں کیا۔ ہم یہ چاہتے تھے کہ معزز رکن کا موقف اس ہاؤس میں آئے۔ حکومت کا موقف ہم نے بیان کرنا تھا وہ بھی ہو گیا ہے۔ لیکن میں پھر بھی یقین دلا رہا ہوں کہ انکوائری کی جو رپورٹ آئے گی اس کے مطابق ذمہ دار لوگوں کے خلاف کارروائی کی جائے لہذا میں معزز رکن سے گزارش کروں گا کہ اس کو press نہ فرمائیں یا پھر آپ اسے rule out کریں۔ حکومت پہلے ہی اس پر کام کر رہی ہے۔ میں بار بار یقین دہانی کروا رہا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ ہم بلا تفریق کارروائی کریں گے۔ حکومت اس سے زیادہ کیا نوٹس لے سکتی ہے کہ وزیر اعلیٰ صاحب خود وہاں پر گئے ہیں؟

جناب سپیکر : جی' رانا صاحب ! اب آپ کیا کہتے ہیں؟

رانا آفتاب احمد خان : جناب سپیکر ! یہ تو قانون اور آئین کی بات ہے۔ میں نے تحریک التوائے کار دی ہے اور رولز کے مطابق آپ نے مہربانی فرمائی ہے۔ میں تو اب بھی اسی بات پر insist کروں گا کہ اس پر عام بحث کے لئے وقت مقرر کیا جائے۔ اگر آپ اس کو kill کرتے ہیں تو کر دیں۔ But I don't want to face the press like this کہ شاید اس نے اپنی خبر لگوانے کے لئے تحریک پیش کی ہے۔ میں نے یہ تحریک بڑی سنجیدگی کے ساتھ دی ہے۔ یہ بڑا اہم issue ہے' اس میں ہوم سیکرٹری کا نام آیا ہے۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! اس پر کافی بات ہو چکی ہے۔ بہتر یہ ہے کہ آپ مہربانی کر کے

اسے مزید press نہ کریں۔

رانا آفتاب احمد خان : نہیں' جناب میں اسے press کرتا ہوں۔

جناب سپیکر : میرے خیال میں اس پر کافی بات ہو چکی ہے لہٰذا اب میں اسے out of order قرار دیتا ہوں۔

راجہ ریاض احمد ، جناب سپیکر ! وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی نے وعدہ کیا تھا کہ وہ میری بات کا جواب دیں گے۔ آپ جانتے ہیں کہ صوبہ پنجاب میں ہمارے ضلعی ناظمین کے خلاف عدم اعتماد پر پابندی ہے تو میں اپنے وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی سے درخواست کروں گا کہ ضلع فیصل آباد کے حوالے سے کل جو خبر آئی ہے اس کی کاپی میں نے آپ کو بھی بھیجی ہے' وزیر صاحب کو بھی بھجوائی ہے' مہربانی کر کے اس جانب توجہ دیں' یہ بڑا اہم معاملہ ہے۔ (اس مرحلے پر معزز ممبر نے سپیکر صاحب اور وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی کو اخبار ی تراشے بھجوائے)جناب سپیکر! میں پورے ہاؤس کی توجہ چاہوں گا۔ اس میں لکھا گیا ہے کہ ،

> "ضلع اسمبلی نے بھاری اکثریت سے ناظم زاہد نذیر کے صوابدیدی اختیارات واپس لے لئے "۔

جناب والا ! آپ نے عدم اعتماد پر تو پابندی لگائی ہوئی ہے۔ پورے ہاؤس نے اکثریت سے اس ناظم کے اختیارات واپس لے لئے ہیں۔ یہ اس کے خلاف ایک قسم کا عدم اعتماد ہے۔ یہ خبر "نوائے وقت" نے دی ہے۔ میں نے پہلے بھی گزارش کی تھی اور آج بھی میری کوئی ضد نہیں' نہ ہی آپ ضد کریں۔ آپ وزیراعلیٰ انسپکشن ٹیم سے اس کی انکوائری کروائیں۔ اس سے کوئی آسمان زمین پر نہیں گرتا۔ یہ انسپکشن ٹیم اسی لئے بنائی جاتی ہے کہ اگر کوئی رکن کسی کرپشن کے حوالے سے نشاندہی کرے تو وہ اس کی انکوائری کرے اور اسے روکے۔ ہم حکومت پنجاب سے بھی امید کرتے ہیں کہ وہ کرپشن کو روکنے کے لئے اقدامات کرے گی ۔ میری وزیر بلدیات سے گزارش ہے کہ ضلعی حکومت فیصل آباد اور TMA فیصل آباد کا وزیراعلیٰ انسپکشن ٹیم سے معائنہ کروائیں۔ میں جو بات کر رہا ہوں یہ خبر اس کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ یہ اخبارات میں آ چکا ہے اور جناب سپیکر! آپ

کے اپنے علم میں بھی ہے کیونکہ آپ ماشاءاللہ ہمارے ضلع سے تعلق رکھتے ہیں۔

جناب سپیکر : شکریہ' تشریف رکھیں۔

راجہ ریاض احمد : جناب! شکریہ کی بات نہیں ہے۔ میری بات سن لیں۔

جناب سپیکر: میں نے اور ہاؤس نے آپ کی بات سن لی ہے' پڑھ لی ہے اور آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟

راجہ ریاض احمد : مجھے وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی سے جواب لینا ہے۔ میری گزارش ہے' کوئی ضد نہیں ہے۔ اگر آپ حکم دیں گے تو میں بیٹھ جاؤں گا۔ وزیر صاحب کو جواب تو دینے دیں۔ میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ یہ میرے اور آپ کے ضلع کی بات ہے۔ یہ وہ ضلع ہے جس نے آپ کو اور مجھے عزت دی ہے۔

جناب سپیکر : آپ مہربانی فرمائیں اور اس سلسلے میں وزیر صاحب کو چیمبر میں مل لیں۔ وہ آپ کی تسلی کروا دیں گے۔ راجہ صاحب! معزز رکن آپ کو چیمبر میں مل لیں گے۔ براہ مہربانی ان کی تسلی کروا دیجئے گا۔

راجہ ریاض احمد : جی' بہتر ہے۔ شکریہ۔

سرکاری کارروائی

جناب سپیکر : اب ہم گورنمنٹ بزنس لیتے ہیں۔ رانا مشہود صاحب ! آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں؟

رانا مشہود احمد خان : جناب سپیکر ! میں اس ہاؤس میں point of knowledge raise کر رہا ہوں۔ آج صبح جب وزیر صاحب جواب دے رہے تھے تو ایک سوال put ہوا تھا۔ وہ یہ تھا کہ لاہور میں ضلعی اسمبلی کے قیام کے بعد کتنے باقاعدہ ماہانہ اجلاس ہوئے اور اگر یہ ہر ماہ نہیں ہوئے تو محکمہ نے کیا انضباطی کارروائی کی ہے؟ اب جناب سپیکر ! point یہ ہے کہ جناب نے اسی ہاؤس میں آج سے دو دن پہلے کارروائی کے دوران فرمایا تھا کہ میں اس

ایوان کو مسجد کا درجہ دیتا ہوں اور میں اس کے تقدس کا خیال رکھوں گا۔ تو اس ایوان کو جسے جناب مسجد کا درجہ دیتے ہیں اگر وہاں پر ہمارے ساتھ غلط بیانی کی جائے' اس ایوان کے floor پر جھوٹ بولا جائے تو میرا خیال ہے کہ اس پر کوئی کارروائی ہونی چاہئے۔ جب سوال put ہوا تو وزیر صاحب نے جواب یہ دیا تھا کہ صوبائی حکومت کے پاس لوکل گورنمنٹ کو پوچھنے کا کوئی اختیار نہیں ہے۔ یعنی اگر لوکل گورنمنٹ اپنے پورے اجلاس نہیں بلاتی تو حکومت کے پاس اس کے خلاف انضباطی کارروائی کرنے کا کوئی اختیار نہیں۔ میں جناب کے نوٹس میں اور وزیر صاحب کے نوٹس میں بھی لانا چاہتا ہوں کہ ،

CHAPTER 14

Government=Local Governments Relations.

Relations of Government with the District Government i.e. Section 127

اور اس کو جب آگے explain کیا گیا تو اس کے اندر

Section 132 is very much clear and that is

> "**132. Functions of the Provincial Local Government Commission-** The functions of the Provincial Local Government Commission shall be as provided in this Ordinance and, in particular, it shall ..."

and now that is very important

> "(a) conduct annual and special inspections of the Local Governments and submit reports to the Chief Executive of the Province;
>
> (b) conduct on its own initiative.. "

اب یہاں پر میں اس بات کو پورا نہیں پڑھتا۔ میں وزیر صاحب سے گزارش

کروں گا۔

جناب سپیکر : آپ پورا ہی پڑھ دیں۔

رانا مشہود احمد خان : بہتر ہے ۔ میں پڑھ دیتا ہوں ۔

"(b) conduct, on its own initiative or, whenever, so directed by the Chief Executive of the Province, an inquiry by itself or through District Government into any matter concerning a Local Government;"

اب اس ہاؤس کے سامنے point یہ ہے کہ جہاں پر ایک سوال put ہوا ' وہ specific سوال تھا کہ اگر ایک ضلعی حکومت اپنا ماہانہ اجلاس نہیں کرتی ہے تو اس کے خلاف کیا کارروائی کی جا سکتی ہے ؛ یعنی سوال بڑا واضح ہے اور اس میں پوچھا گیا تھا کہ کیا انضباطی کارروائی کی گئی ؛ اس کا جواب نہیں دیا گیا بلکہ یہ کہہ دیا گیا کہ کوئی کارروائی نہیں ہوسکتی جبکہ اس کے اندر یہ بات واضح ہے کہ یہ کارروائی کر سکتے ہیں ۔ ان سے رپورٹ مانگ سکتے ہیں تو میرا خیال ہے کہ وزیر صاحب اس بابت تیاری کر کے آتے ' اپنے محکمے سے بات کر کے آتے اور ہاؤس میں سوال کے مطابق جواب دیا جاتا۔ بہت شکریہ۔

جناب سپیکر: ایک تو میں آپ کے ریکارڈ کی درستی کے لئے عرض کر دوں کہ میں نے یہ الفاظ نہیں کہے تھے کہ اس ایوان کو میں مسجد کا درجہ دیتا ہوں۔ میں نے کہا تھا کہ اس صوبے کے اندر میری عقل' دانست ' سوچ کے مطابق مساجد اور دینی درس گاہوں کے بعد اگر کوئی مقدس ایوان ہے تو یہ پنجاب اسمبلی کا ایوان ہے۔ میں نے یہ الفاظ کہے تھے۔ مسجد کے برابر درجہ دینا میں سمجھتا ہوں کہ شرعی لحاظ سے بھی صحیح نہیں ہے۔

جناب محمد وقاص ۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! اگر آپ اس کو مسجد کا درجہ دیں تو یہ بھی کوئی بری بات نہیں ہے۔ اس لئے کہ مسجد نبوی ہمارا ایوان تھا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شوریٰ وہیں پر منعقد کیا کرتے تھے۔ مسلمانوں کی شوریٰ کا مرکز مسجد ہی ہوتا ہے اور پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ " مسلمان کے لئے تو ساری

زمین ہی مسجد ہے "۔ وہ اگر اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے احکامات کے مطابق کام کرے گا تو وہ مسجد ہے۔ لہٰذا یہ ہمارے لئے مقدس جگہ ہے۔ انشاء اللہ مسجد کے برابر ہے۔ اگر ہم اس میں اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے احکامات کے مطابق کام کریں گے تو ہم اس کے تقدس کا احترام کریں گے۔

جناب سپیکر، جی، شکریہ۔ لیکن میں نے جو الفاظ کہے تھے وہ میں نے repeat کئے ہیں۔ جی، بریگیڈیئر صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

بریگیڈیئر (ریٹائرڈ) جاوید اکرم، جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے اس طرف بیٹھے ہوئے اپنے معزز ممبران جو اپنے آپ کو حزب اختلاف کہلاتے ہیں کو یہ بتانا پسند کروں گا کہ اس کو مسجد کا درجہ نہ دیں۔ خدا را! اس میں صرف جھوٹ بولنے کی تکلیف نہ کریں۔ یہاں پندرہ، پندرہ منٹ لوٹا اور لوٹی کہنے پر نہ گزاریں کیونکہ مساجد میں ایسے کام نہیں ہوتے۔

جناب سپیکر، جی، شکریہ۔ آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔ جی، وزیر قانون!

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں آپ کی خدمت میں پہلی بات تو یہ عرض کروں گا اور آپ سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ کیا یہ طریقہ کار درست ہے کہ ایک بات جو ایک ڈیڑھ گھنٹہ پہلے ختم ہو گئی اس پر جس وقت اور جب کوئی رکن چاہے کھڑا ہو کر بات کرنا شروع کر دے؟

جناب سپیکر، یہ درست نہیں ہے۔

وزیر قانون، اگر کوئی relevant بات تھی تو میرے بھائی کو اس وقت کرنی چاہئے تھی جب میں اس متعلقہ سوال کا جواب دے رہا تھا لیکن یہ اگر اس وقت گھر سے تیار ہو کر نہیں آئے تھے، بعد میں گئے اور کتاب لے کر آگئے تو میں اس کو واضح کرنا چاہتا ہوں۔ میں اب بھی ان کو چیلنج کے ساتھ یہ کہتا ہوں کہ پنجاب اسمبلی کے رولز اٹھا کر دیکھ لیں، لوکل گورنمنٹ آرڈیننس اٹھا کر دیکھ لیں اگر جہاں یہ relevant chapter ہے کہ اتنے دن اجلاس ہونا ہے اور نہ ہونے کی صورت میں کوئی کارروائی ہوسکتی ہے تو میں اب بھی اپنے موقف پر قائم ہوں کہ کوئی کارروائی نہیں ہوسکتی۔ کسی کا ذکر نہیں ہے لیکن معزز رکن جس طرف اشارہ کر رہے ہیں وہ تو حکومت کی inherent powers ہیں۔ یہ سیکشن (6) میں بھی شامل ہے۔ (4) میں بھی ہے۔ انھوں نے 127 کا ذکر کیا، 132 کا ذکر کیا، میں اس سے تو انکار نہیں کرتا لیکن میں نے اجلاس کے حوالے سے کہا تھا کہ یہ بات طے شدہ ہے

کہ اگر وہ ہر مہینے اپنا اجلاس نہیں کرتے تو کیا تادیبی کارروائی کی جائے گی اس کا کہیں کوئی ذکر نہیں ہے۔

جناب سپیکر، جی، شکریہ۔

سید ناظم حسین شاہ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی، شاہ صاحب!

سید ناظم حسین شاہ، جناب سپیکر! راجہ صاحب ہمارے کافی پرانے پارلیمنٹیرین ہیں۔ ان کو یہ پتا ہے کہ جب بھی اگر کوئی وزیر غلط بیانی سے کام لے تو پورے ہاؤس کا تقدس پامال ہوتا ہے اور وہ تحریک استحقاق صرف ایک ممبر کی نہیں رہتی بلکہ پورے ہاؤس کا استحقاق بن جاتا ہے۔ اس لئے میں آپ کی وساطت سے ان سے یہی پوچھنا چاہوں گا کہ جب ایک محرک کوئی بھی سوال کرتا ہے اس کا مقصد صرف یہ ہوتا ہے کہ وہ سٹیٹ کے نوٹس میں وہ چیزیں لے آئے جس سے وہ لاعلم ہے۔ اب جیسا کہ آپ اپنے حلقے کے حالات سب سے بہتر جانتے ہیں، ہم اس پر اپنی کوئی رائے زنی نہیں کر سکتے کیونکہ You are the Authority You are elected from that place اسی طریقے سے میں بھی اپنے حلقے سے ہوں۔ ہر حلقے کے مختلف حالات ہوتے ہیں تو جب ایک محرک سوال کرتا ہے تو اس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ یہاں پر زیادتی ہو رہی ہے اور اس چیز کا ازالہ کیا جائے۔ ابھی اس چیز پر بحث ہو رہی تھی کہ ہاؤس کو کس چیز کا درجہ دینا چاہئے؟ دیکھیں! کہ اس دنیا میں جتنے بھی مذہب آئے ہیں ان سب کا مقصد کیا تھا؟ welfare of the society, welfare of the human beings. اور اس میں human beings کی کیسے ویلفیئر ہوتی ہے؟ جب وہ بیٹھتے ہیں تو اپنی انفرادی سوچ کو اجتماعی سوچ کے تابع کرتے ہیں۔ ملک و قوم کی قسمت کے فیصلے کرتے ہیں۔ اگر وہاں پر بھی غلط بیانی سے کام لیا جائے تو آپ ہمارے کسٹوڈین ہیں۔ یہاں پر آپ کا بھی یہ فرض بنتا ہے کہ اگر کسی وزیر سے محکمے کے کارندے غلط بیانی کرتے ہیں۔ اس میں وزیر کا قصور نہیں ہو گا کیونکہ جو جواب بن کر آتا ہے اس پر انھوں نے بات کرنی ہوتی ہے۔ اگر ان کے نوٹس میں یہ بات لائی جائے کہ جناب یہ جواب غلط ہے آپ سے بھی cheating کی گئی ہے۔ اس لئے اس ہاؤس کا بھی تقدس پامال ہوتا ہے اور اس کارندے کے خلاف بھی ایکشن ہونا چاہئے۔ میرے بھائی نے جو پوائنٹ اٹھایا ہے یہ ان کا Point of Privilege ہے۔ یہ میرا بھی

Point of Privilege ہے۔ پورے ہاؤس کا Point of Privilege ہے۔ اس لئے میری یہی استدعا ہے کہ اگر وزیر صاحب کو یہ surety ہو جائے کہ یہ جواب غلط ہے تو کیا اس کے خلاف ایکشن لیں گے اور اس چیز کا ازالہ کریں گے؟ شکریہ۔

جناب سپیکر: جی' وزیر قانون!

وزیر قانون: جناب والا! معزز رکن نے جن خیالات کا اظہار کیا ہے میں ان کی قدر کرتا ہوں لیکن میں ایک بات واضح کرنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے بار بار غلط بیانی پر زور دیا ہے۔ میں پھر اپنا موقف واضح کرنا چاہتا ہوں کہ میں نے غلط بیانی سے کام نہیں لیا اور اگر میں نے غلط بیانی سے کام لیا تھا تو دونوں معزز اراکین اس وقت ایوان میں موجود تھے۔ اس وقت اپنا نقطہ نظر بیان کر سکتے تھے۔ انہیں ڈیڑھ گھنٹے کے بعد یاد آیا ہے کہ میں نے غلط بیانی سے کام لیا ہے۔ میں پھر واضح کرنا چاہتا ہوں کہ میں نے جو بیان دیا تھا وہ بیان درست ہے اور اگر میرے معزز بھائی کا استحقاق مجروح ہوا ہے تو ان کو پورا اختیار ہے کہ میری غلط بیانی پر تحریک استحقاق لے آئیں۔ میں اس کا جواب دے دوں گا۔

جناب سپیکر: جی' شکریہ۔

رانا مشہود احمد خان: جناب سپیکر! میں بالکل اس مسئلے پر تحریک استحقاق لے کر آؤں گا۔ کیونکہ جو کتاب کہہ رہی ہے وہ یہی کہتی ہے کہ ان کے پاس پورا اختیار ہے اور مجھے تو حیرت ہو رہی ہے کہ آج یہاں پر حکومت پنجاب اپنے اختیارات چھوڑنے کی بات کر رہی ہے۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! کافی debate ہو گئی ہے جب آپ تحریک لے کر آئیں گے تو پھر اس پر بات کریں گے۔ شکریہ۔ ملک صاحب! پلیز تشریف رکھیں۔

مسودات قانون

مسودہ قانون (ترمیم) ادارہ محتسب پنجاب مصدرہ 2003

MR SPEAKER: Now we take up the Punjab Office of the Ombudsman (Amendment) Bill 2003 Minister for Food!

MINISTER FOR FOOD: Sir, I move:

That the Punjab Office of the Ombudsman

(Amendment) Bill 2003 as recommended by the Special Committee No. 1, be taken into consideration at once.

MR SPEAKER: The motion moved is

That the Punjab Office of the Ombudsman (Amendment) Bill 2003 as recommended by the Special Committee No. 1, be taken into consideration at once.

RANA SANA ULLAH KHAN: I oppose it, Sir.

MR SPEAKER: There are two amendments to this motion The first amendment is from Rana Sanaullah Khan, Rana Aftab Ahmad Khan, Raja Riaz Ahmad, Dr Asad Ashraf, Ch Ejaz Ahmad Samma, Mr Ali Hassan Raza Qazi, Raja Muhammad Shafqat Khan Abbasi, Dr Muhammad Javed Siddiqui, Mr Samiullah Khan, Rana Tajjamal Hussain, Rana Mashhood Ahmad Khan, Sh Ejaz Ahmad, Mr Muhammad Ajasam Shariff, Mrs Nighat Parveen Meer, Mrs Parveen Masood Bhatti and Miss Saba Sadiq. Rana Sanaullah Khan may move

RANA SANAULLAH KHAN: Thank you Mr Speaker, Sir I move:

That the Punjab Office of the Ombudsman (Amendment) Bill 2003 (Bill No. 5 of 2003) as recommended by the Special Committee No. 1, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 15 March, 2003

MR SPEAKER: The motion moved is :

That the Punjab Office of the Ombudsman (Amendment) Bill 2003 (Bill No 5 of 2003) as

recommended by the Special Committee No. 1, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 15 March, 2003.

MINISTER FOR FOOD: I oppose it, Sir.

جناب سپیکر، وزیر خوراک نے اسے oppose کیا ہے۔ رانا ثناء اللہ خان صاحب بات کریں گے۔

رانا ثناء اللہ خان ،جناب سپیکر! یہ ترامیم جو move کی گئی ہیں یہ بنیادی اہمیت کی حامل ہیں۔ اس لئے ہماری یہ تجویز ہے کہ ان پر عوامی رائے حاصل کی جائے اور جو feed back آئے اس کے مطابق ان ترامیم کو آگے لے کر جایا جائے یا انہیں withdraw کیا جائے۔ اس کی جو اہمیت ہے وہ اس بات کی متقاضی ہے کہ اس پر عوامی رائے حاصل کی جائے ۔ کیونکہ صوبائی محتسب کا جو ادارہ ہے یہ اس لحاظ سے بڑی اہمیت کا حامل ہے کہ لوگوں کو صوبائی محکموں سے متعلق جو شکایات ہوتی ہیں وہ ان کا ازالہ کرواتے ہیں۔ اس میں جو ترامیم کی جا رہی ہیں' میں آپ کی وساطت سے اس معزز ایوان کے معزز اراکین سے یہ گزارش کروں گا کہ وہ میری بات پر توجہ فرمائیں کہ ان ترامیم پر میں چاہتا ہوں کہ عوامی رائے لی جائے کیونکہ ان ترامیم کے ہونے کے بعد اس ادارے کا وجود بطور ادارہ ختم ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد میں سمجھتا ہوں کہ صوبائی محتسب کا ادارہ سوائے اس بات کے کہ وہ اس صوبے کے خزانے پر بوجھ ہوگا اور کوئی مقصد اس ادارے کا نہیں رہتا۔

جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے معزز اراکین کی توجہ دلاؤں گا کہ اس پر جو پہلی ترمیم move کی گئی ہے وہ یہ ہے کہ

In the said Act, in section (3), in sub-section (2), the words "and is" occurring after the words "High Court" and before the word "person", shall be substituted by the words "or any other".

اب جب یہ ترمیم ہو جائے گی تو پھر وہ جو متعلقہ کلاز ہے وہ اس طرح سے

پڑھی جائے گی۔ یہ سیکشن 3 ہے اور صوبائی محتسب کی تقرری سے متعلق ہے۔ یہ پہلے اس طرح سے ہے کہ،

"3(1) . There shall be an Ombudsman for the Province of the Punjab who shall be appointed by the Government."

اب اس میں آگے sub-seection (2) ہے۔

"(2) An Ombudsman shall be a person who is, or has been or is qualified to be a Judge of the High Court and is a person of known integrity."

اب یہ کلاز اس وقت موجود ہے۔ اس کا مقصد یہ بنتا ہے کہ صوبائی محتسب ایک ایسے آدمی کو مقرر کیا جا سکتا ہے جو یا تو ہائی کورٹ کا جج بننے کا معیار رکھتا ہو یا وہ ہائی کورٹ کا جج رہا ہو اور اس کی known integrity یعنی اس کی شہرت اچھی ہو۔ اب جب یہ ترمیم ہو جائے گی تو پھر یہ کلاز اس طرح سے پڑھی جائے گی کہ،

"(2) An Ombudsman shall be a person who is, or has been or is qualified to be a Judge of High Court or any other person of known integrity."

اب اس میں یہ آ گیا کہ پہلے تو تھا کہ ایسے آدمی کو صوبائی محتسب مقرر کیا جا سکتا ہے جو یا تو ہائی کورٹ کا جج رہا ہو یا ہائی کورٹ کا جج ہو یا پھر یہ ہے کہ اس میں وہ معیار موجود ہو جس معیار کے تحت کوئی آدمی ہائی کورٹ کا جج مقرر ہو سکتا ہے۔ لیکن اب اس کلاز کے بعد آ جائے گا کہ or any other person یعنی کوئی بھی آدمی خواہ وہ qualify کرتا ہو، ہائی کورٹ کا جج بننے کا اہل ہو یا وہ رہا ہو، وہ ہو یا نہ ہو any other person اب any other person سے آپ اندازہ لگا لیں کہ کوئی شیدا، میدا، جس کو چاہیں یہ any other person کی کیٹیگری میں لے آئیں۔ کوئی الف دین کوئی پھکڑ

دین سکنہ گجرات نزد ظہور پیلس۔ اس کو جناب یہ صوبائی محتسب بنا دیں۔ اس کلاز کے آنے کے بعد آپ بتائیں کہ صوبائی محتسب جو ہے ' یہ کل کو کہیں گے known integrity ' یہ تو کوئی qualification نہیں ہے یا تو یہ ہے کہ known integrity کے متعلق یہ بتا دیتے کہ اس کی تفصیل یہ ہو گی۔ اب کل کو ایک آدمی جو الیکشن ہارا ہو اور یہ کہیں کہ known integrity ہے یا کل کو یہ بھی کہہ دیں کہ ہم نے ارشد لودھی صاحب کو صوبائی محتسب لگانا ہے۔ یعنی اس میں کوئی قید رہ ہی نہیں گئی' یعنی جس آدمی کو مرضی ہو یہ لگا دیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر : آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔

رانا ثناء اللہ خان ،جناب سپیکر! جب میں یہ بات کر رہا ہوں تو اس لحاظ سے بھی میں یہ بات کر رہا ہوں کہ جیسے میرے بھائی وزیر قانون راجہ بشارت صاحب نے کل بھی بات کی اور آج بھی انہوں نے بات کی اور بار بار ان کا اس بات پر stress ہوتا ہے' آپ کا نقطہ نظر یہ ہے کہ جمہوریت جو ہے وہ چلنی چاہئے' جمہوری روایات کو آگے بڑھنا چاہئے۔ اب عشرت العباد کا جو معاملہ ہے' میں ذاتی طور پر تو اسے نہیں جانتا لیکن جو معاملہ سامنے آیا ہے' کیا اس سے جمہوریت کو فائدہ پہنچا ہے؟ کیا ایسے فیصلے کرنے سے یعنی any other person کے concept کو introduce کروانے سے یہ جمہوریت مضبوط ہو گی؟ کیا یہی وہ چارج شیٹ تو نہیں ہے جو اب بنائی جا رہی ہے اور آج سے چھ مہینے' سال بعد اسی چارج شیٹ کی بنیاد پر' ہم سب کو ان ایوانوں سے دوبارہ باہر کیا جائے گا؟ تو یہ جو any other person کا concept ہے' میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ بڑا خطرناک ہے اور پھر any other person کے زمرے سے آپ میری بات نوٹ کر لیں کہ یہ جو بھی ہو گا کوئی نہ کوئی الف دین ولد پھکڑ دین ہو گا قوم جٹ ہو گی کوئی چٹھہ' چیمہ' بندیشہ ہو گا اس کو پکڑ کر لگا دیں گے۔ میری یہ گزارش ہو گی کہ یہ any other person کا جو concept ہے' میں حیران ہوں کہ وزیر قانون راجہ بشارت صاحب جیسے آدمی کے ہاتھوں سے یہ ساری چیزیں گزری ہوں گی کہ انہوں نے اس ترمیم کو oppose کیوں نہیں کیا؟

انہیں چاہئے تھا کہ اس میں کوئی تو qualification کی بات ڈال دیتے۔ any other person انہوں نے کر دیا ہے تو میرا نقطہ نظر یہ ہے کہ in case اگر یہ ترمیم ہو جاتی ہے اور اس کے بعد گورنمنٹ کو یہ اختیار حاصل ہو جاتا ہے کہ جناب وہ جس کو چاہیں' any other person کو صوبائی محتسب لگا دیں۔ صوبائی محتسب میرا نہیں خیال کہ میرے پاس اس وقت کوئی correct figure ہو لیکن اس ادارے کا سالانہ خرچ میں سمجھتا ہوں کہ لاکھوں سے اوپر ہو گا۔

ایک آواز ، کروڑوں میں ہو گا۔

رانا ثناء اللہ خان ، جی' بالکل کروڑوں میں ہو گا۔ میرے پاس صحیح اعداد و شمار نہیں ہیں۔ وزیر قانون کے پاس صحیح اعداد وشمار ہوں گے۔ پھر اس کے بعد آگے آئیں۔ اس میں ہے کہ جو صوبائی محتسب ہے اس کو ہائی کورٹ کے جج کے مساوی سہولتیں حاصل ہیں۔ پھر یہ ہے کہ وہ ایک tenure post ہے۔ جو پہلے تین سال تھا' اب اس کو چار سال کیا جا رہا ہے۔ یہ تو پھر ساری دنیا درخواستیں لے کر بھاگی پھرے گی کہ جناب ہمیں صوبائی محتسب لگایا جائے اور اس طرح یہ گورنمنٹ اپنے لئے ایک اور مصیبت کھڑی کرے گی۔ اس وقت موجودہ حکومت اور موجودہ صاحبان جو اس ترمیم کو اس وقت لا رہے ہیں اور یہ ہمارے سامنے پیش کی جا رہی ہے یعنی یہ جو ایک dirty amendment ہے یہ ہم سے پاس کروائی جا رہی ہے۔ کل کو جب یہ پاس ہو جائے گی تو any other person وہی آئے گا جس کو یہاں پر بیٹھا جنرل recommend کرے گا یا اوپر سے کوئی جنرل سفارش کرے گا۔ اس اتنی اہم post کے متعلق میرا نہیں خیال کہ یہاں سے کسی میں اتنی کوئی طاقت ہو کہ میری اس سفارش پر یا اس ہاؤس کی سفارش پر گورنمنٹ کی سفارش پر صوبائی محتسب مقرر ہو۔ اب اسی طرح ایک تو یہ بات ہوگئی کہ یہ جو ترمیم ہے any other person والی یہ بہت غلط ہے' خلاف حقائق ہے اور یہ in the eyes of law بالکل void ہے۔ قانون میں اس چیز کی قطعاً گنجائش نہیں ہے کہ آپ کسی ایسی prestigious post کے لئے any other person کا لفظ بیچ میں شامل کر لیں کہ

any other person کوئی نتھو، پتھو خیرا ہو اس کو لائیں اور جناب مقرر کر دیں۔ اب اس کے بعد next جو ہے، آپ دیکھیں یہ any other person کی ترمیم لا رہے ہیں۔ اس کے بعد آگے بھی کام دکھا رہے ہیں۔ آگے سیکشن 4 میں یہ ترمیم لا رہے ہیں کہ:

"In the said Act, in section 4, in sub section (1)_

(i) the word "three" shall be substituted by the word "four".

یعنی ایک تو یہ free for all کر رہے ہیں۔ جس کو مرضی، جہاں سے مرضی، جیسے مرضی لے آئیں گے اور اسے صوبائی محتسب لگا دیں گے۔ دوسرا یہ کر رہے ہیں کہ آنے والے آدمی کے لئے 3 سال تھوڑے ہیں۔ پہلے تو ایک معیار تھا کہ وہ ہائی کورٹ کا جج ہو یا کم از کم اس کا معیار یہ ہو کہ وہ ہائی کورٹ کا جج بن سکتا ہو۔ ہائی کورٹ کا جج بننے کے لئے آئین میں باقاعدہ ایک پورا معیار ہے کہ جو آدمی ان ان ments پر پورا اترتا ہوگا اور اس کی تعلیمی qualificaiton یہ ہوگی۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس ایوان سے یہ کتنی غلط ترمیم کروانے کے لئے کہا جا رہا ہے کہ any other person۔ اب اس میں تو پھر کوئی qualification ہی باقی نہیں رہ جاتی۔ ہائی کورٹ کے جج کے لئے ایک پورا معیار ہے اور یہ بھی نہیں ہے کہ ہائی کورٹ کا جج صرف ایک ایڈووکیٹ بن سکتا ہے۔ وہ آفیسرز بھی بن سکتے ہیں۔ اس میں پورا procedure دیا گیا ہے۔ اس کے لئے تو 3 سال کا tenure تھا۔ اب جس صاحب کو لایا جائے گا اس کے متعلق ہو سکتا ہے فیصلہ "اوپر" ہو گیا ہو۔ اب اس کے متعلق یہ کہہ رہے ہیں کہ 3 سال تھوڑے ہیں، یہ 4 سال ہونے چاہئیں۔ اسمبلیاں تو اس ملک میں کبھی اڑھائی پونے تین سال سے زیادہ چلیں نہیں لیکن ان اسمبلیوں سے کہا جا رہا ہے کہ ان صاحب کے لئے 3 سال تھوڑے ہیں اسے 4 سال کیا جائے۔ اس سے آگے آخر میں ہے کہ:

"Provided that a sitting Judge of the High Court working as Ombudsman may be called back by the competent authority before expiry of his tenure."

جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے اس ایوان میں بیٹھے ہوئے تمام ممبران کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ اس ترمیم کی بنیاد میں جو کاریگری استعمال کی گئی ہے۔ ویسے تو اس کے لئے اردو میں بھی اور پنجابی میں بھی کوئی اچھا لفظ نہیں آتا۔ اس لئے اب میں یہ سوال نہیں کر رہا کہ معزز ایوان میری بات کو بڑے اچھے طریقے سے سن رہا ہے اور یہ بات انہیں سمجھانے والی بھی ہے۔ معزز اراکین اس بات کو نوٹ فرمائیں کہ any other person کی بات تو انہوں نے کر لی ہے۔ یہ اختیار تو انہوں نے حاصل کر لیا' جب پہلی ترمیم ہو گی کہ any other person جس کو وہ چاہیں گے' لے آئیں گے۔ جیسے کہ میں نے عرض کیا ہے کہ فیصلہ ہو چکا ہے کہ وہ any other person کون ہو گا؟ اب اس any other person کے راستے میں ایک اور رکاوٹ ہے۔ وہ رکاوٹ یہ ہے کہ صوبائی محتسب کا آفس tenure post ہے۔ اب جو آدمی یہ خدمات انجام دے رہا ہے اسے before that tenure ہٹایا نہیں جا سکتا۔ اب اس الف دین ولد پھکڑ دین کے لئے انہیں یہ problem آ گیا' any other person کے ذریعے تو یہ اسے لے آئے۔ اس سے آگے مسئلہ یہ ہے کہ جو آدمی صوبائی محتسب کے عہدے پر بیٹھا ہے اور وہ ہائی کورٹ کا sitting Judge ہے' اب اس کا کیا کریں گے؟ ابھی اگر اس کا ایک سال یا دو سال tenure پڑا ہے تو یہ اتنا انتظار کر نہیں سکتے کیونکہ انہیں خود نہیں پتا کہ اس وقت کیا ہو گا؟ جو آدمی ہر طرح کی qualification سے free ہے' اسے آگے لانے کے لئے اور جو آدمی اس وقت صوبائی محتسب بیٹھا ہے اسے ختم کرنے کے لئے یہ ایک سادہ سی ترمیم لائی جا رہی ہے کہ 3 مہینے' 6 مہینے یا سال انتظار نہ کرنا پڑے' فوری طور پر اس آدمی کو واپس بلایا جائے اور آج یہ ترمیم پاس ہو تو اگلی صبح ہی اس نئے آدمی کو لگا دیا جائے۔

اب میں اس معزز ایوان سے یہ گزارش کروں گا کہ وہ آدمی جو بطور صوبائی محتسب oath لے گا یا اس کے آفس میں خدمات سر انجام دے گا جو کہ qualified بھی نہیں ہو گا جس کے لئے any other person کا لفظ استعمال ہوا ہے' کیا اس ایک آدمی کے لئے اس پورے ہاؤس سے ایک ایسی ترمیم کروانا جس کا کوئی جواز ہی نہیں ہے' جس

کا کوئی تُک نہیں بنتا اور پھر نہ صرف یہ ترمیم کروانا بلکہ آگے انتظار کی گھڑیاں بھی مختصر کرنے کے لئے اس آدمی کو جو بطور ہائی کورٹ جج وہاں بیٹھا ہے اسے واپس بلانے کے لئے ایک اور ترمیم کروانا' کیا اس ہاؤس کے شایان شان ہے؟ کیا اس صوبے کے لئے سود مند ہے؟ کیا ان جمہوری اداروں کے لئے اس قسم کا کام کرنا مناسب ہے؟ جناب سپیکر! وہی بات جو آپ بھی' لاء منسٹر صاحب بھی اور چودھری اقبال صاحب بھی' جو بڑے نفیس آدمی ہیں' کہتے ہیں کہ ہمیں اسے آگے لے کر چلنا چاہئے اور ہمیں disturb نہ کریں لیکن جب کل اخبارات میں اس قسم کی ترامیم آئیں گی کہ پورے پنجاب کے ممبران لوگوں کے مسائل کو discuss کرنے کی بجائے صرف ایک آدمی کو adjust کرنے کے لئے اتنی major amendments کر رہے ہیں۔ میرے فاضل دوست لاءمنسٹر صاحب اب اٹھ کر دلائل میں یہ کہیں گے کہ نہیں' ہم any other person کے زمرے میں بہت اچھا آدمی آگے لائیں گے' اس کی integrity known ہو گی' اس میں یہ بھی خوبی ہو گی' اس میں وہ بھی خوبی ہو گی لیکن لاء منسٹر صاحب آنے والی کسی گورنمنٹ کی یا آنے والے کسی حکمران یا آنے والے کسی وزیر قانون کی یہ ذمہ داری دے سکتے ہیں کہ وہ any other person کی definition otherwise نہیں کرے گا تو پھر آج نہیں تو کل یہ کام غلط ہوتا ہے تو میں اس معزز ایوان سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ کیا پھر ہم اس بات کے ذمہ دار نہیں ہوں گے؟

جناب سپیکر! انہوں نے اگلی ترمیم سیکشن 5 میں کی ہے کہ۔

"In the said Act, in section 5, in sub Section (2)_

(i) after the word "Ombudsman", the commas and words", not being a sitting Judge of the High Court," shall be inserted."

اب یہ اسے اس لئے لائے ہیں کہ صوبائی محتسب کے ایکٹ میں ہے کہ جو آدمی صوبائی محتسب کے عہدے پر فائز رہے گا اس عہدے پر فائز رہنے کے بعد وہ دو سال تک کسی اور جگہ پر ملازمت اختیار نہیں کر سکتا۔ وہ proper office hold نہیں کر سکتا۔ اب

اس میں خرابی یہ ہے کہ وہاں پر جو ہائی کورٹ کے sitting Judge ہیں یا وہاں پر جو صاحب بھی ہیں، جب انہوں نے انہیں واپس لانا ہے تو پھر ان کے لئے یہ مجبوری ہے کہ اب وہ دو سال تک ہر معاملے سے disqualify ہو جائیں گے۔ تو یہ انہیں premium دیا جا رہا ہے کہ بھئی! اگر تم واپس آ گئے اور تمہاری ہائی کورٹ کی ججی ہے تو وہ بھی برقرار ہے اور اگر کسی اور جگہ تمہیں adjust کرنے کی ضرورت ہوگی تو وہ بھی ہم کریں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس ترمیم کے پاس کروانے کے only to adjust a single man لئے اس پورے ہاؤس کو degrade کیا جا رہا ہے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اس صوبائی محتسب کو tenure post ہی اس لئے بنایا گیا اور اس کے لئے qualification بھی اس لئے رکھی گئی کہ اس کا مقصد یہ تھا کہ وہ آدمی ایک جوڈیشل سائیڈ سے پورے صوبے کی انتظامیہ پر نظر رکھے۔ اگر اس میں سے یہ، یہ چیزیں نکال دی جائیں تو وہ آدمی وہ goods deliver ہی نہیں کر سکتا اور اگر ان ترامیم کو آج اس ہاؤس نے approve کر دیا تو پھر اس کے بعد اس ادارے کی کوئی sanctity نہیں رہے گی۔ اس کا کوئی مقصد نہیں رہے گا اور پھر یہ ادارہ اس صوبے کے عوام پر کروڑوں روپے کا ایک بوجھ بن کر رہ جائے گا۔ صرف اور صرف ایک آدمی کو adjust اور please کرنے کے لئے کروڑوں روپیہ خرچ ہوگا اور اس پورے ہاؤس کو استعمال کیا جائے گا۔ اس لئے میری تمام ہاؤس سے یہ گزارش ہے کہ اس بل کو اس طرح سے پاس نہ کیا جائے۔ اسے withhold کیا جائے اور اسے public opinion کے لئے عوام کے سامنے پیش کیا جائے۔ ہم نے اپنی اگلی ترمیم میں ایک سلیکٹ کمیٹی بھی تجویز کی ہے۔ اس پر دوبارہ غور کیا جائے اور میں وزیر قانون راجہ بشارت صاحب سے اور چودھری اقبال صاحب سے یہ گزارش کروں گا کہ خدارا! any other person والی بات بڑی خطرناک بات ہے، یہ بڑی غلط بات ہے۔ کم از کم آپ گورنمنٹ سے بات کریں۔ گورنمنٹ سے discuss کریں اور اس any other person کو ختم کریں۔

وزیر قانون: پوائنٹ آف انفارمیشن۔ میں معزز رکن کی خدمت میں یہ عرض کرنا

چاہوں گا کہ یہ any other person والی جو ترمیم ہم لا رہے ہیں' کیا اس میں انھوں نے اپنی ترمیم دی ہے؟

جناب سپیکر، اس میں کوئی ترمیم نہیں ہے۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! میں ان کی خدمت میں یہ گزارش کروں گا کہ جو any other person والی کلاز ہے' اس میں اور جو اس سے آگے 3 سے 4 ہے اس میں اور جو اس سے آگے جو دو سال ملازمت کرنے والی بات ہے کہ اگر مجھے صرف ان میں سے کسی ایک پر اعتراض ہو اور اس کے کسی حصے پر اعتراض ہو تو پھر تو ٹھیک ہے کہ یہ تین ترامیم ہیں۔ میں ایک میں ترمیم دوں' دوسری میں ترمیم نہ دوں اور پھر تیسری میں ترمیم دوں۔ میں تو یہ عرض کر رہا ہوں کہ یہ جو ترامیم آپ لائے ہیں۔ any other person کی وضاحت کے لیے میں نے آپ کی خدمت میں عرض کیا ہے۔ اس کے بعد میں نے دوسری ترمیم کا حوالہ دیا ہے۔ میں کہہ رہا ہوں کہ آپ جو مکمل amending bill لائے ہیں۔ میں اس مکمل Bill کو as it is ہی oppose کرتا ہوں۔ میں یہ کہتا ہوں کہ اس سے یہ ادارہ تباہ ہو جائے گا۔ اس سے جو لوگوں کو ریلیف ملتا ہے وہ ملنا بند ہو جائے گا۔ اس لیے میں تو یہ کہہ رہا ہوں کہ آپ اس کو withhold کریں۔ اس پر عوامی رائے لیں۔ اس پر سلیکٹ کمیٹی میں بحث کریں۔ اس پر گورنمنٹ سے دوبارہ بات کریں اور میں تو یہ چاہوں گا بلکہ مجھے یقین ہے کہ اگر وزیر قانون میری اس بات کو تسلیم کر کے یہ راستہ اپناتے ہیں تو میں اس قابل ہوں گا کہ میں وہاں پر بیٹھ کر ان کو اس بات پر قائل کروں اور یہ میری بات کو تسلیم کریں کہ یہ جو مکمل amending bill ہے۔ اسے واپس ہی لے لیں۔ شکریہ۔

جناب سپیکر، اب نماز مغرب کے لیے ہاؤس آدھ گھنٹے کے لیے ملتوی کیا جاتا ہے۔

(نماز مغرب کے بعد جناب سپیکر 6 بج کر 12 منٹ پر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر : جی' رانا صاحب!

رانا ثناء اللہ خان : جناب سپیکر! اس وقت وزیر قانون موجود نہیں ہیں تو میرا خیال

ہے کہ یہ amendment اب lapse کر جائے گی۔
جناب سپیکر : وزیر قانون ابھی آ جاتے ہیں۔ ابھی تو معزز ارکان نے اس پر بات کرنی ہے۔ آپ نے بات مکمل کر لی تھی؟
رانا ثناء اللہ خان : میں نے تو بات مکمل کر لی تھی اور آپ نے وزیر قانون صاحب کو floor دیا تھا۔ تو اس وقت وہ موجود نہیں ہیں اس لئے یہ lapse ہو جائے گی۔
جناب سپیکر : نہیں، پہلے تو میں محرکین کو سنوں گا۔ جی، راجہ ریاض احمد صاحب !

راجہ ریاض احمد : جناب سپیکر! شکریہ۔ یہ بل جو محتسب کے عہدے ، آفس کے لئے لایا جا رہا ہے اس کے بارے میں، میں یہ کہوں گا کہ حکومت پہلے ہی کافی ایسی مثالیں قائم کر چکی ہے جو کہ ہمارے ملک اور صوبے کے لئے بہتر نہیں ہیں۔ صوبائی محتسب کا دفتر لوگوں کو انصاف مہیا کرنے کے لئے بنایا گیا تھا۔ لوگ اپنے ساتھ ہونے والی زیادتی کے ازالے کے لئے وہاں پر جاتے ہیں تو میں اس حکومت سے یہ گزارش کروں گا کہ آپ نے یونین کونسل کے ناظم سے لے کر گورنر تک جو دھونس اور دھاندلی کر لی ہے اسی پر گزارہ کریں اور ایسے آفس کو جو کہ صوبے کے عوام پر ہونے والی زیادتیوں پر انصاف مہیا کرنے کے لئے بنایا گیا ہے اسے یرغمال نہ بنائیں۔ اس دفتر پر قبضہ نہ جمائیں، اس کے تقدس کو بحال رہنے دیں۔ اس آفس سے صوبے کے غریب لوگوں کو انصاف مل رہا ہے لہٰذا مہربانی کرتے ہوئے اسے اسی مقصد کے لئے رہنے دیا جائے۔ یہاں پر اکثر کہا گیا ہے کہ اگر ہماری عدالتوں سے لوگوں کو انصاف ملتا تو آج اس ملک اور صوبے کا یہ حال نہ ہوتا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر لوگوں کو انصاف مل رہا ہوتا تو اس ملک میں موجودہ بحران نہ آتے۔ اگر لوگوں کو انصاف ملتا رہے تو امن و امان کے مسئلے پیدا نہ ہوں۔ دہشت گردی نہ ہو اور غریبوں کے ساتھ ہونے والے مظالم میں کافی حد تک کمی آ سکتی ہے۔ یہ انتہائی افسوسناک بات ہے کہ موجودہ حکومت بہت ساری عدالتوں اور معزز دفتروں پر قبضہ کرنے کے بعد اب اس محتسب کے دفتر پر بھی قبضہ کرنے کا پروگرام بنا رہی ہے جہاں سے اس صوبے کے غریب عوام کو انصاف کی توقع ہے۔ اس صوبے کے غریب عوام کو ابھی امید

ہے کہ کوئی ایسا دروازہ ہے جسے کھٹکھٹا کر وہ اپنے ساتھ ہونے والے مظالم اور زیادتیوں کے بارے میں بات کر سکتے ہیں۔ لیکن میں انتہائی افسوس کے ساتھ کہوں گا کہ اب اس پر بھی یہ قبضہ جمانا چاہتے ہیں۔ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ یہ کیوں سب کچھ یرغمال بنانے پر تلے ہوئے ہیں۔ یہ مغل بادشاہ بننا چاہتے ہیں۔ یہ "نہ" کے لفظ کو برداشت کرنے کی ہمت نہیں رکھتے۔ یہ چاہتے ہیں کہ ہم جو چاہیں وہ ہو جائے۔ میں ان سے گزارش کروں گا کہ اگر آپ جو چاہیں وہی کرنے لگ پڑیں تو پھر اس صوبے اور ملک میں نہ تو امن و امان رہے گا اور نہ ہی آپ رہیں گے۔ میں اس ہاؤس کے تمام اراکین سے انتہائی مودبانہ گزارش کروں گا' چاہے ان کا کسی بھی سیاسی جماعت سے تعلق ہو کہ اپنے ضمیر کو زندہ رکھتے ہوئے سوچ سمجھ کر فیصلہ کریں۔ اگر آپ کی کوئی مجبوریاں ہیں اور ان کا ساتھ دینا چاہتے ہیں تو پھر آپ کی مرضی ہے۔ آپ نے محتسب کا دفتر اگر ایسے لوگوں کے سپرد کر دیا جو نابینا ہوں گے اور بہرے بھی ہوں گے تو آپ کے حلقے کے لوگوں کو انصاف نہیں مل سکے گا۔ آپ کے حلقے کے لوگ انصاف سے محروم رہ جائیں گے۔ وہ لوگ جنہوں نے آپ کو ووٹ دیئے ہیں انھیں انصاف نہیں مل سکے گا۔ تو میں اپنے تمام معزز ممبران سے گزارش کروں گا کہ جن لوگوں نے آپ کو یہ عزت دی ہے' جن لوگوں نے آپ کو اس مقام تک پہنچایا ہے خدارا! ان کی طرف ضرور مڑ کے دیکھ لیں کیونکہ آپ نے پھر انہی کے پاس لوٹ کر جانا ہے۔ لہٰذا اس دفتر کو یرغمال ہونے سے بچا لیں۔ بہت مہربانی' شکریہ۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر اسد اشرف۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔

جناب سمیع اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی' فرمائیں!

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! کورم پورا نہیں ہے۔

جناب سپیکر: گنتی کی جائے۔ (اس مرحلہ پر گنتی کی گئی۔) کورم پورا نہ ہے۔ پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔ (اس مرحلے پر پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں) پانچ منٹ کا وقفہ ختم ہو گیا ہے۔ دوبارہ گنتی کی جائے۔ (اس مرحلے پر گنتی کی گئی)

کورم پورا ہے۔ اجلاس کی کارروائی شروع کی جاتی ہے۔
جناب ارشد محمود بگو، پوائنٹ آف آرڈر۔
جناب سپیکر، جی، فرمائیے!
جناب ارشد محمود بگو، جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ اس پر اپوزیشن نے بڑی سیر حاصل بحث کی ہے اور یہ کوئی اتنا بڑا issue نہیں ہے کہ ہم اس میں اپوزیشن کو شامل نہ کر سکیں۔ میری درخواست ہے کہ اس بل کو بلڈوز نہ کیا جائے بلکہ صحیح طریقے سے اسے منظور کروایا جائے۔ ہم نے یہ کہا ہے اور قائم مقام اپوزیشن لیڈر نے بھی کہا ہے کہ اس میں جو positive بات ہو گی ہم اس میں حکومت کا ساتھ دیں گے۔ہم ضرور ساتھ دیں گے۔ میری درخواست ہے کہ جناب لودھی صاحب ہیں، روکھڑی صاحب ہیں، راجہ صاحب ہیں کچھ دوستوں کو بھیجا جائے تاکہ وہ جا کر اپوزیشن کے لوگوں کو کہیں کہ آپ اندر آ جائیں۔
جناب سپیکر، انھوں نے کوئی واک آؤٹ نہیں کیا کہ ان کو بلایا جائے۔
جناب ارشد محمود بگو، جناب سپیکر! میری تجویز یہ ہے کہ بغیر اپوزیشن کے یہ بل پاس ہو جائے گا۔ یہ ترمیم پاس ہو جائے گی لیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہ کوئی اچھی روایت نہیں پڑے گی۔
جناب سپیکر، وہ تو کورم کی نشاندہی کر کے باہر چلے گئے ہیں۔ انھوں نے واک آؤٹ نہیں کیا۔
جناب ارشد محمود بگو، جناب سپیکر! اگر کورم پورا ہو گیا ہے تو میری تجویز ہے کہ ان کو، درخواست کر لی جائے کہ وہ ایوان میں تشریف لے آئیں۔
جناب سپیکر، وہ سن رہے ہیں کہ کورم پورا ہو گیا ہے اور وہ تشریف لے آئیں گے۔ جی، ڈاکٹر اسد اشرف۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ چودھری اعجاز احمد سماں صاحب!
چودھری اعجاز احمد سماں، جناب سپیکر! مجھ سے پہلے رانا ثناء اللہ صاحب اور راجہ ریاض صاحب نے جس طریقے سے اپوزیشن کا کردار ادا کیا شاید میں اس قابل نہیں۔ لیکن میری گزارش یہ ہے کہ جیسے سابقہ ادوار میں بڑی hasty ترامیم کی جاتی رہیں ویسے نہیں کرنی چاہئیں۔ دوسری گزارش یہ ہے کہ اس ترمیم کے سیکشن (2) میں "person" کی بجائے "Person recommended by the Punjab Assembly" ہوتا تو زیادہ بہتر تھا۔

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ پلیز ان کو بات کرنے دیں۔

چودھری اعجاز احمد سماں: جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ یہ جو سیکشن (9) ہے' Amendment in section 3 of Act 10 of 1997 میں جو "Person" shall be substituted by the words "or any other" ہے' اس کی بجائے یہاں پر ہونا چاہئے تھا کہ "person recommended by the Punjab Assembly" تو آئندہ کے لئے ہائی کورٹ کے ججز کے لئے ' محتسب یا جو بھی ٹربیونلز بنتے ہیں ان میں ایک اچھی روایت بن جاتی۔ میری اس میں یہی گزارش ہے کہ حکومتی بنچز اور اپوزیشن کے بنچز کو اس پر غور کرنا چاہئے۔

جناب سپیکر: شکریہ' جی۔ جناب علی حسن رضا قاضی صاحب--- تشریف نہیں رکھتے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! میرا بھی نام تھا۔

جناب سپیکر: جی' میں آپ کو ٹائم دیتا ہوں۔ راجہ محمد شفقت عباسی صاحب--- تشریف نہیں رکھتے۔ ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی صاحب!

محترمہ صائمہ بخاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی' فرمائیں!

محترمہ صائمہ بخاری: جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ میں 24 دسمبر کے اجلاس میں یہاں پر آئی تھی اور اس دن میں نے شعبہ قانون سازی میں بیٹھ کر اپنا انٹرپورٹ انٹری پاس کا فارم بھرا تھا۔ اس پر تاریخ کے ساتھ میرے دستخط بھی موجود ہیں۔ اس کے علاوہ "جیو ٹیلی ویژن" پر میرا انٹرویو بھی ٹیلی کاسٹ ہوا تھا۔ کورم پورا نہ ہونے کی وجہ سے اجلاس ملتوی کر دیا گیا تھا اس وجہ سے میری حاضری نہیں لگ سکی۔ مجھے نہیں پتا تھا کہ یہاں پر سکول کی طرح حاضری لگانا ضروری ہے۔ جب کوئی ممبر اسمبلی کی حدود میں آ جاتا ہے تو اس کے لئے حاضری لگانا اتنا ضروری نہیں ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر: بی بی حاضری لگانا ضروری ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔ جی' صدیقی صاحب!

محترمہ صائمہ بخاری: جناب سپیکر! یہ کوئی قانونی بات نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی' میں نے سن لیا ہے۔ محترمہ! آپ تشریف رکھیں۔ صدیقی صاحب!

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی، اللہ آپ کو زندگی دے ملتان والوں کا مائیک ہی دیر سے کھلتا ہے۔

جناب سپیکر! میں آپ کا بڑا ممنون ہوں کہ آپ نے مجھے بات کرنے کا موقع فراہم کیا۔ میں ابتدائی عرض یہ کرتا ہوں کہ ہمارے جنوبی پنجاب' ملتان' بہاولپور اور ڈیرہ غازی خان سے جو اپوزیشن کے ممبران یہاں تشریف فرما ہیں سارے انتہائی باشعور پڑھے لکھے اور سمجھدار ہیں۔ لیکن ان کی کوشش یہ ہوتی ہے کہ کم سے کم وقت ہاؤس کا ضائع کیا جائے اور کام کی بات کی جائے۔ مجھے یہ اعزاز حاصل ہے کہ میں وقتاً فوقتاً یہاں کھڑے ہوکر ان کے حقوق کے متعلق بات کرنا چاہتا ہوں اور شعر بھی سنانا چاہتا ہوں۔ لیکن مجھے وقت کم ملتا ہے نیا آدمی ہوں۔ میں بھی خاموش اس لئے ہو جاتا ہوں کوئی بات نہیں وقت کے ساتھ ساتھ adjustment ہو جائے گی۔ بہرحال آپ نے مجھے وقت دیا۔ میں to the point بات کرتا ہوں۔

جناب سپیکر! یہ issue جو آج یہاں زیر بحث ہے اس میں صوبائی محتسب کی تقرری والی بات ہے۔ میری اس سلسلے میں عرض یہی ہے کہ ضروری ہے کہ جس شخص کو آپ نے مقرر کرنا ہے اس کی جو qualification ہے اس کا کوئی معیار مقرر کر دیا جائے۔ اس کا کوئی طریقہ کار مقرر ہو جائے تاکہ وہی جو پہلے بھی فاضل مقررین نے بات کی ہے کہ جس کو چاہیں وہ لگا دیں اس روایت کو اب ختم ہونا چاہئے کیونکہ جب ایک qualification کا ڈھانچہ مقرر ہو جائے گا تو اس میں system develop ہو جائے گا کیونکہ آج کی اپوزیشن کل کو اقتدار میں آسکتی ہے اس لئے کوئی بھی violate نہیں کر سکے گا اور کام کو to the point جاری رکھا جا سکے گا۔ شکریہ۔

جناب سپیکر۔ شکریہ' جناب سمیع اللہ خان!

جناب سمیع اللہ خان ،جناب سپیکر! بہت دنوں سے جو یہ سارا سلسلہ چل رہا ہے تو میں اس سلسلے میں عرض کرنا چاہوں گا کہ میری اپنی رائے جو اس ایوان کے حوالے سے بن رہی ہے ' اس ڈیموکریٹک سسٹم کو نئے سرے سے جایا جا رہا ہے۔ میں تو اس کو ایک

پتلی تماشے سے تشبیہ دینا چاہوں گا کہ اس ملک میں 55 سال میں بہت سارے کام ایجنسیوں نے اور اس ملک کے جو حقیقی وارث ہیں، میرا اشارہ اس ملک کے جو اصل مالک ہیں ان کی طرف ہے۔ وہ جمہوری حکومتوں اور سیاسی جماعتوں سے بہت سارے کام ایسے کرواتے ہیں جن کو بعد میں بنیاد بنا کر وہ ان کے خلاف چارج شیٹ تیار کرتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت ملک میں پاکستان مسلم لیگ قائد اعظم گروپ سے اس ملک کی ایجنسیاں، اس ملک کے اصل مالک ایسے قوانین بنوانے کی کوشش کر رہے ہیں کہ کل کو دو سال بعد، سال بعد، چھ ماہ بعد جب ان کو پاکستان مسلم لیگ قائد اعظم کے خلاف کوئی چارج شیٹ تیار کرنا ہوگی تو بہت سارے ایسے قوانین کا وہ حوالہ دیں گے کہ دیکھیں اس ملک کی سیاسی جماعتوں نے، اس ملک کے سیاسی کرداروں نے اس ملک کی عدلیہ کے ساتھ اور ایسے اداروں کے ساتھ جو کہ عدلیہ کا ہی درجہ رکھتے ہیں اس طرح کا سلوک کیا کہ وہاں qualification کا معیار مقرر کرنے کی بجائے any other person لکھ دیا اور رانا ثناء اللہ خان کی بات کہ پھر کوئی بھی شخص وہاں ڈال دیا جائے گا۔ اس طرح یہ چارج شیٹ کی تیاری ہے کہ جب حکمران جماعت کے خلاف ایجنسیاں چارج شیٹ تیار کریں گی تو میں دعوے سے کہتا ہوں کہ محترم وزیر راجہ بشارت صاحب یا ان کی حکومت جو ترمیم لا رہی ہے یہ اصل مالکوں کی چارج شیٹ کا حصہ ہوگی کہ یہ دیکھیں جناب سیاسی حکومتیں ملک میں اس طرح سے عدلیہ یا اس کے برابر جو ادارے ہیں ان کو اپنے زیر اثر لانے کے لئے آئین اور قانون میں ایسی ترامیم کرتی رہی ہیں تو میں پورے ایوان کو نہایت سنجیدگی سے یہ عرض کروں گا کہ چونکہ یہاں ایوان میں بہت ساری ایسی چیزیں ہیں جو کہ ایک پاکستانی سقراط جنرل نقوی جو ہمیں تحفہ میں دیا گیا ہے اس کی پیدا کردہ ہیں۔ یہ آٹھ نو دن سے جو سیشن چل رہا ہے اس میں بہت سارے اس کے ایسے تحفے ہیں کہ ان پر جب شور ہوتا ہے تو میں بھی دیکھتا ہوں۔ میں بھی آپ کی طرح مسکراتا ہوں۔ میں بھی شور ڈالتا ہوں۔ اس پاکستانی سقراط نے پاکستان کی اسمبلیوں کو جو تحفہ دیا ہے وہ ہم سب کو سنجیدگی سے بلا امتیاز پارٹی دیکھنا ہوگا کہ یہاں ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کا جو سسٹم ہے میں ابھی اس پر بات نہیں کرتا کہ وہ اچھا ہے یا برا ہے لیکن جو صوبائی حکومتیں ہیں ان

کو اس طرح سے بنایا گیا ہے کہ اگر اپوزیشن کی طرف سے بلکہ میں یہ کہوں گا کہ اگر حکمران پارٹی کی طرف سے کوئی سوال آتا ہے اور اگر وہ devolution plan کو touch کرتا ہے تو پھر منسٹر صاحبان کی حالت دیکھنے والی ہوتی ہے کہ وہ اس پر کوئی واضح اور متعین جواب پنجاب کے اس سب سے بڑے ایوان کے سامنے نہیں رکھ پاتے۔

جناب سپیکر : آپ بل پر بات کریں۔

جناب سمیع اللہ خان : جناب! میں اسی طرف آرہا ہوں۔

جناب سپیکر : عام بحث میں تو حصہ نہیں لے رہے ۔ بل پر بات کر رہے ہیں، relevant رہ کر بات کریں۔

جناب سمیع اللہ خان : جناب سپیکر! اگر یہ relevant نہیں ہے تو میں نہیں سمجھتا کہ جو دس دن سے کارروائی ہو رہی ہے وہ کیا ہے؟

جناب سپیکر : آگے بلدیات کا بل آرہا ہے، اس پر بات کر لینا۔

جناب سمیع اللہ خان : جناب والا! بلدیات کی بات نہیں ہے۔ میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ یہ جو ترامیم لا رہے ہیں، کل کو اس ہاؤس کو blame دیا جائے گا ۔ اس کو پورے پس منظر میں دیکھیں جو اس ملک میں ہو رہا ہے۔ صرف اس بل کو نہ دیکھیں ۔ میں اس طرح relevant بات کر رہا ہوں کہ یہ اس سازش کا حصہ ہے جو موجودہ جمہوری نظام کے خلاف اس ملک کی ایجنسیاں اور اس ملک کے جرنیل سیاسی حکومتوں سے کرتے رہے ہیں اور اب بھی اس ملک کی، اس سیاسی حکومت اور سیاسی جماعتوں کے خلاف وہ مستقبل میں کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ اگر یہ بات relevant نہیں ہے تو میں نہیں سمجھتا کہ اس ایوان میں پھر relevant بات اور کیا ہو سکتی ہے؟

جناب سپیکر : وزراء کے جوابات پر آپ بات کر رہے تھے۔ کیا یہ اس بل سے relevant بات ہے ؟

جناب سمیع اللہ خان : جناب! میں اسی کی بات کر رہا ہوں۔ پھر آپ رولنگ دے

دیں، میں بات ہی نہیں کرتا۔

جناب سپیکر: نہیں کریں، آپ بات کریں۔ پلیز آپ بات کریں۔

جناب سمیع اللہ خان: جناب! اس میں، میں اس بل کے حوالے سے کہہ رہا ہوں کہ کل کو ہمیں بھی اور حکمران پارٹی کو بھی پچھتانا پڑے۔ کیونکہ یہ صحیح ہے کہ اس ملک میں 12 سال پاکستان پیپلز پارٹی اور مسلم لیگ نواز گروپ ایک دوسرے کے ساتھ محاذ آرائی کی کیفیت میں رہے جیسا کہ آج یہ لگتا ہے کہ اس ملک کی اپوزیشن اور اس ملک کے حزب اقتدار یہ بھی محاذ آرائی میں ہیں۔ اس لئے میں تمام سیاسی جماعتوں سے اور ممبران اسمبلی سے یہ گزارش کروں گا کہ جمہوری نظام کو بل کی شکل میں اور ترامیم کی شکل میں اس طرح چلایا جائے کہ جیسے آج ہم بارہ سال لڑنے کے بعد اکٹھے ہو گئے ہیں کل کو میں وہ وقت بھی دیکھ رہا ہوں کہ جب آپ پر چارج شیٹ آئے گی تو آپ بھی اسی طرح ہمارے ساتھ بیٹھے ہوں گے۔ میں چاہتا ہوں کہ ابھی سے یہ ایوان ایسے measures لے کہ وہ وقت نہ آئے کہ آپ بھی کل کو کہیں کہ ہمیں چودہ سال بعد یہ عقل آئی ہے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ بہت مہربانی۔ شیخ اعجاز احمد صاحب!

شیخ اعجاز احمد: شکریہ، جناب سپیکر۔ آج تو سارا دن یہی محسوس ہوا بقول شاعر:

یہ کیسا دستورِ زباں بندی ہے تیری محفل میں
یہاں تو بات کہنے کو ترستی ہے زباں میری

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز، آرڈر پلیز۔ شیخ صاحب! آپ بات کریں۔

شیخ اعجاز احمد: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۝

رَبِّ اشْرَحْ لِي صَدْرِي ۝ وَيَسِّرْ لِي أَمْرِي ۝ وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّن لِّسَانِي ۝ يَفْقَهُوا قَوْلِي ۝ جناب سپیکر اور میرے انتہائی معزز ساتھیو! آج اس ایوان میں ایک انتہائی اہم ترمیم کے بارے میں گفتگو کا سلسلہ جاری ہے۔ موقع فراہم کیا گیا ہے کہ اس پر سیر حاصل بحث کی جائے اور اس بحث کے سلسلے میں کوئی ایسی ترمیم اس ہاؤس سے پاس نہ ہونے

دی جائے جو ہمارے صوبے کے وقار کے خلاف ہو' جو ہمارے اس مقدس ایوان کے خلاف ہو۔ اس میں میری ذات کا مسئلہ نہیں ہے۔ آپ custodian of the House ہیں۔ اس میں میرے کسی دیگر ساتھی کی ذات کا کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس میں آج ہم نے یہ طے کرنا ہے کہ ایسے بل جو اس ایوان کے اندر حکومت کی طرف سے بددیانتی پر مشتمل ہوں اور جس طرح آج ایک لفظ پر بحث کی گئی اور اسے اس ہاؤس میں clarify کیا گیا کہ any other person کی جو اصطلاح آج یہاں متعارف کروائی گئی کہ صوبائی محتسب کا دفتر جو ایک اہم آفس ہے۔ آپ اندازہ کریں کہ صوبہ کے اندر اس وقت کتنے آفس کام کر رہے ہیں' کتنے لوگ ان کے متاثرین میں سے ہیں اور کتنے لوگ روزانہ اپنے آپ کو ان دفاتر میں پہنچا کر یہ محسوس کرتے ہیں کہ وہ گویا اس پاکستان کے صوبہ پنجاب کے شہری ہی نہیں ہیں۔ جس طرح عام لوگوں کے ساتھ دفتروں کے اندر اور جس طرح آج یہاں ایک تحریک استحقاق پیش کی گئی اس میں بھی روز روشن کی طرح یہ بات عیاں ہو گئی کہ اگر ایک فاضل ممبر کے ساتھ دفتروں کے اندر ہماری بیورو کریسی ایسا سلوک کرتی ہے تو عام بندے کی کیا حالت ہو گی؟

جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے بالخصوص Treasury Benches پر بیٹھنے والے اپنے بھائیوں اور بہنوں کی توجہ بھی اس جانب مبذول کراؤں گا کہ وہ آج ہرگز undermine نہ ہوں اور آج وہ ہرگز یہ نہ سمجھیں کہ آپ نے حکومت کی ہاں میں ہاں ملا کر لازمی کوئی point score کرنا ہے بلکہ یہ انتہائی sensitive issue ہے۔ اگر آپ اس بات پر غور کریں تو صوبائی محتسب کا آفس' وہ آفس ہے جس نے پورے صوبے کے اندر فوری انصاف مہیا کرنا ہوتا ہے کیونکہ جب کسی کو محکمہ ایف ڈی اے سے انصاف نہیں ملے گا' جب کسی کو واپڈا سے انصاف نہیں ملے گا' جب کسی کو کسی بھی دفتر سے انصاف نہیں ملے گا' جب کسی بیوہ کو پنشن نہیں ملے گی تو وہ جب صوبائی محتسب کے دفتر میں جائے گی تو وہاں یہ نہ ہو کہ جیسے آج ہمارے فاضل ممبر اٹھ اٹھ کر یہ کہہ رہے تھے کہ ضلع ناظم لاہور discrimination سے سکیمیں دے رہا ہے اور ہمارے صوبائی وزیر قانون اس پر ضلع ناظم لاہور کو defend کرتے رہے ہیں۔ میں اس وقت بھی اٹھ کر یہ کہنا چاہتا تھا کہ یہاں پر حکومت کا یہ عالم ہے کہ بار بار کسی ایک نکتے پر بات ہوتی ہے کہ کسی فاضل ممبر کی شنوائی نہیں ہوئی' اس کے ساتھ اس discrimination کا سلوک روا رکھا جا رہا ہے تو پھر ہمیں یہ کہا جا رہا ہے کہ اس کے لئے proper forum موجود ہے' آپ ضلعی

ناظم کے پاس جائیں۔ تو وہ میر نے کہا تھا کہ،

میر کیا سادہ ہیں بیمار ہوئے جس کے سبب
اسی عطار کے لونڈے سے دوا لیتے ہیں

جناب سپیکر! میرے دوستوں کا یہ مشورہ کہ آپ اس forum پر جائیں۔ اگر صوبائی محتسب کا آفس آپ نے ایسے any other person کو دے دیا جس کی qualification کا کوئی معیار مقرر ہی نہیں کیا گیا تو کیا اس وقت یہ confrontation پیدا نہیں ہوگی؟ کیا اس وقت لوگوں کو یہ معاملات درپیش نہیں ہوں گے کہ صوبائی محتسب (ق) لیگ کے کسی عزیز کو بنا دیا گیا ہے۔ صوبائی محتسب کسی ریٹائرڈ بریگیڈیئر کو بنا دیا گیا ہے۔ صوبائی محتسب کسی ریٹائرڈ جرنیل کو بنا دیا گیا ہے تو اس ہاؤس سے میری یہ گزارش ہے کہ خدارا! آپ اسے کوئی عام issue سمجھ کر بحث نہ کریں، کسی عام قانون سازی کی بات نہ کریں۔ اس بل کی ترمیم پر پورے صوبے کی نظریں لگی ہوئی ہیں جیسے ہمارے قائم مقام اپوزیشن لیڈر رانا ثناء اللہ صاحب نے اپنی تقریر میں کہا تھا کہ آپ اسے pend کریں۔ اس پر تحفظات کو آپ پبلک میں لائیں، اسے مشتہر کریں تاکہ لوگوں کو پتا چلے کہ جو ترامیم لائی جا رہی ہیں یہ اس سسٹم کو بلڈوز کرنے کے مترادف ہیں اور میری یہ گزارش ہوگی کہ You are the custodian of this Honour'ble House. آپ کو چاہئے کہ آپ اس بات کا نوٹس لیں اور اگر یہ بات ہوتی ہے کہ یہاں پر اکثریت (ق) لیگ والوں کی ہے اور اس بل کو کل والی قرارداد کے ذریعے بلڈوز کیا جانا ہے جس طرح کل ہم نے بحث کی تھی اور ہماری بحث کے دوران ایک قرارداد پاس کر دی گئی۔ آج بھی اس ہاؤس کی بدقسمتی ہوگی کہ اگر ہماری گزارشات پر کان دھرے بغیر ہمارے تحفظات کو neglect کرتے ہوئے اس honourable House میں کوئی ایسی ترمیم لائی گئی جس میں صوبے کے مفاد کے منافی کام کیا گیا، جس میں اگر any other person کی اصطلاح کو درست نہ کیا گیا اور جس میں ذاتی پسند و ناپسند کی بنیاد پر اگر احتساب اس طرح کا ہونا ہے کہ جاوید ہاشمی صاحب پر کوئی مقدمہ نہیں تھا انہیں جیل میں ڈال دیا گیا۔

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔ اس کا اس ترمیم سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

شیخ اعجاز احمد، اگر احتساب شاہ جیونہ ٹیکسٹائل مل کے فیصل صالح حیات کی طرح ہونا ہے۔ وہ 56 کروڑ کا نادہندہ تھا۔ اس میں اس کی بیوی بھی ڈائریکٹر تھی۔ اس کی بہنیں بھی ڈائریکٹر تھیں۔ انہیں ایجنسیوں نے پکڑا، انہیں ڈرایا، دھمکایا کہ تم نے وزارت داخلہ لینی ہے،

پٹیریاٹ بنانا ہے یا تم نے احتساب سیل میں جانا ہے۔ (قطع کلامیاں)
جناب سپیکر، شکریہ۔ تشریف رکھیں۔ شیخ صاحب! تشریف رکھیں۔
شیخ اعجاز احمد، جناب سپیکر! جس طرح احتساب فیصل صالح حیات کا ہوا اگر احتساب اسی طرح کا ہونا ہے تو میں اسمبلی فلور پر اپنا احتجاج بلند کرتا رہوں گا کیوں کہ یہ میرے فرائض منصبی میں شامل ہے۔ مجھے ایک لاکھ 62 ہزار لوگوں کے حلقے نے ووٹ دے کر بھیجا ہے کہ میں اپنے ساتھیوں کی وساطت سے کوئی ایسا قانون اسمبلی میں بلڈوز نہ ہونے دوں اور کوئی ایسی ترمیم نہ آنے دوں۔ اگر احتساب ایسے ہونا ہے کہ انہوں نے لوگوں کو پکڑ کر ان کی وفاداریاں تبدیل کرائی ہیں تو یہ ہماری بدقسمتی ہو گی۔ (قطع کلامیاں)
جناب سپیکر، شیخ صاحب! تشریف رکھیں۔
شیخ اعجاز احمد، جناب والا! میں صرف 2 منٹ میں اپنی گزارشات کو سمیٹنے لگا ہوں۔
(شور و غل)
جناب سپیکر، شیخ صاحب! اب آپ wind up کریں۔ پلیز' شیخ صاحب کو wind up کرنے دیں۔ شیخ صاحب! آپ ایک منٹ میں wind up کریں۔
شیخ اعجاز احمد، جناب والا! میں صرف 2 منٹ میں wind up کر دوں گا' بلکہ آپ کے حکم کے مطابق ایک منٹ میں کر دیتا ہوں۔ میں یہ گزارشات کر رہا ہوں کہ جب میں اور رانا صاحب بات کرتے ہیں تو دوستوں نے ہمیں خصوصاً ٹارگٹ بنایا ہوا ہے کہ جب ہم نے بات کرنی ہے تو انہوں نے اٹھ کر شور ڈالنا ہے اور کچھ نہیں کرنا۔ یہ اتنی اکثریت میں بیٹھے ہوئے ہیں پھر بھی یہ شور ڈالتے ہیں۔ شور ڈالنے کی ذمہ داری تو انہوں نے ہمیں دی ہوئی ہے۔
جناب سپیکر، جی' جی' شیخ صاحب! آپ شروع کریں۔
شیخ اعجاز احمد، جناب! میں گزارش یہ کر رہا ہوں کہ آج ہاؤس میں لاء منسٹر صاحب تشریف رکھتے ہیں۔ وہ ماشاء اللہ بڑے منجھے ہوئے پارلیمنٹیرین ہیں۔ وہ سابقہ دور میں ہمارے ساتھی بھی رہے ہیں۔ میں دعا گو بھی ہوں کہ وہ آنے والے وقت میں بھی لاءمنسٹر ہوں۔ میری گزارش صرف یہ ہے کہ اگر تو کھلے دل سے' وسیع ظرف سے ملکی مفاد کو' صوبائی مفاد کو مدنظر رکھنا ہے تو ہمیں ان ترامیم کو قطعاً اسی طرح ہاؤس

میں پاس نہیں ہونے دینا چاہیے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ صوبائی محتسب کا آفس ہمارے صوبے کا ایک اہم ترین آفس ہے۔ ہم اسے سیاسی نہیں بنانا چاہتے۔ ہم اسے کسی جماعت کا آلہ کار نہیں بنانا چاہتے۔ ہماری یہ گزارش ہے کہ صوبے کے مفاد میں خدا کے واسطے کم ازکم اس آفس کو تو ایسا آفس بنا دیں کہ جب وہاں پر کوئی جائے تو اسے یہ نہ کہنا پڑے کہ۔

ہم نے غم سے نجات مانگی تھی' لہلہاتی بہار مانگی تھی
دینے والے یہ برہمی کیسی' ہم نے کیا کائنات مانگی تھی

جناب سپیکر: شکریہ۔ جناب محمد آجاسم شریف صاحب!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ مسز نگہت پروین میر صاحبہ!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتیں۔ مسز پروین مسعود بھٹی صاحبہ!

محترمہ پروین مسعود بھٹی: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں یہ بتانا چاہوں گی کہ ہاؤس میں مجھ سے پہلے بھی میرے بھائیوں نے بہت باتیں کیں اور میرا خیال ہے کہ اتنی ساری باتیں کرنے کے بعد سب کے ذہن میں یہ آ گیا ہوگا کہ یہ کتنا اہم مسئلہ ہے اور یہ کوئی ایسا آفس نہیں ہے کہ جس کو بےکار سمجھا جائے۔ یہ اہم قانون اور عدالت کا محکمہ ہوتا ہے۔ یہ خاص طور پر امیر اور غریب سب کے لئے یکساں ہوتا ہے۔ جب غریب کا کوئی پرسان حال نہیں ہوتا تو وہ عدالت کا دروازہ کھٹکھٹاتا ہے۔ لیکن یہاں پر یہ کہا جائے کہ کسی بھی آدمی کو وہاں کا محتسب اعلیٰ لگا دیا جائے گا تو یہ بالکل ایسے ہی ہے کہ جس طرح آپ کسی ڈاکٹرز کے ہسپتال میں کسی عام پروفیسر کو لگا دیں یا پی ایچ ڈی کی جگہ پر ایم بی بی ایس ڈاکٹر کو لگا دیں کہ آپ یہ کام کریں۔ بالکل ایسے ہی جس طرح پرویز مشرف کے دور میں آپ نے دیکھا کہ کالجوں میں اور ہسپتالوں میں' یہاں تک کہ میں نے اپنی آنکھوں سے کمشنر کے آفس میں بھی اور ڈپٹی کمشنر کے آفس میں بھی میجر کو بیٹھے دیکھا۔ آپ یہ دیکھیں کہ ایک میجر ایف اے پاس ہوتا ہے۔ اکیڈمی میں جس نے محنت کی ہوتی ہے' جس پر گورنمنٹ کا اتنا پیسہ لگا ہوتا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: تشریف رکھیں۔

محترمہ پروین مسعود بھٹی:جناب سپیکر! آپ مجھے یہ نہ کہیں کہ بیٹھ جائیں۔ میں مثال اس لئے دے رہی ہوں کہ میری بہنوں اور بھائیوں کی سمجھ میں بھی آ جائے۔ یہ مسئلہ اتنا اہم ہے۔ یہ عام نہیں ہے کہ فلاں بندے کی جگہ فلاں کو رکھ لیں۔ آپ یہ دیکھیں کہ ایک وکیل کتنی محنت کے بعد ہائی کورٹ کا جج بنتا ہے۔ اس پر بڑی محنت کی جاتی ہے۔ وہ اپنے کام کو سمجھتا ہے اس لئے اس کو فیصلے کرنے میں آسانی ہوتی ہے۔ اگر آپ کسی عام آدمی کو کہیں تو وہ یہ کام نہیں کر سکتا۔ براہ مہربانی آپ جو مرضی کریں، جس طرح ابھی میرے ایک بھائی نے کہا تھا کہ اتنی دھاندلی سے سب کچھ ہوا لیکن اس میں براہ مہربانی خدا کے لیے دھاندلی نہ کریں۔ کیونکہ کہتے ہیں کہ اللہ کے بعد انصاف عدالت میں ہوتا ہے اور وہیں سے ملتا ہے۔ پاکستانی قوم کو اتنا نہ گرا دیں کہ وہ مرنے پر مجبور ہو جائے اور کہے کہ اب ہم عدالت میں بھی نہیں جا سکتے۔ اس لیے میری گزارش یہی ہوگی کہ اس ترمیم کو آپ ہاؤس کے حوالے کریں اور میری بہنیں جو ابھی بار بار کھڑی ہو رہی ہیں۔ ٹھیک ہے آپ نے اس وقت حکومت کا ساتھ دینا ہے، بےشک ساتھ دیں لیکن آپ اللہ کو حاضر ناظر سمجھ کر فیصلہ کریں کہ ایک عام آدمی اور ایک ٹیکنو کریٹ میں کتنا فرق ہوتا ہے؟ آپ خود اس کا جواب دے دیں گے کہ "ہاں" جو بات ہے، صحیح ہے۔ ہم مخالفت برائے مخالفت کی بات نہیں کر رہے ہیں۔ اپوزیشن کا کردار یہی ہوتا ہے۔ اس وقت ہم سب گریجوایٹ یہاں بیٹھے ہوئے ہیں۔ اس چیز کو سمجھتے ہیں۔ اگر کسی نے پولیٹیکل سائنس پڑھی ہوتی ہے تو اس لیے پڑھی ہوتی ہے کہ اس پر اسے عبور حاصل ہو۔ اگر کوئی اسلامیات پڑھتا ہے تو اس کو اس پر عبور حاصل ہوتا ہے۔ لیکن اگر کسی اسلامیات کے پروفیسر کو آپ سائنس کا پروفیسر لگا دیں تو وہ کیسے پڑھا سکے گا۔ براہ مہربانی اس پر غور کیجیے۔ اس کے ساتھ ہی میں اپنی بات کو ختم کرتی ہوں۔ بہت شکریہ۔

جناب سپیکر، شکریہ۔ مہربانی۔ مس صبا صادق صاحبہ! تشریف نہیں رکھتیں۔ راجہ محمد

شفقت عباسی صاحب!

وزیر قانون ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میری صرف اتنی گزارش ہے کہ ہم آپ کے حوصلے کی بھی داد دیتے ہیں کہ amendment جس پر سب سے زیادہ بات ہوئی ہے۔ that is regarding qualification of Ombudsman اور میرے معزز ساتھیوں نے اس پر ترمیم تو دی ہی نہیں۔ اگر یہ اتنی ہی قابل اعتراض بات تھی کہ ہم کسی غلط آدمی کو یا غلط qualification لا رہے ہیں تو اس میں ترمیم آنی چاہیے تھی۔ اس میں کوئی ترمیم ہے ہی نہیں۔ فائل آپ کے سامنے پڑی ہے ان کی تین ترامیم ہیں۔ انھوں نے ایک ترمیم میں کہا ہے کہ اس کو سپیشل کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔ ایک عوامی رائے کے لیے اس کو مشتہر کیا جائے اور تیسری ان کی ترمیم ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ پیریڈ چار سال کر رہے ہیں' یہ فرماتے ہیں کہ دو سال ہونا چاہیے۔ یہ تین ترامیم ہیں لیکن qualification پر ترمیم تو ہے ہی نہیں۔ اگر relevant اور to the point بات ہے تو آپ ضرور سنیں لیکن میری استدعا ہو گی کہ to the point بات ہونی چاہئے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر، شکریہ۔ جی' رانا صاحب!

رانا ثناء اللہ خان ، جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے اور میں اس پوائنٹ آف آرڈر کے ذریعے اپنے معزز بھائی وزیر قانون کو واضح کرنا چاہوں گا۔ میں جب پہلے بھی بات کر رہا تھا تو انھوں نے مداخلت کرکے یہی بات کی تھی۔ میں نے اس وقت بھی معاملے کو اس لیے زیادہ ڈائریکٹ نہیں کیا۔ کیونکہ نہ میں کم از کم یہ کہہ سکتا ہوں اور نہ میں ایسا سمجھتا ہوں کہ میرے بھائی لاءمنسٹر کو متعلقہ رولز کی یا متعلقہ معاملات کی سمجھ نہیں ہے۔ میں تسلیم کرتا ہوں کہ وہ ایک باصلاحیت آدمی ہیں اور یہ رولز اور قانون کو سمجھتے ہیں۔ لیکن میرا خیال ہے کہ اس معاملے میں ان کو تھوڑا سا misconception ہے۔ وہ یہ فرما رہے ہیں کہ انھوں نے ترمیم نہیں دی۔ جناب سپیکر! یہ جو original بل ہے۔ اس میں ایک کلاز ہے کہ

"3 **Appointment of Ombudsman:** (2) An Ombudsman shall be a person who is, or has been or is qualified to be a Judge of the High Court and is a person of known integrity "

اب یہ سیکشن اور سب کلاز ایکٹ کا حصہ ہے۔ میں اس میں کوئی ترمیم چاہتا ہی نہیں۔ میں نے سارا argument ہی یہ کیا ہے کہ یہ کلاز درست ہے۔ صوبائی محتسب ایسا آدمی ہی بننا چاہیے کہ وہ یا ہائی کورٹ کا جج ہو یا وہ رہا ہو یا اس میں وہ معیار ہو کہ جس کے مطابق ہائی کورٹ کا جج بنایا جا سکتا ہو۔ جب میں اس میں ترمیم چاہتا ہی نہیں ہوں تو میں کون سی ترمیم دیتا؟ اب میرے بھائی اس بات کو تسلیم کریں گے کہ ترمیم میں ترمیم نہیں دی جا سکتی۔ ترمیم کو oppose ہی کیا جا سکتا ہے جو کہ ہم نے oppose کیا ہے کہ یہ ہونی ہی نہیں چاہیے۔ We don't want any amendment in this section and in this clause

جناب سپیکر۔ جی، وزیر قانون!

وزیر قانون ۔ جناب سپیکر! میرے بھائی نے فرمایا ہے کہ ترمیم پر ترمیم نہیں دی جاتی۔ ہم نے چار سال کی ترمیم دی ہے اور اسی میں انھوں نے دو سال کی ترمیم خود دی ہوئی ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر۔ شکریہ۔

رانا ثناء اللہ خان ۔ جناب سپیکر! میرے بھائی کا ایک misconception ہے کہ ہم نے ان کی چار ترامیم میں دو کی ترمیم نہیں دی۔ ہم نے تین میں دو کی ترمیم دی ہے۔ یہ ذرا پڑھ لیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر۔ جی، عباسی صاحب!

راجہ محمد شفقت خان عباسی۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! آج بڑا اہم معاملہ ہے جس پر نہ صرف پنجاب کے لوگوں کی نظریں بلکہ پنجاب کے 50 ہزار وکلاء حضرات کی نظریں لگی ہیں۔ عدلیہ

کے حضرات خواہ وہ sitting Judges ہوں یا ریٹائرڈ ہوں ان سب کی نظریں اس بل پر ہیں۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ سیکشن 4 میں جو نئی چیز add کی جا رہی ہے

"Provided that a sitting Judge of the High Court working as Ombudsman may be called back by the competent authority before expiry of his tenure."

میں سمجھتا ہوں کہ اس چیز کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اس کو add کرنے کا مقصد جوڈیشری پر عدم اعتماد کرنے کے برابر ہے۔ ہماری وہ جوڈیشری عدالت عالیہ ہو یا عدالت عظمیٰ، میں ان کا بڑا احترام کرتا ہوں، اس لئے کہ میں خود وہاں وکالت کرتا ہوں۔ آج وطن پاکستان میں آپ بھی 1973 کے آئین کے تحت حلف لے کر بیٹھے ہوئے ہیں اور پرائم منسٹر، گورنر اور صدر پاکستان بھی 1973 کے آئین کے تحت حلف اٹھا کر تمام معاملات چلا رہے ہیں۔ لیکن عدالت عالیہ اور عدالت عظمیٰ میں بیٹھے ہوئے جج صاحبان آج بھی پی سی او کا حلف اٹھا کر اپنی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ وہ تو پہلے ہی سہمے ہوئے ہیں۔ اس لئے یہ کلاز add کرنے سے مزید جوڈیشری کو offend کرنے کی بات ہوگی۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہائی کورٹ کے جج صاحبان، جن کی پہلے کلاز نہیں تھی اب ان کے خلاف عدم اعتماد کی بات کر رہے ہیں۔ جب ہم sitting Judge کو واپس بلانے کی بات کرتے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ اس کی ضرورت نہیں ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ اس بات کی ضرورت محسوس کرنے کی کیا reasons ہیں؟ اس لئے پچھلے تین سال میں جب درجنوں، سینکڑوں کے حساب سے پی سی او کے تحت آرڈرز جاری ہوتے رہے تو اس وقت قانون میں اس طرح کی ترامیم کیوں نہیں کی گئیں؟ تو آج یہ غلط ترمیم جو میں سمجھتا ہوں کہ عدلیہ پر حملے کے مترادف اور عدلیہ کی آزادی کے خلاف ہے، کیوں کی جا رہی ہے؟ جب 1973 کا آئین بنا تھا تو اس وقت ایگزیکٹو عدلیہ کا حصہ تھی لیکن آرٹیکل (175) کے تحت یہ طے ہو گیا تھا کہ پچیس سال کے بعد ایگزیکٹو کو عدلیہ سے الگ کریں گے۔ تو اس کا ثبوت یہ ہوا کہ الجہاد ٹرسٹ کے حوالے سے، شرف الدین کیس کے حوالے سے بتدریج ہوتے ہوتے ایگزیکٹو کو عدلیہ سے الگ کیا گیا۔ آج اس طرح کی ترامیم لا کر اس عدلیہ کی آزادی

کے خلاف بات ہو گی۔ سردار اقبال خان جو پاکستان کے سب سے پہلے وفاقی محتسب تھے، ہمارے استاد تھے ان کا کریکٹر، integrity اور کس طریقے سے انہوں نے پاکستان کے عوام کی خدمت کی ہے۔ جب جنرل ضیاء نے اس ملک کے مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر نے offer کی تھی تو ان کا جواب یہ تھا کہ میرے کام میں کسی قسم کی مداخلت نہیں ہونی چاہئے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر ہم سیکشن 3 میں یہ add کریں گے اور sitting Judge کو واپس بلا لیں گے تو وہ بات ٹھیک نہ ہو گی۔۔۔

وزیر مواصلات و تعمیرات۔ پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر۔ جی، چودھری ظہیر احمد صاحب!

وزیر مواصلات و تعمیرات۔ جناب سپیکر! جناب عباسی صاحب جو dissenting speech کر رہے ہیں یہ اس Select Committee کے ممبر تھے اور Select Committee کی تجاویز میں ان کا کوئی dissenting note نہیں ہے۔ اس وقت ہی ان کو سب کچھ کہہ دینا چاہئے تھا۔ اب ان کے پاس کوئی justification نہیں ہے۔ Select Committee کے ممبر کو سب سے زیادہ کہنے کا اور dissenting note دینے کا اختیار اور حق حاصل ہوتا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر۔ شکریہ۔ عباسی صاحب ماشاء اللہ قانون والے آدمی ہیں۔ اچھے پڑھے لکھے وکیل ہیں، قانون کو بہتر سمجھتے ہیں۔

راجہ محمد شفقت خان عباسی۔ میں نے اس وقت بھی کہا تھا اور آج بھی کہتا ہوں کہ پاکستان بار کونسل، پنجاب بار کونسل، پاکستان کے وکلاء جو کسی سیاسی جماعت کے حوالے سے کام نہیں کرتے، وہ عدلیہ کی آزادی کے لئے، اداروں کی مضبوطی کے لئے کام کرتے ہیں۔ ان کی ہمیشہ یہ resolution رہی ہے کہ ریٹائرڈ Judges کو نہ لگایا جائے۔ اگر آپ ریٹائرڈ Judges کو Ombudsman لگائیں گے، Labour Court میں لگائیں گے، سروس ٹریبونل میں لگائیں گے تو وہ جج جو اپنی ریٹائرمنٹ کے آخری سال یا دو سال میں ہو گا وہ بجائے اپنی کرسی سے انصاف کرنے کے، اپنی آنے والی نوکری کے لئے کام کرے

گا۔ اس لئے ہم سمجھتے ہیں کہ ضرورت اس بات کی ہے کہ ریگولر جوڈیشری میں اضافہ کیا جائے۔ زیادہ سے زیادہ ہائی کورٹ کے جج لگائے جائیں تاکہ وہیں سے Ombudsman لگیں' وہیں سے Labour Court جائیں اور وہیں سے NIRCP میں جائیں۔ اس لئے اگر خدانخواستہ وہاں کوئی بات نہیں بھی کی گئی تو یہ ہاؤس زیادہ محترم ہے۔ رانا ثناء اللہ صاحب نے بالکل درست بات پوائنٹ آؤٹ کی کہ کیا وجہ ہے کہ ہم "any other persons" لا رہے ہیں؟ اس لئے کہ Judges کی qualification' دس سال وکالت کا تجربہ ہے اور آرٹیکل (175) کے تحت پورا اترتے ہیں۔ اس لئے ہمیں اس قسم کی ترامیم نہیں لانی چاہئیں۔ اس طرح کل کو جوڈیشری بھی ہم سے offend ہوگی۔ جب اس ملک میں 12۔ اکتوبر کو مارشل لاء لگا تو ظفر علی شاہ کیس کا جیسا بھی فیصلہ تھا لیکن جوڈیشری نے ان کو تین سال کے اندر مقید کیا تھا کہ آپ تین سال کے اندر الیکشن کرائیں گے' واپس جائیں گے اور آئین کی بنیادی ساکھ کو تبدیل نہیں کریں گے۔ اس لئے ہمیں عدلیہ کو مضبوط کرنا ہے' ان کو offend نہیں کرنا ہے۔ اگر عدلیہ مضبوط ہوگی تو ہم بھی مضبوط ہوں گے۔ بڑی مہربانی۔

جناب سپیکر، رانا آفتاب احمد خان صاحب!

رانا آفتاب احمد خان، شکریہ۔ جناب سپیکر! I want to speak on the next amendment

MR SPEAKER: You can't speak on two amendments.

رانا آفتاب احمد خان، میں اگلی amendment پر بات کر لوں گا۔

جناب سپیکر، جی ٹھیک ہے۔ وزیر خوراک!

وزیر خوراک، جناب سپیکر! بڑی فاضلانہ رائے آئی ہے۔ خاص طور پر رانا ثناء اللہ صاحب نے اپنی amendment کی support میں بڑا thrash کیا ہے۔ لیکن اس بات کی سمجھ نہیں آئی کہ ان کے اعتراضات میں کتنی جان ہے اور وہ کس طرح اس کو support کئے جا رہے ہیں؟ پہلی بات جو technically لاء منسٹر صاحب نے کہی ہے آپ بھی مجھ سے بہتر

سمجھتے ہیں۔ سب سے پہلے تو انہیں "any other person" پر اعتراض ہے۔ اس کے حوالے سے جناب والا نے کوئی amendment نہیں دی جس وجہ سے سارے کے سارے دوست اس کے اوپر بولے جا رہے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی فرمائیں۔

رانا ثناء اللہ خان، میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ یہ جو پورے ہاؤس کے معزز اراکین کو mislead کیا جا رہا ہے کہ "any other person" پر اعتراض ہو رہا ہے لیکن "any other person" میں amendment نہیں دی گئی۔ جناب سپیکر! میں قائد ایوان کو خوش آمدید کہتا ہوں کہ وہ تشریف لائے ہیں اور اب ان کی وجہ سے کورم بھی برقرار رہے گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ اس سے پہلے محترم راجہ بشارت صاحب نے بھی یہ اعتراض کیا کہ "any other person" پر یہ amendment نہیں لائے اور اس پر یہ اعتراض کر رہے ہیں۔ اس کے بعد راجہ صاحب نے بھی اور میں نے بھی سیکرٹری اسمبلی سے clarify کیا کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ آدمی وہ ہے جو جانتا ہو کہ قانون کیا ہے؛ بندہ قانون کی تمام کتابوں کو حفظ تو نہیں کر سکتا۔ "any other person" پر ہمیں جو اعتراض ہے میرا خیال ہے کہ راجہ بشارت صاحب اس بات پر clear ہو چکے ہیں۔ ہم تو original بل as it is چاہتے ہیں ۔ اس پر amending bill بل لانے کی ضرورت نہیں تھی' under the rules وہ ترمیم نہیں لائی جا سکتی تھی ۔ ہم صرف اسے oppose ہی کر سکتے ہیں کیونکہ ہم any other person کی جگہ کوئی اور چیز نہیں لانا چاہتے۔

جناب سپیکر، شکریہ۔ رانا صاحب! ایوان نے آپ کا موقف بھی سنا اور اب ان کا موقف بھی سننے دیں۔جی' وزیر خوراک!

وزیر خوراک، جناب سپیکر! میں یہ گزارش کر رہا تھا کہ اس کی جو پہلی کلاز ہے اس کو delete نہیں کیا گیا کہ جو آدمی ہائی کورٹ کا جج بن سکتا ہے یا اس کی اہلیت رکھتا ہے وہ

آدمی اس عہدہ کے لئے fit ہوگا۔ اس میں تھوڑا سا scope وسیع کیا گیا ہے کہ کوئی اور آدمی جس کی integrity بہتر ہو' جو بندہ اس کام کو احسن طریقے سے چلا سکتا ہو اسے لگایا جائے کیونکہ اس میں بہت سے اداروں کی شکایات آتی ہیں۔اس میں چھوٹے چھوٹے معاملات بھی آتے ہیں۔ کسی ایک محلے میں سوئی گیس آ گئی ہو اور دوسرے میں نہ لگی ہو تو وہ لوگ بھی محتسب کے پاس چلے جاتے ہیں کہ جناب یہ ہمارا حق تھا' ہمیں کیوں نہیں دیا گیا۔ یہاں پر ہر قسم کے اداروں کے خلاف شکایات آتی ہیں۔پورے پنجاب میں انصاف دلانے والا یہ واحد ادارہ ہے تو میں حیران ہوں کہ کوئی حکومت ایسا قدم اٹھا سکتی ہے کہ جو حکومت کی شہرت کو خراب کرے اور حکومت کے سارے پروگرام کو فیل کر دے اور اس میں جو پہلے ہے اس کو delete بھی نہیں کیا گیا۔ اس میں صرف یہ کہا گیا ہے کہ اس اہلیت کا بندہ ہونا چاہئے یا "any other person" جو اس کام کو چلا سکتا ہو وہ بھی اس میں ہو سکتا ہے۔ جوڈیشری کے علاوہ کوئی بندہ مثلاً کوئی ریٹائرڈ بیورو کریٹ بھی ہو سکتا ہے۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر، آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔

راجہ ریاض احمد، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی' فرمائیں۔

راجہ ریاض احمد، جناب سپیکر! میرے بھائی چودھری اقبال صاحب نے کہا ہے کہ حکومت بڑی سوچ بچار کر کے ' بڑے اچھے طریقے سے اور دیکھ بھال کر کے کسی کو نامزد کرتی ہے اور یہ کہ ہم اس بارے میں بہت سنجیدہ ہیں۔ میں اپنے بھائی سے گزارش کروں گا کہ ہمیں اس چیز کا علم ہے کہ آپ بہت سنجیدگی سے حکومت چلا رہے ہیں اور آپ بہت سوچ سمجھ کر دیکھ بھال کر اہم عہدوں پر لوگوں کو لگائیں گے۔ میں اپنے بھائی سے یہ گزارش کرنا چاہوں گا اور پوچھنا چاہوں گا کہ آپ نے جو گورنر سندھ لگایا ہے کیا وہ واقعی سوچ سمجھ کر لگایا ہے؟ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر، آپ بیٹھیں۔ گورنر سندھ کا پنجاب سے کوئی تعلق نہیں ہے ۔ آپ کا

پوائنٹ آف آرڈر valid نہیں ہے۔

وزیر خوراک، جناب والا! آپ ان کا طریقہ دیکھیں کہ یہ صوبہ پنجاب سے سندھ میں پہنچ جاتے ہیں۔ یہ کچھ تو خیال کریں۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر، آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔ محترمہ آپ بیٹھیں۔

وزیر خوراک، جناب سپیکر ! ہم اس میں بڑی سادہ سی دو ترامیم لائے ہیں ایک تو یہ کہ اس میں جوڈیشری کے علاوہ بھی کوئی اور آدمی induct ہو سکتا ہے۔ یہ پہلی بات ہے کہ جس کی میں نے وضاحت کی ہے۔ میری دوسری بات یہ ہے کہ انہوں نے ساری amendments discuss کر لی ہیں۔ اس لئے میں ان amendments پر بات کرنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے اعتراض فرمایا ہے کہ تین سال کی بجائے چار سال tenure کیوں کیا گیا ہے؛ جناب سپیکر! پاکستان کے اندر جہاں جہاں پر محتسب کام کر رہے ہیں مثلاً صوبہ بلوچستان میں کام کر رہے ہیں' آزاد کشمیر میں کام کر رہے ہیں' جہاں پر بھی کام کر رہے ہیں ان کا tenure چار سال ہے اس ساری disparity کو دور کرنے کے لئے ہم amendment لائے ہیں کہ اس کو at par ہونا چاہئے اور تین کی بجائے چار سال ہونا چاہئے اس کے بعد انہوں نے بڑے فاضلانہ طریقے سے فرمایا ہے کہ اگر وہ شخص ٹھیک کام نہیں کرتا تو پھر آپ نے تین کی بجائے چار سال کیوں کر دیا ہے؛ تو جسے اس کو appoint کرنے کا اختیار ہے اسے اس کے خلاف ایکشن لینے کا بھی اختیار ہے۔ میں آپ کو پڑھ کر سنا بھی دیتا ہوں۔ کلاز نمبر 2 ہے کہ۔

"6 . **Terms and conditions of Service and remuneration of Ombudsman**. (2). The Ombudsman may be removed from office by the Government on the ground of misconduct or of being incapable of properly performing the duties of his office by reason of physical or mental incapacity. The

Government shall provide Ombudsman a copy of charges before such an order:

Provided that the Ombudsman may, if he sees fit and appropriate to refute any charges, request an open public evidentiary hearing before a Division Bench of the High Court and if such hearing is not held within thirty days from the date of the receipt of such request or not concluded within ninety days of its receipt, the Ombudsman will be absolved of all stigma In such circumstances, the Ombudsman may choose to leave his office and shall be entitled to receive full remuneration and benefits for the rest of his term".

کچھ اس terms and conditions میں آیا ہوا ہے۔حکومت کو پورا اختیار ہے کہ اگر وہ صحیح کام نہیں کرتا تو اس کو remove کر دیا جائے۔اس میں کوئی خدشے والی بات نہیں ہے۔ بڑی معمولی سی دو ترامیم ہیں۔ تین سال کو چار سال کیا گیا ہے اور scope کو تھوڑا سا wide کیا گیا ہے۔ میرا خیال ہے کہ ان کی جو amendment ہے اس کا کوئی فائدہ نہیں ہے اور انہوں نے جو دعویٰ کیا ہے اس کو proper طریقے سے تشہیر نہیں کیا گیا ہے۔اس بارے میں عرض ہے کہ سپیشل کمیٹی نے اس کو thrash out کیا ہے جس کا اعتراض میرے بھائی پر آیا ہے ۔ میری استدعا ہے کہ اس amendment کو reject کیا جائے اور بل کو پاس کیا جائے۔

MR SPEAKER: The amendment moved and the question is.-

That the Punjab Office of the Ombudsman (Amendment) Bill 2003 (Bill No . 5 of 2003) as

recommended by the Special Committee No. 1, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 15th March 2003."

(The motion was lost)

MR SPEAKER: The next amendment is from Rana Sanaullah Khan, Rana Aftab Ahmad Khan, Raja Riaz Ahmad, Dr Asad Ashraf, Ch Ejaz Ahmad Samma, Mr Ali Hassan Raza Qazi, Raja Muhammad Shafqat Khan Abbasi, Dr Muhammad Javed Siddiqui, Mr Samiullah Khan, Rana Tajammal Hussain, Rana Mashhood Ahmad Khan, Sh Ejaz Ahmad, Mr Muhammad Ajasam Shariff, Mrs Nighat Parveen Meer, Mrs Parveen Masood Bhatti and Miss Saba Sadiq. Rana Aftab Ahmad Khan may move.

RANA AFTAB AHMAD KHAN: Mr Speaker, Sir, I move:-

That the Punjab Office of the Ombudsman (Amendment) Bill 2003, (Bill No.5 of 2003), as recommended by the Special Committee No. 1, be referred to the Select Committee consisting of the following Members with instructions to report up to 15 March 2003:-

1. Rana Sanaullah Khan,
2. Rana Aftab Ahmad Khan;
3. Syed Ehsan Ullah Waqas;
4. Brig (R) Muhammad Hassan;

5. Sardar Hassan Akhtar Mokal;
6. Maj (R) Asghar Hayat Kalyar;
7. Ch Khalid Asghar Ghural;
8. Mr Amanat Ali Virk;
9. Rai Ejaz Ahmad; and
10. Rana Muhammad Qasim Noon

MR SPEAKER: The motion moved is:

That the Punjab Office of the Ombudsman (Amendment) Bill 2003, (Bill No.5 of 2003), as recommended by the Special Committee No.1, be referred to the Select Committee consisting of the following Members with instructions to report up to 15 March 2003.-

1. Rana Sanaullah Khan;
2. Rana Aftab Ahmad Khan;
3. Syed Ehsan Ullah Waqas;
4. Brig (R) Muhammad Hassan;
5. Sardar Hassan Akhtar Mokal;
6. Maj (R) Asghar Hayat Kalyar;
7. Ch Khalid Asghar Ghural;
8. Mr Amanat Ali Virk;
9. Rai Ejaz Ahmad; and
10. Rana Muhammad Qasim Noon

MINISTER FOR FOOD: I oppose, Sir.

MR SPEAKER: Minister for Food has opposed it. Yes, Rana Aftab Ahmad Khan.

رانا آفتاب احمد خان، شکریہ' جناب سپیکر! جیسا کہ پہلے دن سے بات چل رہی ہے کہ ممبران کا بنیادی فرض قانون سازی ہے۔ ابھی میں دیکھ رہا تھا کہ میرے کچھ دوست بڑے پریشان نظر آ رہے تھے کہ قانون سازی کا کام کیوں شروع ہو گیا ہے۔میں ان کی توجہ ان کے بنیادی کام کی طرف دلاتا ہوں جیسا کہ چودھری اقبال صاحب نے کہا تھا کہ آپ ان کا اگر ریفریشر کورس کروا دیں تو آپ کے لئے اور ہمارے لئے سہولت ہو جائے گی۔ تو This House is governed by the Constitution of 1973 میں آپ کی توجہ Fundamental Rights and Principles of Policy, Part- II کے آرٹیکل 7 کی طرف مبذول کروانا چاہوں گا۔

> "7 . In this part , unless the context otherwise requires , "the State" means the Federal Government , Majlis-e-Shoora (Parliament) , a Provincial Government , a Provincial Assembly , and such local or other authorities in Pakistan as are by Law empowered to impose any Tax or Cess".

Next comes Chapter 1, Fundamental Rights, Sir. In it there is Article 8(1) which says:

> "8(1) Any law, or any custom or usage having the force of law, in so far as it is inconsistent with the rights conferred by this Chapter, shall, to the extent of such inconsistency, be void".

So when the law is inconsistent in this, which is opposed by the

Minister.

معزز وزیر صاحب نے اس کو oppose کیا ہے۔ انہوں نے any other person پر بہت کہا ہے۔

in one word اس کا مفہوم تو بدل جاتا ہے۔ آپ دیکھیں کہ اگر آپ نے اس پنجاب اسمبلی میں ایک نائب قاصد بھی رکھنا ہو۔ اس کے لئے آپ کو اشتہار دینا پڑتا ہے۔ اس کی ایک qualification رکھتے ہیں کہ یہ میٹرک پاس ہوگا۔ آپ نے اس اسمبلی کا ممبر بننا ہے تو آپ کے لئے گریجوایشن کی شرط ہے' اس سے تو کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ گو کہ اخبارات میں آ رہا ہے کہ آدھے ممبران کی اسناد جعلی ہیں۔ اس پر بھی آپ نے کوئی کمیٹی نہیں بنائی۔ میں نے کسی کا نام نہیں لیا' بات نکلے گی تو پھر دور تک جائے گی لہٰذا اس کو بند ہی رہنے دیں۔

جناب سپیکر! آپ دیکھیں کہ اب اگر "any other person" آجائے گا تو آپ کی کلاز ختم ہو جائے گی۔ پھر تو Any body can be the Ombudsman. اس وقت اس ترمیم کی وجہ سے پورے ملک اور خصوصاً پنجاب کے وکلاء میں ایک بے چینی پائی جا رہی ہے۔ وہ سوچنے پر مجبور ہیں کہ اس ترمیم کے آنے کے بعد Where would be the sanctity of law? اور انصاف کہاں رہ جائے گا؟ آپ اس کو جذباتی ہو کر نہ سوچیں۔ یہ آپ کا prerogative ہے۔ آپ brute majority سے ترمیم منظور کروا سکتے ہیں اور آپ کروا بھی لیں گے۔ مگر we have a right to say کہ آپ یہ غلط کر رہے ہیں۔ اب "any other person" کون ہو سکتا ہے؟ اس طرح تو آپ کسی کو بھی محتسب لگا سکتے ہیں۔ آپ کہیں گے کہ اس کے پاس اسلامیات کی تعلیم ہے' یہ بڑا انصاف کر سکتا ہے۔ اس لئے اسے ہم محتسب بنا رہے ہیں۔ میں یہ کہوں گا کہ پہلے تو آپ ان اداروں کو مضبوط کریں۔ آپ 1947ء سے دیکھیں کہ کسی بھی اسمبلی نے اپنی مدت پوری کی ہے؟

ایک آواز: آپ کی غلطیوں کی وجہ سے ایسا نہیں ہو سکا۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ No cross talk please. رانا صاحب! آپ جاری رکھیں۔

رانا آفتاب احمد خان : جناب سپیکر ! اسی لئے ہم کہتے ہیں کہ ان کو عقل کی بات سمجھ نہیں آئی کیونکہ جو درخواستوں کی recommendation والے ہوتے ہیں وہ قانون سازی میں کیسے دلچسپی لے سکتے ہیں۔ اسی لئے تو میں کہتا ہوں کہ They are not interested. کیونکہ ان کو سمجھ ہی نہیں آ رہی - یہ سارے لوگ بیٹھے ہیں۔ یہ حلفاً کہہ دیں کہ آج کیا قانون سازی ہو رہی ہے تو میں اسے withdraw کر لیتا ہوں۔

جناب سپیکر : آپ چھوڑیں - اپنی بات جاری رکھیں۔

رانا آفتاب احمد خان : جناب سپیکر ! اگر کوئی ڈرائیور رکھنا ہو تو اس کی بھی qualification مقرر ہوتی ہے کہ اس کا لائسنس ہو، شناختی کارڈ ہو۔۔۔

وزیر آبکاری و محصولات : پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر ! ہمارے محترم ساتھی ممبر نے "any other person" پر بہت سیر حاصل تبصرہ کر لیا ہے۔ ان کی جو ترمیم ہے وہ Select Committee کے بارے میں ہے۔ لہذا ان کی بحث کا scope بھی Select Committee کے بارے میں ہی ہونا چاہئے۔ اسی کے بارے میں یہ اپنی آراء دیں، دلائل دیں کہ اسے Select Committee کے سپرد کیا جائے یا نہ کیا جائے۔ "any other person" پر بحث ہو چکی ہے۔ میں ہاؤس کی اطلاع کے لئے عرض کرنا چاہتا ہوں، میری اپنے دوستوں سے گزارش ہے کہ کسی بھی موضوع پر بولنے کے لئے اس سے متعلقہ قوانین کا مطالعہ کر کے آیا کریں۔ وفاقی محتسب کا قانون پڑھیں، باقی صوبوں میں جو صوبائی محتسب ہیں ان کی appointment کے بارے میں، qualification کے بارے میں پڑھیں تو آپ کو معلوم ہو گا کہ ہمارا قانون ان سے جامع ہے۔ اس میں ہائی کورٹ کا جج ہونا یا اس کی قابلیت رکھنا یا کوئی ایسا شخص جو کہ اچھی شہرت کا مالک ہو اس کو Ombudsman بنانے کے لئے کہا گیا ہے جبکہ باقی چاروں قوانین کے اندر خواہ وہ تین صوبوں کے ہیں یا وفاقی محتسب ہے، اس کے اندر qualification کا ذکر تک نہیں ہے۔

میری یہ گزارش ہے کہ یہاں بحث کرنے سے پہلے مطالعہ بھی ضروری ہے اور اس کے بعد ہاؤس کے جو آداب ہیں ان کے اندر رہتے ہوئے بات کرنی چاہئے۔ رانا صاحب

ماشاء اللہ بڑے سینئر ممبر ہیں' میری ان سے یہ گزارش ہے کہ ان کی بحث کا scope صرف اور صرف Select Committee اور اپنی ترمیم تک محدود ہونا چاہئے۔ مہربانی۔

رانا آفتاب احمد خان : جناب سپیکر ! فاضل وزیر ایسے ہی برا مان گئے۔ میں ان کے علم میں اضافہ کر دوں کہ Select Committee میں جا کر بھی یہی کچھ discuss ہونا ہے۔ جب یہ قانون Select Committee میں refer ہو گا تو اس میں یہ refer تو نہیں ہو گا کہ ایکسائز میں آپ نے شراب کے کتنے پرمٹ جاری کئے ہیں۔ وہاں پر بھی یہی قانون ہی discuss ہونا ہے۔

جناب سپیکر ! "any other person" سے یہ مت گھبرائیں۔ میں نے پہلے بھی کہا ہے کہ This is the prerogative of the Government. یہ اپنی اکثریت کے ساتھ ترمیم لاتے ہیں۔ میں نے اس پر اعتراض نہیں کیا۔ مگر "any other person" کے ساتھ جو بے چینی پیدا ہوئی ہے۔ اگر یہ کسی دباؤ کے تحت لگا دیں گے Let there be any pressure from the Federal Government. مگر ذمے تو ان کے ہی لگے گا۔ اس پورے ہاؤس نے ذمہ دار ہونا ہے۔ جب یہ قانون بن جانا ہے تو کسی نے یہ نہیں کہنا کہ آپ نے اس کی مخالفت کی ہے یا نہیں کی۔ یہ "any other person" is very important. اور relevant ہے جیسا کہ رانا صاحب نے کہا تھا کہ You can pass it. مگر آپ دیکھیں کہ اگر "any other person" آ جائے گا تو وہ چیلنج ہو جائے گا۔ ہائی کورٹ کے جج آتے تھے' ان کو پتا تھا۔ اب اس میں آپ ترمیم لے آئے ہیں۔ آپ دیکھتے ہیں کہ He is not doing according to the wishes of the Government لہذا انہیں withdraw کر لیں۔ اس طرح تو اس کی اتھارٹی ہی ختم ہو جائے گی۔ جیسے ہم ادھر سارے سہمے سہمے بیٹھے ہوتے ہیں کہ پتا نہیں اسمبلی کا اجلاس آج کے بعد ہونا ہے یا نہیں؛ شاید ہمیں ہماری تنخواہ بھی ملنی ہے یا نہیں ملنی؟ یہاں یہ پریشانی ہوتی ہے۔ Unless you have a sure time. جب tenure ختم کریں گے یا اس کو withdraw کر سکیں گے تو اس کی اتھارٹی چیلنج ہو جائے گی۔ وہ اپنے ضمیر کے مطابق کام ہی نہیں کر سکے گا۔ آپ دیکھیں کہ جتنی دیر آدمی کو یہ ensure نہ ہو کہ I can

stand ,I have right, I have powers تو وہ اپنے فرائض صحیح طور پر ادا نہیں کرتا۔ میں آپ سے گزارش کروں گا کہ اس میں جلدی نہ کریں۔ اس کو دوبارہ غور کے لئے Select Committee کے پاس بھیجیں وہ اس کو دوبارہ thrash out کرے گی اور You always can do it. ہم تو بہتری کی طرف جانے کو کہیں گے ۔ یہ محتسب کا دفتر بڑا اچھا ہے لوگوں کو انصاف ملتا ہے۔ مگر یہ جو ترامیم آ رہی ہیں اس سے اس کا بنیادی مقصد ہی فوت ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ ڈاکٹر اسد اشرف صاحب!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے ۔ جناب علی حسن رضا قاضی!۔۔۔ وہ بھی تشریف نہیں رکھتے ۔ رانا تجمل حسین!۔۔۔ نہیں ہیں۔ رانا مشہود احمد خان صاحب۔۔۔ جناب آجاسم شریف صاحب!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے ، مسز پروین مسعود بھٹی صاحبہ!۔۔۔ مس صبا صادق صاحبہ!

محترمہ نشاط افزاء : پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا ! آپ جس منصب اعلیٰ پر تشریف فرما ہیں یہاں پر سات کروڑ عوام کی آپ نمائندگی کر رہے ہیں۔ صرف آپ حکومتی نمائندے کی حیثیت سے یہاں تشریف نہیں رکھتے۔ میں آپ کی وساطت سے وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ یہ جو محتسب اعلیٰ کے لئے بات ہو رہی ہے اس کے میرٹ کی clarification کیوں نہیں فرماتے؟ اس کے پس منظر میں کیا بات ہے؟

جناب سپیکر : محترمہ ! وہ بتانے لگے ہیں۔ آپ تشریف رکھیں۔ جی، وزیر خوراک!

وزیر خوراک: جناب والا ! رانا آفتاب صاحب نے جس ترمیم پر اپنے خیالات کا اظہار فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ اس کی مناسب تشہیر ہونی چاہئے۔ خصوصی کمیٹی اس پر غور کر چکی ہے۔ اب یہ فرماتے ہیں کہ اسے Select Committee کو بھیجا جائے۔ اس بارے میں انھوں نے کوئی خاص reasoning نہیں دی کہ اس کو کیوں Select Committee کو بھیجا جائے؟ اس میں کیا کسر رہ گئی ہے؟ اس میں کیا کمی رہ گئی ہے جو انھوں نے نکالنی ہے؟ اس پر خصوصی کمیٹی غور کر چکی ہے، کابینہ کی میٹنگ میں یہ قانون بڑا thrash out ہوا ہے۔ دوسرا یہ بڑی معمولی سی ترامیم ہیں جن پر ان کو اعتراض ہے۔ انھوں نے ساری

باتیں پہلی کلاز کے بارے میں "any other person" کے حوالے سے کی ہیں جبکہ میں اس بارے میں پہلے ہی جواب عرض کر چکا ہوں۔ ان کے خدشات میں کوئی جان نہیں ہے۔ لہذا میری استدعا ہو گی کہ اس ترمیم کو مسترد کیا جائے اور قانون پاس کیا جائے۔ شکریہ۔

MR SPEAKER: The amendment moved and the question is:

"That the Punjab Office of the Ombudsman (Amendment) Bill 2003 (Bill No. 5 of 2003) as recommended by the Special Committee No. 1, be referred to the Select Committee consisting of the following Members with instructions to report upto 15 March 2003·

1. Rana Sanaullah Khan;
2. Rana Aftab Ahmad Khan;
3. Syed Ehsan Ullah Waqas;
4. Brig (R) Muhammad Hassan;
5. Sardar Hassan Akhtar Mokal;
6. Maj (R) Asghar Hayat Kalyar;
7. Ch Khalid Asghar Ghural;
8. Mr Amanat Ali Virk,
9. Rai Ejaz Ahmad; and
10. Rana Muhammad Qasim Noon

(The Motion was lost)

MR SPEAKER: The motion moved and the Question is:

"That the Punjab Office of the Ombudsman (Amendment) Bill 2003, (Bill No. 5 of 2003), as

recommended by the Special Committee No. 1, be taken into consideration at once."

(The Motion was carried)

CLAUSE-2

MR SPEAKER: Now, we take up the Bill clause by clause. Now, Clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it. The Question is:-

"That clause 2 of the Bill do stand part of the Bill"

(The motion was carried)

CLAUSE-3

MR SPEAKER: Now, clause 3 of the Bill is under consideration An amendment has been received from Rana Sanaullah Khan, Rana Aftab Ahmad Khan, Raja Riaz Ahmad, Dr Asad Ashraf, Ch Ejaz Ahmad Samma, Mr Ali Hassan Raza Qazi, Raja Muhammad Shafqat Khan Abbasi, Dr Muhammad Javed Siddiqui, Mr Samiullah Khan, Rana Tajammal Hussain, Rana Mashhood Ahmad Khan, Sh Ejaz Ahmad, Mr Muhammad Ajasam Shariff, Mrs Nighat Parveen Meer, Mrs Parveen Masood Bhatti and Miss Saba Sadiq. Rana Aftab Ahmad Khan may move:

RANA AFTAB AHMAD KHAN: Sir, I move:-

That in clause 3 of the Bill, as recommended by the Special Committee No. 1, for the word "four", appearing in line 2, the word "two" be substituted.

MR SPEAKER: The Motion moved is:

That in clause 3 of the Bill, as recommended by the Special Committee No. I, for the word "four", appearing in line 2, the word "two" be substituted.

MINISTER FOR FOOD: I oppose it, Sir.

MR SPEAKER: Minister for Food has opposed it. Rana Sanaullah Khan!

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! تمام اپوزیشن کے behalf پر جناب سمیع اللہ خان صاحب بات کریں گے۔

جناب سپیکر: جی، سمیع اللہ خان صاحب!

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! چونکہ اس کے پہلے حصے پر اس ایوان نے اپنی کارروائی مکمل کی ہے۔ جیسے میں نے پہلے کہا کہ ہمارے نقطہ نظر سے یہ ہاؤس ایک ایسا کام کرنے جا رہا ہے کہ شاید مستقبل میں اس ہاؤس کو اس کی قیمت ادا کرنا پڑے گی اور اس کے ساتھ ساتھ اس کی قیمت پنجاب کے کروڑوں عوام کو بھی ادا کرنا پڑے گی اور ہو سکتا ہے کہ اس کی قیمت کسی اور sense میں اس ملک کے کسی ریٹائرڈ جنرل کو ادا کی جائے یا کسی ہارے ہوئے سیاست دان کو ادا کی جائے۔ میرے خیال میں ایک تو پہلے ہی یہ ظلم تھا اوپر سے حکومتی پارٹی نے اس کی مدت میں اضافہ کیا ہے، یہ درست نہیں ہے۔ میری یہ گزارش ہے کہ یہ ہاؤس اس کو withdraw کرے۔ بہت، مہربانی شکریہ۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ چودھری اعجاز احمد سماں صاحب!

چودھری اعجاز احمد سماں: جناب سپیکر! ایک تو اس ترمیم میں یہ وضاحت نہیں کی گئی کہ کون شخص لگایا جائے گا یا اس کا معیار کیا ہو گا؟ جب یہ بالکل خاموش ہے تو دو سال سے چار سال substitute کرنا بالکل مناسب نہیں ہے بلکہ اسے دو سال سے بھی کم کرنا چاہئے لیکن آپ اسے دگنا کر رہے ہیں۔ اس پر میری یہی گزارش ہے کہ یہ ہاؤس اس پر غور کرے۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ مسٹر علی حسن رضا قاضی صاحب۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی صاحب۔۔۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! رانا ثناء اللہ صاحب نے فرمایا تھا کہ معزز رکن سمیع اللہ صاحب سب کے behalf پر بات کریں گے تو انھوں نے سب کے behalf پر بات کر لی ہے۔ لہٰذا ابھی اسے put کیا جائے۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔ شکریہ۔

رانا ثناء اللہ خان، یہ بات درست ہے۔

جناب سپیکر، جی، وزیر خوراک!

محترمہ پروین مسعود بھٹی، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، محترمہ! تشریف رکھیں۔ آپ نے پہلے بات کر لی ہے۔ ابھی آپ تشریف رکھیں اور منسٹر صاحب کو سن لیں۔ پلیز آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ پروین مسعود بھٹی، جناب سپیکر! اس بل میں جس کا پتا ہی نہیں کہ وہ کون ہے؛ ریٹائرڈ جنرل ہے یا کوئی اور ہے تو آپ اسے چار سال کے لئے عہدہ دے رہے ہیں۔ یہ کتنی ناانصافی کی بات ہے۔

جناب سپیکر، شکریہ۔ جی، وزیر خوراک!

وزیر خوراک، جناب والا! محترمہ کا اس ترمیم میں نام ہی نہیں ہے یہ تو ویسے ہی بولے جا رہی ہیں۔ میں نے پہلے بھی بڑی وضاحت سے گزارش کر دی ہے کہ اس کو صرف at par کرنے کے لئے پاکستان کے باقی صوبوں میں بھی چار سال کی میعاد ہے۔ وفاقی محتسب کی بھی چار سال کی میعاد ہے۔ بلوچستان میں بھی چار سال کی میعاد ہے۔ آزادکشمیر میں بھی چار سال ہے۔ اس کو at par کرنے کے لئے اس میں جو تھوڑا بہت lacuna رہ گیا تھا ہم نے وہ پورا کرنے کے لئے اسے چار سال کے لئے کیا ہے۔ جو خدشات رانا ثناء اللہ صاحب نے فرمائے تھے میں نے اس بارے میں بڑی وضاحت کر دی ہے کہ خدانخواستہ اگر کوئی ایسا بندہ آ جائے جو حکمرانی کرے تو اس کو remove کرنے کے لئے حکومت کے پاس پورا اختیار ہے۔ اگر appoint کرنے کا اختیار ہے تو نکالنے کا بھی اختیار رہے۔ اسی لئے اس میں ان کے سارے خدشات بے بنیاد ہیں۔ ہم نے صرف اس کو at par کیا ہے۔ براہ مہربانی ان کی ترمیم کو مسترد کیا جائے اور بل کو پاس کیا جائے۔ شکریہ۔

MR SPEAKER: The amendment moved and the question is:

"That in clause 3 of the Bill as recommended by the Special Committee No. I, for the word "four", appearing in line 2, the word "two" be substituted."

(The motion was lost)

MR SPEAKER: The question is:

"That clause 3 of the Bill do stand part of the Bill."

رانا آفتاب احمد خان، جناب سپیکر! ڈویژن کرائی جائے۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر، جو اس کے حق میں ہیں وہ اپنی نشستوں پر کھڑے ہو جائیں اور گنتی کی جائے۔

(After counting, the motion was carried.)

CLAUSE-1

MR SPEAKER: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 1 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

PREAMBLE

MR SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Preamble of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

LONG TITLE

MR SPEAKER: Now, the Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Long Title of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

رانا ثناء اللہ خان، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میں پوائنٹ آف آرڈر کے ذریعے معزز

قائد ایوان سے sorry کرنا چاہتا ہوں کہ وہ آج ایوان میں تشریف لائے' ہم انہیں welcome کرتے ہیں لیکن انہیں آج اپنے ساتھیوں کی نا اتفاقی کی وجہ سے آج کھڑا رہنا پڑا۔

جناب سپیکر: شکریہ' جناب ارشد محمود !

جناب ارشد محمود بگو: جناب والا! میری آپ کی وساطت سے وزیر قانون سے یہ گزارش ہے کہ شادی کے کھانوں پر بھی ایک بل پیش کیا گیا تھا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ جو ترامیم آج پیش ہوئی ہیں ' یہ اس لئے بھی ضروری ہیں کہ پنجاب کے پورے لوگ اس بل کی طرف دیکھ رہے ہیں۔ جب ہم اپنے حلقوں میں جاتے ہیں تو لوگ پوچھتے ہیں کہ شادی کے کھانوں کے متعلق جو بل پیش ہوا تھا وہ اسمبلی میں پاس ہوا ہے یا نہیں ؛ تو میری یہ درخواست ہے کہ اگر انہوں نے آج یہ بزنس میں نہیں رکھا' تو کل اس کو مہربانی کرکے لے آئیں۔

جناب سپیکر: جی' وہ بھی آ جائے گا۔

وزیر قانون: جناب والا! میں اجازت چاہوں گا۔

جناب سپیکر: جی' فرمائیں۔

وزیر قانون: جناب والا! میں اپنے معزز رکن کی رائے کا احترام کرتا ہوں اور ان کی اطلاع کے لئے یہ عرض کرتا ہوں کہ وہ بل جو ہے وہ سلیکٹ کمیٹی کو refer ہوا تھا۔ آج اس کی رپورٹ آ گئی ہے۔ لیکن اگر اس ہاؤس کا consensus ہے اور رولز کو معطل کرکے کل اس کو لینا چاہتے ہیں تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔ اس کو take up کر لیا جائے گا۔

جناب سپیکر: جی' وہ بل بھی کل لے آئیں گے۔ وزیر قانون!

محترمہ نشاط افزاء: جناب سپیکر! میں نے وزیر اعلیٰ صاحب کی خدمت میں گزارش کرنی تھی ---

جناب سپیکر، محترمہ! اب میں نے وزیر قانون کو floor دیا ہے۔

محترمہ نشاط افزاء، وزیراعلیٰ صاحب میں آپ کی خدمت میں گزارش کرنا چاہتی ہوں کہ یہ جو آپ کے وزراء سب اچھا ہے کی کانا پھوسیاں شروع کر دیتے ہیں ان کی باتوں پر نہ جایا کریں۔ یہ سب آپ کو غلط خبریں دیتے ہیں کہ "سب اچھا ہے"۔

جناب سپیکر، محترمہ! شکریہ۔ آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ نشاط افزاء، "سب اچھا ہے" "سب اچھا کی بات میں آپ کو بتا رہی ہوں کہ آپ کو یہ سب غلط رپورٹیں دیتے ہیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر، آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔ محترمہ! اب آپ تشریف رکھیں۔ آپ کی بات ہو گئی ہے۔

محترمہ نشاط افزاء، جناب سپیکر! میری بات ابھی مکمل نہیں ہوئی۔

جناب سپیکر، محترمہ! آپ پوائنٹ آف آرڈر پر debate تو نہیں کر سکتیں۔ پلیز! آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ نشاط افزاء، آپ میری بات تو سن لیں۔

جناب سپیکر، میں نے آپ کی بات سن لی ہے۔ اب پوائنٹ آف آرڈر پر تقریر تو نہیں ہو سکتی۔ جی، وزیر قانون!

MINISTER FOR LAW: Sir, I move:-

> That the Punjab Office of the Ombudsman (Amendment) Bill, 2003(Bill No. 5 of 2003), be passed.

MR SPEAKER: The motion moved is:-

> "That the Punjab Office of the Ombudsman (Amendment) Bill, 2003(Bill No. 5 of 2003), be passed."

MR SPEAKER: The motion moved and the question is:-

"That the Punjab Office of the Ombudsman (Amendment) Bill, 2003(Bill No. 5 of 2003), be passed."

(The motion was carried)

The Bill is passed.

راجہ ریاض احمد۔ پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر۔ جی' راجہ صاحب۔ آرڈر پلیز۔

راجہ ریاض احمد ۔ شکریہ' جناب سپیکر ! سب سے پہلے میں وزیراعلیٰ صاحب کو ہاؤس میں تشریف لانے پر انہیں خوش آمدید کہتا ہوں اور ساتھ ہی یہ بھی کہوں گا کہ وہ ہاؤس میں تشریف لے آیا کریں آئندہ ہم ان سے وعدہ کرتے ہیں کہ ان کو کھڑا نہیں ہونا پڑے گا۔ پرسوں چوتھے یہاں پر وزیراعلیٰ صاحب کے جو اقدامات ہیں ان کو خراج تحسین پیش کرنے کے لئے کافی بحث ہوئی تھی تو میں آج جناب وزیراعلیٰ صاحب کو اس پورے ہاؤس کے سامنے خراج تحسین پیش کرتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ اگر وہ اس قسم کے اقدامات کرتے رہے تو انشاء اللہ تعالیٰ یہاں جمہوریت جو ہے وہ پٹڑی پر ضرور چڑھے گی اور میں پوری امید کرتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ اس ملک میں جمہوریت مضبوط ہوگی اور ان کا یہ اقدام کہ جو لوگ ہم سے منافقت کر کے ہمیں چھوڑ کر گئے تھے'۔۔۔(قطع کلامیاں)۔۔۔ میری بات تو سن لیں ۔ ان کو میں مبارک باد دیتا ہوں کہ ان کو انہوں نے وزارتیں نہیں دیں وہ بیچارے بے بس لوٹے ہی رہ گئے ہیں۔ اگر مخدوم اشفاق صاحب کو انہوں نے وزارت دی ہے تو مخدوم الطاف کی وجہ سے دی ہے۔ باقی سارے لوٹے بے کار گئے ہیں ۔

جناب سپیکر۔ یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔ شکریہ۔ آپ تشریف رکھیں۔

مسودہ قانون (ترمیم) ملازمت سے برطرفی
(خصوصی اختیارات) پنجاب مصدرہ 2003

MR SPEAKER: Now, we take up The Punjab Removal from Service (Special Powers) (Amendment) Bill, 2003, (Bill No 1 of 2003) Minister for Food may move:

MINISTER FOR FOOD: Sir, I move:-

> "That the Punjab Removal from Service (Special Powers) (Amendment) Bill, 2003, as recommended by the Special Committee No 1, be taken into consideration at once"

MR SPEAKER: The motion moved is:-

> "That The Punjab Removal from Service (Special Powers) (Amendment) Bill, 2003, as recommended by the Special Committee No 1, be taken into consideration at once."

There are two amendments to this motion. The first amendment is from Rana Sanaullah Khan, Rana Aftab Ahmad Khan, Raja Riaz Ahmad, Dr Asad Ashraf, Ch Ijaz Ahmad Samma, Mr Ali Hassan Raza Qazi, Raja Muhammad Shafaqat Khan Abbasi, Dr Muhammad Javed Siddiqui, Mr Samiullah Khan, Rana Tajjamal Hussain, Rana Mashhood Ahmad Khan, Sh Ejaz ahmad, Mr Muhammad Ajasam Shariff, Mrs Parveen Masood Bhatti and Miss Saba Sadiq. Rana Sanaullah may move it.

RANA SANAULLAH KHAN: Thank you Mr Speaker. Sir, I move:

"That the Punjab Removal from Service (Special Powers) (Amendment) Bill 2003 (Bill No.1 of 2003) as recommended by the Special Committee No 1 be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 15 March 2003."

MR SPEAKER: The motion moved is

"That the Punjab Removal from Service (Special Powers) (Amendment) Bill 2003 (Bill No.1 of 2003) as recommended by the Special Committee No 1 be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 15 March 2003."

MINISTER FOR FOOD: I oppose it, Sir.

MR SPEAKER: The Minister for Food has opposed. Rana Sanaullah Khan!

رانا ثناء اللہ خان، شکریہ' جناب سپیکر! یہ جو The Punjab Removal from Service (Special Powers) (Amendment) Bill ہے۔ یہ اس ایکٹ میں اس بل کے ذریعے سے جو ترمیم لائے ہیں اس میں میری پہلی گزارش یہ ہے کہ یہ قانون ایل ایف او کی پیداوار ہے جو کہ غیر آئینی ہے' غیر قانونی ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ اس بل کے ذریعے سے میں سمجھتا ہوں کہ محترم قائد ایوان کے ساتھ یہ بڑی زیادتی کی جا رہی ہے کہ اس ترمیم کے ذریعے سے The word "Governor" occurring for the first time shall be substituted by the word "Chief Minister". یعنی یہ بل' یہ ایکٹ' یہ قانون ایک لعنت ہے اور اسے بنانے میں نہ جناب چیف منسٹر کا کوئی عمل دخل ہے اور نہ اس ہاؤس کا کوئی عمل دخل ہے۔ اسے کسی اور جرنیل نے بنایا اور in shape of

Ordinance, promulgate کسی اور جرنیل نے کیا ایل ایف او کے ذریعے اسے تحفظ دیا اور جناب! اب اس لعنت کے اوپر اس ترمیم کے ذریعے اس معزز ہاؤس کا نام لکھنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ میں اپنے بھائی وزیر قانون راجہ بشارت صاحب سے یہ گزارش کروں گا کہ انہیں بعد میں دوبارہ اس بارے میں کوئی غلط فہمی نہ ہو کہ اس میں ہم کوئی ترمیم نہیں چاہتے۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ اس پر گورنر کا نام ہی رہے۔ یہ لعنت جنہوں نے پیدا کی ہے وہی اس کے وارث رہیں۔ اس کا وارث اس ہاؤس کا قائد نہ بنے۔ اس کے اوپر قائد ایوان کا نام نہ آئے، ہم نے اس لئے اس پر کوئی ترمیم پیش نہیں کی لیکن چونکہ ہم یہ چاہتے ہیں کہ اس پر اس قائد ایوان کا نام نہ آئے تو for this purpose I seek the support of Honourable Members of this House Why? میں کیوں ایسا چاہتا ہوں Why it is a curse? اسے بدنام زمانہ Removal from Service Act 2002 کہا جاتا ہے، یہ کیوں ایسا ہے؟ آپ ملاحظہ فرمائیں اس میں بیان کیا گیا ہے۔ Section (3) :

Removal from Service جناب قائد ایوان! میں اس بارے میں آپ کی توجہ چاہوں گا۔ اس میں یہ لکھا ہے کہ Where in the opinion of competent authority اس میں آگے تفصیل ہے کہ اگر competent authority یہ سمجھتی ہے کہ کوئی آدمی

inefficient, misconduct, or he is involved in corrupt practices, or he has assumed style of living beyond his known sources or he has a reputation of being corrupt. میں محترم قائد ایوان، جن کا نام اب اس document میں لکھنے کے لئے جا رہا ہے، کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ کیا دنیا میں آج تک ایسی قانون سازی ہوئی ہے کہ ' where in the opinion of the competent authority جناب سپیکر! وہ opinion کیا ہوتی ہے؟ یعنی ہمیشہ ہر قانون سازی میں، ہر ایکٹ میں، جس میں بھی اس قسم کی سزا کا اختیار competent authority کو دیا جاتا ہے تو ہمیشہ وہاں پر اس قسم کے الفاظ ہوتے ہیں کہ if the competent authority is satisfied that یعنی یہ ہوتا ہے کہ اگر competent authority مطمئن ہے کہ وہاں پر there are sufficient reasons to believe موجود ہیں کہ ایکشن لیا جائے تو پھر وہ ایکشن لے سکتی ہے یا یہ ہوتا ہے کہ or there is sufficient evidence on record. کہ ریکارڈ کے اوپر ایسی شہادت موجود ہے جس کی بنیاد پر کسی بھی سرکاری ملازم کے خلاف ایکشن لیا جا سکتا ہے۔ لیکن یہ تو اس ملک اور دنیا میں پہلی بار ہو رہا ہے کہ

where in the opinion of the competent authority. یعنی ہر آدمی کی رائے دوسرے کے متعلق مختلف ہو سکتی ہے۔ یہاں ارشد لودھی صاحب بیٹھے ہیں ان کے دوستوں کی ان کے متعلق رائے اور ہے، ہماری رائے اور ہے۔ اب ہماری رائے کو وہ کیسے object کر سکتے ہیں؟ وہ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ آپ کی رائے غلط ہے؟ بھئی! ہماری رائے ہے۔ جناب سپیکر! وہ میرے بڑے بھائی ہیں اور ہمارے سینئر ساتھی ہیں۔ ایک تو یہ بڑی زیادتی ہے۔ ٹھیک ہے یہ مقولہ ہے کہ ہر بات کے دو معنی نکلتے ہیں لیکن یہ ضروری نہیں ہے کہ ہر کوئی اپنی مرضی سے negative معنی نکال لے۔ اب میں نے تو in good sense کہا ہے۔ ارشد لودھی صاحب سینئر آدمی ہیں۔ جب بندہ مثال دیتا ہے تو کسی سینئر آدمی کی دیتا ہے۔ لیکن یہ لوگ ہنس کر میری بات کو otherwise negative sense میں لے گئے ہیں۔

جناب سپیکر! پھر اس کے بعد میں محترم اور معزز ممبران ایوان سے یہ گزارش کروں گا کہ آپ اس بات کو بخوبی جانتے ہیں کہ opinion ہر آدمی کا بنیادی حق ہے۔ میں کسی کے بارے میں اچھی opinion رکھتا ہوں، میں کسی کے بارے میں بری opinion رکھتا ہوں، by law, اخلاقی اقدار کے حوالے سے بھی کسی کو یہ حق نہیں کہ وہ میری opinion کے اوپر prevail کرے۔ میں اپنی opinion رکھ سکتا ہوں، چاہے اچھی رکھوں یا بری رکھوں۔ بات یہ ہے کہ میری opinion کو اس بات کا درجہ دے دینا کہ اس دوسرے آدمی کا جو کہ سرکاری ملازم ہے روزگار، اس کی نوکری یا اس کی life میری opinion کے اوپر آ جائے کہ as competent authority میری جو opinion ہے کیونکہ میری opinion ہے، لہذا میں اس کے خلاف ایکشن لوں گا اور بجائے اس کے مجھے by judicial review خود کو satisfy کرنا چاہئے۔

جناب سپیکر، ہاؤس کا ٹائم 9:00 بجے تک extend کیا جاتا ہے۔ جی، رانا صاحب!

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! مجھے اس بات پر اعتراض ہے کہ اگر معزز قائد ایوان آج ہاؤس میں آ گئے ہیں تو پہلے تو انہوں نے انہیں کھڑا کر کے سزا دی ہے اور اب بٹھا کر سزا دینا چاہتے ہیں۔ اس میں ٹائم بڑھانے والی کون سی بات ہے۔ اگر کل business مکمل نہیں ہوگا تو اگلے دن یا پھر اس سے اگلے دن اجلاس کو extend کریں۔

جناب سپیکر، رانا صاحب! ہاؤس پہلے بھی extend ہوتا رہا ہے اور تین تین گھنٹے

extend ہوتا رہا ہے۔ پہلے بھی کوئی ایسا خاص business نہیں تھا۔ آج تو بل ہے یہ بڑا important business ہے۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! میں یہ عرض کروں گا۔ آپ اس بارے میں تھوڑی سی توجہ فرمائیں۔۔۔

رانا آفتاب احمد خان، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، میں نے رانا صاحب کو floor دیا ہوا ہے۔ جی' رانا صاحب!

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنی چاہوں گا کہ آپ نے جس دن لاء اینڈ آرڈر پر بحث کے لئے ٹائم extend کیا اس دن لاء اینڈ آرڈر پر بحث کرنے کے لئے صرف اور صرف وہی دن مختص تھا۔ اگر اگلا دن بھی لاء اینڈ آرڈر پر بحث کے لئے مختص ہوتا تو کبھی بھی ٹائم extend نہ ہوتا اور جو دوست بات کرنے سے رہ گئے تھے انہیں کہا جاتا کہ بھئی! اب ٹائم ختم ہو گیا ہے آپ کل بات کر لیں۔ ہمیشہ ہاؤس کا ٹائم اس وقت extend ہوتا ہے جب متعلقہ بزنس سے متعلق آگے کوئی وقت متعین نہ کیا گیا ہو۔ اب کل کا دن بھی legislation کے لئے ہے۔ اس لیے اب چیف منسٹر صاحب کو اور سب کو مزید بٹھانا میں نہیں سمجھتا کہ مناسب ہو گا۔۔۔

جناب سپیکر، رانا صاحب! یہ تو آپ مفروضے پر بات کر رہے ہیں کہ اگر اگلا دن بھی لاء اینڈ آرڈر پر ہوتا تو پھر ٹائم نہ بڑھتا۔ اگلا دن اگر ہوتا تو پھر آپ دیکھتے کہ ہم ٹائم بڑھاتے ہیں یا نہیں؛

رانا ثناء اللہ خان ، جناب سپیکر! میں یہ بات واضح نہیں کر سکا۔ کیونکہ لاء اینڈ آرڈر کے لئے ایک دن تھا اور اس دن ٹائم ختم ہوگیا۔ کچھ دوست رہتے تھے' اگلا دن لاء اینڈ آرڈر کے لئے نہیں تھا۔ اگلے دن لاء اینڈ آرڈر پر بات نہیں ہو سکتی تھی اس لیے مجبوری تھی کہ ٹائم بڑھایا جائے لیکن آج تو ایسا نہیں ہے۔

جناب سپیکر، لیکن ہم نے تو اگلے دن بھی وقت بڑھایا تھا۔ تین دن لگاتار ہم نے وقت بڑھایا تھا۔ یہ ریکارڈ گواہ ہے۔ اس میں کوئی شک والی بات نہیں ہے۔

رانا ثناء اللہ خان ، جناب سپیکر! میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ اگر لاء اینڈ آرڈر کے لئے

دوسرا دن بھی مختص ہوتا تو کبھی ٹائم نہ بڑھایا جاتا؟

جناب سپیکر، پھر تو وہ ٹائم آتا تو پتا چلتا کہ بڑھنا تھا۔ جی! رانا آفتاب احمد خان!

رانا آفتاب احمد خان، جناب سپیکر! آپ کا یہ اختیار ہے کہ آپ وقت بڑھا سکتے ہیں۔ آج ہماری پاکستان پیپلز پارٹی کا بہت اہم اجلاس ہے اور ساڑھے آٹھ بجے اجلاس کے فوری بعد میٹنگ کا وقت تھا۔ ہمیں جو ایجنڈا ملا تھا اس میں یہ کہا گیا تھا کہ بقیہ legislation کل پر چلی جائے گی۔ ہمارے وہاں پر تقریباً تین سو مہمان بیٹھے ہوئے ہیں۔ ہمارا ساڑھے آٹھ بجے کا ٹائم تھا۔ لوگ کافی دور سے، اسلام آباد اور کراچی وغیرہ سے آئے ہوئے ہیں۔ انہوں نے واپس جانا ہے۔ آپ اس کو کل تک لے جائیں۔ ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب سپیکر، رانا صاحب! چونکہ ابھی میں نے وقت بڑھا دیا ہے۔ مزید اس کو نہیں بڑھائیں گے۔ پلیز! آپ اپنی بات مختصر کر لیں۔

محترمہ نشاط افزاء، جناب سپیکر! جناب چیف منسٹر صاحب کی خدمت میں گزارش کرنا چاہتی ہوں کہ آج اتفاق سے وہ یہاں تشریف فرما ہیں۔ میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ آپ کی حکومت کو بنے ہوئے چار مہینے ہو گئے ہیں۔ میں آپ کی خدمت عالیہ میں ان کی وساطت سے عرض کرنا چاہتی ہوں کہ آپ کے جتنے وزراء ہیں۔ وہ آپ کو سب اچھا کی رپورٹ دے رہے ہیں۔ براہ مہربانی آپ ایک مؤمن چیف منسٹر کی حیثیت سے اپنی سرکاری جیپ میں سے اور جو آگے پیچھے گارڈ ہوتی ہے اس کو ہٹا کر سوزوکی میں کمبل کی بکل ماریں اور سارے شہر کا چکر لگائیں۔ پھر آپ دیکھیں کہ کیا ہو رہا ہے؟

جناب سپیکر، آپ پوائنٹ آف آرڈر پر تقریر نہیں کر سکتیں۔ آپ تشریف رکھیں۔

بیگم زینت خان، ہمارے وزیراعلیٰ کا تو ہم سے 24 گھنٹے رابطہ رہتا ہے۔ یہ وزیر اعلیٰ اپنے عوام اور اپنے وزراء کے ساتھ بیٹھتے تو ہیں۔ ہم نے تو وہ وزیر اعلیٰ بھی دیکھے تھے کہ جب وہ 7 کلب میں آتے تو اپنے وزراء کو یوں کر کے ہاتھ ملا کر چلے جاتے تھے۔

جناب سپیکر، رانا ثناء اللہ خان!

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ ہماری معزز بہنوں کو خود بھی اس بات کا احساس کرنا چاہئے۔ جب ہم بات کرتے ہیں تو ان کو بڑا اعتراض ہوتا ہے۔ [*******]

وزیر آبکاری و محصولات، رانا صاحب کے الفاظ غیر پارلیمانی ہیں انھیں کارروائی سے حذف کر دیں۔

جناب سپیکر، آرڈر پلیز۔ رانا صاحب کے یہ الفاظ کارروائی سے حذف کئے جاتے ہیں۔ جی' رانا صاحب!

رانا ثناء اللہ خان ۔ جناب سپیکر! میں ہاؤس میں مائیک سسٹم کی اصلاح چاہتا ہوں۔ کیونکہ وزیر موصوف کا جتنا قد ہے اگر ان کی آواز بھی مائیک کے ذریعے نہیں آتی تو پھر ہماری آواز کیسے آئے گی یعنی آپ اس مائیک سسٹم کا اندازہ کریں کہ وہ تو بالکل مائیک کے اوپر کھڑے ہوتے ہیں۔ ان کا کوئی فاصلہ ہی نہیں ہوتا لیکن پھر بھی ان کی آواز ہم تک نہیں پہنچتی۔

جناب سپیکر! میں یہ گزارش کر رہا تھا کہ اس بل میں جہاں کہ بدقسمتی سے گورنر کی جگہ پر اب قائد ایوان کا نام دیا جا رہا ہے۔ اس میں تمام arbitrary لہجہ اپنایا گیا ہے۔ اس کے بعد میں سمجھتا ہوں کہ ایک سرکاری ملازم کی ایک دیہاڑی دار جتنی بھی وقعت نہیں رہتی کہ اس کی سروس میں اتنا استحکام ہو کہ جیسے کوئی daily wages پر کام کرنے والے کا اس سے زیادہ استحکام ہوتا ہے کہ وہ day to day کام کرے۔ اس document کے بعد سرکاری ملازموں کا جو حال ہو گیا ہے۔ میں یہ عرض کر رہا تھا کہ اس میں جو' removal from service میں جو سیکشن 3 ہے۔ دنیا میں پہلی مرتبہ opinion کو کسی دوسرے آدمی کی قسمت کے فیصلے کے لیے حتمی قرار دے دیا گیا ہے کہ اگر in the opinion of the competent authority وہ نہیں ہے تو وہ کہیں گے کہ میری رائے ہے کہ یہ آدمی use ful نہیں ہے' یہ

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

guilty of misconduct ہے تو اس کو remove کیا جا سکتا ہے۔ حالانکہ اس سے پہلے جو قوانین بنتے رہے ہیں' ان میں ایسی بات نہیں ہوتی بلکہ satisfaction ضروری ہوتی ہے اور یہاں تک ہوتا ہے کہ وہ judicial review کریں گے۔ اس میں sufficient evidence on record ہونا ضروری ہے۔ جب ایک آدمی کی دس سالہ' پندرہ سالہ' بیس سالہ سروس کے بعد فارغ کر کے اس کو گھر بھیجتے ہیں تو کم از کم آپ کے پاس on record کچھ evidence تو ہونی چاہئے جس کا آپ حوالہ دیں اور ایک speaking order pass کریں کہ یہ آرڈر ہے اور اس وجہ سے اس آدمی کو ہم گھر بھیج رہے ہیں۔ صرف یہ لکھ دینا کہ چونکہ میری رائے کو اب قانون کا درجہ حاصل ہوگیا ہے لہٰذا یہ آدمی گھر جائے' اس کے بچے بھوکے مریں' اس کا خاندان suffer کرے۔

ملک محمد احمد خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی' ملک صاحب!

ملک محمد احمد خان، میں رانا صاحب کی اصلاح کے لیے بتانا چاہتا ہوں کہ یہ removal from service آرڈیننس کوئی landed document نہیں ہے۔ There is a department which holds an inquiry اگر وہ انکوائری اپنی تجاویز مجاز اتھارٹی کے پاس بھیجے جس میں evidence recorded ہو تو پھر وہ اپنی opinion formulate کر سکتے ہیں۔ That is a very legal method of doing it.

جناب سپیکر، شکریہ۔ جی' رانا صاحب!

رانا ثناء اللہ خان ، جناب سپیکر ! I welcome the suggestions of my learned brother. وہ ٹھیک ہے۔ یہاں پر جو opinion ہے اس کی جگہ پر یہ کر دیں کہ if there is sufficient evidence on record تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے یا وہ یہ کر دیں کہ ...if the competent authority is satisfied that there are

وزیر قانون ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی' وزیر قانون!

وزیر قانون جناب سپیکر! ہم amendment میں opinion نہیں لا رہے۔ amendment صرف اس حد تک ہے کہ پہلے وہاں پر لفظ گورنر لکھا ہوا تھا۔ اور ہم اب amendment کر کے لفظ گورنر پر چیف منسٹر لکھ رہے ہیں۔ چونکہ اب جمہوری حکومت قائم ہو چکی ہے' اب لفظ گورنر کی جگہ چیف منسٹر آنا چاہئے۔ اگر اس پر انہیں کوئی اعتراض ہے تو اس پر دلائل دیں۔ ہم ان کے اعتراض کو سر آنکھوں پر لیتے ہیں۔ لیکن ہم Removal from Service کے بل کو تو چھیڑ ہی نہیں رہے' صرف ایک لفظ کی تبدیلی چاہ رہے ہیں۔

جناب سپیکر، شکریہ۔ جی' رانا صاحب!

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! میں محترم وزیر قانون کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ یہ درست ہے کہ وہ بل کو نہیں چھیڑ رہے۔ کیونکہ اس بل کو ایل ایف او کا تحفظ ہے اس کو تو وہ چھیڑ ہی نہیں سکتے۔ اگر اس کو چھیڑیں گے تو پھر ان سے چھیڑ چھاڑ ہو جائے گی۔ لیکن میں آپ کی وساطت سے محترم وزیر قانون کی خدمت میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ اس گورنر کی جگہ پر آپ قائد ایوان کا نام لکھ رہے ہیں۔ This is a document of curse. It is a dirty document. یہ پورے صوبے کے سرکاری ملازمین کی جان پر عذاب بنا ہوا ہے۔ آپ قائد ایوان کے ساتھ کیوں دشمنی کر رہے ہیں؟ اگر آپ کو ان کے ساتھ پیار ہے تو پھر آپ اس لفظ کو نہ چھیڑیں۔

جناب صبغت اللہ چودھری (ایڈووکیٹ)، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی۔

جناب صبغت اللہ چودھری (ایڈووکیٹ)، جناب سپیکر! یہ ایل ایف او کا حصہ خود بھی ہیں اور انہوں نے سارا کچھ خود ہی کیا ہے۔ اب یہ کس طرح اس بات سے چھٹکارا حاصل کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ انہوں نے جو کچھ بھی کیا ہوا ہے' یہ اپنا بویا ہوا خود ہی کاٹ رہے ہیں۔

جناب سپیکر، جی' رانا صاحب! پلیز مختصر کریں۔

وزیر آبکاری و محصولات، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر۔ جی، منسٹر صاحب!

وزیر آبکاری و محصولات۔ جناب سپیکر! رانا ثناء اللہ صاحب ماشاء اللہ بڑے سینئر پارلیمنٹیرین ہیں اور انہیں پتا ہے کہ قانون سازی کیسے ہوتی ہے۔ اس کے لئے رولز کی کتاب موجود ہے۔ انہوں نے کوئی amendment move نہیں کی۔ اگر انہیں ملازمین کے غم کھائے جا رہے ہیں یا دردمندی کا مظاہرہ کر رہے ہیں اور اگر ان کی رائے میں کوئی سیکشن، کوئی لفظ ناگوار تھا تو ان کو amendment لانی چاہئے تھی۔ اس لئے اس کے بارے میں وہ بات کرنے کے حق دار نہیں ہیں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، رانا صاحب!

رانا ثناء اللہ خان۔ جناب سپیکر! انہوں نے فرمایا ہے کہ میں نے amendment move نہیں کی۔ اس کا جواب میں ایک دفعہ دے چکا ہوں۔ اگر منسٹر صاحب بات کو نہیں سنتے یا اس کو نہیں سمجھتے تو پھر مجھے بار بار ایک ہی بات کو دہرانا اچھا نہیں لگتا۔ میرے بھائی! میں یہی عرض کر رہا ہوں کہ آپ اس کو عوامی رائے کے لئے مشتہر کریں۔ میں on the floor of the House آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ خدا کی قسم! اس document کے خلاف اتنی hue and cry ہو گی کہ آپ خود مجبور ہو جائیں گے۔ اسے یا تو اسی طرح پڑا رہنے دیں یا پھر کم از کم اس کو اپنے ذمے نہ لیں یا اس کو ختم کروانے کی کوئی تدبیر اختیار کریں۔ آپ کو پتا ہے کہ لوگوں کو Removal from Service کے آرڈیننس سے کتنا نقصان ہوا ہے اور ملازمتوں سے محروم ہوئے ہیں؟ جناب سپیکر! opinion، دنیا کے کسی قانون، کسی آئین اور کسی رول کے تحت نہیں ہو سکتا کہ کسی کی opinion پہ decision base کرے۔ قانون سازی آگے بھی چلنی ہے اور بعد کے معاملات بھی لوگوں نے دیکھنے ہیں۔ آج تک کبھی ایسا ہوا ہے؟ ہم قانون ساز ہیں لیکن جن لوگوں نے یہ document بنایا ہے 'They were not legislators. وہ تو حکمران تھے، وہ تو اس ملک پر شب خون مار کر آئے تھے وہ تو صرف لوگوں کو سزائیں دے کر اپنے under thumb رکھنا چاہتے تھے اس لئے انہوں نے اس قسم کی قانون سازی کی لیکن ہم قانون

ساز ہیں---

جناب ظہور احمد خان ڈاہا، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، رانا صاحب! معزز رکن پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

جناب ظہور احمد خان ڈاہا، جناب سپیکر! صرف ایک مختصر سوال ہے کہ اگر یہ opinion کو اتنی اہمیت نہیں دے رہے جتنی دینی چاہئے تو right to vote کیا opinion نہیں ہے؟ جن لوگوں نے ہمیں ووٹ دیئے ہیں انھوں نے اپنی opinion کا اظہار کیا ہے یا نہیں؟ opinion کی وجہ سے ہی یہ ہاؤس وجود میں آیا اور یہ اسے اہمیت ہی نہیں دے رہے۔

جناب سپیکر، شکریہ۔ جی، رانا صاحب! ذرا مختصر کریں۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! I am sorry to say میں آپ کی وساطت سے اپنے اس بھائی سے یہ عرض کرنی چاہوں گا کہ اسی بات کا تو رونا ہے کہ جس opinion کی وجہ سے وہ یہاں پہنچے ہیں وہ opinion بھی اس document کو بنانے والوں نے ہی manage کی ہوئی ہے۔ شاید اس بارے میں یہ نہیں جانتے؟

جناب سپیکر، رانا صاحب! اس بات کو چھوڑیں۔ ٹائم پھر extend کرنا پڑے گا۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب والا! آپ وعدہ کر چکے ہیں کہ further extension نہیں ہوگی۔

جناب سپیکر، رانا صاحب! اس پر باقی دوست بھی بات کریں گے یا صرف آپ ہی بات کریں گے۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! میں نے تو انہیں consult نہیں کیا۔ مجھے قائد ایوان سے یہ عرض کرنا تھا کہ It is a dirty document اس opinion کی بنیاد پر لوگوں کے روزگار کو ختم کیا جا رہا ہے۔ یہ کافی لمبا چوڑا مسئلہ ہے اور اس پر ابھی کافی بات ہونی ہے۔ اب دنیا میں کوئی قانون، ضابطہ ایسا ہو کہ جس میں کسی بھی competent authority کو یہ اختیار دیا گیا ہو کہ He can condemn unheard. ۔ آئین میں ہر ملازم اور ہر بندے کا بنیادی حق ہے کہ اسے کوئی بھی سزا دینے سے پہلے اس کو سنا جائے۔ یہ کہیں نہیں

لکھا ہوا کہ کسی کو unheard condemn کیا جائے۔ لیکن اس document میں سیکشن 3 میں لکھا ہوا ہے کہ

"(2) Before passing an order under sub section (1) the competent authority shall_

(a) by order in writing inform the accused of the action proposed to be taken with regard to him and the grounds of the action; and

(b) give him a reasonable opportunity of showing cause against that action within seven days or within such extended period as the competent authority may determine:"

اب یہ متعلقہ کلاز جو سارے معاملات کو deal کرتی ہے' اس میں یہ کہا گیا ہے کہ competent authority شوکاز نوٹس کے ذریعے reasonable opportunity دے گی کہ آپ کے خلاف ہم یہ ایکشن لے رہے ہیں اور اس بارے میں آپ جو بھی جتانا چاہتے ہیں وہ جتائیں۔ لیکن آگے دیکھیں کہ۔

"Provided that no such opportunity shall be given where the competent authority is satisfied that in the interest of security of Pakistan or any part thereof, it is not expedient to give such opportunity "

جناب سپیکر! یعنی اس قانون اور document کے تحت آپ competent authority کو یہ اختیار دے رہے ہیں کہ اگر وہ اپنی رائے میں سمجھے کہ یہ آدمی ٹھیک نہیں ہے تو اس کو Removal from Service کے تحت سزا دے اور سروس سے dismiss کر دے۔ ساتھ آپ اس پر یہ پابندی بھی نہیں لگا رہے کہ جس آدمی کو تم سزا دینے جا رہے ہو یا جس کی

زندگی تباہ کر رہے ہو' اسے پہلے سن ہی لو۔ اس سے زیادہ harsh قانون سازی اور کیا ہو سکتی ہے؟ اب اس میں جو competent authority ہے آپ دیکھیں کہ اس میں اتھارٹی کو اختیارات کس حد تک دیئے جا رہے ہیں کہ hear the case and no adjournment shall be given یعنی وہ اتھارٹی day to day hearing کر سکتی ہے' اس میں التواء نہیں کر سکتی۔ یعنی اگر ایک آدمی آئے اور وہ کہے کہ مجھے اپنی بے گناہی ثابت کرنے کے لیے وقت دیا جائے۔ مگر اس میں ہے کہ no adjournment بلکہ' day to day hearing ہو گی۔ hearing کے بعد اتھارٹی اپنا فیصلہ سنائے گی۔

وزیر قانون، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی' فرمائیں۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ اس بات کا تعین کرنا آپ کا کام ہے کہ میرے محترم دوست to the point بول رہے ہیں یا نہیں؟ میری دانست کے مطابق اس میں جس بات کا ذکر ہی نہیں ہے اس پر وہ اپنے خیالات کا اظہار کر رہے ہیں۔تو اس بات کو determine کرنا آپ کے اختیار میں ہے۔ میں دوسری بات یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہی صورتحال رہنی ہے تو آپ time limit طے کر لیں کیونکہ باقی دوستوں نے بھی اپنے خیالات کا اظہار کرنا ہو گا تا کہ کم از کم اس ایوان کا وقت بچایا جا سکے۔

جناب سپیکر، رانا صاحب! آپ مختصر بات کریں۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب والا! میں محترم وزیر قانون کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ جب میں نے بات شروع کی تھی تو اس وقت میں نے عرض کیا تھا کہ میرا موقف یہ ہے کہ This is a dirty document, this is a bad legislation اور آپ اس کے اوپر قائد ایوان کا نام لکھنے جا رہے ہیں۔ آپ اس legislation کو ایوان سے منسوب کرنے جا رہے ہیں تو میں نے یہ عرض کیا تھا کہ آپ ایسا نہ کریں۔ جب تک میں آپ کے سامنے اس کے نقائص اور speaking defects نہ رکھوں تو آپ کی رائے کیسے بنے گی؟

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: براہ مہربانی آپ مختصر کریں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ اب یہ دوبارہ نہیں اٹھیں گے اس لئے آپ ٹائم کے چکر میں نہ پڑیں۔اس آرڈیننس میں ہے کہ:

"6(1) For the purpose of an inquiry under this Ordinance, the Inquiry Officer and the Inquiry Committee shall have the powers of a civil court trying a suit under the Code of Civil Procedure, 1908 in respect of the following matters namely -

(a) Summoning and enforcing of attendance of any person and examining him on oath;

(b) requiring the discovery and production of documents;

(c) receiving evidence on affidavits; and

(d) issuing commission for the examination of witnesses or documents

(2) The proceedings under this Ordinance shall be deemed to be judicial proceedings within the meaning of sections 193 & 228 of the Pakistan Penal Code (XLV of 1860)"

جناب سپیکر! اس bad legislation میں اور legislation کی تاریخ میں پہلی مرتبہ یہ ہو رہا ہے۔ وزیر قانون صاحب قانون دان بھی ہیں' اس ہاؤس میں اور بھی قانون دان بیٹھے ہیں' میں ان سے دعوی سے یہ کہوں گا کہ وہ کسی جگہ کی مثال لے آئیں کہ جناب فلاں ایکٹ ' فلاں آرڈیننس' فلاں legislation یا فلاں قانون دنیا میں بنا ہو اور اس

میں ایسا تھا کہ اس میں انکوائری آفیسر کو سول کورٹ کے اختیارات بھی دے دیئے گئے ہوں۔ جس عدالت کو سول کورٹ کے اختیارات دیئے جاتے ہیں اسے سول کورٹ کے Code of Procedure کا پابند بھی کیا جاتا ہے۔ یہ نہیں ہوتا کہ آپ CPC کے تو اختیارات دے رہے ہیں کہ آپ کو اس پروسیجر میں یہ اختیار بھی ہے' یہ اختیار بھی اور اگر آپ کے پاس ایک آدمی حاضر نہ ہو تو آپ اس کے خلاف وارنٹ گرفتاری جاری کر کے اس کو پکڑ سکتے ہیں۔ اگر آپ کو کوئی document produce نہ کرے تو آپ اس document کو produce کروانے کے لئے search کر سکتے ہیں۔ اگر آپ نے کہیں موقع ملاحظہ کرانا ہے تو آپ کمیشن مقرر کر سکتے ہیں۔ آپ نے یہ اختیارات تو دے دیئے۔ لیکن کمیشن مقرر کرنے کے لئے جو طریقہ کار ہے اور جو اس کی mandatory provisions ہیں۔ کسی کو وارنٹ جاری کرنے اور اسے گرفتار کرنے سے پہلے جو قانونی ضابطہ پورا کرنا ضروری ہوتا ہے اس سے متعلق بھی ساری بات سول پروسیجر کوڈ میں ہی درج ہے لیکن یہاں پر دیکھیں کہ انہوں نے کیا کار یگری کی ہے کہ،

"7- ...Subject to any rules made under this Ordinance have power to regulate its own procedure ."

جناب سپیکر! اس معزز ایوان میں میرے وکلاء ساتھی بیٹھے ہیں میں ان سے پوچھوں گا کہ کیا کبھی ایسا بھی ہوا ہے کہ آپ کو سول کورٹ کے اختیارات دے رہے ہیں اور آپ کو عدالت بنا رہے ہیں لیکن عدالت کو بھی ایک پروسیجر دیا جاتا ہے کہ آپ نے اس طریقہ کار کے مطابق فیصلہ کرنا ہے۔ ایڈیشنل ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج یا ڈسٹرکٹ سیشن جج کو اس بات کا اختیار ہے کہ وہ قتل کے مقدمے میں سزائے موت دے سکتا ہے۔ کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ قتل کا ملزم اس کی عدالت میں پیش ہو اور وہ کہے کہ میں نے تمہیں سزا دے دی؟ نہیں' ایسا نہیں ہو سکتا۔ CrPC میں جہاں ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج کو سزائے موت دینے کا اختیار دیا گیا ہے۔ وہاں CrPC میں اسی آفیسر کو' اسی عدالت کو ایک پروسیجر کا بھی پابند کیا گیا ہے کہ تم نے اس طرح سے فرد جرم لگانی ہے' اس طرح سے تم نے evidence بلوانی ہے' اس طرح سے شہادت ریکارڈ کروانی ہے' اس طرح سے

with , with these reasons کا موقع دینا ہے۔ اور اسے کے بعد cross examine He has آپ نے سزا دینی ہے۔ اس کے برعکس یہاں پر یہ ہے کہ these evidences powers to regulate his own procedure. اب اس کا جیسے دل چاہے اور جو دل چاہے وہ اپنا procedure خود ہی بنائے گا اور اس پر چلتے ہوئے اس قانون کے تحت سزا دے دیں گے۔

جناب سپیکر، رانا صاحب! براہ مہربانی آپ wind up کریں۔

گروپ کیپٹن(ریٹائرڈ) مشتاق احمد کیانی، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی، فرمائیں۔

گروپ کیپٹن(ریٹائرڈ) مشتاق احمد کیانی، جناب والا! میں یہ عرض کروں گا کہ رانا ثناء اللہ خان صاحب نے صرف ایک لفظ کو amend کرنے کے لئے کم از کم 45 منٹ لئے ہیں۔ان سے یہ پوچھا جائے کہ یہ کتنے گھنٹے مزید لیں گے۔ کیونکہ اور لوگوں نے بھی بات کرنی ہے۔اس طرح بولنے کا کوئی مقصد اور فائدہ نہیں ہے بلکہ وقت کا ضیاع ہے۔ جس طرح وزیر قانون صاحب نے فرمایا ہے کہ یہ اپنے points سکور کرتے ہیں اور پھر لمبی تمہید شروع کر دیتے ہیں۔

جناب سپیکر، رانا صاحب! کافی ہو گیا ہے آپ تھک جائیں گے براہ مہربانی آپ ایک منٹ میں wind up کرلیں۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر!میرے خیال کے مطابق ان کے پاس کافی اکثریت ہے۔ اگر بحث نہیں کرنی تو پھر یہ ایسا کرلیں کہ ایک بل یا ترمیم اسمبلی میں لائیں اس کو put کریں اس پر ووٹنگ کروائیں، پاس کروائیں اور وہ پاس ہو جائے گا۔ کسی کو بات کرنے کا وقت نہ دیں کیونکہ ان کے پاس اکثریت ہے۔

جناب سپیکر، رانا صاحب! دوسرے معزز ارکان نے بھی اس پر بات کرنی ہے۔ان کو بھی موقع دینا چاہئے۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! میں تو کہتا ہوں کہ بے شک آپ اس کو دس دن تک چلائیں کیونکہ یہ لاکھوں لوگوں کی زندگی کا مسئلہ ہے 'لاکھوں خاندانوں کی روزی کا مسئلہ ہے۔ جن لوگوں پر اس [**]کے تحت ظلم کیا گیا ہے آپ جا کر دیکھیں کہ وہ لوگ کس طرح دربدر ہوتے پھرتے ہیں اور یہاں پر ان کو اپنے گھنٹے کی پڑی ہوئی ہے کہ ہمارا گھنٹہ ضائع کر دیا ہے۔

جناب سپیکر، یہ لفظ کارروائی سے حذف کیا جاتا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب محمد وارث کلو، پوائنٹ آف آرڈر

جناب سپیکر، جی، فرمائیں۔

جناب محمد وارث کلو، جناب والا! رانا صاحب نے Punjab Removal from Service (Special Powers) Ordinance 2000 کے بارے میں یہ ساری clauses enumerate کی ہیں۔ میں رانا صاحب سے عرض کروں گا کہ اس میں جو amendment کی جا رہی ہے وہ صرف اتنی ہے کہ اس میں گورنر کی بجائے چیف منسٹر فائنل اتھارٹی ہو رہے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ powers conferred on Governor are being transferred to the Chief Minister میں یہ سمجھتا ہوں کہ پہلے فائنل اتھارٹی گورنر صاحب تھے اور اب اس ترمیم کے تحت فائنل اتھارٹی چیف منسٹر ہوں گے۔ اگر رانا صاحب یہ سمجھتے ہیں کہ اس آرڈیننس میں ظلم ہو رہا ہے تو پھر ان کو اس بات پر اعتراض نہیں ہونا چاہئے کہ اس آرڈیننس کے تحت اختیارات ایک منتخب نمائندے کو تفویض ہو رہے ہیں۔ باقی بھی انہوں نے جو اعتراضات فرمائے ہیں وہ بھی سب لوگوں نے سن لئے ہیں اس کے بارے میں جو بھی چیز ہو گی وہ بعد میں لیں۔ مگر اس وقت ختم کریں۔

جناب سپیکر، رانا صاحب! آپ براہ مہربانی ایک دو منٹ میں ختم کریں۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! میرے فاضل دوست کیانی صاحب نے فرمایا ہے کہ

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

انہوں نے ہمارا ٹائم ضائع کر دیا ہے۔ جناب والا! ان کے مطابق میں نے ایک گھنٹہ ضائع کیا ہے تو اس گھنٹے میں انھوں نے کیا کرنا تھا؟

جناب سپیکر: رانا صاحب! اس کو چھوڑیں۔ آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

رانا ثناء اللہ خان: نہیں، جناب سپیکر! آپ خود اندازہ کریں کہ یہاں پر تو لاکھوں خاندانوں کی روزی اور مسائل کے بارے میں بحث ہو رہی ہے جبکہ ان کو اپنے گھنٹے کی پڑی ہوئی ہے۔

گروپ کیپٹن (ریٹائرڈ) مشتاق احمد کیانی، جناب سپیکر! میں نے تو یہ کہا تھا کہ اگر رانا صاحب اسی طرح بات کو بڑھاتے رہے تو پھر ہاؤس کا وقت شاید کئی گھنٹے بڑھانا پڑے گا۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! آپ اس گھنٹے کو جتنا مرضی بڑھالیں مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ جناب والا! آگے دیکھئے!

> **7. Procedure to be followed by the Inquiry Officer or Inquiry Committee:-** The Inquiry Officer or Inquiry Committee shall, subject to any rules made under this Ordinance, have power to regulate its own procedure,...

یعنی 'own procedure' جو مرضی بنائے۔ میں معزز ایوان سے گزارش کروں گا کہ میری اس بات پر توجہ فرمائیں، قائد ایوان سے بھی درخواست ہے کہ محترم قائد ایوان جس document پر آپ کا نام لکھا جا رہا ہے اس میں آگے ہے کہ۔

> "... regulate its own procedure, including the fixing of place and time of its sitting and deciding whether to sit in public or in private,..."

جناب سپیکر! اب ایک competent authority کے سامنے اگر کوئی سرکاری

ملازمہ عورت ہو' خاتون لیکچرار ہو اور وہ اتھارٹی کہے کہ میں رات دس بجے سماعت کروں گا اور پی سی کے کمرہ نمبر 306 میں سماعت کروں گا تو جائیں کیا بنے گا؟

(قطع کلامیاں، شیم شیم کے نعرے)

جناب سپیکر: رانا صاحب! مختصر کریں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! آپ دیکھیں کہ میری اس بات پر تو سب کو شرم آئی ہے لیکن جب اس document کے ساتھ آپ کو منسوب کیا جائے گا تو پھر کیا ہو گا۔ اور پھر جناب والا! یہ میں کوئی اپنے پاس سے بات نہیں کر رہا۔ میں اس ایوان کے معزز اراکین کی خدمت میں عرض کروں گا کہ آپ بے شک اس کی نقل حاصل کر لیں۔ میں نے اس میں سے کوئی چیز اپنے پاس سے نہیں پڑھی۔ یہ سب اس میں لکھا ہے کہ،

> "...regulate its own procedure, including the fixing of place and time of its sitting and deciding whether to sit in public or in private, and in the case of a corporate committee, to act notwithstanding the temporary absence of any of its members."

وقت کا بھی ذکر ہے یعنی اگر وہ کہے کہ میں رات دو بجے کیس سنوں گا تو وہ ایسا کرنے کا حق رکھتا ہے۔ وہ رات دو بجے کا وقت مقرر کر سکتا ہے۔ اسی کے ساتھ جگہ کا ذکر ہے۔ جہاں وہ کہے' اگر وہ کہے کہ میں پی سی میں' آواری میں یا ہاپیڈے ان میں سنوں گا تو اسے اس کا اختیار حاصل ہے۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! یہ تو ہم سن چکے ہیں' آگے چلیں۔ بار بار اسے مت دہرائیں۔

مرزا فرقان علی مغل: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میں اپنے فاضل دوست سے گزارش کروں گا کہ وہ اس کو کسی بھی sense میں لیں' کچھ بھی کہیں لیکن اب wind up کر لیں۔ ایک تو ماشاء اللہ ان کے الفاظ کا چناؤ ایسا ہے کہ بے اختیار داد دینے کو دل کرتا ہے۔ ہم انھیں داد دیتے ہیں۔ دوسرا میں ان کی fuelling کی داد دیتا ہوں' جو

ان کو fuel کیا جا رہا ہے اس کی بھی میں داد دیتا ہوں۔ میں جناب سے گزارش کروں گا کہ بہت وقت ہو گیا اب پلیز اس کو wind up کریں۔ کسی دوسرے کو بھی موقع دیں کہ وہ اس بل کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کر سکے۔

جناب سپیکر : راناصاحب ! اب آپ wind up کر لیں۔

رانا ثناء اللہ خان : جناب سپیکر ! میں تو چاہتا تھا کہ میری ان باتوں پر معزز دوستوں کا دھیان آئے گا لیکن ان کی اپنی مجبوریاں ہیں۔ قائد ایوان بھی بڑی خاموشی سے سن رہے ہیں اور انہیں اس بات کا علم ہونا چاہئے ' انہیں یہ بات ذہن میں رکھنی چاہئے کہ اگر fixing of place and time کے حوالے سے بعد میں کسی کے ساتھ کوئی ظلم ہوا تو ذمہ دار یہی ہوں گے کیونکہ اب اس کے اوپر وزیر اعلیٰ کا نام آ جائے گا۔

جناب سپیکر! ایک آخری بات ہے جو کہ میں صرف دو منٹ کے اندر ختم کر لوں گا۔ اگر آپ یقین دلائیں کہ کوئی مداخلت نہ ہو گی تو میں اپنے آخری point کو دو منٹ میں ختم کر لوں گا۔ اب جناب سپیکر! آگے 9-B میں appearance of a counsel کے بارے میں ہے جو کہ بہت اہم ہے۔ گو کہ راجہ صاحب نے ہر چیز کے بارے میں پہلے سے فیصلہ کیا ہوا ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ کم از کم وہ ان چیزوں پر دھیان ضرور دیں گے۔

بیگم زینت خان : جناب سپیکر ! انھیں کہیں کہ اب کسی اور کو بھی موقع دیں۔یہ کتنا اور وقت لیں گے؟

رانا ثناء اللہ خان : جناب سپیکر !! گر ان کی تسلی نہیں ہوئی تو پھر میرے پاس ابھی مزید ایک گھنٹے کا مواد ضرور ہے۔

جناب سپیکر : نہیں' راناصاحب ! آپ اپنی بات کریں۔

رانا ثناء اللہ خان : جناب سپیکر ! ایک روز میری ایک بہن نے کہا تھا کہ راناصاحب صبح سے شروع ہوتے ہیں شام ہو جاتی ہے۔ تو ابھی میرے پاس بہت مواد ہے۔ جناب والا ! میں اس ایوان کی توجہ چاہوں گا۔ راجہ صاحب ! آپ خود ایک وکیل ہیں۔ میری تمام بحث کے تناظر میں آپ 9-B کو دیکھیں جو کہ appearance of a counsel کے بارے میں

ہے۔ اس میں ہے کہ ۔

"**9-B . Appearance of a counsel:** The accused person , at no stage of the proceedings under this Ordinance except proceedings under section 10 , shall be represented by an advocate."

اب راجہ صاحب ! آپ دیکھ لیں ۔ fixing of place بھی ہے' time بھی ان کے پاس ہے۔ جہاں چاہیں' جدھر چاہیں اور اس میں یہ بھی ہے کہ آنا بھی اکیلے ہی ہے۔ لہٰذا میں گزارش کروں گا کہ اس پر یہ قائد ایوان کا نام نہ لکھوائیں۔

جناب سپیکر : رانا صاحب ! شکریہ 'مہربانی ۔ تشریف رکھیں۔ ڈاکٹر اسد اشرف !

ڈاکٹر اسد اشرف: جناب سپیکر! اس بل کے Sections 2 and 16 میں لفظ " گورنر" کو "وزیراعلیٰ " سے replace کیا گیا ہے۔ اس طرح ایک ہی شخص کے ہاتھ میں اختیارات آ جاتے ہیں جس کی وجہ سے یہ قانون عوام دوست نہیں ہو گا کیونکہ اس سے victimization کے امکانات بہت زیادہ بڑھ جاتے ہیں ۔ جناب والا ! دنیا میں جہاں کہیں بھی قانون بنائے جاتے ہیں وہ عوام دوست ہوتے ہیں نہ کہ چیف ایگزیکٹو کو فائدہ پہنچانے والے۔ یہ تلوار جو سرکاری ملازمین کی گردن پر لٹک رہی ہے اسے وزیر اعلیٰ کے ہاتھ میں دینا کسی طرح بھی ٹھیک نہیں ہے۔ اس کی آڑ میں وہ اپنے سیاسی مخالفین سے انتقام لیں گے۔ انصاف جو کہ پہلے ہی ایک عام آدمی کو نہیں مل رہا اب وہ سرکاری ملازمین کو بھی نہیں ملے گا۔ اس وقت سب کچھ ایل ایف او اور نظریہ ضرورت میں جکڑا ہوا ہے۔ یہ عدلیہ اور عملی کسی کو انصاف دینے کے قابل نہیں ہیں۔ اسی لئے تمام بار ایسوسی ایشنز نے مفاد عامہ کے کسی بھی مسئلے کو ان فورمز میں لے جانے سے انکار کر دیا ہے۔ اس قانون کے بارے میں رانا ثناء اللہ صاحب نے بڑی تفصیلاً بات کی ہے۔ میرے خیال میں اس ایوان میں تمام لوگوں اور سرکاری ملازمین کے لئے friendly oriented law آنا چاہئے۔ نہ کہ ایک ہی شخص کے ہاتھ میں کسی کی قسمت کا فیصلہ دے دیا جائے۔ میرے خیال میں لفظ

"وزیراعلیٰ" کی جگہ "حکومت" کر دیا جائے تو زیادہ بہتر ہو گا۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: جی، اعجاز احمد سماں صاحب! چودھری صاحب چونکہ ٹائم بہت کم رہ گیا ہے اس لئے دو منٹ میں بات مکمل کر لیں۔

چودھری اعجاز احمد سماں: جناب والا! یہ ایک [***] ایسی ترمیم ہے جو صرف گلا گھونٹنے کے مترادف ہے۔ اس مقدس کام میں اس ایوان کے کسی رکن کو شامل نہیں ہونا چاہئے۔ جناب وزیراعلیٰ صاحب یا حکومتی پارٹی کو یہ ترمیم پیش نہیں کرنی چاہئے تھی بلکہ یہ مقدس فریضہ گورنر صاحب ہی انجام دیتے رہتے۔ سوائے اس کے کہ لوگوں کے ساتھ زیادتی ہو اور جس طرح میرے محترم بھائی رانا صاحب نے تمام ایکٹ اور اس کے ہر جز in each and every aspect of the words وضاحت کے ساتھ بیان کیا۔

جناب سپیکر: سماں صاحب! رانا صاحب نے کافی وضاحت کر دی ہے میرے خیال میں مزید کی ضرورت نہیں ہے۔

چودھری اعجاز احمد سماں: تو میری اس ایوان کے سامنے یہ گزارش ہے کہ اس ترمیم میں اس مقدس ایوان کو شامل نہیں کرنا چاہئے۔ یہ مقدس کام گورنر صاحب ہی انجام دیتے رہیں۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ مسٹر علی حسن رضا قاضی صاحب۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ راجہ محمد شفقت عباسی صاحب! راجہ صاحب! رانا صاحب نے بڑی تفصیل کے ساتھ بات کر لی ہے آپ پلیز چار منٹ میں مختصر بات کریں۔

راجہ محمد شفقت خان عباسی: شکریہ، جناب سپیکر! میں بالکل مختصر بات کروں گا۔ ہم نے رانا ثناء اللہ صاحب کی باتوں کو بڑی ہنسی مذاق میں ٹالا ہے۔ ٹھیک ہے انھوں نے جو باتیں کیں وہ آج کا subject matter نہیں ہے اور اس بات کی حد تک کہ جو اختیارات گورنر کے پاس تھے وہ اختیارات وزیراعلیٰ لے۔ شاید اس میں دو رائے نہ ہوں ہم چاہتے ہیں کہ ہمارے وزیراعلیٰ کو وہ اختیارات کیا بلکہ اور زیادہ اختیارات بھی ملیں۔ میں تو آگے جا کر یہ بات کرتا ہوں کہ جو آرٹیکل 112(2) میں اسمبلی توڑنے کا اختیار گورنر کو دیا گیا ہے وہ اختیار بھی ہمارے وزیراعلیٰ کے پاس ہونا چاہئے کہ ان کی pleasure ہو تو اسمبلی

---

* بحکم جناب سپیکر، صفحہ نمبر 984، الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

dissolve ہو otherwise کسی فرد واحد کو، کسی طاقت کو یہ اختیار نہ ہو کہ وہ اسمبلی dissolve کرے۔ جناب سپیکر! کہنے کا مقصد یہ ہے کہ ہم لاہنسٹر صاحب اور حکومت سے بھی چاہیں گے کہ اس قانون سے واقعی سول سرونٹس میں بے چینی پائی جاتی ہے۔ میں اس کی کلاز میں نہیں جاؤں گا میں یہ عرض کروں گا کہ سول سرونٹس میں بے چینی پائی جاتی ہے، victimization کی بات ہے۔ اللہ تعالیٰ بھی جب دنیا معرض وجود میں لانے تو جب شیطان نے ان کی بات نہیں مانی تو اللہ تعالیٰ نے بھی ان کو hearing کا موقع دیا اور اسے کہا کہ آپ بھی پوری زندگی کام کریں میرے بندے میری طرف ہوں گے آپ کی طرف نہیں جائیں گے۔ کہنے کا مقصد ہے بہت سی باتیں آج subject matter نہیں ہیں لیکن ہم وزیر قانون اور قائد ایوان سے گزارش کریں گے کہ اس قانون کو مزید ٹھیک کرنے کے لئے، اس میں ترامیم لانے کے لئے کوئی قدغن نہیں ہے۔ آرٹیکل 189 کے تحت کسی sanction کی ضرورت نہیں ہے کہ ہم صدر پاکستان سے sanction لے کر اسے ٹھیک کر سکتے ہیں۔ اس لئے میں گزارش کروں گا کہ بہت سی باتیں جو میں وقت کی کمی کی وجہ سے نہیں کرناچاہتا کہ اس قانون کو ضرور over-rule کیا جائے اس لئے کہ سپریم کورٹ یہ کہتی ہے کہ اگر کسی قانون میں personal hearing لکھا ہے یا نہیں لکھا لیکن یہ ایک natural right ہے جو آدمی کو ملنا چاہئے، اس میں right of cross-examination, Competent Authority, getting material کی، opinion اور اس طرح کی بہت سی باتیں، انٹیلی جنس ایجنسیوں کی رپورٹ پر کسی سول سرونٹ کو نکال دیا جائے گا۔ ہو سکے تو وہی پرانا قانون رہنے دیا جائے جو 1973 کے آئین کے تحت اس وقت کی پارلیمنٹ نے بنایا تھا That was the best law. شکریہ۔

جناب سپیکر، شکریہ۔ ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی صاحب!

راجہ ریاض احمد، جناب سپیکر! کورم نہیں ہے۔

جناب سپیکر، جی، گنتی کی جائے۔(گنتی کی گئی) کورم پورا ہے کارروائی شروع کی جاتی ہے۔ جی، صدیقی صاحب! آپ نے جانا ہے؟ ڈاکٹر جاوید صدیقی صاحب بات نہیں کرنا چاہتے۔ مسٹر سمیع اللہ خان صاحب--- وہ بھی تشریف نہیں رکھتے۔ رانا تجمل حسین صاحب--- وہ بھی تشریف نہیں رکھتے۔ رانا مشہود احمد خان --- وہ بھی تشریف نہیں رکھتے۔ شیخ اعجاز احمد صاحب--- وہ بھی تشریف نہیں رکھتے۔ مسٹر محمد آجاسم شریف---وہ بھی تشریف

نہیں رکھتے۔ مسز نگہت پروین میر صاحبہ۔۔۔ وہ بھی تشریف نہیں رکھتیں۔ مسز پروین مسعود بھٹی صاحبہ۔۔۔ وہ بھی تشریف نہیں رکھتیں۔ مس صبا صادق صاحبہ۔۔۔ وہ بھی تشریف نہیں رکھتیں۔ جی' لاء منسٹر صاحب!

سید احسان اللہ وقاص، جناب والا! میں نکتہ ذاتی وضاحت پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر، جی' پلیز تشریف رکھیں۔ ٹائم نہیں ہے۔ پلیز آپ تشریف رکھیں۔ جی' فرمائیں۔

سید احسان اللہ وقاص، جناب والا! میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جس سپیشل کمیٹی نے یہ بل منظور کر کے ادھر بھیجا ہے ہم نے اس کی تائید کی تھی۔ اس لئے تائید کی تھی کہ ہم یہ چاہتے ہیں' متحدہ مجلس عمل کی یہ پالیسی ہے کہ مرکز میں بھی اور صوبے میں بھی' ہم مرکز میں بھی چاہتے ہیں کہ جتنے اختیارات مشرف کے پاس ہیں اس سے لے کر منتخب وزیر اعظم کے پاس ہونے چاہئیں۔ ہم صوبے میں بھی یہ چاہتے ہیں کہ یہاں پر جو اختیارات گورنر کے پاس ہیں۔ فوجی جرنیلوں کے نامزد گورنر کی بجائے عوام کے منتخب چیف منسٹر کے پاس اختیارات ہونے چاہئیں۔

جناب سپیکر، جی' شکریہ۔

سید احسان اللہ وقاص، یہ بات اپنی جگہ پر الگ ہے کہ جیسے میرے محترم بھائی رانا ثناء اللہ صاحب نے اس آرڈیننس کے بارے میں جو باتیں کہی ہیں وہ بہت درست ہیں ان سب کی اصلاح ہونی چاہئے لیکن یہ بھرا گورنر کے پاس نہیں رہنا چاہئے۔ ہم اس ایکٹ میں ترامیم کے لئے الگ سے move کریں گے۔

جناب سپیکر، شکریہ۔ جی' وزیر خوراک۔

وزیر خوراک، جناب سپیکر! ہمارے بھائی احسان اللہ وقاص صاحب نے بہت ہی خوبصورت بات کی ہے۔ اس میں ہمارا موقف ہے ہی یہی کہ ایک لفظ کو substitute کیا گیا ہے۔ گورنر کی بجائے چیف منسٹر لایا گیا ہے۔ اس کے علاوہ اس سارے افسانے میں اس بات کا ذکر ہی نہیں جن باتوں کے متعلق اس ہاؤس میں بڑی گرما گرم بحث ہوئی ہے کہ in the opinion of the Competent Authority جناب سپیکر! ویسے بھی Competent Authority جو ملازمین کو appoint کرتی ہے اور پھر ان کے اوپر check رکھتی ہے یہ تو بنیادی طور پر کرپٹ بندوں کی گردن پر ہاتھ ڈالنے کا ایک طریقہ ہے۔ اگر کسی کرپٹ بندے پر Competent Authority ہاتھ ڈالتی ہے اور اس پر کوئی ایکشن لیتی ہے تو اس

کو powerful ہونا چاہئے اور اسے powerful ہونے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ جناب والا! میرے خیال میں کوئی عقل مند اور شریف آدمی اس طرح کرپٹ بندوں کو تحفظ فراہم نہیں کرتا۔ اس کے علاوہ منتخب وزیراعلیٰ کو اختیار دینا جس کی جماعت صوبہ بھر سے جیت کر آئی ہے اس میں کیا قباحت ہے۔ جناب سپیکر! یہ جتنی بھی بحث ہوئی ہے یہ ساری irrelevant ہے ہم نے صرف ایک لفظ کو substitute کیا ہے۔ میرا نہیں خیال کہ اس میں کوئی قباحت ہے۔ اس لئے اس ترمیم کو رد کیا جائے اور اس کلاز کو پاس کیا جائے۔

MR SPEAKER: The amendment moved and the question is:

> That the Punjab Removal from Service (Special Powers) (Amendment) Bill 2003 (Bill No. 1 of 2003), as recommended by the Special Committee No. 1, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 15 March, 2003

(The motion was lost.)

MR SPEAKER: The next amendment is from Rana Sanaullah Khan, Raja Riaz Ahmad, Dr Asad Ashraf, Ch Ejaz Ahmad Samma, Mr Ali Hassan Raza Qazi, Raja Muhammad Shafqat Khan Abbasi, Dr Muhammad Javed Siddiqui, Mr Samiullah Khan, Rana Tajjamal Hussain, Rana Mashhood Ahmad Khan, Sh Ejaz Ahmad, Mr Muhammad Ajasam Shariff, Mrs Nighat Parveen Meer, Mrs Parveen Masood Bhatti and Miss Saba Sadiq. Raja Riaz Ahmad may move!

جناب سپیکر: راجہ صاحب آپ یہ نہیں کرنا چاہتے؟

راجہ ریاض احمد: جناب سمیع اللہ خان صاحب پیش کر رہے ہیں۔

MR SAMIULLAH KHAN: I move:

> That the Punjab Removal from Service (Special Powers) (Amendment) Bill 2003 (Bill No. 1 of 2003) as recommended by the Special Committee No. 1 be

referred to the Select Committee consisting of the following Members with instructions to report up to 15 March 2003

1. Rana Sanaullah Khan
2. Rana Aftab Ahmad Khan,
3. Syed Ehsan Ullah Waqas.
4. Brig. (Retd) Muhammad Hassan,
5. Sardar Hassan Akhtar Mokal,
6. Maj (Retd) Asghar Hayat Kalyar,
7. Ch Khalid Asghar Ghural,
8. Mr Amanat Ali Virk.
9. Rai Ejaz Ahmad.
10. Rana Muhammad Qasim Noon

MR SPEAKER: The motion moved is

That the Punjab Removal from Service (Special Powers) (Amendment) Bill 2003 (Bill No. 1 of 2003) as recommended by the Special Committee No.1 be referred to the Select Committee consisting of the following Members with instructions to report up to 15 March 2003.

1. Rana Sanaullah Khan
2. Rana Aftab Ahmad Khan,
3. Syed Ehsan Ullah Waqas.
4. Brig. (Retd) Muhammad Hassan.
5. Sardar Hassan Akhtar Mokal.
6. Maj (Retd) Asghar Hayat Kalyar,
7. Ch Khalid Asghar Ghural,

8 Mr Amanat Ali Virk,

9 Rai Ejaz Ahmad,

10. Rana Muhammad Qasim Noon

MINISTER FOR FOOD: I oppose it Sir

جناب سپیکر، وزیر خوراک oppose کرتے ہیں۔

جناب سمیع اللہ خان، جناب سپیکر! اگر تو کوئی اچھا کام ہے تو اس کے اختیارات بالکل وزیراعلیٰ صاحب کو ملنے چاہئیں اور اگر کوئی برا کام ہے تو بہتر ہے کہ[******]

جناب سپیکر، یہ الفاظ میں کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔ اس کو کارروائی سے حذف کیا جائے۔

آوازیں، کارروائی سے حذف کیا جائے۔

جناب سپیکر، جی، میں نے کارروائی سے حذف کر دیا ہے۔

جناب سمیع اللہ خان، تو یہ اگر کوئی بری چیز ہے تو یہ میری گزارش ہے یہ انہی کے پاس رہنے دیں، اگر یہ کوئی ظلم کا ایسا ہتھیار ہے تو پھر یہ انہی کے پاس رہنا چاہئے۔ کیونکہ ابھی تک اس حوالے سے جو بحث ہوئی ہے، پہلی ترمیم کے حوالے سے جو بات ہوئی ہے۔ اس میں یہی ہے کہ آپ خود کوئی ترمیم لائیں، اپوزیشن کی طرف سے کوئی بات آئے۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ وہی بات کہ اس سے اگر پنجاب کے عوام کو ریلیف ملتا ہے تو ہم قائد ایوان کو اختیار دینے کے لئے تیار ہیں اور میں یہ بھی عرض کر دوں کہ اگر کوئی ایسا مرحلہ آیا تو اپوزیشن ضرور قائد ایوان کو powers دینا چاہے گی۔ لیکن ہم سمجھتے ہیں کہ یہ ہمارے ملک کا کلچر ہے کہ سپیشل پاورز ہم حاصل کرنا چاہتے ہیں اور خاص طور پر جو جمہوری شخصیات ہیں وہ شہنشاہیت کے اختیارات جو کہ یقیناً کسی ڈکٹیٹر کے پاس تو سجتے ہیں، کسی آرمی کے گورنر کے پاس تو سجتے ہیں لیکن ہماری بدقسمتی ہے کہ

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

وہ اختیارات ہماری سیاسی شخصیات جیسا کہ آج بل لایا گیا کہ قائد ایوان کے پاس وہ اختیارات جائیں گے ۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک ایسا معاملہ ہے کہ جس میں دو طرح کی categories ہیں ۔ اس میں جو سرکاری ملازمین ہیں ایک حصہ تو وہ ہے جو کہ انتہائی غریب ہوتا ہے اور اس طرح کے اختیارات فرد واحد کو دینے سے میرے خیال میں اس ملک میں بے روزگاری بڑھنے کا خدشہ ہے اور دوسرے نمبر پر ایسے سرکاری ملازمین ہیں جو سول سروس میں سی ایس ایس کرکے یا پی سی ایس کرکے آتے ہیں اور ان کو ایک شخص کا ذاتی ملازم بنا دینا' میں سمجھتا ہوں کہ اس صوبے کے بہت سارے لاکھوں عوام کے ساتھ اور ان کے خاندانوں کے ساتھ بہت بڑا ظلم ہے ۔ تو میں اس حوالے سے اس اختیار کو oppose کرتا ہوں ۔ کل کو پنجاب کے جو چیف منسٹر ہیں وہ شہنشاہ پنجاب نہ بن جائیں۔ شکریہ ۔

جناب سپیکر ، شکریہ۔ اب میرے خیال میں وزیر قانون کو وقت دے دیں اور تو کوئی دوست بات نہیں کرنا چاہتے ؛

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی، جناب والا! میں کچھ عرض کرنا چاہوں گا ۔

جناب سپیکر ، آپ کی کل باری آئی تھی آپ بولے نہیں تھے اب آپ تشریف رکھیں۔ جی' وزیر قانون ۔

رانا ثناء اللہ خان ،پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ محترم چودھری اقبال صاحب جب اس سے پہلے جس موشن پر جواب کے لئے اٹھے تھے تو انہوں نے کسی ایسے نقص کا جس کی نشاندہی میں نے اپنی تقریر میں کی ہو اور انہوں نے اس کو defend کیا ہو ۔ انہوں نے اس کو defend نہیں کیا ۔ انہوں نے صرف یہ کہا کہ ہم تو صرف یہ گورنر کی جگہ چیف منسٹر لکھ رہے ہیں ۔ تو اس میں تو دوسری بات ہی نہیں ہے ۔ میں وزیر موصوف سے یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ منسٹر لاء بھی بیٹھے ہیں کہ آیا گورنمنٹ کی یہ intention ہے کہ جن چیزوں کی نشاندہی اب اس discussion میں ہوئی ہے ان متعلقہ دفعات اور معاملات میں کسی قسم کی ترمیم یہ لانا چاہیں گے۔

جناب سپیکر : شکریہ۔ وزیر قانون !

وزیر قانون : جناب، میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ میرے بھائی نے جن امور کی نشاندہی کی تھی اگر یہ مناسب سمجھیں تو کسی وقت بھی بیٹھ کر ہم ان امور پر بات کر سکتے ہیں۔ چونکہ آج جو متعلقہ مسئلہ ہے اس وقت جو ترمیم ہے وہ اس سے متعلقہ نہیں ہے۔ لیکن جن امور کی آپ نے نشاندہی کی ہے ہم آپس میں ہر وقت بیٹھ کر اس پر بات کر سکتے ہیں۔ اگر consensus کے ساتھ کوئی بہتری لائیں تو ہم لانے کے لئے تیار ہیں لیکن اس وقت relevant مسئلہ اور ہے۔ آپ جب حکم دیں گے انشاء اللہ ہم بیٹھنے کے لئے تیار ہیں۔

جناب سپیکر : شکریہ۔ چودھری صاحب آپ اس پر کوئی بات کرنا چاہیں گے؟

وزیر خوراک : جناب والا! یہ self explanatory ہے اب اس میں اور کیا کہنا ہے؟

MR SPEAKER: Thank you. The amendment moved and the question is:

> That the Punjab Removal from Service (Special Powers) (Amendment) Bill 2003 (Bill No. 1 of 2003) as recommended by the Special Committee No 1 be referred to the Select Committee consisting of the following Members with instructions to report upto 15 March 2003
>
> 1. Rana Sanaullah Khan
> 2. Rana Aftab Ahmad Khan,
> 3. Syed Ehsan Ullah Waqas,
> 4. Brig. (Retd) Muhammad Hassan.
> 5. Sardar Hassan Akhtar Mokal,

6. Maj (Retd) Asghar Hayat Kalyar,
7. Ch Khalid Asghar Ghural,
8. Mr Amanat Ali Virk,
9. Rai Ijaz Ahmad,
10. Rana Muhammad Qasim Noon

(The motion was lost)

MR SPEAKER: The motion moved and the question is:

That the Punjab Removal from Service (Special Powers) (Amendment) Bill 2003 as recommended by the Special Committee No 1 be taken into consideration at once.

(The motion was carried)

جناب سپیکر : ٹائم پندرہ منٹ مزید extend کیا جاتا ہے۔

رانا آفتاب احمد خان : جناب سپیکر! میں نے تو پہلے ہی کہا تھا ــــــ

جناب سپیکر : یہ درمیان میں تو نہیں چھوڑنا۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب والا! یہ کل بھی ہو سکتا ہے' کل بھی اجلاس ہونا ہے۔

جناب سپیکر : رانا صاحب! دو منٹ کا کام ہے۔

رانا آفتاب احمد خان : جناب! یہ دو منٹ کا کام نہیں ہے۔ اب وقت بہت ہو گیا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! آپ نے کل کہا تھا کہ میں ٹائم extend نہیں کروں گا۔

جناب سپیکر : لیکن یہ بھی میں نے کہا تھا کہ دو منٹ میں wind up کریں آپ نے 30 منٹ میں کیا ہے ۔ یہ بھی دیکھیں ناں۔ پلیز آپ تشریف رکھیں۔

وزیر قانون : جناب سپیکر! اس میں آگے کوئی ترمیم نہیں ہے۔۔۔

CLAUSE - 2

MR SPEAKER: Please sit down. Now, we take up the Bill clause by clause. Now, clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:-

"That Clause 2 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE - 3

MR SPEAKER: Now, Clause 3 of the Bill is under consideration Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 3 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE - 4

MR SPEAKER: Now, Clause 4 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is

"That Clause 4 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE - 5

MR SPEAKER: Now, Clause 5 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 5 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE - 1

MR SPEAKER: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 1 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

PREAMBLE

MR SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Preamble of the Bill do stand part of the Bill "

(The motion was carried)

LONG TITLE

MR SPEAKER: Now the Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Long Title of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

Minister for Law!

MINISTER FOR LAW . Sir, I move:

"That the Punjab Removal from Service (Special Powers) (Amendment) Bill 2003 be passed."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Removal from Service (Special Powers) (Amendment) Bill 2003 be passed."

MR SPEAKER: The motion moved and the question is.

"That the Punjab Removal from Service (Special Powers) (Amendment) Bill 2003 be passed "

(The motion was carried)

(The Bill was passed)

وزیر تعلیم، پوائنٹ آف آرڈر، سر۔

جناب سپیکر، جی، وزیر تعلیم!

وزیر تعلیم، جناب سپیکر! میں مودبانہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ رانا صاحب گھٹنے پر بڑا اصرار کر رہے تھے اگر جناب! انہیں "گھٹنہ" دے دیا جائے۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔۔۔

جناب سپیکر، آج کے اجلاس کا وقت ختم ہوتا ہے اور اجلاس مورخہ 7۔فروری بوقت 10 بجے دن تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ 7-فروری 2003

1۔ سوالات (محکمہ صنعت اور محکمہ آبکاری و محصولات)

(i) نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(ii) غیر نشان زدہ سوال اور اس کا جواب

2۔ سرکاری کارروائی

مورخہ 6۔فروری 2003 کی فہرست کارروائی کی باقی ماندہ کارروائی

صوبائی اسمبلی پنجاب

(چودھویں اسمبلی کا پانچواں اجلاس)

جمعۃ المبارک' 7 ۔ فروری 2003

(یوم الجمع' 5۔ذوالحجہ' 1423ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز' لاہور میں صبح 10 بج کر 25 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ قاری صاحب زادہ افتخار الدین نے پیش کیا۔ 1

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ٥

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ٥

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوا

الرَّسُوْلَ وَ اُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ

اِلَى اللّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ

ذٰلِكَ خَیْرٌ وَّ اَحْسَنُ تَاْوِیْلًا اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِیْنَ یَزْعُمُوْنَ

اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا بِمَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْكَ وَ مَاۤ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ یُرِیْدُوْنَ

اَنْ یَّتَحَاكَمُوْۤا اِلَى الطَّاغُوْتِ وَ قَدْ اُمِرُوْۤا اَنْ یَّكْفُرُوْا

بِهٖ وَ یُرِیْدُ الشَّیْطٰنُ اَنْ یُّضِلَّهُمْ ضَلٰلًۢا بَعِیْدًا

وَ اِذَا قِیْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَ اِلَى الرَّسُوْلِ

رَاَیْتَ الْمُنٰفِقِیْنَ یَصُدُّوْنَ عَنْكَ صُدُوْدًا سورۃ النساء آیات 59 تا 61 پارہ 5

اے ایمان والو! حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا اور ان کا جو تم میں حکومت والے ہیں پھر اگر تم میں کسی بات کا جھگڑا اٹھے تو اسے اللہ اور رسول کے حضور رجوع کرو۔ اگر اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتے ہو' یہ بہتر ہے اور اس کا انجام سب سے اچھا۔ کیا تم نے انہیں نہ دیکھا جن کا دعویٰ ہے کہ وہ ایمان لائے اس پر جو تمہاری طرف اترا اور اس پر جو تم سے پہلے اترا' پھر چاہتے ہیں کہ شیطان کو اپنا پنچ بنائیں اور ان کو تو حکم یہ تھا کہ اسے اصلاً نہ مانیں اور ابلیس یہ چاہتا ہے کہ انہیں دور بہکاوے اور جب ان سے کہا جائے کہ اللہ کی اتاری ہوئی کتاب اور رسول کی طرف آؤ' تو تم دیکھو گے کہ منافق تم سے منہ موڑ کر پھر جاتے ہیں ٥

وما علینا الاالبلاغ٥

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٥ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ آج محکمہ صنعت اور ابکاری و محصولات کے بارے میں سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دئیے جائیں گے۔ میاں ماجد نواز صاحب۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ سید احسان اللہ وقاص صاحب!

سید احسان اللہ وقاص: سوال نمبر 67۔

صوبہ میں معدنیات کی نکاسی کے پٹہ داروں کی تفصیل

*67۔سید احسان اللہ وقاص: کیا وزیر معدنیات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) صوبہ میں کون کونسی اہم معدنیات کن کن مقامات سے نکالی جا رہی ہیں؛

(ب) اس وقت صوبہ میں معدنیات کی نکاسی کے پٹہ داروں کی تعداد کیا ہے۔ ان پٹہ داروں کو کن شرائط پر پٹہ دیا گیا ہے۔ کتنے پٹے دار ایسے ہیں جو پانچ سال سے زائد عرصہ سے مسلسل پٹہ حاصل کئے ہوئے ہیں؛

(ج) گزشتہ سال 02-2001 میں معدنیات کی نکاسی کو پٹہ پر دینے سے حکومت پنجاب کو کتنی آمدنی ہوئی اور اس آمدنی کو بڑھانے کے لئے کیا اقدامات زیر غور ہیں؛

وزیر معدنیات:

(الف) صوبہ پنجاب سے نکالی جانے والی اہم معدنیات کی تفصیل، مع مقامات درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام معدنیات	اہم مقامات برائے نکاسی
1۔	کوئلہ	ضلع چکوال میں آڑہ، بشارت، چوآسیدن شاہ، ڈلوال، ڈنڈوت، منارہ، نوری، پڑہ وغیرہ
		ضلع خوشاب میں پیل، پدھراڑ، ارارہ، نلی وغیرہ
		ضلع میانوالی میں بوری خیل، مکڑوال، جوگی ملہ
2۔	نمک	ضلع جہلم میں وڑچھا، جوتانہ، کھیوڑہ، للہ، پیر کھارہ،
		ضلع خوشاب میں بل محمد، بکی، واڑچھا، فتح پور میرا، گوسے والی،

		دائیوال۔ ضلع میانوالی میں کالاباغ
3۔	سلیکاسینڈ	ضلع میانوالی میں چاپڑی' کر مشانی' نرمیہ' چشمہ' داؤد خیل
		ضلع خوشاب میں دلمیری' کٹھوائی' کھوڑہ۔
		ضلع چکوال میں ڈنڈوت۔
4۔	ڈالومائیٹ	ضلع جہلم میں جلال پور' وہگ
		ضلع چکوال میں چک مصری' چک خوشی' ڈھری' رتوچھا
		ضلع میانوالی میں داؤدخیل' پائی خیل
		ضلع خوشاب میں ڈھوڈاواں' جنی' ڈھو کری
5۔	جپسم	ضلع جہلم میں جلالپور' کھوڑہ' کھیوڑہ' واڑچھا' پیر کھارہ'
		نازی قادر آباد' گوے والی ضلع میانوالی میں سکندر آباد' داؤدخیل'
		کالاباغ۔ ضلع ڈی۔جی۔خان میں زین۔
6۔	فائر کلے	ضلع جہلم میں نارہ' لیڑ' سلطان پور' دھالی' زیروالی' بالا۔
		ضلع چکوال میں دلی' چوآسیدن شاہ' ڈنڈوت' کرولی' نیلا داں
		ضلع خوشاب میں کٹھوائی' سکیسر' سرلتے میانی' ڈھوڈاواں'
		امب شریف۔ ضلع میانوالی میں موسٰی خیل' نمل' بوری خیل'
		سوانس' ماڑی انڈس' ڈھیرا سید علی شاہ
		ضلع اٹک میں شرگ' بھاشا پور ڈیم' ناوا' بھوتی بنگہ
7۔	آئرن / او کر	ضلع خوشاب میں' اوچھالی' کفری' سکیسر
	/لیٹرائیٹ /سڈرائیٹ /	ضلع میانوالی میں سکندر آباد' ماڑی' انڈس' بنی افغان۔
	لیمونائیٹ۔	مکڑوال' چشمہ' مچھانی' نرمیہ' کر مشانی وغیرہ
		ضلع ڈی۔جی۔خان میں راکھی موں' راکھی گاج
		ضلع جھنگ میں چنیوٹ میں Iron ore کا بہت بڑا ذخیرہ ملا ہے
		لیکن ابھی نکاسی شروع نہیں ہوئی۔
		ضلع سرگودھا میں چک نمبر 102 شراین مل

8۔	لائم سٹون چونے کا پتھر آر۔جی لیشنس کے لیے	ضلع جہلم میں ترکی، فراش، پنڈ سوری، ونگ، توبر کھیوڑہ، غریبوال ضلع چکوال میں چوآسیدن شاہ، کلر کہار، ڈھلوال، پڈہ، رتوچھا، دلمیال، کھاس، سرہری، چک مصری سر کلاں، کھمیال، نور پور سیٹھی، بھوئی، ملوٹ، کھوٹ، وسنال ضلع خوشاب میں پیل پدھراڑ، جابہ، کھبیکی، کھوتکہ، سوڈی، نوشہرہ، کٹھوائی سسر کی، پھکنی، جبی ڈھوکی، وڑ کال، دلمیری، کموڑہ، دہدا گولڑہ، جبی ڈو گری واڑچھا ضلع میانوالی میں سکندر آباد، زوتا، نل، چھدرو، بوری خیل، مکڑوال، داؤد خیل۔ ضلع ڈی۔جی۔خان میں تونسہ، راکھی، موتھہ، موئی، زندہ پیر ضلع اٹک میں بھوئی بنگہ، فتح جنگ، جنگ باہتر، حسن ابدال، کھوترہ، سنجوال ضلع راولپنڈی میں مارگلہ، واہ، ٹیکسلا، چھوکر، نصف خیل، سنگ جانی فاروقیہ
9۔	فلرز ارتھ	ضلع ڈی۔جی۔خان میں موئی، زین، زندہ پیر، ہفت گڑھ
10۔	گویول / عام پتھر	ضلع ڈی۔جی۔خان میں سخی سرور، زین، موئی۔ ضلع سرگودھا میں پل 11، چک 110، شاہین آباد، نشتر آباد ضلع جھنگ میں چنیوٹ، ربوہ، شاہکوٹ ضلع میانوالی میں موسیٰ خیل، نل، تروڈ ضلع خوشاب میں فتح پور میز، جبی ڈو کری
11۔	بینٹونائیٹ	ضلع جہلم میں جلال پور شریف، تین پور، دینہ، کھیوڑہ، ٹلہ ضلع چکوال میں کلر کہار، کرولی، ڈنڈوت، ڈھلوال، چوآسیدن شاہ، دنی ضلع خوشاب میں سسر کی، دلمیری، سودھی، ناڑی، نی ضلع اٹک میں بھوئی بنگہ، کالاچٹا رینج
12۔	عام ریت	صوبہ کے تقریباً تمام اضلاع سے نکالی جاتی ہے۔

(ب) اس وقت صوبہ بھر میں معدنیات کی نکاسی میں مصروف پٹہ داروں کی کل تعداد 1283 ہے۔ ان پٹہ داروں کو پٹہ جات' پنجاب معدنی پٹہ داری قواعد مجریہ 2002 کے تحت تفویض / عطا کئے جاتے ہیں۔ ان میں سے 643 پٹہ داران ایسے ہیں۔ جو عرصہ پانچ سال سے زائد پٹہ حاصل کئے ہوئے ہیں۔ یاد رہے کہ اعلیٰ معدنیات مثلاً کوئلہ' نمک' جپسم' چونے کا پتھر اور آر۔جی لیتھیئس کلے وغیرہ کے پٹہ جات عرصہ دس / بیس سال کے لئے عطا کئے جاتے ہیں۔

(ج) گزشتہ سال یعنی 2001-02 میں معدنیات کی نکاسی سے حکومت پنجاب کو مبلغ 36,70,52,905 روپے کی آمدن حاصل ہوئی۔ اس آمدن کو بڑھانے کے لئے نیشنل منرل پالیسی 1995 کے تحت مندرجہ ذیل اقدامات کئے جا رہے ہیں۔

1۔ <u>رائلٹی کی نیلامی</u>: معدنیات کی نکاسی سے حاصل شدہ رائلٹی کو پٹہ داروں سے خود وصول کرنے کی بجائے ضلع وار نیلام کرنے کی پالیسی منظور ہو چکی ہے۔ اس اقدام سے آمدن میں خاطر خواہ اضافہ متوقع ہے۔

2۔ <u>منرل ڈویلپمنٹ پلان</u>: گورنر صاحب کے احکامات کے مطابق ماہرین منرل ڈویلپمنٹ پلان تیار کر رہے ہیں جس میں کئی نئے منصوبہ جات شامل کئے جا رہے ہیں۔ توقع ہے کہ اس سے معدنی نکاسی کے کام میں تیزی آئے گی اور آمدن میں اضافہ ہو گا۔

3۔ <u>محکمہ معدنیات کی تنظیم نو</u>: حال ہی میں محکمہ معدنیات پنجاب کی تنظیم نو کی گئی ہے اور چھ شعبہ جات پر مشتمل ایک بہتر اور منظم محکمہ تشکیل دیا گیا ہے تاکہ صوبہ بھر میں واقع گیارہ علاقائی / ذیلی دفاتر کے تعاون سے معدنیات کی تلاش اور نکاسی کے کام کی نگرانی بہترین پیشہ ورانہ اور شفاف انداز میں کی جا سکے تاکہ حکومت کو اس مد میں وصول ہونے والی آمدن روز بروز اضافہ پذیر رہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

سید احسان اللہ وقاص: میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ معدنیات کی تفصیل یہاں دی گئی ہے۔

اس سے صوبائی حکومت کی سالانہ آمدنی 36 کروڑ 70 لاکھ روپے کے قریب ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ۔۔۔

راجہ ریاض احمد، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی' راجہ ریاض احمد صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

راجہ ریاض احمد، کورم پورا نہیں ہے۔

جناب سپیکر، راجہ صاحب! آپ اپنی موجودگی میں گنتی کروالیں۔ گنتی کی جائے۔۔۔
(اس مرحلے پر گنتی کی گئی) کورم پورا نہ ہے۔ پانچ منٹ کے لیے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلے پر 5 منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب سپیکر، دوبارہ گنتی کی جائے۔ (اس مرحلے پر دوبارہ گنتی کی گئی) کورم پورا نہ ہے۔ مزید دس منٹ کے لیے گھنٹیاں بجائی جائیں۔ (اس مرحلے پر دوبارہ 10 منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

(کورم پورا نہ ہونے پر 10 منٹ کے وقفہ کے بعد جناب سپیکر 10 بج کر 55 منٹ پر دوبارہ کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر، گنتی کی جائے۔ (اس مرحلے پر گنتی کی گئی) کورم پورا ہے لہذا ایوان کی کارروائی شروع کی جائے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

راجہ ریاض احمد، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی' فرمائیں۔

راجہ ریاض احمد، جناب سپیکر! ہم یہ چاہتے ہیں کہ ہاؤس کی کارروائی چلے لیکن میں صرف اور صرف جناب وزیراعلیٰ کے نوٹس میں یہ بات لانا چاہتا تھا کہ آپ کے وزراء جن کو آپ نے گاڑیاں اور جھنڈے دیئے ہوئے ہیں وہ کسی کام میں دلچسپی نہیں لے رہے۔

جناب سپیکر، جی' آپ کا شکریہ۔

راجہ ریاض احمد، جناب والا! میری پوری بات تو سن لیں۔

جناب سپیکر: آپ کی بات ہو گئی ہے۔

راجہ ریاض احمد: جناب والا! میری بات پوری نہیں ہوئی۔ تھوڑی سی بات رہتی ہے۔

جناب سپیکر: جی' فرمائیں!

راجہ ریاض احمد: جناب! یہ جو ممبران ہیں اور وزیراعلیٰ کے جو مشیر ہیں ان کو پابند کریں کہ وقت پر آیا کریں اور جو اِدھر اُدھر کی مصروفیات ہیں وہ ختم کریں اور وقت کی پابندی کریں۔

جناب سپیکر: جی' شکریہ۔

بریگیڈئیر (ریٹائرڈ) جاوید اکرم: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی' فرمائیں!

بریگیڈئیر (ریٹائرڈ) جاوید اکرم: جناب والا! جن غیر ملکی آقاؤں کو خوش کرنے کے لئے یہ جمہوری ڈرامہ رچا رہے ہیں۔ میرے معزز رکن حزب اختلاف اور ان کے لیڈر جن کا نام راجہ ریاض صاحب ہے ان کو آج صبح دیکھا گیا ہے کہ وہ منتیں کر کے لوگوں کو ہاؤس سے باہر بھیج رہے ہیں۔ کیا یہی جمہوریت ہے؟ کیا اس طرح وہ جمہوریت کو تقویت دینا چاہتے ہیں؟ لاکھوں لوگوں نے ان کو اس لئے ووٹ دے کر اسمبلی میں بھیجا ہے کہ یہ یہاں پر تماشا رچائیں؟ ہم یہاں پر نہ تو تماشا دیکھنے آئے ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ نہ ہی تماشا کریں گے۔ ہم جمہوری روایات کو برقرار رکھیں گے اور انشاء اللہ تعالیٰ قانون سازی کریں گے' نہ کہ ان کی طرح لوگوں کی منتیں کر کے کورم کو ختم کیا جائے اور پھر الزام تراشی حزب اقتدار پر کی جائے۔

جناب سپیکر: شکریہ' سید احسان اللہ وقاص صاحب!

راجہ ریاض احمد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: راجہ صاحب! آپ تشریف رکھیں۔

راجہ ریاض احمد: جناب سپیکر! انہوں نے میرے متعلق بات کی ہے۔ میں اس کا جواب دینا

چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر. آپ نے کیا جواب دینا ہے؟

راجہ ریاض احمد: جناب سپیکر! ابھی میرے معزز بھائی نے کہا ہے کہ ہم وقت ضائع کرتے ہیں اور یہ کہ ہم ہزاروں کروڑوں لوگوں کے ووٹ لے کر آئے ہیں۔میں ان کی خدمت میں یہ گزارش کروں گا کہ وہ فوج سے تشریف لائے ہیں اور اب یہ ریٹائر ہو چکے ہیں اور عوام کے نمائندے ہیں۔ عرض یہ ہے کہ ہم ان کی اصلاح کرنا چاہتے ہیں ۔ جو وزراء کام میں دلچسپی نہیں لیتے اس بات کو ہم وزیراعلیٰ کے نوٹس میں لانا چاہتے ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ وزیراعلیٰ صاحب ان کو suspend کریں گے۔

جناب سپیکر. ان کے علم میں یہ بات آ گئی ہے ۔ آپ تشریف رکھیں۔

وزیر خوراک .پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر. جی،چودھری صاحب! فرمائیں۔

وزیر خوراک. جناب سپیکر! آپ نے وقفہ سوالات کے لئے ایک گھنٹے کا وقت مقرر کیا تھا جبکہ انہوں نے آدھا گھنٹہ ضائع کر دیا ہے۔آپ راجہ صاحب اور اپوزیشن سے پوچھیں کہ اس کا ذمہ دار کون ہے؟

جناب سپیکر. اصل میں وقفہ سوالات ہوتا ہی اپوزیشن والوں کے لئے ہے۔ مگر جب بھی ایم ایم اے والے بات کرتے ہیں تو راجہ صاحب کورم کی نشاندہی کر دیتے ہیں۔ جی، سید احسان اللہ وقاص صاحب! آپ فرمائیں۔

سید احسان اللہ وقاص : جناب سپیکر ! میرا پہلا ضمنی سوال یہ ہے کہ معدنیات کو explore کرنے کے لئے اور یہ اندازہ لگانے کے لئے کہ کس جگہ پر کتنی quantity کی معدنیات ہیں۔ کیا ہمارے اس صوبائی محکمہ صنعت کے پاس کوئی اعلیٰ معیار کی لیبارٹری موجود ہے اگر نہیں ہے تو کیا اس طرح کی کوئی لیبارٹری بنانے کا ارادہ ہے؟

جناب سپیکر : جی، وزیر معدنیات :

وزیر معدنیات ۔ بسم اللہ الرّحمٰنِ الرّحِیم ۔جناب سپیکر! معدنیات کی exploration کے لئے وفاقی حکومت نے بھی ہمیں کچھ فنڈز کی یقین دہانی کروائی ہے۔ یہ محکمہ بالکل نیا ہے۔ It is just like a new-born baby. وفاقی حکومت نے اسی کام کے لئے ایک کروڑ روپے چاروں صوبوں کو دینے ہیں لیکن ابھی یہ رقم ہم تک نہیں پہنچی، جیسے ہی یہ رقم ہم تک پہنچے گی تو انشاءاللہ ہم اس کام کو شروع کر دیں گے۔ یہ محکمہ پہلے وزارت صنعت کے ساتھ منسلک تھا۔ اب اس کی اہمیت کو مدنظر رکھتے ہوئے اسے ایک independent department کا درجہ دے دیا گیا ہے۔ انشاء اللہ exploration کا کام اب بڑی تیزی سے ہوگا۔ مجھے امید ہے کہ اس محکمے کی اہمیت ہوگی اور ہم صوبائی حکومت کے لئے اس سے کافی فنڈز generate کریں گے جس سے ہمارے صوبہ پنجاب کی بہتری ہوگی اور انشاء اللہ by the grace of God پاکستان کی بھی بہتری ہوگی۔

سید احسان اللہ وقاص : جناب سپیکر ! میرا سوال بڑا واضح تھا کہ کیا کوئی اعلیٰ معیار کی لیبارٹری ہے؟ میرے خیال میں اس کا جواب یہ بنتا تھا کہ exploration access یا quantity access کرنے کے لئے کوئی لیبارٹری موجود نہیں ہے۔ اگر یہی جواب ہے تو پھر اس کی وضاحت فرما دیں۔

جناب سپیکر: وزیر صاحب نے کہا ہے کہ مرکزی حکومت سے فنڈز آ رہے ہیں۔ جونہی فنڈز ملیں گے تو اس پر عمل شروع ہو جائے گا۔

سید احسان اللہ وقاص : جناب سپیکر ! میرا دوسرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ Minerals Development Plan کب سے تیار ہو رہا ہے اور کب تک اس پر عمل درآمد کی توقع ہے؟

وزیر معدنیات ۔ جناب والا! معزز رکن اپنا سوال دہرا دیں۔

سید احسان اللہ وقاص ۔ جناب سپیکر ! جواب کے جز(ج) نمبر 2 میں منرل ڈویلپمنٹ پلان کے بارے میں بتایا گیا ہے کہ " گورنر صاحب کے احکامات کے مطابق ماہرین منرل

ڈویلپمنٹ پلان تیار کر رہے ہیں جس میں کئی نئے منصوبہ جات شامل کئے جا رہے ہیں ۔ توقع ہے کہ اس سے معدنی نکاسی کے کام میں تیزی آئے گی اور آمدن میں اضافہ ہو گا۔" میرا ضمنی سوال اس بارے میں ہے کہ یہ Minerals Development Plan کب سے تیار ہو رہا ہے اور کب تک اس پر عمل درآمد کی توقع ہے ؟

وزیر معدنیات : جناب والا ! یہ منرل ڈویلپمنٹ پالیسی 1995 میں معرض وجود میں آئی اس پر عمل درآمد 2002 سے شروع ہوا۔ اب 2002 سے onward اس پر کام مزید تیز کر دیا گیا ہے اور انشاء اللہ اس میں بہتری کی توقع ہے۔

ملک محمد جاوید اقبال اعوان : جناب والا ! انھوں نے جواب کے جز(ج) میں لکھا ہے کہ "مبلغ -/36,70,52,905 روپے کی آمدن ہوئی ہے " وزیر موصوف بتائیں گے کہ جن علاقوں سے یہ رقم حاصل ہوئی ہے ان علاقوں کی ترقی کے لئے کتنی رقم خرچ کی جا رہی ہے؟ بلوچستان کے جن علاقوں میں سے معدنیات نکالی جاتی ہیں' بلوچستان کی حکومت ان علاقوں کو بجلی ' پانی اور دوسری تمام بنیادی سہولیات مہیا کرتی ہے۔ مزدوروں کے لئے کوارٹرز بنائے جاتے ہیں اور ان کے بچوں کے لئے سکول بنائے جاتے ہیں۔ کیا حکومت پنجاب بھی اس سلسلے میں کوئی اقدامات کر رہی ہے؟

وزیر معدنیات : جناب سپیکر ! ہماری major معدنیات چار ڈویژنوں راولپنڈی ' سرگودھا ' لاہور اور ڈی جی خان سے نکل رہی ہیں۔ اس بابت ایک مفصل رپورٹ بن چکی ہے جس میں مزدوروں کے لئے کالونیاں' ان کے بچوں کی تعلیم اور صحت کی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے کام کر رہے ہیں۔ چونکہ یہ بالکل نیا محکمہ بنا ہے اس لئے ہمیں کچھ دشواریاں ہیں۔ بہرحال ہم اس بارے میں انشاء اللہ جلد ہی مناسب اقدامات اٹھائیں گے۔

ملک محمد جاوید اقبال اعوان : جناب سپیکر ! بھٹوں میں اینٹیں پکانے کے لئے کوئلہ استعمال ہوتا ہے لیکن وہاں لکڑی جلائی جا رہی ہے۔یہ ایک قومی نقصان ہے۔ وزیر موصوف بتائیں گے کہ وہ اس سلسلے میں کیا اقدامات اٹھا رہے ہیں؟

جناب سپیکر: ملک صاحب ' یہ آپ کا ضمنی سوال نہیں بنتا۔

راجہ محمد شفقت خان عباسی۔ کیا وزیر موصوف بتائیں گے کہ یہ رولز کے تحت عام طور پر پانچ سال کے لئے mines دیتے ہیں۔ کتنے کیسز ایسے ہیں جو پانچ سال سے بھی زیادہ عرصہ تک continue ہیں۔ دس دس سال تک continue ہیں۔ عدالتوں میں زیر سماعت ہونے کی وجہ سے کچھ لوگ دس دس سال تک mines continue کر رہے ہیں۔ اس معاملے میں حکومت کیا اقدامات کر رہی ہے؟

جناب سپیکر: عباسی صاحب ' یہ تو نیا سوال بنتا ہے۔ آپ نیا سوال دے دیں تو تفصیل سے جواب آجائے گا۔

راجہ محمد شفقت خان عباسی: جناب سپیکر! محکمے کے اہلکار خود ہی راستہ دکھاتے ہیں اور عدالتوں کی وجہ سے یہ معاملات pending ہیں۔ یہ کروڑوں روپوں کا معاملہ ہے۔

جناب سپیکر: راجہ صاحب ' جب آپ fresh سوال کریں گے تو جواب آجائے گا۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! اس بابت میرا ضمنی سوال ہے۔ انھوں نے اپنے جواب میں بتایا ہوا ہے کہ ہم نے بعض پٹے پانچ سال ' کچھ تین سال اور بعض دس سال کے لئے دیئے ہوئے ہیں۔ عباسی صاحب کا سوال بڑا relevant ہے۔ اگر انھوں نے پٹہ جات چار سال کے لئے دیئے ہیں اور لوگ وہاں پر پندرہ پندرہ سال سے قابض ہیں' عدالت سے stay لے کر اپنا کام جاری رکھے ہوئے ہیں تو حکومت اس سلسلے میں کیا اقدامات کر رہی ہے؟

جناب سپیکر: ضمنی سوال پر پٹہ داروں کی تفصیل تو اس وقت نہیں بتائی جا سکتی۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب والا ' میں نے تفصیل تو پوچھی ہی نہیں۔ میں نے یہ پوچھا ہے کہ ان لوگوں کے خلاف جن کے معاہدے کی مدت ختم ہو چکی ہے' جن لوگوں کا حکومت کے ساتھ معاہدہ تھا اگر ان کی مدت معاہدہ پوری ہو چکی ہے تو کیا حکومت انھیں وہاں سے بے دخل کرنے کے لئے کوئی قانونی کارروائی کر رہی ہے؟

وزیر معدنیات، جناب سپیکر! میرے علم کے مطابق بڑی معدنیات کے سلسلے میں کوئی

عدالتی کارروائی اس وقت نہیں ہے۔ چھوٹی معدنیات مثلاً ریت وغیرہ کے سلسلے میں کچھ مقدمات عدالت میں زیر سماعت ہیں۔ محکمہ پوری طرح اس کی پیروی کر رہا ہے۔ اگر عدالت نے کسی مسئلے پر stay دیا ہوا ہے تو ہم صرف اس کی پیروی کر سکتے ہیں۔ محکمہ کوشش کر رہا ہے کہ یہ stay کسی طریقے سے خارج ہو جائے۔

رانا آفتاب احمد خان، جناب سپیکر! وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ جو معدنیات پٹہ جات پر دی ہوئی ہیں۔ اس کی extension نہیں کی گئی بلکہ عدالتوں نے انھیں stays دیئے ہوئے ہیں۔ انھوں نے ان stays کو vacate کروانے کے لئے اب تک کیا کارروائی کی ہے؟

وزیر معدنیات، محکمہ ان stays کو vacate کروانے کی پوری کوشش کر رہا ہے۔ انشاء اللہ ہم جلد ہی یہ vacate کروا لیں گے۔ محکمے نے اب تک جتنے stays vacate کروانے ہیں میں معزز ممبران کی اطلاع اور تسلی کے لئے اس کی ایک مکمل فہرست مہیا کر دوں گا۔

رانا آفتاب احمد خان، جناب سپیکر! میرا سوال یہ نہیں ہے ۔جب عدالتیں stay دے دیتی ہیں تو stays کی vacation کے لئے There are other competent courts also جو لوگ تھوڑی لیز پر لے لیتے ہیں اور پھر stay لے لیتے ہیں۔ میرے سوال کا یہ جواب نہیں ہے۔ کتنے کیسز ہیں جن کے خلاف انھوں نے vacation of stay کے لئے اعلیٰ عدالتوں سے رجوع کیا ہوا ہے؟

جناب سپیکر، رانا صاحب! یہ تو نیا سوال بنتا ہے۔ انھوں نے بڑی تفصیل کے ساتھ بتا دیا ہے کہ ہم پیروی کرتے ہیں۔ پیروی کا مطلب ہے وکیل کیا ہو گا جو کورٹ میں case deal کرتا ہے۔

راجہ محمد شفقت خان عباسی، جناب سپیکر! میں ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر، عباسی صاحب! تشریف رکھیں کافی ضمنی سوالات ہو چکے ہیں۔

جناب ظہور احمد خان ڈاہا، جناب سپیکر! میں جاننا چاہوں گا کہ جب یہ ٹھیکے داروں کو عام ریت کا ٹھیکہ دیتے ہیں تو جو بھی ریت استعمال کرنے والے ہوتے ہیں یہ ان سے باقاعدہ ایک فیس چارج کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ جہاں سے ریت نکلتی ہے اس جگہ کا مالک علیحدہ ریت کے پیسے لیتا ہے۔ کیا یہ قانون کے مطابق ہے؟ اگر نہیں ہے تو یہ تمام متعلقہ محکمہ جات

کو لکھیں کہ جن کی زمین ہوتی ہے وہ جو ریت کی قیمت لیتے ہیں وہ نہ لیں۔
جناب سپیکر، یہ ریت محکمہ معدنیات کے متعلق ہے۔
جناب ظہور احمد خان ڈاہا، جی ہاں! انھوں نے سب سے آخر میں درج بھی کیا ہوا ہے کہ یہ درست ہے کہ اس ریت کا ٹھیکہ دیا جاتا ہے اور ٹھیکے دار' آگے جو لوگ ریت لے جاتے ہیں ان سے پیسے لیتے ہیں۔ اس کے علاوہ جہاں سے ریت نکلتی ہے اس جگہ کا جو مالک ہوتا ہے وہ بھی اس کی قیمت علیحدہ چارج کرتا ہے۔ براہ مہربانی ذرا اس کی وضاحت فرمائیں۔
جناب سپیکر، جی' وزیر معدنیات!
وزیر معدنیات، جناب سپیکر! اگر کسی کی پرائیویٹ زمین سے ریت نکلتی ہے تو وہ منرل پالیسی کے تحت منرل ڈومینز اور منرل ڈیپارٹمنٹ کی ہی ملکیت تصور کی جاتی ہے۔ اس کے prescribed rules موجود ہیں۔ لیکن ہم جو ریت ٹھیکے پر دیتے ہیں اور جو لوگ اٹھاتے ہیں تو اس set pattern کے تحت مالک کو معاوضہ دیا جاتا ہے۔
جناب سپیکر، شکریہ۔
ڈاکٹر مظفر علی شیخ، جناب سپیکر! میں ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔
جناب سپیکر، میرے خیال میں اب کافی سوال ہو گئے ہیں۔
ڈاکٹر مظفر علی شیخ، جناب سپیکر! میں نے ایک بہت ہی اہم سوال پوچھنا ہے۔
جناب سپیکر، جی' فرمائیں۔
ڈاکٹر مظفر علی شیخ، جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ کون کون سی معدنیات کون کون سے علاقے سے نکلتی ہیں؛ اس میں ایسی معدنیات کا ذکر نہیں کیا جیسا کہ یہ کہا جاتا ہے کہ اس وقت دنیا میں سب سے زیادہ بہتر کوالٹی کا یورینیم اور پلوٹونیم کینیڈا میں پیدا ہو رہا ہے لیکن There is a an assumption کہ اس سے بھی بہتر کوالٹی کا یورینیم اور پلوٹونیم پاکستان میں دریائے سندھ کے کنارے بھکر کے قریب نکالا جا رہا ہے۔ تو کیا ان elements کا اسمبلی میں ذکر کرنا کسی حساس مسئلے کی بنا پر ضروری نہیں ہے یا یہ واقعی نکل ہی نہیں رہا کیونکہ انھوں نے اپنے جواب میں اس کا ذکر نہیں فرمایا۔
جناب سپیکر، جی' وزیر صاحب!

وزیر معدنیات، جناب سپیکر! اگر معزز رکن یورینیم کے بارے میں نیا سوال put کرتے تو بہتر تھا لیکن میری گزارش یہ ہے کہ اس کا کوئی قانون نہیں ہے because it is related with Federal Department of Natural Resources. یہ صوبائی معاملہ نہیں ہے اور یہ صوبے میں نہیں آتا۔ اس کی exploration' وفاق میں Federal Natural Resources Department کرتا ہے۔ اس کا صوبے کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔

جناب سپیکر، اگلا سوال بیگم ریحانہ جمیل صاحبہ کا ہے۔

بیگم ریحانہ جمیل، سوال نمبر 71۔

جناب سپیکر، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

شادی پورہ لاہور سے بی آر بی نہر تک این او سی کے بغیر انڈسٹریز کی تفصیل

*71۔ بیگم ریحانہ جمیل، کیا وزیر صنعت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ، بھینی روڈ چوک شادی پورہ لاہور سے بی آر بی نہر تک کتنے کارخانے ہیں۔ ان کارخانہ داروں اور انڈسٹریوں کے نام جن کارخانہ داروں نےحکومت سے این او سی اور اجازت نامے حاصل نہیں کئے ان کےنام اور وجوہات کیا ہیں؟ نیز جو اہل کار این او سی نہ لینے والے فیکٹری مالکان کے ساتھ شامل ہیں حکومت ان اہلکاروں کے خلاف کوئی قانونی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟ اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر صنعت،

بحوالہ سوال نمبر 71 پیش کردہ بیگم ریحانہ جمیل ایم پی اے بابت بھینی روڈ چوک شادی پورہ سے بی آر بی نہر تک کے درج شدہ علاقہ جات کا مفصل جواب ایک ماہ تک پیش کر دیا جائے گا کیونکہ مذکورہ ایم پی اے صاحبہ کے سوال نمبر 71 کی زد میں بے شمارصنعتی یونٹس شامل ہونے کا امکان ہے۔اگرچہ مذکورہ سوال میں شامل علاقہ جات میں صنعتی یونٹ' صنعتی ایکٹ مجریہ 1963 کی شق نمبر 3 اور 4(1) کی خلاف ورزی کرتے ہوئے قائم ہوئے لیکن قواعد و ضوابط کے مطابق ان صنعتی یونٹوں کے خلاف بمطابق حکومت پاکستان محکمہ صنعت کا فیصلہ مورخہ

26-6-1981 ہے کہ ایسے صنعتی یونٹوں کے خلاف کارروائی عمل میں نہیں لائی جا سکتی جو 30-6-1981 سے پہلے قائم پذیر ہوئے۔ بشرطیکہ ایسے کارخانہ جات کے پاس کوئی مضبوط کاغذی ثبوت ہو۔ مزید برآں صنعتی ایکٹ مجریہ 1963 کی شق نمبر (2(B کے تحت ایسے کارخانہ جات کے خلاف کوئی کارروائی عمل میں نہیں لائی جا سکتی جس میں 10 سے کم افراد کام کر رہے ہوں یا ایسے صنعتی یونٹوں کا شمار جن کا ذکر لوکیشن پالیسی مجریہ 26-10-1986 کی فہرست بابت سروسز انڈسٹریز میں شامل ہے۔

اختیارات کی نچلی سطح پر منتقلی devolution of power کے بعد دیہی و شہری علاقہ جات کی تفریق ختم ہو گئی ہے۔ مزید برآں انڈسٹریل لوکیشن پالیسی مورخہ 30-09-2002 دیہی و شہری تفریق نہ ہونے کی بنیاد پر انڈسٹری لگانے پر کوئی پابندی نہ ہے۔ تاہم متعلقہ ضلعی حکومت اس پالیسی کی شق نمبر 4 کے تحت اپنے علاقے میں ممنوعہ علاقے Negative Areas مقرر کر سکتی ہے ۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اختیارات کی نچلی سطح پر منتقلی اور نئی لوکیشن پالیسی کے مطابق 1963 کے ایکٹ کے تحت میونسپل حدود(شہری حدود) میں لگنے والے کارخانہ جات کے خلاف کوئی کارروائی عمل میں لانے کا جواز نہیں رہا۔ البتہ ان کارخانہ جات کو جرمانہ عائد کرنے کے قانونی حیثیت دینے کے بارے میں ایک تجویز بذریعہ سمری وزیراعلیٰ پنجاب کو بھیجی گئی ہے۔ اگلا اقدام وزیر اعلیٰ کے احکامات کی روشنی میں اٹھایا جائے گا۔

جناب سپیکر: جی، بیگم ریحانہ جمیل صاحبہ!

بیگم ریحانہ جمیل: جناب سپیکر! قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب مصدرہ 1997 کے قاعدہ54 کے تحت 8 دن کے اندر میرے سوال کا جواب اسمبلی سیکرٹریٹ میں موصول ہونا چاہئے تھا۔ 26-12-2002 کو متعلقہ محکمے کو سوال ارسال کیا گیا۔ تقریباً ڈیڑھ ماہ کا عرصہ گزر گیا لیکن جواب نہیں آیا۔ اس کی وجوہات کیا ہیں؟

جناب سپیکر: جواب آ گیا ہے۔ آپ ضمنی سوال کر لیں۔

بیگم ریحانہ جمیل: وزیر صاحب ! آپ اپنے جواب کو تو پڑھیں ۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب والا! وزیر موصوف اس کا جواب پڑھ دیں واضح ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب! آپ جواب پڑھ دیں۔

وزیر معدنیات: جناب والا! کون سے سوال کا جواب پڑھ دوں؟

جناب سپیکر: سوال نمبر 71 کا جواب پڑھ دیں۔

وزیر معدنیات: جناب سپیکر! یہ سوال وزیر صنعت کا ہے، میرا نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر صنعت!

وزیر صنعت: بحوالہ سوال نمبر 71 پیش کردہ بیگم ریحانہ جمیل ایم پی اے بابت بھینی روڈ چوک شادی پورہ سے بی آر بی نہر تک کے درج شدہ علاقہ جات کا مفصل جواب ایک ماہ تک پیش کر دیا جائے گا۔ کیونکہ مذکورہ ایم پی اے صاحبہ کے سوال نمبر 71 کی زد میں بے شمار صنعتی یونٹس شامل ہونے کا امکان ہے۔ اگرچہ مذکورہ سوال میں شامل علاقہ جات میں صنعتی یونٹس، صنعتی ایکٹ مجریہ 1963 کی شق نمبر 3 اور 4(1) کی خلاف ورزی کرتے ہوئے قائم ہوئے لیکن قواعد و ضوابط کے مطابق ان صنعتی یونٹوں کے خلاف بمطابق حکومت پاکستان محکمہ صنعت کے فیصلہ مورخہ 26-6-1981 ایسے صنعتی یونٹوں کے خلاف کارروائی عمل میں نہیں لائی جا سکتی جو 30-6-1981 سے پہلے قائم پذیر ہوئے بشرطیکہ ایسے کارخانہ جات کے پاس کوئی مضبوط کاغذی ثبوت ہو۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! ان کا سوال بڑا سادہ سا تھا کہ بی آر بی نہر کے پاس جو کارخانے لگے ہیں۔ کتنے کارخانے ہیں جنھوں نے این او سی نہیں لیا؟ بڑا سادہ سا سوال ہے۔ اب انھوں نے نیچے رولز لکھ دیئے ہیں کہ جو این او سی نہیں لیتے ہم ان کے خلاف کارروائی کرتے ہیں۔ اصل سوال یہ ہے کہ یہاں کتنے کارخانے ہیں جن کے پاس این او سی نہیں ہے؟ براہ مہربانی اس کو واضح کریں۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! ان کا سوال یہ ہے کہ بی آر بی نہر کے کنارے جتنے کارخانے لگے ہیں ان میں سے کتنے ہیں جنھوں نے این او سی نہیں لیا؟

وزیر صنعت: جناب سپیکر! یہ تعداد کا معاملہ ہے۔ اس میں بہت زیادہ لمبا ایریا آتا ہے۔ اس کی پوری معلومات حاصل کرنے کے لئے میں نے لکھا ہوا ہے کہ یہ ایک نیا سوال ہو گا اور ہمیں اس کے لئے ایک ماہ چاہئے۔ ہم اس سے پہلے اس کی معلومات اکٹھی نہیں کر سکتے کیونکہ اس میں بہت سارے کارخانے اور فیکٹریاں آتی ہیں۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ جی، رانا صاحب!
رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ ہمیں ایک ماہ چاہئے۔ اگر آپ دیکھیں کہ admission of question کے بعد 8 دن کے اندر جواب آ جاتا ہے۔ آپ وہ 8 دن بھی calculate کر لیں، already اس کو تو ایک ماہ گزر گیا ہے۔ جو ایک ماہ گزر گیا ہے تو ابھی تک اس کا جواب کیوں نہیں آیا؟ اس کا جواب دے دیں۔
جناب ارشد محمود بگو: جناب والا! جن لوگوں نے وہاں پر کارخانے لگائے ہیں ان کا ریکارڈ ان کے آفس میں موجود ہے۔ انھوں نے ریکارڈ کو determine کرنا ہوتا ہے کہ کتنے کارخانے ہیں اور کون سے کارخانے ہیں جو این او سی کے بغیر لگے ہوئے ہیں؟
جناب سپیکر: منسٹر صاحب! کیا آپ بتانا پسند کریں گے کہ اگلے اجلاس تک اس کا جواب آ جائے گا؟
وزیر صنعت: جی ہاں! اگلے اجلاس تک اس کا جواب آ جائے گا۔
جناب سپیکر: جی، اگلے اجلاس تک جواب دے دیں گے۔ جی، محترمہ!
بیگم ریحانہ جمیل: جناب والا! وزیر موصوف فرما رہے ہیں کہ صنعتی ایکٹ مجریہ 1963 کی شق نمبر 2(B) کے تحت ایسے کارخانہ جات کے خلاف کارروائی عمل میں نہیں لائی جا سکتی۔ جن میں 10 سے کم افراد کام کر رہے ہوں۔ میں نے تمام اداروں کی تفصیل پوچھی ہے۔ ایسے ادارے، فیکٹریاں جنہوں نے این او سی نہیں لیا، میں نے یہ نہیں پوچھا کہ وہاں کتنے افراد کام کر رہے ہیں؟ اس بات کا میرے سوال سے کوئی تعلق نہیں۔ اس طرح وہ ایوان کا وقت ضائع کرتے ہیں۔ وزیر موصوف اگر تیاری کرکے آئیں تو ایسا نہ ہو۔
جناب سپیکر: نہیں، تیاری ماشاء اللہ انہوں نے کی ہوئی ہے۔ محترمہ! تشریف رکھیں۔ جی، عباسی صاحب!

راجہ محمد شفقت خان عباسی: جناب والا! وزیر موصوف نے سوال نمبر 71 کے جواب میں کہا ہے کہ کوئی اگر این او سی کے بغیر صنعت لگائے تو صنعتی ایکٹ مجریہ 1963 کی violation ہوتی ہے۔ آگے جواب ہے کہ قواعد و ضوابط کے مطابق ان صنعتی یونٹوں کے

خلاف حکومت پاکستان محکمہ صنعت کے فیصلے کے مطابق کوئی کارروائی عمل میں نہیں لائی جا سکتی۔ میں چاہوں گا کہ وہ فیصلہ جس کا یہ حوالہ دے رہے ہیں کہ ہم ایکشن نہیں لے سکتے وہ پھر فیصلہ پڑھ کر سنا دیں کہ وہ فیصلہ کیا ہے اور انہیں کس حد تک protect کرتا ہے جو این او سی کے بغیر معاملات چلا رہے ہیں؟

جناب سپیکر: وزیر صنعت!

وزیر صنعت: جناب والا! میں نے عرض کیا ہے کہ صنعتی ایکٹ 1963 صرف ان صنعتوں پر لاگو نہیں ہوتا جن میں دس یا اس سے کم افراد کام کرتے ہیں۔

راجہ محمد شفقت خان عباسی: جناب والا! جو عدالت کا فیصلہ ہے میں وہ دیکھنا چاہتا ہوں کہ وہ ان صنعتوں کو کتنی protection دیتا ہے؟

وزیر صنعت: دیکھیں، یہ ایک لمبا فیصلہ لکھا ہوا ہے۔ آپ میرے چیمبر میں آ جائیں۔ میں آپ کو دکھا دوں گا۔

جناب سپیکر: وزیر صاحب فرما رہے ہیں کہ چیمبر میں تشریف لے آئیں۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! ابھی ہمارے محترم چودھری اقبال صاحب نے فرمایا تھا کہ یہ اپوزیشن کا کام ہوتا ہے، اس پر ہمیں بڑا serious ہونا چاہئے۔ میرے محترم بھائی چودھری ظہیر صاحب! آپ مہربانی فرما کر متوجہ ہوں۔ یہ جو میں نے non serious attitude دیکھا ہے کہ، چودھری ظہیر صاحب کوئی بات کرتے ہیں، پتا نہیں کوئی چیز سناتے ہیں تو سارے وزیر ہنسنا شروع کر دیتے ہیں 'this is a very serious matter' وہ میرے محترم بڑے بھائی ہیں۔ وہ ان کی علیحدہ کلاس لے لیں، ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔ مگر آپ اپنے رولز آف پروسیجر میں code of conduct دیکھ لیں this is against that. وہ وزیر صاحب فرما رہے ہیں کہ 'fresh question' دے دیں تو جناب! یہ بڑا relevant سوال ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔

وزیر مواصلات و تعمیرات ، جناب والا! میں آپ کی اجازت سے وضاحت چاہوں گا۔ میرے بھائی رانا آفتاب صاحب نے فرمایا ہے کہ میں کوئی بات کرتا ہوں تو لوگ مسکرانا شروع کر دیتے ہیں۔ اسی بات کی روایت میں سارے ہاؤس میں چاہتا ہوں۔ مسکراتے چہرے' pleasant ماحول' یہ ہاؤس کے لئے اچھا ہے ۔ میں کوئی برا کام تو نہیں کرتا۔ شکریہ۔

جناب سپیکر ، ڈاکٹر سید وسیم اختر!

ڈاکٹر سید وسیم اختر ،جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ آج کے وقفہ سوالات کے اندر محکمہ صنعت کے متعلق جتنے بھی جوابات آئے ہیں وہ گول مول سے ہیں ۔ اس سے اس محکمے کی کار کردگی کا عکس نظر آتا ہے ۔ ابھی آپ دیکھیں کہ میرا ایک سوال ہے' شاید وہ ابھی نہیں آ سکے گا' وہ بہاولپور کے حوالے سے ہے ۔ وہاں 1988 کے اندر سیلاب آیا' اس وقت 40 یونٹ کام کر رہے تھے۔ آج آپ دیکھیں کہ پندرہ سال میں یہ صرف چودہ یونٹ چالو کر سکے ہیں اور 26 یونٹ ابھی تک چالو ہی نہیں ہو سکے۔ میں چیمہ صاحب کو بھی مورد الزام نہیں ٹھہراتا کیونکہ انہیں آئے تو جمعہ جمعہ آٹھ دن ہوئے ہیں وزارت سنبھالی ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جو محکمے کی کارکردگی ہے اس کو بہتر کرنے کے لئے یہ کیا اقدامات کر رہے ہیں؟

وزیر صنعت ، جناب سپیکر! بہاولپور میں جو سیلاب آیا تھا اس کے بارے میں ' میں نے پوری تفصیل چیک کی ہے وہاں جو یونٹ چل سکتے تھے اسی وقت چلا دیئے گئے۔ جو یونٹ نہیں چل سکتے تھے' جن لوگوں کو کافی نقصان ہوا تھا ہم نے ان کو بھی loan کی offer کی تھی اور اس کا مارک اپ بھی کم کرکے ان کو کہا تھا۔ کچھ یونٹس ایسے تھے جن کو لوگ بالکل نہیں چلا سکے تھے۔ ان کو ہمارا مرکزی حکومت کا ایک ادارہ این آئی آر سی ہے اس کے حوالے کر دیا گیا ہے ۔ وہ restructuring کا ادارہ ہے اور وہ ان کی امداد کر رہے ہیں اور بینک بھی ان کی امداد کر رہے ہیں ۔ اس کے علاوہ اور کسی صاحب کو کوئی بھی وہاں پر صنعت لگانے کے لئے یا چلانے کے لئے کسی بھی قسم کی مدد چاہئے وہ میرے

پاس تشریف لائیں ۔ ہمارے پاس اللہ کے فضل سے ان کے لئے بہت سے پرو گرام ہیں۔ ہم ان کی ہر قسم کی مدد کر سکتے ہیں تا کہ وہ دوبارہ کارخانے چلا سکیں۔

جناب سپیکر ، شکریہ ۔ اگلا سوال بیگم ریحانہ جمیل صاحبہ کا ہے۔

بیگم ریحانہ جمیل ، جناب والا! ابھی تو میرے پہلے سوال کا جواب بھی مکمل نہیں ہوا ۔

جناب سپیکر ، بی بی! وہ بڑی تفصیل کے ساتھ انہوں نے بتا دیا ہے ۔

بیگم ریحانہ جمیل ،جناب والا! میرے سوال کو موخر کر دیا جائے ۔ اگر ایک ماہ میں ہی اس کا جواب آتا ہے تو ہم اس کا انتظار کر لیں گے ۔

جناب سپیکر ، وہ انہوں نے فرما دیا ہے کہ اگلے اجلاس تک اس سوال کا جواب آ جائے گا۔ اب آپ کا اگلا سوال ہے' اس کا نمبر بولیں ۔

بیگم ریحانہ جمیل ، سوال نمبر 80 ۔

جناب سپیکر ، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کر لیا جائے یا وزیر موصوف پڑھ دیں؟

بیگم ریحانہ جمیل ، جی' پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

N.O.C کے بغیر انڈسٹری لگانے والوں کے خلاف کارروائی

*80۔بیگم ریحانہ جمیل، کیا وزیر صنعت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) چوک داروغہ والا لاہور سے راوی پل تک اور راوی پل سے چوک یتیم خانہ تک تمام کارخانوں اور اُن کے مالکان کے نام بتائے جائیں۔

(ب) یہ بھی بیان فرمائیں کہ کون کون سے کارخانہ دار نے انڈسٹری کے لئے این۔او۔سی حاصل کئے ہوئے ہیں۔ این۔او۔سی کے بغیر تعمیر کی گئی انڈسٹری کے مالکان کے نام اور وجہ بیان فرمائیں۔

(ج) این۔او۔سی کے بغیر جو کارخانے تعمیر ہوئے ۔ کیا حکومت ان کے خلاف قانونی کارروائی کا ارادہ رکھتی ہے۔ نہیں تو وجہ بیان فرمائیں؟

وزیر صنعت:

(الف) بحوالہ سوال پیش کردہ ازاں بیگم ریحانہ جمیل' ایم۔پی۔اے بابت چوک داروغہ والا لاہور سے راوی پل تک اور راوی پل سے چوک یتیم خانہ تک کے علاقہ جات کا مفصل جواب ایک ماہ تک پیش کر دیا جائے گا۔ کیونکہ مذکورہ ایم۔پی۔اے صاحبہ کے سوال نمبر 80 کی زد میں لاتعداد صنعتی یونٹس شامل ہونے کا امکان ہے۔

(ب) مکمل جواب بعد میں از تفصیل موقع ملاحظہ علاقہ جات مذکورہ ایک ماہ میں پیش کر دیا جائے گا۔ اس سلسلے میں متعلقہ عملے کو مذکورہ علاقہ جات کے سروے کے لئے تعینات کر دیا گیا ہے۔

(ج) محکمہ صنعت' صنعتی ایکٹ مجریہ1963 کی شق نمبر(2-B) کے تحت ایسے کارخانہ جات کے خلاف کوئی کارروائی عمل میں نہیں لائی جا سکتی۔ جس میں10 سے کم افراد کام کر رہے ہوں یا ایسے صنعتی یونٹوں کا شمار جن کا ذکر لوکیشن پالیسی مجریہ 26-10-1986 کی فہرست بابت سروسز انڈسٹریز میں شامل ہے۔ اختیارات کی نچلی سطح پر منتقلی (Devolution of Power) کے بعد دیہی و شہری علاقہ جات کی تفریق ختم ہو گئی ہے۔ مزید برآں انڈسٹریل لوکیشن پالیسی مورخہ 30-9-2002 دیہی و شہری تفریق نہ ہونے کی بنیاد پر انڈسٹری لگانے پر کوئی پابندی نہ ہے۔ تاہم متعلقہ ضلعی حکومت اس پالیسی کی شق نمبر 4 کے تحت اپنے علاقہ میں ممنوعہ علاقے Negative Areas مقرر کر سکتی ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اختیارات کی نچلی سطح پر منتقلی اور نئی لوکیشن پالیسی کے مطابق 1963 کے ایکٹ کے تحت میونسپل حدود (شہری حدود) میں لگنے والے کارخانہ جات کے خلاف کوئی قانونی کارروائی عمل میں لانے کا جواز نہیں رہا۔

البتہ ان کارخانہ جات کو جرمانہ عائد کر کے قانونی حیثیت دینے کے بارے میں ایک تجویز بذریعہ سمری وزیراعلیٰ کو بھیجی گئی ہے۔ اگلا اقدام وزیراعلیٰ کے احکامات کی روشنی میں کیا جائے گا۔

جناب سپیکر، ضمنی سوال۔

بیگم ریحانہ جمیل،جناب سپیکر! سوال نمبر 71 اور سوال نمبر 80 ایک ہی طرح کے دو سوال ہیں ۔ علاقوں کا فرق ہے۔ سوال نمبر 71 کی بحث کو ہی اسی کی بحث تصور کیا

جائے ۔ ایک ماہ تک اگر جواب دے دیا جائے تو اگلی تاریخ بھی بتا دی جائے کہ کب تک اس کا جواب آ جائے گا؟

جناب سپیکر ۔ وزیر صاحب اس سوال کا جواب کب تک آ جائے گا؟

وزیر صنعت ۔ اگلے اجلاس تک اس کا جواب بھی آ جائے گا ۔

جناب سپیکر ۔ وہ فرما رہے ہیں اگلے اجلاس تک اس سوال کا جواب بھی آ جائے گا۔

راجہ ریاض احمد ۔ جناب والا! میں آپ کی توجہ چاہوں گا کہ سوال نمبر 71 میں بھی پوچھا گیا تھا کہ کتنے کارخانے ہیں؟ کتنوں نے این او سی لیا اور کتنوں نے نہیں لیا؟ سوال نمبر 80 میں بھی وہی سوال ہے اور دونوں جواب میں اگر آپ غور فرمائیں تو محکمے نے، جو وہ لوگوں سے کمیشن لیتے ہیں اور اندراج نہیں کرتے' اس کو انتہائی خوبصورتی کے ساتھ ٹالا گیا ہے۔ وزیر موصوف نے میرے خیال میں تیاری بھی نہیں کی کہ دونوں سوال جواب سے بالکل علیحدہ ہیں ۔ سوال کچھ ہے اور جواب کچھ دیا گیا ہے ۔ اگر آپ دونوں جواب غور سے پڑھیں تو آپ کو معلوم ہو جائے گا ۔ اس لئے جناب سپیکر! میری اس میں گزارش یہ ہوگی کہ یہ سوال نمبر 80 میں محترمہ نے جو پوچھا ہے اس کا جواب دیا جائے کہ این او سی کے بغیر جو کارخانے تعمیر ہوتے ہیں کیا حکومت ان کے خلاف کوئی قانونی کارروائی کا ارادہ رکھتی ہے؟ نہیں تو وجہ بیان کریں۔

ایک آواز ۔ جن کا سوال ہے وہ بات کریں۔

جناب سپیکر ۔ آرڈر پلیز ۔ آرڈر پلیز ۔

راجہ ریاض احمد ۔ جناب! انہوں نے کوئی جواب بھی clear نہیں دیا کہ کیا کرتے ہیں؟ کتنے این او سی دیتے ہیں؟ میری یہ گزارش ہے کہ اگر آپ مناسب سمجھیں اور بہتر سمجھیں تو اس محکمے کی اصلاح کے لئے کہ ان دونوں سوالوں کو pend کرلیں اور ان کا صحیح جواب جب وزیر موصوف پیش کریں تو اس کو اس کے بعد dispose of کیا جائے ۔

جناب سپیکر ۔ وزیر موصوف نے کہا ہے کہ ان دونوں سوالات کے جوابات اگلے اجلاس

میں دے دیئے جائیں گے ۔

شیخ امجد عزیز، جناب والا! وزیر موصوف نے راجہ شفقت عباسی کے سوال کے جواب میں کہا تھا کہ آپ میرے چیمبر میں تشریف لے آئیں تو میں آپ کو فیصلہ دکھا دیتا ہوں۔ وزیر موصوف سے کہیں کہ وہ اس فیصلے کی فوٹو کاپی ابھی یہاں ہاؤس میں فراہم کر دیں۔

جناب سپیکر ، جی، شکریہ۔ تشریف رکھیں۔

محترمہ شمیم اختر ، پوائنٹ آف آرڈر ۔ میں یہ کہنا چاہوں گی کہ جس میری بہن نے یہ سوال نمبر 71 اور 80 کیا ہے وہ اس سے مطمئن ہو چکی ہیں۔ اب میرے بھائی جو دلائل دے رہے ہیں وہ اضافی دلائل ہیں اور غیر متعلقہ ہیں ۔

جناب سپیکر ، جی، وہ ضمنی سوال کر سکتے ہیں۔ شکریہ۔ آپ تشریف رکھیں۔

راجہ محمد طارق کیانی ، جناب سپیکر! وہ بڑا اہم سوال ہے اور وہ pend ہو گیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ میں وزیر موصوف کی توجہ ایک بڑے حساس معاملے کی طرف بھی دلانا چاہوں گا کہ جیسا کہ وہ جانتے ہیں کہ devolution plan کے بعد ہماری شہری اور غیر شہری حدود ختم ہو گئی ہیں لیکن قانون کے تحت ایک negative list ڈسٹرکٹ گورنمنٹ نے مقرر کرنی تھی جس کے اندر کارخانہ جات کی تنصیبات کو ممنوعہ علاقہ قرار دینا تھا ۔ میں وزیر موصوف سے یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ کیا انہوں نے اپنی سفارشات یا negative list جو علاقہ جات کی تھی وہ متعلقہ اضلاع کو بھجوا دی ہے تا کہ شہری آبادی کے اندر کارخانہ جات کی پابندی پر عمل کیا جا سکے۔ میں نے دیکھا ہے کہ devolution plan آنے سے banned کارخانہ جات شہری آبادیوں کے اندر بڑی تیزی سے لگ رہے ہیں۔ میں ان سے کہوں گا کہ انہوں نے اپنی ضلعی حکومت کو کوئی نیگیٹو لسٹ فراہم کی ہے یا نہیں؛

وزیر صنعت ، اگر تو یہ تجویز ہے تو پھر ہم اس پر غور کرتے ہیں لیکن میں اس کا جواب دے دوں۔ پورے پنجاب میں جو بھی انڈسٹریز pollution problem کی ہیں، ہم نے ان

کے لئے تقریباً ہر بڑے شہر میں علیحدہ علاقے قائم کئے ہیں۔ جس طرح سیالکوٹ میں tanneries زون شہر سے باہر مقرر کیا گیا ہے۔ دوسرے شہروں میں بھی اسی طرح کی pollution پیدا کرنے والی انڈسٹریز کے لئے علیحدہ علاقے مقرر کر دیئے گئے ہیں۔ اگر آپ کسی قسم کی کوئی نشان دہی کریں کہ کسی علاقے یا کسی شہر میں کوئی نئی انڈسٹری ایسی لگ رہی ہے جو pollution کی problem پیدا کر سکتی ہے تو اس کے لئے ہم آپ کو جواب دے سکتے ہیں۔

راجہ محمد طارق کیانی، جناب سپیکر! پہلے شہر کے اندر کارخانہ لگانے پر پابندی تھی اور بلدیات یا کارپوریشنوں کی حدود کے باہر کارخانے لگائے جاتے تھے کیونکہ قانون کی نظر میں devolution plan کے مطابق شہر اور دیہات کے concepts ختم ہو چکے ہیں لیکن خوش قسمتی سے این ایف بی والوں نے اس میں negative areas کی ایک شق ڈالی تھی کہ کچھ negative areas مقرر کئے جائیں گے جہاں پر کوئی کارخانہ نہیں لگ سکے گا۔ میں چاہتا ہوں کہ کیا انہوں نے ڈسٹرکٹ گورنمنٹ سے مشاورت کے بعد شہروں کی حدود مقرر کر کے اسے آویزاں کر دیا ہے یا اسے پاس کر کے ایک علیحدہ document بنا دیا ہے کیونکہ پوری دنیا کا یہ اصول ہے کہ جہاں رہائش ہو گی وہاں کسی قسم کا کوئی کارخانہ نہیں لگ سکے گا۔ میں چاہوں گا کہ اگر ایسا نہیں ہوا تو آپ مختلف اضلاع کے ساتھ مشاورت کر کے وہ negative list فائنل کر دیں تاکہ شہری آبادیوں کے اندر کارخانہ لگنے کا عمل رک جائے۔

جناب سپیکر، ان کی اچھی تجویز ہے۔

وزیر صنعت، یہ اچھی چیز ہے۔ میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ جہاں کہیں بھی شہروں میں اس طرح کی انڈسٹریز لگنے کا ڈر ہے یا جو لوگ انڈسٹریز لگاتے ہیں انہیں روکا جاتا ہے لیکن چونکہ ہماری منسٹری ایک ماہ پرانی ہے' اس میں ابھی تک ہم نے سارے آرڈرز نہیں کئے لیکن انشاء اللہ تعالیٰ اس چیز پر عمل کیا جائے گا اور اسے یقینی بنایا جائے گا کہ خصوصی طور پر شہروں میں نئی انڈسٹریز نہ لگیں جہاں گنجان آبادی ہے۔

جناب سپیکر، شکریہ۔

جناب ارشد محمود بگو، جناب سپیکر! اسی سے متعلقہ ایک پوائنٹ آف آرڈر ہے۔

جناب سپیکر، جی' فرمائیں!

جناب ارشد محمود بگو، جناب سپیکر! چونکہ چودھری اجمل چیمہ صاحب کا تعلق میرے شہر

سیالکوٹ سے ہے۔ یہ میرے بھائی بھی ہیں اور ذہین آدمی بھی ہیں۔ انہوں نے اپنی ایک بات میں یہ کہا ہے کہ ہم شہروں سے کارخانوں کو ختم کر کے باہر منتقل کر دیں گے۔ ان سے میری درخواست یہ ہے کہ شہروں سے باہر منتقل کرنے کا مطلب کیا ہے۔ جبکہ زرعی علاقوں میں پہلے ہی بہت بڑی بڑی tanneries لگی ہوئی ہیں۔ ان کی اپنی بھی ایک tannery ہے اور جن علاقوں میں tanneries لگی ہوئی ہیں۔ ان علاقوں میں دو دو میل تک نہ تو کوئی فصل ہوسکتی ہے اور نہ ہی کوئی جانور پانی پی سکتا ہے اور اتنی pollution ہے کہ وہاں سے گزرنا مشکل ہوتا ہے۔ محترم اجمل چیمہ صاحب سے میری درخواست ہے کہ حکومت پنجاب نے مخصوص صنعتی علاقے بنائے ہوئے ہیں یہ ان انڈسٹریز کو وہاں منتقل کر دیں یا پھر یہ انڈسٹریز کیمیکلز کا پانی باہر نکالنے کی بجائے اسے اندر سے ہی ختم کریں لیکن ہوتا کیاہے کہ وہ پانی باہر نکال دیتے ہیں جو کھیتوں میں چلا جاتا ہے اور pollution کا باعث بنتا ہے۔ میرا ان سے یہ سوال ہے کہ وہ اس سلسلے میں کیا اقدامات کر رہے ہیں؟

جناب سپیکر: جی' چیمہ صاحب!

وزیر صنعت: جناب سپیکر! بگو صاحب کے سوال کے حوالے سے میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس وقت سیالکوٹ کے tanneries zone کے درمیان ناروے گورنمنٹ اور سویڈن گورنمنٹ کے تعاون سے ایک پلانٹ لگایا گیا ہے جہاں tanneries کا سارا پانی اکٹھا ہوتا ہے اور اسے صاف کر کے دوبارہ نالوں میں پھینکا جاتا ہے۔ کوئی تین چار سال پہلے یہ problem تھی۔ ہم نے tanneries والوں کو یہ تجویز دی تھی کہ ہر tannery والا اپنی حد تک زیادہ سے زیادہ جس قدر پانی صاف کر سکتا ہے وہ کرے لیکن اس وقت پلانٹ لگ رہا ہے جو کہ دنیا کا بہترین اور جدید ترین ٹیکنالوجی پلانٹ ہے۔ اس پلانٹ سے نکلنے والا صاف پانی جانوروں کے پینے کے بھی قابل ہے اور کھیتوں کو لگانے کے بھی قابل ہے۔ انشاء اللہ یہ پلانٹ اس سال کے آخر تک تقریباً مکمل ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ اگلا سوال محترمہ صبا صادق صاحبہ کا ہے۔

ڈاکٹر ملک مختار احمد بھرتھ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی' بھرتھ صاحب!

ڈاکٹر ملک مختار احمد بھرتھ: جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ آج کے اخبار کی ایک خبر کی جانب دلانا چاہتا ہوں۔ چند دن پہلے سرگودھا کے اخباروں میں بھی میرے حوالے سے یہ

خبریں چھپتی رہیں کہ میں مسلم لیگ (ق) میں شامل ہو گیا ہوں۔ آج روزنامہ "آواز" میں این این آئی کے حوالے سے یہ خبر لگی ہے کہ ڈاکٹر مختار بھرتھ پی پی 28 مسلم لیگ (ق) میں شامل ہو گئے ہیں۔ میں اس کی سختی سے تردید اور مذمت کرتا ہوں اور جن اخبار والوں نے میرا استحقاق مجروح کیا ہے میں ان کے خلاف ایکشن کی اپیل کرتا ہوں۔ اس ایوان کے ممبران کے خلاف اس طرح کی خبریں چھاپ کر انہیں کیوں بلیک میل کیا جا رہا ہے۔

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز' آرڈر پلیز۔ جی' رانا صاحب!

رانا مشہود احمد خان: جناب سپیکر! میں اس بات پر حیران ہوں' مجھے اس کی سمجھ نہیں آ رہی کہ اس سائیڈ پر بیٹھے ہمارے دوست (ق) لیگ کے لیڈران کو ایم پی ایز نہیں سمجھتے ہیں جو وہ بار بار ہماری طرف دوڑے آتے ہیں اور ہمیں اپنے ساتھ شامل کرنے کی کوششیں کرتے رہتے ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ میں اپنے اخبار والے دوستوں اور بھائیوں سے یہ اپیل کروں گا کہ خدارا! کوئی بھی خبر لگانے سے پہلے اس کی تصدیق ضرور کر لیا کریں۔ [*******************************] تو اس لئے کسی خبر کی تصدیق کئے بغیر وہ خبر نہیں آنی چاہئے۔ بہت شکریہ۔

جناب سپیکر: شکریہ' تشریف رکھیں۔ جی صبا صادق صاحبہ۔۔۔ جی' محترمہ! آپ فرمائیں' کیا پوائنٹ آف آرڈر ہے؟

ایک معزز خاتون ممبر: جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ یہ اپوزیشن کے معزز ممبران ایک دوسری سیاسی جماعت کے بارے میں ایسے ریمارکس استعمال نہیں کر سکتے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ میں ان کے یہ الفاظ کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔

جناب جہاں زیب راؤ: جناب سپیکر! میں وزیر صاحب سے ایک وضاحت چاہوں گا کہ جیسے پہلے بات ہو رہی تھی کہ جو انڈسٹریز یا فیکٹریز pollution پھیلا رہی ہیں انہیں شہر سے باہر لے کر جایا جا رہا ہے۔ میں ان سے یہ سوال کرنا چاہتا ہوں کہ انہیں شہروں سے شفٹ کر کے دیہی علاقوں کی طرف لایا جا رہا ہے۔ کیا ہر ضلع میں یہ انڈسٹریل زون بنائیں گے؟ اس سے تو دیہی علاقے بھی متاثر ہوں گے۔ یہ اس کی وضاحت کرنا پسند کریں گے؟

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب سپیکر، تشریف رکھیں ۔ میں نے اگلا سوال put کر دیا ہے۔ یہ محترمہ صبا صادق صاحبہ کا سوال ہے۔ جی' صبا صادق صاحبہ! آپ پلیز نمبر بولیں۔

محترمہ صبا صادق، سوال نمبر 106۔

جناب سپیکر، جی' سوال نمبر 106۔ جواب پڑھا ہوا تصور کر لیا جائے؟

محترمہ صبا صادق، نہیں جی' میں چاہوں گی کہ جواب پڑھوایا جائے تا کہ ان کا گلا ٹھیک ہو جائے۔

جناب سپیکر، جی' وزیر صنعت سوال نمبر 106 کا جواب پڑھیں۔

فنی تعلیمی بورڈ کے نتائج میں تاخیر

*106۔محترمہ صبا صادق، کیا وزیر صنعت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ فنی تعلیمی بورڈ لاہور اپنے ہر امتحان کا رزلٹ دیر سے آؤٹ کرتا ہے اور ہر امتحان کا رزلٹ کارڈ حاصل کردہ نمبروں کے ساتھ جاری نہیں کرتا؟

(ب) اگر جز بالا کا جواب اثبات میں ہے تو بورڈ ہر امتحان کا رزلٹ بروقت اور حاصل کردہ نمبروں کے ساتھ رزلٹ کارڈ جاری کرنے کا کب تک ارادہ رکھتا ہے۔ اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ فنی تعلیمی بورڈ لاہور نے ابھی تک گزشتہ کئی سالوں سے پاس ہونے والے طلباء / طالبات کو اسناد جاری نہیں کیں؟

(د) اگر جز بالا کا جواب اثبات میں ہے تو بورڈ کب تک فوری طور پر اسناد جاری کرنے کا ارادہ رکھتا ہے' اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر صنعت،

(الف) یہ درست ہے کہ 1998، تک رزلٹ کی اشاعت وقت مقررہ پر نہیں ہو رہی تھی۔ مگر 1999 سے TEVTA کے وجود میں آنے کے بعد چیئرمین TEVTA کی ہدایت پر امتحانی نتائج کی اشاعت وقت مقررہ پر ہوتی رہی ہے۔ بلکہ کئی نتائج کی اشاعت مقررہ وقت سے پہلے بھی کی گئی ہے۔ ڈی۔ بی۔ اے اور ڈی۔ کام کے رزلٹ کارڈ نتائج کے ساتھ ہی جاری کر دیئے جاتے ہیں جب کہ ڈی۔ اے۔ ای امتحان کے نتائج کے لئے صرف نوٹیفکیشن جاری کیا جاتا ہے۔

(ب) جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے کہ ڈی بی اے اور ڈی۔ کام کے رزلٹ کارڈ نتائج کی اشاعت کے ساتھ ہی جاری کئے جا رہے ہیں۔ ڈی اے ای کے رزلٹ کارڈ سالانہ امتحان 2003 سے جاری کر دیئے جائیں گے۔

(ج) یہ درست ہے کہ بورڈ ہذا کی اسناد کا اجراء وقت مقررہ پر نہیں ہو رہا تھا۔ مگر موجودہ انتظامیہ ڈپلومہ جات کے اجراء کے backlog کو ختم کرنے کی انتہائی کوششیں کر رہی ہے۔

(د) انشاء اللہ 2003 میں پچھلے تمام سالوں کے ڈپلومہ جات جاری کر دیئے جائیں گے۔ مزید وضاحت کی جاتی ہے کہ بورڈ کے نئے چیئرمین نے چیئرمین TEVTA کی ہدایت کی روشنی میں بورڈ کی امتحانی اور انتظامیہ برانچ کی restructuring کی ہے اور نتائج کی جانچ پڑتال اور تیاری کے نظام کو مکمل طور پر کمپیوٹرائزڈ کر دیا گیا ہے۔ جس کی وجہ سے نتائج بروقت جاری ہوں گے۔ رزلٹ کارڈ نتائج کے ساتھ ہی جاری ہوں گے اور اسناد دو ماہ کے عرصے کے دوران طلباء / طالبات کو مل جائیں گی۔ اس کے علاوہ تمام امتحانات کے نتائج بورڈ کی ویب سائٹ پر بھی موجود ہوں گے۔

محترمہ نشاط افزاء: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

محترمہ نشاط افزاء: وزیر موصوف نے سوال کا جواب پڑھا ہے لیکن ہمیں ایک لفظ بھی سمجھ میں نہیں آیا کہ وہ کیا پڑھ رہے ہیں؟ ان کی ڈگری چیک کی جائے کہ انھیں پڑھنا آتا ہے یا نہیں؟

جناب سپیکر: جی، ضمنی سوال۔

محترمہ صبا صادق: میں ایک حوالے سے تو ان کی شکر گزار ہوں کہ انھوں نے خود تسلیم کیا کہ 1998 تک رزلٹ کی اشاعت مقررہ وقت پر نہیں ہو رہی تھی۔ مگر 1999 سے TEVTA کے وجود میں آنے اور اس کو بنانے والی ہستی وزیراعلیٰ پنجاب محترم شہباز شریف تھے جنھوں نے ملک میں صنعتی انقلاب کے ساتھ ساتھ تعلیمی انقلاب بھی

برپا کیا۔ مگر ساتھ ہی میں ان سے یہ پوچھوں گی کہ یہاں پر انھوں نے جواب میں لکھا ہے کہ TEVTA کی ہدایت پر تمام امتحانی نتائج کی اشاعت وقت مقررہ پر ہوتی رہی ہے۔ بلکہ کئی نتائج کی اشاعت مقررہ وقت سے پہلے بھی کی گئی۔ جناب آپ رزلٹ نکلنے سے پہلے کیا اس کی اشاعت کر دیتے ہیں؟ مجھے اس کا جواب چاہیے کہ وقت مقررہ سے آپ کیا مراد لیتے ہیں؟ اس کے علاوہ جو سندیں ابھی تک بچوں کو نہیں ملیں، میں یہ سمجھتی ہوں کہ ہمارا ملک ابھی تک تعلیمی لحاظ سے انتہائی پسماندہ ہے۔ اس پسماندگی کو ختم کرنے کے لیے اور غربت کو ختم کرنے کے لیے ٹیکنیکل ایجوکیشن کی مرد و خواتین میں انتہائی ضرورت ہے۔ اس کے لیے اگر آپ بروقت انھیں سندیں جاری نہیں کریں گے تو وہ کس طرح سے ملازمتیں حاصل کریں گے اور کس طرح سے اپنے آپ کو ڈپلومہ ہولڈر کہلوائیں گے۔ میں یہ چاہوں گی کہ ان کے رزلٹ کارڈ اور سندیں بروقت انہیں دی جائیں۔ TEVTA کو انتہائی انقلابی قدم کے طور پر محترم شہباز شریف صاحب نے شروع کیا تھا۔ ان کے جانے کے بعد فوری طور پر یہ down fall میں کیوں چلا گیا؟ مجھے اس کا جواب چاہیے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، وزیر صنعت!

وزیر صنعت: ان کا سوال بہت اچھا ہے۔ میں ان کو بتاؤں گا کہ سب سے پہلے جب امتحان ہو جاتے ہیں تو رزلٹ کی ایک تاریخ مقرر کی جاتی ہے لیکن جب رزلٹ پہلے تیار ہو جائے تو کہا جاتا ہے کہ جو تاریخ بتائی گئی تھی اس سے پہلے رزلٹ آ رہا ہے کیونکہ رزلٹ اور ہر چیز تیار ہو چکی ہے۔ لہذا یہ پہلے اناؤنس کیا جاتا ہے اور لوگوں کو رزلٹ جلدی مل جاتے ہیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ وقت پر رزلٹ ملنا چاہیے۔ انشاء اللہ ہم اس کی پوری کوشش کر رہے ہیں کہ ہر بچہ جو امتحان دے اس کو وقت پر رزلٹ ملے تاکہ وہ صحیح جگہ جا کر اپنی نوکری کے لئے apply کر سکے۔

محترمہ صبا صادق، میں یہ ضمنی سوال ان سے کرنا چاہوں گی اور آپ کی وساطت سے درخواست کروں گی کہ یہ انتہائی sensitive معاملہ ہے۔ ہم "انشاء اللہ" کا کب تک سہارا لیتے رہیں گے اور قوم کو کب تک سنہرے خواب دکھاتے رہیں گے؟ یہ جو تاریخ اناؤنس کریں اس پر رزلٹ اناؤنس ہونا چاہیے۔ یہاں پر بھی انھوں نے کوئی تاریخ نہیں بتائی ہے۔ اس میں کچھ نہیں بتایا گیا کہ کس تاریخ کو DBA,DAE اور D Com کا رزلٹ اناؤنس کریں گے؟ لہٰذا ان کے جو امتحانات ہیں' ان کا شیڈول رزلٹ کے ساتھ دیا جائے اور یہ جواب خود دیں کیونکہ چودھری اقبال صاحب انھیں گائیڈ کر رہے ہیں۔ ان کو پابند کیا جائے۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر، آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔

جناب سمیع اللہ خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی' فرمائیں۔

جناب سمیع اللہ خان، جناب سپیکر! اس میں دو بار ایک لفظ چیئرمین TEVTA استعمال کیا گیا ہے۔ مجھے لگتا ہے کہ یہ بہت بڑی پوسٹ ہے۔ وضاحت کر دیں کہ اس میں روایت ہے کہ یا تو کوئی سرکاری آفیسر ہوتا ہے یا پھر کوئی عوامی نمائندہ ہوتا ہے۔ وزیر موصوف اتنی وضاحت کر دیں کہ جو موصوف چیئرمین ہیں کیا وہ سرکاری آفیسر ہیں یا عوامی نمائندے ہیں؟

جناب ارشد محمود بگو، اس کے آگے وزیر موصوف سے میرا سوال یہ ہے کہ جو TEVTA بنایا گیا ہے۔ یہ یقینی طور پر صبا صادق صاحبہ نے کہا ہے کہ یہ شہباز شریف صاحب کا کارنامہ ہے۔ صرف یہ بتا دیں کہ اس میں کتنے آرمی آفیسرز (ریٹائرڈ) بھرتی کیے گئے تھے اور ان کی تنخواہیں کیا تھیں؟

جناب سپیکر، وزیر صنعت!

وزیر صنعت، جناب سپیکر! مجھے کس سوال کا جواب دینا ہے کیونکہ ایک وقت میں

تین سوال ہیں۔

جناب ارشد محمود بگو، میں آپ کی آسانی کے لیے کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر، شیخ امجد عزیز صاحب!

شیخ امجد عزیز، جناب سپیکر! میں اس سلسلے میں اپنے دوست محترم ارشد بگو صاحب کے سوال کو اور زیادہ وضاحت سے پیش کر دیتا ہوں کہ TEVTA کے قانون کے مطابق اگر کوئی آدمی ایڈہاک پر رکھیں گے جس طرح کہ چیئرمین ٹیکنیکل بورڈ انھوں نے رکھا ہے تو اس کی جو بنیادی تنخواہ ہے اس کا وہ 20 فی صد زیادہ لے سکتے ہیں۔ میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ جو ٹیکنیکل بورڈ کے چیئرمین ہیں ان کی تنخواہ ہی صرف یہ بتا دیں کہ کتنی ہے؛ بقیہ سارے ہاؤس کو خود بخود سمجھ آجائے گی۔ چیئرمین ٹیکنیکل بورڈ کی تنخواہ کتنی بنے اور وہ بنیادی تنخواہ سے کتنی زیادہ لے رہے ہیں۔ جب کہ TEVTA کے قانون کے مطابق یہاں پر موجود ہے کہ وہ بنیادی تنخواہ سے 20 فی صد زیادہ لے سکتے ہیں۔ وہ ریٹائرڈ فوجی ہیں اور بقیہ ساری بات ایک آدمی سے سمجھ آجائے گی۔

جناب سپیکر، شکریہ۔ آپ fresh question کریں۔ اس کا جواب وہ تفصیل کے ساتھ دے دیں گے۔

شیخ امجد عزیز، یہ صرف ایک آدمی کا جواب دے دیں۔ دیگ کا ایک چاول دیکھنے سے پوری دیگ کی سمجھ آجاتی ہے۔ اس لیے براہ کرم دیگ کا ایک چاول دکھا جائے۔

جناب سپیکر، آپ fresh question کریں گے تو پھر اس کا جواب آجائے گا۔

جناب سمیع اللہ خان، جناب سپیکر! میں یہ گزارش کروں گا کہ آج جتنے بھی سوال ہوئے ہیں ان میں سے زیادہ کے جواب یہ آئے ہیں کہ fresh question ۔ میری گزارش یہ ہے کہ وزیر موصوف اگر خود fresh ہو کر آتے تو شاید ہمیں بار بار fresh question, fresh question نہ سننا پڑتا۔

جناب جہانزیب امتیاز گل، جناب سپیکر! جز (ج) میں لکھا ہے کہ انتہائی کوششیں کی جا رہی ہیں۔ میرا سوال ہے کہ بتائیے کہ کون کون سی کوششیں ہو چکی ہیں اور کون کون سی کر رہے ہیں؟

وزیر صنعت، جناب سپیکر! میں صبح سے جن سوالوں کے جواب دے رہا ہوں۔ ان میں سے یقین جانئے کہ مجھے یہ پہلا سوال پسند آیا ہے جو کہ آنے والے وقت میں، میں اپنی کارکردگی دکھا سکوں گا کہ میں کیا کرنا چاہتا ہوں اور میں کیا کر سکتا ہوں؟ اس سے پہلے جو سوال کیے گئے ہیں وہ بیس سال پرانے یا چالیس سال پرانا جو وقت گزر چکا ہے وہ اس کے متعلق تھے۔ اب جو سوال کیا گیا ہے اس میں یہ ہے کہ میں کیا کوشش کرنا چاہتا ہوں اور میں کیا کوشش کروں گا۔ میں آپ کو بتاتا ہوں کہ میری background ایک انڈسٹری سے ہے۔ میں اللہ کے فضل سے اس کے متعلق بہت تجربہ رکھتا ہوں۔ اس وقت ہمارے ملک کی جو سب سے اہم ضرورت ہے وہ یہ ہے کہ ہم نے نئی jobs کیسے create کرنی ہیں؟ لوگوں کو نوکریاں کیسے دلانی ہیں؟ میرے پاس اس وقت اس کے لیے اللہ کے فضل سے بہت اچھے پروگرام ہیں۔ میں آپ لوگوں کو گارنٹی سے کہتا ہوں کہ اگر اللہ میاں نے ہمیں پانچ سال رہنے کا موقع دیا تو میں یہ ثابت کر سکوں گا کہ انشاء اللہ تعالیٰ اس ملک میں صنعتی انقلاب آئے گا۔

جناب سپیکر، شکریہ۔ اب وقفۂ سوالات ختم ہوتا ہے۔

وزیر صنعت، میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

تحصیل میلسی میں ٹیکنیکل کالج کا قیام

*22۔میاں ماجد نواز۔ کیا وزیر صنعت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ میلسی تحصیل ہیڈ کوارٹر ہے' مگر یہاں پر ٹیکنیکل کالج نہ ہے جب کہ صوبہ کے دیگر تحصیل ہیڈ کوارٹرز میں ٹیکنیکل کالج موجود ہیں۔

(ب) اگر جز بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت میلسی میں ٹیکنیکل کالج قائم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک' اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر صنعت،

(الف) ہاں صوبہ کے کسی بھی تحصیل ہیڈ کوارٹر میں ٹیکنیکل / پولی ٹیکنیک انسٹی ٹیوٹ نہیں ہے۔ ماسوائے بورے والا تحصیل ہیڈ کوارٹر ضلع وہاڑی کے جہاں پولی ٹیکنیک بنایا گیا ہے۔ جس میں رواں تدریسی سال سے کلاسز کا اجراء ہوا ہے۔ یہ ادارہ اس وقت کے وزیراعظم کے حکم پر آج سے تقریباً پندرہ سال قبل منظور ہوا تھا۔ عمارت کی تکمیل کے بعد اب کلاسز جاری ہوئی ہیں۔ ادارے میں ہوسٹل بھی موجود ہے جو کہ میلسی کے قریب ہے اور علاقہ کے خواہشمند طلباء کی فنی تعلیمی ضروریات پورا کرنے کے لئے کافی ہے۔ علاوہ ازیں میلسی میں ٹیوٹا کے زیر انتظام تین قسم کے مندرجہ ذیل ادارہ جات ہیں۔

نمبر 1۔ گورنمنٹ کمرشل ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ

نمبر 2۔ گورنمنٹ ووکیشنل انسٹی ٹیوٹ برائے خواتین

نمبر 3۔ دیہی مزدور ٹریننگ سنٹر

یہ ادارے میلسی کے طلباء کے لئے کامرس ایجوکیشن' خواتین کے لئے ٹیکنیکل ایجوکیشن اور طلباء کے لئے مختلف ٹیکنیکل ٹریڈز میں تربیت دے رہے ہیں۔

(ب) حکومتی پالیسی کے مطابق پنجاب کے تمام خالی ضلعی ہیڈ کوارٹرز میں ایک ایک ٹیکنیکل کالج / پولی ٹیکنیک انسٹی ٹیوٹ کے قیام کے لئے تجاویز زیر غور ہیں ۔ حتمی فیصلہ کی آمد کے بعد صرف ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹرز میں مذکورہ ادارہ کھولا جائے گا۔

تحصیل ہیڈ کوارٹرز میں ایسا ادارہ / کالج کے قیام کے لئے حکومتی پالیسی کو مدنظر رکھا جائے گا۔ اس وقت سولہ اضلاع میں پولی ٹیکنیک انسٹیٹیوٹ موجود نہ ہیں۔

سیالکوٹ میں دستکاری سکولز

*149۔محترمہ شہلا راٹھور، کیا وزیر صنعت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) ضلع سیالکوٹ میں خواتین کے لئے کتنے دستکاری سکولز ہیں۔ ان کی مکمل تفصیل مع ایڈریس بیان کی جائے۔ ان دستکاری سکولز میں خواتین کو کس کس دستکاری اور ہنرمندی کی تعلیم دی جاتی ہے۔ ان سکولز میں سہولیات، سٹاف اور خواتین کی تعداد بیان فرمائی جائے؟

(ب) گھریلو صنعت سازی کے شعبے میں خواتین کے لئے تحصیل ڈسکہ اور تحصیل پسرور میں کیا کیا منصوبے ہیں اور ان منصوبہ جات پر عمل درآمد کے لئے حکومت آئندہ کیا نئے اقدامات کرنا چاہتی ہے۔ ایسی صنعت سازی کے ٹیکنیکل سکولز یا اداروں کی تفصیل بیان کی جائے؟

(ج) ضلع سیالکوٹ میں خواتین کے دستکاری سکولز کا انتظامی ڈھانچہ کیا ہے اور کون کون سی خواتین آفیسرز کس کس پوسٹ پر ضلع سیالکوٹ کی تینوں تحصیلوں میں کام کر رہی ہیں۔ ان کے نام، ایڈریس اور مکمل کوائف مع تعیناتی عرصہ تفصیلاً بیان فرمائے جائیں؟

وزیر صنعت،

(الف)

ضلع سیالکوٹ میں دستکاری سکولز کی تعداد	مکمل تفصیل مع ایڈریس	دستکاری کا نام	خواتین کی تعداد (تعداد طالبات) سالانہ	سٹاف کی تعداد
04	1۔ گورنمنٹ ووکیشنل انسٹی ٹیوٹ (خواتین) سیالکوٹ	ڈریس میکنگ ایک سالہ کورس	150	10
	2۔ گورنمنٹ ووکیشنل انسٹی ٹیوٹ (خواتین) ڈسکہ	مختصر دورانیہ کے کورسز	100	5
	3۔ گورنمنٹ ووکیشنل انسٹی ٹیوٹ (خواتین) پسرور	سلائی کڑھائی	100	5
	4۔ ریڈی میڈ گارمنٹس ٹریننگ سنٹر کچہری روڈ سیالکوٹ	کشیدہ کاری، کھادی، اپلائیک، فیبرک پینٹنگ	100	3

(ب) تحصیل ڈسکہ اور تحصیل پسرور میں TEVTA کے تحت گھریلو صنعت سازی کے شعبے میں خواتین کے لئے کوئی نیا منصوبہ سردست نہیں ہے۔ تاہم TEVTA نے تمام اضلاع میں بورڈ آف مینجمنٹ تشکیل دیئے ہیں جنہیں کہا گیا ہے کہ وہ فنی تعلیمی اداروں کی Need Assessment کریں تاکہ جامع منصوبہ بندی کی جا سکے۔ تاہم مزید برآں اطلاع کی جاتی ہے کہ اسی طرح کے تربیتی ادارے محکمہ سوشل ویلفیئر پنجاب کے تحت بھی کام کر رہے ہیں۔

(ج) ضلع سیالکوٹ میں دستکاری سکولز کا انتظامی ڈھانچہ درج ذیل ہے۔

1۔انچارج /پرنسپل	BS-17	ضلع سیالکوٹ میں تعیناتی آفیسر کی تفصیل
2۔ٹریڈ انسٹرکٹر	BS-10	1۔مسز صبوحی اختر BS-16 تعیناتی عرصہ 15-2-2000
3۔جونیئر ٹریڈ انسٹرکٹر	BS-8	ریڈی میڈ گارمنٹس ٹریننگ سنٹر سیالکوٹ
4۔شاپ اسسٹنٹ	BS-6	
5۔جونیئر کلرک	BS-5	
6۔سٹور کیپر	BS-6	
7۔شاپ اٹنڈنٹ	BS-1	
8۔سویپر (خاکروب)	BS-1	
9۔چوکیدار	BS-1	

فیصل آباد میں پراپرٹی ٹیکس کا سروے

*175۔رانا ثناءاللہ خان، کیا وزیر آبکاری و محصولات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پراپرٹی ٹیکس کی وصولی کے لئے پانچ سالہ بنیاد پر سروے کیا جاتا ہے اور قانونی تقاضا یہ ہے کہ اہلکار محکمہ ہر گھر جا کر حقائق کی تصدیق کرنے کا پابند ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ملازمین کی انتہائی قلیل تعداد کی وجہ سے تمام کارروائی دفتری طریقہ سے ہی انجام دی جاتی ہے؟

(ج) فیصل آباد شہر کا سروے برائے پراپرٹی ٹیکس آخری بار کب کیا گیا۔ سروے کے لئے کیا طریقہ کار اپنایا گیا۔ علاقہ وائز تمام تفصیل مع نام آفیسر سروے کنندہ ایوان میں پیش کی جائے؟

وزیر آبکاری و محصولات:

(الف) جی ہاں۔ یہ درست ہے کہ پراپرٹی ٹیکس کی وصولی کے لئے پنجاب اربن ایموابیل پراپرٹی ٹیکس ایکٹ 1958 کی شق نمبر 7 کے تحت پانچ سالہ بنیاد پر سروے کیا

جاتا ہے اور ایسیسنگ اتھارٹی پنجاب اربن ایموو ایبل پراپرٹی ٹیکس رولز 1958 کے ضابطہ6 کے تحت ہر جائیداد کے تمام ممکنہ ذرائع سے حقائق کی تصدیق کرنے کی پابند ہے۔

(ب) جی نہیں۔ یہ درست نہیں ہے۔ بلکہ ملازمین کی کمی کے باوجود متعلقہ انسپکٹر انچارج سرکل خود ہر جائیداد کے حقائق کی تصدیق موقع پر کرتا ہے تاہم ٹیکس کی تشخیص و دیگر کارروائی دفتر میں ہی کی جاتی ہے۔

(ج) فیصل آباد شہر کو تین ریٹنگ ایریا میں تقسیم کیا گیا ہے۔ یہاں سروے برائے پراپرٹی ٹیکس آخری بار درج ذیل تواریخ کو مکمل کیا گیا ہے۔

فیصل آباد I 31-12-2001

فیصل آباد II 31-12-2001

فیصل آباد III 30-06-1999

سروے عین پنجاب اربن ایموو ایبل پراپرٹی ٹیکس ایکٹ 1958 کی شق نمبر 3,5, 5-A,6,7,10,18 اور پنجاب اربن ایموو ایبل پراپرٹی ٹیکس رولز1958 کے ضابطہ3 تا 11 میں دیئے گئے طریق کار کے مطابق کیا گیا ہے۔ علاقہ وائز تمام تفصیل مع نام آفیسر سروے کنندہ جھنڈی "الف" حسب ذیل ہے۔

جھنڈی "الف"

نام علاقہ	نام سرکل	نام انسپکٹر	نام اسسٹنٹ ایکسائز و ٹیکسیشن آفیسر (AETO)	نام ایکسائز و ٹیکسیشن آفیسر (ETO)
فیصل آباد	جناح کالونی	افتخار حسین	چوہدری نثار احمد	حاجی صابر ناصر
"	سر سید ٹاؤن	عبدالستار	"	"
"	ماڈل ٹاؤن	محمد ارشاد	"	"
"	ڈگلپورہ	محمد یٰسین و محمد حسین	"	"
"	فتح آباد	رانا دلیر حسین	فرحت محبوب عالم	"
"	عبداللہ پورہ	محمد سردار	"	"
"	بلاک -X	الطاف احمد چیمہ	"	"
"	نیو سول لائن	لیاقت علی جٹ	"	"

فیصل آباد II	سمندری روڈ	عبدالرحمٰن	جلال خان سیال	"
"	گلبرگ	رانا احمد حسن	"	"
"	طارق آباد	رانا محمد حسن	"	"
"	پرتاپ نگر	حفیظ الرحمٰن	"	"
فیصل آباد III	مدینہ ٹاؤن	چوہدری محمد حنیف	طارق رشید	ملک شجاعت احمد ٹوانہ
"	علامہ کالونی	محمد اسماعیل	"	"
"	جھنگ روڈ	سلطان محمود	"	"
"	حسن آباد	محمد منیر	"	"
"	فیض آباد	علی احمد	"	"
"	سرگودھا روڈ	عبدالستار	خالد محمود	"
"	گلستان کالونی	محمد آصف اعوان	"	"
"	قادر آباد	محمد یٰسین گھمن	"	"
"	غلام محمد آباد	غلام رسول	"	"
"	غوثیہ آباد	محمد سردار	"	"
"	منصورہ آباد	رانا فضل محمد	جلال خان سیال	"
"	بلال کالونی	محمد لطیف	"	"
"	سرفراز کالونی	انصر عباس نقوی	"	"
"	رضا آباد	الطاف احمد چیمہ	"	"
"	محمد آباد	رائے سرفراز احمد	"	"
"	علامہ اقبال کالونی	رانا محمد خالد	"	"

تحصیل ڈسکہ اور پسرور میں انڈسٹریل اسٹیٹ کی صورتحال

***216۔محترمہ شہلا راٹھور:** کیا وزیر صنعت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) تحصیل ڈسکہ میں انڈسٹریل اسٹیٹ کا منصوبہ کب اور کتنی مالیت سے شروع کیا گیا تھا اور وہاں پلاٹ حاصل کرنے کا کیا طریقہ ہے اور اب تک وہاں کیا منصوبہ جات شروع ہو چکے ہیں؟

(ب) کیا حکومت تحصیل ڈسکہ میں انڈسٹریل اسٹیٹ بنانے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو کیا وجہ ہے؟

(ج) دیہاتی علاقے میں انڈسٹری لگانے کے لئے محکمہ کیا معاونت کرتا ہے اور کس کس منصوبہ کے لئے کیا کیا اقدامات اور رہنمائی فرماتا ہے؟

وزیر صنعت.

(الف) تحصیل ڈسکہ میں انڈسٹریل اسٹیٹ کا منصوبہ 1984 میں منظور ہوا اور منصوبہ (1985-1988) چار سال کی مدت میں مکمل ہوا۔ جب یہ منصوبہ شروع کیا گیا تو پی۔سی۔ون میں اس کی تخمینہ لاگت 129.09 لاکھ رکھی گئی لیکن بعد میں مزید اخراجات آنے پر یہ رقم بڑھ کر 135.92 لاکھ کر دی گئی۔ اس منصوبہ میں پلاٹ حاصل کرنے کے لئے ریجنل ڈائریکٹر گوجرانوالہ سے رابطہ کیا جا سکتا ہے۔ سمال انڈسٹریل اسٹیٹ ڈسکہ میں 19 مختلف پراجیکٹس / یونٹس کی بلڈنگز زیر تعمیر ہیں۔ جن میں سے پانچ یونٹ اس وقت کام کر رہے ہیں۔

(ب) نہیں! ڈسکہ انڈسٹریل اسٹیٹ میں پہلے ہی گنجائش موجود ہے۔

(ج) دیہاتی علاقوں میں صنعتیں لگانے کے لئے سمال انڈسٹریز نے حال ہی میں قرضہ جات کی سکیم کا اجراء کیا ہے۔ جس کے تحت زیادہ سے زیادہ -/30 لاکھ روپے اور کم سے کم 5 لاکھ روپے تک کے قرضہ جات فراہم کئے جاتے ہیں۔ مارک اپ کی شرح 7 تا 9 فیصد ہے۔ قرضہ سات سال تک واجب الادا ہے۔ جس میں ایک سال کا گریس پیریڈ بھی شامل ہے۔ یوں تو جس منصوبہ کی کل لاگت پچاس لاکھ روپے سے کم ہو وہ دیہی علاقوں میں لگایا جا سکتا ہے۔ لوگوں کی سہولت کے لئے محکمہ نے منصوبہ جات کی فہرست بھی فراہم کی ہے۔ جو کہ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے *۔ محکمہ ہذا قرض دہندگان کو ان منصوبہ جات کے قابل عمل ہونے کے لئے تکنیکی معلومات فراہم کرتا ہے۔

صوبہ میں شوگر ملوں کی تعداد اور پیداوار

*327۔سید احسان اللہ وقاص، کیا وزیر صنعت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) صوبہ پنجاب میں کتنی شوگر ملیں ہیں۔ ان میں کتنی شوگر ملیں پیداوار دے رہی ہیں، کتنی بند پڑی ہیں، ہر شوگر مل میں اوسطاً روزانہ کتنی کھنی تیار ہوتی ہے اور اس کے لئے روزانہ کتنا گنا درکار ہوتا ہے؟

* تفصیل اسمبلی لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں۔

(ب) آئندہ سالوں میں کس کس جگہ نئی شوگر مل لگانے کے لئے اجازت دی گئی ہے اور ان میں سے ہر شوگر مل کی اوسطاً روزانہ کیا پیداوار ہو گی؟

(ج) کتنی شوگر ملیں، کاٹن (Cotton) اور مونجی (Paddy) پیدا کرنے والے روایتی علاقوں میں قائم کی گئی ہیں۔ ان علاقوں میں شوگر مل لگانے سے کیا کاٹن اور مونجی کی فصلات میں شدید کمی نہیں واقع ہو گی؟

وزیر صنعت،

(الف) صوبہ پنجاب میں 39 شوگرملیں ہیں۔ جن میں سے 38 پیداوار دے رہی ہیں اور ایک شوگر مل بند ہے۔ 38 شوگر ملوں کی گنا پیلنے کی مجموعی استطاعت یومیہ تقریباً 1,83,000 میٹرک ٹن ہے۔ اس طرح گنے کی اوسطاً ضرورت 4815 میٹرک ٹن ہے۔ چینی کی پیداوار پنجاب میں اوسطاً گنا پیلنے کی استطاعت کے تقریباً 8.6 فیصد ہے۔ اس طرح چینی کی پیداوار اوسطاً 414 میٹرک ٹن ہے۔

(ب) موجود صنعتی پالیسی مجریہ 02-09-17 کے مطابق مندرجہ ذیل پنجاب کے علاقہ جات میں شوگر مل لگانے اور توسیع کی ممانعت ہے۔ دوسرے علاقوں میں شوگر مل لگانے کے لئے اجازت نامہ حاصل کرنے کی ضرورت نہ ہے۔

1۔ ملتان، 2۔ ساہیوال، 3۔وہاڑی، 4۔خانیوال، 5۔ پاکپتن، 6۔ لودھراں، 7۔بہاولپور، 8۔رحیم یار خان، 9۔ بہاولنگر، 10۔ ڈیرہ غازی خان، 11۔ راجن پور، 12۔ لیہ، 13۔ مظفر گڑھ اور 14۔ اوکاڑہ

(ج) پنجاب کے روایتی کاٹن پیدا کرنے والے اضلاع، ملتان، ساہیوال، وہاڑی، خانیوال، پاکپتن، لودھراں، بہاولپور، رحیم یار خان، بہاولنگر، ڈیرہ غازی خان، راجن پور، لیہ اور مظفر گڑھ۔

ان اضلاع میں اس وقت 12 شوگرملیں قائم ہیں۔ کاٹن کی فصل کو تحفظ دینے کے لئے ان اضلاع میں نئی شوگر مل لگانے اور موجودہ شوگر ملوں میں توسیع پر پابندی ہے۔ پنجاب کے روایتی مونجی پیدا کرنے والے علاقہ جات مثلاً گوجرانوالہ، شیخوپورہ، گجرات، سیالکوٹ اور منڈی بہاؤالدین میں 5 شوگرملیں ہیں جن میں سے 4 پیداوار دے رہی ہیں اور متذکرہ بالا صنعتی پالیسی کے مطابق ان علاقہ جات میں شوگر مل لگانے پر کوئی پابندی عائد نہ ہے۔ کسان اپنی مرضی سے کوئی بھی فصل کاشت کر سکتا ہے۔

پولی ٹیکنیک انسٹی ٹیوٹ برائے خواتین لٹن روڈ کی تفصیلات

*413۔جناب محمد آجاسم شریف، کیا وزیر صنعت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا حکومت پولی ٹیکنیک انسٹی ٹیوٹ برائے خواتین لٹن روڈ لاہور کو کالج کا درجہ دینا چاہتی ہے؟

(ب) اس ادارہ میں اس وقت کتنے کورس پڑھائے جا رہے ہیں اور ان کا دورانیہ کتنا ہے۔ کیا کوئی جدید کورس آئی۔ٹی وغیرہ متعارف کروانے کا پروگرام ہے؟

(ج) کیا ادارہ کی تاریخی پرانی عمارت کو اس کی اصل حالت میں لانے کا کوئی منصوبہ زیر غور ہے؟

(د) اس انسٹی ٹیوٹ کا ٹوٹل رقبہ کتنا ہے۔ ادارہ کے احاطہ میں نئی اور پرانی عمارات کتنی ہیں؟

(ہ) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت ان کو مکمل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، تو کب اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر صنعت :

(الف) گورنمنٹ پولی ٹیکنیک انسٹیٹیوٹ برائے(خواتین) لٹن روڈ، لاہور پہلے ہی کالج کا درجہ رکھتا ہے اور اس میں بی۔کام (B COM) کلاسز بھی جاری ہیں۔ اور حکومت پوسٹ گریجوایٹ کلاسز کے اجراء کا ارادہ رکھتی ہے۔

(ب) اس وقت ادارہ میں مندرجہ ذیل کورسز پڑھائے جا رہے ہیں۔ اور ان کا دورانیہ ساتھ درج ہے۔

1۔ بی۔کام	ڈگری کورس	2سال
2۔ ڈی۔او۔ایم	پوسٹ انٹرمیڈیٹ	1سال
3۔ ڈی۔کام	انٹرمیڈیٹ لیول	2سال
4۔ ڈی۔بی۔اے	۔ایضاً۔	2سال
5۔ ڈپلومہ آف ایسوسی ایٹ انجینئرز (DAE) ڈریس ڈیزائننگ میکنگ		3سال

6۔ ڈپلومہ آف ایسوسی ایٹ انجینئرز (DAE) 3 سال
الیکٹرانکس
7۔ مختصر دورانیہ کے کورسز 3 ماہ سے 6 ماہ
8۔ ڈومیسٹک ٹیلرنگ
9۔ مشین ایمبرائیڈری
10۔ کمپیوٹر ایپلیکیشن ان بزنس نیز حکومت ادارہ ہذا میں آئی۔ٹی سے متعلقہ کورسز مثلاً ڈی۔آئی۔ٹی (DIT) اور بی۔سی۔ایس (BCS) کے اجراء کا ارادہ رکھتی ہے۔

(ج) ادارہ کی تاریخی پرانی عمارت اپنی اصلی حالت میں موجود ہے۔

(د) ادارہ کا کل رقبہ 31 کنال 19 مرلے اور 125 مربع فٹ ہے۔ ادارہ کے احاطہ میں نئی اور پرانی عمارت کی تعداد تین ہے۔

(ہ) جیسا کہ اوپر درج ہے۔

گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ سنٹر مغل پورہ میں تخریبی سرگرمیاں

*487۔ملک محمد اقبال چنڑ، کیا وزیر صنعت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ کاشف رشید، علی رضا زیدی نامی سٹوڈنٹس ٹریڈ آٹو سیکنڈ پارٹ گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ سنٹر مغل پورہ لاہور میں تخریبی سرگرمیوں میں ملوث ہیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ سٹوڈنٹس ٹریننگ سنٹر کے اندر اور باہر سرعام اسلحہ کی نمائش کرتے ہیں۔ سٹوڈنٹس اور راہ گیروں کو دھمکیاں دیتے ہیں۔ ان کی سرگرمیوں سے آبادی کے لوگ تنگ ہیں؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ سنٹر کے پرنسپل ان سٹوڈنٹس کی سرگرمیوں سے پوری طرح واقف ہیں؟

(د) کیا یہ درست ہے کہ اس دس رکنی سٹوڈنٹس گروپ جس کے سرغنہ مسٹر کاشف رشید اور علی رضا زیدی ہیں گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ کا ماحول خراب کر رہے ہیں اور کیا کالج انتظامیہ ایسے سٹوڈنٹس کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(ہ) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس مسئلے کو حل کرنے کو تیار ہے۔ اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر صنعت:

(الف) دونوں طلباء کسی قسم کی تخریبی سر گرمیوں میں ملوث نہیں۔

(ب) درست نہیں۔ دونوں شریف طلباء ہیں۔ کاشف رشید اس سال ماہ رمضان میں دارالعلوم اسلامیہ غازی روڈ لاہور میں اعتکاف بیٹھا تھا۔ دونوں ٹریننگ ریگولر اور اپنے کام میں دلچسپی لیتے ہیں۔ ان کے اساتذہ یا کسی طالب علم کو ان سے کوئی شکایت نہیں۔

(ج) طلباء کسی قسم کی غیر قانونی،غیر اخلاقی سر گرمیوں میں ملوث نہیں۔

(د) ادارے میں کسی قسم کا ایسا گروپ موجود نہیں۔ علاقہ کے ناظم، کونسلر حضرات ملحقہ دینی مدارس ادارہ کے حالات اور معیار سے انتہائی مطمئن ہیں اور کسی قسم کی کوئی شکایت کبھی موصول نہیں ہوئی۔

(ہ) ادارہ ہذا میں کسی قسم کا ایسا مسئلہ موجود نہیں۔ ٹریننگ معیار کے مطابق جاری ہے۔

گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ سنٹر مغل پورہ میں طلباء کے مسائل

*488۔**شیخ امجد عزیز:** کیا وزیر صنعت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ سنٹر مغل پورہ لاہور میں انسٹرکٹرز صاحبان وقت پر کالج نہیں آتے؛

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ٹریننگ سنٹر میں عموماً اور خصوصاً شعبہ الیکٹریشن کے اساتذہ طالب علموں کو تھپڑوں اور ڈنڈوں سے مارتے ہیں اور سنٹر میں انسٹرکٹرز صاحبان غلیظ گالیوں کا استعمال سرعام کرتے ہیں۔ اس عمل سے سٹوڈنٹس کی عزت نفس مجروح کی جا رہی ہے۔ کیا حکومت نے کالج کے اساتذہ کو طالب علموں سے ایسا رویہ رکھنے کی اجازت دے رکھی ہے؛

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سنٹر میں سٹوڈنٹس کو پریکٹیکل ٹریننگ کے لئے پرانے آلات دیئے جاتے ہیں اور نئے آلات انسٹرکٹرصاحبان اپنے ذاتی استعمال کے لئے اپنے گھر لے جاتے ہیں؛

(د) کیا یہ درست ہے کہ سنٹر میں نئے آلات و مشینیں زنگ آلود ہو رہی ہیں؛

(ر) کیا یہ بھی درست ہے کہ کلاس رومز کی صفائی طالب علموں سے کروائی جاتی ہے؟
(ہ) کیا متعلقہ انتظامیہ مذکورہ سنٹر میں معائنہ کے لئے اپنی ٹیم بھیجتی ہے۔ کیا یکم جنوری2002 سے 31۔دسمبر 2002 تک معائنہ ٹیم نے سنٹر کی انسپکشن کی' اگر کی ہے تو معائنہ ٹیم کے ممبران کے نام و عہدے کیا ہیں؟
(ی) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ان مسائل کا ازالہ کرنے کو تیار ہے'' گر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر صنعت :

(الف) ادارے کا سٹاف وقت پر آتا ہے۔ گورنمنٹ قوانین کے مطابق دس منٹ کے بعد لیٹ رجسٹر پر حاضری لگوائی جاتی ہے اور اگر کوئی ایک ماہ میں تین بار لیٹ ہو تو ایک دن کی چھٹی کاٹ لی جاتی ہے۔ تمام ریکارڈ موجود ہے۔
(ب) طلباء پر کسی قسم کا تشدد نہیں کیا جاتا اور نہ ہی غلط زبان کا استعمال کیا جاتا ہے۔
(ج) طلباء کو پریکٹیکل کے لئے تمام سامان مہیا کیا جاتا ہے۔ جو اس سے ظاہر ہے کہ سال 2002 میں ادارہ کا ریکارڈ رزلٹ 83 فیصد ہے۔ مزید برآں کسی کو بھی سرکاری سامان ذاتی استعمال کے لئے باہر لے جانے کی اجازت نہیں۔
(د) درست نہیں۔ کئی سالوں سے کوئی نئی مشین نہیں خریدی گئی۔ موجود آلات اور مشینیں ضرورت کے مطابق زیر استعمال ہیں۔
(ر) پریکٹیکل کے دوران آلات اور مشینیں طالب علم صاف کرتے ہیں جو کہ ٹریننگ کا حصہ ہے۔
(ہ) سال 2002 کے دوران مندرجہ ذیل افسران نے ادارہ کا معائنہ کیا۔

1۔ سنٹرل مینجمنٹ کمیٹی (CMC) کا اجلاس دو بار
2۔ رانا عبدالقادر صاحب چیئرمین ڈسٹرکٹ بورڈ آف مینجمنٹ لاہور
3۔ انجینئر کرنل(ر) ایم قمر بشیر صاحب جنرل منیجر آپریشن
4۔ جناب محمد زاہد صاحب زونل منیجر سنٹرل
5۔ کرنل(ر) غیور حسین صاحب منیجر آر اینڈ ڈی
6۔ جناب ریاض علی شاہ صاحب' منیجر ٹیکنیکل ٹریڈ ٹیسٹنگ پنجاب

7۔ جناب محسن ایم سعید صاحب' ممبر ڈسٹرکٹ بورڈ
8۔ جناب ضیاء حیدر زیدی صاحب ڈسٹرکٹ منیجر لاہور
9۔ جناب شاہد جاوید صاحب ڈپٹی ڈسٹرکٹ منیجر لاہور
10۔ جناب اختر صغیر صاحب کنٹرولر امتحانات پنجاب بورڈ آف ٹیکنیکل ایجوکیشن
(ی) ادارہ ہذا میں ٹریننگ معیار کے مطابق جاری ہے۔

پی-پی 42 خوشاب میں چھوٹی صنعتوں کا قیام

*536۔ جناب محمد وارث کلو: کیا وزیر صنعت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔
(الف) پی-پی 42 میں کتنی چھوٹی صنعتیں کام کر رہی ہیں۔
(ب) اگر جز(الف) کا جواب نہ میں ہے تو کیا حکومت مستقبل قریب میں حلقہ پی-پی 42 میں چھوٹی صنعتیں قائم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے' اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر صنعت:

نظامت صنعت پنجاب اور سروے رپورٹ ڈسٹرکٹ آفیسر (انٹر پرائزز اینڈ انوسٹمنٹ پروموشن) ضلع خوشاب میں مندرجہ ذیل چھوٹی صنعتیں پی پی 42 خوشاب میں قائم شدہ ہیں۔

پی پی۔ 42 خوشاب میں قائم شدہ صنعتیں

1۔	برف خانہ	2
2۔	آئل ملز	1
3۔	صابن سازی	1
4۔	بیکری	1
5۔	آٹو ورکشاپ	1

پنجاب حکومت خود صنعت نہیں لگاتی بلکہ صنعت سازی کے فروغ کے لئے سہولیات مہیا کرتی ہے اور حال ہی میں پنجاب سمال انڈسٹریز کارپوریشن نے 1 ارب 20 کروڑ کے خطیر سرمائے سے چھوٹی صنعتوں کے فروغ کے لئے قرضہ جات کی سکیم منظور کر کے تشہیر کر دی ہے۔ لہذا حلقہ پی پی 42 کے ممکنہ درخواست دہندگان کو

بلا تفریق چھوٹی، گھریلو صنعتوں کے قیام کے لئے قرضہ جات کے مروجہ قوانین و پالیسی کے عین مطابق قرضہ جات و مراعات فراہم کی جائیں گی۔

ضلع اوکاڑہ میں خواتین کے ٹیکنیکل اور دستکاری اداروں کا قیام

*594۔جناب ارشد محمود بگو، کیا وزیر صنعت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) ضلع اوکاڑہ میں خواتین کے لئے کتنے ٹیکنیکل ادارے اور دستکاری سکولز کام کر رہے ہیں اور کس کس جگہ پر قائم کئے گئے ہیں؟

(ب) کیا حکومت حویلی لکھا ضلع اوکاڑہ میں خواتین کے لئے ٹیکنیکل سکول اور دستکاری سکول قائم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؛ اگر ہاں تو کب تک؛ اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر صنعت:

(الف) ضلع اوکاڑہ میں خواتین کے لئے مندرجہ ذیل خواتین کے ٹیکنیکل ادارے (TEVTA) کے تحت کام کر رہے ہیں۔

1۔ گورنمنٹ ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ(خواتین) اوکاڑہ

2۔ گورنمنٹ ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ (خواتین) دیپال پور

(ب) فی الوقت حویلی لکھا (ضلع اوکاڑہ) میں خواتین کے لئے ٹیکنیکل ادارے کے قیام کا کوئی منصوبہ زیر غور نہ ہے۔ تاہم ڈسٹرکٹ مینجمنٹ بورڈ اوکاڑہ ضلع کی ووکیشنل ٹریننگ کی ضروریات کے مطابق سفارشات مرتب کر رہا ہے۔ حتمی فیصلہ سفارشات کی روشنی میں کیا جائے گا۔

این بلاک گلبرگ لاہور میں قائم انڈسٹری کی تفصیل

*606۔شیخ امجد عزیز، کیا وزیر آبکاری و محصولات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) گلبرگ لاہور کے این بلاک میں کتنی ملیں اور فیکٹریاں ہیں ان کے نام، مالکان کے نام کیا ہیں؟

(ب) ان میں سے کتنی ملیں باقاعدہ حکومت کی منظوری سے لگائی گئی ہیں اور کتنی بغیر منظوری کے کام کر رہی ہیں؟

(ج) 1999 سے آج تک ہر مل اور فیکٹری کی طرف حکومت کا کتنا ایکسائز ٹیکس بنتا ہے۔ ہر مل اور فیکٹری سے کتنا ایکسائز ٹیکس وصول ہوا ہے اور کتنا بقایا ہے نیز بقایا ٹیکس کی وصولی کے لئے کیا اقدامات کئے جا رہے ہیں؟

وزیر آبکاری و محصولات:

(الف) گلبرگ لاہور کے این بلاک میں واقع ملوں اور فیکٹریوں کے نام و نام مالکان کی تفصیل جھنڈی (الف) پر ملاحظہ فرمائیں۔

(ب) سوال کا یہ حصہ محکمہ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن سے متعلقہ نہ ہے۔

(ج) ایکسائز ڈیوٹی (Excise Duty) کا اطلاق مختلف قسم کی سپرٹ کی تیاری، ذخیرہ کرنے، نقل و حمل اور استعمال کے متعلق لائسنسوں اور پرمٹ پر ہوتا ہے، لہذا مذکورہ ملیں اور فیکٹریاں اس زمرہ میں نہیں آتی ہیں۔ اس لئے ان سے کوئی ایکسائز ڈیوٹی (Excise Duty) وصول نہ کی جاتی ہے۔

جھنڈی (الف)

نمبر شمار	نام فیکٹری	نام مالک
1۔	میسرز کوکا کولا ایکسپورٹ کارپوریشن SXXA-1/N	ڈاکٹر محمد حسین طور
2۔	نیشنل تھرموپول پرائیویٹ لمیٹڈ SXXA-6/N	مسماۃ جمیلہ ممتاز بیوہ حسین ممتاز
3۔	میسرز کیمیکل انڈسٹریز لمیٹڈ (انگل سائکل) SXXA-8,9,10/N	میسرز کیمیکل انڈسٹریز لمیٹڈ
4۔	میسرز لونگ مین ملز SXXA-14/N	مسٹر ذوالفقار ریاض وغیرہ
5۔	میسرز آر سی کولا SXXA-15,16,44,45,46,/N	میسرز الہیٰ برادرز
6۔	میسرز شیزان بیکرز اینڈ کنفیکشنرز SXYA-17-A/N	چوہدری جلال الدین وغیرہ
7۔	میسرز ڈان گروپ آف نیوز پیپرز SXX-A-20/N	پاکستان ہیرالڈ پبلیکیشن پرائیویٹ لمیٹڈ
8۔	میسرز کوکا کولا ایکسپورٹ کارپوریشن SXX-A-22/N	میر مہتاب احمد وغیرہ
9۔	میسرز تملج کمفی لمیٹڈ SXY-A-23,24,25/N	تملج کمفی لمیٹڈ
10۔	میسرز پیپسی کولا SXX-A-26,27,29,32-A/N	میسرز ریاض بالر پرائیویٹ لمیٹڈ
11۔	میسرز انگو Trigle آئس کریم SXX-A-39/N	میسرز عباس انٹرپرائزز ڈاکٹر محمد اسحاق
12۔	میسرز سنی فلور ملز SXX-A-40,41&42/N	میسرز محمد عبداللہ ساجد عبداللہ ماجد عبداللہ
13۔	میسرز سیونگ مشین فیکٹری SXY-A-43/N	مسٹر سہیل احمد
14۔	میسرز سیونگ مشین فیکٹری SXY-A-48/N	حاجی عبدالحمید
15۔	میسرز وائیکنگ پاکستان پرائیویٹ لمیٹڈ SXY-A-50/N	مسٹر عبدالحق حیات
16۔	میسرز لیدر انڈسٹری پرائیویٹ لمیٹڈ SXXA-21/N	لیدر انڈسٹری پرائیویٹ لمیٹڈ

پاکپتن شریف میں خواتین کے لئے دستکاری سکولز کا قیام

*691۔چوہدری جاوید احمد، کیا وزیر صنعت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) ضلع پاکپتن شریف میں خواتین کے لئے کتنے دستکاری سکولز ہیں ان کی مکمل تفصیل مع ایڈریس بیان کی جائے۔ ان دستکاری سکولز میں خواتین کو کس کس دستکاری اور ہنر مندی کی تعلیم دی جاتی ہے؛

ب) اگر جز (الف) کا جواب نہ میں ہے تو کیا حکومت ضلع پاکپتن شریف میں دستکاری سکولز برائے خواتین بنانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(ج) گھریلو صنعت سازی کے شعبے میں ضلع پاکپتن شریف میں خواتین کے لئے کیا کیا منصوبے ہیں اور ان منصوبہ جات پر عملدرآمد کے لئے حکومت آئندہ کیا نئے اقدامات کرنا چاہتی ہے جس سے دیہات میں معیشت کو زیادہ آسان اور مضبوط بنایا جا سکے؟

وزیر صنعت:

(الف) ضلع پاکپتن شریف میں خواتین کے لئے کوئی دستکاری سکول نہیں ہے۔

(ب) ضلع پاکپتن شریف میں دستکاری سکولز برائے خواتین کا کوئی پراجیکٹ زیر تعمیر نہیں ہے۔ تاہم حکومت کی پالیسی کے مطابق ٹیوٹا (TEVTA) عملدرآمد کے لئے تیار ہے۔

(ج) ضلع پاکپتن شریف میں ٹیوٹا (TEVTA) کے تحت گھریلو صنعت سازی کے شعبے میں خواتین کے لئے کوئی نیا منصوبہ سردست نہیں ہے۔ تاہم ٹیوٹا (TEVTA) نے تمام اضلاع میں بورڈ آف مینجمنٹ تشکیل دئیے ہیں جنہیں کہا گیا ہے کہ وہ فنی تعلیمی اداروں کی ضروریات کا تخمینہ بنائیں تاکہ جامع منصوبہ بندی کی جا سکے۔

غیر نشان زدہ سوال اور اس کا جواب

سمال انڈسٹریل اسٹیٹ بہاولپور میں قائم صنعتی یونٹ کو چلانا

12۔ڈاکٹر سید وسیم اختر، کیا وزیر صنعت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سمال انڈسٹریل اسٹیٹ بہاولپور میں 1988 میں سیلاب کی وجہ سے پانی بھر گیا تھا۔ جس کی وجہ سے اس وقت سے لے کر آج تک یہاں پر

موجود یونٹ بند پڑے ہیں؟

(ب) ان یونٹس کو دوبارہ چلانے کے لئے اب تک حکومت نے کیوں منصوبہ بندی نہیں کی؟

(ج) کیا حکومت نے ان یونٹس کو چلانے کے لئے کوئی ٹھوس منصوبہ بندی کی ہے تاکہ وہاں لوگوں کو روزگار میسر آسکے اور یہ کب تک ہو جائے گا؟

وزیر صنعت:

(الف) یہ درست ہے کہ اکتوبر 1988 میں سمال انڈسٹریز اسٹیٹ و ملحقہ علاقہ جات میں سیلاب کا پانی داخل ہوا اور اس اسٹیٹ ہذا میں قائم پراجیکٹس کو جزوی نقصان پہنچا۔ سیلاب آنے سے قبل کا جائزہ

1۔ کل پراجیکٹس منظور تکمیل شدہ	40
2۔ کل پراجیکٹس چالو حالت میں	14
3۔ بند پراجیکٹس	26

سیلاب کا پانی اترنے کے بعد 13 مختلف کارخانوں نے پیداواری کام شروع کر دیا اور لوگوں کو روزگار میسر ہوا۔ جب کہ ایک کارخانہ نٹ ماسٹر لمیٹڈ متاثر ہونے کے بعد اب تک نہ چل سکا ہے۔

(ب) سیلاب کے بعد کارخانوں کو چلانے کے لئے دلچسپی رکھنے والے صنعت کاران کو دیہی صنعتی پروگرام کے تحت قرضہ کی سہولت کی پیش کش بھی کی گئی۔ جس سے درج ذیل نے استفادہ کیا۔

1۔ میسرز اللہ دین اینڈ سنز (پی۔وی۔سی۔پائپ)

2۔ میسرز یوروپا انڈسٹریز (ریڈی میڈ گارمنٹس)

(ج) کارخانوں کو چلانے میں دلچسپی رکھنے والے صنعت کاران کے لئے درج ذیل نئی قرضہ سکیم و دیگر سہولیات اب بھی میسر ہیں۔

1۔ مستقل اثاثہ جات کے لئے رعایتی شرح مارک اپ 07 فیصد پر قرض

2۔ B-M-R کے لئے پراجیکٹس کو قرض کی سہولت

3۔ چالو سرمایہ کے لئے قرض

مسئلہ استحقاق

جناب سپیکر: اب ہم تحاریک استحقاق take up کرتے ہیں۔ تحریک استحقاق نمبر 13 شیخ اعجاز عزیز صاحب کی ہے۔

رانا مشہود احمد خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی، رانا صاحب!

رانا مشہود احمد خان، جناب سپیکر! میں وزیر موصوف سے بڑے ادب کے ساتھ پوچھوں گا کہ وہ فرماتے ہیں کہ اسمبلی میں محاوروں کا استعمال نہ کیا کریں لیکن پھر سوال گندم اور جواب چنے والی بات ہے۔ میرے معزز دوست نے سوال پوچھا تھا کہ کیا کیا کوششیں ہو چکی ہیں اور کیا کیا ہونے والی ہیں؟ لیکن منسٹر صاحب نے ایک ایسی تقریر فرمائی جو پاکستان کے عوام پچھلے پچاس سال سے سنتے آرہے ہیں اور اس کا کوئی نتیجہ نہیں نکلا۔ ہمیں یہ بتائیں اب تک کیا کوششیں ہوئی ہیں اور آگے کیا ہوئی ہیں؟

جناب سپیکر، شیخ صاحب! تحریک استحقاق نمبر 13 پہلے آپ نے پڑھ دی تھی۔ اس کا جواب منسٹر ایجوکیشن نے دینا تھا۔ وہ تشریف نہیں رکھتے لہٰذا اسے pend کر لیتے ہیں۔

شیخ امجد عزیز، جناب والا! آج یہ pend نہیں ہونی چاہئے۔ کل یہاں ہاؤس کے سامنے آپ نے بھی وعدہ کیا تھا اور منسٹر صاحب نے بھی مجھ سے commitment کی تھی کہ کل سارے documents لے کر آئیں، میں ان کو بلاؤں گا۔ جناب والا! یہ تو اس سے زیادہ میری تضحیک ہو رہی ہے۔ میں ہر روز ان کے چیمبر کے باہر کاغذات لے کر کھڑا ہوتا ہوں کہ چیئرمین صاحب تشریف لائیں گے۔ نہ وہ تشریف لاتے ہیں اور نہ ہی اس پر کوئی عملدرآمد ہو رہا ہے۔ اس طرح اس ہاؤس کی زیادہ تضحیک ہو رہی ہے۔

جناب سپیکر، شکریہ۔ لاء منسٹر صاحب! آپ کچھ کہنا چاہیں گے؟

وزیر قانون، جناب والا! یہ آپ نے کل pend فرمائی تھی اور منسٹر ایجوکیشن نے کہا تھا کہ میں متعلقہ افسر کو بلا کر معزز رکن کے ساتھ ان کی میٹنگ کرواؤں گا۔ مجھے علم نہیں ہے کہ اس سلسلے میں ان کی میٹنگ ہوئی ہے یا نہیں؟

جناب سپیکر، شکریہ۔ اس سلسلے میں آپ کی کوئی میٹنگ ہوئی ہے؟

شیخ امجد عزیز، انہوں نے کہا تھا کہ کل آجانا۔ میں سارے documents لے کر آیا ہوں

اور ان کے چیمبر کے باہر آدھا گھنٹہ کھڑا رہا ہوں۔ یہ بہت زیادتی ہے۔

جناب سپیکر: ایسا کرتے ہیں کہ کل تک کے لئے pend کر دیتے ہیں۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! آپ پہلے ہمیں assurance دے دیں کہ کل سیشن ہو گا یا نہیں؟

جناب سپیکر: جی۔ انشاء اللہ سیشن کریں گے۔ شیخ امجد صاحب کی تحریک استحقاق pend کی جاتی ہے۔ یہ already pend کی گئی تھی۔ دونوں اکٹھی کر لیتے ہیں۔

شیخ امجد عزیز: جناب سپیکر! یہ ایجوکیشن منسٹر سے متعلقہ نہیں ہے۔ یہ منسٹر صنعت سے متعلقہ ہے۔ یہ چیئرمین ٹیکنیکل بورڈ کے خلاف ہے۔

جناب سپیکر: جی، پڑھیں!

چیئرمین پنجاب ٹیکنیکل بورڈ کا رکن اسمبلی سے ملنے سے انکار

شیخ امجد عزیز: میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلے کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کی متقاضی ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ مورخہ 10- دسمبر 2002 کو تقریباً 11 بجے دن انجینئر کرنل انور علی پرویز، چیئرمین، پنجاب ٹیکنیکل بورڈ سے اپنے رزلٹ کی تصدیق کی بابت ملنے کے لئے ان کے آفس گیا۔ میں نے اپنا وزیٹنگ کارڈ بھجوایا تو آفیسر موصوف نے یہ بہانہ کر کے مجھے ملنے سے انکار کر دیا کہ میں ایک نہایت اہم میٹنگ میں مصروف ہوں۔ حالانکہ اسی دوران متعدد لوگوں نے آفیسر موصوف سے ملاقاتیں کیں۔ جبکہ وہ اکیلے اپنے دفتر میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اس بات کی تصدیق ان کے عملہ اور بورڈ کے دیگر افسران نے بھی کی تھی۔

جناب والا! چیئرمین کے اس رویے سے نہ صرف میرا بلکہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہٰذا میری استدعا ہے کہ میری تحریک استحقاق کو کمیٹی برائے استحقاقات یا کسی خصوصی کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر، شکریہ۔ جی' وزیر صنعت!

وزیر صنعت، جناب سپیکر! میں نے اس بات کی تصدیق کی ہے۔ یہ صاحب یقیناً وہاں پر گئے تھے لیکن اس وقت بورڈ کی ایک میٹنگ چل رہی تھی' ان صاحب کو وہاں بٹھا کر چائے اور بسکٹ بھی آفر کئے گئے تھے اور ان کو کہا گیا تھا کہ چند منٹ کے لئے انتظار کرلیں' ہم میٹنگ سے فارغ ہو کر ابھی آتے ہیں۔ کیونکہ اس وقت بہت سارے دوست اس میٹنگ میں چیئرمین کا انتظار کر رہے تھے۔ ایک آدمی کے لئے تمام دوستوں کو چھوڑنا اور چند منٹوں کے لئے باہر آنا ذرا مشکل تھا' کیونکہ میٹنگ اس وقت ختم ہونے والی تھی۔ لیکن موصوف نے بالکل انتظار نہیں کیا اور ناراض ہو کر وہاں سے چلے آئے

جناب سپیکر، شکریہ۔

شیخ امجد عزیز، میرے محترم وزیر صاحب نے جو وضاحت فرمائی ہے وہ بالکل غلط ہے۔ میں کسی اور کے پاس نہیں بلکہ سیکرٹری بورڈ کے پاس ڈیڑھ گھنٹہ بیٹھا رہا ہوں۔ میں وہاں لکھ کر آیا ہوں کہ میں نے ڈیڑھ گھنٹہ سیکرٹری بورڈ کے پاس بیٹھ کر ان کا انتظار کیا ہے' یہ بات وہاں ریکارڈ پر موجود ہے۔ جب میں نے کارڈ بھجوایا تو انہوں نے کہا کہ میں میٹنگ میں ہوں۔ میں نے پھر انتظار کیا لیکن وہاں کوئی میٹنگ نہیں چل رہی تھی' صرف لوگ ان سے ملنے آئے ہوئے تھے۔ بعد میں پھر میں نے اپنا کارڈ بھجوایا تو انہوں نے ملنے سے انکار کر دیا۔ اس کے بعد میں نے سیکرٹری بورڈ سے کہا اور سیکرٹری بورڈ اٹھ کر ان کے پاس گئے۔ آگے سے انہوں نے جواب دیا کہ آپ خود ان کو نبٹائیں۔ میرے پاس نہ لائیں۔ تین دفعہ عرض کرنے کے بعد اور ڈیڑھ گھنٹہ انتظار کرنے کے بعد میں وہاں سے اٹھ کر آیا ہوں۔ لیکن وزیر موصوف یہ فرما رہے ہیں کہ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ یہ بات تو اپنی جگہ ہے کہ وہ نہیں ملے۔ اس دن انہوں نے میرا ذی کام کا رزلٹ کینسل کر دیا جو بعد میں اخبارات کی زینت بنا دیا کہ شیخ امجد عزیز میٹرک نکلا اس لئے وہ مجھ سے ملنا نہیں چاہتے تھے۔ میں نے ان سے کہا کہ مجھے اپنی صفائی کا تو موقع دیں لیکن انہوں نے نہ مجھے صفائی کا موقع دیا اور نہ وہ مجھ سے ملے۔

جناب والا! رولز 15 کے تحت اسمبلی کا ممبر ہونے کے ناتے میرا یہ استحقاق تھا کہ وہ اکیلے بیٹھے ہوں اور میں ان کے پاس جاؤں تو وہ مجھ سے ملیں۔ میں آپ کی بات ٹھیک مانتا ہوں کہ اگر وہ پانچ' دس لوگوں میں بیٹھے ہیں اور میں انہیں disturb کروں تو ایسا بالکل نہیں ہونا چاہئے۔ میں پھر دوبارہ اس ہاؤس کے floor پر حلفاً یہ کہتا ہوں کہ تقریباً ایک گھنٹہ تک وہ اکیلے بیٹھے رہے۔ سیکرٹری بورڈ اور دوسرے لوگوں نے بھی ان سے جا کر کہا لیکن اس کے باوجود انہوں نے مجھ سے ملنے سے انکار کر دیا۔

جناب سپیکر، ان کی تحریک استحقاق کمیٹی کے سپرد کی جاتی ہے۔ چونکہ استحقاق کمیٹی نہیں ہے اس لئے میں اسے سپیشل کمیٹی کے سپرد کرتا ہوں اور ان سے کہوں گا کہ وہ دو ماہ کے اندر اندر اس کی رپورٹ اس ایوان کے اندر پیش کریں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

سید احسان اللہ وقاص، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میری عرض یہ ہے کہ دو دن پہلے ہمارے ایک محترم صوبائی وزیر سے ڈاکوؤں نے کار چھین لی تھی۔ ایک تو میں گزارش کروں گا کہ ہمیں ان وزیر موصوف کی زیارت کرائی جائے' ہمیں پتا چلے کہ کن کے ساتھ اتنا بڑا ظلم ہوا ہے۔ دوسرا میں یہ بھی حکومت سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ ناکافی حفاظتی انتظامات کی وجہ سے گاڑی چھینی گئی ہے اس پر وزیر موصوف بتائیں کہ کیا ان کے خلاف کوئی تادیبی کارروائی کی جائے گی؟

جناب سپیکر، جی' رپورٹ پیش کریں۔

مجلس خصوصی نمبر 1 کی رپورٹ

(جو ایوان میں پیش کی گئی)

سید احسان اللہ وقاص: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ۔

"مسودہ قانون (امتناع ظاہری نمود و نمائش و بے جا مصارف) تقریبات شادی پنجاب مصدرہ 2003 کے بارے میں مجلس خصوصی نمبر 1 کی

رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

جناب سپیکر، یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ۔

"مسودہ قانون (امتناع ظاہری نمود و نمائش و بے جا مصارف) تقریبات شادی پنجاب مصدرہ 2003 کے بارے میں مجلس خصوصی نمبر 1 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

سید احسان اللہ وقاص، جناب والا! میں مسودہ قانون (امتناع ظاہری نمود و نمائش و بے جا مصارف) تقریبات شادی پنجاب مصدرہ 2003 کے بارے میں مجلس خصوصی نمبر 1 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

(اس مرحلے پر رپورٹ پیش ہوئی)

رانا آفتاب احمد خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی' رانا صاحب!

رانا آفتاب احمد خان، جناب سپیکر! میں بہت ہی اہم مسئلے پر آپ کی اور فاضل وزیر قانون کی توجہ چاہوں گا۔ آپ نے دیکھا ہو گا کہ اس معزز ہاؤس کے 370 ارکان ہیں جو کہ نہایت ہی قابل احترام ہیں۔ آپ کو قانون کا بھی پتا ہے جیسے وزیر صاحب کی گاڑی چھن گئی ہے۔ مگر جو عام دیکھنے میں آتا ہے کہ 370 کی بجائے اس وقت کم از کم تین ہزار گاڑیوں پر ایم پی اے کی پلیٹیں لگی ہوئی ہیں۔ میں نے دیکھا ہے کہ ٹیکسی کے اوپر بھی ایم پی اے کی پلیٹ لگی ہوئی ہے۔ مجھے ایم پی اے کی پلیٹ پر اعتراض نہیں ہے مگر کیا یہ ضروری ہے کہ ایم پی اے کے خانساماں کے لئے ' ایم پی اے کے بھائی کے لئے بھی ضروری ہے'ایم پی اے کے بھتیجے کے لئے بھی ضروری ہے اورسسر کے لئے بھی ضروری ہے۔ جناب ! یہ بڑی اہم بات ہے۔ آپ اپنے سیکرٹریٹ کی طرف سے ایم پی اے کی پلیٹ لگانے کے لئے صرف ایک گاڑی مخصوص کر دیں جس میں ایم پی اے صاحب خود تشریف

فرما ہوں۔ کیونکہ اگر ایسا ہوتا رہا تو پھر کوئی بھی چور ڈاکو ایم پی اے کی پلیٹ لگائے گا اور نکل جائے گا۔ ہم جیسے لوگ اگر ایم پی اے کی پلیٹ نہیں لگاتے ہیں اور کئی جگہوں پر چیک ہوتے ہیں تو ہم اس بات کا برا نہیں مناتے ہیں۔ آپ اس ایوان کے کسٹوڈین ہیں آپ کو اس پر نوٹس لینا چاہئے۔

محترمہ صبا صادق، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی، فرمائیں!

محترمہ صبا صادق، شکریہ۔ اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ہ جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے اس معزز ایوان کی توجہ ایک انتہائی اہم مسئلے کی جانب مبذول کرانا چاہوں گی۔ ہمارے شہر میں اور خصوصاً صوبہ پنجاب میں ایک بہت بڑی بیماری بری طرح سے پھیل رہی ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ ہماری جو موجودہ حالت ہے اس کے تحت یہ بیماری ہماری نسل کے لئے زہر قاتل ثابت ہو گی۔ الحمدللہ ہم نے یہ اسلامی مملکت بڑی محنت سے حاصل کی ہے۔ ہم نہیں چاہتے کہ ہماری تہذیب پر، ہمارے تمدن کے اوپر ہندوانہ رسم و رواج کا اثر دوبارہ بحال ہو۔ اس ملک کو ہمارے آباؤ اجداد نے بڑی مشکل سے حاصل کیا ہے۔

جناب سپیکر، شکریہ، آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ صبا صادق، جناب والا! میری بات کو مکمل ہونے دیا جائے۔ میں بسنت کے تہوار کے بارے میں بات کرنا چاہ رہی ہوں کہ ہم حج کی چھٹی تو دے نہیں رہے اور بسنت کو منایا جا رہا ہے۔ ہم نے پورے لاہور کو اور پورے پنجاب کے عوام کو بسنت کی طرف لگا دیا ہے۔ یہ کہاں کا انصاف ہے؟ ہماری ریاست اسلامی ریاست ہے۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر، شکریہ۔ اب ہم تحاریک التوائے کار کو لیتے ہیں۔ تحریک التوائے کار نمبر 45 جناب بلال یٰسین صاحب کی ہے۔۔۔ وہ تشریف نہیں رکھتے لہذا یہ تحریک dispose of کی

جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 49 محترمہ شہلا راٹھور صاحبہ کی ہے۔

کھانے والی سبزیوں پر کیڑے مار ادویات کے استعمال سے عوام میں اضطراب

محترمہ شہلا راٹھور: میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ سبزیوں کو زرعی سپرے کرنے کے فوراً بعد کھیتوں سے لا کر سبزی منڈی میں فروخت کر دیا جاتا ہے اور وہی سبزیاں جن پر زرعی سپرے یعنی کیڑے مار ادویات استعمال ہوئی ہوتی ہیں ان کو پکا کر کھا لیا جاتا ہے جس سے انسانی نشوونما اور صحت پر برا اثر پڑنے کی وجہ سے عوام میں سخت اضطراب اور بے چینی پائی جاتی ہے اور عوام اپنی صحت کے بارے میں پریشان ہیں۔لہذا استدعا ہے کہ اسمبلی کی کارروائی معطل کر کے اسے زیر بحث لایا جائے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ وزیر زراعت!

وزیر زراعت: جناب سپیکر! یہ بات درست ہے کہ اگر اس کے انتظامات نہ کئے جائیں تو یہ انسانی جان کے لئے خطرناک ہے۔لیکن ہمارا محکمہ زراعت انتہائی کوشش کر رہا ہے کہ اس کے نقصانات سے بچاؤ کے لئے احتیاطی تدابیر اختیار کی جائیں۔ محکمہ زراعت کا سارا ایکسٹینشن ونگ فیلڈ میں کام کر رہا ہے جو کہ یونین کونسل کی سطح پر زمینداروں کو اکٹھا کر کے ان کو آگاہ کرتا ہے کہ سبزیوں کے بارے میں جو کیڑے مار ادویات استعمال کی جائیں وہ فلاں فلاں ہونی چاہئیں۔ کہ جن کے انسانی صحت پر مضر اثرات کم ہوتے ہیں اور ان کو یہ بھی بتایا جاتا ہے کہ سپرے کرنے کے ایک دن بعد سبزیوں کی picking کرنی ہے۔

جناب والا! آپ کے علم میں ہے کہ ملک میں کیڑے مار ادویات کی بہت ساری

کمپنیاں کام کر رہی ہیں اور ان کمپنیوں کے ٹیکنیکل فیلڈ کے لوگ اپنی مصنوعات کو فروخت کرنے کے لیے زمینداروں کو ادویات کے صحیح استعمال سے ہمیشہ آگاہ کرتے رہتے ہیں کہ اس دوائی کو کس طرح استعمال کرنا چاہئے اور اس کے اثرات کتنے دن رہیں گے؛ اس کے علاوہ محکمہ زراعت کیڑے مار ادویات کو چیک کرنے کے لئے لیبارٹریوں کا انعقاد عمل میں لا رہا ہے جس پر آٹھ سے دس کروڑ روپیہ خرچ ہو گا۔ ان لیبارٹریز کے ذریعے ان ادویات کو چیک کیا جائے گا کہ کن لوگوں نے violation کی ہے۔ اس بارے میں' میں نے اپنے محکمہ کو ہدایات جاری کی ہیں کہ ان ادویات کے مضر اثرات اور نقصانات سے لوگوں کو آگاہ کیا جائے بلکہ یونین کونسل کی سطح کی بجائے دیہات کی سطح پر بھی ہم اپنے عملہ کو move کر رہے ہیں تاکہ ان لوگوں کو آگاہ کیا جا سکے کہ یہ دوا استعمال کرنی ہے اور یہ استعمال نہیں کرنی اور کس دوا کا کتنے دن اثر رہتا ہے اور سپرے کرنے کے بعد سبزیوں کو کب چنا جائے۔اس کے باوجود جو اس کی violation کرے گا تو پھر ہم اس کے خلاف ایکشن لیں گے۔

جناب سپیکر، شکریہ۔

جناب محمد قمر حیات کاٹھیا، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی' فرمائیں!

جناب محمد قمر حیات کاٹھیا، جناب والا! میں ایوان کی توجہ اس جانب مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ زکوٰۃ و عشر ہمارا صوبائی ادارہ ہے اس کے تحت جو پرانی کمیٹیاں بنی ہوئی ہیں اور جن کو کئی کئی ہزار بلکہ ایک ایک کمیٹی کو کئی کئی لاکھ ملے ہوئے ہیں' انہوں نے ان پیسوں کو ان کے حقداروں تک پہنچانا ہے۔ وہ پیسہ صحیح طور پر نہیں پہنچ رہا۔ براہ مہربانی ان کمیٹیوں کو توڑا جائے۔

جناب سپیکر، شکریہ ۔ آپ کا یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا ہے۔ جی' محترمہ! اس کا جواب بڑی تفصیل کے ساتھ آ گیا ہے۔ کیا آپ اب اس کو press کرتی ہیں؟

محترمہ شہلا راٹھور: نہیں۔

جناب سپیکر: یہ تحریک dispose of کی جاتی ہے۔

چودھری محمد شفیق انور: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

چودھری محمد شفیق انور: جناب والا! میں اسی تحریک کے سلسلے میں بات کرنا چاہتا تھا۔

جناب سپیکر: اب تو یہ تحریک dispose of ہو گئی ہے۔

چودھری محمد شفیق انور: جناب والا! بات یہ ہے کہ ہم زراعت پیشہ سے تعلق رکھتے ہیں اور زمیندار ہیں۔

جناب سپیکر: زراعت پر بڑی تفصیل سے بات ہو گئی ہے۔ کسی اور موقع پر آپ کھل کر بات کر لیجئے گا۔

چودھری محمد شفیق انور: جناب والا! آپ اس مسئلے کو ختم نہ کریں بلکہ اس بارے میں ہمیں سوچنا ہے کیونکہ یہ ایک اہم مسئلہ ہے جو آپ کے سامنے پیش کیا گیا تھا۔ محترمہ نے یا گورنمنٹ بنچز کی طرف سے اس کو press نہیں کیا گیا یا وہ اس سے مطمئن ہو گئی ہیں تو اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ یہ مسئلہ ختم ہو گیا ہے۔

جناب سپیکر: جب محرک ہی اس کو press نہیں کرتیں تو پھر dispose of ہی کرنا ہے۔

چودھری محمد شفیق انور: میری گزارش ہے کہ لودھی صاحب بھی زراعت سے تعلق رکھتے ہیں اور ہم بھی زراعت پیشہ لوگ ہیں۔ لہٰذا جو مسئلہ بیان کیا گیا تھا ہمیں چاہئے کہ اس پر بحث کریں کیونکہ یہ انتہائی اہم مسئلہ ہے۔ اس میں ہماری صحت، جان اور مالی نقصانات کا خطرہ ہے۔

جناب سپیکر: جب زراعت پر بات ہو گی تو پھر اس پر تفصیل کے ساتھ بات ہو جائے گی۔

چودھری محمد شفیق انور: لودھی صاحب سے میری آخری بات یہ ہے کہ اگر انہوں نے

کوئی پلان بنایا ہے اور اس بارے میں انہوں نے اپنے محکمہ کو کوئی ہدایات جاری کی ہیں تو میری گزارش ہے کہ پھر اس پر سختی سے عمل کیا جائے۔ کیونکہ مارکیٹ میں بہت ساری کیڑے مار ادویات جعلی آ گئی ہیں۔ اس سلسلے میں وہ خصوصی توجہ دیں ۔ کیونکہ آپ مجھے وقت نہیں دے رہے ہیں اس لئے میں اس پر تفصیلی بحث نہیں کرنا چاہتا۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 51 بھی محترمہ شہلا راٹھور صاحبہ کی ہے۔

نابالغ بچوں میں سگریٹ نوشی اور نشے کی بری عادات کا تدارک

محترمہ شہلا راٹھور: میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ آج کل چھوٹی عمر کے بچوں خصوصاً سکول کے بچے، کسی ادارے میں کام کرنے والے معصوم بچے اور دیگر معاشرے میں بیکار بچے سگریٹ نوشی اور منشیات کو استعمال کر رہے ہیں۔ والدین اور ہر شہری جو ان معصوموں کے مستقبل کو درخشاں دیکھنا چاہتا ہے، ان معصوم بچوں کو سگریٹ نوشی اور دیگر نشے میں مبتلا دیکھ کر سخت پریشان اور خوف زدہ ہیں۔ لہٰذا چھوٹی عمر کے ان معصوم بچوں کو کسی قسم کا بھی نشہ اور سگریٹ فروشی جرم قرار دیا جائے اور فروخت کرنے والوں کے لئے سخت قانونی سزا دلوانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی معطل کرکے اسے زیر بحث لایا جائے۔

جناب سپیکر ! میں سمجھتی ہوں کہ وزیر اعلیٰ صاحب نے اپنے احسن اقدامات کے ذریعے سے اس تحریک کا جواب دے دیا ہے۔ بہرحال وزیر صاحب اگر کچھ بیان فرمانا چاہتے ہیں تو مہربانی ہو گی۔ ویسے میں وزیر اعلیٰ صاحب کو خراج تحسین پیش کرتی ہوں کہ انہوں نے اس بابت بڑا احسن قدم اٹھایا ہے۔

جناب سپیکر: تو پھر آپ اسے press نہیں کرتیں؟

محترمہ شہلا راٹھور: جی، میں press نہیں کرتی۔

جناب سپیکر : محرک press نہیں کرتیں' لہٰذا تحریک dispose of ہوئی۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 52 بھی محترمہ شہلا راٹھور صاحبہ کی ہے۔

جہیز کی نمائش اور فضول رسومات کے خاتمے کے لئے قانون کا نفاذ

محترمہ شہلا راٹھور : جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ شادی بیاہ کے موقع پر جہیز کی نمائش اور دیگر فضول رسمیں جن پر پانی کی طرح روپیہ بہایا جاتا ہے ان غلط رسومات کی وجہ سے ہماری سوسائٹی عدم توازن کا شکار ہو گئی ہے اور آہستہ آہستہ ہرفرد اس ذہنی بیماری کا شکار ہو رہا ہے۔ خاص طور پر سب سے زیادہ نقصان غریب اور متوسط طبقے کے افراد کو پہنچا ہے جو اپنی بیٹی کو جہیز کی رقم نہ ہونے پر اسلامی ذمہ داری سے احسن طریقے سے سبکدوش نہیں ہو سکتے اور کئی غریب بیٹیاں صرف جہیز کی رقم نہ ہونے کی بناء پر ماں باپ کی دہلیز پر بیٹھی ہیں اور بعض اوقات لڑکے والے لڑکی کے ماں باپ کو جہیز کے لئے لمبی فہرست بھی دے دیتے ہیں۔

ان تمام رسومات کی وجہ سے سوسائٹی عدم توازن اور ذہنی بیماری کا شکار ہو رہی ہے لہٰذا ان رسومات کے خلاف قانون کو حرکت میں لایا جائے اور جہیز کے خلاف جہاد کی صورت میں نمائش اور دیگر رسومات کا خاتمہ اور پابندی لگا کر اس بیماری کے خاتمے کے لئے فوراً اسمبلی کی کارروائی معطل کر کے اسے زیر بحث لایا جائے۔

جناب سپیکر! اس بارے میں بھی میرا موقف یہی ہے کہ چونکہ وزیر اعلیٰ صاحب نے اس مسئلے کا حل اور بندوبست بڑے اچھے طریقے سے کر دیا ہے لہٰذا میں اب اسے بھی press نہیں کرتی۔

جناب سپیکر : محرک اپنی تحریک press نہیں کرتیں۔ لہٰذا یہ تحریک بھی dispose of ہوئی۔

سید احسان اللہ وقاص ۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! یہ تحریک دیتی ہیں پھر واپس لے لیتی ہیں یا press نہیں کرتیں۔ اس طرح یہ تو ایوان کا وقت ضائع کر رہی ہیں۔ ہماری بڑی اہم تحاریک ہوتی ہیں جو باری نہ آنے کی وجہ سے kill ہو جاتی ہیں۔ یہ طریق کار صحیح نہیں ہے۔ اگر انھوں نے اسی طرح کرنا ہوتا ہے تو آپ ان کی تحاریک کو اپنے چیمبر میں ہی reject کر دیا کریں' ایوان کا وقت کیوں ضائع کرتے ہیں؟

جناب سپیکر : احسان اللہ صاحب ! چونکہ اس بارے میں بل آ رہا ہے۔ اس لئے وہ press نہیں کر رہیں۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب والا! ہماری تحاریک اہم ملکی صورت حال کے بارے میں ہوتی ہیں وہ تو منظور نہیں ہوتیں جبکہ اس طرح کی دو نمبر تحاریک آپ منظور کر کے ہاؤس میں لے آتے ہیں اور ایوان کا وقت ضائع کرتے رہتے ہیں۔

جناب سپیکر : شکریہ۔ تشریف رکھیں۔

رانا مشہود احمد خان : پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر : جی' رانا صاحب !

رانا مشہود احمد خان : جناب سپیکر ! محترم احسان اللہ وقاص صاحب نے جو بات کہی ہے وہ بالکل درست ہے۔ یہ تحاریک التوائے کار صرف اس لئے دیتے ہیں کہ وزیر اعلیٰ صاحب کی تعریف کر سکیں۔ کل اس ہاؤس میں رانا آفتاب احمد صاحب نے ایک تحریک دی تھی اور کہا تھا کہ سانحہ سمبڑیال پر ایک پورا دن بحث کی جائے۔ وزیر قانون صاحب نے جواب دیتے ہوئے کہا تھا کہ اس بابت فوری کارروائی کی جائے گی' فوری ایکشن لیا جائے گا۔ اس معاملے پر اپوزیشن اور پورا ہاؤس ایک پورا دن بحث کرنا چاہتا تھا۔ لیکن وزیر قانون کی اس یقین دہانی پر ہم خاموش ہو گئے۔ اب میں وزیر قانون صاحب سے پوچھنا چاہوں گا کہ اس میں ہوم سیکرٹری اور ایک ایم پی اے کا نام بار بار آ رہا ہے۔ ایم پی اے صاحب کا بار بار تذکرہ ہو رہا ہے لیکن ان کے نام کو ظاہر نہیں کیا جا رہا۔ میں پوچھنا چاہوں گا کہ آیا اس سانحے میں کوئی

ایم پی اسے واقعی ملوث ہے' اگر ہے تو وزیر قانون صاحب نے آج تک اس بابت کیا کارروائی کی ہے؟

جناب سپیکر : شکریہ۔ آپ تشریف رکھیں۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 53 بھی محترمہ شہلا راٹھور صاحبہ کی ہے۔

شادی بیاہ کے موقع پر کھانے کی پابندی کے خاتمے سے عوام میں بے چینی

محترمہ شہلا راٹھور : جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ شادی بیاہ کے موقع پر کھانوں پر پابندی لگانے اور اس اہم مسئلے کو عوام کی حقیقی ترجمانی کرتے ہوئے جو شادی بیاہ کے موقع پر پہلے بھی پابندی لگائی گئی تھی اور جسے عوام نے بہت پسند کیا تھا اس پر دوبارہ پابندی ختم ہو جانے کی وجہ سے عوام میں سخت بے چینی اور پریشانی پائی جاتی ہے۔ خصوصی طور پر غریب اور متوسط طبقہ شادی بیاہ کے موقع پر کھانے کی وجہ سے سخت ذہنی پریشانی میں مبتلا ہو گیا ہے ۔ لہذا استدعا ہے کہ اسمبلی کی کارروائی معطل کر کے اسے زیر بحث لایا جائے۔

جناب سپیکر! چونکہ میری تمام تحریکیں وزیر اعلیٰ صاحب کے اقدامات سے پہلے کی ہیں۔ اس لئے میرے اپوزیشن بھائی یہ مت سمجھیں کہ یہ کوئی تعریف کرنے کی وجہ سے دی گئی ہیں۔ بہرحال اب میں اپنی تحریک کو press نہیں کرتی۔

جناب سپیکر : محرک press نہیں کرتیں۔ لہذا یہ تحریک dispose of ہوئی۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 54 جاوید حسن گجر صاحب کی ہے--- وہ تشریف نہیں رکھتے لہذا یہ dispose of ہوئی۔ تحریک التوائے کار نمبر 56 قاسم ضیاء صاحب کی ہے--- وہ تشریف نہیں رکھتے لہذا یہ بھی dispose of ہوئی۔ تحریک التوائے کار نمبر 57 بھی قاسم ضیاء صاحب کی ہے--- وہ

تشریف نہیں رکھتے لہذا یہ بھی dispose of ہوئی۔ تحریک التوائے کار نمبر 61 ' جناب اعجاز احمد سماں صاحب کی ہے۔

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی : پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر : جی' ڈاکٹر صاحب !

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی : جناب سپیکر ! کبھی ہمیں بھی بات کرنے کا موقع دے دیا کریں۔ آپ کے لئے ایک شعر عرض ہے ۔

میں آکھیا چن کوں شاکر
کر صبح تے جیویں جنگ نہ کر
سڑ بھج کے بولیا چن شاکر
بس ٹردا تھی میکوں تنگ نہ کر

پل پلکھو جی ٹی روڈ کی خستہ حالی کے باعث متبادل راستہ تیار کرنے میں حکومت کی عدم توجہی

جناب اعجاز احمد سماں، جناب سپیکر ! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ پل پلکھو واقع جی ٹی روڈ وزیر آباد ناقابل استعمال ہونے کی وجہ سے علاقہ کے عوام کو بہت مشکل پیش آرہی ہے کیونکہ وہ اپنے گھر اور ضروری کام کاج کے سلسلے میں بائی پاس کے ذریعے ایک لمبا سفر کر کے آتے جاتے ہیں ۔ محکمہ ہذا ابھی تک اس معاملے میں کوئی قابل ذکر کارروائی عمل میں نہیں لایا جس سے عوام کو سہولت ہو۔ حکومت کی جانب سے پل پلکھو پر متبادل راستہ تیار نہ کرنے کی وجہ سے عوام میں بہت اضطراب اور بے چینی پائی جاتی ہے ۔ لہٰذا استدعا ہے کہ اسمبلی کی کارروائی معطل کر کے اسے زیر بحث لایا جائے۔

جناب سپیکر : جی، وزیر سی اینڈ ڈبلیو !۔۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ وزیر قانون !

وزیر قانون : جناب سپیکر ! مہربانی کر کے اسے pend فرما دیں کیونکہ جواب متعلقہ وزیر صاحب کے پاس ہے۔

جناب سپیکر : چونکہ متعلقہ وزیر صاحب تشریف فرما نہیں ہیں تو اسے pend رکھتے ہیں۔ تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہوتا ہے۔ اب ہم گورنمنٹ بزنس لیتے ہیں۔

سرکاری کارروائی

مسودات قانون

(جو زیر بحث لائے گئے)

وزیر قانون : جناب سپیکر ! گورنمنٹ بزنس میں جو Order of Precedence ہے اس میں پہلے The Punjab Marriage Functions (Prohibition of Ostentatious Displays and Wasteful Expenses) Bill, 2003 ہے ۔ اگر آپ مہربانی فرمائیں تو میری استدعا ہو گی کہ اس کو بعد میں لیا جائے۔ اس سے پہلے The Bank of Punjab (First Amendment) Bill, 2003 لے لیا جائے کیونکہ اس میں کوئی amendment نہیں ہے۔

جناب سپیکر : ٹھیک ہے۔

مسودہ قانون (ترمیم اوّل) دی بنک آف پنجاب مصدرہ 2003

MR SPEAKER: Now, we take up the Bank of Punjab (First Amendment) Bill 2003. Minister for Law!

MINISTER FOR LAW: Mr Speaker, I move

"That the Bank of Punjab (First Amendment) Bill ,

2003 as recommended by Special Committee No 1 be taken into consideration at once "

MR SPEAKER: The motion moved is

"That the Bank of Punjab (First Amendment) Bill, 2003 as recommended by Special Committee No 1 be taken into consideration at once "

Since there is no amendment in it, the motion moved and the question is:

"That the Bank of Punjab (First Amendment) Bill, 2003 as recommended by Special Committee No. 1 be taken into consideration at once."

(The motion was carried.)

CLAUSE - 2

MR SPEAKER: Now, we take up the Bill Clause by Clause Now. Clause 2 of the Bill is under consideration Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 2 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

Clause 2 do stand part of the Bill.

CLAUSE - 3

MR SPEAKER: Now, Clause 3 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is

"That Clause 3 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

Clause 3 do stand part of the Bill.

CLAUSE - 1

MR SPEAKER: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 1 of the Bill do stand part of the Bill "

(The motion was carried)

Clause 1 do stand part of the Bill

PREAMBLE

MR SPEAKER:: Now. the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Preamble of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

The Preamble do stand part of the Bill.

LONG TITLE

MR SPEAKER:: Now, the Long Title of the Bill is under consideration . Since there is no amendment in it, the question is.

"That the Long Title of the Bill do stand part of the Bill "

(The motion was carried)

The Long Title do stand part of the Bill Minister for Law may move:

MINISTER FOR LAW:: Sir, I move:

"That the Bank of Punjab (First Amendment) Bill, 2003 be passed."

MR SPEAKER:: The motion moved is:

"That the Bank of Punjab (First Amendment) Bill, 2003 be passed."

MR SPEAKER: The motion moved and the question is

"That the Bank of Punjab (First Amendment) Bill, 2003 be passed."

(The motion was carried)

The Bill is passed

مسودہ قانون کو زیر بحث لانے کے لئے قواعد انضباط کار 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 95 کی معطلی کی تحریک

MR SPEAKER: Minister for Law!

MINISTER FOR LAW: Mr Speaker, Sir, I move

> That Rule 95 of Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 be suspended in terms of rule 234 for consideration and passing the Punjab Marriage Functions (Prohibition of Ostentatious Displays and Wasteful Expenses) Bill, 2003 as recommended by the Special Committee No 1

MR SPEAKER: The motion moved and the question is

> That Rule 95 of Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 be suspended in terms of rule 234 for consideration and passing the Punjab Marriage Functions (Prohibition of Ostentatious Displays and Wasteful Expenses) Bill, 2003 as recommended by the Special Committee No 1.

(The motion was carried)

مسودہ قانون (امتناع ظاہری نمود و نمائش و بے جا مصارف) تقریبات شادی پنجاب مصدرہ 2003

MR SPEAKER: Now , we take up the Punjab Marriage Functions (Prohibition of Ostentatious Displays and Wasteful Expenses) Bill , 2003 Minister for Law'

MINISTER FOR LAW: Sir, I move

> That the Punjab Marriage Functions (Prohibition of Ostentatious Displays and Wasteful Expenses) Bill , 2003 as recommended by the Special Committee No 1 be taken into consideration at once

RANA SANAULLAH KHAN: I oppose it. Sir

جناب سپیکر: رانا ثناء اللہ خان صاحب oppose کرتے ہیں۔ رانا صاحب! آپ Principles of the Bill پر بحث کریں گے۔ رانا صاحب! پہلے لاء منسٹر صاحب بات کریں گے' ان کے بعد پھر آپ کو موقع دیا جائے گا۔

رانا ثناء اللہ خان: جی' ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: جی' وزیر قانون!

وزیر قانون: جناب سپیکر! رانا صاحب بات کر لیں۔ میں جواب دے دوں گا۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے' شکریہ۔ جی' رانا صاحب!

رانا ثناء اللہ خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! یہ بل out of turn لیا گیا ہے۔ آپ نے رولز کو معطل کر کے وزیر قانون کو اجازت دی کہ وہ یہ motion move کریں۔ میں نے اس لحاظ سے اس کو oppose کیا ہے کہ میں اس بل کے principles کو discuss کرنا چاہتا ہوں کیونکہ ہمیں ترامیم کے لئے وقت نہیں ملا۔ میں امید کرتا ہوں کہ کچھ دوست ترامیم دینا چاہتے ہیں اور ان پر بات کرنا چاہتے ہیں تو آپ ان کے لئے بھی اسی طرح سے رولز relax فرما دیں گے جس طرح بل کو پیش کرنے کے لئے کیا ہے۔

جناب سپیکر! ہم اس بل کے مخالف نہیں ہیں۔ یہ وقت کی ضرورت ہے۔ لوگوں

میں یہ رائے پائی جاتی تھی کہ شادی بیاہ پر کھانوں کا اور جو دوسرا اسراف ہوتا ہے اس پر پابندی ہونی چاہئے۔ اس سے پہلے جو پاکستان مسلم لیگ (ن) کی سابقہ گورنمنٹ تھی جس میں وزیراعظم میاں محمد نواز شریف اور وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف صاحب تھے انھوں نے سب سے پہلے اس قانون کو لاگو کیا تھا اور انھوں نے اس کی enforcement کے لئے بڑی محنت کی اور اس قانون اور اس کی enforcement کے نتیجے میں عوام کو، لوگوں کو بہت بڑا ریلیف ملا۔ لیکن بدقسمتی سے جب 12۔ اکتوبر کو غیرآئینی اور غیر قانونی قوتیں اس ملک پر مسلط ہوئیں تو انھوں نے جہاں جمہوریت کے حوالے سے، ملک کی ترقی کے حوالے سے اور وہاں بہت سے نقصانات کئے یہ قانون بھی ان کی زد میں آ گیا اور انھوں نے اسے بھی یہ سمجھ کر بغیر دیکھے کہ اس کا لوگوں کو فائدہ ہے پہلے اس پر عمل در آمد روک دیا گیا enfrocement کی جو کمیٹیاں بنی تھیں ان کو ختم کر دیا گیا۔ اس کے بعد اسے بالکل ختم کر دیا گیا اور اس کی خلاف ورزی ہوتی رہی۔ اب جب عوامی رائے کے نتیجے میں موجودہ حکومت اس بات پر مجبور ہوئی کہ وہ دوبارہ اس قانون کو لائے۔ تومیں ایک نکتہ پر بات کروں گا کہ ہماری 55 سالہ سیاسی تاریخ میں بدقسمتی رہی ہے۔ اس میں اس بات کا بھی بڑا عمل دخل ہے کہ ہم میں یہ بات بدرجہ اتم پائی جاتی ہے کہ اگر ہم سے پہلے جو ہمارا پیش رو ہو یا سیاسی طور پر جماعت یا بندہ مخالف ہو اگر اس نے کوئی صحیح کام بھی کیا ہو تو ہم اسے appreciate کرنے یا اس پر عمل کرنے سے بڑا کتراتے ہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ کیونکہ یہ اس نے کیا ہے لہذا ہم اس کو آگے نہیں چلائیں گے۔ اگر اس نے کوئی اچھا قانون بنایا ہے تو پھر یہ قانون ختم ہونا چاہئے۔ اگر انھوں نے کوئی اچھا منصوبہ بنایا ہے تو یہ منصوبہ ختم ہونا چاہئے۔ اس کا نام تبدیل کر دیا جائے، اس کی سمت تبدیل کر دی جائے، اس کی جگہ تبدیل کر دی جائے یعنی ہم کسی نہ کسی طریقے سے اس بات میں پڑے رہتے ہیں کہ جناب ہم نے اس بات کو تسلیم نہیں کرنا جو ہمارے مخالف یا ہم سے پہلے گورنمنٹ تھی وہ کرتی رہی ہے۔ اب جو اس بل کو لایا گیا ہے میں نہیں سمجھتا کہ اس میں جو بے معنی سی ترامیم کی ہیں، کوئی اضافہ کیا ہے، کوئی کمی کی ہے تو اس بل کی کوئی ضرورت تھی ۔ میں سمجھتا ہوں

کہ انہیں چاہئے تھا کہ اس قانون کو من و عن جیسے یہ پہلے تھا' جیسے میاں شہباز شریف کی گورنمنٹ میں اسی اسمبلی نے اسی ہاؤس نے اس کو approve کیا تھا' اسی طرح سے یہ اسے لاتے۔ ان کو خراج تحسین بھی پیش کرتے اور یہ کہتے کہ انہوں نے یہ اچھا کام کیا تھا' ہم اس کو آگے لے کر چل رہے ہیں۔ اب انہوں نے اس میں جو ترامیم کی ہیں یا انہوں نے اس میں فرق ڈالا ہے اور وہ بھی صرف اس لئے کہ پچھلا حوالہ ختم ہو جائے۔ ایک تو اس میں ہے کلاز 4 ہے۔

"4. **Restriction on Wasteful Expenses.** (1) No person celebrating his or the marriage of any other person shall serve or allow any one to serve meals or other edibles to the persons participating in the marriage in a club, hotel, restaurant, wedding hall, community centre or any other place, except soup or, hot or cold soft drinks."

یہ تو وہی بات ہے جو پہلے تھی۔ اب اس میں یہ proviso لائے ہیں۔ یہ جو میں نے پہلے پڑھا ہے یہ as it is پہلے قانون میں شامل تھا۔ اب یہ proviso لائے ہیں کہ۔

"Provided that one dish may be served at Walima ceremony to a maximum number of 300 invitees including hosts, attending the ceremony."

اب یہ بات ماسوائے اس بات کے کہ یہ confusion create کرے گی اور جو law enforcing ایجنسیاں وہاں ہوں گی' لازمی بات ہے کہ آپ اس کے لئے کمیٹیاں بنائیں گے' محترم وزیر قانون صاحب فرمائیں گے کہ جی ہم اس میں سے پولیس کا عمل دخل ختم کر رہے ہیں' کمیٹیاں ہوں گی' وہ موقع پر جائیں گی۔ کوئی بھی جائے even then پولیس کا کردار بطور law enforcing ایجنسی وہاں پر رہنا ہے۔ اب دیکھیں کہ یہ

کتنا awkward ہوگا کہ ایک آدمی کے گھر میں شادی کی تقریب ہو رہی ہے اور اس میں آپ وہاں پر جا کر بندے گننا شروع کر دیں ۔ بڑے شہروں میں تو شاید اتنی کوئی جرأت نہ کرے ۔ لیکن ہمارے دیہاتوں میں یا چھوٹے قصبوں میں ہو سکتا ہے کہ وہاں پر کمیٹی اپنے کسی مخالف کو یا ایس ایچ او وغیرہ جو کمیٹی کے ساتھ چیک کرنے کے لئے جائیں گے وہاں پر ان بندوں کی لائن لگوا کر گنتی شروع کر دیں اور پھر ان میں سے دیکھیں کہ host کون ہے ؟ ان میں سے باہر سے کون آیا ہے اور ان کے شناختی کارڈ چیک کرنا شروع کر دیں ۔ یہ ایک خواہ مخواہ کی confusion create کر دی گئی ہے یا تو آپ جو پہلے قانون ہے اسے ہی رہنے دیں۔ پہلے یہ تھا کہ اگر ولیمہ ہے' شادی ہے round about کمیٹی کے لوگ یا law enforcing ایجنسی کے لوگ گھوم کر دیکھ لیتے تھے ۔ اگر تو وہاں پر دیگیں چڑھی ہوئی ہیں' وہاں پر کوئی کھانا وغیرہ پک رہا ہے تو پھر ٹھیک ہے جی کہ violation ہو رہی ہے۔ بعض اوقات تو وہ ان tents میں اندر بھی نہیں جاتے تھے' باہر سے ہی نوٹ کر لیتے تھے کہ انہوں نے violation کی ہے یا انہوں نے دیگیں وغیرہ پکائی ہیں ۔ بعض جگہ پر ایسا بھی ہوا کہ وہ سامان اٹھا لیا گیا یا ان کا چالان کر دیا گیا۔ اب یہ 300 کا figure لے آئے ہیں تو اب اس کا استعمال ہمارے ہاں پھر یہی ہو گا کہ آپ کو یہ شکایات آئیں گی وہاں لوگوں کو inconvenience ہو گی کہ جناب وہاں پر جا کر کمیٹی نے اور پولیس نے لوگوں کی لائنیں لگوائی ہیں' شناختی کارڈ چیک کئے ہیں ۔ تو یہ میں سمجھتا ہوں کہ انہیں چاہئے تھا کہ قانون جیسے تھا ویسے ہی رہنے دیتے۔ اور یہ 300 والا چکر نہ ڈالتے کہ گنتی کی جائے گی' 300 ہیں یا 299 ہیں۔ اس میں نہ پڑا جاتا۔ اب اس میں ایک اور اضافہ کیا ہے ۔ میری اس سے پہلے آپ کے چیمبر میں منسٹر لاء سے اس بارے میں discussion بھی ہوئی ہے۔ اب وہ جواب میں فرمائیں گے کہ اس میں کلاز 6 جو ہے:

"6. **Prior intimation to Union Council.** Any other person shall, at least 10 days before the marriage, intimate the Union Council of the respective area

about the date and venue of marriage and the total number of participants attending the marriage ceremony."

اب بعض اوقات ایسے ہوتا ہے کہ دو تین دن میں فیصلہ ہو جاتا ہے کہ شادی کرنی ہے۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ لوگ باہر سے آتے ہیں اور واپس جانا ہوتا ہے یا کوئی اور ان کو ایمرجنسی ہوتی ہے ۔ وہ کہتے ہیں کہ دو تین دن کے اندر اندر شادی کر دی جائے ۔ فیملی کے بزرگ بیٹھتے ہیں اور شادی طے کر دیتے ہیں کہ پرسوں یا چوتھے دن شادی کرنی ہے ۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ پھر ان کو یونین کونسل والے بھی پکڑ لیں گے کہ آپ نے ہمیں دس دن پہلے اطلاع کیوں نہیں کی؟ اب اگر دس دن پہلے ان کا شادی کرنے کا کوئی پروگرام ہی نہیں تھا تو میں وزیر قانون سے یہ عرض کروں گا کہ وہ دس دن پہلے یونین کونسل والوں کو intimate کیسے کریں گے؟ کہ ہمارے مہمان یہ ہوں گے' ان کی تعداد اتنی ہو گی' venue یہ ہو گا۔ یہ بالکل میں سمجھتا ہوں کہ ایک confusion create کرنے والی بات ہے اور اس میں یہ بھی ہے کہ یونین کونسل level پر آپ کو پتا ہے کہ ہماری ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کے پلان کے آرکیٹیکٹ جنرل (ریٹائرڈ) تنویر نقوی صاحب ہیں' انہوں نے زندگی میں میرا خیال ہے کہ کبھی کوئی گاؤں نہیں دیکھا ۔ ساری زندگی میں انہوں نے نہ کبھی کوئی بی ڈی ممبر کا الیکشن لڑا' نہ کسی کی حمایت کی اور نہ ہی کسی کو ووٹ دیا۔ اس آدمی کو اٹھا کر پورا بلدیاتی سسٹم آرکیٹیکٹ کرنے کے لئے بٹھا دیا اور اس نے ایسا بیڑہ غرق کیا' دو چار ملکوں میں اس نے tour کیا' کہیں سے کوئی چیز پکڑی' کہیں سے کوئی چیز پکڑی اور ایسا ایک قانون اور منصوبہ پیش کر دیا کہ جس کی آج تک کسی کو کوئی سمجھ ہی نہیں آئی ۔ نہ یونین کونسل level پر سمجھ آئی ہے' نہ تحصیل level پر اور نہ ہی ڈسٹرکٹ level پر سمجھ آئی ہے ۔ میرا اس پر ایک نقطہ نظر ہے ۔ دراصل یہ جو فوجی طالع آزما ہیں' یہ جب بھی کسی ملک پر قبضہ کرتے ہیں تو ان کی سوچ بڑی چھوٹی ہوتی ہے لیکن اس کے لئے یہ پلاننگ جو ہے' منصوبہ در منصوبہ بناتے ہیں۔ یہ کسی کی سمجھ میں نہیں آرہا

تھا کہ ایک یونین کونسل ہے اس ایک یونین کونسل میں ایک تو ناظم ہو گیا۔ ٹھیک ہے وہ یونین کونسل کا چیئرمین ہے۔

بریگیڈیئر (ریٹائرڈ) جاوید اکرم، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! بات ہو رہی ہے اس بل کی جو اس اسمبلی میں پیش ہوا ہے اور موصوف میرے محترم ممبر صوبائی اسمبلی بات کر رہے ہیں بلدیاتی نظام کی، بلدیاتی نظام میرے خیال میں انہیں بہت زیادہ چبھ رہا ہے اور اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ 32 اضلاع میں جو ضلعی ناظم ہیں ان میں سے چند ایک حزب مخالف قوتوں کے ہیں یا ان پارٹیوں کے ہیں۔ باقی الحمد للہ قائد اعظم لیگ سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس لئے یہ بار بار بلدیاتی انتخابات کی بات کر رہے ہیں۔ میں خود بھی یونین کونسل کا ناظم رہا ہوں اور ان کو شاید علم نہیں ہے تو میں آپ کی وساطت سے ان کو بتا دیتا ہوں کہ بلدیاتی نظام ایک بہت اچھا نظام ہے اور یہ بڑی سوچ و بچار کے بعد لایا گیا ہے۔ اس میں انہوں نے بھی ووٹ دیا ہوگا اور ان کے حواریوں نے بھی ووٹ دیئے ہوں گے اور الحمد للہ یہ نظام بہت احسن طریقے سے چل رہا ہے۔ ہر ضلع میں ایگزیکٹیو ڈسٹرکٹ آفیسر ہے۔ جس کی رپورٹ ضلعی ناظم لکھتا ہے، اس کے نیچے ڈسٹرکٹ آفیسر ہیں اور پنجاب حکومت کے جتنے بھی محکمے ہیں وہ بڑے ٹھیک انداز میں چل رہے ہیں۔ یونین کونسلیں جن کے ناظم ہیں اور تحصیل کونسلیں جن کے تحصیل ناظم ہیں وہ بڑے اچھے طریقے سے چل رہی ہیں۔ میں یہ سمجھنے سے قاصر ہوں کہ یہ بار بار بلدیاتی نظام کی بات کیوں کرتے ہیں؟ یہ اصل بل کی بات کریں۔

رانا آفتاب احمد خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

رانا آفتاب احمد خان: جناب والا! محترم ممبر صاحب نے فرمایا کہ ماشاء اللہ ہماری سیاسی جماعت قائداعظم لیگ ہے۔ ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ مگر ان کے ریکارڈ کی درستی کے لئے میں عرض کروں گا کہ انہوں نے سب سے پہلے پاکستان پیپلز پارٹی میں

ٹکٹ کے لئے apply کیا تھا جو کہ ہم نے refuse کر دیا تھا۔

جناب سپیکر : جی، شکریہ۔ رانا ثناء اللہ خان!

بریگیڈئر (ریٹائرڈ) جاوید اکرم :پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر : جی، میں نے floor رانا ثناء اللہ صاحب کو دیا ہے۔

جناب جہانزیب راؤ : پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میں آپ کی وساطت سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اگر بلدیاتی نظام صحیح چل رہا ہے تو یہ بار بار چھ چھ مہینے کا وقت کیوں extend کیا جا رہا ہے کہ عدم اعتماد نہیں ہو سکتا، بار بار ترامیم کیوں لائی جا رہی ہیں؟

جناب سپیکر : اب یہ چلنے دیں۔ جمعہ کا ٹائم ہو رہا ہے۔

بریگیڈئر (ریٹائرڈ) جاوید اکرم : جناب والا! میں یہ وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ وہ پوچھ رہے ہیں کہ یہ چھ چھ مہینے کے لئے اس کو extend کیوں کیا جا رہا ہے؟

جناب سپیکر : جناب! آپ چھوڑیں کیوں تفصیل میں جا رہے ہیں؟ ان کا پوائنٹ آف آرڈر بنتا ہی نہیں ہے۔ نماز کا وقت ہو رہا ہے۔ آپ ان باتوں کو چھوڑیں۔

راجہ ریاض احمد : پوائنٹ آف آرڈر۔جناب سپیکر! میرے بھائی نے یہاں پر ایک بات کی ہے کہ پورے پنجاب میں قائد اعظم لیگ کے کافی ضلعی ناظمین ہیں---

آواز : قائداعظم لیگ نہ کہیں۔

راجہ ریاض احمد : (ق) لیگ جو ہے ان کے ضلعی ناظمین ہیں اور اس لئے رانا ثناء اللہ صاحب اعتراض کرتے ہیں تو ریکارڈ درست کرنے کے لئے میں یہ عرض کروں گا کہ پورے پنجاب میں سب سے زیادہ بلدیاتی نمائندے جو الیکشن جیتے تھے وہ پاکستان پیپلز پارٹی کے تھے [**************]

جناب سپیکر : میں اسے کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

راجہ ریاض احمد ۔ جناب سپیکر میں ریکارڈ کی درستی کے لئے یہ کہنا چاہوں گا [*****]

جناب سپیکر ۔ یہ الفاظ کارروائی سے حذف کئے جاتے ہیں ۔

رانا ثناء اللہ خان۔ شکریہ' جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ ہمارے ساتھ اور اس ملک کی سیاسی جماعتوں کے ساتھ یہ طالع آزما قوتیں جو کچھ کرتی ہیں وہ تو بد قسمتی ہے ہی لیکن یہ بہت بڑا تجاوز ہے کہ ان کے ریٹائرڈ بندے ہمارے اندر داخل ہو گئے ہیں یا تو کوئی ایسا قانون پاس ہو جائے کہ جس طرح ریٹائرڈ بریگیڈئر' جنرل' کرنل ہم میں آ جاتے ہیں کوئی ریٹائرڈ سیاست دان بھی جنرل بن جائے' کور کمانڈر بن جائے۔ یہ ایک دفعہ نواب زادہ نصر اللہ کو چیف آف آرمی سٹاف بنا کر دیکھیں تو پھر پتا چلے کہ یہ وہاں پر کس طرح من مانیاں کرتے ہیں۔

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر۔ کیانی صاحب! کارروائی چلنے دیں۔ پلیز کارروائی چلنے دیں۔ رانا صاحب! آپ بل پر بات کریں۔

رانا ثناء اللہ خان۔ جناب سپیکر! آپ دیکھ لیں۔ وہ تو بریگیڈئر صاحب تھے۔ مجھے بتایا گیا ہے یہ کیانی صاحب فوج میں حوالدار میجر ہیں اس لئے اب یہ اٹھ کر کھڑے ہو گئے ہیں۔ [****]

جناب سپیکر۔ یہ الفاظ کارروائی سے حذف کئے جاتے ہیں۔ جی' رانا صاحب!

رانا ثناء اللہ خان۔ جناب سپیکر! میں اپنے دونوں دوستوں کیانی صاحب اور بریگیڈئر صاحب کی خدمت میں عرض کروں گا اور یہ بات on record ہے [*******] (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر۔ یہ الفاظ کارروائی سے حذف کئے جاتے ہیں۔ جی' رانا صاحب!

رانا ثناء اللہ خان۔ جناب سپیکر! میں کلاز 6 کے متعلق عرض کر رہا تھا کہ اس میں انہوں نے یہ پابندی لگا دی ہے کہ جو آدمی 10 دن پہلے یونین کونسل کو اس بات کی اطلاع نہیں کرے گا کہ میں شادی کرنے جا رہا ہوں۔ وہ شادی نہیں کر سکتا۔ اسے شادی سے پہلے مشر کاء کی

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

تعداد جانی پڑے گی۔ venue دینا پڑے گا۔ اگر ان دس دنوں میں venue تبدیل ہو گیا تو پھر بھی وہ مارا گیا' چالان ہوگا' 3 لاکھ روپے تک جرمانہ ہوگا۔ اگر وہاں پر کوئی یہ کہے کہ آپ شرکاء کی تعداد کے ساتھ ساتھ ان کے نام بھی دیں پھر اور بھی مصیبت تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ کلاز 6 بلا مقصد ہے اور اسے delete کرنا چاہئے۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں صرف یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ رانا صاحب کو کسی اور کلاز پر بات کرنے کے لئے ٹائم مل جائے' صرف یہ کلاز 6 پر بات نہ کریں۔ یہ بات اس ایوان کے لئے انتہائی خوش آئند ہے کہ حکومت نے پہلے دن سے قانون سازی کے سلسلے میں اور میری بھی یہ خواہش تھی اور ہم نے اس بات کا اعادہ بھی کیا تھا کہ ہم نے اپوزیشن کو ساتھ لے کر چلنا ہے اور اپوزیشن کی ہر اچھی بات پر عمل کرنا ہے۔ اس قانون سازی کے سلسلے میں آج دو تین دفعہ لیڈر آف دی اپوزیشن اور دوسرے اپوزیشن کے بھائیوں سے ہماری بات ہوئی ہے۔ رانا صاحب نے کلاز 6 کے متعلق اپنی observation ظاہر کی تھی۔ میں ان کی اطلاع کے لئے یہ عرض کرتا ہوں کہ ان کے کہنے پر ہم اسے delete کر رہے ہیں اس لئے وہ اس کی بجائے کسی اور کلاز پر بات کر لیں۔

جناب سپیکر، شکریہ' جی شاہ صاحب!

سید ناظم حسین شاہ، جناب والا! جب وزیر قانون بولیں تو ذرا مائیک آگے رکھ لیا کریں کیونکہ یہاں تک ان کی آواز نہیں پہنچ رہی۔ مجھے تو کچھ پتا نہیں چلا کہ انہوں نے کیا فرمایا ہے۔ شاید میرا کوئی کان بند ہے اور کچھ نہیں بند۔ ہو سکتا ہے کہ I have got some problem in my ear drum میں اس میں ٹھیک محسوس نہیں کر رہا۔ گزارش صرف یہی ہے کہ جب وہ اپنی وضاحت دینا چاہیں تو مائیک کو ذرا سامنے رکھ لیا کریں تاکہ اس سے ہم بھی مستفید ہو سکیں۔

جناب سپیکر، شکریہ۔ جی' رانا صاحب!

جناب جہانزیب امتیاز گل، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: امتیاز گل صاحب! جمعہ کا ٹائم ہو رہا ہے۔ آپ رانا صاحب کو بات کرنے دیں۔ جائیں! کیا پوائنٹ آف آرڈر ہے؟

جناب جہانزیب امتیاز گل: جناب سپیکر! میں وزیر قانون کا شکریہ ادا کروں گا اور میں انہیں appreciate بھی کرتا ہوں اور اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ وہ ہمیں ساتھ لے کر چل رہے ہیں اور ہم بولتے بھی ہیں لیکن میں ان سے ایک اور درخواست بھی کرنا چاہوں گا کہ وہ ٹریژری بنچز کو بھی ساتھ لے کر چلیں۔ انہیں بھی بولنے کی اجازت دیں۔ ان کے پاس بھی valid point ہو سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، رانا صاحب! رانا صاحب! ذرا مختصر کریں پلیز! جمعہ کا ٹائم ہو رہا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میں کلاز 6 کے متعلق بات کر رہا تھا جس کے متعلق راجہ صاحب نے اپنی سٹیٹمنٹ دی ہے تو میں راجہ صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے اپوزیشن کی طرف سے ایک اچھی تجویز کو تسلیم کیا ہے اور جیسا کہ انہوں نے فرمایا ہے کہ وہ اس بل کی کلاز 6 کو delete کر رہے ہیں اور میں انہیں یقین دلاتا ہوں کہ جو قانون سازی عوام کی فلاح و بہبود اور اس صوبے کی ترقی و خوش حالی کے لئے ہونی ہے اس میں ہم ہمیشہ اچھی تجاویز دیتے رہیں گے اور میں امید کرتا ہوں کہ آج انہوں نے جس good gesture کا مظاہرہ کیا ہے اسی طرح سے آئندہ بھی وہ اس پر عمل کریں گے۔ اس good gesture کی روایت کو آئندہ بھی وہ آگے لے کر چلیں گے۔ میں ان سے یہ بھی امید رکھوں گا کہ میں نے دیگر معاملات میں اور خاص طور پر کلاز 4 کے بارے میں جو گزارشات کی ہیں اور اب کلاز 7 پر بات کر کے میں اسے close کر رہا ہوں تو ان پر بھی good gesture کا behaviour غالب آئے گا۔

جناب سپیکر! اس کی کلاز 7 میں ہے۔

"7. Committees for Prohibition of Wasteful Expenses on Marriage. Government shall, by notification in the

Official Gazette , Constitute a Committee for each Union , Tehsil or Town , which shall perform such functions as may be prescribed."

جناب سپیکر! میں محترم وزیر قانون کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ یہ duplication ہے اسے یا تو آپ یونین کونسل کی سطح پر رکھ لیں اور اس سطح پر کمیٹی بنا دیں' وہ function کرے' وہ complaint کرے۔ اس complaint کے اوپر آگے جو بھی طریقہ کار ہے کہ چالان ہو گا' ایف آئی آر ہو گی اور اس کے بعد وہ معاملہ عدالت میں آئے گا یا اسے آپ تحصیل یا ٹاؤن کی سطح پر لے آئیں یا اسے ضلع کی سطح پر لے آئیں۔ اگر آپ اسے تحصیل level پر بھی' یونین کونسل level پر بھی رکھیں گے تو یہ duplication ہو جائے گی اور پھر ان دونوں کمیٹیوں کی ایک دوسرے کے معاملات میں مداخلت ہو سکتی ہے۔ اسے آپ جیسے بہتر سمجھیں' اگر آپ سمجھتے ہیں کہ یہ یونین کونسل کی سطح پر موثر ہو گا تو اسے یونین کونسل level پر بنا لیں اور اگر آپ سمجھتے ہیں کہ یہ اس سے اوپر ذرا تحصیل level پر ہونا چاہئے تو یہ تحصیل level پر بنا لیں۔ لیکن اسے دو levels پر نہیں ہونا چاہئے۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: جی' ارشد محمود صاحب!

جناب ارشد محمود بگو: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۰ جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے حکومت کا اور خصوصاً راجہ بشارت صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ کل میرے ہی پوائنٹ آف آرڈر پر انھوں نے آج روز منظل کر کے اس اہم معاملے کو ہاؤس میں لے کر آئے ہیں۔ یہ اس لیے ہے کہ میں سمجھتا ہوں کہ پچھلی گورنمنٹ نے بہت کام کیے ہوں گے لیکن یہ کام کہ شادیوں پر کھانوں کی پابندی کا قانون انھوں نے مرکزی حکومت سے منظور کروایا تھا۔ یہ ایسا قانون تھا کہ جس نے ان کی شہرت میں دوام پیدا کیا اور لوگوں نے اس کو سراہا۔ میں تو یہ چاہتا تھا کہ وہی continue رہتا

چاہیے۔ اس میں کوئی ایسی بات نہیں تھی کہ جس پر کوئی اعتراض کیا جاتا۔ ہماری 80 فیصد آبادی غرباء اور متوسط طبقے پر مشتمل ہے۔ میں نے کل جو بات کی تھی وہ اس بناء پر کی تھی کہ جب ہم اپنے حلقوں میں جاتے ہیں تو کئی غریب لوگ ہمارے پاس آتے ہیں اور پوچھتے ہیں کہ بل کب منظور ہوگا؟ اس لیے کہ ہم نے اپنی بیٹیوں کے رشتے طے کرنے ہیں اور ہم اس دن شادی کریں گے جب کھانوں پر پابندی لگے گی۔

جناب سپیکر! اس دور میں جب کہ دو وقت کی روٹی کھانا ہمارے لیے مشکل ہے۔ میں یہ عام بات کر رہا ہوں' خاص کیس تو ہر جگہ ہوتے ہی ہیں لیکن اکثریت ایسی ہے کہ جو یہ بوجھ برداشت نہیں کر سکتی۔ جب کہ ہمارے ملک میں جہیز کی لعنت بھی موجود ہے اور اس جہیز کی لعنت کی وجہ سے لڑکیاں اجڑ کر' بے بس ہو کر اپنے گھروں میں بیٹھی ہیں۔ کسی بھی ملک میں جو رواج ہوتا ہے اس کی کوئی بنیاد ہوتی ہے۔ ہماری بنیاد ہمارا مذہب ہے کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ہمیں جو طریقہ زندگی اس معاملے میں دیا ہے ہم اس کو follow کریں۔ میں صرف ایک دو مثالیں آپ کے سامنے پیش کروں گا۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اپنی پیاری بیٹی حضرت فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ اس حالت میں کیا کہ " علی تمھارے پاس کچھ ہے "؟ تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ شیر خدا نے فرمایا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم 'میرے ماں باپ آپ پر قربان' میرے پاس تو کچھ بھی نہیں ہے۔ حضور صلی اللہ والہ وسلم نے فرمایا علی! کچھ سامان لے آؤ۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ گھوڑے کی کاٹھی لے آئے۔ فرمایا! اس کو لے جاؤ اور بازار میں فروخت کرو اور جو پیسے اس سے ملتے ہیں وہ لے آؤ' اس سے ہم تمھاری شادی کریں گے اور اس کو تمھاری اہلیہ کے لیے اور اپنی پیاری بیٹی کے لیے بطور حق مہر ادا کریں گے۔"

جناب سپیکر! پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے خود اپنی شادی بھی جس طرح کی اس کی مثال بھی موجود ہے اور صحابہ کی بیٹیوں شادیاں ایسی کیں

ان کی مثالیں بھی موجود ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ ایک صحابی کا ولیمہ ہے' اس کے گھر پر آ جاؤ۔ وہاں وہ صحابی جن کی شادی ہوئی تھی وہ پریشان ہو گئے۔ فرمایا! تمہارے گھر میں کیا ہے؟ انھوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ستو ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے کہا' ستو لے آؤ۔ وہ ستو اس وقت صحابہ کو بطور ولیمے کی دعوت میں تواضع کے لیے پیش کئے گئے۔ میری درخواست یہ ہے کہ پوری دنیا میں چاہے آپ برطانیہ کو لے لیں' آپ امریکہ کو لے لیں' آپ یورپ کی ساری آبادیوں کو لے لیں' وہاں بھی اس طرح اسراف نہیں ہوتا جس طرح ہمارے ملک میں رواج پڑ چکا ہے۔

جناب سپیکر! اس بل میں سیکشن 4 میں proviso ہے کہ :-

"Provided that one dish may be served at the Walima ceremony to a maximum number of three hundred invitees, including hosts, attending the ceremony

Provided further that in case the number of invitees, including hosts, attending the Walima ceremony exceeds three hundred, no meal shall be served except soup or, hot or cold soft drinks

(2) Nothing contained in sub-section (1) shall apply to the eating of meals within the house by the members of family, celebrating the marriage, and the house guests."

اس میں زیادہ سے زیادہ تین سو آدمیوں کی اجازت دی گئی ہے۔ میں موجودہ حکومت سے' وزیراعلیٰ سے' راجہ بشارت صاحب سے اور جو لوگ حکومت کے بنچوں پر بیٹھے ہیں' ان سے پورے وثوق سے کہتا ہوں کہ اگر یہ قانون اسی طرح پاس کر دیا گیا جس طرح یہ پہلے پاس ہوا تھا تو آپ کا نام تاریخ میں لکھا جائے گا اور آپ

کو اپنے حلقوں میں لوگ سراہیں گے اور مبارکباد بھی دیں گے۔ اگر اسی شکل میں آپ اس قانون کو پاس کر دیں گے۔

جناب سپیکر! جیسا کہ رانا صاحب نے فرمایا ہے کہ آپ نے تین سو آدمیوں کی ولیمے میں دعوت متعین کی ہے۔ تین سو آدمیوں کو چیک کرنے کے لیے کوئی یونین کونسل کا ناظم جائے گا یا کوئی ڈسٹرکٹ آفیسر جائے گا یا کوئی اور جائے گا۔ وہاں کوئی بھی نہیں جائے گا۔

جناب سپیکر! اب حالت یہ ہو گئی تھی کہ لوگ عادی ہو گئے تھے جب کسی کی شادی ہوتی تھی تو لوگ جاتے ہی نہیں تھے کہ ہمیں وہاں پر ملنا کیا ہے۔ ہم نے سلامی دینی ہے اور چائے پینی ہے یا سوپ پینا ہے۔ میں اس ہاؤس میں اپنے حکومتی بھائیوں سے یہ درخواست کروں گا کہ خدارا! یہ پورے پنجاب کا مسئلہ ہے اور یہ سفید پوش وائٹ کالر لوگوں کا مسئلہ ہے جن کی جیب میں کوئی پیسہ نہیں ہوتا' جو بظاہر تو بہت توانا اور خوشحال نظر آتے ہیں لیکن ان کی جیب میں دو پیسے بھی نہیں ہوتے۔ میں ان والدین کے نام پر جن کی دس دس بیٹیاں ہیں' جن کی چھ چھ بیٹیاں ہیں اور جن کی دو دو بیٹیاں ہیں' آپ کی وساطت سے اس ہاؤس سے میں درخواست کروں گا کہ یہ ولیمے کا جو تین سو آدمیوں کا آپ ون ڈش کھانا دے رہے ہیں' خدارا! اس کو نہ دیں۔ یہ برائی جس کا راستہ آپ کھولیں گے۔ یہ برائی کہیں پر ختم نہیں ہو گی۔ میرے ایک دوست نے یہاں پر سوال کیا کہ جو باراتیں باہر سے آتی ہیں' جو کراچی سے آتی ہیں' جو فیصل آباد یا دوسرے شہروں سے آتی ہیں۔ ان کا کیا ہوگا؟ جو پہلا قانون تھا اس میں غالباً سیکشن 6(2) تھا' اس میں انھوں نے لکھا تھا کہ اگر کوئی آدمی باہر سے آتا ہے تو گھر والوں کو انھوں نے اجازت دی تھی کہ وہ اپنے طور پر کھانا پکا کر ان مہمانوں کی تواضع کر سکتے ہیں۔ تو میری یہ درخواست پورے پنجاب کے غریبوں کے نام سے' پورے پنجاب کے سفید پوشوں کے نام سے ہے کہ خدارا اس ولیمے کو اور اس تین سو بندوں کی اجازت نہ دیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ من وعن ان کا credit ہے اور تاریخ ان

کو یاد کرے گی۔ شاید وہ پہلے لوگوں کو یاد نہ کرے' ان کو یاد کرے گی جو اس قانون کو باقاعدہ یہاں پر بنائیں گے اور اس کو لوگوں پر لاگو کریں گے۔

جناب سپیکر! میں آخر میں یہی کہوں گا کہ خدارا اس کی قطعی اجازت نہ دیں۔ اسی طرح من و عن اس کو رہنے دیں۔ میں یقین سے کہتا ہوں کہ بیٹیاں گھروں میں بے آسرا بیٹھی ہیں۔ لوگ ہمارے پاس آتے ہیں کہ ہم نے کھانا کھلانا ہے' خدا کے لیے ہمیں کھانے کے لیے کچھ فنڈ دیں' کچھ پیسے اکٹھے کر کے دیں' لیکن ہم وہ نہیں کر سکتے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ رانا آفتاب احمد خان!

رانا آفتاب احمد خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں سب سے پہلے وزیر قانون کا بڑا ممنون ہوں کہ انھوں نے آج بڑے افہام و تفہیم سے' بڑے مدبرانہ انداز سے اپوزیشن کو اعتماد میں لیا تا کہ قانون سازی جو کہ اس ہاؤس کا بنیادی فرض ہے' اس میں ہم بہتر طریقے سے کام کر سکیں۔ یہ The Punjab Marriage Functions (Prohibition of Ostentatious Displays and Wasteful Expenses) Bill, 2003 نہایت ہی اہم ہے۔ لوگوں کی ہمارے اوپر نظر لگی ہوئی ہے کہ یہ کیا کر رہے ہیں؟ کوئی بھی حکومت ہو' کسی وقت کی ہو' جو اچھے کام ہیں ان کو سراہنا چاہیے۔ یہ میاں نواز شریف کی ہے یا وائیں صاحب کی ہے یا وٹو صاحب کی ہے' جس کی بھی حکومت ہے جو کوئی اچھے اقدامات کیے گئے ہیں کیونکہ یہ عوام کی بھلائی' بہتری اور لوگوں کے بھرم رکھنے کے لیے ہوتے ہیں۔ آپ نے دیکھا کہ جب اس قانون پر عملدرآمد نوے فیصد سے بڑھنا شروع ہو گیا تو اس کو ختم کر دیا گیا۔ ہم نے پھر اپنے شہر میں دیکھا ہے کہ لوگوں نے کہا کہ اس نے بیس ڈشوں کا کھانا دیا ہے اور گانے والا دلیر سنگھ انڈیا سے آیا ہے۔ دوسرے نے کہا کہ اچھا میرے لیے مہنگے وائننگ مہنگے سے آئیں گے۔ لوگوں کا مقابلہ شروع ہو گیا۔ بہت سے لوگ بیچارے معاشرے میں survive کرنے

کے لیے زمین بھی بیچ دیتے ہیں۔ آپ دیکھیں جیسا کہ رانا صاحب نے کہا ہے کہ یونین کونسل کو اطلاع دینے کا جواز کوئی نہیں ہے۔ میرے محترم راجہ ریاض صاحب بیٹھے ہیں۔ یہ چھوٹے ہیں' جب ان کی شادی تھی تو ہمیں تین دن پہلے ان کے والد صاحب نے کہا کہ پرسوں چکوال چلنا ہے' ان کی شادی ہے۔ آپ دیکھیں کہ اگر سات دن یا دس دن کی پابندی ہوتی تو یہ بےچارے شادی سے محروم رہ جاتے اور ہو سکتا ہے کہ بارات جاتے ہی یہ گرفتار بھی ہو سکتے تھے۔

جناب سپیکر! کھانے کی اطلاع دینا۔۔۔ ایک رسم و رواج ہے۔ اس کے مطابق ہر کسی نے اپنے بچے کی شادی کرنی ہے۔ پہلے شادیوں کے دن ماں باپ طے کرتے تھے۔ اب یہ ہوٹل والے اور کلبوں والے طے کرتے ہیں کہ اس دن یہ lawn خالی ہے۔ ہمارا یہ بینکوئٹ ہال خالی ہے۔ اس لیے disciplined لوگوں میں اس کی اطلاع دینے کا جواز کوئی نہیں ہے۔ ایک کمیٹی بنا دیں جو اس کو verify کرے اور دیکھے کہ کیا ہو رہا ہے؛ جیسے بگو صاحب نے کہا ہے کہ restriction on wasteful expenses آپ دیکھیں کہ آپ خود بخود ایک شارٹ کٹ اور back door راستہ دے رہے ہیں۔ جب آپ کہیں گے کہ لوگوں کے بڑے بڑے گھر ہیں۔ مثال کے طور پر آپ اسے فارم ہاؤسز کہہ لیں۔ آپ کا ڈیرہ ماشاء اللہ اتنا بڑا جو چھ ایکڑ میں ہے کہ کسی کی جرأت نہیں کہ گیٹ کے اندر چلا جائے گا۔ وہاں آپ دس ہزار آدمیوں کو بھی بلا سکتے ہیں۔ پھر آپ یہ کہیں گے کہ ہم شادی نہیں' میلاد کروا رہے ہیں۔ میری یہ تجویز ہے کہ آپ ون ڈش کو بھی ختم کر دیں۔ اگر آپ اس کو مکمل طور پر ختم کریں گے تو اس کا ایک اچھا پیغام جائے گا۔ اب جیسے مایوں کی رسم ہے' ڈھولکی کی رسم ہے' روزانہ ون ڈش بنے گی۔ آپ ون ڈش' سویٹ ڈش' مایوں کی رسم' ڈھولکی کی رسم یا جو بھی رسمیں ہیں' ان کو مکمل طور پر ختم کر دیں گے تو اس کا ایک اچھا پیغام جائے گا۔ شادی پر صرف کولڈ ڈرنکس رکھ لیں۔ کیونکہ بنیادی طور پر اگر آپ دیکھیں تو 1994 میں یہاں پر ایک کمیٹی بنی تھی جس نے کہا کہ شادیوں پر بہت خرچ ہوتا ہے۔ اس کمیٹی میں مجھے بھی شامل کیا گیا تھا۔ ان دنوں اس وقت کے وزیراعلیٰ صاحب کے

بیٹے کی شادی آ گئی۔ ہم بھی اس شادی میں چلے گئے تو واپسی پر وزیراعلیٰ صاحب مجھ سے پوچھنے لگے کہ آپ نے کمیٹی پر کیا کام کیا ہے؟ تو میں نے کہا کہ I won't work in this Committee وہ کہنے لگے کہ کیوں؟ میں نے کہا کہ آپ نے جو ٹاسک ہمیں دیا ہے' آپ نے خود ہی اسے violate کر دیا ہے۔جیسے شادی پر محترم کابینہ نے ایک فیصلہ کر دیا تھا۔ جس دن ایک کام کا آپ in spirit of the law فیصلہ کر دیں تو اسی دن enforce ہو جاتا ہے۔ مگر بدقسمتی سے آپ دیکھیں کہ اسی دن آپ نے میری تحریک التوائے کار out of order کر دی کہ گورنر پنجاب اور اعلیٰ افسران ایک شادی پر گئے اور ادھر گیارہ گیارہ ڈشز serve ہوئی ہیں۔ میرا اس میں کسی کو humiliate یا exploit کرنے کا مقصد نہیں ہے۔ میرا مقصد یہ ہے کہ آپ اس کلاز کو ٹوٹل ختم کریں۔ original کلاز کو renumber کر کے That should stay there باقی جو یونین کونسل والا کلاز' کا حصہ ہے That should all be deleted It will give a good message to the people اور اس سے بہتری ہو گی۔

جناب سپیکر، شکریہ۔ جی' شفقت خان عباسی صاحب!

راجہ محمد شفقت خان عباسی : جناب سپیکر! آپ کا بہت بہت شکریہ۔ میں رانا آفتاب صاحب کو endorse کرتا ہوں اس لئے کہ وہ اچھا قانون تھا جو پورے پاکستان کے غریب لوگوں کو رعایت دینے کے لئے بنا تھا۔ لیکن افسوس اس بات کا تھا کہ جب سپریم کورٹ میں معاملہ گیا تو اس وقت سپریم کورٹ میں لے کر جانے والے ہوٹل مالکان تھے یا جو پولٹری کا business کرتے ہیں وہ لوگ تھے۔ لیکن سپریم کورٹ نے کہا کہ یہ صوبائی سبجیکٹ ہے۔ اس پر صوبائی قانون سازی ہونی چاہئے۔ حالانکہ اس وقت بھی اگر حکومت اس کیس کی اچھی طرح پیروی کرتی تو میں سمجھتا ہوں کہ آج جو شادی کے حوالے سے Concurrent List ہے' اس پوائنٹ کو اگر سپریم کورٹ میں press نہ کیا جاتا تو شاید سپریم کورٹ بھی فیصلہ نہ کرتی۔ اگر اس وقت کی حکومت اس معاملے کے لئے دوبارہ سپریم کورٹ میں review کرتی تو وہ قانون کالعدم قرار نہ ہوتا۔ لیکن میں گزارش یہ کروں گا کہ آج بھی اس حکومت کے

ذہن میں یہ بات ہے کہ ہم نے غریب لوگوں کو رعایت دینی ہے' ان کی عزت بچانی ہے۔ 80,90 فیصد سے زیادہ غریب لوگوں کو benefit دینے کے لئے قانون لایا جا رہا ہے۔ میری گزارش ہے کہ جو ون ڈش کی ترمیم ہم move کر رہے ہیں' ون ڈش کی کلاز ڈی کو delete کیا جائے۔ جس طرح پہلے ون ڈش کی بات نہیں تھی اب بھی نہ کی جائے۔ دوسرے نمبر پر تین سو کی تعداد ہم Fix کر رہے ہیں' میں سمجھتا ہوں کہ یہ بھی غریب لوگوں پر ایک اضافی بوجھ بنے گا۔ غریب لوگ شاید تین سو invite نہ کرتے ہوں۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ ہم لڑکی والوں کو رعایت دے رہے ہیں اور لڑکے والے جتنے بھی ہوں گے وہ سارے کے سارے امیر ہوں گے اور وہ ون ڈش اور تین سو آدمیوں کو afford کر سکیں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بھی ایک بوجھ ہو گا۔ میں اگر شادی پر سو آدمیوں کو بلانا چاہتا ہوں' لیکن سوسائٹی کے پریشر کی وجہ سے اپنی ناک کو اونچا کرنے کے لئے اس قانون کی موجودگی میں مجھے لازماً تین سو آدمیوں کا ولیمہ کرنا پڑے گا تاکہ لوگ یہ نہ سوچیں کہ شفقت عباسی غریب آدمی ہے تین سو آدمیوں کو afford نہیں کر سکتا۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی' لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون: جناب سپیکر! میں نے ایک بات کرنی ہے اور جو معزز اراکین نے نکات اٹھائے ہیں۔ صرف دو منٹ میں ان کا جواب بھی دینا ہے۔ اس کے بعد زیادہ سے زیادہ تین چار منٹ reading پر لگیں گے۔۔۔

جناب سپیکر: میرا خیال ہے کہ اس پر کافی تفصیل سے بات ہو چکی ہے۔ اب میرے خیال میں لاء منسٹر صاحب کو موقع دیتے ہیں چونکہ جمعہ کے بعد سارے دوست پہنچ نہیں پائیں گے تو اس کو سوا ایک بجے سے پہلے پہلے ختم کر لیتے ہیں۔

جناب احمد ملک: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی' ملک احمد صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بولیں گے۔

جناب احمد ملک: جناب سپیکر! میں اپنے فاضل دوست بگو صاحب سے اتفاق نہیں کرتا۔ یہ

ضروری نہیں ہے کہ ہم مخالف بنچ پر بیٹھ کر کوئی اچھی بات نہ کہیں۔ بات یہ ہے کہ ولیمے پر پابندی تو ہونی ہی نہیں چاہئے اور تین سو آدمیوں پر پابندی بھی نہیں ہونی چاہئے اس لئے کہ ولیمہ وہی بندہ کرتا ہے جتنا کوئی afford کرتا ہے۔ اس پر کوئی لازم نہیں ہے۔ بچی کوئی فروخت تو نہیں ہوتی' رخصت ہوتی ہے۔ بچی پر اور بچی والوں پر پابندی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ ان پر ہونی چاہئے اور اس سے زیادہ ہونی چاہئے لیکن ولیمے پر کوئی پابندی نہیں ہونی چاہئے۔ کیونکہ ہر آدمی اپنی اوقات کے مطابق شادی کرتا ہے۔ ہمیں اچھی بات کو appreciate کرنا چاہئے۔ یہ خود اچھا کھاتے ہیں لیکن دوسروں کو نہیں کھلاتے۔

جناب سپیکر: مہربانی ملک صاحب۔ جی' ڈاکٹر صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! آج کا بل انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔ بہت ساری باتیں اپوزیشن کی طرف سے مثبت آ گئی ہیں اور ایک بات کو وزیر قانون صاحب نے accept بھی کر لیا ہے۔ میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ جب بھی کوئی اس قسم کا بل اس ہاؤس کے اندر زیر غور لایا جائے تو ہمیں یہ دیکھنا چاہئے کہ ہمارے ملک کے اور صوبہ پنجاب کے جو کم آمدنی والے اور غریب ترین لوگ ہیں ان کی صحت پر اس بل کا کیا اثر ہوتا ہے۔ صورت حال یہ ہے کہ گورنمنٹ کے اپنے statistics ہیں کہ اس ملک کی 32 فیصد آبادی غربت کی انتہائی سطح سے کم زندگی گزارنے پر مجبور ہے۔ غربت کی انتہائی سطح سے نیچے زندگی گزارنے والے وہ لوگ ہیں جن کو چوبیس گھنٹے میں صرف ایک مرتبہ کھانے کو ملتا ہے۔ جب یہ صورتحال ہو تو اس کے اندر ان لوگوں کی priority ہے اور انہی کی representation کے لئے ہم یہاں اسمبلی کے اندر قانون سازی کرنے کے لئے آئے ہیں۔ اس لئے سابقہ بل کے اندر اس قسم کی کوئی نئی induction کہ ون ڈش کر دی جاتی' یہ ان غریب لوگوں کے ساتھ انتہائی زیادتی ہوگی۔ ہم یہ بھی دیکھتے ہیں کہ سابقہ بل پر آہستہ آہستہ عمل درآمد ہو رہا تھا لیکن زورآور لوگ پھر بھی اس کی violation کرتے تھے۔ اس بل کی کلاز 9 کے اندر لکھا ہوا ہے کہ جو اس کی خلاف ورزی کرے گا تو اسے ایک لاکھ سے تین لاکھ روپے جرمانہ کیا جا

سکتا ہے۔ جو لوگ کئی کئی ڈشز serve کر سکتے ہیں جیسے ابھی ایک بات سامنے آئی کہ ایک فنکشن کے اندر گورنر صاحب موجود تھے اور گیارہ گیارہ ڈشز دی گئی تھیں۔ جو لوگ اتنی ڈشز دے سکتے ہیں وہ ایک لاکھ روپے یا تین لاکھ روپے جرمانہ بھی دے سکتے ہیں جس کے ذریعے سے گورنمنٹ کے خزانے کے اندر غریبوں کے مسائل کے لئے کچھ رقم ہے وہ بھی اکٹھی ہو سکتی ہے۔ اس لئے گزارش یہ ہے کہ شادی کے کسی بھی فنکشن کے اوپر کسی قسم کے کھانے کی اجازت نہیں ہونی چاہئے تاکہ ہمارے غریب لوگوں کا بھلا ہو سکے۔ بہت شکریہ۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔

حاجی محمد اعجاز: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

حاجی محمد اعجاز: جناب والا! جس طرح ابھی میرے دوست فرما رہے تھے کہ کھانے پر مکمل پابندی ہونی چاہئے، اس کی وجہ یہ ہے کہ ہمارے پاکستان میں اس وقت گوشت کا بحران ہے۔ جس کا ریٹ ڈیڑھ سو روپے فی کلو جا رہا ہے اور وہ بھی پانی ملا، اس گوشت میں شریانوں کے ذریعے پانی ڈالا جاتا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ جو ہمارے غریب دوست، ہمارے غریب بھائی جن کے لئے ہم یہاں آئے ہیں۔ ہمیں ان کی بات کرنی چاہئے۔ ہماری اکثریت غریب لوگوں پر مشتمل ہے۔ جس طرح کھانے پر پہلے پابندی تھی اسی طرح پابندی ہونی چاہئے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی: جناب سپیکر! میں آپ کا ممنون ہوں کہ میری ساڑھے تین گھنٹے کی محنت رنگ لائی ہے اور آپ نے مجھے موقع دیا ہے۔ میری عرض یہ ہے کہ یہ ایک کمیٹی بنائی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے اس میں ملتان، بہاولپور، رحیم یار خان، وہاڑی،

بہاولنگر پورے پنجاب کے اڑھائی کروڑ عوام میں سے کوئی ایم پی اے اس قابل نہیں ملا کہ اس کو اس کمیٹی میں شامل کیا جائے۔

جناب سپیکر، آپ کون سی کمیٹی کی بات کر رہے ہیں؟

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی، میں یہ عرض اس لئے کرنا چاہتا تھا کہ اگر آپ نے ان غریب علاقوں کے خاندوں میں سے بھی کسی کو کمیٹی میں شامل کیا ہوتا تو شاید یہ بل propose ہی نہ ہوتا۔ کیونکہ اس کمیٹی میں اکثریت ایسے لوگوں کی تھی جو کہ کھاتے پیتے ضلعوں سے تعلق رکھتے ہیں، جن کو خرچوں کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔ لہذا ہمارا یہ مطالبہ اور تقاضا ہے کہ ہر قسم کے کھانے پر، ہر قسم کی لائٹنگ پر، ہر قسم کے جہیز پر، ہر چیز پر پابندی عائد کی جائے صرف نکاح خواں کو دینے کے لئے فیس رکھی جائے۔

لالہ شکیل الرحمن ایڈووکیٹ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی، فرمائیں!

لالہ شکیل الرحمن ایڈووکیٹ، جناب والا! میں یہ کہنا چاہوں گا کہ بعض اوقات دو بہن بھائیوں کی شادی ہوتی ہے۔ تو کچھ لوگ اس کو اس آڑ میں لے جائیں گے کہ ہم ولیمہ کر رہے ہیں۔ اس طرح اس کو کھانے کی اجازت ہوگی۔ اس لئے میری گزارش ہے کہ اس پر مکمل پابندی ہونی چاہئے۔

جناب سپیکر، جی، وزیر قانون!

وزیر قانون، شکریہ۔ جناب سپیکر! میں سب سے پہلے اپنے تمام بھائیوں رانا ثناء اللہ خان صاحب، رانا آفتاب احمد خان صاحب، جناب ارشد بگو صاحب اور دیگر بھائیوں جنہوں نے اپنے اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایوان نے ایک اچھی مثال قائم کی ہے کہ ہم consultation کے ساتھ legislation لے کر آرہے ہیں۔ جس طرح میرے بھائیوں نے اپنی ان خواہشات کا اظہار کیا ہے کہ ہمیں مستقبل میں بھی اس طرح مل کر چلنا چاہئے، تو میں انہیں یقین دلاتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ ان کی اس رائے

کا احترام کیا جائے گا۔

جناب سپیکر! سب سے پہلے میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ میرے بھائیوں نے یہ فرمایا ہے کہ اس قانون پر من و عن جس طرح سے پہلے تھا اسی طرح عملدر آمد ہونا چاہئے اور اسی طرح اس کو نافذ کرنا چاہئے ۔ اس سلسلے میں میری گزارش یہ ہے کہ یہ وفاقی حکومت کا قانون تھا اور اس کے خلاف سپریم کورٹ میں اپیل کی گئی تھی اور سپریم کورٹ نے یہ کہا تھا کہ یہ چونکہ provincial legislation ہے اور صوبے ہی اس پر قانون سازی کر سکتے ہیں۔ ساتھ ہی یہ ہدایات بھی تھیں کہ ہم ان سارے معاملات کو مدنظر رکھتے ہوئے اس قانون کو ازسر نو ترتیب دیں۔ سپریم کورٹ کے فیصلے اور عوام کے مسائل کو مدنظر رکھتے ہوئے حکومت نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ شادی کی تمام تقریبات بشمول تیل مہندی وغیرہ پر ہر قسم کے کھانے پر پابندی ہو گی۔ تاہم ولیمے کے موقع پر ون ڈش کی اجازت ہو گی، بشرطیکہ مہمانوں کی تعداد تین سو سے زیادہ نہ ہو۔ ایک ڈش میں ایک سالن بمع چاول اور روٹی یا نان اور ایک میٹھی ڈش شامل ہو گی۔ کابینہ نے یہ اجازت صرف ولیمہ کے لئے دی تھی اور اسی کے مطابق اب یہ قانون بنایا جا رہا ہے۔ ہم نے اس قانون میں یہ بھی کیا ہے کہ صرف شادی والے گھر ہی lighting کی اجازت ہو گی۔ اس کے علاوہ کہیں بھی lighting کی اجازت نہیں ہو گی۔ اسی طرح آتش بازی وغیرہ جس کی تفصیل دی جا چکی ہے اس پر بھی مکمل طور پر پابندی لگائی جا رہی ہے۔میں یہ گزارش کروں گا کہ کلاز 6 کےمتعلق کہا گیا ہے تو ہم انشاء اللہ تعالیٰ اس پر ووٹنگ کروائیں گے۔

چودھری زاہد پرویز۔ پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر۔ جی، فرمائیں!

چودھری زاہد پرویز:جناب سپیکر! سب سے پہلے تو میں اس حکومت کا اور اس سے پہلی حکومت کا ممنون ہوں کہ انہوں نے شادی کے کھانوں پر پابندی لگائی ہے جو لڑکی والوں کی طرف سے دیئے جاتے تھے۔ لیکن میں اس بات سے اتفاق کرتا ہوں کہ جو کھانا ولیمے پر دیا

جاتا ہے اس پر یہ restriction نہیں ہونی چاہئے کہ تین سو ہو یا کم ہو یا اس سے زیادہ ہو۔ ولیمے پر ون ڈش کے کھانے کی اجازت ہونی چاہئے جو آپ نے تجویز کی ہے۔ کیونکہ یہ شادی کا function ہے۔ یہ کوئی غمی کا فنکشن نہیں ہے۔ خوشی کے موقع پر لوگ سلامیاں بھی دیتے ہیں اور ظاہر ہے کہ جو ایم پی اے یا ایم این اے یا جو بھی کسی کی شادی پر جاتا ہے تو وہ ہزار پانچ سو سلامی بھی دیکر آتا ہے اگر وہ کھانا کھائے گا تو اس میں کوئی حرج نہیں ہونا چاہئے۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر، آرڈر پلیز! آرڈر پلیز!

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں صرف دو باتیں عرض کروں گا ایک تو یہ کہ ولیمہ سنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے اور ہم نے لوگوں کے مذہبی جذبات کا بھی احترام کیا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ اس کی implementation کے متعلق بات کی گئی ہے تو میں اپنے بھائیوں کو یقین دلاتا ہوں کہ implementation کے لئے جو قوانین بنائے جائیں گے انشاء اللہ تعالیٰ ان پر بھی ان بھائیوں سے مشاورت کی جائے گی۔ شکریہ

MR SPEAKER: Now we take up the Bill. Since there is no amendment in it, the motion moved and the question is:

> "That the Punjab Marriage Functions (Prohibition of Ostentatious Displays and Wasteful Expenses) Bill, 2003 as recommended by the Special Committee No. I be taken into consideration at once."

(The motion was carried)

CLAUSE - 2

MR SPEAKER: Now, we take up the Bill clause by clause. Now, Clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no

amendment in it, the question is:

"That Clause 2 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

Clause 2 do stand part of the Bill.

CLAUSE - 3

MR SPEAKER:: Now, Clause 3 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 3 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

Clause 3 do stand part of the Bill

CLAUSE - 4

MR SPEAKER: Now, Clause 4 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it. the question is

"That Clause 4 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

Clause 4 do stand part of the Bill.

راجہ محمد شفقت خان عباسی، پوائنٹ آف آرڈر

جناب سپیکر: جی، شفقت عباسی صاحب!

راجہ محمد شفقت خان عباسی: شکریہ جناب والا! 2 (d) پر اور اس کے بعد جو Proviso ہیں We have just moved amendments in respect of "one dish" اور دو proviso شامل کی ہیں ان کی حد تک جو amendments لا رہے ہیں کہ one dish نہیں ہونی چاہئے۔ باقی تو ٹھیک ہے مگر یہ ریکارڈ پر رہ جائے۔

CLAUSE - 5

MR SPEAKER: Now, Clause 5 of the Bill is under consideration Since there is no amendment in it, the question is

"That Clause 5 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

Clause 5 do stand part of the Bill

CLAUSE - 6

MR SPEAKER: Now, Clause 6 of the Bill is under consideration Since there is no amendment in it, the question is

"That Clause 6 of the Bill do stand part of the Bill "

رانا ثناء اللہ خان، جناب والا! اس کلاز 6 کو ووٹ آؤٹ کروائیں۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں نے گزارش کی تھی کہ ہم اس کو ووٹ آؤٹ کروائیں گے۔ لہذا مہربانی فرما کر اس کو ووٹ آؤٹ کروائیں۔

MR SPEAKER: Now, Clause 6 of the Bill is under consideration Since there is no amendment in it, the question is.

"That Clause 6 of the Bill do stand part of the Bill "

(The motion was lost)

Clause 6 do not stand part of the Bill

CLAUSE - 7

MR SPEAKER: Now, Clause 7 of the Bill is under consideration Since

there is no amendment in it, the question is.

"That Clause 7 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

Clause 7 do stand part of the Bill

CLAUSE - 8

MR SPEAKER: Now, Clause 8 of the Bill is under consideration Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 8 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

Clause 8 do stand part of the Bill.

CLAUSE - 9

MR SPEAKER: Now, Clause 9 of the Bill is under consideration Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 9 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

Clause 9 do stand part of the Bill.

CLAUSE - 10

MR SPEAKER: Now, Clause 10 of the Bill is under consideration Since there is no amendment in it, the question is

"That Clause 10 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

Clause 10 do stand part of the Bill.

CLAUSE - 11

MR SPEAKER: Now, Clause 11 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is.

"That Clause 11 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

Clause 11 do stand part of the Bill

CLAUSE - 12

MR SPEAKER: Now, Clause 12 of the Bill is under consideration Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 12 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

Clause 12 do stand part of the Bill.

CLAUSE - 1

MR SPEAKER: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration An amendment has been received in it. Minister for Law!

MINISTER FOR LAW: Sir. I move:

"That in sub-clause (3) of Clause 1 of the Bill as

recommended by the Special Committee No. 1 for the words and figures "with effect from 4 April 2003", the words "at once" be substituted."

MR SPEAKER: The amendment moved and the question is:

"That in sub-clause (3) of Clause 1 of the Bill as recommended by the Special Committee No. 1 for the words and figures "with effect from 4 April 2003", the words "at once" be substituted."

(The motion was carried)

MR SPEAKER: Now, the question is -

"That Clause 1 of the Bill, as amended, do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

Clause 1, as amended, do stand part of the Bill

PREAMBLE

MR SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is

"That the Preamble of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

The Preamble do stand part of the Bill

LONG TITLE

MR SPEAKER: Now, the Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is

"That the Long Title of the Bill do stand part of the Bill "

(The motion was carried.)

The Long Title do stand part of the Bill.

MINISTER FOR LAW: Sir, I move:

"That the Punjab Marriage Functions (Prohibition of Ostentatious Displays and Wasteful Expenses) Bill , 2003 be passed."

MR SPEAKER: The motion moved is -

"That the Punjab Marriage Functions (Prohibition of Ostentatious Displays and Wasteful Expenses) Bill 2003, be passed "

MR SPEAKER: The motion moved and the question is-

"That the Punjab Marriage Functions (Prohibition of Ostentatious Displays and Wasteful Expenses) Bill 2003, be passed "

(The motion was carried)

The Bill is passed.

جناب سپیکر: اب اجلاس کل صبح 10 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے ۔

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ 8 ۔فروری 2003

سرکاری کارروائی

مسودہ قانون (ترمیم اول) مقامی حکومت پنجاب مصدرہ 2003

(مسودہ قانون نمبر 3 بابت 2003) مجلس خصوصی کی سفارشات کے ساتھ زیر بحث لایا جانا

صوبائی اسمبلی پنجاب

(چودھویں اسمبلی کا پانچواں اجلاس)

ہفتہ' 8 - فروری 2003

(یوم السبت' 6-ذوالحجہ' 1423ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز' لاہور میں صبح 10 بج کر 30 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ قاری سعید الرحمن نے پیش کیا۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ٥

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ٥

وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّکٰوةَ ؕ وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِکُمْ مِّنْ خَیْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ ﴿۱۱۰﴾

سورۃ البقرہ۔ آیت 110

اور نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دو اور اپنی جانوں کے لئے جو بھلائی آگے بھیجو گے اسے اللہ کے یہاں پاؤ گے۔ بے شک اللہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے۔

وماعلینا الاالبلاغ٥

جناب سپیکر، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○ سیکرٹری اسمبلی رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔
سردار امجد حمید خان دستی، پوائنٹ آف آرڈر۔
جناب سپیکر، جی پوائنٹ آف آرڈر۔ سردار امجد حمید خان دستی!
سردار امجد حمید خان دستی، جناب سپیکر! میں آپ کی اجازت سے ایک اہم مسئلے پر عرض کروں گا اور ممبران ہاؤس کی توجہ دلانا چاہوں گا۔ [*******************
***]

جناب سپیکر، میں سردار صاحب کے یہ الفاظ کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔
جناب سمیع اللہ خان، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! چھوٹے صوبوں کے سیاسی رہنماؤں سے اختلاف تو ہو سکتا ہے لیکن پنجاب کے اس ہاؤس میں اس لہجے میں ان سیاسی شخصیات کے بارے میں انھوں نے جو ان کے اقدامات کا کہا ہے ان سے مجھے اختلاف نہیں ہے۔۔۔ لیکن جس انداز سے چھوٹے صوبوں کی۔۔۔
جناب سپیکر، میں نے ان کے وہ الفاظ کارروائی سے حذف کر دیئے ہیں۔
جناب سمیع اللہ خان، یہ بڑا sensitive issue ہے۔ ان کو اس لہجے میں پاکستان کے سب سے بڑے اور ذمہ دار صوبے کے ایوان میں، چھوٹے صوبے کے سیاستدانوں کے بارے میں statement بہت سوچ سمجھ کر اور ناپ تول کر دینی چاہیے کیونکہ ہم اس ملک میں کوئی ایسا تجربہ نہیں دہرانا چاہتے۔۔۔
جناب سپیکر، شکریہ۔ مہربانی۔ تشریف رکھیں۔ جی، رانا صاحب!
رانا آفتاب احمد خان، جناب سپیکر! ہمارے محترم دستی صاحب نے جو بات کی ہے۔ ٹھیک ہے کہ ملک میں امن و امان کا مسئلہ ہے اور جو ہو رہا ہے وہ غلط ہے۔ مگر اس میں، میں صرف اتنا عرض کروں گا کہ وفاق میں بھی مسلم لیگ (ق) کی حکومت

---

* بحکم جناب سپیکر، صفحہ نمبر 1102، 1104، الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

ہے اور ادھر بھی ہے۔ مجھے یہ سمجھ نہیں آیا کہ انھوں نے جو ڈیسک بجائے تھے وہ اپنی ناکامی پر بجائے تھے یا ان کو بات سمجھ نہیں آئی تھی؟ کیونکہ It is very very sensitive issue اور وہاں پر کوئی بھی حکومت چاہے فیڈرل ہو یا صوبائی ہو' اگر اپنے ملک میں لاء اینڈ آرڈر maintain نہیں کرسکتی تو یہ ایک لمحہ فکریہ ہے۔ مگر آپ کے حکومتی بنچوں سے یہ issue اٹھایا گیا ہے۔ آپ کو یہ احساس ہونا چاہیے کہ نشان دہی آپ کی حکومت کی نااہلی اور incompetency کی ہوئی ہے۔ آپ کو اس پر مسکرانے یا ڈیسک بجانے کی ضرورت نہیں ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی' وزیر قانون!

وزیر قانون: جناب سپیکر! میں گزارش کرنا چاہوں گا کہ معزز رکن نے جن خیالات کا اظہار کیا ہے۔ وہ ان کی اپنی ذاتی سوچ ہے اور ان کی اپنی ذاتی رائے ہے۔ ہم پورا حق رکھتے ہیں کہ ان کی اس سوچ کے ساتھ اختلاف کریں اور مجھے اور حکومتی بنچوں کو ان کی سوچ سے اختلاف ہے۔ اس وقت جس مسئلے کی طرف انھوں نے نشان دہی کی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ وفاقی حکومت سے متعلقہ ہے اور وفاقی حکومت اپنی ذمہ داریوں سے بے بہرہ نہیں ہے اور کوئی کوتاہی نہیں کر رہی۔ وہاں پر حفاظتی اقدامات بھی کئے گئے ہیں اور آپ کے نوٹس میں ہے کہ جس طرح ہنگامی بنیادوں پر اس پائپ لائن کو restore کیا گیا اور تمام ملک میں گیس کی سپلائی کو بحال کیا گیا یہ وفاقی حکومت کی محنت کا نتیجہ تھا۔ پھر وہاں پر دوبارہ واقعہ ہوا اور پھر دوبارہ اس پائپ لائن کو مرمت کیا گیا۔ اب اس کی حفاظت کے لیے وفاقی حکومت اور صوبائی حکومت نے اقدامات کئے ہوئے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہ تسلی بخش ہیں اور ہماری یہ کوشش ہے کہ اس قسم کے واقعات آئندہ مستقبل میں رونما نہ ہوں۔ اس لیے میری جناب سے استدعا ہوگی کہ معزز رکن نے جو ایک دوسرے صوبے سے متعلق بات اس ایوان میں اٹھائی ہے اور ایک سیاسی رہنما جن کا تعلق اس صوبے سے نہیں ہے ان کے متعلق جو ریمارکس دئیے ہیں اگر ان تمام کو کارروائی سے حذف کر دیا جائے تو

مناسب ہو گا۔

جناب سپیکر: میں تمام ریمارکس کو کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔

ملک اصغر علی قیصر: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! لاء منسٹر صاحب نے کہا ہے کہ ایک دوسرے صوبے کے متعلق بات کی ہے۔ میں گزارش کرنا چاہوں گا کہ سوئی گیس کا محکمہ فیڈرل گورنمنٹ کا محکمہ ہے اور یہ دوسرے صوبے کی بات نہیں ہے۔ یہ پاکستان کی بات ہے اور ایک اندازے کے مطابق اس میں بارہ سے پندرہ ارب روپے تک کا نقصان ہوا ہے۔ سوئی گیس کی جو لائنیں damage کی گئی ہیں ہم نے، آپ لوگوں نے ایک ایسے صوبے سے وزیراعظم لیا ہے اگر وہ اپنے ہی صوبے میں اپنے علاقائی گروپوں میں بیٹھ کر کوئی تصفیہ نہیں کر سکتے تو پھر میرا خیال ہے کہ ان کو وزیراعظم بھی نہیں رہنا چاہئے۔ ان کو استعفیٰ دے کر گھر چلے جانا چاہئے۔

جناب ارشد محمود بگو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! مجھے اپنے فاضل دوستوں کی باتیں سن کر بڑا افسوس ہوا ہے۔ اخبارات میں جو خبر آئی تھی وہ یہ تھی کہ محمد اکبر بگٹی صاحب ہمارے لئے قابل احترام ہیں، وہ پاکستانی ہیں لیکن ان کے ریمارکس بڑے ہی قابل اعتراض تھے۔ گو یہ فیڈرل گورنمنٹ کا مسئلہ ہے اور وہ سب کچھ کر بھی رہے ہیں لیکن ہمارے جذبات convey ہونے چاہئیں کہ اگر آج کوئی آئین پاکستان کے خلاف بات کرتا ہے، اپوزیشن سے کوئی بات کرتا ہے تو اس کی زبان کھینچنے کی بات کی جاتی ہے مگر جب کوئی ایسا شخص جو اخبارات میں بیانات دے رہا ہے اور وہ اس طرح کی ہرزہ سرائی کر رہا ہے کہ جس سے پورے پاکستان اور خصوصاً پنجاب کی توہین ہوتی ہے تو میں اپنے بزرگ دستی صاحب کے ساتھ ہوں اور ان کے ایک ایک لفظ کے ساتھ ہوں۔ شکریہ

سردار امجد حمید خان دستی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی۔

سردار امجد حمید خان دستی، جناب سپیکر! میں آپ کو ایک آسان طریقہ بتاتا ہوں۔ ہمارے ڈپٹی سپیکر مزاری صاحب جن کا بہانہ بنایا جاتا ہے کہ ان کے ساتھ ان کی قبائلی لڑائی ہے اور مزاری صاحب کی گوٹھ کو انہوں نے مزار بنا دیا ہے مزاری صاحب سے کہیں کہ وہ انہیں گولی ماریں۔

جناب سپیکر، شکریہ۔ اب سیکرٹری صاحب رخصت کی درخواستیں پڑھیں گے۔

اراکین اسمبلی کی رخصت کی درخواستیں

محترمہ زیب النساء قریشی

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست محترمہ زیب النساء قریشی ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

> "Due to some important work I cannot attend the session on 06 February 2003 I may kindly be granted leave for the said one day."

جناب سپیکر، سوال یہ ہے کہ

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔ "

(تحریک منظور کی گئی)

مولانا مفتی غلام فرید ہزاروی

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست مولانا مفتی غلام فرید ہزاروی صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

> "بندے کو رات سے کندھے میں شدید تکلیف اور درد ہو رہا ہے۔ اس لئے ایک یوم مورخہ 31 جنوری 2003 کی رخصت عنایت کی جائے۔ عین نوازش ہو گی "۔

جناب سپیکر: سوال یہ ہے کہ،

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(تحریک منظور کی گئی)

جناب قاسم ضیاء

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست جناب قاسم ضیاء ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

"I intend to proceed to USA I shall be grateful if I am granted leave with effect from 3rd February 2003 for the remaining session of the Assembly "

جناب سپیکر: سوال یہ ہے کہ،

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(تحریک منظور کی گئی)

ڈاکٹر سید وسیم اختر

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

"I had telephonically informed the P.A to Secretary of the Punjab Assembly that I could not attend the session on 3rd and 4th February 2003 Leave for the said two days be granted "

جناب سپیکر: سوال یہ ہے کہ،

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(تحریک منظور کی گئی)

جناب عبدالعلیم خان

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب عبدالعلیم خان صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

"Most respectfully it is submitted that due to personal engagement in Islamabad I will not be able to attend the session on 3rd February 2003 Leave be granted."

جناب سپیکر، سوال یہ ہے کہ،

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(تحریک منظور کی گئی)

محترمہ فرزانہ راجہ

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست محترمہ فرزانہ راجہ ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

"I had undergone a surgery five days ago in Rawalpindi and according to the doctor's advice I did not attend session on 3rd and 4th of February 2003 Please grant me leave for the said two days."

جناب سپیکر، سوال یہ ہے کہ،

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(تحریک منظور کی گئی)

ڈاکٹر نادیہ عزیز

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست ڈاکٹر نادیہ عزیز ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے

موصول ہوئی ہے۔

"Due to sad demise of my grandfather Professor Muhammad Mazhar-ul-Haq, I shall not be able to attend the Assembly Session for two days. I shall be grateful if leave for. 6th and 7th February 2003 is granted in my favour"

جناب سپیکر، سوال یہ ہے کہ،

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(تحریک منظور کی گئی)

محترمہ ثمینہ نوید

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست محترمہ ثمینہ نوید ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

"Due to the sad demise of my aunt I shall not be able to attend the Assembly Session for two days I shall be grateful if leave for 6th and 7th February 2003 is granted in my favour."

جناب سپیکر، سوال یہ ہے کہ،

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(تحریک منظور کی گئی)

محترمہ زیب النساء قریشی

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست محترمہ زیب النساء قریشی ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

"Due to unavoidable circumstances I cannot attend

the session today i e 7th February 2003 (Friday)

Leave may kindly be granted."

جناب سپیکر، سوال یہ ہے کہ

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔ "

(تحریک منظور کی گئی)

چودھری محمد شوکت

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست چودھری محمد شوکت صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

"It is stated that I have to go out of Lahore with my family because of my personal engagements Therefore, accept my application for leave for only one day i e. 8th February, 2003."

جناب سپیکر، سوال یہ ہے کہ

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔ "

(تحریک منظور کی گئی)

سردار فتح محمد خان بزدار

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست سردار فتح محمد خان بزدار صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

"فدوی کو مورخہ 08-02-2003 کو ایک نہایت ضروری کام کے سلسلے میں گھر جانا ہے لہذا اس دن کی رخصت منظور فرمائی جائے۔

جناب سپیکر، سوال یہ ہے کہ

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔ "

(تحریک منظور کی گئی)

دعائے مغفرت

ڈاکٹر نادیہ عزیز ایم پی اے کے دادا کی وفات پر فاتحہ خوانی

محترمہ فرزانہ راجہ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی' فرمائیں!

محترمہ فرزانہ راجہ، جناب سپیکر! ہماری ایک ساتھی ڈاکٹر نادیہ عزیز کے دادا کی death ہوئی ہے۔ ان کے لئے فاتحہ خوانی کر لی جائے۔

جناب سپیکر، فاتحہ خوانی کی جائے۔ (اس مرحلے پر فاتحہ خوانی کی گئی)

تحاریک استحقاق

جناب سپیکر، اب ہم تحاریک استحقاق take up کرتے ہیں۔ تحریک استحقاق نمبر 13 شیخ امجد عزیز صاحب کی ہے۔ اس کا منسٹر ایجوکیشن کی طرف سے جواب آنا تھا۔ شیخ امجد عزیز صاحب تشریف نہیں رکھتے لہٰذا یہ تحریک استحقاق اگلے سیشن تک کے لئے pend کی جاتی ہے۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر، اب ہم تحاریک التوائے کار take up کرتے ہیں۔ تحریک التوائے کار نمبر 61 چودھری اعجاز احمد سماں صاحب کی ہے۔ آپ نے اسے پڑھ لیا تھا اور میں نے اسے pend کیا تھا۔ اب منسٹر صاحب کی طرف سے اس کا جواب آنا ہے۔ جی' وزیر مواصلات و تعمیرات!

وزیر مواصلات و تعمیرات، جناب والا! یہ دوبارہ پڑھ دیں۔

جناب سپیکر، جی' دوبارہ پڑھ دیں۔

پل پلکھو جی ٹی روڈ کی خستہ حالی کے باعث متبادل راستہ تیار کرنے میں حکومت کی عدم توجہی

---(بحث جاری)

چودھری اعجاز احمد سماں: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیربحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ پل پلکھو واقع جی ٹی روڈ وزیر آباد ناقابل استعمال ہونے کی وجہ سے علاقے کے عوام کو بہت مشکل پیش آ رہی ہے کیونکہ وہ اپنے گھر اور ضروری کام کاج کے سلسلے میں بائی پاس کے ذریعے ایک لمبا سفر کر کے آتے جاتے ہیں۔ محکمہ ہذا ابھی تک اس معاملے میں کوئی قابل ذکر کارروائی عمل میں نہیں لایا جس سے عوام کو سہولت ہو۔ حکومت کی جانب سے پل پلکھو پر متبادل راستہ تیار نہ کرنے کی وجہ سے عوام میں بہت اضطراب اور بے چینی پائی جاتی ہے۔ لہٰذا استدعا ہے کہ اسمبلی کی کارروائی معطل کر کے اسے زیربحث لایا جائے۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! میرے پاس محکمے کی طرف سے ابھی تک اس کا جواب نہیں آیا۔ لیکن پھر بھی میں گزارش کرتا ہوں کہ اس کی وجہ سے عوام کو inconvenience ہو رہی ہے۔ اس کے لئے میں بہت جلد ترجیحی بنیادوں پر ایک بائی پاس اور قابل عمل راستہ بنوانے کے لئے آرڈر کر دوں گا۔ میرے فاضل دوست تشریف لائیں تو میں ان کے ساتھ اپنے محکمے کے انجینئرز بھیج دوں گا جو انشاء اللہ تعالیٰ بڑی جلدی اس کو public conveyance کے قابل کر دیں گے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ اب بھی آپ press کریں گے؟

چودھری اعجاز احمد سماں: جی نہیں۔

جناب سپیکر: چونکہ فاضل ممبر اسے press نہیں کرتے لہٰذا یہ تحریک dispose of کی

جناب جاوید حسن گجر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی۔

جناب جاوید حسن گجر: جناب والا! میں نے ایک تحریک التوائے کار نمبر 54، submit کرائی تھی۔ ابھی تک اس کو پڑھا نہیں گیا۔ آپ اسے out of turn لینے کی اجازت دیں کیونکہ یہ ہمارے پنجاب کے لئے، particularly لوئر پنجاب کے لئے اریگیشن کا معاملہ ہے اور پورے ہاؤس نے اس کے لئے discuss کرنا ہے۔

جناب سپیکر: آپ 7 تاریخ کو حاضر نہ تھے اس لئے آپ کی یہ تحریک التوائے کار dispose of کر دی گئی تھی۔

جناب جاوید حسن گجر: جناب سپیکر! میں یہیں پر تھا۔

جناب سپیکر: اگر آپ یہاں ہوتے تو ہمیں کیا اعتراض تھا؟ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 66 چودھری عبدالغفور خان صاحب کی ہے۔۔۔ وہ تشریف نہیں رکھتے لہذا یہ dispose of کی جاتی ہے۔ اس سے اگلی تحریک التوائے کار نمبر 67 بھی چودھری عبدالغفور خان صاحب کی ہے۔۔۔ وہ تشریف نہیں رکھتے لہٰذا یہ تحریک بھی dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 70 سید احسان اللہ وقاص صاحب کی ہے۔ جی۔ سید احسان اللہ وقاص!

گنے کے کاشت کاروں کے ساتھ شوگر مل مالکان کا ظالمانہ رویّہ

سید احسان اللہ وقاص: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ شوگر ملز مالکان کے رویّہ کی وجہ سے گنے کے کاشتکار بلبلا اٹھے ہیں،وہ اپنا گھر بار بیچنے پر مجبور ہو گئے ہیں کیونکہ گنے کی پیداوار پر 45 روپے فی من کم از کم خرچ آتا ہے جبکہ حکومت نے امدادی قیمت 40 روپے فی من مقرر کر رکھی ہے۔شوگر ملز مالکان کے ظلم کی انتہا یہ ہے کہ وہ گنے کی خریداری کے پرمٹ فروخت کرتے ہیں۔ جس سے گنے کی قیمت خرید 7 روپے فی من مزید کم ہو جاتی ہے اور مختلف ہتھکنڈوں سے مزید 15 روپے فی

من تک کٹوتی کر لیتے ہیں اور کسان کو بمشکل 20 سے 25 روپے فی من گنا کی قیمت مل رہی ہے جس سے کسانوں کا دیوالیہ نکال دیا گیا ہے۔ مارکیٹ کمیٹیاں بھی لوٹ مار میں شریک ہو کر کمیشن کے نام پر 6 فیصد الگ وصول کر رہی ہیں جس سے صوبے بھر کے تمام گنے کے کاشت کاروں میں شدید بے چینی پائی جاتی ہے۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔

وزیر خوراک: جناب سپیکر! یہ واقعی نہایت اہم مسئلہ ہے جس کی طرف توجہ جناب احسان اللہ وقاص صاحب نے دلائی ہے۔ اس سلسلے میں، میں یہ بات ان کے گوش گزار کرنا چاہتا ہوں کہ پورے پنجاب کے لیے محکمہ خوراک نے کین کمشنر تعینات کئے ہوئے ہیں جو صرف گنے کے بارے میں شکایات کا ازالہ کرتے ہیں۔ کہیں کہیں سے ایسی شکایات آتی ہیں کہ کوئی middle man راستے میں ہی نقد پیسے دے کر سپورٹ پرائس کی قیمت جو کہ 40 روپے مقرر ہے اس سے کم قیمت پر گنا خرید لیتے ہیں۔پھر وہ ملوں کو سپلائی کرتے ہیں۔ اس میں یہ الزام بھی لگایا جا سکتا ہے کہ شاید وہ مل والوں کے ہی بندے ہیں لیکن مڈل مین اس میں کام کرتے ہیں۔ ہم بھی کاشتکار ہیں اور اس بات کو سمجھتے ہیں کہ ایسا ہوتا رہا ہے لیکن کین کمشنر کی ڈیوٹی ہی یہی ہے کہ جب بھی ان کے نوٹس میں کوئی ایسا معاملہ آئے تو فوری طور پر ان پر کیس درج کروایا جائے۔ہم نے ضلعی انتظامیہ جس میں ڈی سی او اور ریونیو افسروں کو بھی شامل کیا ہوا ہے کہ جہاں سے بھی ایسی شکایت آئے تو فوری طور پر اس کا ازالہ کیا جائے اور کین کمشنر کا خصوصاً کام ہی یہی ہے کہ کسان کو تحفظ دیا جائے۔احسان اللہ وقاص صاحب نے کوئی ایسا واقعہ تو نہیں بتایا مگر میں ان کے کہے بغیر یہ عرض کرتا ہوں کہ اس شکایت کو دور کرنے کے لیے ہم اپنی بھرپور کاوشیں بروئے کار لا رہے ہیں۔ مزید ان کی جو بھی تجاویز ہوں، ہم ان پر عمل کریں گے ۔ کسانوں کا تحفظ کرنا ہمارا پہلا فرض ہے۔

جناب سپیکر: جی، احسان اللہ وقاص صاحب!

سید احسان اللہ وقاص، میں یہ عرض کرتا ہوں کہ قصور میں برادر شوگر مل کے باہر تقریباً پندرہ دن تک شدید ہنگامہ آرائی کی کیفیت رہی ہے۔ کاشتکاروں کو گرفتار کیا گیا۔ مل مالکان نے کچھ لوگوں پر تشدد کیا۔ تقریباً ہر شوگر مل کے باہر یہی کیفیت ہے۔ وہاں پر کاشتکاروں کو دبایا جا رہا ہے۔ ان کو پورے پیسے نہیں مل رہے ہیں۔ گزارش یہ ہے کہ کین کمشنر صاحب تو یہاں لاہور بیٹھے ہوتے ہیں۔ جو شوگر مل منڈی بہاؤالدین میں لگی ہوئی ہے یا دور دراز علاقوں میں لگی ہوئی ہیں وہاں کسانوں کے تحفظ کا کیا انتظام ہے؟ اس لئے میں یہ درخواست کروں گا کہ یہ بہت اہم فصل ہے اور نقد آور فصل ہے اور اس سال فصل بھی بہت اچھی ہے مگر زمیندار اس میں بہت بُری طرح crush ہو رہے ہیں۔ اس لئے حکومت اس مسئلے پر خصوصی توجہ دے۔

رانا آفتاب احمد خان، جناب سپیکر! میں اس میں ایک بات کا اضافہ کروں گا کیونکہ انہوں نے بہت اہم مسئلہ اٹھایا ہے۔ یہ چالیس روپے من کہتے ہیں لیکن زمیندار کو بیس روپے من بھی نہیں مل رہے ہیں۔ کیونکہ مل والوں نے اپنے سب ایجنٹس بنائے ہوئے ہیں جو کہ غیر قانونی ہیں۔ وہ گاؤں میں جا کر خرید کر رہے آتے ہیں۔ ان کا تول کم ہوتا ہے۔ اس طرح زمیندار پس رہا ہے اور کین کمشنر صاحب اس پر کوئی کارروائی نہیں کر رہے ہیں۔ انہوں نے یہاں پر ایک لکھا پڑھا جواب دے دیا ہے۔ اس معزز ایوان میں زمیندار بیٹھے ہیں۔ ان کو یہ سوچنا چاہئے کہ کیا یہ زمیندار کے لئے کوئی حق ادا کر رہے ہیں؟ وزیر خوراک نے بڑا گول مول جواب دیا ہے۔ کین کمشنر اس کا جواب نہیں ہے۔ زمیندار کو نہ تو crop insurance حاصل ہے۔ اگر فصل تھوڑی ہوئی ہے تو آپ زبردستی اٹھا لیتے ہیں اور اگر زیادہ ہو جائے تو آپ اس فصل کو اٹھاتے نہیں ہیں۔ وزیر صاحب اس پر ایک پالیسی سٹیٹمنٹ دیں کہ کیا یہ درست ہے کہ جو سب ایجنٹس اس وقت گنا خرید کر رہے ہیں اگر وہ خرید رہے ہیں تو یہ ان کے خلاف کیا کارروائی کریں گے؟

وزیر خوراک، جناب سپیکر! شاید میں اپنے فاضل دوست کو سمجھا نہیں سکا۔ میں نے تو بڑا واضح جواب دیا ہے کہ ایسی کوئی کوتاہی ہمارے نوٹس میں لائی جائے تو فوری طور پر ہم اس

پر ایکشن لیتے ہیں۔ پوری ضلعی انتظامیہ اس پر ایکشن لیتی ہے اور کسان کو حق حاصل ہے کہ وہ کسی عدالت میں جا کر دعویٰ بھی دائر کر سکتا ہے کہ میرے ساتھ یہ زیادتی ہوئی ہے۔ اس میں بھی کین کمشنر ان کی پوری مدد کرتے ہیں۔ دوسری بات جو انہوں نے فرمائی ہے کہ پڑھا لکھا جواب دے دیا ہے۔ یہ پڑھے لکھے بندے ہیں ان کو پڑھا لکھا جواب ہی دے سکتا ہوں۔ اَن پڑھ جواب تو نہیں دے سکتا۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! ظہیر صاحب اس کی سٹیٹمنٹ دے دیں کہ جو میں نے کہا غلط ہے تو میں اپنی سٹیٹمنٹ واپس لے لیتا ہوں۔

وزیر خوراک: جناب سپیکر! ان کی بات کو ظہیر صاحب نے غلط کیا کہنا ہے' میں بھی غلط نہیں کہہ رہا۔ میں نے کہا ہے کہ ایسی کوئی شکایت ہو گی تو ہم فوری طور پر اس پر ایکشن لیں گے۔ احسان اللہ وقاص صاحب اور رانا صاحب کی جتنی بھی تجاویز ہوں گی ہم ان کو welcome کریں گے اور اس چیز کو دیکھیں گے کہ کسانوں کے ساتھ یہ زیادتی نہ ہو۔ میں خود کسان ہوں۔ ہمارا روزی کا ذریعہ ہی یہی ہے۔ اگر ہم نے کسان کو تحفظ نہیں دینا تو پھر ہم نے پنجاب کے اندر کیا کرنا ہے؟

جناب سپیکر: شکریہ۔

راجہ محمد شفقت خان عباسی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی' فرمائیں۔

راجہ محمد شفقت خان عباسی: جناب سپیکر! میں آج آپ کے توسط سے حکومت کی توجہ دلاؤں گا کہ میں نے ایک تحریک التوائے کار مورخہ 6 فروری کو داخل کی تھی۔ معاملہ یہ ہے کہ ایک این جی او' جس کا نام "رہے نام اللہ کا" ہے' نے قرآن مجید کا ترجمہ "کتاب نور" کے نام سے کیا ہے۔ اس میں پورے قرآن شریف کا صرف ترجمہ ہے اور اس میں انہوں نے اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ اس کی کتابت میں بھی غلطیاں ہیں۔ پرنٹر کا نام اور پبلشر کا نام نہیں ہے۔ مورخہ یکم فروری اور 2 فروری کو روزنامہ "اوصاف" اور باقی اخبارات میں اس کے آرٹیکلز اور خبریں بھی آئیں کہ آج تک قرآن مجید کا ترجمہ اس طرح

ہوتا ہے کہ اوپر عربی آیات اور نیچے ترجمہ ہوا کرتا ہے ۔ یہ پہلی کتاب ہے جس میں قرآن مجید کی عربی آیات نہیں ہیں صرف اور صرف ترجمہ ہے۔ علماء نے فتویٰ دیا ہے کہ آج تک پوری دنیا میں قرآن مجید کا ترجمہ آیات کے لکھے کے بغیر نہیں ہوا۔ میں چاہوں گا کہ رولز کو relax کرتے ہوئے اس تحریک التوائے کار پر حکومت سے وضاحت کر لی جائے کہ اس پر کیا کر رہی ہے؟

جناب سپیکر: شکریہ، آپ تشریف رکھیں۔۔۔ جی، احسان اللہ وقاص صاحب! آپ اس کو press نہیں کرتے؟

سردار امجد حمید خان دستی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، دستی صاحب! آپ فرمائیں۔

سردار امجد حمید خان دستی: جناب سپیکر! اس قسم کی تحریک پچھلی اسمبلی کے دوران بھی پیش ہوئی تھی اس وقت سردار حسن اختر موکل صاحب ڈپٹی سپیکر تھے۔ انہوں نے اس قسم کی تحریک کو پوری طرح، سو فیصد support کیا تھا۔ میں وزیر صاحب کی خدمت میں عرض کروں گا کہ ہم شوگر ملز والوں کے نمائندے نہیں ہیں۔ پہلے تو یہ مجبوری تھی کہ میاں نواز شریف کی بڑی ملیں تھیں؛ اب کیا مجبوری ہے؟ ہم ان مِل والوں کو کیوں تحفظ دیں اور کاشتکاروں کو کیوں نہ تحفظ دیں؟ (نعرہ ہائے تحسین)

وزیر خوراک: جناب سپیکر! میں فاضل دوست کا بڑا احترام کرتا ہوں۔ یہ میرے بڑے بھائی ہیں اور بڑے پرانے پارلیمنٹیرین ہیں۔ میں نے شوگر ملز کو تحفظ دینے کا کوئی ایک لفظ بھی نہیں کہا یا ان کی مدد کرنے کا کوئی ایک لفظ بھی نہیں کہا۔ میں نے تو کاشتکاروں کے بارے میں ذکر کیا ہے کہ ان کا تحفظ کرنا ہمارا فرض ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! اس پر ایک کمیٹی بنا دی جائے جو زمینداروں کے تحفظ کے لیے ہو اور وہ اس کی نگرانی کرے تو پھر میں اس پر press نہیں کروں گا۔ آپ کوئی ہاؤس کی کمیٹی بنا دیں جو زمینداروں کے حقوق کی نگرانی کرے اور ان کو تحفظ

مہیا کرے۔

جناب سپیکر، ایوان میں ایگریکلچرل کمیٹی بنی ہی ہے۔

سید احسان اللہ وقاص، میں گنے کے کاشتکاروں کے لئے کمیٹی کا کہہ رہا ہوں۔

جناب سپیکر، کاشتکار بھی ایگریکلچرل سیکٹر میں ہی آتے ہیں۔

سید احسان اللہ وقاص، جناب والا! کاشتکاروں کو عبوری ریلیف چاہئے۔ اس کے بعد سیزن ختم ہو جائے گا اور حقیقت یہ ہے کہ چالیس روپے من کی بجائے 22/20 روپے من گنا فروخت کر رہے ہیں۔ یہاں پر میرے زمیندار بھائی بیٹھے ہوئے ہیں' وہ اپوزیشن کے ہیں یا حکومت کے ہیں' میں سب سے گزارش کروں گا کہ یہ ایک عام آدمی کا مسئلہ ہے۔ ہر دیہات کا آدمی اس سے شدید متاثر ہے اور تولنے والے کم تول رہے ہیں اور پیسے بھی پورے نہیں دے رہے ہیں۔ ان کو ہر طرح سے ذبح کیا جا رہا ہے۔ اس لئے میں درخواست کرتا ہوں کہ کوئی مجھے اس طرح کی یقین دہانی کرائیں تا کہ مجھے اطمینان ہو کہ ہمارے ملک کی آبادی کے بڑے حصے کو تحفظ حاصل ہو جائے گا۔

جناب سپیکر، شکریہ۔ چودھری اعجاز صاحب!

چودھری اعجاز احمد سماں، جناب سپیکر! حقیقت میں یہ بہت بڑا مسئلہ ہے۔ اس کے لئے کوئی کمیٹی ضرور بنائی جائے کیونکہ ہمارے اپنے ضلع میں حسیب وقاص شوگر مل ہے جو پچھلے دو ماہ سے زمینداروں کو کافی تنگ کر رہی ہے اور حقیقتاً چالیس روپے فی من کی بجائے پچیس اور تیس روپے کے درمیان ان لوگوں کو گنے کی قیمت مل رہی ہے۔ مہربانی فرما کر اس بارے میں کوئی strong action لیا جائے۔

رانا آفتاب احمد خان، جناب سپیکر! آپ دیکھ رہے ہیں کہ سب زمیندار ممبران اس پر بولنا شروع ہو گئے ہیں۔ نشاندہی ہو گئی ہے' یہ بڑا سنجیدہ مسئلہ ہے' آپ کا بھی یہ مسئلہ ہے۔ اگر آپ کی کرسی کوئی ایکشن لینے کی اجازت نہیں دے رہی تو آپ اس پر ایک کمیٹی بنا دیں۔

جناب سپیکر : جی' وزیر خوراک!

سردار امجد حمید خان دستی: جناب سپیکر! میں ایک منٹ کے لئے بات کرنا چاہتا ہوں۔
جناب سپیکر: دستی صاحب! میں نے وزیر خوراک کو floor دے دیا ہے' بہرحال آپ بات کریں۔
سردار امجد حمید خان دستی: جناب سپیکر! شوگر مل مالکان کی مشینیں گنے کا رس چوستی ہیں جبکہ مل مالکان کاشت کاروں کا خون چوستے ہیں۔ اس کو بند کروائیے۔ آپ کے پیشرو ڈپٹی سپیکر صاحب نے اس کو support کیا تھا۔ آپ بھی اس کو support کریں۔
وزیر خوراک: جناب سپیکر! مجھے اپنے فاضل دوستوں سے بالکل کوئی اختلاف نہیں ہے۔ نہ ہی میں مل مالکان کو بے جا طور پر defend کرنا چاہتا ہوں۔ میں نے اس معزز ایوان کے اندر بڑا واضح بیان دیا ہے کہ اگر آپ کے پاس کوئی specific شکایت ہے تو میں اس بابت وہاں کی لوکل انتظامیہ سے بات کرتا ہوں۔ اگر کوئی دوست میرے ساتھ چلنا چاہے تو میں خود ان کے ساتھ وہاں موقع پر جا کر چھاپہ مارنے کے لئے تیار ہوں اور اگر کوئی آدمی غلط کام کر رہا ہے تو اسے پکڑ کر جیل بھجوائیں گے۔ اس کے خلاف ضابطہ کے مطابق پوری کارروائی کی جائے گی۔ کسان کے سوا ہماری کسی کے ساتھ کوئی ہمدردی نہیں ہے۔ کسان جو کہ پیداوار دیتا ہے' ملک کی عزت اور وقار میں اضافہ کرتا ہے' ملک کے لوگوں کے لئے خوراک مہیا کرتا ہے' ہماری ساری ہمدردیاں اسی کے ساتھ ہیں۔
جناب محمد وارث کلو: جناب سپیکر! یہ سلسلہ پچھلے پانچ چھ سال سے شروع ہوا ہے۔ مل مالکان کی طرف سے کسان کو ادائیگیوں میں تاخیر کی جاتی ہے۔ ہمارے کسان میں اتنی طاقت نہیں ہوتی کہ وہ resist کر سکے کیونکہ ان کو معاشی مسائل در پیش ہوتے ہیں۔ ہمارے زمیندار' کاشت کار کو ملوں کے گیٹوں پر ایسے ایجنٹ ملتے ہیں جو کہ ملوں کے ملازمین کی ملی بھگت سے کسان سے گنا 26/25 روپے میں خرید لیتے ہیں۔ کاشت کار کو ادائیگی نہیں ہوتی جبکہ یہ ایجنٹ حضرات مل ملازمین سے مل کر مالکان سے فوراً payment لے جاتے ہیں۔ ہم چونکہ مل مالکان کو مورد الزام ٹھہراتے ہیں لیکن اصل میں زیادہ قصور وار یہ ایجنٹ حضرات ہیں۔ لہذا اس practice کو روکنے کی ضرورت ہے۔ یہ نہیں ہونا چاہئے۔ اس کی

کوئی enactment کر دیں، ایک وقت مقرر کر دیں یا کوئی ایسا طریقہ کار بنا دیں کہ کاشتکار کو اس کی اجناس کی original قیمت مل سکے اور promptly مل سکے۔ شکریہ۔

رانا آفتاب احمد خان : جناب سپیکر ! کرنل صاحب نے ہاؤس کے floor پر خود یہ اعتراف کیا ہے کہ مل مالکان پیسے نہیں دیتے ، تاخیر کرتے ہیں۔ کس قانون کے تحت آپ کسی کی چیز لینے کے بعد اس کی ادائیگی میں تاخیر کر سکتے ہیں؟ Why is he so crazy to defend the mill owners?

جناب محمد وارث کلو : جب مل میں گنا آ جاتا ہے تو اس کی تاریخ لکھی جاتی ہے کہ فلاں تاریخ کو اتنے من گنا آ گیا ہے۔ آپ مل مالک کو زیادہ سے زیادہ ایک مہینے کا grace period دے دیں۔ اس کے بعد جو تاخیر ہو گی اس پر منافع کی شرح مقرر کر دیں کہ مل مالکان جتنی تاخیر سے ادائیگی کریں گے اسی حساب سے انہیں کسان کو مارک اپ یا interest pay کرنا پڑے گا۔ یہاں تو آٹھ آٹھ ، دس دس مہینے یا ایک ایک سال سے بھی زیادہ تاخیر سے ادائیگی ہو رہی ہے۔ آپ اگر mark up مقرر کر دیں تو پھر بالکل promptly ادائیگی ہوتی رہے گی۔

ملک احمد سعید خان ایڈووکیٹ : جناب سپیکر ! یہ بڑا اہم issue ہے۔ فاضل دوست نے اسے جس طرح ہاؤس میں put کیا ہے۔ ہم ان کے ساتھ اتفاق کرتے ہیں۔ اس پر وزیر موصوف نے جو تجاویز دی ہیں ہم ان کا بھی خیر مقدم کرتے ہیں لیکن اس وقت گنے کے کاشت کار کی جو تذلیل کی جا رہی ہے اس بارے میں، میں یہ گوش گزار کرنا چاہوں گا کہ ہاؤس میں جتنا کچھ زیر بحث آیا ہے اس سے بھی کہیں زیادہ زمیندار کی تذلیل ہو رہی ہے۔ اگر مرحلہ وار اس کا جائزہ لیا جائے تو آپ کو معلوم ہو گا کہ مل مالکان نے ایک strategy اپنائی ہوئی ہے۔ گنے کی وہ اقسام جنھیں مل مالکان نہیں خریدنا چاہتے ان کے بارے میں کاشت کار کو پہلے سے نوٹس دینا چاہئے کہ ہم گنے کی فلاں قسم نہیں خریدیں گے لیکن ایسا نہیں ہوتا۔ جب سیزن شروع ہوتا ہے تو مل مالکان ایسی اقسام خریدنا بند کر دیتے ہیں اور اگر خریدتے بھی ہیں تو اس پر 30/25 فیصد کٹوتی کی جاتی ہے۔ اسی طرح

پرمٹ بیچے جاتے ہیں ' انہوں نے اپنے ایجنٹس چھوڑے ہوتے ہیں۔ ابھی میرے ایک رکن نے بھی بتایا کہ جب ایجنٹ جاتا ہے تو اسے فوری طور پر ادائیگی کر دی جاتی ہے لیکن کاشت کار کو نہیں کی جاتی۔ سابقہ حکومت میں گورنر صاحب کی طرف سے ایک notification کے ذریعے 15 دن کا عرصہ مقرر کیا گیا تھا کہ کاشت کار کو 15 دن کے اندر اندر ادائیگی کی جائے گی اور اگر پندرہ دن سے زیادہ تاخیر سے ادائیگی ہوتی ہے تو مل مالکان کو اس تاخیر پر زمیندار کو interest دینا ہوگا۔ یہاں پر ایسی مثالیں موجود ہیں کہ دو دو سال سے کاشت کار کو ادائیگی نہیں کی جا رہی۔ایجنٹ حضرات زمیندار کو 40 روپے میں سے 8/7 کم کر کے 32 روپے کے حساب سے ادائیگی کرتے ہیں۔ اگر یہی صورت حال جاری رہی تو میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ آنے والے دنوں میں ہماری چینی کی صنعت بحران کا شکار ہو جائے گی۔

راجہ محمد طارق کیانی : جناب سپیکر ! پورے ہاؤس میں یہ بات consensus سے واضح ہو چکی ہے۔ حکومتی بنچز اور اپوزیشن دونوں اطراف سے کہا گیا ہے کہ یہ معاملہ بڑا پیچیدہ' توجہ طلب اور اہمیت کا حامل ہے لیکن میں بڑے افسوس کے ساتھ کہوں گا کہ وزیر موصوف نے اس نازک مسئلے کے دو پیچیدہ حل بتائے ہیں۔ ایک حل انھوں نے یہ بتایا کہ اگر کسی آدمی کو اس بابت کوئی شکایت ہے تو وہ بڑی آسانی سے عدالت کا دروازہ کھٹکھٹا سکتا ہے۔ دوسرا حل یہ بتایا کہ اگر کسی شخص کو کوئی specific شکایت ہے تو وہ ہمارے پاس آ سکتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ دونوں solutions بڑی lethargical approach سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہ اپنی ذمہ داریوں سے فرار کا راستہ ہے۔ اگر ہر شکایت کنندہ کو عدالت میں ہی جانا ہے تو پھر اس ایوان اور دوسرے سب ایوانوں کا جواز ہی ختم ہو جاتا ہے اور اگر ہر individual case نے وزیر موصوف کے پاس ہی آ کر remedy لینی ہے تو یہ بھی میرے خیال میں گاڑی کو گھوڑے کے آگے جوتنے والی بات ہو گی۔ یہ تو تاحدِ نظر شعلے ہی شعلے ہیں۔ یہ کسی ایک آدمی کا مسئلہ نہیں ہے۔ یہ ایک collective problem ہے' بڑا deep rooted problem ہے۔ اس لئے میں وزیر موصوف سے

گزارش کروں گا کہ اس کا حل اسی pattern کے اندر ڈھونڈیں۔

جناب جاوید حسن گجر : جناب سپیکر ! جس موضوع پر ابھی یہ ساری بحث ہو رہی ہے' sugarcane growers کو جو اصل مسائل درپیش ہیں وہ دو تین ہیں۔ سب سے بڑا مسئلہ یا مشکل شوگر مل مالکان کی طرف سے ادائیگی نہ ہونا ہے۔ میرے علاقے میں ایک JDW شوگر مل ہے جو کہ دو دو سال تک ادائیگی نہیں کرتی۔ چھوٹے زمیندار جب payment لینے کے لئے جاتے ہیں تو انھیں دھمکیاں دی جاتی ہیں' وہاں پر باقاعدہ انہیں باندھا جاتا ہے۔ لہذا اس کا آپ سنجیدگی سے نوٹس لیں۔ راجہ بشارت صاحب بھی اس بارے میں خصوصی توجہ فرمائیں اور صادق آباد تحصیل میں متعلقہ انتظامیہ سے رابطہ کر کے اس مسئلے کو حل کروائیں۔ مل مالکان ہمارے کسانوں کے ساتھ دوسری زیادتی یہ کر رہے ہیں کہ نئی اقسام کو develop نہیں کر رہے' نئی اقسام میں sugar contents زیادہ ہیں۔ ان اقسام کو پانی کی ضرورت کم ہے جس کی وجہ سے ان کی growth اور پیداوار بھی زیادہ ہوتی ہے۔ گنے کی نئی اقسام صرف اپنے من پسند کسانوں کو دی جاتی ہیں۔ اگر میرے جیسا عام آدمی یہ نئی اقسام لینے کے لئے جائے تو وہ اس سے دس دس ہزار روپے فی مرلہ قیمت لیتے ہیں۔ اس چیز کا بھی نوٹس لیں تاکہ چھوٹے کسانوں کو نئی اقسام مہیا کی جا سکیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات : جناب سپیکر ! میرے فاضل دوست راجہ صاحب نے ارشاد فرمایا ہے کہ وزیر صاحب نے اس مسئلے کے دو پیچیدہ حل بتائے ہیں۔ اصل میں انھوں نے یہاں پر جو بات اس وقت ہو رہی تھی اس کے ضمن میں دو points بیان کئے تھے۔ رانا آفتاب صاحب نے میرا نام لے کر ایک بات کہی' تیسرا ابھی میرے ایک بھائی نے گنے کی نئی اقسام کے بارے میں کسانوں کو درپیش مشکلات کا ذکر کیا ہے۔ میں آپ کی اجازت سے انہی دو تین باتوں کے بارے میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔

پہلی بات یہ ہے کہ وزیراعلیٰ صاحب کی سربراہی میں یہ حکومت ایک کسان دوست حکومت ہے جس کا ثبوت یہ ہے کہ وزیراعلیٰ صاحب نے انکم ٹیکس slab کو 5 ا ایکڑ سے 12 ا ایکڑ تک کیا ہے جو کہ 98-1997 میں ساڑھے پانچ ایکڑ پر آ گئی تھی اور انہوں نے

پنجاب بینک کی سود کی شرح 14 فی صد سے کم کر کے 9 فی صد کر دی ہے۔ اس طرح انہوں نے کسانوں کو ایک بہت اچھا زرعی پیکج مہیا کیا ہے۔اس کے ساتھ ساتھ میں یہ بھی عرض کروں گا کہ اس ہاؤس میں بھی زیادہ اکثریت کسانوں کی ہے اور کسانوں کے نمائندوں کی ہے۔ یہ طے شدہ بات ہے اور اس میں کسی قسم کا ابہام نہیں ہے کہ جو ابھی تجاویز ہمارے بھائیوں کی طرف سے آئیں گی' کسانوں کی بھلائی کے لئے آئیں گی' ہم ان سے انشاء اللہ تعالیٰ ایک قدم آگے چلیں گے۔ میرے بھائی نے جو ابھی ارشاد فرمایا کہ شو گر ملز اونرز ایسوسی ایشن کی طرف سے کوئی varieties نہیں آ رہیں۔ اس وقت میرے علم کے مطابق شو گر ملز اونرز ایسوسی ایشن کے تحت کوئی لیبارٹری نہیں ہے۔ صرف شکر گڑھ شو گر مل' جھنگ میں ایک لیبارٹری آج سے چودہ سال پہلے قائم کی گئی تھی جنہوں نے ایس جی ایس جی 29' ایس جی ایس جی 36 شکر گنج اپنا trade name دیا۔ انہوں نے تقریباً 19 قسمیں نکالی ہیں۔ وہ ایک پرائیویٹ سیکٹر ہے جو اچھا کام کرتے ہیں ان کو بھی ہم نے appreciate کرنا ہے۔ استحصالی قوتوں کے ہم سارے خلاف ہیں۔

جناب صبغت اللہ چودھری ایڈووکیٹ، پوائنٹ آف آرڈر۔جناب سپیکر!

مکر کی چالوں سے بازی لے گیا سرمایہ دار
انتہائے سادگی سے کھا گیا مزدور مات

جناب والا! یہ جو issue اس وقت آپ کے سامنے زیر بحث ہے میں ذاتی طور پر اس تشدد سے گزرا ہوا آدمی ہوں۔ میرا ضلع قصور سے تعلق ہے۔ برادر شوگر مل نے وہاں پر تین تین لاکھ روپے میں کیلا اور آکو بخارا نامی کماد کی جو قسم تھی' وہ کاشت کروائی۔ امسال ان کو لینے سے انکار کیا۔ 75 فیصد اس کی کٹوتی کی گئی۔ زمینداروں نے مل کر احتجاج کیا۔ نتیجہ یہ برآمد ہوا کہ تھانہ سٹی چونیاں میں مقدمہ نمبر 3/2003 درج ہوا۔ پچاس زمینداروں کو بیس دن تک تذلیل کا سامنا کرنا پڑا۔ میرا سارے کا سارا حلقہ زمیندار طبقہ سے تعلق رکھتا ہے۔ میں پورے پنجاب میں ٹریژری بنچز کا ممبر ہونے کے باوجود اس ذلت و رسوائی کو face کرتا رہا اور وزیر موصوف نے خوبصورت الفاظ استعمال فرما کر اس تشدد کو ملفوف کرنے کی کوشش کی ہے۔ یہ قابل توجہ ہے۔ میں جملہ ممبران

اور وزراء باتدبیر کی خدمت میں انتہائی ادب سے عرض کروں گا کہ اس کو چھپانے کی کوشش مت کی جائے۔ یہ سرمایہ دار مل اونرز جو ہیں یا میاں اسلم برادر شوگر مل کا مالک جو ہے انہوں نے دھمکی آمیز رویہ اختیار کیا۔ ہم ضلع قصور کے تین ایم این ایز' چھ ایم پی ایز' مل کر ان کے ساتھ میٹنگ کرتے رہے لیکن کسی نے ہماری بات تک نہیں سنی۔عالیجاہ! یہ انتہائی افسوس ناک پہلو جو باعث شرم بھی ہے اور باعث ندامت بھی ہے' زمینداروں کا خون نچوڑا جا رہا ہے' زمینداروں کی تذلیل کی جا رہی ہے اور وہ بے بس کے عالم میں ورطہ حیرت بنے ہوئے جگہ جگہ پھر رہے ہیں اور ان کا کوئی پرسان حال نہیں۔ شوگرکین ایکٹ کی متعلقہ دفعات کی رو سے نہ تو مل انتظامیہ کو کٹوتی کا کوئی اختیار ہے۔ پنجاب گورنمنٹ کی توجہ میں اس جانب مبذول کراؤں گا اور اپنے معزز وزیر کی خدمت میں گزارش کروں گا کہ وہ اسے چشم وا سے دیکھیں چشم پوشی کا رویہ اختیار نہ فرمائیں۔ یہ زمینداروں کا اجتماعی مسئلہ ہے۔وما علینا الا البلاغ۔

جناب سپیکر: جناب ارشد خان لودھی!

وزیر مال :جناب سپیکر! میں آپ کا ممنون ہوں۔ یہ جو بحث اس تحریک التوائے کار پر شروع ہوئی ہے یہ حقائق پر مبنی ہے اور ہم اس کے تدارک کے لئے یہاں پر آئے ہیں۔ تین سال غیر منتخب حکومت رہی ہے لیکن اب ماشاء اللہ سب منتخب نمائندے یہاں پر موجود ہیں۔ بات یقین دہانی کی ہے۔ بات آپ کو یہ باور کرانے کی ہے کہ جو steps اس کے بارے میں لئے گئے ہیں' اس کے نتائج نکل رہے ہیں یا نہیں نکل رہے؟ sugarcane کا مسئلہ آج کا نہیں ہے۔ یہ چھ سال سے چل رہا ہے اور آپ کے بھی علم میں ہے کہ 97 سے لے کر 99 تک مل مالکان کی اور زمینداروں کی علیحدہ علیحدہ میٹنگز بلائی گئیں اور اس کے بعد پھر اکٹھے بیٹھ کر ایک agreed plan' بنایا گیا اور وہ کس کے لئے بنایا گیا؟ زمینداروں کے لئے بنایا گیا۔ ہم اس معاملے پر بیدار ہیں۔ ہم زمینداروں کا تحفظ کرنے ہی آئے ہیں اور انشاء اللہ اس کو ہم آپ کے تعاون سے کریں گے۔ قانون اور ضابطے کی بات ہے کہ کین کمشنر کو اس معاملے میں empower کیا ہوا ہے کہ وہ یہ ensure کرے

کہ اس کی قیمت بھی ادا ہو اور قیمت اگر نہ ادا ہو تو اس کو penalize بھی کریں۔ اس کو decentralize کرنے کے بعد پھر ای ڈی او آر کو یہ empower کیا گیا ہے کہ اگر کسی کو کنڈے پر یا مل کے باہر کوئی تکلیف ہو تو He can go there اس کے علاوہ پھر یہ فارمولا بھی طے کیا گیا کہ اگر اس کو قیمت نہ ملے تو پندرہ دن کے بعد اس نے کیا کرنا ہے؟ ایک ماہ کے بعد اس نے کیا کرنا ہے؟ دو ماہ کے بعد اس نے کیا کرنا ہے؟ اگر اس کی کوئی تعمیل نہیں کرتا تو اس کی پھر سزا کیا ہے؟ Everything was agreed اب میرے بھائی بات صرف یہ ہے کہ ہو سکتا ہے کہ اس کی implementation نہ ہوئی ہو تو میں اپنی طرف سے اور منسٹر صاحب کو بھی یہ کہوں گا کہ آپ کو یہ یقین کرائیں کہ ہم اس کو examine کریں گے اور اگر اس پر implementation نہیں ہو رہی تو انشاء اللہ ہم آپ کے تعاون سے اس پر عمل درآمد کرائیں گے اور ہم زمینداروں کے حقوق کا تحفظ کریں گے۔

جناب سپیکر، شکریہ۔ چودھری محمد اقبال!

وزیر خوراک ،جناب سپیکر! میں اپنے فاضل دوست کا بڑا ممنون ہوں کہ انہوں نے بہت خوب صورت باتیں کی ہیں۔ آپ ذرا ریکارڈ ملاحظہ فرمائیں کہ میں نے کوئی ایسی بات کی ہے جو کسانوں کے مفاد میں نہ جاتی ہو؟

جناب سپیکر، نہیں، ایسی کوئی بات نہیں۔

وزیر خوراک ، تو مجھے نہیں سمجھ آئی کہ کس بات کی clarification کی جا رہی ہے۔ گزارش صرف اتنی ہے کہ خرابیاں ہیں اور دوستوں نے بڑا صحیح فرمایا ہے کہ سابقہ دور کی خرابیاں بھی ہمارے کھاتے میں پڑی ہیں۔ چونکہ آج کل ہم حکمرانی کر رہے ہیں۔ جو بھی باتیں ہیں وہ on the floor of the House بندے کو ماننی چاہئیں۔ کین کمشنر کا جو ایک عہدہ ہے اس کے متعلق ابھی میرے بھائی بات کر رہے تھے۔ کین کمشنر کو اس طرح empower نہیں کیا گیا جس طرح سے ہونا چاہئے۔ میں نے اس سلسلے میں وزیراعلیٰ صاحب سے بات کی ہے۔ اس کو ہمیں مزید powers دینی چاہئیں تا کہ اس کے اپنے

پاس بھی کوئی اختیار ہو اور یہ فوری طور پر موقع پر کوئی ایکشن لے سکے۔یہ تو کوئی بات نہیں کہ farmers کو instigate کریں کہ وہ کیس رجسٹرڈ کروا سکتے ہیں۔ یہ تو جیسے احسان اللہ وقاص صاحب نے کہا' یہ تو کوئی بات نہیں۔ خود کین کمشنر کے پاس اتنی powers ہونی چاہئیں کہ وہ farmers کا تحفظ پوری طرح سے کر سکے۔ میں نے کوئی negative بات اس ہاؤس کے اندر نہیں کی ہے۔ میں تو سمجھتا ہوں کہ فارمرز کا تحفظ ہماری ڈیوٹی میں شامل ہے۔ ہم انشاء اللہ یہ ڈیوٹی پوری طرح سے کریں گے۔ ایک بات میں کرنا چاہتا ہوں جو شاید ہاؤس کو پسند نہ بھی آئے۔ میں کل آپ سب دوستوں کو پورا ریکارڈ پیش کروں گا۔ یہ بات on record ہے کہ کوئی آدمی تحریری طور پر شکایت کرنے کو تیار ہی نہیں ہے۔ خود ہمارے جو نیچے آفیسرز ہیں انہوں نے کہا ہے کہ آپ ایک شکایت تو درج کرائیں تاکہ ہم اس کو follow up کریں۔ وہ یا تو اتنے powerful لوگ ہیں یا اتنے لوگ ان سے ڈرتے ہیں کہ کوئی آدمی تحریری طور پر شکایت کرنے کو تیار نہیں ہے۔ یہ آپ بے بسی دیکھیں' قانون اس وقت حرکت میں آتا ہے جب کوئی مدعی بنے اگر کوئی مدعی ہی نہیں بنتا تو قانون کیسے حرکت میں آئے؟

جناب سپیکر! دوسری بات میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میں ہمیشہ ہاؤس کے اندر positive رہا ہوں۔ میں نے کبھی negative باتیں نہیں کیں۔مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ آپ بے شک ہمارے معزز ایوان کے کسان بھائیوں کی ایک کمیٹی بنا دیں۔ میں شوگر ملز والوں کی ایسوسی ایشن کے صدر اور سیکرٹری کو بلاؤں گا۔ ان دونوں sides کی میٹنگ کرا کے یہ جو بھی حل تجویز کریں گے اس floor کے اوپر میں یقین دہانی کراتا ہوں کہ اس پر ہم عملدرآمد کرائیں گے۔ اس سے زیادہ کچھ ہو نہیں سکتا۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جی' جہانزیب امتیاز گل صاحب!

جناب جہانزیب امتیاز گل: جناب سپیکر! سب سے پہلے تو میں اپنی خوشی کا اظہار کرنا چاہوں گا کہ جس طرح ہمارے محترم وزراء تیاری کر کے آتے ہیں۔ کل وزیر قانون فرما رہے

تھے کہ صوبائی محتسب کے tenure کو 3 سال سے بڑھا کر جب 4 سال کیا گیا۔۔۔

جناب سپیکر: گل صاحب! آج کی بات کریں۔

جناب جہانزیب امتیاز گل: جناب والا! It is very relevant today اور He could come up with the only one justification کہ تمام تینوں صوبوں اور وفاق میں بھی ایسے ہے۔ میرے کہنے کا مقصد ہے۔۔۔

وزیر قانون: جناب سپیکر!

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون: جناب سپیکر! میں معزز رکن کی تصحیح کرنا چاہتا ہوں یہ بات میں نے نہیں کی تھی بلکہ چودھری اقبال صاحب نے کی تھی جو کہ اس بل کے mover تھے اور جن کے پاس یہ محکمہ ہے۔ یہ تصحیح فرمالیں۔

جناب جہانزیب امتیاز گل: میں چودھری اقبال صاحب کو مخاطب کر لیتا ہوں۔

وزیر خوراک: ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے کہ وہ بات کریں۔ ہمیں اس سے ان کی تیاری کا بھی پتا چل جاتا ہے کہ ان کی تیاری کیا ہے؟

جناب سپیکر: گل صاحب! آپ اس تحریک پر بات کریں۔

جناب جہانزیب امتیاز گل: میں وزیر قانون صاحب سے معذرت چاہوں گا۔ Let me come to my point اس میں ہمارے محترم وزیر صاحب نے یہ بات کی تھی۔ ان کے لئے میں ایک اور بات کہوں گا کہ اگر ہم اتنی equality پر جانا چاہ رہے ہیں تو پھر ہمیں ذرا گورنر سندھ کے credentials منگوانے چاہئیں۔۔۔

جناب محمد عبداللہ وینس: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، وینس صاحب!

جناب محمد عبداللہ وینس: جناب سپیکر! پہلے تو بڑی خوشی کی بات ہے کہ آج یہاں پر زمینداروں کا معاملہ ہے اور اپوزیشن اور ٹریژری بنچز میں کوئی فرق محسوس نہیں ہو رہا کیونکہ

سارے کے سارے ٹھیک بات کر رہے ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ میرے بھائی نے ہاؤس کا ماحول خراب کرنے کے لئے جو اعتراض برائے اعتراض کیا ہے اس پر میں زمینداروں کے حوالے سے چھوٹی سی رائے دینا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر! ہمارے وہاں پر شوگر مل ہے۔ میرے بھائیوں نے جو ساری باتیں کی ہیں بالکل ٹھیک کی ہیں۔ ادھر سے کی ہیں یا ادھر سے کی ہیں۔ یہ زمینداروں کے ساتھ زیادتی ہو رہی ہے۔ دوسرا سب سے اہم کنڈے کی ہیرا پھیری کا issue ہے۔ ہم نے اپنی شوگر ملز کا کوئی 6 دفعہ کنڈا seize کروایا ہے۔ وہاں پر پوزیشن یہ ہوتی ہے کہ کنڈا seize ہونے کے بعد دو دو سو' چار چار سو' پانچ پانچ سو' چھ چھ سو ٹرالی کھڑی رہتی ہے۔ زمیندار الٹا ہم سے ہی لڑتے ہیں۔ جب کنڈے کو چیک کروا کر seize کروا دیا جاتا ہے تو ادھر عدالت کا قانون یہ ہے کہ وہ 25 سے 30 ہزار روپے جرمانہ کر کے کنڈے کو re-open کر دیتے ہیں۔ وہ ایک دن میں لاکھوں روپیہ کنڈے کی ہیرا پھیری سے کما رہے ہیں۔ اگر انہیں ایک دن میں دو تین دفعہ بھی 30/30 ہزار روپیہ دینا پڑے تو انہیں اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ میری آپ سے اور وزیر موصوف سے گزارش یہ ہے کہ ان سے آگے ایک سرکاری کنڈا لگوایا جائے تاکہ سرکاری کنڈے سے ٹرالیاں اپنا وزن چیک کروا کر شوگر ملز کے کنڈے پر جائیں۔ اس کے علاوہ اس کا کوئی حل ہی نہیں ہے۔

بریگیڈیئر (ر) جاوید اکرم، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میرے معزز بھائی نے اس بڑے ایوان میں تجویز دی ہے کہ شوگر ملز کے آگے بھی ایک کنڈا لگا دیا جائے۔ یہ ایک دفاعی نظام ہے جس کی طرف ہم جا رہے ہیں۔ ہم کیوں نہ ان کنڈوں کے اوپر جرمانہ اور سزا زیادہ کریں تاکہ کسی کو بھی یہ شکایت نہ ہو سکے۔ اس بارے میں وزیر موصوف سے میری دوسری تجویز یہ ہے کہ کیوں نہ ہم EDOs(R) کو اتنے اختیارات دیں اور ایسے قوانین بنائیں کہ کوئی بھی رکن اسمبلی یا ناظم جب کسی بھی مل مالک کے بارے میں شکایت کرتا ہے تو وہ اسے موقع پر جرمانہ کر سکے اور اسے سزا دلوا سکے۔ ہم نے اس کے لئے جو سزائیں اور جرمانے رکھے ہوئے ہیں' جیسے فاضل دوست کہہ رہے تھے کہ وہ اتنے

negligible ہیں کہ شوگر مل مالکان یہ خوشی محسوس کرتے ہیں کہ انہیں کوئی جرمانہ کرے۔ دوسرا موجودہ دور میں EDOs(R) کے پاس اتنے اختیارات نہیں ہیں کہ وہ شوگر ملز کو چیک کر سکے یا چیک کرنے کے بعد کوئی خاطر خواہ جرمانہ کر سکے۔ ہم سب ممبران اسمبلی یہ رونا رو رہے ہیں اور جیسے ایک اور رکن اسمبلی نے بھی کہا ہے کہ مل مالکان بہت طاقتور ہیں۔ تو میں آپ کی وساطت سے انہیں بتانا چاہتا ہوں کہ مل مالکان طاقتور نہیں ہیں بلکہ یہ ایوان اللہ کے فضل سے بہت طاقت ور ہے۔

رانا آفتاب احمد خان، جناب سپیکر! آج دیکھیں کہ کتنا اچھا ماحول ہے۔ مجھے خوشی ہے کہ ہمارے سارے ٹریژری بنچز کے بھائیوں نے بھی بات کی ہے۔ issue سامنے آ گئے ہیں کہ کم تول ہے اور قیمت بھی کم ہے۔ ہمیں انڈسٹری کو ضرور تحفظ دینا ہے۔ آپ فوری طور پر ایک کمیٹی بنا دیں جو اس پر عمل درآمد چیک کرے۔ اسے لمبا کرنے کی ضرورت ہی نہیں۔ معزز ہاؤس کے ممبران کی تجاویز آ گئی ہیں۔ آپ اپنی صوابدید سے کمیٹی بنائیں۔ اس کے ساتھ ساتھ میں اپنے بھتیجے عبداللہ وینس کو مبارک باد دیتا ہوں کہ انہوں نے بھی آج کام کی بات کی ہے۔

جناب سپیکر، شکریہ۔ سید احسان اللہ وقاص صاحب! میرا خیال ہے اس پر کافی بحث ہو گئی ہے اور میرا خیال ہے کہ اب ٹائم بھی ختم ہونے کو ہے۔

سید احسان اللہ وقاص، جناب سپیکر! میں ازحد شکر گزار ہوں اپنے ٹریژری بنچز کے بھائیوں کا کہ جنہوں نے میری اس تحریک کے حق میں گفتگو کی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اس میں ابھی بھی مختصراً باتیں ہوئی ہیں' اس میں بے شمار مسائل ہیں۔ بیچارے ٹرالیوں والوں کی آدھی ٹرالیاں گنا لوٹ لیتے ہیں۔ ان کے گنے نکال نکال کر ان کی ٹرالیوں کو ہلکا کر دیتے ہیں۔ پھر آگے کنڈے والے ہلکا کرتے ہیں۔ اس طرح چھوٹے چھوٹے بے شمار مسائل ہیں۔ اگر کین کمشنر صاحب اور دوسرے EDOs(R) صاحبان اپنے اپنے فرائض کما حقہ انجام دے رہے ہوتے تو ہمیں یہاں بات کرنے کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔ اگر گورنمنٹ کی مشینری کسی معاملے میں ٹھیک چل رہی ہو اور جیسے میرے فاضل ممبر نے

بہت تفصیل سے بتایا اور میں نے بھی اپنی بات میں اس کا ذکر کیا تھا کہ برادرز شوگر ملز پچھلا ایک مہینہ سب سے زیادہ trouble point بنی رہی ہے۔ وہاں لوگوں کو بہت مسائل پیش آئے ہیں اور انہوں نے مقدمات درج کرائے۔ لوگوں کو گرفتار کرایا اور لوگوں کو مارا پیٹا تک ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ جو شوگر ملز اپنے کاشت کاروں کو پوری قیمت دے رہی ہے، جنہوں نے یہ کانٹے ٹھیک رکھے ہوئے ہیں مجھے ان پر کوئی اعتراض نہیں ہے، میں ان کا شکر گزار ہوں کہ اگر وہ پوری قیمت دے رہے ہیں لیکن اس فیلڈ میں جو کالی بھیڑیں گھسی ہوئی ہیں جو شوگر انڈسٹری والوں کو بھی بدنام کر رہی ہیں۔ ہمارے متوسط طبقے کے زمیندار جو اس ملک کی صنعت اور اس ملک کی economy کی ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتے ہیں انہیں crush کر رہی ہیں۔ اگر وہ مایوس ہو کر اگلے سال گنا نہیں لگائیں گے تو ہمارے ہاں پھر وہی حال ہو جائے گا کہ شوگر آسمانوں پر چڑھ جائے گی اور نہیں ملے گی۔ اس لئے میں یہ درخواست کرتا ہوں کہ وزیر موصوف نے حوالہ دیا کہ حکومت نے شرح سود 4/3 فی صد کم کی ہے۔ ٹھیک ہے حکومت نے اچھا کام کیا ہے بلکہ سود کو تو ویسے ہی ختم ہونا چاہئے لیکن میں یہ عرض کرتا ہوں کہ اگر 4/3 فی صد سود کی شرح کم کر کے زمیندار کو 50 فی صد قیمت بھی کم ملنی شروع ہو جائے تو شرح سود کو کم کرنے کا کیا فائدہ ہوگا؟

جناب سپیکر، آپ مطمئن ہیں اور اسے press نہیں کرتے؟

سید احسان اللہ وقاص، جناب سپیکر! میں اسے press کرتا ہوں اور درخواست کرتا ہوں کہ اس کے لئے کوئی کمیٹی بنائیں جو ان سارے معاملات کی نگرانی کرے۔ کین کمشنر سے پوچھیں اور باقی ساری چیزوں کو دیکھیں۔ جہاں کہیں سے کوئی شکایت ملے وہاں موقع پر جا کر دیکھیں اور میرے ساتھیوں کو اس میں شامل کریں۔ یہ صوبے کا بہت بڑا مسئلہ ہے۔ جو لوگ ٹھیک کام کر رہے ہیں ہمیں ان پر کوئی اعتراض نہیں ہے اور جو غلط کر رہے ہیں ہمیں انہیں روکنا چاہئے اور پورے ہاؤس کی یہ رائے ہے کہ ہمیں انہیں روکنا چاہئے۔ بہت بہت شکریہ۔

جناب سپیکر، جی، غزالی صاحب! آپ فرمائیں۔

جناب غزالی رحیم خان چتائی: جناب سپیکر! ان میں مارکیٹ کمیٹیوں کو involve کیا جائے۔ مارکیٹ کمیٹیاں اور ایگریکلچر ڈیپارٹمنٹ اپنے فرائض سرانجام نہیں دے رہے۔ اگر مارکیٹ کمیٹی اور ایگریکلچر ڈیپارٹمنٹ اپنے فرائض صحیح طریقے سے سرانجام دیں تو کاشتکار کو پہلے نوٹس دینا چاہیے کہ کون سی ورائٹی آپ نے کاشت کرنی ہے اور مارکیٹ کمیٹیوں میں کنڈے لگا کر آپ یہ مشکل حل کر سکتے ہیں۔ مارکیٹ کمیٹیاں ہر تحصیل کے اندر موجود ہیں اور ان کے ذریعے مل میں بھجوائیں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، رانا صاحب!

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! ہمیں آج بڑی خوشی محسوس ہوئی کہ ہماری کوشش سے کہ ہم جن کو زبان دینا چاہتے تھے انھیں بھی اب بات کرنے کا سلیقہ آ رہا ہے۔ خاص کر لودھی صاحب نے آج بہت ہی پیاری اور خوبصورت بات کی۔ انھوں نے تسلیم کیا کہ تین سال اس ملک پر غیر نمائندہ اور غیرجمہوری حکومت مسلط رہی ہے۔ ٹھیک ہے کہ ہماری reservation ہے کہ elected Government cum selected Government ہے لیکن بہرحال انھوں نے یہ تسلیم کیا۔

جناب سپیکر! میں یہ گزارش کروں گا کہ یہ issue جو آج discuss ہوا ہے۔ یہ انتہائی عوامی اہمیت کا ہے۔ اس پر جو رائے، دونوں طرف سے، اپوزیشن اور حکومتی بنچوں کی طرف سے آئی ہے۔ وہ آپ کے سامنے ہے۔ اس پر consensus پایا جاتا ہے کہ problem exist کرتی ہے۔ میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ اگر اتنی discussion اور اتنی تجاویز کے آنے کے بعد آپ نے اس تحریک التوائے کار کو اسی طرح سے dispose of کر دیا تو اس ہاؤس کا کچھ اچھا تاثر باہر نہیں جائے گا۔ یہ عوامی اہمیت کا معاملہ ہے۔ آپ اس میں کوئی نہ کوئی ایسا راستہ ضرور اختیار کریں کہ جس سے لوگوں کو محسوس ہو کہ اس ایوان کے ذریعے ان کا مسئلہ حل ہو رہا ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، نکئی صاحب!

سردار پرویز حسن نکئی: جناب سپیکر! میری صرف اتنی گزارش ہے کہ لیڈر آف

اپوزیشن نے جو الفاظ بولے ہیں کہ ہم نے ان کو بولنے کا طریقہ سکھایا ہے۔ اس چیز پر مجھے اعتراض ہے۔ کیونکہ یہ ایک اجتماعی مسئلہ ہے۔ یہ روزی کا مسئلہ ہے۔ روزی نہ حکومتی بنچ دیکھتی ہے اور نہ ہی اپوزیشن دیکھتی ہے۔ اس لیے اسے ایک سیاسی مسئلہ نہ بنایا جائے اور میری استدعا ہے کہ لیڈر آف دی اپوزیشن کے جو الفاظ ہیں کہ ہم نے ان کو بولنے کا طریقہ سکھایا ہے۔ وہ کارروائی سے حذف کیے جائیں۔

جناب سپیکر، شکریہ۔ جی، چودھری صاحب!

وزیر خوراک، جناب سپیکر! آپ نے اس ہاؤس کو قواعد و ضوابط کے مطابق چلانا ہے۔ آپ اس ہاؤس کے کسٹوڈین ہیں۔ اگر میں نے کوئی منفی رویہ اختیار کرنا ہوتا تو میں technically یہ بھی اعتراض کر سکتا تھا کہ جب تک جناب سپیکر نے اس تحریک التوائے کار کو admit نہیں کیا اس وقت تک کوئی اور ممبر اس پر بول نہیں سکتا۔ اس پر صرف احسان اللہ وقاص صاحب بات کر سکتے تھے لیکن ہم نے بڑے صبر اور بڑے تحمل سے اپنے فاضل دوستوں کی ساری آراء سنی ہیں۔ میں نے ایوان میں یہ یقین دہانی کرائی ہے کہ ان کی آراء سے معتبر ہمارے لیے اور کوئی آراء نہیں ہیں۔ ان کی آراء ہمارے لیے بہت ہی قیمتی ہیں۔ ان پر عملدرآمد کرانے کے لیے پوری پوری کاوشیں بروئے کار لائی جائیں گی اور جو ہمارے فاضل بھائیوں کی تکلیف ہے اس کا ازالہ کرنے کی میں پوری یقین دہانی ہاؤس کو کرواتا ہوں۔ اس سے بڑھ کر کوئی حل نہیں ہو سکتا۔

جناب سپیکر، شکریہ۔ جی، سعید اکبر خان صاحب!

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! میری اس میں یہ تجویز ہے کہ نہایت ہی اہمیت کا حامل معاملہ زیر بحث ہے اور مجھے اس پر قطعاً کوئی خدشہ نہیں ہے کہ گورنمنٹ اس میں کوئی بھی ایسا بہتر اقدام جو عوام اور کاشتکاروں کے لیے بہتر ہو گا لینے سے گریز کرے گی۔

جناب سپیکر! اسی ہاؤس کی یہ روایت رہی ہے۔ اس وقت میں اپوزیشن میں تھا

کہ ایک دن اسی طرح ہاؤس میں اسی معاملے پر discussion ہوئی۔ اس وقت کے وزیر اعلیٰ نے اور اس وقت کے ہاؤس نے ایک کمیٹی بنائی جو day to day اس معاملے کو زیر بحث لاتی تھی اور اس کی میٹنگز ہوتی تھیں اور تمام اس کے متعلقہ لوگ روزانہ اس میٹنگ میں آتے تھے اور day to day رپورٹ پیش کرتے تھے۔

جناب سپیکر! اس میں قطعاً کوئی ایسا معاملہ نہیں ہے کہ یہ اپوزیشن والوں کا ہے یا حکومتی بنچوں کا ہے۔ یہاں جتنے دوست بیٹھے ہیں اور جہاں گنے کی پیداوار ہے۔ ہمارے ضلع میں تین چار شوگر ملیں ہیں جو وہاں سے گنا لیتی ہیں۔ یہ نہایت ہی سنجیدہ معاملہ ہے۔ آپ اس معاملے کو اس طرح ڈسکشن کے بعد ختم ہونے سے بچائیں اور اس پر کوئی فیصلہ کریں تاکہ ان کی day to day working کو چیک کیا جائے اور جو مشکلات اس وقت پیش آئیں ان کو حل کرنے کے لیے کمیٹی گائیڈ کرے اور ان کو جو feed back ملے۔ اس پر کوئی فیصلہ کرے۔

جناب سپیکر! مجھے پتا ہے کہ وزیرخوراک اس پر کافی کوشش کر رہے ہیں تاکہ کسی کاشتکار کو تکلیف نہ ہو لیکن ہاؤس میں جو consensus ہے۔ اس کا بھی کوئی رزلٹ آنا چاہیے تاکہ لوگوں کو پتا چلے کہ یہ جو ہاؤس ہے یہ ہمارا ہے اور ہمارے لیے یہ ہر وقت فکرمند رہتا ہے اور ہمارے لیے یہ کوئی نہ کوئی کام کرتے ہیں۔ میری یہ تجویز ہے کہ بے شک وزیر خوراک کو کہہ دیں کہ یہ یہاں بیٹھ کر کمیٹی بنا لیں اور اس پر یہ اس ہاؤس کو بھی رپورٹ پیش کریں اور پبلک میں بھی یہ کارروائی آئے گی کہ آج وہ یہ معاملہ زیر بحث لائے اور اس پر یہ فیصلہ کیا ہے۔ میری یہی تجویز ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، چودھری جاوید احمد!

چودھری جاوید احمد: جناب سپیکر! میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا۔ میں آپ کے توسط سے وزیر خوراک صاحب سے یہ گزارش کرنی چاہوں گا کہ جب شوگر ملوں کے بارے میں یہ تمام باتیں ہوں تو اس پر فوری کارروائی کریں کیونکہ شوگر سیزن شوگر کین کرشنگ کا اختتام ہو رہا ہے۔ یہ فوری اہمیت کا حامل ہے۔ کسانوں کا

بہت استحصال ہو چکا۔ میں یہاں پر ان کی خدمت میں یہ بھی گزارش کروں گا کہ ہمارے ضلع پاکپتن کی اتفاق شوگر مل کے بارے میں بھی خیال رکھیے گا۔ وہاں کی چیکنگ بھی کروالیں۔

جناب سپیکر، شکریہ۔ جی، ڈاکٹر صاحب!

وزیر آبکاری و محصولات، جناب سپیکر! اس موضوع پر تمام ممبران نے جن کمزوریوں اور خرابیوں کی نشان دہی کی ہے۔ وہ اپنی جگہ صحیح ہے وہ کام صرف وزیر خوراک یا وزیر زراعت کے بس کی بات نہیں۔ اس سلسلے میں' میں ایک تجویز دینا چاہتا ہوں تا کہ اس مسئلے کو فوری طور پر اور سیزن کو سامنے رکھتے ہوئے ہر ایم پی اے اپنے حلقے کے اندر ان خرابیوں کو' ان چیزوں کو دیکھے اور EDOs(R) جو کہ انھوں نے فرمایا ہے کہ قانون کے دائرے کے اندر ہے ان کے علم میں وہ خرابی فوری طور پر لائی جانے اور فوری طور پر وزیر موصوف کو فیکس کی جانے۔ یہ 48 گھنٹے میں یا 72 گھنٹے میں اس کو حل کریں۔ اس طرح یہ مسئلہ حل ہو گا ورنہ کمیشن بنانے سے یا کمیٹی بنانے سے یہ مسئلہ رفع دفع ضرور ہو جائے گا لیکن مطلوبہ نتائج نہیں ملیں گے۔ ایم پی اے حضرات اپنے ڈیروں سے' حویلیوں سے نکل کر عوام الناس تک پہنچیں۔

جناب سپیکر، شکریہ' تشریف رکھیں۔ جی' ڈاکٹر صاحب!

ڈاکٹر اسد معظم، جناب سپیکر! ان مسائل کو حل کرنے کے لیے پنجاب پرائسز اینڈ سپلائی بورڈ تھا۔ اس کی پوزیشن کیا ہے کیونکہ یہ ان مسائل کو حل کرنے کا بہترین فورم تھا۔

جناب سپیکر، شکریہ۔ معزز اراکین نے جو باتیں بھی کی ہیں وہ وزیر خوراک نے بڑے غور سے سنی ہیں اور ان کو بھی اس پر قطعاً کوئی اعتراض نہیں ہے۔ انھوں نے خود ایوان میں فرمایا ہے کہ اگر ہاؤس کی کمیٹی بنا دی جائے تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ میں ایک گزارش کروں گا کہ وزیر خوراک خود ایک کمیٹی تشکیل دے لیں اور جو بھی معاملات یہاں زیر بحث آئے ہیں ان کے حل کے لئے وہ کمیٹی جو بھی رپورٹ

کرے یا گائیڈ لائن دے اس پر عمل کیا جائے۔

میری وزیر موصوف سے دوسری گزارش یہ ہے کہ ادائیگی کا جو طریقہ کار ہے۔ آٹھ دن کے بعد ہوتی ہے' پندرہ دن کے بعد ہوتی ہے' ایک ماہ کے بعد ہوتی ہے وہ طریقہ کار اتنا صاف اور شفاف ہونا چاہئے کہ وہ ہر خاص و عام کے لیے ایک ہی ہونا چاہئے۔ ہو یہ رہا ہے کہ جو زمیندار مل میں گنا سپلائی کرتا ہے اس کو ادائیگی دو ماہ بعد ہوتی ہے اور جو ٹھیکیدار گنا سپلائی کرتا ہے اس کو دو دن کے بعد ہو جاتی ہے اور میرے علم میں ہے کہ وہی ٹھیکیدار مل مینجمنٹ سے مل کر اس زمیندار کو نقد ادائیگی کر کے تین چار روپے بلکہ پانچ روپے فی من تک کم قیمت ادا کرتے ہیں۔ کیونکہ زمیندار کو پیسے کی ضرورت ہوتی ہے وہ اتنا انتظار نہیں کرسکتا کہ ایک یا دو ماہ انتظار کرے۔ اگر گورنمنٹ کا ریٹ 40 روپے ہے تو وہ prefer کرتا ہے کہ اسے net cash اگر مل جاتا ہے تو وہ 35 روپے بھی لے لے۔ اگر ٹھیکیدار کو بھی payment دو ماہ بعد ہی ملے تو پھر وہ بلیک میلنگ نہیں کر سکے گا۔ میری وزیر موصوف سے یہ گزارش ہے کہ payment کا طریقہ کار ہر بندے کے لئے ایک جیسا ہی ہونا چاہئے۔ اگر زمیندار کو پندرہ دن بعد payment ملتی ہے تو ٹھیکیدار کو بھی پندرہ دن بعد ہی ملنی چاہئے۔ شکریہ۔

اب تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہوتا ہے۔ اب ہم گورنمنٹ business لیتے ہیں۔ جی' چودھری ظہیر الدین خان!

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! آپ کا شکریہ۔ آپ نے جیسے فرمایا کہ منسٹر صاحب ایک کمیٹی تشکیل دیں گے۔ اگر مناسب سمجھا جائے تو میری ایک تجویز ہے کہ اس کمیٹی میں وہ ممبر حضرات لئے جائیں جو کہ گنے کے کاشتکار ہوں کیونکہ وہ مسائل کو بہتر سمجھ سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: گنے کے جو کاشتکار ہیں یا جن کا تعلق زمیندارہ سے ہے اور اپوزیشن سے ایم ایم اے' پی پی پی اور مسلم لیگ "ن" کا بھی کمیٹی کا ممبر ہوگا۔ تحریک dispose of کی جاتی ہے۔

رانا آفتاب احمد خان، جناب سپیکر! میں اپنے محترم وزیر قانون صاحب کی توجہ چاہوں گا۔ یہ سمجھتے ہیں کہ شاید اپوزیشن کی negative criticism ہے، ہماری positive criticism ہے کیونکہ کچھ معاملات ایسے ہوتے ہیں جو ہمارے روزمرہ کے زیربحث نہیں آتے۔ مگر ان چیزوں کی نشاندہی کرنا بہت ضروری ہوتا ہے۔ راجہ صاحب! آپ دیکھیں کہ جس وقت supremacy of law ہوگی تو ہمارا یہاں پر بیٹھنا مناسب ہوگا۔ جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ چاہوں گا کہ فیصل آباد میں اس وقت جتنی چوری کی یا چھینی ہوئی گاڑیاں پکڑی ہوئی ہیں۔ وہ ساری گاڑیاں پولیس کے زیراستعمال ہیں۔ اس میں سے ایس ایس پی فیصل آباد کے ذاتی استعمال میں دو گاڑیاں ہیں۔ ایک Honda Civic LRA537 ہے۔ آپ خود چیک کروالیں۔ جتنے ڈی ایس پی صاحبان، ایس ایچ اوز ہیں بغیر کسی قانون کے زیردفعہ 550 ضابطہ فوجداری قبضے میں لینے کے بعد بغیر سپرداری کے ان کے زیراستعمال ہیں، اصل مالکان کو نہیں دی گئی ہیں۔ ان گاڑیوں پر FBD1, FBD2, FBD3 لگا کر 44 گاڑیاں شہر میں تھانیدار یا حوالدار لے کر پھر رہے ہیں۔ یہ کہتے ہیں کہ ہم انصاف فراہم کریں گے۔ اس پر وزیر قانون صاحب! آپ سختی سے نوٹس لیں کہ یہ کس قانون کے تحت گاڑیاں لے کر پھر رہے ہیں؟ اگر مال مقدمہ ہے، سٹیٹ پراپرٹی ہے تو کیا پولیس سٹیٹ پراپرٹی کو استعمال کر سکتی ہے؟ میں نے یہ نشاندہی کی ہے تو میں درخواست کرتا ہوں کہ لاء منسٹر صاحب اگر ذاتی طور پر اس کے متعلق مجھ سے کچھ پوچھنا چاہیں تو میں ان کو معلومات فراہم کر دوں گا۔

رانا مشہود احمد خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی، رانا صاحب!

رانا مشہود احمد خان، جناب سپیکر! میں جناب کی توجہ آج کی ایک خبر کی طرف دلاؤں گا۔ جناب کی روزانہ چیف منسٹر صاحب سے ملاقات ہوتی ہے لیکن وہ اخبار کی زینت نہیں بنتی۔ آج کے اخبار میں ایک خبر تھی کہ جناب وزیر اعلیٰ صاحب کو ملے ہیں اور دونوں نے مل کر اسمبلی کے معاملات کے اوپر discuss کیا ہے اور اس کے اندر آپ نے یہ فرمایا ہے

کہ اپوزیشن کی تمام تر خامیوں کے باوجود' تمام تر رکاوٹوں کے باوجود اسمبلی کے business کو ہم احسن طریقے سے چلائیں گے۔ تو میں آپ سے یہ پوچھوں گا کہ آپ نے ابھی تک اپوزیشن کے کردار میں کیا خامی دیکھی ہے اور ہم اس floor پر جو بھی آواز اٹھاتے ہیں۔ ہم عوام کے حقوق کی آواز اٹھاتے ہیں اور عوام کے اصل مسائل کی نشاندہی کرتے ہیں اور حکومت جس طریقے سے عوامی امنگوں کو بلڈوز کرنے کی کوششیں کرتی ہے اس کے خلاف ہم آواز اٹھاتے ہیں۔ تو آج جو خبر چھپی ہے اس پر ہمارا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ آپ چونکہ ہاؤس کے کسٹوڈین ہیں اور اس حوالے سے آپ اپنے کردار کے اوپر بھی اس بات کو لے کر آئے ہیں' مجھے اس پر جواب چاہئے۔

جناب سپیکر، شکریہ۔ اس بارے میں میری کسی صحافی سے ملاقات نہیں ہوئی ہے۔ میرا خیال ہے کہ اس کا جواب اتنا ہی کافی ہے۔

گروپ کیپٹن (ریٹائرڈ) مشتاق احمد کیانی، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، کیانی صاحب! میرا خیال ہے کہ ہم business شروع کریں کیونکہ ابھی بل آنا ہے۔ جی!

گروپ کیپٹن (ریٹائرڈ) مشتاق احمد کیانی، جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ اسے پڑھ لیں انہوں نے ہماری دھجیاں اڑاتے اڑاتے یہ کہا ہے کہ اس سے زیادہ نکمی اپوزیشن آج تک نہیں دیکھی گئی ہے۔ ہم تو کچھ نہیں کہہ رہے۔ سب بیٹھ کر حالات دیکھ رہے ہیں۔

خدارا! They should behave like gentlemen now.

جناب سپیکر، شکریہ۔ جی' آجاسم شریف صاحب!

جناب محمد آجاسم شریف، بڑی مہربانی۔ میرے بزرگوں نے جو الفاظ کہے ہیں---

جناب سپیکر، آپ بار بار ان الفاظ کو کیوں دہراتے ہیں؟ بار بار انہی الفاظ کو نہ دہرائیں۔

جناب محمد آجاسم شریف، جناب والا! میں انہی الفاظ کو دوبارہ نہیں دہراؤں گا۔ اگر آپ مجھے دو منٹ کے لئے سن لیں تو یہ ہمارے ہاؤس کے لئے بھی بہتر ہے۔ ہم یہاں غریب لوگوں کا بھلا کرنے کے لئے آئے ہیں اور ہمارے غریب کا بھلا ہونے کی بجائے

ہمارے وزراء صاحبان بیس بیس لاکھ روپے کی گاڑیاں لے کر اور سڑک پر کھڑے ہو کر موبائل پر بیس بیس منٹ پتا نہیں کس سے بات کرتے رہتے ہیں؟ اور بعد میں کہتے ہیں کہ یہ گاڑی کوئی چھین کر لے گیا۔ اب پتا نہیں کہ وہ گاڑی بیچ دی اور وہاں سے الیکشن کا خرچہ پورا کر لیا۔

جناب سپیکر، شکریہ۔

جناب محمد آجاسم شریف، جناب! میری پوری بات سن لیں کہ جب ہمارے یہ معزز دوست کہہ رہے ہیں کہ اپوزیشن کیسی آئی ہے؟ میں دیکھ رہا ہوں کہ ایسے ایسے منسٹر آئے ہیں کہ جنہیں سوال کا جواب ہی دینا نہیں آتا؛ جنہیں یہ پتا نہیں ہوتا کہ ہم تیاری کیا کر کے آئے ہیں؛ میں یہ گزارش کرتا ہوں کہ آپ سب سے پہلے اپنے وزراء کو درست کیجیے۔۔۔

جناب سپیکر، شکریہ۔ اب آپ تشریف رکھیں۔ آپ کا یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔

جناب محمد آجاسم شریف، جناب والا! جب ہماری باری آتی ہے تو آپ ہمیں بٹھا دیتے ہیں۔ میری صرف دو منٹ بات سن لیجیے۔ آپ جیسے حکومتی نمائندوں کو ٹائم دیتے ہیں' ویسے ہمیں بھی ٹائم دیں۔ کیونکہ حکومتی نمائندوں کو بھی ہماری بات سننے کا حوصلہ ہونا چاہئے۔۔۔

جناب جاوید حسن گجر، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، آجاسم صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ میں نے انہیں فلور دے دیا ہے۔ جی!

جناب جاوید حسن گجر، جناب سپیکر! چودھری ظہیر صاحب نے یہ کہا تھا کہ پبلک سیکٹر میں کوئی ایسی لیبارٹری شوگر کین فیکٹری کے پاس نہیں ہے۔ میں نے یہ نہیں کہا تھا کہ شوگر کین فیکٹری اپنی لیبارٹریز کو launch کرے۔ میں نے یہ کہا تھا کہ ہماری یونیورسٹی میں جو already زراعتی established ہے' میں اس یونیورسٹی کا طالب علم رہا ہوں' ہمارے جھنگ روڈ پر بہت بڑی لیبارٹری ہے' وہ وہاں سے استفادہ کریں۔ دوسری بات جناب لودھی صاحب نے یہ کہا تھا کہ ہم نے کین کمیشن مقرر کیا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں یا speech deliver کر رہے ہیں؟ آپ پلیز تشریف رکھیں۔چٹھہ صاحب رپورٹ پیش کرنا چاہتے ہیں۔ جی، چٹھہ صاحب!

سرکاری کارروائی

مجلس خصوصی نمبر 1 کی رپورٹ کا پیش کیا جانا

جناب اکمل سیف چٹھہ: جناب سپیکر! میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ۔

"مسودہ قانون (ترمیم) نوعمر افراد کی تمباکو نوشی پنجاب مصدرہ 2003 کے بارے میں مجلس خصوصی نمبر 1 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ کہ۔

"مسودہ قانون (ترمیم) نوعمر افراد کی تمباکو نوشی پنجاب مصدرہ 2003 کے بارے میں مجلس خصوصی نمبر 1 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب اکمل سیف چٹھہ: میں مسودہ قانون (ترمیم) نوعمر افراد کی تمباکو نوشی پنجاب مصدرہ 2003 کے بارے میں مجلس خصوصی نمبر 1 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

(اس مرحلے پر رپورٹ پیش ہوئی)

مسودہ قانون (جو زیر غور لایا گیا)

مسودہ قانون (ترمیم اول) مقامی حکومت پنجاب مصدرہ 2003

MR SPEAKER: Now we take up the Punjab Local Government (First Amendment) Bill 2003 (Bill No 3 of 2003) Minister for Law'

MINISTER FOR LAW: Sir. I move

"That the Punjab Local Government (First Amendment) Bill 2003 (Bill No 3 of 2003) as recommended by the Special Committee No 1 be taken into consideration at once."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Local Government (First Amendment) Bill 2003 (Bill No 3 of 2003), as recommended by the Special Committee No 1 be taken into consideration at once".

There are two amendments to this motion. The first amendment is from Rana Sanaullah Khan, Rana Aftab Ahmad Khan, Raja Riaz Ahmad, Dr Asad Ashraf, Ch Ejaz Ahmad Samma, Mr Ali Hassan Raza Qazi, Raja Muhammad Shafqat Khan Abbasi, Dr Muhammad Javed Siddiqui, Mr Sami Ullah Khan, Rana Tajammal Hussain, Rana Mashhood Ahmed Khan, Sh Ejaz Ahmad, Mr Muhammad Ajasam Shariff, Mrs Nighat Parveen, Mrs Parveen Masood Bhatti and Miss Saba Sadiq Rana Aftab Ahmad Khan may move!

RANA AFTAB AHMAD KHAN. Sir, I move

"That the Punjab Local Government (First Amendment) Bill 2003 (Bill No. 3 of 2003) as recommended by the Special Committee No 1 be circulated for the purpose of eliciting opinion

thereon by 15 March 2003."

MR SPEKAER: The motion moved is:

> "That the Punjab Local Government (First Amendment) Bill 2003 (Bill No. 3 of 2003) as recommended by the Special Committee No. 1 be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 15 March 2003."

Minister for Law: I oppose it, Sir.

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب! وزیر قانون اسے oppose کرتے ہیں۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! یہ بڑے دکھ کی بات ہے کہ ہم اس بل یا اس document میں آج ترمیم لا رہے ہیں جو کہ آج تک کبھی بھی، کسی اسمبلی میں یا کسی قانون ساز ادارے میں پیش تک نہیں ہوا۔ اس کو بنانے والے کون تھے؛ کسی کو آج تک نہیں پتا۔ کیونکہ ہر روز یہ بات ہوتی ہے کہ Primary duty of the member is legislation. آپ ایسی لیجسلیشن اور ایسے بل کے متعلق ترمیم کر رہے ہیں جو کسی اسمبلی میں نہیں گیا، کسی ایوان میں نہیں گیا، ایک فرد واحد نے، ایک وردی کی طاقت نے ایک دفتر میں بیٹھ کر اس کو نافذ العمل کر دیا۔ اگر آپ آئین میں دیکھیں اور آپ Fundamental Rights کا Chapter پڑھیں تو اس کے صفحہ 16 پر واضح ہے۔

> "29. **Principles of Policy.- (1)** The principles set out in this chapter shall be known as the Principles of Policy, and it is the responsibility of each organ and authority of the State, and of each person performing functions on behalf of an organ or authority of the State, to act in accordance with those Principles in

so far as they relate to the functions of the organ or authority."

جناب سپیکر! اس اسمبلی کا بنیادی کام قانون سازی ہے۔ یہ بل کسی اسمبلی میں نہیں گیا اور اس کو ایک فرد واحد نے نافذ کر دیا ہے۔ اس کو Schedule VI میں لا کر نافذ کر دیا ہے۔ کوئی بھی قانون کسی بھی حکومت میں آیا ہے For validation it has gone to the Parliament ۔ پاکستان کی تاریخ میں پہلی مرتبہ یہ ایک ایسا قانون ہے جو کہ بغیر سوچے سمجھے نافذ ہو گیا ہے۔ ہمیں کوئی اعتراض نہیں تھا۔ اگر یہ بن گیا تھا تو اسے اس ایوان میں لاتے اور آپ اسے validate کر دیتے۔ مگر یہ قانون without validation آ گیا۔ چونکہ یہ ایک ایسی چیز ہے کہ جو وہ آپ کے ذمہ ڈال رہے ہیں کہ جس پہ آپ کو قوم اور عوام معاف نہیں کرے گی۔ Will of the people can never be defeated What is the will of the people? الیکشن ہوئے ہیں اور الیکشن میں لوگوں نے اپنے نمائندوں کو منتخب کیا ہے جس کے تحت نمائندے اسمبلیوں میں آ گئے، یونین کونسلوں کے ناظم بن گئے، تحصیل کے ناظم بن گئے۔ اس سسٹم میں کتنی Funny صورتحال آ گئی ہے کہ اس آئین میں دیکھا گیا کہ ایک نظام آ رہا ہے اور یہ نظام لانے والا کون ہے؟ جنرل نقوی۔ جنرل نقوی صاحب چلے گئے ہیں، قوم کو قتل کر کے چلے گئے ہیں۔ یہاں پر ایک واقعہ سنانے کے لئے میں آپ کی توجہ چاہوں گا۔ ایک لڑکے نے اپنے ماں باپ کو قتل کر دیا۔ اس لڑکے کو گرفتار کر لیا گیا۔ جب وہ عدالت میں پیش کیا گیا تو اس لڑکے نے کہا کہ جناب جج صاحب! آپ مجھے معاف کر دیں۔ جج صاحب نے کہا کہ آپ کو کیوں معاف کر دوں؟ لڑکے نے کہا کہ جناب میں یتیم ہو گیا ہوں۔ اسی طرح جنرل نقوی نے کیا ہے کہ آپ کی قوم کا قتل کرنے کے بعد وہ اس ملک سے چلے گئے ہیں۔ آپ دیکھیں کہ انہوں نے کیا کرنا تھا What was a Local Government? ۔ لوکل گورنمنٹ میں آپ دیکھیں کہ اس کی spirit کے تحت آپ نے ہر گاؤں میں، ہر گھر میں اختلافات پیدا کر دیئے ہیں۔ ہر گاؤں میں آپ نے اکیس اکیس چودھری پیدا کر

دیئے ہیں۔ آپ دیکھیں کہ کتنے الیکشن ہوئے اور کتنے فسادات ہوئے اور What is the outcome of it? What benefit you have given to the society? What development you have made. کیا ہمارے مسائل کم ہوئے ہیں؟ یہ کس کے لئے کیا گیا تھا؟ on the floor of this House آپ بتائیں کہ آپ کے پاس 90 فیصد مسائل پولیس سے متعلق ہوتے ہیں۔ If anybody has an objection then he can rise and stop me for that and whenever I am irrelevant you can stop me for that آپ دیکھیں کہ اس نظام کے آنے کے بعد آپ نے پولیس کو زیادہ powerful کر دیا ہے اور District Nazim is the sole authority of everything جب لوگوں نے آپ کو منتخب کیا تو کہا گیا تھا کہ اگر یہ لوگ قانون کے مطابق کام نہیں کریں گے، اصول کے مطابق کام نہیں کریں گے تو ان کے خلاف عدم اعتماد ہو جائے گا۔ مگر اب آپ ایسا قانون لا رہے ہیں کہ جس کے تحت آپ اس کی میعاد مقرر کر رہے ہیں کہ جون 2003 تک آپ نے جتنے ڈاکے مارنے ہیں مارلیں، تم جو کچھ کرنا چاہتے ہو کر لو اس پر کوئی عدم اعتماد نہیں ہے۔ devolution plan کے تحت آپ دیکھیں کہ اس میں یہ تھا کہ colonial system ختم کرنا ہے۔ colonial system تین سو سال پرانا ہے آپ نے اس سسٹم کو امریکہ کی Dakota State سے لیا ہے جو کہ امریکہ کی سب سے زیادہ underdeveloped state ہے۔ colonial system you have shifted from U.K to United States. یو۔ کے کی تاریخ پڑھیں تو جب یہ وہاں تھا تو England had the mind but they didn't have the labour, جتنی لیبر گئی تھی وہ انگلینڈ میں گئی تھی۔ and in America they had the labour but didn't have the brain آپ دیکھیں کہ امریکہ میں جتنے بھی top کے چارٹرڈ اکاؤنٹنٹس، ڈاکٹرز، انجینئرز، معاشی تجزیہ نگار وہ سب مختلف ممالک سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان لوگوں کا سسٹم لانے کے بعد اور جنرل نقوی صاحب has never been to any place انہوں نے بیٹھ کر ایک میٹنگ کی۔ اس میں انہوں نے ایک DMG گروپ کو let down کرنا تھا۔ میں

آپ کو تاریخ بتا رہا ہوں کہ This is going to be on record and the time is going to prove it that I was right اس میں یہ ہوا کہ سیکرٹریٹ سروس، ڈی ایم جی اور پولیس جو چیف ایگزیکٹو سیکرٹریٹ تھا اس میں سیکرٹریٹ گروپ کی زیادہ نمائندگی چلی گئی اور ساتھ ہی پولیس والے چلے گئے۔ سیکرٹریٹ گروپ والوں نے سوچا کہ اس کو undermine کیا جائے۔ انہوں نے اس کی منصوبہ بندی کی۔ انہوں نے DMG گروپ کا لفظ اڑانے کے لیے کہا کہ یہ جو کالے انگریز ہمارے ہاں ہیں ان کو ختم کرنے کے لیے They made a very deep intrigue اور آپ دیکھیں کہ پولیس والوں نے اپنے قانون کو چیلنج نہیں ہونے دیا۔ There are two thousand two Provincial subjects taken into the Federal subject اس پر انہوں نے ایک ماسٹر پلان کے تحت ان کو منظور کر دیا۔ آپ ماشاء اللہ ہمارے بڑے بھائی ہیں، آپ نے ہمیشہ اصول کی بات کی ہے آپ دیکھیں کہ There is no coordination between a Union Council, Tehsil Council and the District Council. یونین کونسل کا ناظم سمجھتا ہے کہ میرے علاوہ کوئی کام نہیں کر سکتا ہے۔ ان کو 45 ہزار روپیہ بھیج دیتے ہیں۔ وہ تین ہزار روپیہ جیب میں ڈال لیتا ہے اور ایک ہزار روپیہ ہر میٹنگ میں خرچ کر دیتا ہے۔ اس کا انڈہ پراٹھا چل گیا ہے۔ اسی طرح تحصیل میں بھی ہے۔ آپ فیصل آباد کا مجھے بتائیں۔ میں حلفاً بات کر رہا ہوں اور whenever I am irrelevant you can stop me and I will sit down۔ یہ میرے پاس فیصل آباد کے ظالموں کا حساب ہے۔ This is a full book of dacoities, robberies of the District Nazim. آپ دیکھیں کہ اپنی بیگم صاحبہ کے حلقے میں ترقی کرانے کے لئے سات کروڑ روپیہ خرچ کر دیا گیا ہے۔ جدھر منظور نظر لوگ تھے ادھر لگا دیا اور آپ کو جو اسمبلی میں جواب دیا ہے اس میں ایک روپیہ کا ذکر نہیں ہے کہ انہوں نے اپنے حلقہ میں لگوایا ہے۔ آپ دیکھیں کہ کتنی بدقسمتی کی بات ہے کہ آپ یہ قانون extend کر رہے ہیں، فیصل آباد کی اسمبلی نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ ان کو جو اختیارات دیئے گئے تھے ان کی powers withdraw کر لی گئی ہیں۔ جس

آدمی کی powers withdraw کر لی گئی ہوں Do you think he has any moral ground, any legal ground, any ethical ground that he should stay

یہاں پر ڈاکٹر شفیق صاحب بھی تشریف رکھتے ہیں۔ وہ مجھے یہ حلفاً بتائیں کہ کیا فیصل آباد میونسپل کارپوریشن میں کرپشن نہیں ہو رہی؟ بورڈوں کے ٹھیکے نہیں ہو رہے؟

وزیر آبکاری و محصولات، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی، ڈاکٹر صاحب!

وزیر آبکاری و محصولات: جناب سپیکر! فاضل ممبر نے چونکہ میرا نام لے کر بات کی ہے۔ میں ان کی توجہ اس امر کی جانب مبذول کراؤں گا کہ ہر چیز کا ایک طریقہ کار ہے اگر یہاں پر کوئی جواب غلط دیا گیا ہے تو میں رانا صاحب کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ وہ privilege motion لائیں اور وہ تمام ثبوتوں کے ساتھ آگے آئیں تاکہ ڈسٹرکٹ ناظم، تحصیل ناظم، جس کا بھی محاسبہ کرنا ہے۔ اس کا محاسبہ کیا جائے۔ یہ مسئلہ صرف تقاریر سے حل نہیں ہو گا۔ میں ان کو تجویز دوں گا کہ وہ by name ثبوت کے ساتھ آئیں تاکہ سارا ایوان اس کو دیکھے اور کمیٹی بنے اور اگر انہوں نے کوئی بے ضابطگی کی ہے تو ان کو اس کی سزا دی جا سکے۔

جناب ارشد محمود بگو، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی، ارشد محمود صاحب!

جناب ارشد محمود بگو: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! مجھے وزیر موصوف کی بات سے بڑا افسوس ہوا ہے۔ انہوں نے ابھی فرمایا ہے کہ ہمارے پاس کرپشن کا کوئی ثبوت لائیں تو ہم ان کے خلاف کارروائی کرتے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ آپ نے اس ہاؤس میں جو قانون پیش کیا ہے۔ اسی حوالے سے بات کریں۔ اس قانون کے پاس ہونے کے بعد آپ کس طرح ان کا حساب کتاب چیک کر سکیں گے؟ آپ تو اس میں رکاوٹ پیدا کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: ارشد محمود صاحب! تشریف رکھیں۔

وزیر آبکاری و محصولات، جناب والا! ہم ان کی سرپرستی نہیں کر رہے۔ کل اپوزیشن کے

دوستوں کا سارا زور اس بات پر تھا کہ unheard کچھ نہیں ہونا چاہئے۔ تو میں نے بھی یہ عرض کی ہے کہ اگر واقعی کوئی کرپشن کا ثبوت ہے تو اسے پیش کریں' اسے سامنے لائیں تاکہ انھیں قرار واقعی سزا مل سکے۔ میں ان کا راستہ تو نہیں روک رہا۔

ملک اصغر علی قیصر: جناب سپیکر! میں ڈاکٹر صاحب کی اطلاع کے لئے عرض کرنا چاہوں گا کہ میں نے بطور ممبر آپ سے کہا تھا کہ جب ضلعی ناظم کو صوابدیدی اختیارات دیئے گئے تو انھوں نے اس کا ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے ایک کروڑ 39 لاکھ روپے کے کام اپنے اس حلقے میں کروائے جہاں سے ان کا بھائی ایم این اے منتخب ہوا ہے۔ ڈاکٹر صاحب! کیا یہ کرپشن کے زمرے میں نہیں آتا؟ اس نے صرف ایک ہی حلقے کو ترجیح دی اور حکومت کا سارا روپیہ ادھر لگا دیا۔ یہ سب کچھ ریکارڈ پر ہے۔ اس سے بڑا ثبوت اور کیا ہوگا؟

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! فاضل وزیر نے مجھے رولز پڑھانے کی کوشش کی ہے۔ میں ان کا بڑا ممنون ہوں۔ شاید ان کے علم میں نہیں کہ کل میرا ایک سوال table ہو گیا تھا۔ اس کی تحریک استحقاق کے لئے ایک ضابطہ کار ہے' اس کے مطابق تحریک استحقاق دینا میرا حق ہے۔ میں اس حق کو استعمال کرتے ہوئے تحریک استحقاق ضرور دوں گا اور میں یہ کاغذات ثبوت کے طور پر ایوان کی میز پر بھی رکھ دوں گا۔ آپ بھی اس کا مطالعہ کر لیجئے گا۔ But never defend the corrupt people, if you have to survive on honesty and dedication, commitment and honour

وزیر آبکاری و محصولات: جناب سپیکر! نکتۂ ذاتی وضاحت۔ میں نہ خائن کا حامی ہوں اور نہ ہم ان کے سرپرست ہیں۔ میں نے تو صرف یہ عرض کیا ہے کہ اس کے لئے وہ کوئی طریق کار اپنائیں تاکہ اس بات کو آگے بڑھایا جائے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ رانا صاحب! آپ اپنی بات مکمل کریں۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! ایک شعر ہے کہ

تم نے تو یہ کہا تھا اُجالا کریں گے ہم
تم نے تو سب چراغ دلوں کے بجھا دیئے

جناب سپیکر! بات چلنے دیں ' ہم relevant بات کر رہے ہیں۔ مجھے اس میں extension of time کی فلاسفی سمجھ نہیں آئی۔ کتنے دکھ کی بات ہے I would say it was due to some misunderstanding. نئے لوگ تھے ' ان کو پتا نہیں تھا کہ خصوصی مجلس قائمہ کے کیا اختیارات ہوتے ہیں؟ اگر ہمارے محترم ساتھی چلے جاتے تو یہ بل ادھر ہی kill ہو جاتا۔ مگر It was very unfortunate ' سوچا نہیں گیا کہ اس کا ردعمل کیا ہوگا؟ آپ اس کو defend نہ کریں کیونکہ Ultimately this is going to be head-on collision between the District Government and the Legislators میں ابھی بھی کہتا ہوں کہ ہمیں کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ بہتر ہو گا کہ آپ ابھی قانون سازی کریں کیونکہ آپ نے ہی تبادلوں اور نوکریوں کے لئے درخواستیں لے کر ان کے پاس جانا ہے۔ ترقیاتی کام آپ نے کروانے ہیں۔ میں اب بھی ہاؤس کے floor پر کہتا ہوں کہ ہم قانون ساز ہیں' We are legislators We should go for a good legislation مگر میں آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ فرض کریں آپ کسی کا تبادلہ کرتے ہیں۔ ضلعی ناظم مجاز اتھارٹی ہیں۔ وہ اس پر عمل در آمد نہیں ہونے دیتا۔ تو پھر کیا فائدہ ہوا؟ وزراء کو تو ابھی تک اپنے اختیارات کا علم ہی نہیں ہے۔ میں خود وزراء کو ایک لیکچر دوں گا کہ رولز آف بزنس میں آپ نے کیسے amendment کروائی ہیں؟ آپ وہاں پر کیسے effective ہو سکتے ہیں؟ وزراء صاحبان رولز آف بزنس ضرور پڑھیں۔ وہاں پر لکھا ہوا ہے کہ The Secretary is the administrative head. جو administrative head ہوتا ہے وہ آپ سے policies لے گا لیکن ان پر عمل در آمد کرنا اس کی اپنی مرضی ہے۔ یہ بڑا واضح ہے۔ یہاں پر وزیر صاحب نے ضلعی ناظم کی کرپشن کے حوالے سے ہونے والی بات کو بڑا محسوس کیا ہے۔

جناب سپیکر: رانا صاحب ' آپ اس بات کو چھوڑیں مہربانی کر کے to the point بات کریں۔

رانا آفتاب احمد خان: میں پھر کرپشن کے بارے میں کیسے بتاؤں؟ آپ مجھے طریقہ بتا

دیں۔ مجھ سے زیادہ آپ کو پتا ہے۔ آپ کی مسکراہٹ ہی مجھے بتا رہی ہے۔ زیر مونچھ مسکرانا تو میں نے سنا تھا لیکن سپیکر کا مسکرانا مجھے سمجھ نہیں آیا۔

جناب سپیکر ، جنرل نقوی جو کہ جمہوریت کے قاتل تھے۔ سب کچھ انہی کا کیا دھرا ہے۔ اب آپ اپنے اختیارات ضلعی حکومت سے واپس کیسے لے سکتے ہیں؛ آپ ضلعی حکومت کو ادھر defend کیوں کرتے ہیں؛ پیپلز پارٹی نے ایک ضلعی حکومت کا plan دیا تھا۔ میں اس کی نقول سب ممبران کو دوں گا۔ آپ اسے پڑھیے گا۔ اس میں ہر چیز واضح ہے۔ اس وقت آپ کی صوبائی حکومت ، یونین کونسل ، تحصیل کونسل اور ضلعی حکومت کے درمیان کوئی coordination نہیں ہے۔ اس نظام کے آنے کے بعد کسی کو کچھ معلوم نہیں ہے۔ اگر کسی کا کوئی settlement کا مسئلہ ہے تو اسے معلوم نہیں ہے کہ وہ کہاں جائے؛ پہلے وہ ڈی سی ، اے ڈی سی یا اے سی کے پاس چلے جاتے تھے۔ اپنے مسائل حل کروا لیتے تھے۔ اب EDO کو "ایڈو" اور DDO کو "ڈیڈو" کہتے ہیں ۔ یہ سسٹم انھوں نے دیا ہے اور پھر اس نظام کے آنے کے بعد سول بیوروکریسی بھی آپ کے ساتھ sincere نہیں ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ You have to watch your steps یہ لوگ اس نظام کو نہیں چلنے دیں گے۔ They will make either you or us the scapegoats آج تک مجھے بتائیں کہ کبھی کسی پولیس والے نے پولیس والے کو سزا دی ہے؛ کبھی کسٹم والے نے کسی کسٹم والے کو نوکری سے نکالا ہے؛ کبھی کسی ڈی ایم جی نے کسی ڈی ایم جی کے افسر کو نکالا ہے؛ مگر It is very unfortunate ہمیشہ سیاست دان آتے ہیں ، ایک دوسرے پر کیچڑ اچھالتے ہیں sitting here. And the beneficiaries are always the soldiers They say they are expert of every thing except their own job آپ دیکھیں ، کتنے دکھ کی بات ہے کہ اگر ضلعی نظام بنانا ہے تو جنرل نقوی نے بنانا ہے۔ ریلوے چلانی ہے تو جنرل جاوید اشرف نے چلانی ہے۔ اگر پی آئی اے چلانی ہے تو جنرل امجد نے چلانی ہے ۔ نیب انہی نے چلانی ہے۔ جناب سپیکر ! "جس کا کام اسی کو ساجھے " میں یہ عرض کروں گا کہ آپ جو

ترمیم کر رہے ہیں You are giving a breathing time for corruption میں فیصل آباد کے حوالے سے بات کروں گا۔ میرا وہاں ذاتی کوئی مسئلہ نہیں ہے نہ تو میرا وہاں پر کوئی ناظم ہے نہ واسطہ ہے لیکن میں تو غریب اور down trodden لوگوں کے حقوق کے لئے لڑ رہا ہوں۔ ان لوگوں نے آپ کو منتخب کیا ہے۔ انھوں نے کہا کہ اگر یہ لوگ قانون ' اصول اور ضابطے کے مطابق کام نہیں کریں گے تو ان کو ہم No Confidence سے اتار دیں گے۔ آپ اس سسٹم کو extend کر رہے ہیں' بعد میں اسے مزید 30 جون تک extend کریں گے۔ What will come out of it? وہ بجٹ دے جائیں گے اور بجٹ دینے کے بعد اس کو تباہ کر جائیں گے۔ خدارا! آپ اس بارے میں سوچیں۔ یہ قانون آپ نے نہیں بنایا۔ یہ آپ کو بنا بنایا مل گیا ہے۔ اس قانون کے لئے انھوں نے آپ کے پاس آنا بھی مناسب نہیں سمجھا اور آپ اسی کی توثیق کر رہے ہیں۔ This will be very unfortunate and the coming generation will never ever forgive you' آپ کو کبھی معاف نہیں کرے گی۔ میرا ایک دوست کتاب لکھ رہا ہے۔ اس نے اس کا نام "from khoti to Pajero" رکھا ہے۔ اور یہ لوکل گورنمنٹ سسٹم پر ہے۔ کیسے یہ شروع ہوا اور کہاں تک گیا ہے؛ وہ کتاب بھی میں آپ کو دوں گا۔ آپ دیکھیں گے کہ اس میں کتنی irregularities کی نشاندہی کی گئی ہے۔ میں ایک اور بات ہاؤس کے فلور پر کہتا ہوں کہ انشاء اللہ وقت آنے پر آپ دیکھیں گے کہ یہ جتنے ضلعی ناظم ہیں سب کے سب قید ہوں گے۔ سول بیوروکریسی بڑی سمجھ دار ہے۔ یہ آہستہ آہستہ ان سے اکاؤنٹس میں دستخط کرواتے جا رہے ہیں۔ جب وقت آئے گا تو یہ ضلعی ناظم ہی ذمہ دار ہوں گے۔ ہمیں پتا ہے' جب ہم یا آپ کسی کے خلاف کوئی درخواست یا سوال دیتے ہیں تو اس کا مخالف ہمیں خود بخود مواد دینا شروع کر دیتا ہے۔ They provide us the informations We are not working for any Agency آپ کسی کے بارے میں کوئی تحریک استحقاق یا تحریک التوائے کار دیتے ہیں تو ہمیں لوگ خود مواد دیتے ہیں ' یہ افسر ہمیں خود مواد مہیا کرتے ہیں کہ جی! آپ یہ پوچھیں کیونکہ وہ نہیں چاہتے کہ یہ

نظام چلے۔ مگر میری یہ گزارش ہو گی' جیسے آج بڑا friendly attitude ہے۔ میری باتوں کو محسوس مت کریں۔ جنرل نقوی نے آپ کے لئے صرف ایک اچھا کام کیا ہے۔ یہ جو خواتین کی سیٹیں بڑھی ہیں اس سے آپ کا کورم پورا رہتا ہے۔ (قطع کلامیاں)

چودھری تسنیم ناصر : پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر : رانا صاحب ! آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

رانا آفتاب احمد خان : جناب سپیکر! وہ پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑے ہیں۔ ویسے میں نے تو اپنی بہنوں کی تعریف کی ہے کہ میری بہنیں بڑی attentive ہیں۔

جناب سپیکر : معزز رکن پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑے ہیں۔

چودھری تسنیم ناصر : جناب سپیکر! میری معزز رکن سے درخواست ہے کہ جب ان کے پاس الفاظ ختم ہو جاتے ہیں تو یہ خود بخود عورتوں کی طرف نشاندہی کرتے ہیں۔ یہ ہماری بہنیں ہیں' ہماری ساتھی ممبران ہیں۔ ہم آپ کی بات سن رہے ہیں۔ مہربانی کر کے آپ اپنی بات کو خواہ مخواہ لمبا نہ کریں۔ مختصر بات کریں۔ ہم سننے کے لئے تیار ہیں۔ ہمارے پاس حوصلہ ہے۔ اور انشاءاللہ We will face it.

رانا آفتاب احمد خان : جناب والا! عقل کی بات ان کو ویسے ہی اچھی نہیں لگتی۔ میں نے تو ان کی تعریف کی ہے کہ ان بہنوں کے آنے کی وجہ سے یہاں ہاؤس کا کورم پورا رہتا ہے۔اس میں غیر متعلقہ بات کیا ہے؟ یہ میری محترم بہنیں ہیں۔ مجھے ان کا احترام ہے۔

بیگم زینت خان، جناب سپیکر ! پوائنٹ آف آرڈر۔ رانا صاحب نے کہا ہے کہ خواتین کورم پورا کرنے کے لئے ہیں۔ اس سے پہلے بھی ہمارے ایک معزز اپوزیشن رکن نے کہا کہ صحافیوں کے ساتھ آپ کی بات ہوئی جو کہ نہیں ہوئی تھی۔ لیکن انھوں نے اپنی طرف سے یہ کہا کہ اس میں اسمبلی کے معاملات یا بزنس پر بات ہوئی ہے۔ میں یہی عرض کروں گی کہ کبھی تو ہمارے اپوزیشن کے قائم مقام لیڈر رانا ثناء اللہ صاحب خواتین کو discuss کرنے لگ جاتے ہیں ۔ کبھی ہمارے کوئی دوسرے معزز اپوزیشن رکن discuss کرنے لگ جاتے ہیں۔ اب اگر خواتین کی بات ہے تو جب اسلام انہیں برابر کے حقوق دیتا ہے

تو میں تو یہی سمجھوں گی کہ یہ مسلمان ہی نہیں ہیں کہ اس چیز کو ignore کرتے ہیں کہ خواتین کو ان کے حقوق نہ دئیے جائیں ۔ یہ تو اللہ کا شکر ہے کہ اس سے پہلے محترمہ بے نظیر بھٹو صاحبہ آئیں انہوں نے بھی خواتین کی سیٹوں کو ایک طرف رکھ دیا۔ نواز شریف صاحب کو لوگوں نے کہا کہ آپ خواتین کو اگر اسمبلی میں لائیں گے۔۔۔

جناب سپیکر: پلیز! آپ تشریف رکھیں۔ صبا صادق صاحبہ!

محترمہ فرزانہ راجہ: جی! میں فرزانہ راجہ ہوں۔

جناب سپیکر: جی' آپ فرمائیں!

محترمہ فرزانہ راجہ: جی' ابھی محترمہ نے فرمایا کہ بے نظیر بھٹو صاحبہ نے اپنے دور میں آ کر خواتین کی سیٹوں کو ایک طرف رکھ دیا۔ تو میں ان کے علم میں یہ بات لانا چاہتی ہوں کہ بے نظیر بھٹو صاحبہ نے اس کے لئے بہت کوشش کی لیکن اس وقت انہی کے ممبران اور انہی کے ساتھی تھے جنہوں نے اس بل کو منظور نہیں ہونے دیا اور اس کو پایہ تکمیل تک نہیں پہنچنے دیا گیا۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: شکریہ۔ شیخ اعجاز احمد۔ محترمہ! آپ تشریف رکھیں۔

شیخ اعجاز احمد: شکریہ' جناب سپیکر! میرے فاضل دوست ' رانا آفتاب صاحب نے محض یہ کہا تھا کہ کورم معزز خواتین اراکین کی وجہ سے پورا رہتا ہے اور اسمبلی بزنس چلانے میں آسانی رہتی ہے۔ جہاں تک ہماری معزز رکن نے یہ بات کی کہ یہ عورتوں پر تنقید کرتے ہیں۔ تو میں بڑے ادب کے ساتھ ان کی خدمت میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ میں نے تین روز پہلے اخبار پڑھا جس میں مجھے نام بھی ایک آدھ یاد ہے 'شازیہ چاند صاحبہ ہیں کوئی ان کی سیٹوں پر بیٹھی ہوئیں اور قدسیہ لودھی صاحبہ ہیں۔ وہ میرے پاس ریکارڈ میں بھی ہے ۔ انہوں نے اپنے ہی ممبر جو کہ یہاں سے داغ مفارقت دینے کے بعد وہاں بیٹھ گئی ہیں انبساط صاحبہ ' ان کے بارے میں لکھا تھا کہ وہ زیادہ سمارٹ بننے کی کوشش نہ کریں۔ جو حق ہے منسٹری کا وہ ہمارا حق ہے۔ ہم کسی نئے آنے والے کو منسٹری نہیں لینے دیں گے ۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔

شیخ اعجاز احمد: اگر یہ خود بات کر سکتی ہیں تو ہم نے کوئی ایسی بات ہی نہیں کی۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، رانا صاحب!

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! میں نے کوئی ایسی بات نہیں کی تھی۔ میں نے تو صرف یہ کہا ہے کہ ان کی وجہ سے کورم پورا ہے۔

جناب سپیکر: آپ اپنی بات شروع کریں۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! اس میں آتا ہے کہ Any law which is against the fundamental rights is void ab initio آپ دیکھیں کہ آپ نے یہ جو لاء بنایا ہے کہ This is against the spirit of Constitution کہ آپ ایک منتخب آدمی کو اس کے right سے deprive کر رہے ہیں کہ وہ عدم اعتماد نہیں لا سکتا۔ کیا اس کو آپ کر سکتے ہیں؟ Anything which is against the Constitution This is wrong. میری یہ رائے ہے اور یہ بہت پریشان ہو رہے ہیں کہ کوئی بات ہے کیونکہ کہتے ہیں کہ Common sense is a sense which is very uncommon in common people. They should take all these things very lightly. پارلیمانی پریکٹس میں ان کو یہ چیزیں محسوس نہیں کرنی چاہئیں۔ میں آپ کا بھائی ہوں I have always been sitting. I had a chance to sit there also. I say that any law which is against the spirit of Constitution ٹھیک نہیں ہے۔ لوگ آپ کو معاف نہیں کریں گے ایک ایک ناظم ہے اور انہیں انہیں عدم اعتماد کرنے والے پڑے ہیں۔ اگر آپ اس کو extend کریں گے تو You will bring a bad name to the legislature. اس لئے میری درخواست ہے کہ اس قانون کے پاس کرنے سے پہلے You should go for the public opinion اور public opinion آپ کو فوراً بتا دے گی کہ They are against and they don't extend the time. اگر آپ extend کریں گے تو کرپشن بڑھے گی، کرپشن بڑھنے کے ساتھ وہ

لوگ مزید irregularities کریں گے کیونکہ ان کو پتا ہے کہ 30 جون کے بعد انہوں نے چلے جانا ہے۔ for God's sake آپ جتنے بھی ٹریژری بنچز پر یہاں لوگ بیٹھے ہیں آج ان کا امتحان ہے۔ How they behave? Do they go for a proper legislation? کل بھی میں نے بات کی تھی کہ 300 آدمیوں کی violation یہاں پر ہو گی۔ ہمارے ایک ایم پی اے صاحب کی شادی ہے وہ چاہتے ہیں کہ میں پورے ہاؤس کو بلاؤں۔ 371 ایم پی ایز ہیں اور ان کے ساتھ 371 گاڑیوں کے ڈرائیور بھی جائیں گے۔ آپ دیکھیں کہ How can he serve a cold drink? اس کی violation کے لئے آپ نے راستہ دے دیا ہے۔ You have given a way. کہ اس کو violate کریں۔ اس کو کرنا آپ کی مرضی ہے۔ اگر one dish for the whole کر دیتے تو وہ بھی زیادہ acceptable ہوتا اور practicable ہوتا۔

جناب سپیکر: وہ تو کل ہو گیا۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب والا! یہ میں آپ کو بتا رہا ہوں کہ یہ کل کو violation ہونی ہے۔ میری معزز ایوان سے درخواست ہے کہ وہ ہماری یہ ترمیم منظور کریں اس کو totally ab initio نہ کریں۔ اس سے آپ کو نقصان ہو گا۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ راجہ ریاض احمد صاحب --- تشریف نہیں رکھتے۔ ڈاکٹر اسد اشرف صاحب --- وہ بھی تشریف نہیں رکھتے۔ چودھری اعجاز احمد سماں صاحب!

ایک معزز رکن: میرا نمبر پہلے تھا۔

جناب سپیکر: جی' نام میرے پاس ہیں اور میں ترتیب وار بول رہا ہوں۔ سماں صاحب بھی تشریف نہیں رکھتے۔ مسٹر علی حسن رضا قاضی صاحب --- وہ بھی تشریف نہیں رکھتے۔ راجہ محمد شفقت عباسی صاحب!

محترمہ فرزانہ راجہ: جناب سپیکر! میں نے بھی اس پر بات کرنی تھی۔

جناب سپیکر: محترمہ! جن معزز اراکین کی طرف سے ترامیم آئی ہیں ان کے نام میرے پاس ہیں اور وہی کارروائی میں حصہ لے سکتے ہیں۔

جناب محمد آجاسم شریف، جناب والا! میں اس بات کی نشاندہی کرتا ہوں کہ کورم پورا نہیں ہے۔ پہلے کورم پورا کیا جائے۔

جناب سپیکر، شکریہ۔ گنتی کی جائے۔ معزز اراکین سے درخواست ہے کہ وہ اپنی اپنی سیٹوں پر تشریف رکھیں تاکہ گنتی کی جاسکے۔ (اس مرحلے پر گنتی کی گئی) کورم پورا ہے۔ کارروائی شروع کی جاتی ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین) راجہ محمد شفقت عباسی صاحب!

راجہ محمد شفقت خان عباسی ، بہت بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! بات وہی ہے رانا صاحب والی کہ سمجھ نہیں آتی کہ اس معاملے میں گورنر صاحب نے پہلے ہی ایک آرڈیننس نافذ کرتے ہوئے ان کو 13۔جنوری کا ٹائم دیا جو مارچ تک جاتا ہے۔ اب یہ سمجھ نہیں آئی کہ وہ تین یا چار ماہ اس آرڈیننس کے تحت ڈسٹرکٹ ناظمین کو مل گئے ہیں کہ ان کے خلاف اس عرصے میں عدم اعتماد نہیں ہو سکتا۔ اب ہم اس غیر جمہوری ترمیم کے ذریعے اپنے ہاتھ کیوں خراب کر رہے ہیں؛ ٹھیک کہا رانا صاحب نے بھی کہ آئین کے relevant آرٹیکل کے تحت لازمی ہے کہ within three months اس آرڈیننس کو یہاں lay down کیا جاتا۔ وہ آرڈیننس جو کسی بھی پارلیمانی نظام میں یہ اسمبلی کا استحقاق ہوتا ہے۔ قوانین بنانا، قانون سازی کا کام کرنا، انتہائی ایمرجنسی میں یا stop gap arrangement کے تحت آرڈیننس نافذ ہوتے ہیں۔ میری آج گزارش یہ ہوگی کہ ہمارے ٹریژری بنچز کے دوست اس معاملے میں ہمارا ساتھ دیں اور اس کو مزید آکسیجن کے ذریعے ڈسٹرکٹ ناظمین کو مزید extension دینے کی ضرورت نہیں ہے۔ اس لئے کہ جب الیکشن ہوئے، الیکشن کے بعد اگست میں جب oath لیا گیا۔ اس میں پہلے provide کر دیا گیا کہ چھ ماہ تک ان کے خلاف عدم اعتماد نہیں ہو سکتا۔ وہ چھ ماہ پورے ہو گئے۔ گورنر صاحب نے آرڈیننس نافذ کیا کہ جناب یہ جون تک نہیں ہو سکتا۔ اب اگر آج ہم اپنے ہاتھ involve نہیں کریں گے تو وہ آرڈیننس تین مہینے کے بعد lapse ہو جائے گا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ جو آج extension دے رہے ہیں یہ جمہوریت کی روح کے بھی خلاف ہے۔ یہ جو متعلقہ ڈسٹرکٹ کونسل ہے، ڈسٹرکٹ ناظم کا جو electoral

college ہے' یہ ان کا استحقاق ہے۔ یہ ان کا جمہوری حق ہے۔ انہوں نے اس کو ووٹ دے کر اپنا ناظم بنایا تھا۔ یہ ان کا حق ہے کہ وہ ان کے خلاف عدم اعتماد کر سکیں۔ اگر کوئی ضلعی اسمبلی یہ سمجھتی ہے کہ میرا ناظم ٹھیک کام نہیں کر رہا تو وہ misconduct کے زمرے میں آتا ہے یا efficient نہیں ہے۔ یہ ان کا استحقاق ہے۔ یہ کہنا کہ وہ نظام سے آئے' وہ نظام تو پرانا نظام ہے۔ میں جناب لاء منسٹر کی توجہ چاہوں گا اور میں گزارش یہ کر رہا تھا کہ یہ جمہوریت کی روح کے منافی ہے۔ ہمارے قائد ایوان 5 سال بعد منتخب ہوئے ہیں۔ دو سال بعد یا اٹھارہ مہینے بعد انہیں چھٹی کرا دی جاتی ہے۔ تو یہ اسمبلی کا استحقاق ہے کہ وہ اپنے چیف منسٹر کے خلاف یا پارلیمنٹ اپنے پرائم منسٹر کے خلاف عدم اعتماد کر سکے۔ اگر ہم صرف اس نظام کو آکسیجن دینے کے لئے آگے چلائیں تو یہ ٹھیک بات نہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ کسی بھی حوالے سے یہ discriminatory بھی ہے۔ آرٹیکل 25 کے تحت ٹھیک ہے کہ کوئی بھی ادارہ classification کر سکتا ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ ڈسٹرکٹ ناظم کے حوالے سے تحصیل ناظم' ٹاؤن ناظم اور یونین ناظم کو یہ رعایت دینا reasonable classification کے زمرے میں نہیں آتا بلکہ یہ ایک امتیازی بات ہے۔ گو آج اس حوالے سے بات نہیں ہوسکتی لیکن میں لاء منسٹر صاحب سے اور اپنے ٹریژری بینچز کے دوستوں سے گزارش کروں گا کہ ہم صدر پاکستان کی منظوری کے بغیر اس قانون کا شاید بہت زیادہ پوسٹ مارٹم نہ کر سکیں۔ لیکن میری گزارش ہے کہ جس طرح آج سیکشن 24 میں تبدیلی لانے کے لئے صدر صاحب سے extension کی منظوری لی ہے اسی طرح اس آرڈیننس کا as a whole پوسٹ مارٹم کیا جائے۔ اس لئے کہ جب یہ قانون بنایا گیا تو جنرل نقوی کے دماغ میں یہ سلسلہ نہیں تھا کہ کبھی اس ملک میں جمہوریت بھی بحال ہو گی یا کبھی اس ملک میں اسمبلی ہو گی اور کوئی ایم پی اے حضرات ہوں گے۔ اس لئے سارے معاملات یعنی total development کے حوالے سے citizen committee آج تک قائم نہیں ہو سکی' village council بھی نہیں بن سکی۔ کہنے کا مقصد یہ ہے کہ بہت سی چیزوں پر overview کرنے کی ضرورت ہے۔ قائد ایوان اور وزیر قانون سے ہماری گزارش ہوگی کہ یہ بہت اہم قانون ہے اور کیا ہاؤس اس بات کی اجازت دیتا ہے کہ ایم پی

ایز کا رول صرف اور صرف قانون سازی ہے؟ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ ایم پی اے حضرات 40/40 ہزار 50/50 ہزار ووٹ لے کر یہاں پہنچے ہیں۔ ان کا یہ حق ہے کہ ان کی تحصیل اور ان کے ضلع کے معاملات میں انہیں involve کیا جائے۔ ڈویلپمنٹ کمیٹی اور مشاورتی کمیٹی میں بھی انہیں شامل ہونا چاہئے۔ اس حوالے سے دوسری گزارش وزیر قانون سے کروں گا کہ وہ اس بات کی بھی وضاحت کر دیں کہ اخبارات میں یہ آیا تھا کہ تحصیل ناظم، ٹاؤن ناظم یا یونین کونسل ناظم کی بھی extension ہو گئی ہے۔ لہذا ان کے خلاف 6 ماہ تک عدم اعتماد نہیں ہو سکتا۔ سیکشن 24 میں تو ہم صرف ڈسٹرکٹ ناظم کو touch کر رہے ہیں۔ دیگر ناظمین کو بھی کسی ایسے آرڈیننس کے ذریعے extension دی گئی ہے یا وہی ہے کہ جو original تھا کہ ان کے خلاف 6 ماہ تک عدم اعتماد نہیں ہو سکتا۔ شکریہ

جناب سپیکر: ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی صاحب۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ جناب سمیع اللہ خان صاحب!

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! اس سے پہلے کہ میں لوکل باڈیز کی اس ترمیم پر بات کروں۔ اس میں ایک وضاحت چاہوں گا کہ محکمہ لوکل باڈیز کوئی جمہوری ادارہ ہے یا کسی جرنیل کی ذہن ہے؟ آئین کے ابتدائیہ میں ہی ہے کہ اس ملک کے جتنے بھی ادارے ہیں انہیں عوام کے منتخب نمائندے چلائیں گے اور اس میں "State" کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ "State" کی وضاحت میں جہاں پارلیمنٹ، فیڈرل گورنمنٹ، صوبائی اسمبلی، صوبائی حکومت ہے وہاں "State" کی تشریح میں لوکل باڈیز اور لوکل گورنمنٹ کو بھی شامل کیا گیا ہے تو اس حوالے سے میں سمجھتا ہوں کہ لوکل گورنمنٹ کا ادارہ ہمارے ملک وطن عزیز کے آئین کے مطابق جمہوری اصولوں اور جمہوری روایات پر قائم ہے۔

جناب سپیکر! اس آئین کی مقدس کتاب میں ان اداروں، پارلیمنٹ اور اس ملک کے جتنے بھی جمہوری ادارے ہیں انہیں تین اصولوں کی بنیاد پر چلانے کا حکم صادر فرمایا گیا ہے۔ اس میں پہلا اصول ہے کہ یہ ادارے اور ان اداروں کو چلانے والے کیسے وجود میں آئیں گے؟ تو پہلا اصول جا بجا آئین کی اس کتاب میں ہے کہ وہ عوام کی رائے سے

اور پھر جب اس ہاؤس میں آ جائیں گے تو پھر اس ہاؤس کے ووٹ سے بھی منتخب ہوں گے اور سی ایم صاحب بھی منتخب ہوں گے۔ اس آئین کی کتاب میں پہلا اصول جمہوریت کی عمارت کی بنیاد ہے۔ تو اگر ایک منٹ کے لئے فرض کریں کہ پہلے اصول کو ختم کر دیا جائے تو پھر کیا صورت بنے گی؟ وہ پھر شہنشاہیت ہے یا ڈکٹیٹرشپ ہے کہ جس میں عوام سے رائے لینا کوئی ضروری نہیں ہے۔ دوسرا اصول یہ ہے کہ جب یہ ادارے وجود میں آ گئے تو ان کا عرصہ اقتدار کیا ہوگا؛ اس جمہوری نظام کا دوسرا اصول ضروری ہے کہ duration کی ضرور وضاحت کی جائے تو آئین کی اس کتاب میں جہاں آپ کے منصب کے لئے ' اس ملک کے پرائم منسٹر کے لئے' اس ملک کے سی ایم کے لئے اور ہر عہدے کے لئے واضح طور پر ایک duration ہے اور اگر فرض کریں کہ یہ دوسرا اصول بھی "کھسکا" دیا جائے تو پھر جمہوریت اور آمریت یا شہنشاہیت کے درمیان جو ایک لائن ہے وہ مٹ جائے گی۔ اس کا مطلب یہ نکلے گا کہ اگر duration ختم کر دی جائے' بے شک "سپیکر" کے عہدے کی duration ختم کر دی جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ پھر آمریت یا شہنشاہیت شروع ہو جاتی ہے کہ جس میں اقتدار کے عرصے کا تعین آئین کی کتاب نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی ذات کرتی ہے کہ بادشاہ کا عرصہ اقتدار موت تک جاری رہتا ہے۔ اسی طرح کسی ڈکٹیٹر کا عرصہ اقتدار بھی عمومی طور پر اس کی موت تک جاری رہتا ہے۔ اس آئین کی spirit میں کسی بھی عہدے کی duration انتہائی ضروری ہے۔

جناب سپیکر! میں تیسرے اصول کی طرف آ رہا ہوں۔ اس اصول کے مطابق اس آئین میں جتنے بھی ادارے اور جتنے بھی سربراہ ہیں۔ ان کے لئے اس میں جا بجا ہے کہ اگر کسی جمہوری ادارے کے سربراہ کی کارکردگی اس ایوان کی رائے میں ناقص ہو جائے تو پھر آئین جا بجا یہ موقع فراہم کرتا ہے کہ آپ اس فرد کے خلاف تحریک عدم اعتماد لے کر آئیں۔ یہ عجب تماشا ہے کہ سی ایم صاحب کے خلاف تو تحریک عدم اعتماد آ سکتی ہے' پرائم منسٹر کے خلاف تحریک عدم اعتماد آ سکتی ہے' سپیکر کے خلاف یہ تحریک پیش کی جا سکتی ہے تو ضلع ناظم کے خلاف فی الحال یہ تحریک پیش نہیں کی جا سکتی اور یہ سمجھ اس لئے آتی ہے کہ اگر تو جرنیلی حکومت یہ کام کرے پھر تو یہ سمجھ آتی ہے اور اگر جمالی حکومت

بھی یہ کام کرے تو پھر اپنی سمجھ میں یہ بات نہیں آتی۔ اس میں نقوی صاحب کی بہت مہربانی ہے کہ انھوں نے لوکل گورنمنٹ کا جو پورا نقشہ ہے اس میں جمہوریت کے جو تین بنیادی اصول ہیں ان کو ملحوظ خاطر رکھا لیکن آخری اصول جو اس آئین کی روح کے خلاف ہے، تیسرا اصول کہ اگر کسی سربراہ کی کارکردگی ناقص ہو جائے تو وہ ایوان اس سربراہ کو ہٹا سکتا ہے' اس کو انھوں نے پسند نہیں فرمایا اور اس پر ایک اور مہربانی کی کہ آرٹیکل 32 کے تحت یہ کہا گیا کہ ان اداروں کو خصوصی طور پر promote کیا جائے گا لیکن یہ کوئی ڈکٹیٹر ہی کر سکتا ہے کہ جہاں اس ملک میں ہر چیز اپنی جگہ پر نہیں ہے' ہر چیز کا ایک الٹ طریقہ کار ہے۔ تو اب یہ جو ضلعی حکومتیں ہیں یہ جمہوری ادارے ہیں۔ ان کو promote کرنے کا طریقہ میرے خیال میں جتنا کہ میں طالبعلم ہوں کہ کسی بھی جمہوری ادارے کو promote کرنا مزید جمہوریت اور مزید تسلسل سے ہی کیا جا سکتا ہے۔ لیکن یہاں ضلعی حکومت کے ادارے کو جو promote کرنا ہے اس کو ایک آمرانہ انداز سے کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ جو الٹ طریقہ کار اختیار کیا جا رہا ہے یہ وطن عزیز میں انہی روایتوں کو آگے بڑھانے کی ایک کوشش ہے کہ جب پہلے ہی ہمارے ملک میں بہت ساری چیزیں الٹ ہیں۔ دیانت اور علم ہمارے اس وطن عزیز میں کمزور ترین اقدار ہیں۔ جہالت اور غنڈہ گردی طاقتور اقدار ہمارے ملک میں بن گئی ہیں۔ اس وطن عزیز میں شرفاء ذلیل ہو رہے ہیں اور ظالم شرفاء بنے بیٹھے ہیں اور سب سے بڑی بات کہ آج وطن عزیز میں لفظوں کی جو حرمت ہے ان کا تقدس بھی پامال کیا جا رہا ہے۔ [**************]

جناب سپیکر: میں یہ الفاظ کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔

جناب سمیع اللہ خان: ایک جمہوری ادارے کو promote اور مضبوط کرنے کے لیے آمرانہ طریقے ہی اختیار کیے جا سکتے ہیں۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب سپیکر! اس میں جو 30۔ جون تک کی extension کی گئی ہے۔ میرے خیال میں ایک نئے کلچر کی دین ہے اور وہ کلچر اس ملک میں extension کا کلچر ہے۔[*****]

جناب سپیکر: یہ الفاظ کارروائی سے حذف کیے جاتے ہیں۔ آپ wind up کریں۔

جناب سمیع اللہ خان: اب یہ extension کا کلچر چلتا چلتا ضلعی ناظموں تک آ گیا ہے۔ آخر میں کابینہ کا جو فیصلہ تھا اور میں ایک سوال کے ساتھ ختم کروں گا کہ کابینہ نے یہ فیصلہ کیا کہ 30 جنوری کو پاکستان کے تمام اخبارات میں یہ جاری ہوا۔ جناب وزیر قانون صاحب کی آخر میں توجہ چاہوں گا کہ روزنامہ "نوائے وقت" میں ایک سرکاری hand out آیا۔ اس کے مطابق صوبائی کابینہ نے یہ منظوری ایک اعلیٰ سطح کے اجلاس میں دی۔ اجلاس میں چیف سیکرٹری حفیظ اختر رندھاوا' ہوم سیکرٹری بریگیڈیئر (ریٹائرڈ) اعجاز شاہ اور سیکرٹری لوکل گورنمنٹ اسماعیل قریشی بھی موجود تھے۔ وزیراعلیٰ نے فرمایا کہ موجودہ حکومت ضلعی حکومتوں کے نظام کا تسلسل' استحکام اور کامیابی چاہتی ہے۔ اس فیصلہ سے بے یقینی کی فضاء ختم ہو گئی ہے اور ضلعی ناظمین پورے اعتماد کے ساتھ اپنے فرائض سر انجام دیں گے۔

جناب سپیکر! ہم چاہتے ہیں کہ اس ملک کی صوبائی اسمبلی' اس ملک کی صوبائی حکومت' اس ملک کی وفاقی حکومت اگر یہ تھوڑا سا لفظوں کو بدل لیا جائے تو کیا اس ادارے کا تسلسل' استحکام کامیابی اور بے یقینی کی جو فضاء ہے جو ضلعی حکومتوں کے لیے فرمایا گیا ہے' کیا وزیر قانون اس کو آگے بڑھاتے ہوئے یہی فارمولا کر extension سے اگر استحکام آتا ہے۔ No confidence پر پابندی لگا کر اگر استحکام آتا ہے' اگر بے یقینی کی فضاء پیدا ہوتی ہے تو جناب وزیر قانون چیف منسٹر صاحب کے خلاف عدم اعتماد پر پابندی لگانے کے لیے آپ کوئی اسی طرح کا قانون لا رہے ہیں۔ یہ میرا آخری سوال ہے؟

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب سپیکر، شکریہ۔ رانا تجمل حسین صاحب۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ جی، ریاض شاہد صاحب!

جناب محمد ریاض شاہد ، شکریہ۔ جناب سپیکر! آج ضلعی ناظمین کے بارے میں ہے کہ ان کے خلاف عدم اعتماد نہیں ہو سکتا۔ بل آیا ہے، جو نہایت مضحکہ خیز ہے جب کہ وزیراعظم پاکستان کے خلاف عدم اعتماد ہو سکتا ہے سپیکر کے خلاف ہو سکتا ہے۔ چیئرمین سینٹ کے خلاف ہو سکتا ہے تو کیا ناظم اللہ میاں نے بھیجا ہے کہ جس کے خلاف عدم اعتماد نہیں ہو سکتا؟ بعض ناظمین نے اس رائے سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اتنی لوٹ مار کی ہے، قوم اور گورنمنٹ کا اتنا پیسہ کھایا ہے کہ وہ پیسے کھا کھا کر بھینسے بن گئے ہیں۔

جناب سپیکر، شکریہ۔ رانا مشہود احمد خان!

محترمہ فرزانہ راجہ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں پہلے تو یہ عرض کروں گی کہ کل شام جو شادی بیاہ کے بل میں ترمیم تھی اس میں میرا نام بھی تھا لیکن اس کے باوجود دوسرے لوگوں نے بہت سی باتیں کیں اور مجھے بلایا نہیں گیا اور یہ نہیں کہا گیا کہ میں بات کروں۔

جناب سپیکر، آپ کا نام بھی پکارا گیا تھا۔ آپ ایوان میں موجود نہیں تھیں اس لیے بات نہیں ہو سکی۔

محترمہ فرزانہ راجہ، آپ کہتے ہیں تو میں آپ کی بات مان لیتی ہوں لیکن اب مجھے تھوڑا سا موقع دیں کہ جو صاحب فکر ممبران اسمبلی ہیں ان کے لیے یہ بڑی فکر کی بات ہے کہ انھیں یہ سوچنا چاہتیے کہ یہ سازش کیا ہے؟ جو بلدیاتی نظام متعارف کرایا گیا یہ ایک بہت بڑی سازش کے تحت سیاستدانوں اور سیاسی سسٹم کو سبوتاژ کرنے کے لیے یہ نظام متعارف کرایا گیا ہے۔ میں آپ کو تفصیلاً بتاؤں گی کہ اس کے دو مقاصد تھے۔ ایک یہ تھا کہ اپنی مرضی سے اکتوبر کے الیکشن کے نتائج حاصل کیے جا سکیں۔۔۔

جناب سپیکر، محترمہ یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔ میں آپ کو اجازت نہیں دیتا۔ آپ تشریف رکھیں۔ جی، رانا مشہود احمد خان!

رانا مشہود احمد خان، جناب سپیکر! آج اس ایوان میں جو بات ہو رہی ہے کہ حکومت

کی طرف سے آیا ہے کہ 30 جون تک کا وقت ہونا چاہئے' no confidence نہیں ہونی چاہیے۔ اس پر میرے بھائیوں نے بڑی سیر حاصل بحث کی ہے۔ اس کے اندر ایک ہی چیز بار بار سامنے آ رہی ہے۔

جناب سپیکر! مجھ کو آج اس بات کی سمجھ نہیں آ رہی کہ حکومت کو ایسا کیا مسئلہ ہے کہ وہ ان ضلعی ناظمین کے خلاف no confidence کے وقت میں extension کروانا چاہ رہی ہے۔ اس کی وجہ جو میری سمجھ میں آ رہی ہے وہ یہ ہے کہ الیکشنوں کے درمیان جو گھپلے خاص طور پر ان ناظمین سے کروائے گئے تھے۔ ان کو protection دینے کے خلاف جس طرح ہم نے یہاں اسمبلی میں سوالات بھی put کئے' پوائنٹ آف آرڈر پر بھی جناب کے سامنے آئے' ہم نے اپنی تحریک استحقاق بھی پیش کی کہ الیکشن کے دوران without tenders, without any law فنڈز پاس ہوئے اور ان پر عملدرآمد ہوا۔ مسئلہ یہ لگتا ہے کہ وہ ان کی غیر قانونی طور پر protection کرنا چاہتے ہیں' جو انتہائی قابل مذمت ہے۔ دوسرا اگر وہ اس کے preamble کو پڑھ لیتے تو That was very much clear. پہلی بات تو یہ آ گئی کہ ایک فرد واحد نے اپنے قلم کی نوک سے یہ قانون پاس کر دیا کہ جو grass root levels تک ہوں گی وہ devolution of powers ہوں گی۔ اب حکومت ایک طرف خود ہی ایک قانون دیتی ہے اور خود ہی اس کی negation کرنا شروع کر دیتی ہے۔ ابھی تک اس بات کی طرف کسی نے توجہ نہیں کی۔ جو حکومت کا stand تھا۔ آج حکومت نے یہ amendment دے کر اپنے stand کی خود ہی نفی کر دی ہے۔ پوری دنیا میں پاکستان واحد ملک ہے جہاں پر ڈسٹرکٹ کونسلز کے پاس ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کے اختیارات ہیں' جہاں پر ایگزیکٹو اینڈ فنانشل پاورز both vest in Tehsil Nazim and District Nazim. اس کے بعد ڈسٹرکٹ کونسلز کو پوچھنے کا اختیار تھا وہ بھی واپس لے لیا گیا ہے۔ ڈسٹرکٹ کونسلز کو عملاً بے کار اور بے عمل کر دیا گیا ہے۔ حکومت کل یہ بھی لے کر آ سکتی ہے کہ ضلعی ناظم کے خلاف چھ مہینے تک no confidence نہیں آ سکتی۔ تو پھر کل ڈسٹرکٹ کونسلز کی بھی ضرورت نہیں رہے گی۔ کیونکہ ضلعی ناظم ہمارا بچہ جمورا ہے' ہم نے اس کو پالا ہوا ہے' ہم اس کو اپنے اختیارات

سے' اپنے زور سے دھاندلی کے اوپر منتخب کروا کر لائے ہوئے ہیں۔ ہمیں ان ڈسٹرکٹ کونسلز کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ میں مثال دوں گا کہ آپ دنیا کا کوئی بھی ملک دیکھ لیں۔ نیویارک میں نیویارک سٹی کونسل نہیں ہے اس کا اپنا ایک سسٹم ہے۔ آج اس سسٹم کی وجہ سے طوائف الملوکی کا' انارکی کا دور دورہ ہے۔ جس طرح میرے بھائی رانا آفتاب صاحب نے بات کی تھی کہ ہم ایک collision course کی طرف جا رہے ہیں۔ ہم اسمبلی کے لوگوں کا اور ضلعی نظام کے لوگوں کا کل کلاں آپس میں ٹکراؤ ہونا ہے۔ میں آپ کو یہ بات دعوے کے ساتھ کہہ رہا ہوں کہ زیادہ دیر نہیں بیتے دو مہینے بعد ان حکومتی بینچوں سے اسی بات کے خلاف آوازیں آنا شروع ہو جائیں گی۔ ہم اس بات کے خلاف پیش خیمہ بن رہے ہیں۔ ہم جناب کے علم میں یہ بات لانا چاہتے ہیں کہ جو قانون آیا تھا اس کی حکومت نے آج خود negation کر دی ہے۔ بہت شکریہ۔

جناب سپیکر، شکریہ۔

RANA MUHAMMAD QASIM NOON:- Point of information.

جناب سپیکر، جی' فرمائیں!

رانا محمد قاسم نون، جناب والا! ایشین ڈویلپمنٹ بنک سے 100 billion US dollars کا access to the speedy justice کے لئے ایک فنڈ مختص ہوا۔ اس گرانٹ میں سے پنجاب گورنمنٹ کے لئے 60 million dollars کا شیئر تھا اور first installment صرف 35 ملین ڈالرز بنتے ہیں۔ میں آپ کی وساطت سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ فنڈ justice کو' جوڈیشل سسٹم' تھانوں کو revamp کرنے کے لئے تھا۔ میری گزارش یہ ہے کہ یہ فنڈ پنجاب گورنمنٹ کو کب ملے گا اور اس کی distribution of fund ڈسٹرکٹ لیول پر ہوگی' تحصیل لیول پر ہوگی یا پھر ہاؤس کی کوئی کمیٹی بنائی جائے گی؟ شکریہ۔

جناب سپیکر، شکریہ۔ شیخ اعجاز احمد!

شیخ اعجاز احمد ، بسم اللہ الرحمن الرحیم ٥ آج ہاؤس کے اندر جو amendment لائی جا رہی ہے ہمیں اس ہاؤس کو چلاتے ہوئے نو' دس دن گزرے ہیں۔ اس میں آخری تین یا چار

روز میں گورنمنٹ کی طرف سے legislation کے لئے مختلف bills لائے گئے۔ ہمارے معزز وزراء صاحبان اور دیگر معزز بھائی اور بہنیں بھی تشریف رکھتی ہیں۔ We are short in numbers and they are majority in numbers. اگر تو اس مقولہ کے مصداق پر ہم نے bills کو پاس کروانا ہے اور جو ہم بحث کرتے ہیں' جو ہم تیاری کر کے آتے ہیں اور جو حکومت وقت کا کثیر سرمایہ اسمبلی کے سیشن کو چلانے پر لگ رہا ہے یہ ملک و قوم کے وہ لوگ ہیں جو اس اسمبلی پر نظریں جما کر بیٹھے ہیں کہ آج شادی بیاہ کا بل آنا تھا اس کا کیا ہوا؟ اگلے دن کے اخبارات اٹھا کر پڑھ رہے ہیں۔ آج قانون سازی ہو رہی ہے۔ اصل میں ہمارے جو فرائض منصبی ہیں ان میں سب سے اول فریضہ یہ ہے کہ ہم یہاں ہاؤس میں آ کر قانون سازی کریں اور آج جو بل پیش کیا گیا ہے۔ اس کی مثال میں یہ دینا چاہتا ہوں کہ[**] کوئی جرم کرتا ہے اور کسی کے گھر میں پناہ لے لیتا ہے۔ اگر آج ہم نے[**] کے کئے ہوئے جرم پر اس ہاؤس میںlegislation کر کے majority ووٹ سے اس کو پناہ دینے کی کوشش کی تو وقت کا مورخ ہمیں کبھی معاف نہیں کرے گا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ایک فرد واحد کے بنائے ہوئے قانون کو پہلے تو کبھی ضرورت محسوس نہیں ہوئی کہ اسمبلی کے اندر بھیجا جائے۔ آج جب اس میں amendment لانے کی ضرورت محسوس ہوئی تو وہ اسمبلی میں لایا گیا اور اسمبلی میں لانے کے بعد اس کو amend کرنے کے لئے یہاں پر پیش کر دیا گیا۔ اس میں amendment یہ کی جا رہی ہے کہ جو لوگ اپنے اپنے ضلعوں کے اندر' میں ضلعی ناظمین کی بات نہیں کرتا میں ان کی بات کرتا ہوں کہ جو ملک و قوم کا سرمایہ' غریبوں کا سرمایہ' تاجر طبقہ جو صبح سے لے کر شام تک اپنی دکان پر دکانداریاں کرتا ہے' مزدور صبح سے لے کر شام تک اپنی مزدوری کرتا ہے' وکلاء صبح سے لے کر شام تک عدالتوں میں انصاف کی فراہمی کے لئے بات کرتے ہیں' مختلف طبقہ ہائے زندگی سے جو لوگ پیسہ کما رہے ہیں' ٹیکس دے رہے ہیں' ان کو لوٹنے والوں

---

* بحکم جناب سپیکر صفحہ نمبر 1164' لفظ حذف کیا گیا۔

کو یہاں پر shelter دینے کی بات کی جا رہی ہے۔ جیسے یہاں پر میرے بھائیوں نے کہا کہ ضلعی ناظم نے اپنے بھائی کے حلقے میں کروڑوں روپے فنڈز لگوا دیئے' اپنی بیگم صاحبہ کے حلقہ میں سات کروڑ کا فنڈ لگوا دیا؟ کیا انہوں نے سوچا ہے کہ جو دیگر گاؤں پسماندہ ہیں ان میں بھی یہ پیسے لگنے چاہئیں تھے؟ اگر ہم نے ان کو یہ اجازت دینی ہے کہ وہ آئیں اور اپنی کرپشن کو دوام بخشیں اور جرنیلی حکومت کے بنائے ہوئے قانون کو جو ایک ساتھ میں بن گیا۔ کتنے افسوس کی بات ہے کہ جو ہمارا 1973 کا مقدس آئین ہے اس کو اتنی بار چھیڑا گیا کہ کبھی بھی ہمارے ملک میں یہ روایات نہیں ڈالی گئی تھیں جتنا اس دور میں اقدار کو اور آئین کو پامال کیا گیا ہے۔ امریکہ کے آگے ہمارے حکمران ایک ٹیلیفون کال پر گھٹنے ٹیک دیتے ہیں۔ اس امریکہ میں جب سے ان کا آئین بنا ہے' آج تک کم و بیش نو amendments ہوئی ہیں اور وہ بھی fundamental rights پر ہوئی ہیں۔ یہاں پر ایک قانون بنایا جاتا ہے اور اگلے دن اسے amendment کے لئے معزز ایوان میں پیش کر دیا جاتا ہے اور اس کا مقصد صرف یہ ہوتا ہے کہ اس amendment کے ذریعے سسٹم کو بلڈوز کیا جائے اور میں حیران ہوں کہ اگر ہم نے جیسا کہ میرے وزیر موصوف لودھی صاحب نے فرمایا کہ سابقہ تین سال کا عرصہ منتخب نمائندوں کا عرصہ نہیں تھا۔ اس لئے وہ مسائل بڑھتے رہے۔ اب منتخب ہاؤس آ گیا ہے۔ تو اس منتخب ہاؤس میں خدا کے واسطے آج تعصب کی عینک اتار کر ہمیں بات کرنا ہوگی۔ آج ہمیں ملک و قوم کی بہتری کے لئے اور پنجاب کے عوام کی بہتری کے لئے فیصلہ کرنا ہے اور اگر آج ہم نے یہ فیصلہ کیا کہ ہم اگر حکومت کے خلاف بات کر دیں گے' جیسے یہاں پر شوگر ملوں کے مظالم کا ذکر آیا اور دیگر معاملات کا ذکر آیا۔ تو پہلے جو آئین کے ساتھ چھیڑ خانی کی گئی اور پہلے جو عوام پِس رہے ہیں اور وہ کہہ رہے ہیں' میں آپ کی وساطت سے ان کی آواز جرنیلوں کے پاس پہنچانا چاہتا ہوں اور اگر آج کی حکومت نے یہ قانون پاس کیا تو پھر وہ آپ محسوس کریں کہ

جب یہ سلسلہ چل رہا تھا تو [*******************************]

جناب سپیکر، یہ الفاظ کارروائی سے حذف کئے جاتے ہیں اور مجرم کا لفظ بھی کارروائی سے حذف کیا جاتا ہے۔

شیخ اعجاز احمد، جناب والا! وہ فنڈز کس نے دیئے؟ وہ ضلعی ناظمین نے دیئے اور میں یہاں پر شاہ محمود قریشی صاحب کو سلام عقیدت پیش کرنا چاہتا ہوں، خراج تحسین پیش کرنا چاہتا ہوں کہ وہ اس دھونس اور دھاندلی میں حصہ نہیں بنے اور لوگ کہہ رہے ہیں، جو پسے ہوئے غریب عوام ہیں وہ یہ کہہ رہے ہیں کہ۔

پہلے کیہڑا ظلم تو گھٹ کیتا ای
تے چیچ وچ پا کے ساہنوں چھٹ دتا ای
تے اوکھلی دے وچ ساڈی مُنج کُٹی اُو
تے بوجیاں دے بیڑ وانگوں وٹ دتا ای
تے پہلے آپ آساں دی پیری بیج کے
تے اک اک بوٹا فیر پٹ دتا ای
تے ساڈے لئی چولی وی حرام ساقیا
تے ویریاں نوں کندھاں دی ٹیک مٹ دتا ای
کھیڑیاں دے نال ہیرے راضی ہو گئی ایں
تے تھک کے زمین اُتے چٹ دتا ای

جناب سپیکر، شکریہ

شیخ اعجاز احمد، جناب سپیکر! میں اپنی گزارشات کو سمیٹ رہا ہوں صرف دو منٹ کے لئے میں بات کروں گا کہ اگر وہی discrimination والا قانون ہم نے آج بھی پاس کر لیا اور جناب منسٹر صاحبان! میں حلفاً on the floor of this House یہ بات کر رہا ہوں کہ

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

ناظمین اپنے دفاتر میں بیٹھ کر اسمبلی پر ہنس رہے ہیں۔ ضلعی ناظمین ، تحصیل ناظمین ، ٹاؤن ناظمین اور یہاں تک کہ یونین کونسل کے ناظمین بھی ہنس رہے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ یہ اسمبلیاں بن تو گئی ہیں لیکن ان کے پاس لوگوں کو دینے کے لئے کیا ہے؟ آپ نے ایک کمیٹی constitute کی ہے جس میں میں آپ کی وساطت سے جناب وزیر قانون کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں۔انہوں نے کہا تھا کہ جو پارلیمانی کمیٹی ہے مجھے اس کا تو پتا نہیں ہے کہ وفاقی حکومت کے زیر اثر کوئی کمیٹی بن رہی ہے یا نہیں بن رہی لیکن پنجاب کے اندر میری سربراہی میں کمیٹی قائم کر دی گئی ہے۔ میں نے اس دن بھی پوائنٹ آف آرڈر پر اٹھ کر بات کرنا چاہی تھی۔ میں آج آپ کے توسط سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ جو کمیٹی یہ decide کرے گی کہ جو یہاں پر دو دو لاکھ لوگوں کے نمائندے آ کر بیٹھے ہوئے ہیں' جو یہ ہاؤس چل رہا ہے' ان کے پاس کیا اختیارات ہیں؟ ضلعی ناظمین کے پاس کیا اختیارات ہیں؟ devolution plan کے نام پر اس معزز ایوان کی تضحیک کی جا رہی ہے' دفاتر کے اندر بیٹھ کر یہ باتیں کی جا رہی ہیں کہ ان کے پاس دینے کے لیے کچھ نہیں ہے' فنڈز تو ہمیں ہی generate کرنے ہیں' ہم نے ہی دینے ہیں کیونکہ ضلعی نظام ہے۔ راجہ بشارت صاحب سے میری گزارش ہے کہ وزیراعلیٰ صاحب نے آپ کی سربراہی میں جو کمیٹی constitute کی ہے اس میں حزب اختلاف کے بنچوں کے کتنے دوستوں کے نام ہیں؟ ایک تو یہ وضاحت فرما دیں اور اس کمیٹی نے کیا function کرنا ہے اور کتنی مدت میں کرنا ہے؟ آخر میں' میں اس شعر پر بات ختم کروں گا ـــــ

جناب سپیکر۔ شیخ صاحب کافی ہو گیا ہے۔ براہ مہربانی آپ تشریف رکھیں۔

ملک خالد محمود وٹو ایڈووکیٹ۔ پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر۔ جی' فرمائیں!

ملک خالد محمود وٹو ایڈووکیٹ۔جناب سپیکر! آپ گنتی کروا لیں۔ کورم پورا نہیں ہے۔

وزیر قانون۔جناب سپیکر! جب میرے معزز بھائی قانون سازی کی بات کر رہے ہیں تو بات کو آگے چلنے دیں۔ معزز رکن نے ایک انتہائی اہم بات کی نشاندہی کی تھی کہ کیا اس

کمیٹی میں اپوزیشن کا کوئی ممبر ہے یا نہیں؛ میں اس کمیٹی کی بات کرنا چاہتا تھا اور آپ کورم کی بات کر رہے ہیں۔ ایک مثبت بات ہو رہی ہے تو آپ اس کو آگے چلنے دیں۔ ہم اپوزیشن کی بات کرنا چاہتے ہیں اگر آپ ہمیں موقع دیں۔

جناب سپیکر، کورم کی نشاندہی کی گئی ہے لہذا گنتی کی جائے۔ (اس مرحلے پر گنتی کی گئی) کورم پورا ہے لہذا کارروائی شروع کی جاتی ہے۔(نعرہ ہائے تحسین) جناب محمد آجاسم شریف صاحب۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ محترمہ نگہت پروین میر صاحبہ بھی تشریف نہیں رکھتیں۔۔۔ محترمہ پروین مسعود بھٹی صاحبہ!

محترمہ پروین مسعود بھٹی، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! یہاں پر بحث کرنے کا فائدہ تو کچھ نہیں ہے اس لئے کہ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر، آرڈر پلیز! آرڈر پلیز! (قطع کلامیاں) آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔ جی، محترمہ! آپ فرمائیں کیا کہنا چاہتی ہیں؟

محترمہ پروین مسعود بھٹی، جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ یہاں پر بحث کرنے کا فائدہ تو کچھ نہیں ہے کیونکہ جو بل آپ نے پاس کرنے کی ٹھان لی ہے وہ تو ہرصورت پاس کرنا ہی ہے۔ کیونکہ شادی کے اخراجات اور ولیمہ کا جو۔۔۔

سید عبدالعلیم شاہ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی، شاہ صاحب!

سید عبدالعلیم شاہ، محترمہ نے یہ جو بات کی ہے کہ ہم یہاں پر زبردستی بل پاس کرانے کی کوشش کر رہے ہیں جبکہ انہوں نے یہاں پر اپنی تمام خواہشات کی تکمیل کی ہے اور ایوان کے اندر دو دفعہ کورم کی نشاندہی کی ہے اور کورم ہمارا پورا ہو چکا ہے۔ اس لئے یہ بات نہ کریں کہ ہم زبردستی کر رہے ہیں۔ ہم جمہوریت کے قائل ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ تمام باتیں ہم جمہوری انداز میں ہی کریں گے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر، جی، محترمہ! آپ اپنی بات کریں۔

محترمہ پروین مسعود بھٹی، جناب سپیکر! خدا کرے ایسا ہی ہو اور جمہوریت چلے تو ہمیں

بھی خوشی ہو۔

چودھری زاہد پرویز: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

چودھری زاہد پرویز: جناب سپیکر! کل جو شادی کا بل پاس ہوا ہے وہ آج ہی سے نافذالعمل ہے یا 1۔اپریل سے نافذالعمل ہوگا؟ کیونکہ اخبارات نے لکھا ہے کہ 1۔اپریل سے نافذالعمل ہو گا۔

جناب سپیکر: جب گورنر صاحب اس کی منظوری دے دیں گے تو پھر اس کے فوری بعد وہ بل نافذالعمل ہو گا۔

محترمہ پروین مسعود بھٹی: جناب سپیکر! اس بل کی جو آپ تصحیح کر رہے ہیں۔ اس معاملے کی بات سمجھ نہیں آتی۔ میں ایک چھوٹی سی بات کی طرف آپ کی توجہ دلانا چاہتی ہوں کہ بہاولپور میں ایک ووکیشنل کالج کی پرنسپل تھی۔ کالجوں کے اوپر جو آپ نے گورننگ باڈیز بنائی ہیں انہوں نے کہا کہ یہ پرنسپل کرپٹ ہے۔ اس لئے اس کو یہاں سے ٹرانسفر کیا جائے حالانکہ وہ ریٹائر ہونے کے قریب تھی اور اس کا استحقاق بھی بنتا تھا اور پندرہ دن کے اندر اندر اس خاتون کا تبادلہ کر دیا گیا۔ لیکن یہ بات دکھ کی ہے کہ اگر ایک ناظم صحیح طور پر کام نہیں کر رہا ہے تو کیا وجہ ہے کہ اس کے خلاف عدم اعتماد نہ کیا جائے؟ اس میں کیا راز ہے؟ کیا حکومت خود چاہتی ہے کہ ایسے کرپٹ لوگوں کو promote کیا جائے؟ کیا وہ یہ چاہتی ہے کہ 30۔جون تک بجٹ آ جائے اور وہ اپنی مرضی سے بجٹ کو جہاں جہاں چاہتے ہیں صرف کروائیں۔ آپ نے بھی دیکھا ہو گا اور ہم نے بھی دیکھا ہے کہ ابھی جو ضمنی الیکشن ہونے تھے اس میں کس کس ناظم نے کس کس کو کس کس طریقے سے اپنے فنڈز کے ذریعے، اپنے اثر و رسوخ کے ذریعے جتوایا جنھیں حکومت جتوانا چاہتی تھی۔ یہ بات اپوزیشن کے ممبران ہی نہیں بلکہ حکومتی ارکان بھی جانتے ہیں لیکن وہ اس لئے خاموش ہیں کیونکہ انھیں کہا گیا ہے کہ آپ اس پر خاموش رہیں، ہم نے یہ بل پاس کروانا ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ یہ سب کا مشترکہ مسئلہ ہے۔ جناب سپیکر! اس کے

علاوہ میں یہ بھی کہوں گی کہ یونین کونسل میں صرف ایک آدھ ناظم کی بات نہیں ہے۔ میں کئی جگہوں کی مثالیں دے سکتی ہوں۔ بہاولپور میں ہماری بہت سی ایسی یونین کونسلیں ہیں جن کے ناظم اور نائب ناظم نے علیحدہ علیحدہ گروپنگ کی ہوئی ہے۔ فنڈز اپنی مرضی سے استعمال کرتے ہیں۔ جنھیں وہ نہیں دینا چاہتے' نہیں دیتے۔ یہ کتنے دکھ کی بات ہے۔ یہاں پر grass root level کی بات تو ختم ہو جاتی ہے۔ یہاں پر تو پھر حکومت کا upper hand ہو جاتا ہے۔ حکومت کس کی ہے؟ وہی one-man show ہے۔ ایک آدمی کی حکومت ہے' جنرل پرویز مشرف کی حکومت ہے۔ جنھیں ہم نے آج تک صدر نہیں مانا اور نہ ہی ہم آئینی طور پر اسے صدر مانتے ہیں۔ ہماری آپ سے استدعا ہے کہ یہ چیزیں' اقدامات آئندہ کے لئے بھی نقصان دہ ثابت ہوں گے۔ لہذا ان سے گریز کریں۔ ناظمین کا صرف انتظامی معاملات میں ہی کنٹرول نہیں ہے بلکہ ان کا اثر و رسوخ زکوٰۃ و عشر کے چیئرمین پر بھی ہے۔ زکوٰۃ و عشر کے چیئرمین صرف انہی غریب لوگوں کو' انہی بیواؤں کو زکوٰۃ دیتے ہیں جو ان کے مخالف نہیں ہیں۔

جناب فیض اللہ کموکہ: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: فیض اللہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔ جی'فرمائیے!

جناب فیض اللہ کموکہ: جناب سپیکر! میں آپ کا نہایت ممنون ہوں کہ آپ نے مجھے بات کرنے کا موقع فراہم کیا ہے۔ آپ کی وساطت سے میں وزیر قانون سے پوچھنا چاہوں گا' یہ ایک وضاحت ہے۔ میں لوکل گورنمنٹ آرڈیننس کے حوالے سے بات کروں گا۔ اس میں ضلعی ناظم کو اس کی پوسٹ سے ہٹانے کے لئے دو طریقہ کار بتائے گئے ہیں۔ ایک external recall کا طریقہ کار ہے کہ اس صوبے کا جو چیف ایگزیکٹو ہوگا اسے جب محسوس ہو کہ ضلعی ناظم صحیح کام نہیں کر رہا تو وہ اس کے لئے اسمبلی میں قرار داد پیش کر سکتے ہیں یا اس بابت اسمبلی کی رائے لے سکتے ہیں۔ دوسرا طریقہ کار internal recall کا ہے۔ اس میں کہا گیا ہے کہ

"24. Internal recall of a Zila Nazim.-(1) If in the

opinion of a member of the Zila Council, there is a reason to believe that the Zila Nazim is acting against the public policy or the interest of the people or is negligent or is responsible for loss of opportunity for improvement in governance and service delivery to the people within the ambit of his responsibilities, he may, seconded by another member of the Council, give notice to move a motion in the Zila Council through Naib Zila Nazim for recall of the Zila Nazim."

آگے نمبر 6 پر ہے کہ،

"(6) Where the motion fails in the Zila Council, the proposer and seconder of such motion shall lose their seats both as Union Nazims and members of Zila Council."

جناب والا ! میں وزیر قانون صاحب سے یہ وضاحت چاہوں گا کہ جب پہلے ہی اس آرڈیننس میں بڑے واضح طور پر بتا دیا گیا ہے کہ ضلعی ناظم کے خلاف جو عدم اعتماد کی تحریک لے کر آئے گا وہ اگر مقررہ معیار پر پوری نہ اترتی ہو، ضلعی ناظم کرپٹ نہ ہو، اس نے اپنے دور حکومت یا دور اقتدار میں کوئی گھپلا نہ کیا ہو تو اس کے لئے پہلے سے ہی اس آرڈیننس میں provided ہے کہ. proposer اور seconder اپنے دونوں عہدوں کے لئے نااہل ہو جائیں گے۔ یعنی ممبر ضلع کونسل اور ناظم یونین کونسل کی ممبر شپ ختم ہو جائے گی ۔ یہ سب کچھ پہلے سے provided ہے۔ تو میں یہ کہنا چاہوں گا کہ اس آرڈیننس میں جو ترمیم کی جا رہی ہے اس کا مقصد صرف اور صرف موجودہ الیکشن میں ان ناظمین نے

جو گھپلے کئے ہیں ان کو cover دینا ہے۔

جناب سپیکر: فیض اللہ صاحب آپ کا پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔ تشریف رکھیں۔

جناب فیض اللہ کموکہ: جناب سپیکر! مجھے اپنی بات مکمل کر لینے دیں۔ میں Point of clarification پر بات کر رہا ہوں۔ میں چاہوں گا کہ وزیر قانون صاحب اس پر جواب دیں۔

جناب سپیکر: انھوں نے آپ کی بات سن لی ہے ۔ اب آپ تشریف رکھیں ۔ جی، محترمہ! آپ اپنی بات مکمل کریں اور دو منٹ میں wind up کر لیں۔

محترمہ پروین مسعود بھٹی: جناب سپیکر! میں یہ عرض کر رہی تھی کہ تحصیل کونسل یا یونین کونسل کے ناظمین چیئرمین زکوٰۃ و عشر پر بھی اثر انداز ہو رہے ہیں۔ زکوٰۃ بھی ان کی مرضی سے تقسیم ہو رہی ہے۔ اس نظام سے زیادہ سزا تو غریب لوگوں کو ہی مل رہی ہے۔ ایک طرف تو کہا جاتا ہے کہ غریب عوام کے لئے یہ ضلعی حکومتیں بنائی گئی ہیں۔ دوسری طرف اسی کے منافی قانون اور بل اس اسمبلی سے پاس کروانے کے لئے بھیجے جا رہے ہیں ۔ میں اس بل کی سختی سے مذمت کرتی ہوں۔ اس کی توسیع نہیں ہونی چاہئے۔ اگر ایک آدمی کرپٹ ہے تو اسے اس کی سزا ضرور ملنی چاہئے اور اس کے خلاف عدم اعتماد ہونا چاہئے۔ بہت شکریہ۔

کرنل (ر) سلطان سرخرو اعوان: پوائنٹ آف آرڈر۔جناب سپیکر! میں کچھ دنوں سے دیکھ رہا ہوں کہ ہمارے دوست جنرل پرویز مشرف صاحب کو زیر بحث لاتے ہیں۔

جناب سپیکر: کرنل صاحب! وہ الفاظ تو میں نے کارروائی سے حذف کروا دیئے تھے۔

کرنل (ر) سلطان سرخرو اعوان: جناب سپیکر! ابھی ہماری ایک بہن جنرل پرویز مشرف کے حوالے سے بات کر رہی تھی۔ میں کہوں گا کہ جنرل پرویز مشرف وہ واحد فوجی ہے جس نے وقت مقررہ پر الیکشن کروا کر حکومت منتخب نمائندوں کے سپرد کی ہے ۔ ہمیں ان کا مشکور ہونا چاہئے۔ اگر وہ مہربانی نہ کرتے تو آج ہم میں سے ایک بھی ادھر نہ بیٹھا ہوتا۔ لہذا جنرل صاحب کو زیر بحث نہ لائیں۔ آپ عوام کی بات کریں۔ صوبے کی بات کریں۔ شکریہ۔

محترمہ صبا صادق: بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم ۔ جناب سپیکر ! آج جو یہ بل حکومتی بنچز کی طرف سے پیش کیا گیا ہے میں اس کے حوالے سے وضاحت کرنا چاہوں گی کہ ہم ایک اسلامی ریاست میں رہتے ہیں۔ بطور مسلمان ، بطور اسلامی فلاحی ریاست حاکمیت اعلیٰ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ اس کے بعد جو حکمران ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے نائب کی حیثیت سے کام کرتے ہیں۔ اسی روح کو لے کر ہمارا 1973 کا آئین مرتب کیا گیا۔ اس میں یہ بات واضح طور پر کہی گئی ہے کہ حاکمیت اعلیٰ اللہ تعالیٰ کی ہے ۔ اس کے بعد جو حکمران ہو گا وہ اللہ تعالیٰ کا نائب ہو گا۔ میں یہ کہوں گی کہ ایک اسلامی فلاحی ریاست میں عوام کی حکمرانی ہوتی ہے ۔ عوام اپنے نمائندے منتخب کر کے بھیجتے ہیں اور یہ نمائندے بطور انسان خدمت کرتے ہیں۔یہاں کوئی فرشتہ موجود نہیں جس سے غلطی سرزد نہ ہو۔

جناب والا ، یہ جو بل ایوان میں پیش کیا گیا ہے کہ مارچ 2003 تک انہیں برطرف نہیں کیا جا سکے گا یا ان کے خلاف تحریک عدم اعتماد نہیں دی جا سکے گی، میں اس کی سخت مذمت کرتی ہوں۔اس سے تو کرپشن کا ایک دروازہ کھل جائے گا۔ اگر کوئی ایسا ناظم ہے جو کہ ملک و قوم کے مفاد میں نہیں، پاکستان کے مفاد میں نہیں ، ملک میں کرپشن پھیلا رہا ہے تو اس کے بارے میں یہ پابندی کیوں لگائی جا رہی ہے کہ وہ اپنی اس غلط سرگرمی کو جاری رکھے۔ اس بل کو میرے خیال میں بالکل منظور نہیں کیا جانا چاہئے۔ میں وزیر قانون سے یہ درخواست کروں گی کہ پہلے ہی اس آرڈیننس میں provided ہے کہ proposer اور seconder اگر غلط چیز کی تجویز کریں اور تائید کریں اور وہ الزامات ان پر ثابت نہ ہو سکیں تو وہ اپنی رکنیت سے نااہل ہو جائیں گے تو اس کے بعد اس بل کو لانے کا کوئی جواز باقی نہیں رہتا۔ میرے خیال میں تو اب اس بل کو لانے کا مقصد یہی ہے کہ ناظمین کے ذریعے ملکی دولت کو ، عوام کے پیسے کو بے دریغ بسنت جیسے festivals میں اڑایا جائے۔ لہذا میں ایوان سے درخواست کروں گی کہ اس بل کو منظور نہ کیا جائے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: شکریہ ۔ وزیر قانون ،

جناب ارشد محمود بگو : پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر ! میں بھی بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر : آپ اس پر بات کرنا چاہتے ہیں؟

جناب ارشد محمود بگو : جی' جناب! میں بات کرنا چاہتا ہوں۔ میں نے اپنا نام دیا تھا۔

جناب سپیکر : چونکہ آپ کی طرف سے ترمیم نہیں ہے اس لئے آپ بات نہیں کر سکتے۔ صرف وہی معزز رکن بات کر سکتے ہیں جنھوں نے ترمیم دی ہوئی ہے۔

جناب ارشد محمود بگو ، میں نے general principles پر بات کرنی ہے۔

جناب سپیکر، principles پر بعد میں بات کر لیں۔ وزیر قانون!

وزیر قانون ، شکریہ جناب سپیکر! میں گزارش یہ کرنا چاہوں گا کہ میں اس معزز ایوان کا وقت ضائع نہیں کرنا چاہتا اور بالکل دو تین باتیں جو relevant ہیں وہ کرنا چاہتا ہوں۔ ابھی محترمہ صبا صادق صاحبہ بات کر رہی تھیں میں ان کو interrupt نہیں کرنا چاہتا تھا لیکن میں ان سے سوال اسی وقت کرنا چاہتا تھا۔ اس وقت ہم بات کر رہے ہیں اور جو motion تھی وہ یہ تھی کہ کیا ہم اس بل کو consideration کے لئے لیں یا نہ لیں؟ معزز اراکین نے motion یہ دی تھی کہ اس کو عوامی رائے لینے کے لئے مشتہر کیا جائے۔ میرا اس سلسلے میں جواب یہ تھا کہ چونکہ یہ قانون پہلے سے نافذالعمل ہے۔ اس پر کسی قسم کا اعتراض موصول نہ ہوا ہے۔ اس لئے مزید رائے لینے کی ضرورت نہیں۔ دوسری جو ترمیم یہاں پر میرے بھائیوں نے دی ہے وہ یہ ہے کہ اس کو سلیکٹ کمیٹی کے حوالے کیا جائے۔ اس پر جب وہ بات کریں گے تو میں بعد میں جواب دوں گا۔ وہ بھی ضرورت نہیں ہے کیونکہ جناب کی تشکیل کردہ ایک سپیشل کمیٹی نے اس پر غور بھی کیا ہے اس کی رپورٹ بھی آ گئی ہے اور اسی رپورٹ کے مطابق آج ہم آگے چل رہے ہیں۔ اب بات یہ ہے کہ حکومت کی یہ سوچ ہے کہ ہم ان بلدیاتی اداروں میں ضلعی ناظم کے خلاف چھ مہینے کے لئے عدم اعتماد لانے کی پابندی لگا رہے ہیں کہ چھ مہینے کے لئے عدم اعتماد نہیں لایا جا سکتا۔ یہ بات ہم کرنا چاہ رہے ہیں کہ 31۔دسمبر سے لے کر 30۔جون تک ہم پابندی لگائیں۔ اب یہ حکومت کی سوچ ہے۔ ہم اس کو اس قانون کے

ذریعے گلی چادر پہنانے جا رہے ہیں۔ معزز اراکین اپوزیشن کو اس بات پر اعتراض ہے کہ حکومت کو یہ مہلت نہیں دینی چاہئے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اصولی طور پر حکومت کی اس سوچ سے ان کو اختلاف ہے اور انہیں catagorically اس بات کو oppose کرنا چاہئے تھا کہ ہم ایک دن کی بھی مہلت اس سلسلے میں نہیں دینا چاہتے۔ اصولی بات تو یہ ہے لیکن آگے جو دو ترامیم آ رہی ہیں۔ اگر آپ غور فرمائیں ایک ترمیم یہ آتی ہے کہ 31 دسمبر کو یہ بات ختم ہو گئی ہے مہلت ختم ہو گئی ہے۔ اس کو 28 جنوری تک لے جائیں۔ اس کا مطلب تو یہ ہے کہ ہم چھ مہینے کی بات کرتے ہیں۔ یہ 28 دن کی بات کرتے ہیں۔ دوسری ترامیم اسی میں آ رہی ہیں کہ وہ 28 فروری تک کر دیں۔ مطلب یہ ہے کہ ہم اگر چھ مہینے کی مہلت دینا چاہتے ہیں تو وہ دو مہینے کی مہلت دینا چاہتے ہیں۔ جو بات میں یہ ثابت کرنا چاہتا تھا وہ یہ ہے کہ وہ اس concept سے اتفاق کرتے ہیں کہ مہلت ملنی چاہئے۔ بات اب صرف گنجائش کی ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

محترمہ صبا صادق: جناب والا! میں وضاحت کرنا چاہتی ہوں کہ ---

جناب سپیکر: تشریف رکھیں۔

وزیر قانون: محترمہ میں نے آپ کو interrupt نہیں کیا تھا۔ میں نے ویسے بات کی تھی اس سے میں گزارش کرنا چاہوں گا۔ دیکھیں ایک ترمیم ہے جس میں مس صبا صادق صاحبہ کا نام ہے۔ انہوں نے یہ کہا ہے کہ

> "That in Clause 2 of the Bill, as recommended by the Special Committee No 1, for the figures, word and comma "30th June, 2003", appearing in line 3, the figures and words "28 February 2003." be substituted"

یعنی یہ چاہتی ہیں کہ یہ مہلت 28۔فروری تک دے دی جائے اور بات جتنی انہوں نے کی ہے آپ کا نام میں نے اس سے لیا ہے کہ You are the last speaker اور ویسے

بھی آپ میری colleague ہیں۔ اس لئے میں آپ کا نام لے کر بات کر رہا ہوں۔ جناب سپیکر! گزارش صرف اتنی ہے کہ یہ اس concept سے اتفاق کرتے ہیں کہ مہلت ہونی چاہئے۔ بات صرف اتنی ہے کہ ہم چھ مہینے کی بات کرتے ہیں۔ وہ ایک محرک 28 دن کی بات کرتے ہیں۔ ایک دو مہینے کی بات کرتے ہیں۔ اصولی طور پر ان کا اور ہمارا موقف ایک ہی ہے۔ بات ٹائم کی ہے۔

جناب سپیکر! دوسری بات جو میں عرض کرنا چاہتا ہوں، آگے چل کر اس پر بھی بات ہو گی۔ تو یہ اقدام ہم کسی کی کوئی خدانخواستہ برائیوں کو چھپانے کے لئے، ان کی ناا‌ہیوں کو چھپانے کے لئے نہیں کر رہے۔ میں نے پہلے بھی یہ گزارش کی تھی کہ بلدیاتی اداروں پر چیک اینڈ بیلنس کا ایک نظام موجود ہے اور اس کے تحت میرے معزز دوست جن کا فیصل آباد سے تعلق ہے آج راجہ صاحب تشریف نہیں رکھتے۔ انہوں نے اس دن میرے ساتھ بات کی۔ انہوں نے کہا کہ ضلع کونسل فیصل آباد میں یہ ہو رہا ہے، تحصیل میں یہ ہو رہا ہے۔ میں نے انہیں یہ یقین دہانی کروائی تھی کہ ہمارا چیک اینڈ بیلنس کا نظام موجود ہے اور اسی نظام میں رہتے ہوئے جو بھی آپ اقدامات کروانا چاہیں ہم کرپشن کو روکنے کے لئے کرنے کو تیار ہیں۔ اس لئے یہ قطعی طور پر تاثر نہیں لینا چاہئے کہ حکومت ان اداروں کی بداعمالیوں پر پردہ ڈالنے کے لئے یہ ترامیم لا رہی ہے۔ یہ قطعی طور پر غلط تاثر ہے۔ ہمارا مقصد اس ترمیم کو لانے کے لئے صرف یہ ہے کہ یہ نوزائیدہ بلدیاتی ادارے ہیں، ابھی انہیں معرض وجود میں آئے ہوئے تقریباً ایک سال کا عرصہ ہوا ہے اور devolution کے حوالے سے یہ گورنمنٹ ایک نیا تجربہ کر رہی ہے اور ہماری یہ خواہش ہے کہ ہمارے اس نئے تجربے کو کامیابی سے ہمکنار ہونا چاہئے۔ اس لئے میں اپنے معزز اراکین کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ قانون پہلے سے نافذالعمل ہے۔ اس پر عمل درآمد بھی ہو رہا ہے اور جس طرح انہوں نے تجاویز دی ہیں اگر اس کو کر لیا جائے تو پھر دنوں کی بات نہیں ہے۔ براہ مہربانی اس کو چھ مہینے کے لئے ہمیں کرنے دیں۔ اس پر فوری طور پر بحث کی جائے اور ترامیم کو لیا جائے۔ جو بھی اس

کے نتائج ہوں گے میں آپ کو یقین دلاتا ہوں انشاء اللہ تعالیٰ اس کے مثبت نتائج ہوں گے۔ آپ ان اداروں میں ایک افرا تفری کا عالم مت پیدا کریں۔ آج آپ اجازت دیں گل سے عدم اعتماد کا فوراً گیٹ کھل جائے گا۔ یقین کیجیے کہ بجائے اس کے کہ یہ ادارے دوام پکڑیں ہم ان میں ایک غیر یقینی صورت حال پیدا کریں گے۔ اس لئے میری یہ استدعا ہوگی کہ اس ترمیم کو rule out کیا جائے اور بل کو consider کیا جائے۔

MR SPEAKER: Thank you. The amendment moved and the question is -

> "That the Punjab Local Government (First Amendment) Bill 2003 (Bill No 3 of 2003) as recommended by the Special Committee No 1, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 15 March 2003."

(The motion was lost.)

MR SPEAKER: The next amendment is from Rana Sanaullah Khan, Rana Aftab Ahmad Khan, Raja Riaz Ahmad, Dr Asad Ashraf, Ch Ejaz Ahmad Samma, Mr Ali Hassan Raza Qazi, Raja Muhammad Shafqat Khan Abbasi, Dr Muhammad Javed Siddiqui, Mr Sami Ullah Khan, Rana Tajammal Hussain, Rana Mashhood Ahmed Khan, Sh Ejaz Ahmad, Mr Muhammad Ajasam Shariff, Mrs Nighat Parveen Mir, Mrs Parveen Masood Bhatti and Miss Saba Sadiq. Rana Sanaullah Khan may move

RANA SANAULLAH KHAN: Mr Speaker, Sir, I move -

> That the Punjab Local Government (First

Amendment) Bill 2003 (Bill No 3 of 2003), as recommended by the Special Committee No 1, be referred to the Select Committee, consisting of the following members with instructions to report upto 15 March 2003 -

1 Rana Sanaullah Khan

2 Rana Aftab Ahmad Khan

3 Syed Ehsan Ullah Waqas

4 Brig (R) Muhammad Hassan

5 Sardar Hassan Akhtar Mokal

6 Maj (R) Asghar Hayat Kalyar

7 Ch Khalid Asghar Ghural

8. Mr Amanat Ali Virk

9 Rai Ejaz Ahmad, and

10 Rana Muhammad Qasim Noor.

MR SPEAKER: The motion moved is -

"That the Punjab Local Government (First Amendment) Bill 2003 (Bill No 3 of 2003), as recommended by the Special Committee No 1 be referred to the Select Committee consisting of the following members with instructions to report upto 15 March 2003 -

1 Rana Sanaullah Khan

2 Rana Aftab Ahmad Khan

3. Syed Ehsan Ullah Waqas

4. Brig (R) Muhammad Hassan

5. Sardar Hassan Akhtar Mokal

6 Maj (R) Asghar Hayat Kalyar

7. Ch Khalid Asghar Ghural

8 Mr Amanat Ali Virk

9 Rai Ejaz Ahmad, and

10 Rana Muhammad Qasim Noon"

MINISTER FOR LAW: I oppose it. Sir

جناب سپیکر: وزیر قانون اس کی مخالفت کرتے ہیں۔ رانا ثناء اللہ صاحب!

رانا ثناء اللہ خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! وزیر قانون نے اپنی پہلی ترمیم پر اپنی سٹیٹمنٹ دیتے ہوئے فرمایا ہے اور انہوں نے اس ترمیم پر جس پر میں اب بات کرنے جا رہا ہوں، جس کے متعلق انہوں نے حوالہ بھی دیا، مجھے افسوس ہے کہ وزیر قانون صاحب اس وقت تک misconception کا شکار ہیں۔ وہ بات کو technicalities کی طرف لا رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ جی دیکھیں ہم نے تو صرف "any person" کا لفظ لکھا ہے۔ "any person" کا اس پورے بل سے کیا تعلق ہے۔ حالانکہ یہ نہیں پتا کہ "any person" سے پورے بل کا بیڑا غرق ہو گیا ہے بلکہ پورا ادارہ تباہ ہو گیا ہے۔ اسی طرح سے اب انہوں نے فرمایا ہے کہ جی دیکھیں ہم تو صرف یہ چاہتے ہیں کہ یہ 30 جون تک ہو جائے۔ یہ بھی چاہتے ہیں کہ 28 فروری تک ہو جائے۔ وہ پہلے 30 دسمبر تک تھا۔ میں محترم وزیر قانون کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ جب آپ کوئی بھی ترمیم کسی قانون میں لاتے ہیں تو اس میں جو ترمیم ہماری طرف سے دی جاتی ہے اس میں مقصد ہوتا ہے کہ اس ترمیم اور اس بل کے حوالے سے جو بھی معاملات، جو بھی ہمارے

تحفظات ہیں' ہم انہیں on table لائیں۔ ہم انہیں اس معزز ایوان کے سامنے پیش کریں۔ کیونکہ یہ معزز ایوان اس بارے میں sovereign ہے کہ کسی بھی ترمیم کو drop کر سکتا ہے اور کسی قانون میں کوئی مزید ترمیم لا سکتا ہے۔ جب آپ اس بل کے ذریعے سے لوکل گورنمنٹ آرڈیننس میں یہ ترمیم لاتے ہیں تو اس ترمیم کے حوالے سے اس آرڈیننس' اس ایکٹ' اس قانون کا پوری طرح سے جائزہ لیا جا سکتا ہے اور اس معزز ایوان کے ممبران کے سامنے یہ بات رکھی جا سکتی ہے۔ میں محترم وزیر قانون کو چیلنج کرتا ہوں کہ آپ نے اس قانون کے ذریعے سے جو اختیارات ڈسٹرکٹ ناظم کو دیئے ہیں' یہ مسودہ میرے پاس بھی پڑا ہے اور ان کے پاس بھی پڑا ہے۔ اس چیک کے علاوہ اس پورے مسودہ سے مجھے نکال کر دکھائیں کہ اس قانون کے تحت ڈسٹرکٹ ناظم کو یہ اختیارات دیئے ہیں تو اس پر ہم نے یہ چیک اینڈ بیلنسز بھی رکھے ہیں اور اگر آپ اٹھ کر صرف یہ کہیں کہ نہیں جی' ہم نے تو 30 جون کا لفظ لکھا تھا۔ رانا صاحب نے اور باتیں کی ہیں۔ 30۔جون کا 28فروری سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ 28 فروری کا 3 دسمبر سے کوئی تعلق نہیں ہے تو پھر I am sorry to say کہ آپ کو اس بارے میں misconception ہے یا پھر آپ اس بارے میں رولز دیکھیں یا اگر آپ consult کرنا چاہیں تو 10 منٹ کے لئے بیٹھیں۔ آپ فاضل رکن بھی ہیں۔ وزیر قانون بھی ہیں۔ میں آپ کے لئے 10 منٹ نکالنے کے لئے تیار ہوں اور آپ کے ساتھ بیٹھنے کو تیار ہوں کہ یہ آپ کی misconception دور ہو جائے جو آپ یہ کہتے ہیں کہ ہم اس بات کو discuss نہیں کر سکتے۔ میں تو اسے لوکل باڈیز آرڈیننس ہی کہوں گا کیوں کہ اسے کسی اسمبلی نے پاس نہیں کیا۔ یہ ایل ایف او کی پیداوار ہے۔۔۔

رانا محمد قاسم نون: آپ بھی ایل ایف او کی پیداوار ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: آپ کن کی پیداوار ہیں یہ آپ کو پتا ہے۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز' آرڈر پلیز۔

رانا ثناء اللہ خان: اب اگر میں اس پیداوار کی تشریح کروں گا تو پھر آپ کو۔۔۔

رانا محمد قاسم نون، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی۔

رانا محمد قاسم نون، جناب سپیکر! معزز ممبر جب بھی کوئی بات کرتے ہیں تو ان کی گفتگو ان کے ذہن کی عکاسی کرتی ہے۔ کل بھی انہوں نے مجھے دار گفتگو فرمائی اور میری یہ گزارش ہے کہ sanctity of the House کو ملحوظ خاطر رکھا جائے اور یہ ضلعی اسمبلی فیصل آباد نہیں ہے' یہ پنجاب اسمبلی ہے۔

جناب سپیکر، شکریہ جی۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! میں اپنے محترم بھائی کی اس بات کو اس معزز ایوان کے سامنے ہی رکھتا ہوں کہ میں نے 2 منٹ میں کون سی بات قابل اعتراض کی اور انہوں نے جو پیداوار کا لفظ دیا۔ آیا اس میں کوئی بات تھی یا میری بات میں؛ میں پھر انہیں کہتا ہوں کہ میں اس پر نہیں جانا چاہتا ورنہ میں پیداوار کی تشریح کر دوں۔۔۔

جناب سپیکر، جی نہیں' تشریح نہیں کرنی۔(قہقہے)

رانا ثناء اللہ خان، معزز سپیکر کا یہ حکم ہے کہ تشریح نہیں کرنی۔ اس لئے صرف اتنا ہی کہوں گا کہ یہ تو پیدوار کی بات کر رہے ہیں مجھے ان کے conceive ہونے کے عمل سے آگے تک کا پتا ہے۔

رانا محمد قاسم نون، جناب سپیکر۔۔۔

جناب سپیکر، آرڈر پلیز۔ آپ تشریف رکھیں۔ تشریف رکھیں۔ جی' رانا صاحب!

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ میں تو اسے لوکل گورنمنٹ آرڈیننس ہی کہوں گا کیوں کہ اسے کسی بھی منتخب اسمبلی نے پاس نہیں کیا جو یہ ایکٹ کا درجہ اختیار کر سکتا۔ یہ ایک ریٹائرڈ جنرل کے ذہن کی اختراع ہے اور وہ ریٹائرڈ جنرل بھی ایسا تھا اور یہ باتیں اس ایوان میں کرنے والی ہیں۔ یہ باتیں لوگوں تک جانی چاہئیں کہ اس ریٹائرڈ جنرل کا حال دیکھیں کہ یہ سارے تحفے تو اس نے اس قوم کو دیئے لیکن جب عملی

طور پر اسی کے دیتے ہوئے نظام کے چلنے کا وقت آیا تو اس شخص نے صرف اور صرف اس وجہ سے انکار کر دیا کہ میں اب اپنی اس پوزیشن میں کام نہیں کروں گا کیوں کہ اب مجھے ایک پرائم منسٹر یعنی ایک سویلین کی supervision میں کام کرنا پڑے گا۔ میں اس سویلین کی subordination برداشت نہیں کر سکتا۔ یہ ان لوگوں کی ذہنیت ہے جنہوں نے یہ آرڈیننس بنایا ہے۔ [*********************************]

جناب سپیکر: میں یہ الفاظ کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔

رانا ثناء اللہ خان: [*************************************]

ایک معزز ممبر: جناب سپیکر! یہ الفاظ بھی کارروائی سے حذف کروائے جائیں۔

جناب سپیکر: میں نے پہلے ہی کہہ دیا ہے۔ یہ الفاظ بھی حذف ہو جائیں گے۔ جی' رانا صاحب!

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! یہ چیئر ان کی ہدایت کے تحت اپنا کام کرے گی۔ اب ان کی اس ہدایت کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے؟

جناب سپیکر: جی' رانا صاحب! آپ فرمائیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! جنہوں نے یہ آرڈیننس بنایا انہوں نے کہا کہ اس پر کم از کم چھ مہینے تک کسی قسم کا کوئی چیک نہیں ہونا چاہئے۔ میں نے یہ پہلے عرض کیا ہے اور وزیر قانون کو چیلنج کیا ہے کہ وہ مجھے بتائیں کہ ضلع ناظم کے خلاف عدم اعتماد کی تحریک نہ لانے کے علاوہ اور کیا چیک ہے؟ تو جن لوگوں نے یہ dirty legislation کی ہے انہوں نے تو کہا کہ جناب 6 مہینے کے لئے اس کے اوپر کوئی چیک نہیں ہونا چاہئے۔ اب 6 مہینے کے بعد انہوں نے کہا کہ 6 مہینے اور اس پر چیک نہیں ہونا چاہئے۔ پھر وہ بھی ٹھیک ہے انہوں نے کہہ دیا۔ اب میں سمجھتا ہوں اور جیسے میرے بھائی ارشد لودھی صاحب نے فرمایا کہ اب ہم نمائندہ حکومت ہیں۔ ہم اب جمہوری حکومت ہیں تو انہیں کون سی

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

مصیبت پڑی ہے کہ ہم سے یہ dirty legislation کروانا چاہتے ہیں کہ اسے اب اور 6 ماہ دے دئیے جائیں۔ انہوں نے پچھلے سال اس رعایت سے جو فائدہ اٹھایا ہے تو جب وزیر قانون صاحب میری اس بات کا جواب دیں تو پھر یہ کہیں کہ جناب! ان کی یہ یہ achievements ہیں۔ اس لئے ہم یہ چاہتے ہیں کہ یہ رعایت انہیں حاصل رہے تاکہ وہ more achievements کریں۔

جناب سپیکر! یہ اس آرڈیننس کی کلاز 18 ہے۔ کلاز 17 میں انہوں نے اسے define کیا ہے۔ میں اس ہاؤس کے معزز ممبران سے گزارش کروں گا کہ وہ ذرا اس کلاز 17 کی سب کلاز 1 کی wording پر غور فرمائیں۔

"17. **The Zila Nazim:-** (1)The Zila Nazim shall head the District Government and perform such functions and exercise such powers as have been assigned to him under this Ordinance and be assisted by the Distrtict Coordination Officer "

یعنی اس میں کسی جگہ پر یہ درج نہیں ہے کہ

That Zila Nazim shall head the District Government under such instructions ... under such policies .. under such rules and will perform such functions.

جو کہ اس آرڈیننس کے تحت اسے تفویض ہوئے ہوں گے اور ڈی سی او اسے assist کرے گا۔ یعنی گریڈ 20 کا آدمی ڈی سی او اسے assist کرے گا جس کے متعلق باہر لوگوں کو ابھی تک یہ تاثر ہے That is why? کہ میں یہاں پر بات کر رہا ہوں۔ ڈی سی او کے متعلق یہ تاثر ہے کہ وہ کسی حد تک independent ہے اور وہ اس بات کو چیک کرے گا کہ ڈسٹرکٹ ناظم یا ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کوئی رولز اور لاء کے باہر تو نہیں جا رہے۔ یہاں صرف یہ ہے کہ وہ assist کرے گا۔ اس سے آگے کوئی بات نہیں ہے۔ اس کے

بعد کلاز 18 ہے کہ

"**18. Functions and Powers of the Zila Nazim.**_

(1) The functions and powers of Zila Nazim shall be to-

(a) provide vision for the district-wide development, leadership and direction for efficient functioning of the District Government."

اب میں پوری تفصیل میں نہیں جاتا۔ یہاں پر معزز ایوان میں سارے پڑھے لکھے دوست بیٹھے ہیں۔ They know what is the meaning of vision, they know what is the meaning of leadership and they know what is the meaning of direction میرا خیال ہے لاء منسٹر صاحب کو بھی اس بارے میں کسی قسم کی کوئی غلط فہمی نہیں ہوگی۔ اگر اس صوبے میں چونتیس visions ہوں گے تو کیا یہ پورا صوبہ' پوری قوم visionless نہیں ہو جائے گی۔ اگر اس صوبے میں چونتیس directions ہوں گی تو کیا The nation will not lead towards directionlessness What is the meaning of leadership? لیڈر شپ تو صوبے کی سطح پر بھی نہیں ہوتی' یہ قومی سطح پر ہوتی ہے۔ یہ ان جرنیلوں کو لیڈر شپ کا مطلب ہی نہیں پتا کہ وہ یہاں پر کیا درج کر رہے ہیں۔ وہ نہ صرف ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کو head کرنے گا بلکہ vision بھی وہی دے گا۔ لیڈر شپ بھی وہی دے گا اور direction بھی وہی دے گا۔ یہ اس کی powers ہیں۔ آگے Sub clause(c) Perform functions relating to law and order in the district

جناب سپیکر! اس کے بعد پھر ادھر اسمبلی میں امن و امان کی بحث ہو تو پھر آپ خود اندازہ کریں کہ پھر میرا کہنا کہ بھینس کے آگے بین بجانے والی بات ہے۔

اس کا بڑا برا منایا گیا لیکن آپ بتائیں کہ اس کے بعد پھر اس کے سوا اور کوئی لفظ یا محاورہ یہاں پر رہ جاتا ہے۔ The District Nazim has to perform the law and order functions in the district. یہاں پر انھوں نے لاء منسٹر بنا دیا ہے۔ یہاں پر انھوں نے امن و امان کے لیے بحث پر ایک دن رکھ دیا لیکن ان کے پاس لاء اینڈ آرڈر تو ہے ہی نہیں۔ اب تو لاء اینڈ آرڈر پر functions ڈسٹرکٹ ناظم نے کرنے ہیں۔

جناب سپیکر! یہ تقریباً سو کے قریب ہیں لیکن میں صرف تین چار کا حوالہ دے رہا ہوں۔ میرے فاضل ممبران جو اس وقت تشریف فرما ہیں ذرا understand کریں۔ دوسرا یہ کہ oversee formulation and execution of the annual development plan. جسے ہم ADP کہا کرتے تھے۔ وہ بھی سارا ان کے پاس ہے۔ Issue executive orders to the District Coordination Officer and Executive District Officers for discharge of the functions decentralized to the District Government یہ بہت اہم ہے۔ یہاں پر سب کلاز (O) ہے۔ اس میں کہا گیا ہے کہ ڈسٹرکٹ ناظم executive order ڈی سی او کو جاری کرے گا اور all Executive District Officers to discharge their functions. decentralized to the District Government اب جب میں اس پوائنٹ پر آؤں گا کہ وہ کون سے functions ہیں؟ وہ کون سے ڈیپارٹمنٹ ہیں جو اس آرڈیننس کے ذریعے decentralize کر دیے گئے ہیں تو بات ساری واضح ہو جائے گی۔ میں معزز ممبران سے گزارش کروں گا کہ معاملہ آگے چلتا ہے۔ اس میں آپ بالکل بے خوف ہو کر میری باتوں کو توجہ سے سنیں۔ ایسی کوئی بات نہیں ہو گی' جس کا تھوڑی دیر پہلے حوالہ آ چکا ہو۔ یہ ایک academic بات ہے' legal بات ہے۔ میں نہ صرف یہ کرنا چاہتا ہوں بلکہ میں چاہتا ہوں کہ آپ لوگ اس کو understand کریں کہ جو ڈسٹرکٹ ناظم ہے He can issue executive orders to DCO and Executive District Officers for discharge of their functions

جناب سپیکر! آگے ہے کہ decentralized to the District Government یعنی وہ تمام EDO جو کہ decentralized محکمے ہیں ان سب کو وہ executive orders issue کر سکتے ہیں۔ اب میں اس بات پر آتا ہوں کہ decentralized departments کون کون سے ہیں؟ اس کے بعد یہ بات بالکل واضح ہو جائے گی کہ یہاں کیا رہ گیا ہے اور وہاں کیا چلا گیا ہے۔ گورنمنٹ انھوں نے یہاں چلانی ہے یا ادھر چلانی ہے یا میری وہ بات صحیح ہے کہ اوپر وہ بیٹھا ہے اور نیچے اس نے ان کو بٹھا دیا ہے۔ کام سارا ان کے پاس ہے۔ سارے اختیارات ان کے پاس ہیں۔ ہمیں صرف یہ تھوڑا بہت وقت دیا گیا ہے اور اس کے بعد جب وقت ختم ہو گا تو پھر دوبارہ نئی NAB بنے گی۔ نئی فائلیں کھلیں گی۔ نئی charge sheets ہوں گی۔ نئی احتساب عدالتیں بنیں گی اور سارا وہی تماشا جو تین سال سے چلا آ رہا ہے' وہ چلے گا۔

جناب سپیکر! کلاز 14 ہے کہ

"**14 . Decentralized offices and grouping of offices** . _ (1) . On the commencement of this Ordinance , the administrative and financial authority for the management of the offices of the Government specified in Part-A of the First Schedule set up in a district shall stand decentralized to the District Government of that district:

Provided that where there is no office of the Government in a district specified in Part-A of the First Schedule and the Government sets up an office on a subsequent date , such office shall be

decentralised to the District Government from that date."

Now, I think I am clear کہ اس کلاز 14 کے تحت یہ کہا گیا ہے کہ اس آرڈیننس کے اجراء یا اس کے شروع ہوتے ہی وہ تمام offices جن کا ذکر پارٹ "A" کے First Schedule میں دیا گیا ہے' اب میں اس معزز ایوان کی توجہ اس جانب دلاؤں گا کہ پارٹ "A" کا فرسٹ شیڈول کیا ہے؟ اسمبلی چیمبر میں جو latest copy ہے' وہاں سے میں نے حاصل کی ہے یہ فرسٹ شیڈول اور اس کا پارٹ "A" ہے اور اس کا عنوان Decentralized Offices ہے۔ میں وقت کی کمی کے پیش نظر یہ سارے نہیں پڑھتا۔ یہ 31 ہیں' ان میں سے جو خاص خاص ہیں' میں ان کا ذکر کرتا ہوں۔ نمبر 2 پر Agriculture Extension ہے۔ یہ decentralized ہو کر ڈسٹرکٹ میں چلا گیا ہے۔

Live stock۔ میری اطلاع کے مطابق انھوں نے Live stock کا منسٹر بنایا ہوا ہے۔ یہ نہیں ہے۔ یہ decentralize ہو چکا ہے۔ Fishries۔ انھوں نے یہاں پر اس کا بھی منسٹر بنایا ہوا ہے۔ Labour . Social Welfare , Sports and Culture . Coopratives. Boys Schools. Girls Schools, Technical Education . Colleges other than Professional اس ایوان میں جو منسٹر صاحبان بیٹھے ہیں۔ یہاں پر ایک منسٹر صاحب اٹھے تھے اور انھوں نے کہا تھا کہ میں تو بے بس منسٹر نہیں ہوں۔ آپ میری authority دیکھیں کہ فلاں صاحب نے کہا کہ فلاں محلے اور گلی میں سیوریج نہیں پڑا ہوا تو آپ دیکھیں کہ میں نے وہ کام شروع کروا دیا ہے۔ اس لیے میں تو با اختیار ہوں تو پھر آپ ایسے ہی با اختیار ہیں۔ آپ دیکھیں کہ یہ سارے ڈیپارٹمنٹ decentralize ہو چکے ہیں۔

میں محترم وزیر قانون کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ کلاز 14 کو تھوڑا سا پڑھیں۔ وہاں پر لکھا ہے کہ جب Administrative and Financial

Authority decentralize ہو کر نیچے ڈسٹرکٹ میں چلی جائے گی تو پھر آپ کے پاس کیا رہ جائے گا؟ آپ کے پاس پھر وہی پنجابی والا رہ جائے گا۔ جس کا اب میں نام نہیں لینا چاہتا۔

جناب سپیکر، نہ ہی لیں تو بہتر ہے۔

رانا ثناء اللہ خان، وہی پھر آپ بجائیں اور ہلائیں۔ جناب سپیکر! آپ سمجھ گئے ہیں۔

جناب سپیکر، بالکل سمجھ گئے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! تو پھر وہ ان کے پاس بجانے کے لیے رہ جائے گا۔ اب آپ دیکھیں کہ Labour, Social Welfare, Sports and Culture, Coopratve, Boys Schools, Girls Schools, Technical Education, Colleges other than Professional جناب سپیکر! جتنے ڈگری کالجز ہیں، وہ بھی اب سارے EDO کے پاس ہیں اور EDO ڈسٹرکٹ ناظم کے پاس ہے اور ڈسٹرکٹ ناظم اور ان کی تمام Administration ہی نہیں ساری Financial Administration بھی ان کے پاس ہے۔

جناب سپیکر! اس کے بعد سپیشل ایجوکیشن وہ بھی وہیں چلی گئی۔ اب مجھے سمجھ نہیں آ رہی کہ سپیشل ایجوکیشن ان کو دینے کا کیا مقصد ہے؟ اس concept کو آپ district level تک لے کر جا رہے ہیں۔ آپ قوم کو آگے بڑھانا چاہتے ہیں یا پیچھے لے جانا چاہتے ہیں؟ یہاں پر غالباً جناب وزیر بلدیات بھی بیٹھے ہیں۔ Basic Rural Health Center بھی اس لسٹ میں شامل ہے۔ میں اسے نہیں پڑھ رہا ہوں۔ اس کے بعد چائلڈ اینڈ وومن ہیلتھ ہے۔ یہ پاپولیشن ویلفیئر کی منسٹری بنا رہے ہیں۔ اس کے بعد سارے hospitals بھی decentralize ہو کر district level تک جا چکے ہیں اور ان کی انتظامیہ اور finance کا معاملہ بھی ان کے پاس ہے۔ اس کے بعد Executive Magistracy بھی ان کے پاس ہے۔ اب اگر یہ کہیں کہ یہاں لاء اینڈ آرڈر پر بحث ہوتی ہے تو پھر میں سمجھتا ہوں کہ یہ ان کی عقل اور سوچ پر ماتم کرنے والی بات ہے۔ لاء اینڈ آرڈر بھی ان کے

پاس ہے اور Magistracy بھی ان کے پاس ہے اور یہاں پر ہم سے امن و امان کی بحث کروائیں گے۔ جیسے میں نے اس دن عرض کیا تھا کہ یہاں پر ماشاء اللہ لابی تو بن ہی گئی ہے۔ جس دن لاء اینڈ آرڈر پر بحث ہوئی ہو تو اس دن ڈسٹرکٹ ناظموں کو لابی میں بٹھا دیا کریں اور ہم سے بحث کروا لیا کریں۔

ملک اصغر علی قیصر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی' ملک صاحب!

ملک اصغر علی قیصر: جناب سپیکر! میں ایک اہم مسئلے کی طرف آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ ہمارے ہیلتھ منسٹر صاحب کو بیٹھنے کا سلیقہ نہیں ہے۔ براہ مہربانی ان کو بیٹھنے کا طریقہ بتا دیں۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: مہربانی۔ جی' رانا صاحب!

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! وزیر صحت اور وزیر ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن آپس میں خوش گپیوں میں مشغول ہیں۔ انہیں پتا ہے کہ ہمارے پاس ہے ہی کچھ نہیں۔

جناب سپیکر: وہ بڑے سکون سے سن رہے ہیں۔ رانا صاحب! آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

رانا ثناء اللہ خان: آگے میں ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کے متعلق بات کروں گا کہ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن بھی decentralize لسٹ میں شامل ہے۔ اگر میں یہ بات کہوں کہ ان کے پاس صرف جھنڈا اور ڈنڈا ہے تو پھر آپ میرے الفاظ کو حذف کرواتے ہیں کیا یہ زیادتی نہیں ہے؟

وزیر آبکاری و محصولات: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی' وزیر ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن!

وزیر آبکاری و محصولات: جناب سپیکر! رانا صاحب کے ماشاء اللہ جو لطیفے یا ذو معنی باتیں ہیں ان پر بار بار اعتراضات تو آ رہے ہیں لیکن ان کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ ایکسائز

اینڈ ٹیکسیشن میں پراپرٹی ٹیکس پہلے بھی لوکل گورنمنٹ کو اکٹھا کر کے دیا جاتا تھا اور اب بھی دے رہے ہیں۔ entertainment tax ان کے پاس ہے fully dissolved نہیں ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی' رانا صاحب!

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! انہوں نے ہاؤس میں غلط سٹیٹمنٹ دی ہے۔ لوکل گورنمنٹ ٹیکس اکٹھا نہیں کرتی۔ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن ایک محکمہ ہے' اس کا اپنا عملہ ہے۔ وہ خود assess کرتا ہے اور خود ہی ٹیکس اکٹھا کرتا ہے۔ یہ ان کے کل کے جواب میں بھی موجود ہے۔ مجھے سمجھ نہیں آ رہی کہ انہوں نے کیسے بات کر دی کہ ٹیکس لوکل گورنمنٹ اکٹھا کرتی تھی۔ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن decentralize ہو چکا ہے۔ اب میرے بھائی کے پاس جھنڈا اور ڈنڈا ہے۔ ڈنڈے سے اپنی مرضی سے کام لیں اور جھنڈے کو اپنی کار پر لہرائیں۔

ملک احمد سعید خان ایڈووکیٹ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی' ملک صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

ملک احمد سعید خان ایڈووکیٹ: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ as the proposed amendment is وہ تو ٹائم کی extension کے بارے میں ہے۔ رانا صاحب جو اس وقت بیان فرما رہے ہیں وہ پورا chapter ہے and it will take ages ایک ایک issue پر اگر بات کرنا شروع کریں کہ devolution plan میں جو محکمے دیئے گئے ہیں اگر اس کو sum up بھی کریں گے تو At least it will be a question of five to six hours. کیونکہ یہ drafted document ہے اور ہر محکمے کی ایک علیحدہ تفصیل ہے۔ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ ڈسٹرکٹ گورنمنٹ parallel نظام میں contrary ہے اور دو حکومتیں بیک وقت نہیں چل سکتیں۔ ہمارے ایک فاضل دوست رانا مشہود احمد صاحب نے یہاں پر بیان فرمایا کہ اس جیسے نظام کی مثال پوری دنیا میں کہیں نہیں ملتی۔ ڈسٹرکٹ گورنمنٹ بنیادی طور پر grass-root level پر اس گورنمنٹ کا نظام ہے جس کو آپ نے

The Provincial Governments and Federal ۔ ہے کیا constitute
Governemnt are basically the monetary authorities. اگر اس کو آپ نے
That has to be justified. اس کی بنیادی روح کے اندر دیکھنا ہے تو اس کی
rationality کے بغیر اگر رانا صاحب کوئی amendment دیں گے یا کوئی ایسی بات
کریں گے جس میں proposed' ایسی legislation لائی جا سکتی ہو تو کیا اس بات کی
کوئی rationale موجود ہے؟ کیا اس بات کی کوئی ایسی legal essence ہے کہ یہ جو
amendment آ رہی ہے اور جو ڈیپارٹمنٹ کی description دی جا رہی ہے ان کا آپس
میں کوئی relevance ہے۔ منسٹرز powerful ہیں تو اس کا کوئی relevance ہے۔ میں
ضمناً عرض کرتا ہوں کہ اگر ان کی بات کو سچ مان لیا جائے کہ منسٹرز powerless ہیں تو
وہ ڈسٹرکٹ ناظم، تحصیل ناظم' ای ڈی او یا ڈی سی او' ان چاروں میں سے کوئی بھی اس
اسمبلی میں آ کر ان کے سوالات کا کوئی جواب دے دے۔ There is a present
structure. اس کو مانتے ہیں۔ آپ کے پاس نائیجیریا کی مثال ہے' We have an
example of Bangladesh, we have an example of so many other
countries جہاں پر آئی ایم ایف کے devolution plans گئے۔ انہوں نے حکومتیں
بنائیں' district level پر powers کو تقسیم کیا گیا۔ اس کو صوبائی حکومتوں نے
monitor کیا' فیڈرل گورنمنٹ نے اس کی legislation کی۔ جب کبھی بھی آپ نے
non issues پر confrontation پیدا کرنی شروع کی' آج ایک تحصیلدار کا تبادلہ نہیں
ہوتا کیونکہ ڈسٹرکٹ ناظم اس ایم پی اے کے خلاف ہے۔ So that is a very
personal and contemptuous question جو میری ذات کے متعلق ہے That is
nothing to do with this Ordinance شکریہ۔

جناب سپیکر: جی' رانا صاحب!

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! میں اس بات کی وضاحت پہلے کر چکا ہوں کہ ڈسٹرکٹ
ناظم کی جو powers ہیں ان پر میں نے یہ عرض کیا ہے کہ ماسوائے اس چیک کے اور

کوئی چیک ہی نہیں ہے۔ صرف اس پر یہی چیک ہے کہ اس کے اوپر جو ضلع کونسل ہے وہ عدم اعتماد لا سکتی ہے۔ اگر اتنے اختیارات کی موجودگی میں وہ چیک بھی نہیں آنے دیں گے جو کہ اس لاء کی requirement ہے تو پھر اس کے بعد آپ اس پر کس بات کی توقع کریں گے؟ جو کرپشن اور بدمعاشی اس level پر ہو رہی ہے وہ صرف اسی وجہ سے ہو رہی ہے کہ ان کے اوپر کوئی چیک نہیں ہے۔

بریگیڈئر (ریٹائرڈ) جاوید اکرم، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی' بریگیڈیئر صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کریں گے۔

بریگیڈئر (ریٹائرڈ) جاوید اکرم، میرے معزز رکن بات کر رہے ہیں کہ حکومت پاکستان نے آئین کے مطابق بہت ادارے بنائے ہوئے ہیں۔ جن میں اینٹی کرپشن کا ایک ادارہ ہے۔ ہم کافی دیر سے تقریر سن رہے ہیں لیکن اگر انہیں فیصل آباد میں ضلعی حکومت یا ضلعی ناظم کے اوپر کوئی اعتراض ہے تو اینٹی کرپشن کے ادارے میں اپنے ثبوت لائیں اور ثابت کریں کہ وہ کرپٹ آدمی ہیں۔ جہاں تک ضلعی حکومتوں کا تعلق ہے' ادارے بنانا بہت مشکل کام ہے۔ اداروں کو توڑنا' ان کو برباد کرنا اور برباد کر کے ملک سے باہر چلے جانا بڑا آسان کام ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! یہ ادارے غریب عوام کے لئے بنائے گئے ہیں۔ اس ملک میں کوئی ادارہ ایسا نہیں ہے جہاں ایک غریب آدمی بغیر پیسے کے یونین کونسل' تحصیل ناظم یا ضلع ناظم کا دروازہ کھول کر اندر چلا جائے اور اپنا کوئی بھی مدعا پٹواری سے لے کر چیف ایگزیکٹو تک بیان کر سکے۔ ضلعی حکومتوں کا یہ اعزاز ہے کہ وہ ضلع کے اندر رہتے ہوئے بھی کسی بھی حکومتی یا سرکاری افسر کو برخاست کر سکتے ہیں اور واپس سیکرٹری کے پاس بھیج سکتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس سے زیادہ effectiveness اور کیا ہو سکتی ہے؟

جناب سپیکر، شکریہ۔ جی' رانا صاحب!

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! میرے فاضل رکن (ریٹائرڈ) بریگیڈئر صاحب نے کہا کہ وہ ادارے کرپشن کے لئے بنے ہیں۔ جس طرح کے وہ ادارے بنے ہوئے ہیں نیب نے جو

کیا ہے یا اتنی کرپشن کے cases میں جو کچھ ہوا ہے میں اس کی تفصیل میں نہیں جاتا۔ دراصل بات یہ ہے کہ جیسے میں نے کل عرض کیا تھا کہ یہ صاحبان جب وردی میں ہوتے ہیں تو۔۔۔

بریگیڈئر (ریٹائرڈ) جاوید اکرم، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی۔

بریگیڈئر (ریٹائرڈ) جاوید اکرم، جناب سپیکر! یہ وردی کی بات کر رہے ہیں۔ یہ ملک بنا ہے یا بنایا گیا ہے لیکن قائم صرف وردی کی وجہ سے ہے۔ (قطع کلامیاں)

رانا ثناء اللہ خان، نہیں۔ جناب سپیکر! یہ غلط کہہ رہے ہیں۔ یہ ملک قائداعظم نے بنایا ہے اور سیاستدانوں کی وجہ سے قائم ہے۔

بریگیڈئر(ریٹائرڈ) جاوید اکرم، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! یہاں پر فوج کی بات ہو رہی ہے اور یونیفارم کی بات ہو رہی ہے۔ میری اس سلسلہ میں عرض یہ ہے کہ یہ ملک بنا ہے تو صرف یونیفارم کی وجہ سے قائم ہے۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر، آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔ براہ مہربانی آپ لوگ تشریف رکھیں۔ (قطع کلامیاں) آرڈر پلیز ۔ آرڈر پلیز۔ کیانی صاحب آپ تشریف رکھیں ۔ (قطع کلامیاں) پلیز آپ سب تشریف رکھیں ۔ ملک صاحب آپ تشریف رکھیں۔ (قطع کلامیاں) جی' رانا ثناء اللہ خان صاحب!

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! ابھی تو یونیفارم کا لفظ میرے منہ میں تھا کہ ---

جناب سپیکر، آپ اپنی بات کریں۔ یونیفارم کی بات نہ کریں۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! میں نے یونیفارم کی بات کی ہے ان کو کیسے پتا لگ گیا ہے کہ میں نے ان کے یونیفارم کی بات کی ہے۔ [*********************]

جناب سپیکر، یہ الفاظ کارروائی سے حذف کئے جاتے ہیں۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

رانا ثناء اللہ خان، یہ کس پاکستان کو بنانے کی بات کرتے ہیں؛

جناب سپیکر۔ رانا صاحب آپ relevant رہتے ہوئے بات کریں۔

بریگیڈئر (ریٹائرڈ) جاوید اکرم، جناب سپیکر! یہ بار بار جو بریگیڈئر کا ذکر کر رہے ہیں۔ مجھے بھی انہی عوام نے ووٹ دے کر بھیجا ہے۔

جناب سپیکر۔ وہ الفاظ میں نے کارروائی سے حذف کر دیئے ہیں۔

بریگیڈئر (ریٹائرڈ) جاوید اکرم،یہ عوام کی وساطت سے ادھر آئے ہیں ۔ ان کے ووٹ ہمارے ووٹوں سے زیادہ قیمتی نہیں ہیں۔ جس عوام نے انہیں ووٹ دے کر ادھر بھیجا ہے انہی عوام کے ووٹوں سے الحمدللہ میں آزادمنتخب ہوکر آیا ہوں اور اگر انہیں بات کرنی ہے تو topic پر رہ کر بات کریں۔اگر یونیفارم کی بات کرنی ہے تو میرے ساتھ علیحدہ بات کریں۔

جناب سپیکر۔ آپ تشریف رکھیں۔ اس ایوان کے اندر یونیفارم پر بات نہیں ہو سکتی۔

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر۔ محترمہ! آپ تشریف رکھیں۔بات ختم ہونے دیں۔ وقت دیکھیں کیا ہوا ہے۔

چودھری جاوید احمد، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر۔ جی، فرمائیں۔

چودھری جاوید احمد، جناب سپیکر! میں آپ کا شکر گزار ہوں اور میں اس معزز ایوان کی طرف سے اپنے اس معزز بھائی کو جو کہ ایک معزز رکن ہیں انہوں نے جو کچھ فرمایا وہ نہایت ہی غلط تھا ۔ میں نہیں سمجھتا کہ وہ صحیح تھا۔ یہ ملک کسی فوجی نے نہیں بنایا بلکہ یہ ملک ایک سویلین نے بنایا تھا اور حضرت قائد اعظم محمد علی جناح ایک وکیل تھے اور انہوں نے یہ ملک بنایا۔

جناب سپیکر۔ شکریہ۔

گروپ کیپٹن(ریٹائرڈ) مشتاق احمد کیانی،پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر۔ جی' کیانی صاحب!

GROUP CAPTAIN (RETD) MUSHTAQ AHMAD KIANI: No comments can be given on the conduct of any person who cannot defend himself before the Assembly.

ان کی تمام تقاریر مکمل طور پر irrelevant ہیں اور آپ ان کو وقت پر وقت دیئے جا رہے ہیں۔ ان کی جو مرضی ہو یہ بولتے ہیں۔ کل انہوں نے کہا تھا کہ مجھے جرنیل بنا دیا جائے۔ ان کو بتایا جائے کہ جرنیل یہ کیسے بن سکیں گے۔ میڈیکلی ان فٹ یہ ہیں' فزیکلی ان فٹ یہ ہیں' mentally کے بارے میں' میں نہیں جانتا کہ ان کی کیا حالت ہے؟

جناب سپیکر۔ آپ تشریف رکھیں۔ میں رانا صاحب کو floor دے رہا ہوں۔ جی' رانا صاحب! آپ فرمائیں۔

وزیر قانون: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر۔ جی' وزیر قانون!

وزیر قانون، جناب سپیکر! کل جب میرے محترم بھائی بات کر رہے تھے تو آپ نے نوٹ کیا ہو گا کہ میں نے ان کو قطعی طور پر interrupt نہیں کیا۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ آج بعض اخبارات میں اس حوالے سے بات ہے کہ لاء منسٹر نے جان بوجھ کر اس طرف توجہ نہیں دی حالانکہ بات یہ نہیں تھی۔ میں sincerely یہ چاہتا تھا کہ ان کی باتیں سنی جائیں اور اس کے بعد ان کا جواب دیا جائے۔ میں اپنے بھائیوں سے بھی گزارش کروں گا اور معزز اراکین اپوزیشن سے بھی گزارش کروں گا کہ legislation کے وقت کم سے کم پوائنٹ آف آرڈر ہوں تاکہ ہم اس legislation کو بہتر طریقے سے آگے بڑھا سکیں۔ آپ کے توسط سے میں رانا صاحب سے بھی درخواست کروں گا کہ مہربانی فرما کر وہ بھی کوئی ایسی بات نہ کریں جس سے معزز اراکین پوائنٹ آف آرڈر کہیں۔ آج میں آپ کی باتوں سے educate ہو رہا ہوں اور میں چاہوں گا کہ Constitution کے حوالے سے اور قوانین کے حوالے سے آپ کی باتوں کا جواب دیا جائے۔

جناب سپیکر: جی' رانا صاحب!

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میں محترم وزیر قانون کا اس بات پر مشکور ہوں کہ جو الفاظ انہوں نے میرے متعلق ادا کئے ہیں لیکن میں آپ کی وساطت سے وزیر قانون کی خدمت میں گزارش کروں گا کہ میں جو بات کر رہا تھا' میں قانون کی بات کر رہا تھا' اس آرڈیننس کے حوالے سے بات کر رہا تھا۔ یہ خود ہی بتائیں کہ اس قسم کی interruption کن دوستوں نے شروع کی ہے۔ اب جو کیانی صاحب نے بات کی ہے---

جناب سپیکر: رانا صاحب! آپ بات شروع کریں۔

رانا ثناء اللہ خان: لیکن یہاں پر میرے محترم بھائی کیانی صاحب ہیں وزیر قانون ہی بتائیں کہ کیانی صاحب نے میرے متعلق کہا ہے کہ رانا صاحب medically unfit ہیں۔

جناب سپیکر: نہیں' نہیں۔ انہوں نے آپ کے بارے میں نہیں کہا۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میں بات نہیں کرتا وزیر قانون صاحب--- (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر میں بات نہیں کرتا۔ میں نہ تو یہ بات کرتا ہوں کہ انہوں نے کیوں یہ کہا اور نہ میں یہ کہتا ہوں کہ ان کی بات غلط ہے۔ میں صرف اتنا کہتا ہوں کہ وزیر قانون صاحب ان سے پوچھ کر یہ بتا دیں کہ یہ information ان کی personal information ہے یا ان کو کسی نے بتایا ہے۔ (قہقہے)

جناب سپیکر: جی' رانا صاحب! آپ بسم اللہ کریں۔ آپ اپنی بات کریں۔ رانا صاحب! دو چار منٹ میں wind up کریں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ دراصل جو یونیفارم والے لوگ ہوتے ہیں جنہوں نے یہ آرڈیننس بنایا ہے---

جناب سپیکر: یونیفارم کی بات چھوڑیں آپ یہ بات بار بار کیوں کرتے ہیں؟

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! یہ آرڈیننس انہوں نے ہی بنایا ہے۔ [*************] 1 لیکن جب یہ سیاست میں آتے ہیں تو یہ دیکھیں کہ بریگیڈئر صاحب جب بنچ پر کھڑے ہوتے ہیں تو سیاسی یتیم لگتے ہیں۔ یہ بالکل ہی تبدیل ہو جاتے ہیں۔ اب یہ کہتے ہیں کہ ان کو جرنیل کا نہیں پتا کہ جرنیل کیسے بنتے ہیں؟ میں صرف اتنا عرض کروں گا کہ آپ حمود الرحمٰن کمیشن رپورٹ پڑھ لیں تو آپ کو پتا چل جائے گا کہ جرنیل کیسے بنتے ہیں۔اس رپورٹ میں یہ درج ہے۔

جناب سپیکر، وہ رپورٹ پڑھ لیں گے ۔ براہ مہربانی آپ relevant رہ کر بات کریں۔ (قطع کلامیاں) کاٹھیا صاحب آپ بیٹھیں۔ میں نے رانا صاحب کو floor دیا ہوا ہے۔رانا صاحب! آپ اپنی بات کریں۔اور دو منٹ میں wind up کریں۔ کافی ٹائم ہو گیا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! وہ رپورٹ بڑی لمبی ہے۔ انہوں نے پڑھنی نہیں ہے۔ میں صرف انہیں---

جناب سپیکر، آپ رپورٹ کو چھوڑیں اور بات کریں۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب والا! میں اس کو چھوڑ رہا ہوں۔ [*************] 2

جناب سپیکر، یہ الفاظ کارروائی سے حذف کئے جاتے ہیں۔

وزیر قانون، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں گزارش کرنا چاہوں گا کہ یہ انتہائی افسوس ناک صورت حال ہے کہ بات کدھر کی ہو رہی ہوتی ہے تو ہم بیچ میں اور چیزوں کو ملوث کر لیتے ہیں۔ آپ کل کی اس ایوان کی کارروائی دیکھیں اور آج کی کارروائی دیکھیں۔ ہم بلاوجہ ایک institution کو اس میں involve کر رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں اپنی domain میں رہ کر کام کرنا چاہئے اور انہیں اپنی domain میں کام کرنا چاہئے۔ لیکن جب ان کے خلاف بات کرنے کا وقت تھا تو شاید اس وقت کسی نے بات نہیں کی۔ میں سمجھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے یہ ایوان قائم ہو چکا ہے ۔ اس ملک میں جمہوریت آ

1* بحکم خصوصی جناب سپیکر، مورخہ 15۔جولائی 2003، الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

2* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

چکی ہے تو ہمیں اس کے تحفظ کے لئے کام کرنا چاہئے۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! آپ دو منٹ میں ختم کریں۔

رانا ثناء اللہ خان : جناب سپیکر! شکریہ۔ میں اس معزز ایوان میں کھڑا ہوں اور آپ نے فرمایا ہے کہ اس ایوان کا ایک تقدس ہے اور یہاں پر کوئی غلط بات نہیں ہونی چاہئے۔ میں ہاؤس کے floor پر یہ بات کہتا ہوں کہ میں نے یہاں پر کبھی کوئی غلط بات نہیں کی۔ میں نے جو ابھی بات کی ہے اگر یہ بات محمود الرحمٰن کمیشن رپورٹ میں نہ ہو تو میں تحریک استحقاق کا سامنا کرنے کے لئے تیار ہوں۔

جناب سپیکر : آپ اس کو چھوڑیں کیونکہ یہ اس سے متعلقہ نہیں ہے۔

رانا ثناء اللہ خان : جناب والا! یہ سب کچھ اس رپورٹ میں ہے ' انہیں تو پتا ہونا چاہئے۔ ہمیں کہتے ہیں کہ جی جرنل کیسے بنتے ہیں؟ جناب! وہ ایسے ہی بنتے ہیں۔

جناب سپیکر : رانا صاحب ' کافی بات ہو چکی ہے۔ اب پلیز wind up کریں۔

رانا ثناء اللہ خان : اب تو بریگیڈئر صاحب نہیں اٹھ رہے ' اب تو وہ خاموش ہو کر بیٹھ گئے ہیں۔

جناب سپیکر : رانا صاحب ! یہ سب باتیں آپ بعد میں ایوان سے باہر جا کے کر لینا۔

رانا ثناء اللہ خان : جناب سپیکر ' میں ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن پر تھا' اس کے بعد ہاؤسنگ اربن ڈویلپمنٹ اینڈ فزیکل ہیلتھ انجینئرنگ ' آگے لوکل گورنمنٹ اینڈ رورل ڈویلپمنٹ ۔اس کے بعد میرے بھائی وزیر ٹرانسپورٹ شاید ادھر بیٹھے ہوں گے ۔ یہ ٹرانسپورٹ بھی ادھر ہی ہے۔ اب صورت حال یہ ہے کہ یہ محکمے decentralize ہو کر ضلع کی سطح پر چلے گئے ہیں۔ ضلع کی سطح پر ضلعی ناظم کا جو اختیار ہے وہ بھی میں نے آپ سے عرض کر دیا ہے۔ میرے خیال میں اب اس میں کوئی ابہام نہیں ہے۔ DCO ضلعی ناظم کو assist کرے گا ' EDO سارے کے سارے اس کے ماتحت ہیں۔ اب آپ یہ دیکھیں کہ اس کے علاوہ ضلعی ناظم کس کس چیز کا اختیار رکھتا ہے؟ آپ اس کی Clause 30 District Administration Working ملاحظہ فرمائیں۔ اس میں ہے کہ:

"**30 . District administration working-(1)** In matters of policy and important decisions , the District Coordination Officer shall obtain approval of Zila Nazim before communicating such matters and decisions to the Government "

اب اس کے بعد پھر بھی میں یہ نہ کہوں [*************************
***]

جناب سپیکر : یہ الفاظ کارروائی سے حذف کئے جاتے ہیں۔

رانا ثناء اللّٰہ خان . جناب سپیکر ! آپ بے شک کارروائی سے تو حذف کروا دیں لیکن وزیر قانون اس بات کا جواب ضرور دیں۔ کوئی بھی اہم فیصلہ ' یہاں پر ہے کہ In matters of policy and important decisions, یعنی ضلع کی سطح پر جو policy matters اور اہم فیصلے ہوں گے انھیں اگر DCO نے صوبائی حکومت کو communicate کرنا ہے تو اس کے لئے بھی اسے پہلے ضلعی ناظم سے منظوری لینی پڑے گی تو اب ضلعی ناظم جنرل مشرف کا چھوٹا بچونگڑا نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے؟ وہ پھر کوئی elected office تو نہیں ہے۔ وہ کوئی منتخب عوامی نمائندہ تو نہ ہوا۔ آپ مجھے یہ بتائیں کہ آئین کے تحت وزیراعظم اور وزیراعلیٰ کو یہ اختیارات حاصل ہیں؟

بیگم زینت خان : پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر ! یہاں پر غیر پارلیمانی زبان استعمال کی جا رہی ہے۔ معزز ممبران کو اس بات سے منع کیا جائے۔

جناب سپیکر : رانا صاحب ! کافی بات ہو چکی ہے۔ اب مختصر کریں۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

رانا ثناء اللّٰہ خان : جناب سپیکر ! بچو نگڑا پنجابی کا لفظ ہے ۔ اس کا مطلب چھوٹا بچہ ہے۔ کیا میری بہن نے آج تک چھوٹا بچہ نہیں دیکھا؟ جناب والا ! آپ خود دیکھیں کہ اس میں کون سی غیر پارلیمانی بات ہے؟

جناب سپیکر: محترمہ ! آپ وقت دیکھیں، 2 بج چکے ہیں'انھیں بات کرنے دیں تاکہ ان کی بات ختم ہو سکے۔ آپ تشریف رکھیں۔ جی' رانا صاحب ' wind up کریں' کافی وقت ہو گیا ہے۔

رانا ثناء اللّٰہ خان : جناب سپیکر ! یہ بہت اہم ہے۔ معزز ممبران کو تو اتنا وقت نہیں ملتا تھا کہ وہ اس کو پڑھتے۔ میں نے اس پر پوری محنت کی ہے۔ اس سارے کو پڑھا ہے اور اس کے بعد جو قابل فکر باتیں تھیں وہی ان کو بتا رہا ہوں۔ مجھے اس کو پڑھنے میں کئی گھنٹے لگے ہیں لیکن معزز ممبران کو میں ایک یا آدھے گھنٹہ میں سارا بتا رہا ہوں۔ یہ تو انھیں educate کرنے والی بات ہے۔ انھیں چاہئے کہ اسے غور سے سنیں۔ میں عرض کر رہا تھا کہ It is very dangerous کہ ضلعی ناظم کی منظوری کے بغیر policy matters اور اہم فیصلوں کی اطلاع بھی DCO صوبائی حکومت کو communicate نہیں کر سکتا۔ اسی میں آپ آگے دیکھیں کہ :

"(3)The tenure of posting of an officer or official of the Government to a District Government shall, ordinarily, be three years

(4)Where the performance of a District Co-ordination Officer is not satisfactory, the Zila Nazim may request the Government for his transfer in writing, with a copy to the District Coordination Officer, stating reasons therefor and the Government shall accede to the request."

جناب سپیکر ، وزیر قانون صاحب کے پاس یہ مسودہ ہوگا۔ وہ دیکھیں ، راجہ صاحب! اس پر ذرا غور فرمائیں کہ DCO ناظم کی پیشگی اجازت کے بغیر صوبائی حکومت کے ساتھ کوئی بات بھی نہیں کر سکتا حالانکہ وہ حکومت کا گریڈ 20 کا آفیسر ہے۔ اب اس کا عرصہ تعیناتی تو تین سال کا ہو گا لیکن اگر ضلع ناظم اس کی کار کردگی سے مطمئن نہیں ہے تو وہ حکومت کو لکھ کر بھیجے گا کہ اسے ٹرانسفر کر دیں۔ یہاں لفظ استعمال ہوا ہے کہ the Government shall اس کا مطلب ہے کہ وہ حکومت کو لکھ کر نہیں بھیجے گا بلکہ وہ حکومت کو حکم بھیجے گا۔

ایک معزز ممبر : جناب shall mandatory نہیں ہوتا۔

رانا ثناء اللہ خان : جناب سپیکر ، shall mandatory ہوتا ہے۔ اگر ان کو یہ بھی نہیں پتا کہ shall mandatory ہوتا ہے یا will mandatory ہوتا ہے تو پھر میں سمجھتا ہوں کہ جو بات کی جا رہی ہے کہ لوگوں کے پاس ڈگریاں جعلی ہیں وہ صحیح ہوگی۔

جناب سپیکر : رانا صاحب ، آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

رانا ثناء اللہ خان : جناب سپیکر ، وہ حکومت کو حکم بھیجے گا کہ میں اس آدمی کو بھیج رہا ہوں، اسے واپس بلا لو۔ یہاں پر shall کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ اب آگے دیکھیں، یہاں پر کچھ EDO بھی ہیں۔ میں نے تقریباً 15، 16 محکموں کا ذکر کیا ہے لیکن یہ کل 31 بنتے ہیں۔ ان میں DCO کے علاوہ EDO بھی ہیں۔ اس میں ہے کہ

"(6)Where the performance of an Executive District Officer is not satisfactory, the Zila Nazim may. "

یہاں پر بھی وہی ہے کہ ضلع ناظم اس کو بھی جب چاہے ، جہاں چاہے ، جیسے چاہے فوری طور پر واپس بھیج سکتا ہے۔ آگے اس کی کلاز 34 ہے کہ---

"34 . **Performanc evaluation** . - The annual performance reports of the officers posted in the district shall be initiated by_"

اس کو عام لفظوں میں ACR کہتے ہیں۔

"a) the Zila Nazim in respect of the District Co-ordination Officer: "

اور آگے ہے کہ :

"Provided that the first countersigning officer shall be the Chief Secretary, and the Chief Minister .."

اب اگر میں یہاں پر countersigning کی real definition کروں گا تو یہ سارے دوست اٹھ کر کھڑے ہو جائیں گے۔ ان کو اس بابت بڑی مشکل ہو گی۔ میں معزز قائد ایوان کے حوالے سے وہ لفظ استعمال نہیں کرتا کہ countersigning authority کیا اتھارٹی ہوتی ہے؟ لیکن یہ یہاں پر درج ہے کہ وزیر اعلیٰ صرف countersign کرے گا۔ ACR ضلع ناظم لکھے گا۔ اسی طرح پولیس کا جو DPO ہے اس کے بارے میں ہے کہ ---

"(b) the Zila Nazim in respect of the officer in-charge of District Police concerning the maintenance of law and order in the district."

اس کی بھی ACR ضلعی ناظم لکھے گا۔ ضلعی ناظم کو یہ جو اختیارات حاصل ہیں' ان کا جو ایگزیکٹو پہلو ہے اس کے متعلق میں نے مختصراً عرض کیا ہے۔ یہ آرڈیننس کا سارا پلندا اسی کے متعلق ہے لیکن میں نے مختصراً اس کا جائزہ پیش کیا ہے۔ اب یہ اس لئے relevant ہے کہ اس آدمی کو جس کے پاس پہلے ہی اتنے زیادہ اختیارات ہیں اس کے اوپر صرف دو چیک ہیں۔ ایک چیک ہے external recall کا اور ایک چیک ہے internal recall کا۔ میں نے پہلے بھی محترم فاضل وزیر قانون سے عرض کیا ہے کہ اس کے علاوہ اس میں اور کوئی چیک نہیں ہے کہ اسے آفس سے باہر کرنے کے صرف دو چیک ہیں۔ اب یہ اختیارات بتانا اس لئے relevant تھا کہ آپ جس آدمی کو اتنے اختیارات کے ساتھ جو چیک اس کے اوپر اس قانون میں موجود ہے اسے بھی ہٹانا چاہتے ہیں تو کچھ خدا کا

نوف کریں ۔ یہ چھ مہینے جو ہیں ان کو کم کرلیں ' ان کو مہینہ کرلیں ' پندرہ دن کرلیں اگر کوئی آپ کی جان پر بات بنی ہوئی ہے ۔ دوسری ترمیم میں بھی یہی ہے کہ اگر آپ نے آرڈیننس نافذ کر دیا ہے ' آرڈیننس ویسے بھی ساٹھ یا نوے دن چل سکتا ہے ۔ تو چلو آپ اسی تک محدود رہ جائیں ۔ یہ قانون سازی پھر ہم سے نہ کروائیں۔ اس معزز ایوان سے نہ کروائیں۔ ہمیں اس گند میں نہ ڈالیں۔ چلو اسی 28۔فروری تک اگر آپ کا ٹائم ہے تو اس کے اوپر آپ رہ لیں اور اس بل کو for consideration اسمبلی میں نہ لائیں لیکن اس سے بھی ان کا گزارہ نہیں ہوتا ۔ بات یہ ہے کہ ایک ایسا آدمی جس کے پاس اتنے اختیارات ہیں اس پر ایک معمولی سا جو چیک ہے اس کو آپ relief دے رہے ہیں ۔ اب میں اس سلسلے میں گزارش کرتا ہوں کہ external check ہے ۔ کلاز 23 ہے اس میں اس کے external check کا طریقہ کار ہے۔

"**23. External recall of Zila Nazim:** If in the opinion of the Chief Executive of the Province the continuance in office of Zila Nazim is against the public policy ."

بریگیڈئر (ریٹائرڈ) جاوید اکرم، پوائنٹ آف آرڈر ۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب! بریگیڈئر صاحب اٹھے ہیں۔

جناب سپیکر، فرمائیے ۔

بریگیڈئر (ریٹائرڈ) جاوید اکرم ، جناب والا! میں یہ گزارش کروں گا کہ میرے معزز دوست repetition کر رہے ہیں اور اس طرح ایوان کا وقت ضائع کر رہے ہیں ۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ اس ایوان کا وقت بہت قیمتی ہے ۔

جناب سپیکر، شکریہ جناب ۔

بریگیڈئر (ریٹائرڈ) جاوید اکرم، بات کی repetition نہ کریں جو وہ کہنا چاہتے ہیں وہ کہیں۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ جی رانا صاحب!

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! یہ میرے محترم ریٹائرڈ بریگیڈئر صاحب فرما رہے ہیں کہ ایوان کا وقت بہت قیمتی ہے۔ واقعی بریگیڈئر صاحب اس ایوان کا وقت بھی بہت قیمتی ہے۔ اس قوم کا بھی وقت بہت قیمتی ہے۔ جو آپ لوگوں نے 35 سال ضائع کئے ہیں۔ آپ لوگوں نے اس قوم کے 35 سال---

جناب سپیکر: رانا صاحب! بات کریں۔ (قطع کلامیاں)

بریگیڈئر (ریٹائرڈ) جاوید اکرم: جناب والا! اگر یہ بات کریں گے 35 سال کی تو میں 50 سال کی بات کروں گا اور جس محمود الرحمان کمیشن کی یہ بات کر رہے تھے۔ اس میں جو ذمہ دار ہستیاں تھیں وہ ان کو بھی پتا ہے اور مجھے بھی پتا ہے۔ میں بحث کو لمبا نہیں کرنا چاہتا۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ، مہربانی۔ رانا صاحب! پلیز دو منٹ میں wind up کریں۔ کافی بحث ہو گئی ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میں آخری یہ اب external recall اور internal recall پر دو دو منٹ میں اپنی بات ختم کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر یہ دیکھیں کہ یہ کتنا ظلم ہے کہ اس میں یہ ہے کہ اگر

"If in the opinion of the Chief Executive of the Province, the continuance in office of a Zila Nazim is against the public policy or interest of the people or he is guilty of misconduct, the Chief Executive of the Province "

اب یہ چیف ایگزیکٹو چیف منسٹر ہے:

"... may move a motion in Provincial Assembly stating the grounds for the recall of Zila Nazim."

یعنی چیف منسٹر اسمبلی میں تحریک move کرے گا اور پھر اس کے بعد condition یہ ہے کہ،

"provided that the Zila Nazim shall be provided."

یہ اسمبلی اس بات پر مجبور ہے کہ ضلع ناظم صاحب کو سنے against chief executive of the Province تو کیا یہ گورنمنٹ والے جو کہتے ہیں کہ ہم اس کو مانیٹر کریں گے۔ یہ کیسے اس کو مانیٹر کریں گے؟ وہ تو ان کے مقابل کھڑے ہیں کہ اگر Chief Executive of the Province یہ کہتا ہے کہ جناب یہ ڈسٹرکٹ ناظم ٹھیک کام نہیں کر رہا He is guilty of misconduct وہ اس ایوان میں motion لائے گا۔ یہ ایوان shall یعنی ڈسٹرکٹ ناظم کو سننے کا پابند ہے۔ تو پھر یہ کیسے کہتے ہیں کہ ہم ان کو مانیٹر کریں گے؟ وہ ہمارے ماتحت ہیں۔ وہ ہم سے پوچھ کر چلیں گے۔ یہ بالکل درست ہے۔ یہ اس لاء کی کہانی بنتی ہے کہ جی منسٹر کا directive ڈسٹرکٹ ناظم کے پاس جاتا ہے کہ جناب یہ کریں۔ وہ کہتا ہے کہ اسے اٹھا کر side پر رکھ دو۔ اب اس سے آگے کہ جو صوبائی اسمبلی ہے،

"Where the motion referred to in sub-section (1) is approved through a resolution passed by the single majority of total membership of the Provincial Assembly."

جناب سپیکر! یہ معزز ہاؤس جہاں ہر قسم کی قانون سازی کے لئے even اس قانون سازی کے لئے جو میرے اس ہاتھ میں ہے، یہ آرڈیننس تو خیر LFO کی پیداوار ہے، لیکن اگر آپ دوبارہ اس بلدیاتی آرڈیننس کو پاس کریں تو اس کی قانون سازی کے لئے اسمبلی کا کورم میں ہونا ضروری ہے۔ لیکن ایک ڈسٹرکٹ ناظم کو ہٹانے کے لئے total membership کی majority کی شرط ہے۔ یہاں پر یعنی He is not less than Chief Minister. He is not less than Chief Executive of the Province

یہ مجھے اس بات کا جواب دیں۔ وزیر قانون بجائے یہ کہنے کے کہ اس بات کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے اور اس بات کا اس سے تعلق نہیں ہے۔ یہ اس بات کا بتائیں کہ ہر قسم کی قانون سازی تو اسمبلی کورم میں ہو تو کر سکتی ہے۔ ہر قسم کا resolution اور resolution کا آپ chapter اٹھا کر دیکھ لیں، جو اسمبلی کے رولز آف پروسیجر ہیں کہ،

"Assembly while in quorum, it can pass any resolution."

لیکن یہ جو جرنیلوں نے اپنے لئے چھوٹے طالع آزما آمر پیدا کئے ہیں ان کے لئے اسمبلی کی ٹوٹل ممبر شپ یعنی جس طرح سے آپ چیف منسٹر کو hoist کر کے elect کریں اس حساب سے ٹوٹل ممبر شپ چاہئے۔

جناب سپیکر اب یہ جو External recall کا سسٹم ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ It is ineffective۔ کوئی وزیراعلیٰ خود کو اتنی مصیبت میں نہیں ڈالے گا کیونکہ یہ ٹوٹل ممبر شپ تو ایک اعتماد اور عدم اعتماد والی بات ہو جاتی ہے لیکن اگر آپ اس میں کوئی ترمیم لانا چاہتے ہیں وہ آپ While Assembly is in quorum تو لا سکتے ہیں۔ کوئی بھی چیف منسٹر اس مصیبت میں نہیں پڑے گا کہ میں اپنے اوپر اعتماد اور عدم اعتماد کی صورت حال پیدا کروں اور وہ motion لے کر آئے۔ اس لئے یہ جو سسٹم اس آرڈیننس میں provide کیا گیا ہے It is totally ineffective اور یہ سمجھیں کہ یہ نہ ہونے کے برابر ہے۔

جناب سپیکر اب جو اگلا سیکشن ہے اور میں اسی بات کو یہاں پر ختم کر رہا ہوں۔ اس کی کلاز 24 ہے۔ اب اس کلاز میں یہ ترمیم لائے ہیں تو اس کلاز کو اگر آپ گہرائی سے دیکھیں تو مجھے سمجھ نہیں آتی کہ یہ جو لاء ڈیپارٹمنٹ اس وقت حکومت کے لئے کام کر رہا ہے کہ اسے کون سا خوف ہے یا ان کی سمجھ میں بات نہیں آتی کہ وہ اس ترمیم کو لے آئے ہیں۔ یہ جو کلاز 24 ہے، میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ اس کلاز کے تحت ڈسٹرکٹ ناظم پر عدم اعتماد ہو ہی نہیں سکتا، یہ ممکن ہی نہیں ہے۔ نہ نو من تیل ہو گا

نہ رادھا ناچے گی ۔ اب یہ دیکھیں کہ اس میں ہے کیا؟۔ یہ کلاز 24 ہے اس کی جو سب کلاز 5 ہے اس میں یہ ہے کہ ایک ممبر کو دوسرا ممبر سیکنڈ کرے گا تو وہ نوٹس نائب ناظم ضلع کو دے گا اور نائب ناظم ضلع کال کرے گا۔ ضلعی اسمبلی کو جس میں یونین ناظم بیٹھتے ہیں ۔ اس کے بعد یہ ہے کہ

"Where the Zila Council is already in session ."

وہاں پر پھر اجلاس بلانے کی ضرورت نہیں ہے اگر in session نہیں ہے تو پھر within seven days نائب ناظم اجلاس بلانے گا۔ آگے ہے کہ

"If the motion referred to in sub-section (1) is approved by majority of the votes of its total membership through a secret ballot , the Election Authority shall cause a vote to be cast by the members of the Union Councils in the district."

اب آپ اس پر تھوڑا سا غور فرمائیں کہ ایک motion جو ضلع ناظم کے خلاف ضلعی اسمبلی میں move ہو گئی ۔ اب اس کے اوپر secret بیلٹ ہونا ہے۔ اگر وہ اکثریت سے approve ہو بھی گئی تو اس کے باوجود ڈسٹرکٹ ناظم صاحب وہاں پر موجود ہیں ۔ ان کے خلاف کوئی عدم اعتماد نہیں ہوا ۔ پھر کیا ہو گا کہ الیکشن اتھارٹی ممبرز آف یونین کونسل کے ووٹ کا اہتمام کرے گی اور میرا ضلع جو ڈسٹرکٹ فیصل آباد ہے' غالباً اس میں کوئی چار ہزار سے اوپر یونین کونسل کے ممبرز بنتے ہیں تو یہ ان کو کون سے عدم اعتماد کا خطرہ پیدا ہو گیا ہے؟ یہ چاہتے ہیں کہ عدم اعتماد نہ ہو۔ یعنی اول تو ضلعی اسمبلی سے اتنے بااختیار آدمی کے خلاف عدم اعتماد ہو ہی نہیں سکتا۔ اگر وہاں سے ہو بھی جائے تو پھر بھی صاحب موجود ہیں اور آگے پھر پورے ڈسٹرکٹ میں' ہر یونین کونسل میں وہ بیس بیس آدمی بیٹھے ہیں ۔ اس کے پاس اختیار ہے ۔ یہ بھی نہیں ہے۔ اگر ضلعی اسمبلی نے اس کے خلاف عدم اعتماد approve کر بھی دیا ہے تو وہ معطل ہو جائے

گا؟ اپنی سیٹ چھوڑ دے گا؟ نہیں۔ وہ اپنی سیٹ کے اوپر برقرار رہے گا اس کے بعد پورے ڈسٹرکٹ سے ووٹ ڈلیں گے۔ نہ نومن تیل ہوگا نہ رادھا ناچے گی۔ یہ وزیر قانون صاحب ایسے ہی خواہ مخواہ' پتا نہیں ان کو راضی کرنا چاہتے ہیں اور اس کے لئے یہ ترمیم لے آئے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان اختیارات کے ساتھ جو شخصیت وہاں پر بیٹھی ہے اسے اتنا relief دینا اور اسے اس قابل بنانا کہ اس کے اوپر کوئی چیک ہی نہ ہو' یہ اس ملک اور اس قوم کے ساتھ ظلم ہے۔ اس کی بنیاد کے اوپر ہر ضلع میں' ہر تحصیل میں زبردست کرپشن ہو رہی ہے' زبردست اقربا پروری ہو رہی ہے۔ اب انہوں نے نوکریوں کا اعلان کر دیا ہے۔ وہ اب وہاں پر اقربا پروری کریں گے' نوکریاں دیں گے۔ وہاں پر جو گند پڑا ہوا ہے اسے صاف کرنے یا روکنے کا ایک ہی طریقہ ہے کہ اس آرڈیننس میں وہ ترامیم لائی جائیں جن کی نشان دہی میں نے کی ہے۔ وزیر قانون صاحب نے کہا ہے کہ ہم educate ہو رہے ہیں۔ میں نے ایک ایک بات بڑی تفصیل سے بیان کی ہے۔ یہ ترامیم لائیں اور انہیں آپ مزید relief نہ دیں۔ بہت مہربانی۔

جناب سپیکر: راجہ ریاض احمد صاحب!

جناب محمد آجاسم شریف: جناب! کورم نہیں ہے۔

جناب سپیکر: کورم کی نشان دہی کی گئی ہے۔ گنتی کی جائے۔(اس مرحلے پر گنتی کی گئی) کورم پورا نہ ہے' 5 منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر کورم نہ ہونے پر 5 منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب سپیکر: معزز اراکین سے درخواست ہے کہ وہ اپنی اپنی سیٹوں پر تشریف رکھیں۔ گنتی کی جائے۔ (اس مرحلہ پر گنتی کی گئی) کورم پورا ہے۔ کارروائی شروع کی جاتی ہے۔

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! کورم پورا نہیں ہے۔

جناب سپیکر: کورم پورا ہے۔ میں پھر دروازے بند کروا لیتا ہوں۔ آپ دوبارہ گنتی کر لیں۔ میں نے ensure کر لیا ہے۔ ٹوٹل 93 ممبرز ہیں۔

جناب سمیع اللہ خان: 86 ممبرز ہیں۔

جناب سپیکر، جی نہیں۔ 93 ممبرز ہیں۔ پلیز! آپ تشریف رکھیں۔

جناب سمیع اللہ خان، جناب سپیکر! 86 ممبرز ہیں۔ آپ اس کو ensure کریں۔

جناب سپیکر، جی' کلو صاحب! آپ فرمائیں۔

جناب محمد وارث کلو، اس پر رانا ثناء اللہ صاحب نے بڑی محنت کی اور انھوں نے پورا لوکل گورنمنٹ کا جو آرڈیننس آیا ہے۔ اس پر عرق ریزی کر کے آپ کو بتایا' ایوان کو بتایا لیکن میں ان سے یہاں تھوڑا سا اختلاف کروں گا۔ انھوں نے اس لوکل گورنمنٹ آرڈیننس اور devolution of powers کو سارا attribute کیا ہے کہ یہ جرنیلوں نے کیاہے۔ اس پر ہمارے کچھ دوست ہیں---

جناب سعید اکبر خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی' سعید اکبر خان صاحب!

جناب سعید اکبر خان، میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ یہ کوئی ڈسکشن ہو رہی ہے یا پوائنٹ آف آرڈر پر جواب دینا ہے تو منسٹر لاء اس پر جواب دیں گے۔ کوئی فاضل رکن اس کا جواب نہیں دے سکتے۔

جناب سمیع اللہ خان، کورم پورا نہیں ہے۔

جناب سپیکر، کورم پورا ہے۔

جناب سمیع اللہ خان، جناب سپیکر! کورم پورا نہیں ہے۔ اب 89 ممبرز ہیں۔

جناب سپیکر، گنتی کی جائے---(اس مرحلے پر گنتی کی گئی) کورم پورا ہے۔ کارروائی شروع کی جاتی ہے۔ ڈاکٹر اسد اشرف صاحب--- تشریف نہیں رکھتے۔ چودھری اعجاز احمد سہل صاحب--- تشریف نہیں رکھتے۔ جناب علی حسن رضا قاضی صاحب--- تشریف نہیں رکھتے۔ ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی صاحب!

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی، جناب سپیکر! آپ کی بڑی مہربانی کہ آپ نے مجھے اس پر بولنے کا موقع دیا۔ آپ جانتے ہیں کہ یہ جو بلدیاتی نظام تھا اگرچہ یہ کسی منتخب ادارے کی طرف سے propose شدہ نہیں تھا۔ اس کو اس ملک پر قابض جو جرنیلوں کی ٹیم

تھی انھوں نے دیا ہے۔

گروپ کیپٹن (ریٹائرڈ) مشتاق احمد کیانی، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، معزز رکن پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

گروپ کیپٹن (ریٹائرڈ) مشتاق احمد کیانی، اگر یہ ایسا کریں گے تو پھر اور بہت سے سوال اٹھیں گے۔ میں فاضل رکن سے آپ کی وساطت سے یہ درخواست کروں گا کہ یہ بنیادی documents کی طرف نہ جائیں بلکہ جو ترمیم ہے اس کی بات کریں۔

جناب سپیکر، شکریہ۔

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی، ہم نے اس ہاؤس کا ماحول اچھا رکھنا ہے۔ اگر میرے کسی بھائی کو قابض والے لفظ پر اعتراض تھا تو میں کہتا ہوں کہ منتخب جرنیل جو اس وقت اس ملک پر قابض تھے تو انھوں نے یہ نظام دیا اور اس کی بڑی تعریفیں کیں اور اس کو کہا کہ یہ devolution programme ہے۔ اس سے اختیارات کی مرکزیت ختم ہو جائے گی اور ضلع کی سطح پر یہ اختیارات چلے جائیں گے اور وہاں پر لوگ اپنے مسائل نچلی سطح کے منتخب نمائندوں کے ذریعے حل کروائیں گے۔ یہ ایک خوش آئند بات تھی۔ اس میں بہت برائیاں نہیں تھیں کہ اچھی بات ہے کہ ہر کام کے لیے لوگوں کو لاہور یا اسلام آباد کی طرف نہ دیکھنا پڑے۔ خوش آئند بات تھی کہ اب آپ کی حکومت آپ کی دہلیز پر یا اس طرح کے اور بہت سے نعرے تھے۔ اچھی بات ہے کہ لوگوں کو انصاف یا لوگوں کے مسائل کا حل لوکل سطح پر ہونا چاہیے۔ یہ مناسب طریقہ تھا لیکن اس میں' میں ترمیم کی طرف آتا ہوں کہ یہ ترمیم لائی گئی ہے۔ اس میں بظاہر یہ تاثر دیا جا رہا ہے کہ جیسے ماضی میں بھی ہوتا رہا ہے کہ جہاں پر دیکھا ہے کہ اگر مرضی کے ووٹ نہیں ہیں۔ مرضی والے آدمی کو اگر میئر یا ضلع کونسل کا چیئرمین منتخب نہیں کیا جا سکتا تو ہم نے دیکھا ہے کہ وہاں پر بھی دو دو' تین تین' چار چار ماہ بعض اوقات الیکشن ملتوی کیے گئے ہیں تاکہ اپنے مطلوبہ رزلٹ حاصل کیے جا سکیں۔ بلکہ اس دور میں تو صوبائی اسمبلیوں کے ممبران کو اس وقت تک حلف نہیں اٹھانے دیا گیا کہ جب تک

مطلوبہ رزلٹ نہیں آ سکے۔ اس میں اندیشہ یہ ہے کہ اس ترمیم کے ذریعے عدم اعتماد کے سلسلے میں منتخب نمائندوں کو حق ہوتا ہے کہ اگر کوئی شخص صحیح کام نہیں کر رہا تو کم از کم اسے اتنا احساس ضرور ہونا چاہیے کہ اگر میں نے سارے نمائندوں کو ناراض کر دیا تو شاید میں پھر اس سیٹ پر قائم نہیں رہ سکوں گا۔ اپنی اس سیٹ کو بچانے کے لیے وہ لوگوں اور نمائندوں کے ساتھ اپنا رویہ بہتر رکھتا ہے۔ اب آپ اس کو extend کر رہے ہیں۔ ایک روایت شروع ہوگئی تو پھر اس کے بعد جب یہ مطلوبہ ٹائم آجائے گا تو پھر ہم اس کو مزید extend کرتے ہیں تو اس سلسلے میں ان کے اندر جو عوامی نمائندوں والا کردار ہے۔ اس کا اندیشہ ہے۔ میں تو صرف اتنا عرض کروں گا کہ اور میں یہ ضرور کہوں گا کہ ہمارے وزیر بلدیات انتہائی سمجھدار اور sensible اور معاملہ فہم آدمی ہیں۔ یقیناً اگر ان کے ہاتھ پاؤں بندھے ہوئے نہ ہوں اور پیچھے کی کوئی مجبوری نہ ہو تو وہ اس تجویز پر بھی نظرثانی کرنے کو کوئی ضد نہ بناتے اور عار محسوس نہ کرتے۔ اس سلسلے میں، میں ایک آخری گزارش یہ کروں گا کہ،

نثار میں تیری گلیوں پہ اے وطن کہ جہاں
چلی ہے رسم کہ کوئی نہ سر اٹھا کر چلے

اور یہ بھی

ہمیں سے گلستاں اور ہمیں سے رنگ بہار
ہمیں کو نظم گلستاں کا اختیار نہیں

میں پھر ملتان پر آتا ہوں اسی بلدیات کے حوالے سے ایک ایسا شہر ہے کہ پانچ مہینے ہو گئے ہیں۔۔۔ وزیر بلدیات صاحب اللہ تعالیٰ آپ کو سلامت رکھے، قائم رکھے۔ ہاؤس کو چلانے میں آپ کا کردار بڑا اچھا ہے۔ میں تو نیا آدمی ہوں۔ پانچ مہینے ہو گئے ہیں کہ ملتان جیسا اہم شہر ہے۔ ہمارے لیے اہم اور پنجاب کے لیے پسماندہ ہے۔ ملتان جیسا اہم شہر پانچ مہینوں سے ضلع ناظم کے بغیر کام کر رہا ہے اور وہاں پر اختیارات نائب ناظم کو دینے کی بجائے اختیارات انھوں نے ڈی سی او کو دے رکھے ہیں۔ وزیر بلدیات صاحب! میں آپ کے توسط سے عرض کرتا ہوں کہ پرسوں بھی ملتان

ضلع کے پورے ہاؤس نے واک آؤٹ کیا ہے' بغیر کسی اپوزیشن اور لین دین کے کہ جناب مہربانی کریں اور وزیر بلدیات غور کریں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ مہربانی۔ آپ تشریف رکھیں۔ رانا تجمل حسین صاحب!

رانا تجمل حسین: جناب سپیکر! میں وزیر قانون کا ممنون ہوں کہ ان کے انداز اور ان کی گفتگو سے لگتا ہے کہ شاید وہ ہمیں ساتھ لے کر چلنا چاہتے ہیں۔ میں اس بات پر انھیں خراج تحسین بھی پیش کرتا ہوں کہ ان کا رویہ بڑا مثبت اور اچھا ہوتا ہے اور لگتا ہے کہ وہ کھلے دل سے بات سننے کو تیار ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین) ہمیں صرف فکر اس بات کی ہے کہ۔

ہم جسے انداز محبت سمجھ بیٹھے ہیں
یہ تبسم یہ تکلم تیری عادت ہی نہ ہو

جناب سپیکر! میں اپنی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے کہ جو ضلعی حکومتوں کا سسٹم ہے۔ میں اس بات کی وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ ہم یہاں پر اس بات میں الجھے رہیں کہ اس میں ترمیم یا عدم اعتماد کے لیے ہمیں کتنے دن کی مدت چاہیے تو میں یہ کہنا ضروری سمجھتا ہوں کہ ہم اس ضلعی حکومت کے سسٹم کو ہی پسند نہیں کرتے۔ میری نظر میں یہ سسٹم بالکل ہی عوامی نمائندوں کی رائے کے خلاف ہے۔ [**********]

جناب سپیکر: یہ الفاظ میں کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔

رانا تجمل حسین: جناب سپیکر! اب بھی چیف منسٹر کے اختیارات ضلعی ناظم کے پاس ہیں اور ضلعی ناظم صاحب اور بے شمار کونسلر حضرات نے جنرل الیکشن میں جن کی اکثریت اپوزیشن کی پارٹیوں سے تعلق رکھتی ہے' انھوں نے اپنے نمائندوں کو جتوایا اور اس بات کا یہ ثبوت ہے کہ لاہور شہر سے ہم لوگ اکثریت میں کامیاب ہوئے۔ اب ہمارے لوگوں کو ہماری عوام کو ناؤن ناظمین کے سپرد کر دیا گیا ہے۔ ان کا جو

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

الیکشن کا غصہ ہے وہ ان سے نکال رہے ہیں۔ ان کا ہر کام ان کی مرضی کے بغیر اپنی مرضی سے کر رہے ہیں۔ جونئے خانوں کی اجازت دی جا رہی ہے اور لوگوں کو کسی قسم کا ریلیف نہیں مل رہا تو میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جب جنرل الیکشن ہو چکا ہے اور عوامی نمائندوں کی اسمبلی منتخب ہو کر آ چکی ہے تو اس میں اب عوامی نمائندوں کو کیا اختیار ہے کہ ہم اپنے لوگوں کے ترقیاتی کاموں کے لئے ٹاؤن ناظم سے رابطہ کریں یا ضلعی ناظم سے رابطہ کریں۔ وہ ہمارے سیاسی مخالفین ہیں جس وجہ سے وہ ہمارے علاقوں میں کام نہیں کرتے' ہماری بات پر دھیان نہیں دیتے۔ اس لئے ہمارے شہر کے لوگوں اور عوام کو ریلیف نہیں مل رہا۔ اس بات کا میں سمجھتا ہوں کہ ہماری اس وقت کی پنجاب حکومت پر کوئی اچھا اثر نہیں پڑے گا۔ میں اس بات پر بھی راجہ صاحب کی توجہ مبذول کروانا چاہوں گا کہ جو کام ہم نے یہاں کرنے ہیں اس کا مقصد ہے کہ ہم اپنے لوگوں کے مسائل حل کریں اور ان کو ترقی کی راہ پر گامزن کریں۔ اس میں سب سے بڑی رکاوٹ ضلعی حکومتیں ہیں۔

عجب یہ رسم ہے چارہ گروں کی بستی میں
لگا کے زخم خود ہی نمک سے مساج کرتے ہیں
غریب شہر تو ترستا ہے اک نوالے کو
اور امیر شہر کے کتے بھی راج کرتے ہیں

جناب سپیکر! اس طرح کے سسٹم میں جہاں امیر شہر کو اتنے اختیارات دے دیئے گئے ہیں کہ وہ اپنی مرضی سے ڈی سی او کو' ایس پی کو بدل رہا ہے اور اپنی مرضی سے لوگوں کے کام کر رہا ہے۔ وہ صرف ان لوگوں کے کام کرتا ہے جو اس کے حواری ہیں۔ جن لوگوں نے اس کو oppose کیا یا اس کی مخالفت کی ہے۔ اب لوگوں نے elect کر کے یہ ثابت کر دیا ہے کہ ہم ان ضلعی حکومتوں کے تابع نہیں ہیں اور ان کو نہیں مانتے ہیں۔ اب اس کی سزا کے طور پر ان کا کوئی کام نہیں ہو رہا۔ براہ کرم ضلعی حکومتوں سے ہماری جان چھڑوائی جائے تا کہ ہم اپنے لوگوں کے کام کر سکیں۔

جناب سپیکر، مہربانی۔ جناب محمد آجاسم شریف صاحب۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے، محترمہ نگہت پروین صاحبہ۔۔۔ تشریف نہیں رکھتیں، جی، لاء منسٹر صاحب!

محترمہ پروین مسعود بھٹی، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، اس motion کا جب سوال put ہو گا تو اس کے بعد آپ کو موقع دیا جائے گا۔

محترمہ پروین مسعود بھٹی، جناب سپیکر! ایک اور بات ہے جو میں پوائنٹ آف آرڈر پر آپ کے نوٹس میں لانا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر، جی، آپ پوائنٹ آف آرڈر پر کیا کہنا چاہتی ہیں؟

محترمہ پروین مسعود بھٹی، جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ کسی بھی ہاؤس کا سپیکر غیر جانبدار ہوتا ہے۔ لیکن آج آپ بھی اتنے مجبور ہو گئے ہیں کہ آپ نے نماز کا وقفہ بھی نہیں کیا اور اس بل کو پاس کروانے میں آپ کی کوشش ہے۔ بل تو پاس ہو ہی جائے گا لیکن نماز کا وقفہ ضرور کروایا جائے۔

جناب سپیکر، محترمہ! نماز کا وقت ابھی ہے۔ آپ پلیز تشریف رکھیں۔ جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون، شکریہ۔ جناب سپیکر! محترم رانا صاحب نے اپنی motion پر بات کرتے ہوئے دو تین باتوں کی نشاندہی کی ہے جن کے متعلق میں انتہائی مختصر الفاظ میں گزارش کرنا چاہوں گا۔ انہوں نے سب سے پہلے devolution کے بعد ان بلدیاتی اداروں کی viz-a-viz پنجاب گورنمنٹ سے relationship کے حوالے سے بات کی اور انہوں نے بہت زور دے کر کہا کہ devolution of power کے بعد صوبائی حکومت کے پاس کوئی ایسے اختیارات نہیں رہے کہ وہ اب ان اداروں کو کنٹرول کر سکے۔ دوسری بات انہوں نے internal recall کی مدت کے حوالے سے کی اور پھر external recall پر اپنے خیالات کا اظہار کیا اور اس پر نشاندہی کی کہ اس کے لئے لوکل گورنمنٹ آرڈیننس میں جو طریقہ کار وضع کیا گیا ہے وہ مناسب نہیں ہے۔

جناب سپیکر! میں آپ کا زیادہ وقت نہیں لوں گا۔ لوکل گورنمنٹ آرڈیننس کے سیکشن۔ 4 کی طرف آپ کی توجہ مبذول کروانا چاہتا ہوں کہ اس میں لکھا ہے کہ

"4. **Local Government to work within Provincial Framework:**The Local Government established under this Ordinance shall function within the Provincial Framework and adhere to the Federal and Provincial laws "

میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جب ان اداروں کو کام کرنے کے لئے Framework ہی صوبائی حکومت نے مہیا کرنا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ کوئی بھی صوبائی حکومت ایسی نہیں کہ وہ اپنے اختیارات کو بلاوجہ منتقل کر دے گی۔ اگر ہم نے کسی کو اختیارات دئیے ہیں تو ان پر چیک اینڈ بیلنس بھی موجود ہے۔ میرے بھائی نے چیک اینڈ بیلنس کے حوالے سے کہا تھا کہ یہ کہاں پر دئیے گئے ہیں؛ تو میں آپ کی توجہ مبذول کروانا چاہوں گا اور لوکل گورنمنٹ آرڈیننس کے سیکشن 16 کا آخری فقرہ پڑھنا چاہوں گا کہ۔

"Provided that the District Government shall exercise such authority within the District in accordance with the general policy of the Government."

پھر انہوں نے گورنمنٹ کی جنرل پالیسی کے مطابق ہی کام کرنا ہے۔

جناب سپیکر! اس کے بعد سیکشن 131 میں پراونشل لوکل گورنمنٹ کمیشن کا قیام دیا گیا ہے۔ اب Provincial Local Government Commission کی constitution کن افراد پر مشتمل ہو گی؛ منسٹر لوکل گورنمنٹ اس کے چیئرمین ہوں گے۔ دو ممبر جنرل پبلک سے ہوں گے اور ایک ایک ممبر لیڈر آف دی ہاؤس اور لیڈر آف دی اپوزیشن nominate کریں گے۔ انہوں نے Provincial Local Government Commission میں نمائندے دینے ہیں اور اس پراونشل گورنمنٹ نے ان اداروں کی کارکردگی کو monitor کرنا ہے۔

جناب سپیکر ! اب Function of the Provincial Local Government Commission پر آتے ہوئے میں سیکشن 132 کی طرف آپ کی توجہ دلاتا ہوں اور اس میں لکھا ہے کہ،

"1. The function of the Provincial Local Government Commission shall be as provided in this Ordinance and in particular it shall conduct annual and special inspection of the Local Government and submit reports to the Chief Executive of the Province

2. Conduct on its own initiative or whenever so directed by the Chief Executive of the Province an inquiry by itself or through District Government into any matter concerning Local Government."

ایک لمبی فہرست ہے جس میں آٹھ' نو مختلف مندرجات ہیں' جن میں صوبائی حکومت کا عمل دخل رکھا گیا ہے۔ ایک بات اور میں کرنا چاہتا ہوں کہ دو تین دن پہلے آپ کی موجودگی میں قائد ایوان کے ساتھ قائد حزب اختلاف کی ملاقات ہوئی تھی گو وہ informal ملاقات تھی۔ اس informal ملاقات میں جناب قائد ایوان نے اپنے اس عزم کا اظہار کیا تھا کہ ہم اس قانون کو اور اس devolution کے process کو مزید بہتر بنانا چاہتے ہیں۔ میں معزز رکن کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں اور شیخ اعجاز صاحب نے بات کی تھی' وہ اس وقت ایوان سے باہر جا چکے ہیں انہوں نے ایک امر کی نشاندہی کی تھی لیکن میں نے اس وقت جواب نہیں دیا تھا کیونکہ میں ایک relevant موقع پر اس کا جواب دینا چاہتا تھا۔ انہوں نے کہا تھا کہ devolution کو review کرنے کے لئے چیئرمین لوکل گورنمنٹ کی

سربراہی میں جو کمیٹی بنائی گئی ہے کیا اس میں اپوزیشن کو نمائندگی دی گئی ہے یا نہیں؟
جناب سپیکر! میں آج اس معزز ہاؤس میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ وزیراعلیٰ پنجاب نے رانا ثناء اللہ صاحب کو اس devolution کمیٹی میں ممبر نامزد کیا ہے اور آج اس کا Notification ہو چکا ہے۔ میں عرض یہ کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارا مقصد یہ ہے کہ اگر devolution plan کے حوالے سے لوکل گورنمنٹ کمیشن آرڈیننس میں کہیں کوئی خرابی ہے تو ہم اس کو دور کرنے کے لئے تیار ہیں۔ اس کمیٹی کا مقصد بھی یہی تھا کہ ہم اس کمیٹی کی سفارشات کی روشنی میں اس سسٹم میں مزید improvements لائیں۔ تو میں اپنے معزز دوست کو یقین دلاتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ ہم اس بنیادی جمہوریت کے سسٹم کو کامیابی سے ہمکنار کریں گے۔ وہ بھی اس کو کامیاب دیکھنا چاہتے ہیں اور ہم بھی اس کو کامیاب دیکھنا چاہتے ہیں۔ لیکن ہم صرف اور صرف یہ چاہتے ہیں کہ ان اداروں کو اگر حکومت نے قائم کیا ہے تو ان کو آزادی کے ساتھ کام کرنے دیا جائے اور پھر دیکھا جائے کہ اگر کوئی غلط کام کرتا ہے تو حکومت کے پاس اس کے لئے چیک موجود ہے۔ میں ایک دفعہ پھر اس معزز ایوان کو یقین دلاتا ہوں کہ کسی بھی ادارے میں کسی بھی قسم کی غیر قانونی حرکت یا قانون کی خلاف ورزی برداشت نہیں کی جائے گی۔ اس لئے جناب سے میری استدعا ہوگی کہ اس ترمیم کو رد فرمایا جائے اور amendments کو take up کیا جائے۔ شکریہ۔(نعرہ ہائے تحسین)

رانا ثناء اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی' رانا صاحب!

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ میرے محترم وزیر قانون نے میری تمام باتوں کے جواب میں صرف لوکل گورنمنٹ کمیشن کی بات کی ہے تو میں چاہوں گا کہ یہ بات ایوان میں آ جائے کہ کیا لوکل گورنمنٹ کمیشن exist کرتا ہے اور اگر نہیں کرتا تو اسے بنانے میں کون سی رکاوٹ پیش ہے۔

جناب سپیکر: وہ کمیٹی تو تشکیل دے دی گئی ہے۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب والا! راجہ صاحب اس بات کو سمجھتے ہیں وہ کمیٹی اور ہے۔

جناب سپیکر، جی' لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون، جناب سپیکر! لوکل گورنمنٹ کمیشن سے پہلے ضلعی سطح پر بھی commissions نے قائم ہونا تھا جن کے لئے سفارشات مکمل ہو چکی ہیں اور بعض اضلاع میں یہ کمیشن قائم بھی ہو چکے ہیں اور میں معزز رکن اور اس ایوان کو بھی یقین دلاتا ہوں کہ اب جب کہ جمہوریت آ چکی ہے اور اسمبلیاں بن چکی ہیں۔ میں بطور وزیر بلدیات آ چکا ہوں تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ لوکل گورنمنٹ آرڈیننس میں جو مندرجات اور جو requirements ہیں انشاء اللہ تعالیٰ ان کو پورا کیا جائے گا اور اس کے مطابق لوکل گورنمنٹ کمیشن کی تشکیل بھی عمل میں لائی جائے گی۔

رانا آفتاب احمد خان، جناب سپیکر! محترم وزیر اس کا ٹائم فریم دے دیں۔

وزیر قانون، جناب والا! میں وقت مقرر نہیں کر سکتا مگر میں اپنے دوست کو' اس معزز ایوان کو یقین دلاتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ بہت جلد یہ کمیشن قائم کر دیا جائے گا۔

MR SPEAKER: Thank you. The amendment moved and the question is:-

> "That the Punjab Local Government (First Amendment) Bill 2003, (Bill No. 3 of 2003), as recommended by the Special Committee No 1, be referred to the Select Committee consisting of the following members with instructions to report upto 15 March, 2003:-
>
> 1. Rana Sanaullah Khan
> 2. Rana Aftab Ahmad Khan
> 3. Syed Ehsan Ullah Waqas

4. Brig (R) Muhammad Hassan

5. Sardar Hassan Akhtar Mokal

6. Maj (R) Asghar Hayat Kalyar

7. Ch Khalid Asghar Ghural

8. Mr Amanat Ali Virk

9. Rai Ejaz Ahmad

10 Rana Muhammad Qasim Noon"

(The motion was lost.)

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کا مشہور مقولہ ہے کہ دنیا میں سب سے آسان کام دوسروں پر تنقید کرنا ہے اور سب سے مشکل کام اپنے آپ پر تنقید سننا ہے اور بعض اوقات جو صورت حال اس ہال میں ہو جاتی ہے اس کو دیکھ کر میں دل میں سوچتا ہوں اور پنجاب میں معاشرے کی مجموعی صورت حال جو اس وقت ہے اس کو دیکھ کر نظر یہ آ رہا ہے کہ:-

یہ راز اب کوئی راز نہیں سب اہل گلستاں جانتے ہیں
کہ ہر شاخ پہ الو بیٹھا ہے انجام گلستاں کیا ہو گا

جناب سپیکر! جب یہ بلدیاتی نظام بنایا گیا تھا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کو جنہوں نے بنایا ہے وہ لوگ نیک نیت تھے اور وہ چاہتے تھے کہ devolution کے تحت جو اختیارات وہ نچلی سطح پر منتقل کرنا چاہتے تھے وہ اس کو اچھی نیت سے لائے تھے۔ لیکن جناب سپیکر! میں آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ عملی طور پر اس وقت حالت یہ ہے کہ ایک یونین کونسل 21 افراد پر مشتمل ہوتی ہے جن میں صرف ناظم اور نائب ناظم ایکٹ کرتے ہیں باقی ان کے نیچے جتنے کونسلرز ہیں ان کا بہت برا حال ہے۔ ان کو نہ تو development میں شامل کیا جاتا ہے، نہ ان کو کسی قسم کی لفٹ کروائی جاتی ہے اور نہ ان کو ترقیاتی فنڈز دیئے جاتے ہیں۔

جناب سعید اکبر خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ جب بھی legislation ہو رہی ہوتی ہے تو اس میں حکومت جو بھی ترامیم پیش کرتی ہے اور اس کو اپوزیشن oppose کرتی ہے اور اس پر اپنی ترامیم دیتی ہے یا پھر ان کے پرنسپلز کو oppose کرتی ہے۔ اس کے بعد اس پر discussion ہو سکتی ہے۔ کیا اس لیجسلیشن پر کوئی اٹھ کر عام بحث کر سکتا ہے؟

جناب سپیکر: عام بحث تو نہیں ہو سکتی۔

جناب سعید اکبر خان: جناب! جب legislation ہوتی ہے تو اس وقت رولز پر بات ہوتی ہے اور جن آدمیوں نے amendments دی ہوتی ہیں ان کی ایک فہرست ہوتی ہے اور صرف وہی آدمی اس پر بول سکتے ہیں۔ اس پر کوئی دوسرا آدمی بولنے کی خواہش کرے، میری بھی خواہش ہے۔ مگر میں اس پر بول نہیں سکتا کیونکہ یہ ایک رولز کے تحت ہوتی ہے۔

جناب سپیکر: وہ principles پر بول رہے ہیں۔ جی، ارشد لگو صاحب!

جناب ارشد محمود لگو: جناب سپیکر! کوئی نظام چاہے وہ خاندانی نظام ہو، چاہے وہ کسی محلے کا نظام ہو، چاہے وہ چھوٹی سی ایک فیکٹری کا نظام ہو، چاہے وہ کسی ملک کا نظام ہو اگر اس میں چیک اینڈ بیلنس نہیں ہو گا تو وہ نظام نہیں چل سکے گا، وہ کارخانہ نہیں چل سکے گا، وہ سوسائٹی نہیں چل سکے گی۔ میرے محترم وزیر راجہ بشارت صاحب، ماشاء اللہ، اللہ تعالیٰ نے ان کو بصارت بھی دی ہے اور بصیرت بھی دی ہے۔ انہوں نے اس ایوان میں یہ نہیں بتایا کہ یہ جو ترمیم لا رہے ہیں یہ تیس دسمبر سے تیس جون تک اس کے پیچھے ان کے کیا محرکات ہیں؟ کیا اغراض و مقاصد ہیں؟ جناب سپیکر! اس ملک کی بدقسمتی ہے کہ جو اس ملک میں آتا ہے وہ اپنے آپ کو عقل کل سمجھنا شروع کر دیتا ہے۔

جناب سپیکر! میرے ایک عزیز جرنیل ہیں میری ان سے بات ہوئی۔ میں نے ان سے پوچھا کہ جرنیل صاحب! اگر خدانخواستہ ہندوستان پاکستان پر حملہ کر دیتا ہے اور پاکستانی

فوج کو شکست دے دیتا ہے تو آپ یہ فرمائیں کہ دوبارہ جنگ کس کو کرنی ہو گی۔ انہوں نے کہا کہ فوج نے کرنی ہو گی۔ میں نے کہا کہ اگر دوسری دفعہ ہم جنگ ہار جاتے ہیں تو پھر کس نے جنگ کرنی ہے۔ جرنیل صاحب نے فرمایا کہ پھر بھی فوج نے ہی جنگ کرنی ہے۔ تیسری دفعہ بھی انہوں نے کہا کہ خدانخواستہ تیسری دفعہ اگر شکست ہو گئی تو پھر بھی جنگ فوج نے کرنی ہے۔ میں نے کہا محترم جرنیل صاحب! اگر کوئی سویلین حکومت ناکام ہوتی ہے تو پھر اس کو دوبارہ سویلین لوگ ہی ٹھیک کر سکتے ہیں۔وہ حکومت شاید دوبارہ ان غلطیوں کو نہ دہرائے۔ جناب سپیکر! میرے یہاں پر فاضل دوست بریگیڈئر صاحب ہیں وہ اس ایوان کے فاضل ممبر ہیں میں ان کو اس لفظ کے ساتھ نہیں بلانا چاہتا۔ میں یہ کہتا ہوں کہ اس ملک کو قائداعظم محمد علی جناح نے بنایا ہے جو وکیل تھے اور democratic system کے تحت اس ملک کو بنایا گیا ہے۔ جناب والا! اس ملک کو قربانیاں دے کر بنایا گیا ہے ۔ جناب میں پہلے بھی کہہ چکا ہوں کہ اس ملک کو کسی جرنیل نے نہیں بنایا ۔ جرنیل کے کہنے کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ ہم پوری فوج کو گالی دیتے ہیں ہمارے لئے فوج قابل احترام ہے۔ وہ ہمارے بھائی ہیں پاکستان کی فوج اس ملک کی محافظ ہے ہم اس کو سلیوٹ کرتے ہیں لیکن جناب سپیکر! اگر کوئی ایک شخص کوئی ایسا فعل کر دیتا ہے تو وہ پوری فوج کا فعل نہیں ہوتا' پوری فوج کا ایکٹ نہیں ہوتا۔ اگر ہم کسی جرنیل پر تنقید کرتے ہیں تو اس کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ ہم سارے جرنیلوں پر یا ساری فوج پر تنقید کر رہے ہیں۔ جناب والا! میں نے اسی جرنیل کو کہا کہ جناب ملک چلانا فوج کا کام نہیں ہوتا اس نے کہا کہ کیسے؟ میں نے اس جرنیل کو کہا کہ میں آپ کو ایک مثال دیتا ہوں۔ میرے ایک دوست سیالکوٹ میں کرنل تھے۔ میں ان کو ملنے گیا۔ سردیوں کے دن تھے۔ جب میں ان کے پاس بیٹھ گیا تو میں نے ان سے کہا کہ کرنل صاحب میں نے یہ ایک کاغذ فوٹو سٹیٹ کروانا ہے براہ مہربانی یہ کاغذ فوٹو سٹیٹ کروا دیں۔ کرنل صاحب نے bell دی تو بٹ مین آ گیا اس نے کرنل صاحب کو سلیوٹ کیا۔ کرنل صاحب نے بٹ مین کو وہ کاغذ دیا اور کہا کہ جلدی جاؤ اور یہ فوٹو سٹیٹ کروا کر لاؤ۔ جب وہ بٹ

مین جانے لگا تو میں نے کرنل صاحب سے کہا کہ کرنل صاحب اس کو کہیں کہ جلدی آ جائے کیونکہ میں نے جلدی جانا ہے۔ کرنل صاحب نے پھر اس کو واپس بلایا۔۔۔

جناب سپیکر: ایوان کی کارروائی کا وقت مزید بیس منٹ کے لئے بڑھایا جاتا ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: کرنل صاحب نے پھر اس کو بلایا اور کہا کہ او سنو! جلدی جاؤ اور سائیکل لے کر جاؤ وہ سپاہی چلا گیا۔ جب پندرہ منٹ تک وہ نہ آیا تو میں نے کرنل صاحب سے پریشانی کی حالت میں پوچھا۔ کرنل صاحب! آپ کا سپاہی ابھی تک نہیں آیا ابھی یہی بات میں کر ہی رہا تھا تو جو پاک فوج کا سپاہی تھا۔ وہ داخل ہوا۔ پسینے سے شرابور جبکہ جنوری کا مہینہ تھا۔ کرنل صاحب نے اسے کہا کہ میں نے تمہیں کہا تھا کہ سائیکل لے کر جاؤ اور جلدی آؤ! تو تم نے دیر کیوں لگائی؛ سپاہی نے جواب دیا کہ سر میں سائیکل لے کر گیا تھا لیکن مجھے سائیکل چلانی نہیں آتی تھی۔ (قہقہے)

جناب سپیکر! جس کا کام اسی کو ساجھے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ ملک کسی جرنیل نے نہیں بلکہ سیاستدانوں نے بنایا ہے اور اس ملک کو اس کے چودہ کروڑ عوام نے بنایا ہے جناب سپیکر! میری درخواست ہے کہ اس معزز ایوان میں جب ہم جمہوریت کی بات کرتے ہیں تو اس بات کا اجتماعی طور پر جائزہ لیا جائے انفرادی تناظر میں اس بات کو نہ لیا جائے۔ ابھی وقت لگے گا۔ کیونکہ ہم بھی نئے آئے ہیں۔ آہستہ آہستہ ایسے مراحل بھی آئیں گے کہ ہم بڑے مشکل مراحل سے بھی گزر جائیں گے اور معاملات کو بڑے اچھے طریقے سے طے کیا کریں گے۔

MR SPEAKER: Thank you. The motion moved and the question is:

> "That the Punjab Local Government (First Amendment) Bill 2003 as recommended by the Special Committee No. 1, be taken into consideration at once."

(The motion was carried)

CLAUSE - 2

MR SPEAKER: Now, we take up the Bill clause by clause.

Clause 2 of the Bill is under consideration. There are two amendments in it. The first amendment is from Syed Ehsan Ullah Waqas.

احسان اللہ وقاص صاحب ! آپ آئین کے آرٹیکل 268 کے تحت amendments move نہیں کر سکتے۔

وزیر قانون: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! مجھے اس سلسلے میں گزارش کرنی ہے ۔ میں جناب کو interrupt نہیں کرنا چاہتا تھا۔ میں اُس وقت یہ point out کرنا چاہتا تھا کہ جب آپ محرک کو move کرنے کے لئے کہتے۔ جناب سپیکر! میں جناب کی توجہ آئین کے آرٹیکل 268 شق(2) کی طرف مبذول کروانا چاہتا ہوں۔جناب والا! اس میں درج ہے کہ ۔

"**268. Continuance in force, and adaptation of certain laws.**_(2) The laws specified in the Sixth Schedule shall not be altered, repealed, or amended, expressly or impliedly without the previous sanction of the President accorded after consultation with the Prime Minister."

Now, Mr Speaker! I draw your attention to the Rules of Procedure. Section 105(3) says that:

"**105. Amendments. -(3)** If the amendment is an amendment which, under the Constitution, requires the consent of the Government or previous sanction of the President before it is moved, the notice shall be accompanied by a request that such consent or,

as the case may be, sanction may be obtained and the Secretary shall cause a copy of the amendment to be transmitted to the Department concerned for obtaining orders of the President or the Government thereon and shall, on receipt of such orders from that Department, communicate the same to the member concerned;"

جناب سپیکر، میری گزارش ہے کہ ان amendments کے سلسلے میں، یہ دونوں amendments جو آپ ابھی take up کرنے والے ہیں ان دونوں میں آئین اور رولز آف پروسیجر کی requirements کو پورا نہیں کیا گیا۔ اس لئے میری استدعا ہے کہ یہ دونوں ترامیم پیش نہیں ہو سکتیں۔ شکریہ۔

سید احسان اللہ وقاص: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر، وزیر قانون صاحب نے آئین کے جس آرٹیکل کا حوالہ دیا ہے وہ LFO کے تحت ہے۔ میری گزارش یہ ہے کہ LFO کے متعلق سپریم کورٹ آف پاکستان کے ایک سینئر جج جناب جسٹس منیر اے شیخ صاحب نے آج بہت شاندار ریمارکس دیئے ہیں۔ جس میں انھوں نے فرمایا ہے کہ فرد واحد کے بنائے ہوئے کسی بھی قانون کی دستوری حیثیت نہیں بن سکتی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہم LFO کے بارے میں تحفظات رکھتے ہیں۔ 24 تاریخ کو قومی اسمبلی کا اجلاس ہو رہا ہے اس میں بھی LFO کے بارے میں بحث ہو گی۔ اس لئے اس وقت تک آپ انتظار کر لیں۔ پہلے قومی اسمبلی سے فیصلہ آ لینے دیں اس کے بعد ان ترامیم کے بارے میں آپ فیصلہ دیجئے گا۔

جناب سپیکر: احسان اللہ وقاص صاحب، صوبائی اسمبلی پنجاب میں LFO کے بارے میں آپ بات نہیں کر سکتے۔ آپ تشریف رکھیں ۔ جب قومی اسمبلی کا کوئی فیصلہ آئے گا تو بعد میں دیکھ لیں گے۔

سید احسان اللہ وقاص : آپ ہماری ترامیم تو ابھی مسترد کر رہے ہیں بعد میں پھر کیا دیکھیں گے۔

MR SPEAKER: However, as per Constitution and Rules of Procedure, I dispose of the amendments.

MR SPEAKER: The motion moved and the qeustion is ·

"That Clause 2 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

Clause 2 do stand part of the Bill.

CLAUSE - 3

MR SPEAKER Now, Clause 3 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 3 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

Clause 3 do stand part of the Bill.

CLAUSE - 1

MR SPEAKER: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration Since there is no amendment in it. the question is:

"That Clause 1 of the Bill do stand part of the Bill"

(The motion was carried)

Clause 1 do stand part of the Bill

PREAMBLE

MR SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Preamble of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

The Preamble do stand part of the Bill.

LONG TITLE

MR SPEAKER: Now, the Long Title of the Bill is under consideration Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Long Title of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

The Long Title do stand part of the Bill

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون صاحب!

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: احسان اللہ وقاص صاحب! میں نے وزیر قانون صاحب کو فلور دے دیا ہے۔ آپ بعد میں بات کر لینا۔ میں آپ کو سنوں گا۔ آپ تشریف رکھیں۔ جی، وزیر قانون صاحب!

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! آپ ہماری بات ہی نہیں سن رہے، ہاؤس میں کورم بھی نہیں ہے۔ میں کورم کی نشاندہی کرتا ہوں۔ جناب والا! اگر آپ ہماری بات نہیں سن رہے لہذا ہم احتجاجاً واک آؤٹ کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: احسان اللہ وقاص صاحب! آپ کو بہت وقت دیا ہے۔ پلیز اب آپ تشریف رکھیں۔

(اس مرحلے پر معزز ممبران حزب اختلاف ہاؤس سے احتجاجاً واک آؤٹ کر گئے)

MINISTER FOR LAW: Sir, I move:

"That the Punjab Local Government (First Amendment) Bill 2003, be passed."

MR SPEAKER: The motion moved is.

"That the Punjab Local Government (First Amendment) Bill 2003, be passed."

MR SPEAKER: The motion moved and the question is.

"That the Punjab Local Government (First Amendment) Bill 2003, be passed."

(The motion was carried.)

(The Bill was passed)

MR SPEAKER: I read the order of the Governor of the Punjab for prorogation of the Assembly:-

"In exercise of the powers conferred on me under Article 109 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, **I, Lt. Gen. (Retd) Khalid Maqbool,** Governor of the Punjab, hereby prorogue the Assembly with effect from February 08, 2003 on the termination of the sitting on that day."

Thank you

5th SESSION

PROVINCIAL ASSEMBLY OF THE PUNJAB

NOTIFICATION

8 February 2003

No.PAP-Legis-1(33)/2002/426. The following Order, made by the Governor of the Punjab, is hereby published for general information:-

"ORDER

In exercise of the powers conferred on me under Article 109 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, I, **Lt. Gen. (Retd) Khalid Maqbool**, Governor of the Punjab, hereby prorogue the Assembly with effect from February 08, 2003 on the termination of the sitting on that day.

Dated Lahore, the 8th February 2003

LT. GEN. (RETD) KHALID MAQBOOL
GOVERNOR OF THE PUNJAB."

DR SYED ABUL HASSAN NAJMEE
Secretary

No.Legis-1(33)/2002/1635 **8 February 2003**

A copy is forwarded to the Superintendent, Government Printing Press, Punjab, Lahore, for publication of the above Notification in the Gazette of the Punjab **(Extraordinary)** today.

(Maqsood Ahmad Malik)
Deputy Secretary (Legis)

No. & date even

A copy is forwarded for information to:-

1. Principal Secretary to Governor, Punjab.
2. Principal Secretary to Chief Minister, Punjab
3. All Ministers, Government of the Punjab.
4. Leader of the Opposition, Punjab Assembly, Lahore.
5. All Advisers to Chief Minister, Punjab.
6. All Special Assistants to Chief Minister, Punjab
7. All Members of the Provincial Assembly of the Punjab.
8. Chief Secretary, Government of the Punjab.
9. All Administrative Secretaries to Government of the Punjab.
10. Advocate General, Punjab.
11. All Heads of Attached Departments in the Punjab.
12. Director-General, Public Relations, Punjab,
13. Manager, APP/PPI, Lahore.
14. Accountant General, Punjab.
15. Director-General, Protocol Punjab, Lahore.

Deputy Secretary (Legis)

PROVINCIAL ASSEMBLY OF THE PUNJAB

LEGALITY OF SUMMONING OF THE SESSION OF THE PROVINCIAL ASSEMBLY OF THE PUNJAB BY THE PRESIDENT FOR THE ASCERTAINMENT OF THE MEMBER FOR THE OFFICE OF THE CHIEF MINISTER

On 29 November 2002, Rana Aftab Ahmad Khan MPA (PP-63 Faisalabad) raised a point of order that under Article 109 of the Constitution of Islamic Republic of Pakistan, the powers of summoning and prorogation of the Assembly vested in the Governor. As the said Article had not been amended, the summoning of the session of the Assembly by the President for purposes of the ascertainment of the member for the office of the Chief Minister, was unconstitutional and illegal.

2. With the observation that the session had been validly summoned, I had reserved the ruling for recording reasons.

3. Under clause (3) of Article 2 of the Legal Framework Order 2002, the President of Pakistan was empowered to summon the Provincial Assembly of the Punjab for purposes of oath taking and the election of the Speaker and the Deputy Speaker. Similarly, under clause (4) of the said Article, the President was authorised to summon the Provincial Assembly of the Punjab for purposes of the ascertainment of the member who commanded the confidence of the majority of the members for the office of the Chief Minister. In fact, at the relevant time, the Governor had no power to summon the Assembly under Article 109 of the Constitution, as the said Article was under suspension and stood revived on the date on which the Chief Minister assumed office as such. In the circumstances, there is no escaping the conclusion that the President had summoned the Assembly in accordance with law.

4. The point of order is disposed of accordingly.

(Ch Muhammad Afzal Sahi)
Speaker
24 December 2002

1228

GOVERNMENT OF THE PUNJAB
SERVICES & GENERAL ADMINISTRATION DEPARTMENT
(CABINET WING)

January 31, 2003

NOTIFICATION

NO CAB-II/2-3/2002 Chief Minister has been pleased to allocate the Assembly Business pertaining to the following departments to the Provincial Ministers mentioned against each department:

Sr.	Department	Minister
1	Auqaf	Mr. Khadim Hussain Wattoo, Minister for Zakat & Ushr
2	Planning & Development	Mr. Muhammad Arshad Khan Lodhi, Minister for Agriculture
3	S&GAD	Ch. Muhammad Iqbal, Minister for Food
4	Social Welfare	Ch. Zaheer-u-Din, Minister for C&W
5	Information	Raja Muhammad Basharat, Minister for Local Govt. & Rural Development with additional charge of Law & PA
6.	Information Technology	-do-
7	Home	-do-
8	Wildlife	-do-

CHIEF SECRETARY
PUNJAB

NO.& DATE EVEN

A copy is forwarded to

1. Raja Muhammad Basharat, Minister for Local Govt. & Rural Development with additional charge of Law & PA Department.
2. Mr. Khadim Hussain, Minister for Zakat &Ushr Department
3. Mr. Muhammad Arshad Khan Lodhi, Minister for Agriculture Department
4. Ch. Muhammad Iqbal, Minister Food Department
5. Ch. Zaheer-u-Din, Minister for C&W Department.
6. Principal Secretary to Chief Minister, Punjab
7. Principal Secretary to the Governor, Punjab
8. Chairman, P&D Board, Punjab, Lahore
9. Secretary to Govt. of the Punjab, Home Department.
10. Secretary to Govt. of the Punjab, Local Govt. & Rural Dev. Department
11. Secretary to Govt. of the Punjab, Law & PA Department
12. Secretary to Govt. of the Punjab, Religious Affairs & Auqaf Department
13. Secretary to Govt. of the Punjab, Social Welfare, Women Dev. & Bait ul Maal Department
14. Secretary to Govt. of the Punjab, Information, Culture & Youth Affairs Department
15. Secretary to Govt. of the Punjab, Information Technology Department
16. Secretary Punjab Assembly Secretariat, Lahore.
17. The Director General, Public Relations, Punjab, Lahore
18. The Private Secretaries to Chief Secretary/Additional Chief Secretary, Punjab, Lahore.

(RASHID MAHMOOD)
DEPUTY SECRETARY (CABINET)

	Issue No	Page No
ZAHID PERVAIZ, CHAUDHRY		
Leave of absence of	1	86
POINTS OF ORDER regarding		
Commencement of the Marriage Bill	8	1167
First free education	1	133
Limitation of persons on walima	7	1090
ZAHOOR AHMED KHAN DAHA, MR		
POINT OF ORDER regarding		
Casting a vote is same as giving an opinion	6	978
ZAIB-UN-NISA QURESHI, MISS		
Leave of absence of	8	1105
Leave of absence of	8	1108
DISCUSSION on		
Health	3	463
QUESTION regarding		
Construction of Children Complex, Multan	3	404
ZEENAT KHAN, BEGUM		
DISCUSSION on		
Health	3	462
Housing, Urban Development	4	656

	Issue No	Page No
TALIB HUSSAIN CHAUDHRY, MR		
Proposals for Law and Order	2	311
DISCUSSION on		
Health	3	539
TASNEEM NASIR, CHAUDHRY		
POINT OF ORDER regarding		
Stress on levy of property tax	5	820

W

WASEEM AKHTAR, SYED, DOCTOR		
Leave of absence of	8	1106
Measures for improving performance of industries department	7	1021
DISCUSSION on		
Education	1	169
Health	3	419
The Punjab Marriage Functions (Prohibition of Ostentatious Displays and Wasteful Expenses) Bill, 2003	7	1087
POINT OF ORDER regarding		
Non-commitment by Education Minister	1	36
QUESTIONS regarding		
Appointment of staff in Victoria Hospital, Bahawalpur	3	419
Detail of independent hospitals and medical colleges	3	417
Running of industrial units of small industrial estate Bahawalpur	7	1049
Starting of Thalasaemia Ward in Victoria Hospital, Bahawalpur	3	416

Z

ZAHEER UD DIN KHAN, CHAUDHRY		
(Minister for Communication & Works)		
ADJOURNMENT MOTION regarding		
Inattention of Government in making alternate way due to deterioration of Plakhu bridge, GT road	8	1111
POINTS OF ORDER regarding		
No dissenting note as Member of Select Committee	6	947
Personal clarification	2	344
Priority of proposals in speeches	2	343
Raising of a question after questions hour	5	747
QUESTIONS regarding		
Construction of Lahore-Kasur road	5	738
Expenses of repairs of roofs of quarters of Chauburji Garden Estate and Punch House	5	735
Reconstruction of Chinniot-Pindi Bhatian road	5	732
Removal of employees from Communication Department under the guise of reorganization	5	731
Repair of Hafizabad-Qila Didar Singh road	5	700
Repair of road of Mandi Baha-ud-Din affected by flood	5	743
Replacement of roofs of quarters of Chauburji Garden Estate and Punch House	5	737
Replacement of roofs of quarters of Wahdat Colony, Lahore	5	740
Responsibility of removing debris	5	733

	Issue No	Page No
PRIVILEGE MOTION regarding		
Non- provision of medical facilities to Members	1	93
QUESTIONS regarding		
Appointment of lady doctor for postmortem	3	403
Appointment of staff in Victoria Hospital, Bahawalpur	3	419
Construction of Children Complex, Multan	3	405
Construction of Government hospital in Havaili Lakha	3	399
Detail of independent hospitals and medical college	3	418
Detail of appointment of Dr Khizar Hayat in Health Center, Raiwind	3	368
Detail of Health Centers setup during ten years in Punjab	3	405
Detail of hospitals and other health centers in Sialkot	3	415
Detail of institutions in the province for mental health	3	374
Detail of open merit in medical colleges of the province	3	383
Duty time for lady staff nurses	3	410
Financial aid to the heirs of person died due to negligence of medical staff	3	373
Government Hospital for housing schemes	3	409
Hostel for LHV's	3	400
Illegal medical stores and practitioners in Sialkot	3	377
Lady doctors and lady paramedical staff in Mental Hospital	3	389
Lady staff for women in hospitals of Lahore	3	411
Policy for appointment of doctors in BHU and RHC	3	397
Position of staff in hospitals of Gujranwala and Sialkot	3	402
Problems of Civil Hospital Havaili Lakha	3	412
Provision of Medicines through LP	3	409
Purchase of Medicines for Government hospitals	3	401
Quota of teachers' sons in medical colleges	3	406
Recovery of additional increments	3	408
Reexamining of Medico-legal Certificate	3	413
Setting up of Government hospital in Jubilee Town	3	393
Starting of Thalasaemia ward in Victoria Hospital, Bahawalpur	3	416
Strength of doctors in Civil Hospital Gujranwala	3	404
RESOLUTION regarding		
Setting up of BHU in Bahadar Nagar farm Okara	5	773
TAHIR HUSSAIN KHAN MALAZAI, MR		
DISCUSSION on		
Education	1	173
TAHIRA MUNIR, MRS		
Leave of absence of	1	88
TAJAMMAL HUSSAIN, RANA		
Thinking about welfare of the people	5	790
DISCUSSION on		
The Punjab Local Government (First Amendment) Bill, 2003	8	1210
QUESTIONS regarding		
Construction of Girls Colleges in UC – 58 Area	1	67
Construction of roads and streets in Mian Bazar Muslimabad	6	884
Construction of roads in Lakhudair and adjacent localities	6	883
Defects of new police system	4	593
Sewerage system for Lakhu Dair and regular localities	2	227
PRIVILEGE MOTION regarding		
Indecent behavior of SP City with MPA's	1	95

	Issue No	Page No
SHELA RATHOR, MRS		
ADJOURNMENT MOTIONS regarding		
Delay in construction of mettaled road connecting Sialkot and Gujranwala	2	254
Dishonesty of brokers and dealers of Sialkot in weighing	5	760
Law for stopping show of dowry and useless rites	7	1061
Precaution for habit of smoking and drugs in juveniles	7	1060
Sale of diseased animals' meat to the villagers	2	253
Unrest in people due to use of pesticides on vegetables	7	1057
Unrest in people due to waiving of ban on meals in marriage functions	7	1063
DISCUSSION on		
Health	3	456
QUESTIONS regarding		
Condition of industrial estate in Daska and Pasroor	7	1039
Contract for boating in Gulshan-e-Iqbal	2	227
Detail about Boards of Intermediate and Boards of Technical Education in Punjab	1	60
Details of girls schools and staff in district Sialkot	1	58
Illegal medical stores and practitioners in Sialkot	3	376
Jails for men and women in the province	4	588
Police stations, their building, and Police encounters in Sialkot	4	587
Position of staff in hospitals of Gujranwala and Sialkot	3	401
Schools of handicraft in Sialkot	7	1036
RESOLUTION regarding		
Tribute to Ch. Pervez Elahi, the Chief Minister on restoration of democracy	5	783
SHOAIB AWAN, MALIK		
QUESTION regarding		
Construction of University of Sargodha Campus and starting of classes	1	61
SIBGHAT ULLAH CHAUDHRY, MR, ADVOCATE		
DISCUSSION on		
Law and Order	2	323
POINTS OF ORDER regarding		
Attitude of factions of PAP	4	679
Insult of farmers by Sugar Mill owners	8	1122
Speaking Member also a part of LFO	6	976
SPEAKER		
(See Muhammad Afzal Sahi, Chaudhry)		
SULTAN SURKHRO AWAN, COL(RETD)		
POINT OF ORDER regarding		
Recruitments in Police	2	283
SUMMONING of		
Session	1	1

T

	Issue No	Page No
TAHIR ALI JAVED, DOCTOR		
(Minister for Health)		
DISCUSSION on		
Health (Opening Speech)	3	444
Health (Wind up Speech)	3	545
POINT OF ORDER regarding		
Density of population as criteria for BHUs	5	776

	Issue No	Page No
Sewerage system of Gujranwala city	2	218
Strength of doctors in Civil Hospital Gujranwala	3	403
SECRETARY		
(Dr Syed Abul Hassan Najmee)		
ANNOUNCEMENTS regarding		
Leave of absence of Members	1	86
Leave of absence of Members	2	246
Leave of absence of Members	8	1105
Panel of Chairman for 29th January, 2003	1	10
SESSION		
Agenda for 29th January, 2003	1	3
Agenda for 30th January, 2003	2	183
Agenda for 31st January, 2003	3	365
Agenda for 3rd February, 2003	4	551
Agenda for 4th February, 2003	5	691
Agenda for 6th February, 2003	6	829
Agenda for 7th February, 2003	7	1001
Agenda for 8th February, 2003	8	1099
Prorogation of	8	1225
Summoning of	1	1
SHAGUFTA ANWAR, MS		
DISCUSSION on		
Education	1	171
Health	3	521
SHAHEEN ATIQ-UR-REHMAN, MISS		
Leave of absence of	1	88
SHAHEENA ASAD, MRS		
DISCUSSION on		
Health	3	500
Law and Order	2	337
POINT OF ORDER regarding		
Maraca Health Unit	3	395
QUESTIONS regarding		
Educational institutions for women in Lahore	1	68
Funds for women educational institutions	1	68
Lady staff for women in hospitals of Lahore	3	410
Street lights on canal side up to Mohlanwal Housing Scheme	6	874
SHAHNAZ SALEEM, MRS		
DISCUSSION on		
Health	3	524
SHAMIM AKHTAR, MS		
POINT OF ORDER regarding		
Irrelevant argument	7	1025
SHAUKAT ALI BHATTI, CHAUDHRY		
Leave of absence of	8	1109
SARDAR SHAUKAT HUSSAIN MAZARI		
(Deputy Speaker)		
RULINGS OF THE CHAIR about		
A Point of Order by Riaz Ahmad Raja (PP-440) about meeting of committee when Assembly is sitting	3	541

	Issue No	Page No
RESOLUTION regarding		
Campaign for killing stray dogs	5	778
SAMINA NAVEED, MISS		
Leave of absence of	8	1108
DISCUSSION on		
Health	3	531
Housing	4	651
SANAULLAH KHAN, RANA		
Decision on Sugarcane issue	8	1130
Ratio of Opposition Members in formation of committees	1	121
Time given to the treasury benches	1	104
Too late regularization of work charge employees	5	728
DISCUSSION on		
Housing	4	643
Housing	4	682
Law and Order	2	284
Law and Order	2	288
The Punjab Local Government (First Amendment) Bill, 2003	8	1177
The Punjab Marriage Functions (Prohibition of Ostentatious Displays and Wasteful Expenses) Bill, 2003	7	1069
The Punjab Office of the Ombudsman (Amendment) Bill, 2003	6	922
The Punjab Office of the Ombudsman (Amendment) Bill, 2003	6	962
The Punjab Removal from service (Special Powers)(Amendment) Bill 2003	6	969
POINTS OF ORDER regarding		
Acceptance of points by Government raised during discussion	6	995
Amendment can be opposed, but not amended	6	944
Answer given by Government	1	30
Commendation to Minister for Health	3	384
Coverage of proceeding by independent TV channels	2	273
Definite answers by Minister	1	41
Difference of opinion, protest as part of democracy	3	432
Existence of Local Government Commission	8	1215
Inclusion of all members in one's opinion	5	784
Meeting of a committee when Assembly is sitting	3	441
Opposing the whole amending Bill	6	949
Opposition's point of view on a resolution	5	800
Permission to other TV channels for Assembly coverage	6	858
Policy statement by a Minister on Point of Order	5	795
Pray for healing up of Mian Shahbaz Sharif	5	753
Proposed procedure to decide a resolution	5	804
POINT OF PERSONAL EXPLANATION regarding		
Loyalty with PPP	4	669
QUESTIONS regarding		
Development plans of District Government and Tehsil Council Faisalabad	6	871
Fee for display boards in Faisalabad city	6	869
Survey of property tax in Faisalabad	7	1037
SAUD HASSAN DAR, MIAN		
QUESTIONS regarding		
Appointment of lady doctor for postmortem	3	402
Construction of roads and streets in PP-95	6	872
Dismissal of DSP's	4	594

	Issue No	Page No
POINTS OF ORDER regarding		
Celebration of Basant	7	1056
Ignoring the Women Members for Ministership	1	36
Privilege Motion against SP city	2	190
Remarks against political parties	7	1026
SAEED AKBAR KHAN, MR		
Committee for decision of Sugarcane issue	8	1131
Oath of office	1	11
POINTS OF ORDER regarding		
ADP of Education Department	1	24
Discussion after giving amendment in a Law	8	1218
Discussion on Point of Order	2	294
Thanking for welcome remarks	1	14
SAGHIRA ISLAM, MS		
Arrest of killers of Mian Azmat Farooq	2	311
DISCUSSION on		
Housing	4	659
SAIMA BUKHARI, MRS		
POINT OF ORDER regarding		
Marking the attendance by the Member	6	934
SAJEELA ANSAR BAJWA, MRS		
Leave of absence of	1	88
SAMI ULLAH KHAN, MR		
Cows of all the Lahore in Shahdara	6	859
Fixing a day for debate on political parties	4	675
Indication of lack of quorum	8	1206
Indication of lack of quorum	8	1207
Jurisdiction of Punjab Government	5	746
Opposing a resolution tributary to the Chief Minister	5	787
DISCUSSION on		
Education	1	172
The Punjab Local Government (First Amendment) Bill, 2003	8	1155
The Punjab Office of the Ombudsman (Amendment) Bill, 2003	6	935
The Punjab Office of the Ombudsman (Amendment) Bill, 2003	6	962
The Punjab Removal from Service (Special Powers) Bill, 2003	6	994
POINTS OF ORDER regarding		
Indication of quorum	1	171
Indication of quorum	6	932
Interference of Speaker in a police case	4	583
Listening to the Leader of Opposition	4	645
Post of Chairman TEVTA	7	1032
Statement against politicians of small provinces	8	1102
QUESTIONS regarding		
Construction of Baradari Road	6	869
Situation of crimes in Lahore	4	591
SAMIA AMJAD, DOCTOR		
Leave of absence of	2	246
POINT OF ORDER regarding		
Policy for appointment of doctors in BHU and RHC	3	396
QUESTION regarding		
Public Health Development Programs	4	650

	Issue No	Page No
Solidarity Day for Kashmir	5	765
Suspension of rules for presenting a resolution	5	765
Tributes to Ch Parvez Elahi, the Chief Minister on restoration of democracy	5	783
RIAZ AHMAD, RAJA		
Imprisonment of relatives of nominated accused	6	898
Press news about withdrawal of discretionary powers of a Nazim	6	914
DISCUSSION on		
Housing	4	676
Law and Order	2	313
The Punjab Office of the Ombudsman (Amendment) Bill, 2003	6	931
POINTS OF ORDER regarding		
Behavior of District Government	2	259
Blame on Opposition for wasting of time	4	657
Contract with SHELL for petrol pump	4	558
Every gazetted officer to attest admission forms	1	45
Fake B A degrees	1	24
Indication of quorum	6	990
Indication of quorum	7	1008
Indications of quorum to point out lack of interest by Minister	7	1008
Keeping to the topic while speaking	2	291
Meeting of a committee when Assembly is sitting	3	440
Number of prisoners in Punjab jails	4	576
One's loyalty with his party	5	792
Portrait of Zulfiqar Ali Bhutto in the House	5	754
Resolution tributary to the Chief Minister	5	788
QUESTIONS regarding		
Auction under District Government Faisalabad	6	877
Disbursement of development funds by District Government Faisalabad	6	879
Plan of WASA for Noorpur, Faisalabad	2	225
RIAZ ASGHAR, CHAUDHRY		
DISCUSSION on		
Health	3	534
RULINGS OF THE CHAIR about		
A Point of Order by Aftab Ahmad Khan, Rana (PP-63) (Volume-2, issue 1 pages 98-101) about legality of summoning of the session of the Assembly by the President for Ascertainment of Chief Minister		1226
A Point of Order by Riaz Ahmad Raja (PP-440) about meeting of committee when Assembly is sitting	3	541
Oath of a Member whose notification has not yet been received in the Assembly	1	16

S

	Issue No	Page No
SABA SADIQ, MISS		
Portrait of Miss Fatima Jinnah in the House	5	770
DISCUSSION on		
Education	1	159
The Punjab Local Government (First Amendment) Bill, 2003	8	1171
QUESTIONS regarding		
Delay in results of Technical Education Board	7	1029
Lady doctors and lady para medical staff in Mental Hospital	3	389

	Issue No	Page No
Posting on the same post for more than 3 years	2	223
Price of plots in LDA Avenue No. 1	2	205
Provision of basic facilities in Jubilee Town	2	215
Provision of potable water pipe to Madina Colony, Kharak	2	201
Provision of water to Faisalabad from limits of Jhang	2	229
Quota of government servants in Jubilee Town	2	209
Repair of sewerage in areas of Multan	2	220
Sewerage system for Lakhu Dair and regular localities	2	227
Sewerage system of Gujranwala city	2	218
The water plan in Faisalabad under WASA	2	224
Water supply in Jinnah Park, Nabi Pura I, II and LDA Colony	2	231
RECITATION of the Holy Quran on		
29th January, 2003	1	9
30th January, 2003	2	185
31st January, 2003	3	365
3rd February, 2003	4	553
4th February, 2003	5	693
6th February, 2003	6	831
7th February, 2003	7	1003
8th February, 2003	8	1101
REHANA JAMEEL, BEGUM		
PRIVILEGE MOTION regarding		
Non provision of medical facilities to Members	1	92
QUESTIONS regarding		
Action against industries without NOC	7	1022
Construction of grid station for Jubilee Town	2	216
Construction of plazas and marriage halls on both sides of BRB canal from Mughalpura	6	865
Detail of industries without NOC from Shadipura Lahore to BRB canal	7	1016
Detail of retired employees of the Irrigation Department	5	723
Detail of staff and Union Councils of Lahore	6	861
Detail of work and employees of Mughalpura Workshop	5	726
Development plans for Jubilee Town	2	217
Hostel for LHV's	3	400
Number of schools of Education Department in Lahore	1	57
Purchase of medicines for Government hospitals	3	401
Recruitment in Lahore Police from 1997-2002	4	608
Utilization of Government funds in Government Kashmir Girls High School	1	58
REPORTS, laying of		
The Bank of Punjab (First Amendment) Bill, 2003	3	438
The Local Government (First Amendment) Bill, 2003	3	439
The Office of Ombudsman (Amendment) Bill, 2003	3	439
The Punjab Juvenile Smoking (Amendment) Bill, 2003	8	1138
The Punjab Marriage Functions (Prohibition of Ostentatious Displays and Wasteful Expenses) Bill, 2003	7	1054
The Punjab Removal from Service (Special Powers)(Amendment) Bill, 2003	3	438
RESOLUTIONS regarding		
Campaign for killing stray dogs	5	778
Exemption of property tax on residences up to 5 marlas	5	812
Provision of Sui Gas to Pakpattan and Arifwala	5	771
Setting up of BHU in Bahadar Nagar Farm, Okara	5	773

	Issue No	Page No
Fee for display boards in Faisalabad	6	869
Licenses of cane crushers for crossings of Lahore	6	885
Problems of Municipal Committee Havaili Lakha	6	886
Provision of basic facilities in Alam Town	6	848
Provision of funds to Nazims and Councilors	6	875
Recovery of professional tax	6	864
Repair of bridge of Plakhu drain, Wazirabad	6	889
Repair of road from Baseerpur to Muhammad Nagar	6	891
Roads and streets of A-1 Gulberg-III	6	888
Sending off cows from Shalamar Bagh and Madina Colony	6	853
Session of District Assembly Lahore	6	843
Soling and construction of drains in village 11/1-A-L. Okara	6	892
Street lights on canal side up to Mohlanwal Housing Scheme	6	874
Transfer of slaughter house out of city	6	875
Water supply scheme of Mangat, Mandi Bahauddin	6	890
MINES AND MINERALS		
Details of lessees of mineral digging	7	1004
QUORUM indication by		
Khalid Mehmood Wattoo, Malik, Advocate	8	1165
Muhammad Ajasam Shariff, Mr	8	1153
Muhammad Ajasam Shariff, Mr	8	1206
Rana Aftab Ahmad Khan	1	10
Riaz Ahmad, Raja	6	990
Riaz Ahmad, Raja	7	1008
Sami Ullah Khan, Mr	1	171
Sami Ullah Khan, Mr.	6	932
Sami Ullah Khan, Mr	8	1206
Sami Ullah Khan, Mr	8	1207

R

RAZA ALI GILLANI, SYED		
(Minister for Housing, Urban Development & Public Health Engineering)		
DISCUSSION on		
Housing (Opening Speech)	4	637
Housing (Closing Speech)	4	686
QUESTIONS regarding		
Acquisition of land for new graveyard for Green Town and Township, Lahore	2	234
Basic facilities in Kotli Pir Abdur Rehman, Lahore	2	226
Construction of grid station for Jubilee Town	2	217
Contract for boating in Gulshan-e-Iqbal	2	228
Detail of giving proprietory rights to the residents of block No 6 and NIL block of Township, Lahore	2	232
Detail of plots and commercial areas in Jubilee Town	2	221
Details of gardeners in PHA on daily wages basis	2	214
Development of parks and green belt in Jubilee Town	2	222
Development plans for Jubilee Town	2	217
Expansion in the ambits of WASA	2	232
Installation of tube well for potable water in PP-152	2	230
Laying of sewerage in streets of Madina Colony, Kharak	2	197
Plan of WASA for Noorpur, Faisalabad	2	225

	Issue No	Page No
Sewerage system of Gujranwala city	2	218
The water plan in Faisalabad under WASA	2	224
Water supply in Jinnah Park, Nabi Pura I, II and LDA Colony	2	231
INDUSTRY		
Action against industries without NOC	7	1022
Condition of industrial estate in Daska and Pasroor	7	1039
Delay in results of Technical Education Board	7	1029
Detail of industries without NOC from Shadipura Lahore to BRB canal	7	1016
Details about Poly Technical Institute for Women, Lyton Road, Lahore	7	1042
Number and production of sugar mills in the province	7	1040
Running of industrial units of small industrial estate Bahawalpur	7	1049
Schools of handicraft in Sialkot	7	1036
Setting up of handicraft schools for women in Pakpattan	7	1049
Setting up of small industries in PP-42 Khushab	7	1046
Setting up of technical and handicraft institutions for women in Okara	7	1047
Setting up of technical college in tehsil Mailsi	7	1035
Student affairs of Government Technical Training Center, Mughalpura	7	1044
Subversive activities in Government Technical Training center, Mughalpura	7	1043
IRRIGATION AND POWER		
Construction and repair of irrigation drains in village 5/61 Sheikhupura	5	743
Detail of breaking Amir Teejeka, outfall BS-link	5	718
Detail of retired employees of the Irrigation Department	5	723
Detail of work and employees of Mughalpura workshop	5	726
Illegal running of outlets in village 140/A Liaqatpur North	5	732
Length of canals and channels and water quota	5	730
Letting of water in canals	5	744
Payment of money to the affectees of new outfall of BS-Link canal	5	713
Sanctioned water of Jhang branch for district Jhang	5	739
Water quota for the Punjab by IRSA	5	694
LOCAL GOVERNMENT AND RURAL DEVELOPMENT		
Additional funds for backward areas	6	876
Auction under District Government Faisalabad	6	877
Construction of Baradari road	6	869
Construction of plazas and marriage halls on both sides of BRB canal from Mughalpura	6	865
Construction of roads and streets in Mainbazar Muslimabad	6	884
Construction of roads and streets in PP-95	6	872
Construction of roads in Lakhudair and adjacent localities	6	883
Detail of contracts of Union Council Raiwind	6	834
Detail of development schemes sanctioned by the District Government for Lahore	6	835
Detail of expenses on the Mall Road on arrival of Irani president in Lahore	6	881
Detail of staff and Union Councils of Lahore	6	861
Details about Government MC Primary School, Nabipura Gulberg-II	6	887
Development plans for Faisalabad	6	873
Development plans for Khanewal	6	868
Development plans for PP-122 and PP-123	6	882
Development plans of District Government and Tehsil Council Faisalabad	6	871
Development work for localities of Band Road	6	880
Disbursement of development funds of District Government	6	879
Facilities for localities of PP-139	6	881

	Issue No	Page No
Provision of medicines through LP	3	408
Purchase of Medicines for Government Hospitals	3	401
Quota of Teachers' sons in medical colleges	3	405
Recovery of additional increments	3	407
Re-examining of Medico-legal Certificate	3	413
Setting up of Government Hospital in Jubilee Town	3	393
Starting of Thalasaemia ward in Victoria Hospital, Bahawalpur	3	416
Strength of doctors in Civil Hospital Gujranwala	3	403
HOME AND JAILS		
Abduction for ransom in Sialkot	4	603
Ambit of powers of traffic police	4	600
Behavior of police in wagon stand Okara	4	606
Defects of new police system	4	593
Detail of allotment of petrol pumps	4	554
Detail of bomb blasts in the province	4	560
Detail of riots in jails	4	609
Details about prisoners detained in jails	4	567
Details of cases in police stations of Raiwind, Chuhang and Manga Mandi	4	585
Dismissal of DSPs	4	594
Drugs vending in Havaili Lakha Okara	4	604
Jails for men and women in the province	4	588
Performance of Lahore Police and construction of police stations	4	586
Police stations, their buildings and police encounters in Sialkot	4	587
Recovery of drugs from police inspector	4	607
Recruitment in Lahore Police from 1997 to 2002	4	608
Situation of crimes in Lahore	4	591
HOUSING, URBAN DEVELOPMENT & PUBLIC HEALTH ENGINEERING		
Acquisition of land for new graveyard for Green Town and Township, Lahore	2	234
Basic facilities in Kotli Pir Abdur Rehman, Lahore	2	226
Construction of grid station for Jubilee Town	2	216
Contract for boating in Gulshan-e-Iqbal	2	227
Detail of giving proprietary rights to the residents of block No 6 and NIL block of Township, Lahore	2	232
Detail of plots and commercial areas in Jubilee Town	2	221
Details of gardeners in PHA on daily wages basis	2	213
Development of parks and green belt in Jubilee Town	2	222
Development plans for Jubilee Town	2	217
Expansion in the ambits of WASA	2	231
Installation of tube well for potable water in PP-152	2	230
Laying of sewerage in streets of Madina colony, Kharak	2	196
Plan of WASA for Noorpur, Faisalabad	2	225
Posting on the same post for more than 3 years	2	223
Price of plots in LDA Avenue No. 1	2	205
Provision of basic facilities in Jubilee Town	2	215
Provision of potable water pipe to Madina Colony, Kharak	2	201
Provision of water to Faisalabad from limits of Jhang	2	228
Quota of government servants in Jubilee Town	2	208
Repair of sewerage in areas of Multan	2	219
Sewerage system for Lakhu Dair and regular localities	2	227

	Issue No	Page No
Construction of boy's college in Lahore Cantt	1	20
Construction of buildings of Government schools and colleges in PP-156	1	26
Construction of girls college in UC-58 area	1	67
Construction of University of Sargodha Campus and starting of classes	1	61
Detail of Boards of Intermediate and Boards of Technical Education in Punjab	1	60
Detail of schools and colleges in Sialkot	1	78
Details of girls schools and staff in district Sialkot	1	58
Details of recruitment in Education Department Mian Channu	1	76
Details of schools under control of District Government Lahore	1	49
Educational institutions for women in Lahore	1	68
Educational institutions of PP-139	1	66
Establishment of educational institutions in Jubilee Town	1	63
Establishment of high schools in constituency PP-150	1	62
Funds for women educational institutions	1	68
Information about Vice Chancellor, Syndicate, and Senate of the Punjab University	1	79
Information about Vice Chancellor. UET	1	82
Number and other details of schools in PP-152	1	70
Number of schools for localities of PP-152	1	74
Number of schools of Education Department in Lahore	1	57
Problems of Girls Degree Colleges, Danga, District Gujrat	1	69
Problems of Sargodha University	1	65
Procedure of middle school examination	1	74
Promotion and transfer of English Teachers	1	64
Recovery of Education Tax from children	1	75
Starting of classes in a school	1	64
Utilization of Government funds in Government Kashmir Girls High School	1	58
EXCISE AND TAXATION		
Detail of industry set up in N-Block. Gulberg. Lahore	7	1047
Survey of property tax in Faisalabad	7	1037
HEALTH		
Appointment of Lady Doctor for postmortem	3	402
Appointment of staff in Victoria Hospital. Bahawalpur	3	419
Construction of Children Complex, Multan	3	404
Construction of Government Hospital in Havaili Lakha	3	399
Detail of independent hospitals and medical colleges	3	417
Detail of appointment of Dr Khizar Hayat in Health Center, Raiwind	3	368
Detail of Health Centers set up during ten years in Punjab	3	405
Detail of hospitals and other health centers in Sialkot	3	415
Detail of institutions in the province for mental health	3	374
Detail of open merit in medical colleges of the province	3	383
Duty time for lady staff nurses	3	409
Financial aid to the heirs of person died due to negligence of medical staff	3	372
Government hospital for housing schemes	3	409
Hostel for LHV's	3	400
Illegal medical stores and practitioners in Sialkot	3	376
Lady doctors and lady paramedical staff in Mental Hospital	3	389
Lady staff for women in hospitals of Lahore	3	410
Policy for appointment of doctors in BHU and RHC	3	396
Position of staff in hospitals of Gujranwala and Sialkot	3	401
Problems of Civil Hospital Havaili Lakha	3	411

	Issue No	Page No
Non-provision of medical facilities to Members	1	92
Number 9 and 11, pending of	3	421
PROROGATION		
of the 5th Session	8	1225

Q

	Issue No	Page No
QAISER AMIN BUTT, HAJI		
Oath of office	1	11
QASIM ZIA, MR		
(Leader of Opposition)		
Leave of absence of	8	1106
Owning the words of Opposition Members	1	120
CALL ATTENTION NOTICE regarding		
Arrest of assassins of former Law Minister	2	236
DISCUSSION on		
Education	1	125
Health	3	447
POINT OF ORDER regarding		
Lists of constituencies to all departments	1	33
QUESTIONS regarding		
Additional funds for backward areas	6	876
Provision of funds to Nazims and Councilors	6	875
Removal of employees from Communications Department under the guise of reorganization	5	731
Replacement of roofs of quarters of Wahdat Colony, Lahore	5	740
QUDSIA LODI, MISS		
DISCUSSION on		
Education	1	139
Health	3	498
Housing	4	662
Law and Order	2	325
POINT OF ORDER regarding		
Extension in time for discussion on Health	3	453
QUESTIONS regarding		
COMMUNICATION AND WORKS		
Construction of Lahore-Kasur road	5	738
Expenses of repairs of roofs of quarters of Chauburji Garden Estate and Punch House	5	734
Reconstruction of Chinniot-Pindi Bhatian road	5	732
Removal of employees from Communications Department under the guise of reorganization	5	731
Repair of Hafizabad-Qila Didar Singh road	5	700
Repair of road of Mandi Bahaudian affected by flood	5	743
Replacement of roofs of quarters of Chauburji Garden Estate and Punch House	5	736
Replacement of roofs of quarters of Wahdat Colony	5	740
Responsibility of removing debris	5	733
EDUCATION		
Action against ex-Principal of Government College for Women, Faisalabad	1	62
Admission facility for students appearing in supplementary examination	1	77
Appointment of principal in Murray College Sialkot	1	67
Attestation of admission forms for Matric	1	37

	Issue No	Page No
Speaking of a Member from another seat	3	382
Speaking of Member not to the point	6	980
Starting time of session	1	145
Starting time of session	2	186
Statement against politicians of small provinces	8	1102
Stress on levy of property tax	5	820
Supplementary questions	6	842
Supporting the Sugarcane growers	8	1116
Thanks by Ijaz Ahmad Sheikh for welcome remarks	1	15
Thanks by Saeed Akbar Khan for welcome remarks	1	14
The Mosque of the Prophet as an Assembly	6	917
Time limit in question's answer	6	832
Training of Members	2	264
Uniform of the President	8	1191
Unnecessary idioms by Rana Sanaullah Ullah Khan	4	646
Unparliamentary remarks by Rana Sanaullah Ullah Khan	4	649
Unregistered medical colleges	3	387
Urgency in passing a tributary resolution	5	806
Urging the Education Minister for taking personal interest in privilege motion of Sheikh Amjad Aziz	4	626
Use of pesticides on vegetables	7	1059
Wastage of time of questions hour	7	1010
Westing of Assembly time by moving but not pressing motions	7	1062
Wasting the time of the House	2	285
Winding up of long speech of Rana Sanaullah Khan	6	984
Winding up of long speech of Rana Sanaullah Khan	6	986
Working within domain	8	1195
Written speech of a Member	3	464
Wrong answer given to Minister by the Department	6	919
Points of Personal Explanation by		
Embesat Khan, Ms	3	454
Ihsan Ullah Waqas, Syed	6	991
Sanaullah Khan, Rana	4	669
Prays for		
Deceased grandfather of Dr Nadia Aziz, MPA	8	1110
Deceased of the accident of Sambrial dry port Sialkot	6	832
Father of Pir Rafi ud Din Shah, MPA	2	235
The deceased	1	12
Privilege Motions regarding		
Demand for money from and misbehavior with the MPA by SHO Madina Town, Faisalabad	4	620
Demand for money from and misbehavior with the MPA by SHO Madina Town, Faisalabad (continued)	5	747
Denial of Chairman, Punjab Technical Board to meet MPA	5	751
Denial of Chairman, Punjab Technical Board to meet MPA (continued)	7	1052
Denial of Senior Members BOR to listen to MPA	1	89
Indecent behavior of SP City, Lahore with MPA	1	95
Insulting behavior of Chairman BISE with the MPA	4	624
Insulting behavior of Chairman BISE with the MPA (continued)	6	903
Misbehavior of Inspector (Legal) with a Member	1	94
Misbehavior of Inspector (Legal) with a Member (continued)	2	249

	Issue No	Page No
Non commitment by Education Minister	1	36
Non interruption by Law Minister	8	1193
Non-appreciation of good performance	5	806
Non-consultation with Nazim by District Government	6	839
Not bulldozing the Bill	6	933
Not equating the Assembly with a mosque	6	918
Number of prisoners in Punjab jails	4	576
Oath of Members without notification	1	16
One minute silence in the House on church incident	2	189
One's loyalty with his party	5	792
Opposing the whole amending Bill	6	949
Opposition's point of view on a resolution	5	800
Our bad repute in the world due to dishonoring each other	5	791
Parliamentarians to attest admission forms	1	44
Permission to other TV channels for Assembly coverage	6	858
Personal clarification	2	344
Points of Order and decorum	2	312
Policy statement by a Minister on Point of Order	5	795
Portrait of Zulfiqar Ali Bhutto in the House	5	754
Post of Chairman TEVTA	7	1032
Powers of Nazims	6	841
Pray for deceased Grandfather of Dr Nadia Aziz, MPA	8	1110
Pray for healing up of Mian Shahbaz Sharif	5	753
Press news about possession of valuable land	5	758
Printing of translation of Holy Quran without Arabic text	8	1115
Priority of proposals in speeches	2	343
Priority to problem of BHU's in the Member's area	5	777
Privilege Motion against SP city	2	190
Proposed procedure to decide a resolution	5	804
Public Health Development Programs	4	650
Raising of a question after Questions' Hour	5	747
Recruitment in police	2	283
Regression of a Member from current topic	7	1072
Remarks against political parties	7	1028
Remarks of a Member	1	46
Rent of rooms	2	187
Repetition in speech	8	1201
Request to a Member to confine to topic	2	351
Residential schemes for the poor	4	656
Resolution for solidarity with Kashmiries	5	694
Resolution tributary to the Chief Minister	5	788
Respect of Women Members	2	293
Responsibility of investigation agencies for blasts	4	563
Result of a meeting on Law and Order	2	287
Role of all Members in revival of democracy	5	809
Role of Leaders of political parties	5	786
Role of town planning authorities	4	636
Sensitiveness of treasury benches	4	654
Show of majority by leaders	5	790
Speaking in a language other than Urdu	3	516
Speaking Member also a part of LFO	6	976

	Issue No	Page No
First free education	1	133
Fixation of current day for discussion on Local Government	6	859
Fixing of days for discussion on Law and Order	2	302
Fixing of time for speeches of Members	3	456
Flats for Government Servants	4	640
Forming of a Special Committee	5	750
Functions of democratic institutions	3	470
Honoring the words of a Member spoken in the House	6	906
ID card for submission of admission forms	2	189
Ideological parties	5	796
Ignoring the Women Members for Ministership	1	36
Inclusion of all Members in one`s opinion	5	784
Increasing the time of the House	2	307
Indication of quorum	1	10
Indication of quorum	6	932
Indication of quorum	7	1008
Indication of quorum to point out lack of interest by Minister	7	1008
Insult of farmers by Sugar Mill owners	8	1122
Interference of Speaker in Police case	4	583
Interruption by Members	2	283
Irrelevant arguments	7	1025
Jokes by Rana Sanaullah Khan	4	652
Jokes by Rana Sanaullah Khan	4	654
Judgment of Supreme Court proving real democracy	5	807
Keeping to the topic while speaking	2	291
Keeping to the topic while speaking	2	294
Laying of report of observance of Principles of Policy	2	188
Legal method of inquiry provided in the Ordinance	6	975
Limitation of persons in walima	7	1090
Listening to the Leader of Opposition	4	645
Local Government Act	6	845
Long speech of the Rana Sanaullah Khan	6	983
Long time given to Rana Sanaullah Khan for speech	8	1192
Loyalty with party	4	672
Marking the attendance by the Members	6	934
Measures for prevention of blasts	4	564
Meeting of a committee when Assembly is sitting	4	612
Meeting of a committee when Assembly is sitting	3	440
Meeting of a committee when Assembly is sitting	3	441
Merit for the Ombudsman	6	959
Minister for Law clearing his position	3	543
Minister Local Government to answer himself	2	260
Minister to answer himself	1	47
Miraca Health Unit	3	395
Misuse of scales by Sugar Mill owners	8	1126
Mobile phones in the House	1	38
More time to doctors to speak on Health	3	468
MPA plates used by others on cars	7	1055
Name for discussion not called	8	1159
No dissenting note as Member of select Committee	6	947
No right to speak without giving amendment	6	976

	Issue No	Page No
Behavior of District Government	2	259
Behavior of Members	5	787
Blame on Opposition for wasting of time	4	657
Blaming for bomb blasts	4	564
Break for the prayer	8	1212
Bringing proofs of corruption of District Government or District Nazim Faisalabad	8	1190
Bringing proofs on wrong answers	8	1144
Cafeteria	2	186
Calling the Home Secretary to the Assembly	2	285
Calling the Home Secretary to the Assembly	2	286
Calling the Members according to the list	3	453
Casting a vote is same as giving an opinion	6	978
Causes of a certain situation	3	543
Celebration of Basant	7	1056
Checking by civilian government of the roads made by military	5	707
Cited article comes under LFO	8	1222
Clarification regarding a resolution	5	786
Closing of GT road	5	708
Commencement of the Marriage Bill	8	1167
Commendation to Minister for Health	3	384
Complete han on meals in marriages	7	1088
Condition of ID Card for B. A forms	1	42
Conduct of Members	4	645
Confirmation of facts before speaking in the House	6	849
Congratulation to the newly elected Members	1	17
Construction of hospital with developmental charges	3	395
Contract with SHELL for petrol pump	4	558
Contradiction of a press news about changing of party	7	1027
Correction of record	2	258
Coverage of proceedings by independent TV channels	2	273
Cross talk in the House	1	99
Dangerous water drained by industries	7	1026
Definite answers by Minister	1	41
Density of population as criteria for BHU's	5	776
Dictatorship in PPP	5	810
Difference of opinion, protest as part of democracy	3	432
Discussion after giving amendment in a Law	8	1218
Discussion of Speaker with Chief Minister about Assembly Matters	8	1135
Discussion on a Point of Order	2	294
Discussion on Sambrial incident	7	1062
Discussion on the Bill without giving amendment	6	944
Disloyalty with leaders	5	796
District Nazims defense by Government benches	6	842
Encomium on the Holy Prophet after recitation of the Holy Quran	2	186
Enhancement of fine to Sugar Mill owners for misuse of scales	8	1127
Every gazetted officer to attest admission forms	1	45
Existence of Local Government Commission	8	1215
Extension in time for discussion on Health	3	453
Fake B. A. degrees	1	24
Fake democratic behavior	7	1009

	Issue No	Page No
P		
PANEL of		
Chairmen for 29th January, 2003	1	10
PARVEEN MASOOD BHATTI, MRS		
Celebration of Hindu festivals by Muslims	6	860
DISCUSSION on		
Health	3	493
Housing	4	661
The Punjab Local Government (First Amendment) Bill, 2003	8	1166
The Punjab Office of the Ombudsman (Amendment) Bill, 2003	6	942
POINT OF ORDER regarding		
Break for prayer	8	1212
PATRICK JACOB GILL, MR		
DISCUSSION on		
Health	3	540
PERVAIZ HASSAN NAKAI, SARDAR		
POINT OF ORDER regarding		
Written speech of a Member	3	464
PERVAIZ RAFIQUE, MR		
Death of girls in Daska church	2	187
DISCUSSION on		
Education	1	136
Law and Order	2	327
POINT OF ORDER regarding		
Role of all Members in revival of democracy	5	809
POINT OF INFORMATION regarding		
Disbursement of 100 billion for speedy justice	8	1161
POINTS OF ORDER regarding		
Absence of Home Secretary from the House	4	563
Acceptance of points by Government raised during discussion	6	995
Accommodation in the Punjab House, Murree	6	847
Adjournment Motion No. 54	8	1112
ADP of Education Department	1	24
Agenda for Law & Order	2	303
Amending only one word in Removal from Service Ordinance	6	976
Amendment can be opposed, but not amended	6	944
Amendment can not be moved due to lack of procedure	8	1221
Amendment for ban on one dish	7	1092
Answer of adjournment motion by Minister	3	422
Answer of Education Minister	1	30
Answers given by Government	1	30
Applications for Hajj	2	188
Applications for sale deeds pending with Housing Department	4	688
Arms licenses	2	361
Attention of the chair to Opposition	1	18
Attentive listening by treasury benches	4	657
Attitude of factions of PPP	4	679
Authenticity of answer by Education Minister	1	25
Ban on walima and 300 persons in marriage functions	7	1086

	Issue No	Page No
N		
NADIA AZIZ, DOCTOR		
Leave of absence of	8	1107
DISCUSSION on		
Health	3	458
NAJAF ABBAS SIAL, MR		
Medical facilities to Members	4	656
NAVEED AMMER, MR		
DISCUSSION on		
Education	1	168
Law and Order	2	348
NAYYAR MURTAZA LONE, MRS		
POINT OF ORDER regarding		
Powers of Nazims	6	841
NAZIM HUSSAIN SHAH, SYED		
Leave of absence of	1	86
POINTS OF ORDER regarding		
Functioning of democratic institutions	3	470
Minister to answer himself	1	47
Wrong answer given to Minister by the Department	6	919
NISHAT AFZA, MRS		
Leave of absence of	1	87
POINTS OF ORDER regarding		
Attention of the Chair to Opposition	1	18
Merit for Ombudsman	6	959
Training of Members	2	264
NOTIFICATION of		
Additional charge to the Ministers for current session		1227
Prorogation of the session	8	1226
Summoning the session	1	1
O		
OATH OF OFFICE		
Akmal Saif Chatta, Mr	1	19
Newly elected Members	1	11
OFFICERS OF THE HOUSE	1	5
ORDER of		
Prorogation of the Session	8	1226
Summoning the Session	1	1
ORDINANCES		
The Bank of Punjab (First Amendment) Ordinance, 2002	1	118
The Punjab Local Government (First Amendment) Ordinance, 2003	1	122
The Punjab Removal from Service (Special Powers) (Amendment) Ordinance, 2002	1	117

	Issue No	Page No
POINT OF ORDER regarding		
The Mosque of the Holy Prophet as an Assembly	6	917
MUHAMMAD WARIS KALLU, MR		
Democratic behavior of opposition	4	677
Members speaking on non-issues	5	792
Payment to Sugarcane growers	8	1118
Problems of 25 thousand out-district waiting persons for posts in Police	5	759
DISCUSSION on		
Health	3	529
Law and Order	2	349
POINTS OF ORDER regarding		
Conduct of Members	4	645
Respect of Women Members	2	293
Winding up of long speech of Rana Sana Ullah Khan	6	984
QUESTIONS regarding		
Problems of Sargodha University	1	65
Setting up of small industries in PP-42 Khushab	7	1046
MUJAHID ALI SHAH, SYED		
DISCUSSION on		
Education	1	165
MUKHTAR AHMAD BHERTH, MALIK, DOCTOR		
POINT OF ORDER regarding		
Contradiction of a press news about changing of party	7	1027
MUMTAZ ALI, CH		
Price of paddy	5	762
MUSHTAQ AHMAD, MR, ADVOCATE		
Oath of office	1	11
DISCUSSION on		
Health	3	537
QUESTION regarding		
Detail of Health Centers setup during ten years in the Punjab	3	405
MUSHTAQ AHMED KIANI, GP CAPT (RETD)		
Calling the President with respect	5	797
POINTS OF ORDER regarding		
Behavior of Members	5	787
Long speeches of the Members	6	983
Long time given to Rana Sanaullah Khan for speech	8	1192
Role of leaders of political parties	5	785
Unnecessary idioms by Rana Sana Ullah Khan	4	646
MUZAFFAR ALI SHEIKH, DOCTOR		
Allocation of BHUs according to current population	5	776
Exploration of uranium and platinum	7	1015
DISCUSSION on		
Health	3	507
MUZAFFAR HASSAN KAZMI, SYED		
QUESTION regarding		
Construction of Lahore-Kasur road	5	738

	Issue No	Page No
MUHAMMAD SHAFIQUE ANWAR, CHAUDHRY		
Payment to poor farmers, a responsibility of Minister	5	721
POINT OF ORDER regarding		
Congratulation to the newly elected Members	1	17
Use of pesticides on vegetables	7	1059
MUHAMMAD SHAFIQUE CHAUDHRY, DOCTOR (Minister for Excise & Taxation)		
QUESTIONS regarding		
Detail of industry set up in N-Block Gulberg, Lahore	7	1048
Survey of Property Tax in Faisalabad	7	1037
POINTS OF ORDER regarding		
Bringing proofs on wrong answers	8	1144
No right to speak without giving amendment	6	976
RESOLUTIONS regarding		
Exemption of Property Tax on residences up to 5 marlas	5	814
Exemption of Property Tax on residences up to 5 marlas	5	821
Exemption of Property Tax on residences up to 5 marlas	5	823
MUHAMMAD SHAFQAT KHAN ABBASI, RAJA, ADVOCATE		
Clarification about opening of discussion	1	124
Decision of Industries department for not taking action against certain industries	7	1019
Exploitation of prisoners	4	574
DISCUSSION on		
Education	1	143
Health	3	500
The Punjab Local Government (First Amendment) Bill, 2003	8	1153
The Punjab Marriage Functions (Prohibition of Ostentatious Displays and Wasteful Expenses) Bill, 2003	7	1085
The Punjab Office of the Ombudsman(Amendment) Bill, 2003	6	945
The Punjab Removal from Service (Special Powers) (Amendment) Bill, 2003	6	989
POINT OF ORDER regarding		
Printing of translation of the Holy Quran without Arabic text	8	1115
MUHAMMAD SIBTAIN KHAN, MR (Minister for Mines & Minerals)		
QUESTION regarding		
Detail of lessees of mineral digging	7	1004
MUHAMMAD TARIQ KIYANI, RAJA		
Attestation of admission forms	1	46
Negative list for setting up industries	7	1025
Remedy for Sugarcane growers	8	1120
Remissions in jails	4	579
DISCUSSION on		
Education	1	172
Health	3	502
Law and Order	2	353
POINT OF ORDER regarding		
Local Government Act	6	845
MUHAMMAD WAQAS, MR		
Atrocities in Kashmir	5	769
Oath of office	1	11
Thanking for welcome remarks	1	14

	Issue No	Page No
MUHAMMAD IQBAL, CHAUDHRY		
(Minister for Food)		
ADJOURNMENT MOTION regarding		
High-handedness of Sugar Mill owners with Sugarcane growers	8	1113
BILL		
The Punjab Office of the Ombudsman (Amendment) Bill, 2003	6	920
POINT OF ORDER regarding		
Wastage of time of Questions Hour	7	1010
MUHAMMAD ISHAQ BUCHA, MR		
QUESTION regarding		
Repair of sewerage in areas of Multan	2	219
MUHAMMAD JAVED IQBAL AWAN, MALIK		
Spending the minerals' income on their areas	7	1012
MUHAMMAD JAVED SIDDIQUI, DOCTOR		
Personal experience in jails	4	578
DISCUSSION on		
Health	3	483
Law and Order	2	317
The Punjab Local Government (First Amendment) Bill, 2003	8	1207
The Punjab Office of the Ombudsman (Amendment) Bill, 2003	6	935
POINT OF ORDER regarding		
Calling the Home Secretary to Assembly	2	285
MUHAMMAD KAMRAN ALI KHAN, CHAUDHRY		
DISCUSSION on		
Education	1	146
MUHAMMAD LATIF PANWAR RAJPUT, MIAN		
DISCUSSION on		
Health	3	480
MUHAMMAD MOHSIN KHAN LEGHARI, MR		
Oath of office	1	11
MUHAMMAD MUKHTAR HUSSAIN, MAKHDOOM, SYED		
DISCUSSION on		
Housing	4	685
MUHAMMAD QAMAR HAYAT KATHIA, MR		
DISCUSSION on		
Education	1	174
Law and Order	2	346
POINTS OF ORDER regarding		
Amendment for ban on one dish	7	1092
Rent of rooms	2	187
MUHAMMAD QASIM NOON, RANA		
Condolence on death of father of an MPA	2	235
DISCUSSION on		
Law and Order	2	345
POINT OF INFORMATION regarding		
Disbursement of 100 billion for speedy justice	8	1161
MUHAMMAD RIAZ SHAHID, MR		
DISCUSSION on		
The Punjab Local Government(First Amendment) Bill, 2003	8	1159
POINT OF ORDER regarding		
Residential schemes for the poor	4	656

	Issue No	Page No
Dismissal of DSPs	4	595
Drugs vending in Havaiti Lakha, Okara	4	605
Facilities for localities of PP-139	6	882
Fee for display boards in Faisalabad	6	870
Jails for men and women in the province	4	589
Licenses of cane crushers for crossings of Lahore	6	885
Performance of Lahore Police and construction of police stations	4	586
Police stations, their buildings and police encounters in Sialkot	4	587
Problems of Municipal Committee Havaili Lakha	6	886
Provision of basic facilities in Alam Town	6	849
Provision of funds to Nazim and Councilors	6	876
Recovery of drugs from Police Inspector	4	608
Recovery of Professional Tax	6	865
Recruitment in Lahore Police from 1997 to 2002	4	608
Repair of bridge of Plakhu drain, Wazirabad	6	889
Repair of road from Baseerpur to Muhammad Nagar	6	891
Roads and streets of A-1 Gulberg-III	6	888
Sending off cows from Shalamar Bagh and Madina Colony	6	853
Session of District Assembly Lahore	6	844
Situation of crimes in Lahore	4	591
Soling and construction of drains in village 11/1-A-L, Okara	6	893
Street lights on canal side up to Mohlanwal Housing Scheme	6	875
Transfer of slaughter house out of city	6	875
Water supply scheme of Mangat, Mandi Baha-ud-Din	6	890
RESOLUTIONS regarding		
Campaign for killing stray dogs	5	782
Solidarity day for Kashmir	5	765
Suspension of rules for presenting a resolution	5	765
MUHAMMAD DARIYA KHAN FAYYAZ, SARDAR		
Oath of office	1	11
MUHAMMAD EJAZ, HAJI		
POINTS OF ORDER regarding		
Complete ban on meals in marriages	7	1087
Encomium on the Holy Prophet after recitation of Holy Quran	2	186
QUESTIONS regarding		
Detail of expenses on the Mall Road on arrival of Irani President in Lahore	6	881
Details of gardeners in PHA on daily wages basis	2	213
Promotion and transfer of English Teacher	1	64
Provision of basic facilities in Alam Town	6	848
MUHAMMAD HUSNAIN KHAN BOSAN, MR		
Oath of office	1	11
MUHAMMAD IQBAL CHANNER, MALIK		
QUESTIONS regarding		
Admission facility for students appearing in supplementary examination	1	77
Details of recruitment in Education Department Mian Channu	1	76
Re examining of Medico-legal Certificate	3	413
Repair of road from Baseerpur to Muhammad Nagar	6	891
Subversive activities in Government Technical Training Center, Mughalpura	7	1043
MUHAMMAD IQBAL RAIS, MR		
Water rate from farmers	5	696

	Issue No	Page No
POINTS OF ORDER regarding		
Accommodation in Punjab House, Murree	6	847
Amending only one word in removal from Service	6	976
Amendments can not be moved due to lack of procedure	8	1221
Clarification of his position	3	543
Contract with SHELL for petrol pump	4	558
Discussion on Bill without giving amendment	6	944
Local Government Act	6	846
Non interruption in the speech of Rana Sanaullah Khan	8	1193
Non-consultation with Nazim by District Government	6	839
Number of prisoners in Punjab jails	4	576
Point of Order and decorum	2	312
Priority to problems of BHUs in the Member's Area	5	777
Speaking of Member not to the point	6	980
Supplementary Question	6	842
Time limit of questions' answer	6	833
Working within domain	8	1195
PRIVILEGE MOTIONS regarding		
Demand for money from and misbehavior with the MPA by SHO Madina	4	621
Town, Faisalabad	5	748
Insulting behavior of Chairman BISE with the MPA	4	625
QUESTIONS regarding		
Abduction for ransom in Sialkot	4	604
Additional funds for backward areas	6	877
Ambit of powers of traffic police	4	600
Auction under District Government Faisalabad	6	878
Behavior of police in wagon stand Okara	4	606
Construction of Baradari Road	6	869
Construction of plazas and marriage halls on both sides of BRB canal from Mughalpura	6	865
Construction of roads and streets in Main bazar Muslimabad	6	884
Construction of roads and streets in PP-95	6	873
Construction of roads in Lakhudair and adjacent localities	6	883
Defects of new police systems	4	593
Detail of allotment of petrol pumps	4	554
Detail of bomb blasts in the province	4	560
Detail of contracts of Union Council Raiwind	6	834
Detail of development schemes sanctioned by the district Government for Lahore	6	836
Detail of expenses on the Mall Road on arrival of Irani President in Lahore	6	881
Detail of riots in jails	4	609
Detail of staff and Union Councils of Lahore	6	861
Details about Government MC Primary School, Nabipura Gulberg-II	6	887
Details about prisoner detained in jails	4	568
Details of cases in police stations of Raiwind, Chuhang and Manga Mandi	4	585
Development plans for Faisalabad	6	874
Development plans for Khanewal	6	868
Development plans for PP-122 and PP-123	6	882
Development plans of District Government and Tehsil Council Faisalabad	6	871
Development work for localities of Band Road	6	880
Disbursement of development funds of District Government	6	879

	Issue No	Page No
MUHAMMAD ASLAM IQBAL, MIAN		
(Minister for Tourism)		
Personal experience as Nazim, District Government	6	840
MUHAMMAD ASLAM, MIAN, ADVOCATE		
Leave of absence of	1	86
MUHAMMAD AZEEM GHUMAN, MR		
Pray for the deceased of Incident of Sambrial dry port Sialkot	6	832
DISCUSSION on		
Education	1	133
POINTS OF ORDER regarding		
Answer of Education Minister	1	30
Speaking in a language other than Urdu	3	516
MUHAMMAD BASHARAT RAJA, MR		
(Minister for LG & RD, Add. chg. Law & PA)		
Affiliation with party	4	673
Arrest of assassins of former Law Minister	2	237
Conduct of Sanaullah Khan, Rana	4	653
Favoring the resolution tributary to the Chief Minister	5	801
Misbehavior of Inspector Legal with a Member	2	249
Oath of office	1	11
Validity of point of order	2	192
ADJOURNMENT MOTIONS regarding		
Blockage of traffic on GT Road due to creeping and overlapping vehicles	5	756
Deaths by blasts and fire of combustible matter in containers on Sambrial dry port	6	908
Delay in construction of metalled road connecting Sialkot and Gujranwala	2	255
Dishonesty of brokers and dealers of Sialkot in weighing	5	760
Increase in the price of mutton	4	627
Indiscriminate allocation of development funds to MPAs	3	425
Measures for eradication of environmental pollutions from Raiwind Road and Multan Road link	3	422
Non-existence of graveyards for localities of PP-156, Lahore	4	634
Sale of diseased animals' meat to the villagers	2	254
Sale of diseased animals' meat to the villages (continued)	4	631
Termination of post of Moazzan Khadam from Muslim Masjid, Lohari Gate, Lahore	2	252
BILLS		
The Bank of Punjab (First Amendment) Bill, 2003	7	1065
The Punjab Marriage Functions (Prohibition of Ostentatious Displays and Wasteful Expenses) Bill, 2003	2	263
The Punjab Marriage Functions(Prohibition of Ostentatious Display and Wasteful Expenses) Bill, 2003	7	1069
The Punjab Office of the Ombudsman (Amendment) Bill, 2003	2	263
CALL ATTENTION NOTICES regarding		
Abduction of four sisters and murder of president of Ahl-e-Sunnat in Jampur	4	615
Killing the Imam and injuring of many during the Juma sermon in Faisalabad	6	895
DISCUSSION on		
Law and Order (Opening speech)	2	265
Law and Order (Wind up speech)	2	359
The Punjab Marriage Functions(Prohibition of Ostentatious Display and Wasteful Expenses) Bill, 2003	7	1089

	Issue No	Page No
MUHAMMAD AJMAL CHEEMA, MR		
(Minister for Industries)		
QUESTIONS regarding		
Action against industries without NOC	7	1023
Condition of industrial state in Daska and Pasroor	7	1040
Delay in results of Technical Education Board	7	1029
Detail of industries without NOC from Shadipura Lahore to BRB canal	7	1016
Details about Poly Technical Institute for Women, Lyton Road, Lahore	7	1042
Number and production of sugar mills in the province	7	1041
Running of industrial units of Small Industrial Estate Bahawalpur	7	1050
Schools of handicraft in Sialkot	7	1036
Setting up of handicraft schools for women in Pakpattan	7	1049
Setting up of small industries in PP-42 Khushab	7	1046
Setting up of technical and handicraft institutions for women in Okara	7	1047
Setting up of technical college in Tehsil Mailsi	7	1035
Student affairs of Government Technical Training Center, Mughalpura	7	1045
Subversive activities in Government Technical Training Center, Mughalpura	7	1044
PRIVILEGE MOTION regarding		
Denial of Chairman, Punjab Technical Board to meet MPA	7	1053
MUHAMMAD ARIF GONDAL CHIMOANA, MR		
QUESTIONS regarding		
Procedure of middle school examination	1	74
Recovery of Education Tax from children	1	75
Water supply scheme of Mangat, Mandi Baha-ud-Din	6	890
MUHAMMAD ARSHAD KHAN LODHI, MR		
(Minister for Agriculture)		
Being a worker of Muslim League	4	674
Congratulation to the newly elected Members	1	13
Facilities to farmers	5	762
Remarks on a resolution tributary to the Chief Minister	5	793
Remedies to Sugarcane Growers	8	1123
Sympathizing with a member on breach of his privilege	1	90
ADJOURNMENT MOTIONS regarding		
Hurdle in construction of Modern Slaughter House for Lahore	1	112
Increase in the Price of Mutton	1	114
Saving the localities of Raiwind - Multan Road from pollution emitted by factories	1	115
Unrest in people due to use of pesticides on vegetables	7	1057
BILL Introduced in the House		
The Punjab Juvenile Smoking (Amendment) Bill, 2003	1	123
ORDINANCES		
The Bank of Punjab (First Amendment) Ordinance, 2002	1	118
The Punjab Local Government (First Amendment) Ordinance, 2003	1	122
The Punjab Removal from Service (Special Powers) (Amendment) Ordinance, 2002	1	117
PRIVILEGE MOTION regarding		
Indecent behavior of SP City, Lahore with MPAs	1	95
MUHAMMAD ASGHAR, MIAN		
Roads from farms to market	5	710
RESOLUTION regarding		
Setting up of BHUs in Bahadar Nagar Farm, Okara	5	773

	Issue No	Page No
Food (See Muhammad Iqbal, Chaudhry)		
Health (See Tahir Ali Javed, Doctor)		
Housing (See Raza Ali Gillani, Syed)		
Industries (See Muhammad Ajmal Cheema, Mr)		
Irrigation (See Aamir Sultan Cheema, Chaudhry)		
Law (See Muhammad Basharat Raja, Mr)		
Local Government & Rural Development (See Muhammad Basharat Raja, Mr)		
Mines & Minerals (See Muhammad Sibtain Khan, Mr)		
Tourism (See Muhammad Aslam Iqbal, Mian)		
MOTION for		
Suspension of rule 95 for discussion on a Bill	7	1068
MUHAMMAD ABDULLAH WAINS, MR		
Behavior of opposition	1	102
POINTS OF ORDER regarding		
Jokes by Sana Ullah Khan, Rana	4	652
Jokes by Sana Ullah Khan, Rana	4	654
Misuse of scales by Sugar Mill owners	8	1126
Wasting of time of the House	2	285
MUHAMMAD AFZAL SAHI, CHAUDHRY (Speaker)		
Congratulation to the newly elected Members, Special Assistants, Advisors, and Leader of Opposition	1	12
Leaves of absence of Members	1	86
ADJOURNMENT MOTIONS regarding		
Congratulation to the newly elected Members, Special Assistants, Advisors and Leader of Opposition	1	12
List of Adjournment Motions for Housing and Physical Planning Department	1	108
RULINGS OF THE CHAIR about		
A point of Order by Aftab Ahmad Khan, Rana (PP-63) (Volume-2, issue 1 pages 98-101) about legality of summoning of the session of the Assembly by the President for Ascertainment of Chief Minister		1226
Oath of a Member whose notification has not yet been received in the Assembly	1	16
MUHAMMAD AHMED KHAN, MALIK ,ADVOCATE		
Floor crossing	4	676
POINTS OF ORDER regarding		
Judgment of Supreme Court proving the real democracy	5	807
Legal method of inquiry provided in the Ordinance	6	975
MUHAMMAD AJASAM SHARIFF, MR		
Indication of Lack of quorum	8	1153
Indication of Lack of quorum	8	1206
QUESTIONS regarding		
Detail about Poly Technical Institute for Women Lyton Road Lahore	7	1042
Development work for localities of Band Road	6	880
Licenses of cane crushers for crossings of Lahore	6	885
Price of plots in LDA Avenue No. 1	2	205
Quota of Government Servants in Jubilee Town	2	208
POINTS OF ORDER regarding		
Attentive listening by treasury benches	4	657
Non-consultation with Nazim by District Government	6	839

	Issue No	Page No
Tahira Munir, Mrs	1	88
Waseem Akhtar, Syed, Doctor	8	1106
Zahid Pervaiz , Chaudhry	1	86
Zaib-un-Nisa Qureshi, Miss	8	1105
Zaib-un-Nisa Qureshi, Miss	8	1108

M

MAHA RAJA TAREEN, MRS		
DISCUSSION on		
Health	3	536
MAJID NAWAZ, MIAN		
Shunning the past and thinking for future	1	99
POINTS OF ORDER regarding		
Non-appreciation of good performance	5	806
Our bad repute in the world due to dishonoring each other	5	791
QUESTION regarding		
Setting up of Technical College in Tehsil Mailsi	7	1035
MARIA TARIQ, MS		
QUESTION regarding		
Problems of girls degree colleges. Danga, District Gujrat	1	69
MASHHOOD AHMAD KHAN, RANA		
By elections	1	101
Session of District Assembly	6	915
Toll tax on Sagian bridge	5	745
DISCUSSION on		
The Punjab Local Government (First Amendment) Bill, 2003	8	1159
POINTS OF ORDER regarding		
Accommodation in Punjab House. Murree	6	847
Clarification regarding a resolution	5	786
Discussion of Speaker with Chief Minister about Assembly Matters	8	1135
Discussion on Sambrial incident	7	1062
Disloyalty with, leaders	5	796
District Nazims defence by Government benches	6	842
Flats for government servants	4	640
Minister Local Government to answer himself	2	260
Sensitiveness of treasury benches	4	654
Urgency in passing a tributary resolution	5	806
Urging the Education Minister for taking personal interest in the Privilege Motion of Sheikh Amjad Aziz	4	626
MEHMOOD AHMED, MR		
QUESTION regarding		
Illegal running of outlets in village 140/A Liaqatpur North	5	732
MEMONA NABEEL, MRS		
Leave of absence of	1	87
MINISTER for		
Agriculture (See Muhammad Arshad Khan Lodhi . Mr)		
Communication and Works (See Zaheer ud Din Khan. Chaudhry)		
Education (See Imran Masood, Mian)		
Environmental Protection (See Ashfaq Ahmad, Makhdoom)		
Excise & Taxation (See Muhammad Shafique Chaudhry, Doctor)		

	Issue No	Page No
Not equating the Assembly with a mosque	6	918
Regression of a Member from current topic	7	1072
Repetition in speech	8	1201
Uniform of the President	8	1191
JAVED HASSAN GUJAR, MR		
New cultivars of Sugarcane to farmers	8	1121
DISCUSSION on		
Health	3	487
Law and Order	2	357
POINT OF ORDER regarding		
Adjournment Motion No. 54	8	1112
JEHANZEB RAO, MR		
DISCUSSION on		
Health	3	533
Law and Order	2	322
POINT OF ORDER regarding		
Result of a meeting on Law and Order	2	287

K

	Issue No	Page No
KHALID MEHMOOD WATTOO, MALIK, ADVOCATE		
Indication of quorum	8	1165
KHALID MEHMOOD, CHAUDHRY, ADVOCATE		
DISCUSSION on		
Housing	4	668
KHALIDA MANSOOR, MRS		
DISCUSSION on		
Education	1	141
Health	3	526

L

	Issue No	Page No
LEADER OF OPPOSITION		
(See Qasim Zia, Mr)		
LEAVE OF ABSENCE of		
Abdul Aleem Khan, Mr	8	1107
Ejaz Ahmad Achlana, Meher	1	87
Farzana Raja, Mrs	8	1107
Fateh Muhammad Khan Buzdar, Sardar	8	1109
Ghulam Farid Hazarvi, Maulana, Mufti	8	1105
Memona Nabeel, Mrs	1	87
Muhammad Aslam, Mian, Advocate	1	86
Muhammad Shaukat, Chaudhry	8	1109
Nadia Aziz, Doctor	8	1107
Nazim Hussain Shah, Syed	1	86
Nishat Afza, Mrs	1	87
Qasim Zia, Mr	8	1106
Sajeela Ansar Bajwa, Mrs	1	88
Samia Amjad, Doctor	2	246
Samina Naveed, Miss	8	1108
Shaheen Atiq-ur-Rehman, Miss	1	88

	Issue No	Page No
Number of schools of Education Department in Lahore	1	57
Problems of girls degree colleges. Danga. District Gujrat	1	69
Problems of Sargodha University	1	65
Procedure of middle school examination	1	74
Promotion and transfer of English Teachers	1	64
Recovery of Education Tax from children	1	75
Starting of classes in a school	1	64
Utilization of Government funds in Government Kashmir Girls High School	1	58
ISHTIAQ AHMAD, MEHR		
PRIVILEGE MOTIONS regarding		
Misbehavior by Inspector Legal with a Member	1	94
Misbehavior by Inspector Legal with a Member (continued)	2	249
QUESTIONS regarding		
Establishment of high schools in constituency PP-150	1	62
Transfer of slaughter house out of city	6	875

J

	Issue No	Page No
JAHANZEB IMTIAZ GILL, MR		
Efforts for issuing diplomas by Technical Education Board	7	1034
DISCUSSION on		
Education	1	163
Law and Order	2	351
POINTS OF ORDER regarding		
Calling the Home Secretary to the Assembly	2	286
Fixing of days for discussion on Law and Order	2	302
JALAL DIN DHAKOO, MALIK		
DISCUSSION on		
Education	1	161
Health	3	478
JAVAID AHMED, CHAUDHRY		
Powers of Communication Minister for checking standard of roads	5	711
DISCUSSION on		
Education	1	167
QUESTION regarding		
Setting up of handicraft schools for women in Pakpattan	7	1049
POINTS OF ORDER regarding		
Mobile phones in the House	1	38
Unparliamentary remarks by Rana Sanaullah Khan	4	649
RESOLUTION regarding		
Provision of Sui Gas to Pakpattan and Arifwala	5	771
JAVED AKBAR DHILLON, ENGINEER		
DISCUSSION on		
Health	3	525
JAVED AKRAM, BRIG (RETD), SITARA-E-IMTAIZ		
POINTS OF ORDER regarding		
Bringing proofs of corruption of District Government or District Nazim Faisalabad	8	1190
Confirmation of facts before speaking in the House	6	849
Enhancement of fine to Sugar Mill owners for misuse of scales	8	1127
Fake democratic behavior	7	1009

	Issue No	Page No
DISCUSSION on		
Health	3	469
Law and Order	2	339
The Punjab Local Government (First Amendment) Bill, 2003	8	1161
The Punjab Office of the Ombudsman (Amendment) Bill, 2003	6	938
POINTS OF ORDER regarding		
Increase in the time of the House	2	307
Loyalty with party	4	672
Measures for prevention of blasts	4	564
One minute silence in the House on church incident	2	189
Parliamentarians to attest admission forms	1	44
Thanking for welcome remarks	1	15
IKHLAQ AHMED, DEWAN		
QUESTION Regarding		
Construction of Government Hospital in Havaili Lakha	3	399
IMRAN MASOOD, MIAN		
(Minister for Education)		
DISCUSSION on		
Education (Opening speech)	1	124
Education (Wind up speech)	1	175
POINTS OF ORDER regarding		
Request to Member to confine to topic	2	351
Speaking of a member from another seat	3	382
PRIVILEGE MOTIONS regarding		
Insulting behavior of Chairman BISE with the MPA	4	626
Insulting behavior of Chairman BISE with the MPA (continued)	6	903
QUESTIONS regarding		
Action against ex-Principal of Government College for Women, Faisalabad	1	62
Admission facility for students appearing in supplementary examination	1	77
Appointment of principal in Murray College Sialkot	1	67
Attestation of admission forms of Matric	1	37
Construction of boy's college in Lahore Cantt.	1	20
Construction of buildings of Government Schools and Colleges in PP-156	1	26
Construction of Girls colleges in UC-58 area	1	67
Construction of University of Sargodha campus and starting of classes	1	61
Detail about Boards of Intermediate and Boards of Technical Education in Punjab	1	60
Detail of schools and colleges in Sialkot	1	78
Details of girls schools and staff in district Sialkot	1	58
Details of recruitment in Education Department Mian Channu	1	76
Details of schools under control of District Government Lahore	1	49
Educational institutions for women in Lahore	1	68
Educational institutions of PP-139	1	66
Establishment of educational institutions in Jubilee Town	1	63
Establishment of high schools in constituency PP-150	1	62
Funds for women educational institutions	1	68
Information about Vice Chancellor, Syndicate, and Senate of the Punjab University	1	79
Information about Vice Chancellor, UET	1	82
Number and other details of schools located in PP-152	1	70
Number of schools for localities of PP-152	1	74

	Issue No	Page No
I		
IHSAN ULLAH WAQAS, SYED		
Oath of office	1	11
Revival of Price Control Committee	4	629
Two rupees per annum per prisoner as medical allowance	4	577
ADJOURNMENT MOTIONS regarding		
High-handedness of Sugar Mill owners with Sugarcane growers	8	1112
Hurdle in construction of modern slaughter house for Lahore	1	112
Increase in the price of Mutton	1	114
DISCUSSION on		
Education	1	131
Health	3	505
POINTS OF ORDER regarding		
Applications for Hajj	2	188
Cited Article comes under LFO	8	1222
Role of town planning authorities	4	636
Wasting of Assembly time by moving but not pressing motions	7	1062
QUESTIONS regarding		
Acquisition of land for new graveyard for Green Town and Township, Lahore	2	234
Attestation of admission forms of Matric	1	37
Detail of development schemes sanctioned by the District Government for Lahore	6	835
Detail of giving proprietary rights to the residents of block No 6 NIL block of Township, Lahore	2	232
Detail of institutions in the province for mental Health	3	374
Detail of lessees of mineral digging	7	1004
Details about prisoners detained in jails	4	567
Details of schools under control of District Government Lahore	1	49
Expansion in the ambits of WASA	2	231
Financial aid to the heirs of person died due to negligence of medical staff	3	372
Information about Vice Chancellor, Syndicate, and Senate of the Punjab University	1	79
Information about Vice Chancellor, UET	1	82
Laying of sewerage in streets of Madina Colony, Kharak	2	196
Number and production of Sugar Mills in the province	7	1040
Performance of Lahore Police and construction of Police Stations	4	586
Provision of potable water pipe to Madina Colony Kharak	2	201
Repair of Hafizabad – Qila Didar Singh road	5	700
Session of District Assembly, Lahore	6	843
Water quota for the Punjab by IRSA	5	694
RESOLUTION regarding		
Exemption of Property Tax on residences up to 5 marlas	5	812
IJAZ AHMAD, SHEIKH		
Behavior of treasury benches	1	103
Construction of roads by NLC	5	705
Oath of office	1	11
Opposing a resolution tributary to Chief Minister	5	787
Opposing a resolution tributary to Chief Minister	5	811

	Issue No	Page No
POINTS OF ORDER regarding		
Calling the Members according to the list	3	453
Name for discussion not called	8	1159
Pray for deceased grandfather of Dr Nadia Aziz, MPA	8	1110
FATEH MUHAMMAD KHAN BUZDAR, SARDAR		
Leave of absence of	8	1109
DISCUSSION on		
Health	3	479
FAYAZ UL HASAN CHOHAN, MR		
Discussing the political parties	4	675
FAZAL HUSSAIN SUMRA, MEHR		
Oath of office	1	11
DISCUSSION on		
Health	3	463
FURQAN ALI MUGHAL, MIRZA		
POINTS OF ORDER regarding		
Keeping to the topic while speaking	2	294
Winding up of long speech of Rana Sanaullah Khan	6	989

G

GHAZALI RAHIM KHAN PITAFI, MR		
Involvement of Market Committees in Committee of the Assembly on Sugarcane issue	8	1130
Oath of office	1	11
GHULAM FARID HAZARVI, MAULANA, MUFTI		
Leave of absence of	8	1105
GOVERNMENT ASSURANCES		
Exemption of property tax up to 5 marla residence to be taken as first issue in the Standing Committee	5	825
Impartial investigation in Sambrial dry port incident	6	913
Priority to problems of BHUs in the Area of Mohammad Asghar. Mian, MPA	5	777

H

HAFEEZ ULLAH KHAN, MR		
Tolerance	2	313
HASAN AKHTAR MOKAL, SARDAR		
Addressing the Chair	2	306
Extension in period of presentation of reports of Special Committee No. 1	4	642
POINT OF ORDER regarding		
Honoring the words of a Member spoken in the House	6	906
HASSAN MURTAZA, SYED		
QUESTIONS regarding		
Provision of water to Faisalabad from Limits of Jhang	2	228
Sanctioned water of Jhang branch from district Jhang	5	739
HOUSE		
Officers of, on 29th January, 2003	1	5

	Issue No	Page No

E

EHSAN ILAHI CHAUDHRY, MAJ (RETD)		
QUESTION regarding		
Repair of road of Mandi Baha-ud-Din affected by flood	5	743
EJAZ AHMAD ACHLANA, MEHER		
Leave of absence of	1	87
EJAZ AHMED SAMMA, CHAUDHRY		
Double toll Tax while going from Chiniot to Jhang	5	745
Movement of Partab Singh	5	780
ADJOURNMENT MOTION regarding		
Inattention of Government in making alternate way due to deterioration of Plakhu bridge, GT road	7 8	1064 1111
DISCUSSION on		
The Punjab Office of the Ombudsman (Amendment) Bill, 2003	6	933
The Punjab Removal from Service (Special Powers) (Amendment) Bill, 2003	6	989
POINT OF ORDER regarding		
Closing of GT road	5	708
QUESTION regarding		
Repair of bridge of Plakhu drain, Wazirabad	6	889
EMBESAT KHAN, MS		
DISCUSSION on		
Health	3	514
POINTS OF PERSONAL EXPLANATION regarding		
Behavior of Members	3	454
Dictatorship in PPP	5	810
EXTENSION IN PERIOD OF REPORTS		
The Juvenile Smoking (Amendment) Bill, 2003	4	642
The Punjab Juvenile smoking (Amendment) Bill, 2003	3	439
The Punjab Marriage Functions (Prohibition of Ostentatious Displays and Wasteful Expenses) Bill, 2003	3	439
The Punjab Marriage Functions (Prohibition of Ostentatious Displays and Wasteful Expenses) Bill, 2003	4	643

F

FAIZ ULLAH KAMOKA, MR		
DISCUSSION on		
Housing	4	684
FAROOQ UMAR KHAN KHARAL, RAI		
QUESTION regarding		
Soling and construction of drains in village 11/1-A-L Okara	6	892
FARZANA NAZIR, DOCTOR		
DISCUSSION on		
Health	3	451
Health	3	532
FARZANA RAJA, MRS		
Funds for MPAs	2	187
Leave of absence of	8	1107
DISCUSSION on		
Education	1	138
Law and Order	2	319

	Issue No	Page No
Sana Ullah Khan, Rana	2	284
Sana Ullah Khan, Rana	2	288
Shaheena Asad, Mrs	2	337
Sibghat Ullah Chaudhry, Mr	2	323
THE OFFICE OF THE OMBUDSMAN (AMENDMENT) BILL, 2003 by-		
Aftab Ahmad Khan, Rana	6	955
Ejaz Ahmed Samma, Chaudhry	6	933
Ijaz Ahmad, Sheikh	6	938
Muhammad Iqbal, Chaudhry, Minister for Food	6	951
Muhammad Javed Siddiqui, Doctor	6	935
Muhammad Shafqat Khan Abbasi, Raja, Advocate	6	945
Parveen Masood Bhatti, Mrs	6	942
Riaz Ahmad, Raja	6	931
Sami Ullah Khan, Mr	6	935
Sami Ullah Khan, Mr	6	962
Sanaullah Khan, Rana	6	922
THE PUNJAB REMOVAL FROM SERVICE (SPECIAL POWERS) (AMENDMENT) BILL, 2003 by -		
Asad Ashraf, Doctor	6	988
Ejaz Ahmed Samma, Chaudhry	6	989
Muhammad Shafqat Khan Abbasi, Raja, Advocate	6	989
Sami Ullah Khan, Mr	6	994
Sanaullah Khan, Rana	6	969
THE PUNJAB MARRIAGE FUNCTIONS (PROHIBITION OF OSTENTATIOUS DISPLAYS AND WASTEFUL EXPENSES) BILL, 2003 by-		
Aftab Ahmad Khan, Rana	7	1083
Arshad Mehmood Baggu, Mr	7	1079
Muhammad Basharat Raja, Mr, Minister for Law & PA	7	1089
Muhammad Shafqat Khan Abbasi, Raja, Advocate	7	1085
Sanaullah Khan, Rana	7	1069
Syed Waseem Akhtar, Doctor	7	1087
THE PUNJAB LOCAL GOVERNMENT (FIRST AMENDMENT) BILL, 2003 by-		
Aftab Ahmad Khan, Rana	8	1140
Ahmed Saeed Khan, Malik, Advocate	8	1188
Arshad Mehmood Baggu, Mr	8	1218
Ijaz Ahmad, Sheikh	8	1161
Mashhood Ahmad Khan, Rana	8	1159
Muhammad Basharat Raja, Mr, Minister for Law & PA	8	1172
Muhammad Basharat Raja, Mr, Minister for Law & PA	8	1212
Muhammad Javed Siddiqui, Doctor	8	1207
Muhammad Riaz Shahid, Mr	8	1159
Muhammad Shafqat Khan Abbasi, Raja, Advocate	8	1153
Parveen Masood Bhatti, Mrs	8	1166
Saba Sadiq, Miss	8	1171
Sami Ullah Khan, Mr	8	1155
Sanaullah Khan, Rana	8	1177
Tajammal Hussain, Rana	8	1210

	Issue No	Page No
Qasim Zia, Mr, Leader of Opposition	3	447
Qudsia Lodi. Miss	3	498
Riaz Asghar, Chaudhry	3	534
Samina Naveed, Miss	3	531
Shagufta Anwar, Ms	3	521
Shaheena Asad, Mrs	3	500
Shahnaz Saleem, Mrs	3	524
Shela Rathor, Mrs	3	456
Tahir Ali Javed. Doctor, Minister for Health (opening speech)	3	444
Tahir Ali Javed, Doctor. Minister for Health (concluding speech)	3	545
Talib Hussain Chaudhry, Mr	3	539
Waseem Akhtar, Syed, Doctor	3	459
Zaib-un-Nisa Qureshi, Miss	3	463
Zeenat Khan, Begum	3	462
HOUSING, URBAN DEVELOPMENT AND PUBLIC HEALTH ENGINEERING BY:-		
Aftab Ahmad Khan, Rana	4	664
Arshad Mehmood Baggu	4	683
Faiz ullah Kamoka, Mr	4	684
Khalid Mehmood, Chaudhry Advocate	4	668
Muhammad Mukhtar Hussain, Makhdoom, Syed	4	685
Parveen Masood Bhatti, Mrs	4	661
Qudsia Lodi. Miss	4	662
Raza Ali Gillani, Syed, Minister for Housing (opening speech)	4	637
Raza Ali Gillani, Syed, Minister for Housing (closing speech)	4	686
Riaz Ahmad, Raja	4	676
Saghira Islam, Ms	4	659
Samina Naveed, Miss	4	661
Sanaullah Khan, Rana	4	643
Sanaullah Khan, Rana	4	682
Zeenat Khan, Begum	4	656
LAW AND ORDER by		
Abida Javed	2	339
Aftab Ahmad Khan, Rana	2	274
Arshad Mehmood Baggu	2	334
Asghar Ali Gujjar	2	329
Farzana Raja, Mrs	2	319
Ijaz Ahmad, Sheikh	2	339
Jahanzeb Imtiaz Gill, Mr	2	351
Javed Hassan Gujar, Mr	2	357
Jehanzeb Rao	2	322
Muhammad Basharat Raja, Mr, Minister for Law & PA (opening speech)	2	265
Muhammad Basharat Raja, Mr, Minister for Law & PA (wind up speech)	2	359
Muhammad Javed Siddiqui, Doctor	2	317
Muhammad Qamar Hayat Kathia, Mr	2	346
Muhammad Qasim Noon, Rana	2	345
Muhammad Tariq Kiyani, Raja	2	353
Muhammad Waris Kallu, Mr	2	349
Naveed Ammer, Mr	2	348
Pervaiz Rafique, Mr	2	327
Qudsia Lodi. Miss	2	325
Riaz Ahmad, Raja	2	313

	Issue No	Page No
Imran Masood, Mian, Minister for Education (opening speech)	1	124
Imran Masood, Mian, Minister for Education (wind up speech)	1	175
Jahanzeb Imtiaz Gill, Mr	1	163
Jalal Din Dhakoo, Malik	1	161
Javaid Ahmed, Chaudhry	1	167
Khalida Mansoor, Mrs	1	141
Muhammad Azeem Ghuman, Mr	1	133
Muhammad Kamran Ali Khan, Chaudhry	1	146
Muhammad Qamar Hayat Kathia, Mr	1	174
Muhammad Shafqat Khan Abbasi, Raja, Advocate	1	143
Muhammad Tariq Kiyani, Raja	1	172
Mujahid Ali Shah, Syed	1	165
Naveed Ammer, Mr	1	168
Pervaiz Rafique, Mr	1	136
Qasim Zia, Mr, Leader of Opposition	1	125
Qudsia Lodi, Miss	1	139
Saba Sadiq, Miss	1	159
Sami Ullah Khan, Mr	1	172
Shagufta Anwar, Ms	1	171
Tahir Hussain Khan Malazai, Mr	1	173
Waseem Akhtar, Syed, Doctor	1	169
HEALTH by		
Abdul Aleem Shah, Syed	3	474
Abida Javid, Mrs	3	527
Anjum Amjad, Doctor	3	495
Arshad Mehmood Baggu	3	517
Asad Muazzam, Doctor	3	465
Asghar Ali Qaiser, Malik	3	490
Embesat Khan, Ms	3	514
Farzana Nazir, Doctor	3	451
Farzana Nazir, Doctor	3	532
Fateh Muhammad Khan Buzdar, Sardar	3	479
Fazal Hussain Sumra, Mehr	3	463
Ihsan Ullah Waqas, Syed	3	505
Ijaz Ahmad, Sheikh	3	469
Jalal Din Dhakoo, Malik	3	478
Javed Akbar Dhillon, Engineer	3	525
Javed Hassan Gujar, Mr	3	487
Jehanzeb Rao, Mr	3	533
Khalida Mansoor, Mrs	3	526
Maha Raja Tareen, Mrs	3	536
Muhammad Javed Siddiqui, Doctor	3	483
Muhammad Latif Panwar Rajput, Mian	3	480
Muhammad Shafqat Khan Abbasi, Raja, Advocate	3	500
Muhammad Tariq Kiyani, Raja	3	502
Muhammad Waris Kallu, Mr	3	529
Mushtaq Ahmad, Mr, Advocate	3	537
Muzaffar Ali Sheikh, Doctor	3	507
Nadia Aziz, Doctor	3	458
Parveen Masood Bhatti, Mrs	3	493
Patrick Jacob Gill, Mr	3	540

	Issue No	Page No
Problems of Municipal Committee Havaili Lakha	6	886
Replacement of roofs of quarters of Chauburji Garden Estate and Punch House	5	736
Setting up of Government Hospital in Jubilee Town	3	393
BILLS		
The Bank of Punjab (First Amendment) Bill, 2003	7	1065
The Punjab Juvenile Smoking (Amendment) Bill, 2003	1	123
The Punjab Local Government (First Amendment), Bill 2003	8	1138
The Punjab Marriage Functions (Prohibition of Ostentatious Displays and Wasteful Expenses) Bill, 2003	2	263
The Punjab Marriage Functions (Prohibition of Ostentatious Display and Wasteful Expenses) Bill. 2003	7	1069
The Punjab Office of the Ombudsman (Amendment) Bill, 2003	2	263
The Punjab Office of the Ombudsman (Amendment) Bill, 2003	6	920
The Punjab Removal from Service (Special Powers) (Amendment) Bill, 2003	6	968

C

	Issue No	Page No
CALL ATTENTION NOTICES regarding		
Abduction of four sisters and murder of president Ahl-e-Sunnat in Jampur	4	615
Arrest of assassins of former Law Minister	2	236
Killing the Imam and injuring of many during the Juma sermon in Faisalabad	6	895
CHAIRMAN		
Panel of, for 29th January, 2003	1	10
CONDOLENCE		
For the deceased	1	12
For the deceased of accident of Sambrial dry port Sialkot	6	832
On death of father of Pir Rafi-ud-Din Shah, MPA	2	235
CONGRATULATIONS from		
Mr Speaker to newly elected Members, Special Assistants, Advisors, and Leader of Opposition	1	12
Muhammad Arshad Khan Lodhi (Minister for Agriculture) to newly elected Members	1	13
Muhammad Shafiq Anwar, Chaudhary to the newly elected Members	1	17

D

	Issue No	Page No
DEPUTY SPEAKER		
(See Sardar Shaukat Hussain Mazari)		
DILDAR AHMED CHEEMA, SARDAR		
Oath of office	1	11
DISCUSSION on		
EDUCATION BY		
Abdul Aleem Shah, Syed	1	149
Abida Javid, Mrs	1	163
Amar Usman Adil, Mr	1	156
Amjad Aziz, Sheikh	1	141
Arshad Mehmood Baggu, Mr	1	129
Asad Muazzam, Doctor	1	152
Asghar Ali Gujjar, Chaudhry	1	146
Asghar Ali Qaiser, Malik	1	134
Farzana Raja, Mrs	1	138
Ihsan Ullah Waqas, Syed	1	131

	Issue No	Page No
PRIVILEGE MOTION regarding		
Demand for money from and misbehavior with the MPA by SHO Madina Town, Faisalabad	4	620
ASGHAR ALI GUJJAR, CHAUDHRY		
Criteria for setting up BHU's	5	775
Decrease in water rate as per water quota per acre	5	696
Method of checking quality of roads	5	703
Oath of office	1	11
Price of agricultural produce	5	763
Sympathizing with a Member on breach of his Privilege	1	91
Talking for welcome remarks	1	13
DISCUSSION on		
Education	1	146
Law and Order	2	329
POINTS OF ORDER regarding		
Cross talk in the House	1	99
Interruption by Members	2	283
ASGHAR ALI QAISER, MALIK		
Tributary resolutions for individual leaders	5	797
DISCUSSION on		
Education	1	134
Health	3	490
POINTS OF ORDER regarding		
Applications for sale deeds pending with Housing Department	4	688
Correction of record	2	258
ASHFAQ AHMAD, MAKHDOOM (Minister for Environment Protection)		
POINT OF ORDER regarding		
Show of majority by leaders	5	790
AZMA ZAHID BOKHARI, MS		
Payment to contractors of previous government	5	722
POINTS OF ORDER regarding		
Condition of ID card for B. A forms	1	42
ID card for submission of admission forms	2	189

B

	Issue No	Page No
BILAL YASIN, MR		
ADJOURNMENT MOTION regarding		
Termination of post of Moazzan Khadam from Muslim Masjid, Lahori Gate, Lahore	2	251
QUESTIONS regarding		
Behavior of police in wagon stand Okara	4	606
Detail of plots and commercial areas in Jubilee Town	2	221
Development of parks and green belt in Jubilee Town	2	222
Drugs vending in Havaili Lakha, Okara	4	604
Educational institutions of PP-139	1	66
Establishment of educational institutions in Jubilee Town	1	63
Expenses of repairs of quarters of Chauburji Garden Estate and Punch House	5	734
Facilities for localities of PP-139	6	881
Problems of Civil Hospital, Havaili Lakha	3	411

	Issue No	Page No
ARSHAD MEHMOOD BAGGU, MR		
Exemption from Property Tax not given by Department	5	818
Export of mutton to Middle East, a cause of price hike	4	629
Sumbrial dry port incident	6	911
ADJOURNMENT MOTIONS regarding		
Measures for eradication of environmental pollution from Raiwind Road and Multan Road link	3	422
Saving the localities of Raiwind – Multan Road from pollution emitted by factories	1	115
CALL ATTENTION NOTICE regarding		
Abduction of four sisters and murder of President of Ahl-e-Sunnat in Jampur	4	615
DISCUSSION on		
Education	1	129
Health	3	517
Housing	4	683
Law and Order	2	334
The Punjab Local Government (First Amendment) Bill, 2003	8	1218
The Punjab Marriage Functions (Prohibition of Ostentatious Displays and Wasteful Expenses) Bill, 2003	7	1079
POINTS OF ORDER regarding		
Arms' licenses	2	361
Cause of a certain situation	3	543
Dangerous water drained by industries	7	1026
Fixing of time for speeches of Members	3	456
Forming of a special committee	5	750
More time to doctors to speak on Health	3	468
Not bulldozing the Bill	6	933
Resolution for solidarity with Kashmiries	5	694
Responsibility of investigation agencies for blasts	4	563
Starting time of session	2	186
Unregistered medical colleges	3	387
QUESTIONS regarding		
Abduction for ransom in Sialkot	4	603
Appointment of Principal in Murray College Sialkot	1	67
Detail of hospitals and other health centers in Sialkot	3	415
Detail of schools and colleges in Sialkot	1	78
Development plans for PP-122 and PP-123	6	882
Setting up of technical and handicraft institutions for women in Okara	7	1047
ASAD ASHRAF, DOCTOR		
Committee under Chairman NRB	6	863
DISCUSSION on		
The Punjab Removal from Service (Special Powers) (Amendment) Bill, 2003	6	988
ASAD MUAZZAM, DOCTOR		
Drains for seepage	5	725
DISCUSSION on		
Education	1	152
Health	3	465
POINTS OF ORDER regarding		
Absence of Home Secretary from the House	4	563
Remarks of a Member	1	46

	Issue No	Page No
AMAR USMAN ADIL, MR		
DISCUSSION on		
Education	1	156
AMJAD AZIZ, SHEIKH		
Role of political figures for democracy	5	785
Salary of Chairman TEVTA	7	1033
Solidarity with Kashmiri brothers	5	767
Watering the mutton by butchers for extra weight	4	630
ADJOURNMENT MOTIONS regarding		
Indiscriminate allocation of development fund to MPAs	3	424
Non-existence of graveyards for localities of PP-156, Lahore	4	634
DISCUSSION on		
Education	1	141
POINTS OF ORDER regarding		
Agenda for Law & Order	2	303
Blaming for bomb blasts	4	564
Construction of hospital with development charges	3	395
Privilege Motion against SP City	2	190
PRIVILEGE MOTIONS regarding		
Denial of Chairman, Punjab Technical Board to meet MPA	5	751
Denial of Chairman, Punjab Technical Board to meet MPA (continued)	7	1052
Insulting behavior of Chairman BISE with the MPA	4	624
QUESTIONS regarding		
Ambit of powers of traffic police	4	600
Basic facilities in Kotli Pir Abd-ur-Rehman, Lahore	2	226
Construction of boys' college in Lahore Cantt	1	20
Construction of buildings of Government Schools and Colleges in PP-156	1	26
Detail of breaking Amir Teejeka, outfall BS-Link	5	718
Detail of industry setup in N-Block of Gulberg, Lahore	7	1047
Development plans for Khanewal	6	868
Government Hospital for Housing Schemes	3	409
Payment of money to the affectees of new outfall of BS-Link canal	5	713
Provision of basic facilities in Jubilee Town	2	215
Provision of medicines through LP	3	408
Recovery of drugs from Police Inspector	4	607
Sending the cows off from Shalamar Bagh and Madina Colony	6	853
Student affairs of Government Technical Training Center, Mughalpura	7	1044
AMJID HAMEED KHAN DASTI, SARDAR		
POINT OF ORDER regarding		
Supporting the Sugarcane growers	8	1116
ANJUM AMJAD, DOCTOR		
DISCUSSION on		
Health	3	495
ANNOUNCEMENT regarding		
Panel of Chairmen on 29th January, 2003	1	10
ARIF MEHMOOD GILL, CHAUDHRY		
PRIVILEGE MOTION regarding		
Denial of Senior Members BOR to listen to MPA	1	89

	Issue No	Page No
Checking by civilian government of the roads made by military	5	707
Fixation of current day for discussion on Local Government	6	859
Indication of quorum	1	10
Laying of report on observance of Principles of Policy	2	188
Meeting of Committee during sitting of the Assembly	4	612
MPA plates used by others on cars	7	1055
Oath of Members without notification	1	16
Press news about possession of valuable land	5	758
Time limit of question's answer	6	832
QUESTIONS regarding		
Action against ex-principal of Government College for Women. Faisalabad	1	62
Detail of allotment of petrol pumps	4	554
Detail of bomb blasts in the province	4	560
Detail of open merit in medical colleges of the province	3	383
Detail of riots in jails	4	609
Development plans for Faisalabad	6	873
Length of canals. channels and water quota	5	730
Letting of water in canals	5	744
Posting on the same post for more than 3 years	2	223
AGENDA for		
Session of 29th January 2003	1	3
Session of 30th January 2003	2	183
Session of 31st January 2003	3	365
Session of 3rd February 2003	4	551
Session of 4th February 2003	5	691
Session of 6th February 2003	6	829
Session of 7th February 2003	7	1001
Session of 8th February 2003	8	1099
AHAD MALIK, MR		
Advantage of remission to prisoners	4	581
POINTS OF ORDER regarding		
Ban on walima and 300 persons in marriage functions	7	1086
Ideological Parties	5	796
AHMED SAEED KHAN, MALIK, ADVOCATE		
Payments to sugarcane growers	8	1119
DISCUSSION on		
The Punjab Local Government (First Amendment) Bill, 2003	8	1188
AKMAL SAIF CHATTHA, MR		
Oath of office	1	19
Presentation of report of Special Committee No. 1	8	1138
ALI ABBAS, MR		
POINT OF ORDER regarding		
Starting time of session	1	145
ALI HASSAN RAZA QAZI, MR		
ADJOURNMENT MOTION regarding		
Protest of farmers on installation of Tube Wells in tehsil Chiniot	1	110
QUESTIONS regarding		
Quota of Teachers' sons in medical colleges	3	405
Reconstruction of Chiniot - Pindi Bhatian Road	5	732
Starting of classes in a school	1	64
The water plan in Faisalabad under WASA	2	224

	Issue No	Page No
ADJOURNMENT MOTIONS		
Blockage of traffic on GT Road due to creeping and overlapping vehicles	5	755
Deaths by blasts and fire of combustible matter in containers on Sambrial dry port	6	907
Delay in construction of metalled road connecting Sialkot and Gujranwala	2	254
Dishonesty of brokers and dealers of Sialkot in weighing	5	760
High-handedness of Sugar Mill owners with Sugarcane growers	8	1112
Hurdle in construction of modern slaughter house for Lahore	1	112
Inattention of Government in making alternate way due to deterioration of Plakhu bridge, GT road	7	1064
Inattention of Government in making alternate way due to deterioration of Plakhu bridge, GT road (continued)	8	1111
Increase in the price of mutton	1	114
Increase in the price of mutton (continued)	4	627
Indiscriminate allocation of development funds to MPAs	3	424
Law for stopping show of dowry and useless rites	7	1061
Likely damage to crops in the Punjab due to lack of water	4	631
List of Adjournment Motions for Housing and Physical Planning Department	1	108
Measures for eradication of environmental pollution from Raiwind Road and Multan Road link	3	422
Non-existence of graveyards for localities of PP-156, Lahore	4	634
Precaution for habit of smoking and drugs in juveniles	7	1060
Protest of farmers on installation of tube wells in tehsil Chinniot	1	110
Sale of diseased animals' meat to the villagers	2	253
Sale of diseased animals' meat to the villagers (continued)	4	631
Saving the localities of Raiwind–Multan Road from pollution emitted by factories	1	115
Termination of post of Moazzan Khadam from Muslim Masjid, Lohari Gate, Lahore	2	251
Unrest in people due to use of pesticides on vegetables	7	1057
Unrest in people due to waiving of ban on meals in marriage functions	7	1063
AFTAB AHMAD KHAN, RANA		
Action for vacation of stay of minerals	7	1014
Consultation with Leader of Opposition	1	118
Purchase of Sugarcane by sub agents	8	1114
Stolen cars used by police	8	1135
ADJOURNMENT MOTION regarding		
Deaths by blasts and fire of combustible matter in containers on Sambrial dry port	6	907
CALL ATTENTION NOTICE regarding		
Killing the Imam and injuring of many during the Juma Sermon in Faisalabad	6	895
DISCUSSION on		
Housing	4	664
Law and Order	2	274
The Punjab Local Government (First Amendment) Bill, 2003	8	1140
The Punjab Marriage Functions (Prohibition of Ostentatious Displays and Wasteful Expenses) Bill, 2003	7	1083
The Punjab Office of the Ombudsman (Amendment) Bill, 2003	6	955
POINTS OF ORDER regarding		
Answer of adjournment motion by Minister	3	422
Authenticity of answer by Education Minister	1	25
Cafeteria	2	186

INDEX

	Issue No	Page No
A		
AAMER HAYAT KHAN NIAZI, MR		
Oath of office	1	11
AAMIR SULTAN CHEEMA		
(Minister for Irrigation and Power)		
ADJOURNMENT MOTION regarding		
Likely damage to crops in the Punjab due to lack of water	4	632
QUESTIONS regarding		
Construction and repair of irrigation drains in village 5/61 Sheikhupura	5	743
Detail of breaking Amir Teejeka, outfall BS-link	5	718
Detail of retired employees of the Irrigation Department	5	723
Detail of work and employees of Mughalpura workshop	5	727
Illegal running of outlets in village 140/A Liaqatpur North	5	732
Length of canals and channels and water quota	5	730
Letting of water in canals	5	744
Payment of money to the affectees of new outfall of BS-Link canal	5	714
Sanctioned water of Jhang branch for district Jhang	5	739
Water quota for the Punjab by IRSA	5	695
ABDUL ALEEM KHAN, MR		
Leave of absence of	8	1107
Oath of office	1	11
ABDUL ALEEM SHAH, SYED		
Behavior of Opposition Members	5	789
DISCUSSION on		
Education	1	149
Health	3	474
ABDUL GHAFOOR KHAN, CHAUDHRY		
ADJOURNMENT MOTION regarding		
Likely damage to crops in the Punjab due to lack of water	4	631
QUESTIONS regarding		
Construction and repair of irrigation drains in village 5/61, Sheikhupura	5	743
Details about Government MC Primary School, Nabipura, Gulberg-II	6	887
Duty time for Lady Staff Nurses	3	409
Installation of Tube wells for potable water in PP-152	2	230
Number and other details of schools located in PP-152.	1	70
Number of school for localities of PP-152	1	74
Recovery of additional increments	3	407
Responsibility of removing debris	5	733
Roads and streets of A-I Gulberg-III	6	888
Water supply in Jinnah Park, Nabi Pura I, II & LDA Colony	2	231
ABDUL RASHID BHATTI, MR		
QUESTIONS regarding		
Detail of appointment of Dr Khizar Hayat in Health Center, Raiwind	3	368
Detail of cases in police station of Raiwind, Chuhang and Manga Mandi	4	585
Details of contracts of Union Council Raiwind	6	834
Recovery of Professional Tax	6	864
ABIDA JAVID, MRS		
DISCUSSION on		
Education	1	163
Health	3	527
Law and Order	2	339